

نشوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

مصحف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مستقیم

قاضی سجاد حسین

جلد دوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریح مولوی ہستی

ہست قرآن در زبان پہلوی

جلد دوم

(دفتر سوم - چہارم)

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چک اردو بازار لاہور

رٹ ۷۲۲۳۵۰۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: ————— ثنوی مولوی ہنوی رحمہ اللہ

مؤلفہ: ————— مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ

مترجم: ————— قاضی تجا حسین

ناشر: ————— اسلامی کتب خانہ

طابع: ————— ممتاز احمد

مطبع: ————— رضا پرنٹرز لاہور



کپوزنگ

سرورق سب ناسل ایم۔ اے۔ حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ ہمیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!
(ادارہ)

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانا رومؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	قصہ ہدایت و دلیری ایشان ہر امتحان حق تعالیٰ	۸۵
۳۰	مستی بزاز و دین بزمادہ و مستحق او بکودہ مقابل	۸۶
۳۱	تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را	۸۷
۳۲	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	۸۸
۳۳	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	۹۰
۳۴	حکایت درختیل	۹۰
۳۵	بازگشتن فرعون از میدان بشیر شاد ماں	۹۲
۳۶	جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ	۹۲
۳۷	وصیت کردن عمران بخت را	۹۳
۳۸	ترسیدن فرعون از بایگ و غریو و غوغا	۹۴
۳۹	پیار شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	۹۴
۴۰	خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را	۹۸
۴۱	یو جود آمدن موسیٰ علیہ السلام	۹۹
۴۲	بازوئی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام	۱۰۰
۴۳	حکایت مدگیرے کا ڈھانے افسرہ ہمارہ چندانست	۱۰۲
۴۴	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۰
۴۵	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۰
۴۶	پانچ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۱
۴۷	جواب موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۲
۴۸	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۲
۴۹	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۳
۵۰	فرستادن فرعون بمدرائے در طلب ساحران	۱۱۸
۵۱	استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گوبہ پدرا	۱۱۹
۵۲	جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند آن خود	۱۲۱
۵۳	تشبیہ کردن قرآن مجید بر حصانے موسیٰ علیہ السلام	۱۲۲
۵۴	جمع آمدن ساحران از میدان پیش فرعون	۱۲۷
۵۵	اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب	۱۲۸
۵۶	تلاوت کردن قرآن علیہ السلام پسر لوسر کشیدان	۱۳۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۷
۲	اے فیاء الحق حسام الدین بیار	۱۵
۳	قصہ خوردگان بیل بچکان	۲۲
۴	بقیہ قصہ معترضان بیل بچکان	۲۵
۵	بازگشتن بچکان بیل بچکان	۲۷
۶	خطاے حیثان کہ بہتر از صواب بیگانگانست	۳۰
۷	امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	۳۱
۸	اللہ گفتن نیازمند عین لیک گفتن حق ست	۳۲
۹	فریاد کردن روستائی شہری را	۳۶
۱۰	قصہ اہل سبا و طاقی کردن نعت ایشان را	۴۰
۱۱	جمع آمدن اہل آفت ہر صباے	۴۲
۱۲	باقی قصہ اہل سبا	۴۷
۱۳	بقیہ قصہ رفتن خولجہ بدعوت روستائی	۵۱
۱۴	دعوت کردن باز بطاں را	۵۳
۱۵	رجوع بچکانیت خولجہ روستائی	۵۳
۱۶	قصہ صحابہ ضر و اں وحیلہ کردن ایشان	۵۶
۱۷	رد و اں شدن خولجہ بسوئے وہ با عمیلاں	۵۸
۱۸	رفتن خولجہ دو مش بسوئے وہ	۶۱
۱۹	فواغتن بجنون آں سگہ را کہ مقیم کوئے لیلے بود	۶۳
۲۰	رسیدن خولجہ دو مش بدہ	۶۷
۲۱	اشارات و دشمنی مدعی کمال را	۷۳
۲۲	افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن دے	۷۷
۲۳	چرب کردن مرد لانی لب و سبب خود را	۷۸
۲۴	ایمن بودن طبع ہا کہ در امتحان کہ حضرت عزت لورا	۸۰
۲۵	بردن گرہ بدنبہر اور و اشدن پہلوں	۸۱
۲۶	دعوائے طاووس کردن آں شغال کہ در صباغ افتادہ بود	۸۲
۲۷	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را	۸۳
۲۸	تفسیر و تفسیر فہم فی لحن القول	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	صفت بعض اولیاء کرام رضی اللہ عنہما حکام الہی	۱۸۷
۸۸	سوال کردن بہلوان آں در دیش دلی را	۱۸۸
۸۹	قصہ وقوفی و کراماتش	۱۹۱
۹۰	بازگشتن بقصد وقوفی علیہ الرحمۃ	۱۹۲
۹۱	سر طالب کردن موسیٰ خضر علیہما السلام	۱۹۳
۹۲	بازگشتن بقصد وقوفی علیہ الرحمۃ	۱۹۵
۹۳	نمودن مثال ہفت شیخ سوائے ساحل	۱۹۶
۹۴	شدن آں ہفت شیخ بر مثال یک شیخ	۱۹۷
۹۵	نمودن آں شعبہا در نظر آں شیخ مرد	۱۹۸
۹۶	باز شدن شعبہ ہفت درخت	۱۹۸
۹۷	مخفی بودن آں درختاں از چشم خلق	۱۹۹
۹۸	یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظر او	
۹۹	ہفت مرشدن آں ہفت درخت	۲۰۲
۱۰۰	پیش رفتن وقوفی بامامت آں قوم	۲۰۵
۱۰۱	پیش رفتن وقوفی بامامت آں قوم نبی	۲۰۸
۱۰۲	اقتدار کردن آں قوم از پیش وقوفی	۲۱۰
۱۰۳	بیان اشارت سلام سوائے دست راست	۲۱۲
۱۰۴	شنیدن آں وقوفی در نماز افغان اہل کشی را	۲۱۳
۱۰۵	تصویرات مرد جازم	۲۱۵
۱۰۶	دعا و شفاعت وقوفی در خلاص آں کشی	۲۱۶
۱۰۷	انکار کردن آں جماعت بر دعا و شفاعت وقوفی	۲۲۲
۱۰۸	باز شرح کردن حکایت آں طالب روزی حلال	۲۲۳
۱۰۹	رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ السلام	۲۲۵
۱۱۰	نہیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام شنیدن از ہر دو خصم	۲۳۱
۱۱۱	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	۲۳۲
۱۱۲	تضرع کردن آں شخص از داوری داؤد علیہ السلام	۲۳۲
۱۱۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۲۳۳
۱۱۴	حکم کردن داؤد علیہ السلام صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۲۳۵
۱۱۵	حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ مہلہ اہل خود بوسے بخش	۲۳۶
۱۱۶	عزم کردن داؤد بخواندن خلق ہر شیخ حاکم را بکشند	۲۳۷
۱۱۷	گواہی دادن دست و پاؤں باں بر سر ظالم ہم در دنیا	۲۳۸
۱۱۸	بیرون رفتن خلافت بسوائے آں درخت	۲۴۰
۱۱۹	قصاص فرعون داؤد علیہ السلام خونی را	۲۴۱
۱۲۰	در بیان آنکہ لیس باقی بجائے آں خونست کہدی گاؤ کشند	۲۴۳
۱۲۱	گر بختن علی علیہ السلام بر فراز کوه از احقان	۲۴۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۷	توفیق میان اہل اوصیہت کہ از شاہ کفر و حدیث دیگر	
۵۸	کہ من لم یفرض بقتلی ولم یضرب علی بکلی الخ	۱۳۷
۵۹	مش در بیان آنکہ حیرت بالغ بحث و فکر است	۱۳۸
۶۰	حکایت	۱۳۹
۶۱	داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن	۱۴۱
۶۲	حکایت آں مرد کہ در عہدہ داؤد علیہ السلام شب و روز دعا	۱۴۶
۶۳	تضرع علی کوه	۱۴۶
۶۴	دویدن گاؤ در خانہ آں دما کشندہ با لحاج	۱۴۹
۶۵	در بیان آنکہ علم را دو پرو گمان را یک پرست	۱۵۱
۶۶	مثال رنجور شدن آدمی بویہم بقیہ خلق	۱۵۲
۶۷	در بیان آنکہ عقل خلق متفاوت است در اصل فطرت	۱۵۳
۶۸	در وہم انگندن کوکال استاد را بر کمر	۱۵۵
۶۹	رنجور شدن فرعون بویہم از تعظیم خلایاں	۱۵۵
۷۰	رنجور شدن استاد معلم بویہم و خیال	۱۵۶
۷۱	دوہم را در وہم انگندن کوکال استاد را	۱۵۸
۷۲	خلاصی یافتن کوکال از کتب بدیں مکر	۱۵۹
۷۳	رفتن مادر این کوکال با داویدیا استاد	۱۵۹
۷۴	در بیان آنکہ در روح را چوں لہا سے است	۱۶۱
۷۵	حکایت آں درویشی کہ در کوه خلوت کردہ بود	۱۶۱
۷۶	دیدن زرگر عاقبت کار را در سخن بوقی عاقبت گفتن	۱۶۲
۷۷	بقیہ قصہ آں زاید کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو	۱۶۳
۷۸	ہی از درخت بازگیرم	۱۶۳
۷۹	تشبیہ بندام قضا بصورت نہاں و اثر پیدا	۱۶۶
۸۰	مضطرب شدن آں فقیر نذر کندہ چندان امر و ہزار درخت	۱۶۷
۸۱	متمم کردن آں شیخ را با دو وال و بریدن و تش را	۱۶۹
۸۲	کرامت شیخ قطع وز نیل یافتن او بدو دستور خلوت	۱۷۱
۸۳	سبب جرأت سارا حن فرعون بر قطع دست و پا	۱۷۳
۸۴	شکایت کردن ہر دو پیشتر کہ من بسیار ہوسہی آیم	۱۷۵
۸۵	اجتماع اجزائے خرخرم علیہ السلام بعد بوسیدنش	۱۷۷
۸۶	جزع نا کردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش	۱۷۷
۸۷	عذر گفتن شیخ سہرنا بر مرگ فرزند اں	۱۸۰
۸۸	قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روزی مصحف	۱۸۳
۸۹	صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ	
۹۰	السلام صلی علیہ آسماں راست میکرد از سوال	۱۸۳
۹۱	بقیہ قصہ تا بنیاد مصحف خواندن آں بنظر	۱۸۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۰۹	مثل زدن در میدان کرة اسب	۲۱۰
۳۱۱	بقیہ حصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۲۱۱
۳۱۲	تفسیر آیت وَجَلِبْ عَلَیْکُمْ بِغُلَکُمْ وَجَلِبْکَ الْاِیْمَہ	۲۱۲
۳۱۳	رسیدن بانگ ظلم نیم شب مہمان مسجد	۲۱۳
۳۱۶	ملاقات آن عاشق با صدر جہاں	۲۱۴
۳۲۰	جذبہ ہر عصرے جنس خود را	۲۱۵
۳۲۱	محبوب شدن جان نیز عالم ارواح	۲۱۶
۳۲۳	تسخیر عزم و نجات با خبر کردن آدی را	۲۱۷
۳۲۴	نظر کردن بغیر علیہ السلام با سیراں و تسم کردن	۲۱۸
۳۲۵	تفسیر آیت اِنَّا نَسْخِیْہُ وَاَقْبَلْہُ فَجاءَکُمْ الْفَتْحُ	۲۱۹
۳۲۷	سرانگہ بے مراد بازگشتن رسول علیہ السلام	۲۲۰
۳۲۷	از حد بیہودہ حق تعالی لقب آن فتح کرد	۲۲۱
۳۲۸	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۱
۳۲۸	کہ لَا تَقْضِیْ لَوْحِی عَلٰی یُونُسَ بَنِ مَعْنٰی	۲۲۲
۳۳۰	آگاہ شدن بغیر علیہ السلام از طعن ایشان	۲۲۲
۳۳۰	فہم کردن رسول علیہ السلام بغیر آں امیراں را	۲۲۳
۳۳۲	بیان آنکہ طاعی در بین قاہری مقہورت	۲۲۳
۳۳۶	جذب معشوق عاشق رقص حیث لَا تَطْلَعُ الْکَلْبُ	۲۲۴
۳۳۷	رسیدن بخارا عاشق در بندگی صدر جہاں	۲۲۵
۳۳۸	لاخواتن پیشا از دست سلیمان علیہ السلام	۲۲۶
۳۴۰	امر کردن سلیمان علیہ السلام پیشہ منتظم لیاہار خصم	۲۲۷
۳۴۲	نواختن معشوق عاشق بیوش خود را	۲۲۸
۳۴۵	یا خوش آمدن عاشق بیوش خود بے باز آوردن بہ شام	۲۲۹
۳۵۰	حکایت آن عاشق در ازاجر بسیار استیحاں	۲۳۰
۳۵۳	یقین عاشق معشوق داد بیان آنکہ جویندہا بندہ بود	۲۳۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۶۶	الابالی گفتن عاشق ناخ و عاذل	۲۳۶
۳۶۹	اروئے نہادن آن عاشق سوئے بخارا	۲۳۹
۳۷۰	در آمدن آن عاشق الابیالی در بخارا	۳۷۰
۳۷۱	جواب گفتن عاشق عاذلان و جذبہ کنندگان را	۳۷۱
۳۷۳	رسیدن آن عاشق بمعشوق	۳۷۳
۳۷۴	صفت کردن آن مسجد کہ مہمان کش بود	۳۷۴
۳۷۵	آمدن مہمان در آن مسجد	۳۷۵
۳۷۵	طامت اہل مسجد مہمان عاشق را	۳۷۵
۳۷۶	جواب گفتن عاشق ناخاں و طامت گویاں را	۳۷۶
۳۷۷	بیان آن کہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود	۳۷۷
۳۸۰	طامت کردن اہل مسجد مہمان را	۳۸۰
۳۸۳	گفتن شیطان قریشی کہ جنگ محمد علیہ اسلام آید	۳۸۳
۳۸۹	تکرار کردن عاذلان چند ایراں مہمان	۳۸۹
۳۸۹	جواب گفتن مہمان ایشان را	۳۸۹
۳۹۵	تمثیل گریختن مومن و قیمل و بے صبری او	۳۹۵
۳۹۹	تمثیل صابر شدن مومن چوں بر سر بلا واقف شود	۳۹۹
۳۹۹	ضد گفتن کہ بانو با خود	۳۹۹
۴۰۰	باقی قصہ مہمان آن مسجد مہمان کش	۴۰۰
۴۰۲	ذکر خیال بداندیشدی قاصر مہمان	۴۰۲
۴۰۴	تفسیر حدیث اِنَّ الْفَقْرَانَ ظَهَرَا وَبَطَنَا اِنْ	۴۰۴
۴۰۶	بیان آنکہ فقرتن انبیاء اولیاء علیہ السلام بگو بہا	۴۰۶
۴۰۵	و غار باجہت پنهان کردن خویش نیست	۴۰۵
۴۰۶	تشبیہ صورت اولیاء صورت کلام اولیاء	۴۰۶
۴۰۷	تفسیر قول تعالی اِنَّا جَعَلْنَا اَوْبَیْ مَعَهُ وَالطَّیْرَ	۴۰۷
۴۰۸	جواب طعنہ زدنہ بر مشغولی	۴۰۸



دفتر دوم کی اشاعت:

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی ہستی شیخ نظام الدینؒ دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہو۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درس گاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانا نے روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب پنجابی کلچرل کونسل ایرانی امبی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائریکٹر ایرانین کلچرل ہاؤس نے مولانا رومؒ پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفتر دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہل قلم علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدتوہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لائبریریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چندہ طور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغوم ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آجائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں:

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں دفتر اول اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت:

سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی

فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغنا بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَنِيَّ فِيْكَ تَحِيْرًا اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مرا ز ہر دو جہاں بے نیاز کرو ایں خواب کارِ دولت بیداری کند
مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدانِ حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اَجَلٌ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطَ اَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔
رضا:

مقامِ رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِیْبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ الْبِغْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالیقین کی بحث مولانا نے رومؒ نے مفصل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔
ابدال:

مولانا نے رومؒ نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے۔

کیست ابدل؟ آنکہ او مُبدل شود خمرش از تبدیلی یزداں غل شود
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے اللہ کے تبدیل کر دینے سے اس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاقِ رویہ ہوں وہ اخلاقِ حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔
وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا اِنْقَطَعَتِ النَّبُوَّةُ اَبْدَلَهُ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ اَقْوِيَاءَ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یَقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ یَفْضَلُوْا النَّاسَ بِكُفْرَةٍ صَوْمٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ النَّبِیَّةِ وَسَلَامَةِ الْفُلُوبِ لَجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاءِ زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرمایا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسنِ خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیانِ ثابتہ:

وہ تمام اشیاء جو موجوداتِ خارجہ کہلاتی ہیں اور عالمِ شہود میں جو اس کے ذریعہ محسوس ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود

کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثابتہ کہلاتا ہے۔
خارجی جس میں قدر موجودات ہیں وہ ان اعیان ثابتہ کا کس اور کل ہیں اور ان اعیان ثابتہ کی اصل اسماء الہی اور اسماء
الہی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا نے روم اعیان ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماء الہی کو برز ماہیات سے اور حقیقت الہیہ کو
برز برز ماہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ ماہیات دربر برز آل پیش چشم کلاماں باشد عیال

یعنی اعیان ثابتہ اور ان کا برز اسماء الہی اور اس برز کا برز یعنی حقیقت الہیہ کا ملوں کے مشاہدے میں ہوتی ہے۔ اسی
لئے بعض کا ملین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔
عقل معاش:

وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نااہل ہو وہ عقل معاش ہے اسی کو مثنوی عقل جزوی اور عقل ناقص بھی
کہا گیا ہے۔
عقل معاد:

وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اس کو عقل معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقل کلی عقل کامل عارف
کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مستور الحال:

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابداً تک بھی پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى أَوْلِيَاءَ أَخْفِيَاءَ شُعْشَعَةً رَوُّهُمْ مُغْبِرَةٌ وَجُوهُهُمْ إِذَا اسْتَأْذَنُوا
عَلَى الْأَمْرِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ وَإِذَا غَابُوا لَمْ يَفْتَقَدُوا إِذَا حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا وَإِنْ مَرَضُوا لَمْ يُعَادَوْنَ وَإِنْ
مَاتُوا لَمْ يَشْهَدُوا وَهُمْ مَجْهُوْلُونَ فِي الْأَرْضِ مَشْهُورُونَ فِي السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء
ہیں جن کے سر کے بال پراگندہ ہیں ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں ان کو اجازت نہیں
دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی لوگ جستجو نہیں کرتے اور اگر موجود ہوں تو ان کو پکارا نہیں جاتا ہے اور اگر وہ بیمار پڑھ
جائیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر مر جائیں تو لوگ ان کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں
گمنا ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں مراقبہ میں
تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خواجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے
لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں ان پر ان بزرگ
نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خواجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ
کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ خواجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ
میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور
وہ مجھے جانتے ہیں۔

اس کو حکومت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو الہاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی متلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن 'توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اس کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی، خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے، الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنے والا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لِمَةً بَابِنِ آدَمَ وَلِلْمَلِكِ لِمَةً فَأَمَّا لِمَةُ الشَّيْطَانِ فَأَيُّعَاذُ بِالْشَّرِّ وَتَكْذِيبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لِمَةُ الْمَلِكِ فَأَيُّعَاذُ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقُ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ وَجَدَ الْآخِرَى فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ. یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلاتا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان کے خدا کی پناہ پکڑے۔

نتیجہ:

جو لوگ نتائج کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آ جاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از جمادی مُردم و نامی خُدم و ز ناما مُردم و حیواں سرزدم
مُردم از حیوانی و آدم خُدم پس چه ترسم بکے زمردن کم شوم

ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر بمحرم از بشر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو
تا بر آرم از ملائک بال و پر
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

جسم مثالی:

اہل شرع اور اہل تصوف متحد و عوام موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس میں ہر دو مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اس کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ مثالی کہلاتا ہے۔
واقعات اور اشخاص:

صلح حدیبیہ ۶ ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل درے مقام حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بزرگ و شیر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضور ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائے گے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہ گونا گوار بھی گذریں لیکن آنحضور ﷺ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوش منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نما فتح تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور ﷺ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضور ﷺ کے زیر نگیں آ گیا۔
بنی نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انہوں نے مخفی طور پر آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضور ﷺ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے ۴۰ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہوجانے کی اجازت دے دی گئی۔
بنو قریظہ:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔
غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد و تکرار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور

معاهدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوہ خندق میں جب عیسیٰ تائید سے آنحضرت ﷺ کو ۵۷ھ میں فتح و نصرت حاصل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو معاهدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہودی شریعت کے مطابق تھی۔ بلال بن رباحؓ:

حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا امیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرز اٹھتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گزاری۔ ان کو مؤذن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لا سکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں بھر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، عذر پیش کرنے کے باوجود قیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔

طالوت:

یہ بنی اسرائیل کا ایک نیا بادشاہ تھا کسی کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرا کر رہے تھے۔ حضرت شمویلؑ نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دوران سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤد نے وہی پتھر اٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤد نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتْلُ دَاوُدَ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم کنوار پن ہی میں بحکم خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ يٰلَيْسَنِي مِثْلُ قَبْلِ هٰذَا وَكُنْتُ نَسِيْنًا مِّنْسِيَا کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بری بن جاتی۔ فرشتے نے ان کو تسلی دی پھر جب ان کے گطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے ان کو ملاطمت شروع کر دی اس پر انہوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم گہوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے اَلَيْسَ عَبْدَ اللّٰهِ اَتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ كَابْنِ مَرْيَمَ هُوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ مخائب اللہ ہے۔

اہل سبا:

یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسَاكِيْهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ ۝ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَہٗ بَلَدُهُ طَيِّبَةٌ وَرَبُّ غَفُوْرٌ

۵ فَأَعْرِضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِم سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتِي ذَوَاتِ الْأَكْمِلِ خُمْطٍ وَأَنْثَىٰ مِنْ
سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نَجْرِي إِلَّا الْكَفُورَ۔ بیشک سہاراؤں کے لئے اپنی ہی ہستی میں
نشانیں تھیں دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک
بخشنے والا۔ تو انہوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دودھہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے
جن میں بدمزہ میوے اور جھاؤ کے درخت اور ٹھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا
دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکرے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیم نے حضرت ابوطحہ انصاریؓ سے شادی
کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابوطحہؓ نے کی۔ جس وقت آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔
حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابوطحہؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت پر مامور کر دیا انہوں
نے بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دس سال تک آنحضرتؐ کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرتؐ ان سے
بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت
میں امتیاز تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے۔ ۹ھ میں
بمصر تفریباً ۱۰۳ سال انہوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر
میں ہوئی ہے۔

تینہ:

بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
بنی اسرائیل کو علاقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار
کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا علاقہ سے جہاد کر لے
ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں تیرہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے
اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت
یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے
تھے صبح کو سوا گھنٹے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اولیس:

یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کے محتاج اور ضرورت مند تھیں لہذا ان کی آنحضورؐ کی
خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضورؐ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی
آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی
تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اور یہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی:

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام اردوی اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ابتداء دعوت سے آخر دم تک آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فرعون موسیٰؑ:

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا ہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین
صدر مدرسہ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ

۱۱ اگست ۱۹۷۶ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے ضیاء الحق چلبلی مولانا کے دعو
خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے
متحرک ہوئے۔ اس موسم طہارت
ظاہری و خولہ غسل میں یکن بار دھونا
مسنون ہے لہذا طہارت باطنی جو کہ
مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی
ہے اس کے لئے بھی تیسرے دفتر
میں تیسری بار مضامین لانا مناسب
ہے۔ اسرار سر کی جمع لائے بیل سار
کا مینہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔
اعجاز یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے
تایخر شروع کرنے کا سبب ہے
تھے
ع قوت یعنی جسمانی قوت
عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور گوشت
کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطا
خداوندی ہے مگر یہ بدن نشوونہ
پانا۔ اس چراغ جس طرح صبح کی
نوشتی ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں
ہے اسی طرح تہمدی طاقت
اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے
سے سقہ کردوں۔ آسمانوں کا
قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق
نہیں ہے۔ قوت جبرئیل حضرت
جبرئیل کی قوت کہ رب کے سہارے
بستیں کو الٹ دیا جسماں خدا کی وجہ
سے نہی۔

اے ضیاء الحق حُسام الدین یار اے ضیاء الحق حُسام الدین لا
یہ تیرا دفتر کیونکہ تہرات سنت ہے
در موسم دفتر بہل اعجاز را در موسم دفتر بہل اعجاز را
تیرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے
نوع عروقتے کز حرارت می جہد نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے بڑھتی ہیں
نوع فقیلہ پنبہ دروغن بود نوز طناب واستنخ قائم بود
حق اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے
رستے اور ستون کی وجہ سے قائم نہیں ہے
بود از دیدار خلاق وجود بود از دیدار خلاق وجود
وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے حق
حزرت جبرائیل کی قوت مطہر کی وجہ سے نہ تھی



ہم چنین! ایں قوت ابدال حق

ای طرح اللہ تعالیٰ کے ابدال کی قوت
جسمِ مثال را ہم ز نوراً سرشته اند

ان کے جسم کو بھی نور سے بنایا ہے
چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل

چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے
گرد آتش بر تو ہم بر دو سلام

اے جس پر آتش اور شعلہ بن جائیگی
ہر مزاجے را عناصر مایہ الیست

عناصر ہر مزاج کا مایہ الیست ہیں
ایں ۲ مزاجت در جہان مُنْبَسَط

دو بیج عالم میں تیرا یہ مزاج
اے درِ یغا عرصہ اقبامِ خلق

ہائے افسوس! لوگوں کی فہم کا میدان
اے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو

اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے
کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت

کہ طہ نے جلی میں خلق پا لیا
صارَدَ کُما مِنْہُ وَأَنْشَقَّ الْجَبَلُ

وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ ٹوٹ گیا
تقمہ ۳ بخشِ آید از ہر کس بکس

تو دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
خلقِ بخشہ جسمہا و رُوح را

وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

ہم ز حقِ دالِ نَزْ طعام و نَزْ طبق
اللہ کی جانب سے کھانے اور پہننے کی چیز سے

تاز روح وازِ مملکِ بگذشتہ اند
یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں

ز آتشِ نمرود بگذر چوں غلیل
حضرت غلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا

اے عناصرِ مر مزاجت را غلام
اے وہ کہ عناصر (اربع) تیرے مزاج کے غلام ہیں

وین مزاجت برتر از ہر پایہ الیست
اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے

وصفِ وحدت را کنول شد مُلَقِّط
اب وحدت کی مفت کو پھنپھو ہوا گیا ہے

سخت تنگ آمد ندارد خلقِ خلق
بہت تنگ ہے خلقِ خلق نہیں رکھتی ہے

خلقِ بخشہ سنگ را حلوائے تو
تیرا طہ پھر کو خلق بخش دیتا ہے

تا کہ مے نوشید و مے را بر نافت
یہاں تک کہ اس نے شرب پل اور شرب کی صفت نہ کر کا

هَلْ رَأَيْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَقَصَ الْجَمَلُ
کبھی تم نے پہاڑ سے لڑنے کا قریں دیکھا ہے

خلقِ بخشی کا ریز دانِ ست ولس
خلقِ بخشہ صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے

خلقِ بخشہ بہر بر عضو جُدا
تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

۱۔ ہم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قوت میں
جس کا جسم اللہ تعالیٰ سے بنایا گیا ہے
۲۔ ایں ۲ مزاجت یعنی آپ چونکہ
انقلابِ الٰہی کے ساتھ متصف ہیں لہذا
آپ کو اللہ سے اقوال حاصل ہو گیا
۳۔ اے درِ یغا عوام کی سمجھ کے
گلے سے مضمون وحدت نہیں ہوتا
۴۔ اے عرصہ قوت بخشہ کہتے ہیں جو ان
مضامین کو نکل سکے اے ضیاء الحق
لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ
چتر کے گلے سے بھی اس مضمون کو
اُتار سکتا ہے کہ طہ اور مضامین
معرفت کو کہ طہ سمجھا حالانکہ وہ پھر
ہے صلا کہ طہ کا اس معرفت کی
شراب پل لینے کی وجہ سے تھا۔

۵۔ تقریباً ایک انسان ہر سے
لگاتار قوت رکھتا ہے لیکن خلقِ طہا کرنا
صرف خدا کا کام ہے جس کی ہم حریت
دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب کے
اعضاء کا اس قبول کرنا وہ اس میں
قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا
کام ہے خلقِ بخشہ تعالیٰ ہر عضو کو
وہ روح کو اس کے مناسب خلق بخش
ہے۔



ایں اگے بخشد کہ اجلالی شوی
یہ اس وقت بخشتا ہے جب تو اجلالی ہو جائے
تاگوئی سرِ سلطان را بکس
تاکہ تو شہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے
گوش آں کس نوشد اسرارِ جلال
اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے
خلق بخشد خاک را لطف خدا
اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے
باز حیواں را بہ بخشد خلق ولب
پھر (اللہ) حیوان کو خلق اور ہونٹ بخشتا ہے
چوں گیا ہش خورد حیواں گشت زفت
جب (حیوان) نے خاک کی گھاس کھائی اور مٹا ہو گیا
باز خاک آمد شد اکالِ بشر
پھر مٹی آئی وہ انسان کو نکل جانے والی بنی
ذرا ہش دیدم وہاں شاں جملہ باز
میں نے ذرے دیکھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے
برگہا را برگ از انعام او
پہلوں کو ساز و سامان اس (اللہ) کے انعام سے ہے
رزقہا را رزقہا او میدہد
وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے
نیست شرح ایں سخن را منتہا
اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے
جملہ عالم آکل و ماکول داں
تمام عالم کو کھانے والا اور کھلیا ہوا سمجھ

از دعا و از دغل خالی شوی
فریب اور کھوت سے خالی ہوں جانے
تاہریزی قد را پیش مکس
تاکہ تو قد کو کبھی کے آگے نہ گرائے
کوچو سوسن صد زباں افتد لال
جو سوسن کی طرح سوز بانوں کے باوجود گونگا ہے
تاخورد خاک آب و روید صد گیا
یہاں تک کہ مٹی پانی جتنی ہے اور سنگڑوں گھاس لگاتی ہے
تا گیا ہش را خورد اندر طلب
یہاں تک کہ مٹاؤں کے کس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے
گشت حیواں لقمہ انسان درفت
حیوان انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا
چوں جد اشد از بشر روح و بصر
جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی
گر بگویم خورد شاں گردو دراز
اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائیگی
دارگاں را دا یہ لطف عام او
پروش کرنا لوگوں کی دلیہ اس کی عام مہربانی ہے
زانکہ گندم بے غذائے چوں زہد
کیونکہ گندم بے بغیر غذا کے کب پروش پاتا ہے
پارہ گفتم بدال زال پارہا
میں نے ایک کھلا کہہ دیا تو اس سے دل کھول کو کھولے
باقیاں را مقبل و مقبول داں
باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبال سمجھ

۱۔ ایں اللہ تعالیٰ ہر عرصہ و دور کو
خلق اس وقت بخشتا ہے جب انسان
خدا کی اخلاق سے مصروف ہو جائے
اور دغل سے اپنے آپ کو پاک کر
لے تاگوئی۔ جب اللہ کی یہ عطا
تمہیں حاصل ہو جائے تو نااہلوں پر
اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارف الہیہ
اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ
انسان میں ان کے انکسار کی پوری
ملاہمت پیدا ہو جائے اور نااہلوں
کے سامنے ان کو ظاہر نہ کرنے پر اس کو
قدرت حاصل ہو جائے خلق بخشد۔
اللہ نے زمین کو مٹی کو خلق عنایت فرمایا
ہے۔

۲۔ باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو
اپنی غذا بنالیتے ہیں۔ چوں گیا ہش۔
حیوانات سے انسان اپنا غذا حاصل
کرتا ہے باز پھر انسان کے مرنے
کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا
لیتی ہے۔

۳۔ ذرا ہش دیدم وہاں شاں جملہ باز
تبارخ للقاء کا نظام جاری ہے اور
کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے
کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے
برگہا ہتے جو حیوانات کی خوراک
ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا
فرماتا ہے کائنات میں جو چیزیں
دوسروں کی پروش کرتی ہیں ان کی غذا
پروش کرتا ہے۔ رزقہا۔ کیہیں خود
رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ
آئے تو اس کی پروش نہ ہو۔ جملہ
عالم۔ عالم امکان میں سب چیزیں
ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں چاہے
صرف ان کو حاصل ہے جو مقبول با لگاہ
الہی ہیں۔



واں جہان و ساکنانش مُنتَشَر

وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اہلِ آں عالم مخلدِ مجتمع

اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

آبِ حیوانے کہ مانندِ ابد

آبِ حیات تاکہ ہمیشہ رہے

رستہ از صد آفت و اخطار و نیم

جو سنگڑوں آنتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہے

چوں خیالاتِ عدد اندیش نیست

تعداد بجانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

غالب و مغلوب را عقل ست و راے

غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

خورد او چنداں عصا و کبل را

وہ بہت سی لاشیوں اور رسیوں کو نگل گئی

زانکہ حیوانی نبویش اکل و شکل

کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد

یہاں تک کہ اس نے ہر خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

رازی خلقِ معانی ہم خداست

معانی کے مخلوق کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

کہ بجز مایہ اورا خلق نیست

یادہ کو جذب کرنے کے لئے جس کے خلق نہ ہو

میسہان و حی اجلالی شود

تو اللہ کی وحی کا میہان ہو جائے

وانگہاں روزیش اجلالی شود

تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

ایں جہان و ساکنانش مُنتَشَر

یہ عالم اور اس کے باشندے سے جدا ہو جائیو لے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع

یہ عالم اور اس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

پس کریم آست کو خود را دہد

تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پلا دے

باقیات ۲ المصالحات آمد کریم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

گر ہزار اندیک کس بیش نیست

اگر وہ ہزار ہیں تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہیں

آر کل و ما گول را خلق ست و راے

کھانڈالے اور کھائے جانے والے کا خلق اور گلا ہوتا ہے

خلق بخشد او عصائے عدل را

اس نے انصاف کی لاشی کو خلق بخشا

و اندرو افزوں نشد ز اں جملہ اکل

اس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

مر یقین ۳ را چوں عصا حق خلق داد

اللہ تعالیٰ نے لاشی کی طرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

پس معانی را چوں عیایا خلقہا ست

تو خدائی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

پس زمانی تا بہ از خلق نیست

تو مچھلی ہے لے کر چاند تک کئی مخلوق نہیں ہے

خلق نفس از دوسرہ خالی شود

نفس کا خلق اگر دوسرے سے خالی ہو جائے

خلق جاں کز فکر تن خالی شود

روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

۱۔ ایں جہاں۔ عالم امکان۔ منتشر

چونکہ عالم امکان متغیر و متاثر سے

ہے۔ ایں جہاں۔ عالم آخرت۔

آب حیوان۔ یعنی معارف الہیہ

۲۔ باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعہ

فضائل بن گیا تو وہ محسم ہائی رہنے والی

نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیاء اور

بزرگ ایک روح ہزار قاب ہوئے

ہیں۔ آکل۔ اس عالم میں جو کھانے

والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں ان کا

تو صرف خلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے

نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی صفیات

سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و

رائے ہیں۔ خلق بخشد۔ اللہ نے

حضرت موسیٰ کی لاشی کو خلق عیانت

فرمایا وہ جلاؤ گراں کی لاشیوں اور

رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت

موسیٰ کی لاشی سب کچھ کر بھی موسیٰ

نہ موسیٰ کیونکہ اس کا کھانا حیوانی کھانا نہ

تھا۔

۳۔ مر یقین۔ جس طرح حضرت

موسیٰ کی لاشی کے خلق تھا یقین کے

بھی خلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا

ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خدائی

اشیاء کا خلق ہے وہی اشیاء کا بھی خلق

ہے۔ زمانی یعنی تحت اثری سے

خلق نفس یعنی اگر انسان اپنے آپ کو

وساوس شیطانی سے پاک کر لے

خلق جاں یعنی روح کو اگر مادی

ضرورت سے پاک کر لے

اِخلق عقل و دل چو شد خالی ز فکر

عقل و دل کا خلق بھی فکر سے خالی ہو گیا

شرط تبدیل مزاج آمد بدال

کچھ لے مزاج کو بدلنا شرط ہے

چوں مزاج آدمی گنجوار شد

جب آدمی کا مزاج مٹی خورد ہو جائے

چوں مزاج زشت او تبدیل یافت

جس اس کا بنا مزاج بد گیا

دایہ گو طفل شیر آموز را

وہ دایہ کہیں ہے؟ جو شیر خود بچہ کو

دایہ کو شیر خواہ طفل را

شیر خود بچہ کے لئے وہ دایہ کہیں ہے

گر بہ بند دراہ یک پستان برو

اگر اس پر ایک پستان کا راستہ بند کر گئی

زانکہ پستان شد حجاب آل ضعیف

کیونکہ اس باتوں کے لئے پستان پردہ بن گیا

پس حیات ماست مقوف فطام

تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر مقوف ہے

چوں جنیں بود آدمی خون بد غذا

جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی

چوں جنیں بود آدمی خونخوار بود

جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھاتے تھا

از فطام خون غذایش شیر شد

خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی

وز فطام لقمہ لقمہ انے شود

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمہ لقمہ بن جاتا ہے

یافت اوبے ہضم معده رزق بکر

تو اس نے معدہ کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پایا

کز مزاج بد بود مرگ بدال

اس نے کڑیوں کی موت سے مزاج کی بے ہوشی سے

زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد

تو (وہ) زرد و بد رنگ و بیمار و ذلیل ہو جاتا ہے

رفت رشتی دال رخسار چوں شمع تافت

برائی جاتی رہی اور اس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

تلبہ نعمت خوش گند بد فوز را

نعت کے ذریعہ خوش گند کر دے بد فزق کو

تاز نعمتها گند اورا غذا

جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

بر کشاید راہ صد بستاں برو

سیکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

از ہزاراں نعمت و خوان و رعیف

سیکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

اندک اندک جہاد گنیم الکلام

بہ تدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

از نجس پاکی برو مومن کذا

مومن ہی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے

بود اورا بود از خون تار و پود

اس کے وجود کا تار و پود خون سے تھا

وز فطام شیر لقمہ گیر شد

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہو گیا

طلب مطلب طلب پنہانے شود

ایک پوشیدہ مطلب کا طالب بن جاتا ہے

اِخلق عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادی ضروریات سے پاک کر لے۔ بذاتی فکر تازہ رزق یعنی معارف الہیہ مزاج۔ یعنی مادی مزاج۔ گنجوار۔ یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

۲ چوں مزاج۔ جب مادی مزاج میں تبدیلی آ جاتی ہے تو انسان انور الہی کا کل بن جاتا ہے فوز۔ یعنی منہ سلیم یعنی مایہ قدرت بری عادتیں چھڑا دے گریہ بند مایہ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو باغوں کے پودے کھلاتی ہے۔

۳ زانکہ پستان۔ جب تک بچہ شرب خور رہتا ہے بے شمار لذتیں غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔ پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھڑانے پر ترویج نہیں مقوف ہیں۔ فطام۔ بچہ کا دودھ چھڑانے جہاد گن۔ یعنی دودھ چھڑانے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنین۔ پیت کا بچہ از فطام۔ جس طرح بچہ کا دودھ چھڑانا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنتا اسی طرح اگر لذت جسمانی ترک کرو گے تو روحانی غذا میں بہتر سے بہتر حاصل ہوگی۔ وز فطام۔ جسمانی لذت کے ترک سے عین حاصل ہوگی اور ذلت خلافت کی طلب پیدا ہوگی۔ لقمہ۔ یعنی صاحب حکمت

ہست پیروں علیٰ بس منظم

باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

اندر و بس نعمت و بھید اکول

اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

بوستا نہا باغیا و کشتیا

گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیں ہیں

آفتاب و ماہتاب و صد سہا

آفتاب اور چاند اور ستاروں سہا (ستارے) ہیں

باغیا دارد عرو سیہا و سور

باغات ، جشن اور تازگی رکھتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در احتال

تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

در میانِ حبس و انجاس و عنا

بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

زیں رسالت معرض و کافر شدے

اس پیغام سے اعراض کرنے والا کافر ہوتا

زانکہ وہم کو زیں معنی ست دور

کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

نشود ادراک منکر ناک او

اس کا انکار کرنا (ادراک) احساس (ان باتوں کو) نہیں بنتا ہے

زایں جہاں ابدال می گویند شال

ان کو ابدال اس عالم کے بدلے میں کہتے ہیں

ہست پیروں عالمے بے بود رنگ

(اس) سے باہر ایک بے بود اور بے رنگ عالم ہے

کایں طمع آمد حجاب ژرف و زفت

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

گر جنیں راکس بگفتے در رحم

اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

یک زمین خرمی باعرض طول

ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

کو ہما و بحر ہا و دشتہا

پہاڑ ہیں اور دریا ہیں اور جنگل ہیں

آسمانے بس بلند و پُر ضیا

بہت اونچا آسمان ہے اور منور

از جنوب و از شمال و از دُور

جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

در صفت ناید عجایبہائے آل

اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خون خوری در چار میخ تنکنا

تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

س او حکم حال خود منکر بدے

وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا ہے

کایں محال ست فریب ست وغرور

کہ یہ نامکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

جنس چیزے چوں ندید ادراک او

اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

ہچنچاں کہ خلق عام اندر جہاں

اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

کایں جہاں چاہے ست بس تدریک و تنکنا

کہ یہ عالم ایک بہت اریک اور تنگ کنواں ہے

ہچچ در گوش کسے رایشال زرفت

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

۱۔ گر جنیں۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے۔ آٹھواں شعر ’لو حکم‘ جواب شرط ہے خرم۔ گوش۔ پر پردہ۔ اکول۔ کھانے کی چیز۔

۲۔ سہا۔ بہت۔ آفتاب کا باریک پہلا ستارہ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے شمال۔ شمالی ہوا۔ دوسرے مغربی ہوا۔ چوتھی ریم مادہ کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیدوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیے جاتے ہیں۔ تنکنا۔ تنگ۔ جبکہ جس۔ قید خانہ۔ عتلا۔ مشقت۔

۳۔ او حکم۔ یہ شرط کی جزا ہے رسالت۔ یعنی خدائی دنیا کا بیان۔ کفر۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر۔ ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہچنچاں۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خدائی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زایں جہاں۔ عالم آخرت۔ ہچچ۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ سناں۔ طمع۔ یعنی دنیاوی لالچ۔

گوش را بند طمع از استماع
لاچ ۱ کان کو سننے سے رک دیتا ہے
ہمچیں کہ آں جنین را طمع خوں
جس طرح سے خون کے لاچ نے اس پیٹ کے پیکو
از حدیث ایں جہاں محبوب کرد
اس عالم کی بات سے محرم کر دیا
زین ۲ ہمہ انواع نعمت ماند فرد
نعت کی ان تمام قسموں سے محرم رہا
بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
تجھ پر بھی اس دنیا کی خوشی کا لاچ
طمع و ذوق ایں حیات پر غرور
ہو کے ہے پر اس زندگی کے لاچ اور ذوق کے
پس طمع کورت کند نیکو بدال
ابھی طرح سمجھ لے لاچ تجھے اندھا بناتا ہے
حق ترا باطل نماید از طمع
لاچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے
از طمع بیزار شو چوں راستا ۳
بھوں کی طرح تو لاچ سے بیزار بن
کاندھاں در چوں در آئی واری
جب تو اس مگھ میں پہنچ جائے گا نجات پالے گا
چشم جانت روشن و حق بین شود
تیری روح کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بن جانی گی
پند مردان را پذیر اشو بجاں
(طیہا) میں سے مراد (حق) آنکھ کی صحت قبول کر لو (ابن
بشنو اکنوں قصہ و تمثیل آں
اب اس کی مثل اور ایک قصہ سن لے

چشم را بند غرض از اطلاع
غرض ۱ آنکھ کو باہر ہونے سے بند کر دیتی ہے
کال غذائے اوست در اوطان دُول
جو کہ کم ہے دلوں میں سے اس کی غذا ہے
خون تن را دردش محبوب کرد
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا
غیر خواں اوی نداند چاشت خود
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا
شد حجاب آں خوشی جاوواں
اس مافی خوشی کا پردہ بن گیا
از حیات راستینت کرد کرد
جی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا
بر تو پوشاند یقین را بیگماں
یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے
در تو صد کوری فزاید از طمع
لاچ کی وجہ سے حد ہے اندھا پن تجھ میں پڑ جاتا ہے
تا نہی پابر سر آں آستال
تاکہ اس چمکت پر تو سیر رکھ سکے
از غم و شادی قدم بیروں نہی
دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا
بے ظلام کفر نور دیں شود
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائے گا
تار ہی از خوف و مالی در آماں
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے
تا بیایی در حقیقت نور جان
تاکہ تجھے حقیقت اور حق کا نور حاصل ہو جائے

۱۔ استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود
غرضی۔ اوطان۔ وطن کی جمع ہے
دول۔ کثر۔ ایں جہاں۔ یعنی عالم
آخرت۔ محبوب۔ پوشیدہ
۲۔ زین۔ ہم۔ یعنی دنیا کی ہر لذت
غذا میں۔ فرد۔ اکیلا۔ یعنی محرم۔
چاشت۔ وہ پردہ کا کھانا مطلقاً کھانا۔
۳۔ انسان دنیاوی لاچ کی وجہ سے
آخری نعمتوں سے محرم ہو جاتا ہے
۴۔ راستا۔ یعنی آخرت کے
طالب۔ آستال۔ بارگاہ خداوندی۔
۵۔ یعنی مرد بار خداوندی۔ غم و شادی۔
یعنی دنیا کا برج اور خوشی۔ خوف۔ یعنی
آخرت کا ڈر

قصہ خورندگان پیل بچگاں از حرص و ترک نصیحت ناصحاں
لاچار کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں
گر بسنہ ماندہ شدہ بے برگ و غور
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و غور
بھوکے تھکے ہوئے بے سار و سامان اور ننگے
بھوکے تھکے ہوئے بے سار و سامان اور ننگے
مہر دانائش جو شید و بگفت
مہر دانائش جو شید و بگفت
اس کی دہائی کی محبت جوش میں آئی اور
اس کی دہائی کی محبت جوش میں آئی اور
گفت دایم کز تجوے ۲ و از خلا
گفت دایم کز تجوے ۲ و از خلا
ہلا میں جاتا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
ہلا میں جاتا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
پیل ہست ایں سوک اکنواں می روید
پیل ہست ایں سوک اکنواں می روید
جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے
جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے
پیل بچگانند اندر راہ تان
پیل بچگانند اندر راہ تان
تہدے راستے میں ہاتھی کے پیچے ہیں
تہدے راستے میں ہاتھی کے پیچے ہیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اند و سمیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اند و سمیں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں
از بے فرزند صد فرسنگ راہ
از بے فرزند صد فرسنگ راہ
اپنے پیچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے
اپنے پیچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے
آتش و دود آید از خرطوم او
آتش و دود آید از خرطوم او
اس کی سونپ سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اس کی سونپ سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اے بچوں کے اولیاء اللہ کے پیچے ہیں
اے بچوں کے اولیاء اللہ کے پیچے ہیں
غائبی مندیش از نقصانِ شال
غائبی مندیش از نقصانِ شال
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھ
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھ

۱۔ قصہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوئی ہے غور برہنہ
۲۔ تجوے۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کر بلا۔ وہ عقلمند
۳۔ ظریف۔ ناک مقام۔ خورد۔ خوراک
پاکیزہ۔ ہمیں۔ موٹا۔ کین۔ گھات۔
نہیں رونے کی پوار۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونپ۔ آتش۔ بھڑک۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیاں قرار دیا گیا ہے حضور۔ یعنی توجہ الی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

گفت اطفال من اند ایں اولیاء
اس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں
از برائے امتحان خوار و تمیم
وہ آزمائش کے لئے بے وقت اور تہیم ہیں
پشت دارِ جملہ عصمتہائے من
میری تمام حفاظتوں پر ان کا بھروسہ ہے
ہاں وہاں ایں دلق پوشان من اند
خبرہ، خبرہ، یہ گزری پوش میرے ہیں
ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر
ورنہ ہنر کی لاف سے کب کر سکتے؟
ورنہ کے کردے بیک نفرین بد
ورنہ ایک بدعا سے کب کر سکتے
برنگندے یک دُعائے لوط زانو
جو امر لوط کی ایک دعا کو اکھاڑ سکتی
گشت شہرستان چوں فردوسِ شال
ان کا جنت جیسا شہر ہو گیا
سوئے شامست ایں نشان و ایں خبر
یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوتا) ہے
صد ہزاراں انبیائے حق پرست
لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں)
گر جویم ایں بیاں افروز شود
اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا
خول شود کہ ہاو بازاراں بقسرد
پہاڑ خون بن جاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں
طرفہ کوری دور بین و تیز چشم
تو عجیب اندھا ہے کہ دور بین اور تیز نگاہ ہے

در غربتی فرد از کارو کیا
غیر ماضی میں بھی کام اور مشغولیت سے خالی ہیں
لیک اندر سر منم یار او ندیم
لیکن وہ ہمہ میں ان کا منظر اور ساتھی ہوں
گوینا ہستند خود اجزائے من
گوینا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں
صد ہزار اندر ہزار دیک تن اند
ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں
موتی فرعون را زیر و زبر
(حضرت) موتی فرعون کو تیر و بالا
نوح شرق و غرب را غرقاب خود
(حضرت) نوح شرق اور مغرب کو غرقاب خود
شہرہائے کافراں را اُمر او
کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے
دجلہ آب سیاہ رو میں نشان
سیاہ پانی کا مینا جا نشان دیکھ لے
در رہ قدش بہ بنی بر گذر
بیت المقدس کے راستہ میں سر راہ تو دیکھ لے گا
خود بہر قرنے سیاستہا بدست
(اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں
خود جگر چہ بود کہ خار اخول شود
جگر کیا ہوتا ہے خدا پتھر خون بن جائے گا
تو نہ بنی خود شدن کوری ورد
تو (ان کا) خون بننا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود
لیک از اُشتر نہ بیند غیر چشم
لیکن اونٹ میں سے اون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

۱۔ کارو کیا۔ یعنی کیا ہے کار خداوند
کار ہذا برائے۔ یعنی اولیاء کا مظاہر ہے
سہارا اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ
عوام کی آزمائش ہو سکے۔ ندیم۔ ہم
مجلس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء
اللہ کے قریب ہیں۔

۲۔ ہاں۔ تمام اولیاء ہریت کے
اعتقاد سے ایک ہیں۔ ہند۔ یعنی اگر
اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔
چوبہر۔ یعنی حضرت موتی کی لاشی۔
راہ تھی۔ جو امر و نمرود یعنی خلاصہ
کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا
مطلقاً آیا۔

۳۔ سوئے۔ قوم لوط کی بستیاں
شام کے علاقے میں ہیں۔ سیاہ۔
سوائے یعنی انبیاء کی تا فرماں سرا کا
سبب بنی ہے۔ گر جویم۔ ان واقعات
کی تفصیل بڑی ہدناک ہے۔ خو
شود۔ یہ ہدناک۔ واقعات پہاڑوں
کے جگر خون کردیں تو نہ بنی انسان
ان کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا
ہے۔ طرفہ کوری۔ انسان کا اندھا پن
جبنی عجیب ہے۔

مُوبِہو! بیندِ صرفہ حرصِ اُنس
انسان کا لالچِ خرق کو بال بال دیکھتا ہے
مُوبِہو! بیندِ حرصِ خود بشر
اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذہہ دیکھتا ہے
رقصِ آنجا کن کہ خود اشکنی
اس وقت نایب جبکہ تو خود کھنی کرے
رقص ۲ وجولائ برسرِ میداں کند
رقص ۲ وجولائیں میداں (جگ) میں دیکھاتے ہیں
چول رہند از دستِ خود دستِ زند
جب اپنے آپ سے نجات پاتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں
مطرِ بالِ شالِ از دہول دف می زند
ان کے مطرب اند سے دف بجاتے ہیں
تو نہ بنی برگہا برشا خما
تو نے چن کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے
تو نہ بنی لیک بہرِ گوشِ شال
تو نہیں دیکھتا ہے لیکن ان کے کان کے لئے
تو نہ بنی برگہا را کفِ زدن
تو چن کے تالیوں کے بجانے نہیں دیکھتا ہے
گوشِ سر بر بند از ہزل و دروغ
سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کر لے
پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو
اے چچا! مذاق سے منہ بند کر لے
سر کشد گوشِ محمد درخن
عمو کا کان بات سے مڑا معلوم کر لیتا ہے
سر بسر گوشِ مست چشمِ ستائیں نبی
یہ نبی جسمِ کان اور آنکھ ہیں

۱۔ مُوبِہو۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو
ذہہ ذہہ دیکھتا ہے۔ رقصِ آنجا کن
خوشی پر پانچتا ہے۔ کتنا مناسب نہیں
انسان اپنی کسی کوتاہی اور ثبوت سے
آزاد چاہتی خوشی منانے کا موقع ہے
۲۔ رقص وجولائ۔ مردوں کا رقص
میڈاں جہاں میں اپنے آپ کو فنا
کرتے وقت ہوتا ہے۔ چل دند۔
جب اپنے برے اخلاق حد و کبر
وغیرہ سے نجات پا جاتے اور رقص
سے بری ہو جاتے ہیں تو تالیاں
بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مطر
پاں۔ قدرت کی طرف سے ان کے
رقص کے سبب مہیا کر دیے جاتے
ہیں۔ مطرِ بال۔ گانا سنانے والے
کف می زند۔ سمند کی موجیں
تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بنی۔ شاخوں پر
ہواؤں سے جو پتے آہل میں
کھراتے ہیں وہ چن کا رقص اور
تالیاں بجاتا ہے
۳۔ تو نہ بنی۔ عام نہیں سمجھتے ہیں
لیکن خاص نگاہ دو گاہ مٹی کنند۔
شہر جاں۔ مداح کے شہر میں مذاق پیدا
ہوئی۔ ہزل۔ مذاق۔ سر کشد۔
آغوشہ کے بارے میں قرآن میں
فرمایا ہے اِنَّ خَسْرًا لَّکُمْ یعنی
آغوشہ کیلئے خسران ہے۔ والے کان ہیں
نبی قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آغوشہ
ہادی بھائی کے لئے جسمِ کان اور
آنکھ میں اور آپ کی رحمت ہادی
مر لی جاہ ہم شیر خواہنے ہیں۔

رقص بے مقصود داند ہچو خرّس
ہر بے مقصد ہچہ کی طرح پانچتا ہے
رقص او خالی زخیر و پُرز شر
اس کا پانچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے
پنیہ را از ریشِ شہوت برکنی
شہوت کے ریش سے بدن کو نوح ڈالے
رقص اند خونِ خود مرداں کند
بہار اور اپنے خون میں رقص کرتے ہیں
چول چند از نقص بر رقصے تند
جب نقص سے باہر جاتا ہیں تو ناچتے ہیں
بحر ہاد شورِ شال کف می زند
سمند ان کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں
کف زناں رقصاں ز تحریکِ صبا
باد صبا کے حرکت دینے سے ناچتے تالیاں بجاتے
برگہا برشاں شد کف زن عیال
کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں
گوشِ دل باید نہ این گوشِ بدن
(اس کے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان
تابہ بنی شہرِ جاں را با فروغ
تا کہ تو جان کے شہروں کو ہادی دیکھے
جو حدیثِ رُہی او چیزے مگو
اس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول
کش بگوید در بنے حق ہو اذن
ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں
رحمت او مَرُضِعِ ست و ماصی
ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

اِس لے سخن پیاں نداد بازراں سُوئے اہل پیل بر آغازاں
اِس باگی انتہا نہیں ہے واپس چل جاتی دہاں کی جانب لہ شروع کی طرف چل

بقیہ قصہ متعزضان پیل بچگان
جاتی کے بچوں کے مپے ہونے دہاں کے قصہ کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بُوئے می کند ہر دہاں ہر معده ہر بشر برمی تند
جاتی ہر منہ کو سگتا ہے ہر انسان کے معدے کے گرد پکر لگتا ہے

تا کجا یابد کباب پور خویش تا زند اند جزا صد زخم نیش
تا کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے تا کہ بدلے میں سو زخم لگائے

تا گجا بُوئے کباب بچہ را یا بدو زخمش زند اند جزا
تا کہ نہیں بچے کے کباب کی خوشبو پالے لہ بدلے میں اس کے زخم لگائے

لحمہائے بندگان حق خوری غیبت ایشاں کنی کبیر بری
تو اللہ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے سزا پاتا ہے

ہاں کہہ یوئے دہاں تاں خالق ست ہاں کہہ یوئے دہاں تاں خالق ست
خبردارا تمہارے منہ کی خوشبو سونگھنے والا خدا ہے

وائے آں فسوی کش بُوئے گیر وائے آں فسوی کش بُوئے گیر
اِس فسوہالے ہاںسوں ہر جس کی خوشبو سونگھنے والے

نئے دہاں از دیدن امکل زل جہاں ان بزرگوں سے نہ منہ چھپانا ممکن ہے
آب و روغن نیست مرزو پوش را آب و روغن نیست مرزو پوش را

منہ چھپانے کے لئے جتنی چڑی بانیں نہیں ہیں منہ چھپانے کے لئے جتنی چڑی بانیں نہیں ہیں
چند کو بد زخمہائے گرزِ شان چند کو بد زخمہائے گرزِ شان

ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے
گرزِ سح عزرائیل را بنگر اتر گرزِ سح عزرائیل را بنگر اتر

مکب الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے مکب الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے
ہم بصورت می نماید کہ گہے ہم بصورت می نماید کہ گہے

کبھی کبھی صحت بھی نظر آ جاتا ہے کبھی کبھی صحت بھی نظر آ جاتا ہے
ان سب سے بد باخبر ہوتا ہے ان سب سے بد باخبر ہوتا ہے

اِس لے سخن۔ یہ جسمانی کالوں کو بند کرنا لہ باطنی کالوں کو کھولنا۔ تاکہ جاتی منہ کو اس لئے سگتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھائے لے بچوں کے کباب لے غیبت کو قرآن نے گوشت خوردی قرار دیا ہے۔ کبیر جزا۔ غیبت کرنا دہاں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سونگھنے والا۔ فسوس و غش۔ غش۔ منکر بانگیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال و جواب کریں گے۔ ۲۔ دہاں۔ ان سے منہ نہ چھپایا جاسکے گا۔ آب و روغن۔ جتنی چڑی باتوں کے ذریعہ سے نہ بچا جاسکے گا۔ ژاژخا۔ کھاس کرنے والا۔ مرزو۔ ہم کے قصہ سے متعلق سرین۔ سحر گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ کبھی اثر کے علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا ہے لہ گھر دہاں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون مل رہا ہے۔

چوست ایں شمشیر بر فرق اسرم
میری سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے
در جواب آئند ہر یک اے عثمو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے ' اے چچا
چہ خیال ست اینکہ ہست ایں ارتحل
کیا دہم ' یہ تو چل چلاؤ ہے
از نہیب ایں خیالے شد کنوں
اس خیال کے د سے دیا ہی ہو گیا
پیش بیمار و سر منگوس شد
بید کو ' اور اس کا سر لودھا ہو گیا
چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
دست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے
چشم او روشن گہ خونریز شد
اس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی
از نتیجہ کبر اوو چشم او
اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں
کہ بغیر وقت جذبانہ درا
جو بغیر وقت کے ٹھنکی بجائے
بنگر اندر نزع جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگلی کر
روز و شب مانند دینار اشمرست
دن اور رات خزانیں شمار کرتے گئے کی طرح ہیں
تا کہ خالی گرد دوآید خسوف
یہاں تک کہ (ہمیلی) خالی ہو جاتی ہے کہ کرن آ جاتا ہے
اندر آید کوہ زان وا دن پپائے
اس دینے سے پہلے جڑ سے ختم ہو جائے گا

گویداں رنجور کاے یار حرم
بید کہتا ہے کہ لیسے محترم دوست
چوں نمی بیند کس ازیا ران او
جبکہ اے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے
نامی بنیم باشد ایں خیال
ہمیں نظر نہیں آتا ' یہ دہم ہو گا
چہ خیال ست اینکہ آں چرخ نگوں
تو کیا خیال ہے کہ لودھا آسمان
گرز ہا و تیغیا محسوس شد
گرد اور تلواریں محسوس ہو گئیں
اوی می بیند کہ آں از بہر اوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ہیں
حرص دنیا رفت و شمش تیز شد
دنیا کا لانچ کیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی
مرغ بے ہنگام شد آں چشم او
اس کی آنکھ بے وقت کا مرغا ہو گئی
سر بریدن واجب آید مرغ را
اس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے
ہر زماں نزعے مست جزو جانت را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے
عمر تو مانند ہمایان ز رست
تیری عمر اشرافیوں کی تھیلی کی طرح ہے
می شمار دی دہد زر بے قوف
بغیر توقف وہ اشرافیاں گنتے اور دیتے ہیں
گرز گہ بستانی و تکی بجائے
اگر تو پہلا سے لیتا رہے اور اس کی جگہ (کچھ) اند کے

۱۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ ایں
ارتحل۔ یعنی یہ وہی بات نہیں ہے
بلکہ میری جان نکالنے کے لئے مجھے
مار ہے ہیں اب یہ میرے کوچ کا
وقت ہے۔ چہ خیال تیری عزرائیل کی
تلوار کی نہیں ہے بلکہ اس کی تھیلی ہے
کلب اس کے ٹرسے میں آسمان
دہم نظر آتے ہیں۔ نہیب۔ خوف۔
منگوس۔ لودھا۔ لاسی پند۔ گرد
صرف بید دیکھتا ہے اور کوئی نہیں
دیکھتا۔ حرص۔ صرف اس کے دیکھنے
کی یہ وجہ ہے کہ اس کی آنکھ حرص دنیا
سے خالی ہو چکی ہے
۲۔ مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم
ہو جائے اور غلبہ کی کیفیت نظر آجائے
تو نیک اعمال کر سکتا اب آنکھ کا گلنا
بے وقت ہے۔ بے وقت کام کا نتیجہ
ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت
انسان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا
ہے
۳۔ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے
جسم کے ارتقاء ہوتے رہتے ہیں اور
ان کی جگہ دوسرے ارتقاء لیتے رہتے
ہیں۔ دینار اشمر۔ شمار کنندہ دینار۔
نزع۔ خسوف۔ یعنی عمر کے جانے کو کہیں
لگ جاتا ہے۔ گرد گہ۔ اگر پہلا کے
چرخ مسلسل نکالے ہو گئے تو ایک دن
وہ پہلا ختم ہو جائے گا۔

تَنْوَلْسُجْدًا وَاقْشَرِبْ يَابِي غَرْضِ

تاکے تجھے مجھ کا قریب ہو جائے تاکہ تم معاملہ چھوڑے
جو بکاڑے کاں بُود و دیں مکوش
سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو مکوش نہ کر

کارہایت اُتار و تارن تو خام
تیرے کام ناقص ہو گئے اور تیری مدنی مکی ہو گی
نے سنگ ست و نہ چوبہ نے لبہ
نہ چہرے سے نہ لکڑی سے نہ ناک سے نہ منہ سے

دَر مَنِيْ اَوْ كُنِّيْ دُرِّيْ مَنِيْ
اپنی خوبی کو اس (اللہ) کی خود میں دُرّیٰ کر
تا دَمَتْ يَا بَدِ مَدَدِهَا اَزْ دَمَشْ
تاکہ تیرا سر اس کے فیضانِ سعید میں شامل کرے

نَبُوْدْ اَزْ اَصْحَابِ مَعْنٰی اَلْ سَرَّه
نہاں ہونے کے نزدیک بے معنی نہیں ہیں
ہِجْ اَطْلَسْ دَمَتْ گِیْرُوْ هَوْشْ رَا
کوئی اطلس اس کی روح کی دھیری کرے؟

کُوْ دَمِ غَمِّ دَرْ دَلِ غَمْدَانِ اَوْ
اس کے غمگین دل میں غم کا بچھو ہے
وَزْدَرُوْں زَانَدِ شِہْبَا اَوْ زَارْ رَا
اور اندھے وہ نگاہوں میں زندہ زلزلہ ہے
چُوں نَبَاتِ اَنْدِیشَہٗ دَشْکَرِ خُشْنِ
اس کا گھر مری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی

پس نہ بر جائے ہر دم را غرض
تو ہر وقت جگہ پر غرض رکھتا رہ

وہ کمال کارہا چندیں مکوش
تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر مکوش نہ کر

عاقبت تو رفت خواہی تا تمام
(رہنے) تو انجام کار ناقص رہنے ہو گا
واں ۲ عمارت کردن گھر لکھ
قبر لکھ کی تعمیر

بلکہ خود را د صفا گھرے گنی
بلکہ اپنی قبر (قلب کی مضافی) میں بنا
خاک اُو گردی و مدفون غمش
اس کی خاک بن جاؤ اور اس کے غم میں دفن ہو جا

گور خانہ قُبَّہَا و کنگرہ
قیوں لکھ کنگرہ کی قبریں
سج بنگر اکنوں رند اطلس پوش را
اب کسی اطلس پوش رند کو دیکھ

دَر عَذَابِ مُتْکَرِّسْتْ اَلْ جَانِ اَوْ
اس کی جان برے عذاب میں ہے
اَزْ بُرُوْں بَرْطَاہِرْشْ وَنْگَارْ
باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں
واں یکے بینی دَر اَلْ دَلِیْقِ کُہْنِ
اور ایک کو تو بھلی گدڑی میں دیکھے گا

۱ غرض۔ یعنی عبادتِ مہکمل
دنیا کے کاموں میں بقدر ضرورت
مکوش کرے آخرت کے کاموں
میں انتہا تک کے عاقبت اگر آخرت
کا کام نہ کر لو گے تو دنیا سے ناکام ہو
جاؤ گے

۲ اہل عدالت۔ قبری کی آبادی قبر پر
تعمیر و دل دے جانے سے نہیں
ہوتی ہے بلکہ قلب کی مضافی اور انسانی
مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع
ہونے سے ہوتی ہے نہ صرف مخلص

۳ بنگر۔ بااعلیٰ کے ساتھ قبر پر
قبیلے کی مثال یہ ہے کہ ایک عذو
اطلس کی قبا پر بنا دی جائے وہ عذاب
بدکار احوال میں رہنے سے سکون قلب
مائل نہیں کر سکتا۔ ہاں یکے اگر
نیک اعمال انسان گدڑی میں بھی ہو
تو اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے
گفت۔ اس طمانح نے مسافروں
سے کہل

بازگشتن حکایت پیل چنگان
ہنسی کے چوں کی حکایت کی طرف رہی

تا دل و جاں تال میخند درجن
تاکہ تھملا دل اور جان مشتوں میں نہ پھنسے

گفت ناصح بشنود ایں پند من
صحبت کرتے ہوئے نے کہا میری یہ صحبت سن لو

با گیاه ۱ و برگہا قلع شوید
گہاں لہ چھوں پر قناعت کر لو
من بڑوں کردم زگردن وام نصیح
میں نے اپنی گہن سے نصیحت کا فرض ادا کیا
من بہ تبلیغ رسالت آدم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں
ہیں ۲ مبادا کہ طمع تال رہ زند
خبردار ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بن جائے
اس بگفت و خیر بادی کر دورفت
یہ کہا لہ خدا حافظ کہہ کر چل دیا
ناگہاں دید ند بریک جلاہ
ایک راستہ پر انہوں نے اپنا یک دیکھا
اندہ افتادند چوں گرگان مست
مست بھیڑوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے
آں یکے ہمہ خور دو بند داد
ایک ساتھی نے نہ کھلا لہ فصیح کی
لڑ کبابش بلع آمد آں سخن
و بات اس کے لئے اس کے کباب سے بلع ہی
پس بینانند و خفتند آں ہمہ
پھر وہ لیت گئے لہ سب سو گئے
دید فیلے سہنا کے در رسید
اس نے دیکھا کہ ایک خفاک بھی آ پہنچا
بُوئے میگرداں و ہاش راسہ بار
اس کے منہ کو اس نے تین دھبہ سکھا
چند بارے گرد و گوشت و برفت
چند بار اس کے گرد چکر کائے لہ چلا گیا

در شکار پیل بچگاں کم روید
تھی کے بچوں کو شکار کرنے کے صیپ نہ ہو
جو سعادت کے بود انجام نصیح
نصیحت کا نتیجہ یک سختی کے سوا کب ہوتا ہے
تاہ ہانم مرشدا از عدم
تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں
طمع برگ از نیجہا تاں برگند
خداک کا لالچ تمہیں جڑ سے اکھاڑ دے
گشت قحط و جوع شاں در راہ زفت
قحط لہ بھوک نے راستہ میں زند بکرا
پور فیلے فر ہے نوزادہ
تھی کا بچہ مٹا نومر
پاک خوردنش فرو شستہ دست
اس کو چٹ کر گئے (لہ) انہوں نے ہاتھ دھو لئے
کہ حدیث آں فقیرش بود یاد
کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی
بخت نوبخشہ ثرا عقل گہن
پہلی عقل تجھے نیا نصیبہ عنایت کرتی ہے
واں گرسنہ چوں شبان اندہ رمہ
و بھکا گلے میں جما ہے کی طرح تھا
اولاً آمد سوئے حارس دؤید
پہلے آیا لہ نگہبان کی طرف دڑا
پچ بوائے زونیا مدنا گوار
اس کو کوئی ناگوار ہو نہ آئی
مر و ناژ رواں شہ پیل زفت
اس بے مٹوئے تھی نے اس کو نہ ستلایا

۱ با گیاه بھوک کے وقت ہے
لہ گہاں کھائے تھائی کے بچوں کا شکار
نہ کرنا من بڑوں۔ تاج نے کہا میں
نے نصیحت کا فرض ادا کر دیا۔ جو
سعادت۔ یک سختی ہی نصیحت
قول کرتا ہے۔
۲ ہیں۔ لالچ کی جیسے تھی
کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خبر اپنی
یعنی رخصت کرتے وقت فی اللہ
کہا جلاہ۔ بندہ دست۔ یعنی اس
کے کباب کھا کر ہاتھ دھو لئے
۳ جلاہ۔ دھوؤں کو نہ کھانے کی
نصیحت کی۔ حدیث ثابت آں سخن۔
یعنی اس خطا کی نصیحت۔ دھو کر نہ
جس نے کباب نہ کھائے تھے وہ
پاسپانی کرنے لگا۔ شبان۔ گندیدہ
رمہ جانوروں کا گوشت سہنا کہ
خوناک۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار
یعنی تھی نے اس کے کئی چکر کائے
لہ چلا گیا۔

پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد
بہر اس نے ہر سوتے ہوئے کے ہونٹ سونگے
کز کباب پیل زادہ خوردہ بود
کیونکہ اس نے اُچی کے بچے کے کباب کھائے تھے۔
در زماں او یک بیک را زماں گروہ
اس نے فوا اس گروہ میں سے ایک ایک کو
بر ہوا انداخت ہر یک را گراف
وہ بے پہلو سے ہر ایک کو ہوا میں اچھلا
اے خوردہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے اچھلا دیا
مالِ ایشاں خونِ ایشاں داں یقیں
یقینی طور پر ان کے دل کو ان کا خون سمجھ
مادر آں قیل بچگاں کیس کشد
اُچی کے بچوں کی ماں بلے لیتی ہے
قیل بچہ می خوردی اے پارہ خوار
اے رشت خوار تو اُچی کا بچہ کھاتا ہے
۲ بُوئے رسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو بونے رسوا کیا
آنکہ یابد بُوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سگھ لے
مصطفیٰ چوں بُوئے بردار راہ دور
مصطفیٰ نے جس دور ہزار ساتہ سے بومعش کر لی
ہم ۳ بیابد لیک پوشاند زما
وہ معش کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں
تو ہمیں چھپی و بُوئے آں حرام
تو سو جاتا ہے کہ اس حرام کی بو

۱ اور یعنی اُچی کو شکوہ خوف
۲ بے پہلو یعنی نے ہر ایک کی ماں
۳ اچھلا اور وہ گرد زہر زدہ ہو گیا ہے
خوردہ لب مولانا نصیحت فرماتے
ہیں۔ نبرد مکر، جنگ، مل ایشاں
کسی کے مال کو چھو کرنا، جان کے چھو
کرنے کے برابر ہے۔ کیفر، جزا
بلے پارہ خوار، رشت خوار، خصم قیل
یعنی اُچی کی جان سے لڑنے والا۔
۲ بُوئے رسوا کرنا اس کے کرکی بو
رسوا کر دیتی ہے۔ آنکہ آنحضرت نے
فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان
کی خوشبو آتی ہے اس میں حضرت
ابوہن قرنیؓ کی طرف اشارہ ہے
بخیر۔

۳ ہم بیابد اہلے سب
عیب آنحضرت پر واضح ہیں لیکن یہاں
پیش فرماتے ہیں۔

تا بہ یوگیران! گردوں می رود
یہدیک کراہن کے خوشبو گھنٹے ہلکے پٹے جاتی ہے
درخن گفتن بیکید چوں پیاز
پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے
از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
پیاز اور لہسن سے میں پہنیز کرتا ہوں
بر دماغ ہمنشیناں بر زند
(ہر) ساتھیوں کے دماغ سے ٹکرائے گی
آں دل کشری نماید در زباں
وہ دل کی کچی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے
چوب رد باشد جزائے ہر دعا
ہر دعا بازی کا جواب ملے کہ لاشی ہوئی ہے
آں کشری لفظ مقبول خداست
وہ لفظوں کی ٹیڑھ، اللہ کے یہاں مقبول ہے
آں نیکو لفظے نیر زدیک تسو
وہ اچھے لفظ، درزی کے قابل بھی نہیں

ہمردہ انفاس زشت می شود
وہ تیرے برے سانس کے ساتھ ہو جاتی ہے
یوئے کبر و یوئے خشم و یوئے آز
عکبر کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو
گر خوی سوگند من کے خوردہ ام
اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے
آں دمت سوگند غمازی گند
اس وقت قسم تیری چٹلی کھائے گی
پس ۲ دعا ہا رد شود از یوئے آں
اس بو کی وجہ سے دعائیں مردہ ہوں گی
اِحْسَنُوا آید جواب آں دعا
اس دعا کا جواب اِحْسَنُوا آتا ہے
گر خدیشے کشر بود معینست راست
اگر لفظ ٹیڑھے ہوں اور معنی سیدھے ہوں
وَر یوُد معنی کرشد لفظت نکلو
اور اگر معنی ٹیڑھے اور تیرے الفاظ اچھے ہوں

ایوگیران! ہر شے جو دعاؤں کی
بوسگھ لیتے ہیں۔ بونے کبر تمام
ذہاں کی بدبو پیاز کی بو کی طرح چلتی
ہے۔ گر خوی، اگر تو کھانے کا انگار
بھی کرے گا تو اس کی بدبو تیرے
خلاف گھس دے گی۔ خمازی۔ چٹلی
کھائے۔

۲۔ پس دعا ہل گناہوں کی بو سے
دعا میں مردہ ہو جاتی ہیں۔ ہر دل کی کی
زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِحْسَنُوا
وہ ہو جاتی ہے کہ اس کی ایک کے جواب
میں کہاجائے گا۔ چہ ذہ بگائے
کی لاشی۔ گریہ۔ یعنی انھیں
کے ساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول
ہوگا۔ ہیں۔ و یوئے اگر دعائیں انھیں
نہیں ہیں تو بہتر الفاظ بھی مردہ
ہیں۔ ہر حال۔ دوستوں کی غلطی
بیگانوں کی پچھائی سے بچی ہے
۳۔ بلال! اس شخص کے لئے شہر
مؤذن بنی مائے۔ یعنی لفظ کی اصل
میں حدیث کی بجائے ہائے تہوڑ کا
لفظ کرتے تھے۔ بلکہ۔ منافقوں
نے کہا آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات
کی ابتدا سے آج۔ یعنی اس مؤذن
جو ہر حرف میں مزاح سے لاکر سکے
نہن۔ پڑھنے کی غلطی۔

در بیان خطائے مہمان کہ بہتر از صواب بیگانگان ست نزد محبوب
دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

آں بلال! صدق در بانگ نماز
" سچ بلال! اذان میں
تا بگفتند اے پیغمبر نیست راست
یہاں تک کہ منافقوں نے کہا پیغمبر مست نہیں ہے
اے نبی! وائے رسول! کردگار
اے اللہ! کے رسول! اور نبی
عیب باشد اولیٰ دین و صلاح
دین اور غلطی کے شروع میں عیب ہو گا

حتیٰ راہی خواند از رُوئے نیاز
(لفظ) حتیٰ کو عاجزی سے ہی پڑھتے تھے
اس خطا انکوں کے آغاز بناست
یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے
یک مؤذن کہ یوُد اُفصح بیار
ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے
لکن خواندن لفظ حتیٰ علی الفلاح
لفظ حتیٰ علی الفلاح کو غلط پڑھنا

خشمِ پیغمبرؐ بجو شید و بگفت
یک دور مزے از عنایاتِ نہفت
پیغمبرؐ کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے
ایک وہ اشلے بھی ہوئی عنایتوں میں سے
کالے حسانِ نزدِ خدا ہی بلالؓ
بہتر از صد جی جی و قیل و قال
شہرِ فیل کے بیٹکڑوں ہی اور جی سے بہتر ہے
دا مشورہ انیتا من رازِ تان
وانگویم ز آخرو آغازِ تان
جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز
اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں
گرداری تو دم خوش در دُعا
رود عالمی خواہ زانِ خواں صفا
اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے
جا صفائی دالوں سے دعا کرا لے

۱۔ خشم۔ منافقوں کے اعتراض
سے آغوشِ رحمت کو غصہ آیا۔
عنایت۔ جو حضرت بلالؓ پر رحمتیں۔
یعنی بلالؓ۔ یعنی بلالؓ کا لفظ جی کی
جگہ پر ہی کہنا اس جی کہنے سے بہتر
ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گرداری
۔ غرض کہ دعا کی قبولیت کے لئے
اخلاص شرط ہے اگر خود میں اخلاص نہ
ہو تو تخلص سے دعا کرا لے۔

۲۔ امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بدہانے خواں
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اس منہ سے پکار
مرا کہ بدال دہان گناہ نکر دہا بشی
جس منہ سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

۳۔ امر کردن اس قصہ کا خلاصہ یہ
ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو
تخلصین سے دعا کرائے کلیم۔
حضرت موسیٰؑ آں دہان۔ یعنی وہ منہ
جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہان
غیر۔ اگر وہ منہ گنہگار بھی ہے تو تم نے
تو اس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔
آنچنان۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا
بیجاؤ کرو کہ وہ دعا میں کریں۔
۴۔ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے
ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو
نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس
نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس مجبوری
کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔
یاد دہان۔ اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو
اس کو یاد رکھو کہ چاک کر لینا چاہئے۔

بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا
اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا
کالے کلیم اللہ زمن میجو پناہ
کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ
گفت موسیٰ من ندارم آن دہان
موسیٰؑ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے
از دہان غیر کے کردی گناہ
دوسرے کے منہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے
آنچنان کن کال دہانہاں خرا
ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے
از دہانے کہ نکر دیتی گناہ ۳
اس منہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا
یاد دہان خوشستن را پاک گن
یا اپنے منہ کو پاک کر
وقت حاجت خواستن اندر دُعا
دعا میں مرا مانگتے وقت
بادہانے کہ نکر دی تو گناہ
اس منہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو
گفت مارا از دہان غیر خواں
فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار
از دہان غیر برخواں کالے الہ
دوسرے کے منہ سے کہہ کہ اے خدا
در شب و در روزہا آرد دُعا
رات اور دن دعا میں کریں
آں دہان غیر باشد عذر خواہ
وہ دوسرے کا منہ تیرا عذر خواہ ہو گا
روح خود را چابک و چالاک گن
(اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

اِذْ كَرِهَ الْبَاقِ سَتَ چوں پاکی رسید
 رخت بر بند و بُرول آید پکید
 اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے۔ پاکی حاصل ہوتی
 ناپاکی بھر یا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے
 می گریز و ضد ما از ضد ہا
 شب گریز و چوں برا فرور و ضیا
 ضدوں سے گریز کرتی ہیں
 رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے
 چوں در آید نام پاک اندر دہاں
 نے پلیدی ماندو نے آں دہاں
 جب اللہ تعالیٰ کا پاک نام منہ میں آتا ہے
 نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

در بیان آنہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست
 اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا، اللہ کا لبیک کہنا ہے

آں یکے اللہ می گفتے شباں
 تاکہ شیریں می شُد از ذکرش لباں
 ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
 یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے
 گفت شیطان ش خوش اے سخت رو
 چند گوئی آخر اے بسیار گو
 شیطان نے اس سے کہا اے سخت جان! چپ رہ
 اے بت بے! آخر کب تک کہے گا
 ایں ہمہ اللہ گوئی از غشو
 خود یکے اللہ را لبیک گو
 یہ سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے
 اللہ کی جانب سے ایک بھی لبیک کہاں ہے؟
 می نیاید یک جواب از پیش تخت
 چند اللہ می زنی بار وئے سخت
 پیشگاہ (خداوندی) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
 او شکستہ دل شُد و بنہاد سر
 تو سخت روئی سے کتنی بار اللہ کی ضرب لگائے گا
 وہ دل شکستہ ہو گیا اور ایٹ گیا
 دید و خواب او خضر را در خضر
 اس نے خواب میں (حضرت) خضر کو ہزارہا میں دیکھا
 گفت ہیں! از ذکر چوں و اماندہ
 چوں پشیمانی ازاں کش خواندہ
 تو اس سے کہیں شرمندہ ہے کہ اس کو پکارتا تھا
 انہوں نے کہا یا میں! تو ذکر سے کہیں رک گیا
 ز اں ہی ترسم کہ باشم رد باب
 گفت لبیکم س نمی آید جواب
 اس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مردود باگاہ ہوں
 اس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آ رہا ہے
 گفت خضرش کہ خدا گفت ایں بمن
 کہ بروبا او بگو اے ممتحن
 اس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے
 گفت آں اللہ تو لبیک ماست
 کہ جاؤ اس سے کہو اے آزمائش میں پڑنے والے
 گفت آں اللہ کہنا (ہی) ہماری لبیک ہے
 وہ عاجزی اور تیرا مردود سوز ہی ہمارا قاصد ہے

۱۔ اِذْ كَرِهَ صبح کے پاک کرنے
 کی تدبیر سے کہ ذکر کی پاکی اس میں
 داخل گردد ناپاکی خود بھاگ جائے
 گی۔
 ۲۔ آں یکے یعنی شب کو ذکر
 خداوندی کرتا تھا۔ لبیک یہ پکارتے
 والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے
 معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ سخت
 یعنی عرشِ باری۔ خضر۔ حضرت خضر کو
 اس جہ سے خضر کہا گیا ہے کہ ان کی
 کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھ
 جاتے ہیں ہزارگ جاتا ہے۔
 ۳۔ لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ
 اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس
 جواب نہیں آتا ہے اس سے مجھے یہ
 خیال ہو گیا ہے کہ میں مردود باگاہ
 ہوں۔ ممتحن۔ چلا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی
 یاد میں لگا لینا ہی اس کی جانب سے
 لبیک ہے۔

۱۔ نے تیرا درکار من آورده ام
 کیا میں نے تجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے
 حیباہا و چارہ جو ہمہائے تو
 تیری تدبیریں اور کوششیں
 ترس و عشق تو کمند لطف ماست
 تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کند ہے
 جان جاہل زیں دعا جو دور نیست
 جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے
 ۲۔ بردہاں و بردش قفل ست و بند
 اس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے
 داور فرعون را صد ملک و مال
 فرعون کو سینکڑوں ملک اور مال دیئے
 در ہمہ عمرش ندید او درو سر
 اپنی تمام عمر اس نے سر کا درد نہ محسوس کیا
 ۳۔ داد اورا جملہ ملک این جہاں
 اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی
 درد آمد بہتر از ملک جہاں
 درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے
 زانکہ درد و رنج و بار اندھاں
 اس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ
 خواندن بے درد از افسردگی ست
 بغیر درد کے پکھنا افسردگی ہے
 آل کشیدن زیر لب آواز را
 دے ہوؤں آواز نکالنا
 آل شدہ آواز صافی و خویش
 وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

نے کہ من مشغول ذکر تہ کردہ ام
 کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے
 جذب مایود و کشاد ایل پائے تو
 ہماری کشش سے تیس اور اس نے تیرے پاؤں کو ملے
 زیر ہر یارب تو لبیکہاست
 تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں
 زانکہ یارب گفتش و دستور نیست
 کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے
 تاننا لد با خدا وقت گزند
 تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے
 تاکہ کرد اور دعویٰ عز و جلال
 یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا
 تاننا لد سوئے حق آل بد گھر
 تاکہ وہ باہل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے
 حق نداش درد و رنج و لد ہاں
 اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے
 تا بخوانی مر خدا را در نہاں
 تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکھے
 شد نصیب دو ستاںش در جہاں
 دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے
 خواندن با درد از دل بردگیست
 درد کے ساتھ پکھنا دلربائی کی وجہ سے ہے
 یاد کردن مبدؤ آغاز را
 مبدؤ اور شروع کو یاد کرنا ہے
 کاے خدایے مستغاث ولے معین
 اے خدا، اے مددگار، اے معین!

۱۔ نے تیرا کسی شخص کو عبادت کی
 تو نہیں ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت
 کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ
 اپنی یاد میں لگا دے جذب
 کشش ترس۔ ترس اللہ کا عشق اس کی
 رجسوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے
 والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی
 جانب سے چند بار لبیک کہنا تک جاتا
 ہے

۲۔ بردہاں جس سے خدا تابش
 ہوتا ہے اس کو بھی بھی دعا ک تو نہیں
 نہیں ہوتی۔ ہر صبر اللہ نے اس کو درد
 سر سے بھی محروم رکھا نہ دعا کا سبب
 بن جاتا۔

۳۔ داد اور اللہ کی طرف
 رجوع کر کے اللہ کی ایک رحمت ہے
 حدیث شریف ہے اللہ جب کسی
 سے محبت کرتا ہے تو اس کو جلا کر دیتا
 ہے تاکہ اس کی عاجزی کو پہنچے
 اندھاں۔ اندھ کی جمع ہے غم۔
 خواندن۔ بے روی کے ساتھ دعا
 افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا
 عشق کا نتیجہ ہے آن کشیدن گھٹ
 گھٹ کر دنا۔ مبدؤ اور آغاز کی یاد
 سے ہوتا ہے اس شمع جب انسان
 درد کی حالت میں لے خدا اے
 مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز
 صاف ہوتی ہے اور اس میں حزن کی
 کیفیت ہوتی ہے

انالہ سنگ درویش بے جذبہ نیست
اس کے راستہ میں کئے کاوتا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے

چوں سنگ کہنے کہ از مردار رست
اصحاب کف کے لئے کی طرح جس نے مردہ سے نجات حاصل کر لی

تاقیامت می خورد او پیش غار
وہ غار کے سامنے قیامت تک چپتا ہے

اے ساسک پوست کو رانام نیست
اسے کھلب بہت سے معمولات حاصل ہیں جن کا ذکر بھی نہیں ہے

جال ۲ میدہ از بہر آں جام اے پسر
اے صاحبزادے اس جام کے لئے جان دیدے

صبر کردن بہر ایں نبود خرج
اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے

زیں کہیں بے خرم و صبرے کس نجست
اس نگاہ سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکتا

خرم کن از خوردن زہریں گیاست
کھانے میں احتیاط بہت کیونکہ یہ زہریں گیاست

کاہ ۳ باشد کو بہر بادے جہد
گھاس ہے جو ہر ہوا سے لپٹی ہے

ہر طرف غولے ہی خواند ترا
چلاوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے

رہنمایم ہر جہت باشم رفت
راستہ دکھائیں گا کہ تیرا رفتی سفر میں

نے قلا و وزست و نے رہ داند او
وہ نہ راہنا ہے نہ راستہ جانتا ہے

خرم آں بدشد کہ نفریبہ ترا
احتیاط ہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست
اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک بہزن کا قیدی ہے

بر سر خوان شہنشاہاں نشست
شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

آب رحمت عارفانہ بے تغار
عارفانہ آب حیات بغیر پیالے کے

لیک اندر پردہ بے آں جام نیست
لیکن وہ پردہ وہ اس جام کے بغیر نہیں ہیں

بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
بغیر جہاد اور صبر کے قلع کب ہوتی ہے

صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
صبر کر کیونکہ صبر کشاکش کی کنجی ہے

خرم را خود صبر آمد پاؤ دست
احتیاط کیلئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

خرم کردن زور و نور انبیاست
احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کوہ کے ہر بارہ اوزن نہد
پہاڑ ہر ہوا کو کب جاچٹا ہے

کائے برادر راہ خواہی ہیں بیا
کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار آجا

من قلا و وزم دریں راہ دقیق
میں اس ہلکے راستہ میں تیرا رہنا ہوں

یوسف کام روسوئے آں گرگ خو
اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

چرب و نوش دا مہائے ایں سرا
اس دنیا کے پچنے والے شراب میں

۱۔ سالہ سنگ۔ جب جذبہ الہی طاری ہوتا ہے جب ہی انسان اللہ کے ساتھ گریہ کرتا ہے چوں سنگ۔ اصحاب کف کے کتے میں جذب پیدا ہو گیا تھا تا قیامت۔ قطیر۔ برابر سے دھرت پڑ رہا ہے۔ بہل۔ بہت سے لعل لٹکائے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ جال۔ جام۔ صبر کی طلب میں صبر کے ساتھ جان دیدہ یعنی چاہئے صبر کردن مجاہد و محلات میں صبر سے کام لینا ہے۔ لوح۔ باب ہوتا ہے اور جام۔ صبر حاصل ہو جاتا ہے۔ کہیں۔ گھٹات۔ حزم۔ احتیاط و دیباہی معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری سے کام لینا ضروری ہے ذرا سی غفلت انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی ہے۔

۳۔ کاہ۔ باشد۔ ہر خواہش نفس کا تابع بننے کی طرح ہے انسان کو کوہ گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف شیطان طرح طرح سے انسان کو گھیرے دیتا ہے۔ قلا و وز۔ راہنا۔ یوسف! حضرت یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا تصور عام شاعرانہ شکل ہے۔ حزم۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئے۔

کہ نہ چربے دارو نے نوش او
 نہ ان میں چکنائی ہے ' نہ مٹاس
 کہ بیا مہمان مالے ل روشنی
 کہ آجائے ہمارے مہمان اور گھر کی روشنی
 حرم آں باشد کہ گوئی تخمہ ام
 احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہہ دے میں بدیشی میں ہوں
 یاسرم در دست و در سر بہر
 یا (کہہ دے) میرے سر میں درجہ درجہ کر دے
 ۲ زانکہ یک نوشت دہد باشہا
 کیونکہ تجھے ایک شہد بہت سے لوگوں کے ساتھ دے گا
 زر اگر پناہ و گر شصت دہد
 ۱۱ اگر پچاس یا ساٹھ ہزار دے تجھے دے
 گردہد خود کے دہداں پر حیل
 اگر وہ حیل باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہیں دیتا ہے
 زغوغ زر مغز و عقلت را برد
 ہزاروں کی گھمبہت تیرے دماغ و عقل کو نائل کر دیتی ہے
 ۱۲ یار تو خرچین تست و کیسہ ات
 تیرا دوست تیرا ناشہ دان اور تیری عقلی ہے
 ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست
 تیری ویسہ اور معشوق تیری ہی ذات ہے
 حرم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
 احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں
 دعوت ایشان صغیر مرغ داں
 ان کی دعوت کو پرندوں کی سینی سمجھ
 مرغ مردہ پیش بہنہاد کہ اس
 مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

سحر خواند می دمدم گوش او
 وہ سحر پڑھتا ہے اور تیرے کان میں پھونکتا ہے
 خانہ آن تست و تو آن منی
 گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے
 یا سقیم و خستہ ایں و خمہ ام
 یا (کہہ دے) میں اس قبرستان کا بیمار اور دُشمن ہوں
 یا مرا خواندست آں خالو پسر
 یا (کہہ دے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے
 کہ بکار درو تو نوشش رشہا
 اس کا شہد تجھ میں بہت سے ختم پیدا کر دے گا
 ماہیا او گوشت در شصت نہد
 اے چھلکا یا وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے
 جوز پوسید ست و گفتار و غل
 اس کے خدوٹ بڑے ہوئے ہیں اور باتیں بکلی کی ہیں
 صد ہزاراں عقل را یک نشمر د
 لاکھوں عقلوں کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے
 گرتو را مینی مجو جو ویسہ ات
 اگر تو راتین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ
 ویں برونیہا ہمہ آفات تست
 اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں
 تو گوی مست و خواہان من اند
 تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں
 کہ کند صیاد در ممکن نہاں
 جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے
 می گند ایں بانگ و آواز و حنین
 آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

۱ اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی روشنی۔ ختم ام۔ یعنی شیطان کے لالچ میں نہ آئے اور مختلف بہانے کر کے اس کے کام فریب سے بچ جائے۔
 ۲ ختمہ۔ قبرستان۔

۲ زانکہ۔ شیطان کے خوشنما فریب میں مبتلا ہوں معذرتیں پوشیدہ ہوئی ہیں۔ گردیدش کی عطاشی پر فریب ہے۔ زغوغ۔ دنیا کی دولت کی جھٹکار انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

۱۱ یا تو۔ قدرت نے انسان کو جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے۔ راتین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔ عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ خرم آں۔ باشد۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ خارجی عوامل کی طرف دھیان نہ دے اور ان کو دھوکا سمجھے۔ ممکن۔ گھات۔ خلیں۔ رونے کی آواز۔

مُرغ اپندار کہ جنسِ اوست آں جمع آید برود شال پوست آں
 پرندے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے
 جو مگر مُرغے کہ خومش دلا حق سوائے اس پرندے کے جس کو خصلتِ عقل ملے ہے
 ہست بے حوی پشیمانی یقیں بے احتیالی یقیناً پشیمانی ہے
 زانکہ بے حوی شقاوت بردہد اس لئے کہ بے احتیالی بدختی کا پھل دیتی ہے
 بشنو ۲ ایں افسانہ را در شرح ایں اس کی تفریح میں یہ قصہ سن لے
 جمع آید برود شال پوست آں وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کی کھال اور پیر دیتا ہے
 تا نگرد دیکھ ازاں دانہ و ملق تا کہ اس دانہ اور خوشامد سے اجتناب نہ کرے
 حوم را مگوار و محکم گن تو ایں حوم را مگوار و محکم گن تو ایں
 احتیاط کو نہ چھوڑ تو اس کو مضبوط کر لے
 ویں رَوَاز دست و در دسر دہد ویں رَوَاز دست و در دسر دہد
 دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دوسرا پیدا کر دیتی ہے
 لاشوی حایم برائے حفظ دیں لاشوی حایم برائے حفظ دیں
 تا کہ تو دین کی حفاظت کے لئے پختہ کار بن جائے

فریقین روستائی شہری را بدعت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریاد کرنا اور خوشامد

خواندن ببلابہ و الحاح

اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ماضی اے بھائی! گذشتہ (زمانہ) میں تھا
 روستائی چوں سوئے شہر آمدے روستائی چوں سوئے شہر آمدے
 دیہاتی جب شہر میں آتا
 دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے
 و تین مہینے اس کا مہمان ہوتا
 ہر ۲ حوائج را کہ بودش آں زماں اس کی اس وقت جو ضرورتیں ہوتیں
 رُو بشری کرو گفت اے خولہ تو وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب
 اللہ اللہ جملہ فرزندان بیار اللہ اللہ جملہ فرزندان بیار
 خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے
 شہری بار و ستائی آشنا ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست
 خرگو اندر کوئے آں شہری زدے اس شہری کے کوپے میں مقیم ہوتا
 بروکان او ویر خواش بدے اس کی دکان اور اس کے درختوں پر رہتا
 راست کر دے مرد شہری را نگاں وہ شہری مفت مہیا کرتا
 چچ می نائی سوئے وہ فرجہ جو تفریح کے لئے آپ کسی گاؤں میں نہیں آتے ہیں
 کایں زمان گلشن ست و نو بہار کیکہ یہ موسم 'باغ اور نو بہار کا ہے

۱۔ مُرغ اپندار۔ شکاری مرد جانور
 سامنے رکھ کر اس کی بولیاں بولتا ہے
 دوسرے پرندوں سے دوستی کھا جاتے
 ہیں۔ سچا مقلد۔ چالوسی۔

۲۔ بشنو اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
 کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور
 دیہاتی کی چکنی چڑی باتوں میں آکر
 پریشان ہوا۔ لایب خوشامد۔ الخارج۔
 اسرار۔ ماضی۔ جو کہ گذشتہ روستائی۔
 دیہاتی خر کہ خیمہ بندے۔ دکان پر
 ضمیر ناہواں کے یہاں کھانا کھاتا۔
 ۳۔ حوائج ضروریات۔ مانگاں۔
 مفت۔ مُرغ تفریح گلشن۔ باغ

یا بتابستان! بیا وقتِ شمر
با گریں میں پھل کے وقت آئے
خیل و فرزندان و قومت را بیدار
خانان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائیے
در بہارِاں خطہ وہ خوش بُود
بہار کے موسم میں گاون کا علاقہ اچھا ہوتا ہے
وعدہ دادے شہری اور ارفع حال
ٹانے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا
اوہر سالے ہی گفتے کہ کے
وہ دیہاتی ہر سال کہتا ہے کہ کب
او بہانہ ساختے کا مسماں ماں
وہ شہری بہانہ بنا دیتا کہ اس سالے ہمارے
سال دیگر گر تو ائم وارہید
اگر آئندہ سال نجات پاؤں گا
گفت ہستند آں عیالم منتظر
اس دیہاتی نے کہا میرے ہاں بچے منتظر ہیں
باز ہر سالے چولگلک آمدے
پھر وہ ہر سال لفظ کی طرح آ جاتا
خولجہ ہر سالے زرز و مالِ خویش
خولجہ شہری ہر سال اپنا دپیہ پیہ
آخریں کترت سہ ماہ آں پہلوواں
آخری مرتبہ اس سختی نے تین مہینے
از خجالت باز گفت او خولجہ را
اس دیہاتی نے خولجہ شہر سے شرمندگی سے کہا
گفت خولجہ جسم و جانم وصل جوست
خولجہ شہری نے کہا میرا جسم اور جان پہنچنے کے تہی ہیں

تابہ بندم خدمت را من کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں
در وہ ملباش سہ ماہ و چہار
ہمارے گاون میں تین چار مہینے رہیے
رکشت زار و لالہ دلکش بُود
کھیتیاں اور دلکش لالہ ہوتا ہے
تابر آمد بعد وعدہ ہشت سال
یہاں تک کہ وعدے میں آئندہ سال بزرگے
عزم خواہی کرد کلد ماہ وے
آپ ارادہ کریگے، خراس کا موسم آ گیا
از فلاں خطہ بیایدے میہماں
فلاں علاقے کا میہماں آئے گا
از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضرورت سے اور آؤں گا
بہر فرزندان تو اے اہل پر
آپ کے بچوں کے اے کرم فرما
تا مقیم قتبہ شہری شدے
شہری کے گھر مقیم ہو جاتا
خرج اوکروے کشادے ہاں خویش
اس پر خرچ کرنا اپنا دل کھول دیتا
خوال نہاؤں با مداوان و شبان
صبح اور شام اس کے لئے دواخان بچلیا
چند وعدہ چند بفرستی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھکا دیگے
لیک ہر تحویل سہ اندر حکم اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

۱۔ تابستان۔ موسم گرما۔
۲۔ شمر۔ پھل۔ خیل۔ قبیلہ، گروہ، صف۔
۳۔ خانان۔ دفعہ، اوقاف۔ دے۔ یعنی موسم۔
۴۔ بہار۔ زرخیز موسم خراس آ گیا۔
۵۔ بیایدے۔ یعنی چھٹے میہماں کی آمد۔
۶۔ مہمات۔ ضرورت۔ ہنگام۔
۷۔ لکگلک۔ تعلق آتی برائیوں کی ہر ملک۔
۸۔ مہمات۔ مقررہ مہینوں میں ہوتی۔
۹۔ ہاں۔ بازو۔ دل۔ پہلوواں۔
۱۰۔ پہلوواں۔
۱۱۔ تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت۔
۱۲۔ کتبہ۔

تاکے آرد باد را آں باد راں
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے
گیر فر زنداں بیابانگر نعیم
ولاد کو لہجے ' آئے ' حُرے دیکھے
کاللہ اللہ زود آ ' بنائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آئے ' کوش کجے
لاہیا و وعد ہائے شکریں
خوشدیں اور شیریں وعدے
ماہ واپرو سایہ ہم دارد سفر
چاند اور اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں
رنجما در کارِ او بس بُردہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں
وا گزاردو چوں شوی تو میہماں
لا کرے جب آپ بہمان ہوں
کہ کشیدش سوئے وہ للہ گناں
کہ اس آپ کو خوشدل کر کے گاؤں پہنچ لائیں
انقی من شر من احسنت الیہ
اس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ نے احسان کیا ہے
ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ سچ ستر نہ جائے
ہمچو دے در بوستان و در زروع
جیسا کہ دے کا مہینہ باغ اور کھیتوں کے لئے
زو عمارتہا و دخل بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیشتر آمدنی ہوتی ہے
تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

آدمی چوں کشتی ست ہباد بال
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے
باز سونگند آں بدوش کاے کریم
اس دیہاتی نے اس شہری کو پھر قسم دی
صبت او بگرفت سہ کزرت بعہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا
بعد وہ سال و بہر سالے چنیں
وہ سال بعد وہ ہر سال اسی طرح کی
کو دکانِ خوبہ گفتندے اے پدر
خوبہ شہری کے بچوں نے کہا ' اے با جان!
تھہا ۲ بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس دیہاتی پر حقوق قائم کر دیئے ہیں
اوہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان سے بعض حق
بس وصیت کروا مارا او نہماں
اس دیہاتی نے ہم سے وعدہ بہت اصرار کیا ہے
گفت حق ست ایں و سائے سیویہ
اس شہری نے کیا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیویہ
دوستی ۲ دم آخر بود
دوستی آخرت وقت کا سچ ہوتی ہے
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
ایک میل ملاپ برائے تلوار کی طرح ہوتا ہے
صحبتے باشد چو فصل نو بہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے
خوم آں باشد کہ ظن بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

۱۔ اصل ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کرت۔ ۲۔ مرتب۔ لاہیا خوشدلین۔ ۳۔ باہر۔ یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔ ۴۔ تھہا۔ چونکہ تو نے اس کی بہت خدمت کی ہے وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ ۵۔ بس وصیت۔ ہم سے کہنے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشدل کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔ ۶۔ سیویہ۔ مشہور غوی گذرا ہے یہاں مطلقاً عقلمند مراد ہے۔ ۷۔ دوستی۔ یعنی دوستی بھان بنکیوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جول و قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ دخل۔ آمدنی۔ ظن۔ بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل چل دوستی توڑ دے گا۔

ہر قدم را دام می وایں اے فضول
اے فضول! ہر قدم کو چل کچھ
ہر قدم دے ست کم راں گومتاں
لیکن ہر قدم پر چل ہے بے پھل سے نہ چل
چوں بتازد دامن آفتد در گلو
جب دوڑتا ہے چل اس کے گلے میں پھس جاتا ہے

دشت مینیدی نمایدی کمیں
تو نے جنگل دیکھا، گھٹا کو نہ دیکھا
دُنْبہ کے باشند میان کشت زار
کمیت میں دُنْبہ کب ہوتا ہے
استخوان و گٹھا شال راہیں
ان کی ہڈیاں اور جڑے دیکھ
استخوان شال راہیں از ماضی
ان کی ہڈیوں سے گزشتہ واقعات پوچھ لے

چوں فرور فہند در چاہ غرور
دھوکے کے کنویں میں کس طرح گرے ہیں
ورنداری چشم دست آور عصا
اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے
چوں نداری دیدہ می کن پیشوا
جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ تو پیشوا بنالے
بے عصا نش در سر ہر رہ مالیت
لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو

تا کہ پائے از سنگ و از چہ وارہد
تا کہ پاؤں پتھر اور کنویں سے نجات پا جائے

خوم سوء الظن فرموداں رسول
رسول ﷺ نے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے
رُوئے صحرا ہست ہموار و فراخ
صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے
آں یز کوئی دود کہ دام گو
پھڑی بکرا دوڑتا ہے کہ چل کہاں ہے؟
آنکہ می گفتی کہ گو ایک بہیں
تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے دیکھ

بے کمین و دام و صیاد اے عیار
اے چالاک! گھٹا اور چل کے بغیر
آنکہ گستاخ آمدند اندرز میں
جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
چوں بگورستان روی اے مرتضیٰ
اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
تا بظاہر بنی آں مستان زور
تا کہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت سے بدست
سچ چشم اگر داری تو گورا نہ میا
اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ

آں عصائے خوم و استدلال را
وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی
ورعصائے خوم و استدلال نیست
اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے
گام زانساں نہ کہ نایبنا نہد
پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے

اسوہ الظن۔ بدگمانی۔ گومتاں۔
گستاخ بے پرواہ کہ دام نہ کرانہاں
حال سے کہتا ہے عیار۔ ہشیار
دُنْبہ چکدی محمد اقصیٰ شہ کا کبرا جس
کے چکدی ہوئی ہے

۲ آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے
حزم سے کام نہ لیا۔ ان سرکشوں کا
انجام ان کی ہڈیوں اور کوڑیوں سے
معلوم کر لو۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ
ماضی۔ گزشتہ۔ تا بظاہر۔ قبرستان جا
کر کھلم کھلا غرور کے نشہ سے مست
لوگوں کا انجام دیکھ لو گے

۳ چشم آرداری۔ غلطی سے بچنے
کی سچی صحت تو یہ ہے کہ عقل کے
ذریعہ غلطی سے بچے۔ عصا۔ دھری
صحت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی
سے بچا جائے۔ دیدہ می کن۔ تیسری
صحت یہ ہے کہ کسی دیدہ و کے
ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔
اندھا چلنے میں احتیاط کرنا ہے ٹھوکر اور
گڑھے سے بچا جاتا ہے



گور لرداں و بترس و احتیاط می نہند پاتا نفیید در خباط
اندا لڑتے ہوئے ہر ڈر اور احتیاط سے پائیں رکھتے ہیں تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے
اسے از دودے جستہ در نالے شدہ لقمہ جستہ لقمہ مارے شدہ
اسے وہ جو عویں سے بھاگا آگ میں گرا لقمہ دھوٹا سانپ کا لقمہ بن گیا

قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشاں اور سیدن
اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی
بشوی طغیان و کفران دواں و بیان فضیلت شکر و نعمت حق
بدبختی کا آبہ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو خواندی قصہ اہل سبا
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست
صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے
اوہمی بانگے کندے گوش و ہوش
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نکال رہا ہے
۲ واقع اہل سبا را بس فراغ
اللہ نے اہل سبا کو بہت فارغ اہل بخشی
حق آں نکذاں دندان بدرگاں
ان بدبختوں نے اس کا حق نہ ادا کیا
مر سکے را لقمہ نانے زور
کسی کتے کو کسی دھڑے سے روٹی کا لقمہ
پاسبان و حارس درمی شود
دھڑے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے
ہم برال درباشدش باش و قرار
اسی دھڑے پر اس کی بد و باش ہو جاتی ہے
۳ در سکے آید غریبے روز و شب
اگر کوئی انہی آتا جاتا ہے رات یا دن میں

یا خواندی و ندیدی جو صدا
یا تو نے پڑھا ہے اور اس کھدائے بازگشت کبھا ہے
سوئے معنی ہوش کہ را راہ نیست
حقیقہ کی جانب پہاڑ کے ہوش کے لئے راستہ نہیں ہے
چول جمش گردی تو اوہم شد خوش
جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا
صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ
در وفا بودند کمتر از سگان
وہ وفا داری میں کتوں سے کم تھے
چول رسد بر درہمی بند و کمر
جب مل جاتا ہے وہ اس پر کمر بستہ ہو جاتا ہے
گرچہ بر دے جور و سختی می رود
خود اس پر ظلم اور سختی ہو
گفر داند کرد غیرے اختیار
غیر کو اختیار کتنا وہ کفر سمجھتا ہے
آں سگانش می کنند آں دم ادب
وہ کتے اس کو فورا حبیہ کرتے ہیں

۱۔ اسے دودے سے انسان خود غلطی کر
بیٹھا ہے ایک غلطی سے بچتا ہے اور
اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا
ہے اہل سبا کے قصے سے اسی بات کو
 واضح کیا ہے جو۔ صدا۔ یعنی اس
قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا اور صدا
صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا
ہے
۲۔ ہوش۔ اہل سبا کی فارغ اہلی
اور ان کی غزالی کا قصہ قرآن پاک
میں مذکور ہے حق آں۔ یعنی ان
نہیوں کا شکریہ عارض۔ نگہبان۔
باش۔ قیام
۳۔ در سکے۔ انہی کتے پر مقامی
کتوں کا بھونکنا گویا کہ اس کو حبیہ کرنا
ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو
چھوڑ کر کیوں آیا ہے

حق آں نعمت گردگانِ اہل ست

اس نعمت کا حق دل کو گہری کئے ہوئے ہیں

حق آں نعمت فرو مگداز پیش

اس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

چند نوشیدی و و اشد چشمہات

تو نے کی بار پیا ہے اس کے چشمے جاری ہوئے ہیں

از درِ اہل دلاں بر جاں زدی

دل دلاں کے صفا سے تو نے جان کو دی ہے

گر در ہر دُکھاں ہمی گردی ز حرص

حرص سے ہر مکان کا چکر کاتا ہے

میدوی بہر خرید اے مردہ ریگ

اے ناچر! خرید کے لئے تو دھڑا پھرتا ہے

کارِ نائید آنجا بہ شود

ایس کا معاملہ وہاں درست ہو جاتا ہے

ہاں وہاں اے مبتلا اس در پہل

خبردار! خبردار! اے بیمار اس کو نہ چھوڑ

کہ برو آنجا کہ اول منزل ست

کہ وہاں جا پہلا گھر ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خویش

وہ اس کو کاٹتے ہیں کہ اپنی جگہ جا

از درِ دل و اہل دل آب حیات

دل در صاحب دل کے در سے آب حیات

بس ۲ غذائے شکر و وجد و بخودی

شکر و وجد اور بے خوفی کی غذا

باز ایں دروا رہا کر دی ز حرص

پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اس صفا کو چھوڑ دیا

بر درِ آں منعمان چرب دیگ

چکنی دیگ والے مطمئنوں کے در پر

۳ چربش آنجا وال کہ جاں فر بہ شود

چکنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موتی ہوتی ہے

صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل

اہل دل کا دسترخوان حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے

جمع آمدنِ اہل آفت ہر صباے بر درِ صومعہ حضرت عیسیٰ

معییت زہل کا حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل

علیہ السلام جہت طلب شفا بد عائے او

کرنے کے لئے جمع ہوتا

جمع گشتندے زہر اطراف خلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بر درِ آں صومعہ عیسیٰ صباح

صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے صفا پر

اوپو گشتے فارغ از اورا و خویش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

از ضریر و لنگ و شل و اہل دلق

انہ سے اور لنگڑے اور لالچ اور لکڑی والے

تا بدمِ شاں وا رہا اندازِ جناح

تاکہ دم کر کے ان کو تکلیف سے نجات دیں

چاشتگہ بیرون شدے آں خوب کیش

وہ نیک خلعت چاشت کے وقت پہن آتے

اگر لنگاں گروی نہ ہو دل جس طرح کئے کا پہلے مکان کو چھوڑنا ہے وفا کی ہے اسی طرح ہر گزوں کے در سے مستفید ہو کر اس کو چھوڑنا ہے وفا کی ہوگا۔

۲ بس غفلت پریش کھڑے بہت سی روحانی غذا میں حاصل کرتا ہے منعمان چرب دیگ وہ مالدار جن کے یہاں لذت کھانے تیار ہوتے ہیں خرید و شوبہ میں روٹی کے کلوے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے مردہ ریگ فرومایہ کہینے

۳ چربش لذت اور چکنی غذا وہ جو روح کی پرورش کرے نہ کہ جسم کی صومہ گرجا گھر حضرت عیسیٰ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفاخانہ تھا۔ ضریر و لنگ۔ لنگڑا و لنگ۔ لالچ۔ لالچ۔ لکڑی۔ جناح۔ گناہ۔ چینی پلن امراض۔ اور ان انسان کے معمولات اور وظائف عبادات۔

۱۔ جوق جوق بتلا دیدے نزار
وہ کزہ پیدل کے غول کے غول دیکھے
پس دُعا کر دے وگفتے از خدا
تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
گفتے اے اصحاب آفت از خدا
فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے
جملہ گال ۲۔ چوں اشتران بستہ پائے
سب پاؤں بندھے اونٹوں کی طرح
جملہ صحت یا قہند و شد رواں
سب صحت مند ہو گئے اور روانہ ہو گئے
شد رواں حاجت و شد رواں
سب مریضوں کی حاجت رواں ہو جاتی
۳۔ بے توقف جملہ شاداں در اماں
سب اہمیان سے خوش خوش بلا توقف
جملہ بے درد و الم بے رنج و غم
سب بغیر مدد اور تکلیف اور رنج و الم کے
سوئے خانہ خویش گشتندے رواں
اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے
آزمودی تو یسے آفات خویش
تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے
چند آں لنگی تور ہوا رشد
تنہی مرتبہ تیرا لنگرا پن تیز رفتا بنا ہے۔
اے مغفل رشتہ برپائے بند
اے بیوقوف! پاؤں پر رکی باندھ لے

۱۔ جوق جوق گرہ گرہ بتلا
مریض۔ شست۔ نشست گھٹتے۔
حضرت عیسیٰ دُعا کے بعد فرمادیجے
اللہ نے تم سب کو خفا عطا فرمادی
۲۔ جملہ گال۔ تمام مریض مریضوں
کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے
تھے جیسا کہ اونٹ زانو بند کھولنے
سے آزاد ہوتا ہے
۳۔ بے توقف۔ فوراً پادشاں۔
دھڑتے ہوئے۔ دم میمون۔ باہر کرت
پھونک۔ صاحب قرآن۔ وہ بچہ جس کی
ولادت کے وقت محل اور اور مشتری
ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ
بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے
آزمودی جبکہ بزرگوں کے مد سے
فیض حاصل ہوا ہے اس کو چھوڑنا
حضرت عیسیٰ کے کہ جاگھر سے منہ
موڑنا ہے مغفل۔ بیوقوف۔ لوند۔
رند۔

شستہ بروار در اُمید و انتظار
امید اور انتظار میں دھڑتے پر بیٹھے ہوئے
حاجب و مقصود جملہ شد روا
تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے
حاجت اس جملہ گال تال شد روا
تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے
سوئے غفاری وا کرام خدا
اللہ کی خطا بخش اور عزت افزائی کی طرف
کہ کشائی زانوئے ایشان برائے
جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھول دیا ہو
از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں
نوراً حضرت عیسیٰ کے جان بخشے والے دم کرنے سے
زہر حق و از دم نیک جلیل
خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے
ار دُعائے او شدندے پادشاں
ان کی دعا سے دھڑتے چلے جاتے
تندرست و شادمان و محترم
تندرست اور خوش اور قابل عزت
از دم میمون آں صاحب قرآن
اس صاحب قرآن کے مبارک دم کرنے سے
یافتی صحت ازیں شاہان کیش
غضب کے شہنشاہوں سے تو صحت یاب ہوا ہے
چند جانت بے غم و آزاد و رشد
تنہی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے
تاز خود ہم گم نگر دی اے لوند
تا کہ اے خواہے اتوا اپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

ناسپاسی و فراموشی تو تیری ہنسی اور احسان فراموشی نے
لا جرم آں راہ بر تو بستہ شد
لا عملہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا
زود شاں دریاب و استغفار گن
جلد ان کے پاس پہنچ جا رہ توہ کر لے
تا گلستاں شاں سوئے تو بشگفتہ
تا کہ ان کا باغ تیری جانب کھلے
ہم براں در گرد و کم از سگ مباحش
اسی کا چکر کاٹ کتے سے کم نہ ہو
چوں سگان ہم مر سگان را نا صح اند
کتے کتوں کے لئے ناسخ ہیں
آں درِ اوّل کو خوردی استخوان
وہ پہلا مڑا رہ جب پر تو نے ہڈی کھائی ہے
می گزندش کز ادب آنجا رَوَد
وہ اس کو کاٹنے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے
می گزندش کاے سب طاعی برو
اس کو کاٹتے ہیں کہ اسے سرکش کتے جا
بر ہماں در ہنجو حلقہ بستہ باش
اسی در پر حلقہ کی طرح بندھا رہ
صورتِ نقص وفائے مباحش
ہماری بے وفائی کی صورت نہ بن
مر سگان را چوں وفا آمد شعار
وفا داری جبکہ کتوں کا شعار ہے
بیوفائی چوں سگان را عار بود
جبکہ بیوفائی کتوں کے لئے ذلت ہے

یاد نا ورد آں عسکل نوشی تو
تجھے شہد پینے کو یاد نہ ملایا
چوں دلِ اہل دل از تو خستہ شد
جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے ٹٹی ہوا
ہنجو ابرے گریہائے زار گن
ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو
میوہائے مہکتے بر خود وا گفتہ
کپے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں
باسگ کہف ار شدستی خولجہ تاش
اگرچہ تو صاحب کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے
کہ دل اندر خانہ اوّل بہ بند
کہ پہلے گھر سے دل لگا
سخت گیر و حق گزاری را مہماں
سخت کپڑے لے کر حق گزینی سے نہ رک
وز مقام اولیں مفلح شود
اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے
باوکی نعمت باغی مشو
اپنے محسن سے باغی نہ بن
پاسبان و چابک و برجستہ باش
محافظ اور چست اور آمادہ بنا رہ
بیوفائی را مکن بیہودہ فاش
بیوفائی کو خولہ خولہ ظاہر نہ کر
رَو سگان را رنگ ر بدنامی میار
جا کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر
بیوفائی چوں رَو داری نمود
تو نے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

۱۔ عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ صیاب۔ حاصل کر لے۔ کف۔ گھنڈین۔ بمعنی پھٹنا کا فعل۔ مضارع ہے۔ باسگ کہف۔ یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب بھی اس در کونچہ و زمان۔ مذکر۔ ۲۔ می گزندش۔ دوسرے کتوں کا اس کتے کو کاٹنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے مالک کے پاس چلا جائے۔ ۳۔ طاعی۔ سرکش۔ صورت۔ کتوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی۔ بے وفائی کتوں کے لئے عار و ذلت ہے تو نے اپنے لئے اس کو کیوں پسند کیا ہے۔

حق تعالیٰ ! فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفا دہی پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وفا بارِ حق

اللہ کے مود کے ساتھ وفا کرنا خدا کے ساتھ بیوفائی کچھ

نور راہم نور شو بانار نار

نور کے لئے نور بن، آگ کے لئے آگ

حق ۲ مادر بعد از ازل خد کاں کریم

ماں کا حق اس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردن درون جسم او

اس کے جسم میں تیری صحت پیدا کی

ہچو جُو متصل دید او خُرا

اس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا

حق ہزاراں صنعت و فن ساخت

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس ۳ حق حق سابق از مادر بُود

تو اللہ کا حق ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پالان اور دودھ پیدا کیا

اے خداوند اے قائم احسان تو

اے اللہ اے ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بفر مودی کہ حق را یاد گن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد گن لطفے کہ کرم آں صبور

تو نے فرمایا اس بھائی کو یاد کر جو اس صبر کو میں نے کی

اصل و اجداد شہد آں زماں

اس وقت تمہاری اصل اور پادشاہ کو

گفت من اوفی بعهْد غیرنا

فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

کرد اور از جنین تو غریم

تیرے حمل کا اس کو مقروض بنایا

دا دور خمش ترا آرام و خو

اور اس کے حمل میں مجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

مقتصل را کرد تدبیرش جدا

اس اللہ کی تدبیر نے مجھے جڑے ہوئے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداخت

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ ان حق رائد اندر بُود

جو اس حق کو نہیں پہچانتا گدھا ہے

با پدر گردش قرین آں خود گیر

اس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ و ائم و انکہ نے ہم آں تو

جو میرے علم میں ہے میرے علم میں نہیں ہے تیری ملکیت ہے

زانکہ حق من نمکیرد و گہن

کیونکہ میرا حق پہچانتا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ در کشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موحش اماں

میں نے طوفان اور اس کی موحش سے اس کی

۱ حق تعالیٰ سچہ توبہ میں اللہ

تعالیٰ نے دعا دہی پر فخر فرمایا ہے اور

فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا

کرنے والا اور کوئی نہیں ہے سوائے

جو لوگ مود پرانگہ الہی ہیں ان سے

بیوفائی میں وفا ہے نور اور انھوں

سے اچھلی اور بروں سے برائی کرنی

چاہیے۔

۲ حق مآزب ماں کا باحق ہے

لیکن اللہ کا حق اس سے مقدم ہے

کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے

ثابت ہوا ہے صورتے کردن۔ ماں

کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔

جدا یعنی تیری پیدائش ہوئی۔ حق

ہزاراں۔ ماں کی محبت سے فعل اللہ

کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

۳ پس حق حق اللہ کا حق ہر طرح

سے ماں کے حق پر مقدم ہوا ہے

خداوند مولانا نے اللہ کے احسانات

کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی

ہے یاد گن۔ خدا نے فرمایا اور ہے

اس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی

کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی

تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

آبِ آتش خُوز میں بگرفتہ بود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی
حفظِ کرم من نہ کرمِ ردّ تال
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مردود نہ بٹایا
چولِ شدی سرِ پشتِ پایت چولِ زخم
جب تو سرور ہو گیا تو میں غمور کیسے ملوں؟
چولِ فدائے بیوفایاں می شوی
تو بیوفاؤں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟
من ۲ زہبو و بیوفایہما بری
میں بھول اور بے وفاؤں سے بری ہوں
ایں گمانِ بد برانجا بر کہ تو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو
بس گرفتگی یارِ و ہمرہاں زفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے
یارِ نیکت رفت بر چرخِ بریں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا
تو بماندی درمیانہ آنچال
تو درمیان میں نہ گیا اسی طرح
دامنِ ۳ او گیرائے یارِ دلیر
اے بہادر دوست! تو اس کا دامن پکڑ لے
نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود
نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے
با تو باشد در مکانِ و امکان
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہو گا
اوپر آرد از کدور تھا صفا
وہ کمبھوں سے صفائی نکال لیتا ہے

موج او ہر اوج گہ رانی رلود
اس کی موج پہلائی ہر چلی کولائے لے جا رہی تھی
در وجودِ جدّ جدّ تال
تمہارے ہلا، پہلا، سکو ہلا کے وجود میں
کارِ گاہِ خویش ضائع چولِ گنم
اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کر دے؟
از گمانِ بد بدالِ سُومی روی
بدگمانی کی وجہ سے اس جانب جا رہا ہے
سوئے من آئی گمانِ بد بری
تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کتا ہے
میشوی در پیش ہچوں خود دقت
اپنے جیسے کے سامنے دہرا ہوتا ہے
گر خُرا پر سُم کہ گو گوئی کہ رفت
اگر میں تجھ سے پوچھوں کہہں ہیں تو تو کہہ پلے گئے
یارِ فسقت رفت در قعرِ زمیں
تیرا بیکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا
بے مدد چولِ آتشے از کارواں
بے مدد جیسے کہ قافلہ کی روانگی کے بعد آگ
کو منزّہ باشد از بالا وزیر
جو اوپر نیچے سے پاک ہو
نے چو قاروں در زمیں اندر رُود
نہ قاروں کی طرح زمین کے اندر چلا جائے
چولِ بمانی از سر او از دُکال
جب تو گھر اور مکان سے اکیلا نہ جائے گا
مر جفا ہائے ترا گیرد وفا
تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

۱ آبِ آتش یعنی پانی آگ کی
طرح تباہی کر رہا تھا اور اس کی موجیں
پہلاؤں کی چٹوں کو برباد کر رہی
تھیں۔ چولِ شدی جب انسان کو
اشرف مخلوقات بتایا تو اس کو تباہ نہ
کرسے گا۔ چولِ فدائے اس قدر
احسانات کے باوجود جو میرے ساتھ
وفا نہ کرنے والوں پر کیوں خدا ہوتا
ہے۔

۲ من زہبو اللہ ہر قسم کی بھول
اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں
گمانِ بد بے وفائی کی بدگمانی انسان
سے کی جاسکتی ہے بس گرفتگی تو فانی
انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ
دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی یار
نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ
دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چول
آتشے قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ
کو چھوڑ کر چل دیتا ہے۔

۳ دامنِ او اس ذات سے تعلق
پیدا کر دو بالا وزیر سے پاک ہے نہ
تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ
چھوڑ کر بالا معنی آسمان پر چلا جائے نہ
قاروں کی طرح زیر زمین چلاے
جائے۔ با تو باشد۔ جب تک تو
جسمانی زندگی کی گزیرے وہ تیرے
ساتھ ہو جب تو روحانی زندگی
گزرے اور لامکان میں ہو وہ
تیرے ساتھ رہے اور آرد خدای
کی ذات ہے جو انسان کی باتیں کو
بھلا نہیں سے تبدیل کر دیتی ہے۔

چوں! بچھا آری فرستد گوشمال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے

چوں تو وردے ترک کردی درویش

جب تو گل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے

آں ادب کرون بود یعنی ممکن

وہ ادب سکھاتا ہے، یعنی نہ کر

پیش از ازاں کایں قبض زنجیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے

رنج معقولت شود محسوس و فاش

تراوی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا

در معاصی قبضہا لگیر شد

گناہوں میں قبض لگیر بننا ہے

نُعْطُ مَنْ اَعْرَضَ هُنَا عَنْ ذِكْرِنَا

جس شخص نے یہاں سے ذکر کرنا غرض کرنا

دزد و چوں مال کسماں رامی برد

چور جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے

اوہمی گوید عجب ایں قبض چیست

وہ کہتا ہے عجب ہے یہ قبض کیا ہے

چوں بدیں قبض التفاتے کم کند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے

قبض دل قبض عواں شد لا جرم

لا محالہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا

قبضہا زنداں شد ست و چار میخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے

نخ نہاں بود ہم شد آشکار

چر چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی

تا ز نقصان وار دی سوئے کمال

تا کہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

بر تو قبضے آید از رنج و تپش

رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض طاری ہو جاتا ہے

پچ تھویلے ازاں عہد کہن

پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

ایں کہ لگیر ست یا گیرے شود

جو آج لگیر ہے وہ پاکیر بن جائے

تا نگیری ایں اشارت راہ لاش

خبردار اس اشارے کو معدوم نہ سمجھتا

قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

موت کے بعد فقہانی۔ کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہے

عِشَّةٌ ضَنْگَا وَ نَحْشُرُ بِالْعَمٰی

تنگ زندگی اور قیامت میں اندھا اٹھا نہیں گئے

قبض و لبتگی دلش رامی خلد

قبض اور لبتگی اس کے دل میں ٹھکتی ہے

قبض آں مظلوم کز شررت گریست

یہ قبض اس مظلوم کا شر ہے جو تیرے شر سے گزر رہا ہے

باو اصرار آتشش را دم کند

اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بجھ کر رکھتی ہے

گشت محسوس آں معانی زد علم

وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبض نخ ست و بر آرد شاخ تیغ

قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اتار دیتی ہے

قبض و بسط خویش را بنیے شمار

اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

۱ چوں جلد جب انسان کوئی
ملٹی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توبہ فرما
کر برائی سے نکال کر بھلائی کی طرف
توجہ فرما دیتا ہے۔ ورنہ اگر
انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو
جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک
قبضہ کی کیفیت پیدا فرماتا ہے اور یہ
قبضہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے معمول
پھوڑے۔

۲ پیش از ازاں ترک عبادت پر
قبضہ کی کیفیت آخرت میں زنجیر بن
جانے کی۔ رنج معقول یعنی انتہائی
کیفیت جو ایک ذوقی چیز ہے آخرت
میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے
گی۔ یعنی ترک عبادت پر
تباہی کی کیفیت جو ذوقی ہے آخرت
میں اندھا پن اختیار کر لے گی۔

۳ دزد گناہ پر ایک لبتگی پیدا
دیتی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا
ہے۔ چوں جب انسان اس گناہ پر
مداومت کرتا ہے تو نتیجہ میں وہی لبتگی
اہری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا۔
لناہوں پر یہی انتہائی کیفیت
آخرت میں قید خانہ اور سزا کی
دھرت اختیار کر لے گی۔ نخ نہاں۔
نی گناہ پر انتہائی کیفیت اور تپش کی
نزدیکی کی کیفیت۔

چونکہ شیخ بدو دزدوش بکن

جب جڑ پڑی ہو اس کو جلد اکھاڑ دے

قبض اویدی چاہے آل قبض گن

تو نے قبض دیکھ لیا اس قبض کی تدبیر کر

بسط ویدی بسط خود را آب دہ

تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو میرب کر

باز گرد و قصہ اہل سبا

پلٹ اور سبا والوں کا قصہ

باقی	قصہ	اہل سبا
لال	سبا	باقی قصہ

آں سبا اہل صبا بود ند خام

وہ لال سبا سن جملہ بچوں کے بے عقل تھے

باشد آں کفران نعمت در مثال

مثلاً کفران نعمت یہ ہوتا ہے

کہ نمی باید مرا ایں نیکیوں

کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہئے

لطف گن ایں نیکیوں را دور کن

مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے

پس سبا گفتند باعدیننا

تو اہل سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے

مانی خواہیم ایں ایوان و باغ

ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں

شہر ہا نزدیک ہمدیگر بدست

ایک دوسرے سے قریب شہر برے ہیں

سر یطلب الإنسان فی الصیف الشتاء

انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

تانہ روید زشت خارے در چمن

تاکہ کوئی برا کٹا چمن میں نہ اگے

زانکہ سر ہا جملہ می روید زبن

کیونکہ شیخ سب جڑ سے اُٹی ہیں

چوں بر آید میوہ با اصحاب دہ

جب پھل آجائے تو ساتھیوں کو دے

باز گو تا باز گویم مرجا

پھر کہہ تاکہ میں مرجا پھر کہوں

باقی	قصہ	اہل سبا
لال	سبا	باقی قصہ

کارِ شال کفران نعمت با کرام

ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

کہ گنی با محسن خود تو جدال

کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

من برنجم زیں چه رنجہ میشوی

تو کیا رنجیدہ رہتا ہے میں اس تیری بھلائی سے غور رنجیدہ ہوں

من خواہم چشم زودم کور گن

میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں مجھے جلد اندھا کر دے

شیننا خیر لاناخذ زیننا

اہل صبا اہل لے لے اچھا ہے اہل زینت لے لے

نے زمان خوب نے اسن و فراغ

نہ اچھا وقت نہ اسن نہ فارغ البالی

آں بیابان ست خوش کا نجا دوست

وہ جنگل اچھا ہے جہاں ہندے ہوں

فاذا جاء الشتاء انكر ذا

جب جاڑا آتا ہے اس کو برا سمجھتا ہے

۱۔ قبض ویدی۔ گناہ پر انتہائی

کیفیت طاری ہو تو اس کا علاج کر

کے ذوق کر لیتا چاہئے بسط ویدی۔

نئی برافشاری کئی پیدا ہو تو اس میں

اضافہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ چوں

برآید افشائی کیفیت میں پھل پیدا

ہوں تو احباب کو اس سے فیض

پہنچائے۔ زہل صلہ یعنی وہ بچوں

کی طرح ناتواں عقل کے تھے

کفران کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی

ہے کہ کس کے ساتھ دشمنی کی جائے۔

۲۔ کئی بایں اہل سبا نے کفران

کی یہ صورت اختیار کی کہ ان نعمتوں کو

نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اس کے

خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔

پس سبا اہل سبا پر یہ کرم تھا کہ ان کی

آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی

مشقت سے بچیں چاروں طرف

سرسبز باغات تھے تاکہ ان سے فائدہ

اٹھا سکیں لیکن انہوں نے ان دلوں

چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اس کے

خلاف تمنا نہیں شروع کر دی۔

۳۔ یطلب۔ انسانی نفس کی یہ

خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر

راضی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں

گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے

کی تمنا شروع کر دیتا ہے

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ ابْنَا

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ ابْنَا

نہ کسی حال میں کبھی مافی نہیں ہوتا ہے

نہ کسی حال میں کبھی مافی نہیں ہوتا ہے

قِيلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ

قِيلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ

انسان عانت ہو کس قدر ناشگوار ہے

انسان عانت ہو کس قدر ناشگوار ہے

نَفْسٌ أَرَى نَفْسًا سَتَ زَالٍ شِدْ كُشْتَنِي

نَفْسٌ أَرَى نَفْسًا سَتَ زَالٍ شِدْ كُشْتَنِي

نفس ایسا ہی ہے اس جہ سے وہ گرہن زدنی ہے

نفس ایسا ہی ہے اس جہ سے وہ گرہن زدنی ہے

خَادِرٌ بِهَلْوَسْتِ هَر سَوْكُشْ نَمِي

خَادِرٌ بِهَلْوَسْتِ هَر سَوْكُشْ نَمِي

یہ گوگرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

یہ گوگرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

آتش ترک ہوا در خار زن

آتش ترک ہوا در خار زن

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

چوں زحد بُرُوند اصحاب سبَا

چوں زحد بُرُوند اصحاب سبَا

جب سہا والے حد سے تجاوز کر گئے

جب سہا والے حد سے تجاوز کر گئے

ناصحاں شال در نصیحت آمدند

ناصحاں شال در نصیحت آمدند

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

قصدِ خونِ ناصحان می داشتند

قصدِ خونِ ناصحان می داشتند

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ انجیہاں

چوں قضا آید شود تنگ انجیہاں

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

گفت اذا جاء القضا ضاق القضا

گفت اذا جاء القضا ضاق القضا

فرمایا جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہو جاتی ہے

فرمایا جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہو جاتی ہے

چشم بستہ می شود وقت قضا

چشم بستہ می شود وقت قضا

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

مکرآں فارس چو انگیزید گرد

مکرآں فارس چو انگیزید گرد

اس شہرہ اللہ کی تدبیر نے جب گرد اڑائی

اس شہرہ اللہ کی تدبیر نے جب گرد اڑائی

سوئے فارس رومر و سوئے غبار

سوئے فارس رومر و سوئے غبار

شہرہ کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

شہرہ کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

۱۔ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں۔ یعنی حضرت موسیٰ خادسہ پہلو۔ نفس کی مثال گوگرد کی ہے جو کسی کو کھنچ کر جہنم نہیں لینے دیتا۔

۲۔ آتش۔ نفس کے خدا کو چھو کئے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کر دے۔ دیا۔ یعنی لعل سہا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ دیا کو سیم حری سے اچھا کہنے لگے۔ از فوق۔ نصیحت کرنے والوں نے کفر اور فسق کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

۳۔ قصد۔ لعل سہا، نصیحت کرنے والوں کی جان کے دھپے ہوئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ چوں قضا۔ قضاء خداوندی کے سامنے انسان مجبور ہو جاتا ہے چشم۔ سر۔ جو آنکھ کے لئے مفید ہے اس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے مگر تدبیر۔ فارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ اس وقت اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔

۴۔ غبار۔

۴۔ غبار۔

گفت حق آنرا کسایں گرش بخورد
جس کو اس بھیڑیے نے کھالیاں کو خدانے فرمایا
اُونمید انست گردِ گرگ را
بھیڑیے کے غبار کو نہ پہچان سکا
گو سفندان بوئے گرگِ باگزند
بکریاں، تکلیف رساں بھیڑیے کی بو
مغر حیوانت بوئے شیر را
حیوانات کا بدغ شیر کی بو کو
بوئے شیر خشم دیدی بازگرد
اللہ کے غصہ کے شیر کی بوتے سگھ لی دایں ہو جا
وانکشتند آں گروہ از گردِ گرگ
وہ لوگ بھیڑیے کی گرد کی وجہ سے نہ لوٹے
بر وریداں گو سفندال را بچشم
اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا
چند چوپاں شاں بخواندند مدند
گڈریے نے ان کو بہت بلایا، وہ نہ آئے
کہ بروما از تو خود چوپاں ترمیم
کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھالے ہیں
طعمہ گریم و آن یار نے
ہیں بھیڑیے کا تڑپنا طعمہ ہے دست کی لکھ ہا نہیں
حمیت بُد جاہلیت در دماغ
حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی
سہر مظلوماں ہمیں گندند چاہ
انہوں نے مظلوموں کے لئے کنوں کھٹا
پوشین یوسفال پیشگا فہند
انہوں نے پوشوں کی پوشین پھاڑیں

دید گردِ گرگ چوں زامی نکرد
جب اس نے بھیڑیے کی گرد دیکھی فریاد کی نہ کی
باچینش دأش چرا کرد او چرا
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چتا رہا
می بد اندود بہر سومی خوند
پہچان لیتی ہیں ہر در جانب کس جاتی ہیں
می بداند ترک می گیرد چرا
جانتا ہے، چراگہ چھوڑ دیتا ہے
با مناجات وحد را بازگرد
دعا اور پجاء کا ساجی بن جا
گرگ محنت بعد گرد آمد شرک
گرد کے بعد محنت کا مٹا بھیڑیا آ گیا
کہ ز چوپان خرد بستند چشم
جنہوں نے عقل کے گڈریے سے آنکھیں بند کر لی تھیں
خاک غم در چشم چوپاں میزند
گڈریے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی
چوں تیغ گردیم ہر یک سروریم
ہم تلخ کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سرور ہے
ہیزم ناریم و آن عارنے
ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے ٹمکوں نہیں ہیں
بانگ شوی بر دمن شاں گروزاغ
ان کی کڑی پرکوس نے بدبختی کی آواز لگائی
درچہ افتاد ندوی گفتند آہ
وہ کنوئیں میں گرے اور ہیں بھریں
آنچه می کردند یک یا فہند
انہوں نے جو کچھ ایک ایک کا بدلہ، پلا

۱۔ گفت زامی کرنے سے
انسان قصاصے کا جاتا ہے فہند
انست بکری چرنے میں مشغول
رہتی ہے اور بھیڑیے کی گرد کو نہیں
دیکھتی۔ گو سفند بکری اور حیوانات اپنی
جانبی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ بوئے جب
خفا کے غضب کے آثار پیدا ہو
جائیں تو دعا میں کرنی چاہئیں۔
واکشتند غضب کے آثار کو دیکھ کر
بھی جو ہوش میں نہ آیا وہ مصاب و
مصائب میں گرفتار ہوگا۔

۲۔ چند چوپاں۔ فصحت کرنے
واہوں نے ان کو نیکی کی دعوت دی
لیکن انہوں نے نہ مانا اور ان کو تکلیف
کیا۔ کہو فصحت کرنے والوں سے
کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں
تمہاری فصحت کی ضرورت نہیں ہے
ہم خود راہِ ہر کسی کے تابع نہیں بن
سکتے۔ طعمہ گریم۔ ہمیں ہلاک ہونا
منظور ہے تمہاری دقت کی ہمیں
ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک
ہونا منظور ہے۔ کن شہادی اطاعت نہ
کر کے غیبیے۔ ان کے دماغ میں
جاہلیت تھی۔ ہونی اور ان پر اوپر رہا
فہند۔

۳۔ سہر مظلوماں۔ وہ مظلوموں کو ظلم
کرتے تھے خود اس ظلم میں شمس حصے
پوشین۔ فصحت کرنے والوں کو
فہند کیا کہ اس کی سزا انہوں نے
بھگتی۔

کیست ایوسف آلِ دلِ حق جوئے تو

یوسف کن ہے تیرا حق کا جویاں دل

جبریلے را براستن بستہ

تو نے جبرائیل کو ستون سے باندھا ہے

پیش او گوسالہ بریاں آوری

تو اس کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا لاتا ہے

کہ بخور انیست مارا لوت پوت

کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے

زیں شکنجہ و امتحال آل مبتلا

وہ مصیبت زدہ اس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے

کائے خدا انفال ازیں گرگ گہن

کہ اسے خدا اس بڑے بھیرے سے فریاد ہے

داو تو واخو انہم از ہر نیخبر

میں ہر جہل سے تیرا بدلہ لے لوں گا

۲ اوی گوید کہ صبرم شد فنا

وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا

احمد در ماندہ در دست یہود

میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں بھنسا ہوں

اے سعادت بخش جان انبیا

اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشنے والے

بافراقت ۲ کافراں را تاب نیست

تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے

کافراں گویند در وقت عذاب

عذاب کے وقت کافر کہیں گے

حال او انیست کو خود زان سوست

جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

۱ کیست۔ دل سہا کے لئے

یوسف خواں کا وہ دل تھا جو طالبِ حق

تھا۔ چنانچہ اس سے اس دل کا انہوں

نے نفسِ لہو کا قیدی بنا دیا تھا۔

جبریلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون

سے باندھ دیا ہے اور اس کو زخمی کر دیا

ہے۔ پوش۔ اس روح کو مادی غذا

میں کھانا چاہتا ہے کہ بخور۔ روح

کی غذا مادی نہیں ہے اس کی غذا ذکر

اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زں شکنجہ۔ روح

انسانی انسان کے اس ظلم و ستم کی غذا

سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ یعنی

انسان کا نفسِ لہو۔ گویش خدا اس

روح سے فرماتا ہے۔

۲ اوی گوید۔ خدا کے مہر

دلانے پر روح بستی ہے کہ اب مجھے

جلد اپنے پاس بلا لے۔ انہم۔ یعنی

روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں

مادی تکلیف برداشت کرنی پڑ رہی

ہیں جو آنحضرت ﷺ کو یہود کے

ہاتھوں اور حضرت صالح کو قومود کے

ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔

۲ پیش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی

برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کرو یا

مجھے اپنے پاس بلا لے یا تو میرے

پاس آ جا۔

۳ بافراقت۔ خدا سے جدائی کی

صورت کافر بھی برداشت نہ کر سکیں

گے۔ چنانچہ کافروں نے برداشت کرے۔

یائیتی۔ یعنی فراق کو کافر اپنے

فنا ہونے کی تائید کریں گے۔ حال

اور۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال

ہے تو نہیں کہ کیا حال ہوگا۔

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو

جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

پردہ باش را بصد جا حستہ

اس کے بال و پر کوئے سے نکالوں جبکہ سخی کر دیا ہے

گہ گشی اورا بکہداں آوری

کبھی اس کو کھینچتا ہے اور چرکے پاس لاتا ہے

نیست اورا جوع لقاء اللہ قوت

حالات اس کی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

میکند از تو شکایت با خدا

خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

گویش نک وقت آمد صبر گن

وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آ گیا ہے مہر کر

داد کہ دہد جو خدائے دادگر

سوائے مصنف خدا کے انصاف کن کرتا ہے

در فراق روئے تو یا رینا

اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں

صالح اقامہ در حبس شمود

میں صالح ہوں جو شمود کی قید میں پڑا ہوں

یا بلش یا باز خوانم یا بیا

یا مد ذل یا مجھے واپس بلا لے یا تو آ جا

کای فراق اندر خور اصحاب نیست

یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے

ہر یکے یائیتی کنت تراب

ہر ایک کاش میں مٹی تھا

چوں بودے تو کسے کان تو مست

تیرے بغیر اس کا کیا حال ہو گا جو تیرا ہے

حق ہی گوید کہ آری اے نزہۃ
اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل
صبح نزدیک ست خامش دم مزین
صبح قرب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے
صبح نزدیک ست خامش کم خروش
صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شہ نہ کر
کوشش من بہ کہ کوشش بہائے تو
تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے
ہیں تحمل گن برو خاموش شو
ہاں برداشت کر جا چپ ہو جا
شہزادہ ہیں باز گرد اے یار گرد
بات حد سے گزر گئی اے بہاد یار ہاں چل
قصہ اہل سبایک گوشہ نہ
سبا دالوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیک بشنو صبر آور صبر بہ
لیکن سن صبر کر صبر اچھا ہے
کاند آمد وقت بیرون آمدن
کہ باہر نکلنے کا وقت آ پہنچتا ہے
من ہی کوشم پے تو تو مکوش
میں تیرے بدلے کوشاں ہوں تو کوش نہ کر
داروئے خم پہ از حلوئے تو
تیرے حلوے سے میری کڑی دوا بہتر ہے
کمتراک جذباں زباں رو گوش شو
زبان نہ چلا جا کان بن جا
روستائی خولجہ را در خانہ برد
دیہاتی خولجہ کو گھر لے گیا
آں بگو کاں خولجہ چوں آمد بدہ
وہ بتا کہ خولجہ کس طرح گاؤں میں آیا

قصہ رقتن خولجہ بد عوت روستائی بدہ
دیہاتی کی دعوت پر خولجہ کے
روستائی و تعلق شیوہ کرد
دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا
از پیام اندر پیام او خیرہ شد
وہ پیغام و پیغام سے حیران ہو گیا
ہم از بجا کو کانش در پسند
ساتھ ہی اصرار سے اس کے بچے خوشی میں
ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب
حضرت یوسف کی طرح جن کو عجب تقدیر کی وجہ سے
آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں
یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیلنا ہے

تا کہ خرم خولجہ را کا لیوہ کرد
کہ خولجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا
تا زلالی خرم خولجہ تیرہ شد
یہاں تک کہ خولجہ کی امتیاز کا صاف پانی گھلا ہو گیا
نرتع و نعلب بشادی می روند
ہم کھائے گئے ہم کھیلیں گے کا شادی نہ بجاتے تھے
نرتع و نعلب بہ بردار ظن آب
ہم کھائے گئے ہم کھیلیں گے نہاپ کے سب سے محروم کر دیا
حیلہ و مکر و دعا ساز زیست آں
یہ حیلہ اور مکر اور دعا بازی ہے

۱۔ نزہۃ منزہ، بزرگوار۔ صبح نزدیک
کست۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت
جبرائیل نے حضرت لوط کی تسلی کے
لئے کہا تھا صبح قریب ہے ان
بندگانوں سے تیرا بدلہ لے لیا جائے گا
شعلی۔ خوشامد یا بلوی۔ شیوہ۔
طریقہ۔ عادت کا لیوہ۔ حق دیوانہ
خیر۔ حیران۔

۲۔ نرتع و نعلب۔ ہم کھائے گئے
اور کھیلیں گے۔ یہ حضرت یوسف
کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت
حضرت یعقوب سے کہا تھا۔ ظن
اب۔ انہی جملوں نے حضرت
یوسف کو حضرت یعقوب کے سایہ
پردہ سے محروم کر دیا تھا۔

۳۔ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی
دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف کی
جانبازی یعنی بازی حیلہ اور مکر اور دعا
بازی تھی۔

ہر چہ از یارت جدا انداز دال
جو مجھے دوست سے دور پھینک دے
گر بوداں سود صد در صد مکیر
اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے
اس شنو کہ چند یزداں زجر کرد
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ
کیونکہ تنگی کے ایک سال میں فائدے کی آواز پر
تانیاید دیگران ازداں خرنند
تاکہ ایسا نہ ہو کہ دھڑے ستا خرید لیں
ماند پیغمبر خلوت در نماز
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے
کوفت طبل لہو بازو لگینے
ایک تاجر نے تفریح کا فائدہ چٹا
قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمَحِ هَائِمَا
تم لوٹ پڑے گے جیہں کی جانب دیوانہ وار
بہر گندم تخم باطل کا شتید
گیہں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا
صحبت اُوخیر من لہوست و ماں
اس کی صحبت مال اور کھیل کو سے بہتر ہے
خود نشد حرص شہرا ایں یقیں
تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا
آنکہ گندم راز خود روزی دہد
جو گیہں کو بھی خود بڑی دیا ہے
از پے گندم جدا گشتی ازداں
تو گیہں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

مشتوآں را کاں زیاں دار و زیاں
اس کو نہیں کیونکہ بھائی ہے بھائی
بہر زر مکسل ز گنجور اے فقیر
اے فقیر! سونے کے لئے غراچی سے تعلق نہ توڑ
گفت اصحاب نبی را گرم و سرد
نبی کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا
جمعہ ۲ را کردند باطل بے درنگ
بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی
زاں جلب صرفہ زما ایشاں برزند
اس سوئے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھالیں
با دوسرہ درویش ثابت پُر نیاز
ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے
چونتال بہرید از ربانے
تم کیوں ربانی رسول سے کٹے
ثُمَّ خَلَيْتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا
پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا
واں رسول حق را بگذاشتید
اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا
ہیں کر ابگذاشتی چشمے بمال
خبردار کس کو چھوڑا ہے، آنکہ مل
کہ منم رزاق خیر المرزاقین
کہ میں ملائقہ دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں
کے تو گہات را ضالع گند
وہ تیرے توکل کو کب ضائع کرے گا
کہ فرستاست گندم ز آسماں
جس نے گیہں آسمان سے بھیجا ہے

۱۔ ہر چہ جو بات بھی دوست کی
جدا کرنے کا سبب بنے اس کو نہ سننا
چاہئے۔ گروہ معمول فائدے کے
لئے بڑا نقصان نہ لگوار کرنا چاہیے
اسی شنو سوجہ جمعہ میں اس قصہ کی
طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں
گیہوں کا آٹا فروخت کرنے والا قافلہ
آیا اس وقت آنحضرت نماز جمعہ پڑھا
رہے تھے محلہ آٹا خریدنے کے
شوق میں آنحضرت نماز پڑھاتے چھوڑ
کر چلے گئے اس پر صحابہ
مرد و عورت نے انہوں نے کھڑے
فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور
آنحضرت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء
کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ
نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران یہ قصہ
ہوا تھا۔

۲۔ جمعہ یعنی نماز جمعہ بہتر یہی
ہے کہ اس سے خطبہ جمعہ مروا دیا
جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی
دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔
دوسرے دن بارہ محاسب سے زیادہ موجود
رہے تھے۔ ربانی۔ یعنی آنحضرت ﷺ
بہر گندم قافلہ کے طبل پر گے گیہں کا آٹا
خریدنے چلے گئے تھے چشمے
بمال۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود
نشد۔ اپنے رزق کے لئے خود دھڑ
پڑے حالانکہ مذاق میں ہوں۔

۳۔ آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو
بھی رزق دیتا ہے۔ از۔ اس۔ نبی سے
جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا۔

من نیتام شد بر شہ روئے از درو
 میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا
 میر سدا ز من ہی جوید مناص
 آتا ہے اور مجھ سے غلامی چاہتا ہے
 تاد ابرو افگند سلطان گرہ
 یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے
 زندہ خود رازیں مگر مدوں گنم
 ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ فتن کروں
 حیلہا با حکم حق نفتادو بخت
 لیکن حیلے علم خدائی کے مطابق نہ ہو سکے
 باقتضائے آسمان ہیج ست ہیج
 آسمان کے فیصلے کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں
 چوں کند او خویش را ازوے نہاں
 یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے چھپائے
 نے مفرد او نہ چارہ نے کمیں
 اس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ
 او بہ پیش آتش بہادہ رو
 وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں
 شہر ہارا میکند ویراں برو
 اس پر شہروں کو ویراں کرے
 کہ اسیرم ہر چہ می خواہی بیار
 کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر
 چونکہ بنی حکم یزداں در کش
 جب تو خدا کا حکم آتا دیکھے مٹا رہ نہ بند کر
 خاک باشی جست از تو رو متاب
 اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے تو گر دانی نہ کر

من نیارم ترک ہر شاہ کرد
 میں بادشاہ کے ملک کو نہیں چھوڑ سکتا
 ہر صباح و ہر مسائر ہنگ خاص
 ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی
 تو روا داری کہ آیم سوئے وہ
 تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آ جاؤں
 بعد از اں در مان شمش چوں گنم
 اس کے بعد اس کے غصہ کا کیا علاج کروں؟
 زیں نمط او صد بہانہ باز گفت
 اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے
 گر شود ذرات عالم حیلہ ہیج
 اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں
 چوں گریز دایں زمیں از آسمان
 یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے
 ہر چہ آید آسمان سوئے زمیں
 جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے
 آتش از خود شیدی بارو برو
 سورج سے اس پر آگ برتی ہے
 درہمی طوفان کند باراں برو
 وہ اگر اس پر بادش کا طوفان برساتے
 اوشدہ تسلیم او ایوب وار
 وہ حضرت ایوب کی طرح ہے آپ کا اس کے ہر دے ہوئے ہے
 اے کہ مجو وایں زمینی سر کش
 اے وہ کہ تو اس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر
 چوں خلقنا گم شنیدی من تراب
 جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے تو مٹی سے بن لیا ہے

۱۔ روئے۔ زندہ۔ یعنی بادشاہ کا کام
 نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہو گی۔
 مناص۔ چھوڑنے کی جگہ۔ گھر۔ یعنی
 بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدوں۔
 یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ ہو گا کہ
 دے گا۔ بخت۔ یعنی اس کے
 بہانے تقدیر خدائی کا مقابلہ نہ کر
 سکے اور اس کو گاؤں جانا پڑا کر شود
 قصا کے بالفاظ انسان سمجھ ہے
 ۲۔ آتش۔ زمین سورج کی پیش
 برداشت کرنے پر بجھو ہے ہی طرح
 انسان قصا کے مقابلہ میں لاچار ہے
 ایوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور
 ہے اے کہ تجھ کو انسان مٹی سے بنا
 ہے
 ۳۔ خلقنا گم۔ قرآن پاک میں
 ہے اے انسانوں! ہم نے تمہیں مٹی
 کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں
 ہم لوٹائیں گے

بین کہ اند خاک نخے کاشتم
 دیکھ لے میں نے مٹی میں بچ بویا
 حملہ دیگر تو خاکی پیشہ گیر
 دھری بد تو خاکی ہوتا اعتد کر
 آب از بالا بہ پستی در رود
 پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے
 گندم ۲ از بالا بزیر خاک شُد
 گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا
 دانہ ہر میوں چوں گرد و دغیں
 ہر پھل کا دانہ جب گزتا ہے
 اصل نعمتہا ز گردوں تابخاک
 تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک
 از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر
 تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا
 پس صفات آدمی شد آں جماد
 تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے موصوف ہو گیا
 کز جہان ۳ زندہ اول آمدیم
 ہم پہلے زندہ جہان سے آئے
 جملہ اجزا اور تحرک در سکون
 تمام اجزاء حرکت اور سکون میں
 ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں
 پوشیدہ اجزاء کے ذکر اور تسبیح نے
 چوں قضا آہنگ نارنجات کرد
 جب قضا نے ظلم کرنے ادا کیا
 باہر اراں حرم خولجہ مات شد
 باہر اراں احتیاطوں کے باوجود خولجہ ہر گیا

گرد خاکی و منش افرا شتم
 گرد خاکی بنا ہر میں نے اس کو بلند کیا
 تا کنم بر جملہ میرانت امیر
 تاکہ میں تجھے تمام سرحدوں کا سرحد بنا دوں
 آنگہ از پستی ببالا بر رود
 تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے
 بعد ازاں او خوشہ چالاک شُد
 اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا
 بعد ازاں سر ہا برآرد از زمیں
 اس کے بعد زمین سے سر اٹھاتا ہے
 زیر آمد شُد غذائے جان پاک
 نیچے آئی، تو پاک جان کی غذا بنی
 گشت جزو آدمی حتی دلیر
 تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا
 بر فرار عرش پڑاں گشت شلو
 خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا
 باز از پستی سوے بالا شدیم
 پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے
 نطقاں کہ انا الیہ راجعون
 کہتے ہیں کہ ہم ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں
 غلغلے افکند اند آسماں
 آسمان میں غلغلہ ڈال دیا
 روستائی شہری رامت کرد
 دیہاتی نے شہری کو رامت دے دی
 زان سفر وہ معرض آفات شد
 اور اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

۱. بین۔ خاک اری کے بعد
 سرخوئی حاصل ہوتی ہے چٹائی مٹی
 مل کر نشوونما پاتا ہے حملہ دیگر
 انسانی خاکی پیکر اختیار کیا وہ بارہ
 خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل
 کر لے گا۔ ببالا۔ پانی پھر بھاپ بن
 کر بلندی کی طرف جاتا ہے یا کتوں
 سے لوہہ نکالا جاتا ہے پھر انسان کا جزو
 بناتا ہے۔

۲. گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں
 ملتا ہے پھر ہر اہمرا خوشہ بن کر اُبھرتا
 ہے اصل نعمتہا پانی آسمان سے
 برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو
 بناتا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش
 تک پہنچتا۔

۳. جہان زندہ۔ یعنی عالم اہل۔
 سوئے بالا۔ عالم اہل۔ ذکر و
 تسبیحات کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا
 تسبیح کرتا ہے۔

اعتمادش! بر بشت خویش بود
اں کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا
چوں قصاصیروں گند از چرخ سر
قصا جب آسمان سے سر نکلتی ہے
ماہیاں اٹھند از دریا بروں
مچھلیاں ميا سے باہر نکل پڑتی ہیں
تلمیہی و دیو در شیشہ شود
یہاں تک کہ دیو اور پری بول میں بند ہو جاتے ہیں
جو کسے کا نذر قضا اندر گریخت
سوئے اں کے جو قصا کی پند میں آ گیا
غیر آنکہ در گریزی در قصا
سوئے اں کے کہ تو قصا کی طرف بھاگے

۱۔ اعتمادش۔ شہری کو اپنی عقل پر
گمنمند تھا۔ در شیشہ۔ جن اور پری
بول میں بند کر لینے کا ایک شاعرانہ اور
عامیانہ خیال ہے جو کہ ایک موقع
پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا: *لن یفترق*
بن قنکر اللہ فی قلبہ اللہ ہمہ لہی
نقصائے اللہ کی قصا کی طرف فرار
تھید کرتے ہیں۔ ترقی۔ کسی شخص
کے صلاح کے واسطوں کا اس طرح
مخ ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار
پر جو حقے خانے میں ہوا یہ صورت
اس شخص پر منحصر اثرات ڈالتی ہے۔
۲۔ ضرور۔ یمن میں صنعا کے
قریب ایک گاؤں ہے اس کے
اشرعے کا یہ قصہ قرآن میں مذکور
ہے۔ حیلہ کرند۔ قہر و کھرم کرنے کی
تدبیر سوچنی۔ غیب۔ آہستہ سرگشی اس
لئے کہ وہ ہے جسے کہ خدا ان کی تلاش کو
نہ نہ سکے۔
۳۔ گل۔ کہ گل۔ کہ گل کرنے
والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ
ہاتھوں سے اپنا کام چھپا سکتا ہے۔

قصہ اصحاب ضرور ان حیلہ کردن ایشاں تلبے زحمت
ضرور اداں کا قصہ اور ان کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے
فقیراں باغبار اقطاف کنند
خاک کر دیاؤں کے چل توڑیں

قصہ اصحاب ضرور خواندہ
تو نے ضرور اداں کا قصہ پڑھا ہے
حیلہ می کرند کثرم نیش چند
چند بچوں جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے
شب ہمہ شب می سگالید نذر
تمام رات کمر لے چلے سوچتے رہے
خفیہ می گفتند سر ہا آں بدال
ان نالائقوں نے راز مخفی طور پر کہے
بدگل اند ایندہ اسگالید گل
نہنگل نہ کہگل کرنے والے کے خلاف سوچا؟
پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ
پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟
کہ برنادر روزی درویش چند
کہ چند فقیروں کی روزی بد لیں
روئے درو کرود چندیں عمر و بکر
آنے سامنے ہو کر بہت سے عمر و بکر
تا بنا ید کہ خدا دیا بدال
تاکہ خدا ان کو نہ جان لے
دست کارے می گند پنہاں زدل
ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کرتا ہے

إِنَّ فِي نَجْوَاكَ صَلَاقًا أَمَّ عَلَقُ

تیری خفیہ باتوں میں چھپائی ہے یا محبت

مَنْ يُعَلِّينَ آيِنَ مَثْوَاهُ عِلَا

جو دیکھ رہا ہے کہ گل کو اس کا ٹھکانا کہاں ہے

قَدْ تَوَلَّاهُ وَاحْصَى عِلَا

وہ اس کا گمراہ ہے اور اس نے شہد کر لیا ہے

كُوَسُوئے دہ چوں شد و دید او جُوا

کہ وہ شہر کی جانب کیے گیا اور اس نے سزا بھیگی

استماعِ حیر آں غمناکِ گُن

اس غمناک کی ہجرت کا قصہ سن

دورِ دہ چوں شد از شہر او جُوا

گاؤں کے راستہ میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

گوشِ راچوں پیش دستاش سہ نہی

جب تو کان اس کی داستان پر ہرے

فاقہ جانِ شریف از آب و گل

آبِ گل میں چھننے سے شریف جان کا فاقہ ہے

مَرُورَا بکشازِ اصغَا رُوْنِ

اس کی بات سننے کے لئے کان کے صوفی کھول دے

دُوْدِ تلخ از خانہ او کم شود

کڑوا ہواں اس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بُوئے رَبِّ اعلیٰ می رُوِی

اگر تو ربِ اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کونہ بگذازد کہ جاں سُوئے رُوِی

جو نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ہر یکے گوید مَنَمِ رَاہِ رَشَدِ

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

كَيْفَ لَا يَعْلَمُ هَوَاكَ مَنْ خَلَقَ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا

كَيْفَ يُغْفَلُ عَنْ ظَفِيْنِ ۲ رَعْلَا

خوشی عیش ہونے لگے ہیں وہ کیسے بے تلافی ہوگا

اَيْنَمَا قَدْ هَبَطَا اَوْ صَعَلَا

کہیں وہ خشیب میں اتری کہیں لوچھائی پر چڑھی

گوشِ گُن اکنوں حدیثِ خواجہ را

اب خواجہ کی بات سن

گوشِ را اکنوں ز غفلتِ پاکِ گُن

اب کان کو غفلت سے پاک کر لے

تا چہا دید از بلا و از عَنَا

اس نے کس قدر بلا سے پرہیز و محنت دیکھی

آں زکاتے داں کہ غمگین را دہی

اس کو ایک زکوٰۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے

بشنوی غمہائے رُخسارانِ دل

دل کے پیاروں کا غم سن لے

خانہ پُر دُوْدِ دار د پُر فَنِی

صاحبِ ہنر کا گھر دل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے

گوشِ تو اُورا چوراہِ دَمِ شُوْدِ

جب تیرا کان اس کے سانس لینے کا راستہ بن جائے

غمگساری گُن تو باما اے رُوِی

اے سیرابِ مہربانی غمگساری کر

اِس تَرُوْدِ حَبَسِ و زَنَدَانِی بُودِ

یہ ترو قید اور قیدی ہے

اِس بدی سُوآں بدِاں سُوِی کَشَدِ

یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے

۱۔ کیف۔ قرآن پاک میں ہے
اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللّٰطِیْفُ
الْخَبِيْر۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے جان کو
جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان
اور باخبر ہے

۲۔ ظفین۔ ہونے لگنے والی
شوہر۔ ٹھکانا۔ عنا۔ مشقت۔ آں
زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن
لیتا اس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے
اس کے دل کا کام اگا ہو جاتا ہے

۳۔ دستان۔ داستان۔ خانہ اس کا
دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا
ہے تیرا سننا گیا ایک صوفی ہے
جس کے ذریعہ اس کے دل کا دھوئیں
خارج ہوتا ہے۔ رُخساران۔ یعنی
جبکہ تیرا سلوک دلہن پر ہے اور عروج
حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا
شرف بخش دے

ایں ترؤں عقبہ راہ حق ست
یہ ترؤ ' اللہ کے راستہ کی گمائی ہے
بے ترؤمی رَدِ در راہِ راست
وہ سیدے راستہ پر بغیر ترؤ جا رہا ہے
گام آہو را بگیرد و معاف
تو ہرن کے نشان قدم پڑے لہذا ہفت سے ملے
زیں روش براویج انوری روی
اس رفا سے تو روشن بندی پر جا رہا ہے
نے زد یا ترس دے از موج و کف
نہ میا سے دُر ' نہ موج ' نہ جھاگ سے
لا تخف دل چونکہ خوف و لاج
جبکہ تجھ نے خوف یا تجھ پہ آپ کا خوف کا صدق ہو
خوف سسکست گور خوف نیست
ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

۱۔ خُذ۔ ترؤ کی کیفیت عروج کے لئے معص ہے عقبہ گمائی جس سے عبور ضرور ہوتا ہے۔ پائش یعنی ترؤ کی کیفیت اس کو لوگ سے ملنا نہیں ہے اس کا اصرار کر لے۔ گام۔ ہرن کا ناز حاصل کرنا جس کے نقش قدم پڑ کر چلنے سے بالآخر اس کا ناز حاصل ہو جائے گا۔ آہو سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ براہ۔ یعنی مہلات کی تختی۔ لا تخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہو گئی ہے تو راہ کی شہادت سے سنڈنا چاہئے۔

رواں شدن خولجہ سُوئے دہبا عیالال

خولجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کی روانہ ہونا

خولجہ دھکار آمد و تجھیز ساخت
خولجہ کام میں لگا ہو سلمان تیار کیا
مُرغِ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
اس کے املاہ کا پرندہ جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا
لال و فرزندوں سفر را ساختند
سلمان املاہ کے تیل پر لا دیا
شلو مانان وشتاباں سُوئے دہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب
مقصد مارا چراگاہ س خوش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے
بازر اراں آرزو ماں خواندہ است
اس نے ہمیں ہزاروں تمنائوں سے باریں

۲۔ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لا تخف کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اس کی محرومی کی دلیل ہے۔ سُوئے یعنی شرم شرم کے پھل۔ مودہ خوشخبری۔ س۔ پُر اگاؤ خوش۔ دلکش بہرہ زار۔ پار۔ یعنی دولت دینے والا دیہاتی۔ غری۔ پھل۔

از بر او سوئے شہر آریم باز
اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے
درمیان جانِ خود ماں جاگند
اپنی جان میں ہلکی جگہ بنائے گا
عقل می گفت از دروں لا تفروخوا
اللہ سے عقل کہتی تھی، خوش نہ ہو

إِنَّ رَبِّي لَا يَحِبُّ الْفَرِحِينَ

چونکہ میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

كُلُّ آتٍ مُّسْغِلٌ الْهَآكُم

ہر آنے والا غرقِ مشغول کرنے والا ہے جس نے جس میں غافل بنایا

گو بہارست و دگرہا ماہ دے

کیونکہ وہ موسم بہار ہے، دوسرے ماہ کا مہینہ

گرچہ تخت و ملک تست و تاج تست

خود وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو

اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست

اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلند ہوتا ہے

لیک کے دگر دایں کو دکاں

سب گورز کے ہم رفتہ ہوتے ہیں

جملہ باختر گور ہم تک می دوند

سب گورز کے ہم رفتہ ہوتے ہیں

و کمیں ایں سوئے خوں آشامہا ست

اس جانب گھات میں خون پینے والی (بلا میں) ہیں

گشت پنہاں از دو چشم مرد ماں

انسانوں کو وہ آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

بر جوانے میر سد صد تیر شیب

ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

ماذخیرہ وہ زمستان دراز
ہم اس لیے جاؤں گے لے سلان
بلکہ باغِ ایثار راہِ مائند
بلکہ وہ باغِ ہمدے لے قربان کر دے گا
عَجَلُوا أَصْحَابَنَا كَتَرَبُّحُوا
ہمارے ساتھیوں! جلدی کرو تاکہ فتح اٹھو

مِنْ رِّبَاحِ اللَّهِ كُونُوا رَابِعِينَ

اللہ کے فتح سے فتح اٹھانے والے ہو

افرحوا هُونًا بِمَا آتَاكُمْ

اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے

شاد از وے شو مشوا ز غیر وے

اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو

ہر چہ غیر اوست استدراج تست

جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے

شاد از عم شو کہ عم دام لقاست

غم سے خوش ہو کیونکہ وہ (خداوندی) کا زریعہ ہے

غم یکے گنج ست ورنج تو چوکاں

غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہیں

کو دکاں سچوں نام بازی بشنوند

پنے جب تکمیل کا نام سننے ہیں

اے خرمایاں گور ایں سود امہا ست

اے ٹیلے والے گور! اس طرح جاں ہیں

تیرہا پنہاں نشد لیکن کماں

تیرا پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان

تیرہا پڑاں کماں پنہاں وغیب

تیرا چل رہا ہے کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے

۱۔ ماذخیرہ یعنی اس گاؤں سے
جاؤں گے لے بہت سے گئے
لے کر لوں گے عقل۔ چونکہ گاؤں
پہنچ کر غمخیز اور مایوسی ہو گی۔ افرحوا
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب
نہ ہوتی جائیں۔

۲۔ دگرہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی
ہیں۔ استدراج۔ ذلیل یعنی دنیا کی
مرغوبات آزمائش کے لئے ہوتی
ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ ہے بہا
ہے۔

۳۔ کوکاں۔ جن کی عقل پختہ
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کی طرف
دھڑ پڑتے ہیں۔ اس سو۔ یعنی دنیاوی
لذتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے
شیبہ یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

زانکہ در صحرائے اکل بنود کشاد
اس لئے کہ مٹی کے جگل جسم میں دعوت نہیں ہے
حسن محکم موضع امن و اماں
مضبوط قلعہ ہے اس دامن کی جگہ ہے
چشمہا و گلستاں در گلستاں
چشمے ہیں اور باغ و باغ ہیں
فیه اشجار و عین جاریہ
اس میں رحمت اور جاری چشمہ ہے
عقل را بے نور و بے رونق گند
عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے
ایں نمیداند کہ روزی وہ دہد
یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا ہوتی دیتا ہے
گور عقل آمد وطن در روستا
گاہوں کا وطن عقل کی قبر ہے
تاہما ہے عقل اونا یاد بجا
اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی
تاہما ہے عقل او بنود تمام
ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی
از شیش وہ جو نہ نہاچہ رود
گاہوں کی گھاس سے اس کے علاوہ اور کیا ہوگا
روز گارے باشدش جہل و غی
اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی
دست در تقلید و در حجت زدہ
جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے
چوں خراں چشم بستہ در خراس
آنکھیں پر پٹی بندھے ہوئے لکڑی کے گڑھوں کی طرح ہیں

گام در صحرائے دل باید نہاد
دل کے جگل میں قدم رکھنا چاہئے
ایمن آبادست دل اے مرد ماں
دل کو آباد اس آباد ہے
گلشن خرم بکام و دستاں
دوستوں کے حسب مراد تازہ گلشن ہے
عج الى القلب و سربا ساریہ
قلب کی طرف لوٹ اور چل دے چلنے والے
وہ مرو وہ مرد را حق گند
گاہوں میں نہ جانا گاہوں انسان کو حق بنا دیتا ہے
خوبہ پندارد کہ روزی وہ دہد
خوبہ سمجھتا ہے کہ گاہوں روزی دیتا ہے
قول پیغمبر شنو اے مجتبیٰ
اے برگزیدہ پیغمبر کا قول سن لے
ہر کہ روزے باشد اندر روستا
جو گاہوں میں ایک دن رہے گا
ہر کہ در روستا گند روزے و شام
جو شخص ایک دن اور شام گاہوں میں گزار دے گا
تاہما ہے حقی با او بود
ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی
ہر کہ ماہے باشد اندر روستا
جو ایک مہینہ تک گاہوں میں رہے گا
وہ چہ باشد شیخ کامل باشد
گاہوں گویا ہے ناقص ناقص شیخ
پیش شہر عقل کلی ایں خواں
کلی عقل کے شہر کے سامنے یہ خواں

۱۔ صحرائے گل۔ دنیا کشاد
بست۔ ایمن آباد دل کی دنیا
مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح
کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ وہ قلب کی
دنیا اور شہر اور خدا کی دنیا اور گاہوں
کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا
ہے کہ گاہوں سے مراد شیخ ناقص ہے
۲۔ قول پیغمبر۔ حدیث ہے حسن
مسکن الباقیہ خفصی جس نے
دہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت
دل بند تاہما ہے گاہوں میں ایک دن
گزارنے سے انسان ایک مہینہ کے
لئے بے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک
مہینہ گاہوں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل
رہے گا۔

۳۔ وہ چہ باشد یہاں گاہوں سے
مراد ناقص شیخ ہے جو صرف شائع کی
نقل اٹھاتا ہے پیش شہر شیخ کامل
کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کامل کا تیل
ہے۔

ایں رہا گن صورتِ افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورتِ اختیار کر
گر بہ ذریعہ نیست ہیں برمی ستار
اگر مثنوی کی طرف راستہ نہیں ہے خبر رہا گیر لے لے
ظاہر ش گیر ارچہ ظاہر کثر بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر نیز حاو
اول ہر آدمی خود صورت است
آدمی کی ابتدا خود صورت ہے
اول ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے
اولاً خرگاہ سازند و خرنند
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں
صورتِ خرگاہ و اس معنی ست ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سرہا ہیں

رو بہ بل ذرا نہ گندم دانہ گیر
جامی کو چھو دے کیہیں کا مانہ لے لے
گر بدال سونہ نیست رہ اس سو برال
اگر اس طرف راستہ نہیں ہے اس طرف چل پڑ
عاقبت ظاہر سونے باطن برو
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے
بعد ازاں جاں کو جمالی سیرست
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے
بعد ازاں لذت کہ معنی ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں
ترک رازاں پس بہمہاں آورند
اس کے بعد سرہا کو مہمان بنا کر لاتے ہیں
معنیت ملاح و اس صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشی جیسی ہے

رفیقِ خولجہ تو مش بسوئے وہ

خولجہ ہر اس کو کہ گاؤں کی طرف جاتا

بہر حق اس را رہا گن یک نفس
خدا کے لئے اب بات کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دے
خولجہ و چنگاں جہازے ساختند
خولجہ اور بچوں نے سلمان تیار کیا
شادمانہ سونے صحرا رانند
خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے
کز سفر بایندہ بخیر و شود
سفر کی وجہ سے پیام بخیر و بد بن جاتا ہے
از سفر بیدق شود فرزین راو
پیادہ سفر کر کے عہدہ فرزین بن جاتا ہے

تاخیر خولجہ بکبباند جرس
تاکہ خولجہ کا گدھا ٹھکنی ہلائے
برستوراں جانب وہ تاخند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے
مسافروں کے تغصو ابر خوانند
سفر کرنا تاکہ قیمت حاصل کر پڑھنے لگے
بے سفر ہا ماہ کے خشر و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے
از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے حضرت یوسف نے نیکوئی ملوایں پائیں

۱ ذرا نہ گندم دانہ گیر یعنی حکمت کی باتیں
کر بہ بل۔ اگر حقیقت حاصل نہ ہو
نکلے صورت کو اختیار کر لینا چاہئے
صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور
مقولہ ہے لَمْ يَخْلُقْ فَطْرَةَ الْحَقِيقَةِ
بجائے حقیقت تک پہنچنے کا بل ہے
اول۔ ہر انسان پہلے پتلہ بنا پھر اس
میں روح آئی ہے بعد ازاں
لذت ابتدا میل کی صورت بنتی ہے
پھر اس میں لذت آتی ہے
۲ اولاً خرگاہ سازند و خرنند
مائل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود
حاصل ہوتا ہے جسک وہ ٹھکنی جو
سوار کی گردن میں باندی جاتی
ہے۔ جہاز۔ سلمان۔ ستوراں۔ ستور
کی جمع ہے چوپایہ سافروں مشہور
مقولہ اَلْكَافُورُ وَوَسِيلَةُ الْفَقْرِ
سفر کا پہلی کا ذریعہ ہے بخیر و
ایمان کا مشہور شہنشاہ نر ہے
۳ خشر۔ چاند ابتداء ہلال ہوتا
ہے پھر بد کال بنتا ہے از سفر۔
ظہر کی نون میں سے پیادہ جب
چند خانے طے کر جاتا ہے تو وہ فرزین
بن جاتا ہے جو شہ کے بعد سب سے
زیادہ فوجی مہر ملتا جاتا ہے

روزِ روی از تابِ خور می سوختند
 دن میں سورج کی گرمی سے نہ جلاتے تھے
 خوب گشتہ پیش ایشاں راہِ زشت
 بڑا راستہ ان کے لئے اچھا بن گیا تھا
 تلخ از شیریں لبانِ خوش می شود
 شیریں لب والوں سے کڑوا بھلا ہو جاتا ہے
 کھنفل از معشوقِ خُرمای می شود
 معشوق کی جانب سے اندر نائن چھوڑا بن جاتی ہے
 اے بسا از نازِ نیناںِ خادش
 بہت سے نازوں کے پالے کانٹے چنے والے ہیں
 اے بسا جمالِ گشتہ پُشتِ ریش
 بہت سے بوجھ اٹھانے والے ڈھکی کر ہیں
 کردہ آہنگرِ جمالِ خود سیاہ
 لوہہ نے اپنا حسن کالا کیا
 خوب ۲ تا شبِ بردِ کانے چارِ میخ
 خوب رات تک نکان پُرقیدی ہے
 تاجرے دریا و خشکی میرود
 ایک تاجر دیا اور خشکی میں جاتا ہے
 ہر کرلبا مُردہ سودائے بُود
 جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے
 آں ۳ دو و گروئے آوردہ بچوب
 وہ بڑھی لکڑی کی طرف متوجہ ہے
 بر اُمیدِ زندہ گنِ اجتہاد
 زندہ کی امید پر کوشش کر
 مونسے مگوئیں خستے را از خستی
 کمینہ پن سے کمینہ کو دلاست نہ بنا

۱۔ روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں
 خوب برداشت کرتے تھے رات کو
 ستاروں کی پہچان سے غافل کرتے
 تھے۔ ۲۔ مولانا چند مثالیں دے کر
 سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی وجہ
 سے راہ کی سختیاں خوشگوار بن جاتی
 ہیں۔ کھنفل۔ اندر نائن مشہور ایک کڑوا
 پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے
 نازک بدن محبوب کی امید پر سختیاں
 برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔
 لوہا اپنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

۳۔ خوب۔ انسان محبوب بیوی کی
 خاطر دن بھر ککلی میں لگا رہتا ہے۔
 خانہ شمشے۔ خانہ نشینے۔ ہر کرلبا۔
 انسان اپنی دستکاریوں میں مردہ
 چیزوں کو ہلا لکڑی وغیرہ سے جو محبت
 کرتا ہے اور ان کو بناتا ہے وہ کسی
 محبوب یعنی لولہ یا بچوی وغیرہ کی وجہ
 سے کرتا ہے۔

۴۔ آں۔ وہ۔ بڑھی پھر لولہ کی
 محبت خالی محبوب کے لئے ہے۔
 جواد۔ یعنی مرکز کی بن جانا۔ عاریت
 خالی اشیاء کی محبت عارضی ہے۔

شب زانتر راہ می آموختند
 رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے
 از نشاطِ وہ شدہ رہ چوں بہشت
 گاہوں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا
 خار از گلزارِ دلکش می شود
 چمن کی وجہ سے کاٹا دلکش ہو جاتا ہے
 خانہ از ہنخانہ صحرا می شود
 گھر بیوی کی وجہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے
 بر اُمیدِ گلزارے ماہِ دُش
 گلزار جیسے خار چاند جیسے چہرے معشوق کی امید پر
 از برائے لبرِ مہ روئے خوش
 اپنے چاند جیسے کھڑے والے معشوق کے لئے
 تاکہ شبِ آیدِ بوسد روئے ماہ
 تاکہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والی کا بوسہ لے
 زانکہ سروے در دُشِ کردستِ بخ
 اس لئے کیلک یہ قہر دے اس کیل میں جڑ کر لی ہے
 آں بہ مہرِ خانہ شینے می دود
 وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی وجہ سے دودتا ہے
 بر اُمیدِ زندہ سیمائے بُود
 وہ زندہ چہرے والے کی امید پر ہوتا ہے
 بر اُمیدِ خدمتِ مہ روئے خوب
 خواہصورتِ ما رو کی خدمت کی امید پر
 گو مگر دو بعدِ روزے دو جماد
 جو دو روز کے بعد جماد نے بنے
 عاریت باشد درواںِ مونس
 اس میں وہ محبت عارضی ہے

اُنس! تو با مادر و بابا گجاست
ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہل ہے
اُنس تو با دا یہ ولا لاچہ غُڈ
تیری محبت ملیہ اور غام کے ساتھ کیا ہوئی
اُنس تو با شیر و با پستان نماںد
دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی

آں شُعاعے بُود بر دیوارِ شال
ان کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی
بر ہر آں چیزے کہ اقتداں شُعاع
جس چیز پر وہ کرن پڑ جائے
عشقی تو بر ہر چہ آں موجود بُود
جس موجود پر تیرا عشق تھا

چول از رے باہل رفت و مس بماند
جب سنا اصل کی طرف چلا گیا تابنا رہ گیا
طبع سیر آمد طلاق او براند
طبیعت بھر گئی تو اس کو طلاق دے دی
از راند و فضا ش پابکش
اس کی صفات طبع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے

کال ۳ خوشی در قلبہا عاریتی ست
اس لئے کہ کوئے سکون میں حسن عارضی ہے
زر زروئے قلب در کال می رود
سنا، کوئے کے پرے کان میں چلا جاتا ہے
نور از دیوار تا خور می رود
نور دیوار سے صبح کی طرف چلا جاتا ہے

زیں سپس بستال تو آب از آسمان
اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

گر بجز حق مونسات را و فاست
اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنے والوں میں وقا ہے
گر گسے شاید بغیر حق غُڈ
اگر کوئی اللہ کے ساقوت بازو ہونے کے لائق ہے
نفرت تو از دیر ستال نماںد
کتب سے تیری نفرت نہ رہی

جانب خورشید وارف آں نشال
وہ نشانی صبح کی جانب لوٹ گئی
تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع
اے بہادر! تو بھی اس کا عشق ہو جائیگا
آں ز وصف حق چوز راند و دود
وہ اللہ تعالیٰ کی مفت سے طبع شدہ تھی

وز زری خوشتن مفلس بماند
اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا
پشت بروے کرو دست از نوے فشانند
اس کی طرف پیچہ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا
از جہالت قلب را کم گوئی خوش
ناہلی سے کوئے کے کو کھرا نہ کہہ

زیر زینت ملیہ بے زینتی ست
جلالت کے نیچے بھدے پن کا سرلیہ ہے
سوئے کال رو تو ہم کال میرود
تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے
تو بدال خود رو کہ در خوری رود
تو اس صبح کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے

چول ندیدی تو وفا از ناوداں
جب تو نے پتا لے سے وفا نہ دیکھی

۱۔ اُنس تو ماں باپ کی محبت
دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی
اور چند روزہ ہے نفرت تو بچے کی
کتب سے نفرت بھی عارضی ہے
آں شُعاع مجازی محبوب پر حقیقی
محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اس لئے وہ
محبوب بن جاتا ہے جو محبت کے لائق
حقیقی محبوب ہی ہے عشق
تو کائنات کا حسن عارضی ہے وہ محض
اس بناء پر حسین ہیں کہ ان پر اللہ کے
حسن کا رتھ پڑ گیا ہے

۲۔ چول زرے ایک وقت آتا
ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف
لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسن جاتا
رہتا ہے طبع۔ جب عارضی حسن
جاتا رہتا ہے تو اس محبوب سے نفرت
پیدا ہو جاتی ہے زمانہ و دنیا کی
جن چیزوں پر ذلت ہادی کے پر تو
سے عارضی حسن ہے ان پر فریفتہ نہ
ہونا چاہئے۔

۳۔ کال خوشی۔ کانا کا حسن
عارضی ہے عارض کے رہنے ہو جانے
پر ان کی برصہ ملی واضح ہو جاتی ہے
کال۔ ذلت ہادی۔ نور۔ دیوار پر
عارضی چمک ہے لہذا صبح سے غفلت
پیدا کرنا چاہئے۔ زیں سپس۔ پانی کا
منبع آسمان ہے نہال سے دفنی طور پر
پانی حاصل ہو سکتا ہے

معدنِ اُذنبہ نباشد دامِ گرگ
دنبہ کی کان بھیرنے کا جال نہیں ہوتی ہے
زر گماں بُروند بستہ در گره
سونے کو گرہ میں بندھا ہوا سمجھ رہے تھے
ہچکچیں خنداں و رقصال می شدند
اسی طرح سے خوشی خوشی ادا پڑتے ہوئے جارہے تھے
چوں ہی دیدند مرغی می پرید
جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے
ہر نسیم کز سوئے وہ می وزید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی
ہر کہ می آمد ز وہ از سوئے او
جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا
کو تو روئے یارِ مارا دیدہ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے
کے شناسد معدنِ آں گرگ سترگ
وہ مٹا بھڑکا کان کو کہیں پہنچتا ہے؟
می شتابیدند مغر و راں بدہ
دھوکے میں جلا گاؤں کی طرف دھڑ رہے تھے
سوئے آں دولا ب چرخے می زوند
اس رہٹ کی طرف تلا بازیوں کھا رہے تھے
جانب وہ صبر جامہ می درید
گاؤں کی جانب وہ مہر کا جہر چاک کرتے تھے
گوئیَا رُوح و رَدن می پر و رید
گویا وہ روح اور جان کو پریش کر رہی تھی
بوسہ میدادند مخوش بر روئے او
اس کے منہ کو خوب چومتے تھے
پس تو جانِ جانِ مارا دیدہ
پس تو جانِ جانِ مارا دیدہ
لہذا تو ہمارے محبوب کی آنکھ ہے

۱۔ معدنِ اُذنبہ حقیقی لذتوں کا مرکز
یعنی ذلت باری۔ گرگ۔ یعنی دنیا دار
انسان۔ خوب اور اس کی اولاد گاؤں
کی طرف جارہے تھے اور یہ خیال
لے ہوئے تھے کہ مقصود ان کے کچھ
آچکا ہے۔ دولا ب یعنی گاؤں پہنچ کر
لطف اٹھائے گئے طلسم چرچ
زدن۔ تلا بازیوں کھاتا۔ ہر کہ گاؤں
کی طرف سے آنے والے سے بھی
محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ
دیہاتی جس نے محبت دی تھی۔

۲۔ نواختن اس حکایت کا مقصد
یہ ہے کہ محبوب کھانا کتا بھی محبوب
ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں
سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار
کرتے تھے گر واد۔ مجنون کتے کا
اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح
حالی کتب کا طواف کرتا ہے
۳۔ جلاب۔ گلاب یعنی اس عقد
گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

نواختن ۲ مجنوں آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلیٰ بود
مجنوں کا اس کتے کو نوازنا جو لیلیٰ کے کوچہ میں رہتا تھا

ہچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا
گر وادی گشت خاضع در طواف
عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا
گہ سرو پایش ہی بوسید و ناف
کبھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا
بوافضو لے گفت کاے مجنونِ خام
ایک بیہوش نے کہا اے ناقص پاگل
پوز سگ دائم پلیدی می خورد
کتے کی تھوٹی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے
بوسہ اش میداد پیش می گداخت
اس کو چمتا، اس پر جان غار کرتا
ہچو حاجی گرد کعبہ پیے گزاف
بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف
گہ جلاب سہ شکرش می داد صاف
کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا
اس چہ شیدست اینکہ می آری مدام
یہ کیسی مہکلی ہے جو تو ہمیشہ کتا ہے
مقعد خود را بلب می استرد
اپنی مقعد کو ہونوں سے چاتی ہے

عیبہائے سگ بے آوی شمر د
وہ کہتے کے بہت سے عیب گنتا رہا
گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صحت ہے
کایں طلسم بستہ مولیٰ ست ایں
کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے
ہمتش بین و دل اور جان و شناخت
اس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ
اوسگِ فرخ زرخ کہف من ست
وہ میرے غار کا مہدک روکتا ہے
آں سگے کہ گشت در کولش مقیم
وہ کہتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے
آں سگے کہ باشد اندر گوئے او
وہ کہتا جو اس کے کوچہ میں ہو
آنکہ شیراں مر سگانش را غلام
وہ ذات کہ شیر اس کے کہتے کے غلام ہیں
گرز صورت بگذرید اے دوستاں
اے دوستو! اگر تم صحت سے گزر جاؤ گے
صورت خود چوں شکستی سوختی
جب تو نے اپنی صحت توڑ دی (اور) چلا دی
بعد ازاں سب ہر صورتے را بشکستی
اس کے بعد تو ہر صحت کو توڑ دے گا
سخبہ صورت شد آں خلیجہ سلیم
وہ بھولا خلیجہ صحت پر فریفتہ ہو گیا
سوئے دام آں تملق شاد ماں
خوشد کے اس جال کی جانب خشی خشی

عیدال! از غیدال بوئے نبرد
عیب جانے والے غیب جانے والے کا مار نہ پاسکا
اندر آو بنگرش از چشم من
اندر آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ
پاسبان کو چہ لیلیٰ ست ایں
لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے
گو گجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانہ بنایا ہے
بلکہ اوہم درد و ہم لہف من ست
بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خواہ ہے
خاک پایش بہ ز شیران عظیم
بڑے شیروں سے اس کے پیروں کی خاک بہتر ہے
من بشیراں کے دہم یک موئے او
من شیروں کے بدلے میں اس کا ایک بال کبے سکا ہوں
گفت امکاں نیست خاش و اسلام
بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جا و اسلام
جنت ست و گلستاں در گلستاں
جنت ہے اور باغ و باغ ہیں
صورت گل را شکست آموختی
(تو) سب کی صحت کو توڑنا سکھ لیا
بہجو حیدر باب خیر بر گئی
حیدر کی طرح خیر کے ہونے کو اکھاڑ دے گا
کو بدہ می شد بگفتار سقیم
جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا
بہجو مرغے سوئے دانہ احتال
جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

۱ عیدال۔ یعنی ملامت کرنے
و لا غیدال۔ یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے
کہتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از
چشم من۔ یعنی لیلیٰ یا چشم مجنوں
بایدید۔ کایں طلسم یعنی یہ
سکھ ہمتش۔ کہتے کے ظاہر کو نہ دیکھ
اس کے ان لوصاف پر نظر کر۔ ہم
کہف۔ ہمدرد۔ خواہ من بشیراں۔
یعنی اس کے کابل دیکر بھی شیروں کو
نہیں خریدا پاسکا۔

۲ آنکہ۔ جب مجازی محبوب
کے کہتے کے ساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو
محبوب۔ حقیقی سے متعلق چیزوں
سے کس قدر محبت ہونی چاہیے۔ گزر
صحت۔ اگر انسان صحت پرستی
سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی
جنت کی سیر کر سکتا ہے صحت کل۔
اگر انسان اپنا بت توڑ دے تو پھر محروم
رہتی کر سکتا ہے۔

۳ بعد ازاں۔ خودی کو ختم کر کے
حیدر قوت حاصل ہو سکی ہے۔
سخبہ۔ خلیجہ اور اس کی اولاد صحت
پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے
دیہاتی کی چٹنی چڑی باتوں میں
چسکی۔ سوئے دام اس دیہاتی کی
باتیں لکھی تھیں جیسے کہ جال کا
دانہ۔

از کرم دانست آں مرغِ حریص

اں لاپہی پندنے منجملہ سخاوت جانا

از کرم دانست مرغِ آں دانہ را

پند اں دانہ کو منجملہ سخاوت جانا

مرغِ کال در طمع دانہ شاد ماں

پندہ دانہ کے لالچ میں خوشی خوشی

گزر شادی ہاش آگاہت کنم

اگر میں تجھے ان کی خوشیوں سے باخبر کروں

مختصر کر دم چو آمد وہ پدید

میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا

قرب ماہے وہ بدہ می تاختند

تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں و گاؤں بھاگے پھرے

ہر کہ در رہ بے قلاؤ وزے رَوَد

جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا

ہر کہ تاز و سُوئے کعبہ بے دلیل

جو کعبہ کی جانب بغیر ماہبر کے روانہ ہو گا

ہر کہ گیر دیشہ بے اوستا

جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشا اختیار کرتا ہے

زاکہ نا در باشد اندر خافقیں

مشرق و مغرب میں یہ بات ناہ ہو گی

مال سے او یابد کہ کسے می کند

مال وہ پاتا ہے جو کماتا ہے

مصطفائے کو کہ جسمش جاں بُود

مصطفیٰ کہیں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا

اہل تن را جملہ عَلم بالقلَم

تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

دانہ را بادام لیکن خُند محیص !

دانہ کو جال کے ساتھ لیکن بچہ کا موقع جانا رہا

علیت حرص ست نے جو و وعطا

لیکن یہ تو انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا

سوئے آں ترور پَران و دَوّال

اں مکر کی جانب اڑ اور دوڑ رہے تھے

ترسم اے رہبر و کہ بیگاہت کنم

اے رہبر! میں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کروں گا

خون نبود آں وہ دہ دیگر گزید

یہ وہ گاؤں نہ تھا دوسرا گاؤں تھا

زانکہ راہ دہ نکوشنا خند

کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ جانتے تھے

ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

د دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

بچو ایں سرگشتگاں گرد و ذلیل

وہ ان حیرانوں کی طرح ذلیل ہو گا

ریشندے شد بشہر و روستا

وہ گاؤں اور شہر میں معشک بننا ہے

کا دی سر بر زند بے والدیں

کہ بغیر ماں باپ کے آنی پیدا ہو

نادرے باشد کہ برگنجے زند

ناہ ہوتا ہے کہ خزانہ مل جائے

تا کہ جمالِ عَلم القرآن بُود

تا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھا دے

واسطہ افراشت در بدل و کرم

واسطہ بتایا جو د عطا میں

۱۔ محیص۔ بچہ کی جگہ از کرم۔
دیہاتی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔
ترور۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خواہ کو
اں دیہاتی کی باتوں سے کس قدر
خوشی گئی۔ خود ہو۔ جس گاؤں میں پہنچ
گئے وہ اں دعوت دینے والے دیہاتی
کا گاؤں نہ تھا۔

۲۔ ہر کہ۔ جو اسٹا اور شخ کی رہبری
کے بغیر چلے گا اں کا یہی حال ہو گا جو
اں خواہ اور اں کے بال بچوں کا ہو۔
ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ
معشک بن جائے گا۔ (زانکہ)
اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا
بالکل ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہو
جانا۔

۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت
کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے
مصطفیٰ۔ یہ آنحضرت کی خصوصیت تھی
کہ استاد کے بغیر براہ راست ذات
خداوندی سے ان کو علم حاصل
ہوئے اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی
تعلیم دی جاتی ہے۔

ہر حریمے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا ہر لالچی محروم ہے
چوں حریمال تگ مرو آہستہ تر
لاچوں کی طرح نہ ہو بہت آہستہ (چل)
اندھاں ارہ رنجما دیدند و تاب
اس راستہ میں انہوں نے بہت رخ اور تکلیف دیکھی
سیر گشتہ از وہ و از روستا
وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیڑ ہو گیا
چوں عذاب مرغ خاک کی اند آب
جیسا کہ تشنگی کے پندے کی تکلیف پانی میں
در شکر ریزی چناں نا اوستا
اور ایسے بے استا کے کی بھی باتوں سے

رسیدن خولجہ و قوش بدہ ونا دیدہ ونا شناخت آوردن
خولجہ اور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا ان کو اجنبی
روستائی ایشانرا
اور آتشا ظہرنا

بعد ماہے چوں رسیدن آں طرف
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے
روستائی ہیں کہ از بدینتی
دیہاتی کو دیکھ کہ بدینتی سے
روئے پنہاں می کند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے
آچنخال رو کہ ہمہ زرق و شرست
ایسا چہرہ جو مجسم کر لہ شرارت ہے
رویہا باشد کہ دیواں چوں گس
بہتر سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کی طرح
چوں بہ بینی روئے شاں در تو فہند
جب تو ان کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چہنیں گے
در چناں روئے خبیث علیہ
ایسے ہی خبیث نامن ان چہرے کے بارے میں
چوں پیر سیدند و خاش یافند
جب انہوں نے معلومات کیں اور اس کا گھر پایا

بنوا ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر سامان اور چوپائے بغیر گھاس کے تھے
می کند بعد التیبا ۲ والستی
چناں دینش کے بعد کرتا ہے
تا سوئے باغش نہ بکشاید پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں
از مسلماناں نہاں اولی ترست
مسلمانوں سے چھپا رہتا بہتر ہے
بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس ۳
(اور) بہرہ وہل کی طرح ان کے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں
یا میں شاں چوں بدیدی خوش فہند
یا تو ان کو نہ دیکھ یا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس
گفت یزداں نسفعا بالناصیہ
خدا نے فرمایا ہیں ہم پیشانی پکڑ کر گھمبیں گے
بچوں خوشیاں سوئے در شتا فہند
انہوں کی طرح دھڑلے کی طرف دھڑلے

۱۔ اندھاں ارہ گاؤں کے راستہ میں
خولجہ اور اس کی اولاد کو بہت ہی تکلیف
کا سامنا کرنا پڑا سیر گشت۔ اس
دیہاتی اور گاؤں سے ان کو نفرت
ہونے لگی۔ بعد ماہے چونکہ گاؤں کی
حاشاں میں ملے ملے پھرے لہذا
ایک ماہ صرف ہو گیا۔
۲۔ التیبا والستی۔ چناں چہنیں
اگر گھر روئے وہ دیہاتی دن میں
چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے
مہمان نہ بن سکیں۔ پوز۔ منہ
آچنخال۔ یہ مولانا کا اپنا معقول ہے
کہ ایسے لائق کا مسلمانوں سے منہ
چھپائے رکھنا بہتر ہے۔
۳۔ حر۔ وہ شیطان اس کی دیکھ
بھال کرتے ہیں کہ کبھی کا کام نہ کر
لے نسفعا قرآن پاک میں
ابو جہل کے متعلق ہے نسفعا بالنا
ص۔ ہم ضرور اس کی پیشانی پکڑ کر
گھمبیں گے۔

خولجے اشد زیں کجروی دیوانہ وں

خولجے اس بے تیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود

تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ

شب بسر ما روز خود خورشید سوز

رات جاڑے میں ہر دن خود جلانے والے سورج والا

لیکن بود از اضطراب و بے زری

لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

شیر مردارے خورد از جویع زار

بھوک سے لاغر شیر مردار کھا لیتا ہے

کہ فلانم مر مرا نیست نام

کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

یا پلیدی یا قرین پا کی

تو ناپاک ہے یا پاک سے موصوف ہے

ہیچگو نہ نیستم پروائے تو

مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

نیست از ہستی سر مویم اثر

میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست

میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

تا برادر شد یفر من اخیہ

کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

تو تھا خودی زخوان من دو تو

میرے درخون سے خوب لذت کھانے کھائے ہیں

کُل سِر جاور الزین شاع

جو راز دے آگے بڑھا شائع ہو گیا

دَرفر و گستند اہل خانہ اش

اس کے گھر والوں نے ہمدردہ بند کر لیا

لیک ہنگام دُشتی ہم نبود

لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا

برداشت مانند ایشان پنجر وز

وہ اس کے ہمدردہ پر پانچ روز پڑے رہے

نے ز غفلت بود مانند نے خری

پڑا رہنا غفلت کی وجہ سے تھا نہ حمت کی وجہ سے

بالیںماں بستہ نیکاں ز اضطراب

مجبوری سے بھٹے کینوں سے وابستہ ہو گئے

اوہمی دیدش ہی گردش سلام ۲

وہ شہری اس دیہاتی کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کئی

اس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے

والہم روز و شب اند صبح ہو

میں دن رات اللہ تعالیٰ کی کلامی کا شیدا ہوں

از خودی خود ندارم ہم خبر

مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست

میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

گفت ۳ اس دم با قیامت شد شبیہ

اس شہری نے کہا تو یہ وقت قیامت سے مشابہ ہو گیا

شرح می گردش کہ من آنم کہ تو

وہ شہری اس دیہاتی کے لئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں تو نے

آں فلاں روزت خریدم آں متاع

فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

۱۔ خولجے یعنی شہری زریں یعنی

گھر والوں کے ہمدردہ بند کر لینے

۲۔ شب بسر ما یعنی رات

جاڑے میں گزرتی اور دن سورج کی

گرمی میں بسر ہوتا ہے ز غفلت

چونکہ ان کے پاس لاپرواہی ہے

۳۔ چکا مجبور ہمدردہ پر پڑے رہے

۴۔ سلام یعنی سلام رکے اپنا

تعارف کرتا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی

نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ والہم

وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بھگانے لگا

اور دن سے بے تعلقی اور اللہ اور دنیا سے

بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہونے محبت

ہٹانے لگا۔

۵۔ گفت۔ شہری خولجے نے کہا

پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ

اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے لگا۔

۶۔ لہذا۔ موت کی جمع ہے لذت و غنا میں۔

متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں

نے تجھے خرید کر دیا۔ کل۔ سر۔ اب یہ

راز دہانیں ہے سب جانتے ہیں۔

نے کہ بودی ملہا مہمان من
 کیا تو مہین میرا مہمان نہیں رہا
 سرِ مہر ما شنید ستم خلق
 ہادی محبت کے راہ لوگوں نے سنے ہیں
 اُدھی گفتش چہ گوئی ترہات
 پہنچ دیہاتی اس سے کہتا کیا بکلاں بکلا ہے
 چہ ہمیں شب ابرو بارانے گرفت
 پانچویں رات ایسا ہر دور بارش آئی
 چوں رسیدش کارواندہ آتخوال
 جب چھری اس کی بڑی تک پہنچ گئی
 چوں بصد الحاح آمد سوے در
 جب سیکڑوں خوشامدوں سے وہ دھڑکے آیا
 گفت من آں قہما بگذاشتم
 خوبہ نے کہا میں نے سب حق چھوٹے
 پنج سالہ رنج دید ایں پنج روز
 ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا
 یک بجھا از خویش و از یار و تبار
 اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم
 زانکہ دل نہاد بر جور و جفا
 کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا
 ہرچہ بر مردم بلا و شدت ست
 انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے
 گفت اے خورشید مہرت در زوال
 خوبہ نے کہا کہ تیری محبت کا صحنہ دل پذیر ہے
 امشب از باران بمادہ گوشہ
 آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں یک گوشہ دیدے

نے رسیدت بے کراں احسان من
 کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے
 شرم! دارو رُو جو نعمت خود خلق
 جب طلق نعمت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے
 نے خُرا دامن نہ نام تو نہ جات
 نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام
 کا سماں از بارش شد در شگفت
 جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا
 حلقہ زد خوبہ کہ مہتر ۲ راہِ نوال
 خوبہ نے کھنڈی بجائی کہ چھری کو بلا
 گفت آخر چیست اے جانِ پلہ
 بولا بابا! آخر کیا ہے؟
 ترک کر دم اُنچہ می پنداشتم
 جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا
 جانِ مسکینم دریں سرما و سوز
 میری عاجز جان نے اہلے اور تکلیف میں
 در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
 شدت میں نہیں لاکھ سے زیادہ ہے
 جانش خوگر بود با مہر و وفاش
 جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی
 ایں یقیں دان کنر خلاف ۳ ماہ دست
 یقین کر خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے ہے
 گر تو خنم ریختی کر دم حلال
 اگر تو مجھے بد بھی ڈالے تو میں نے تجھے صاف کیا
 تابیابی در قیامت توشہ
 تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

۱۔ شرم دارو رُو کی مثل ہے منہ
 کھائے اُلٹے چائے ترہات۔ خلاف
 بیہودہ باتیں چلت۔ جائے تو۔
 شگفت۔ تعجب۔ کارواندہ
 آتخوال۔ انتہائی تکلیف حلقہ زد۔ کلاڑ
 کی کھنڈی بجائی۔

۲۔ مہتر۔ چھری یعنی وہ دیہاتی
 جس نے محبت دی تھی الحاح۔ خوشامد
 ۔ گفت۔ خوبہ۔ شہری نے کہا۔ پنج
 سالہ۔ یعنی یہ مصیبت تاک ایک دن
 ایک سال کے برابر تھا۔ جلد
 خاندان۔

۳۔ خلاف عادت۔ عادت کے
 خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے
 تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی
 عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ نہیں رہتا
 ہے۔ گوشہ۔ یعنی کوئی ایسی جگہ جس
 میں ہم بارش سے بچ کر رہتے
 جائیں۔

ہست آسجا گرگ را او پاسباں
 وہاں وہ بھوئے کا محافظ ہے
 تازند گر آید آں گرگ سترگ
 تاکہ اگر وہ مٹا بھیڑا آئے تو وہ اس کو مارے
 ورنہ جائے دیگرے فرمائے جست
 وہ نہ کوئی دھری جگہ تلاش کر لے
 واں کمان و تیر درد ستم بندہ
 وہ تیر و دکن میرے ہاتھ میں ہے
 گر بر آرد گرگ سر تیر زخم
 اگر بھیڑا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا
 آب یارداں بر سر و در زیر گل
 باں سر پر ہے وہ کچھ نیچے ہے
 رفت آسجا جائے تنگ و بے مجال
 اس جگہ چلا گیا جو تک جگہ تھی وہ محاش کی نہ تھی
 از نہیب سیل اندر کنج عار
 حد کے کٹنے میں باں کے خوف سے
 ایں سزائے ماسزائے ماسزائے
 یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہمارے لائق ہے
 یا کسی کردار برائے ناگساں
 یا اس نے کینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو
 ترک گوید خدمت خاک کرام
 شریفین کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو
 بہتر از عام ورز و گلزار شاں
 بہتر ہے عام لوہن کے گھر وہ بلخ سے
 بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
 اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ

گفت یک گوشہ است آن باغبان
 دہائی نے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
 درگش تیر و کماں از بہر گرگ
 اس کے ہاتھ میں بھیڑے کے لئے تیر و کمان رہتا ہے
 گر تو آں خدمت کنی جا آن تست
 اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
 گفت صد خدمت کنم تو جائے وہ
 اس خیر نے کہا میں سو خدمتیں کروں گا تو جگہ دے دے
 من پنجم حارثی رز کنم
 میں نہ سوں گا گھر کی حفاظت کروں گا
 بہر حق مگذازم امشب اے دول
 اے شاہی! خدا کے لئے آج رات مجھے ایک نہ چھوڑ
 گوشہ خالی بدو او باہمال
 گوشہ خالی تھا وہ وہ مع باں بھوں کے
 چوں ملک بر ہمد گر گشتہ سوار
 وہ ٹڈیوں کی طرح لیکھ دھڑے پر چڑھے ہوئے تھے
 شب ہمہ شب چمکے گویاں کاے خدا
 ساری رات سب یہ لکھ رہے تھے کہ اے خدا!
 ایں سزائے آنکہ شد یار خساں
 یہی اس کا سزا ہے جو کینوں کا دست بنا ہو
 ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
 یہی اس کی سزا ہے جس نے پیچھے لالچ میں
 خاک سے پا کاں لیسے و دیوار شاں
 بھلوں کی دیوار وہ مٹی چائنا
 بنفہ یک مر و و شندل شوی
 کسی روشن دل انسان کا غلام ہوتا

۱۔ باغبان۔ یعنی باغ کی کھڑی ہے
 جس میں وہ رات کو رہ کر بھیڑے
 سے حفاظت کرتا ہے خدمت۔ یعنی
 بھیڑے کی دیکھ بھال۔ حارثی۔
 گرجائی۔ رز۔ گھر کی نکل۔ وہ دل۔
 مترد۔ شکی۔ چلن۔ ٹڈی دل میں
 ٹڈیاں بہت ہوتی ہیں۔ نہیب خوف
 کنج۔ گوشہ

۲۔ سزل۔ بلبل۔ سزل۔ لائق۔ کسی
 شرافت۔ انسانیت۔ اس سزل جو
 بزرگوں کی محبت چھوڑ کر دنیا دار کی
 طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے
 نہ گھٹاں کا جیسا کہ غلبہ شہری
 ۳۔ خاک۔ بزرگوں کی محبت
 میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف
 اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی
 مانگ۔

از ملوک خاک جو بانگ دہل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے فقہ کے آواز کے
شہریاں خود رہزناں نسبت بروح
روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں
ایں سزلے آنکھ بے تدبیر عقل
یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر
چوں پشیمانی زدل خد تا ۲ شفاف
جب شرمندگی دل سے اس کی تہ میں پہنچ گئی
چوں پشیمیاں گشت از دل آنچہ کرد
جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا
آں کمان و تیر اندہ صبت او
تیر و کمان اس کے ہاتھ میں
گرگ خود بروے مسلط چوں شرر
بھڑا خود چنگھڑوں کی طرح اس پر مسلط تھا
ہر پشہ ہر یک چوں گرگے شدہ
ہر بھڑا ہر پشہ بھڑے کی طرح بن گیا تھا
فرصت ۳ آں پشہ راندن ہم نبود
اس کو ان پشہوں کو ڈانے کی بھی فرصت نہ تھی
تا نیاید گرگ آسپے زند
تاکہ بھڑا نہ آجائے (اور) نقصان پہنچائے
آچٹھیں دندان زناں تا نیم شب
اسی طرح آجی رات تک لڑتے ہوئے
ناگہاں تمشال گرگ ہشتہ
اچانک ایک آواز بھڑے کی صحت نے
خیر را بکشاد آں خولبہ رشست
اس خولبہ نے تیر چٹکی سے چھڑا

تو خواہی یافت اسے پیک اسبل
تو کچھ نہ پائے گا اس راستوں پر چلنے والے
روستائی کیست تیج بے فتوح
دیہاتی کیا ہے بے فیض کچھ خوف
بانگ غولے آمدش بگوید نقل
اس کو چھڑا کے کی آواز آئی کہ اس نے نقل امدی
زاں سپس سودے ندارد اعتراف
اس کے بعد غلطی کا اقرار کوئی قائم نہیں رہتا ہے
بعد از اں سودش ندارد آہ سرد
اس کے بعد غصہ کی آواز کے لئے مفید نہیں ہے
گرگ را جویاں ہمہ شب سو سو
پھر پھر تمام رات بھڑے کو دھوشتا رہا
گرگ جویاں وز گرگ او بیخبر
بھڑے کو تلاش کرتا تھا کہ بھڑے سے بیخبر تھا
اندھاں ویرانہ شال زخمی زدہ
جو اس دیوانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا
از نہیب حملہ گرگ عنود
کینے، بھڑے کے حملے کے ڈر سے
روستائی ریش خولبہ برگند
(اور) دیہاتی خولبہ کی ڈانگی نوچے
جان شال از ناف می آمد بلب
ان کی جان ناف سے لہوں تک آ رہی تھی
سر برآور داز فراز پشہ
نیلے کے پیچھے سے سرا اٹھاتا
زد برال حیواں کہ تا افتاد پست
اس جانور کو مارتا تو وہ گر پڑا

۱۔ پیک اسبل مختلف راستوں کا
قاصد شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو
ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔
روح۔ یعنی سادک مددش۔
روستائی۔ دیہاتی۔ گچ۔ حق پریشان
دارغ۔ بے فتوح۔ بے فیض۔ چل۔
اجنبائی شرمناک کام کرنے کے بعد
شرمندگی سے کیا فائدہ۔
۲۔ شفاف۔ وہ پردہ جس میں دل
لپٹا ہوا ہے دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔
اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر بھڑا
اور پشہ اس کے لئے بھڑا تھا۔ کین۔ وہ
ان کی ہڈیاں کے بغیر بھڑے کی تلاش
میں تھا۔ یک۔ پشہ۔
۳۔ فرصت۔ بھڑے کے خوف
سے بھڑے کی جستجو میں اس قدر رگ
ہوا تھا کہ بھڑا ہر پشہ ڈانے کی بھی
فرصت نہ تھی۔ تمشال۔ تصویر شدہ۔
چھڑا ہوا آواز۔ پشہ۔ نیلا۔

روستائے ہائے کرد و کوفت دست
دہائی نے ہائے کی لہ ہاتھ سر پر ملا
گفت نے ایں گرگ چوں آہر من مست
(خوبہ نے) کہا نہیں یہ دیو پکر بھیرا ہے
شکل آواز گرگی او مخرست
اس کی صل اس کے بھیرا ہونے کو بتا رہی ہے
می شناسم بچنیاں کلبے زے
میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شرب سے
کہ مبادت بسط ۲ ہرگز ز انقباض
(خدا کرے) تجھے غلی سے فرانی بھی نصیب نہ ہو
شخصہا در شب زناظر مجب مست
رات میں صحت آگہ سے غلی ہوتی ہیں
دید صائب شب نثارو ہر کے
رات میں ہر شخص ٹیک نگہ نہیں رکھتا ہے
ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
یہ تمن اندھریں بڑی غلی پیدا کر دیتی ہیں
من شناسم باد خرگزہ من مست
میں پہچانتا ہوں یہ میرے گدھے کا کچھ کا گدھ ہے
می شناسم چوں مسافر زاہرا
میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر نوشد کو
روستائی را گریبانش گرفت
دہائی کا گریبان پکڑ لیا
بگ و انیوں ہر دو باہم خوردہ
بگ لہ لہوں دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
چوں ندانی مر مراے خیرہ سر
اے دیوانہ! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

اندہ افتاد ز حیوان باد جست ۱
گرنے سے حیوان کا گدھ خلع ہوا
نا جوانمردا کہ خرگزہ من مست
اے نثارو! میرے گدھے کا کچھ ہے
اندہ و اشکال گرگی ظاہر مست
ان میں بھیرے پن کی صحت واضح ہے
گفت نے بادے کہ جست از فرج وے
اس دہائی نے کہا نہیں جوگزہ اس کی شرمگہ سے خلع ہوئے
گشتہ خرگزہ ام را در ریاض
تو نے کھیتوں میں میرے گدھے کا کچھ ملا ڈالا
گفت نیکوتر تفحص کن شب مست
اس خوبہ نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے
شب غلط بنماید و مبدل بے
رات بہت سی چیزوں کو غلط لہ بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے
ہم شب وہم ابر ہم باران ژرف
رات بھی لہ لہ بھی لہ گہری بارش بھی
گفت ایں برمن چوروز روشن مست
اس دہائی نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے
در میان بست باؤں باہرا
میں ہواؤں میں اس ہوا کو
خوبہ بر جست و پیامنا شگفت ۳
خوبہ اچھل پڑا لہ بے مبر ہو گیا
کلبہ طرّا رشید آوردہ
کہ بیوقوف گم گم تو نے کر کیا ہے
در سہ تاریکی شناسی باد خر
تم اندھریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

۱۔ باد جست اس کے پیٹ کی ہوا
خلع ہوئی۔ خرگزہ بھیرا لہر کن۔
دیو شیطان۔ مخر۔ خبر دینے والا۔
فرج۔ شرمگاہ ریاض۔ روضہ کی جمع
جہانگاہ۔
۲۔ بسط۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔
تفحص۔ جستجو۔ مجب۔ مجبور۔ غلی۔
گفت۔ دہائی نے کہا۔ زناظر۔ مسافر
کاوش۔
۳۔ شگفت۔ مبر۔ لہ۔ بیوقوف
طرّا۔ جیب تراش۔ رشید۔ گم۔
بگ۔ بگ۔ خیرہ۔ دیوانہ۔

آنکہ داند نیم شب گو سالہ را
جو آہی رات میں بھڑے کو پہچان لے
خویش را عارف اولہ گنی
اپنے آپ کو باخدا اللہ عاشق بناتا ہے
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے
انچہ دی خورم از انم یاد نیست
میں نے جو کل کھلا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے
عاقل و مجنون ہم یا دار
مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ
آنکہ مردارے خورد یعنی نبید
جو شخص حرام یعنی نبید پی لیتا ہے
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست
مست و بنگ پینے والے طلاق و بیع نہیں ہے
مستی کا لہزہ بُوئے شاہ فرد
وہ مستی جو یکتا شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو
پس بر او تکلیف چوں باشد روا
اس کو تکلف بنانا کیسے جائز ہو گا؟
با رہر گیدند چوں آمد عرج
چب لنگرا پن آجاتا ہے بوجھ بنا لیتے ہیں
چنیں اَیْس علی الاعوج حرج
اسی طرح لنگرے پر گنہ نہیں ہے
بارکہ نہد در جہاں خرگڑہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کن لا دیا ہے
سُوئے خود اُعلیٰ شدم از حق بصیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں پہچانوں

چوں نداند ہمرہ وہ سالہ را
وہ اس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟
خاک در چشم مروت می زنی
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے
در لم گنجہ بجز اللہ نیست
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی تمجائش نہیں ہے
ایں دل از غیر تحیر شاد نیست
یہ دل مقام حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے
در چنیں بیخوشیم معذور دار
اس طرح کی مدوشی میں مجھے معذور سمجھ
شرح اور اسوئے معذورال کشید
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے
ہمچو طفل ست اومعاف و مطلقے ست
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے
صدخم سے در سر و مغر آں نکرد
شراب کے سونے میں سر اور دماغ میں وہ نہیں کر سکتے
اُس ساقط گشت و شد بے دست و پا
گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے
گفت حق اَیْس علی الاعفی حرج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر گنہ نہیں ہے
نیست رنجے چوں عی و چوں عرج
اندھے بن و لنگرے بن کی طرح کئی معیت نہیں ہے
درس کہ دہد پارسی بومرہ را
فانی کا سبق شیطان کو کن پڑھاتا ہے؟
پس معافم از قلیل و از کثیر
تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

۱۔ عارف - خدا کی معرفت وہ
۲۔ فرشتہ - عاشق - انچہ - یہ بھی
۳۔ پہچانی کا مقولہ ہے - تحیر - حیرانی
۴۔ عاقل - یہ بھی پہچانی کا قول ہے
۵۔ نبید - یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام
۶۔ طلاق - نام شافی کے نزدیک
۷۔ شراب سے مدوش کی طلاق اور بیع
۸۔ واضح نہیں ہوتی ہے - مطلق - یعنی
۹۔ تکالیف سے آزاد و شاہکار و اللہ تعالیٰ
۱۰۔ اُس ساقط کرے ہوئے کھوٹے
۱۱۔ سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے - عرج - لنگرا
۱۲۔ چنیں - جتنی
۱۳۔ خرگڑہ - جتنی
۱۴۔ بومرہ - شیطان کی نیت ہے - سوئے
۱۵۔ خود یعنی میں اللہ کے معاملہ میں مدوش
۱۶۔ میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر
۱۷۔ ہوں معاف بخشا ہوں اور گزر گیا ہوں

لاف درویشی زنی و بخودی ہائے و ہوئے عاشقانِ ایز دی
 تو موشی ہود بے خوی کی دیکھیں ملتا ہے اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے ہو کرتا ہے
 کہ زمیں را من ندانم ز آسمان امتحانت لے کر غیبت امتحان
 کہ میں آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں غیرت خلعتی نے تیرا خوب امتحان کیا
 بادِ خرکترہ چنین رسوات کرد ہستی نفی ترا اہبات کرد
 گدھے کے بچے کے گدھے نے تجھے رسوا کر دیا تجھی ہستی کی نفی کے جھوٹ کا اثبات کر دیا
 آتچیں رسوا کند حق شید را آتچیں گیرد رمیدہ صید را
 اللہ تعالیٰ کر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے
 صد ہزاراں امتحانست اے پدر ہر کہ می گوید من شدم سر ہنگ در
 بلا لاکھوں آزمائش ہیں اس کے لئے جو یہ کہے میں اللہ کے در کا سپاہی ہوں
 گردانند علمہ اُورا امتحان محکومان را جو بندش نشان
 اگرچہ معلوم اس کو امتحان نہیں سمجھتے لیکن راجوں کے پندے کا اس کا پتہ لگا لیتے ہیں

اشارات در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال
 مدعی کمال کو صاحب کمال اور معلوم کی جانب سے غلط کہوں کو
 وگزار غلط از عوام
 پہچاننے کے بارے میں مشاہدہ

چوں گند دعویٰ خیاطی کے افگند در پیش اوشہ طلسمے س
 جب کوئی مدعی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بادشاہ اس کے سامنے طلسم ڈال دے دیتا ہے
 کہ بہراں را بغلطاق فرینخ ز امتحان پیدا شود اُورا دو شاخ
 کی اس کی چوڑی قبا ترش دے (اور امتحان سے اس کے پھول پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں)
 گر نبودے امتحان ہر بدے ہر تخت دروغا رستم بدے
 اگر ہر بدے کے امتحان کا طریقہ نہ ہو جنگ میں ہر پھوڑا رستم ہوتا
 خود تخت راز رہ پوشیدہ گیر چوں بہ بند زخم او گرو و اسیر
 بھڑے کو زندہ پش فرض کر جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائے گا
 مست مے ہشار چوں شد از دہور مست حق ناید بخود از رخ صور
 پچھوا ہوا سے شرب کا مست کیسے ہو شید ہو گیا اللہ کا مست صدم چھٹکے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

۱۔ امتحان۔ یعنی تیرے دھوکوں کا
 اللہ نے امتحان لیا یعنی تو مقامِ امان
 میں پہنچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے
 ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے
 ۲۔ صد ہزار۔ جب کوئی عشقِ الہی
 کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں
 شروع ہو جاتی ہیں۔ محکمان۔
 حاصلِ خدا، دعوے کی حقیقت کو
 پہچان لیتے ہیں دنیا کی۔ مدعی
 پہنچنے والے۔ ایک دشمن پہنچا
 ہے غلطاق۔ قند و دو شاخ۔ دعوے
 کے دھوکوں پہلو یعنی ان کا صحیح غلط
 ہوتا۔ چوں بہ بند زخم لگے پر ہتھیار
 ڈالا دیتا ہے اور اپنے آپ کو قیدی بنا
 دیتا ہے دُور پچھوا ہوا۔

باہ حق راست باشد نے دوع
 اللہ کی شرب بھی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی
 ساختی خود را جُنید و بازید
 تو نے اپنے آپ کو جُنید نہ بازید بتلایا
 بد رگی و مصلی و حرص و آرز
 بد ذوق، نہ کاپی نہ حرص نہ لالچ کو
 خویش را منصورِ حلاجؒ گئی
 اپنے آپ کو منصورِ حلاجؒ بناتا ہے
 کہ نہ شناسم عمرؒ از بلہب
 کہ میں عمرؒ بلہب میں فرق نہیں کرتا ہوں
 اے خرے کایں از تو خرابا و رگند
 اے گدھے تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے
 خویش را از رہرواں مکر شمر
 اپنے آپ کو سالکین سے کم تر سمجھ
 باز پر از شید و سوائے عقل تاز
 مٹکانی سے ہٹ نہ عقل کی طرف دھڑ
 خویشتن را عاشقِ حق ساختی
 تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بتلایا ہے
 عاشق و معشوق را در رستخیز
 قیامت میں عاشق نہ معشوق کو
 توجہ خود را گنج و بخبود کردہ
 تو نے اپنے آپ کو دیانہ نہ معشوق کیا ہے
 رو کہ شناسم ترا از من بچہ
 جانی تجھے نہیں پہچانتا ہوں میرے پاس سے بھاگ
 تو تو ہم می گئی از قربِ حق
 تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ممکن کرتا ہے

دوعؒ خودی اور غ خودی دوعؒ خودی
 تو نے چھاپہ لی جتنے چھاپہ لی ہے چھاپہ چھاپہ
 رو کہ شناسم خبر را از کلید
 کہتا ہے جانی کلیدؒ گئی میں امتیاز نہیں کرتا ہوں
 چوں گئی پہناں بہ شیدائے مکر ساز
 اے مکارا تو مکر سے کیسے چھپالے گا
 آتش در پنبہ یاراں زنی
 دھتوں کی دہلی میں آگ لگاتا ہے
 بادِ خر گزہ شناسم نیم شب
 گدھے کے بچے کا گدھا آدھی رات میں پہنچا لیتا ہوں
 خویش را بہر تو کوہ و گر گند
 جو تیری خاطر اپنے آپ کو ادھا بہرا بنالے
 تو حریف رہزنانی کہ مخور
 تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا
 کے پرد بر آسمان پر مجاز
 نقلی پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟
 عشق باد یوسیا ہے باخنی
 لیکن دہلی کالے شیطان سے کی ہے
 دو بدو بند ندو پیش آند تیز
 اکٹھا باد میں گے نہ فورا پیش کریں گے
 خون رز کو خون مارا خوردہ
 گدھ کا خون کھل، تو نے ہلا کیا ہے
 عارف بخوشم و بہلول وہ
 میں عارفؒ (اللہ) معشوق ہوں نہ گدھ کا بہلول ہوں
 کہ طبق گرد و رنبد از طبق
 کہ طبق بنانے والے طبق سے نہ نہیں ہوتا ہے

۱۔ دوعؒ چھاپہ۔ یعنی تو کہتا
 ہے جاؤ مجھے کچھ نہیں ہے مصلی۔
 سنی کاپی۔ منصور یہ بزرگ دہلی
 دھنے کا پیشہ کرتے تھے سالی لے
 حلاجؒ کہلاتے تھے پنبہ یا زلی۔
 یعنی دھتوں کے حقوق کوہ کر۔ یعنی
 بغیر سے نہ دیکھے تیری تصدیق کرتا
 رہے۔
 ۲۔ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم
 پیشہ۔ کہ مخور۔ بھلاں نہ کہہ رہے۔
 معشوق پر عاشق و معشوق۔ یعنی
 شیطان اور اس کے پھانسی۔
 دیانہ۔ حق۔ خون رز۔ گدھ کا خون
 یعنی شرب۔
 ۳۔ رو کہ شناسم۔ یہ بھی اسی پہلی
 کا قول ہے۔ بہلول۔ مشہور بزرگ
 گزے ہیں۔ کہ طبق۔ یعنی اللہ
 خالق ہے تو حقوق کو اعلیٰ اس سے
 قرب حاصل ہے۔

ایں نمی بینی کہ قرب اولیا
تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیا کا قرب

آہن از داود موسیٰ می شود
حضرت داود کے ہاتھ سے لوبا ہم ہو جاتا ہے

قرب حق و رزق بر جملہ مست عام
اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے

قرب بر انواع باشد اے پلہ
ہاں! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں

لیک قر بے ہست باز رشید را
لیکن سونے کے ساتھ صبح کا قرب ہے

شاخ خشک و تر قریب آفتاب
تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے

لیک کواں قربت شاخ طری
لیکن کہہ دو تر شاخ کی قربت ہے

شاخ خشک از قربت آں آفتاب
اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو

بنگراں کال شاخ خشک از قرب خود
یہ دیکھ کر صبح کے قرب سے اس خشک شاخ کے

آنچنان مستے مباح اے بے خرد
اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن

بلکہ زال متال کہ چوں مے میخورد
بلکہ مستی میں نہ بن کہ جب شراب پیے ہیں

اے گرفتہ ہچھو گربہ موش پیر
اے وہ کہ جس نے لمبی طرح بڑھا چوہا پکڑا ہے

اے نخوردہ از خیال جام ہچ
اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا

صد کرامت داردو کارو کیا ل
سیکڑوں کرامتیں اور شان و شوکت رکھتا ہے

موم در صفت چو آہن می بود
تیرے ہاتھوں میں موم لوبا ہوتا ہے

قرب وحی عشق دارند ایں کرام
یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں

میزند خورشید بر گہسارو زر
صبح پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی

کہ ازال نمود خبر مر بیدرا
کہ بید کے دمٹ کو اس کی خبر بھی نہیں ہے

آفتاب از ہر دو کے دار و حجاب
صبح دھوں تابک پہ نہ رکھتا ہے

کہ شمار بخند از وے می خوری
کہ تو اس کے کچے پھل کھاتا ہے

غیر زو تر خشک گشتن گویاب
اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو کہ کیا ہے

غیر خشکی می برد چیزے دگر
سوائے خشکی کے اور کئی چیز حاصل کی؟

کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
کہ ہوش میں آئے تو شرمندگی اٹھائے

عقلہائے پختہ حسرت می برند
پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں

گرتوزاں مے شیر گیری شیر گیر
اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ

ہچو مستان حقائق بر میچ
حقائق کے مستوں کی طرح نہ ہٹھ

۱۔ کارو کیا ل۔ شان و شوکت یعنی
اولیاء کا قرب محض خالق مخلوق والا
قرب نہیں ہے وہ حاصل قرب ہے
انہی حضرت داود کو جو قرب الہی
حاصل تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے
ہاتھ میں لوبا موم بن جاتا تھا۔ محض
حقیقت اور مخلوقیت کے لعل سے یہ
بات پیدا نہیں ہوتی۔ قرب حق۔ اللہ
ہر انسان کی خشک سے بھی زیادہ اس
سے قریب ہے اور اپنی نزاکت کے
اعتدال سے بھی سب سے قریب ہے
یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے
گرام۔ جو اللہ کے ہمد کے مقرب
ہیں۔ ان کا عشق کا قرب حاصل ہوتا
ہے۔

۲۔ شید۔ خورشید کا مخفف ہے
بید۔ بے عقل درخت سے اور سے
دھتوں کے پھل صبح کے قرب
سے پکتے ہیں۔ بیکہاں قرب سے
کئی فائدہ نہیں ہے کہ شمار تر شاخ پر
صبح کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور
کھتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ
کو صبح کا قرب اور خشک کر دے گا۔
۳۔ آنچنان۔ بے غیر واقعی
مستی کا ظہار شرمندگی کی وجہ ہوگا
بلکہ سلاطین کی دیوانی عقلمندی کے
لئے باعث خشک ہے۔ موش پیر یعنی
دیوانی باغی دولت۔ بے یعنی
عشق۔ شرک۔ گربہ یعنی معارف
الہی اے نخوردہ۔ جام حقیقت پیدا تو
دیکھا اس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوتا۔

می فقی آنسو وایں سو مست دار
تو مستوں کی طرح اھر اھر کو گتا ہے
گر بدلاں سو راہ یابی بعدازاں
اگر اس کے بعد تو اس طرف رہ پایا ہو جائے
جملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزین
تو بالکی اس جانب کاہ ہے اس جانب کی گپ نہ مند
آں خضر جاں کزا جل نہر اسد او
وہ خضر کی جان والا جزیت سے نہ گہرائے
کام از ذوق تو ہم خوش گئی
دہی ذوق سے تو طلق کو خوش کر رہا ہے
پس بیک سوزن تہی گردی زباد
تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا
کوزہ سازی زبرف اندرشتا
تو جلاڑوں میں برف سے چالے بناتا ہے

اے تو ایں اسو نیستنت آنسو گزار
اور تو اھر کا ہے تیرا اھر گزرا بھی نہیں ہے
کہ بدیں سو گہ بدلاں سو سر فشاں
کبھی اھر کو کبھی اھر کا سر چھٹکا
چول نداری موت ہرزہ جاں ممکن
جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خلوہ لوزن طاری نہ کر
شاید ار مخلوق را شناسد او
اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے
وروی در خیک خود پرش گئی
تو اپنی شک میں پھونک بھر رہا ہے اس کو پر کر رہا ہے
آچنیں فر بہ تن لاغر مباد
کمزور بدن والا اس طرح کا فر بہ نے بنے
کے گند چول تاب بیند آں وفا
وہ جب گری دیکھے گا وفاہی کب کرے گا۔

اے ایں سو عالم ناست۔ آنسو۔
عالم ملکوت۔ گردیاں سو۔ اگر انسان
حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر مشرق
سے و جد کرے چول نداری۔ جب
موت کا وقت نہیں ہے تو خلوہ لوزن
اپنے اوپر نزع طاری کرتا حیات
ہے۔ آں خضر جاں۔ یعنی نقی اللہ
کے مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ
پہچانے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
جیک۔ شیک۔ پس۔ مست
حق کی تکلیف سے نہیں گہرا تا فری
شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف خارج
کر دیتی ہے۔ کوزہ۔ برفانی گلوں
میں موسم سرما میں بچے برف کے
کھولنے بناتے ہیں۔

س۔ شغال۔ گیند۔ اس حکایت کا
مقصد یہ ہے کہ فری شیخ کی مثال اس
گیند کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر
مور ہوئے کا دھڑی کر دیا تھا۔ دھنگ۔
تاخیر طاووس۔ مور۔ علیین۔ جنت۔
بہر حال۔

افقادیں شغال س درخم رنگ و رنگیں شدن وے ود عولے
گیند کا رنگ کے شکے میں گر جاتا اور اس کا رنگین ہو جاتا اور
طاووسی نمودن در میان شغالات دیگر
گیندوں میں مور ہوئے کا دھڑی کرنا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ
وہ ذیل گیند رنگ کے شکے میں (گر) گیا
پس برآمد پو سستش رنگیں شدہ
پھر نکلا تو اس کی کمال رنگین ہو گئی تھی
پشتم رنگیں رونق خوش یافتہ
رنگیا ہاں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی
دید خود را سرخ و سبز ولور و زرد
اس نے اپنے آپ کو سرخ اور سبز اور لال اور پیلا دیکھا
اندر آں خم کردیک ساعت درنگ
وہ اس شکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا
کہ منم طاووس علیین شدہ
اس نے کہا کہ میں تو جنت کا مور ہو گیا ہوں
آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
صبح نے ان رنگوں کو چکا دیا تھا
خوشتن را بر شغالات عرضہ کرد
اپنے آپ کو گیندوں پر پیش کیا

جملہ گفتندے شغالک حال چیست
سب نے کہا ہے حقیر گیندا تیرے کیا حال ہے؟
از نشاط ازما کرا نہ کردہ
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے
یک شغالے پیش اشد کا فلاں
ایک گیند اس کے سامنے گیا کہ او فلاں
شید کر دی تلبہ منبر بر جہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے
بس بکوش یدی ندیدی گرمیے ۲
تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی
صدق و گرمی خود شعار اولیاست
چنانچہ اور گرمی اولیاء کا شعار ہے
کالتفات خلق سوئے خود کشند
تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں
کہ ترا در سر نشاط ملو نیست
کہ تیرے سر میں ایک چمچہ مستی ہے
ایں تکبر از گنج آوردہ
تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے؟
شید کر دی تاشدی از خوشدلاں
تو نے مکر کیا یہاں تک کہ تو خوشدل بن گیا
تاز لاف ایں خلق را حسرت دہی
تاکہ ڈیگیں سے ان لوگوں کو حسرت طلائے
بس زشید آوردہ بے شرمیے
تو نے مکاری سے بہت بے شرمی حاصل کر لی
باز بے شرمی پناہ ہر دعاست
پھر بے شرمی ہر دھوکے کی پناہ ہے
کہ خوشیم واز دروں بس ناخوشند
کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت رنجیدہ ہیں

چرب کردن مرد لانی لب و سبکت خود را ہر بامداد
ایک منجھنی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دہبے کے چڑے سے چٹنا
پہوست و دُنبہ و بُرواں آمدن میان حریفان کہ چنیں و چٹان خوردہ ام
کرنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھلایا ہے

دُنبہ ۳ پارہ یافت شخصے مُسجہاں
ایک ذیل شخص نے دہبے کی کھل کا کھڑا پایا
در میان مُسجہاں رفتہ کہ من
ماددوں میں جاتا کہ میں نے
دست بر سبکت نہادے در نوید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
کایں گواہ صدق گفتار من است
کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں
ہر صبا چرب کردے سبکتاں
ہر صبح کو دھوں مونچھوں کو چٹنا کرتا
لوت چربے خوردہ ام در انجمن
ایک مجلس میں مرغن غذا کھاتی ہے
رَمَز یعنی سوئے سبکت بنگرید
اشادہ تھا یعنی مونچھیں دیکھو
وین نشان چرب و شیریں خوردن است
اور یہ چٹنی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

۱۔ مثنوی۔ لپٹنے والا۔ کرنا۔ کتنا۔
۲۔ تلبہ منبر۔ چونکہ مولانا نے گیند سے
بھولی شیخ مراد لیا ہے لہذا اس کے لئے
منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔
۳۔ گرمیے۔ یعنی جھٹی عشق کی
گرمی۔ شعاع۔ علامت نشان۔
چرب کردن۔ مولانا نے بھولی شیخ
کی حالت کو اس شیخی خورے کی
حکایت سے سمجھایا ہے جس کا باطن
خالی ہے ظاہر پکنا چڑا ہے۔
۴۔ دُنبہ۔ چمکلی۔ مُسجہاں۔
ذیل۔ سبکتاں۔ دھوں مونچھیں۔
مُسجہاں۔ بالدار لوگ۔ لوت چربے
چٹنی خور۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیر کر اشدہ کرتا تھا کہ ان کی چٹکائی
میری گواہ ہے۔

اکشمش گفتے جواب بے طنین

اس کا پیٹ بلا آواز جواب دیتا

لاف تو مارا براتش برنہاد

تیری شئی نے ہمیں انگڑوں پر رکھ دیا ہے

گر نبوے لاف زشتت اے گدا

اے بھکاری اگر تیری بری شئی نہ ہوتی

راست گر گفتی و کج کم باختی

اگر تو ج بولتا اور کج گوئی کا کھیل نہ کھیلتا

وَر نمودی عیب و کم کر دی جفا

اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

گفت احق کہ کج محباں گوش و دم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو بڑھا ہلا

کہف اندر کثر خُشپ اے مخلم

اے بے غشے! فار کے اندر بیڑھا نہ ہو

وَر نگوئی عیب خود بارے خمَش

اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ

برسبال سچ چرب خود تکیہ ممکن

اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر

گرتو نقدے یافتی مکشاد ہاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو بک کشتی نہ کر

سنگہائے امتحان رانیز پیش

آزمائش کے چروں کے لئے بھی مددش ہیں

گفت یزداں از ولادت تا خسین

خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک

امتحان بر امتحانست اے پدر

باوا آزمائش پر آزمائش ہے

کہ اَبَد اللہ کَیْدَ الْکَافِرِیْنَ

کہ اللہ کافروں کے کمر کو ہمواد کرے

کاں سبال چرب تو برگندہ باد

خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑیں

یک کرے رحم آورے ہما

تو کوئی شئی ہم پر رحم کرتا

یک طیبے داروے ماساختی

تو ہمارے علاج کے لئے ایک طیبہ پیدا کر دیتا

ہم بدے مہملی یک آشنا

کبھی آشنا کی جانب سے مہملی ہو جاتی

یَنْفَعَنَّ الصَّادِقِیْنَ صَلَافُهُمْ

چوں کو ان کا ج ضرور فائدہ دے گا

انچہ داری وَا نَمَا و فَلَاسْتَقِمْ

جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل

از نمائش و زغل خود را ملکشی

دیا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

زانکہ گر بہ بُرد دُنِبہ لے سخن

اس لئے کہ بلی بلاشبہ چلکی لے گئی ہے

ہست درہ سنگہائے امتحان

راست میں آزمائش کے بہت سے چھر ہیں

امتحانہا ہست در احوال خویش

اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

یُفْتَنُونَ فِی کُلِّ عِلْمٍ مَوْتِیْنِ

اور ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

ہیں بکتر امتحان خود را مخر

خبردار کتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

اکشمش۔ اس کا پیٹ لاؤ تو

مونچھوں کی چکنائی اور شئی کی جبر سے

سب اعضاء بھوکے رہے تو انہوں

نے مونچھوں کو بددعا دی۔ سبال۔

سہل کی جمع، مونچھیں۔ راست۔

اگر بھوکا اظہار کرتا تو کوئی شئی کہنا نہ

دیتا۔

ع۔ گفت حق۔ بہت ہی آیتوں کا

مفہوم ہے کہ انسان کو غلط بیانی نہ کرنی

چاہئے چوں کو ان کی چکنائی لاعلمی

ہوتی ہے کہف برلی کو مہملیانا چاہیے

اس کا اظہار کر کے علاج کرتا چاہیے

دو گنی اگر انسان کا بطن برا ہے تو کم

از کم بھلائی کی شئی تو نہ ملے

س۔ برسبال۔ مصنوعی سکی پریشانی نہ

بدلی چاہیے وہ زائل ہوگی تو رطبتی ہو

گی جیسا کہ شئی خورے کے فائدہ میں

بیان ہوا کہ چلکی کو بلی لے گئی تو وہ

رہا ہوا گرتا اگر انسان کو کمال کا کوئی

مقام حاصل ہو تو اس کا خیر اظہار نہ

کرتا پھرے سنگہائے امتحان۔ یعنی

لولیاء اللہ جو کھرے کھوئے کو پرکھ

لیتے ہیں پھر یہ لولیاء جو امتحان کی

کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا

ہے جن۔ موت۔ یفتون۔ بیابیت

اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے

لیکن اس طرح کی آزمائشیں مومنین

کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحان۔ ایک

آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی

ہے کہ کوئی آزمائش میں پورا کرنے

کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ

آئی چاہئے۔

ز امتحانات قضا ایمین مباحث ہیں زر سوائی بترس اے خولجہ اتاش
تقدیر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو لے جیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمین بودن بلعم باغور کہ امتحان کرد حضرت عزت
بلعم باغور کا مطمئن ہو جانا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے
اور اواز انہار و آمدہ بود
اور اس سے دعا ہے کہ وہ قاضی ہو

۱۔ خولجہ اتاش۔ یعنی جیر بھائی۔
ایمین بودن۔ بلعم باغور شیطان دونوں
ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور
تباہ ہو گئے تھیں۔ ذیل: حقیر۔
باضی۔ گوشہ نشین اور بدعنوان۔ نصیحتیں
کرنے کے بعد پھر اب بھی خود سے
کافہ شروع کیا ہے۔
۲۔ معدہ آں۔ چونکہ مونچھوں کی
جگہ سے معدہ جھکا رہا اس لئے
مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ
معدے کی یہ دعا ہے۔ مدینہ۔ یعنی
مدینہ منورہ کا اندازے قرآن کا مہینہ
ہے۔
۳۔ لاف۔ انسان کی شیخی
انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے
مناہی ہوتی ہے۔ سہاں۔ مونچھیں۔
لحاف۔ تعلیم کی جگہ کہینہ۔

بلعم باغور و اہلیس لعیں ز امتحانِ آخریں گشتہ مہیں
بلعم باغور اور ملعون شیطان آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے
زانکہ بودند ایمین از مکر خدا کا امتحانہا رفت اندر ماضی
کیونکہ وہ اللہ کے داور سے بے خوف تھے کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں
عاقبت رسوائی آمد بارشال ایں شنیہہ باشی از اخبارِ شال
انجام نہ دے رسوا ہو گئے تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی
اُو بد عویٰ میل دولت می کند معدہ ۲ اش نفرینِ سبلیت می کند
وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جھک رہا ہے اس کا معدہ مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے
کانچہ پنہاں می کند پیدائش کن سوخت مارا اے خدا رسواں گن
اے خدا جو نہ چھپا رہا ہے اس کو ظاہر کر دے اے خدا اس نے ہمیں جلا ڈالا اس کو رسوا کر دے
جملہ اجزائے تنش حصم ویند کر ز بہارے لاف ایشیاں در دیند
اس کے جسم کے سب اعضا اس کے دشمن ہیں موسم بہار کی شیخی ملتا ہے وہ موسم خزاں میں ہیں
لاف ۳ وا داو کر مہامی گند شاخ رحمت راز بن برمی کند
شیخی کرموں کو لاف دیتی ہے رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے
راتی پیش آریا خاموش کن وانگہاں رحمت بین و نوش گن
ج بول یا چپ ہ تہ رب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر
آں شکم حصم سہال اُو شدہ صت پنہاں در دعا اندر زہ
وہ پیٹ اس کی مونچھوں کا دشمن بنا چھے ہاتھوں دعا میں لگ گیا
کاے خدا رسوا گن ایں لاف لحاف تاج بندہ سوائے ما رحم کرام
کہ اے اللہ کہینوں کی اس شیخی کو رسوا کر دے تاکہ بھولوں کا دم ہمارے لئے حرکت میں آئے

مُستجاب! آمد دعائے آں شکم
اس پیٹ کی دعا مقبول ہوئی
گفت حق گر فاقی وابل صنم
خدا نے فرمایا خواہ تو فاق ہے اور بت پرست
تو دعا راحت گیروی شخول
تو خوب دعا کر اور رو
سوزش حاجت بزد بیرون علم
محتاجی کی جلن نے جھنڈا بھٹا
چوں مرا خوئی اجاتہا گم
جب تو مجھے پکارے گا میں قبول کروں گا
تو مشوچ از دُعا کروں ملول
تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردنِ گربہ دُنبہ را و رُسا شدن پہلوان
بلی کا دُنبہ (کی کھال) کو لے بھاگتا اور پہلوان کا رُسا ہوتا

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ قبول
۲۔ امر کا صیغہ ہے شوالیدن۔ روزنا چلانا۔
۳۔ حضرت۔ دربار خداوندی۔
رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے
بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے
ڈر سے اس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔
یعنی وہی مجمع جہاں وہ شخی بھگاتا تھا۔
لائی۔ شخی بھگاتے والا۔ کئی۔ گفت
یعنی بچے نے اپنی سادگی سے سدا قصہ
بیان کر دیا جس سے شخی خودے کا
جھوٹ کھل گیا۔
۴۔ پہلوان۔ یعنی وہی شخی خور۔
اس قصہ یعنی یہ بات کہ بچے نے
جنگل میں جا کر راز کھدوایا ہے۔ رجمہا۔
یعنی ان کو اس کے افلاس پر رجم آنے
لگا۔

چوں شکم خود را بخضر ت ۲ در سپرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا
از پسِ گربہ دوید آدمی گریخت
بلی کے پیچھے دوڑا وہ بھاگ گئی
آمد اندر انجمن آں طفلِ خود
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا
گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحی بدلان
کہنے لگا کہ وہ دُنبہ کی کھال جس سے ہر صبح کو
گربہ آمدنا گہانش در ربود
بلی آئی اور اچانک اس کو لے بھاگ
پہلوان ۳ در لاف گرم و ذوقناک
پہلوان نے شخی کی گرمی اور ذوق میں
مُنفعل شد در میانِ انجمن
مجمعہ میں شرمندہ ہو گیا
خندہ آمد حاضران را از شگفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی
دغوش کردند و سیرش داشتند
انہیں نے اس کی دغوت کی اور اس کا پیٹ بھر دیا

اُوچو ذوق! راتی دید از کرام
بے تکبر راتی راشد غلام
جب اس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا
راتی را پیشہ خود گن مُدام
تاشوی در ہر دو عالم نیکنام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے
تاکہ تو ہفتوں جہان میں نیکنام ہے

دعویٰ طاووسی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود
اس گیند کا مہر ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے مکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
بر بنا گوش ملامت گر بگفت

اس رنگ برنگ کے گیند نے آہستہ سے
لامت گر کے کان کی لو کے پاس جا کر کہا

بگر آخر درمن و در رنگ من
یک صنم چوں من ندارد خود شمن

آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ
پجاری بھی ایسا ایک بت نہیں رکھتا ہے

چوں گلستاں گشتہ ام صدر رنگ و خوش
مر مرا سجدہ گن از من سر مکش

میں باغ کی طرح سونگوں والا اور حسین ہو گیا ہوں
مجھے سجدہ کر مجھ سے سرکشی نہ کر

کر فرز و آب و تاب و رنگ ہیں
فخر دنیا خواں مرا و رکن دیں

شان و شوکت! رفیق اور چمک اور رنگ دیکھ
جئے دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ

مظہر لطف خدائی گشتہ ام
لوح سے شرح گبرائی گشتہ ام

میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں
اللہ کی ہولائی کی شرح کی تختی بن گیا ہوں

اے شغلاں ہیں مٹوانیدم شغال
کے شغالے را بُود چندیں جمال

اے گیند! خبردار مجھے گیند نہ کہو
کسی گیند میں اس قدر حسن کہا ہوتا ہے؟

آں شغلال آمدند آنجا مجمع
ہچو پروانہ بگردا گرد شمع

وہاں سب گیند جمع ہو گئے
جیسے شمع کے چادوں طرف پروانے

پس چه خوشنیت بگوائے جوہری
گفت طاووس نری چوں مشتری

تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں؟
اس نے کہا نہ طاووس جو مشتری (ستارہ) کی طرح ہے

پس بگفتندش کہ طاووسان جاں
جلوہا دارند اندر گلستاں

تو انہوں نے اس سے کہا کہ ملاح کے مہر
باغ عالم ملکوت میں جلوہ دکھاتے ہیں

تو چنان جلوہ گنی گفتا کہ نے
بادیہ نارفتہ چوں گوید منے

تو ایسا جلوہ دکھائے گا اس نے کہا نہیں
جو کسی جنگل میں نہ گیا ہو وہ مٹی کی کیا بات کرے

۱ ذوق راتی۔ یعنی گجی بات کو شرفاً پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا۔

۲ صباغ۔ رنگریز۔ بنا گوش کان کی گوش۔ بتوں کا پجاری۔ مظہر۔ چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اس کی کبریائی کی شرح کی تختی ہوں۔

۳ لوح۔ یعنی میرے وجود سے اس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیند جو زمین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہ طاووس کا لوس مشہور ہے۔

بانگِ طاؤساں گنی گفتا کہ لا
تو مہوں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں
خلعتِ طاؤس آئند آسمان
طاؤس کا لباس آسمان سے اترتا ہے
ورقو دعویٰ می گنی معنی بیدار
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر
پس نہ طاؤس خولجہ بوالعلا
تو اے بڑائیوں والے خولجہ تو مہ نہیں ہے
کے ری از رنگ دعویہا بدال
وہوں کی رنگینی سے تو اس تک کب پہنچ سکتا ہے
کہ مخور ورنہ پس گردن مخار
بکاس نہ کر ورنہ کہ پھر گردن نہ کھپانا

دعویٰ گردن فرعون الوہیت راوشیہ کردن اورا

فرعون کا خدائی کا دعویٰ کرنا وہ اس کا اس گیند کے مشابہ

بدال شغال کہ دعویٰ طاؤسی می نمود

بتانا جس نے مہ ہونے کا دعویٰ کیا

۱ بانگ۔ مہ کی کوک بھی بولی
ہوتی ہے خلعت، مہ کو جو حسین
لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے گردن
خارج۔ انسان شرمندگی میں گردن
کھجائے لگتا ہے مریض۔ فرعون نے
اپنی داڑھی میں پتی موتی پرور کئے
تھے۔ برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

۲ خریش۔ خری اش۔ اوہم۔ وہ
فرعون اسی گیند کی کی سل سے تھا جو
عاشی رنگ کی چہ سے اپنے آپ کو
مہ کہلاتا چاہتی تھی۔ مالے۔ اس
فرعون پر مال و جاہ کا عاشی رنگ تھا۔
فسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے
بہت سے وہ جو حضرات اہل لگی
کے لئے سجدہ کرتے تھے منسک۔
میں کاف تحقیر کے لئے ہے گلد۔
فرعون کو گلد اس لئے کہا ہے کہ وہ
حقیقت سے جی دست تھا۔

۳ مال۔ دولت انسان کو اس طرح
ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ
ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی معززین۔
طاؤساں۔ جو حقائق کے مالک
ہیں۔ موسیٰ حضرت موسیٰ اور ہارون
نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر
دیا۔

بچو فرعون مرصع کردہ ریش
فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جڑوا کر
اوہم از نسل شغال مادہ زاد
وہ بھی گیند ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا
ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد
جس نے اس کا مال اور سجدہ کیا سامنے اس کو سجدہ کیا
گشت متک آں گلدائے ژندہ دلق
وہ پھٹی گزری والا فقیر مست ہو گیا
۳ مار آمد کہ دروے زہر ہاست
مال سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں
ہائے اے فرعون ناموسی ممکن
انہوں اے فرعون! معزز نہ بن
سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی
اگر تو مہوں کے سامنے آئے گا
موسیٰ و ہارون چو طاؤساں بدند
حضرت موسیٰ اور ہارون چٹکے مہ تھے
پڑ جلوہ برسر و رویت زدند
انہوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

زشتیت پیدا شد و رسوائیت
تیرا بھدا پن اور رسوائی داغ ہو گئی
چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب
جب تو نے سنی دیکھی کھوئے سنی طرح سیاہ پڑ گیا
لے سب گر گین زشت الارض و جوش
اے بھدے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں
عزّہ شیرت بخولہ امتحان
شیر کی گرج تیرا حمان لے لے کی
اے شغالی بے جمال و بے ہنر
اے بدصفت بے ہنر گیدڑ
زانکہ طاووساں کنتد امتحان
کیونکہ مہر تجھے آزمائیں گے

تفسیر و تفسیر فتنہم فی لحن القول در بیان امتحان منافقان
”مہر تم ان کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے“ کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

گفت یزداں مرنبی را در مساق
نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سبق میں بتا دی
گر منافق زفت باشد نغزو ہول
خواہ منافق مونا خوبصورت اور بارعب ہو
چوں سفالین کوزہا را میزری
جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے
می زنی دستے بران کوزہ چرا
تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں نہاتا ہے؟
بانگ اشکتہ درگروں می شود
نوتے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے
بانگ می آمید کہ تعریفش کند
آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

یک نشان سہل خز اہل نفاق
منافقوں کی ایک آسان پہچان
واشنای مروا در لحن و قول
تم اس کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے
امتحانے می گئی اے مشتری
اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے
واشنای از طنین سہ اشکتہ را
تاکہ تو آواز سے نوتے ہوئے کو پہچان لے
بانگ چاودش ست پیشش می رود
آواز قیاب ہے جو آگے آگے چلتا ہے
ہمچو مصدر فعل تعریفش کند
جیسا کہ مصدر ہے فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

۱۔ نقش شیری۔ جھوٹی خدائی باطل
مہو گئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے
سگ۔ فرعون کو خطاب ہے غرہ۔
شیر بنے پر امتحان ہو گا کہ شیر کی سی
دھوکہ بھی ہے انہیں۔
۲۔ مساق۔ یعنی سیاق کلام اللہ
بعض نسخوں میں لفظ مشتاق ہے جس
کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی
مراو قرآن پاک ہے گر منافق۔
اگرچہ منافقوں کی ظاہری مصدق ہے
معلوم ہوئی لیکن ان کی آواز ان کی
حقیقت کھل جائے گا۔ چوں
سفالین۔ براس کی مثال ہے کہ آواز
سے حقیقت کھل جاتی ہے۔
۳۔ طنین۔ جھنجھٹ۔ چاودش
قیاب جو بادشہ کے آگے چلتا ہے
آواز بھی حقیقت کے لئے چہرہ
ہے۔ ہمچو مصدر فعل پر نظر کر لی
جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصدر بھی
معلوم ہے جیسا کہ قلم اور قلمنا ہے
قام میں واو الف سے بدلا ہے تو قیام
میں واو یا سے بدلا ہوا۔

چوں حدیثِ امتحان لے رہی نمود
جب امتحان کی بات سامنے آئی
پیش ازیں زانِ گفتہ بودم اندکے
اس سے پہلے میں نے تمھوڑا سا کچھ دیا تھا
خواتم گفتن درآں حقیقہا
میں اس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا
جملہ دیگرز بسیارش قلیل
اس کے بہت سے میں سے کچھ تمھوڑا سادہ و اجملہ
گوشِ گن ہاروت و ماروت را
سن لے ہاروت و ماروت کے بارے میں

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحانِ حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

گوشِ دل را یک نفس ایں سوبدار
تمھوڑی دیر کے لئے کان کو اس طرف متوجہ کر
مست بودند از تماشائے الہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے
آنچنین مستی ست ز استدراجِ حق
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈھیل میں لکھی مستی ہوئی ہے
دانہ دامن چنیں مستی نمود
اس کے جل کے دانہ نے لکھی مستی دکھائی
مست بودند و ہیدہ از کند
وہ مست تھے اور ہیندے سے آڑو تھے
یک کمین و امتحان در راہ بود
ایک گھٹا اور امتحان راستہ میں تھا
امتحان میکرد شاں زیر و زبر
امتحان ان کو الٹ پلٹ کر رہا تھا

یا دم آمد قصہ ہاروت و ماروت
مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا
خود چہ گویم از ہزارش یکے
میں کیا کہوں اس کے ہزاروں میں سے ایک
تا کنوں و ماندم از تعویقہا
لیکن رکھوں کی وجہ سے اب تک رکھا
گفتہ آید شرحِ یک عضو ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاشی کے ایک عضوی شرح ہوگی
اے غلام و چاکراں ماروت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور غلام ہیں

۱۔ امتحان آزمائش سے روشنی کی بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ بیان کیا چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رسوا ہو ڈھیل ہوئے ہیں۔ از ہزاروں ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار میں سے بہت تمھوڑا بیان کیا تھا۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن موقع پیش آگئے تھے۔

۲۔ شرح یک عضو صرت اس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاشی کے کسی ایک عضوی تشریح کر دی جائے۔ زوت دے تو اسرارِ باطنی را۔ استدراج۔ وہ کشف و کلمات جن میں پھنس کر اور جن سے مغرور ہو کر سالک تباہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ معراج حق۔ جبکہ استدراج کی مستیاں بھی اس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔ دانہ دامن۔ یعنی استدراج کی مستیاں۔ مست بودند ہاروت و ماروت استدراج کی مستیوں میں مدھوس ہو گئے تھے۔ صرصرش۔ امتحان کی آندھی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

خندق اور میدان بہ پیش او کیے ست
چاہ و خندق پیش او خوش مسلک ست

خندق اور میدان اس کے سامنے یکساں ہیں
کھل اور خندق اس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بُز از دیدن بز مادہ و جستن او کوہ مقابل
بکری کو دیکھ کر بکرے کی مستی اور اس کا بالمقابل پہاڑ پر کھتا

آں بُزے کو ہی براں کوہ بلند
پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر

تہلکف چند بہ بیندنا گہاں
تا کہ گہاں چلے لیکن وہ اچانک دیکھتا ہے

برگے دیگر برانداز و نظر
دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے

چشم او تاریک گرو در زماں
فورا اس کی آنکھوں میں اندھیرا اچھا جاتا ہے

آنچناں نزدیک بنماید ورا
وہ اس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے

آں ہزاراں گز دو گز بنماید
وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اس کو دو گز نظر آتا ہے

چونکہ بچہ در فتداند زماں
جب کھتا ہے فورا گر جاتا ہے

وز صیاداں بہ گہرینختہ
وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا

شستہ صیاداں میان آں دو کوہ
ان دونوں پہاڑوں کے وہ میان شکاری بیٹھے تھے

باشد اغلب صید ایں برنجین
بکرے کا شکار عموماً ایسے ہی ہو جاتا ہے

رستم ارچہ با سرو سبک بود
رستم خولہ مع سر اور موٹھوں کے ہو

۱۔ خندق۔ مست گڑھے اور ہموار
زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر
چل پڑتا ہے مستی۔ اس قصہ کا منشا
یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان
اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو
ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

۲۔ خوردی۔ خوراک۔ علف۔
گہاں۔ چشم اور یعنی مستی میں وہ
اندھا ہو جاتا ہے بالوصہ چہ بچہ
سرو مکان۔ کوہ بے لعل۔ چونکہ وہ
دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ۔
نشست کا مختلف ہے۔ شکوہ۔ شان و
شوکت و دب۔

۳۔ باشد۔ پہاڑی بکرہ اسی طرح
شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور
ہوشیار ہوتا ہے۔ خصم۔ شین۔ دشمن کو
پہچان جانے والا۔ باسرو۔ سبک۔ یعنی
سر میں غل اور بھاری کے باوجود۔

ہچو من از مستی شہوت بُر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا
بازاں مستی شہوت در جہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی
مستی آں مستی ایں بشکند
اس کی مستی اس کی مستی کو فنا دیتی ہے
آب شریں تاخوردی آب شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھادی پانی
قطرہ از باد ہائے آسمان
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ
تاچہ مستیہا بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں
کہ بوی دل دران سے بستہ اند
کہ انہیں تو خشک جہاں شرب سے لایا ہے
جو مگر آئنا کہ نومیدند و دور
سوائے ان کے جو یوں دور دور ہیں
ناامید از ہر دو عالم گشتہ اند
وہ دونوں جہانوں سے ماپیں ہو گئے ہیں

تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را و غیرت حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس مستیہا بگفتند اے دروغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے انہوں
گستریدے دریں بیداد جا
ہم اس کی ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے
ایں بگفتند و قضای گفت ایست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی غمیر جا

۱۔ قدر فرشتوں کی مستی مشہور
ہے ملک فرشتوں کی قرب الہی سے
جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی
اس کے سامنے سچ ہے مستی آں۔
جس شخص کی قرب الہی کی مستی حاصل
ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی
طاری نہیں ہوتی۔ آب شریں۔
خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال
شیریں پانی اور کھادی پانی ہے۔
۲۔ تاچہ فرشتوں اور رحوں کو
قرب الہی کی لکھی مستی حاصل مہولی
ہے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہو
جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے سبب
نہ وہ ختم کر دیتے ہیں جو مگر کفار کی
روحیں قرب الہی کی مستی سے محروم
ہیں۔ تمنا کردن۔ قرب الہی سے جو
مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات
استدیان ہوتا ہے اس سے وہ بیمار ہوتا
چاہے اس مستی میں کوئی غلط قدم نہ
اٹھاتا چاہیے۔

۳۔ جس شخص نے مستی حاصل کر لی
ہے اس نے مستی میں غلط قدم اٹھایا
جس کا بد انجام ہو سکتا ہے۔
گستریدے۔ انسانوں نے دنیا میں
ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے
تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر
دیتے۔

پیش پاتاں دام ناپیدا بسے ست
تہہ ہر پاؤں کے گئے بہت ہے چھپے ہوئے جاں ہیں

ہیں! مرو گستان در دشتِ بالا
خبردار مصیبت کے جنگل میں لا پڑی ہے نہ جا

کہ موی و استخوانِ ہالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اہ بیڈیوں سے
بجملہ رہ استخوان و موی و پے
سادے راستہ میں ہڈیاں، بال اہ پٹھے ہیں

گفت حق کہ بندگانِ بختِ عون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد الہی کے سآہی بندے
پا برہنہ چوں رَوَد درخار زار
کانٹوں کے جنگل میں، ننگے پاؤں کیسے چلے

اِس قصای گفت لیکن گوشِ شال
قصا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان
چشمہا و گوشہا را بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اہر کان بند کر لے ہیں

جو عنایت کہ کشاید چشم را
خدا کی مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھل سکتا ہے
جہد بے توفیق جاں گندن بُود
بے توفیق خدا کوشش جان کو فنا کرنا ہے

جہد بے توفیق خود کس رامباد
خدا کرے کسی کی کوشش، بے توفیق نہ ہو

ہیں مرو کورا نہ اند کربلا
خبردار کربلا میں انصوں کی طرح نہ جا

می نیابد راہ پائے سالکاں
چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے
بسکہ تیغِ قہر لاشی کر دشی
کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

بزد میں آہستہ می رانند ہوں
خاکسری سے آہستہ چلے ہیں
جو بہلِ فکر تے پر ہیزگار
پرہیزگار سوائے وقتہ اہر سوچ سمجھ کے

بستہ بود اند حجابِ جوشِ شال
ان کے جوش کے پودے میں بند تھے
جو مر آہنہا کہ از خود رستہ اند
سوائے ان کے جوابی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جو محبت کہ نشاندِ خشم را
غصہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟
زار زنے سچ کم گرچہ صدرِ خرم بُود
اگرچہ وہ کوشش سوکھیاں ہو ایک پینے سے کم ہے

در جہاں واللہ اعلم بالصواب
دنیا میں، اہر خدا بہتر جانتا ہے

خواب دیدنِ فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آل
خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اہر اس کو روکنے کی تدبیر کرنا

جہدِ فرعون نے چو بے توفیق بُود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی
ہر چہ اومی دُوختِ آلِ تھقیق بُود
جو کچھ اومی بیٹا تھا، وہ پھاڑنا تھا

۱۔ ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ موی۔ آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغِ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَجِدْنَا لَهُمْ حُمْلًا يَنْصَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ ہونا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکسری سے چلے ہیں۔

۲۔ پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی راہی میں سوچ سمجھ کر وقتہ سے قدم اٹھاتے ہیں۔ سال۔ قضا۔ قضاہوتِ ملامت کو بھارتی کی لیکن اُنہ نے کان بند کر لے تھے۔ جوش۔ آنہا جن لوگوں نے خوی کو مٹا دیا ہے ان کے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ جو عنایت۔ عنایتِ خداوندی ہی آنکھیں کھلتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضب الہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہد بے توفیق۔ جب تک توفیقِ خداوندی میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔

۳۔ اُڑن۔ ایک غلہ ہے جس کا دان بہت چھٹا ہوتا ہے اسکو چننا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیقِ خداوندی چونکہ فرعون کے شالِ حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش کو روکنے کی اس کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ تھقیق۔ پھاڑنا۔ جھا کرنا۔



از منجم ۱ بود در حاکمش ہزار
اس کے علم میں ہزاروں نبی تھے
مقدم موسیٰ نمودنش بخواب
حضرت موسیٰ کی تشری آمدی ان کو خواب میں دکھائی گئی
باعتبر گفت وبا اہل نجوم
اس نے تعبیر دیے والوں اور نجومیوں سے کہا
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم لکھی تدبیر کریں گے
تاریخ آں شب کہ مولد بوداں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو محل ظہر کی تھی
کہ بروں آنداں روز از پگاہ
کہ اس بی صبح سے باہر لگا دیں
پس بفرمودند در شہر آشکار
پھر انہوں نے علم دیا کہ شہر میں علانیہ
۲ اتصال اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے
تا شمار را رُو نماید بے نقاب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدہ کرائے
کال اسیراں راجز دوری نبود
کیونکہ دیو اسرائیلیوں کے لئے تھی کہ وہ کچھ تھا
گرفتارندے برہ در پیش او
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آ جاتے
۳ یاتہ آں بد کہ نہ بیند پچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی اسرائیلی نہ دیکھے
بانگ چاوشان چوں در رہ بشنوند
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معتبر نیز و سلاخ بے شمار
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے
کہ گند فرعون و ملکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دیئے
چوں بود دفع خیال و خواب شوم
مخوں خیال اور خواب کا دفع کیسے ہوا؟
۱ راہ زاون راجو رہزن می زینم
راہ کوئی طرح اس کی پیدائش کا دستہ روک دیں گے
رہی ایں دیدنداں فرعونیاں
ان فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی
سوئے میداں بزم و تخت بادشاہ
میدان میں تخت شاہی اور مبارک
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں
شاه می خواند شمار از اں مکاں
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے
بر شما احساں گند بہر ثواب
تمہاری کی غرض سے تم پر احسان کرے
دیدن فرعون دستوری نبود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا
بہر آں یاتہ بیفتندے برو
اس قانون کے مطابق وہ اندھے لٹ جاتے
در گہ و بے گہ لقائے آل امیر
وقت بے وقت اس امیر فرعون کا دیدار
تانہ بیند رُو بدیوارے کنند
منہ دیدار کی طرف کر لیں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱ لے منجم۔ ستاروں کی گردش سے
آنے والے حالات کو بتانے والا۔
معتبر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔
مقدم۔ آنا۔ جملہ سب نجومیوں اور
معتبروں نے کہا ہم اس پر یعنی موسیٰ
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے اور
اسکی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی
عورت اس رات کو حاملہ نہ بن سکے
مولد۔ یعنی استقرار حمل۔ فرعونیاں۔
منجم اور معبر۔ پگاہ۔ صبح۔ شہر یار۔
بادشاہ۔

۲ اتصال۔ کھانے یا آگ تاجے کا
اعلان۔ اسیران۔ قیدی یعنی بنی
اسرائیل چونکہ ان سے پہلی اور فرعون
ہر طرح کی بیچارہ لیتے تھے۔ یار۔
قانون نام۔

۳ یاتہ اسرائیلیوں کے لئے یہ
قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر
سکیں۔ اسیر۔ یعنی اسرائیلی۔ لقائے
دیدار۔ چاوشان۔ چادر کی جمع
ہے۔ نقاب۔ زدیوارے۔ یعنی اس
کار فرعون کی طرف منہ ہے۔

ورنہ بیند روئے او مجرم بُود انچہ بدتر برسرِ اوآں رَوَد
اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو قصہ وار ہو گا جو بدتر و سزا ہو گی اس کو وہ دی جائے گی
بودشال حرص لقاے ممتع چوں حرصِ ست آدمی فیما منع
منوع دیدار کی ان کو تمنا تھی کیونکہ جس چیز سے انسان کو کھاجائے وہ اس کا حرص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندنِ فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون
منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا بنی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد منادی در محلّتها رَوَاں بانگ میز و گو بکؤ شادی کنّاں
منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا خوشی خوشی گلی و گلی اعلان کرتا تھا
کائے سیرال سوئے میدال گہ رَوید کز شہنشاہ دیدن و جود دست اُمید
اے قیدیو (اسرائیلوں) میدان کی طرف چلو کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے
چوں شنیدند مودہ اسرائیلیاں تشنگاں بودند و بس مشتاقِ آں
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی پیاسے تھے اور اس کے بہت مشتاق تھے
حیلہ را خوردند آں سوتا ختند خویشتن را بہر جلوہ ۲ ساختند
جگہ کھا گئے اور اس طرف دوڑ پڑے انہوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر لیا
از غرض غافل بُدند و بے خبر وز طمع رفتند بیروں سر بسر
مقصود سے غافل ، اور بے خبر تھے سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل

مثلاً ایک حکایت

ہمچنان کابینا مغول ۳ حیلہ داں گفت می جویم کسے از مصریاں
ایسے ہی یہاں ایک حید گر مغفل نے کہا میں مصریوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں
مصریاں را جمع آرید ایں طرف تا کہ آید آنکہ می جویم بکف
اس طرف مصریوں کو جمع کر لو تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آ جائے
ہر کجا بُد مصریئے جمع آمدند در بر آں میریک یک می شدند
جہاں بھی کوئی مصری تھا سب جمع ہو گئے ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آ گئے

۱۔ بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دکھ لیتا تھا اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ گز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میرا آئے گا اور فرعون بخشش بھی کرے گا۔
۲۔ جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔ حکایت۔ اس حکایت میں بتلایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کے لئے ان کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تباہی مغفل نے مصریوں کو بل کرنے کے لئے ایک حیلہ سے میدان میں جمع کیا تھا۔
۳۔ مغول۔ داؤ کے اٹھانے کے ساتھ بڑھا جائے۔ بوزن معنی اسی لئے اس کو مغفل بھی کہتے ہیں ایرانی و توران کی ایک قوم ہے۔ بغل، آغوش

ہر کہ می آمد بگفتان نیست این
جو بھی آتا اس کے بارے میں کہتا یہ نہیں ہے
تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے
شومی! آنکہ سوئے بانگ نماز
ایک بد قسمتی یہ تھی کہ اذان کی جانب
دعوت مکارشاں ندر کشید
مکار کی دعوت نے ان کو اندھ کھینچ لیا
بانگ درویشاں محتاجاں نیوش
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے
گر گدایاں! طمع اندوز شت خو
فقیر خولہ لالچی اور بدعات ہوں
در تگ دریا گہر با سنگہاست
دریا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں
پس بجو شیدیند اسرائیلیاں
اسرائیلی نوٹ پڑے
چوں حکمت شاں بمیدان برداو
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
کرد و لداری و بخششہا بداد
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
اس کے بعد ان سے کہا اپنی روح کی تفریح کو لئے
پانخش داوند کہ خدمت کنیم
انہوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے

ہیں در آ خولہ دراں گوشہ نشین
خولہ اس گوشے میں بیٹھ جا
گردن ایشاں بدیں حیلہ زدند
انہوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گردن اڑادی
داعی اللہ را نثر دندے نیاز
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے
اخذ را ز مکر شیطان اے رشید
اے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے مکر سے بچ
تاگیر و بانگ محتالیت گوش
تا کہ کسی حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے
در شکم خوراں تو صاحب دل بجو
خولہ پیو، تو صاحب دل کی جستجو کر
فخر ہا اندر میان تنگہاست
فخر کی باتیں عدا کی باتوں کے درمیان ہیں
از پگہ تا جانب میداں دواں
صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے
رہی خود نمودہ شال بس تازہ رو
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
ہم عطا ہم وعدہا کرداں قباو
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
جملہ در میداں خسپید امشاں
آج کی رات سب میدان میں سو جاؤ
گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم
اگر آپ چاہیں گے ہم ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

۱۔ شومی۔ مصریوں کا یہ قول عام اس لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔
داعی اللہ۔ موزن۔ مکار۔ یعنی وہی مغل۔ بانگ درویشاں۔ عذاب الہی سے نجات کا باعث جس طرح موزن کی پکار کو قبول کرتا ہے اسی طرح فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا بھی ہے۔ محتال۔ فریبی حیلہ کر۔
۲۔ گر گدایاں۔ انہی دنیا دار فقیروں میں کوئی صاحب دل بھی ہوگا لہذا سب کی خدمت کرو۔ گہر یا سنگہا۔ دریا کی تہ میں مگر بڑے بھی ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ پک پگاہ۔ صبح۔

۳۔ چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع ہونے کے بعد فرعون نے ان کو اپنا دیدار کر لیا۔ قباو۔ نوشیرواں کے باپ اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جان تاں یعنی تفریح طمع مہینہ کا مخفف۔



باز کشتن فرعون از میدان بشمر شادماں از تفریق
حل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی عھدوں سے جدا کر دینے پر

بنی اسرائیل از زنانِ شام اور شبِ حمل

فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

شہرِ شبا نگہ باز آمد شادماں

بادشاہ خوشی خوشی رات کو واپس لوٹا

خارشِ عمراں بد اندر خدمت

اس کا خراپئی عمران اس کی خدمت میں تھا

گفت اے عمراں بریں درخسپ تو

اس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا

گفت چشمِ ہم بریں درگاہ تو

اس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا

بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں

عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا

کے گماں بردے کہ او عصیاں گند

وہ (فرعون) کیسے لگن کرتا کہ وہ (عمران) کا فریال کریگا

ایمن از عمراں بدو افعال او

وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے مطمئن تھا

خود کجا در خاطرِ فرعون بود

خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی

جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰ و حاملہ شدنِ مادرِ موسیٰ علیہ السلام

عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ حجامت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ بخت

آدھی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس بیوی آگئی

زن برو افتاد بوسید آں لبش

بیوی اس پر لپٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا

برجہا نیش ز خواب اندر شبش

اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

۱۔ شہرِ شبا نگہ باز آمد شادماں
اسرائیلیوں کو میدان میں سلا کر بہت
مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا
کہ میرے ملک کو زیر و زبر کرنے
والے بچہ کا آج رات حمل قرار پاتا تھا تو
اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا
ہیں حمل نہ قرار پاسکے گا۔ خاں۔
خراپئی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے
والد جو اسرائیلی تھے قرین۔ ساگی۔
بریں۔ یعنی فرعون کا دروازہ زن۔
بیوی۔

۲۔ دل بود جاں۔ یعنی عمران سے
فرعون کو بہت زیادہ لعلق تھا۔
عصیاں۔ نافرمانی۔ انچہ۔ یعنی اپنی
بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور
سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔
۳۔ آچہیں۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا
کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور
بردباری ہے جو قومِ عاشورہ کے لئے
مقرر تھی۔ بخت۔ یعنی عمران کی
بیوی۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش
وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی
عمران نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟
وہ کشیدش در کنا راز مہر مرد
مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا لیا
بُھفت شد با او لمانت را سپرد
اس کے ساتھ محبت کی اور لمانت سپرد کر دی
آہنے برسنگ زد زاد آتشے
آہنے برسنگ زد زاد آتشے
لوہا پتھر سے کھلایا، آگ پیدا ہو گئی
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پودا ہے
مات و برد از شاہ می داں اے عروس
مات و برد از شاہ می داں اے عروس
اے بیوی! ہار اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا
وہیت کردن عمران بُھفت را بعد از مجامعت
وہیت کردن عمران بُھفت را بعد از مجامعت
محبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آتا

وا مگرداں پیچ زہنہا دم مزن
کچھ نہ کھلانا، اس بارے میں دم نہ مانا
عاقبت پیدا شود آثار ایں
عاقبت پیدا شود آثار ایں
انجام کا اس کے آثار ظاہر ہوں گے
در زماں از سوائے میدان نعرہا
در زماں از سوائے میدان نعرہا
اسی وقت میدان سے بہت سے نعرے
شاہ لال ہیبت بر دل خست آل زماں
شاہ لال ہیبت بر دل خست آل زماں
شاہ فوراً اس خوف سے باہر آیا
تانیاید بر من و تو صد خون
تانیاید بر من و تو صد خون
تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں
چوں علامتہا رسد اے نازنین
چوں علامتہا رسد اے نازنین
اے نازنین! جب علامتیں سامنے آئیں گی
می رسید از خلق و می شد بر ہوا
می رسید از خلق و می شد بر ہوا
لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے
یا برہنہ کایں چہ غلغلہا ہست ہاں
یا برہنہ کایں چہ غلغلہا ہست ہاں
مجھے پاؤں کے ہلے یہ شور و غل کیا ہے؟

۱۔ خوش۔ خوبصورت۔ لبش۔ یعنی بیوی کے ہونٹ۔ بر نیامد۔ یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ لمانت۔ یعنی حضرت موسیٰ کا حمل۔ ایں کار۔ یعنی حضرت موسیٰ سے حاملہ ہو جانا۔ آتشے۔ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جو فرعون کی بتائی کا سبب ہوئی۔ ۲۔ کیس کش۔ بدلہ لینے والا۔ برد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب بھرے پٹ جائیں یہ اچھی مات ہوتی ہے۔ مات۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے۔ فوس۔ فوس۔ ۳۔ مجامعت۔ ہمبستری۔ زہنہا۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ در زماں۔ یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

از سوائے میدان چبا نگ دست غریو کونہ پیش می رنمد جتی و دیو
میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟ کہ اس کے ڈر سے جن اور بصوت بھاگ رہے ہیں
گفت اے عمرال شاہ مارا عمر باد قوم اسرائیلیا نند از تو شاد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر مار ہو اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے
از عطاے شاہ شادی می کنند قص می آرنم و کفہای زند
بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں باج رہے ہیں اور تالیان بجا رہے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غر یو و غوغا

فرعون کا شور اور غل اور غوغا سے ڈرنا

گفت باشند کایں بود نما و لیک و ہم و اندیشہ مرا پُر کرد و نیک
اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے
ایں صدا حال مرا تغیر کرد از غم و اند وہ تخم پیر کرد
اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے غم اور کڑے فکر سے مجھے بوزھا کر دیا ہے
پیش می آمد سپہر می رفت شہ جملہ شب او بہجو حامل وقت زہ
بادشاہ آگے آتا پھر واپس ہو جاتا تمامات وہ بچنے کے وقت حلا (صبر) کی طرف رہا
بہر زماں می گفت اے عمرال مرا سخت از جا بردہ است ایں نعرہا
ہر لمحہ گہتا اے عمران! مجھے ان نغروں نے بہت بے چین کر دیا ہے
زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا باز گوید اختلاط خفت را
عمران پیچھے کا دل گم نہ تھا کہ بڑی سے ملنے کے بارے میں کہتا
چوں زن عمرال بہرماں در خزید تاکہ شد استارہ موسیٰ یدید
جب عمران کی بیوی عمران سے چینی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا
ہر پیغمبر ۳ کا نند آید در رحم نجم اوبر چرخ گرد وجم
ہر پیغمبر جو رحم (ماد) میں آتا ہے اس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو مجنمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں مجنموں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں ستارہ اش کوری فرعون و مکر و چارہ اش

آسمان پر ان موسیٰ کا ستارہ نمودار ہوا فرعون اور اس کے مکر و تدبیر کے خلاف

۱ گفت عمرال۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر باج گاہے ہیں۔ گفت۔ فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شہر کی وہی وجہ ہو جو نے پہلی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد۔ بادشاہ فکر میں تمام راستہ اندھا پار آتا جا رہا۔ ۲ زہرہ۔ عمران کی یہ بہت تو جتنی کہ شور و غل کا اصل سبب ہو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قرار پانا تھا اور بتا دیتا۔ چوں زن عمرال۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔ ۳ ہر پیغمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوا تھا اس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے کوئی اندھا چہ یعنی مقصد کے خلاف۔

روز شد گفتش کہ اے عمر اے برو
 دن ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہالے عمران اجا
 رائے! عمر اے جانب میدان و گفت
 عمران نے میدان کی جانب سولی ہانگی اور کہا
 ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک
 ہر نجوی ننگے سر کپڑے پٹھے ہوئے
 ہچمو اصحاب عزا آوازِ شال
 ماتم کرنے والوں کی طرح ان کی آواز
 ریش و مو بر گندہ رو بد ریدگاں
 داڑھی اور بال اکھاڑے ہوئے منہ نوچے ہوئے
 گفت خیرست بچہ آشوب ست و جال
 اس (عمران) نے کہا خیر ہے یہ کیا کہرام اور حال ہے؟
 عذر آور دند و گفتند اے امیر
 انہوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!
 انہمہ کر دیم و دولت تیرہ شد
 ہم نے یہ سب کچھ کیا اور اقبال دولت تاریک ہو گیا
 شب ستارہ آں پسر آمد عیال
 رات اس بچے کا ستارہ نمودار ہو گیا
 زد ستارہ آں پیمبر برسما
 اس پیغمبر کا ستارہ پر نمودار ہوا
 بادل خوش شاد عمر اے و زنفق
 عمران خوش دلی کے ساتھ نفاق سے
 کرد عمر اے خویش پر خشم و ترش
 عمران نے اپنے آپ کو ترش و اور غضبناک بنایا
 خویشتن را انجی کرد و براند
 اپنے آپ کو تالان بنایا اور چل دیا
 واقف آں غلغل و آں بانگ شو
 اس شور اور آواز کے بارے میں حیانت کر
 ایں چہ غلغل بود شہانشہ نخفت
 یہ کیا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا
 ہچمو اصحاب عزا بر فرق خاک
 ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)
 بد گرفتہ از فغان و سازِ شال
 چلانے دندہ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے
 خاک بر سر کرد پر خول دیدگاں
 سر پر خاک ڈالے ہوئے، آنکھیں پر خون
 بد نشانی می دہد منخوس سال
 منخوس سال بری علامت دکھا رہا ہے
 کرد ما دست تقدیرش اسیر
 ہمیں اس (اللہ) کے دست قدرت نے قیدی بنالیا
 دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
 بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا
 کوئی ما بر زمین آسمان
 آسمان کی پیدائشی پر ہمارے ملک و ملکوں میں جھول جھونک کر
 ما ستارہ بار کشتم از بکا
 ہم نے رو کر ستارے آنسو برسائے
 دست بر سر می بز دکاہ الفراق
 سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"
 رفت چوں دیوانگان بے عقل و ہش
 دیوانوں کی طرح بے عقل دھواں ہو گیا
 گفتہائے بس خشن بر جمع خواند
 مجمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱ واقف۔ باخبر۔ راند عمران۔
 عمران نے میدان میں جا کر منجھوں
 سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔
 غزل، ہاک، سوگ میں لوگ کپڑے
 پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں
 اور چیخ و پکار سے ان کی آوازیں پیٹھ
 جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ۔ تپیشالی۔
 گرد مار۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز
 کر دیا اور ہم بچہ کی پیدائش کو نہ روک
 سکا اور بچہ جو پیش آ گیا۔
 ۲ شب۔ رات کو بچہ کی پیدائش
 کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے کوئی ملک۔ یعنی
 ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ باب۔ یعنی
 ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے
 ہیں۔ زکا۔ رونما۔ بادل خوش۔ عمران
 بچہ کی پیدائش سے خوش تھے لیکن
 بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔
 ۳ انفراتق۔ یعنی اب سلطنت
 ہم پر قائم ہو جائے گی۔ کرد عمران۔
 عمران نے اپنے آپ کو بظاہری غم و غصہ
 طاری کیا منجھوں کو برا بھلا کہا اور
 میدان سے سوا کسی لوٹ آئے۔

خوشتن را ترش و غمگین ساخت او
 اس نے اپنے آپ کو ترش و غمگین بنایا
 گفت ایشاں شاہ مرالفروغ بقید
 بولا تم نے میرے بادشاہ کو فہم دیا
 سوئے میدان شاہ را اکتید
 تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے
 دست بر سینہ نہا دید از ضماں
 ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا
 عاقبت ز رہا تلف شد کار خام
 آخر کار روپیہ برباد ہوا کام اٹھوا رہا
 چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ
 جب اس نے سنا غصہ سے اس کا منہ کالا پڑ گیا
 گفت ایشاں را کہ ہیں اے خاٹناں
 شاہ نے ان بچوں سے کہا کہ ہاں اے خاتونا
 خویش را در مضحکہ انداختیم
 ہم نے اپنی مذاق اڑائی
 تاکہ امشب جملہ اسرائیلیاں
 حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی
 مال رفت و آبرو و کار خام
 مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اٹھوا رہا
 سالہا ادراس خلعت می برید
 تم سالوں سے عطا ہوا خلعت لے جاتے ہو
 از برائے آنکہ در روز چنین
 اسی لئے کہ اس طرح کے دن
 رائے تال ایں بود و فرہنگ و نجوم
 تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا؟
 فرد ہائے باز گو نہ باخت او
 اس نے اپنی چال چلی
 از خیانت و طمع تشکیفند
 خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے
 آبروئے شاہ مارا رختید
 تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی
 شاہ راما فارغ آرم از غماں
 کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے
 شد بر فرعون و بر خواندش تمام
 فرعون کے پاس گیا اور اس کو سب قصہ سنا دیا
 خواند ایشاں را ز خشم آں روتباہ
 ان کو اس روتباہ نے غصہ سے بلایا
 من بر آویزم شما را بے لیاں
 میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا
 مالبہا باد شماں دربا ختم
 مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا
 دور ماندند از ملاقات زناں
 بیویوں کی ملاقات سے دور رہے
 ایں بود یاری و افعال کرام
 کیا یہ دوستی اور شریفیوں کے کام ہوتے ہیں؟
 مملکتہا را مستم می خرید
 پوری سلطنت کھائے جاتے ہو
 فہم گردد آرید و گردیدم معین
 سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے
 طبل خوانانید و مکارید و شوم
 تم پیٹو، اور مکار اور بدبخت ہو

۱۔ گفت شاہ۔ عمران نے بچوں
 سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل
 کیا جموں نے وعدے کئے اور مال و
 دولت برباد کر لیا۔ خدا بر فرعون۔ فرعون
 کے پاس آکر تمام صورت حال بیان
 کر دی۔
 ۲۔ گفت یعنی بادشاہ نے انہیں
 چھائی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ مالبہا۔
 جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔
 تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی
 علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں
 کامیاب نہ ہوئے۔
 ۳۔ دور۔ مسلسل بخشش کرتا۔
 معین۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب
 لغت کی کتاب۔ طبل خوان۔ پیٹو۔

مرشدا بر درم آتش زخم
میں تہاے کھڑے کر دوں گا، چھوٹک ہوں گا
عیش رفتہ باشمانا خوش کنم
میں تہاے پہلے عیش کو بجزہ کر دوں گا
سجدہ ہا کر دندو گفتندے خدیو
انہوں نے مجھے کئے اور کہا اے شہنشاہ
سالمہا دفع بلاہا کردہ ایم
ہم نے سالہا مصیبتیں ٹال ہیں
فوت شد از ما و حملش شد پدید
وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اس کا حمل نمودار ہو گیا
لیک استغفار ایں روز ولاد
لیکن اس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی
روز میلادش رخصت بندیم ما
اس کی پیدائش کی دن ہم رخصت بندی کریں گے
گر سہ نہاریم ایں نگہ مارا بکش
اگر ہم اس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار ڈالنا
تابہ نہ مہ می شمر د او روز روز
وہ تو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا
چوں مکان بر لا مکان حملہ برد
جب مکان والا لامکان پر حملہ کرتا ہے
برقضا ہر گو شیخوں آورد
قضا (خداوندی) پر جو شیخوں لاتا ہے
چوں زمیں با آسمان خصمی کند
جب زمین آسمان سے دشمنی کرے
نقش با نقاش چوں نیچہ زند
جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و لبان تال بر کنم
تہاے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا
من شمارا ہیزم آتش کنم
میں تمہیں آگ کا بیدکن بنا دوں گا
گریکے کرت زما چہ بید دیو
اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آ گیا
وہم حیراں زانچہ ماہا کردہ ایم
جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے
نطفہ اش بر جست و رحم اندر خزید
اس کا نطفہ کھا اور رحم میں گھس گیا
مانگہداریم اے شاہ قباد
اے شہنشاہ ہم حفاظت کریں گے
تا نگر و فوت و نچمد ایں قضا
تاکہ وہ بچ کر نہ نکلے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو
اے غلام رائے تو افکار و ہش
اے وہاں کہ عقلیں اور ہوش تیری بابے کے غلام ہیں
تہتر د تیر حکم خصم دوز
تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے
خون خود ریز و بلاہا را خرد
اپنا خون کرتا ہے، مصیبتیں خریدتا ہے
سرنگوں آید ز خون خود خود
لودھا گرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے
شور گردد سرز مرگے برزند
غیر بن جاتی ہے، موت سے نکلتی ہے
سبلتان درویش خود بری کند
اپنی موہبتیں اور دلاوی اکھاڑتا ہے

۱۔ خدیو۔ خداوند آقا کرت۔ مرتبہ
باری۔ چہ بید۔ غالب آ گیا۔ وہم۔
یعنی ایسے کانٹے کئے جن پر عقل
حیران ہے
۲۔ حملش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
حمل۔ استغفار۔ یعنی اس غلطی کی
مکافات، ہم موسیٰ کی ولادت کے دن
کریں گے قبول ایک کیانی پادشاہ کا
نام ہے اور بڑے پادشاہ کو قبول کیا
جاتا ہے۔ رصد۔ انتظار وہ عمل جو کچھ
بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر نجوم
کرتوں کی کرش کے احاطہ معلوم
کریں ہیں۔ یعنی ہم رصد گاہ میں
بیٹھ کر اس کا ہم ولادت معلوم کریں
گے
۳۔ گری۔ یعنی اگر ہم ولادت کے
وقت اس بچہ کا تذکرہ نہ کر سکیں تو
ہمیں قتل کر دیا جائے۔ نہ۔ نو۔ مہینے جو
حمل کی مدت ہے تیر حکم۔ یعنی موسیٰ
کی ولادت جو جانی کا سبب ہے
مکان۔ یعنی مخلوق۔ لامکان۔ یعنی
اللہ تعالیٰ۔ قضا۔ قضاے خداوندی کا
مقابلہ کرنے والا ذیل ہتمام ہے۔
چوں زمیں۔ قضاے خداوندی کا
مقابلہ کرنے والے کی مثال ہے
زمین آسمان سے دشمنی مول لگی تو
خود بچہ کر سکی۔
۱۔ نقش۔ اگر مخلوق خالق سے
نزاع کرے تو خود مخلوق کی برابری
ہے

خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند
فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکلائی سے میدان کی طرف

سوئے میدان بہ مکر

بلانا جن کے حال میں پہنچے ہوئے تھے

سوئے میدان و منادی کرد سخت
میدان کی جانب اور سخت اعلان کر لیا

کائے زنان از دہرمی یابید بہر
کہ اے عورتو! نہانے سے حصہ حاصل کر لو

تاز داد و چشم شاداں شوید
تاکہ تم میری عطا اور بخشش ہے خوش ہو

خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے لاپیہ حاصل کیا

تا بید بد ہر یکے چیز یکہ خواست
تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے

کود کاں را ہم کلاہ زر نہند
بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے

گنجہا گیر و زمن بے شک یقین
یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کر لے گی

شاداں تاخیمہ شہ آمدند
خوشی خوشی یہاں تک بادشاہ کے خیمہ کے پاس آئیں گے

سوئے میدان غفل از دستان قہر
میدان کی جانب غفلت کے کمر سے غافل ہو کر

ہر چہ بود آں سر زما در بستند
جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا

تا نزاید خصم و نفراید خباط
تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانہ نہ بڑھے

بعد نہ مے اشہ بیروں آورد تخت
نورہ سینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا

بار دیگر شد منادی سوئے شہر
دہا شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا

کائے ناں باطلہ گال میدان روید
کہ اے عورتو! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو!

آہنچانکہ پار مرداں را رسید
جس طرح کہ پارسا مردوں کو ملا

ہیں زنان امسال اقبال ۲ شہاست
آگاہ! عورتوں اس سال تمہارا نصیب ہے

مرز ناں را خلعت و حلیت دہند
عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے

ہر کہ او اس ماہ زائیدست ہیں
آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے

آں زنان باطلہ گال بیروں شدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں

ہر زنے نوزادہ بیروں شد شہر
ہر نئے بچہ والی عورت شہر سو باہر نکل آئی

چوں زنان جملہ بد و گرد آمدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آئیں گے

سر بریدنش کہ انیست احتیاط
اس کا سر قلم کر دیا، کہ یہ احتیاط ہے

۱۔ بعد نہ مے۔ یعنی جبکہ متوقع ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ دہر۔ زمانہ بہر۔ حصہ تاز داد۔ منادی کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا اعلان کر رہے تھے۔ پار گزشتہ۔

۲۔ اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی نصیب دہی کا سال ہے۔ حلیت۔ زیور۔ ہر کہ وہ۔ یعنی جس عورت کے اس مہینہ بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ ملے گا۔ خیر۔ یعنی وہ شاہی خیر۔ جس میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نورہ۔ یعنی جس کے حال ہی میں بچہ ہوا تھا۔

۳۔ اقبال۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ دیا۔ خباط۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰ کے ماں کے پیٹ میں آ جانے سے پیدا ہوا ہے اس میں اور اضافہ ہو۔

۴۔ سر بریدنش۔ سر کاٹنا۔ احتیاط۔ اس کا سر قلم کر دیا، کہ یہ احتیاط ہے۔

بوجو آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان لہ بخانہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
عمران و وحی آمدن بمادیر موسیٰ علیہ السلام کہ در متبور
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وحی آتا کہ ان کو آگ کے تھو میں ڈال دے
آتشش اندازد کہ من اور انگاہ دارم
کیونکہ میں اس کی حفاظت کروں گا

۱۔ عوان۔ سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ
یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل
کا پیدا کیا تھا۔ ستار۔ مگر۔ سگ۔
یعنی فرعون۔ قابل۔ بچہ۔ جنتا۔ عدلی
عورت۔ ہنس۔ دعا۔ یعنی فرعون۔ غمر۔
چنگی۔ لہ تا شہدہ کرنا۔

۲۔ وہم۔ یعنی اس کو شک ہو گیا
ہے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی
پیدا کریں گا۔ زیبارہ۔ یعنی عمران
کی بیوی۔ پرفنے۔ چونکہ اس نے بچہ
کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا۔
کہ رسل۔ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو
خشدا اور سلامتی کا ذریعہ بتا دیا گیا تھا
لہذا ان کی نسل کے اس بچہ کو اسی حکم
سے آگ سے نجات دے دی جائے
گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو
دی گئی تھی۔

۳۔ یانا۔ یہ اسی آیت کا خلاصہ
ہے جس میں آگ کو حکم دیا گیا تھا کہ
وہ ابراہیمؑ کے لئے خشدا اور سلامتی کا
ذریعہ بن جائے۔ شاید۔ سرش۔
شر۔ یعنی تھو کے انگارے۔

خود زن عمران کہ موسیٰ زادہ بد
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنتا تھا
بعد از دستل کہ آں سگ بازناں
اس کے بعد وہ مکر جو اس کتے نے عموں سے
آں زنان قابلہ در خانہا
انہیں کو گھروں میں
غمر کر دندش کہ اینجا کو کیست
انہیں نے اس کو شہدہ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے
اندیس کو چہ یکے زیبارہ نے ست
اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے
پس عوانان آمدن او طفل را
تو سپاہی پہنچ گئے اس نے بچہ کو
وحی آمد سؤئے زن از داورگر
عورت کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی
در تنور انداز موسیٰ را تو زود
تو موسیٰ کو فوراً تھو میں ڈال دے
عصمت یانا رگونی باردا
مے آگ تو خشدا ہو جا کی حفاظت کی جہ سے
زن بوجی انداخت او رادر شرر
عورت نے وحی کی جہ سے اس کو انگاروں میں پھینک دیا

دامن اندر چید زان آشوب زود
اس نے اس فتنہ سے جلدن دامن بچا لیا
کرد دیگر میں چہ آور دآن زماں
کیا پھر دیکھ اس نے اس وقت کیا کیا
بہر جاسوسی فرستا دآن دعا
اس مجسم دھانے جاسوسی کے لئے روانہ کر دیا
نامد او میداں کہ در وہم و شکست
جو میدان میں نہیں آیا کیونکہ اس کی ماں وہم و شک میں ہے
کوو کے دارد و لیکن پرفنے ست
جس کے ایک بچہ ہے لیکن وہ عورت بڑی چالاک ہے
در تنور انداخت از ہر خدا
خدا کے حکم سے تھو میں ڈال دیا
کہ رسل آں خلیل ست ایں پسر
کہ یہ بچہ (ابراہیمؑ) خلیل اللہ کی نسل سے ہے
تا نگہدار یمش اندر نار و دود
تا کہ آگ اور دھوئیں میں میں اس کی حفاظت کروں
لاتگون النار حوا اشاردا
آگ گرم اور سرش نہ ہو گی
برتن موسیٰ نکرد آتش اثر
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا

پس عواناں خانہ را جستند زود
پس عواناں نے فورا گھر کی تلاشی لی
پس عواناں بے مراد آں سوشدند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے
با عواناں ماجر ابرو اشتد
سپاہیوں سے قصہ چھیڑا
کالے عواناں باز گردید آں طرف
کہ اے سپاہی! اس طرف بھر جاؤ
باز گشتند آں عواناں جملہ گال
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے

باز وئی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فگن القیہ فی الیم
”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر وئی آتا کہ اس کو پانی میں ڈال دے اسکو دیا میں ڈال“

باز وئی آمد کہ در آتش فگن
پھر وئی آئی اس کو پانی میں ڈال دے
در فگن در نیلش ۲ وگن اعتمد
اس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر
ملارش انداخت اندر رو دیکل
ماں نے اس کو دھيائے نیل میں ڈال دیا
ایں سخن پلایاں ندارد مگر ہاش
اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اس کے کر
صد ہزاراں طفل می گشت از بروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا
از جنوں می گشت ہر جلد جنیں
جس جگہ کوئی پیت کا بچہ ہوتا اس کو پاگل پن سے لڑواں
اژدہا بد مکر فرعون عنود
سرکش فرعون کا مکر اژدہا تھا

روی در امید دار و مؤمکن
امید رکھ اور پریشان نہ ہو
من ورا بالقور سامن رو سفید
میں عزت سے اے تیرے پاس پہنچا دوں گا
کار را بگذاشت بانعم الوکیل
معاہلہ بہترین وکیل کے سپرد کر دیا
جملہ پیچیدہ ہم در ساق و پاش
سب اس کی پٹلی اور پیروں میں لپٹ گئے
خصم ۳ اندر صدر خانہ در دروں
اور دشمن بچ مکان میں دہرہ موجود تھا
از جیل آں کور چشم دوریں
تقدیروں سے وہ دورین اندھا
مکر شلمان جہاں را خورده بود
جو دنیا کے بادشاہوں کے کر کو گل گیا تھا

انہوں چونکہ بچہ کو تھوہ میں ڈالا گیا تھا غلار۔ چٹانوں۔ غروف۔ غرفت کی جمع ہے ٹوٹھی بالا خانہ۔ ہر آتش یعنی موسیٰ کو دھيائے نیل کے پانی میں ڈال دے۔
۱۔ نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا ہے۔ سفید۔ ابرو۔ نعم۔ الوکیل۔ اللہ تعالیٰ اس شخص یعنی اللہ کے کرم و رحمت کی باتیں۔
۲۔ خصم۔ یعنی حضرت موسیٰ خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کہ چشم۔ اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے میں۔ دھر ہیں۔ یعنی دنیا داری کے کرم و فریب میں۔

لیک ازاں فرعون اترے آمد پدید
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا
اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا کہ لاشی اژدہا بنی
دست شد بالائے دست اس تاکجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک
کال یکے دیاست نے غور و کراں
کیکہ وہ ایک ہے تھا ہر بے ساحل مایا ہے
حلیا ۲ و چارہا گر اژدہا ست
حیلے ہر تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہوں
چوں رسید اینجا پیام سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا
انچہ در فرعون بُود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے
اے دروغ ایں جملہ احوال تو ہست
ہائے نفوس یہ سب تیرے احوال ہیں
انچہ گفتم جملگی احوال تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں
گرز تو سچ گویند وحشت زایدت
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو گھبراتا ہے
چوں خرابت می کند تقس لعین
ملعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے
ایں جراثیم ہمہ از نفس تست
یہ بڑے احوال کے سلسلے فم تیرے نفس کی وجہ ہے
آتش راہیزم فرعون نیست
تیری (یعنی فحش کی) آگ کے لئے غزونی بد نہیں ہے

ہم ورا ہم مکر اُورا در کشید
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو گل لیا
ایں بخورداں را بتوفیق خدا
اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گل لیا
تابہ یزداں کہ اِلَیْہِ الْمُنتَہٰی
خدا تک کیکہ اسی پر انتہا ہے
جملہ دریا ہا چو جوئے پیش آں
سارے مایا اس کے سامنے نہر جیسے ہیں
پیش لا اللہ انہما جملہ الاست
لا اللہ کے بالمقابل وہ معدوم ہیں
مُحَمَّدٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْوَسَادِ
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے
لیک اژدہات محبوبں چہ است
لیکن تیرے اژدے کنوں میں قید ہیں
تو براں فرعون بر خواہش بست
تو اندر کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے
خود نہ گفتم صد یکے زانہا در ست
میں نے ان میں سے ایک نصیحت بھی پڑھائی نہیں کیا ہے
ورنہ دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر ہر سے حقائق بیان کر دیتے تجھے کتنی معلوم ہوتی ہے
دوری اندازت سخت ایں قریں
ساتھی تجھے (وہ ہدایت سے) بہت دور لے جا رہا ہے
لیک مغربی ز جہل اے سخت مُست
اے سخت کمال! تو جہل سے مغلوب ہے
ورنہ چوں فرعون اَوْ شعلہ ز نیست
ورنہ فرعون کی آگ کی طرح بڑک رہی ہے

۱ فرعون فر۔ فرعون سے بالاتر
حضرت موسیٰ جنہوں نے فرعون اور
اس کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا۔
یعنی فرعون اور اس کا مکر ایک اژدہا۔
عصا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاشی۔
دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر
طاقت سے بالاتر ایک دوسری طاقت
ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی
طاقت ہے۔ کال یکے۔ خدائی
طاقت لاکھو مسند ہے دوسری
طاقتوں کے مایا اس کے مقابلہ میں
ایک نہر ہیں۔

۲ حلیا۔ ساری دنیا کی تدبیریں
صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے
سامنے معدوم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی
طاقت کا بیان۔ انچہ۔ یعنی فرعون کی
جس قدر بری خصوصیتیں تھیں وہ ہر
انسان کے نفس اللہ میں موجود ہیں۔
اژدہا۔ یعنی نفسانی عیب۔ چہ۔ یعنی
مجھ ہی اور موقع نہ ملتا خود قسم۔ جو
برائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفس
لہذا کی برائیاں کا ایک نمونہ ہے اور
اس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جا سکا
ہے۔

۳ گرز تو۔ خود نفس انسانی میں جو
فرغی خصوصیتیں ہیں اگر وہ خصوصیتیں
خود کی انسان کو سنی جائیں تو وہ گہرا
جاتا ہے اور سب کی بیان کی جائیں تو
ایک قصہ ہو کہانی کے طور پر بنتا ہے
وہ۔ یعنی وہ عایت ہے اور۔
جراثیم۔ انسان کی بری خصوصیتیں۔
زجہل۔ لیکن انسان اپنی خصلتوں
سے جاہل اور نادان رہتا ہے
آتش۔ ہر انسان کو برائی کرنے کا
موقع نہیں ملتا وہی کام کرے جو
فرعون نے کئے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چوں فرعون ناری قاہر نیست
تیرے نفس کی آگ کے لئے کھڑا کرکٹ نہیں ہے ہند فرعون کی آگ کی طرح قہر و جلال آگ ہے
یک حکایت بشنو از تاریخ گو تاری زیں رازِ سر پوشیدہ بو
تاریخ گو سے ایک قصہ سن لے تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت ۱ مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مُردہ پنداشت
اس پیپرے کا قصہ جس نے ٹھکرے ہوئے ساپ کو مردہ سمجھا
اور سنبھلائے وہ پچیدہ بے باغداد آوردہ
اور سیوس باغداد کر لیت کر بغداد میں لایا

مار گیرے رفت سوئے کہسار مارگیر و او با قسو نہاش مار
ایک پیپر ایک پیڑ کی جانب گیا تاکہ وہ اپنے منتروں سے ساپ پکڑے
گر گراں و گرشتا بندہ بُود آنکہ جو بندست یا بندہ بُود
خود وہ ست ہو یا چست ہو جو تلاش کرتا ہے وہ پا لٹتا ہے
وہ طلب زن دہما تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
وہ پیچہ بچھو میں ہڈی ہر سوہ تک کینکہ جتور راستہ کے لئے بہتر رہتا ہے
لنگ و لوک ۲ مختلفہ شکل و بے لوب سوئے اوی غو و او را می طلب
(تو خود) لنگڑا اور لولا اور سوتی صحت لہ بے لوب ہو اسی کی طرف کھٹک لہ اسی کو طلب کر
کہ بگفت و گہ نجاشی و گہ بگفت و گہ نجاشی و گہ
کبھی ہل کر لہ کبھی خاموشی سے لہ کبھی بگفت و گہ نجاشی و گہ
گفت آں یعقوب با اولاد خویش جستن یوسف کلید از حد بیش
حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا حد سے زیادہ یوسف کو تلاش کرو

ہر حرف خود را دیں جستن بخت ہر طرف رانید شکل مستعد
اس بچھو میں کوشش سے اپنے حرف کو مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو
گفت از روح خدا لا یبأسوا ہچو گم کردہ پسر رو سو بُسو
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو بچھو گم کردہ پسر رو سو بُسو
از رو حسن دہاں پُر سال شوید بے گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ
منہ کی حس کے ذریعہ صیافت کرو رہی جانناں را بجال جو یاں شوید
محبوب کے چہرے کو (طی) و جان سے تلاش کرو

۱۔ حکایت اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس پیپرے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مردہ تھا۔ افسوس! پیپرے کچھ منتر پڑھ کر ساپ پکڑے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب ہے تو مطلوب ضرور حاصل ہو گا خود طالب ست ہوا چست ہو۔
۲۔ لو کہ گھنٹوں کے بل چلنے والا۔ می غو انسان کو چاہیے اپنی معذروں کو نظر انداز کر کے طلب میں لگ جائے۔ کہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا ہے۔
۳۔ ہر حرف۔ یعنی یوسف کی تلاش طلب میں اپنے ہر حرف کو کام میں لاؤ۔ گفت حضرت یعقوب نے فرمایا خدا لا یبأسوا من روح اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یعنی یوسف کی طلب جو میں بھی مایوس نہ ہونا۔ جس وہاں قوت کیانی۔

۱۔ مودگانی اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آگاہ ہو جاتا چاہے چاروں چھاپے یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آں سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں لگے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے انسان کی صافقت اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور ان صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

۲۔ زشتہائے جس طرح غمیں راہنما ہیں اسی طرح انسان کی رہائیں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نیکلی بھلائی ہے انسان کی بے سردہائی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبی۔ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہوگی جس سے وہ خوشبودار چل حاصل کرے گی۔ جنگہائے لڑائیں صل کا پیش خیمہ ہیں کسی لڑائی صل پر ختم ہوتی ہے کسی مقصود پہنچتا ہے تو گویا مقصود سے صل ہوتی کسی انسان لڑائیں سے گھر اور خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صل ہوتی۔ دام راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ خشمہائے غصہ بھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر کسی غصہ کی برائی دیکھ کر انسان شفقت کا لایق اختیار کرتا ہے۔ بھی مخلوق کا بے حد غصہ شفقت خداوندی کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ جہاں تک تپہ میں دفا مودل ہو جاتی ہے۔

۳۔ ہر گز شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بونے۔ جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اسی طرح ہر برائی کو بھی راہنما بنائے۔ چوں عصا۔

گوش را بر چار راہ آں نہید
کان کو اس کے چھاپے پر لگا دو
سوئے آں سر کاشنائے آں سرید
اس را کا جس سے تم واقف ہو
سوئے اصل لطف رہ یابی بے
(اس سے) اصل خوبی کی جانب تو بہت بڑھائی مائل کریگا
جُود را بگندار و بر گل دار طرف
جزو کو چھوڑ دو گل پر نگہ رکھ
برگ بے برگی نشان طوبی است
بے سالی کا سالن، طوبی کا نشان ہے
دام راحت و اہمابے راحتی است
تکلیف ہیو راحت کے لئے جاں ہے
وز جفائے خلق اُمید و فاست
مخلوق کے ظلم سے وفا کی امید ہے
ہر س گلے از شکر آگہی گند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے
بُوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے خدا! ضد سے ضد کا سراغ لگا
جملہ عالم را بدیں سالی شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ
ما گیر از بہر بازی مار جُست
خیمہ سے تمناشہ کے لئے سانپ تلاش کیا

پرس پر سالی مودگانی ا جاں دہید
پوچھ پوچھ جان کی انعام بخشی کر دو
ہر کجا بُوئے خوش آید بُو برید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگا دو
ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے
جہاں تمہیں کسی کی تو خوبی دیکھو
۱۔ ہمہ جہاز دریائیت ژرف
یہ تمام نہیں ایک گہرے میا کی ہیں
زشتہائے ۲ خلق بہر خوبی است
مخلوق کی رہائیں، بھلائی کے لئے ہیں
جنگہائے خلق بہر اشتی ست
مخلوق کی لڑائیں صل کے لئے ہیں
خشمہائے خلق بہر مہر خاست
مخلوق کی ناراضیاں محبت کے لئے پیدا ہوئی ہیں
ہر زدن بہر نوازش را بُو
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے
بُوئے بر از جُود تا گل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے گل کا سراغ لگا
چوں عصا در دست موسیٰ گشت مار
جیسا کہ لڑائی حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں سانپ بنی
جنگہائے اشتی آرد درست
لڑائیں، صحیح صل پیدا کر دیتی ہے



برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالقابل چیز سے دوسری بالقابل چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا سانپ بنانا اور لکڑیوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے کر تار گیر۔ خیمہ سے تمناشہ کے لئے کچرا ملا لکڑی سانپ بپلاکت ہے جو تراشے کی ضد ہے۔

بہر بازی مار جوید آدمی

انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے

اوہمی اُبستے یکے مار شگرف

ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم

اس نے وہاں ایک مردہ بڑا اژدہ دیکھا

مارگیر اندر زمستانِ شدید

نیپرا سخت جاڑے میں

مارگیر از بہر حیرنی خلق

لوگوں کے تعجب کے لئے نیپرا

آدمی کوہ است چوں مفتوں شود

آدمی پہاڑ ہے کیوں فریفتہ ہوتا ہے؟

خویشستن نشناخت مسکین آدمی

آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا

خویشستن را آدمی ارزاں فروخت

آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا

صد ہزاراں مار و گہ حیرانِ اوست

لاکھوں سانپ لہ پہاڑ اس پر حیران ہیں

مارگیر آں اژدہا را برگرفت

نیپرے نے اس سانپ کو پکڑ لیا

اژدہائے چوں ستونِ خانہ

ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (مردہ)

کاژدہائے مُردہ آورده ام

کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں

اوہمی مُردہ گماں بردش و لیک

وہ اس کو مردہ سمجھ رہا تھا، لیکن

غم خود بہر امید بے غمی

بے غمی کے لئے غم بھاشت کرتا ہے

گرد کوہستان در یام برف

پہاڑوں کے چاندی طرف برف گئے زمانہ میں

کہ دیش از شکل او شد پُر زہیم

کہ اس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا

مارِی جُست اژدہائے مُردہ دید

سانپ تلاش کرتا تھا اس نے ایک مردہ اژدہا دیکھا

مارگیر دانیت نادانی خلق

سانپ پہتا ہے مخلوق کی نادانی تعجب ہے

کوہ اندر مار خیراں چوں شود

پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟

از فردونی آمد و شد در کی

بڑی سے آیا لوہ کی میں جلا ہو گیا

بود طلّس خویش را بر دلقِ دوخت

طلّس تھا اپنے آگ کو گدڑی پر سی دیا

اوچرِ حیراں شدست و مار دوست

وہ خود کیوں حیران لہ سانپ کا دوست بنا؟

سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

تعجب میں ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا

می کشیدش از پے دانگاہ

بغدی کے لئے وہ اس کو پیچ رہا تھا

در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

اس کے شکار میں میں نے خون جگر پیا ہے

زندہ بود و اُوندیش نیک نیک

وہ زندہ تھا اس نے اس کو ابھی طرح نہ دیکھا

۱۔ لایۃ بہر امید بے غمی

میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ

تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر نیپرے نے

سانپ اس لئے پکڑا کہ وہ لوگوں کو دکھا

کرے حیرانی میں ڈالے۔ لوگوں کا سانپ کو

دیکھ کر حیرانی میں پڑنا اس کی نادانی ہے

۲۔ آدمی کوہ است چوں مفتوں شود

پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود

انسان میں برے اخلاق کے اژدہ ہے

موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا

کیوں مشتاق بننا ہے۔ اپنے اندر کے

سانپ دیکھ لے انسان کی سانپ پر

حیرانی لگی ہی ہے جسے کہ پہاڑ

سانپ پر حیران ہو۔ خوشن انسان

نے اپنی رفعت لہ بلندی کو نہیں سمجھا

۳۔ بود طلّس خویش را بر دلقِ دوخت

اشرف مخلوقات پیدا کیا گیا تھا۔ لہ

ظلمات بن گیا۔

۴۔ اوچرِ حیراں شدست و مار دوست

۵۔ خود طلّس انسان پر سیا چیز

سے گھبراہٹ کر گیا۔ صد ہزاراں کا نکت

انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے

لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے لگتی

ظلمات کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے

۶۔ می کشیدش از پے دانگاہ

۷۔ دانگاہ چنہ جو چند مسافر سفر گئے

۸۔ اخراجت کے لئے باہمی جمع کریں

۹۔ گھر کا سدا دسلان۔ نیک نیک۔

اچھی طرح

اوز سر ماہا و برف افسردہ بود
وہ جانے اور برف سے ٹھہر گیا تھا

۱۔ عالم افسردہ است و نام او جماد
عالم ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا نام جماد ہے

باش تا خورشید حشر آید عیاں
غمر جا کہ حشر کا صبح ٹھہر ہو

چوں عصائے موسیٰ اینجا مارشد
جبکہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اس عالم میں ساپ بن گئی

پارہ خاک ترا چوں زندہ ساخت
تو خاک کا ٹکڑا ہے، تجھے جس طرح زندہ بٹایا

مردہ زیں سوند و زال سورندہ اند
وہ اس جانب مردہ ہیں اور اس جانب زندہ ہیں

چوں ازاں سوشال فرستد سوئے ما
جب وہ ان چیزوں کا اس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے

کوہہا ہم کن داؤ دی گند
پہاڑ بھی داؤ کی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں

باد کمال سلیمانے شود
ہوا ایک سلمان کو اٹھالی جانے والی بن جاتی ہے

ماہ با احمد اشارت میں شود
چاند حضرت احمدؑ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے

خاک قاروں را چو مارے در کشد
زمین قلعوں کو اڑھے کی طرح ٹگل لیتی ہے

سنگ بر احمد سلا می گند
پتھر حضرت احمدؑ کو سلام کرتا ہے

چتر حضرت احمدؑ کو سلام کرتا ہے



زندہ بود و شکل مردہ می نمود
زندہ تھا اور بظاہر مردہ نظر آتا تھا

جلد افسردہ بود اے استاد
اے استاد جلد ٹھہر ہوا ہوتا ہے

تابہ بنی جنبش جسم جہاں
تا کہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے

عقل را از ساکنان اخبار شد
عقل کو جماعت کے ہمارے میں علم ہو گیا

عقل کو جماعت کے ہمارے میں علم ہو گیا

خاکہا را جملگی باید شناخت
تو تمام خاکوں کو اسی طرح سے پہچان لینا چاہیے

خاش اینجا و آن طرف گویندہ اند
اس جگہ چپ ہیں اس جانب بولنے والی ہیں

آں عصا گر دو سوئے ما اڑدہا
وہ لاٹھی ہماری جانب آ کر اڑدہا بن جاتی ہے

جوہر آہن بکف مؤے شود
لوہے کا جو ہر ہاتھ میں موم بن جاتا ہے

بحر سج موسیٰ سخندانے شود
سندھ موسیٰ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے

سندھ موسیٰ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے

نارا ابراہیم را نرسین شود
آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے نرسین بن جاتی ہے

استن کتا نہ آید در زشد
حنا نہ ستون ہوش میں آ جاتا ہے

کوہ یحییٰ را پیامے می گند
پہاڑ حضرت یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے

پہاڑ حضرت یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے

۱۔ عالم مولانا فرماتے ہیں دنیا میں
جن چیزوں کو بے حس ٹھہاک جہاد ملتا
جاتا ہے وہ بھی ٹھہری ہوئی ہیں اور
بظاہر جہاد ہیں بشرط جب صدمہ ان
پر پڑے گا تو ان کا ٹھہرا پن ختم ہو جائے گا
اور ان کا جس ٹھہاک ٹھہر ہو جائے گا
جیسا کہ اس اڑدہے کا معاملہ تھا
جہاد اور جلد کے لغوی معنی ٹھہرے
ہوئے ہیں۔ چل صلا حضرت
موسیٰؑ کی لاٹھی جو بے حس و حرکت تھی
جب اس دنیا میں ساپ بن گئی تو
عقل سمجھنے کی کران جماعت میں بھی
حرکت ٹھہر ہو سکتی ہے

۲۔ پارہ خاک انسان بھی ٹکڑا
ہوا ہے اور پھر اس میں حس و حرکت آ
گئی۔ اسی طرح دوسرے جماعت کو
سمجھان میں بھی حس و حرکت آسکتی
ہے۔ مردہ اس سو۔ جماعت عالم دنیا
کے مقصد سے مردہ اور عالم آخرت کے
مقصد سے زندہ ہیں۔ چل۔ جب اللہ
تعالیٰ ان کے عالم آخرت کے لئے روح کو
ہماری طرف موزدیتا ہے تو ان کی زندگی
ظاہر ہو جاتی ہے کہ پہاڑ پہاڑ جو
جماعت میں سے ہے حضرت داؤد کا
نور اقتدار کر لیتا ہے جو ہر آہن کو اپنا
روح بدلنے سے لوہا حضرت داؤد کے
ہاتھ میں موم بن جاتا ہے بلکہ ہوا جو
بے حس و حال ہے حضرت سلیمان
کے لئے جماعت کام کر لیتی ہے

۳۔ بحر صیائے ثقل ہے حضرت
موسیٰؑ کی بات کو سمجھ لیا ان کے ہر دھن
فرعون کو غرق کر دیا اور ان کو بلاتاریک
لیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو لقمہ کا بچہ دھکا
اور چاند حضرت یحییٰؑ کے اشارے کو سمجھ
گیا۔ نرسین۔ گل سمیٹی خاک
زمین نے قلعوں کو اڑھے کی طرح
ٹگل لیا۔ استن۔ مسجد نبویؐ کا وہ ستون
جس کے پہلے حضورؐ تجلیدیا کرتے

تھے جب مہر تیل ہو جانے پر اس کا پہلہ لایا تو دروازہ سنگ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر ہر پتھر اور تخت نے
انھوں کو سلام کیا کہ حضرت یحییٰؑ کو پہاڑ نے پہنچی تھی۔

جملہ اذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر
ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم

ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں
چوں شامسوں جمادی می روید

جبکہ تم پھر پن کی طرف جا رہے ہو
از جمادی عالم جاہنا روید

پھر پن سے جاووں کے عالم میں جاؤ
فاش یسبح جمادات آیدت

جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی
چوں ندارد جان تو قدیہا ۲

چونکہ تیری جان میں قدیں نہیں ہیں
کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود

کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟
بلکہ ہر بینندہ را دیدار آں

بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا
پس چو از تسبیح یادت می دہد

تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں
ایں بود تاویل اہل اعتزال

اعتزال کی یہ تاویل ہوتی ہے
چوں ز حسن بیروں نیاید آدمی

انسان جب حواس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے
ایں سخن پیاں ندارد، مارگیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے، پیڑا
تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ

یہاں تک کہ وہ حج کا خواہاں بغداد میں آ گیا

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کبھی ہیں
باشمانا محرماں ماخا مشیم

تم نامحرموں کے سامنے ہم غاشوں ہیں
محرّم جان جماداں چو شوید

تو جمادات کی جان کے محرم کہے ہو سکتے ہیں
غلغل اجزائے عالم بشنوید

اجزائے عالم کا شور سن لو
دوسرے تاویلہا بریایدت

تجھ میں سے تاویلوں کا دوسرے
بہر بنیش کردہ تاویلہا

تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے
دعوی دیدن خیال و غی شود

دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے
وقت عبرت می کند تسبیح خواں

عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا یاد داتا ہے
ایں دلالت ہچو گفتن می بود

یہ طرات پڑھنے جیسی ہے
وائے آں کس کو ندارد نورِ حال

اس پر افسوس جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے
باشد از تصویر غیبی اعجمی

تو وہ غیبی تصویر سے ہلکافت ہوتا ہے
می کشید آں مار ربا صید زحیر

بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچ رہا تھا
تا نہد ہنگامہ برچار راہ

تاکہ چھاپے پر مجمع لگائے

۱۔ جملہ ذرات کائنات کا ہر ذرہ
طرات حال سے اپنے سننے اور دیکھنے

کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شامسوں
جب انسان اپنا احساس گھونٹے تو وہ

جمادات کی تسبیح کا محرم نہیں بن سکتا
اور جمادی اگر اپنی جمادات سے محرم کر کے

روحانیت حاصل کر لے تو کائنات کی
تسبیح کا محرم بن سکتا ہے۔ دوسرے

کائنات کی تسبیح کی وہ قدیں جو عزوجل
کرتے ہیں ان کا دوسرے ہی میں مذکور

آئے۔ ۲۔ قدیہا۔ یعنی باطنی نور کی
قدیں۔ کہ غرض قرآن پاک میں

ہے۔ اِن مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا نَسِیْخُ بِحَدِیْهِ
وَلٰكِنْ لَا تَشْعُوْنَ فَنَسِیْهِمْ ہرگز اللہ

کی تسبیح رخصتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح
کو نہیں سمجھتے، ہو منزل سے بدل کر دیتے

ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح
ظاہری اور قدیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ

کائنات کا مشاہدہ کرنے والا تسبیح خواں
بن جاتا ہے۔ تو جب کائنات اس کی تسبیح

کا سبب ہوئی تو گواہ کائنات تسبیح
خواں کی۔ لَئِنْ عَلٰی فِخْرٍ مَّطْلُوعٍ

خیر طرات کرنے والا خود غر کا کرنے
والا ہے۔ ۳۔ ایں سخن۔ یہ وصالِ باطنی بہت

مرا ہیں لہذا پیڑے کا قصہ شروع کیا
جاتا ہے۔ زحیر۔ پتھر۔ پتھر۔ پتھر۔ پتھر۔

چارہ۔ چارہ۔

بر لبِ لُحْطِ مُردِ ہنگامہ نہاد
 دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا
 مارگیرے اڑدیا آلودہ است
 (ک) ایک پیڑا اڑدیا لایا ہے
 جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
 لاکھوں بے خوف جمع ہو گئے
 منتظر ایشاں و اُوہم منتظر
 وہ اس کے منتظر وہ بھی (ان کا) منتظر
 مردم ہنگامہ افزوں تر شود
 مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں
 جمع آمد صد ہزاراں ژاژخا
 لاکھوں بکھری جمع ہو گئے
 حلقہ گرد او چوڑ گرد عریش
 اس کے چاروں طرف ایسا حلقہ لگایا کہ کل چہرہ
 مرد را از زن خبر نے زا ازدحام
 ہم کی وجہ سے مرد کو محبت کا پتہ نہیں
 چوں بھی خرقہ جنیانید او
 جب وہ چیتوے سر کاٹا
 اڑدیا کرز مہر پر افروزہ بود
 وہ اڑدیا جو خشک سے خضر ہوا تھا
 بستہ پوش بار سنہائے غلیظ
 اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا
 در درنگ و اتفاق و انتظار
 آخر اللہ جمع ہونے کا انتظار میں
 وز غلو خلق و ملک و طمطراق
 لوگوں کی کثرت اور نفاذ اور کفر سے
 غلغلہ در شہر بغداد افتاد
 بغداد شہر میں شہر شہر مچ گیا
 یواجب نادر شکارے کردہ است
 اس نے عجیب نادر شکار کیا ہے
 صید اوشد ہر یک آنجا از خریش
 اس جگہ ہر ایک نے گدھے پر اس کا شکار کیا
 تاکہ جمع آیند خلق منتشر
 تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں
 گدییہ و توزیع نیکو تر رود
 بیک اور چند (کا کام) خوب چلے
 حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا
 کر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے
 ہچمچاں کہ بت پرستیاں بر کنیش
 جیسا کہ بتوں کے پجاری بت خانہ پر
 رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
 قیامت کی طرح خاص و عام غلا ملے تھے
 می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
 مجمع والے گلا پھاڑتے
 زیر صد گونہ پلاں و پردہ بود
 سینکڑوں قسم کے ناکہ پردوں میں تھا
 احتیاطے کردہ پوش آں حفظ
 اس نگہبان نے اس کے لئے بڑی احتیاط رکھی تھی
 وز ہیا ہوی و افعان بے شمار
 ہائے و ہو اور بے شمار چیخوں سے
 تافت برآں مار خورشید عراق
 اس اڑنے پر عراق کا صبح چمکنے کا

۱۔ لب لُحْط۔ بغداد جگہ کے طوں
 کناروں پر آبلہ ہے خام ریش
 بیوقوف خریش خریاش گدییہ
 بیک۔ توزیع۔ تقسیم بخش ژاژخا
 بکھری حلقہ کردہ پشت کر جھکائے
 ہوئے

۲۔ عریش۔ چہرہ کنیشن۔ بت
 خانہ مرد جمع کی کثرت میں خاص و
 عام اور مردوں کا اختلاط ہو جاتا ہے
 خرقہ۔ چھتھرے جو آگ سلگانے
 کے کام آتے ہیں پلاں۔ ناکہ
 ۳۔ حفظ۔ محافظ نگہبان۔ و
 دنگ۔ یعنی چیزیں اور صحن کی گری
 اس اڑنے کے حرکت میں آنے کا
 سبب بن گئیں۔ عراق۔ مہل کی گری
 مشہور ہے

رفت از اعضائے اواخلاط ۱ سرد
 اس کے اعضاء سے غثنی رطوبات جاتی رہیں
 اژدہا بر خویش جمیدن گرفت
 اژدہ نے بل کھلنے شروع کر دیے
 گشت شاں از یک تحیر صد ہزار
 ایک حریفی لاکھوں حریفوں بن گئیں
 جملگاں از جنبشش بگریختند
 اس کے بچے سے سب بھاگ پڑے
 ہر طرف می رفت جاقا جاقا بند
 ہر طرف بندش کی ترانہ پڑا (۱) اژدہ پہنچ رہی تھی
 اژدہائے زشت غزال پہنچو شیر
 ہمایک اژدہ شیر کی طرح ڈڈکتا ہوا
 از قہار و کشتگاں صد پستہ شد
 مرے لہ گرے لوگوں کے سنگڑوں ڈھیر لگ گئے
 کہ چہ آدم من از کسار و دشت
 کہ میں پہاڑ لہ جنگل سے کہا لے آیا
 رفت ناداں موعے عزرائیل خویش
 بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا
 سہل باشد خون خوری قحج را
 حجاج کے لئے خون پیا آسان ہوا ہے
 استخوان خودہ را در ہم شکست
 کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا
 سوئے گہ گروۃ از بیابان بر فشانند
 پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا
 از غم بے آلتی فسرہ است
 ذرا بخ نہ ہونے کے غم میں غصہ ہوا ہے

آفتاب گرم سیرش گرم کرد
 جز رفتہ سوج نے اس کو گرما دیا
 مردہ بود وزندہ گشت او از شکفت
 وہ مردہ تھا لہ حیرت انگیز طہ پر زندہ ہو گیا
 خلق را از جنبش آں مردہ مار
 مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے خلق کی
 با تحیر نعرہا اعلیتند
 حریفی سے انہوں نے نعرے لگائے
 می شکست او بند زان بانگ بلند
 وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا
 بندہا بکست و بیروں شد ز زیر
 بندش ٹوٹ گئیں وہ بچے سے نکل آیا
 در ہزیمت بس خلاق کشتہ شد
 پہلائی میں بہت سے لوگ مارے گئے
 مار گیر از ترس بر جا خشک گشت
 پیڑا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا
 گرگ را بیدار کرد آں کو میش
 اس اندھی بھیڑنے بھڑے کو جگا دیا
 اژدہا یک لقمہ کرد آں گچ را
 اس احمق کو اژدہ نے ایک لقمہ پٹایا
 خویش را بر آستنے پیچیدہ و بست
 اس (اژدہ) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا ہاتھ باندھا
 شہر خالی گشت و اژدہا براند
 شہر خالی ہو گیا لہ اژدہا روانہ ہوا
 نفست اژدہا ست او کہ مردہ است
 تیرا نفس اژدہا ہے وہ مردہ کہاں ہے

۱. اخلاط یعنی اژدہ کے بدن کی رطوبتیں۔ مردہ ہوا۔ یعنی وہ اژدہ جس کو لوگ مرا ہوا سمجھتے تھے۔ شکست اژدہا بیروں میں بندھا ہوا تھا۔ جاقا جاقا نہ بیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔ غزال۔ ڈڈکتا ہوا۔ ہزیمت۔ جمع کی واپسی۔ گرگ۔ پیڑے لہ اژدہ کی مثال لگی ہے۔ بھڑے کو خود بھڑے سوئے ہوئے بھیڑنے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔ ۲. گچ۔ احمق۔ قحج۔ حجاج کا لالہ۔ حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گورنر ہے جس نے لاکھوں کا خون بہلایا۔ خویش۔ اژدہ۔ جانور یا انسان کو نگل کر اس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اس طرح کی حرکت کرتا ہے۔ ۳. گرفتار۔ از بیابان۔ تیزی سے بیابان میں چلنا۔ نفست۔ مولانا ہرے مضمون کی طرف متخل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو ہی قسم کا اژدہ سمجھنا چاہئے۔ یعنی ذرا نہ کات موتا۔

گر بیا بد آلت لے فرعون او
اگر وہ فرعون کے ذرائع پا لے
آنکھ او بیا د فرعون گند
اس وقت وہ فرعونی بنیاد بنائے گا
کرکست آں اژدہا دست فقر
وہ اژدہا افلاس کے ہاتھوں حقیر کپڑا ہے
اژدہا را در در برف فراق
اژدہے کو محرومی کے برف میں رکھ
تافسردہ می بود آں اژدہات
تاکہ تیرا اژدہا غمخوار ہوا رہے
مات لکن اورا و ایمن شوز مات
اس کو ہر دے اور ہانے سے مطمئن ہو جا
کاں تنف خورشید شہوت سرزند
کیونکہ جب شہوت کے صبح کی گرمی نمودار ہوگی
می کش اورا در جہاد در قتال
اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا
چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا
لاجرم آں فقہا کرد اے عزیز
اے پیارے اہل علم اس نے وہ فتنے برپا کر دیئے
تو طمع سے داری کہ اورا بے بخفا
تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے
ہر خستے را ایں تمنا کے رسد
ہر کینے کی یہ تمنا کہیں پوری ہوتی ہے
صد ہزاراں خلق زا اژدہا ہائے او
لاکھوں لوگ اس کے اژدہے سے

کہ باہر او ہی رفت آب جو
جس کے حکم سے میائے نخل کا پانی چلا تھا
راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند
سیکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا
پشہ گردو زجاہ و مال صقر
چرخ چاہ اور مال نہ ہونے سے مجھربن جاتا ہے
ہیں کش اورا بخورشید عراق
خبردار اس کو عراق کے صبح نہ لے جا
لقمہ اوئی چو او یابد نجات
جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
رحم لکن نیست اور اہل صلوات
رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
آں خفاش مردہ ریکت پرزند
وہ تیری تانچہ چکاڑ اڑنے لگے گی
مردوار اللہ یجزیک الوصال
مردوار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
گرم ہوا میں وہ سرکش چلتے چوند ہو گیا
بلکہ صد چنداں کہ ما کفیم نیز
بلکہ اس سیکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے
بستہ داری در وقار و در وفا
وقار اور وفا میں باغھ لے گا
موسیٰ باید کہ اژدہا کشد
موسیٰ چاہیے جو اژدہے کو مارے
در ہزیمت گشتہ شد از رائے او
پہنائی مارے گئے اس کی رائے کی وجہ سے

۱۔ اگھر فرعون یعنی اسباب
ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے کہ
باہر فرعون کے حکم سے نخل میں
سیلاب آگیا تھا یہ فرعون کے لئے اللہ
کی جانب سے استسلاح تھا کہ
مکہ حقیر کپڑا چھو کر کہ یعنی
اسباب میرزا نے سے قوی ضعیف
بن جاتا ہے صقر چرخ جو شکرے
کی ایک قسم ہے فرق یعنی ذرائع
اور اسباب مہیا نہ ہونے کا نام لقمہ
لونی تیرا اس سب سے پہلے تجھے
ہلاک کرے گا۔

۲۔ مات کن۔ نفس کو کھست
دیدے اہل صلوات یعنی قابل رحم
نہیں ہے غفاش یعنی نفس
انسانی کی کش۔ نفس کو مردانہ اور
مشقتوں میں جلا رکھ اللہ کا وصال
حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ پیہرے
نے اس اژدہے کو گرمی سے آرام
پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش
ہو کر اژدہے نے جو فتنے پاک کئے وہ
میرے بیان سے سیکڑوں گنا زیادہ
تھے۔

۳۔ تو طمع انسان کی غلط فہمی ہے
کہ وہ نفس کو آرام پہنچا کر اس سے وفا
اور وقار کی امید کرے ہر خستے نفس
کشمی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اس
کے لئے موسیٰ جیسی اولاد عزری
چاہیے صد ہزاراں یہ شعر پھر
پیہرے سے متعلق ہے۔

وَزِ طَمَحِ ہِمِ خَوِشْتَنِ رَابَادِ دَاوِ گفْتہ شِدْوَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْبَسَادِ
لا لَاحِ سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راستہ دی اور خوب جانتا ہے

تہدید کردنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دم کاٹنا

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم خلق را کشتی و افگندی ز نیم
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا اے کلیم اللہ نے تے کیوں ڈر سے لوگوں کو مَد ڈالا اور گرا دیا؟
دَر تَرَدِّدِ از تو افتادند خَلَقِ دَر ہزیمتِ گشتہ شد مردم ز زَلَقِ
تیری وجہ سے لوگو تردد میں مبتلا ہو گئے الے بھاگے میں پھٹنے کی وجہ سے لوگ مے گئے
لَا جَرَمِ ہر کس ترا دشمن گرفت کین تو در سینه مرد وزن گفت
لا محالہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف سے کین پیدا ہو گیا
خَلَقِ رَايِ خواندی برعکس شد از خلافتِ مرد ماں را نیست بُد
تو لوگوں کو بلاتا تھا (معاملہ) برعکس ہو گیا لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ چاہ نہیں ہے
مَنْ ہِمِ از شَرِّتِ اگر پس می خوم دَر مکافاتِ تو دیگے می پوم
میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں تجھ سے بدلہ لینے کے لئے دیگ بکھا رہا ہوں
دَلِ ازیں برگن کہ بفریبی مرا یا بجزوفے پس روے گرد و ترا
یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے یا سلیہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہو گا
تو بدلاں غرہ مشکوکیں ساختی در دلی خَلقاں ہر اس انداختی
تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے
صد چنیں آری و ہم رسوا شوی خوار گردی ضحکہ غوغا شوی
اس جیسے سنگزدوں مجھے تو لائے گا پھر بھی رسوا ہو گا ذلیل ہو گا عوام کے لئے مضحکہ بنے گا
ہمچو تو سألوس بسیاراں بُدند عاقبت در مصر ما رسوا شدند
تجھ جیسے بہت سے مکار تھے انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را
حضرت موسیٰ کا اس دمکی کا جواب دینا جو
دَر تہدید یکہ با اومی نمود
فرعون نے ان کو دی

۱۔ دَر طَمَحِ تماشا دکھا کر پیچھے ہٹنے کو کہنے کے لا لَاحِ نے پیچھے ہٹنے کو بھی برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔ فرعون۔ یہاں سے مولانا حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی لالچی کا زور ہانپنا دیکھ کر بھی تماشا بینوں کا مجمع بھاگ اٹھا اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مر گئے تھے اس فرعون نے حضرت موسیٰ سے یہ گفتگو کی۔

۲۔ خَرَد۔ یعنی دین کے بارے میں شک و شبہ۔ د ہزیمت یعنی خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی طرف بلایا۔ خلافت۔ خلافت۔ تو۔ من ہم۔ اپنی اگرچہ میں سر دست تیرا قیدی نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے کی فکر میں ہوں۔

۳۔ بجزوفی۔ یعنی تیرے سلیہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو نہ ہے گا۔ کیں یعنی اپنی لالچی کا زور ہانپنا۔ ضحکہ۔ ہنسی کے قابل۔ غوغا۔ گھم۔

گفت ابا امرہم اشراک نیست
حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے علاوہ کسی کی شریعت نہیں ہے
راضیم من شاکرم من اے حریف
اے دشمن میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں
پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند
خلقوں کے سامنے رسوا ذلیل اور لائق معجزہ ہوں
از سخن می گویم ایں ورنہ خدا
یہ بات میں کہنے کو کہاں ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ
عزت آں اوست و آن بندگانش
عزت اکی ملکیت ہے اس کے غلاموں کی ملکیت ہے
شرح حق پایاں ندارد ہجو حق
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امرش باک نیست
اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضاف نہیں ہے
ایں طرف رسوا و پیش حق شریف
کس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے ہائزت ہوں
پیش حق مطلوب و محبوب و پسند
لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوب و محبوب ہر پندیدہ نہیں
از سیر رویاں گند فردا ترا
تجھے کل کو سیاہ و کرے گا
ز آدم و ابلیس بری خواں نشانش
حضرت آدم و ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کر لے
ہیں وہاں برہند و برگرداں ورق
خبردار منہ بند کر لے اور ورق پلٹ دے

۱۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اے معاملہ کا عقد ہے
میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ را
تیم۔ دنیا کی رسوائی جس میں خدا کی
رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از سخن۔
یعنی اپنی رسوائی کی بات میں نے
کہنے کو کہہ دی ہے ورنہ اللہ کی رحمت
سے یقین ہے کہ جس رسوائی ہوں گا تو
میں رسوا ہوگا۔

۲۔ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور
اس کے غلاموں کے لئے ہے اسی
لئے آدم باعزت بنے اور شیطان
ذلیل ہوا۔ پانچ۔ جواب۔ گفت
فرعون۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے کہا کاغذ اور قلمدان اور حکم میرا
ہے۔

۳۔ ہل جہاں۔ جبکہ تمام لوگ
مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے
زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا
ہے۔ خواہا خریدی۔ خواہا پسند کر دی۔
شہر۔ مصر۔ تھوڑے۔ یعنی موسم گرما۔

پلٹ داداں فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰ سے چالیس
تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام
روزی مہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در حکم ماست
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے
مر مرا بخریده اندک لیل ۳ چہاں
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے
موسیا خود را خریدی ہیں برو
اے موسیٰ تو نے خود اپنے آپ کو پسند کیا ہے تیرا چلا جا
جمع آدم ساحران دہرا
میں دنیا بھر کے جادو گروں کو جمع کر دوں گا
ایں نخواہد شد بروزے و دو روز
یہ ایک دن میں نہ ہو سکے گا

دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست
دفتر اور پچھری اور حکم اس وقت میرا ہے
از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں
اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے
خویشتر کم میں بخود غرہ مشو
خود بینی نہ کر، اپنے اوپر گھمنہ نہ کر
تا کہ جہل تو نمایم شہرا
تاکہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں
مہلتم وہ تا چہل روز تموز
مجھے گرمی کے چالیس روز کی مہلت دے

جواب موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را

حضرت موسیٰ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد استور نیست
موسیٰ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے
بندہ ام امہال تو مامور نیست
میں اللہ کا غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے
گر تو چیری و مرا خود یار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے
می زخم باتو بجہ تازندہ ام
میں زخم باتو بجہ تازندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا
می زخم تادو رسد حکم خدا
جب تک اللہ کا حکم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

۱ دستور حکم طرقت امہال۔
مہلت دنیا چیرہ غالب۔ بدنام کار۔
بکس مرا کار۔ جدو گوش۔ من چکارہ۔
یعنی مجھ اس سے بحث نہیں ہے کہ
میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰ کے پاس وحی آنا

گفت ۱ نے نے مہلتے باید نہاد
اس فرعون نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے
حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۲ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۳ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۴ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۵ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۶ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۷ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۸ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۹ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
۱۰ حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی

۱ گفت نے نے فرعون نے
کہا عشقہ کر۔ باد بیرون۔ فضول
بائیں کرنا۔ مہر اس۔ خوفزدہ ہو۔
۲ ایں چہل۔ فرعون نے
چالیس روز کی مہلت مانگی فرمایا گیا
کہ اس کو مہلت دے وہ اس کو ٹکر کر
تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں
اس کی تمام تدبیروں کا بیکار کروں گا۔

تو مترس و مہلتے آتش وہ دراز گوسپہ گرد آرو صد حیلے بساز
تو نہ ڈر، اور اس کو لمبی مہلت دیدے کہہ دے لشکر جمع کر لے اور سوتدیریں کر لے

مہلت وادیں موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے
راجع از مدائن آگند
جاہلوں کو جمع کر لے

۱۔ مدائن مدینہ کی جمع ہے شہر۔
خدم۔ یعنی میں روانہ ہو رہی تھی
الحال نجات مل گئی ہے یہی شدہ یعنی
حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ
ہوئے۔ دم۔ کتا محبت میں دم ہلاتا
ہے۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کو چپا کر
ریت بنا دیتا تھا۔ دم۔ اڑھا اپنے
سپاس سے چیزوں کو اپنے منہ میں
کھینچ لیتا ہے۔

۲۔ خرد۔ یعنی لوہے کو چپا کر ریزہ
ریزہ کر رہا تھا۔ برج۔ یعنی کھوکھڑا
مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔
گر حستان کے درختوں کو لے لگ۔
اس کے منہ سے لٹ کی طرح
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اس قدر
زہریلے تھے کہ جس قطرہ پڑ جاتا وہ
کوہمی بن جاتا۔ غوغو۔ دانت
پیسے کی آواز۔ شیران۔ سب کالا شیر
بہت خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب
یعنی حضرت موسیٰ شوق۔ باچھ۔ لہوں
کا گوشہ۔

۳۔ خود شید۔ یعنی یہ سانپ کا معجزہ
ہمارے لئے خود شید راہداریت ہے اور
دشمنوں کے لئے ہر ایک رات ہے
جس میں اس کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔
اے عجب۔ فرعون کے لشکر میں اس کی
پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ
رہے ہیں اور اس روشن منجرے کے
قائل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

گفت امر آمد برو مہلت ترا
فرمایا حکم آگیا، جا تجھے مہلت ہے
اوہی شد اڑھا اندر عقب
وہ جا رہے تھے اڑھا پیچھے پیچھے تھا
چوں سبک صیاد و جذباں کردہ دم
شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا
سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا
در ہوا می کرد خود بالائے برج
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا
کفک می انداخت چوں اشتر ز کام
منہ سے لٹ کی طرح جھاگ پھینکتا تھا

غوغوغ دندان او دل می شکست
اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی
چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے
تکیہ بروے کردوی گفت اے عجب
انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے
اے عجب چوں می نہ بیند آں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے
پیش ما خورشید و پیش خصم شب
یہ منجرہ ہمارے لئے سورج اور دشمن کے لئے رات ہے
علئے پُر آفتاب چاشتگاہ
دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھی ہوئی ہے

اچھا ہا زان کے حواس اور ذہانت
موجود ہے مگر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی
نظر بندی کر دی ہے کہ ان ایشیاں۔
فرغولی حضرت موسیٰ کے معاملہ سے
حیران تھی۔ سن۔ چٹیلی کا پھول۔ جام
رجس۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ
شد۔ یعنی وہ شراب ان کے پینے کے
قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں ان کے
سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کر
ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کاغذ
بن جاتے ہیں۔

۲۔ آں۔ ہدایت کے جام ان کا
حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے
ہوں۔ خفتہ بیدار۔ یعنی وہ شیخ جو دنیا
سے خفتہ ہو اور آخرت کے معاملہ میں
بیدار ہو۔ تاہم بیداری خوب میں جو
عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو
عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔
دشمن۔ جو لوگ دنیوی افکار میں مبتلا
ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں۔
علق۔ یعنی محاف کے نعلے سے
جھرتے پائید۔ مقام حیرت میں پہنچ کر
سالک اللہ کے ذکر پر قادر ہوتا ہے
زندنیوی فکر پر۔ ہر کہ کال۔ جو لوگ
دنیوی معاملات میں بہر مند ہیں وہ
اظہار دوسروں سے آگے ہیں لیکن
حقیقہ پیچھے ہیں۔

۳۔ راجعون۔ قرین پاک میں
ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ
ہی کے لئے ہیں اور وہی کی طرف
واپس ہونے والے ہیں واپس کا
مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو
جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس
لوٹے۔ درود۔ چمکھ یا پانی کے
گھٹا پر جانا پس فتنہ جو بکری
جانے میں گھٹ میں سب سے پیچھے ہو
گی واپس میں وہ آگے ہو جائے گی۔
پیش فتنہ گھر کے پلٹنے کے وقت جو

چشم باز و گوش بازو ایں دُکا
آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت
من ازیشاں خیرہ ایشاں ہم زمن
میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں
پیش شال بر دم بے جام ریحق
میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لے گیا
دستہ گل بستم و بر دم بہ پیش
میں نے پھولوں کا گلدستہ بٹایا اور سامنے لے گیا

آں ۲ نصیب جان بخویشاں بُود
وہ جام بے خودی کی جان کا حصہ ہوتا ہے
خفتہ بیدار رباید پیش ما
ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہوتا چاہیے
دشمن ایں خواب خوش شد فکر خلق
لوگوں کو فکر دینی اس اچھی خوب کا دشمن بن گیا
حیرتے باید کہ رو بد فکر را
حیرت مکار ہے تاکہ فکر کا صفیا کر دے
ہر کہ کمال ثر بُود او در ہنر
جو دنیا کے ہنر میں زیادہ کمال ہوتا ہے

راجعون ۳ گفت و رجوع لینسان بُود
اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے والے میں لیا اور واپس لایا ہوتا ہے
چونکہ وا گردید گلہ از و رُود
جب رُود گھاٹ سے واپس لوٹا ہے
پیش افتداں بُو لنگ پسین
پچھلی لنگری بکری آگے ہو جاتی ہے

خیرہ ام در چشم بندی خدا
میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں
از بہارے خار ایشاں من سمن
خدا کی ہمد سے وہ کاغذ ہیں میں پھول ہوں
سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق
اس فریق کے سامنے اس کا پانی پتھر بن گیا
ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش
ہر پھول کاٹنا بن گیا اور شہد ذک بن گیا
چونکہ با خوشند پیدا کے شود
چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے
تلبہ بیداری بہ بیند خوابہا
تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے
تاخسپ فکرش بستہ است خلق
جب تک کہ اس کا فکر نہ ہو جائے خلق بند ہے
خورد حیرت فکر را و ذکر را
حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے
او بمعنی پس بصورت پیشتر
وہ حقیقتا پیچھے بظاہر آگے ہے
کہ گلہ واگرد دوخانہ رُود
کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر چلے جائے
پس قداں بُو کہ پیش آہنگ بُود
تو وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلے والا تھا
اضحک الرجعی و جُوه العالیین
واپس نے منہ پٹائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو بٹایا ہے

اگے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اضحک پیچھے ہٹنے کی وجہ سے ان کو رہن تھا
واپس میں جب وہ آگے ہو جائے گا تو خوش ہوں گے

از گزافہ کے شدند اس قوم لنگ
یہ قوم خولہ خولہ لنگری کب ہوتی ہے
پاشکتہ می روند اینان ج
و ج کو غلت پاجاتے ہیں
دل زوانشہا بشستند اس فریق
اس فریق نے دل سے عقول کو ہوا ہے
دانشے باید کہ اصلش زال سرست
و عقل چاہے جس کی اصل اس جانب کی ہے
ہر پرے بر عرض دریا کے پرد
ہر بازو دیا کی چوٹی تک کب پرواز کر سکتا ہے
پس چرا علمے بیا موزی ببرد
کی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے
پس جویشی از اس سر لنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ لنگرا بن جا
اِخْرُونَ السَّافُونَ باشاے ظریف
اے خوش خلق آخر میں آئے ہوں اور بد جانے والوں میں سے نہ
گرچہ میوہ آخر آید و وجود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے
چوں ابلانک کوئی لا علم لنا
تو فرشتوں کی طرح کہوے ہمارے لئے علم نہیں ہے
گہ دریں مکتب ندانی تو ہجا
اگر تو اس کتب میں بچے نہیں جانتا ہے
گر بناشی نامدار اندر بلاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و بخريد نذنگ
انہوں نے فخر کو دیدیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے
از خرج رايست پنہاں تا فرج
نگلی سے کشائی کی طرف چھا ہوا رات ہے
زانکہ اس دانش ننداآں طریق
کیونکہ یہ عقل اس رات کو نہیں جاتی ہے
زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف رہتا ہے
تلدن ۲ علم لدنی می برد
اللہ کے قرب تک علم لدنی لے جاتا ہے
کش ببايد سينه را زال پاک کرد
کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے
وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش
واپس کے وقت تو پیشرو بن
بر شجر سابق بود میوہ لطیف
عمدہ میں درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
اول ست او زانکہ او مقصود بود
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے
تا بگیرد دست تو علمنا
تاکہ تو نے ہمیں تیری دیکھری کرے
ہمچو احمد پڑی از نور جی
تو عقل کے نور سے (حضرت احمد کی طرح پرواز کریگا)
گم نہ واللہ اعلم بالرشاد
تو گھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱۔ از گزافہ لایا دندنی معاملات
میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے
رکھتے ہیں۔ پاشکتہ ہے سر و سامان
میں عبادت گزاری کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برکات
کرنے سے ہی آخری دہائی میں
آئینگی۔ دل زدہ شاہ۔
(شعر)

آزوم عقل در اندیش را
بعد از این دیوانہ سلام خریں را
دانش عالم آخرت کی عقل مگر ہے
وہی عالم آخرت کی رہنمائی کر سکتی
ہے۔ دریاہائے حقیقت۔

۲۔ لدن۔ یعنی قرب حق۔ علم
لدنی وہ علم جو برہ راست ذات ہادی
سے حاصل ہوا ہو۔ علم۔ یعنی وہ علم
جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا
ہو کتب و سنت سے اس کا خلق نہ
ہو۔ پس۔ دیوانی مشاغل میں
پسماندگی بہتر ہے واپس میں سبقت
حاصل ہو جائے گی۔ آخرن۔
حدیث شریفہ سے لے کر اِخْرُونَ
السَّافُونَ۔ ہم دنیا میں تمام سببوں
سے بعد میں ہیں قیامت میں سب
سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود
زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر
شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

۳۔ چوں ابلانکہ۔ فرشتوں نے
امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لا
علم لنا الا ما علمنا ہمیں صرف وہ
علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا
ہے لہذا اگر انسان بھی دنیا کے مکر و
فریب کے علم سے خالی ہو گا اس کو
علمنا یعنی علم خداوندی حاصل ہو
جائے گا۔ گرہیں کتب۔ آنحضرت
ﷺ ای تجھ دنیا کے کسی کتب میں
تعلیم نہ پائی گئی۔ عقل۔



۱۔ اندام۔ خزانہ غیر مشہور دیرانہ میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت حق پائی لانتا ہے فیض کے دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی زیادہ شہرت ہونے پر اس کی طرح خزانہ غیر معروف دیرانہ میں ہوتا ہے اسی طرح خوشی تم میں بھی ہوتی ہے اور سہولت بھی کے ساتھ ہوتی ہے۔
۲۔ خاطر آمد۔ یہاں طبیعت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیا علیہ السلام سے لایا ہوا مشہور شخصیتیں ہیں تو پھر یہ کہنا کہ خزانہ غیر معروف دیرانہ میں ہوتا ہے کیسے صحیح ہو گا۔ بکسلہ۔ اسی طرح ذہن انسان اس اشکال کا جواب دے دیا کہ اگر شہرت مقصود بن جائے تو معزز ہے اور اگر فقر و مسکنت کے باوجود محتاج اللہ ہو تو وہ قبولیت کے منافی نہیں ہے۔ ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب سونے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم از اس سو۔ جو اشکال دل میں پیدا ہوں اس کا جواب بھی دل ہی میں تلاش کرنا چاہیے گوشہ دل کے گوشہ میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ مسرت کی عطا ہے تو ازیں سو۔ انسان اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس پر اثر رکھتے ہیں۔
۳۔ ہم از اس سو۔ درد کے وقت انسان یاد رکھتا ہوا خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی طرح اشکال جواب بھی اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے۔ وقت مرگ۔ قرآن پاک میں ہے: اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو اِلَيْهِ جِبَانًا لِّاِنْسَانٍ مُّتَبَحِّثًا عَنَّا وَهَلْهُنَّ لَكَ رَحْمَةٌ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو اِلَيْهِ جِبَانًا لِّاِنْسَانٍ مُّتَبَحِّثًا عَنَّا

اندام اوریاں کہاں معرفت نیست
اس دیرانہ میں جو مشہور نہیں ہے
موضع معروف کے بہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں
خاطر آمد بس اشکال اینجا ولیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن
ہست عشقش آتش اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے
ہم از اس سو جو جواب اے مرتضیٰ
اے بزرگوار! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر
گوشہ بے گوشہ دل شد رہے ست
دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تو ازیں سود از اس سو چوں گدا
تو اھر سے اور اھر سے فقر کی طرح ہے
ہم از اس سو جو کہ وقت درد تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ درد کے وقت
وقت مرگ و درداں سوئی خمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے
وقت محنت می بری ز اللہ بو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے
در زمان درد و غم یادش گنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے

از برائے حفظ گنجینہ زریست
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے
زیں قبل آمد فرج در زیر رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشمکش رنج کے نیچے ہے
بکسلہ اشکال را استور نیک
عمدہ گھوڑا بچاڑی کو توڑ ڈالتا ہے
ہر خیالے را بربود نور روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے
کایں سوال آمد از اس سو مرترا
کیونکہ یہ سوال اھر ہی سے تیرے پاس آیا ہے
تاب لاشرقی ولا غرب از مہے ست
نشرتی ہے مغرب کی روشنی ایک عظیم چاندی جانب سے ہے
اے کے معنی چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے گونگ کو کیا یہ صوغتا ہے؟
می شوی در ذکر یا زری ووقو
یا ربی کے ذکر میں ہرا ہوتا ہے
چونکہ دردت رفت چونی انجمی
جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟
چونکہ محنت رفت گویٰ راہ گو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کھر ہے؟
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتا ہے



کرتے ہوئے یہ پھر وہاں کو منت عطا کرتا ہے تو وہ قبول جاتا ہے اس کو جو کہ وہاں سے نکلتا تھا۔ اگلی۔ یعنی اس طرح اب انہیں کرتا ہے جس طرح کہ رنج کے وقت یاد کرتا تھا۔

۱۔ ایں ازاں۔ یعنی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے ورنہ اس کا رجوع الی اللہ دماغی ہوتا۔ وانکہ جس کدل بھروسہ پر وہ ہوتا ہے بھی ذلت پائی اس لئے پوشیدہ ہوتی ہے ورنہ اس کے راستہ سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے اور بھی اس کی یاد میں گریدن چاک کرتا ہے عقل مجروری۔ دنیاوی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو انتخاب اللہ عطا ہو جائے رَبُّ الْعَمَلُونَ۔ حورث زمانہ حیرت۔ سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار قلبیات کی فروانی سے وہ بہت ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ غمراہی۔ یعنی فنا ہستی مہم۔ بخدا۔ مولانا کے دور میں بخدا شہر توحی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علماء و علما کا وہاں مجمع تھا۔ بخدا کے درجہ مجاہدین کے بعد انسان کا قلب معارف و سرور کا سمجھنا بن جاتا ہے۔ ۲۔ لَافِقْهُوْنَ۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ عقلش۔ ضمیر اس کو متوجہ بنانے بخدا کے درجہ کو کہ قریب ہے کہ طرف لایا ہے اور لَافِقْهُوْنَ کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور قائل قطع نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کہ باطن لوگوں کے لئے بولا گیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے بخدا کی طرف ضمیر لٹائی جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ کن ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں رہی ہے اس حکایت میں جو قصہ سنا رہا ہوں یہ گزشتہ لوگوں کے قصص ہیں بلکہ تمہارے سوا اسے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور ان کا مقصد رجوع الی اللہ ہے ان کو وہ علم نہ سمجھتا جس سے میں روک رہا ہوں۔ اُن۔ منافقوں نے

ہر کہ بشنا سد بُود دایم برآں جو شخص بچان لیتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہے گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ جیب کبھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے پوشیدہ ہے کبھی گرہاں چاک کرتا ہے عقل کل ایمن از سب اہمنوں کمال عقل زمانہ کے حادث سے محفوظ ہے رو بخواری نے بخارا اے پسر اے بیٹا! خدای کی طرف چل نہ کہ بخدا کی طرف ساکنان محفلش لَا یَفْقَهُوْنَ ۲ اس (بخدا) کی محفل کے لوگ نہیں سمجھتے ہیں کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم کہ قصوں کی وجہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں تاقلب یایم اندر ساجدین تاکہ میں حمد و ثناء میں افست و ریخت حاصل کرو وصف حال ست و حضور یارِ غار حالت کا بیان ہے اور دوست کی مدد ملی ہے حرف قرآن را بد آثارِ نفاق قرآن کے حرف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے ماضی و مستقبل و حال از کجاست اس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟ ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دوست وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ وہ ہیں

ایں ازاں آمد کہ حق را بے گماں یہ اس وجہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ وانکہ در عقل و گماں ہستش عجیب اور وہ شخص جس کی عقل اور گمان پر پردہ ہے عقل مجروری گاہ چہرہ گہنگوں دغی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرکوں ہے عقل بفروش و ہنر حیرت بخر عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے تا بخدائے درگربنی دروں تاکہ تو اپنے اندر دھرا بخدا دیکھے ماچو خورا اور سخن ہشتہ ایم ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اس قدر آلودہ کیا ہے من عدم و افسانہ گرم درخین میں گریہ طاری میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں ایں حکایت نیست پیش مرد کار کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے آں اساطیر اولیس کہ گفت عاق تا زمان نے جو اگلے لوگوں کے قصہ کہا لامکانے ۳ کا اندھاں نور خداست وہ لامکان جس میں خدا کا نور ماضی و مستقبلش نسبت بہ توست اس کی ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے

قرآن کو بھی محض پہچان لوگوں کی کہانیاں قرار دیا ہے اور ان قصوں کا جو قصہ و قصاں کو نہ سمجھے ہی طرح میری کتاب کا حال ہے۔ ۳۔ لامکان نے قرآن ایک مفت خداوندی ہے جو زمان مکان سے بالاتر ہے وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبل۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل وہ چیزیں نہیں ہیں ان کو وہ سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ وہ چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے حکام بدل جاتے ہیں مایک نفس ایک نسبت سے باپ ہے وہی نفس دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے سوچت کی کہ اعتبار سے نیچے ہے کی کہ اعتبار سے اوپر ہے۔

ایک تھے اورا پدر مارا پسر
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے
نسبت زیر و زبر شد زان دو کس
و شخص کے اعتقاد سے اونچے نیچے کی نسبت بنی
نیست مثل آں مثل ستایں سخن
اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثل ہے
چوں لب جو نیست مشکا لب بہ بند
چونکہ لب کا کنہا نہیں ہے اسے مشکا لب بند کر لے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
بام زیر زید و بر عمر وآں زبر
بالا خانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمر کے اوپر ہے
سقف سوئے خویش یک چیزست و کس
سچت اپنے اعتقاد سے صرف ایک چیز ہے
قاصر از معنی نو حرف کہیں
نئے نکتے سے پرانے الفاظ کو تازہ ہیں
بے لب و سائل بدست ایں بحر قند
یہ شعر کا مایا ہے کنہا اور بے سائل ہے
سوئے فرعون مدتیغ تاجہ کرد
مشکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

فرستادن فرعون بعد ائں در طلب ساحراں

فرعون کا جادو گروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

چونکہ موسیٰ باز گشت و او بماند
جب موسیٰ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا
مجمع گشتند و بفشردند ۲ پائے
وہ جمع ہو گئے اور انہوں نے پاؤں جمالیے
عاقبت ہلمان بے سامان و دواں
بالآخر ہلمان بے سامان اور ذلیل نے
کائے ۳ شہ شاہ ظفر چوں غم فرو
اے بادشاہ فتح مند کے شاہا چنگہ فکر بڑھ گیا ہے
در ممالک ساحراں داریم ما
ہمارے ممالک میں جادوگر ہیں
مصلحت آست کز اطراف مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے
او بے مردم فرستاد آں زمان
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیئے
اہل رای و مشورت را پیش خواند
تو رائے اور مشورے واپس کو طلب کیا
ہر کسے کردند عرض فکر ورائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی
رائے پیش آورد و گردش رہنموں
رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی
ساحراں را جمع باید کرد زود
جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیے
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہر ایک جادو میں یکساں اور پیشوا ہے
جمع آرد شاں شہ و صراف مصر
بادشاہ اور مصر کا منتظم کن کو جمع کر لے
ہر نواجی بہر جمع جادواں
ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

۱۔ نیست۔ خدا کی ذات و صفات کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ جس کی طرح خدا ہے۔ جو۔ یعنی اسرار خداوندی۔ مشکا۔ اسے مشک۔ بحر۔ تندر۔ خدا کی اسرار۔ بازگشت۔ یعنی فرعون کی مجلس سے۔

۲۔ بفشردند پائی۔ یعنی طہیزان سے کھڑے ہو گئے۔ ہلمان۔ فرعون کا مشہور برقعہ۔

۳۔ کائے۔ قرآن پاک میں ہے قَالَ لِلْمَلَأِءِ خَوْلَهُ ابْنُ هٰذَا لَسَاجِرٍ عَظِيمٍ یُّوَدُّ اَنْ یُّوْحِیْکُمْ مِنْ اَوْحَیْکُمْ بِسَخِرِهٖ فَمَا مَافَا تَفْشَرُوْنَ قَالُوْا رَجَعُوْا اَیْھَا وَاہِبْہِمْ فِیْہِیْ فَمَلَفْنِیْ خَاسِرِیْنَ یَقُوْلُ یَکُنْ لِّیْ سَخِرٌ عَظِیْمٌ۔ یعنی فرعون نے اپنے مہارویں سے جو اس کے چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں شک نہیں کہ یہ کئی۔ بڑا مہار جادوگر ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو ہمارے ملک سے نکال جاہر کرے۔ تم لوگ کیا صلاح دیتے ہو۔ مہارویں نے عرض کیا۔ موسیٰ اور اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز ملتوی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے ہر کارے روانہ کر دیں۔ وہ لوگ آپ کے پاس ہر برس ہر جادوگر کو لائیں۔

کرد پڑاں سُوئے او دو پیک ۲ کار

اس کی جانب دو کا آمد قاصد روانہ کر دیئے

سحر ایشاں درول مہ مستقر

ان کی جلاوگری چاند میں بھی جلدی تھی

در سفر ہارفتہ برنخے سوار

وہ مکے پر سوار ہو کر فردخ میں گئے تھے

آں بہ پیوودہ فروشیدہ شتاب

ان کو فوراً ناپ کر فردخت کر دیتے

دست از حسرت برنخا بر زوہ

افسوس سے منہ پینتا

یوودہ منشی ۳ و نبودہ چوں روی

وہ موجد تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے

بودہ ایشاں راہمہ دیدہ مبیں

اور ان کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا

کز شمشاہ است اکنوں چارہ خواہ

کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خلیل ہے

برشہ وبر قصر او موکب زوند

انہوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر ذیہ جمایا ہے

کہ ہمیکر دو بامرش اژدہا

جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے

زیں وکس جملہ بانفعاں آمدند

ان دونوں سے سب تالاں ہیں

شاہ ازاں ار سال فرمودست تا

بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ

گنجیہا بخشند عوض شہ بیکراں

بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار

جس طرف بھی کئی مشہور جلاوگر تھا

دو جوان بودند ساحر مشہور

دو جوان مشہور جلاوگر تھے

شیر دو شیدہ ز شیران شکار

شکاری شیروں سے انہوں نے دوودہ لہا تھا

شکل کر پاسے نمودہ ماہتاب ۲

چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے

سیم بردہ مشتری آگہ شدہ

لنا ہوا خرید حقیقت سے آگاہ ہو کر

صد ہزاراں ہم چنیں درجاووی

اس طرح لاکھوں جلاوگری میں

صد ہزاراں جلاوہیا جنس اس

اس طرح کی لاکھوں جلاو گریاں تھیں

چوں بدیشاں آمد آں پیغام شاہ

جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا

از پئے آں کہ دو درویش آمدند

اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں

نیست با ایشاں بغیر یک عصا

ان کے پاس سوائے ایک لٹھی کے کچھ نہیں ہے

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند

بادشاہ اور فوج سب عاجز آ گئے ہیں

چارہ جویاں بندہ را پیش شا

تدبیر کا طالب بن کر غلام کو تمہارے پاس

چارہ سازید اندر دفع شال

ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

۱۔ پیک۔ قاصد۔ طلب۔ محرکا
اثر عموماً غلیظیات پر پڑتا ہے غلیظیات
متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن ان کا کمال
تھا کہ غلیظیات کو بھی جلاو سے متاثر کر
دیتے تھے۔ شیر۔ یعنی وہ دونوں اس
قدر ماہر جلاوگر تھے کہ جلاو کے
ذریعے شیروں کا دوودہ لادھ کر لیتے
تھے۔ مکے پر سوار ہو کر سفر طے کر لیتے
تھے۔

۲۔ ماہتاب۔ چاندنی کی چاندنی کا
کپڑا ہونا کہ اس کو فردخت کر دیتے
خریدار جب کھر پچھتا تو کچھ نہ ہوتا اور
وہ حسرت سے منہ پینتا۔ روی۔ قافیہ
اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے۔ قافیہ
پہلے مصرع کے آخری حرف کے تابع
ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے۔
یعنی وہ دونوں جلاوگری میں مجتہد تھے
کسی کے مقلد نہ تھے۔

۳۔ منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے
دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔
دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰ و
ہارون۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوں
شاہی لشکر۔ انفعاں۔ نفعان۔ فریاد۔
عوض۔ یعنی اگر تم نے اس کو ہر ادیا تو
بادشاہ بہت نفع حاصل کرے گا۔

چاہے می باید اندر ساری
چلو گری میں کوئی تدبیر چاہیے
تا بود کہ زیں دوسا حرجاں بری
تا کہ ان دونوں جلاوگوں سے جاں بلی ہو
آں دو ساحر را چو ایں پیغام داد
جب ان دونوں جلاوگوں کو یہ پیغام دیا
عرق جنسیت چو جمیدن گرفت
ہم پیش ہونے کی رگ جب پھرتی شروع ہوئی
چوں دیر ستل صوفی زانوست
چنگ صوفی کا کتب زانو ہے
چنگ صوفی کا کتب زانو ہے

۱۔ ترس۔ خوف۔ ان دونوں پر خوف
اس بناء پر طاری ہوا کہ جب ان دو
فقیروں نے بادشاہ کو یہ لفظ لکھ کر
خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہو
گی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ
باجو اس طاقت کے جب وہ ظاہری
شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے
نیک بندے ہو گئے۔

۲۔ عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم
جنس ہونا۔ ہم پیش ہونا۔ دونوں بھی
جلاوگر تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون
نے بھی ان کی جلاوگری کی طرح کا
معجزہ پیش کیا تھا۔ سر نیزاؤ نہ ہوں۔
غور و فکر کرتا۔ دیر ستان۔ کتب

مدرسہ۔ رواں۔ روح۔ بھر شاہ۔ بادشاہ
کے معاملہ میں ان کو مدد سے رکھنے
پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

۳۔ زچہ۔ خوف۔ دوسر۔ یعنی
حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام۔ شور
و شرعے کیلئے۔ اس لائی نے اژدہا
بن کر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہان
راستاں۔ عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی
قبر۔ در خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی
لائی کا اژدہا بننا۔ جناب اللہ کوئی معجزہ
ہو بھی بتا دے تاکہ ہم اس کی عظمت
کریں۔

استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گور پدر را و پرسیدن از
دونوں جلاوگوں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا کہ ان کا اس کی
روان او حقیقت موسیٰ را
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا ماں! آ جا
برو شاں بر گور او بنمودہ راہ
وہ ان کو اس کی قبر پر لے گئے راستہ دکھلا
بعد ازاں گفتند اے بابا بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا اے بابا ہمیں
کہ دو مرد کو راہ تنگ آوردہ اند
کہ دو شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے
نیست با ایشان سلاح و لشکرے
ان کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
تو جہان راستاں در رفتہ
تو ہمیں کے عالم میں چلا گیا ہے
آں اگر سحرست مارا وہ خیر
اگر وہ جلاو ہے تو ہمیں بتا دے
گور بابا کو تو مارا رہنما
بابا کی قبر کہاں ہے تو ہماری رہنمائی کر دے
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
پھر انہوں نے بادشاہ کی خاطر تین روزہ رکے
شاہ پیغامے فرستاد از و جا سل
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے
آبرویش پیش لشکر آوردہ اند
لشکر کے ساتھ اس کی آبروریزی کر دی ہے
جو عصا و در عصا شور و شرے
لائی کے علاوہ اور لائی میں شور و شر ہے
گرچہ در صورت بنجا کے خفتہ
اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے
ور خدائی باشد اے جان پدر
اور اگر خدائی بات ہے اے با جان!

ہم خبر وہ تاکہ ما سجدہ کنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں
خویش را بر کیمیائے برز نیم
اپنے آپ کو کیمیا سے طاقت کر دیں
تا اُمید انہم اُمیدے رسد
ہم اُمید ہیں اُمید پیدا ہو جائے
ہم اُمید ہیں اُمید پیدا ہو جائے
از ضلال آئیم در راہ رشد
راوند گانیم و گرم مارا کشد
ہم گمراہی سے راہ ہدایت پر آجائیں
ہم مرود ہیں ہر گرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتن ساحر مرودہ با فرزند ان خود

مرودہ جادوگر اپنے لڑکوں کو جواب دیتا

گفت ہشال در خواب کائے اولاد من
اس نے ان سے خواب میں کہا اے میرے بچو!
اس نے ان سے خواب میں کہا اے میرے بچو!
بانگ زداے جان و فرزند ان من
اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
فاش و مطلق گفتن دستور نیست
کھلم کھلا ہر صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
کھلم کھلا ہر صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
لیک بنایم شمارا آیت
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
یک نشانے وا نمایم باشما
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
نور چشمانم چو آن جاگہ روید
میرے نور چشمو! جب تم وہاں جاؤ
میرے نور چشمو! جب تم وہاں جاؤ
آں ۳۰ زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
جب ۳۰ دن سویا ہوا ہو (۷۰)
جب ۳۰ دن سویا ہوا ہو (۷۰)
گر بزد دیدش عصا او سلاست
اگر تم نے اس کی لاشی چلی تو وہ جادوگر ہے
اگر تم نے اس کی لاشی چلی تو وہ جادوگر ہے
ورنہ بتواند ہاں آں ایز دیست
اگر تم نہ اٹھا سکو تو فرما دے خدائی ہے
اگر تم نہ اٹھا سکو تو فرما دے خدائی ہے

۱۔ کیمیا یعنی حضرت موسیٰ کا
اجتہاد نامید ہے یعنی اس وقت ہم
جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ
کارناموں کی وجہ سے پاؤں ہیں۔
ہمارے لئے آفتاب ہدایت طلوع ہو
جائے۔

۲۔ گفت شال۔ ان کے مرودہ
باپ کی روح نے خواب کی حالت
میں کہا کہ اس بارے میں صاف
صاف بتانا ممکن نہیں ہے یہ پوشیدہ
بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی
اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے
دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ
جادو ہے یا معجزہ۔ کنیت پوشیدہ
بات۔

۳۔ آں زماں۔ عمر و معجزہ میں یہ
فرق ہے کہ عمر کا تعلق محض ساحر کی توجہ
اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی
کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ
خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا
ہے لہذا جادوگر کی غفلت کے وقت عمر
کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور
غفلت سے معجزہ برکلی اثر نہیں پڑتا
ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے
سلاست۔ کیونکہ اس کی نیند سے نعر
کے ترک و باطل کر دیا اور چکر کو چرانے پر
قدرت ہوتی۔

جادو سحر شمارا حاضر ست
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے
اگر تم نے اس کی لاشی چلی تو وہ جادوگر ہے
اور رسول و اولیاء و متہدست
اللہ کا رسول اور ہدایت یافتہ ہے

گر جہاں افرعون گیر دشرق و غرب
اگر فرعون مشرق اور مغرب پورا جہاں حاصل کر لے
ایں نشان راست ولام جان باب
باب کی جان! میں نے یہ کچی نشانی دیدی
جان بابا چوں بخشید ساحرے
جان پیرا جب کوئی جلاؤر سو جاتا ہے
چونکہ چوپاں خفت گرگ ایمن شود
جب گدڑیا سو گیا، بھیڑیا مطمئن ہو جاتا ہے
لیک حیوانے کہ چوپاں خداست
لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے
جادوی کہ حق کند حق ست و راست
جو جلاؤ خدا کرے وہ حق اور درست ہے
جان بابا ایں نشان قاطع ست
جان پیرا یہ قطعی علامت ہے

تشبیہ کردن قرآن مجید رل عصائے موسیٰ و وفات
قرآن مجید کو عصائے موسیٰ تشبیہ دینا اور انحصار علیہ
مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخواب موسیٰ و قاصدان
کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے
تغیر قرآن را باں دو ساحر بچی کہ قصد بردن عصائے موسیٰ
والوں کو ان دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی
کردہ یو دند چوں موسیٰ را خفته یافتند
لاٹھی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق
اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے
من کتاب و معجزت را جافظم
میں تیری کتاب اور معجزہ کا نگہبان ہوں

۱۔ اگر جہاں۔ اگر معجزہ سے تو
فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے
گا بلکہ ذلیل ہو گا۔ چونکہ گدڑیا
بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب
سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو
جاتی ہے۔ خداست۔ معجزہ کا تعلق خدا
سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں
ہے بلکہ اللہ کی حفاظت مکمل ہے۔
۲۔ گر بزم۔ موت سے نبردوار
لی جائے اور نہ مومن انبیاء کے معجزات
کا تعلق بھی ان کی حیات سے ہے۔
تشبیہ۔ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضور
کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے
اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں
کو ان دو جادوگروں سے مشابہ سمجھو۔
۳۔ نیر۔ نیر۔ اللہ نے قرآن میں
آن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔
ناصحون نزلنا الذکر و قالنا
یحفظون ہم نے ذکر (قرآن)
ازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت
لرنے والے ہیں۔

من تراور ہر دو عالم را فعم
 میں تھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں
 کس نیار و بیش و کم کردن دو
 اس میں کئی کی ہر زیادتی نہیں ہو سکتا
 رفقت را روز روز افزوں کنم
 میں تیری رفیق دن بدن بڑھاؤں گا
 منبر و محراب سازم بہر تو
 میں تیرے لئے منبر اور محراب بنائوں گا
 نام تو از ترس پنہاں می کنند
 وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں
 خفیہ می گویند نکت راکنوں
 وہ اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں
 از ہراس و ترس کفار لعین
 ملعون کافروں کے ڈر اور خوف سے
 من منادہ بر کنم آفاق را
 میں دنیا کو دین سے روشن کر دوں گا
 چاکرات شہرہا گیرند و جاہ
 تیرے خادم شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے
 تا قیامت ۳ باقیش داریم ما
 ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے
 اے رسول ما تو جاؤ نیستی
 اے ہمارے رسول! تم جاؤ نہیں ہو
 ہست قرآن مر ترا ہیچوں عصا
 قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح ہے
 تو اگر در زیر خاک خفتہ
 تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو

طاغیاں را از حدیثت دا فعم
 سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنے والا ہوں
 توبہ از من حافظے دیگر مجو
 تو مجھ سے بہتر حافظ کی جستجو نہ کر
 نام تو بر زرو بر فقرہ زخم
 تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا
 در محبت قہر من شد قہر تو
 محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے
 چوں نماز آرد پنہاں می شوند
 جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں
 خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوقوں
 اے ہنرمند! قوافل بھی چھپ کر (دیتے ہیں)
 دینت پنہاں می شود زیر زمیں
 تیرا دین زمین چھپا جاتا ہے
 کوہ گردانم دو چشم عاق را
 میں غرمان کی دھوں آنکھوں کو اندھا کروں گا
 دین تو گیرد زما ہی تا بنہا
 تیرا مذہب بچلی ہے چاند تک پھیل جائے گا
 تو مترس از رخ دیں اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! تم دین کے مننے سے نہ ڈرو
 صادقی ہم خرقة موسیستی
 تم سچ ہو، موسیٰ کے پیر ہماری ہو
 کفر مارا در گشد چوں اژدہا
 جو اژدہ کی طرح کفروں کو نگل جائے گا
 چوں عصائش دال تو انچہ گفتہ
 جو چوچم نے کہا ہے اس کان (موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح سمجھو

۱۔ ارفعم۔ قرآن پاک میں ہے
 وَفَعَّلْنَا لَكَ ذِكْرًا ۱۔ ہم نے
 تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے کس
 نیار۔ قرآن پاک میں ہے
 لَا يَمْلِكُ لَكَ عَلَيْهِ اس کے کلمات کو
 کوئی بدلنے والا نہیں ہے
 قہر من۔ رسول کی مامی خدا کی
 مامی ہے
 ۲۔ نام تو کی ابتدائی زندگی میں
 صحابہ حضور سے اپنے فضل کو چھپاتے
 تھے اور نماز میں بھی چھپ کر پڑھتے
 تھے من منادہ۔ دین سے تمام عالم کو
 منور کروں گا اور مخالفین کی آنکھیں
 چکاچند ہو جائیں گے۔ چاکرات۔
 صحابہ کرام نے قیصر و کسری کی
 حکومتوں پر قبضہ کیا۔ مٹی ایک
 عامیہ تصور ہے کہ زمین بچلی کی
 پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے
 آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے
 گا۔
 ۳۔ تا قیامت۔ قیامت تک
 کسی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم
 خرقة۔ وہ بزرگ جو ایک شیخ کے
 خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور
 آخوند خاں ایک ہی شریعت کے علم
 بردار اور پیغمبر ہیں ہست قرآن
 جس طرح حضرت موسیٰ کی لٹاکی نے
 جاؤ گروں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا
 قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی
 قرآن پاک۔

چوں اَعصا آگہ و آں گفت پاک
(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلامِ نابیر رہا
تو بخسب اے شہِ مبارک خفتے
اے شہِ نام سہ جاو تمہارا سہ جاتا مبارک ہے
بہر پیکارِ توزہ کردہ کماں
تہلے (خسب سے لالنے کے لئے کان پہلا چلائے ہوئے ہیں)
قوسِ نورِ تیر دوزش می گند
تیرے نور کی کمان اس کو چمیر ذاتی ہے
اُو خفت و بخت و اقبالِ خفت
(مصطفیٰ) سو گئے نور ان کا نصیب اور اقبال نہ سوا
کارِ اُو بے رونق و بے آب شد
تو اس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا
تا بمصر از بہر آں پیکارِ زفت
خت جنگ کے لئے مصر کی جانب
طالبِ موسیٰ و جائے اُو شدند
حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبہ بنے
موسیٰ اندر زیرِ نخلے خفتہ بود
(حضرت موسیٰ کچھ کھدوت کے نیچے ہوئے تھے)
کہ بروزاں سوئے نخلستان بجو
کہ جاں نخلستان کی جانب تلاش کر
خفتہ کو بود بیدارِ جہاں
اس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا
عرش و فرشِ جملہ در زیرِ نظر
عرش اور فرش سب اس کی نگاہ میں
خود چہ بیند چشمِ اہل آب و گل
آب گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

گرچہ باشی خفتہ تو در زیرِ خاک
اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو
قاصداں را در عصایت دست نے
امداد کرنے والوں کو تمہاری لاکھی پر قابو نہیں ہے
تو خفتہ نور تو بر آسمان
تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے
فلسفی ۲ وانچہ پوزش می گند
فلسفی اور اس کا منہ جو کچھ کرتا ہے
آنچناں کرد و ازالِ افروز کہ گفت
اللہ تعالیٰ نے وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ
جانِ بابا چونکہ ساحرِ خواب شد
جان پیدا جب جلاگر سو گیا
ہر روز از گوشِ رواں گشتند و تفت
دونوں (جلاگر) اس (باپ) کی قبر سے فرماندہ ہو گئے
چوں بمصر از بہر آں کار آمدند
جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے
اتفاق افتاد کاں روز و رود
یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن
پس نشانِ داوندِ شالِ مردم بدو
لوگوں نے ان کو ان کا پتہ بتایا
چوں بیامد دید در خرما بنال
جب وہ پہنچا تو کھجور میں دیکھا
بہر نازش بستہ اُو دو چشمِ سر
ناز میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے
اے بسا بیدارِ چشم و خفتہ دل
بہت سے بیدار آنکھ لہوئے مل جالے ہیں

۱۔ چوں عصا۔ حضرت موسیٰ کی تیند
کے بارہو جلاگر ان کی لاکھی نہ چرا
کے اسی طرح آپ کی وفات کے
بعد بھی مخالفین قرآن میں گزیر نہ کر
سکیں گے
۲۔ فلسفی۔ طہ بن فلاسفہ قرآن
کے منزل میں اللہ ہونے کے بارے
میں جو اعتراضات کرتے ہیں اور
محمدی ان کو پارہ پارہ کر دیتا ہے
آنچناں۔ اللہ تعالیٰ نے جو جو وعدے
کئے ان کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان
سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جلاگر
کی غفلت کے وقت اس کے جلاو کا
اخر ختم ہو جاتا ہے
۳۔ ہر روز۔ یعنی دونوں جلاگر
گوش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے
وود۔ آمد خرما بنال۔ کھجور کے
درخت۔ خود چہ بیند۔ دل کی آنکھیں
وہ دیکھ سکتی ہیں جو ختم کی آنکھیں نہیں
دیکھ سکتی ہیں۔

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
جو شخص بیدار دل رکھا ہے ' سر کی آنکھ
گر تو اہل دل نہ بیدار باش
اگر تو صاحب دل نہیں ہے ' جاگتا رہ
ورلّت بیدار شدی تحسب خوش
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے ' آرام سے سو جا
گفت پیغمبر کہ تحسب چشم من
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سولی ہے
شاہ بیدارست و حارس خفتہ گیر
شاہ بیدار ہے ' محافظ سو بھی گیا ہو
وصف بیداری دل اے معنوی
اے معنی کو سمجھنے والے دل کی بیداری کا وصف
چوں بدیدندش کہ خفت ست اودراز
جب انہوں نے ان کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا
ساحراں قصد عصا کردند زود
جادوئوں نے فوراً لاٹھی کا قصد کیا
اند کے چوں پیشتر کردند ساز
جب آگے بڑھنے کا تھوڑا سا قصد کیا
آنجناں بر خود بلر زید آں عصا
لاٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی
بعد از اں شد اژدہا و حملہ کرد
اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا
رُو در افتادن گرفتند از نہیب
خوف سے انہوں نے منہ کے بل گنا شروع کر دیا
پس یقین شال شد کہ بست از آسمان
تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ طاعت آسمانی ہے

گر تحسب بر کشاید صد بصر
اگر سو جائے سو بینائیں کھل جاتی ہیں
طالب دل باش و در پیکار باش
دل کا طالب بن اور نفس سے لڑتا رہ
نیست عائب ناظر تازہفت و شش
سات (آسمانوں کو چھ جہتوں) سے تیری نگاہیں نہیں ہے
لیک کے تحسب ولم اندر وسن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے
جال فدائے خفتگان ۲ دل بصیر
بیدار دل ' سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے
می غلجہ در ہزاراں مثنوی
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں مل سکتا

بہر زودی عصا کردند ساز
انہوں نے لاٹھی چرانے کی تیاری کی
کز پیش باید شدن وال را زود
کہ پیچھے سے جانا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے
اند آمد آں عصا در ابتزاز
وہ لاٹھی حرکت میں آ گئی
کال دو بر جا خشک گشتند از وجا
کہ وہ دونوں خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گئے
ہر دو آں بگریختند و زنی زرد
دونوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد (تھا)
غلط غلطاً منہزم در ہر نشیب
لوٹنے پوٹنے ہر گڑھے میں پسا ہوتے ہوئے
زانکہ می دیدند حد سلاہراں
اس لئے کہ انہوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

۱۔ دیکھا۔ یعنی دل کی آنکھیں
حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔
فتدش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ
جانبیں شاہ بیدار۔ اگر شاہ بیدار ہے تو
چکیدار کے سوجانے سے کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتا۔ دل بمنزلہ شاہ کے
ہے۔

۲۔ خفتگان۔ یعنی جن کی آنکھیں
سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے
آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سولی
ہیں۔ دل بیدار رہتا ہے معنوی۔ وہ
شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب
ہو۔

۳۔ بدیناں۔ ان دونوں
جادوگروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا۔
ابتزاز۔ متحرک ہو جانا۔ وجہ خوف۔
خدا۔ یعنی وہ لاٹھی نہیں۔ خوف
منہزم۔ پسا۔

نہیںست ممنوع و حرام و ممتہن
ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے
سحر کردن شد حرام اے مرد دوست
اے دوست! جلاو کتا حرام ہے
کارِ شاں تا نزع و جاں گندن رسید
ان کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا
سوئے موسیٰ از برائے عذرِ آل
(حضرت) موسیٰ کے پاس اس کی معذرت کے لئے
ایمتحان تو اگر نبود حسد
آپ کے آزمائے کا، اگر حسد نہ ہوتا
اے تو خاص انخاص درگاہِ اللہ
آپ خدا کی بارگاہ کے خاص الخاص ہیں
اے ترا الطاف و فضل بے عدد
اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے
پیش موسیٰ برز میں سر می زوند
(حضرت) موسیٰ کے سامنے سر پہنچتے تھے
گشتِ بدروزخ تن و جاں تاں حرام
تجہدا جسم اور روح روزخ پر حرام ہو گئی ہے
انجی سازید خود را ز اعتذار
عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بناؤ
دربرد آسید پیش بادشاہ
بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ
جمع آرید از درون و از بروں
اندہ اور باہر سے اکٹھے کر لو

پس ازیں رو علم سحر آموختن
لہذا اس حیثیت سے جلاو کا علم سیکھنا
بہر تمیز حق از باطل نکوست
حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے
بعد از اس اطلاق و تپ شاں شد پدید
اس کے بعد ان کو دست آئے اور بخدا آ گیا
پس فرستادن مردے در زماں
تو انہوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا
کا امتحان کر دیم ملا کے رسد
کہ ہم نے آزمایا، ہمیں کب حق تھا
مجرم ۲ شایم و ملا عذرِ خواہ
ہم شایم مجرم ہیں، ہماری عذر خواہی کر دیجئے
در گذر ازما کہ ما کر دیم بد
ہم نے برا کیا ہمیں معاف کر دیجئے
عفو کرد و در زماں نیکو شدند
انہوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے
گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام
(حضرت) موسیٰ نے فرمایا شرعیوں میں نے معاف کیا
من ۳ شمار آخوند پدم اے دوید
اے دو دستو! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں
ہچانل بیگانہ شکل و آشنا
اسی طرح (ظاہر) انہی صحت اور (بہان) دوست
انچہ باشد مرثلا از قنون
تمہارے پاس جو بھی کتب ہوں

ایس۔ اگر کوئی شخص جلاو اس غرض
سے لکھے کہ وہ سحر اور مجڑہ میں فرق کر
سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو
یہ جائز ہے لیکن جلاو کتا مطلقاً بہر
صورت ناجائز اور حرام ہے اطلاق۔
دستوں کا جلدی ہو جانا کا امتحان۔ ہم
نے آزمایا چاہتا اور وہ بھی حسد کی بناء
پر تھا۔
۲ مجرم شایم۔ چونکہ ہم نے اللہ
کے رسول کا جرم کیا ہے لہذا ہم نے
اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ عفو شد۔
یعنی ان کا بخدا اور دستوں کی بیماری
زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم
ایمان لائے ہو۔
۳ من شد حضرت موسیٰ نے ان
دونوں جلاو گروں سے فرمایا کہ فرعون
سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر
خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل
انہی بن کر فرعون کے سامنے میرے
مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کتب
کرنا۔ بیگانہ شکل۔ یعنی بظاہر انہی
ہے رہتا اور آشنائی کو پردے میں
رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا ازوے
شہرہوں سے فرعون کے سامنے جلاوگروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے غلٹیں پانا اور اس
یافتن و دست بر سینہ در قہر حصم او کہ اس کار را دفع بر ما نویس
ان کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ ملانا کہ اس کام کی ممانعت ہمارے ذمہ لکھ لے

۱۔ تشریفہا۔ غلٹیں۔ دفتر خصم
اور یعنی حضرت موسیٰ پر غالب آنے
کے بارے میں۔ خدند۔ یعنی وہ
حضرت موسیٰ کے پاس سے روانہ ہو
گئے۔ انتظار۔ یعنی وہ منتظر تھے کہ کئی
وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰ پر ایمان
کا ظہار کروں۔ سابقا۔ بازی لے
جانے والے۔

۲۔ فرعون آئندہ۔ یعنی اگر تم حضرت
موسیٰ پر غالب آ جاؤ گے کہ بدو۔
یعنی اس قدر روں گا جو حد سے بڑھاوا
ہو گا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
کام۔ صغیر۔ یعنی ہم صفت شکن
ہیں۔ پائے۔ ہمارا رتبہ ذکر موسیٰ۔
حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصے سے
دلچسپی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض
قصہ نقل کرنا نہیں ہے قصہ تو پرانا ہے۔
۳۔ ذکر موسیٰ اس قصہ کے تحت
جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ محض
آؤ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود
اصلی تو وہ دور ہے جو حضرت موسیٰ کو عطا
کیا گیا تھا۔ تاقیامت۔ ہر نبی کا نور
امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا
ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی
مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی
بھی مربوب ہوتا ہے۔

پس زمیں را بوسہ دلند و شدند
پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے
تا بفرعون آمدند آل ساحراں
وہ جلاوگر فرعون کے پاس آئے
وعدہا شال گرد و پیشین ہم بدو
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیئے
بعد از شال گفت ہیں لے سابقا
اس کے بعد اس نے کہا آگاہ! اے ماہر!
برفشام برشا چندیں عطا
تم پر اس قدر عطا غار کروں گا
پس بگفتش باقبال تو شاہ
تو انہوں نے کہا کہ اے شاہ آپ کے اقبال سے
ملایں فن صفریم و پہلوان
ہم اس فن میں صفت شکن اور پہلوان ہیں
ذکر ۳ موسیٰ بند خاطر ہاشدست
موسیٰ کا ذکر دلچسپی کا موجب بن گیا ہے
ذکر موسیٰ بہر رو پوش ست و لیک
موسیٰ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے لیکن
موسیٰ و فرعون در ہستی تست
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں
تاقیامت ہست از موسیٰ نتائج
موسیٰ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے

انتظار وقت فرصت می بندند
فرصت کے وقت کے منتظر تھے
داد شال تشریفہائے بیکراں
ان کو اس نے لاتعداد غلٹیں دیں
بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ
گرفزوں ۲ آئندہ اندر امتحاں
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے
کہ بدزد پردہ جود و سخا
کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائے گا
غالب آئیم و شود کارش تباہ
ہم جیتیں گے اور اس موسیٰ کا کام تباہ ہو گا
کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کئی نہیں ہے
کایں حکم تہاست کہ پیشین بدست
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں
نور موسیٰ نقد تست اے مرد نیک
اے بھلے آدمی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے
باید ایں دو خصم را اور خویش جست
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تاش کرنا چاہیے
نور دیگر نیست دیگر خد سراج
دوسری روشنی نہیں ہے، چراغ دوسرا ہے

ایک نوش نیست دیگر زالی سرست

لیکن اس کا نور دھرا نہیں وہی ہے
زانکہ از شیشہ است اعداد و دوی
کیونکہ شیشہ سے تعدد اور دوی پیدا ہوتی ہے
از دوی و اعداد جسم اے منتہی
اے بالکل! جس کی دوی اور تعدد سے
اختلاف مومن و گبر و جہود
مومن اور آتش پرست اور یہودی کا اختلاف

ایں اسفال و این فقیہ دیگرست

دیلا اور یہ جتنی دوسری ہے
گر نظر در شیشہ داری گم شوی
اگر تو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا
ور نظر بر نور داری و آری
اگر تو نور پر نظر رکھے گا نجات پا جائے گا
از نظر گاہ است اے مغز وجود
اے خلاصہ کائنات! نقطہ نظر کی وجہ سے ہے

۱۔ اس اسفال و اس فقیہ کے معنی یہ ہیں
اور اس مفت خاصہ کا نور خود مقلد ہوتا
رہتا ہے شیشہ یعنی تعینات۔ گم
شوی۔ وحدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ
جائے گی۔ در نظر شیشہ تعینات پر نظر
تعدد اور دوی کا سبب ہے اگر شیشہ
مقصود نہ ہو بلکہ نور مد نظر ہو تو وحدت
حقیقی نظر آئے گی اور نظر گاہ مومن اور
کافر کا نقطہ نگاہ چونکہ جدا گانہ ہو گیا ہی
لئے ان میں اختلاف پیدا ہوا۔

۲۔ مغز وجود۔ چونکہ انسان خلیفۃ
اللہ ہے لہذا وہ وجود کائنات کا مغز اور
خلاصہ ہے۔ پیل۔ اس حکایت کا
مقصد یہ ہے کہ ایک چیز کے دیکھنے
کے جب جزوئے بدل جاتے ہیں تو
اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ باقی کو
مختلف لوگوں نے مختلف جزوئوں سے
دیکھا تو ان کے عقیدے میں
اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہندوستان
مسلمانوں کو بھی لفظ ہندو سے تعبیر
لے رہے ہیں۔ ہندوستان کا باقی
مشہور تھا۔

۳۔ دیدش۔ اندرے میں آنکھ
سے دیکھنا ممکن نہ تھا اس لئے باقی پر
ہاتھ پھیر کر دیکھ رہے تھے خرطوم۔
باقی کی سونہ پر تالے سے مشابہ
سے ناواں پر تالے۔ باد بیزن۔
پکھا۔ فرش چٹے بالکل۔ باقی کے
کان کی طرح ہوتے ہیں۔ عمود۔
ستون۔ تخت۔ باقی کی کرخت کی
طرح چوڑی چٹکی ہوتی ہے سی شید۔
جہاں نہیں وہ لوگ باقی کا ذکر سنتے تو
اپنے ذہن کے مطابق اس کا تصور
کرتے۔

اختلاف کردن در چوگی و شکل پیل در شب تار

اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف کرنا

عرضہ را آورده بودندش ہنود

ہندوستان اس کو پیش کرنے کے لئے لائے تھے
اندرائ ظلمت ہمیں شہد ہر کسے
ہر شخص اندرے میں گھس آیا

اندرائ تاریکیش کف می بسود

اندرے میں اس پر ہاتھ پھیرتا تھا
گفت ہچونا و دانست این نہاد
اس نے کہا یہ جسم پر تالے کی مانند ہے

آں بروچوں باد بیزن شد پدید

اس کو وہ چٹے کی طرح معلوم ہوا
گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
اس نے کہا میں نے ہاتھی کو ستون جیسا دیکھا ہے

گفت خود ایں پیل چوں تختہ بدست

اس نے کہا یہ ہاتھی تخت کی طرح کا ہے
فہم آں می کرد ہر جامی شنید
جہاں کہیں (ہاتھی کا نام) سنتا وہی خیال کرتا

پیل اند خانہ تاریک بود

ہاتھی ایک اندرے گھر میں تھا
از برائے دیدش مردم بسے
بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے

دیدش چہ با چشم چوں ممکن نبود

چونکہ اس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہ تھا
آں یکے را کف بحر طوم لوفتو

ایک کا ہاتھ سونہ پر پڑا

آں یکے را دست بر گوش رسید

ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پہنچا

آں یکے را کف چو برپایش بسود

ایک کا ہاتھ جب اس کے سر پر لگا

آں یکے بر پشت او نہاد دوست

ایک نے اس کی سر پر ہاتھ رکھا
پچنیں ہر یک جبروئے گور سید
اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی ایک عضو تک پہنچا تھا

از نظر گہ گفت شل شد مختلف
ان کی بات نقطہ نظر کی وجہ سے مختلف ہو گئی
ور کف ہر یک اگر شمعے بدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی
چشم حسن پہچول کف دست و بس
جس کی آنکھ صرف ہاتھ کی پھیلی کی طرح ہے
جسم دریا دیگرست و کف و گر
دریا کا وجود لود ہے اور جھاگ اور ہیں
جنبش کفہاز دریا روز و شب
شب و روز جھاگ کی حرکت دریا کی وجہ سے ہے
ماچو کشیہا ہم بری زینم
ہم کشی کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں
اے تو در کشتی تن رفتہ بنجواب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے
آب را آہست کو میر اندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو بلاتا ہے
موی و عیسیٰ کجلد کا قتب
حضرت موسیٰ عیسیٰ کہاں تھے جبکہ صبح نے
آدم و حوا کجا بدآں زماں
اس وقت حضرت آدم اور حوا کہاں تھے
ایں سخن ہم ناقص ست و اترست
یہ بات بھی ناقص اور اٹھری ہے
گر گویم زماں بلغزد پائے تو
اگر میں اس کے بارے میں کہوں تو تیرے سر پر ٹپس جائے گے

آں یکے داش لقب داداں الف
اسی ایک نے اس کو دل کا لقب دیا اس نے الف کا
اختلاف گفت شل بیرون شدے
تو ان کی باتوں سے اختلاف لود ہو جاتا
نیست کف رابر کل او دسترس
پھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے
کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
جھاگ کو چھوڑ اور آنکھ سے دھیا کو دیکھ
کف ہی بنی و دریا نے عجب
تعجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دھیا کو نہیں
تیر چشمیم و در آب رو شمیم
ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دھیا میں ہیں
آب را دیدی نگر در آب آب
تو نے پانی کو دیکھ لیا 'پانی کے پانی کو دیکھ
روح را روے ست کو میخواندش
روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے
کشت موجودات را می دادا آب
موجودات کی کشتی کو پانی دیا
کہ خدا افکند ایں زہ در کماں
جبکہ خدا نے کماں پر یہ چلہ چڑھایا
آں سخن کہ نیست فاقص دل سترست
جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اُھر کی ہے
ور گویم تیج ازماں اے والے تو
اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر غصہ ہے

اے آں یکے چونکہ ہاتھی کا قصور
سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس
لئے انہوں نے اس کو مختلف علاقوں
سے تعبیر کیا کسی نے مظلما اس کو دل
کہا تو کسی نے اس کو الف کہہ
عجم حسن انسان کی حسی آنکھ
ان لوگوں کی پھیلی کی طرح ہے جسے
ان کی پھیلی کی دست میں لود ہے ہاتھی
پر بھی اسی طرح یہ ظاہری آنکھ کی چیز
کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے
کف و در مولانا کف دست سے
کف دھیا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں
اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شعی
ہوتی چاہے نہ کظاہر بری جسم ہد
یعنی وجود سے کف یعنی جسم عصری
جنبش کفہا انسانی اجسام روح کی وجہ
سے متحرک ہیں لیکن انہوں کو انسان
تن پوری کرنا رہتا ہے اور روح سے
غفلت رہتا ہے
ماچو کشیہا اجسام کو بلے کف
دھیا سے تعبیر کیا تھا اب ان کشتیوں
سے تعبیر کیا ہے آب و در۔
اے تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو
گیا ہے تو اب اس کو آگے قدم بڑھا کر
ذات حق کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ آب
آب۔ روح الارواح۔ ذات حق۔
آہست۔ یعنی روح کے لئے افاضہ
حیات کرنے والی ذات۔ موسیٰ و عیسیٰ
افاضہ حیات کرنے والی ذات کی
قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم
ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات کو حیات بخشی
تھی۔ ایں سخن۔ یعنی ذات حق کی جو
تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ ایں سخن۔
خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو
تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔
گر گویم کہ اب اگر مثالوں سے اس کی
ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی
مثال پر دل جھالو گے بالکل ذکر نہ کیا
جائے تو یہ بھی غصہ شاک بات ہے۔



۱۔ بستہ پائی۔ عوام تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے بیان پر یقین کے بغیر یقین کے اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر ہلانے لگتے ہیں۔ ایک۔ عوام تقلید سے تحقیق کی طرف متخل ہوئے کے لئے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔ چوں گئی۔ جبکہ انسان عقلی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۲۔ چوں حیات۔ اگر انسان اس عقلی زندگی کو خیر باد کہہ دے تو وہ دل کی دنیا میں پہنچ کر امر و وحدت حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خواہ بچہ کو جب تک لذتِ غذا میں نہیں لگی ہیں دلیر کو چھپا رہتا ہے جب غذا میں لگتی ہیں تو دلیہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تک عالم عقلی سے چپا ہوا ہے امر و لذت کے بے خبر ہے جب وہ لذت حاصل ہونے لگے تو عالم عقلی کو لٹکا کر بھی نہ دیکھے گا۔

۳۔ بستہ۔ بیج زمین سے غذا حاصل کرتا ہے اسی طرح انسان عالم عقلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت سے حاصل ہوتی ہے قوتِ حکمت۔ تو دل کی غذا حکمت اور چند امور عقلیت سے حاصل کر لے اس کے الفاظ میں وہ نورِ پیشہ ہے جو اصل غذا ہے پھر استعداد پیدا ہو جانے پر براہِ راست اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تا جب چین و رفتہ رفتہ وہ استعداد پیدا ہو جائے گی جس سے شہدِ حق حاصل ہو جائے گا۔ چوں ستاد۔ پھر عالم ملکوت کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ عالم

وَرِ بگویم در مثال صورتے

اگر میں کی صورت کی مثال میں اس کی صفات بتاؤں
بستہ پائی چوں گیہ انداز میں
تو گھاس کی طرح زمین میں پاستہ ہے
لیک پایت نیست تا نقلے گئی
لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو متخل ہو جائے
چوں کنی پارا حیات زیں رگل ست

تو پاؤں کیسے نکال سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے
چوں حیات از حق گیری اے روی
اے سرِ لب! جب تو اللہ تعالیٰ سے زندگی حاصل کر لیا
فارغ و مستغنی از رگل سوئے دل
مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف
شیر خواہ چوں ز دلیہ بگسند
دودھ پیتا بچہ جب دلیہ سے تعلق توڑتا ہے
بستہ شیر زمینی چوں خوب
نبیوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے

قوتِ حکمت خود کہ شد نورِ ستیر
دلتائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چھپا ہوا نور ہے
تا پذیرِ اگر دی اے جان نور را
اے جان تاکہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے
چوں ستادہ سیر بر گردوں گئی
تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے
آں چنلِ کر نیست در مست آمدی
اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

بر ہماں صورت چسپی اے فتنے

اے نوجوان! تو اس ہی صورت پر چپک جائے گا
سرِ بکبانی ببادے بے یقین
بغیر یقین کے سوا سے سرا ہلاتا ہے
یا مگر پارا ازیں رگل بر کنی
یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے
اس حیاتِ مادرش بس مشکل ست

تیری اس زندگی کے لئے دعا کی بہت مشکل ہے
پس غنی گردی ز رگل در دل روی
تو مٹی سے بے نیاز ہو جائے گا دل کی دنیا میں پہنچ جائے گا
می روی بے قید خراز اہل رگل
بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑیگا
لوت خواہ شد مر او را می ہلد
غذا خود بن جاتا ہے اور اس دلیہ کو چھوڑ دیتا ہے
جو قظامِ خویش از قوتِ اقلوب
دل کی خواہش کے ذریعہ اس دودھ کو چھڑنے کی کوشش کر

اے تو نور بے حجب رانا پذیر
اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکتے والا ہے
تابہ بنی بے حجب مستور را
تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پردوں کے دکھ لے
بلکہ بر گردوں سفر بے چوں گئی
بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے
ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی
ہاں بتا کیسے آیا ہے تو بے ہوش آیا ہے

ملکوت کی طرف تہجد اور عروجِ سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس عالم کی طرف نزولِ سفر ہو لیکن یہ سفر چونکہ تہجدی مدد و شفی میں ہوا ہے اس لئے اس میں نہ وہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنے کے راستے یاد ہیں۔

را ہبائے آمدن یادت نمائد
تجھے آنے کے واسطے یاد نہیں رہے
ہوش لا را بگذارد وانگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے پھر ہوشید بن جا
نے بگویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے
ایں اچھاں پھول درخت ستائے کرام
اے بزرگرا یہ دنیا درخت کی طرح ہے
سخت گیر خوا مہاجر شاخ را
کچوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے
چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزراں
جب پک گیا اور روضوں کو چکانے والا شیریں بن گیا
چوں از اقبال شیریں شد دہاں
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے منہ میٹھا ہو جاتا ہے
سخت گیری و تعصب خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا سر پہن ہے
چیز دیگر ماند لما گفتش
دوسری چیز وہ گئی لیکن اس کا بتانا میرا کام نہیں ہے
نے تو گوئی ہم بگوشِ خویشتن
نہیں تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا
ہچواں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے

لیک رمزے بر تو بر خواہیم خواند
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں
گوش را بر بندو آنگہ گوشدار
کان کو بند کر لے پھر کان لگا
در بہاری و ندید سستی تموز
تو موسم بہار میں جاوے تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے
ماہر و چوں میو ہائے نیم خام
اور ہم اس پر آدھ کچے پھل کی طرح ہیں
زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں شاہی محل کے لائن نہیں ہوتا ہے
سست گیر و شاخہارا بعد از ازل
اس کے بعد شاخوں سے گرفت دھیلی کر لیتا ہے
سرد شد بر آدمی ملک جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہو جاتا ہے
تا حین کار خوں آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے تیرا کام خون پینا ہے
باتو روح القدس گوید نے منش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں
بے من و بے غیر میں اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہہ دے
توز پیش خود بہ پیش خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے



من و تو کا تیار ختم ہو گیا ہے۔ پھر یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر امر اور خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود
سننے والا..... بن جاتا ہے اس کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے
مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے
پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

۱۔ ہوش را بگذارد اگر تم اس آنے
کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو
جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر
کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان
جسمانی کانوں کو بند کر کے روح کے
کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آ
جائیں گے اور عہد الست کی آواز سن
لو گے گے جو ہم ہم میں نے نہیں سنا
دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا
کی بہار دیکھی ہے مجاہدات کی گری
نہیں سہی ہے۔

۲۔ ایں جہاں انسان اور دنیا کی
مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل
جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا
جوڑا منقطع ہے اور درخت ہوتا ہے
چوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا
تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے اسی طرح
خام انسان دنیا کو چھوڑتا ہے اس
میں چٹکی آ جاتی ہے تو دنیا سے تعلق
کمزور ہو جاتا ہے۔ تا حین۔ پیٹ کا
بچہ جب تک پیٹ سے چمکا ہوا ہے
اس کی غذا خون ہے جب وہ بڑا ہو جاتا
ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین
غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا
سے چمکا ہوا ہے اس کی غذا خون جیسی
نہیں چیز رہتی ہے۔

۳۔ چیز دیگر ماند لما گفتش
بتا دیے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں
نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح
القدس بتا دے گا۔ روح القدس سے مراد
یہاں جبریل نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا
اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص
ہے بلکہ حظیرۃ القدس کے دوسرے
ملائکہ مراد ہیں۔ نہ فرماتے ہیں کہ
وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ
بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہو گا کہ تو
خود اپنے آپ کو بتائے گا اے ہم تو
من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ

بشنوی! از خویش و پنداری فلاں

تو اپنی طرف سے متوجہ خیال کرتا ہے کہ فلاں نے

تو کیلئے تو نیستی اے خوش رفیق

اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

آں توئی زلفت کہ آں نہ صد تو ست

وہ تیری موتی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے

خود چہ جائے حد بیداری و خواب

بیداری اور نید کا خود کیا ٹھکانا ہے

دم مزن تابشنوی از دم زناں

دم نہ مارتا کہ تو دم مانے والوں سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان آفتاب

دم مت مارتا کہ تو اس آفتاب سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان مہ لقا

دم مت مارتا کہ تو سن لے اس مہ رخ سے

دم مزن تابشنوی اسرار حال

دم مت مارتا کہ تو حالت کے اسرار سن لے

دم مزن تادم زند بہر تو روح

دم نہ مارتا کہ تیرے لئے روح کہے

ہچو گفعال کاشنا می کرد او

کنعان کی طرح نہ بن کہ وہ تیرا تھا

دعوت کردن نوح علیہ اسلام پسر را و سر کشیدن او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلاتا اور اس کی سرکشی کرتا کہ میں

کہ بر سر کوہ روم و چارہ گنم و مبتت تو سناشم

پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور تدبیر کر لوں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیاد کشتی بلا نشیں

تاگردی غرق طوفاں اے مہمیں

خبردار! آ جا بادا کی کشتی میں بیٹھ جا اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

۱۔ بشنوی! انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دھرم اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دھرم نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود کہہ رہا ہے آں توئی نے جانے کے مختلف مقامات مخاطب اور مستحکم کا اختیار یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے انسان بظاہر عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالم کبیر ہے انسان کی شخصیت پینکھڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے

۲۔ خود انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لائحہ وجود شخصیت ہے دھرم سن ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرمادے۔ اچھے یہ اسرار تجزیہ و تقریر میں نہیں آسکتے۔ فہم تعالیٰ۔ کھڑا ہوا آ جا جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی مرشد

۳۔ آشنا بگذاڑ۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کا سہارا لے لے ہچو کنعان۔ حضرت نوح کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو چاہا ہوا بلبل۔ یعنی حضرت نوحؑ نہیں ذلیل

گفت نے من آشنا! امومت
اس نے کہا نہیں، میں نے تیرا کیا کیا ہے
ہیں ملکن کایں موج طوفان بلاست
خبردار! ایسا نہ کر، کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے
بلو قہرست و بلائے شمع کشش
یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے
گفت نے رتم برآں کوہ بلند
اس نے کہا نہیں اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
ہیں ملکن کہ کوہ کاہ ست ایں زمل
خبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ ٹکا ہے
گفت من کے چند تو بشنودہ ام
اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سنی ہے؟
خوش نیلہ گفت تو ہرگز مرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی
ہیں ملکن بلا کہ روز ناز نیست
خبردار! بلا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے
تاکوں کر دی وایں دم ناز کیست
تو نے اب تک ناز کیا اور یہ نازک وقت ہے
لَمْ یَلِدْ لَمْ یُولَدْ ست او از قدم
نہاں کے بیٹا پیدا ہوا نہ کسی سے پیدا ہواں وہ قول سے ہے
نازِ فرزندان س کجا خولہ کشید
وہ اولاد (سا) ناز کہیں برباشت کریگا؟
نیمتم مولود پیرا کم بنار
خدا فرما دیگا میں بیٹا نہیں ہوں اے بڑھے ناز نہ کر
نیمتم شوہر نیم من شہوتی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع فرو ختم
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے
دست و پا را آشنا امروز لاست
آج تیرے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں
جو کہ شمع حق نمی باید خمش
اللہ تعالیٰ کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہ بھڑھائی چپ ہو جا
عاصم ست آل کہ مرا از ہرگز نزد
وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے
جو حبیب خویش رندہ آماں
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پناہ نہ دیگا
کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں
من بری ام از تو در ہر دوسرا
میں تجھ سے دھوں جہاں میں بیزار ہوں
مرخدارا خویشی و انباز نیست
خدا کا کوئی سانجھی اور شریک نہیں ہے
اندیں درگاہ کسے راناز کیست
اس دریا میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟
نے پدر دارو نہ فرزند و نہ عم
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا
رازِ بابا یاں کجا خواہد شنید
باپوں کا راز کہیں سنے گا؟
نیمتم والد جوانا کم گراز
میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ
ناز را بگذار اینجا اے سستی
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

۱ آشنا شادی تیرا کی شمع یعنی
تدبیر شمع فرو ختم یعنی میں نے بچنے
کی تدبیر سوچی ہے کہ تیروں کا لا۔
معدوم شمع۔ چپ ہو جا۔
۲ کوہ بلند۔ قرآن پاک میں
کہاں کا مقلد مذکور ہے شاوی الہی
جبل یجسی من الماء میں پہاڑ
پر پناہ لڑیں ہو جاؤں گا وہ مجھے پانی
سے بچائے گا۔ نذر ہلاں۔ یعنی خدا
اس نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔
مرخدارا۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور
شرکت وغیرہ ہوتی ہے۔ ناز کیست
پہلے مصرع میں بمعنی ناز کی است
بے اور دوسرے مصرع میں بمعنی ناز کی
است ہے۔
۳ نازِ فرزندان۔ جبکہ لَمْ یَلِدْ
اور لَمْ یُولَدْ ہے تو اس کی جناب میں
نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ
باپوں کے ناز کی گنجائش ہے۔ پیرا
اے بڑھے۔ گراز۔ گراز پیلن۔ اکڑ
کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی
بنیاد پر مردانہ ناز برداری کرتا ہے
نئی صورت یہی۔

جُو اُخْصُوع و بندگی و اضطراب

سوائے عاجزی اور غلامی اور بچاگی کے

گفت بابا سالہا ایں گفتہ

اس نے کہا ' باتم نے یہ سالہا کہا ہے

چند ازینہا گفتہ باہر کسے

تم نے ہر شخص سے یہ باتیں کہی ہیں

ایں دم سُرِد تو در گوشم نرفت

تہدی یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی

گفت باباچہ زیاں دار و اگر

حضرت نوح نے فرمایا کیا حرج ہوگا اگر

بچنیں میداد او پند لطیف

وہ اسی طرح ہوشیاری نصیحت کرتے رہے

نے پند از صبح کنعال سیر شد

نہ تو باپ کا کنعال کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا

اندیس گفتن بُدند و موج تیز

وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے

نوحؑ گفت اے بادشاہ بُرد بار

نوح نے عرض کیا ' اے طیم بادشاہ!

وعدہ کر دی مر مرا تو بارہا

تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا

دل نہام بر اُمیدت من سلیمؑ

مجھ بھولے نے تیری امید پر بھروسہ کیا

گفت اواز اہل و خویشانت نبود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیرے اہل اور عزیزوں میں سے نہ تھا

چونکہ درندان تو کرم اوفتاد

جب تیرے دانت میں کیرا لگ گیا

جب تیرے دانت میں کیرا لگ گیا

اندیس حضرت ندا رد اعتبار

اس دبا میں کسی کا اعتبار نہیں ہے

باز میگویی بچیل آشفته

پھر کہتے ہو ' باطل سے بیک رہے ہو

تا جواب سُرِد بشنودی بے

حتیٰ کہ بہت سے بے مروتی کے جواب سنے ہیں

خلصہ اکنول کہ شُدم دانا و زفت

خصصا اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں

بشنوی یک بار تو پند پند

ایک بار تو باب کی نصیحت مان لے گا

بچنیاں می گفت اُو رِیح عَریف

وہ اسی طور پر بختی سے انکار کرتا رہا

نے دے در گوش آں ادبیر شد

نہ کوئی بات اس بد بخت کے کان میں پڑی

بر سر کنعال زد و شد ریز ریز

کنعال کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا

مر مرا خرمر دو سیلت بُرد بار

میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سلمان بہا لے گیا

کہ بیاید ہلت از طوفاں رہا

کہ تیرے اہل طوفاں سے نجات پائیں گے

پس چرا برود میل از من گلیم

پھر طوفاں میری کھلی کیوں بہا لے گیا؟

خودنیدی تو سفیدی از گبود

تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا

نیست دندان بر کنش اے اُستاد

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑے

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑے

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑے

۱۔ جز۔ اللہ کے دربار میں صرف عاجزی اور زاری کام دیتی ہے گفت بابا۔ یعنی کنعال نے حضرت نوح سے کہا جواب سُرِد یعنی سُرِد جواب۔ دم سُرِد بے اثر بات۔ دانا۔ یعنی جبکہ بچپن میں جو کہ کڑی اور نادانی کا وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب طاقت اور عقل کی وقت کیسے مان سکتا ہوں۔ نیاں نقصان۔

۲۔ ادبیر۔ بد بخت۔ موج تیز۔ قرآن پاک میں ہے وَحَالِیْہُمْ مِّنَ الْغُرُفِیْنَ اور حال ہو گئی ان دونوں کنعال اور حضرت نوح کے درمیان موج اور وہ دُوب گیا۔ خرمر۔ یہ بھارہ پوری تباہی اور بربادی کے وقت بولا جاتا ہے۔

۳۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ گلیم۔ کھلی۔ گلیم۔ بولن۔ لوٹ لینا۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک میں ہے یَسْفُوحُ فِیْہِ لَیْسَ مِنْ فَعْلِکَ فِیْہِ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ اے نوح وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو کار ہو جائے تو اس کو جدا کر دینا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات پڑتے ہیں۔

تاکہ باقی تن نگرود زار ازو
تاکہ باقی جسم اس سے کزہ نہ بنے
گفت! بیزارم زغیر ذات تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بزدل ہوں
تو ہمیدانی کہ چونم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے
زندہ از تو شاد از تو عالمے
میں تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہوں
مُتَصِل نے مُتَفَصِّل نے اے کمال
اے خداوند کمال وہ نہ جڑا ہوا ہے نہ جہا
ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم تھیل ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے
تو کجی ۲ در کنارِ فکر تے
تو عقل کے پہلو میں نہیں ملتا ہے
پیش ازیں طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے
باتومی گفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ ان سے
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟
روی ۳ در اطلال کردہ ظاہرا
ظاہر کھنڈوں کی طرف رخ کر کے
شکر طوفان را کنوں بگماشتی
شکر ہے اب تو نے طوفان مسلط کر دیا
زانکہ اطلال و لیم و بد بدند
کیونکہ وہ کھنڈ اور کینے اور بد تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہو جا
غیر نبود آنکہ باشدمات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا
پیست چندا نم کہ باباراں چمن
اس سے بیش گناہ ہے جو چمن کو بارش سے ہے
مُعْتَدی بے واسطہ بے حاکمے
غیر کی واسطہ اور بغیر حاکم کے تجھ سے صفی پائے ملا ہوں
بلکہ بیخون و چگونہ و احتیال
بلکہ اس کا مجھے تعلق ہے شکر ہے یکسر بے علت ہے
زندہ ایم از لطف اے نیکو صفات
اسے اچھے منتوں ملے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں
نے بمعلولی قرین چوں علتے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کی علت سے وابستہ ہے
تو مخاطب بودہ در ماجرا
ہر قصہ میں تو مخاطب ہے
اے سخن بخش نوو آن گہن
اسے نالہ و رزے ہوئے ذات میں بات کی ملاقات دکھانے والے
گاہ با اطلال و گاہے باد من
کبھی کھنڈوں اور کبھی کھڑی سے
او کرامی گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے اور کس کی تعریف کرتا ہے؟
واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈوں کا واسطہ اٹھا دیا
نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

۱۔ گفت بیزارم۔ حضرت نورؒ پر
حقیقت واضح ہوئی تو بے نیکی کی بربادی
کا شکوہ ختم ہو گیا اور انہوں نے
معذرت شروع کر دی۔ چمن۔ چمن
بارش کا محتاج ہے۔ عالم۔ عیالدار
مفلس۔ مُتَعَدی۔ غذا حاصل کرنے
والا۔ مُتَصِل نے۔ حضرت نورؒ چونکہ
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے تو ان کو
ذات باری سے متصل بھی نہیں کہا جا
سکتا ہے کیونکہ اتصال دہی کو چاہتا
ہے اور مُتَفَصِّل بھی نہیں کہا جا سکتا۔
بلکہ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابل
بیان ہے۔
۲۔ تو کجی۔ ذات باری فکر و خیال
سے بالاتر ہے۔ نہ بمعلولی ذات
باری کی علت کی معلول نہیں ہے۔
پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان
کے بعد۔ تو ہی میرا مخاطب ہے اور
تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق
عطا کرنے والا ہے۔ نیک عاشق۔
عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور
نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں
لیکن حاصل روئے سخن محبوب کی
طرف ہوتا ہے۔ اسی طرح دھروں
سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے
سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔
۳۔ روی۔ عاشق کا رخ گو مجوبہ
کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا
ہے لیکن مقصود مجوبہ کا ذکر ہوتا ہے۔
اطلال۔ طلل کی جمع ہے ٹیلہ، شکر تیرا
شکر ہے کہ اب تو نے ان اشخاص کو ہی
ختم کر دیا ہے جو باتیں کرنے میں
درمیانی واسطہ منزل ٹیلوں کے تھے نے
ٹیلے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خود
صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا
صحیح جواب دیتے تھے۔

۱۔ من چنان۔ مجھ ایسے غلطیوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تاشی۔ میں تیرا ذکر کر رہا ہوں بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکر سنوں گا۔

۲۔ مناخ۔ پڑاؤ۔ ٹھکانا۔ من گویم۔ دینا واروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخودہ جاتے ہیں ایسے لوگ صفا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں ایسے پست فطرت لوگوں کا زیر زمین ہو جانا بہتر ہے۔ حضرت نوح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کعبان کو ہی نہیں میں سب کو نفع دے دوں۔ ثری۔ مٹی۔

۳۔ بہر کعبانے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کعبان کے معاملے میں میں تیری دیکھنی نہیں کرتا چاہتا ہوں۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کعبان کی نجات کا غول نہیں ہوں تیری مرضی پر مرضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی عرق کر دے۔ علم۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیدا ہے۔ تنگرم۔ تیری ذات کے سایہ پر کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظر نظر ہے تو بھی تیرے لئے ہی ہے۔ عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں حقوق کا عاشق نہیں ہوں۔ گہر۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔

من اچنان اطلال خواہم در خطاب
میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈ چاہتا ہوں
تا مثنیٰ بشنوم من نام تو
تاکہ میں تیرا نام مکر سنوں
ہر نبی زان دوست وارد کوہ را
ہر نبی پہاڑ کو ہی لئے دوست رکھتا ہے
آں کہ پست مثال سنگلاخ
وہ پست پہاڑ جو پتھری زمین جیسا ہے
من گویم او نگرود دیار من
میں بولتا ہوں وہ میرا یار نہیں بننا ہے
باز میں آں بہ کہ ہموارش گنی
یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کر دے
گفت اے نوح اگر تو خواہی جملہ را
فرمایا ہے اے نوح! اگر تو چاہے تو سب کو
بہر کعبانے ۳ دل تو نشکنم
ایک کعبان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا
گفت نے نے را خیم کہ تو مرا
عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے
ہر زمانہم غرقہ می کن من خشم
تو مجھے ہر وقت ڈبٹا رہ میں خوش ہوں
تنگرم کس را و گر ہم بنگرم
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی
عاشق صنع تو ام در شکر و صبر
میں مبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

کز صدا چوں کوہ وا گوید جواب
جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں
عاشقم برنام جاں آرام تو
میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
تا مثنیٰ بشنود نام ترا
تاکہ تیرے نام کو مکر سنے
موش را شاید نہ مارا در مناخ ۲
پڑاؤ کے لئے چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے
بے صدا ماند دم گفتار من
میرے بولنے کے وقت بغیر صدائے بازگشت کہہ جاتا ہے
نیست ہمد با عدم یارش کنی
وہ ساتھی نہیں اس کو عدم کا یار بنا دے
حشر گردانم بر آرم از ثری
از سر نو زندہ کر دوں مٹی سے نکال لوں
لیکت از احوال آگاہ می کنم
لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں
ہم گنی غرقہ اگر باید ترا
بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو
حکم تو جان و ست چوں جاں می کشم
تیرا حکم جان بھلا میں جان کی طرح اس کو رواشت کرتا ہوں
او بہانہ باشد و تو منظرم
وہ بہانہ ہو گا اور تو میرے پیش نظر ہو گا
عاشق مصنوع کے باشم چو گہر
میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں



عاشق صنّع خدا بافر بُود عاشق مصنّوع او کافر بُود

اللہ کے فضل کا عاشق باعزت ہوتا ہے اس کی بنائی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

درمیانِ ایں دو فرقے بس خفیت خود شناسد آنکہ در رویت صفیت

ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے وہ پہچانتا ہے جو تازنے میں ممتاز ہے

توفیق میانِ ایں دو حدیث کہ الرضا بالكفر کفر و حدیث

ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری

دیگر کہ من لم یرض بقضائی ولم یضر علی بالائی

حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری طرف سے نازل شدہ بلا پر صبر نہ کرے

فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سَوَاءً

اس کو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کر لے

دی سوالے کرد سداں مر مرا زانکہ ۲ عاشق بُود او بر ماجرا

کل ایک سوال کرنے والے نے مجھ سے سوال کیا کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا

گفت نکتہ الرضا بالكفر کفر ایں پیہر گفت و گفت اوست مہر

اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے نکتہ ہے یہ پیہر نے فرمایا ہے اور ان کا فرمایا مہر ہے

باز فرمود او کہ اندر ہر قضا مر مسلمان را رضا باید رضا

پھر انہوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر مسلمان کو رضا ہونا چاہیے

نے قضائے حق بود کفر و نفاق گر بدیں راضی شوم گردد شقاق

کیا کفر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہیں ہے اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں گمراہی ہو گی

پس چه چارہ باشدم اندر میاں تو اس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟

ہست آثارِ قضا ایں کفر راست تا شکالت دفع گردد در زماں

تا شکالت دفع گردو در زماں تا کہ فوراً تیرا اشکال دفع ہو جائے

اے خولیا! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ

پس قضا را خولجہ از مقضی بدال میں نے اس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے

اے خولیا! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ



۱۔ درمیان۔ یعنی عاشق کو رب

بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔

صفحہ منتخب، ممتاز۔ توفیق۔ دونوں

حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک

میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے

دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا

پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور

ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس

اشکال کا جواب پہلے اشعار پر مبنی

ہے پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ

کے مخرج اور فعل کا عاشق مومن ہے اور

مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے

اب سمجھنا چاہیے کہ قضاء کفر جو اللہ

تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری

ہے اور یہ عین ایمان ہے اور کفر مقضی

اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر

ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی

تعارض نہیں ہے

۲۔ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا

بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی

قول رسول حجت اور دلیل ہے

نے۔ قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق

بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر

راضی ہو جاؤ تو گمراہی ہے۔ و نہ۔

یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو

دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔

۳۔ مقضی نے قضا اور مخلوق اور

قضائے خداوندی سے پیدا شدہ چیز

ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے۔ کفر۔

قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے

کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا

ہے

۱۔ رانیم۔ بحیثیت فعل خداوندی کے کفر پر مبنی ہوتا ہے ایمان سے اور اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کسب سے قورع میں آتا ہے اس پر رضا کفر ہے کفر۔ یہاں سے مولانا نے اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاء کفر کفر نہیں ہے لہذا قضاء کفر پر رضا نہیں ہے قضائی کفر کو اگر کفر قرار دیا جائے گا تو لغو ہے اللہ خدا کا کفر کا اطلاق مانتا ہو گا اس لئے کہ قضا فعل خداوندی ہے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل قائم ہوتا ہے اس پر قائل کا اطلاق ہوتا ہے کفر جہل سے۔ یہ اشکال کا تیسرا جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاء کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ قضاء کفر ازل علم سے اور کفر اولیٰ جہل سے لہذا دونوں حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں ہے قاضی کفر کا علم ہوتا یا تو اس طور پر ہے کہ قضاء خداوندی علم خداوندی پر مبنی ہے یا اس اعتبار سے کہ بندہ کے علم پر یہ بات مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالق کفر مانتا ہے اور کفر لاجلہ صفات خداوندی سے جہل پر مبنی ہے۔

۲۔ زشتی خط۔ یا اشکال کا چوتھا قضا سے کفر بری چیز ہے اس پر رضا مندی کفر ہے لیکن قضاء کفر اور خلق کفر اللہ کے اعتبار سے صفت کمال ہے اس پر راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ میں ایمان ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک بھدی تحریر پر بھی قائل ہو یا ایک مصور بھیا تک تصویر کے بنانے پر بھی قائل ہو تو وہ بھدی تحریر اور بھیا تک تصویر بری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا خوشنویس اور مصور کا کمال ہے اگر کشایم علم کلام کی بحیثیت ذوق عشق

نے ازالہ کر دیا کہ زنا و زنجیر ماست نہ اس اعتبار سے کہ خدا کے عطا کردہ ہدیہ نبوت ہے حق را کافر محواں اینجا مایست اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ظہر ہر دو یک کے باشد آخر خلم و حلم آخر برداری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں بلکہ ازوے زشت رانمو و نیست بلکہ اس کی جانب سے بھدے بن کی نمائش ہے ہم تو اندزشت کردن ہم نگو وہ بھیا تک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی تا سوال و تا جواب آید دراز تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے نقش خدمت نقش دیگری شود اور خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

راضیم! بر کفر زناں رو کہ قضاست میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے کفر از روئے قضا خود کفر نیست قضا کے اعتبار سے کفر، کفر نہیں ہے کفر جہل سے قضا علم کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے زشتی ۲ خط زشتی نقاش نیست خط کا بھدا بن نقاش کی برائی نہیں ہے قوت نقاش باشد آنکہ او یہ تو نقاش کی مہمت ہو گی کہ وہ گر کشایم بحث اس را من بساز اگر میں ساز دستان کے ساتھ اس بحث کو کھلوں ذوق نکتہ عشق از من میرود عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ سے جاتا رہے گا

مثال ۳ در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است ان بایان میں ایک مثال کہ حیرت بحث اور فکر سے مانع ہے

پیش یک آئینہ دار مستطاب ایک بھلے آئینہ والے نائی کے پاس کہ عروں نو گزیدم اے فقی کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے گفت تو بگوئیں مرا کارے فتاد کہا تو چن لے مجھے ایک کام نکل آیا

آں یکے مرد دو مو آمد شتاب ایک کچھڑی بالوں والا شخص تیزی سے آیا گفت از ریشم سفیدی گن جدا کہا میری داڑھی ہے سفیدی کو بنا دے ریش او برید و گل پیشش نہاد اس نے اس کی داڑھی کاٹی دی اور اس کے سامنے رکھی



کے سنائی ہیں۔ نقش دیگر علم کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء و عوام کے علمی کمال کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ مع شغل ہل حال اور اہل قائل میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح حجاب فضول فرہاش میں زندگانی اس طرح نال حال بخت و مبادشت میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مثنوی غرض جس کے بال بھڑکی تھے مستطاب بزرگ پاکیزہ عروں و بدن۔ دولہا

ایں سوال وایں جواب ست لے گزین
اے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
آں یکے زد سیلے مر زید را
ایک شخص نے زید کے طمانچہ مارا
گفت سیلی زن سوالت می کنم
طمانچہ مارنے والے نے کہا میں تجھے سبک سول کرتا ہوں
برقنائے ۲ تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدی پر مارا تو ترن کی آواز آئی
ایں طراق از دست من بودست یا
یہ ترن کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا
گفت از درد آں فراغت میستم
اس نے کہا مجھے اس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے
تو کہ بیدردی ہی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے یہ سوچ
درد منداں را بنا شد فکر غیر
درد مندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
غفلت ۳ و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
جو غم دیں نیست صاحب درد را
درد مند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
حکم حق را بر سر و روی نہد
اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

کہ سر لہجہا ندارد مرد دیں
کیونکہ بندگانِ حق میں سر کی باتوں کو حیدر میں نہیں لاتا ہے
حملہ کرد او ہم برائے کید را
اس نے بھی اس پر اقام میں حملہ کر دیا
پس جوابم گوی وانگہ میزنم
اس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا
یک سولے دارم اینجا در وفات
اس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے
از قفا گاہ تو اے فخر کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدی کی تھی
کاندریں فکر و تفکر پیستم
کہ میں اس غور و فکر میں لگوں
نیست صاحب درد را این فکر ہیں
خبردار! درد مند کے لئے اس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے
خواہ در مسجد برو خوانی بدیر
خوہ تو مسجد میں جائے بابت خانے میں
در خیالت نلتہ پکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے کتے پیدا کرتی ہے
می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے
حفظ و فکر خویش یکسو می نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو ایک طرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بدے حافظ کے
صحابہ میں کوئی حافظ کم ہوتا ہے
گر چہ شوقے بود جان شال را بے
اگرچہ ان کی جان کو بہت شوق تھا

۱۔ ایں سوال۔ یعنی لکھی فضول
فرہاش کا یہی جواب مناسب تھا۔
آں یکے اس قصہ سے بھی یہ ظاہر
کرتا ہے کہ صاحبِ عشق تو اپنی گن
میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اس
کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے
طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اس کو
طمانچہ مارنے والے کی لغو بحث کی
فرمت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ
مارنے والا۔

۲۔ برقنائے گدی پر۔ طراق۔ طمانچہ
کی آواز۔ وفات۔ مناسب اتفاق
گفت جس کے طمانچہ لگا تھا اس نے
کہا پیستم۔ باہتم تو کہ تو چونکہ
درد سے خالی ہے اس لئے اس طرح
کی بحثیں تیرے دماغ میں آ رہی
ہیں۔ خواہ۔ خوہ تو مسجد حق پرست ہوا
باہل پرست وہ اپنی دکان میں لگا رہتا
ہے۔ وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا
ہے۔

۳۔ غفلت۔ جو دین سے غافل
اور مردِ عشق سے خالی ہے وہ لاشعری
منطقی بحثیں کرتا ہے۔ حکم حق۔
درد مند تو اللہ کے احکام سے جالانے میں
منہمک رہتا ہے۔ حکایت۔ صحابہ
کرام چونکہ درد حق میں مبتلا رہتے تھے
اسی لئے ان کو قرآن کے حفظ کا وقت
نہ ملتا تھا۔ در صحابہ صحابہ میں حافظ
قرآن کم تھے ایک ایک سورت کے
معانی میں فکر کے انداز کا سب
وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف
چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن
جبل۔ زید بن ثابت۔ ابو زید۔

۱۔ زانکہ صحابہ کرام مغز اور معنی قرآن سے نہ بچے ان کے لئے الفاظ کی زیادہ اہمیت نہ تھی۔ مغز علم قاعدہ ہے جب کچھ بولنے پر آتا ہے اس میں مغز بھر جاتا ہے چو چمکا گھٹ جاتا ہے اور حق ہو کر منتھلکا ہے۔

۲۔ وصف مطلوبی محبوبہ رحمت عاشق و معشوق دو جدا گانہ چیزیں ہیں جب تک یہ دونی سے وصل حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ وحی آنحضرت پر وحی نازل ہوئی تو نہایت کاہجہ حاصل ہو اور وحی ختم ہوئی۔ چوں تجلی ذلت باری کی تجلی اور صاف شریعت کو فہم کر دیتی ہے۔ دین قرآن صحابہ کرام میں وحی الہی نے نہایت کی صفت پیدا کر دی تھی لہذا مشاہدہ حق اور امتثال اصل حفظ قرآن کا موقع نہ دیتا تھا چوتھائی قرآن بھی حفظ کر لیتا ان کے لئے بڑی بات تھی۔ جمع صورت قرآن کے سر اور گہرے معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ کو یاد کر لیتا بڑے ہی انسان کا کام ہے۔

۳۔ در جنیں مستی صحابہ کرام کو مشاہدہ حق سے جو مستی حاصل تھی اس کے ہوتے ہوئے حفظ قرآن کے آداب کا پابند ہو جاتا ہر انسان سے ممکن نہیں ہے۔ اندر استغناء مشاہدہ حق کی مستی استغناء پیدا کر دیتی ہے اس کے ہوتے ہوئے نیاز مندی کی گہمداشت و متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور دروازہ چیز کو جمع کر لے۔ جمع ضدین۔ نیاز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا اور

زانکہ اچوں مغزش در آگند و رسید

کیونکہ جب اس کا گویا بھر گیا ہر پک کا

تشر جز و فسق و بادام ہم

خروٹ اور پستہ اور بادام کا چمکا بھی

مغز علم افزود کم شد پوستش

علم کا گویا بڑھا تو اس کا چمکا گھٹا

وصف مطلوبی پوجندہ طالبی ست

محبوبیت کی صفت، محبت کی ضد ہے

چوں تجلی کرد او صاف قدیم

جب قدیم اوصاف کی تجلی پڑی

ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود

جس کو چوتھائی قرآن حفظ تھا

جمع صورت باچیں معنی ژرف

ایسے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جاتا

در مستی مستی مراعات ادب

ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت

اندر استغناء مراعات نیاز

بے نیازی میں نیاز مندی کی نگہداشت

جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز

نیاز اور ناز کو جمع کرنا و متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے

چوں عصا معشوق عمیاں میشود

جیسا کہ لاشی انھوں کی محبوب ہے

قشر باشد بش رقیق و وا کفید

چمکے بہت تپتے ہو گئے اور پھٹ گئے

مغز چوں آگند شاں شد پوست کم

جب ان میں گویا بھرا، چمکا گھٹا

زانکہ عاشق را بسوز دو و سستش

کیونکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے

وحی و برق نور سوندہ نبی ست

وحی اور نور کی تجلی نبی کو جلا دینے والی نبی

پس بسوزد وصف حادث را کلیم

تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا

جل فینا از صحابہ می شنود

تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا

نیست ممکن جزو سلطانے شگرف

بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کے لئے ممکن نہیں ہے

خود نباشد و ر بود باشد عجب

نہیں ہو سکتی، اگر ہو تو تعجب ہے

جمع ضدین ست چوں گرد و دراز

گول اور لمبے جیسے ضدین کو جمع کرنا ہے

باز در وقت تحیر امتیاز

پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا ضدین کو جمع کرنا ہے

کور خود صدوق قرآن می شود

کہ باطن قرآن کا صدوق بن جاتا ہے



کے مقام پر بھی۔ عہد معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار حکم کو جاننے بغیر الفاظ کو رٹ لیتا اور ان سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاشی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صدوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا۔ جائے تو نہ صدوق کو اس کے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اس شخص کو

گفت اکوہاں خود صنادیق اندر
کسی نے کہا جانے خود میرے ہوتے صندوق ہیں
باز صندوق تے پر از قرآن بہ است
پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے
باز صندوق تے کہ خالی شذر بار
پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے
حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے
چوں بمطلوبت رسیدی اے ملیح
اے خواہش! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا
چوں شدی بر بامہائے آسمان
جب تو آسمان کے بالاخانوں پر پہنچ گیا
جو برائے یاری و تعلیم غیر
سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا
پیش سلطان خوش نشہ در قبول
بادشاہ کے سامنے خوش اور عزت کے ساتھ بیٹھ کر

از حروف مصحف و ذکر و نذر
قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے
زانکہ صندوق تے بود خالی بدست
اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو
باز صندوق تے کہ پر مشوست و بار
اس صندوق سے بہتر ہے جو چھل اور سچوں سے بھر دہو
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
تو اس انسان کے لئے نہ ملانی کرنے والا ہے حقیقت ہے
شد طلبگاری علم اکنوں قبیح
تو اب راستہ کی جانکاری کی طلب بری ہے
سرد باشد جستجوئے فرد باں
تو سیرجی کی جستجو بے وقعت ہو گئی
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
بھلائی حاصل ہونے کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے
جہل باشد بر نہادوں صیقلی
اس کو صیقل پرک رکھنا نااہلی ہو گی
زشت باشد جستن نامہ و رسول
خط اور قاصد کو تلاش کرنا برا ہو گا

۱۔ گفت۔ کہنے والے نے کہا جو
لوگ قرآن کے اسرار اور معانی سے
بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رشتے
ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی
آیتوں کے پرشہ صندوق ہیں۔
باز۔ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے
حافظ ہیں وہ بھی ان سے بہتر ہیں جو
الفاظ سے بھی محروم ہیں۔
۲۔ کہے۔ وہ لوگ جن کے
سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی
ہیں ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے
سینے خیالات فاسدہ اور باطل عقائد
سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔
غرضیکہ جو لوگ واصل بحق ہیں ان کو
کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔
چوں۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو
اس کا نام یہ معلوم کرنا انویات ہے۔
۳۔ چوں شدی۔ جو شخص بالآخر
پہنچ گیا اس کے لئے سیرجی کو تلاش
کرنا بیکار ہے۔ جز۔ واصل بحق اگر
اللہ سے قرب کے سبب اور ذراغ کا
ذکر۔ تو دوسروں کی تعلیم کے لئے
کرے۔ آئینہ۔ جب آئینہ خوب صاف
تو اس کو صیقل کرنا لغو کام ہے۔ پیش
سلطان۔ جب محبوب تک رسائی ہو
جائے تو پھر قاصد اور نامہ و پیام کی جستجو
بیکار بات ہے۔

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ و خواندوں و
ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے
مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق خویش و معشوق آترا
سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اس کو ناپسند کرنا کیونکہ دلائل
ناپسند داشتن کہ طلب الدلیل عند حضور المملول قبیح
کی موجودگی میں راہنما کی طلب بری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے
و لا اشتغال بالعلم بعد الوصول الی العلوم مذموم
بعد علم میں مشغول ہونا برا ہے

آں کیے را یار پیش خود نشاندا

ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھالیا

بیٹھا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے اور تعریف و توصیف تھی

گریہ و افغان و حُزن و درد و خویش

دُعا اور فریاد اور غم اور اپنا درد

دُوری و رنجوری از ہجران دوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری

بچنیں می خواند با معشوق خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا

گفت معشوق ایں اگر بہر من ست

معشوق نے کہا اگر یہ (دونا دونا) میری وجہ سے ہے

من بہ پشت حاضر و قاصد خواں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قصے پڑھتا ہے

گفت اینجا حاضری تما ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن

انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے

چشمہ می بینم ولیکن آب س نے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے

گفت پس من بیستم معشوق تو

اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں

عاشقی تو بر من و بر حالتے

تو مجھ پر اور میری ایک حالت پر عاشق ہے

نلمہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اس نے خط اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

زاری و مسکینی و بس لایہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشدیں تھیں

خواری و بیزاری باہل و خویش

ذل اور اہل اور لہنوں سے بیزاری تھی

ذکر پیغام و رسول از مغزو پوست

پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ

تا کہ بیروں شد زہر وحد و وعد

حتی کہ احاطہ اور حد اور شد سے تجاوز کر گیا

گاہ وصل ایں عمر ضائع کردن ست

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

نیست ایں بارے نشان عاشقان

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

من کی یایم نصیب خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

نیست ایں دم گرچہ می بینم وصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

راہ آہم را مگرز و رہرنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہے

من بہ بلخار و مرادت در قوتو

میں بلخار میں ہوں اور تیرا مقصود تو میں ہے

حالت اندر دست نبودانے فتنے

اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

۱۔ آں کیے معشوق کے پاس

بیٹھ کر اس کے لئے لکھے ہوئے خطوط

پڑھتا معشوق کی ناگہاری کا سبب ہوتا

ہے بیچہ۔ معشوق کو جو اس نے خط

میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس

نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے

شروع کر دیئے تھے۔ معشوق۔

معشوق نے سارا مضمون سن کر کہا اگر

یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت

میں اس کا پڑھنا عمر ضائع کرنا ہے۔

ع من بہ پشت۔ معشوق کی

حضور کی میں خط پڑھنے کی مصروفیت

اور شکوے شکایت عشق سے خالی

ہونے کی علامت ہونے کی۔ میں تو

خود پیار ہو کر سب کچھ بھول جاتا

ہے۔ گفت۔ عاشق نے معشوق سے

کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شباب چل

گیا ہے۔ بلکہ لطف محبت تعاقب وہ

مجھے حاصل نہیں ہے۔ زلال۔ صاف

پانی۔

تو حال دل پر ہی فن از درجہ تو حیران

خادم کہ حق گویم آواز بدوں تازہ

سج آب نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا

رنگ روپ نہیں ہے۔ بلخار اس شہر

اور قوشہ میں بہت فاصلہ

ہے۔ عاشقی تو میری ذات اور اس کی

ایک حالت پر عاشق ہے۔ احوال میں

تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

۱۔ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پاسکے اور اس سے خرقہ اور کمرلت کا خطرہ را ظہور ہونے لگے صافی۔ اس سے مراد ابلا وقت اور صاحب مقام ہے۔ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اس کو دیر و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے کمرلت کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا ہے ابلا وقت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے عاشق حالی اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔
۲۔ آنکہ گ۔ جو کچھ ہو جانے والی چیز جود معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لاجب الافلیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ لود۔ جن چیزوں کا حسن اور کمال زوال پذیر ہے ان کو صفات باری کا صرف مظہر محقق محبوب نہ بناؤ۔ صوفی صافی۔ یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی۔ یعنی ابلا وقت صاحب مقام سالک۔
۳۔ غرق نور۔ ابلا وقت تجلیات رب میں غرق رہتا ہے جو لہری اور دانگی ہیں۔ وہ جنیں عشقے۔ لم یزل اور لاجزال سے عشق کر وقت مختلف۔ یعنی قابل تغیر مظاہر۔ مگر انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آتی چاہے اس کو ہر وقت عشق اور معشوق میں کویش نظر رکھ کر چود چہجد جلدی رخصی چاہے۔ (شعر) تو مگر ماہ ابدیں شہ باہر نیست بر کر میاں کا دبا دشوار نیست

صوفی ابن الوقت باشد در مثال صوفی مثلاً ابن الوقت ہوتا ہے حالہا مقوف عزم و رائے او احوال اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں عاشق حالی نہ عاشق برمنی تو میرے حال کا عاشق ہے نہ کہ مجھ پر آنکہ گ۔ ناقص گے کامل بود جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وانکہ آفل باشد وگہ آن وایں وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی دیا آنکہ اوگا ہے خوش وگہ ناخوش ست وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے برزج مہ باشد و لیکن ماہ نے وہ چاند کا برج ہو گا لیکن چاند نہیں ہے ہست صوفی صفا چوں ابن وقت ہا صفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے ہست صافی غرق عشق ذوالجلال صوفی صافی اللہ ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے غرقہ نورے کہ او لم یؤلد ست وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے رو چنین عشقے بنجو گر زندہ اگر تو زندہ ہے جا ایسا عشق تاش کر مگر اندر نقش خوب و زشت خویش اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھ

لیک صافی فارغست از وقت و حال لیکن اہل صفاقت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے زندہ از سج مسج آسائے او اس کی سج جیسی چھوٹک سے زندہ ہیں بر امید حال برمن می تنی تو حال کی امید پر مجھ پر جھکا ہے نیست معبود خلیل آفل بود وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں ہے غروب ہو جانے والا ہے نیست دلبر لا احب الا فلیس وہ معشوق نہیں ہے عشق غروب کر جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہیں یکذمانے آب و یکدم آتش ست ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے نقش بت باشد ولے آگاہ نے وہ بت کا نقش ہے لیکن ہاشور نہیں ہے وقت را ہنجوں پدر بگرفتہ سخت وہ مضطرب سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے ابن کس نے فارغ از اوقات و حال وہ کسی کا ابن نہیں ہے وہ اوقات اور حال سے بے نیاز ہے لم یلد لم یؤلد آن ایز دست نہ اس نے جنا نہ وہ دنیا گیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے ورنہ وقت مختلف را بندہ ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے مگر اندر عشق و بر مطلوب خویش عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ



منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
 یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
 تو بہر حالے کہ باشی می طلب
 تو جس حالت میں ہو طلب جلدی رکھ
 کال لب خشکت گواہی می دہد
 کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں
 خشکی لب ہست پیغامے ز آب
 ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیغام ہے
 کاس طلبگاری مبارک جنبشے ست
 کہ یہ طلب بابرکت حرکت ہے
 اس طلب مفتاح مطلوبات تست
 یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
 اس طلب پھول خرو سے در صیاح
 یہ طلب مرغ کی طرح چننے میں ہے
 گرچہ آلت نیست تو می طلب
 خواہ و سائل نہ ہوں ، تو طلب کر
 ہر کر اپنی طلبگار اے پسر
 اے بیٹا! تو جس کو طلب مگر دیکھے
 کز سہ جوار طالبان طالب شوی
 طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائے گا
 گر یکے مورے سلیمانے بخت
 اگر ایک چوٹی سلیمان ک جستجو کرے
 ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
 جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے
 گر یکے گنجے بیاید ناوِ رست
 اگر کوئی خزانہ اچانک پالے تو یہ ناہ ہے

بنگر اندر ہمت خود اے شریف
 اے بھلا اپنی ہمت کو دیکھ
 آب می جود اہما اے خشک لب
 اے خشک ہونٹوں والے ہمیشہ پانی تلاش کر
 کو باختر بر سر منبع رسد
 کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے
 کہ بمات آرد لقیں اس اضطراب
 کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا
 اس طلب در راہ حق مانع گشتے ست
 حق کے راستے میں یہ طلب موانع کو ختم کر دینے والی ہے
 اس سپاہ نصرت و رولات تست
 یہ طلب تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں
 میزند نعرہ کہ می آید صباح
 اور نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے
 نیست آلت حاجت اندر راہ رب
 اللہ کے راستے میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے
 یار او شو پیش او انداز سر
 اس کا دوست بن جا اور اس کے سامنے سر رکھ دے
 وز ظلال غالبان غالب شوی
 اور افس پر غالب لوگوں کے سایہ سے تو غالب بن جائے گا
 منگر اندر جستجو اوست سست
 تو اس کی جستجو کو حد تک سے نہ دیکھ
 نے طلب بود اول و اندیشہ
 کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا
 ور باسند از طلب ہم قاصر ست
 اگر وہ طلب سے رک جائے تو کوتاہی کرنے والا ہے

۱۔ تو بہر حالے خواہ طالب تکمیل
 کمزور ہو وہ طلب پیدا کر لے
 کال۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب
 تکدہ نمایان جائے گی۔ خشکی لب۔
 طلب کا اضطراب اور بے قراری
 لاجلہ مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اس
 طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی
 ضامن ہے۔ اس طلب جس طرح
 مغرب کی اذان صبح کی آمد کی علامت
 ہے اسی طرح جستجو مقصود تک پہنچنے کی
 علامت ہے
 ۲۔ گرچہ (شعر)
 راہ حق را قابلیت شرط نیست
 بلکہ شرط قابلیت راہ است
 ہر کر اپنی۔ اگر طالب نہیں ہے تو
 طلب گاروں کے ساتھ لگ جانا
 چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔
 ۳۔ کز جوار۔ نیکیوں کی صحبت
 تاثیر سے خالی نہیں رہتی ہے
 گر یکے اگر کوئی ضعیف اور کمزور
 طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر
 چہ داری۔ دنیاوی دولت بھی طلب اور
 فکر و تدبیر سے ہی حاصل ہوتی ہے
 گر یکے گنجے اگر کسی بزرگ کی
 صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو
 وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور
 جستجو ختم کر دی تو وہ بھی ضائع ہو
 جائے گی۔

ہر کہ چیز کے اُخت بیشک یافت او
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے
چوں نہادی در طلب پا اے پسر
اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں قدم رکھا
ہیں مباحش اے خلیجہ یکدم بے طلب
اے خوب! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ
عاقبت جو یندہ یا بندہ یود
جستجو کرنے والا بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے
در طلب چالاک شوز ایں فتح باب
طلب میں تیز رو بن، اس سے فتح باب

۱۔ ہر کہ چیز سے عربی کا مشہور
مقولہ من جلتو جلد جس نے کوشش
کی اس نے ملایا ہیں۔ مباحش انسان
کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت
اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔
عاقبت۔ جو شخص محبوب کی طلب میں
دور تا ہے وہ لاحالہ مطلوب کو پا لیتا
ہے فتح باب یعنی قرب حق کے
دور سے کی کشادگی۔

۲۔ حکایت اس حکایت کا
خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی
تمنائیں پوری کرنے کی دھن میں لگا
تھا لاحالہ اس کا مقصد پورا ہوا۔ بار۔
بزرگ معظم آں یکے یہ شخص جبکہ
جبکہ یہی دعا کرتا پھر تھا کس کو بغیر
محنت و استل جائے۔ دائم۔ ہمیشہ۔
ثروت۔ مالدار۔

۳۔ چوں مرا۔ یعنی میں جس
البتہ کا ہوں مجھ سے وہی کام لے
مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ
ڈال۔ رزم خواہ۔ نپے والا۔ سست
جب، کمر بپاہو ولا مبل۔ نا کارہ۔
نئی نئی۔ مالدار۔ سلیہ جسم۔ سلیہ میں
سونا راحت طلبی کی علامت ہے
درد۔ یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

حکایت ۲ آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دُعا و تضرع
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دعا اور عاجزی
می کرد کہ بارِ خدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب
کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کئی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں یکے در عہد داؤد نبی
ایک شخص داؤد نبی کے زمانہ میں
ایں دعا می کرد دائم کاے خدا
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا
چوں مرا تو آفریدی کاہلے
جبکہ تو نے مجھے کمال پیدا فرمایا ہے
بر خراں پشت ریش نا مراد
ناراد، زنی کر، گدھوں پر
کاہلم چوں آفریدی اے ملی
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کمال پیدا فرمایا ہے
کاہلم من سایہ خشم در وجود
میں کمال زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں
چوں سجدہ اندر طلب بشکافت او
جبکہ محنت سے وہ طلب میں دورا ہے
یافتی و عہد میتر بے خطر
تو نے مطلوب پا لیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا
تا بیابی ہر چہ خواہی بے تعب
اس خیال سے کہ جو چاہے گا بغیر مشقت کے پا لے گا
چونکہ در خدمت شتا بندہ یود
چونکہ طلب کی خدمت میں پہنچنے کے لئے وہ شتا بندہ ہے
می طلبو اللہ اعلم بالصواب
طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

نزد ہر دانا و پیش ہر غمی
ہر عقید کے پاس اور ہر غمی کے سامنے
ثروت بے رنج روزی گن مرا
بغیر محنت کے مجھے مالدار عطا فرما دے
رزم خوارے سست چنبے منبلے
اور مار کھانے والا کمرہ پہلو والا نا کارہ
بار اسپاں و اشترائ نتوال نہاد
گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لانا جا سکتا
روزیم وہ ہم ز راہ کاہلی
مجھے روزی بھی کمالی کے راستہ سے عطا فرما
ختم اندر سایہ افضال وجود
مہربانوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

روزی بنوشته نوے ۱ دگر

تو نے دہری ہی طرح کے روزی مقدمہ کی ہے

ہر کرا پانیست گن لہوئیے

جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر دم فرما

ابر رومی کش بسوئے ہر زمیں

ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا

ابر را راند بسوئے او دوق

ابر کو تہ بہ تہ اس کی طرف لے جاتی ہے

آید در یزد وظیفہ بر سرش

آتی ہے اور غداہ اس کے سر پر بہاتی ہے

کہ ندام من ز کوشش جو طلب

اس لئے کہ سوائے طلب کے میرے پاس کوئی کوشش نہیں ہے

روز تاشب شب ہمہ شب تا صبحی

دن رات تک تمام رات بلکہ چاشت کے وقت تک

بر طمع خامے و بر پیکار او

اس کے بیکار لالچ اور اس کی دہشت پر

یا کے داوست بنگ بیہوشیش

کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بھگ پلائی ہے

ہرگز اس ۲ ناہر نشد و رشد عجب

یہ اونگھی بات بھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے

از رہ کسب و تعب بارنج و تب

کمانی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستہ سے

واذخلو الاوطان من ابوابها

وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو

ہست داود نعی ذو فتون

صاحب ہنر داؤد نبی ہیں

کاہلان و سایہ تحیاں را مگر

کاہلان اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید

ہر کرا پانیست جوید روزیے

جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے

رزق را میراں بسوئے آں خوین

اس غمگین کی طرف روزی بھیج

چوں زمیں رایا نباشد، جود تو

چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری رحمت

طفل ۲ راچوں پاناشد مادرش

بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے اس لئے اس کی ماں

روزی خواہم بنا گہ بے تعب

بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں

مدتے بسیار می کرد ایں دعا

بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا

خلق می خندید بر گفتار او

اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے

کہ چنی گوید عجب ایں سست ریش

کہ تعجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے

راہ روزی کسب و رنج سست و تعب

روزی کا راستہ کتنا تکلیف برداشت کرتا اور تھکتا ہے

ہر کسے را پیشہ داد و طلب

اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے

اطلبو الارزاق من اسبابها

رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو

شاہ و سلطان و رسول حق گنوں

شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

۱۔ نوے دگر یعنی کابھوں کی روزی
بغیر کلمائے مقدمہ ہے ہر کرا یعنی
جس میں کمانے کی طاقت ہے۔

پانیست یعنی جو کمال ہے اور اس
کمانے کی صلاحیت نہیں ہے اور
یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں
ہیں اور تو اس کی غذا اور کھجور پہنچاتا
جیسا طرح میرا رزق بغیر محنت کے
میرے پاس پہنچا دے۔

۲۔ طفل را یعنی بچہ میں چلنے کی
طاقت نہیں ہوتی تو اس کی ماں کے
ذریعہ اس کی غذا اس کے پاس پہنچاتا
ہے کہ غلام۔ مجھ میں محض طلب
ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی
طاقت نہیں ہے سست ریش۔
بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

۳۔ اس ناہ۔ یعنی بغیر کلمائے
روزی حاصل ہوا۔ شاہ یعنی حضرت
داؤد کو اس قدر فضائل کے باوجود زور
دینے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا تب روزی
ملتی تھی۔

در ہمہ روئے زمیں اُوراست سیر
تمام روئے زمین پر ان کا وہ ہے
کہ گزید ستش عند تہائے دوست
کہ ان کو دوست خدا کی عنایتوں نے منتخب کر لیا ہے
موج بخششیش مدد اندر مدد
ان پر بخشش کی موجیں پے ہ پے ہیں
کے بدست آواز ہچول اُرغول
آواز رغنوں باجا کی طرح کب ہوئی ہے
آدمی را صوتِ خویش کرد نیست
انسان کو ان کی حسین آواز فنا کر دیتی
سُوئے تذکیرش مُغفل ایں ازاں
ان کے غفل میں لہو یہ اس سے غافل
ہر دو اندر وقتِ دعوتِ حُرش
دونوں دعوت دینے کے وقت ان کے ہرگز تھے
نورِ رویش بے جہات و در جہات
ان کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا
کردہ باشند بستہ اندر جستجو
جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی
می نیاید باہمہ فیروزیش
ہر دو تمام نیک بختیوں کے حامل نہیں ہوتی تھی
خانہ گندہ دول و گردوں زندہ
خانہ ویران، کینہ اور آسمان کا پھٹکا ہوا
گنج یابد تارود پایش فرد
خزانہ پالے یہاں تک کہ اس میں اس کا پاؤں دھنے
بے تجارت پُر گند دامن ز سود
اور بغیر کا دہا کیے نفع سے ہاں بھر لے

ہست در فرمان اُوز وحش و طیر
وحشی جانور اور پرندے ان کے حکم میں ہیں
باچناں عزے و نازے کا دروست
اس عزت اور ناز کے باوجود جو ان میں ہے
معجز آتش بے شمار و بے عدد
ان کے معجزے بے شمار اور ان گنت
ہچکس را خود ز آدم تا کنوں
کسی شخص کی آدم سے اب تک
کہ بہر وعظے بمیر اندر ویست
کہ ہر وعظہ میں وہ دو سو کو مار ڈالتے
شیر و آہو جمع گرد و اں زماں
اس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے
کوہ و صحرا ہم رسائل بادِ مش
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے
این و صد چنداں مر اُورا معجزات
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے
باہمہ تمکیم خدا روزی اُو
تمام عزتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی
بے زہ ۳ بانی ورنجے روزیش
زہ نہانے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر ان کی روزی
آچنیں مخدول و واپس ماندہ
ایسا ذلیل اور پچھڑا ہوا
آچنیں مدبر ہی خواہد کہ اُو
ایسا بدبخت یہی چاہتا ہے کہ وہ
زاجقی خواہد کہ بہ رنجش زود
محنت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے فوراً

۱۔ ہست حضرت داؤد کے نفع
۲۔ چند پرند جمع ہو جاتے
۳۔ ہچکس چکن، چکن اور نوکا بجز صرف
حضرت داؤد کو ملا تھا۔ رغنوں۔ مشہور
باجا ہے کہ بہر وعظے۔ حضرت داؤد
جب وعظہ میں خوش الحانی سے زور
دیتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آ
کر بیٹھ لہ جاں بجن ہو جاتے
تھے شیر آہو نوکون کر شیر اور ہرن
جمع ہو جاتے تھے اور جد کے عالم میں
ایک دوسرے سے بے خبر رہتا تھا۔
۲۔ کہ حضرت داؤد کے نفع سے
پہاڑوں جنگل کی گونج ان کی ہم آواز ہو
جاتی تھی۔ رسائل۔ شرکاء۔ بے
جہات۔ یعنی حضرت داؤد کے
چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی
تھا۔
۳۔ زہ۔ حضرت داؤد کی
زر ہیں بنا کر اپنی روزی کھاتے تھے
مخدول۔ رسا، ذلیل۔ مدبر۔
بدبخت۔ پایش فرد۔ یعنی چلتے
پھرتے اس کو غارت لے جاتے اور اس
میں اس کا پاؤں دھن جاتے۔ سود۔
نفع۔

آپنیں! گچے نیلہ در جہاں
ایسا کوئی دنیا میں نہیں ہوا جو سکے
اس بھی گفتش بہتر تک بگیر
کوئی اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے
اس بھی خندید مارا ہم بدہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دنیا
اُو ازیں تشنوعِ مردم ویں فسوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے
تاکہ شد در شہر معروف و شہیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا
شد مٹل در خام طمعی آں گدا
وہ فقیر بیکار لاچار میں ضربِ اجل بن گیا
کم نمی کرد از دعا و اہتال
اس نے دعا اور زلی ختم نہ کی

دویدن کا دور خانہ آں دعا کنندہ ہا الحاح قال النبی صلی اللہ
اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دھڑ کر آنا۔ آنحضرت ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُلْحِينَ فِي الدُّعَاءِ زِيَارَةِ عَيْنِ
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ سَتِ وَالْحاحِ خواہندہ را بہ است از
عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کے لئے عاجزی اس سے بھی
اُنچے میخواید ازوے و عذر س گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن
زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگا ہے اور تاہم کا عذر کرنا اور مدد چاہتا

تاکہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اپنا تک
ناگہاں در خانہ اش گاوے دوید
اپنا تک اس کے گھر میں ایک گائے دھڑ آئی
اِس دُعَا می کرد بازاری و آہ
وہ یہ دعا زلی اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا
شاخ زد بشکست در بند و کلید
اس نے سیگ ملا کندی اور کلکا تود ڈالا

۱۔ آپنیں۔ یعنی اچانک خندانہ
جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ
کوئی آسمان پر بغیر میزب کے چڑھ
جانے کی تمنا کرے اس بھی۔ کوئی
مذاق میں کہتا کندی آگئی کوئی کہتا
کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا
بغیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار۔
گاؤں کا سرور۔ چوہری۔ شہیر۔
مشہور۔ اچانک۔ خندانہ۔
۲۔ خد کل۔ یعنی یہ فقیر اپنے
بیکار لاچار کی ضربِ اجل بن گیا۔
مستحان۔ وہ جس سے مدد طلب کی
جائے اللہ تعالیٰ الحاح۔ زلی
دعا جزی سے زلی کرنے والا۔
۳۔ عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں
مولانا نے اپنی خوبی کے اتمام کی دعا
شروع کی ہے۔ ہر بندہ بندہ کف۔

۱۔ قوام۔ پاؤں لہلہہ چڑا
کھل۔ اے قافہ چونکہ پہلے
اشعار میں ردی صلب کرنے والے
کی دعا کی قبولیت کا ذکر تھا اس لئے
اس قصہ کو چھوڑ کر مشہوری کی تکمیل کے
لئے دعا شروع کر دی ہے۔ جنہیں۔
پیٹ کا کچہ یعنی جس طرح پیٹ میں
کچہ چھپا ہوا ہے اس طرح باطن میں
خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا
تقاضا چھپا ہوا ہے۔ برمانہ۔ یعنی مجھ
پر مشہوری کے اتمام کیلئے نڈال۔ چوں
زمفلس۔ یعنی مجھے مشہوری کے معانی
اور قوافی عنایت فرما دے۔ بے تو۔
تیری مدد کے بغیر میں شام یعنی رات کی
کیا طاقت ہے کہ وہ کسی سے شر کہلا
سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا
معنوی اعتبار سے باہمی مشابہت۔

۲۔ چوں تک پہلے اشعار میں
چونکہ نظم قوافی کا لفظ کے حکم غلام قرار
دیا تھا مولانا فریضی مدح چیزوں
کے تابع فرمان اپنی ہونے کی بیان
کرتے ہیں۔ ہر یکے دنیا کی ہر چیز
اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے
تسبیح کرنے کا طریقہ جدا گانہ ہے۔

۳۔ آدمی۔ انسان جمادات یعنی
پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ جاتا اس
لئے وہ ان کی تسبیح کو خلی کا انکار کر دیتا
ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ دنیا میں
مذہبی ۳۲ فرقے ہیں جن میں سے
۲۱ فرقہ ہیں ایک فرقہ مدت ہے
فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے
واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں دو
ناطق۔ دو انسان جو مذہبی اعتبار سے
ایک دوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ
باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے
ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا
سکتا ہے۔

گاؤ گستان اندراں خانہ بجست
گائے بے باکی سے گز میں گھس آئی
پس گلوئی گلابو ببرید آں زماں
فورا گائے کو ذبح کر دیا
چوں سرش ببرید شد سوائے قصاب
جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا
اے تقاضا گردروں بھجوں جنیں
اے پیٹ کے کچے طرح باطن میں تقاضا کرنے والے
سہل گرداں رہ نما توفیق وہ
آسان فرما دے راہنمائی کر دے تو میں عطا فرما
چوں زمفلس زر تقاضہ میکنی

جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے
بے تو نظم و قافیہ شام و سحر
تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ صبح و شام
نظم و تجنیس و قوافی اے علیم
اے دانا نظم اور تجنیس اور قافیہ

چوں ۲ مسیح کردہ ہر چیز را
جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے
ہر یکے تسبیح بر نوع دیگر
ہر ایک ایک دوسرے قسم کی تسبیح

آدمی ۳ منکر ز تسبیح جماد
جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے
بلکہ ہفتا دو دو ملت ہر یکے
بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک
چوں دو ناطق راز حال ہمارے
جبکہ دو بولنے والے ایک دوسرے کے حال سے

مرد برجست و قوام ہاش بست
وہ شخص پکا اور اس نے اس کے پاؤں باندھ دیئے
بے توقف بے تامل بے ہاش
بغیر توقف بے تامل بے ہاش
تالبا بش بر کند در دم شتاب
تاکہ وہ فورا اس کی کمال اند دے
چوں تقاضای گئی اتمام اس
جبکہ تو اس مشہوری کی تکمیل کا تقاضہ کر رہا ہے
یا تقاضا را بکل بر ما منہ
یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ
زر بخشش در سر اے شاہ غنی
اے شاہ بے نیاز وہ بہہ اس کو روپیہ بخندے
زہرہ کے دلد کہ آید در نظر
کب طاعت رکھتے ہیں کہ وہ نظم قوافی جلوہ گر ہوں
بندہ لہر تو انداز ترس و بیم
ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں
ذات بے تمیز و با تمیز را
ہاشمہ اور بے شہو ذات کو
گوید و از حال آں یں پیچر
کہتا ہے کہ یہ اس کے حال سے بے خبر ہے
واں جماد اند عبادت اوستاد
حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں
بے خبر از یک دیگر و اند شکے
ایک دوسرے سے پیچر ہے کہ شک میں ہے
نیست آگہ چوں بُوہ دیوار و در
آگاہ نہیں ہیں تو وہ دیوار کے بدلے میں آگاہی کی گواہی

چوں من از تسبیح باطل غافل
جب میں بولے والے کی تسبیح سے غافل ہوں
ہست سنی را یکے تسبیح خاص
ہست سنی کی ایک تسبیح خاص ہے
سنی از تسبیح جبری بے خبر
سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے
ایں ہی گوید کہ آں ضال ست دم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے
واں ہی گوید کہ ایں راچہ خبر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ
گوہر ہر یک ہوید امی کند
ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے
قہر ۲ را از لطف داند ہر کسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے
لیک لطف قہر در پنہاں شدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے
کم کے داند مگر ربائیے
اس کو سوائے اس با خدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے
باقیاں ۳ زیں دو گمانے می بُرند
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

چوں بداند سیمہ صلیت لم
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھ
ہست جبری را ضداں در مناص
نجات پانے میں جبری کی تسبیح اس کے خلاف ہے
جبری از تسبیح سنی بے اثر
جبری سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے
بے خبر از حال او وز ہر قم
اس کے حال سے ہر قم کے علم سے بے خبر ہے
جگن شاں افگندیز داں از قدر
اللہ تعالیٰ نے تقدیر سے ان میں جنگ پیدا فرمادی ہے
جنس از نا جنس پیدا می کند
جنس کو نا جنس سے واضح کر رہا ہے
خواہ دانا خواہ ناداں یا جسے
خواہ وہ دان ہو خواہ نادان یا کینہ
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے
کش بود در دل محک جلیے
جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو
سوئے لاندہ خود بیک پرمی پزند
اپنے اشیاء کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

در بیان آنکہ علم را دو پرو گمان را یک پرست

اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گمان را یک پرست
علم کے دو بازو میں شک کا ایک بازو ہے
مرغ ایک پرزو دافند سرگوں
ایک ہڈو کا پندہ، جلد دھندا گنا ہے

ناقص آمد ظن پر واز لہ ترست
شک اڑنے میں ناہم ہے ہر دم کتا ہے
باز بر پردے دو گامے یا فزوں
پھر وہ قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

۱. باطل۔ بولنے والا صامت۔
خاموش نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی
فرد اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
پاک بیان کرتا ہے تو جبری فرد اپنے
اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاک بیان
کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو
نہیں سمجھتے ہیں۔ اس ہی۔ یہ جبری
کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ ہر قم
جہاں قرین میں انسان کو قم کا
علم ہوا ہے جس کے معنی ہیں تو کما
ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل
انسانی انسان کی قدرت میں ہے نہ
اس کی یہ حکم نہ دیا جاتا۔ جبری عقیدہ
کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس
دلیل سے بے خبر ہے۔ قدر۔ ازل
میں یہ اختلافات مقدر کر دیئے گئے
تھے کہ کن و باطل کا فیصلہ ہو سکے۔
۲. قہر۔ لطف۔ بعض خاص قہر
اور خاص مہر ہیں ایسے قہر مہر کو ہر
شخص سمجھ لیتا ہے۔ ایک۔ بعض وہ
مہر میں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں
جیسا کہ باپ کا بچہ کو تسلیم کے لئے
خفی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی
مرض میں مبتلا کرنا اس طرح بعض قہر
وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کے
لئے دیباہی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا
اس کو صرف خاصان خدا سمجھتے ہیں۔
۳. باقیان۔ عام لوگ مہر میں
پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے
بارے میں دو طرح کا خیال کرتے
ہیں یعنی اس کی حقیقت میں مشکوک
ہوتے ہیں۔ علم۔ یعنی حقائق تک
پہنچنے میں۔ یعنی کی ہر چیز عمل ہے
ظن اور شک کی ہر طرح ناہم لہ تر۔ دم
کشا۔ جس پر بندگی دم مٹی ہوئی ہوتی ہے
اس کی ہر طرح نہیں ہوتی۔

با یکے پر برآمد آشیان

ایک بازو سے آشیانہ کی امید پر
شد دو پرآں مرغ و پرہا بر کشود
اب وہ پندہ دو بازو کا ہو گیا اور بازو کھول دیئے

نہ اعلیٰ وجہ مکباً او سقیم

نہ اپنے چہرے کے بل لوندھا پا پید

بے گماں بے فکر توبے قال و قیل

بغیر گمان، بغیر فکر اور بغیر چناں و چہیں کے

برہ یزدان و دین مستوی

خالی راستہ اور سیدھے دین پر ہے

جان طاق او نگر در بخت شال

اس کی یکا مدح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے

کوہ پنداری و تو برگ کہی

خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گہاں کا چکا ہے

او نگر و دروند از طعن شال

ان کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

گودیش با گری گشتی تو بخت

اس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے

نے بطعن طاعناں رنجود حال

نہ طعنہ زنی کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے

کاچنیں باشد مگر در کل حال

شاہد ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

افت از خیزاں می رود مرغ گماں

گمان کا پندہ گستا پڑتا روانہ ہوتا ہے

چوں رخن و راست علمش رومود

جب وہ گمان سے نجات پا گیا اس کا علم رہنما ہوا

بعد ازال یشمسی سو یا مستقیم

اس کے بعد ٹھیک، سیدھا روانہ ہوتا ہے

بادو پر بری پرد چوں جبرئیل

جبرئیل کی طرح دو بازوؤں سے لونچا اڑتا ہو

گر ہمہ عالم بگویندش توی

اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی

او نگر و گر مک خراز گفت شال

وہ ان کھا باتوں سے جوش میں نہیں آتا

وہ ہمہ گویند اورا گم رہی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گمراہ ہے

او میقتد در گماں از طعن شال

ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولے لگیں

چچ یک ذرہ میقتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گمان میں جلا نہیں ہوتا

مطمئن و موقن و بے احتیال

مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہو گا

۱۔ افت از خیزاں۔ شک و گمان۔

حقیقت تک پہنچنے کے لئے گستا پڑتا

چلا ہے۔ آشیان لگھنلا۔ یعنی

مقصد چوں زرخن۔ یعنی جب

انسان مرتبہ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو

پھر اس کی پرواز درست ہوتی ہے۔

بعد ازال۔ یعنی یقین کا مرتبہ حاصل

ہو جانے کے بعد سیدھے اور سچی اڑان

ہوتی ہے انسان شکر میں نہیں کھاتا

ہے۔ بادو۔ انسان کو معرفت حقیقی

حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز

جبرئیل کی طرح ہوتی ہے۔

۲۔ گر ہمہ انسان کو جب علم کا

اہل مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں

کی مدح اور قدر سے بے نیاز ہو جاتا

ہے۔ نمدار اس میں مڑ ہوتی ہے۔ پندہ

قدر کہ پنداری۔ خدا کو پنداری۔

برگ کہی۔ برگ کا کہتی۔ طعن۔

طعنہ زنی، نیزہ بازی۔ چچ یک ذرہ۔

کال۔ اطمین خوشامد ہیں اور حاسموں

کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا

ہے۔ مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مراتب

حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال

مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں

کی مدح اور قدر تو ہر حال میں جاری

ہی رہتی ہے۔ رنجود شلن۔ اس

حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم و

یقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کئے

ہوتے ہیں اور مدح و قدر سے متاثر

ہوتے ہیں۔

مثال رنجود شدن آدمی بوجہ تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے

مشتریاں ہونے و حکایت معلم کو دکاں۔

بیار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ

کوکان مکتبے از استاد
ایک کتب کے بچے استاد کی جانب سے
مشورت کردند در تعویق کار
کام کو ٹالنے کے لئے انہوں نے مشورہ کیا
چوں نمی آید ورا رنجوبے
اس کو کوئی پندی کہیں نہیں لگتی؟
تازہ ہم از جس واز تنگی کار
تاکہ ہم قیدہ اور کام کی دشمنی سے چھوٹ جائیں
آں یکے زیرک تر ایں تدبیر کرد
ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی
خیر باشد رنگ تو بر جائے نیست
اللہ خیر کرے لاپ کی رگت ٹھیک نہیں ہے
اند کے اندر خیال افتد از ایں
اس سے وہ تھوڑا سا دم میں پڑے گا
چوں در آئی از در مکتب بگو
جب تو مقررہ سے کتب میں داخل ہو کہنا
آں خیاش اند کے افزوں شود
اس کا وہ دم تھوڑا بڑھے گا
آں سوم وال چارم و پنجم چنین
تیسرا اور چھٹا اور ایسے ہی پانچواں
تا چوتھی سہ کوکک پیلے ایں خمر
جب اس بات کو تیس بچے پے پے
ہر یکے گھٹش کہ شباش اسذکی
پر پچہ نے اس سے کہا اے ذہین! شباش ہے
محقق گشتند در عہد و شق
مضبوط عہد میں سب متفق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتہاد
محکم اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے
تا معلم در فتنہ و خطر
تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہو جائے
کہ بگیرد چند روز او دوریے
کہ وہ چند دن دور رہے
ہست اوچوں سنگ خار ابر قرار
وہ تو سنگ خدا کی طرح جما ہوا ہے
کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
کہ وہ کہے گا استاد آپ زرد کیوں ہیں؟
ایں اثریا از ہویا از تپے ست
یہ اثر ہوا یا بخند کی وجہ سے ہے
تو برادر ہم مدد گن ایں چنین
بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا
خیر باشد اوستا احوال تو
اللہ خیر کرے استاد آپ کے حزن کیسے ہیں؟
کز خیالے عاقلے مجنوں شود
دہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے
در پے ماغم نمایند و حین
ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور رونے
محقق گویند یا بد مستقر
بالافتاح کہیں گے تو وہ جم جائے گی
باد بخت بر عنایت متنگی
خدا کرے تیرے نصیب کا اللہ کی مہربانی پڑ نکلاؤ ہو
کہ مگرد اند سخن رایک رفیق
کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

اجتہاد محنت کرنا مشقت
برداشت کرنا تعویق کا یعنی استاد
کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا
چوں نمی آید چونکہ وہ قدرتی طور پر
پیار نہیں ہوتا ہے اور کتب میں برابر
حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں کوئی فرض
کا درپیش کرنی چاہیے برقرار یعنی
استاد پھر کی طرح مکتب میں جما ہوا
ہے۔

آں یکے سب سے ذہین
بچے نے تدبیر سوچی کہ وہ استاد سے
جا کر کہیں گے کہ آپ کا رنگ بیلا کیوں
ہو رہا ہے شاید آپ کو بخند ہو گیا ہے
اس سے استاد کو کچھ دم پیدا ہو گا پھر
دوسرا بچہ بھی یہی کہے گا استاد کی بیکار
خیال اور بڑھے گا اسی طرح مسلسل
دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی
بیاری کا یقین ہو جائے گا۔ لوستہ
لوستہ کا محقق ہے۔

تا چوتھی۔ میں بچے مسلسل
استاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو
کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل
میں جم جائے گی۔ ہر یکے اس تدبیر
پر پچہ نے اس ذہین بچے کو شباش
کہا اور دوسری عہد شکن مضبوط
عہد کہ مگرد اند یعنی سب یہی بات
کہیں کوئی پچاس بات میں تبدیلی نہ
کرنے۔

بعد از ازل سوگند دادا و جملہ را تاکہ غمازے نگوید ماجرا
 اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی تاکہ کوئی چغلیور صحیح بات نہ بتائے
 رائے آں کو دک بچہ بیدار ہمہ عقل اور درپیش می رفت از رمہ
 اس بچہ کی رائے سب سے بڑھ گئی اس کی عقل گلہ سے آگے چلتی تھی
 آں تفاوت ہست در عقل بشر کہ میان شاہداں اندر صور
 انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مشقوں کی صحتوں میں

۱۔ غماز۔ چغلیور۔ ماجرا۔ قصہ
 یعنی یہ کہ ہم نے فرض طہر ہے یہ بارش
 کی ہے (رمہ۔ یعنی بچوں کی جماعت۔ آں تفاوت۔ جس طرح
 اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں
 فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل
 میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا
 ظاہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی
 یکساں نہیں ہیں۔ نرود معزل۔
 معزل۔ تمام انسانوں کی عقل کو اصل
 فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور
 فرق محض تجربہ و تعلیم کی بنیاد پر مانتے
 ہیں۔

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت و نزد معزل
 اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معزل کے نزدیک
 مساویست و تفاوت عقول بسبب تجربہ و تحصیل علم است
 سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کر لینے کی وجہ سے ہے
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالُ الرَّجُلِ فَصَاحَةُ لِسَانِهِ
 آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

۲۔ زبان۔ حدیث میں ہو
 الْقِسْمَةُ الْخَفِيَّةُ نَحْتُ لِسَانِهِ
 انسان کی خفیہ اس کی زبان میں چھپی
 ہوئی ہے۔ اعتدال۔ یکسانیت۔ علم
 زیادہ جاننے والا۔

زین قبل فرمود احمد در مقال
 اسی سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا
 اختلاف عقابا در اصل بود۔ بر وفاق ستیاں باید شغود
 عقول کا فرق اصل سے تھا
 سنیں کے قول کے مطابق سننا چاہیے
 کہ عقول از اصل دارند اعتدال
 کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں
 تاکہ را از یکے اعظم گند
 یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں
 کہ ندارد تجربہ در مسککے
 جس کو کسی مسلک کا کوئی تجربہ نہیں ہے

۳۔ باطل۔ مولانا فرماتے
 ہیں معزل کا یہ قول باطل ہے
 بگذرد۔ وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے
 نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار
 لوگوں سے بڑھ جاتی ہے تو معلم
 ہوا کہ عقول کا تفاوت فطری ہے طفل
 خود بھی کتب کا پڑھتا ہے۔

بطل ۳۔ است اس زانکہ رقی کو دک کے
 غلط ہے کیونکہ بچے کی رائے
 بگذرد ز اندیشہ مردان کار
 تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے
 بر امید اندیشہ زان طفل خرد
 پیر باصدا تجربہ ہوئے نبرد
 جس کی سو تجربہ والے بڑے کو خوشبو بھی نہ آتی

بگذرد ز اندیشہ مردان کار
 تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے
 بر امید اندیشہ زان طفل خرد
 اس چھوٹے بچہ سے وہ خیال ظاہر ہوا

سجدہ خلق از زن و از طفل و مرد
عقول اور بچوں اور مردوں کے بعدوں نے
گفتن ہر یک خداوند و ملک
ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے
کہ بد عولی الہی شد دلیر
کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا
عقل جووی اسفتش وہم ست وطن
وہم اور مگن ناقص عقل کے لئے مصیبت ہے
بر زمیں ۲ گر نیم گزرا ہے بود
زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو
بر سر دیوار عالی گر روی
اگر تو اونچی دیوار پر چلے
بلکہ می افقی ز لرز دل بوہم
بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزے سے تو گر پڑے گا

۱۔ زہ یعنی اڑ کر نہ بخور کر۔ یعنی
فرعون کو خدائی کے وہم کی پیدائی میں
جسٹا کر دیا۔ اڑدہ یعنی فرعون اقتدار
عقل میں اڑدہ بنا کر بھی اس کا پیٹ نہ
بھرا۔ عقل جووی عقل ناقص عقل
انسانی اس کے باقیات عقل کی ہے
جس سے جبرئیل یا حیت محمدیہ مرو
لیتے ہیں۔

۲۔ ہر زمین۔ وہم کو خلاق مانا جاتا
ہے انسان زمین پر تیری سے بھاگا
چلا جاتا ہے اور بھی نہیں گزرتا زمین پر
بھاگنے میں جس قدر زمین ان کے
استعمال میں آتی ہے مگر اس سے دو گنا
راستہ کی بلند دیوار پر ہو تو اس پر بھی
نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا
ہے کہ وہ گر جائے گا اور اس وقت وہ اس
کی بناء پر وہ گر پڑتا ہے۔ خشک
استاد گھر جاتے وقت یہ باتیں سوچ
زنا تھا۔

رنجور شدن استاد معلم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے استاد کا بیمار پڑنا

گشت استاخت سست از وہم و ہم
وہم اور ڈر سے استاد بہت سست ہو گیا
خمشگیں بازن کہ میرا سست سست
بیوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
خود مرا آگہ نہ کرد از رنگ من
اس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا
او بخش و جلوه خود مست گشت
وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے
آمد و در راہہ شدی و آگشاد
گھر آیا اور سختی سے مہارہ کھلا

۳۔ تنگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے
کہ مگر جاؤں تو اس کو مجھ سے نجات
ملے۔ بام من۔ طشت از بام افغان
معاذ ہے جس کے معنی ہیں بات کا
مشہور ہو جانا۔

بر جہد و می کشانید او گلیم
اٹھا اور اس نے کسلی کھینچی
من بدیں حالم پر سید او نخست
میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ پوچھا
قصد دارا رہد از رنگ من
اس کا تو ارادہ ہے کہ میری رنگت سے نجات پالے
پیچہ کز بام من افتاد طشت
اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالا خان سے گر ہے
کو کمال اندر چنے آل استاد
بچے اس استاد کے پیچھے تھے

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کھل آ گئے
گفت گوری رنگ و حال من نہیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگ اور حالت دیکھ
تو درون خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے
گفت زن اے خولہ رنجہ نیست
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے
گفت اے غر تو ہنوزی در لجاج
اس شوہر نے کہا اے بیوقوف تو بھی جھگڑے میں ہے
گرتو کور و کر شدی مارا چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہوگی ہے تو مارا کیا قصور ہے
گفت اے خولہ پیارم آئینہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں
گفت رو رو چہ توجہ آئینہ ذات
اس نے کہا جا جاؤ کیا تیرا آئینہ کیا
جانہ خواب مرا زو گسٹراں
جلد میرا بستر بچھا دے
زن توقف کرو مردش بانگ زد
بیوی نے دیر کی، اور مرد اس پر چیخا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے
از غم بیگانگان اندر حسین
میرے غم میں میرے دل سے
می نہ بینی حال من در احتراق
جلتے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے
وہم وطن و فکر بے معینست
آپ کا وہم اور فکر بلا وجہ ہے
می نہ بینی اس تغیر وار تجاج
اس تغیر اور کچھ کو نہیں دیکھ رہی ہے
مادر میں زخم و در اندوہ و گرم
ہم تو اس رخ اور غم اور ضیق میں ہیں
تا بدلی کہ ندام من گنہ
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کئی خطا نہیں ہے
وہما در بغض و کین و عنف
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے
تا کچم کہ سر من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤ مجھے سر گرانی ہے
کالے عدوز و تر ترا میں مسود
کہ لے دشمن جلدی کرتیرے لئے یہ مناسب ہے؟

در جامہ سل خواب افتادن استبداد و نالیدن او بو ہم رنجوری
استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا دماغ

جامہ خواب آورد و گسٹرش غور
بڑھی بستر لائی اور اس کے لئے بچھا دیا
گر گویم متہم دارد مرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر تہمت دے گا
اگر میں کچھ کہتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائے گا

۱۔ بیگانگان۔ یعنی بچے جو غیر ہیں
وہ دور ہے ہیں احتراق۔ جلنا، بھلا
غریب کے کسرو کے ساتھ ناخوش
کار، فہم کے رخ کے ساتھ زن
فاحشہ لجاجت لڑھکائی
۲۔ گرم کاف کے ضمہ کے
ساتھ اندوہ غم۔ تا بدلی۔ آئینہ دیکھ کر
تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا نہیں
ہو اور میرا کہنا سب سے ہے۔ عجب۔
فساد ہلاکت۔
۳۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔
می مسود۔ پتھر تیرے لئے مناسب
ہے۔ غور۔ بڑھی یعنی استاد کی
بیوی گفت امکان نے۔ یعنی بیوی
کا بلائیاں سن نہ تھارے اور برے پہلے تھی
لیکن غلط بات پر اس کا دل جل رہا
تھا۔ جد شوہ۔ یعنی یہ بھی بیماری حقیقی
بیماری بن جائے گی۔

فال بد رنجور گردند ہے
 بری فال ، پید ہوتا دہی ہے
 قول پیغمبر قبولہ یفرض
 پیغمبر ﷺ کی بات مانا فرض کر دی گئی ہے

گر گویم ! او خیال بد زند
 اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ برا خیال کرے گا
 مر مرا از خانہ بیروں می گند
 مجھے گھر سے بھٹکا چاہتی ہے

جامہ خواب افگند و استاد افتاد
 اس نے بستر بچھلا اور استاد لیت گیا
 کوکباں آنجا نشستند و نہاں
 بچے وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے

کایں ۲ ہمہ کردیم وہم زندا نسیم
 کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں
 ہیں دیگر اندیشہ باید نمود
 خبردار! دوسری تدبیر کرنی چاہیے

دوم بار در وہم افگندن کوکباں استاد را کہ اُورا از قرآن
 بچوں کا استاد کو دوبارہ وہم میں جلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اس کو
 خواندن صداع آید و در دسر افزاید
 سر میں درد پیدا ہو جائے گا اور سر کا درد بڑھ جائے گا

گفت ۳ آل ذریک کہ لے قوم پسند
 اس ذہین بچے نے کہا اے دوستو! پسند
 چوں ہی خواندند گفتاے کوکباں
 جب انہوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!
 در دسر افزاید استرا زبا نگ
 آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے

۱۔ گر گویم! اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بہانے ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی برا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں لوگوں سے نکالنا چاہتی ہوں۔ استاد نے کہا۔ چونکہ اس تدبیر سے کئی انہیں چھٹی نہ تھی۔
 ۲۔ کایں ہمہ۔ یعنی استاد کو پید ہانے کی غیادھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ گرانڈیشہ کوئی دوسری تدبیر۔ فرج خوش راحت۔ صداع۔ درد سر۔
 ۳۔ گفت۔ یعنی اسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زہر درد سے سبق پڑھیں۔ اولاً آواز نہ لیاں۔ نقصان۔ استاد استاد۔ دانگ۔ وہم کا جھانکا۔ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا۔

خلاصی یافتن کودکاں از مکتب بدیں مگر و سوالی مادران از ایشان

اے مکاری کی وجہ سے بچوں کو چھٹکا حاصل کرنا اور ماؤں کا ان سے پوچھنا

گفت! اُستاد است گوید روید در دسر افزوں خدم بیرون شوید

استاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے، جاؤ میرے سر میں مدد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم دو رباوا از تو رنجوری دیم

سب نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! خدا کرے پیدی اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بُروں جستند سوئے خانہا ہچمو مُرغاں در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادران شاں خشمگیں گشتند و گفت روز کُتاب ۲ و شما بالہو جفت

ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقت تحصیل ست اکنون و شما می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم کتاب اور استاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کائے مادر تو ایست ایں گناہ از مآواز تقصیر نیست

انہوں نے عذر کیا کہ اے ماں! تو ایست یہ مکاری خطا اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

عذر آوردند ایشان در زمان اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

انہوں نے فوراً عذر کیا گشت رنجور و سقیم ۳ و مُجتلا

رنجور اور بیمار اور جلا ہو گیا

صَد دروغ آرید بہر طبع دروغ صد دروغ آرید بہر طبع دروغ

چھانچھان کے لالچ میں تم سو جھوٹ بول رہے ہو

تابہ بنیم اصل ایں مکرِ شما تابہ بنیم اصل ایں مکرِ شما

تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

بر دروغ و سررق ماواقف شوید بر دروغ و سررق ماواقف شوید

ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رقن ہادران کودکاں بامداد بعیادت اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا استاد کی حرا پر ہی کے لئے جانا

۱۔ گفت ذہین بچے کے کہنے پر

استاد نے کہا، ہاں میرے سر میں

تھمادی آوازوں سیدہ بڑھ گیا، باہر

چلے جاؤ۔ اور بالہ یعنی بچے یہ دعا

دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے

ہچمو مرغیاں۔ یعنی جس طرح چڑیاں

دانہ کی طرف اڑ کر جاتی ہیں۔

۲۔ کُتاب۔ مکتب۔ پوچھ کھیل

کو۔ جفت۔ ساتھی، جڑواں۔ تحصیل۔

حاصل کرنا یعنی علم حاصل کرنا۔

۳۔ ایں۔ تمہارے۔ تقصیر۔ کوتاہی۔ گناہ

۴۔ بنیم۔ بنانا۔ بامداد۔ صبح۔ آج

۵۔ راقن۔ متوجہ۔ غیارت۔ حرا پر ہی

بامداداں آمدند آں مادیان
 بیخ کو مائیں بیخ گئیں
 ٹھٹھہ استاد ہچو بیمار لہ گراں
 استاد سخت پیدی کی طرح سویا ہوا تھا
 ہم عرق کردہ زبیساری لحاف
 لحافوں کی کثرت کی وجہ سے پینہ پینہ ہو رہا تھا
 آہ آہے می گند آہستہ او
 چپکے چپکے آہ آہ کرتا تھا
 خیر باشد استاد ایں درد سر
 اے استاد! خدا خیر کرے یہ درد سر
 گفت ۲ من ہم بیز بودم ازین
 اس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا
 من بدم غفل بشغل قال وقیل
 میں پڑھنے پڑھنے میں مشغول تھا
 چوں بجد مشغول باشد آدمی
 جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے
 از زنان مصر و یوسف شد سمر
 مصر کی عورتوں اور یوسف کا قصہ ہے
 پارہ پارہ کرد ساعد ہائے خویش
 انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے
 اے ۳ بسا مرد شجاع اند جراب
 لڑائی میں بہت سے بہاد ہوتے ہیں
 او ہماں دست آورد و گیر و دار
 وہ پکڑ دھکڑ میں ہی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں
 خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر
 وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے
 پدشش استاز ہر گوشہ روال
 ہر جانب سے روانہ ہو کر استاد کی مزاج پرسی کے لئے
 درد سر راسر بہ بستہ چوں زنان
 عورتوں کی طرح ہمدرد کی وجہ سے سر کو باندھے ہوئے
 سر بہ بستہ رو کشیدہ در سجاف
 سر کو باندھے ہوئے پردے میں منہ چھپائے ہوئے
 جملگاں گشتند ہم لاجول گو
 سب لاجول پڑھنے لگے
 جان تو مارا نبودہ زین خبر
 تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی
 آہم ایں کوکباں کردند ہیں
 ہیں ان بچوں نے مجھے بتایا
 بودہ در باطن چنین رنجے ثقیل
 اند اس قدر بھاری مرض تھا
 او زوید رنج خود باشد عمی
 تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے
 کہ ز مشغولی بشد زیشاں خمیر
 کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا
 روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش
 کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ پیچھا
 کہ بیز دوست و پایش را ضرب
 کہ تلوک کی زبان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے
 بر گمان آنکہ ہست او بر قرار
 اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے
 خوں از و بسیار رتہ بے خبر
 بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

۱۔ بیمار گراں۔ سخت بیمار۔ عرق۔ پینہ۔ ساف۔ پھل۔ جان تو۔ تیری جان کی قسم۔

۲۔ گفت۔ استاد نے کہا اپنے بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا بچوں نے بتایا ہے۔ قال وقیل۔ سوال و جواب۔ غفل۔ بھاری۔ چوں۔ جب۔ استاد نے کہا زیادہ مصروفیت میں بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ عمی۔ اندھا۔ سر۔ قصہ۔ یعنی مشہور قصہ ہے کہ زنان مصر حضرت یوسف کے حسن میں لسی ہو گئی تھی کہ انہوں نے ترن کی بجائے اپنے ہاتھ تراش لئے تھے۔ عاشق۔ تیرا۔

۳۔ اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اس کو ہاتھ پاؤں کاٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے اور اس سے کام نہ کر لیتا ہے۔

در بیان آنکہ تن روح را چوں لباسے ست وایں دست آستین
اس کا بیان کہ جسم روح کے لئے بھولہ لباس کے ہے اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین
دستِ روح وایں پائے موزہ پائے روح

ہے اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

۱۔ لپس۔ لباس۔ لباس۔ لپس۔ لباس
پہننے والا یعنی روح۔ ملیس۔ مت
چاہ۔ لیسیدن مصدر کا صیغہ امر
ہے دیگر مت۔ یعنی روح کے ہاتھ
پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست
وہ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں
کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں
ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں
وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے
ہیں۔ مادی بدن۔ یعنی جسم مثالی۔
۲۔ روح۔ روح۔ روح کو جسم غرضی
سے نکلنے کے بعد بہت سے
مراحلات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔
اس غرضی جسم میں روح ایک پرند کی
طرح ہے جو بچرے میں بند ہو۔
باش۔ غرضی جسم سے نکلنے پر روح
باند پر راز بن جاتی ہے۔
۳۔ حکایت۔ چونکہ مولانا نے سمجھا
رہے تھے کہ جسم غرضی کے نقصان
سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔
اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں
کہ ان بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے
باوجود بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

تاہدانی کہ تن آمد چوں لپس۔
خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے
روح را توحید اللہ خوشترست
روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے
دست و پادر خواب بینی و اختلاف
تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور ان کا جڑ دیکھتا ہے
آں توئی کہ بے بدن داری بدن
تو وہ ہے کہ اس بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے
روح دار دے بدن بس کاروبار
روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں
باش تا مرغ از نفس آید بروں
بشمار جا کہ پرند۔ بچرے سے باہر آئے
یک حکایت ۳ گویت گربشنوی
اگر تونے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں
رو بخولا بس لباسے را ملیس
جا۔ پہننے والے کو تلاش کر لباس کو نہ چاہ
غیر ظاہر دست و پائے دیگرست
ظاہر کے علاوہ اس کے دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں
آں حقیقت داں مداش از گزاف
اس کو حقیقت سمجھ اس کو لغو نہ سمجھ
پس مترس از جسم جاں پیروں شدن
تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر
مرغ باشد در نفس بس بیقرار
پرند۔ بچرے میں بہت بے قرار رہتا ہے
تاہ بینی ہفت چرخ او راز بوں
تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اس کا فرمانبرداری دیکھے
در حقیقت بر حقیقت بگروی
حقیقتاً تو اصلیت پر گرویہ ہو جائے گا

حکایت آں درویشے کہ در کورہ خلوت کردہ بود و بیانِ حلاوت
اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدلی
انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
جلیسُ مَنْ ذَکَرْنِیْ وَ اَیْنِسُ مَنْ اِسْتَنْسَ بَیْ
ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

گر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ در بے ہمہ چو باہمی با ہمہ
اگر باہمہ کہتے ہیں بے معنی بے ہمہ اگر باہمی کہتے ہیں بے ہمہ

خلوت اُورا بود، بخواب و ندیم
خلوت اس کی دن رات کی ساتھی تھی
بود از آنفاس مردوزن ملول
وہ مرد و عورت کے سانوں سے جگ تھا
سہل شد ہم قوم دیگر را سفر
دھروں کے لئے سفر بھی آسان ہے
عاشق ست آلِ خوبہ بر اہمگری
وہ خوبہ سرورؔ لوہد اپنے پر عاشق ہے
میل آترا درویش اند اخند
اس کا رجحان اس کے دل میں ڈال دیا ہے
خارخوس بے آب و بادے کے زود
کوڑا کرکٹ ہوا کہ پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟
پر دولت برگشا ہچوں ہما
ہماری طرح خوش نصیبی کے پر کھول دے
نوحہ می گن ہچ منشیں از حسیں
نہنے، نہنے سے تھک کر کبھی نہ بیٹھ
جاہلاں آخر بسر بری زند
جاہل آخر میں سر پہنتے ہیں
تانہ باشی تو پشیمایوم دیں
تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

دیدن زر گر عاقبت کار را و سخن برفیق عاقبت گفتن با مستغیر ترازو

آں یکے آمد نہ پیش زر گرے
ایک صاحب ایک ساد کے پاس آئے
گفت رو خوبہ مرا غریب نیست
اس نے کہا جناب! اجائیے میرے پاس چھٹی نہیں ہے
کہ ترازو وہ کہ بر حجم زرے
کہ ترازو دیدے میں سونا تو لوں گا
گفت میز آل وہ بریں تخر مالیت
اس نے کہا ترازو دے دے اس تخرے پن میں نہ پڑ

بود در ویشے بکھسارے مقیم
ایک دوست ایک پہاڑ میں مقیم تھا
چوں ز خلاق می رسید اُورا شمول
چونکہ اس تک اللہ تعالیٰ کی ہول پہنچی تھی
ہچنماں کہ سہل شد ما را حضر
جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے
آچنانکہ عاشقی بر سروری
جیسا کہ تو سروری پر عاشق ہے
ہر کے را بہر کارے ساختند
ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے
بر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے
دست و پا بے میل جُداں کے شود
بغیر رجحان کے ہاتھ اور پاؤں کب ملتے ہیں
گر بہ بنی میل خود سوئے سما
اگر تو اپنا رجحان آسمان کی طرف دیکھے
وہ بہ بنی میل خود سوئے زمیں
اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے
عاقلاں ع خود نوجہا پیشیں کنند
عقلند پہلے سے رو لیتے ہیں
ز ابتداء کار آخر را بین
کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے

۱۔ خلوت۔ یعنی گوشہ نشینی یا ان کا
اُور حنا بچھوتا تھا۔ ندیم ہم مجلس
شمول۔ شبن کے زور کے ساتھ شمل
ہول آنفاس۔ نفس کی جگ سے سانس۔
حضر۔ اقامت سروری۔ سروری۔
اہمگری۔ لوہد پن۔

۲۔ ہر کے۔ حسبِ شریف میں
کُل مَنَسَّر لِمَ خَلَقَ لَہُ۔ ہر
فصل کے لئے وہ کام سہل ہے جس
کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ دست
و پا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام
میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں
جبکہ اس کام کی وہ خواہش ہوئی
ہے۔ گر بہ بنی۔ عالم بالا کی طرف
میلان سعادت کی علامت ہے۔ خود
نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔
دنیوی کاموں کی طرف میلان تباہی

کا سبب ہے۔
۳۔ عاقلاں۔ عقلند وہ ہے جو تباہی
سے بچنے کی سبب کی اصلاح
کر لے۔ جاہل تباہی کے بعد رہتا
ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ زابتداء
دنیوی زندگی میں اگر آخرت کی
رسوائیوں سے نجات حاصل کر لے گا
تو حشر میں نام نہ ہوگا۔ دیدن زر گر۔
سند نے انجام پر نظر کر لی تو پریشانی
سے بے گیارہاں۔ چھٹی اس نے
سونا تولنے کا کاٹنا لگا تھا۔ سند نے
چھٹی سے انکار کیا۔ میزان وہ اس
نے دوبارہ کاٹنا لگا تو سند نے کہا
میرے پاس جواز نہیں ہے۔

گفت جا رو بے ندام دُر دکاں
اس نے کہا میری دکاں میں جھاڑو نہیں ہے
مَن ترا زوئے کہ مینخوا ہم بدہ
میں جو ترا زو مانگا وہوں وہ دیدے
گفت بشنوم سخن کرستیم
اس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہر انیس ہوں
ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
پہ میں نے سن لیا، لیکن رعش ولا بڑھا ہے
فہم کردم ۲ لیک پیری ناتواں
میں سمجھ گیا لیکن تو کمزور بڑھا ہے
واں زیر تو ہم قراضہ خرد و مُرد
تیرا سنا بھی ذہ ذہ کزن ہے
پس بگوئی خولجہ جا رو بے بیار
پھر تو کہیے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے
چوں بروبی خاک را جمع آوری
جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کر لے گا
تابہ بیزم خاک وز رجویم ازال
تا کہ میں مٹی کو چھانوں اور اس میں سونا تلاش کروں
مَن ز اوّل دیدہ ام آخر تمام
میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے
ہر کہ اوّل میں بُود غمی بُود
جو شروع پر نظر کرنے والا ہوتا ہے، اندھا ہوتا ہے
ہر کہ اوّل بنگرد پیاں کار
جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے
حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
حکم چونکہ انجام بنی پر ہے

گفت پس بس ایں مضایک را بیاں
اس نے کہا بس بس، یہ ٹھونس رہے دے
خوشتن را کر امكن ہر سو مجھ
اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر
تانہ پنداری کے بے معنیست
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں
دست لرزاں جسم تو نا منعش
تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے
دست اضعف ست لرزاں ہر زماں
ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے
دست لرزد پس بریزد زر خرد
ہاتھ کانپے گا سونے کے ریزے گر جائیں گے
تا بجویم زرّ خود را در غبار
تا کہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کر لوں
گویم غرباں خواہم اے حری
مجھ سے کہے گا اے بھلے میں چھٹی چاہتا ہوں
کے بُود غرباں مارا در دکاں
ہماری دکاں میں چھٹی کہاں ہو گی؟
جائے دیگر روا زینجا و اسلام
یہاں سے دوسری جگہ چلا جا، والسلام
ہر کہ آخر میں چہ با معنی بُود
جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے، اس قدر معقول ہوتا ہے
اندر آخر او نگرود شرمسار
آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے
بادشاہی بندہ درویشی ست
شاہی، درویشی کی غلام ہے

۱۔ کہ بہرا۔ سو۔ یعنی میں کانٹا
مانگا ہوں تو چھٹی اور جھاڑو کی بات کرتا
۲۔ بے معنی۔ لاشعنی۔ بیوقوف
مہمل۔ مرتعش۔ رعش کا پکار جس کی وجہ
سے ہاتھ پیرزرتے ہیں۔ متعش۔ گر
کراٹھ جانے والا۔
۳۔ فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں
کہ تو سنا تو نے کے لئے کانٹا مانگا
رہا ہے۔ قراضہ۔ پیشی کی کزن۔ خرد
حرد۔ ریزہ ریزہ۔ پس۔ یعنی جب وہ
سونے کے ریزے گر جائیں گے تو
ان کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا
اور چھاننے کے لئے چھٹی مانگے گا۔
گہری سلاکت۔

۴۔ مَن ز اول۔ میں پہلے ہی یہ
سدا ہی باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے
معاملہ کا انجام مجھے نظر آ گیا ہے لہذا
میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے
جواب دینے تجھے ہر کہ جواب دہ
کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ
اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں
انتہا پر نظر کرے حکم چوں۔ جبکہ مارا
آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا
سے تہید ست جانا ہے اور درویش
پہلے ہی سے دنیا سے دستبردار ہو جاتا
ہے لہذا درویشی بادشاہی سے افضل
ہے۔

عاقبت بیناں بوند اہل رشاد درگروالہ اعلم بالسداد
 ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں خوب سمجھ لے ' خدامتی کو خوب جانتا ہے
 ایں سخن پایاں ندارد راز گو قصہ آں مرد زلف باز گو
 اس بات کا اخیر نہیں ہے نہ راز جاتا اس زلف مرد کا قصہ پھر کہہ
 گن تمام اکنوں حدیث شیخ فرد کاندلاں کہسار پوش خواب او خورد
 آب یکتا شیخ کی بات پوری کر جس کا رہن سخن اور کھاتا چنا پہاڑ میں تھا

بقیہ قصہ آن ز اہد کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت
 پہاڑ میں رہنے والے اس عبادت گزار کا بقیہ قصہ جس نے منت مان لی تھی کہ میں
 باز نگیرم و درخت را نقشانم و کسے را گویم بصرت و کنایت
 درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور
 کہ بیفشال و آل را بخورم کہ یاد از درخت افکنده باشد
 اثناء میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑو دے اور اس کو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

۱ اشجار شجر کی جمع ہے درخت
 ثمار ثمرہ کی جمع ہے پھل
 وہما ہمیشہ چچنم یعنی میں درخت
 سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل جن کسی
 وقت متعش قائم کھڑا

۲ استثناء وعدہ اور عہد میں لفظ
 ان شاء اللہ کہنا۔ گر خدا خواہے یا انشاء
 اللہ کا ترجمہ ہے

اندلاں کہ بود اشجار و ثمار سبب و امرود و انار بے شمار
 اس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے بے شمار سبب اور امرود اور انار تھے
 قوت آں درویش بوداں میوہا غیر آں چیزے نخور دے دایما
 اس درویش کی خوراک اور پھل تھے ان کے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا
 گفت آں درویش یارب باتو من عہد کردم کہ چچنم در زمن
 اس درویش نے کہا ' اے اللہ! میں نے تجھ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی پھل نہ توڑوں گا
 خود چچنم میوہ را در کل حصیں نیز غیرے را گویم کہ بچیں
 میں کسی وقت بھی خود پھل نہ توڑوں گا اور نیز غیرے را گویم کہ بچیں
 جو ازاں میوہ کہ باد اندازش من چچنم از درخت متعش
 اس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے میں کھڑے درخت متعش
 مدّتے بر نذر خود پوش وفا تا درآمد امتحانات قضا
 ایک زمانہ تک وہ اپنے عہد کا پابند تھا تا درآمد امتحانات قضا
 زیں سبب فرمود استثناء ۲ کعید گر خدا خولہ بہ پیماں بر زیند
 اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثناء کر لو مگر خدا نے چاہا عہد میں لگا لو

زانکہ حکم کار در دست من است
 کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے
 ہر زمان دل را دگر میلے دہم
 میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کرتا ہوں
 کل اصباح لنا شان جلید
 ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے
 در حدیث آمد کہ دل پہچوں پرست
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے
 باد پر را ہر طرف راند گزاف
 ہوا پر کو خولہ خولہ ہر طرف لے جاتا ہے
 در حدیث دیگر ایں دل داں چتاں
 دوسری حدیث میں ہے اس دل کو ایسا سمجھ
 ہر زمان دل را دگر رائے بود
 ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے
 پس چرا ایمن شوی بر رائے دل
 تو تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے
 انہم از تاثیر حکم مست و قدر
 یہ بھی اللہ کے حکم اور تقریر کی تاثیر کی وجہ سے ہے
 نیست خود از مرغ پر ال این عجب
 کیا انے والے پرندے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟
 ایں عجب کہ دام بیند ہم و تد
 یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور کھنٹی دیکھتا ہے
 چشم باز و گوش باز و دام پیش
 آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ہے

اختیار جملہ گال پست امن است
 سب کا اختیار میرے ماتحت ہے
 ہر نفس بر دل دگر داغے نہم
 ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں
 کل شیء مرا بی لایحید
 کوئی چیز میرے علاوہ سے انحراف نہیں کرتی ہے
 دریا بانے اسیر صر صریت
 جو میدان میں آندھی کا پابند ہے
 کہ چو گرد است با صد اختلاف
 سینکڑوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں
 کاب جو شال ز آتش اندر قاز عاں
 جیسا کہ دیگ میں جوش ملتا ہوا پانی
 آل نہ از وے لیک از جائے بود
 وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے
 عہد بندی تا شوی آخر نخل
 تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو
 چاہ می بینی و نتوانی حذر
 تو کونوں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے
 گو نہ بیند دام و افتد در عطب
 کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں مبتلا ہے
 گر بخوابد در خوابد می فتد
 خولہ چاہے یا نہ چاہے ہنس جاتا ہے
 سوئے دامی پردہ باپردہ خویش
 اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے

۱۔ پست۔ ماتحت۔ ہر زمان۔
 حدیث میں ہے ان قلوب بنی
 آدم کلھا بین اصبعین من اصبع
 الرحمن قلب واحد یصرۃ
 کیف یشاء یعنی انسانوں کے سب
 قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے
 درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ
 ایک قلب ان کو جس طرح چاہتا ہے
 الٹا پلٹا ہے کل ابدال قرآن
 پاک میں ہے کل یوم فو فی
 شانہ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان
 ہے و حدیث آمد حدیث شریف
 ہے قل قلب کو نبی فی فلاہ
 فقلیہا الروح کیف تشاء یعنی دل
 کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر
 کی سی ہے جس کو دائیں جس طرف
 کوجاتی ہیں پسند دیتی ہیں۔

۲۔ حدیث دیگر حدیث شریف
 ہے قل قلوب المؤمنین اللہ علیہا من
 القلوب یؤمن کابل بائی سے بھی
 زیادہ جوش لگاتا ہے یعنی ایک حال پر
 نہیں رہتا کبھی اس میں ہل جاتا ہے
 کبھی بجھاؤ آتا ہے قاز خان۔ اور
 کڑھان ترکی لفظ ہے کڑھائی اور
 دیگ کو کہتے ہیں جائے بود۔ یعنی
 قلب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا
 فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا
 کسی دیگر بزرگ کا قول ہے
 عرفی ربی یفسخ الخلق من
 نے اپنے خدا کو اور اس کی تبدیلی سے
 پہچانا۔

۳۔ ہم۔ یعنی بغیر انا اللہ کے
 عہد کرنا اور پھر اس کے نونے پر
 شرمندہ ہونا۔ دند۔ وہ کھنٹی جس میں
 جال کا سرا بانہ جھٹے ہیں۔ چشم باز۔
 پرند کے سب ہوش و حواس درست
 ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے
 جال میں پھنستا ہے۔



تشبیہ لے بند دام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا
قضائے خداوندی کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

بنگر اندر لوق مہتر زادہ سر برہنہ در بکا افتادہ
ایک امیر زادہ کو گڈری کے اندر دیکھ گئے سر ہے معیت میں پڑا ہے
در ہوائے یک نگارے سوختہ آتش و املاک خود بفر و ختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے
خوار گشتہ درمیل قوم خویش اور اس کے انکار سے ڈھی اور اس کا مہم نایاب ہے
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے
خال و مال رفتہ شدہ بدنام و خوار گھر بار جا چکا ہے وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے
زادے بے بند بگوید اے کیا زہدے بے بند بگوید اے کیا
کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ!

کاندریں ادبار زشت افتادہ ام مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
کہ میں اس بری نعمت میں بچھا ہوں مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں
ہستے تلو کہ من زیں وار ہم زیں گل تیرہ بود کہ برچم
توجہ دیجئے شاید میں اس نجات پا جاؤں
ایں دعویٰ خواہد اواز عام و خاص تاکہ یابدیک دے از غم خلاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے
دست بازو یائے بازو بندنے تاکہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کر لے
دست بازو یائے بازو بندنے تاکہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کر لے
از کدا میں بندی جوئی خاص نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیڑی
تو کس بیڑی سے خلاصی کا جویاں ہے؟
بند تقدیر و قضائے مخفی کہ نہ بینداں بنجر جان صفی
تقدیر کی بیڑی اور پوشیدہ تقدیر جس کو برکزیہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا
گرچہ پیدا نیست آل و رکن مست برتر از زندان و بند آہن مست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے لیکن قید خانہ اور بیڑی سے بڑھ کر ہے

۱۔ تشبیہ قضاء خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اس طرح عشق کا معاملہ ہے۔ لوق۔ گڈری۔ بلا۔ یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق۔ نقش۔ نقشہ۔ قاش۔ ضمہ۔ قاش کی جمع ہے گھر کا سامان و بیشین یعنی کپڑا

۲۔ مرثیہ۔ یہ لفظ سین مہر سے جو کہ مہتر زادہ کی طرف لوقی ہے اور مرے جو کہ مرا کا لالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زنی تھا۔ کام۔ مراد مقصد۔ اوبار دار۔ بد بختانہ کیا۔ بزرگ، معظم۔ ہمت۔ بزرگوں کی روحانی توجہ۔

۳۔ دست باز۔ یعنی اس مہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیڑی تھی نہ پاؤں میں نہ بیڑی کی ناپید بیڑیاں تھیں۔ موکل مقرر کردہ شخص۔ سپاہی۔ مناص۔ بجاؤں کی جگہ۔ جھپٹی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ بے گریہ۔ گمن۔ جھپٹی کی جگہ۔ بڑو۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں اور عشق کا قید خانہ عام قید خانوں سے زیادہ سخت ہے لوہے کی زنجیر کو کھلاد کاٹ سکتا ہے اور عام قید خانوں میں کو مہل لگایا جاسکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے

زانکہ آہنگر مرآں را شکند
کیونکہ لوہد اس کو توڑ دیتا ہے
اے عجب ایں بند پہنل گراں
تعب ہے یہ پیشہ بھلی بیزی
دیدن آں بند احمد را رسد
اس پھندے کو دیکھنے کا اہم کو حق ہے
دید بر پشت عیال بلہب
انہوں نے اہلب کی بیوی کی کر پر دیکھا
جبل و ہیزم را جز آں چشمے پدید
ری اور گھر کو اس آنکھ سے سوا کسی نے نہ دیکھا
باتیانش جملہ تاویلے ۲ کنند
ان کے سوا سب تاویل کرتے ہیں
لیک ۳ از تاثیر آں پشتش دوتو
لیکن اس کی تاثیر سے اس کی کر دہری
کہ دُعائے ہمتے تا وارہم
کہ دعا، توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں
آنکہ بیند ایں علامتہا پدید
جو ان علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے

داند و پوشد بامر ذوالجلال
وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھپاتا ہے
ایں سخن پیاں ندار دآں فقیر
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ ہوش

خفرہ گر ہم خشت زندان برگند
کو میل گانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے
عاجز از تسکیر آں آہنگراں
اس کے کانٹے سے لوہد عاجز ہیں
برگلوئے نستہ جبل من مسد
جو مونگ کی ری گلے میں بندھی ہوئی ہے
تنگ ہیزم گفت خمالہ خطب
ایندھن کا گھر، فریلا، ایندھن اٹھانے والی ہے
کہ پدید آید بروہر نا پدید
جس کے لئے ہر پیشہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے
کایں زیر ہوشیست وایشان ہوشمند
کیونکہ یہ دیدہ پیشی میں ہوتی ہے اور ہوشند میں
گشتہ و ناللاں شدہ در پیش او
ہو رہی ہے اور وہ اس کے سامنے نہ رہا ہے
تا ازیں بند نہاں بیروں جہم
تاکہ اس پیشہ بیزی سے میں باہر نکل آؤں
چوں نداند و شقی را از سعید
وہ بد بخت اور نیک بخت کی کیوں نہ دیکھ لے گا؟

کہ نباشد کشف راز حق حلال
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راز کھلونا جائز نہیں ہے
از مجاعت شد زیلون و تن اسیر
بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی تھا

مُضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بگندن اُمرود از درخت
اس عہد کرنے والے ہوش کا درخت سے اُمرود توڑنے پر مجبور ہو جانا
و گوشال حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو
اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشال کا پہنچنا

۱ تسکیر توڑنا۔ دیدن آں بند
یعنی مجھے بند کو آخضر علیہ السلام اور
لوہد کو کھینکتے ہیں آخضر ہاں ری کو
جوام میل اہلب کی بیوی کی گردن
میں تکی اور اس گھر کو جو اس کی کر پر تھا
دیکھ رہے تھے حملۂ الخطب۔ سحہ
جب میں اہلب کی بیوی ام جیل
بنت حرب کے بارے میں حنفہ
الخطب فبخی خیدھا خلیقین
مُسَد آیا ہے مٹی و لکڑیوں کا گھرا
اٹھانے والی ہے اس کے گلے میں
مونگ کی ری سے مضمرین نے اس
کی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا
فرماتے ہیں تاویلیں کی ضرورت نہیں
آخضر و لوہہ چیزیں نظر آتی ہیں۔
۲ تاویل مضمرین نے گھر سے
باہر گھانا پنچوری اور ری سے جہم کا
طوق مر لیا ہے کان ایں۔ ان
چیزوں کا دیدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ
انسان دنیوی حواس ختم کر کے خود
فراموشی اختیار کر لے وایشان۔ ان
تاویل کرنے والوں کے ظاہری ہوش
دھواں ہیں۔

۳ لیک۔ یہاں سے پھر امیر زادہ
کا حال شروع کیا ہے پیش اور زلیہ
کے سامنے آنک۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے
اور بصیرت عطا فرمائی ہے وہ سب
علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید
میں فرق کر لیتے ہیں۔ داند۔ لیکن
اصحاب بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں
کرتے ہیں۔ نجاعت۔ بھوک
گوشت۔ سراسرائی ان بزرگ کو عہد
گشتی کی سراسرائی کہ چوکی کے اہرام
میں ان کا ہاتھ کھلا۔

پنجرہ و آں باد امر و دے ز بخت
 ہوا نے پانچ دن تک کئی امر نہ گریا
 بر سر شاخ مروے چند دید
 اس نے ایک شاخ پر کئی امر دیکھے
 باد آمد شاخ را سر زیر کرد
 ہوا چلی شاخ کو نیچے جھکا دیا
 جوع و ضعف و قوت جذب قضا
 بھوک اور کڑوی اور قضا کی کشش کی طاقت نے
 چونکہ از امر و دے بن میوہ شکست
 جب امر و دے کے رخت سے پھل توڑا
 ہم دریاں دم گوشمالی حق رسید
 نور اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشمالی ہوئی
 مخلصان باشند دایم در خطر
 مخلصین ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں
 عہد راباید وفا اے جان من
 اے جان من! عہد کو پورا کرنا چاہیے
 یا ممکن نذرے کہ نتوانی وفا
 یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے
 نذر راباید وفا در راہ حق
 اللہ تعالیٰ کی راہ میں عہد کو پورا کرنا چاہیے
 عہد ہا بستیم بس در کار ہا
 ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے
 قوت آں کو کہ پایاں آوریم
 وہ طاقت کہاں ہے کہ ہم پورا کریں
 گر نہ فہلت و تگیر ما شود
 اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

ز آتش و عیش صوری می گریخت
 اس کی بھوک کی آگ سے مہر بھاگتا تھا
 باز صبرے کرد و خود را در کشید
 پھر صبر کیا اور اپنے آپ کو دھکا
 طبع را بر خود دل آں چیر کرد
 طبیعت کو اس کے کھلنے پر غائب کر دیا
 کرد زاہد راز نذرش بیوفا
 زہد کو عہد سے بے وفا بنادیا
 گشت اندر نذر و عہد خویش سست
 اپنی منت اور عہد میں کڑھ پڑ گیا
 چشم او بکشد و گوش او کشید
 جس نے اس کی آنکھیں کھل دیں اور کان کھینچے
 اتحانہا ہست در راہ اے پسر
 اے صاحبزادے! راہ میں ان کے بہت امتحان ہیں
 تانمانی شرمسار و ممتحن
 تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو
 بر خطر متشین و بیروں جہ ہلا
 خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل
 لیکن حق تا خود کرا بد سبق
 لیکن دیکھ اللہ تعالیٰ کس کو بقیت کرنے کی توفیق دیتا ہے
 نذر ہا کردیم در سر بار ہا
 بارہا پوشیدہ طور پر متین مانیں
 عاجزیم و ناتوان و مضطرب
 ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں
 وائے برما زانکہ رسوائی بود
 ہم پر افسوس ہے، کیونکہ رسوائی ہو گئی

۱۔ پنجرہ۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے ان میں مہر کی طاقت نہ رہی۔ در کشید۔ یعنی امر و دے سے اپنے آپ کو باز رکھنا۔ طبع۔ یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔ بیوفا۔ ان بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کئی پھل خود کوڑنے کھائیں گے۔

۲۔ امر و دے۔ امر و کار و رخت۔ بشار۔ انہیں اپنی غلطی نظر آگئی۔ مخلصان۔ مشہور مقولہ ہے نزدیک را پیش جو جہلی، جو بارگاہ کے قریب ہوتے ہیں ان کی بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ متحن۔ متحین۔

۳۔ ایک عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ حق سے ہو سکنا۔ عہد۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر دی ہے۔ پایاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گر نہ فہلت۔ اگر ہم نہ پورا کرنے کے لئے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو گا تو احوالہ سبلی ہوگی۔

نذرِ ما ربا وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جڑ دے
عہدِ ما را از کرم دار اُستوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کرنے
عہد چوں بشکست دردم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
چسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
زانکہ فرمودست اوفوا بالعهود
کیونکہ اس نے فرمایا عہدوں کو پھا کر دو
درمیاں آوردہ بے مریم و زر
وہ لاتعداد اور سونا لائے تھے
واندل کہسار مسکن ساختند
وہاں پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا
اتفاقاً دزد چندے ساختند
اتفاقاً چند چھ بھاگے

مقیم کردن شیخ ربا دزد
اس مویش کو چھوٹوں کے ساتھ
داں و بریدن دستش را
ہتم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

پیست از دزد داں بندہ آنجا ویش
وہاں میں اور کچھ زیادہ چھ تھے
بخش می کردند مسروقات خویش
مردمِ شخنہ در افتادند زود
اپنی چھوٹی کا مال بانٹ رہے تھے
کفالت کو خبر نے خبر دینی تھی
شخنہ ۲ حالی عزم آں کہسار کرد
کفالت نے فوراً اس پہاڑ کا قصد کیا
پس بفرمود از غضب جلا درا
پھر غصہ سے جلا دیا
ہم بدانجا پائے چپ و دست راست
اس جگہ بایں پاؤں اور داہنا ہاتھ
دست زائد ہم بریدہ شد غلط
غلطی سے رخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
در زماں آمد سوارے بس گزریں
فورا ایک معزز سوار آیا

۱۔ آنجا۔ یعنی اس علاقہ میں۔

۲۔ مر۔ بے حد۔ مسروقات۔ چھوٹی

ہوئی چیزیں۔ شخنہ کفالت۔ غلام۔

چلتی ہوئی شخنہ۔

۳۔ شخنہ کفالت نے سب اکٹوں

کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلا۔ سزاؤں کو

جاری کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلا دینے

فورا ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایں پاؤں

کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

۴۔ غلط۔ یعنی اس شہر میں کہہ

بھی چھ ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔

درداں۔ کوئی مرد غیب جلا سپاہی پر

چنچا۔

۱

ایں فلاں شیخ ست و ابدال خدا
 یہ فلاں بزرگ اور خدا کے ابدال میں سے ہے
 آل عموال بدرید جامہ تیز رفت
 اس سپاہی نے کپڑے پہنائے اور تیزی سے بھاگا
 شخنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ
 کھڑا کھڑے پاؤں معافی مانگنے آیا
 ہیں جل گن مرمر ازیں کار زشت
 اس برے کام کی مجھے ضرور معافی دیجئے
 گفت امی دافم سبب ایں نیش را
 انہوں نے کہا میں اس دھم کا سبب جانتا ہوں
 من شکستم حرمت ایمان او
 میں نے اس کی قسموں کی حرمت کو توڑا
 من شکستم عہد و دانستم بدست
 میں نے اس کو عہد توڑا اور میں جانتا تھا برا ہے
 دست ماہ پلای ما و مغزو پوست
 ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغزو پوست
 قسم من بودایں خرا کر دم حلال
 یہ میرا نصیب تھا میں نے تجھے معاف کیا
 وانکہ او دانست او فرمانوا ست
 وہ جو جانتا تھا کہ وہ حاکم ہے
 اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو
 بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرندے کے
 اے بسا مرغ غے زمعدہ و منقص
 بسا اوقات پرندہ معدے اور آستوں کی انگلیوں سے
 اے بسا مہی در آب دور دست
 بسا اوقات مچھلی گہرے پانی میں

دست او راتو چرا کر دی جدا
 تو نے اس کا ہاتھ کیوں جدا کیا؟
 پیش شخنہ داد آگاہیش تقفت
 کھڑا کھڑے پاس اس کو فوراً مطلع کیا
 کہ ندانستم خدا بر من گواہ
 کہ مجھے علم نہ تھا، خدا میرا گواہ ہے
 اے کریم و سرور اہل بہشت
 اے بزرگ اور جنتیوں کے سرور
 می شناسم من گناہ خویش را
 میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں
 پس ینیم بردوا درستان او
 اس لئے اس کے حکم انصاف نے میرا گناہ کٹ دیا
 تا رسیداں شوی جرأت بدست
 اس جرأت کی نعمت ہاتھ کو پہنچی
 باد اے والی فدائے حکم دوست
 اے حاکم! دوست کے حکم پر فرما ہیں
 تو ندانستی خرا نبود و بال
 تو نہ سمجھا، تجھ پر وبال نہ ہو گا
 با خدا سامان پیچیدن کر است
 خدا سے الجھنے کا جس کو حوصلہ ہے
 کہ بریدہ خلق او ہم خلق او
 خلق ہی نے اس کا گلا کاٹا ہے
 برکنار بام محبوب قفص
 بالاخانے کے کندے پر بچرے کا قیدی ہے
 گشتہ از حرص گویا خود شست
 خلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسی ہے

۱۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص
 جماعت ہے جلد یعنی کٹ کر۔
 عموال۔ سپاہی۔ تقفت۔ گرم۔ جل
 گن۔ معاف کر دے۔
 ۲۔ گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا
 اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان
 یحییٰ کی فتح ہے قسم عہد۔ یحییٰ
 داتا ہاتھ بدست۔ پہلے مصرع کی
 آخر میں معنی برا ہے اور دوسرے کے
 آخر میں بدست معنی ہاتھ۔
 ۳۔ قسم حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی
 خدا تعالیٰ کہ بڑیہ یعنی خلق کی
 خواہش گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔
 منقص۔ پینٹ کا دروازہ۔ قفص۔
 صاف اور سین دونوں سے منجھ چھوڑ
 دست۔ دور ہوا۔ گہرا۔ شست۔ پھنسی
 پکڑنے کا کاٹنا۔

شوی فرج و گلو رسوا شدہ
شرمگاہ ہر خلق کی بختی سے رسوا ہوئی ہے
از گلوئی رشوتے او زرد رو
رشوت خود، خلق کی جہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے
وقت باز آمد شدہ او یار فسق
واپسی کے وقت، فسق و فجور کا ساتھی بنا ہے

از عروج چرخ شاں شد سید باب
آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانگ بنا
دید در خود کاہلی اندر نماز
کہ انہوں نے اپنے اند نماز میں سستی دیکھی
دید علت خوردن از بسیار آب
زیادہ پانی پینے کو سب سمجھا
آچختال کرد و خدائش داد تاب
ایسا ہی کیا کہ غلے ان کو طاقت عطا فرمائی
گشت او سلطان و قطب العارفین
وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

مرد زاہد را در شکوئی بہ بست
بزرگ انسان کے لئے شکوے کا مظاہرہ بند ہو گیا
صد در دیگر براؤ اشکستہ شد
اس پر دوسرے سینکڑوں مظاہرے کھل جاتے ہیں

کرمت شیخ قطع و زنبیل باقرین او بد دوست در خلوت
نئے شیخ کی کرمت اور تہلیل میں ان کا دونوں ہاتھوں سے جھولی بننا

کرمت معروفش بدیں آفات خلق
ان کو خلق کے مصائب نے اس نام سے مشہور کر دیا
ہیں برو یوالخیر تینا تمیش خواں
جا ابوالخیر تینائی کہہ لے

اے بسا مستور! در پردہ پردہ
بسا اوقات عورت پردے میں چھپی ہوئی
اے بسا قاضی جرنیک خو
بسا اوقات نیک عادت، علامہ، قاضی
اے بسا حاجی بیچ رفتہ بعشق
بسا اوقات عشق کی جہ سے حج میں گیا ہوا حاجی

بلکہ در ہاروت و ماروت آں شراب
بلکہ ہدوت و مروت کے لئے وہ نشہ
بایزید! از بہر ایں کرد احتراز
بایزید نے اسی لئے پرہیز کیا
از سبب اندیشہ کرد آں ذولباب
ان عقلمند نے سبب سو چاتو
گفت تا سائلے نخواہم خورد آب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا
ایں کمینہ جہد او پند بہر دین
دین کے لئے یہ ان کی معمولی کوشش تھی

چوں ۳ برید شد برای خلق دست
جب خلق کی جہ سے ہاتھ کاٹا گیا
آچختنیں باشد چو یک در بستہ شد
ایسا ہی ہوتا ہے جب ایک مظاہرہ بند ہوتا ہے

شیخ قطع گشت نامش پیش خلق
لوگوں میں ان کا نام نکلا شیخ پڑ گیا
گر تو نام اولاش خواہی روان
اگر تو ان کا پہلا نام لینا چاہیے

۱۔ مستور پوشیدہ۔ جہ یہودی
عالم برام عالم سید باب۔ ہزاروں کی
روک نہایت

۲۔ بایزید بطلانی گوا یکبار نماز
میں سستی کا احساس ہوا اس کے سبب
پر غور کیا تو بیان بننے کی کثرت کو سمجھا
چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ
پیوں گا۔ ذیل باب۔ عقلمند۔ تاب۔
طاقت۔ ایں کمینہ دین کی خاطر
انہوں نے یہ اپنی ہی بات کی تھی جس
کی جہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا
فضل کیا کہ اگر قطب العارفین کا وجہ
نہ ہو۔

۳۔ چل نہ بیٹھ بھراں ہی بزرگ
کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ
جانتے تھے کہ ان کی عہد شکنی کی یہ سزا
ہے لہذا انہیں کوئی شکوہ نہ ہوا اسی
وجہ سے قدرت ایک ذریعہ بند کر لی
تو سو نہ کر ڈالیں پیدا فرماتی ہے
قطع۔ یعنی دست بریدہ نکلا۔ کہ تو یہ
بزرگ شیخ قطع کہلائے لگے تھیں ان کا
اصل نام ابوالخیر تھا اور تینا تھے
گاؤں کے کہ ہندو تھے۔

در عرضش اور ایک زائر بیافت

جموہری میں ایک ملاقاتی نے ان کو پلا

گفت اورا کاے عدو جان خویش

انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

ایں چرا کردی شتاب اندر سابق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟

پس تبسم کر دو گفت اکنوں بیا

تو وہ نے ' اور فرمایا اب آجا

تا نیرم من مگو ایں باکسے

جب تک میں نہ مروں یہ کسی سے نہ کہنا

بعد ازاں قوم دگر از رولش

اس کے بعد سوسہ لاکھ لاکھ گھر کے گھونگھریا

گفت حکمت راتو دانی کردگار

انہوں نے فرمایا ' اے خدا تو حکمت کو جانتا ہے

آمد الہامش کہ یک چند بدند

ان کو الہام ہوا ' کچھ لوگ تھے

کہ مگر سالوں بود او در طریق

کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا

من خواہم کال رمہ کافر شوند

میں نے نہ چاہا ' کہ وہ جماعت مگر ہو

ایں کرامت را بکر دیم آشکار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی

تا کہ ایں بیچار گان بد گمان

تا کہ یہ بد گمان پچھلے

من تر اے ایں کرامتہا ز پیش

میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

کہہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جموہی بن رہے ہیں

در عرضم آمدی سر کردہ پیش

تو منہ اٹھائے میری جموہری میں چلا آیا

گفت از افرایط مہر و اشتیاق

اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

لیک مخفی دار ایں ۲ راے اے کیا

لیکن اے بزرگ! اس کو پوشیدہ رکھ

نے قرینے نے حبسے نے خسے

نہ سنا ہی سے نہ دست سے نہ کسی کہینے سے

مطلع گشتند بر با فیدش

ان کے بنے سے باہر ہو گئے

من گنم پنہاں تو کردی آشکار

میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

کاندریں غم بر تو منکرمی خدند

کو اس غم میں تمہارے مگر ہو گئے ہیں

کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

وز ضلالت در گمان بد روند

گمراہی کی وجہ سے بد گمانی میں مبتلا ہوں

کہ دیہمت دست اندر وقت کار

کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

رد گردند از جناب آسمان

آسمانی مگاہ سے مڑھ نہ بنیں

خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

اپنی ذات کے بدلے میں تسلی دیدی ہے

۱۔ غریب جموہری۔ زنبیل۔
تھیلا جس میں فقراء اپنا کھانا وغیرہ
رکھتے ہیں۔ سر کردہ پیش۔ منہ اٹھائے
جناب۔ جلد۔ سابق۔ بڑھتا۔ افراد۔
زیادتی

۲۔ ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تہائی
میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔
پادیش۔ یعنی تہائی میں وہ دونوں
ہاتھوں سے بنے ہیں۔ یک چند۔
کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی تھکے کھنکے کا غم
منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوں۔
مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔
جماعت

۳۔ من خواہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ
نے الہام میں فرمایا کہ تم نے یہ پسند
نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے
بد گمان رہیں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی
ہے۔ جماعت۔ دست۔ یعنی
کٹا ہوا ہاتھ۔ رد۔ یعنی یہ لوگ اگر بد
گمانی کی حالت میں رہے تو ہماری
باگاہ سے مڑھ ہو جائیں گے۔ ان
تر تہائی اور ضرورت کے وقت کٹا ہوا
ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے
نہیں ہے تمہیں تو ہماری ذات سے
پہلے ہی تسلی حاصل ہے

ایں کرامت بہر ایشاں دامت
میں نے تمہیں یہ کرامت ان کے لئے دی ہے
تو ازال بگذشتہ کز مرگ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے
وہم تفریق سر و پائے از تورفت
وہم پاؤں کے جدا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

وایں چراغ از بہر آں بہداشت
اور یہ چراغ میں نے ان کے لئے رکھا ہے
ترسی از تفریق اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو
دفع وہم اس پر رسیدت نیک زفت
وہم کے دفع کی اچھی موٹی اسپر تمہیں مل گئی ہے

سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا
فرعون کے جلاوطنوں کے ہاتھ پاؤں کٹ جانے پر جرأت کا سبب

ساحران رانے کہ فرعون لعلیں
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون ملعون نے جلاوطنوں کو
کہ بیرم دست و پاتاں از خلاف
کہ میں تمہارا دلیاں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا

اُوہی پنداشت کایشاں در ہماں
وہ سوچتا تھا کہ وہ اسی
کہ بُو دشال لرزدہ و تخیف و ترس
کہ ان پر لرزدہ اور خوف اور ڈر ہو گا

اُوہی ۲ دانست کایشاں رستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں
سایہ خود راز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے اپنے سایہ کو مستز کر چکے ہیں
ہاؤں گردوں اگر صد بارشاں
اگر سو بار بھی آسمان کی لو کھلی

اصل ایں ترکیب راچوں دیدہ اند
چونکہ انہوں نے اس بناؤ کی اصل کو دیکھ لیا ہے
ایں ۳ جہاں خواست اند ظن مایست
یہ دنیا خواب ہے، شک میں نہ پڑ

کرد تہدید و سیاست بر زمیں
میدان میں دھمکی اور تنبیہ کی
پس در آویزم ندارم تاں معاف
پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کروں گا

وہم و تخویف اند و سواں و گماں
وہم اور ڈر اور دوسوں اور گلن میں ہیں
از تو بہما و تہدیدیات نفس
جان کی دھمکیوں اور توہمت سے

بر در پیچہ نور دل بنشستہ اند
دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں
چابک و چست و گش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں
خُرد کو بند اندر یں رگزار شاں
ان کو اس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے

از فروغ وہم کم ترسیدہ اند
وہم کی زیادتی سے وہ کم ڈرتے ہیں
گر رود و خواب دے باک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کٹ جائے کوئی پڑا نہیں ہے

۱۔ چراغ یعنی کرامت
تو اس نے یعنی تم ہی مقام سے آگے
بڑھ گئے ہو کہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو
اصل سمجھو اور ان کے فنا ہونے سے
ڈرو۔ اسپر۔ سپر۔ ڈھال۔ نیک
زفت۔ خوب موٹی۔ ساحراں۔ فرعون
نے جلاوطنوں کی جان لینے کی دھمکی
دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان
لے آئے تھے زمین۔ یعنی وہ میدان
جہاں وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے
آئے تھے

۲۔ اُوہی دانست۔ جلاوطنوں کا دل
نور ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اس
جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے
سایہ نیاؤی جسم اور خردی جسم میں شامل
جسم اور سایہ کی کسی ہے بدن۔ لو کھلی
گزار۔ اگر کاف کے زیر سے ہو تو
خاکدان کے معنی میں ہو اور اگر گاف
کے پیش سے تو چمن کے معنی میں
ہے اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ
اس جسم عارضی کی اصل وہ حقیقت
اور ہے بلکہ وہ اس عارضی وجود کو فنا
ہونے کے وہم سے بخوف ہیں۔

۳۔ ایں جہاں۔ جسم عارضی کو اس
جسم سے تشبیہ کر جو انسان عالم
خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھتا ہے
کہ اس عالم خواب میں نظر آنے والے
جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے
جائیں تو اس سے اصل جسم پر کوئی ضرر
نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عارضی
کے ٹکڑے ہو جانے سے اس جسم کو
کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے

گر خواب اندر سرت برید گاڑا
اگر خواب میں بچتی تیرا سر کاٹ دے
گر بہ بنی خواب در خود را دو نیم
اگر تو خواب میں اپنے دو کلاے دیکھے
حاصل اندر خواب نقصان بدن
خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کا نقصان
اس جہاں را کہ بصورت قائم ست
اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے
از رہ تقلید تو کر دی قبول
تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے
روز در خوابی لگو کایں خواب نیست
تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب نہیں ہے
خواب و بیداریت آل مالے عہد
اے مستند! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ
او گماں برودہ کہ ایں دم خفته ام
وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں
کوزہ سج گر گر کوزہ را بشکند
کہاں اگر کسی پیالہ کو توڑتا ہے
گور را ہر گام باشد ترس چاہ
اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے
مرد بینا دید عرض راہ را
بینا انسان نے راستہ کی چوڑائی دیکھ لی ہے
پا وزا نویش نہ لرز دیر دے
اس کا پاؤں اور ان کی دقت نہیں کھپاتے ہیں

۱۔ چکر۔ قنبی۔ عورت۔ دار۔ عوام
میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں
اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعبیر
عمر کی مہاری ہے گفت پیغمبر۔
حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص
نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ دنیا کیا
ہے تو آپؐ نے فرمایا سونے والے کا
خواب ہے پھر اس نے دریافت کیا
کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے
فرمایا ایک جھکے بقد رافاصلہ ہے
ع ازرق وقلید۔ عام انسان تقلیدی
طور پر دنیا کی بات اندازی تسلیم کرتا ہے
اور اولیاءؒ اس سے دیکھتے ہیں۔ روز در
خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی
میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی
خواب ہی ہے حضورؐ نے فرمایا ہے
لوگ نیند میں ہیں جب سر سے بیدار
ہو جائے گے سب عام دنیا اور اس
کے موجودات سب خود باری کی فرغ
اور سایہ ہیں۔ خواب و بیداری۔ مولانا
نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شب
ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو
اس کے بعد حالت خواب کو کیا کہا
جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ
انسان حالت خواب میں دیکھتا ہے کہ
وہ بیدار تھا اور سویا ہے جس طرح
خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی
طرح اس عالم کی بیداری اور خواب کو
سمجھو۔
سج کوزہ۔ خدا جسم کا بنانا۔ والا
ہے اگر وہ جسم کو فنا کرتا ہے تو جب
چاہتا ہے پھر بنادیتا ہے۔ کہہ اندھا
خطرات سے ڈرتا ہے۔ بنانا۔ بنانا
ہے اسی طرح جن کو چشم بصیرت
حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے
نہیں ڈرتے ہیں۔ مغاک۔ گڑھ۔



خیز! فرعون! کہ ما آں نیستیم کہ بہر بانگے زغولے پیستیم
اے فرعون! کھڑا ہو جا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں کہ چلاوے کی ہر آواز پر ہم ٹھہریں
خرقہ مارا بدر دو زندہ ہست ورنہ مارا خود برہنہ تن بہ است
ہماری گدڑی چلاوے سینے والا موجود ہے ورنہ ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے
بے لباس ایں خواب را اندر کنار خوش بگریم اے عذوق ناکار
بغیر لباس کے اس نیند کو بغل میں خوشی سے لیں گے اے ملائقہ دُعا
خوشر از تجرید از تن وز مزج نیست اے فرعون بے الہام گنج
بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار نہیں ہے بغیر الہام کے اے آفت فرعون!

شکایت ۲ کردن اُستر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می افتم
لوٹ سے خیر کا شکایت کرنا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
وتو نمی آفتی الا بنا در و جواب گفتن آں
اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اس کا جواب دینا

گفت اُستر با شتر کاے خوش رفیق و در فراز و شیب و در راہ دقیق
خیر نے لوٹ سے کہا 'اے اچھے ساتھی! اونچے اور نیچے اور تنگ راستے میں
تو نیای در سر و خوش می روی من ہی آیم بسر در چوں غوی
تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے اچھی طرح چلتا ہے میں گمراہ کی طرح سر کے بل گرتا ہوں
ایں سبب را باز گویا من ز چیست تا بدنام من کہ چوں باید بزیست
مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے تاکہ میں جان لوں کہ کس طرح جینا چاہیے؟
گفت ۳ از چشم تو چشم من یقین بگماں روشن ترست و تیز بین
اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھ سے یقیناً بلاشبہ زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے
بعد از اں ہم از بلندی ناظرم زیں سبب در رو نیستم حاضرم
اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں زیں سبب میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں
گفت چشم من ز تو روشن ترست بعد از اں ہم از بلندی ناظرست
اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں سے زیادہ روشن ہیں بعد از اں ہم از بلندی ناظرست
چوں بر آیم بر سر کوہ بلند اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والی ہیں
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں آخر عقبہ بہ پیغم ہوشمند
عقلندی سے گھاٹی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

۱ خیر فرعون! پھر مولانا نے چاروں کی بات شروع کی ہے غول۔ چلاوے کی آواز بے حقیقت ہوتی ہے خرقہ یعنی یہ جسم عصری جو روح کا لباس ہے ورنہ اگر اللہ تعالیٰ جسم عصری نہ عنایت فرمائے گا تو روحانی وجود ہی بہتر ہے بے لباس۔ پہلے شعر کی تالی مصرع کی علت ہے یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے تفکر ہو گئے۔ خوشتر۔ یعنی روحانی زندگی ہمارے لئے الہام خداوندی کی وجہ سے خوشتر ہو گئی ہے۔

۲ شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیاوی خطروں میں مبتلا نہیں ہوتے ہیں۔ اب اس قصہ سے اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔ اُستر۔ خیر۔ غوی۔ گمراہ۔
۳ گفت۔ لوٹ نے جواب دیا کہ میں پیش نبی سے کام لیتا ہوں اور انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے ٹھوکریں نہیں کھاتا ہوں یہی صودت ان لوگوں کی ہو جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ آخرت پر نظر رکھتے ہیں۔ حاضر۔ یعنی میں موجود ہوں، دیکھ لے میری حالت سے میری بات کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور بلندی لوٹ گردن اٹھا کر دیکھ لیتا ہے عقبہ پہاڑی کھائی۔

۱۔ عمار ٹھوکر کھانا۔ دانہ یعنی چری نظر انجام پھینکے۔ ستوری تیرے لئے اچھا لباس یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں۔ غرضیکہ اللہ اور کام کی مثال پھر اور لوث کی سی ہے۔

۲۔ چلن کشن۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے چاندروں کو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شک ماہ میں پھر میں یہ کیفیت پیدا کرتا ہے کہ وہ غذا کے اجزاء کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے تاچہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرماتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرماتا ہے۔

۳۔ جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے۔ اس زمانے انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو رات کا شہد حواس نورانیت آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزاء بدن نورانیت آئیں گے۔ عمار کا سینہ ہے لوث۔

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
پھر راستہ کی سب نیچائی اور اونچائی
ہر قدم من از سر بینش نہم
میں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھتا ہوں
تو بہ بنی پیش خود یک دوسہ گام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے
یَسْتَوِی الْأَعْمٰی لَلْبَصِیْرِ
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے

چوں جنیں را در شکم حق جاں دہد
جب اللہ تعالیٰ پیٹ کے پچہ میں جان ڈالتا ہے
از خورش او جذب اجزا می گند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے
تاچہل سالش بجذب مجرودا
چالیس سال تک اجزاء کیے جذب کرنے کا
جذب اجزا رُوح را تعلیم کرد
اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی
جامع ۳۱ این ذرہا خورشید بود
ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا

آں زمانے کا ندر آئی تو ز خواب
جس وقت تو خواب سے نکل کر اپنے اندر آئے گا
تبدیلی کال از و غائب نشد
حتی کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے

دیدہ ام را و انما ید ہم الہ
اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے
از عمار و وفادان وار ہم
ٹھوکر کھانے اور کرنے سے نجات پا جاتا ہوں
دانہ بنی و نہ بنی رنج دام
دانہ کو دیکھ لیتا ہے جال کی تکلیف نہیں دیکھتا ہے

فِي الْمَقَامِ وَالنَّزُولِ وَالْمَسِيرِ
ظہر نے اور اترنے اور چلنے میں
جذب اجزا در مزاج او کند
اس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے

تار و پود جسم خود را می تند
اپنے جسم کا تار پود تار تار ہے
حق حریصش کردہ باشد در نما
نشوونما میں اللہ تعالیٰ اس کو حریص کر دیتا ہے
چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
یکساں شاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

بے غذا اجزات را دند رُود
وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو چن لیتا جاتا ہے
ہوش و حسن رفتہ را خواند شتاب
وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلا لے گا
باز آید چوں بفر ماید کہ غد
وہ واپس آجائے گا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوث



اجتماع! اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدش باذن اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسید ہو جانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء
و در ہماں دم مرگب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام
کا جمع ہو جانا اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

ہیں عزیرؑ پر درنگر اندر خرت ۲
ہاں اے عزیر! اپنے گدھے کو دیکھ
پیش تو گرد آدم اجزش را
میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کروں گا
دست نے و جز و برہم می نہد
ہاتھ نہیں ہے اور اجزاء کو جمع کر دیتا ہے
در نگر در صععت پارہ زنی
در نگر در صععت پارہ زنی
پہنڈ لگانے والے کی کانٹنی کو دیکھ
ریسمان و سوزنے نے وقت خرز
پینے وقت نہ دھاگا ہے نہ سولی
چشم بکشا چشم را پیدا بہ بین
آنکھ کھل حشر کو کھلے طور پر دیکھ لے
تا بہ بنی جامعیم ۳ را تمام
تاکہ تو میرے جمع کرنے کو بھا دیکھ لے
ہچنماں کہ وقت خفتن ایمنی
جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے
بر خواں خود نہ لرزی وقت خواب
سوتے وقت تو حواس کے ختم ہونے پر نہیں لڑتا ہے

جوع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش
ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا
بود شیخ رہنمائے پیش ازین آسمانی شمع بر رُوئے زمیں
اب سے پہلے ایک ماہیما شیخ تھے جو روئے زمین پر آسمانی شمع تھے

۱ اجتماع قیامت میں انسان
کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اس طرح
جمع ہو جائے گے جیسے کہ حضرت عزیرؑ
کے گدھے کے اجزاء جمع ہو گئے
تھے عزیرؑ ایک پیغمبر تھے جن کا ذکر
سورہ قمر کی آیتوں اَوَّلُ كَلِمَتِي مَوْ
عَلٰی قُرْآنِ اِن شِیْءٌ بِسَیْکَہِ رِیْانِ
یعنی پر سے گزرتا تو انہوں نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا تو اس کو کیسے آباد
کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہدایت
کے گدھے پر فوراً موت طاری کر دی
سو بس تک مدہ حال میں رہے
اور پھر ان کو زندہ کر دیا اس عرصہ میں
گدھا بالکل مر گیا چکا تھا۔ حضرت
حق نے اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور وہ
پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اسی طرح میں
اسی بہی کا آباد کروں گا۔
۲ خرت یعنی توبہ کے گدھے کو
کیکل مر چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کر دیا
گیا۔ دست نے حضرت حق کا
انسانوں کا سامنا نہیں ہے۔ پارہ زن
پہنڈ لگانے والا یعنی خدا تعالیٰ۔ خرز
سینا و زخمین۔ حشر۔ قیامت کے
میدان میں جمع ہونا۔ یوم۔ دین۔
قیامت کا دن۔
۳ جامعیم۔ یعنی میں قیامت
میں اجزاء کو کس طرح جمع کروں گا۔
اجتماع۔ ٹکڑوں میں پڑنا۔ ہچنما۔ انسان
جب سوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس
جاگتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے
سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اس کو یقین
ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آ
جائے گا اسی طرح اگر قیامت کی
زندگی کا یقین ہو جائے تو انسان موت
سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ جوع پہلے نائے
دنیوی برغم کرنے کا بیان تھا اس
سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے
ہیں۔

چوں! پیغمبر در میان امتاں
آمتوں میں پیغمبر کی طرح
گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
آنحضرت نے فرمایا کہ پیرو شیخ
یک صباے گفتش اہل بیت او
ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا
ماز بجر و مرگِ فرزندان تو
آپ کی ولادت کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم
تو نمی گری نمی زار چرا
آپ کیوں گری یہ ہزاری نہیں کرتے
چوں! ترا حتم نہ باشد در دہول
جب آپ کے اندر دم نہیں
ما با امید تو ایم اے پیشوا
اے پیشوا ہمیں آپ سے اس ہے
چوں بیاریند روز حشر تخت
چوں حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے
در چنجاں روز و شب بے زہنہار
ایسے بے پناہ روز و شب میں
وَسْتِ ما و اہن تست آں زماں
اس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہو گا
گفت پیغمبر کہ روزِ رستخیز
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
من شفیع عاصیان باشم بجای
میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفارشی ہوں گا
عاصیان و اہل کبار را بچند
گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے

در کشائے روضہ دارالجنان
جنت کے باغ کا در کھولنے والے
چوں نبی باشد میان قوم خویش
اپنی قوم میں نبی کی طرح رہتا ہے
سخت دل چونی بگوائے نیک خو
اے نیک عباد! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں
نوحہ می آریم با پشت دو تو
بادجو دہری کر ہو جانے کے روتے ہیں
یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
اے بزرگ کیا آپ کھل میں شفقت کا دہیں گے
پس چہ امیدست ماں از تو کنول
تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے
کہ نہ بگوازی تو مارا در فنا
کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے
خود شفیع ماتولی آں روز سخت
خود سخت دن آپ اہل سفارشی کرنے والے ہوں گے
ما با اکرام تو نیم امیدوار
ہم آپ کے گرم کے امیدوار ہیں
کہ نماند هیچ مجرم را لال
جبکہ کسی مجرم کے لئے لال نہ رہے گی
کے گزراں مجرموں کو رہا کب چھوڑوں گا
میں مجرموں کو رہا کب چھوڑوں گا
تارہاںم شال زا شکبہ گراں
تاکہ ان کو بھاری شکبہ سے چھڑا دوں
دار ہاںم از عتاب نقض عہد
دار ہاںم کے توڑنے کے غصہ سے نجات ملاؤں گا

۱۔ چوں پیغمبر اولیاء اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے امت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔
۲۔ زار زار۔ جنت صلاحت کی جگہ۔
۳۔ چوں ترا حتم نہ باشد در دہول۔ جب تم میں دم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیاریند فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرنے لگے۔
۴۔ بے زہنہار۔ بے لال۔
۵۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد۔ ازل میں عہدیت کا عہد کیا تھا گناہوں کا اور کمال عہد کھڑا ہے۔

صالحان اُمّت خود فارغ اند
میری امت کے نیک خود قادر ہیں
بلکہ ایشان راشقا عتہا بُود
بلکہ خود ان کی سفارشیں ہوں گی
بچ وازر وزیر غیرے برندا شست
تسکی بوجھ اٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے
پنکھ بے وزرست شیخ ست امچوال
اے جوان جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے
شیخ کہ بُود پیر یعنی موسیٰ پید
شیخ کون ہوتا ہے بڑھا یعنی سفید بالوں والا
ہست آل موئے سیہ ہستی او
وہ کالا بال اس کی ہستی ہے
چونکہ ہستیش نماںد پیر اوست
جب اس کی ہستی نہ رہی وہ بڑھا ہے
ہست آل موئے سیہ وصف بشر
کالا بال بشری صفات میں
عیسیٰ اندر مہمد بردار و نفیر
حضرت عیسیٰ گہولے میں اعلان کرتے ہیں
چوں کیے موسیٰ سیہ کال وصف ماست
جبکہ ایک کالا بال جو تہاوی صفت ہے
چوں بُود مولیش سپید اربا خودست
جب اس کے سفید بال ہوں اگر اس میں خونی ہے

از شفا عتہائے من روز گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے
گفت شال چوں حکم نافذ میرود
ان کد بات چالو حکم کی طرح چلے گی
من نیم و از رخدا یم بر فراشت
میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے بلند کر لیا ہے
در قبول حق چو اندر کف سے کمال
وہ شفا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان
معنی ایں موبداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے
تا ز ہستیش نماںد تار مو
تاکہ اس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے
گر سیہ موباشد ویا خود دو موسست
خود وہ سیہ بالوں والا ہو یا بھجری بالوں والا
نیست آل موسیٰ ریش و موسیٰ سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کی بال نہیں ہے
کہ جوال ناگشتہ ماتیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں
نیست بروئے شیخ و مقبول خداست
اس میں نہیں ہے وہ شیخ اور خدا کا مقبول ہے
اُونہ پیرست و نہ خاص ایز دست
وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے



س و صف بشریت نے اوصاف عیسیٰ پچھن میں شیخ و پیر تھے۔ چوں بُود اگر انسان میں
خودی ہے تو خواہ بال سفید ہوں وہ شیخ اور پیر نہیں ہے بزرگی بہ عقلست نہ سال ہو۔

۱۔ قادر اند یعنی نیک لوگوں کو
اس کی ضرورت نہ ہو گی کہ انہیں
عذاب سے بچانے کے لئے
شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت
سے ان کے مراتب بڑھیں گے۔
گفت شال یعنی جناب میں اس
کی عرض ضرور مقبول ہوگی۔ وار
بوجھ اٹھانے والا نہ ہو کہ نہ
وار نہ گشت اشعد میں انبیاء و رحمتہ
للعالمین کہا تھا اور ان کی شفاعت کا
ذکر تھا، اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ
شفاعت میں دوسرے کی ذمہ داری
اسے تو لینا ہے اور آیت ولا تنوز
و ولا تزنوز و لا تحوی عن مثالی ہے
کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کئی بوجھ
اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا
سکتا ہے مولانا آخضر علیؒ کی ربانی
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا
مفہوم تو یہ ہے کہ کئی بوجھ اٹھانے
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میں تو بوجھ اٹھانے
ہوں خدا نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے لہذا
میں دوسروں کو بوجھ اٹھانے کا
حاصل آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو
مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ
ہے وہ نہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مشا
زیہ نے گناہ کیا ہو اور مردوں کی سزا
ملے نہیں ہوگا۔

۲۔ اند کف جس طرح کمان
ہاتھ کی تار ہوتی ہے اسی طرح شیخ
اللہ کی مرضی کے تابع ہے ہستی اور
یعنی شیخ اس کو کہتے ہیں جو بڑھا ہو
یعنی اس کے بال سفید ہو گئے ہوں
کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ
کالے بال سے مراد اس کا وجود
اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا
ہو۔ دوسرا یعنی جس کے بال کالے
اور سفید ملے جملے ہوں۔

گر رہید از بعض اوصاف بشر
اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے
وَرَسر مہی زو صفش باقی ست
وَرَسر مہی کا بال برابر وصف باقی ہے
ماہمہ اُمیدواران تو نیم
ہم سب آپ کے امیدوار ہیں
لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی
لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں
یا مگر خود دل نمی سوزد خرا
یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے
شیخ بُود کھل باشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہو گا اور پسر ہو گا
نیست از عرش و سما آفاقی ست
وہ آسمانی اور عرشی نہیں ہے دنیا دار ہے
ریزہ چین رحم و احسان تو نیم
آپ کے رحم اور احسان کے ریزہ چین میں ہیں
بہر فرزندان چرا بے رقتی
اولاد کے بارے میں بے رقت کیوں رہیں
باز گو اے شیخ بلما ماجرا
اے شیخ! ہمیں قصہ بتائیے

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ فرزندان
اولاد کی موت پر کہ نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اُورا مپندار اے رفیق
شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ
برہمہ گفتار مہر رحمت ست
تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
برسگانم رحمت و بخشایش ست
میرا کتوں پر بھی رحم اور رحمت ہے
آں سگے کہ می گزد گویم دُعا
وہ کتا جو کتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں
ایں سگال را ہم دران اندیشہ دار
ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما
زاں سہ فرستاد انبیاء را بر زمین
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء بھیجے
خلق را خواند سوی درگاہ خاص
وہ لوگوں کو خاص صہار کی طرف بلائے ہیں
کہ ندادم رحم و مہر و دل شفیق
کہ مجھ میں رحم و مہر و شفقت کرنے والا نہیں ہے
گرچہ جان جملہ کافر نعمت ست
اگرچہ سب کی جان اللہ کی نعمت کی کافر ہے
کہ چرا از سنگہا شال مالش ست
کہ چہرہ سب کیوں ان کی پٹلی ہوتی ہے
کہ ازیں خوا رہا ش اے خدا
کہ اے خدا اس عادت سے اے بچا
کہ نباشند از خلافت سنگسار
کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں
تا کند شال رَحْمَةً لِلْعَالَمِینِ
تاکہ ان کو جہان والوں کے لئے رحمت بنائے
حق را خواند کہ وافر کن خلاص
اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کا عام کردے

یعنی دل کی نرمی۔
رفیق۔ یعنی نیکو دلی جس نے سوال کیا
تقدیر ہے۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر
بھی رحم آتا ہے اگرچہ وہ اللہ کی
نعمتوں کے کافر ہیں۔ برسگان۔
لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں
کتوں پر بھی رحم آتا ہے

۲۔ آں سگے چونکہ کتا کتا ہے
اس لئے وہ ذلیل کھاتا ہے ہم دعا
کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بدعات
چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا
کر دے جس کے نتیجے میں وہ سنگسار
نہ ہو۔

۳۔ زان۔ انبیاء سب کے لئے
رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی
طرف ان کے فائدہ کے لئے بلائے
ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے
لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

چہد ہنماید ازیں سو بہر پند
اس جانب صحت کے لئے کوشش کرتا ہے
رحمت جزوی بود مر عام را
عام انسانوں میں جزوی رحمت ہوتی ہے
رحمت جزو ش قریں گشتہ بکل
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہو گئی ہے
رحمت جزوی بکل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جز جا
تا کہ جزو ست ۲ اوند اند راہ بحر
جب تک جزوی رحمت ہے سند کا تو نہیں جاتی ہے
چوں نداند راہ یم کے رہ برد
جب وہ سند کا راستہ نہیں جانتا ہے راستہ کیسے چلے
متصل گرد دہ بحر انگاہ او
وہ سند سے اس وقت وابستہ ہو گا
در گند دعوت بتقلیدے بود
اگر وہ دعویٰ کرے تو محض تقلیدی ہو گا
گفت پس چوں رحم داری برحمہ
اس نے کہا جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے
چو نداری نوحہ بر فرزند خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟
چوں گواہ ۳ رحم لشک دیدہ ہاست
جبکہ رحم کے گواہ آنکھوں کے آئو ہیں
شیخ دانا زیں عتابش گرم شد
عقلمند شیخ اس کے اس غصہ سے گرم گئے
رو بزن کرد و بگفتش اے عجز
برصیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بھڑی

چوں نشد گوید خدا یا در مہند
جب مفید نہیں ہوتی تو کہتا ہے خداوند خداوند نہ کر
رحمت کلی بود ہتمام را
غفور میں کلی رحمت ہوتی ہے
رحمت دریا ست ہائی سبیل
ہیا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنے والی ہے
رحمت کل را تو ہادی بین و رو
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ اور چل پڑ
ہر غدیرے را گند اشباہ بحر
ہر تالاب کو سمند کے مشابہ بنا دیتی ہے
سوی دیا خلق را چوں آورد
ہیا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟
رہ برد تا بحر پہچوں سیل و جو
جبکہ بہاؤ نہر کی طرح سمند تک راستہ طے کرے
نزعیاں و وحی و تائیدی بود
مشاہدہ اور وحی اور تائید خداوندی سے نہ ہو گا
پہچو چو پانی بگرد ایں رزمہ
تم اس ریڑ کے چاہوں طرف گزریہ کی طرح ہو
چونکہ فضا داخل شال زوبہ نیش
جبکہ موت کے فضا نے ان کے نثر ملا ہے
دیدہ تو بے غم و گریہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں
در سخن یک بارہ بے آرم شد
بات کرنے میں یکبارگی بے قابو ہو گئے
خود نباشد فصل دے پہچوں تموز
موسم نہیں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

۱۔ در مہند یعنی اے خدا تو قوتیں کا
مظاہرہ بند نہ کر رحمت جزوی۔ ہر
انسان کے دل میں تجویزی رحمت
ضرور ہوتی ہے۔ ہتمام فکر مند یعنی
شیخ جو امت کا مہمند ہوتا ہے اس
میں کلی رحمت ہوتی ہے قریں گشتہ۔
رحمت کلی حاصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن
شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکل اللہ
تعالیٰ سے وابستہ کر لیا ہے لہذا اس کی
رحمت بھی رحمت کلی ہے بکل پیوستہ
شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو
وابستہ کر لے۔

۲۔ تا کہ جزو ست۔ جب انسان
میں جزوی رحمت ہے وہ رحمت کلی کو
نہیں پہچانتا ہر کس کو تا کہ اس کی رحمت کلی
سمجھ بیٹھتا ہے۔ غدر۔ تالاب۔
سوئے ہیا۔ یعنی رحمت کلی۔ گند۔
اگر تائید شیخ کچھ کہے گا بھی تو وہ محض
تقلید ہوگی اس کا مشاہدہ نہ ہو سکتا۔
مولانا دوحی بلکہ الہام مراد لیتے ہیں۔
گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا فضا۔
رگ کھولنے والا۔ جل۔ موت۔ نیش۔
نثر۔

۳۔ گواہ رحم آنکھ کے آنسووں
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔
عتاب۔ بھڑی کے ہمت آزمائش۔
بے آرم۔ خود نباشد یعنی
سبب انسان یکساں نہیں ہیں۔

غلب و پنہاں زہشتم دل کے اند
دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں
از چہ زور و زور را کنم ہچموں تو ریش
تو کس جہ سے تیری طرح چہے کوئی کرد؟
با من اندو گرد من بازی گناں
وہ کھینچے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف میں
با عزیز ائم وصال ست و عناق
میرا تو عزیزوں سے وصال اور معاف ہے
من بہ بیداری ہی بنیم عیاں
میں ان کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں
برگ حسن را از درخت افشاں گنم
حاصل کے پھل کو درخت سے چھڑا دیتا ہوں
عقل اسیر روح باشد ہم بدل
سمجھ لے عقل روح کی پابند ہے
کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد
لچھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیا
ہچو خس بگرفتہ روی آب را
نکھوں کی طرح پانی کی طرح کو گھیر لیا ہے
آب سے پیدا می شود پیش خرد
عقل کے سامنے پانی کل جاتا ہے
خس چو یک سورت پیدا گشت آب
کڑا جب ہٹا پانی کل گیا
خس فراید از ہوا بر آب ما
ہمارے پانی پر ہوا ہوں کی جہ سے کڑا بڑھ جاتا ہے
آں ہوا خنداں و گریاں عقل تو
وہ ہوا (ہوس) مسکراتی ہے اور تیری عقل روٹی ہے

جملہ اگر مُردند ایشاں ورے اند
وہ سب اولاد خلوہ مردہ ہوں یا زندہ
من چو نیم شال معین پیش خویش
میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں
گرچہ بیرون انداز دور زمان
اگرچہ دور زمانے کے پکرے باہر نکل گئے ہیں
گریہ از ہجران یو یا از فراق
دعا تو چھوٹ جانے اور جدائی کی جہ سے ہوتا ہے
خلق اند خواب می بیند شال
لوگ ان کو خواب میں دیکھتے ہیں
زں جہاں خود را دے پنہاں کنم
میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں
حسن اسیر عقل باشد اے فلاں
اے فلاں! حاصل عقل کے پابند ہیں
دست بستہ عقل را جان باز کرد
روح نے بکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا
جسہا و اندیشہ بر آب صفا
حاصل اور افکار نے صاف پانی پر
دست عقل آں خس بیک سوی برو
عقل کا چھاس کوڑے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے
خس بس آئینہ بود بر جوہوں حباب
نہر پر بلبلوں کی طرح کڑا بہت سا تھا
چونکہ دست عقل نکشاید خدا
جب تک اللہ تعالیٰ عقل کے چاھ نہ کھولے
آب را ہر دم گند پوشیدہ او
وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

۱۔ ایشاں۔ دل کی آنکھیں مردوں اور
زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چو نیم
میں مردوں کو بھی مجسم اپنی نگاہوں
سے دیکھتا ہوں تو پھر فوج کبے کر۔
گریہ رونے کی جہ ہجر و فراق ہے
جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کود
رہی ہے تو پھر رونے کی کیا جہ ہے
۲۔ خلق۔ عام لوگوں کو مردے
خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری
میں بھی نظر آتے ہیں زیر جہاں۔
نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار
ہو جاتے ہیں تو مردے نظر آنے لگتے
ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری
حواس کو معطل کر دیتا ہوں تو وہ نظر
آ جاتے ہیں۔ حسن۔ حواس عقل کے
پابند ہیں اور عقل روح کے تابع ہے
عقل عقیدہ ہوتی ہے جب روح اس
کے موافق زائل کر دیتی ہے تو پھر اس
میں جلا پینا ہو جاتی ہے روح پر جب
تک دنیوی خیالات کا غلبہ ہوتا ہے وہ
اداکات سے محروم رہتی ہے جب
دنیوی خیالات کے خس و خاشاک
سے صاف ہو جاتی ہے تو اس کو باطنی
اداکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔
۳۔ آب۔ یعنی روحانی اداکات۔
حباب۔ بلبل۔ چونکہ اگر خداوندی
توفیق شال حال نہ ہو تو نفسانی
خواہشات اداکات سے مانع رہتی
ہیں۔ آں۔ اہل انسان تباہ ہوتا ہے
خواہشات مسکراتی ہیں اور عقل روٹی ہے

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا

جب ہیر مکی نے ہوا (ہوں) کھلے ہاتھ ہمدردی

پس! حواسِ چیرہ محکوم تو شد

غالب حواسِ تیرے محکوم بن جاتے ہیں

حسنِ را بے خواب خواب اندر گند

وہ عقلِ حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا

وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہرغ دو دست عقل را

اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھل دیتا ہے

چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

جب عقل تیری سرور اور مخدوم بن جاتی ہے

تا کہ غیبتہا زجاں سر برزند

یہاں تک کل دیکھی باتیں مدح میں سے سر اٹھتی ہیں

ہم ز گردوں بر کشاید باہما

آسمان کے مدارے بھی کھل جاتے ہیں

۱۔ پس۔ جب انسان عقل کے

تالاب ہوتا ہے تو حواسِ ظاہری اس کے

محکوم بن جاتے ہیں۔ جس انسان کو

نیند کی حالت میں خواب ہی لئے نظر

آتے ہیں کہ حواسِ ظاہری محکوم ہو

جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر

چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے مگر جب عقل

کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی

حواسِ محکوم کو دیتی ہے اور وہ چیزیں

اس کو بیداری میں نظر آتی ہیں جو

کہ وہ خواب میں دیکھ چکا تھا۔

۲۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے

کہ حواسِ ظاہری کے ہوتے ہوئے

بھی حواسِ ظاہری کے مددکات

حاصل ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ تاہم۔

تعمد گری کا مہینہ ہے مصحف۔

قرآن پاک۔ راست حج، بالکل یہ

تاہم کی تاکید ہے۔

۳۔ اندیشہ یعنی یہ خیال کہ تاہم

کے گھر میں قرآن کیوں ہے آئینہ۔

یعنی میں اس قدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ

مجھے تکلفی سے سوال کر سکوں۔ حرج۔

عقلی نزع کشادگی۔

قصہ ۲ خواندنِ شیخ ضریرِ قرآن را از رہی مصحف و در

ایک تابیہ شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور

وقتِ خواندنِ قرآن پینا شدن باذن اللہ تعالیٰ

قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پینا ہو جانا

دید در بغداد یک شیخ فقیر مصحفی در خانہ پیر ضریر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں ایک تابیہ پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

گشت ضیفش و تموز پڑ سوز ہر دو زاہد جمع باہم چند روز

دلوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

چونکہ تابیہ ناست اس درویش راست چونکہ تابیہ ناست اس درویش راست

کیونکہ یہ مدویش تو بالکل تابیہ ہے کہ جو او را نیست اینجا باش بود

کہ اس جگہ تو اور کسی کا رہن سہن ہے من نیم گستاخ یا آ میختہ

میں شوخ یا گھلا ملا نہیں ہوں میں شوخ یا گھلا ملا نہیں ہوں

تا صبرے بر مرا دے برز نم تاکہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں

کشف شد کالصبر مفتاح الفرج کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

معاہدہ کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

صبر کردو بود چندے در خرج صبر کر دو بود چندے در خرج

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

صبر کردو بود چندے در خرج صبر کر دو بود چندے در خرج

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

صبر گنج ست اے برادر صبر گن ناشفا یابی تو زیں رنج کہن
اے بھائی! صبر خزانہ ہے، صبر کر تاکہ تو اس پہلے غم سے شفا حاصل کر لے
صبر تلخ ست و بر او شکر ست صبر سونے کشف ہر ترس و بہت
صبر کرنا ہے اس کا پھل شکر ہے صبر، ہر مذ کے کھلنے کا ماہر ہے

صبر کروں لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از
لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے
آہن راست میگرداں سول بایں نیت کہ صبر از سول موجب فرج و راحت ست
حلقے بنا رہے ہیں اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

رفت لقمان سوی داؤد نبی حلقہ می کرد او ز پولاد آبی ۲
حضرت لقمان داؤد نبی کے یہاں گئے وہ تخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے
جملہ را با یک دگر در می گنبد ز آہن و پولاد آل شاہ بلند
سب حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے لوہے اور فولاد سے وہ شاہ عالی
صنعت زرا و او کم دیدہ بود در تحیر ماند و سواش فرود
ان لقمان نے زہ بنے والے کی کارگیری نہ دیکھی تھی وہ حیران رہ گئے اور دوسے بڑھ گئے
کایں چه شاید بود واپرسم ازو کہ جی می سازد حلقہ تو بتو
کہ یہ کیا بنے گا، ان سے پوچھوں کہ وہ مثل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟

باز با خود گفت صبر اولی تر ست صبر با مقصود زو تر رہبر ست
پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے صبر، مقصد کا تیز راہنما ہے
چوں نہ پرسی زود تر کشف شود مرغ صبر از جملہ پڑاں تر رود
اگر تو پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائے گا صبر کا پند، تمام پندوں سے تیز اُٹتا ہے
در ۳ بہ پرسی دیر تر حاصل شود سہل از بے صبریت مشکل شود
اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا تیری بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائے گا
چونکہ لقمان تن بزد ہم در زماں شد تمام از صنعت داؤد آل
چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے وہ کام حضرت داؤد کی کارگیری سے مکمل ہو گیا
پس زہ سازید و در پوشید او پیش لقمان حکیم صبر خو
تب انہوں نے زہ بٹیل اور اس کو پہنا صبر و دانا لقمان کے سامنے

۱۔ صبر گنج ست۔ صبر تلخ ست۔ گن
بر شیریں داند۔ صبر کرنا۔ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمان نے
صبر کیا تو جہل میں سول پیدا ہوا تھا وہ
خود خود حل ہو گیا۔

۲۔ آبی۔ انکار کرنے والا یعنی وہ
تخت فولاد تھا۔ می گنبد۔ یعنی
حضرت داؤد ان حلقوں کو ایک
دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زہ۔
زہ بنانے والا اس چیلے کی بنائیا
جلد ہا ہے۔ زہ۔ زہ۔

۳۔ بہ پرسی۔ بے صبری سے کام
گیز جاتا ہے۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔
صنعت کارگیری۔

گفت ایں نیکو لباس ست اے فتی
فرمایا اے جان! یہ اچھا لباس ہے
گفت لقمہاں صبر نیکو ہمہدست
لقمان نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے
صبر را با حق قرین کر دے افلاں
اے فلاں صبر کو حق کا ساتھی بنالیا ہے
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کیمیاؤں پیدا کی ہیں
آخر والعصر را آگہ بخواں
ہوش سے والعصر کا آخر پڑھ لے
کیمیائے ہچمو صبر آدم ندید
صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصہ نایبنا و مصحف خواندن آں بنظر

نایبنا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مرد مہماں صبر کرد و ناگہاں
مہمان غصہ نے صبر کیا اور اچانک
نیم شب آواز قرآن را شنید
اڑی رات کو قرآن کی آواز سنی
کہ مصحف کو رمی خواند درست
کہ نایبنا قرآن کو دیکھ کر حیرت پڑھ رہے ہیں
گفت چوں کہی عجب بے چشم و نور
کہا جبکہ آپ نایبنا ہیں بغیر آنکھ اور روشنی کے
انجی می خوانی برآں افتادہ
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں اسی پر ہوتے ہیں
اصبت در سیر پیدا می گند
رفتہ میں آپ کی اٹلی غبار کئی ہیں
گفت اے گشتہ زجہل ستن جدا
انہوں نے کہا کہ جو دوسری جہالت سے جلا دیا ہے
من رزق در خواستم کاے مستعالم
میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے مددگار

اول والعصر را آگہ بخواں
میر و تو اخص و بلفظی و تو اخص
بلفظ آگاہ نہیں نے اسی حق
کی وصیت کی کہ صبر کی وصیت کی تھی
اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت
ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی
نگہداشت ضروری ہے کیلئے کیمیا
تجربے کی حقیقت کو بدل دینی ہے اسی
طرح صبر مصائب کو راحتوں میں
تبدیل کر دیتا ہے
۲۔ کہ مصحف وہ نایبنا دیکھ
کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت
پڑھتے تھے اس پر سچ اٹلی رکھتے
ہوئے پڑھتے تھے۔ بہت دور
ناظرہ خواں عوام پڑھنے میں آئیں پر
اٹلی کتے چلے جاتے ہیں۔
۳۔ وچل تن خود گئی بادی جسم
کی جہاتیں تھکے اور ہو چکی ہیں
پھر خدا کی اس قدرت سے تجھے کیا
پریشانی ہے مستعان وہ جس سے
مدد چاہی جائے۔

کشف گشتش حال مشکل در زماں
اس پرک مشکل کا حال فورا کھل گیا
جست از خواب آں عجائب را بدید
یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے
گشت بے صبر و از آں حال جست
بے صبر ہو گیا اور ان سے اس حال کی جستجو
چوں ہمی خوانی و می بنی سطور
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطور دیکھتے ہیں؟
دست را بر حرف آں نہادہ
ہاتھ کو اس کے حرف پر رکھتے ہیں
کہ نظر بر حرف داری مستند
کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں
ایں عجب داری تواز صضع خدا
تو اللہ تعالیٰ کی کلامی پر تعجب کرتا ہے
بر قرأت من حریم صم ہچمو جال
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی بڑھ بڑھتی ہے

۱۔ مر کبک بائل انسان - حسن ظن -
حدیث قدسی ہے قسا عند ظن
عبدی یعنی میں وہی کرتا ہوں جو
میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا
ہے کہ اللہ کے ساتھ اچھا لگن ہوگا تو
خیر حاصل ہوگی برا لگن ہوگا تو
شر حاصل ہوگا۔

۲۔ معظم جو ہر اس سے بعض
صاحبان نے ان تائید کی ذات مراد
لی ہے بعض نے اس کو خوالی کا مفعول
کچھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے۔
کر کہہ - اللہ تعالیٰ - بعض لوگ کہتے
ہیں کہ اس میں کرم یعنی نعل اور گارہی
ماحب ہے یعنی شایع - عوض لیتا -
لہذا تعالیٰ عوض ضرور عطا فرماتا ہے
اے وہ تمہاری فشا کے مطابق نہ ہو۔
ربسوز - مولانا نے اس شعر میں
باس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس
دش کا اس کی جنس سے ہونا ضروری
میں جو تم نے لی ہے - اچھ - مجلس
- سورہ - محفل شادی دل بستے -
کی سستی میں انسان کم کو محفل جاتا

۳۔ لاسلم - یہ جملہ عوامی مبادیہ
فریق خالی کی بات کے انکار کے
نہ بولا جاتا ہے مفقود کم شدہ
ت - مٹا بھاری -

نیستم حفظ مرا نورے بدہ
میں حافظ نہیں ہوں مجھے روشنی عطا کر دے

باز وہ دو دیدہ ام را آل زماں
اس وقت میری دلوں آنکھیں مجھے لٹا دے

آمد از حضرت ندا کاے مرد کار
بارگہ خاندانی سے آواز آئی اے باہل

حسن ظن ست و امیدے خوش ترا
یہ تیرا حسن ظن ہے اور اچھی امید

ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت
جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہو گا

من دلاں دم واد ہم چشمت ترا
میں اس وقت تیری آنکھیں لٹا دلاں گا

ہچناں کرد و ہر آنگا ہے کہ من
اس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں

آں خیرے کو نشد غافل زکار
تو وہ خیر جو کام سے غافل نہیں ہے

باز بخشد بینشم آں شاہ فرد
وہ یکتا شاہ میری بینائی وہ بامہ عظمت کر دیتا ہے

زیں سبب نبود ولی را اعتراض
اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے

گر بسوزد باغت انگورے دہد
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے اگھر دیدتا ہے

آں شل بے دست را دستے دہد
وہ ہاتھ کئے ننھے کو ہاتھ بے دیتا ہے

لا نسلم ۳۔ و اعتراض از ما برفت
ہمیں ماننے ہیں کہ ہمارا اعتراض ہم سے خست ہو گیا ہے

و دو دیدہ وقت خواندن بے گرہ
دلوں آنکھیں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت

کہ بگیرم مصحف و خانم عیال
جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھ کر پرہوں

اے بہر رنجے بما اُمید وار
اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے

کہ ترا گوید بہر دم بر تر آ
کہ تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں ترقی کر

یا ز مصحفیا قرأت بایت
یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہیے گا

تا فر و خوانی معظم ۲ جو ہر
تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہر

واکشایم مصحف اندر خواندان
پڑھنے میں قرآن کوٹا ہوں

آں گرامی بادشاہ کرد گار
وہ عزیز کنگہ بادشاہ

در زماں ہچوں چراغ شب نور
فورا تاریکی کو لپیٹ دینے والے چراغ جیسی

ہر چہ بستاند فرستد احتیاض
کیونکہ جو کچھ وہ لیتا ہے بلکہ بھیج دیتا ہے

در میان ماتے سورے دہد
درمیان کے دھان خوش دے دیتا ہے

کان غمہارا دل مستے دہد
غموں کی کان کو مست دل دیدتا ہے

چوں عوض می آید از مفقود ز رفت
جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آ جاتا ہے

چونکہ اے آتش مرا گرمی رسد
جب کہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے
چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرماتا ہے
بے چراغے چوں دلد او روشنی
جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرماتا ہے
راضیم گر آتش ملا کُشد
میں راضی ہوں اگر وہ ہلدی آگ بجھا دے
اچھیں گوریست چشم روشن
ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے
گر چراغت شد چہ افعال میکنی
اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں حکمت کرتا ہے

۱ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب
ہے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو چشم
روشنے۔ آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے
جبکہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو آنکھ
نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا
ہے۔

۲ بشور اب تک یہ سمجھا تھا کہ
بعض اولیاء دایے ہیں کہ مقصود جب
حاصل ہوتا ہے تو سب کے موجود نہ
ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ
بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ
وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں
کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف
دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ
یہ حالت مغلوب وائل اولیاء کی ہوتی
ہے ورنہ انبیاء دعا نہیں نہ کرتے۔
اصل مکمل یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے
ہوئے دعا کی جائے نام معمول۔
۳ دفع قضاء مصائب کو مرضی خدا
سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے
ہیں غرض سب احسنیٰ بنیبت۔
مشوئی کی مدد شش ہے ان کا مقولہ
ہوتا ہے عزرا مائی لباس کالا ہوتا
ہے۔ اب حیواں یعنی ہر تکلیف ان
کے لئے باعث راحت بن جاتی
ہے۔

صفت بعض اولیاء کہ راضی اند باحکام الہی ولا بہ ٹکند
بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اسرار
بخدائے تعالیٰ کہ خدایا ایں حکم را بگرداں
نہیں کرتے ہیں کہ اسے خدایہ حکم لوٹا لے

بشور انکوں قصہ آل ربر وال
اب ان راہنماں کا قصہ سن
زاولیا اہل دُعا خود دیگرند
دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں
قوم دیگر می شناسم زاولیا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں
از رضا کہ ہست رام آل کرام
چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے
در قضا ذوقے ہی بنید خاص
وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں
حسن ظننے بر دل ایشان کشود
ان کے دل میں حسن ظن ایسا طاری ہو گیا ہے
ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود
جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے
زہر در حلقوم شال شکرت بود
ان کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے
کہ ندارند اعتراضے در جہاں
جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں
کہ ہی دو زند و گاہے می درند
جو کبھی جیتے ہیں اور کبھی پھارتے ہیں
کہ وہاں شال بستہ باشد از دُعا
جن کا منہ دعا سے بند رہتا ہے
بُستین دفع قضا شال شد حرام
قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جستجو ان پر حرام ہے
کفر شال آید طلب کردن خلاص
خلاصی چاہنا ان کو کفر محسوس ہوتا ہے
کہ نہ پوشند از عزرا جامہ کبود
کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں
آب حیواں گردد از آتش بود
اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے
سنگ اندر راہ شال گوہر بود
ان کے راستہ کا پتھر جو ہر ہو جاتا ہے

بہنگی یکساں بود شال نیک اوبد از چہ باشد ایں ز حسن ظنِ خود
ان کے لئے اچھا ہر سب یکساں ہے یہ کیوں ہے اپنے حسن ظن سے ہے
گھر باشد نزد شال کروں دُعا کاے الہ از ما بگرداں ایں قضا
دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہے کہ لے خلا اس قضا کو ہم سے لٹا دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

حضرت بہلول کا اس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلول آں کیے درویش را چوئی اے درویش واقف گن مرا
حضرت بہلول نے اس درویش سے کہا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
گفت چوں باشد کسیکہ جاوداں بر مُراوِ او رود کارِ جہاں
اس نے کہا وہ شخص کیا ہو گا کہ ہمیشہ بر مُراوِ او رود کارِ جہاں
سئل و جوہا بر مُراوِ او روند سیلاب نہریں اس کے لہلہ کے مطابق جلدی ہوں
زندگی و مرگ سر ہنگان او زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت ہر جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے
ساکنانِ ۳ راہ ہم برگام او ساکنانِ ۳ راہ ہم برگام او
۴ راہ کے ساکن بھی اس کے نقش قدم پر ہوں
یچ دندانے نہ خندد در جہاں دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے
بے رضائے او نیستد یچ برگ بے رضائے او نیستد یچ برگ
اس کی خفا کے بغیر کوئی پتا نہ چھڑے
بے مُراوِ او بخنجد ہی رگ بے اللہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے
گفت اے شہِ راست گفتی چمنیں حضرت بہلول نے کہا اے شہِ راست نے تجھے کہا ایسا ہی

۱۔ نیکو دہد دیکھتے ہیں کہ ہر چہ از دوستی رسد نیکوست دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے سوال کروں۔ حضرت بہلول نے اے ہی بزرگ کے حراج پوچھے ہی بزرگ کے حراج پوچھے جو راضی بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ چوئی۔ آپ کے کیسے حراج ہیں۔

۲۔ گفت۔ اس ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی مشائے مطابق ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہو اور کوئی تجھ اس کی مشائے کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے حراج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت (حیات) اس کی مراد کے مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت کا راسخہ تہنیت۔ مہلکہاں۔

۳۔ ساکنان۔ راستہ چلنے والے مسافروں کے نقش قدم پر چلیں۔ منزل تک نہ پہنچنے والے کسی کے لہلہ سے منزل سے محروم ہوں۔ یچ ہر شخص کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے مُراوِ۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اس کے لہلہ سے ہے۔ گفت۔ حضرت بہلول نے کہا جو یچ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب سمجھ جاؤں۔

این صد چند نی اے صادق ولیک
 اے آپا پی ہاں سے پیکروں گناہیں لگن
 آسچنان کہ فاضل و مرفضول
 ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جلیل
 آسچنانش شرح گن اندر کلام
 گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے
 ناطق کامل چو خواں باشے بود
 کامل مقرر جب خوان والا ہوتا ہے
 تانماند پیچ مہماں بینوا
 تاکہ کوئی مہمان بے سہلانہ رہے
 ہجو قرآن کو بمعنی ہفت توست
 جیسا کہ قرآن پاک جو مانی کے اقتدار سے سات چوں والا ہے
 گفت ایں بارے یقین شد پیش عام
 انہوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے
 پیچ برگے در نیفتد از درخت
 درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا
 از دہاں لقمہ نشد سوائے گلو
 لقمہ نہ سے گلے میں نہیں جاتا
 میل و رغبت کاں زمام آدمی ست
 میلان اور رغبت جو آدمی کب باگ ہے
 در زمینہا و آسمانہا ذرہ
 کوئی ذرہ زمینوں اور آسمانوں میں
 جو بقرمان قدیم نافذش
 بغیر اس کے جلدی ہونے والی اڑی حکم کے
 کہ اشمرد برگ درختاں را تمام
 درختوں کے سب پتوں کو کلن گن سکتا ہے؟

شرح گواں را ییاں گن نیک نیک
 اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے
 از دل و از جاں گند اُورا قبول
 اس کو دل و جان سے قبول کر لے
 کہ از اں ہم بہر یابد عقل عام
 کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کر لے
 بر سر خوانش زہر آشفے بود
 اس کے خوان پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے
 ہر کسے یا بد غذائے خود جدا
 ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کر لے
 خاص را و عام را مَطْعَم در دست
 اس میں خاص اور عام کی غذا ہے
 کہ جہاں در امر یزدان ست رام
 کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے
 بے قضا و حکم آں سلطان تخت
 بغیر عرش کے اس شانہ کے فیصلے اور حکم کے
 تا گوید لقمہ را حق کا ذُ خُلُو
 جب تک اللہ تعالیٰ نے فرما دے داخل ہو جا
 جنبش آں رام امر آں غنی ست
 اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرماں بردار ہے
 پر نجبانہ نگردد پردہ
 پر نہیں ملتا، کوئی تنکا گوش نہیں کرتا
 شرح نتواں کرد و جلدی نیست خوش
 جس کی شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں
 بے نہایت کے شود در نطق رام
 لاکھوں گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے؟

۱۔ مرفضول۔ ناقابلِ فسخ۔
 ناطق کامل۔ ایسے مقرر کا یہ کہل ہوتا
 ہے کہ اس کی تقریر سے عوام و خواص
 دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ ہجو
 قرآن قرآن کی معانی اور مطالب
 سے ہر شخص اپنی جگہ کے مطابق پورا
 فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہفت۔ ممکن ہے
 مولانا نے قول القرآن علی متعہ
 انصرف کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس
 میں تہہ بہ تہہ رسالت مبنی ہیں۔

۲۔ گفت۔ ان دلی سے حضرت
 بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب سامنے
 ہیں کہ دنیا کے کدو سبزے سے رنگ
 حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و
 سکون اس کے حکم سے ہے تو جب
 بندہ بالکل راضی بقضائے الہی ہو
 جائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل اس کی
 مراد بن جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ
 عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس
 بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا
 ہے۔

۳۔ رام۔ فرمانبردار۔ سلطان
 تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔
 انسان کی خواہش اور رغبت انسان
 سے اپنے مطابق کام کرتی ہے
 جلدی۔ بھاری ہمت۔ کہ اشمرد۔
 درختوں کے سب پتوں کی جگہ ان کی
 شمار ممکن ہے تو غیر متناہی کی تفصیل
 کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

می نگرود جو باہر کردگار
بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے
حکم اُوراً بندہ خواہندہ شد
بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا
بلکہ طبع اُور اہل شد مستطاب
بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی
بلکہ خواہد از پے حکم احد
بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے
زندگی و مرگ پیش کش یکے ست
اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے
بہر یزداں می مردن ز خوف ورنج
وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے
نے برائے جنت و اشجار و جو
نہ کہ جنت اور جنت کے درختوں اور نہیروں کے لئے
نے زیم آنکہ در آتش رَدَد
نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جائے گا
بے ریاضت نے بخت و جوی او
بغیر کسی جھلے کہ نہ کہ اس کی کوشش سے
ہچو حلوا و شکر اُوراً قضا
اللہ کا حکم اس کے لئے حلوا ہے شکر کی طرح ہے
نے جہاں بر اُسر و فرمائش رَدَد
کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا
کہ بگرداں اے خداوند ایں قضا
کہ اے اللہ اس حکم کو واپس لے لے
بہر حق پیش کش چو حلوا در گلو
اللہ کے لئے اس کے نزدیک کسی ہے جیسا کہ میں حلوا

اِس قدر بشنو کہ چوں کئی کار
اتنا سن لے کہ جب تمام کام
چوں اقتضائے حق رضائے بندہ شد
جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا
بے تکلف نے بے مزد و ثواب
بغیر کسی تکلف کے نہ کہ بلہ اور ثواب کے لئے
زندگی خود نخواہد بہر خود
اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا
ہر کجا اہر قدیم را مسلکے ست
جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے
بہر یزداں می زید نے بہر رنج
وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خوف کے لئے
ہست ایمانش برائے خواہ او
اس کا ایمان اس اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے
ترک کفرش ہم برائے حق بود
اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے
آچہنیں آمد ز اہل آل خوی او
یہ اس کی عادت اہل سے ایسی ہی آئی ہے
آگاہاں خند کہ او بیند رضا
وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق دیکھتا ہے
بندہ کش خودی و خلقت این بود
وہ بندہ جس کی عادت اور خلعت یہ ہو
پس چہلا بہ کنذا ویا دعا
تو وہ کیوں خوشدل اور دعا کرے
مرگ او و مرگ فرزندان او
اس کی موت اور اس کی اولاد کی موت

۱۔ چوں: جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اس کا مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اس کی جتنی بات بن گئی ہے اس میں کوئی اجراء و ثواب بھی اس کے مد نظر نہیں ہے۔ زندگی اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم ہی ہے۔ ۲۔ ہر کجا: یعنی جو بھی خدا کا ارادی حکم ہے وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت۔ ۳۔ ہست ایمانش: اس کا ایمان بھی محض مولا کی رضا مندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی رضا و مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے۔ ۴۔ چو حلوا: اللہ کا حکم اس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا ہے۔ ۵۔ کش: بندہ کش خودی و فریاد خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ ۶۔ چہلا: یہ کہا جائے گا کہ دنیا کے سب کام اس بندے کے حکم سے چل رہے ہیں۔

اپنی چل۔ جب دنیا کے سب کا
اس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور
خوشنہ کے متعلق چیز ہے۔ قطائف
ہوتے ہیں۔ چل۔ در دعا۔ یہ شخص دعا
بھی جب ہی کرتا ہے جب اس کو یہ
معلوم ہو کہ مولا کی مرضی یہی ہے
یعنی اس شفاعت۔ ایسا انسان کی
دعا بھی اسے اور رحم کے لئے نہیں
ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل
کرنے کے لئے ہوتی ہے وہ اپنے
رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا
جبکہ اس نے عشق خداوندی کام بھرا
تھا۔ دوزخ۔ ایسا انسان اسے تمام
اوصاف اور ذیلی خواہشیں عشق کی
بھٹی میں پھونک چکا ہے ہر
طرفی اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہوتی
محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کے
لئے ہوا یہی ذیلی غرض کے لئے نہ ہو
ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ قوتی جیسے
بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ پہلے
چہرہ بڑھیں۔ جس طرح لوگ چاند
سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے
ہیں اسی طرح قوتی سے حاصل کرتے
تھے۔

۳۔ در مقابلہ قوتی اس خیال
سے کہ کسی مقام اور مسکن سے اکوہت
پہنچانے ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے
غیر مسکن انسان وطن میں عزیز ہوتا
ہے سفر میں بھی ہونے کی وجہ سے
مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عمل
مشقت تکلف فی الامتحان یعنی
آزمائش کے وقت قلب میں صرف
اللہ تعالیٰ کی محبت ثابت ہو۔

چوں قطائف پیش شیخ مینوا

ایسا ہے جیسے مقل بڑھے کے پھل
در دعا بیند رضائے داد گر
وہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکھ لے
می گند آں بندہ صاحب رشد
رہتا ہے وہ ہدایت یافتہ بندہ

کہ چراغ عشق حق از فروغ شمع
جبکہ اس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے
سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے
چوں و قوتی گو دریں دولت مناخت
جیسا کہ قوتی جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصہ قوتی و کرامات

قوتی اور ان کی کرامات کا قصہ

عاشق و صاحب کرامت خولجہ
عاشق اور کرامت والے خولجہ تھے
شب رواں را گشتہ زو روشن رواں
ہر کی میں چلے لیل کی وجہ سے قوتی میں چلے لے ہو گئے
کم دو روز اندر دے انداختے
ایک گاؤں میں دو روز سے کم اذیت ڈالتے
عشق آں مسکن گند درمن فروز
اس گھر کی محبت مجھ میں رشت ہو جائے گی
اَنْقَلَبِي يَا نَفْسُ سَافِرٌ لِّلْعَنَاءِ
اے نفس! گھر! تھل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر

کے یگوں خالص صافی الامتہان
تاکہ آزمائش میں خاص بن جائے

نزع فرزندان برآں با وفا
اس وفادار کے لئے اولاد کا نزع
پس چرا گوید دعا للاً مگر
تو وہ کیوں دعا کرے ہاں اگر
آں شفاعت وال دعا نزع رحم خود
وہ سفارش اور وہ دعا اپنے اور رحم کے لئے نہیں
رحم خود را او ہماں دم سوخت
اپنے رحم کو اس نے اپنی وقت پھونک دیا ہے
دوزخ اوصاف او عشق است و او
عشق اس کے اوصاف کی دوزخ ہے اور اس نے
ہر طرفی اس فروغ کے شناخت
ہر سالک اس فرق کو کب سمجھتا ہے

آں قوتی داشت خوش دیلبہ
قوتی ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے
بر زمیں می شد چومہ بر آسمان
زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر
در مقامی مسکن کم ساختہ
وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے
گفت در یک خانہ گر باشم دو روز
انہوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں رہوں گا
عِزَّة الْمَسْكِنُ أَحَا ذِرْهَا أَنَا
میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں
لَا أُعَوِّدُ خُلُقَ قَلْبِي بِالْمَكَانِ
میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں

چشم ہن کے مد نظر ذات باری
وہی کسی اور ہمدرد کی طرح معارف و
امروا لہی کا شکر کرتے تھے منقطع
ہو صرف اللہ کے لئے غلط کو پسند
کرتے تھے منہ نہ بد مزاج تھے نہ
ان میں لوگوں سے منافرت تھی۔
مٹھتے تمام انسانوں سے ان کا محبت
اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مستجاب
قبول شدہ مسٹر ٹھاکر لکھا۔
مرغوب۔

۱۔ گفت چنگیز خیر کے بیرو
تھے وہ پیغمبر نے امت کو مخاطب کر
کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح
مہربان ہوں۔ حملہ اجزاء چنگیز
امت کی حیات اور ایمان سے وابستہ
ہوتی ہے جو درجہ تکمیل سے کم کر
پیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کم
نکر مر رہا ہو جاتا ہے۔ وہ بچہ اگر
نی سے کم کر کچھ آثار حیات بھی
اس میں نظر آئیں تو اس کو حیات نہ
سمجھاؤں گی وہ حرکات نہ ہوتی ہیں
جانور کا عضو کم کر بھی کچھ حرکت
نہایت ہے۔

۲۔ جزو ایک۔ نبی سے جو کچھ
وہ خود اپنا نقصان کرے گا میں اس
کے چاہوں نے سے کوئی نقص نہ پیدا
ہوگا قطع وصل۔ نبی سے جڑنے اور
کٹنے کی ایک باتیں مثال ہم نے
دی ہے وہ اس حقیقت کو بیان کرتا
مکن نہیں ہے۔ مر علی۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اللہ کہا جاتا ہے
یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے
لیکن ان میں اور شیر میں بہت فرق
ہے۔ مثال اور مثل لہ میں بالکلیہ
مشابہت نہیں ہوتی ہے اسی طرح
آغوشہ کے کل اور ہمتوں کے اجزاء
ہونے کی یہ مثال بھی ملے گی ہے۔

روز اند سیر بد شب در نماز
دن کو سیر میں رات کو نماز میں
مقطع از خلق نے از بد خوئی
خلق سے جدا تھے بد مزاجی کی وجہ سے نہیں
مٹھتے بر خلق و دفع ہجو آب
خلق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رساں تھے
نیک و بد را مہربان و مستقر
بجھے اور برے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے

گفت ۲ پیغمبر شماراے مہمال
پیغمبر نے فرمایا اے سرور
زماں سب کہ جملہ اجزائے مہمید
کیونکہ تم سب میرے اجزاء ہو
جو و از کل قطع شد بیکار شد
جو کل سے کٹا تو بیکار ہو گیا
تانبہ پیوند بہ کل باہر دیگر
جب تک وہ عضو وہاں کل سے نہ جڑے
وہ بچہ نیست آل را خود سند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے
جزو ایں سہ کل گر بزد یکسو رود
اس کل کا جزو اگر کئے ایک طرف چلا جائے
قطع و وصل او نیاید وہ مقال
اس سے جدا ہوتا اور جتنا بیان نہیں کیا جاسکتا
مر علی راہر مثال شیر خواند
حضرت علی کو شیر کی مانند کہا

چشم اند شاہ باز او ہجو باز
آنکہ شد کے دید میں کلی ہوئی وہ ہمدرد کی طرح تھے
منفرد از مردوزن نے از دوئی
مردوزن سے اکیلے تھے منافرت کی وجہ سے نہیں
خود شفیع بد دعائش مستجاب
وہ خود سفارش اور اپنی کی دعا مقبول تھی
بہتر از مادر شبی خراز پدل
ماں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے
چول پدل ہستم شفیق و مہربان
میں تہلے لئے باپ کی طرح شفقت اور مہربانی ہوں
جو و از کل چرا بری کنید
جو و کل سے کیوں جدا کرتے ہو
عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا تو مردہ ہو گیا
مردہ باشد نبوش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا
عضو نو بہریدہ ہم جنبش کند
یا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے
ایں نہ آں کل ست کو ناقص شود
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے
چیز ناقص گفتمہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک بات کہہ دی گئی ہے
شیر مثل او نبا شد گرچہ راند
شیر ان جیسا نہیں ہوتا اگرچہ یہ مثال جلدی ہو گئی ہے



بازگشتن بقصہ وقوتی علیہ الرحمۃ

وقوتی رحمۃ اللہ کے قصہ کی طرف رجوع

جانب قصہ وقوتی اے جواں
اے جواں! وقوتی کے قصہ کی جانب
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود
تقوے میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے
ہم زوینداری اویں رشک خود
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا
طلب خاصان حق بودے مدام
وہ ہمیشہ خاصان خدا کے طالب رہتے تھے

از مثال و مثل و فریق آں برآں
مثلاً اور مثل اور اس کے فرق سے آگے بڑھ
آنکہ در فتویٰ امام خلق بود
وہ (فتویٰ) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے
آنکہ اندر سیرمہ رلمات کرد
وہ جنہوں نے چلتے میں چاند کو ہرا دیا
باجنس تقویٰ و او را دو قیام
باوجود ایسے تقوے اور وظائف اور نماز کے

کہ دے بر بندہ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں
گن قرین خلصگانم اے اللہ
اے خدا! مجھے مخصوص بندوں کا ساتھی بنادے
بندہ و بستہ میاں چوں محکم
ان کے لئے میں غلام کر رہا ہوں کہ وہ کی طرح ہوں
برمن محبوب شال گن مہرباں
ان کو مجھ بے مبالغہ پر مہربان کر دے

در اسفر معظم مرداش آں بدے
سفر میں ان کی بڑی مراء یہ ہوتی
ایں ہی گفتے چوئی رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے
یا رب آتہا را کہ بشنا سدلم
اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے
وانکہ نشاسم تو اے یزدان جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک

ایں چه عشق ست و چه استقامت ایں
یہ کیا عشق اور کیسی پیاس ہے
چوں خدا بائست چوں جوئی بشر
جبکہ خدا تہا سے ساتھ ہے انسان کی کھل کی تلاش کرتے ہو
تو کشودی درلم راہ نیاز
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ کھل دیا ہے
طمع در آب سبوی ہم بستہ ام
گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ وابستہ کیا ہے

حضرتش گفتے کہ اے صدر مہیں
دربار خلعتی ان سے کہتا اے صدر اعظم!
مہر س من داری چہ می جوئی وگر
تم میری محبت کتنے دھڑکے کی تلاش کرتے ہو
او بگفتے یا رب اے دانائے راز
وہ جواب دیتے اے خدا! اسے راز کو جاننے والا
در میان بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں

۱۔ آنکہ یعنی وہ علوم ظاہری میں
بھی ملاقا تھے اور نیکی میں فرشتوں
سے بڑے ہوئے تھے۔ سیر یعنی
سیرانی اللہ ہم زوینداری یعنی
انتہائی دیندار تھے اور ہاں یعنی
وظائف قیام یعنی فرائض نماز۔
مدام ہمیشہ

۲۔ سفر۔ باوجود تمام بزرگوں کی
جتنی اور ملاقات کے متمنی رہتے
تھے ہی گئے۔ یعنی نہ دھاک کرتے
تھے۔ یارب یعنی جن بزرگوں کو میں
جان لوں گا ان کا تو خادم ہوں جو
بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور ان کی
جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے
وقت ان کو بھی مجھ پر مہربان کر دیتا۔
استقامت۔ پیاس پانی کی طلب

۳۔ مہر من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے
اور کیا چاہتا ہے جبکہ تجھے حق کی معیت
میرے دھڑکے کی معیت کی کیا
ضرورت ہے۔ راہ نیاز۔ یعنی جستہ
بزرگوں سے ملنے کی جستہ تھا ہے ان
بزرگوں کے لئے نیاز مندی۔ بحر۔
یعنی ذات ماری۔ سبوی۔ یعنی وہ بزرگ
جن سے ملنے کی جستہ ہے

۱۔ داؤد غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی نوے بیویاں تھیں پھر مریٰ ابن کسبائی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمایا ہے حرص یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے پیشی۔ یعنی جو وہ سلوک کے مرد ہیں ان کی حرص مقامات میں ترستی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص برے افعال کی طرف ہوتی ہے مردوں۔ راہ سلوک کے مرد۔ خنث۔ یعنی دنیا دار۔ اختصار۔ رسولی۔

۲۔ آہ حضرت ذوقیؒ کی راہ سلوکیا سے ملاقات کی تمنا کی تھی ہے چھپی کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضرؒ سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کے لئے سرگراں بنے۔ مستحق۔ استحقاق کی بیماری کا مرثیہ جس کو پانی سے بھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس میں جو مقام بھی حاصل ہو اس سے اونچے مقام کی طلب جاری رہتی چاہیے۔

۳۔ صمد۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صمد سمجھ لے تو وہ صمد مقام نہیں ہے وہ تو راہ کی ایک مثال ہے۔ کلیم۔ بات کرنے والا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طہر پر بغیر واسطہ حضرت حق نے گفتگو کی اس لئے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔ مویا۔ حضرت موسیٰ جبکہ حضرت خضرؒ کی تلاش میں چلے تو ان کی قوم نے یہ باتیں ان سے کہیں۔ نیکو ہے یعنی حضرت خضرؒ۔

ہچمو! داؤد نود نچہ مراست

حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نوے بھیڑیں ہیں

حرص اند عشق تو فخرست و جاہ

تیرے عشق میں لا لاف فخر اور مرتبہ ہے

شہوت و حرص نراں پیشی بُود

مردوں کی شہوت اور لا لاف بڑھاؤ ہوتا ہے

حرص مرداں از رہ پیشی بُود

مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے

آں کے حرص از کمالِ مردی ست

وہ ایک حرص مردی کے کمال کی جہ سے ہے

آہ سترے ہست اینجاں نہاں

آہ یہاں ایک راہ پوشیدہ ہے

ہچمو مستحق کز آبلش سیر نیست

استقامت کے پہلے طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی

چوں گدشتی زان و گر نوتر رسد

جب تو اس سے آگے بڑھے گا دوسری نئی چیز آئے گی

بے نہایت حضرتست این بارگاہ

یہ بارگاہ لا محدود ہمارا ہے

طمع در نچہ حریم ہم بجاست

ساتھی کی بھیڑ کا لا لاف بھی مناسب ہے

حرص اند غیر تو نناگ و تباہ

تیرے غیر میں لا لاف ذلت اور تباہی ہے

وآن چیزاں ننگ و بد کیشی بُود

بھیڑوں کی خواہش ذلت اور بد بختی ہوتی ہے

در خنث حرص سوئے پس رَوَد

بھجورے کی حرص بھجلی جانب ہوتی ہے

وآں دگر حرص اختصاح و سردی ست

دوسری حرص رسولی اور سستی سے

کہ سوئے خضرے شہود موسیٰ دواں

کہ حضرت موسیٰ حضرت خضرؒ کی طرف چلے ہوئے نظر ہوئے

برہر آنچه یافتی باللہ مایست

خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ غم

آں کے بالا ترازوے در رسد

اس سے اونچی اور چیز ملے گی

صدر ۳ را بگذر صدر رُست راہ

صدر کو چھوڑ تیرا صدر راستہ ہے

سیر طلب کردن موسیٰ خضر را علیہا سلام با کمال نبوت و قربت

قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضرؒ کو سلام کرنے کا راہ

ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیمؑ

آگاہ کلیمؑ شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟

طالب خضرم ز خود بینی بری

میں خضر کا طالب ہوں خود پسندی سے بری ہوں

د پے نیکو پے سر گشتہ

ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو

از کلیم حق بیا موز اے کریم

اے بھلا کلیم اللہ سے یکہ لے

باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری

ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے

موسیا تو قوم خود راشتہ

اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے

کی قبلی رستہ از خوف اور رجا
تم شاہ ہو، امید ہم سے آزاد ہو
آن تو بائست و تو واقف بریں
تہما مطلوب تہما ہے پس تم اس سے واقف ہو
گفت مویٰ ایں ملامت کم کنید
حضرت مویٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو
میر دم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا
اجعل الخضر لا مری سبیا
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا
ساہبا پرم بہ پرو بالہا
میں پردہاں کے ساتھ ساحل اترتا ہوں گا
میر دم یعنی نمی ار زد بدال
میں چاند ہوں گا یعنی یہ چلتا اس محبوب کی ہرگز نہیں
ایں سخن پیام ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

چند گردی چند بوی تا کجا
کب تک گھومے کب تک جستجو کرے کہاں تک
آسمنا چند پیمائی زمیں
اے آسمان! کب تک زمین کی پیمائی کرے
آفتاب و ماہ رہ کم زنید
سورج اور چاند کا راستہ نہ روکو
تا شوم مضروب سلطان زمن
تاکہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں
ذالک او مضی و امسری حقبا
یہ ہوا ایک عرصہ ہوا تک چلتا اور پھر تاروں کا
ساہبا چہ بود ہزاراں ساہبا
چند سال کیا ہوتے ہیں، ہزاروں سال
عشق جاناں کم مداں از عشق ناں
عجب کے عشق کو مدنی کے عشق سے کم نہ سمجھ
داستان آں قوتی باز گو
ان قوتی کی بات پھر بتا

باز گشتن بقصہ دقتی علیہ الرحمۃ

دقتی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں قوتی رحمۃ اللہ علیہ
دقتی رحمۃ اللہ علیہ نے
سال و مہ رتم سفر از عشق ماہ
چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا
پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
جی اور پتھروں میں ننگے پاؤں چلا ہوں
تو میں ۳۱ ایں پایہاں برز میں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ

گفت سافرت مدی فی فقہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا سفر کیا
بیخبر از راہ و حیراں در الہ
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ تعالیٰ میں محو تھا
زانکہ حیرانم و بیخویش و دنگ
کیونکہ میں محو اور بے خود اور حیران تھا
زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
کیونکہ عاشق واقعہ دل کے بل پر چلتا ہے

۱۔ خوف و درجہ حضرت مویٰ کو
قرب الہی کا وہ رتبہ حاصل تھا جس
میں امید و بیم کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے
آن تو یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کا قریب
حاصل ہے آسمان یعنی اے مویٰ تم
مرتبہ کے اعتبار سے آسمان ہو زمین
پہیون۔ پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ
یعنی میری اور خضر کی ملاقات قرآن
المعدین ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن
کرم میں ہے واذ قال مؤمنسی
للقنہ لا یخرج حتی یبلغ مجمع
البحرین اذ مضی حقبا۔ جب
کہا مویٰ نے اپنے اپنے جواں کو میں
نہ بیوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں
جہاں ملتے ہیں وہ دیا یا چلا
جاؤں قرون۔ بھگنا زمانہ۔
۲۔ می روم یعنی جستجو کی یہ
مشقت اس مطلق کے باقیات پہنچ
ہے عشق ناں۔ روئی کمانے کے
لئے آئی لہذا پھر تارے غافلین۔
مغرب و مشرق۔ ماہ۔ یعنی ذات
خداوندی۔ حیراں یعنی مقام حیرت۔

۳۔ تو میں۔ عاشق کی سہرا یک
جہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ
روحانی ہوتی ہے

دل لہچہ داند گوشت مست لہوز
دل کیا جانے کیکہ وہ لہوز کاست ہے
رفتن ارواح دیگر رفتن ست
دھول کا چلنا دھرا چلنا ہے
نے بگامے بود منزل نے بقل
یہ منزل نہ قدم سے لے ہوئی نہ بقل ہونے سے
جسم ۲ ما از جاں بیا موزید سیر
ہلے جسم نے روح سے سیر بھی ہے
لیک سیر جسم باشد بر علن
ہل جسم کی سیر علی لاعلان ہوتی ہے
میرود بیچوں نہاں در شکل چوں
پشیدہ طہر غریف کی شکل میں بے کیف چلتا ہے
تابہ پنیم در بشر انوار یار
تاکہ کسی انسان میں یار کے انوار دیکھوں
آفتابے درج اندر ذرہ
سورج کو ذرے میں داخل دیکھوں

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

بود بے گہ گشتہ روز و وقت شام
دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا
تبادلہ سیر آں
تاکہ تو اس کارہ چان لے میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں
اندراں ساحل شتابیدم بدلاں
ان کی جہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا
بر شدہ خوش تا عنان آسمان
آسمان کی فضا تک بہت اونچا تھا

از رہ و منزل زکاتہ و دراز
راستہ اور منزل اور نزدیک اور دور کو
ایں دراز و کوتہ اوصاف تن ست
لہا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں
تو سفر کر دی زلفہ تہ عقل
تو نے ظف سے عقل تک سفر کیا
سیر جاں بیچوں بود در دور و دیر
روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے
سیر جاں ہر کس نہ بیند جان من
اے جان من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے
سیر سج جسمانہ رہا کرد اوکوں
جسم نے جسمانی سیر چھوڑ دی وہ اب
گفت روزے کی خدمت مشتاق وار
فوقی نے فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا
تابہ پنیم فلرزے در قطرہ
تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

لال چاند سل کی سیر میں تریب
و بیہ کولی چیز نہیں ہوتی ہے تو سفر
جس طرح انسان کی سیر زلفہ سے
لے کر عقل آئے کے زمانہ تک کی
ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ
اس میں ممکن ہوتی ہے نہ وہی منزل
کا تصور آتا ہے
۲ جسمانی عاشقوں کی سیر داخل
روحانی ہے جسمانی سیر عقل اس کے
تابع ہے لہذا جسمانی سیر کے عکاش
الہ پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیر
جاں روحانی پر کو ہر شخص ممکن نہیں
کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب
دیکھ لیتے ہیں۔

۳ سیر جسمانہ عاشق کی سیر
اگرچہ شکل جسمانی ہوتی ہے لیکن
در حقیقت روحانی سیر کرتا ہے جو کہ
بے کیف ہوتی ہے تا پنیم۔ تاکہ
دیائے وحدت کو جسم انسانی میں
مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرہ میں
دیکھوں گام قدم عنان فضا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل رگام
جب میں پیل ایک ساحل کی جانب پہنچا
بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گویمیت
اس کے بعد اچانک میں نے نیکو کھائیں تجھے بتاتا ہوں
ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں
میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں
نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
موج حیرت عقل را از سر گذشت
میں حیران وہ گیا حیرانی بھی حیران ہو گئی
حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی
کایں اچگونہ شمعہا افروختہ است
کہ دو ویدہ خلق زہ نہادوختہ است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟
کہ مخلوق کی لہوں آنکھیں ان سے بند ہیں
خلق جویان چراغے گشتہ بود
ان شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑی تھیں
چشم بندی بد عجب بر دیدہا
بند بشارت میکرو پھلنی من یشیا
ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے
آنکھوں پر عجب چشم بندی تھی

شدن آں ہفت شمع بر مثال یک شمع

ان سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک
پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات آئینے ایک ہو گئیں
باز آں یک بار دیگر ہفت شد
پھر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی
اتصالاتے میان شمعہا
شمعوں کہیں وہ جوڑ تھا
آنکہ یک دیدن گند اداک آں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے
آنکہ یکدم پیدائش اداک و ہوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے
چونکہ پایا نے ندارد رو الیک
چونکہ یہ بات لاحد ہے جا پہ ہٹ
پیشتر رتم دواں کاں شمعہا
میں ہڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں
می شدیم بہوش و بیخوش و خراب
میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہو گیا

۱۔ کایں چگونہ۔ اصل وہ سات
شمعیں ان سات لایا کا نور تھا جس کو
صاحب باطن ہی دیکھ سکتا تھا عام گویہ
نظر نہ آتا تھا پھلنی من یشیا۔ مثنوی
ذات خداوندی۔

۲۔ جب کہ یہاں اتصالاتے
ان شمعوں کے باہمی اتصال کی
کیفیت ناقابل بیان ہے آنکس یہ
ان کا باہمی اتصال محسوس دیدنی ہے
بیان نہیں کیا جاسکتا
۳۔ یکدم۔ علم و ہوش میں جڑ کو
تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اس کو
ساروں میں بھی منتا ممکن نہیں ہے۔
لا اخصی ان بزرگوں کا نور و جلیات
رب نہیں ان کی تعریف ممکن نہیں
ہے۔ تعجب و حیرت۔

سالہا نتواں نمودن از زبان
زبان سے اس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا
سالہا نتواں شنیدن آں بگوں
اس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاسکتا
زانکہ لا اخصی ثناء ما علیک
اس لئے کہ مثنوی کا تعریف کا بھی ترے لئے ادا نہیں کر سکتا
تاچہ چیزست از نشان کبریا
اللہ تعالیٰ کی نشاندہی میں سے کیا چیز ہیں؟
تا بیخام ز تعجب و شتاب
یہاں تک کہ میں حیرت اور جلدی میں گر پڑا

سماعتے بہوش و بے عقل اندر میں
افقام بر سر خاک زمیں
تھوڑی دیر بہوش اور بے عقل اس حالت میں
میں زمین کی خاک پر پڑا رہا
باز آہ باہوش آدم بر خاتم
در روش گوئی نہ سرنے پاتم
بھر میں ہوش میں آیا اٹھا
رقت میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودن آں شمعہا در نظر آں شیخفت مرد

ان شیخ کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہوتا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد
نور شاں می شد بسقف لاجورد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے
ان کا نور نیکوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آں انوار نور روز درد
از صلابت نورہا را می سترد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا
باز آہ حیراں گشتم اندر صبح رب
شدت کی وجہ سے اور نوروں کا مضمحل کر رہا تھا
میں پھر خدا کی کلامی میں حیران ہو گیا
پیشتر رستم کہ نیکو بنگرم
تاچہ حال ست اینکہ میگرد سرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں
کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر چمکا رہا ہے

باز شدن آں شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جاتا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت
چشم از سبزی ایشان نیکیخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا
ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
زا نہی برگ پیدا نیست شاخ
ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
پتوں کی کثرت سے شاخ نظر نہیں آتی
میں گم گشتہ از میوہ فراخ
ہر درخت شاخ برسد زہ
سعدہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ
ہر درخت نے شاخ سعدہ تک پہنچائی ہے
سعدہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
زیر تر از گاو و ما ہی بد یقیں
جو یقیناً چھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
عقل از اں اشکال شاں زیر و زبر
ان کی شکلوں سے عقل مہم بہم تھی

۱۔ باز یعنی ہوش میں آکر میں ان
شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔
لاجورد۔ نیلا یعنی آسمان۔ صدف۔ گدلا۔
از صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ
دوسرے نور اس کے بالمقابل چمچ
تھے۔

۲۔ باز حیراں میں حیران تھا کہ یہ
اللہ تعالیٰ کی کیا کلامی ہے کہ وہ
شمعیں انسانی صحت اختیار کر رہی
ہیں۔ چشم۔ یعنی ان درختوں کی بڑی
اس قدر وسیع و بڑی تھی جو انکھوں کے
لئے ایک نعمت تھی۔ زانہی۔ ہے ہیں
قدر کتنے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی
پہل اس قدر زیادہ تھے کہ ان میں
پتے چھپ گئے تھے۔
۳۔ سعدہ۔ سعدۃ انتہی ساتویں
آسمان پر ایک پیری کے درخت جیسا
درخت ہے جو حضرت جبریل کی
بردار اور ملکوتی کے علم کی انتہا ہے۔ غلاء
یعنی سعدۃ انتہی سے بالائی حصہ۔
گاو و ماہی۔ مولانا نے عام کے عقیدہ
کے مطابق یہ شعر فرمایا ہے عام میں
یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ
زمین ایک گائے کے سینگ پر قائم
ہے اور وہ گائے چھلی کی پشت پر کھڑی
ہے۔ تیغ شاں۔ جڑ میں تری واری
نہیں ہوتی لیکن ان درختوں کی جڑ
بھی پھوٹتی اور تڑا رہتی۔

میوہ! کہ برشگا فیدے ز زور ہچو آب از میوہ جستے برق نور
نور میں آکر جو پھل پھٹا تھا پانی کی طرح نور کے کندے پھل سے نچتے تھے

مثنوی بودن آں درختاں از چشم خلق

ان درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

۱۔ میوہ پھل خوب پک کر پھٹنے لگا
۲۔ اے ایں عجب لاکھوں انسان وہاں
۳۔ سے گذر رہے تھے لیکن وہاں درختوں
۴۔ کو نہیں دیکھ پاتے تھے زائرانہ یہ
۵۔ بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو سایہ کی
۶۔ ضرورت نہ ہو۔

۷۔ چشم کروہ ان لوگوں کے ان
۸۔ درختوں کو نہ دیکھ سکتے تھے یہ بھی کہ اللہ
۹۔ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں پر
۱۰۔ مہر لگا دیں تھیں۔ سہا۔ بنات
۱۱۔ انش کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی
۱۲۔ وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس
۱۳۔ قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے
۱۴۔ ایک۔ یعنی یہ لوگ دلیلیہ سے ملنے کی
۱۵۔ جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی
۱۶۔ آنکھوں سے مہر زائل کرنے کی
۱۷۔ تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خود بخود
۱۸۔ امیدوار بھی ہیں۔ سب پوشیدہ۔ یعنی
۱۹۔ علوم و اسرار خداوندی کی طرف توجہ نہیں
۲۰۔ کرتے اور دنیاوی علم کے حصول
۲۱۔ میں دست درگزی ہیں۔

۲۲۔ گفت اس نور کا ہر حصہ
۲۳۔ کی تمنا کرتا تھا کہ اشراق تو اس کو پہنچان
۲۴۔ لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچ
۲۵۔ پڑے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر
۲۶۔ غیرت خداوندی کی طرف سے آواز
۲۷۔ آئی کہ ان کو دعوت ہے دے ان کی
۲۸۔ آنکھوں پر مہر لگادی گئی ان کے لئے
۲۹۔ اب کوئی جانے پاہ نہیں ہے مستعد
۳۰۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت
جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

از گھمے سبباں می ساختند
کھیلوں کے سبب بناتے تھے

صد شفق بر دیدہائے پیچ پیچ
اسی کج آنکھوں پر سبوتا ف ہے

کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا
کہ چاند کو نہ دیکھیں سہا کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نو میدنے
لیکن لطف اور کرم سے نا امید بھی نہیں

چختہ می ریز دچہ سحرست لے خدا
کچے گر رہے ہیں لے اللہ یہ کیا جادہ ہے

در ہم افتادہ بہ یغما خشک خلق
لوٹ لے میں، پیاسے باہم لڑ رہے تھے

وہم ہائیت قومی یعلمون
ہر وقت کاش میری قوم جان لیتی

سوئے ما آئید خلق شور بخت
بد بخت لوگو! ہلکی طرف آؤ

چشم شاں بستیم کلا لا و ز ز
ہم نے ان کی آنکھیں بند کردی ہیں ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

تا ازیں اشجار مستعد شوید
تاکہ تم ان درختوں سے منتفع ہو

ایں عجب ترکہ برایشان می گذشت
یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گزرتے

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند
سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آں را نمی دیدند پیچ
وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم کردہ قہر حق برویدہا
اللہ تعالیٰ کے قہر نے آنکھوں پر مہر لگادی تھی

ذوہ را بیند و خورشید نے
ذوہ کو دیکھ لیں اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا
قافلے مفلح اور یہ پھل

سیب پوشیدہ ہمی چیدند خلق
لوگ سڑے ہوئے سیب جن رہے تھے

گفت سہر برگ و شکوفہ آں غصون
ان شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہہ رہی تھی

بانگ می آمد سوئے ہر درخت
ہر درخت کی جان سے آواز آ رہی تھی

بانگ می آمد غیرت بر شجر
درخت کو غیرت خداوندی کی جانب سے آواز آئی

گر کسی گفت شاں زیں سوروید
اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ

جملہ میگفتند کایں مسکین مست

سب کہتے تھے کہ یہ بچہ مدہوش

مغز ایں مسکین ز سودائے دواز

اس بچے کا دماغ طویل دم سے

او عجیبی مانند یارب حال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا ہے خدا یہ کیا حال ہے؟

خلق گونا گوں باندہ رائے و عقل

عقل ہم کے لوگ پنکڑوں دئے عقل کے ہوتے ہوئے

عاقلان و زیر کاں شاں ز اتفاق

ان میں سے سمجھو اور ذہین بالاتفاق

یا منم ۲ دیوانہ و حیراں شدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من

میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں

خواب ۳ چہ بود بر درختاں میروم

خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گم رہا ہوں

باز چوں من بنگرم در منکراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں

باکمال احتیاج و افتقار

پوری احتیاج اور ضرورت کے باوجود

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں

در ہزیمت زیں درخت وزیں شمار

ان درختوں اور پھلوں سے پیچھے ہٹے ہوئے

بازی گویم عجب من بیخودم

پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیہوش ہوں

از قضاء اللہ دیوانہ شد ست

اللہ کے حکم سے دیوانہ ہو گیا ہے

وز ریاضت گشتہ فاسد چون پیاز

اور بچہ سے پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے

یک قدم آں سونمی آزد نقل

اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

گشتہ منکر ز آتشیں باغ و عاق

ایسے باغ کے منکر اور باغیان بن گئے

دیو چیزے مر مرا بر سر زده

شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

خواب ۴ منم یا خیال اندر زمن

دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض ہے

میوہا شاں می خورم چون نگرور

میں ان کے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

کہ ہی گیر ندزیں بستاں کراں

کہ وہ اس باغ سے کنارہ کر رہے ہیں

ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

اور کچھ پھلوں کی آرزو میں جان کو ہتے ہوئے

میزند ایں بے نولیاں آہ سخت

یہ بے سہارا خت آہیں بھر رہے ہیں

ایں خلاق صد ہزار اندر ہزار

یہ لوگ لکھو لکھو

دست در شاخ خیالی در زدم

ایک خیالی شاخ کو چکڑ رہا ہوں

۱۔ جملہ دعوت الی اللہ کے جواب میں منکرین کی جانب سے ملایا کو یہی جواب ملتا ہے ریاضت۔ چونکہ اس دانی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور بچہ کے لئے ہیں لہذا دماغ میں خشکی آگئی ہے اور تعجب دانی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر واضح علامات کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقلان۔ دنیا کے معاملات میں سب سمجھند ہیں لیکن اس روحانی چمنستان کے بے عقلی سے منکرین رہے ہیں۔

۲۔ یا منم۔ منکرین کے انکار سے ہی میں خود اپنے بارے میں سوچے بیٹھنے لگتے ہیں۔

۳۔ خواب۔ چہ وہ دانی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ اس نفس الامری میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان سے قطع اندازہ ہو رہا ہوں۔

۴۔ غرض کہ دانی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف منکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو ٹھوک و شہادت پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ ان چیزوں کی ان کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

اِسِ اِخْوَالِ اِسْتِیْسَالِ الرُّسُلِ لے عمو
ہاں لے چا اِسْتِیْسَالِ لِرُّسُلِ پڑھ
اِسِ قُرْآتِ خِوَالِ کہ تخفیفِ کذب
یہ قرأت پڑھ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا
در گماں افتاد جانِ انبیاء
انبیاء کی جان شک میں پڑ گئی
جَلَاءُہُمْ بَعْدَ اَلشَّکْکِ نَصْرُنَا
شک میں پڑ جانے کے بعد ان کے پاس ہماری مدد پہنچی
مِیْخُور و میدہ بدلاں کش روزی ست
کھا اور اس کو دے جس کا مقدہ ہے
خَلْقِ اِیْوَالِ لے عجایب با ناکِ چست
لوگ کہتے تھے ہائے تعجب یہ آہد کسی ہے؟
کِیجِ کشتیم از دَمِ سو دانیایں
ہم ان دیوانوں کی باتوں سے حق بن گئے
پِشْمِ ی مایم و اینجا باغِ نیست
ہم آنکھیں ملے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے
اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا
تعجب ہے اس قدر طویل قصہ
مَنْ ہمیگویم چو ایشاں اے عجب
میں بھی ان کی طرح کہتا ہوں تعجب ہے

تَا ظُنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا
ظُنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا تک
اِسِ بُودِ کہ خویشِ بَیْنِ مَحْجَبِ
یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو محجوب دیکھے
ز اِتِّفَاقِ مُنْکَرِیْ شَقِیْ
بدبخت منکروں کے باہم متفق ہو جانے سے
تَرْکِ اِشْاںِ گُورِ درخْتِ جاں بُرَا
ان کو چھوڑ دوخت کے دشت پر آ
ہَر دَمِ و ہر لحظہ سحر آموزی ست
ہر وقت اور ہر لمحہ عجائب کا سکھانا ہے
چونکہ صحرا از درخت و برتہی ست
جبکہ جنگل، دشتوں اور پھولوں سے خالی ہے
کہ بغز دیکِ شبا باغِ ست و خِوَالِ
کہ تمہارے نزدیک باغ اور خِوَالِ ہے
یا یایا با نیست یا مشکلِ ریست
یا تو جنگل ہے یا دشوار گزار راستہ ہے
چوں بُودِ بیہودہ و ہزل و خطا
بیہودہ اور غفلت اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟
آچنیں مہرے چرازد صنعِ رَبِّ
اللہ تعالیٰ کی کادگری نے ایسی مہر کیوں لگا دی ہے؟



۱۔ ہیں۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خود غافل ہونے اور حق کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ الرُّسُلَ وَ ظُنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا اَجْلًا نَّصُرْنَا اِسِ آیت میں لفظ کذب میں دفعہ آئیں ہیں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت سے اس لفظ کو کُذِبُوْا اِلا کی تفسیر کے ساتھ ہر حق میں اس قرأت پر ترجمہ کیا۔ یہاں تک کہ جب رسولِ مایوں ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کے پاس ہماری مدد پہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کو کُذِبُوْا پڑھتے تھے اس صحت میں ترجمہ ہو گا کہ ان رسولوں کو یہ دوسرے لگا کر ان سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا مولانا نے سابق مضمون کی مطابقت میں اس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں تعجب۔ یعنی یہ بدگمانی اس وقت ہونے لگتی ہے جب وہاں ایسے آپ کو اللہ کی مدد سے روکا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

۲۔ ترکِ شان۔ یعنی اس مادی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ان منکروں سے قطع نظر کر لے اور خود ان میں اسرار و معارف سے فائدہ اٹھا اور ان لوگوں کو فائدہ پہنچا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموز۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

سحر خلق گویا۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ پھل یہ شخص کیوں ان کی دعاؤں پڑھ رہا ہے۔ سحر معجم۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا ہے۔ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ سحر مایم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔ صرف بیابان اور شکلِ راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کیسا قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سکتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

زین! تنازعہا محمد در عجب
انہیں قسم کے اختلافات سے محبت میں تھے
زین عجب تا آل عجب فرقیست ژرف
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے
اے قوتی تیز تر راں ہیں نموش
اے قوتی تیز چلا خبردار چپ ہو جا
در تعجب نیز ماندہ بولہب
الہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا
تاچہ خواہد کرد سلطان شگرف
دیکھو! عظیم شہنشاہ کیا کرے گا
چند گوئی چند چوں قحط ست گوش
جبکہ کھنکھنے والے کان کا قحط ہے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظر او

ان کی نگاہ میں ان سات درختوں کا ایک درخت بن جانا

گفت را ندم پیشتر من نیکیست
(قوتی نے) فرمایا میں سعادت مند آگے بڑھا
ہفت ۱ می شد فردی شد ہر دے
”کبھی سات ہو جاتے“ کبھی ایک
بعد از اں دیدم درختاں در نماز
اس کے بعد میں نے درختوں کی فکری حالت میں دیکھا
یک درخت از پیش مانند امام
لام کی طرح ایک درخت آگے
آں ۳ قیام و آں رکوع و آں سجود
”قیام“ ”رکوع“ ”سجود“
یاد کردم قول حق را آں زمان
اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا
ایں درختاں را نہ زانو نے میاں
ان درختوں کے نہ زانوں ہے نہ کمر
آیت الہام خدا کاے با فروز
خدا کا الہام آیا کہ سے پڑھا
باز شد آں ہفت جملہ یک درخت
پھر وہ سب سات (درخت) ایک ہو گئے
من چسماں می گشتم از حیرت ہے
میرا بھی حیرت سے ”عجب حال تھا“
صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز
صف بٹٹے ہوئے جماعت کی طرح ساز ملان کئے ہوئے
دیگراں اند پس او در قیام
دوسرے اس کے پیچھے قیام میں
از درختاں بس شگفتہ می نمود
درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا
گفت و الشجۃ و الشجر ایں سجنان
فرمایا ہے نبیل اور درخت مجھ کرتے ہیں
ایں چہ ترتیب نماز ست آنچناں
اس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟
ایں عجب داری زکار ما ہنوز
مجھے اب تک ہمارے کام پر تعجب ہے

ہفت مرد شدن آں ہفت درخت

ان سات درختوں کا سات مرد بن جانا

۱۔ زین تنازعہا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضرت کے ساتھ فریش نے کئے اس طرف ان کے انکار پر آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضرت کی دعوت پر الہب کے تعجب ہوتا تھا اس عجب۔ یعنی دای کا قوم کے انکار پر تعجب اور منکرین کا دای کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ہفت ان سات درختوں کا بھی ایک بننا بھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد از اں اس کیفیت کے بعد ان سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور ان میں سے ایک امام بن گیا۔

۳۔ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی وَالشَّجَرُ وَالسُّجُودُ یَسْجُدْنَ لِعِزِّی زین وغیرہ پر پھیلنے والی بیلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں گھڑا ہوا جات ہے اور احتیاط میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے ان درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کمرے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

بعد ادریے گشتہ آتہا ہفت مرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ دخت سات مرد بن گئے
چشم می مالم کہ آں ہفت ارسلان
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)
چول بہ نزدیکی رسید من زراہ
جب میں راستہ سے ان کے قریب پہنچا
قوم گفتند جواب آں سلام
قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا
گفتم آخر چول مرا بشناختند
میں نے دل میں کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟
از ضمیر من بدستند زود
وہ میرے دل کی بات فورا سمجھ گئے
پانچم دانند کاے جان عزیز
انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسے پیارے
برو لے گورا تحیر با خداست
اس دل پر جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے
گفتم ار سوئے حقائق بشکفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم شکفتے ہو
ایں سخن چول آمد از من در خطاب
اِس سخن چول میری جانب سے یہ بات آئی
گفت اگر اسے شود غیب از ولی
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو
بعد ازاں گفتند مارا آرزو
ان کے بعد انہوں نے کہا ہماری تمنا
گفتم آے لیک یک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے
تاکیا مندوچہ دارند از جہاں
کان ہیں اور دنیا سے کا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟
کرم ایشان را سلام از لبتہا
ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا
اے دوقی مفر و تاج کرام
اے دوقی بزرگوں کے لئے باعث فخر اور تاج
پیش ازیں بر من نظر نیند افتند
اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے
یک دگر را بنگرید نداز فرود
بچی نظروں سے ایک نے دھڑے کو دیکھا
چول پوشیدہ دست لہنہا بر تونیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟
کے شود پوشیدہ راز چپ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟
چول ز حرف دایم رسی و اقفید
رہی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟
آں شہاں در حال گفتند جواب
ان شاہوں نے فورا مجھے جواب دیا
آں ز استغراق داں نز جاہلی
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کہ اہلی سے
ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
تیری اقتداء کو کرنے کی ہے اے حسین!
مشکلاتے دارم از دور زمن
زمانہ کے انتخاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

۱۔ بعد دیرے تھوڑی دیر کے بعد
میں نے دیکھا کہ وہ سات دخت
پھر انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں
یعنی اتحیات بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔
اورسلان۔ شیر۔ چپ۔ دایم۔ یعنی انکا
دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے۔
ان لبتہا۔ گاہی۔ مفر۔ جائے فخر۔
۲۔ بشناختند۔ چونکہ انہوں نے نام
لیا تھا۔ فرد۔ یعنی نئی نگاہوں سے
ایک نے دھڑے کو دیکھا۔ برو۔
جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقام
خیریت کا قریب حاصل ہوتا ہے اس پر
سب شکستیں منکشف ہو جاتی ہیں۔
۳۔ اقفید۔ میں نے ان بزرگوں
سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف
توجہ ہونی ہے اور نہ صرف ان کا احاطہ
کرتے ہیں رہی نام کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے نہ ان کو اس احاطہ میں
ہے تو آپ نے میرا نام دوقی کیسے
جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی
معرفت حق میں مستغرق رہتا ہے
اس لئے وہی ناموں کا ذہول ہو جاتا
ہے یہ نہیں ہے کہ ان کو باطنی توجہ کے
ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں
ہے۔ اقتدا۔ نماز میں مقتدی بننا۔

تا شوقِ آں حل بہ صحتہائے پاک

تاک پاک صحتوں سے وہ حل ہو جائیں

دانہ پُر مغز باخاکِ دژم

پر مغز دانہ نے افسرہ مٹی کو

خوشستن در خاک گھٹی محو کرد

دانہ نے اپنے آپ کو پالکیہ مٹی میں ملا دیا

از پس آں محو فیض او نمازند

اس کے بعد اس کا سلسلہ باقی نہ رہا

پیشِ اصلِ خویش چوں بیخویش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بخود ہو گیا

سرچیں کردند ہیں فرماں تراست

انہوں نے سر اس طرح کیا، ہاں جو تیرا حکم ہو

ساعتِ یا آں گر وہ مجھے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ گدہ کیما تھ

ہمدالِ ساعتِ ز ساعتِ دستِ جاں

اسی وقت روحِ زندہ سے آزاد ہو گئی

جملہ سے ملکہ بہارِ ساعتِ خاستست

سارے تغیراتِ زندہ سے پیدا ہوئے ہیں

ساعتِ بیروںِ شواہِ ساعتِ دلا

اے دل تھوڑی دیر کے لئے زندہ سے باہر ہو جا

چوں ز ساعتِ ساعتِ بیروںِ شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زندہ سے باہر ہو جائے گا

ساعتِ از بے ساعتی آگاہ نیست

زندہ بے زندہ پن سے واقف نہیں ہے

ہر نفسِ راہرِ طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص طویلہ

کہ بہ صحتِ روید اگورے ز خاک

کیونکہ صحت سے مٹی سے گھڑ آتا ہے

خلوتی و صحتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی اور صحتی بھی بنایا ہے

تا نمازندش رنگ و بو و سرخ و زرد

حتیٰ کہ اس کا رنگ بولہ سرخ و زرد باقی نہ رہا

برگشاد و بسط شد مرگب براند

کھل گیا اور پھیل گیا، سہی بڑھا دی

رفت صورتِ جلوہ معیش شد

صحت ختم ہو گئی اس کے ہاں کا جلوہ نمود ہو گیا

تفت دل از سرچیں کردن بخاست

اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

چوں مراقبِ گشتم و از خود جدا

جب میں مراقب اور اپنے سے جدا ہوا

زانکہ ساعتِ پیر گرداند جواں

کیونکہ زندہ جوان کو بڑھا بنا دیتا ہے

رست از تکوین کہ از ساعتِ برست

جس کو زندہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

تاز چونی وار ہی وار چرا

تاکہ تو چن و چن و چا سے نجات پالے

چوں نمازند محرمِ بچوں شوی

چن ختم ہو جائے گا تو بے چن کا خرم ہاں بن جائے گا

زانکہ آں سو جو تحیرِ راہ نیست

کیونکہ اس جانبِ حیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے

بستہ اند اندہ جہلِ جستجو

تک دھوکہ کی دنیا میں باندھ دیا ہے

۱۔ تا شوقِ محبت میں بڑی تاثیر ہے چنانچہ مٹی اپنی کی محبت اختیار کرتا ہے تو گھڑین کر ابھرتا ہے۔ ہر افسرہ اندک میں خوشن۔ لہذا پالکیہ مٹی میں مل گیا پانک گدہ و سب ختم کر دیا۔ سناٹہ بسط۔ پھیلاؤ۔

۲۔ پیشِ اصل۔ یعنی دانہ نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا تو اس کا ظاہر ختم ہو گیا اور اس کے ہاں نے جلوہ گر کی شروع کر دی۔ سرچیں۔ یعنی انہوں نے سر سے لیا اشدہ کیا جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا مانیں گے۔ تجنی۔ تجب۔ ہمدال۔ یعنی مراقب کرتے ہی میں وہ زندہ سے باہر نکل گیا۔

۳۔ جملہ۔ یعنی عالم کے سارے تغیرات وہ زندہ کی وجہ سے ہیں جو فیصلہ وہ زندہ سے بالاتر ہو جائے اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تاز چونی۔ انسان اگر وہ زندہ سے بالاتر ہو جائے تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے چل نمازند۔ جب انسان چلن و چلا سے آزاد ہو جائے تو وہ خدا کے پھول کا ہر از بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زندہ میں مقید ہیں وہ لافانی ذات باہری کی طرف طلب نہیں ہو سکتے۔ ہر نفس۔ طلب و جستجو میں ہر سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر ہے ممکنانِ غیب مقرر ہے کہ اس کو ای مقام پر نہیں۔ طویلہ۔ اسطیل یہاں مقامِ حاکم مراد ہے۔

مُنْتَصِب بر ہر طویلہ راضی !
 ہر اہطل پر ایک چابک سدا مقرر ہے
 از ہوس گراز طویلہ بکسلد
 اگر ہوس کی جہ سے اہطل سے نکلے
 در زماں آخر چیانِ چُست و خوش
 فزا چست نہ ہشید سائیں
 حافظاں را اگر نہ بنی اے عیار
 اے کھرے اگر تو تمبھاون کو نہیں دیکھتا ہے
 اختیارے می گئی و دست و پا
 تو ایک چیز اختیار کرتا ہے کہ تیرے ہاتھ پاؤں
 رُوئے در انظارِ حافظِ بَرود
 تو نے حفظ کے انکار کا رخ کر لیا ہے
 نام تہدیدیات ۲ نقش کردہ
 اس کا نام تو نے نقش کی تہدیت رکھ لیا ہے

پیش رفتن دوقی بامامت آل قوم

دوقی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ایں سخن پیاں نہ دارد تیز دو
 ان باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دو
 اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار
 اے یکا دو کہتیں ہے انا کر
 اے ۳ امام چشم روشن در صلوٰۃ
 اے نماز میں روشن چشم والے، امام
 در شریعت ہست مگر وہ اے کیا
 اے بزرگ! شریعت میں مگر وہ ہے
 گرچہ حافظ باشد و چُست و فقیہ
 وہ اندھا اگرچہ حافظ نہ ہشید نہ فقیہ ہو
 کور را پرہیز نبود از قدر
 اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

۱۔ راضی۔ گھڑے کو سدھانے
 والا۔ راضی۔ باغیان، سرکش۔ آخر
 چیان آخر ہی گھڑے کا سائیں
 افسانہ۔ بچاؤ۔ حافظاں۔ اگر
 انسان اپنے اس تمبھان غیبی کو نہیں
 دیکھ سکتا تو اس کے وجود کو اس سے بچو
 لے کہ انسان پر چند کوشش کرتا ہے
 ہر طرح سے کوشش کے لئے آواز دیتا
 ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی غیبی
 بندش ہوتی ہے

۲۔ امام تہدیت۔ یعنی تم اہل
 سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹِ حجاب
 غیبی کی وجہ سے جان بے کئے گئے،
 کہ انسان کو رکاوٹِ نفس کے ارادہ کا
 جہ سے پیش آ جاتی ہے

۳۔ اسلام۔ یعنی تم اے امام
 جس کی باطنی چشم علی ہوتی ہے
 امامت کے لئے ایسا ہی مختار
 مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔
 شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اندھے کو پیچھنا نہ کر وہ ہے چشم
 روشن۔ روشن۔ امام بہتر ہے خواہ اس
 کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قدر
 نجاست۔

در امامت پیش کردن کور را
 اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا
 چشم روشن بہ و گر باشد سفیہ
 روشن چشم والا بہتر ہے خواہ ان پر نہ ہو
 چشم باشد اصل پرہیز و حذر
 بچاؤ نہ پرہیز کی بنیاد آگہ ہوتی ہے

او پلیدی را نہ بیند در عبور
 وہ گزرنے میں گندی کو نہیں دیکھ سکتا ہے
 کوہی باطن بُود کانِ شرور
 باطن کا اندھا پن برائیوں کی کان ہے
 کورِ ظاہر در نجاست ظاہر ست
 ظاہری اندھا، ظاہر نجاست میں ہے
 ایں نجاست ظاہر از آبِ رَوَد
 یہ ظاہری نجاست پانی سے وہ ہو جاتی ہے
 جوئے بآب چشم نتوں شستن آں
 اس کو آنکھ کے پانی سے سونا نہیں دھو دیا جاسکتا
 چوں نجس خواندہ است کافر را خدا
 جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے
 ظاہر کا فرملوث نیست زیں
 کافر کا ظاہر اس سے لمٹ نہیں ہے
 ایں نجاست بولیش آید پیست گام
 اس نجاست کی بدلو میں قدم سے آتی ہے
 بلکہ لولیش آسمانہا بر رَوَد
 بلکہ اس کی بدلو آسمان تک جاتی ہے
 آنچہ سہ میگویم بقدر فہم تست
 میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کے بقدر ہے
 فہم آب ست و وجود تو سیو
 تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود غلیما ہے
 ایں سیور ایش سور اخست ژرف
 اس غلیما میں پانچ گہرے سوراخ ہیں
 اہر غصوا غصۃ ابصارکم
 تو نے اپنی نگاہوں کو پست رکھو کا حکم

۱۔ عجب گزرتا، چلتا پھرتا۔ کوہی
 باطن اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ
 مجسم شر ہے کہ ظاہر۔ ظاہری
 اندھے پر ظاہری نجاست ہوتی ہے
 جس کا ازاد آسان ہے لیکن باطن
 کے اندھے میں باطنی نجاست ہے
 جس کا ازاد بدوچار ہے۔

۲۔ جوئے بآب چشم۔ ظاہری نجاست
 پانی سے دھوی جاتی ہے لیکن باطنی
 نجاست صرف آنسوؤں سے دھوئی
 جاتی ہے۔ خدا نے کافر کو نجس، باطنی
 نجاست کی وجہ سے قرار دیا ہے اس
 نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدلو
 خصوصی در تک پہنچتی ہے لیکن باطنی
 نجاست کی بدلو بہت دور تک پہنچتی
 ہے۔ بلکہ باطنی نجاست کی پھیر
 دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پہنچتی
 ہے۔ دروضوں۔ دروضہ۔

۳۔ آنچہ میگویم۔ میں نے جو کچھ
 بتائے وہ تیری عقل کی بقدر بتائے
 ہیں کوئی پورا سمجھ لے گا تو تفصیل
 بیان کروں گا مجھے اس کی تمنا ہے۔
 فہم۔ انسان کے بدن اور فہم کی مثال
 گہرے اور اس کے پانی کی مجموعہ
 اس سیو۔ بدن کے غلیما میں حواس
 خمسہ۔ سمجھ پانچ حواسوں کے ہیں
 اگر غلیما کے سوراخ نہ بند کئے جائیں تو
 غلیما میں نہ برف رہے گا جس سے
 پانی بنتا ہے۔ پانی اس طرح اگر حواس
 خمسہ کی حفاظت نہ کی جائے گی تو فہم
 ضائع ہو جائے گی۔ فہم غصوا۔
 قرآن پاک میں ہے قُلْ لِلنَّاسِ
 يَغْضُوا مِنْ بَصَرِهِمْ لَسَاءَ لِمَا يَفْعَلُونَ
 مومنوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں
 پست رکھیں۔

بیچ مومن رامبادا چشم کور
 خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو
 زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
 کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے
 کورِ باطن در نجاست سرست
 باطن کا اندھا، باطنی نجاستوں میں ہے
 وال نجاست باطن افزوں میشود
 باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے
 چوں نجاست بولِ اطن شد عیاں
 جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں
 ایں نجاست نیست بر ظاہر ودا
 یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے
 آں نجاست ہست در الخاق و دیں
 وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے
 وال نجاست بولیش از رے تابشام
 اس نجاست کی بدلو رے سے شام تک ہے
 بر دماغ حور و رضواں بر شود
 حور اور رضوان کے دماغ پر چھا جاتی ہے
 مردم اندر حسرت فہم درست
 پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا
 چوں سیو بشکست ریزد آب زو
 جب غلیما ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے
 اندرون آب ماند خود نہ برف
 اس میں نہ پانی ٹھہرے، نہ برف
 ہم شنیدی راست نہادی تو سم
 بھی سنا تو نے صحیح کان نہ ہوا

از دہانت نطق فہمت را برد
 پتیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو بہاد کر دیتی ہے
 پچھتیں سُر انہجائے دیگر ت
 اسی طرح تیرے دھرمے سداغ
 گرز دیا آب را پیروں گنی
 اگر تو میا سے پانی باہر نکالے
 بیگہ است ار نے بگویم حال را
 بے موقع ہے منہ میں تجھے حال بتاتا
 کال ۲ عوضہا واں بد لہا بحر را
 وہ عوض اور وہ بدلے، میا میں
 صد ہزاراں جانور زوی خورند
 اس میں سے لاکھوں جانور پیچے ہیں
 باز دریا آں عوضہا می کشد
 بحر میا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے
 قصہ آغاز کردیم از شتاب
 جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے
 اے ۳ ضیاء الحق حُسام الدین راو
 اے عکلمند ضیاء الحق حُسام الدین
 توینا در آمدی در جان و دل
 تم دل و جان میں نددت سے آئے
 چند کرم مدح قوم ماضی
 میں نے گزشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں
 خانہ خود را شناسد خود دعا
 دعا اپنے مقام کو خود پہچان لیتا ہے
 بہر کتمان مدح ازنا محل
 تعریف کو تامل سے چھپانے کے لئے

گوش چوں ریگ آب فہمت را خود
 کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے
 می کشاند آب فہم مضمر ت
 تیری چمپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھول دیتے ہیں
 بے عوض آں بحر را ہا مول گنی
 بغیر بدلے کے اس میا کو جگل بنا دے
 مدخل اعوض را و ابدال را
 مدخل اور بدلوں کے داخل ہونے کا
 عوضوں اور بدلوں کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟
 از کجا آید ز بعد خر جہا
 ابرہاتم از بردوش می بُرند
 اور بھی پانی اس میں سے باہر لے جاتے ہیں
 از کجا دانند اصحاب رَحَد
 کہاں؟؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں
 ماند بے مخلص درونِ ایں کتاب
 اس کتاب مشنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
 اس کتب مشنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
 کہ فلک و ارکان چلو شاہے نزاد
 کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاد نہ جنا
 اے دل و جان از قدم تو نخل
 تمہاری تعریف آہی سے دل و جان شرمندہ ہیں
 قصد من زانہا تو بودی ز اقتضا
 تمھارے طبع سے تم ہی ان سے میرا مقصود تھے
 تو بنام ہر کہ خواہی گن ثنا
 تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر
 حق نہادست ایں حکایات و مثل
 اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنا دی ہیں

۱۔ از دہانت۔ یعنی بہہ گفتگو
 سے بھی فہم بہاد ہوتی ہے گوش۔
 کان سے غلط یا نہیں گن کا تو فہم بہاد
 ہوگی۔ گرز دریا اولیاء کے حواس خمسہ
 کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹاؤ ہوتا ہے
 لیکن وہ اس کا عوض اور بدل حاصل کر
 لیتے ہیں۔ بیگہ وقت نہیں ہے ورنہ
 میں سمجھتا کہ اولیاء کو یہ عوض اور بدل
 کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔
 ۲۔ کال عوضہا۔ بڑے میاؤں کا
 پانی خرچ ہوتا رہتا ہے آب ہا بدل
 میاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں
 سمجھنا کہ پانی بخارات میں تبدیل ہو کر
 بنتا ہے۔ قصصہ میں نے اس کتاب
 میں قصے بیان کرنا شروع کر دیئے۔
 ۳۔ اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا
 تعلق بارہویں شعر کے آخری مصرع
 پر نوٹیں سے ہے درمیان میں ضیاء
 الحق کی تعریف ہے۔ راجعہ عکلمند
 پر برگ۔ نامہ یعنی ضیاء الحق کی
 شخصیت نامہ زمانہ ہے۔ چنگ
 میرا دل تیرے شایان شان نہیں ہے
 آجھما۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ
 یہی ہے کہ تیرا ذکر و حدیث دیگران
 کے ساتھ مل کر ہر کتمان اصل شخص کو
 حق نہ کہنے کے لئے اس کو کسی مثل
 ذریعہ کر کیا جاتا ہے۔

لیک پذیرد خدا جُہدِ محفل
لیکن اللہ تعالیٰ تبار کی کوشش قبول فرما لیتا ہے
کزدو دیدہ گور دو قطرہ گفاف
دو آنکھی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں
کہ ستوم مجمل اس خوش نام را
کہ میں نے مجمل اس پیدے نام کی تعریف کی ہے
تاخیاں را بدنیاں کم گزد
تاکہ ان کے خیال کو دلوں سے نہ کاٹیں
در و خاق موش طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوتی ہے؟
موتے ابرو سویت آں نے ہلال
وہ اس کی ابرو کا بال ہے نہ کہ چاند
بر نویس انوں دوقتی پیش رفت
اب لکھو کہ دوقتی آگے ہو گئے

پیش رفتن دوقتی با مامت آں قوم عیبی
اس عیبی قوم کی امامت کے لئے دوقتی کا آگے بڑھنا

مدح جملہ انبیاء آمد مجین
سب نبیوں کی تعریف گندی ہوئی ہے
گوزہا در یک لکن در ریختہ
پیالوں کو ایک شلت میں ڈال دیا
کیشہازین روے جو یک کیش نیست
اس اعتبار سے غائب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں
بر صور و اشخاص عادت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عادی ہوتی ہے

گر چہ آں مدح از تو ہم آمد محفل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے
حق پذیرد کسرہ دار د معاف
اللہ تعالیٰ کرا قبول کر لیتا ہے زیادہ سے معاف رکھتا ہے
مُرخ و ما ہی داند آں اہام را
اس اہمال کو پند ' اہ مجھلی سمجھتے ہیں
تاہر و آہ حسوداں کم و زد
تاکہ حاسدوں کی آہ ان پر نہ نکلے
خود ۲ خیاش را کجا یابد خسود
ان کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟
آں خیال او بود از احتیال
وہ اس کا بدلتی خیال ہے
مدح تو گویم بروں از پنج ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کر دوں گا

۱۔ گرچہ میری تعریفیں تیرے مرتبہ سے کم ہیں۔ کسرہ یعنی کھلا ایک کڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ دلی کا ایک کھلا بھی قبول فرما لیتا ہے۔ ہر زیادہ مقدار کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ کزدو دیدہ۔ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی وہ قدر ہے جو بڑے سے بڑے مال کی قدر نہیں ہے۔ اہام یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں ان سے مقصود ضیاء الحق ہیں۔ تاہر۔ ضیاء الحق کا نام صراط ہے۔ اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسدان پر حسد نہ کریں۔

۲۔ خود خیاش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ ان کے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ احتیال۔ ان حاسدوں کے ذہن میں۔ ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بدلتی ہے جیسا کہ بعض جانند کہنے والوں کو اپنی ابرو کا بال جاننے کی صورت میں نظر آ جاتا ہے۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس۔ ہفت۔ یعنی ساتوں آسمان۔

۳۔ مدحیات۔ امتحانات میں جب کوئی السلام علیا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہتا ہے اس میں مجملاً سب انبیاء اور یک ہندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔ حق تعریف صرف خدا کی ہے۔ صور۔ اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نور حق سے کسب فیض کرتی ہیں لہذا وہ قابل مدح ہو جاتی ہیں۔



مَدِ جہا جو مستحق را کے کنند
لوگ مستحق کے علاوہ کسی کی کبر تعریف کرتے ہیں؟
ہچو نورِ تافہ برِ حائلے
جس طرح کہ نورِ دیوار پڑ پڑتا ہے
لا جرم چوں نورِ سُوئے اصلِ راند
لا محالہ جب نورِ اصل کی طرف سٹ جائے
یا ز چاہے عکسِ ماہے و انمود
یا کسی کنوئیں میں چاند کا عکس نمود ہوا
در حقیقت مادیجِ ماہست او
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے
مادیجِ اومہ راست نے آں عکس را
اس کی تعریف چاند کے لئے ہے نہ عکس کے لئے
گزشتہ گمراہ آں دلیر
کیونکہ وہ جری بدختمی سے گمراہ ہو گیا ہے
زیں بیتاں خلقاں پریشاں میشوند
ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں
زانکہ شہوتِ باخیالے راندہ است
کیونکہ شہوتِ مانی ایک خیال سے کی ہے
باخیالے سِ میل تو چوں پَر بُود
خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے
چوں براندی شہوتِ تیرت بریخت
جب تو نے شہوتِ مانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا
پَر نگہدار و جنیں شہوتِ مراں
پر کی حفاظت کر اور لہی شہوتِ مانی نہ کر
خلقِ پندارند عشرت می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں

لیک بریند اشت گمراہ می شوند
لیکن فاسد گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں
حائلے آں انوار را چوں رابطے
اور دیوار ان نوروں کے لئے واسطہ ہے
ضالِ مہ گم کروڑِ استاشِ بماند
گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رک گیا
سربہ چہ می کروڑاں را می ستود
کنوئیں میں سر جھکا دیا اس کی تعریف کر رہا ہے
گرچہ جہل او بعکسش کرد رُو
اگرچہ اس نے مانی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
جب معاملہ غلط ہو گیا کفر ہو گیا
مہ بہالا بُود او پنداشت زیر
چاند اوپر تھا وہ نیچے سمجھا
شہوتے راندہ پشیمال میشوند
شہوتِ پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں
در حقیقت دُور تر و ماندہ است
در حقیقت اصل سے بہت دور جا پڑتے ہیں
تاہلداں پَر بر حقیقت بر شود
تاکہ تو اس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے
لنگ گشتی واں خیال از تو گریخت
تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا
تلمذِ میلِت بَر دُسوئے جنال
ساکہ میلان کا پر تجھے جنوں کی طرف لے جائے
بر خیالے پَر خود برمی کنند
ایک خیال پر اپنے پر اکٹھا کر رہے ہیں

۱۔ گمراہ اگر کوئی ان صورتوں اور
اشخاص کو اسل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے
ہچو نورِ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اس
کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی ہے
اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے
سے جان کی تعریف پھوڑ بیٹھے تو اس
کی گمراہی ہے سناں چاہے پانی میں
جو عکس ہے اس کی تعریف چاند کی
تعریف ہے کہ اگر کوئی بالکل
اصل تعریف اس عکس کی کرتے تو اس
کی گمراہی ہے

۲۔ کہ شہوتِ تمام خوبیوں کا
منبع تو ذاتِ خداوندی ہے اگر کوئی
خلق کو اسل سمجھ بیٹھے تو اس کی
بدختمی ہے زیں بیتاں یعنی مجازی
معتوقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت
پرستی ہے خیالے یعنی عارضی حسن
دیواری چاندنی جیسا ہے

۳۔ باخیالے خیالی مشوق سے
اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے
کے لئے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے
الْمَحَاظُ قَطْرُ قَلْبٍ حَقِيقَةُ عَشْقٍ مَجْزِي
حقیقی عشق کا بل ہے۔ یہ جذبہ
عشق ایک پر ہے اس کو حقیقت تک
بروز کا ذریعہ بنانا چاہیے خلقِ لوگ
عشق مجازی میں بہت دلی کر کے
اپنے اس پر کو جو حقیقت تک پہنچاؤ
سب بن سکا تھا پر باکرہ کیے ہیں۔

وام! در شرح این نکتہ شدیم
میں اس نکتہ کی تشریح کا فرض رہا ہو گیا ہوں
مہلتم وہ معبرم زان تن زدم
میں مٹل ہوں مجھے مہلت دے گی میں نہ ہوں ہو گیا ہوں
باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
وقت تنگ و قوم مقوف نماز
میں لوثا ہوں، کیونکہ قصہ دراز ہو گیا
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کر دین آں قوم از پس دقوتی

اس قوم کا دقوتی کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در شد آں دقوتی در نماز
نماز میں دقوتی آگے ہو گئے
قوم ہچوں اطلس آمد او طراز
قوم اطلس کی طرح تھی وہ نقش و نگار
اقتدا کر دنیاں شاہاں قطار
ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی
چونکہ بالتکبیر ہا مقروں شدند
جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے
معنی تکبیر نیست اے ایم
اے امام تکبیر کے معنی یہ ہیں
وقت ذبح اللہ اکبر مینکی
وقت کے وقت تو اکبر پڑھتا ہے
گوئی اللہ اکبر وَاں شوم را
تو اللہ اکبر پڑھ، اور اس بدعت کا
تن چوں اسماعیل وحاں ہچوں خلیل
جسم اسماعیل کی طرح اور دین خلیل اللہ کی طرح ہے
گشت کشتہ تن ز شہوتہا و آرز
جسم شہوتوں اور حرص سے مراد ہو گیا۔
چوں قیامت پیش حق صفہا زوہ
قیامت کے دن کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والی ہے
ایستادہ پیش یزداں اشک ریز
اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں

۱۔ امام اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتا دی جائے گی۔ معبرم۔ تنگ دست مقروض کو مہلت دینی جانی ہے۔ قوم۔ یعنی وہ عینی قوم بمنزلہ دشمنین کہنے کے معنی اور دقوتی اس کے نقش و نگار کی طرح تھے چونکہ جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریر پڑھی دنیا و انہما سے عاجل ہو گئے۔ ۲۔ ہچوں۔ ہاں قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے معنی تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی اور بار خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گوئی اللہ اکبر۔ تم تکبیر کہو تو فوراً نفس لادہ کو ذبح کر ڈالو۔ ۳۔ تن چوں اسماعیل۔ تکبیر تحریر کے وقت روح کو بمنزلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بناؤ اور جسم کو بمنزلہ حضرت اسماعیل ذبح اللہ کے بناؤ۔ گشت کشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مراد ہو جاتا چاہے جسم اللہ کے ذریعہ جسم کل سر پر یہ ہو جاتا چاہے چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرت حق کے دربار میں محض بانہ کہ کھڑے ہو گئے اور حسب و کتاب اور وصال و جواب ہوں گے۔ رختیر۔ قیامت۔

حق! ہمیکوید چہ آوردی مرا
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے
 عمر خود را در چہ پایاں بردہ
 اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے
 گوہر دیدہ کجا فرسودہ
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے
 چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش
 آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں
 دست و پا و ادمت چوں نیل و کنند
 میں نے تجھے ہاتھ پاؤں پہاڑوں سے لکھا ہے جسے
 بچھیں پیغامہائے در دہیں
 اسی طرح کے مدد ناک پیغام
 در قیام اس گفتہا دار در جوع
 قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں
 ایستادن را نمائندہ قوتے
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی
 قوت ایستادن از رخت کاند
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی
 باز فرماں سے در رسد بردار سر
 پھر حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آر باز رکوع او شرمسار
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے
 باز فرماں آیدش بردار سر
 پھر اس کو حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آر او دگر رہ شرمسار
 وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے

اندریں مہلت کہ دایم مر ترا
 اس وقفہ میں جو میں نے تجھے دیا
 قوت و قوت در چہ فانی کردہ
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے
 پنج حس را در کجا پالودہ
 پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے
 خرج کردی چہ خریدی تو ز فرش
 تو نے ان کو خرچ کیا زمین سے کیا خریدا؟
 من بہ بخشیدم ز خوداں کے شہند
 وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے
 صد ہزاراں آید از حضرت چہیں
 صہار سے لاکھوں آتے ہیں
 وز خجالت شد دو تا اندر رکوع
 شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے
 در رکوع آمد ز شرم او ساعے
 وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے
 در رکوع از شرم بسیجے بخواند
 شرم سے رکوع میں بسیج پڑھنے لگا
 از رکوع و پلح حق بر شمر
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شمار کر
 باز اندر رو فتدائں خامکار
 پھر وہ ناقص اہل منہ کے بل کر پڑتا ہے
 از سجود و واہ از کردہ خمیر
 سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا
 اندر افتد باز در رو ہچو مار
 پھر سانپ کی طرح منہ کے بل کر پڑتا ہے

۱۔ حق ہی گویا۔ اب نماز میں
 جب تم قیام میں ہو تو کیا اللہ تعالیٰ تم
 سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی
 مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا
 کام کیا ہے قوت قوت میں نے
 تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کا میں
 صرف ہوئی ہے چشم و گوش و حواس
 خدہ دیئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی
 دینے ان کو کس کام میں لایا ہے
 ۲۔ در قیام۔ نماز میں قیام کی
 حالت میں جب یہ حالات سنا ہے تو
 رکوع میں جانا گیا شرمندگی سے
 جھک جاتا ہے۔ ایستادن۔ اب اس
 میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ کھڑا رہ
 سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر بسیج
 پڑھنے لگتا ہے
 ۳۔ باز فرماں۔ پھر گویا اس کا اللہ کا
 حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو
 وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر
 شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے
 باز فرماں پھر سجدہ کی حالت میں اس کو
 سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے
 سر اٹھالیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر
 دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے

باز گوید سر بر آرو باز گو
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا
قوتِ پا ایستادن نبویش
اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے
پس نشیند قعدہ زال بارگراں
اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے
نعمتِ دایم بگو شکر ت چہ بود
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر یہ کیا تھا؟
چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع

بیان اشارتِ سلام سوئے دست راست در قیامت از
اللہ تعالیٰ کے عاصیہ کی میت کی وجہ سے دہنی جانب سلام کا اثناء اور
بہت محاسبہ حق تعالیٰ واز انبیاء استعانت و شفاعت خواستن
انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رو بدستِ راست آرد در سلام
سلام میں دہنی جانب کو رخ کرتا ہے
انبیاء را او سلامی می کند
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے
یعنی ۱۲ اے شاہل شفاعت کائیں لئیم
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو، کیونکہ یہ کہینہ
انبیاء گویند روز چارہ رفت
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا
مرغ بیوقتی تو اے بدبخت رو
تو مرغ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا
رو بگرداند بسوئے دست چپ
وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے

سوئے جانِ انبیاء وآں کرام
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب
استعانت را طلب کردن مدد
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے
سخت در گل ماندہ اش پائے وگیم
اس کا پاؤں اور کھلی ہڈی میں پھنسی ہے
چارہ آنجا بود و دست افراز زفت
تدبیر اور کافی سلمان دہلی میں تھا
ترک ماگو خون ما اندر مشو
ہمیں صاف کر دہری جان کے صہے نہ ہو
در تبار خویش گویندش کہ جب
خاندان اور بیٹوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ مگر

۱۔ باز گوید۔ دوسرے جگہ میں پھر
اس کو حکم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب
دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی
کہ وہ کھڑا ہو کہ لہذا قعدہ میں بیٹھ
جاتا ہے۔ نعمت۔ قعدہ کی حالت
میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے
کہ تم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ پیا تھا
اس سرمایہ کا نفع دکھا کہیں ہے چوں
نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس
کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر
سفاش کرنے والے کی تلاش شروع
کر دیتا ہے۔

۲۔ بیان۔ یعنی اب وہ دہنی
جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور
کرمین کا تئیں سے اپنی سفاش کی
استدعا کرتا ہے۔

۳۔ یعنی۔ دہنی جانب سلام
کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے
سفاش چاہتا ہے۔ انبیاء انبیاء کو
جواب دینگے وقت گل گیا اب کوئی
تدبیر نہیں ہے اس وقت بے موقع چیخ
اور پکار ہے۔ زور و زائد۔ اب وہ گویا
ماپوں ہو کر جائیں جانب سلام کر کے
اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہش کرتا
ہے۔

ہیں! جواب خویش گو با کردگار
خبردار! اپنا جب اللہ تعالیٰ کو دے
نے ازیں سونے ازل سو چارہ شد
جب نہ اصر سے نہ اصر سے کوئی تدبیر ہوئی
از ہمہ نومید شد مسکین کیا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے یابیں ہو گیا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
کہ اے خدا میں سب سے یابیں ہو گیا ہوں
ہست امید کے عنایت در رسد
اب امید ہے کہ مہربانی ہو جائے
در نماز اس خوش اشارتہا نہیں
نماز میں ان اچھے اشاروں کو سمجھ لے
معنی سے تسلیم اس اے مقتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں
ہر چہ فرمائی تو منقادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں
بچے بیروں آر از بیضہ نماز
نماز کے اٹھنے سے بچے باہر نکال

ما کہ ایم اے خولجہ دست از ما بدار
ہم کلن ہوتے ہیں اے جناب ہمیں معاف کیجئے
جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد
اس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی
پس بر آرد ہر دو دست اندر دعا
تو دعا میں ٹپوں ہاتھ اٹھاتا ہے
اول و آخر توئی و منجہا
اول اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منجہا ہے
گرو او ایمن ز حبل مین مسد
وہ مونجہ معلوم کی رہی سے محفوظ ہو جائے
تبدانی کایں بخوابد شد یقین
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقین ہو گا
کہ توئی حق ہادی و ما مہندی
کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا ہے ہدایت حاصل کرے گا ہے
باقضائے س جرم گو شادیم ما
کہہ دے جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں
سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
بغیر تعظیم اور اوب کے مرغ کی طرح ٹھوکیں نہ ملے

شنیدن آں قوتی در نماز آفغان لال کشتی را در غرق شدن
نماز کی حالت میں قوتی کا کشتی دلوں کی ڈوبنے میں فریاد سننا

آں قوتی در امامت کرد ساز
قوتی نے امامت شروع کر دی
واں جماعت در پے او در قیام
وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں تھی
ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاو
اپناک ان کی نگہ میا کی جانب پڑی

لے ہیں۔ رشتہ دار بھی اس کو یابیں کر
دیتے ہیں نے ازیں سونے۔ جب وہ
دلوں جانہوں سے یابیں ہو جاتا ہے
تو اب دل شکستہ ہو کر صابر خداوندی
میں دست دعا ہلاتا ہے اور عرض
کرتا ہے کہ سب جگہ سے یابیں ہو کر
تیری طرف رجوع کرتا ہے۔
ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا
ہے تو امید پڑتی ہے کہ خدا اس پر رحم کر
دے اور اس کی گڑبادی ہو جائے۔
یعنی تسلیم ہو کر کاشعل میں
نماز کے جو اشارے ہیں وہ تو ہر نمازی
کے لئے ہیں اب جماعت میں
مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام
کے حرکات اور سکانات پر ہر تسلیم کرے گا
ہے اور گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر
عمل پیرا ہوئے گا اشارہ ہے۔
سے باقضائے جرم یہاں تک کہ وہ
اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہار رضا کرتا
ہے۔ بچہ ہم نے نماز کے ارکان کے
جواشارے سمجھائے ان سے نتیجہ نکال
اور نماز میں محض ٹھوگے نہ ملے۔
ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ امت
زے یعنی مقتدی بھی بہترین تھے اور
لام بھی۔ دلوں۔ یعنی کشتی دلوں کی
فریاد۔

در میان موج دید او کشتی
انہوں نے موجوں میں کشتی دیکھی
ہم شب و ہم آبرو ہم موج عظیم
رات بھی اور ہم بھی اور بڑی موج بھی
شند بادے ہچو عزرائیل خاست
ملک الموت کی طرح تیز ہو اٹھی
اہل کشتی از مہابت کاسترا
کشتی والے خوف سے سڑے ہوئے
دستہا در نوحہ بر سر میزدند
لڑنے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے
با خدا با صد تضرع آل زماں
اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے
سر برہنہ در سجود آتہا کہ بچ
بچے سر، سجدہ میں وہ لوگ بھی اگر بھی
گفتہ کہ بیفا دست ایں بندگی
پہلے وہ کہتے تھے یہ عبادت بیکار ہے
از ہمہ امید بہریدہ تمام
سب سب سے امید منقطع کر چکے تھے
زادہ و فدا شد آں دم متقی
زادہ اور بیکار نہ اس وقت متقی ہو گئے تھے
نے زچہ شمل چاہے بود نے زراست
ان کے لئے نہادیں سے کوئی تدبیر تھی نہ انہیں سے
در دُعا ایشان و در زاری و آہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے
دیو آن دم از عدوت بین بین
شیطان اس وقت عدوت کی وجہ سے پریشان تھا

در قضا و در بلا و ز شیتے
قضا میں اور بلا میں، اور تہ میں
آن سہ تاریکی واز غرقاب بیم
تین اندھیراں اور ڈوبنے کا ڈر
موجہا آشوفت اندر چپ و راست
جس نے جائیں اور بائیں موجیں پھلا دیں
نعرہ و وا ویلہا بر خاستہ
نعرے اور طویلا بلند کئے ہوئے
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
کافر اور بدی دین سب مخلص ہو گئے تھے
عہدہا و نذر ہا کردہ بجائ
دل و جان سے عہدیں اور نذر مانتے تھے
روئے شال قبلہ ندیدار چچ چچ
ان کے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا چچ کی وجہ سے
آں زماں دیدہ در اں صد زندگی
اس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے
دوستان و خال و عم و باب و مام
دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور مام سے
ہچو در ہنگام جاں گندن شقی
جیسا کہ بدبخت نزع کی حالت میں
حیلہا چوں مرد ہنگام دُعاست
تدبیریں جب قیام میں، دعا کا وقت ہے
بر فلک ز ایشان شدہ دود سیاہ
ان کی آہوں کا کالا دھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا
بانگ زد کائے سنگ پرستان علین
پکارا کہ اے کتے کے پرستار! دھواں نقصان ہے

۱۔ کاست۔ یعنی دبے بچے
ہوئے کافر و ملحد مشہور ہے۔ جب
دیار جنہوں نے تو خدا کو یاد کیا کر ان
نے بھی کہا کہ ایسی حالت میں سب
مخلص بن جاتے ہیں۔

۲۔ باخدا۔ گریب میں پھنس کر
سب کشتی سوار مخلص بن جاتے ہیں
اور خدا سے دعا مانگتے لگتے ہیں۔ قبلہ
ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ
کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔
گفت۔ تمام عمر عبادت کو بیکار تاتے
رہے تھے۔ دستاں۔ دنیا کے تمام
دستے ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف
رجوع کرتے ہیں۔

۳۔ زادہ۔ نزع کے وقت فرعون بھی
ایمان لانے لگا تھا اسیلہا۔ انسان کی
فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو
جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع
کرتا ہے۔ دُعا۔ آں کی آہوں کا کالا
دھواں۔ دیو۔ بیکار چل کر شیطان
کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے
وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان
گھبراتا ہے اور ان کو بیکار کر کہتا ہے اللہ
کی طرف رجوع نہ کرو نہ دُعا کیجیے
میں جیلا ہو جاؤ گے توبہ کے بعد بد
عہدی اور گناہ میں ہیں۔ یعنی
تدبیر بعض خوں میں تیر ہیں یعنی
شیطان ان کو گھبراہٹا۔

مرگ و حسک الے ایل انکار و نفاق

لے افکار و نفاق وادار موت ' ہر مد

چشم تال خربا شد از بعد خلاص

خلاصی کے بعد کیا تہاوی اکھ تم ہو گی؟

یاد تال ناید کہ روزے در خطر

تھیں یاد بھی نہ آئے گا کہ خطرے کے دن

ایں ہی آمدندا از دیو لیک

شیطان کی یہ آہ آری غمی ' تین

راست سے فرمودست باما مصطفیٰ

ہم سے مصطفیٰ نے سچ فرمایا ہے

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت

کہ ناہن جو کچھ انجام پر دیکھے گا

کارہاز آغاز گر غیب ست و بر

کام کا انجام اگرچہ شروع میں پوشیدہ ہوتا ہے

اولش پوشیدہ باشد و آخرش

اس کے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے اس کا آخر میں

گر نہ بنی واقعہ غیب الے ععود

لے سرکش اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

عاقبت خواہد بدزن ایں اتفاق

انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہو گا

کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص

کیونکہ شہوت ہی کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے

دست تال بگرفت یزداں از قدر

قدرت سے خدا نے تہاوی دھیری کی ہے

ایں سخن را نشود جو گوش نیک

اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

جو قطب اور شہشاہ اور صفا کے مہیا ہیں

عاقل آں بیند ز اول مرتبت

عقل مند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

عاقل اول دید و آخر آن مضر

عقل مند نے شروع میں دیکھا اور جہالت پر مہر نے آخر میں

عاقل و جاہل بہ بیند در عیال

عقل مند اور ناہن انکھوں سے دیکھ لیتا ہے

خوم را سیلاب کے اندر رود

تو احتیاط کو سیلاب کب بہا لے گیا ہے

۱۔ جسک جہم کے فتح ساتھ ہزاروں
چشم تال یعنی نجات پانے کے بعد
تم نہ بھی روئے گذر نہ پڑا کرو گے کہ
خدا نے تہاوی دھیری کی تھی غشود
یعنی صرف نیک لوگ سمجھ رہے تھے
کہ یہ شیطان آباد محض نیکی سے
روکنے کے لئے ہے

۲۔ راست اس واقعہ سے
آنحضرتؐ کے قول کی تصدیق ہو جاتی
ہے کہ جاہل کہ جو کچھ انجام میں کرنا
پڑتا ہے وہ عقل مند ابتداء میں کر گزرتا
ہے کسی نیک انسان نے بالاخر کر یہ
زاری کی جو اولیاء اللہ ابتدا میں کر لیتے
ہیں۔ کانچہ مشہور ہے انچہ دانا کنہ
کہ ناہن ایک بعد از خرابی بیدار
سحر اپنی جہالت پر مہر۔ گرنہ بنی۔
اگر ایک عام آدمی بھی پیش آنے والی
بات کو سنیں دیکھ پاتا تو حرم اور احتیاط کا
تقاضا بھی ہے کہ مصائب میں پھنسنے
سے ڈرتا ہے اور تو یہ دستغفل کرنا
رہے

۳۔ حرم احتیاط کا تقاضہ یہ ہے
کہ انسان کسی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت
بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرنا
ہے۔ آنچنانکہ حرم کے معنی اس
مثال سے سمجھو کہ مثلاً ایک آدمی جس
کو شیر چپ کیا جو وہ اپنے بھائی کی
تدبیریں سوچتا ہے شیر کے حمل سے
پہلے ہی وہ موقع ملے

تصویرات مرد حایم

حکما انسان کے خیالات

مہم دیدن بلائے ناگہاں

لحہ بہ لحہ ناگہانی بلا دیکھنا

مرد را بزود و در بیشہ کشید

اس نے ایک غص کو پکڑا اور کچھ میں سمجھ لے گیا

تو ہماں اندیش لے اُستاد دیں

لے دین کے استاد تو بھی وہی سوچ

حرم حرم بود بدگمانی در جہاں

احتیاط کیا ہوتی ہے ' دنیا میں بدگمانی

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید

اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا

اوپر اندیشہ ہواں بزودن بنیں

اس لے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے ' غور کر

جان ما مشغول کار و پیشہا
ہماری جان کام ہر پیشہ میں لگی ہے
زیر آب شور رفتہ تباہ خلق
کیا کہ کھلے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں
گنجہا شاں کشف کشتے درز میں
تو زمین میں گڑے ہوئے خزانے پر عکشف ہو جاتے
در پے ہستی فتادہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

می! گشہ شیر قضا در پیشہا
قضا کا شیر کچالوں میں ٹھیک کر لے جا رہا ہے
آنجہاں کز فقری ترسند خلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں
گر بہتر ستندے ازال فقر آفریں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے
مُجلہ شاں از خوف غم در عین غم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں جلا ہیں

دُعا و شفاعتِ دُوقی در خلاص آں کشتی
اس کشتی کی نجات کے لئے دُوقی کی دعا اور سفارش

رحم او جوشید و آشک او دَوید
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے
وست شاں گیر اے شہ نیکو نشاں
اے شہ یک نشاں! ان کی دست گیری فرما
اے رسیدہ وست تو در بحر و بر
اے وہ ذات کہ تیرا دست قدرت بحر و بر پر ہے
در گزار از بد سگالان این بدی
یہ عقیدہ لوگوں کی اس بدی سے ہر گز کر
نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بچتے ہیں
دیدہ از ما مجملہ کفران و خطا
ہم سب کی باغریابی اور خطا کو دیکھتے ہوئے
تو توانی عفو کردن در جریم
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے
ویں دعا را ہم ز تو آموخیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ ہی سے سیکھی ہے

چوں دُوقی آں قیامت را بدید
دُوقی نے جب اس قیامت کو دیکھا
گفت یارب منکر اندر فعل شاں
فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ
خوش سلامت شاں بسا حل با زبر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ سال پر لٹا دے
اے کریم والے رحیم سرمدی
اے کریم اور اے ابدی رحم کرنے والے
اے ۳ دیدادہ را زبگال صد چشم و گوش
اسے کہ جس نے سیکھ لیا انکھیں اور کان سنتے ہیں
پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی
اے عظیم از ما گناہان عظیم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو
ناز آرز و حرص خود را سو خیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے

۱۔ می گشہ۔ لیکن ہم غفلت
برتے ہیں اور شیر قضا سے نجات کی
تدبیر نہیں کرتے۔ آنجہاں لوگ فقر
سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اس کے
خوف میں جلا ہیں جیسا کہ سمند
میں ڈوبتا ہوا خوف میں جلا ہوتا ہے
اگر فقر پیدا کرنے والے خدا سے اس
طرح ڈریں تو ان پر زمین کے خزانے
مکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال
بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔
انسانوں کی بے عقلی ہے کہ وہ موم
کی بنا پر عین غم میں جلا دو جاتے ہیں
اور محض فقر کے غم کی وجہ سے اپنے نو پر
غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی
ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں
اپنے نو پر موت طاری کر لے۔
۲۔ آں قیامت۔ یعنی کشتی کے
ڈوبنے کے احوال۔ شاں۔ کوئی کشتی
میں سوار گنہگار سال۔ سمند کا
کنافہ۔ بحر۔ خشکی اور تری۔
سرمدی۔ لبدی۔ بے سگال۔ بے عقیدہ
۳۔ اے بدادہ۔ اللہ تعالیٰ نے
ظاہری اور باطنی حواس مفت عنایت
فرما دیئے ہیں۔ جریم۔ جرم و خطا۔
ویں دعا۔ اپنی خطاؤں پر ہمارا دعا
ما گناہ بھی تیری عظیم عطا ہے۔

حُرمتِ آں کہ دُعا آمونِخی
 اں کے فطیل کہ تو نے دعا سکھائی ہے
 دُستگیر و رہنما توفیقِ وہ
 پچھری فرما ، اور رہنمائی عطا فرما
 پچھیں می رفت بر لفظش دُعا
 دعا ان کے لافظ میں اپنی طرح جلدی تھی
 اشک میرفت از دُستِ شمش و آں دُعا
 ان کی دُعاؤں آنکھوں سے آنسو جلدی تھے اور وہ دعا
 آں دُعاے بیخوداں خود دیگرست
 بیخودوں کی دعا دُوری ہی چیز ہے
 آں دُعا حق میکند چوں اوفناست
 جبکہ وہ بیخود مقامِ فانی ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے
 واسطۂ ۲ مخلوق نے اندر میان
 درمیان میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے
 بندگانِ حق رحیم و برد بار
 اللہ تعالیٰ کے رحیم اور برباد بننے
 مہربان بے رشوتاں یارِ گیراں
 مہربان بغیر رشوت کے مددگار ہوتے ہیں
 از ترخم دُستگیراں شافعاں
 رحم کھانے کی وجہ سے دُستگیر اور شفیع ہوتے ہیں
 ہیں بچو ایں قوم را اے مبتلا
 اے مصیبت زدہ اس قوم کو تلاش کر لے
 رسد گشتی از دم آں پہلوان
 اس پہلوان کی دعا سے غشی نجات پاگئی
 کہ مگر بازوئے ایشان در حذر
 کہ شاید بچاؤں میں انہیں کی بازو بنے

در چہیں ظلمتِ چراغِ افروختی
 لکی تدریج میں چراغ روشن کر دیا ہے
 جُرم بخش و عفوگن بشکا رگرہ
 خطا بخندے اور معاف کر دے اور گرہ کھل دے
 آں زماں چوں مادلان با وفا
 اس وقت جیسا کہ با وفا مانوں کے الفاظ میں
 بیخود از وے می برآمد بر سِما
 بے خودی میں ان سے آسمان پر پہنچ رہی تھی
 آں دُعا زو نیست گفت واورست
 وہ دعا ان کی نہیں ، خدا کی بات ہے
 آں دُعا و آں اجابت از خداست
 وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے
 بیخبر زان لایہ کردن جسم و جان
 اس خوشامد سے جسم و جان بے خبر نہ ہوتے ہیں
 خوئے حق و راند در اصلاح کار
 معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خواہش اختیار کر لیتے ہیں
 مُشفقان و مُستعالم عفوگاراں
 مشفق اور غمخواروں کے مددگار ہوتے ہیں
 در مقام سخت و در روزِ گراں
 سخت جگہ اور بھاری دن میں
 ہیں غنیمت دارِ شالِ پیش از بلا
 خبردار جلا ہونے سے پہلے ہی ان کو غنیمت سمجھ
 واپل گشتی را بچید خود گماں
 گشتی باتوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا
 بر ہدف انداخت تیرے از قدر
 صحیح انداز سے نشانہ پر تیرہ چلایا ہے

۱۔ ظلمت۔ یعنی ظلم کا سایہ۔
 چراغ۔ یعنی دعا کی تعلیم۔
 جس طرح ہاں بے چین ہو کر بچے کے
 لئے دعا کرتی ہے قوتی کی یہی
 حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں
 ایسے مصروف تھے کہ ان کو اپنا ہوش نہ
 تھا کہ اس دعا انسان بے خود ہو کر دعا
 کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فانی اللہ ہے
 اس لئے وہ دعا اس کی طرف منسوب
 نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔
 اجابت۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی
 جانب سے ہے اور اس کی قبولیت بھی
 اللہ کی جانب سے ہے۔

۲۔ واسطہ۔ جبکہ وہ دعا کرنے والا
 فانی ہے تو وہ درمیان میں کوئی واسطہ نہیں
 ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا
 احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگان
 حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدائی اخلاق
 سے متصف ہوتے ہیں اور ان کی
 حالت بھ بھکی ہو چلی ہے کہ رحمت
 حق پہنچی ہو۔

۳۔ از ترخم۔ وہ شخص اپنی مصیبتِ رحم
 کی وجہ سے سفارش اور دُستگیر بن
 جاتے ہیں۔ ہیں۔ لایا یا اللہ سے دعا
 کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر
 بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے
 پہلے بھی رکھنا چاہیے۔ رسد گشتی۔
 گشتی قوتی کی دعا سے بچنے کی
 والے کھچے کہ ان کی قوتِ بازو سے
 جھنڈے سے نکلے۔

۱۔ پارہاند اس کی مثل یہ ہے کہ
لوہی شکلی کی گرفت سے اپنے
پاؤں کے ذریعہ نیکی لین ۱۰ اپنی
مکلفی سے بچتی ہے کہ مکی جیسے
نیکی ہے غمزدہ ہو کے میں جلا۔
کین۔ شکلی کی گھٹاں دوسرا۔
مولانا فرماتے ہیں کہ گنجائش کامل
ذریعہ ہے اس کی حفاظت کہ نہ
سر۔ بدنامی کرام۔ یعنی ہماری
نجات کا ذریعہ بدنامی کا دین ہیں۔
حیلہ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی
نجات کی تدبیریں کرتے ہیں ان کی
مثل لوہی کی دم کی سی ہے جس کو
اس نے باعث نجات سمجھا تھا۔
استدلال کر۔ یعنی ہم اپنے استدلال
اور تدبیر کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔
اسی تقریریں کرتے ہیں جس سے
لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی
انسان اپنی تدبیر اور مکلفی کا بیان کر
کے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور
گویا کہ ان کو مرعوب کر کے اپنی غفلتی
جتنا چاہتا ہے۔

۲۔ تاباں۔ ان سے کہہ دیں گے
ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا
چاہتا ہے۔ نہیں دیکھتا کہ خود غرور کے
گڑھے میں گرا رہا ہے۔ وہ کہ جبکہ
خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو مستعد
بنا کر کہیں گڑھے میں گراتا ہے۔
چل ہل کر تجھے خود کو اپنی مقام
حاصل ہے تو جبکہ دوسروں کو مستعد بنا
کر اس مقام پر پہنچے۔

۳۔ اے عظیم۔ جبکہ خود انسان چار
عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں
میں پھنسا ہوا ہے۔ یعنی اس کی پہنچ
صاف غفلت تک ہے اور غلطیات
سے اس کا کوئی علاوہ نہیں ہے تو
دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا تو
انسانیت ہے نفرت جائے۔ یہ بطور طفر
کے فرمایا ہے۔

پارہاند! رُو بہاں را در شکار
شکار میں لوہیوں کو پاؤں بجاتے ہیں
عشقہا با دم خود بازند کیں
۱۰ دم سے محبت کرتی ہیں کہ اس نے
از ضلالت بوسہا بر دُم دہند
ناہنی سے دم کو چھتی ہیں
رُو بہا پار انگہدار از حجر
۱۰ لوہی کا پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر
ماچور و باہیم پائے ما کرام
ہم لوہی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں
حیلہ باریک ماچوں دُم ماست
ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے
دُم بجباہیم ز استدلال و مکر
ہم حجت بازی اور مکر کی دم بجاتے ہیں
طلب حیرانی خلقاں ہدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلب کار بن گئے ہیں
تباً فسوں مالک دلہا شویم
ناک فریب کے ذریعہ ہم لوگوں کے مالک بن جائیں
درگوی و در چہی اے قلعباں
اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوں میں ہے
چوں بہ بستانے ری زیبا و خوش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے
اے ۳۔ مقیم حبس چارونچ و شش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم

وال زدم دانند روبا ہاں غرار
۱۰ دھوکے میں جلا لوہیاں دم کی جگہ سے بچتی ہیں
میر بہاند جان مارا از کیں
ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا
قص گیرند وز شادی بر جہند
ناجی ہیں اور خوشی سے کوئی ہیں
پاچونہود دُم چہ سودائے خیرہ سر
اگر پاؤں نہ ہوتے بیوقوف ہم سے کیا فائدہ ہے
می رہاند ماں ز صد گواں انتقام
ہمیں سیکڑوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں
عشقہا بازیم با دم چپ و راست
ہم ہائیں باہیم سے دم سے عشق بازی کرتے ہیں
تا کہ حیران ملحداز ما زید و بکر
تا کہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں
صت طمع اندر اُلوہیت زدیم
ہم نے غفلتی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے
ایں نمی بنیم ما کاندہ گویم
ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں
دست و دار از سبالی دیگران
دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا
بعد ازاں دلمان خلقاں گیر و گش
اس کے بعد لوگوں کا دامن پکڑ لے کھینچ
نفرت جائے دیگران را ہم بکش
کیا اچھی جگہ ہے دوسروں کو بھی پہنچ لے



اے! چو خرمندہ حریف کون خر
 اے! کہ جو کدھ لے لے کر کدھ کا دے
 چوں غداوت بندگی دوست دست
 جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے
 در ہوائے آنکہ گویندت زہے
 اس خواہش میں کہ لوگ تجھے وہ کہیں
 رُو بہا ایں دُم حیلَت را بہل
 اے لہزی! تو اس تدبیر کی دم کو چھوڑ دے
 در ۲ پناہ شیر کم ناید کباب
 شیر کی پناہ میں کب یوں کی کی نہیں ہوتی ہے
 تو دلا منظور حق آنکہ شوی
 اے پیدلے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنے گا
 حق ہی گوید نظر ماں بردل ست
 اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے
 تو ہی گوئی مرا دل نیز ہست
 تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے
 در گل تیرہ یقیں ہم آب ہست
 کالی کچڑ میں یقیناً پانی ہے
 زانکہ گر آب ست مغلوب گل ست
 کیونکہ اگرچہ پانی ہے لیکن مٹی کے مغلوب ہے
 آں دے کز آسمانہا بر تر ست
 وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے
 پاک گشتہ آں ز گل صافی شدہ
 وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے

بوسہ گلے یافتی مارا بَیر
 تو نے ابھی بوسہ پانی ہے ہمیں بھی لے چل
 میل شاہی از کجایت خاستت
 تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہیں سے آئی ہے؟
 بستہ در گردنِ جانت زہے
 تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے
 وقف گن دل بر خداوندانِ دل
 دل دلوں پر دل کو وقف کر دے
 رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب
 اے لہزی! تو مرہ کی طرف نہ دھڑ
 کہ چو جڑوے سوئے کلِ خود رُوی
 جبکہ تو جڑو کی طرح اپنے کل کی طرف چلا جائے گا
 نیست بر صحت کد آں آب گل ست
 صحت پر نہیں کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے
 دل سفر از عرش باشد نے بہ پست
 دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
 لیک ازاں آبت نشاید آب دست
 لیکن اس پانی سے ضو یا احتیاج مناسب نہیں ہے
 پس دل خود را مگو کایں ہم دل ست
 تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے
 آں دلِ ابدال یا پیغمبر ست
 وہ بدل کا دل یا پیغمبر کا دل ہے
 در فرونی آمدہ دانی شدہ
 ترقی میں آ کر بھرپور ہو گیا ہے

اے! جب تک انسان عالم
 سفل میں پہنچے تو اس کی مثال اس
 کدھ والے کی ہے جو کدھ
 کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کو
 کدھ کی مقصد سے قریب پتا ہے
 کدھ والوں کو کدھ کی مقصد
 کو بوسہ دینے کی محنت دے تو کوئی
 اچھی بات ہے بوسہ ہے یہ بھی بوسہ
 طر کے کہا گیا ہے زہے پیٹے
 مصرع میں مٹی کی جگہ ہے مصرع
 مصرع میں نہ مٹی کمان کا چلہ ہے
 جس کا ترجمہ مٹے پتھر سے کیا
 ہے مٹی کا تانت کا پندل
 اے لہزی! جو کدھ تو اپنی تدبیروں
 سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ لایا کی
 دوا اس سے بدلہ لے لے کر دے
 لگ جڑو یعنی تیرا دل مٹا ہے کل
 یعنی لایا کدھ کی مٹی کی گویہ جنگ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر
 رکھتے ہیں لیکن حاصل تیرا دل ہی وہ
 نہیں ہے جو منظور نظر بن سکے
 ۳۔ دل۔ جنگ دل میں یہی
 صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً دل ہو جو
 عالم حرکت کی چیز ہے کہ وہ آب گل
 میں جھلکے پھر اس میں اور صحت
 میں کئی فرق نہیں ہے اور صحت منقسم
 خدا نہیں ہے گل۔ جوں آب گل
 سے اللہ ہے اس کی مثال اس پانی کی
 ہے جو کالی کچڑ میں پانی کا رنگ
 پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ نہیں آ
 سکتا اسی طرح اللہ دل کا نہیں
 ہے زانکہ کچڑ میں پانی حقیقی پانی
 نہیں ہے اسی طرح اللہ دل کا نہیں
 ہے آں دے جس دل کے
 بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں
 سے بھی بالاتر ہے تو وہ لایا کہ
 پیغمبروں کا دل ہے لہذا اپنے دل کو
 منقسم خاندان کدھ لایا سے جڑا



ایڑکے گل لایا یاد رانیاء کے گل
عام ناسوت کی آلتگی سے پاک
ہیں۔ سو۔۔۔ یعنی بحر صحت آب
۱۔ یہاں مولانا نے مناجات شروع
کر دی ہے۔ رطبت۔ یعنی عالم
ناسوت۔ بحر گوید لایا یاد عام کے گل
کامیابی طرف پہنچ سکتے ہیں لیکن عام
کی ناسبت ماننے میں ہے۔ چلو۔ یعنی
اپنے دل کی صفائی آب گل۔ یعنی عام
کا دل لایا یاد کے گل سے پاک کی کا
خوبی ہے لیکن عام ناسوت کی لائیں
ماننے میں ہیں۔ کہ ہاں دل کو مصطفیٰ
بنانے کا بھی طریقہ ہے کہ لذائے
دنیوی سے علیحدگی اختیار کر لی
جائے۔

۲۔ آپ کشیدن مٹی جو پانی کامیابی
طرف پہنچتی ہے اس کی وجہ عام
ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چھین۔
صرف شرب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا
کی ہر چیز دل کے مصفی ہونے کے
لئے ماننے ہے۔ ہر ایک دنیا کی ہر چیز
انسان کو مدد دیتی ہے۔ ہر شرب کا
کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز
حاصل نہ ہونے سے وہ آٹھن پیدا
ہوتی ہے جو شرابی کو شرب نے لئے
سے ہوا کرتی ہے۔

۳۔ اس غملہ لذائے دنیوی نہ
حاصل ہونے سے بدن میں آٹھن
پیدا ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ اس
لذت میں شرب کا سا اثر قند بخو
بہر آؤ۔ مناسب ہے کہ دنیا کی
چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا
جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔
سر کشیدی لایا یاد سے پاک کی سے سر
کی نفس اس غیلو پر ہے کہ وہ اپنے
آپ کو حاصل بحق سمجھے ہوئے ہیں۔

ترک آب گل کردہ سوء بحر آمد
مٹی کو چھڑ کر سمند کی طرف آ گیا ہے
آب ماحوس گل ماندست ہیں
خبر ہوا ہاں پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے
بحر گوید من خرا در خود کشم
سمند کہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں
لاف تو محروم میداد خرا
تیری بخشی تجھے محروم رکھتی ہے
آب گل خواہد کہ در دیا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمند میں چلا جائے
گر رہا ند پائے خود از دست گل
اگر وہ اپنا پانی مٹی سے چھڑا لے

آں کشیدن اوجست از گل آب دہا
مٹی کا پانی کو کھینچا کیا ہے؟
پچھیں ہر شہوتے اند جہاں
اس طرح دنیا کی ہر شہوت
خواہ باغ و مرکب و تیغ و جہن
خواہ باغ و سہوی' اور تلوہ اور ذہل
ہر ایک زہنہا خرا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے ہوش کر دیتی ہے
اس ۳ خمار غم دلیل آں خدست
۳ غم کی آٹھن اس کی دلیل ہے
جو باندازہ ضرورت زو مکیر
قد ضرورت کے سا اس کو نہ لے
سر کشیدی تو کہ من صاحب دم
تو نے اس لئے سر کشی کی کہ میں خود صاحب دل ہوں

زستہ از زندان گل بحرے خدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمند بن گیا ہے
بحر رحمت جذب گن مارا از طیس
۱۔ رحمت کے سمند! ہمیں مٹی سے چھل لے
لیک می لانی کہ من آب خوشم
لیکن تو بخشی بگھاتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں
ترک آں پندار گن در من درآ
اس غرہ کو چھڑ دے میرے اند آ جا
گل گرفتہ پائے آب و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکارتی ہے کہ اس کو مصفیٰ ہے
گل بماند خشک و او خد مستقل
مٹی خشک نہ جائے وہ مستقل بن جائے
جذب تو نقل و شراب ناب را
تیرا چیتا اور خالص شرب کو جذب کرنا
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خواہ مال اور خواہ مرتبہ اور خواہ گھر اور مال
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خواہ سلطنت اور گھر اور اولاد اور بیوی
چوں نیابی آں خمارت میزند
جب تجھے نہیں ملتی ہے تو تجھ میں آٹھن پیدا کر دیتی ہے
کہ بدال مفقود مستی ات بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مدھوشی تھی
تازہ گردو غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے
حلاوت غیرے ندارم واصلم
مجھ دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود کامل ہوں

آنچنان کہ آب در گل سرگشود
یہ ایسا ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے
دل تو اس آلودہ راہنہ دشتی
تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے
خود روا داری کہ آں دل باشد اس
کیا م تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے
لطف شیر و انیس علس دل ست
وہ دل شہد کا لطف دل کے لفظ کا گس ہے
پس ۲۔ خود دل جوہر و عالم عرض
تو دل جوہر مقام ہے اور عالم عرض
آں دے کو عاشق مال ست و جاہ
وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے
یا حیا لاتے کہ در ظلمات او
یا ان خیالات سے مغلوب ہے اندیرے میں
دل نباشد غیر آں دریائے نور
دل دیائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے
نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے
ریزہ دل را بہل دل را بچو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر
دل ۳۔ حیط ست اندر میں خطہ وجود
اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے
از سلام حق سلا متہا شد
اللہ تعالیٰ کی سلاحتی سے سلا متیاں بچاؤ

کہ منم آب و چرا جویم مدد
کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں
لا جرم دل زایل دل برداشتی
اس لئے تو اعلیٰ صاحب دل سے دل برداشت ہے
کہ بود در عشق شیر و انیس
جو کہ وہ دل شہد کے عشق میں جلا ہے
ہر خوشہ آں خوش دل حاصل ست
ہر حریفہ چیز کی حریفی دل سے حاصل ہوتی ہے
سایہ دل چوں بود دل را عرض
دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟
یا زیوں اس گل و آب سیاہ
یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے
می پرستد شاں برائے گفتگو
جن کو وہ چہتا ہے یا دل محض کہنے کو دل ہے
دل نظر گاہ خدا و نگاہ گور
دل خدا کا رخ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو
در یکے باشد کد امست آں کد ام
کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟
تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو
تاکہ ریزہ اس کی جگہ سے پہاڑ بن جائے
زر ہی افشاند از احسان وجود
احسان اور سخلت سے چاندی بکھیرتا ہے
میکند بر اہل عالم ز اختیار
کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آنچنان۔ عالم نامت میں
چھٹنے کے بارے میں حاصل ہونے کا دعویٰ
تو ایسا ہے جیسا کہ بچہ کا پانی اپنے
آپ کو خاص پانی سمجھے خود روتا
ہوئی تو خود انصاف کر یہ تیرا دل
کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو
دنیا کی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو
وہ دل شہد سے لذت حاصل ہوتی
ہے لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذت
چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل
میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت
ہے ہنہ انیس تو جو دل کسی چیز کی
لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل
اصل نہیں ہے۔

۲۔ جس۔ جبکہ اصل دل کی لذت
ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے
لذت پیدا ہوتی ہے خود دل جوہر ہے اور
دنیا کی لذتیں دلی نہیں ہیں تو دل کا
مقصود خود اس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو
سکتی ہے آں دے۔ جو دل دنیا کی
چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور
لذتی غلط ترنا اس سے مغلوب ہو وہ
برائے گفتگو دل ہے۔ حقیقتاً دل نہیں
ہے کلام۔ حقیق دل اولیاء کا دل
ہے۔ ریزہ۔ تیرا دل، دل نہیں ہے بل
کاریزہ ہے۔ اولیاء کا دل اصل دل ہے
ان سے دانستی کرتے تیرا ریزہ پہاڑ
بن جائے گا۔

۳۔ یعنی اولیاء کا دل دنیا میں
ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر رز
افشانی کرتا ہے۔ از سلام۔ اللہ کی
جانب سے سلامتیاں اس کو عطا کر
دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا
والوں کو سلامتی دیتا ہے۔



آں نثارِ دل بر آئینس میرسد
دل کا وہ نچھاور اں کو پہنچتا ہے
ہیں مینہ در دامن آں سنگِ فجور
خبردار دامن میں بیکاری کا پتھر نہ رکھ
تا بدلتی نقد را از رنگہا
خبردار کھرے اور کھڑوں کو سمجھ لینا
ہم ز سنگِ سیم و زر چوں کودکاں
بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے
دامنِ صدقت درید و غم فروود
اس نے تیرا سچائی کا دامن بھاڑ دیا اور غم بڑھا دیا
تا نگیر و عقل دامن شانِ چنگ
جب تک عقل چنگل سے ان کا دامن نہ تھام لے
مومن کی گنج دریں بحث و اُمید
اس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

ہر کرا دامنِ درست و مُعد
جس کا دامن درست اور تیار ہے
دامنِ تو آں نیازست و حضور
تیرا دامن ' نیاز مندی اور حاضری ہے
تا نہ رو دامنت زان سنگہا
تاکہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے
سنگِ ۲۱ کر دی تو دامن از جہاں
تو نے دنیا میں ' دامن پتھروں سے بھر لیا
آں خیالِ سیم و زر چوں زر بُود
یہ خیال چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا
کے نمائید کودکاں را سنگِ سنگ
بچوں کو پتھر ' پتھر کب نظر آتا ہے
پیرِ عقل آمد نہ آں مؤئے سفید
عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال

۱۔ ہر کرا جو اپنا درست دامن
پھیلانے گا اس کے دامن میں وہ سونا
آجائے گا۔ دامن یہاں دامن سے
کپڑے کا دامن مرو نہیں ہے بلکہ
دلدادہ کی جناب میں نیاز مندی اور
حاضری مرو ہے۔ ہیں مینہ پہلے
شعر میں درست دامن کہا تھا اور سنگ کا
مطلب ہے کہ شمس و فجور نہ کر
تا بدلتی رنگین عقیدت کا تعلق سمجھ کر
کرنا چاہیے۔

۲۔ سنگ دینا دار اپنے دامن میں
سونا چاندی بھرتا ہے۔ سونا اور چاندی
بھی پتھر ہیں اور اس دینا دار کا کام
ظفانہ ہے۔ زر بُود اس سونے
چاندی سے اس چاک ہوتا ہے اور غم
میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نمائید دنیا
اور بھی پیرِ باطل ہے جس کو عقل نہیں
ہے جس طرح بچے عقلی پتھر دامن
میں بھر کر دامن کو بھاڑ لیتے ہیں اور
پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دینا دار
دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے
حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۳۔ پیر۔ یعنی پیرِ عقلمند تو وہ ہے
جس میں عقل ہو۔ اگر عقل ہال سفید
ہیں تو اس کو پتھر نہیں کہا جاسکتا۔ مومن
یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی
غل نہیں ہے۔ پیر۔ یعنی شیخیہ سائل
پیرا کی فصیح کس کس فصول۔
اس کا کام جس کا اس کا اختیار نہ تھا۔ جس
وہ شخص جو اس کا کام کرتا یعنی دعا جس
کی وجہ سے کشتی بچی۔ ہر یکے ان
بزرگوں میں سے ہر ایک نے بھی کہا
کہ ہم نے نفعیان سے دعا کی ہے نہ
دل سے۔

انکار کردن آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ قوتی "ونا پیدا
ان لوگوں کا قوتی کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
شدن در پردہ غیب و حیران شدنِ قوتی "کہ ایشال
ان کا غائب ہو جانا اور قوتی کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے

یہو اور فتنہ یا بز میں نہاں شدن

گئے یا زمین میں چھپ گئے

شد نمازِ آں جماعت ہم تمام
ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی
کیس فصولی را کہ کرد از مازِ شر
کہ شریعت کی وجہ سے یہ پیکار میں سے کس نے کیا ہے
از پس پشتِ قوتی "مُسْتَر
قوتی کے پیچھے پشت پشیدہ طور پر

چوں رہید آں کشتی و آمد یکام
جب کشتی نجات پاگئی اور مقصود تک پہنچ گئی
فجے افتادِ شال باہمدگر
ان میں آپس میں کس کس ہوئی
ہر یکے با ہمدگر گفتند بسر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا

گفت ہریک من نکر دستم کٹوں
ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے اب
گفت مانا! کایں امام ماز درو
کہا یقیناً ہلے اس امام نے مد کی جہ سے
گفت آں دیگر کدے یا راں یقین
دہے نے کہا کدے دوستو! یقیناً
او فضولی بودہ است از انقباض
انقباض کی جہ سے وہ فضول بنا ہے
چوں نگہ کردم سپس تا بنگرم
اس کے بعد جب میں نے نگہ ڈالی کہ دیکھو
یک از ایشان راندیدم در مقام
موت پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا
نے بچپ نے راست نے بلاناہذیر
نہ بائیں نہ دائیں نہ اوپر نہ نیچے
دُرہا بودند گوئی آب گشت
گیا موتی تھے پانی بن گئے
در قباب حق شدند آل دم ہمہ
وہ سب اس وقت اللہ کے قبول میں چلے گئے
در تحیر ماندم کایں قوم را
میں حیرانی میں پڑ گا کہ اس قوم کو
آنجناں پہناں شدند از چشم او
وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے
سالہا در حسرت ایشان بماند
وہ سالوں ان کی حسرت میں رہے
تو بگوئی مرد حق اند نظر
تو کہے گا مرد خدا نگہ میں

ایں دُعائے از بُروں نے از دروں
یہ دعا نہ بظاہر نہ پہن
بو الفضولا نہ منا جاتے بکرو
فضولوں کی طرح دعا کی ہے
مر مرا ہم میںمید آتجینیں
مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے
گرد بر مختار مطلق اعتراض
اس نے عند مطلق پر اعتراض کیا ہے
کہ چو میگویند ایں اہل کرم
یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟
رفتہ بودند از مقام خود تمام
اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے
چشم تیز من نشد بر قوم چیر
اس قوم پر میر تیز نگہ نے قابو نہ لیا
نے نشان پائے وئے گردے بدشت
نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جگل میں گرتی
در کدا میں رخصہ رفتند آل رمہ
وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی
چوں پو شانید حق بر چشم ما
اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟
مثل غوطہ ماہیاں در آبجو
جیسے کہ مچھلیوں کا مہر کے پانی میں غوطہ
عمر ہار شوق ایشان اشک راند
ایک عرصہ تک ان کے شوق میں روتے رہے
کے در آرد با خدا ذکر بشر
خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لٹا ہے

۱۔ مانا تحقیقاً۔ بو الفضول۔ وہ شخص
جو غیر اختیاری کام کرے۔
منجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشی
کے ڈوبنے سے اس کو دل گرفتگی پیدا
ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے
خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا
ہے۔
۲۔ چوں نگہ۔ یعنی حق نے
کہا اہل کرم۔ یعنی وہی مثنوی نے
بچ۔ یعنی میں نے جانوں طرف
دیکھا ان کو کس نہ پلایا آب گشت۔
یعنی موتی تھے جو مہیا میں جا کر گرم ہو
گئے۔ گردے چلنے سے گرد اٹتی
ہے۔
۳۔ در قباب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے
قریب جہنوں میں چلے گئے۔
آنجناں۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ
بزرگ حق کی آنکھوں سے اس
طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں
غوطہ مذکورہ پانی میں چھپ جاتی ہیں۔
سالہا۔ حق ان کے دیدار کی حسرت
میں سالوں روتے رہے تو کبھی۔
حق کے ان بزرگوں کے فراق میں
رونے پر تو یہ اعتراض کریں گا کہ حق
جبکہ بزرگ تھے تو ان انسانوں کی یاد
میں کیوں روتے تھے۔

خرازیں امی خُشد اینجا اے فلاں
اے فلاں اس مقام پر گدھا اس لئے سو جاتا ہے
کہ بشر دیدی تو ایشان را نہ جال
کہ تو نے ان کو بشر سمجھا نہ کہ جان
کاراں ویراں شدستے مرد خام
اے ہائیں انسان کام ہی جہ سے چاہتا
تو ہماں دیدی کہ ابلیس لعین
تو نے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے
چشم ابلیسانہ را ایک دم بہ بند
شیطان آنکھ کو فوراً بند کر لے
اے قوتی باد و چشم ہچو جو
اے قوتی! نہر جیسی دو آنکھوں سے
ہیں بچو کہ رکن دولت جستن ست
خبردار تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے
از ہمہ کار جہاں پر داخستہ
دنیا کے ہر کام سے فارغ ہو کر
نیک بنگر اندریں اے محجب
اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر
ہر کرا دل پاک باشد از اعتلال
پہلی سے جس کا دل پاک ہو گیا
باز شرح کردن حکایت آل طالب روزی حلال بے کسب و
حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال مذی طلب کرنے والے کی
رنج در عہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعائے او
حکایت کی دوبارہ تشریح اور اس کی دعا کا قبول ہوتا

۱۔ غور خمیدہ۔ یعنی دہری
غفلت اور غلطی ہوتا کہ بشر۔ یعنی
معرض کی غلطی اور غلطی یہ ہے کہ وہ ان
کو صرف بشر سمجھا حالانکہ جب وہ فانی
فی اللہ تھے تو وہ خاص بشری سے مبری
اور دوسرے تھے۔

۲۔ تو ہماں۔ ہر انسان کو محض بشر
سمجھنا اور اس کے باطنی فضائل کی
طرف نظر نہ کرنا یہ شیطان کی نظر ہے
شیطان نے آدم کی صورت ظاہری کو
دیکھا ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ
کی۔ چند نبی۔ ظاہر نبی کو چھوڑ کر
انسان کے باطن کو دیکھا کہ اے
قوتی مولانا فرماتے ہیں معرض کا
اعتراض بالکل غلط ہے۔ اے قوتی تم
اس کی پرہیز کر اور ان بزرگوں کے
فرائض میں خراب آنسو بہاؤں بچو۔
تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے
کوہ کے بارے میں کہتی ہے کہیں
ہے کہیں ہے۔

۳۔ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے تو غوثی استجب لکم مجھ
سے مانگو میں قبول کروں گا کر کہ۔ جو
ان نفسانی پتھریوں سے خالی ہوتا ہے
تو اس دعا ضرور بارگاہ الہی تک پہنچتی
ہے انتقال۔ یعنی ایک جگہ سے
دوسری جگہ جانا پھرنا۔

یا دم آمد آں حکایت کاں فقیر
مجھے وہ قصہ یاد آیا کہ وہ فقیر
روز و شب میکرد افغان و نفیر
دن ' رات فریاد اور زلی کرتا تھا
بے شکار و کسب و رنج و انتقال
بغیر شکار اور کمائی اور تکلیف اور چلنے پھرنے سے
اور خدا سے خواست روزی حلال
اور خدا سے حلال مذی مانگا تھا

پیش ازین گفتیم بعض احوال او
اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیے ہیں
ہم بگوئیں کجا خواہد گریخت
میں تجھ سے وہ قصہ کہوں گا وہ کہیں بچے کا
صاحب گاؤں بدید و گفت ہیں
گائے والے نے اس کو دیکھا کہ کہا خبردار
ہیں چرا گشتی بگو گاؤں مرا
خبردار بتا تو نے میری گائے کیوں ملی
گفت من روزی زحق میخواستم
اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی مانگا تھا
سالہا بود ست کار من دعا
میرا کام سالوں دعا کرتا رہا ہے
چوں بدیدم گاؤں را بر خاتم
جب میں نے گائے دیکھی میں اٹھا
آں دعائے کہنہ ام خود مستجاب
وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

ایک تعویذ آمد و شد پنج تو
لیکن رکاوٹ آگئی کہ پنج گونی ہو گئی
چوں زہد فضل حق حکمت بریخت
جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا کچھ ملتا ہی ہے
اے بظلمت گاؤں من گشتہ رہ بن
اے وہ کہ تیرے ظلم میں گائے بچیں گئی
بلکہ طرار انصاف اند آ
اے بیوقوف کتنے کئے انصاف میں آ
قبلہ ۲ را از اللہ می آراستم
قبلہ کو آہ روزی سے سجاتا تھا
تا کہ بفرستاد گاؤں را خدا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے بھیج دی
روزی من بود کش می خواستم
میری روزی تھی جو میں مانگا تھا
روزی من بود گشتم نک جواب
وہ میری روزی تھی میں نے اس کو بخ کر لیا یہ جواب ہے

تعویذ رکاوٹ۔ ہم یعنی میں
و قصہ ضرور سناؤں گا اس میں بہت سی
حکمت کی باتیں ہیں اے بظلمت
یعنی جب گائے اس دعا کرنے
والے کے گھر میں کس آئی اور اس
نے اس کو پکار کر ذبح کر ڈالا تو مالک
نے آ کر کہا طرار صیب تراش۔
۲ قبلہ۔ یعنی قبلہ رو ہو کر میں
بہت دعا ہوں۔ کش۔ کہ اس
مستجاب۔ قبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا
کرنے والا اور گائے کا مالک
۳ اور ختم۔ گائے کے مالک کو
فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کو
گریبان پکڑا اور منہ پر چند طمانچے
باندھے۔ سچ۔ احمدی۔ دعا۔ دعا باز۔
جب یہ بار دھندلی دہل گئی ایسی دہل
جو دوسرے کو ثابت نہ کر سکے اس
چہ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا
مائل حلال ہو جاتا ہے۔ لوند۔ لام کے
زیر لوند ہونے کے ساتھ پرباک وہ
جو خدا اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اؤں ۳ چشم آمد گریبانش گرفت
وہ غصہ آیا اس کا گریبان پکڑا
می کشیش تا بداؤد نبی
اس کو داؤد نبی کے پاس کھینچ کر لے گیا
حجت بار درہا گن اے دعا
اے دعا باز کج جتنی چھوڑ
ایں چہ میگوئی دعا چہ بود خند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے مذاق نہ اڑا

چند مشتے زد برویش نا شگفت
بے تحاشا اس کے منہ پر چند کے بارے
کہ بیا اے ظالم کج غمی
کہ آ اے حق بیوقوف ظالم
عقل در تن آور و با خویش آ
اپنے جسم میں عقل پیدا کر کہ ہوش میں آ
بر سروریش من و خویش اے لوند
اے پرباک میرے اور اپنے سر اور داری کا

گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام

اس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں

من یقین دامن دُعا شد مستجاب

میں یقینی طور پر جانتا ہوں دعا قبول ہو جاتی ہے

گفت گرد آسید ہاں اے مسلمین

اس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ

اے دعائتا چند خالی ژاژ را

اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا

اے مسلماناں دعا مال مرا

اے مسلمانو! دعا میرے مال کو

گر چنین بودے ہمہ عالم بدیں

اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ اس

گر چنین بودے گدلیان ضریر

اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری

روز و شب اندر دُعا اندوشتا

۱۰ دن رات دعا اور اندیشہ میں

تا تو ۲ ندی ہچکس ند ہد یقین

جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دے گا

مکتب کوراں بود لایہ و دُعا

اندھوں کی کلتی کا ذریعہ خوشدل اور دعا ہے

خلق گفتند ایں مسلمان راست گوست

مسلمانوں نے کہا 'یہ مسلمان سچ کہتا ہے

ایں ۳ دُعا کے باشد از اسباب ملک

یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟

بیج و بخشش یا وصیت یا عطا

فروخت اور بخشش 'یا وصیت' یا عطا

اندیس للہ بسے خود خوردہ ام

اس خوشدل میں اپنا بہت خون پیا ہے

سر یون برسنگ اے منکر خطاب

اے بدگوار پتھر پر سر نہ

ژاژ بیدو فُشار ایں مہیں

اس ذلیل کی بکواس اور ہٹ ہری دیکھو

حُجّت قاطع بگوچہ بود دُعا

فیصلہ کن دلیل لا دعا کیا ہوتی ہے

چوں از آن او گند بہر خدا

کیسے اس کی ملکیت بنا دیگی خدا کے لئے

یک دُعا اُملاک بُر دندے بکس

ایک دعا سے جبراً جائیدادیں ہد لیتے

خستہ گشتہ بُدندے و امیر

باہشت اور امیر ہو جاتے

لایہ گویاں کہ تو ماں وہ اے خدا

خوشدل نہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں دے

اے کشاندہ تو بکشا بند ایں

اے کھولنے والے اس بند کو کھول دے

جُو لب نانے نیا بنداز عطا

لہ کوئی عطا دینی کے کلمے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں

ویں فروشنده دُعا ہا ظلم جوست

اور یہ دعا فروش ظالم ہے

کے گشد ایں را شریعت خود سبک

اس کو شریعت لڑی میں کب پھتی ہے؟

یاز جنس ایں شود بلکہ تِرا

یا اس جیسی چیز سے تیری ملکیت کا سبب ہو سکتی ہے

۱۔ سنجاب مقبول فُشار گالی
بہودہ بات۔ ژاژ۔ ایک کانٹے وار
گھاس ہے ژاژ خائین بکواس
کرنا۔ اے مسلمان۔ گائے والے
نے مسلمانوں کے جمع سے کہا اس کی
دعا سے میرا مال اس کا کسے ہو گیا۔
گر چنین۔ اگر دعا سے کوئی دوسروں
کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر
کے دوسروں کے مال کی مالک بن جیلا
کرتی۔ ضرر رساندے فقیر دعا کر کے
صاحب قسمت و دولت بن جیلا
کرتے۔

۲۔ تا تو۔ یعنی فقر و دعا میں یہ بھی
کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ
دکا کوئی کچھ نہ دکا تو وہ افلاس کے اس
بند کو کھول دے۔ مکتب۔ اندھے
فقیروں کی کلتی کا ذریعہ دعا ہے جب
انہیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔
تمام لوگوں نے سدا قصہ سن کر کہا
گائے دلا سچ کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم
ہے۔

۳۔ ایں دعا ایک انسان دوسرے
انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا
کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بیج۔
انسان مالک جب بنائے جب کوئی
دوسرا اس کے ہاتھ اس چیز فروخت کر
دے یا مفت دیدے یا وصیت کر
دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ
مالک ہوگا یا بیس میں مثلا وارث۔

در کدالین دفترست این شرع تو
تیری یہ شریعت کس کتاب میں لکھی ہے؟
اندر آد حبس و در زندان او
قید ہو اس کے جیل خانہ میں آ جا
او بسوئے آسماں میکرد رو
وہ آسمان کی طرف منہ اٹھاتا
من دُعایا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اس تمنا سے دعائیں کیں
در دل من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی
من نمیکردم گزافہ آں دُعا
میں وہ دعائیں خلوہ مخلوہ نہیں کرتا تھا
دید یوسف آفتاب و اختراں
حضرت یوسف نے صبح اور سہول کو دیکھا
اعتمادش بود بر خواب درست
ان کو سچے خواب پر بھروسہ تھا
ز اعتماد آں نبویش هیچ غم
اس کے بھروسے ان کو کوئی غم نہ تھا
اعتمادے داشت او بر خواب خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے
چوں در افکندند یوسف را بچاہ
جب انہوں نے یوسف کو کنویں میں گر دیا
کہ تُو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ کا دربار پرے گا
قائل این بانگ نامہ در فکر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

گاؤ راتو باز دہ یا حبس رو
تو گائے واپس کر یا قید میں جا
ورنہ گاؤش را بدہ جُخت گلو
ورنہ اس کی گائے دیدے جخت بازی نہ کر
کائے خداوند کریم لطف خو
کہ اے کریم خدا، رجم مزاج
واقعہ مارا نداند غیر تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے
صد اُمید اندر لم افراختی
تو نے میرے دل میں ہینکلوں امیدیں ابھاریں
ہیچو یوسف دیدہ بودم خوابها
میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت سے خواب دیکھے
پیش اوسجدہ گناں چوں چاکراں
اپنے سامنے لوگوں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے
در چہ و زندان جُواں رانی بختست
کنویں اور قید خانوں کی تعبیر کے علاوہ کچھ جو زندگی
از غلامی و ز ملام بیش و کم
غلامی اور لوگوں کی کم و بیش ملامت سے
کہ چو شمع می فروزیدش ز پیش
جو ان کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا
بانگ سہ آمد سمع اورا از اللہ
ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی
تا بمالی این بختا بر رُوئے شاں
یہاں تک کہ اس ظلم کو ان کے منہ پر مارے گا
لیک دل شناخت قائل راز اثر
لیکن ان نے علامت کے ذریعے کنبہا کو پہچان لیا

۱۔ در کدالین۔ یہ مسئلہ نئی کتاب
میں لکھا ہے کہ اللہ سے دعا کر سہل
دوسرے کے مال کا بن جائے
جس۔ یہ غصب ہے جس کی سزا
جیل خانہ ہے۔ اور اس فقیر نے
لوگوں کی باتوں سے عاجز آ کر آسمان
کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے
مناجات شروع کر دی۔

۲۔ من نمیکردم۔ یعنی میری دعا کا
یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ
دعا ضرور قبول ہوگی اور مجھے خواب پر
ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت
یوسف کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔
حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا
تھا کہ ان کو صبح اور سہول سے سجدہ کر
رہے ہیں تو ان کو اس کی تعبیر سے
یقین ہو گیا تھا کہ وہ لعل بادشاہ اور
بیش کے سجدہ بھائیوں نے کنویں
میں ڈالا لیکن ان کے قید خانہ بھگتا
لیکن ان کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ
ایک دن یقیناً برائی حاصل ہوگی لہذا یہ
ساری تکالیف ان کی نگاہ میں چھ
تھیں۔

۳۔ بانگ۔ قرآن میں ہے
وَ اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَنُنَبِّئَنَّهُمْ
بِاَمْرِهِمْ هَذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ
یعنی ہم نے یوسف کو کوئی بھی لفظ
بھائیوں کے کہ تو توں سے ان کو خبردار
کر دیا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں قائل۔
یعنی یہی براہ راست آئی تھی اس کے
آواز سے یوسف سمجھ گئے تھے کہ یہ
وحی خداوندی ہے

قوت و راحت و مندے

قوت اور راحت اور سہلا

چاہ شد بروے بدال بانگ جلیل

اس عظیم آواز سے ان پر کنوں بن گیا

ہر جفا کہ بعد از آتش می رسید

اس کے بعد جو ظلم ہوا

ہمچنانکہ ذوق آں بانگ اُکست

جیسے کہ است کی آواز کا ذوق

تابنا شد در بلا شاں اعتراض

تاکہ آزمائش میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہو

لقمہ تلخے چو شکر می شود

کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے

لقمہ حکمے کہ کخی می نہد

جس حکم کا لقمہ تلخی پیدا کرتا ہے

گل شکر آں را کہ نبود مستند

حس کے لئے گلقد کا سہارا نہ ہو

ہر کہ خوابے دید از روز اُکست

جس نے است کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے

میکشد چوں اشتہر مست ایں جوال

وہ مست لوث کی طرح اس بوئے کو اٹھاتا ہے

کفک تصدقش بگرد پوز او

اس کے منہ کے گرد اس کی تصدیق کے چراغ

اشترا ز قوت چو شیر فر شدہ

طاقت کی وجہ سے لوث ز شیر بن گیا

ز آر زوئے ناقہ صداقتہ برو

اوغنی کی تمنا میں اس پر سیکڑوں نالائق ہیں

در میان جاں فداش زان بندے

اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا

گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل

گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ

او بدال قوت بشادی می کشید

انہوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت کیا

در دل ہر مومنے تا خشر ہست

ہر مومن کے دل میں حشر تک کے لئے ہے

نے ز امر و نہی حق شان انقباض

نہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں اس میں انقباض ہو

خار ریحاں سنگ گوہر می شود

کھانا ریحاں پتھر گوہر بن جاتا ہے

گل شکر آں را گویش می دہد

ذوق کا گلقد اس میں خوشگوار پیدا کر دیتا ہے

لقمہ را ز انکار او قے میکند

اس کے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے

مست باشد در رہ طاعات مست

وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے

بے فتور و بے گمان و بے ملال

بغیر مستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے

شد گواہ مستی دلسوز او

اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں

زیر ثقل بار اندک خور شدہ

بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا

می نماید کوہ پیشش تار مو

پہاڑ اس کو بال نظر آتا ہے

۱۔ بندے خدا کا مالک ہے یعنی اس آواز سے انہیں طاقت اور سہلا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد پیوست کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم کے لئے ضرور کی آگ۔

۲۔ ہمچنانکہ حضرت یوسف کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہد است کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے تمام دنیاوی مصائب آسمان ہو جاتے ہیں اور احکام خداوندی بجالانے میں اس کو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان۔ خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحاں۔ ہر خوشبودار گھاس۔ گل شکر۔ یعنی عہد است کا ذوق۔

۳۔ گل شکر۔ جس میں عہد است کا وہ ذوق نہ ہو گا وہ احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ ۴۔ کشد۔ عہد است کے ذوق کی مستی میں حکم اس طرح برداشت کر لے گا جیسا کہ مست لوث بے تکان بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست لوث کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہد است کے مست کے منہ میں اس کے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزو مستی کی حالت میں ز لوث لوثی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور اس میں بہت زیادہ طاقت آ جاتی ہے۔

دَر اَکْسَتْ آنکو چنیں خوابے ندید
جس نے است میں ایسا خوب نہیں دیکھا ہے
دَر بُشْد اندر تردد صد دلہ
اگر مرید بنا بھی تو مقبذ میں سولہ دلا ہے
پائے پیش و پائے پس در راہ دیں
دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے
وام ۲ دارِ شرح اینم نک گرو
میں اس کی شرح کا مقروض ہوں یہ گروی ہے
چوں ندارد شرح ایں معنی کراں
چونکہ ان معنی کی شرح کا کناہ نہیں ہے
گفت کورم خواند زین جرم آں دعا
اس نے کہا اے دعا باز نے مجھ سے جرم میں اندھا کہا
مَنْ دُعا کوراندہ کے می کردہ ام
میں نے اندھا چند دعا کب کی ہے؟
کور از خَلْق طمع دارد ز جہل
اندھا ناپنی کی جہ سے خلق سے طمع کرتا ہے
آں یکے کورم ز کورال بشمرید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا
کور پی عشق ست ایں کوری من
میرا اندھا پن عشق کا اندھا پن ہے
کورم از غیر خدا بیٹا بدو
میں خدا کے غیر سے ناپیٹا اور خدا کا بیٹا ہوں

اندیس دنیا بُشْد بندہ و مرید
وہ اس دنیا میں بندہ اور مرید بننا
یک زماں شکرستش و سائلے گلہ
ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال غم
می نہد بحد تردد بے یقین
بغیر یقین کے تردد کی حالت میں رکھتا ہے
ورشتاب ست از اَلَم نَشْرَح شتو
اگر جلدی ہے اَلَم نَشْرَح سن لے
خَر بَسُوئے مُدْعٰی گاؤ راں
گائے کے مدی کی جانب گدھا ہانک دے
بس بلیسانہ قیاس ست اے خُدا
اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے
جُو بخالق گدیہ کے آوردہ ام
اللہ کے سامنے نے کب بھیک مانگی ہے؟
مَنْ ز تو کز نُسْت ہر دشوار سہل
میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے
اُو نیازِ جان و اخلاصم ندید
اس نے میری جان کی نیاز مندی اور خلاص نہ دیکھا
حُب یعمی و یصم ست اے حَسَن
اے بھلیہ محبت اندھا اور نہر لہاوتی ہے کا صدق ہے
مُقْتَضٰے عشق ایں باشد بگو
بتا 'عشق کا یہی مقتضا ہے



خالم نے میرے صاف کو نہ دیکھا۔ یعنی چونکہ میں عشق الہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا اور بہرا بنا رکھا ہے لہذا میرا پتہ ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

۱ مرید۔ جس شخص نے عہد
است کے معاملہ میں کوئی خوب نہ
دیکھا ہوا اس میں بندگی اور اور تہذیبی کا
باندہ نہیں ہوتا ہے۔ ہر بندہ اپنے شخص
میں کچھ اوقات مندی بھی اگر ہوئی
ہے تو وہ بھی تہذیب کے ساتھ ہوتی
ہے اس کی زبان پر کبھی شکر خدا آتا
ہے اس سے زیادہ غم کوئے نہ کرتا ہوتا
ہے۔

۲ وام۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ عہد است کے ذوق کی مرید تشریح
میرے ذمہ قرض ہے۔ ہاں کہوں گا۔
فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گوی
رکھ لے تاکہ قرض کی ادائیگی کا
اطمینان ہو جائے۔ درشتاب اگر
زیادہ جلدی ہے تو اَلَم نَشْرَح پر
لے لے کر اَلَم نَشْرَح صدمہ میں
آخوند کے شرح صدمہ ہو جانے کا
بیان ہے۔ شرح صدمہ کے بعد ہر راہ
خود مل ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
صدمہ کر دے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ
میں خود آ جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ
حضور کی شرح صدمہ کا یہی مطلب تھا
کہ آپ میں عہد است کا پورا ذوق تھا
اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کو چھ کر دیا
تھا اور تمام احکام شرعی آپ پر آسان ہو
گئے تھے۔ گفت۔ اس فقیر نے کہہ
آں دعا یعنی گائے کا مالک۔ بس
بلیسانہ۔ شیطان نے حضرت آدم
کے ظاہر کو دیکھا اور اسی ظاہر پر اپنی
افسوسات سمجھا حضرت آدم کے ہاتھی
وصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح
اس شخص نے میرے ظاہر کو نہ دیکھا
کہ مجھے اندھے فقیروں میں سے سمجھا
حالانکہ میرا حق اللہ تھا۔

۳ من دعا۔ میرے فقیر تو انسان
سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ
سے بھیک مانگی۔ لایزال۔ یعنی اس

تو کہ بینائی ز کور نام مدار
اے خدا تو کہ چنا ہے مجھے ناچناؤں میں نہ رکھ
آنجانا کہ یوسف صدیق را
جس طرح کہ یوسف صدیق کو
مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا
می نداند خلق اسرار مرا
لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں
حق شان ست و کہ داند رازِ غیب
یہ ان کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟
حُصَمٰۤی گفتش حق بگو اے شند خو
اس کے مخالف نے اس سے کہا اے بدعات بچ بتا
شیدی آری غلطی افکنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے
باکدا میں رُوئے چوں دل مُردہ
جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے
غُلغُلے در شہر افتادہ ازیں
اس سے شہر میں بڑا شہ جگ گیا
کالے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
کہ اے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما
تو ہی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں
پیش خلق ایں را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے
گاؤ می خواہند از من اے خدا
اے اللہ وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

داہم بر گردِ لطف اے مدار
اے مدار میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں
خواب بنودی و گشتش مُتکا
تو نے خواب دکھایا اور وہ ان کا سہارا بنا
ایں دعائے بیجدم بازی بُود
میری یہ لاشعور دعا مکمل نہ تھی
ژاژ میدانند گفتار مرا
میری گفتگو کو کہاں سمجھتے ہیں
غیر عِلّام بسر و ستارِ عیب
سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے
از چہ سوئے آسمان کردی تو رُو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لپا؟
لاف عشق و لافِ قربت میزنی
عشق اور قرب الہی کی بکواس کرتا ہے
روئے سوئے آسمانیا کردہ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟
آں مسلمان می نہد رُو بر زمین
وہ مسلمان زمین پر منہ نہ رکھتا تھا
گر بدم سہم بر سر من پیدا مکن
اگر میں برا بھی ہوں میرا راز فاش نہ کر
کہ ہی خواندم خُربا صد نیاز
میں تجھے سیکڑوں نیاز مندوں کے ساتھ پکارتا تھا
پیش تو ہچموں چراغِ رو نیست
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے
چوں فرستادی مکر دم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

۱۔ آنجانا۔ جس طرح حضرت یوسف کو خواب پر مبرور تھا اور وہ ان کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اس کا تھا کہ ضرور دعا قبول ہو گی اس دعا۔ میری گریز دہی کھیل کو نہ بھی یقینا اس کو قبول ہونا تھا لیکن غلام لوگ اس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو کہاں سمجھ رہے ہیں۔ حق شاں۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حال معلوم نہیں تو ان کا کہنا بہ حق ہے۔ حُصَمٰۤی یعنی گائے کے مالک نے کہا جات کہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈانگیں کیوں مانتا ہے باکدا میں۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کسے آں مسلمان۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر جمعہ میں گرا ہوا تھا۔ کالے خدا۔ اللہ سے جمعہ کی حالت میں بیعتا میں کر رہا تھا۔ سہ گردہم۔ گرد میں برا بھی ہوں تو اس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے چل فرستادی۔ جب اے اللہ تو نے خراب گائے کو میرے گھر میں بھیج دیا تو میرا ذبح کرنا غلطی نہ تھی۔

بیرون شدن داود نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم
حضرت داود نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق اکی بات سننا اور
وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او
مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داود نبی آمد بروں جب داود نبی باہر آئے مدعی گفت اے نبی اللہ داد مدعی نے کہا ' اے اللہ کے نبی فریاد ہے گشت گام را پیر سش کہ چرا اس نے میری گائے ذبح کی اس سے پوچھے کہ کیوں؟ گفت داودش بگو اے بوالکرم اس سے داود نے فرمایا اے بھلے ماں ہیں پراگندہ مگو حجت بیار خبردار! بیہوش بات نہ کر دلیل بیان کر گفت اے داود بومہفت سال اس نے کہا اے داود! میں سات سال تک تھا اس ہی جستم زیر پاں کاے خدا میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا! مردوزن بر نالہ من واقف اند مرد عت میری فریاد سے واقف ہیں تو پرس از ہر کو خواہ اس خبر آپ جس سے چاہیں یہ بات صیانت کریں ہم ہویدا پرس و ہم پنہاں رخلیق لوگوں سے علی الاطلاق اور خفیہ طور پر صیانت کر لیجے بعد از اس جملہ دعا و آب فغاں اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت میں چونتہیں اس احوال چوں فرمایا ہاں ' یہ کیا احوال ہیں؟ گاؤ من درخانہ او در قدا میری گائے اس کے گھر میں کھس گئی گاؤ من گشت او بیان گن ماہرا میری گائے ذبح کی وہ واقعہ بتائے چوں تلف کردی تو ملک محترم تو نے محترم ملکیت کو کیوں مبراہ کیا؟ تاہیک سو گردو اس دعوی و کار تاکہ یہ دعویٰ اور معاملہ یک سو ہو جائے روز و شب اندر دعا و در سوال دن ' رات دعا اور سوال میں روزی خواہم حلال و بے عنایا میں حال روزی بے مشقت چاہتا دن کو دکاں اس ماجرا را و نصف اند بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں تا بگوید بے شکنجہ و بے ضرر تاکہ وہ بغیر دباؤ اور بغیر تکلیف کے بتا دے کہ چہ میگفت اس گدلے ژندہ دلق کہ یہ پستی گدڑی والا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟ گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں اچانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۔ گفت حضرت داود نے فرمایا سب احوال بتاؤ۔ اُو بیان کن۔ یعنی اس کو فرمائیے کہ وہ بیان کرے۔
۲۔ تاہیک سو۔ یعنی میں معاملہ کو سمجھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عت۔ مشقت۔ مرد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت مرد بچے بڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔
۳۔ بے شکنجہ۔ یعنی بغیر کسی دباؤ کے ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی کلی اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

چشم من تاریک شد نے بہر لوت
شادی آں کہ قبول آمد قنوت
میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کہ کھانے کے لئے
اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی
کشم آیں راتا دہم در شکر آن
کہ دُعائے یمن شنید آں غیبِ دال
میں نے اس کو ذبح کر دیا تاکہ اس شکر میں ہاں دال
کہ اس غیب کے جانے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ

گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داؤد ایں سخیا را بشو
حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھوے
تو روا داری کہ من بے چختے
تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے
اینکہ نجسیت خریدی وارثی
یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو دھرت ہے؟
کسب ۲ را پچھوں زراعت دال عمو
اے چچا! کئی کو کھیتی کی طرح سمجھ
آنچه کاری بدروی آں آن نشت
جو تو بولے گا، وہ تیری ملکیت ہے
رو بدہ مالِ مسلمان کو گو
جا مسلمان کا مال دے بیڑی بات نہ کر
گفت ۳ اے شد تو ہم ایں میگویم
اس نے کہا اے شہ! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں
ورنہ ایں بیدار بر تو شد دُرست
وہ نہ یہ ظلم تیرے ذمے لگ گیا ہے
رو بخو وام و بدہ باطل مجو
جا قرض لے اور دیدے غلط نہ چاہ
کہ ہم میگویند اصحاب ستم
و ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داؤد علیہ السلام نزد خدا
اس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس زدل آہے براورد و بگفت
تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز
در دل داؤد انداز آں فروز
اس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوش کے جاننے والے
وہ دشمنی داؤد کے دل میں ڈال دے

۱۔ لوت۔ مرغن غدا کشم۔ میں
نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی
قبولیت کے شکرانے میں اس کو
غریبوں میں بانٹ دال۔ تو
داؤد کی کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے
کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق
میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ عدالت
کروں یا اس بیگائے تجھے کس نے
بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے
کاشت کی تھی جو پیدا ہوا کا لکھتا
۲۔ کسب۔ کئی اور کھیتی ایک چیز
ہے جو ہوتا ہے کھیتی اس کی ملکیت
ہوتی ہے ورنہ دوسرے کی ملکیت
میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ ذ۔ غلط
اتیس نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اس
گائے کی قیمت لگا کر وہ نہ فرض
لے کر اس کو دیدے
۳۔ گفت۔ گائے ذبح کرنے
لے لے لے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں
کرتے لگے جو سب کر رہے تھے اور
پھر اللہ کے سامنے اس نے گریہ
ذری شروع کر دی۔

دردِ لَش نہ اُنچہ تو اندرِ کِم
اس کے دل میں ڈال دے جو کرتے میرے دل
ایں بکفت و گریہ درخند ہائے
یہ کہا ہر ہائے کے کے متنا شروع کر دیا
گفت ہیں امروڑاے خواہانِ گاؤ
فرمایا خبردا! اے گائے کے مٹی آج
تا روم من سوئے خلوت در نماز
تا کہ میں نماز میں تہائی میں چلا جاؤں
خوئے دارم در نماز آلِ التفات
میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں
روزنِ جانم گشاوست از صفا
صفا کی وجہ سے میری جان کا صاف کھلا ہوا ہے
نامہ و باران و نور از روزنم
پیغام ہر بارش اور نور میرے صوحان سے
روزنِ مست آلِ خانہ کلاں بے روزنِ مست
وہ گھر روزن ہے جو بے صوحان ہے
یتیشہ در ہر بیشہ کم زن بپا
ہر جہازی پر کلبازی نہ ہا
یا مئی دانی کو نورِ آفتاب
یا تو انہیں جانتا کہ صوحان کا نور
نورِ ایں دانی کہ حیواں دیدیم
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

اندر اُفگندی برآز اے مفصلم
میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن
نادی داؤد بیرونِ شد ز جائے
یہاں تک کہ حضرت داؤد کا دل ہڑکنے لگا
مہلتم وہ ویں دعا دی را مکاؤ
مجھے مہلت دے ان دھوکوں کو نہ کرید
پرسم ایں احوال از دانائے راز
رازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کر لوں
معنی قُرۃ عینی فی الصلوۃ
جو معنی ہیں قُرۃ عینی فی الصلوۃ کے
میر سدبے واسطہ نامہ خدا
بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے
می قند درخانہ ام از معدنم
میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے
اصل دیں اے بندہ روزنِ کرونِ مست
اے بندے دین کی اصل صوحان کر لے
یتیشہ زن در کندنِ روزن ہلا
یاں صوحان کرنے کے لئے کدال ہا
عکس خورشیدِ برونست از حجاب
اس صوحان کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
پس چہ گسرمنا بود بر آدم
تو میرے آئی ہونے پر گزرتنا کیسے صالح ہوگا؟



اس کا ایک عکس ہے۔ نور ایں۔ اگر تیری نگاہ میں صریحی ظاہر نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ کھڑمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ہم نے نبی آدم کو عزت بخشی تو اگر انسان میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

۱۔ حدیث۔ اے خدا حضرت داؤد
کے دل میں وہی بات پیدا کر دی ہے جو
تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی
جس سے میں اس گائے کو ذوق
کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفصل
محسن۔ ایں بکفت گائے ذوق
کرنے والے نے اس گائے کے بعد
آہ زاری شروع کر دی اور ایسا دیا کہ
حضرت داؤد کا دل بے چین ہو گیا۔
گفت۔ حضرت داؤد نے مٹی سے
کہا آج جاؤ کل فیصلہ ہوگا۔ تادم
میں تہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ
سدا کرے گا تا کہ ادا کر دیا جائے۔
۲۔ خورے دارم۔ مجھے نماز میں اللہ
تعالیٰ کی طرف سے تہائی ہوتی ہے جس
کے بارے میں انھوں نے فرمایا ہے
کہ میری آنکھ کی خشک نماز میں
ہے۔ قُرۃ عینی فی الصلوۃ
حدیث شریف میں ہے جِبَتْ قُرۃ
عینی فی الصلوۃ میری آنکھ کی
خشک نماز میں رکھی گئی ہے
روزن۔ صوحان کا پردہ کھلا ہوا ہے جس
کے زریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس
خدا کی احکام آتے ہیں۔ ہلا۔ یعنی
ہلاں رحمت۔ معدن۔ یعنی ذات
باری تعالیٰ۔

۳۔ روزن۔ جس صوحان کا پردہ کھلا
تعالیٰ کی جانب کھلا ہوا نہیں ہے وہ
روح روزنی ہے۔ اصل دن کی بنیاد
تعلق مع اللہ پر ہے۔ یتیشہ۔ لکڑیاں
کاٹنے کے لئے تیشہ چلانا کنی معنی
نہیں رکھتا اصل کا معجلات کے تیشہ
ہے روح میں درپردہ کھلانا ہے یا
دانی۔ توجہ روح کا پردہ کھولنے کے
لئے معجلات نہیں کرتا ہے اس کی وجہ
یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور
ذات باری کا نور ہے صوحان کا نور تو اس

مَنْ اِچُو خورشیدم درون نور غرق من ندانم کرد خویش از نور فرق

میں سوئے نماز و آن خلا میں صبح جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں

میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا کثر خیم تار است گرد ایں جہاں

میں نیزہ قائم رکھتا ہوں تاکہ مخلوق سیدی ہو جائے

نیست دستورے و گرنہ رستخیز اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے

بچنیں میگفت داؤد ایں نقش اس طور پر حضرت داؤد ایسا ہی کہتے رہے

پس گریبان کشید از یس یکے تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

خواست گشتن عقل خلاق محرق خواست گشتن عقل نے جل جانا چاہا

کہ ندانم در یکی اش من شکے کہ میں اس کی عصانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

رَقْنِ داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

حضرت داؤد کا تہائی میں چلا جانا تاکہ جو صبح بات ہے واضح ہو جائے

با خود آمد گفت را کو تاہ کرد حضرت سنبھلے بات کو مختصر کیا

حضرت سنبھلے بات کو مختصر کیا در فرو بست و برفت آنکہ شتاب

مداہرہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے حق ۲ نمودش آنچہ نمودش تمام

حق نے ان کو جو کچھ دکھایا اس میں سب کچھ دکھادیا

دید احوالے کہ کس واقف نہؤد انہوں نے احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

روز دیگر بمثلہ خصمان آمدند دوسرے دن سب فریق آئے

ہمچنان آں ماجرا ہا بار زفت ہمچنان اسی طرح وہ قصہ پھر چلا

۱۔ من چو خورشیدم میں ذات باری میں فنا ہوں سب میں اپنے

میں اور ذات باری میں کوئی امتیاز اور دلی نہیں پاتا ہوں۔ ۲۔ خیم۔ باوجود اس

اتحاد کے پھر فاضل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے

۳۔ کثر خیم۔ عام لوگوں کی ہدایت کے لئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے

لگتا ہوں اور یہاں تک ایجابات ہے جی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات

ظاہر کی جاتی ہے۔ ۴۔ خرب خندہ۔ جنگ میں ایک خیر واقعی چال سے

کامیابی ہو جاتی ہے۔ ۵۔ نیست۔ وحدت کا راز فاش

کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت داؤد سے راز فاش کر دیتے ہو ایسے

امر بیان کر دیتے کہ وہ بایں امر خشک ہو جاتا۔ پس فوراً غیب نے

حضرت داؤد کا گریبان کھینچ کر ان کو امر بیان کرنے سے روکا۔ باخود

یعنی حضرت داؤد کی سستی زائل ہوئی۔ ۶۔ عراب۔ کسی جمعی

۷۔ حق نمودش اللہ تعالیٰ نے ان پر بات واضح کر دی اور گائے ذبح

کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔ ۸۔ زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً

اس فقیر پر لعن شروع کر دی۔

زود! گاؤم را بدہ اے نابکار
از خدائے خویشتر شرے بدار
اے نابکار! میری گائے جلد سے
لپے خدا سے کچھ شرما
کاتچنیں ظلم صریح نا سزا
می رَوَد در عہدِ پیغمبر ہلا
کہ ایسا نامناسب صاف ظلم
خبر ہوا پیغمبر کے وہ میں ہو رہا ہے
گاؤ کشتہ خوردہ بے تر سے ونیم
در جواب افزودہ تر ویر آں لیم
اے نابکار! نے جواب میں مکاری زیادہ شروع کر دی
گائے ذبح کر کے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر
کے پچھدیں سال بوم در دعا
من طلب کردم زحق داد او مرا
کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں
اے رسول! حق چنیں باشد روا
ملک من بدگا و چوں دلاش خدا
اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟
گائے میری ملکیت تھی خائے اس کو کیسے دیدی؟

۱۔ زود کہنے لگا کہ زود! میری گائے
دے اور خدا سے شرم کر کی رو۔
حضرت داؤدؑ کی دعا میں ایسا ظلم
ہوا ہے تو یہ یعنی خدا سیدہ ہونے
کی باتیں۔

کہ پچھدیں یعنی تو یہ کہتا ہے کہ
میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے
عتابت کر دی۔ کتنی ملامت گن
بہل۔ معاف کر دے۔

۲۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے
تیری پرہ پٹنی کی ہے تو اب معاملہ کونہ
کر بدہ نہ نہ سہلی ہوگی۔ لاپے من۔
یعنی میرے معاملہ میں آپ غی
شریت برت دے ہیں۔ برنگال۔
بچے تھیں پر پھر بدلتے ہیں۔ برلا۔
علی الاعلان۔ افضلا۔ لوگوں کو ظلم
دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر
داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال
و تشنغ صاحب گاؤ بردار داؤد علیہ السلام
سے درگزر کر کے اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد دس خمش گن رو بہل
حضرت داؤد نے اس سے فرمایا چپ جا، چھوڑ
چوں خدا پوشید بر تو لے جوال
۳۔ چوں! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پرہ پٹنی کی ہے
اے جان! کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری پرہ پٹنی کی ہے
گفت داؤد لا چہ حکم ست ایچہ داد
اس نے کہا ہائے کیا کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے
اے اللہ! کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری پرہ پٹنی کی ہے
رفتہ است آوازہ عدلت چناں
آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے
بر سرگان کور ایں اتم نرفت
اے سرگاہوں کو یہ ایں اتم نہیں ہوا ہے
کچنیں تشنغ می زد بر ملا
بچنیں تشنغ می زد بر ملا
وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

ایں مسلمان را ز گاوت گن بخل
ایں مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے
رو خمش گن حق ستاری بیدال
رو خمش گن حق ستاری بیدال
جا چپ ہو جا، پرہ پٹنی کے حق کو سمجھ
از پے من شرع نو خواہی نہاد
میرے لئے آپ غی شریت بنائیں گے
کہ معطر شد زمین و آسمان
کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہے
زین تعدی سنگ و کہ شکافت تفت
زین تعدی سنگ و کہ شکافت تفت
اں ظلم سے پھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے
کا فضلا ہنگام ظلم ست فضلا
کا فضلا ہنگام ظلم ست فضلا
آؤ آؤ ظلم کا وقت ہے

اچنیں ظلم و ستم بر من مکن یا نبی اللہ مگو زیناں سخن
ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے اے اللہ کے نبی لکی باتیں نہ کیجئے

حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ جملہ مالی خود بوے بخش
حضرت داؤد کا گئے والے کو غم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤد گفتش کائے عنود
اس کے بعد حضرت داؤد نے اس سے کہا اے سرکش!

ورنہ کارت سخت گردو گفتمت
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائے گا میں نے تجھ سے کہیا

خاک بر سر کرد و جامہ بر دید
اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھیل لئے

یک دے دیگر بدیں شنبج راند
ایک دے دے دیگر بدیں شنبج راند

اس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی
گفت چوں بخت نبود اے ناصبور

فرمایا اے میرے چونکہ پہنچ پشی تیرا نصیب نہ تھی
دیدہ انگاہ صدر و پیشگاہ

تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو
زیں سخن داؤد زوشد شمنک

ان باتوں سے حضرت داؤد اس پر غضبناک ہو گئے
رو کہ فرزندان تو با بخت تو

جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے
سنگ بر سینہ ہی زد با دو دست

وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا
خلق ہم اند ملامت آمدند

لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی
ظالم از مظلوم کے داند کئے

وہ مفس ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے
گو یو د سحرہ ہوا ہچوں نخسے

جو کہ تجھے کی طرح ہوا کے تابع ہو

۱۔ استم۔ یعنی تو بہ سختی۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پر یہ پستی کی لیکن
تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رنہ
رنہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے
اگر وہ حضرت داؤد کے ابتدائی فیصلے
مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھٹا ہر فیصلے
کے انکار سے معاملہ کھٹا چلا گیا۔
دیدہ۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و
دولت سے محروم رہا تھا لیکن تو نے
اس کی قدر نہ کی اور اس کو رندہ سمجھا۔
۲۔ زیں سخن۔ جب وہ حضرت
داؤد کے فیصلے پر ماضی نہ تھا اور دیکھا
کرنے لگا تو حضرت داؤد کو ناگوار
گزارا۔ صوب فیصلہ یہ ہے کہ صرف
گائے کی معافی اور مال بخشا کافی
نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی
سب اس کے غلام ہیں۔
۳۔ خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے
وہ بھی حضرت داؤد کے ان فیصلوں کو
ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داؤد کو
لامت کرنے لگے۔ ضمیر۔ پیشہ
سحرہ۔ تابع

ظالم! از مظلوم آنکس بے برد
ظالم! ہر مظلوم کا وہ شخص ہے لگا لپٹا ہے
ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندروں
ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندہ نفس ہے
سنگ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند
کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے
شرم شیراں راست نے سنگ بدلاں
سمجھ لے شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتے میں
عامہ مظلوم کش ظالم پرست
مظلوم کو ملنے والے ظالم پرست عام
رُوئے در داؤد کر دند آں فریق
ان لوگوں نے حضرت داؤد کی طرف رخ کیا
ایں نشاید از تو کیں ظلم ست فاش
آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو ظالم ہے

عزم کردن داؤد علیہ السلام بخواندن خلق براں صحرا کہ راز را آشکارا کند
حضرت داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرتا جہاں راز ظاہر کر دیں

گفت اے یار! زمان آں رسید
فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے
جملہ بر خیزید تا بیروں رویم
سب اٹھو تاکہ ہم باہر چلیں
مردوزن از خانہا بیروں روید
مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو
در فلاں صحرا دختے ہست زفت
فلاں جنگل میں ایک مٹا دھت ہے
سخت رانخ خیمہ گاہ و تیغ او
خیمہ گاہ اور اس کا کھنٹا بہت مضبوط ہے
کاں سر سح مکتوم او گردد پدید
کہ اس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے
سوئے صحرا و بدلاں ہاموں شویم
جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں
تا براں سر نہاں واقف شوید
تاکہ اس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ
شاخہایش نمہ و بسیار چفت
اس کی شاخیں بہت نرمی اور بہت جڑی ہوئی ہیں
بُوئے خوں می آیدم از تیغ او
اس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آ رہی ہے

۱۔ ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود
ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی
حملت کرتا ہے ہاں اگر انسان اپنے
نفس کا سر قلم کرے تو وہ ظالم اور مظلوم
میں امتیاز کر سکتا ہے۔ مگر۔ نفس
ایک کتا جوارہ کے کتے کی عادت ہے کہ
غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے
یعنی شرم۔ شرم حیا اور شرم شیروں میں
ہوتی ہے جو کسی اپنے حملہ کا شکار
چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ
عوام جو ظالم کی حملت کے عادی
ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے
فیصلے کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوڑ
پڑے۔ بلاش۔ بلاش یعنی بلاج۔
سح۔ سر۔ مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔
ہاموں۔ جنگل۔ زفت۔ مٹا۔ دھت۔
یعنی شاخیں آپس میں چبھی ہوئی
ہیں۔ سخت۔ یعنی اس دھت کی
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو
خیمہ کی جڑ کی طرح ہے بہت مضبوط
ہے۔

خون شد دست اندر بن آں خوش درخت
خوبہ را گشت ست اس منخوس بخت

اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے
اس بد بخت نے آقا کو قتل کیا ہے

مال را برداشت ست اس قلعبان !
دین غلام اوست اے آزاد گال

اس دیوث نے مال اڑا لیا ہے
اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے

اس جوان مر خوبہ را باشد پسر
طفل بود و اونداد زین خبر

یہ جوان آقا کا پوتا ہے
طفل ہوا و اونداد زین خبر

تا کنوں حلم خدا پوشید آں
آخر از نا شکرستی اس قلعبان

اب تک اللہ کے حلم سے اس کو چھپا
بالآخر اس دیوث کی ناشکری سے

کہ عیال خوبہ را روزے ندید
نہ نو روز و بہو سمہائے عید

کہ اس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھل نہ کی
نہ نو روز پر لہ نہ عید کے موسم میں

بے نواہیاں را بیک لقمہ نجست
یاد نا ورد او ز قہبائے نخست

مناجیوں کی ایک لقمہ سے دلداری نہ کی
اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

تا کنوں ارز بہر یک گاؤ اس لعین
می زند فرزند اُورا بر زمیں

یہاں تک یہ مردود ایک گائے کی جھ سے
اس کے پوتے کو زمین پر بچ رہا ہے

اُو بخود برداشت پردہ از گناہ
ورنہ می پوشید جُرمش را اِلہ

اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا
ورنہ میں پوشید جُرمش را اِلہ

کافر ۲ و فاسق دریں دور گوژند
ہند خدا اس کے جرم کو چھپا رہا تھا

اس فتنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق
پردہ خود را بخود برمی دارند

ظلم مستور ۲ ست در اسرار جاں
اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

روح کے اندر میں ظلم چھپا ہوا ہے
می نہند ظالم بہ پیش مرد ماں

کہ یہ بے بندش کشیدہ شاخہا
ظالم اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

کہ اس ظلم کو سینگ نکالے ہوئے دیکھو
گاؤ دوزخ را بہ بنید از کلا

کہ اس ظلم کو سینگ نکالے ہوئے دیکھو
بر ملا دوزخ کی گائے کو دیکھو

۱۔ قلعبان۔ دیوث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقول کو جوان کا دن بتایا ہے اس لئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حلم۔ بردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایوانوں کی عید ہے۔ قہبائے۔ یعنی اس پر جو اس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

۲۔ کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ دہی فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ دہی کرتے ہیں۔

۳۔ مستور۔ پوشیدہ۔ شاخ یعنی سینگ۔ از کلا۔ یعنی بر ملا، علی الاعلان۔ گواہی۔ یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ نمبر۔ پوشیدہ۔

گواہی دلاؤں دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا
ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دیتا

پس ہمیں جلاست و پایت بے گزند بر ضمیر تو گواہی میدہند
تو ہی جگ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

چوں اموکل می شود بر تو ضمیر
 باطن تیرے اوپر مکمل کی طرح ہو جاتا ہے
 خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
 خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت
 چوں موکل می شود ظلم و بجا
 ظلم اور زیادتی مکمل کی طرح ہو جاتی ہے
 چوں ہی گیر و گواہ سر لگام
 منہ کا گلوہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے
 پس ہماں کس کیں موکل میکند
 تو وہی ذات جو یہ مسلط کرتی ہے
 پس موکلہائے دیگر روزِ حشر
 تو حشر کے دن دوسرے مکمل
 اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کیس
 اے وہ کہ جو اس ہاتھوں سے ظلم اور کینہ میں لگا ہے
 نیست حالتِ شہرہ گشتن در گزند
 نقصانِ رسانی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے
 نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار
 تیرا نفس ہر وقت سیکڑوں جنگلیاں اگل رہا ہے
 جو و و نام سوئے کل خود روم
 میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں
 ہچمناں ۳ کایں ظالم حق ناشناس
 جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے
 او ازیں صد گاو بردو صد شتر
 وہ اس کی سو گائیں اور سو بوند لے بھاگا
 نیز روزے با خدا زاری نکرد
 اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی

کہ گو تو اعتقادات واکمیر
 کہ تو کہہ دے اپنے اعتقاد کو نہ چپا
 میکند ظاہر بر سر ت را موبو
 تیرے باز کو ذہ ذہ ظاہر کر دیتا ہے
 کہ ہوید اگن مرالے دست و پا
 کہ اے ہاتھ پاؤں مجھے ظاہر کر دے
 خلصہ وقت جوش خشم و انتقام
 خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت
 تالوائے راز بر صحر ازند
 تاکہ راز کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دے
 ہم تو اند آفرید از بہر نشر
 بھی راز کو لے کے لئے پیدا کر سکتی ہے
 گو ہر تہید است حالت نیست الیں
 تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
 بر ضمیر آتشینیت واقف اند
 تیرے آتشِ باطن سے سب باخبر ہیں
 کہ بہ بینیدم منم ز اصحاب نار
 کہ مجھے دیکھو میں دھڑیلوں میں سے ہوں
 من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
 میں نور نہیں ہوں کہ اللہ کے مدد کی طرف جاؤں
 بہر گاوے کرد چندیں القباس
 ہر ایک گائے کے لئے اس قدر بکر کے
 نفس نیست اے پدر ازوے پیر
 اے بلا نفس بھی ہے اس سے قطع تعلق کر
 پا رہے نامدا ازو یک دم بدر
 کسی وقت بھی مدد کے ساتھ اس سے یارب نہ نکلا

۱۔ موکل۔ وہ شخص جس کے کام
 سرور کر دیا گیا ہو ظلم و جہاں مشہور ہے
 کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے
 خاص انتقام کے جوش میں قاتل خود
 اقرار کر لیتا ہے پس۔ جو ذات خود
 دنیا میں تمہارے اعضاء کو تسلط کر
 کے اقرار کر دیتی ہے وہ حشر میں
 دوسرے مکمل پیدا فرمادے گی جو تم
 سے خود تمہارے جرموں کا اقرار
 کرائیں گے وہ دست یعنی بہت
 سے ہاتھ بعض نفسوں میں لا دست

۲۔ نیست اس کی کوئی خاص
 ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو
 جب ہی جانا جائے تیری افساد طبع
 سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے نفس تو
 تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور
 حیاں کو ظاہر کر رہا ہے جو خدا سے
 آتشیں حیاں جنم کا جزو ہے جو جنم کی
 طرف جاتا ہے

۳۔ ہچمناں۔ اے گائے والے
 نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے
 کیے بکر کے۔ احوال انکس نے اسی
 گائے کو ذبح کرنے والے کا سب مال
 ملا تھا جو اس کوورش میں ملک تیرا
 نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتا تو
 اللہ تعالیٰ اس کے آقا سے معاف کر
 دیتا۔

کالے خدا خصم مرا خوشد گن! گرمش کردم زیاں تو سود گن

کہ اسے خدا میرے مقابل کو خوش کر دے اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے

گر خطا کشتم دیت بر عاقلہ است عاقلہ جانم تو بودی از اکت است

اگر میں غلطی سے لما ہے تو دیت عاقلہ پر ہے است سے تو میری جان کا عاقلہ ہے

سنگ میگردو باستغفار در ایں بود انصاف نفس اے جانِ خُ

توبہ کرنے سے پھر مونی بن جاتا ہے اے آراو جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتن خلایق بسوئے آل درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

گفت آتش را سپس بندید سخت

فرمایا اس کے آتش پیچھے کو مضبوط باندھ دو

تا لوائے عدل بر صحرا زخم

تاکہ انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دوں

تو غلامی خولجہ زیں رو گشتم

تو غلام ہے اس طہ پر تو آقا بن بیٹھا ہے

کرد یزداں آتشکارا حال او

خدا نے اس کا حال ظاہر فرما دیا

با ہمیں خولجہ بخفا بنمودہ است

اس آقا پر اس نے بھی ظلم کیا ہے

ملک وارث باشد آں کل سر بسر

وہ سب کا سب وارث ک ملک ہو گا

شرع جستی شرع بستان رو کو مست

تو نے شرعی فیصلہ چاہا شرعی فیصلہ بہت اچھا ہے

ہم پر اینجا خولجہ گویان زندہ نہار

اس جگہ آقا "لاناں" کہتا تھا

از خیالے کہ بدیدی سہناک

اس تصور کی وجہ سے جو تجھے خوفناک نظر آیا

چوں بیروں رفتند سوئے آل درخت

جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے

تا گناہ و جرم او پیدا کنم

تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں

گفت اے سنگ جد ایں را کشتہ

فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے

خولجہ را کشتی و بُردی مال او

تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا

آں زنت اورا کنیزک بودہ است

وہ تیری بیوی اس کی لہڑی تھی

ہرچہ زو زانید مادہ یا کہ فر

جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا ز

تو غلامی کسب و کارت ملک اوست

تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے

خولجہ را کشتی باستم زار زار

تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا

کار داز اشتاب کردی زیر خاک

تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی

۱۔ خوشنویسن۔ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو کسی نے کہے حقوق اس پر معاف کر سکتا ہے خطا کشتم اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ اور دیت عاقلہ یعنی رشتہ داروں سے دلوایا جاتا ہے۔ است۔ عہداست ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ قَسْتُ بِنَبِیْکُمْ کیا میں تمہارا نب نہیں ہوں بندوں نے کہا تھا بلسی یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استفادہ بلائیت تبدیل کر دیتی اور بیعت خشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا اس کی مشکلیں کس دو۔ لول۔ جھنڈا۔ جدایں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دلا تو غلامی تو اس متول کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی۔ اصل اس متول کی لہڑی تھی۔ ہرچہ لہڑی کی لول اور اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لہڑی مملوک ہے۔ لولٹ۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والے کا غلام ہے تو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے۔ ہم بخیل۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے پہلو چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے۔ شتاب۔ شتاب جلدی۔

نیک اسرش با کارد در زیر زمیں
یہ اس کا سرخ چھری کے زمین میں ہے
نام اس سنگ ہم نوشتہ کارد بر
چھری پر اس کتے کا نام بھی لکھا ہوا ہے
ہچمچاں کروند و چوں بشگا قند
انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھنا
دولہ افتاد در خلق س زماں
اس وقت لوگوں میں شہ جگ گیا
بُملہ ۲ از داؤد گشتہ عذر خواہ
سب حضرت داؤد سے معذرت چاہنے والے بن گئے
ہر ایک کے زقار ببرید از میاں
ہر ایک نے کمر سے جینو کاٹ ڈالا
زائکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
اس لئے کہ وہ بدگن اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت برو
دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از ان گفتش بیا اے داود خواہ
اس کے بعد انہوں نے اس کا گناہ کرنے والے سے کہا کہ فرمایا
ہم بیاں تیغش بفرمود او قصاص
اس کی اسی تلوار سے انہوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا
حکم حق گرچہ مواسا ہا کند
اللہ تعالیٰ کی پرہیزی اگرچہ بہت نچوڑی کرتی ہے
خون س نخسپ در قند ہر دلے
خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہے
انقضائے دا ورتی رب دیں
بدلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ
کال فلاں چوں شد چہ شد حاش چہ گشت
کر فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا اس کی کیا حالت ہوئی؟
جوشش خون باشد آن و بسجھا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جتنوئیں
داود خود بستان تو ازیں رو سیاہ
اس رو سیاہ سے اپنا بدلہ لے
کے گند مکش ز حلم حق خلاص
اس کا کر اللہ تعالیٰ کے علم سے کب بچا سکتا ہے؟
چونکہ از حد بگذر در سوا گند
جب معاملہ حد سے گزر جاتا ہے تو وہ روا کر دیتی ہے
میل جست و جوائے و کشف مشکلی
جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا
سر بر آر داز ضمیر آن وایں
اس اور اس کے دل میں سر اٹھاتا ہے
ہچمچاں کہ جو شد از گلزار کشت
اس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش مٹاتا ہے
خارش دلہا و بحث و ماجرا
دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

۱۔ ایک سرش مقتول کا سر اور چھری
اس زمین میں دفن ہے۔ نام اس
قاتل کا نام چھری پر کندہ ہے۔ نام
یعنی کا فرعون بن گیا۔

۲۔ جملہ حضرت داؤد کے جس
قدر مقررین سے تھے چونکہ وہ بدظن کر
کے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر
خواہی شروع کر دی۔ قصاص۔ یعنی
قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرنا۔ داؤد
خواہ جس پر گائے والے نے دعویٰ
کہا تھا۔ بیاں تیغش۔ وہی چھری
جس سے اس نے اس کے دلوں کو لیا
تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ
تھا۔

۳۔ خون نخسپ۔ مشہور ہے کہ خون
نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چھڑ کر پڑتا
ہے۔ انقضائے اللہ تعالیٰ کے انصاف کا
تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول
کے بارے میں جستجو پیدا کر دیتا ہے۔
ضمیر بدل باطن۔ جوشش خون۔ وہی
مقتول کا خون لوگوں کے دل میں
جوش مٹاتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ
پیدا کر دیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت بر سر کار او
معجزہ داؤد شد فاش و دقلا

جب اس کے کائنات کا راز ظاہر ہو گیا
حضرت داؤد کا معجزہ مشہور ہو مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند
تمام لوگ ننگے سر ہو کر ان کے

سامنے سر ہوجو گئے۔ ہاں چونکہ
ہم کو رہا میں تھے اس لئے ہم ابتدا

آپ کے فرمان کہ نہ سمجھ سکے از تو۔
ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے

دیکھے ہیں۔
۲ سنگ۔ جب طاقتِ جاوت

کے مقابلے کے لئے نکلتے تھے تو
حضرت داؤد کو ساتھ لے کر گئے تھے

راستہ میں پتھروں نے حضرت داؤد
سے کہا تھا کہ ہمیں لے کر چلے

طاقت کو موت کا سبب بنیں گے۔
فلاخن گوہن جس کے ذریعہ وہ

برنگباری کی جاتی ہے سنگایت وہ
تین پتھر تھے لیکن بچنے پر ان کے

بزدلوں کو ملے بن کر جاوت کی فوج
پر لگے آہن۔ حضرت داؤد زہر ہیں

بناتے تھے ہر لوہا ان کے ہاتھ میں آ
کر مہم بن جاتا تھا۔

۳ کہہا۔ جب حضرت داؤد
زہر پڑھتے تھے پہاڑ ان کے ہم آواز

ہو کر زہر کی طاقت کرنے لگتے تھے۔
صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر

لاکھوں کافر مومن بنے غیب یعنی
عالم غیب۔ دل آپ کا سب سے

زیادہ قوی معجزہ ہے کہ آسمانوں
کو بلدی حیات بخشے ہیں۔ کعبہ خد۔

قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے
میں تہدید زندگی ہے

۴ کہہا۔ جب حضرت داؤد
زہر پڑھتے تھے پہاڑ ان کے ہم آواز

ہو کر زہر کی طاقت کرنے لگتے تھے۔
صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر

لاکھوں کافر مومن بنے غیب یعنی
عالم غیب۔ دل آپ کا سب سے

زیادہ قوی معجزہ ہے کہ آسمانوں
کو بلدی حیات بخشے ہیں۔ کعبہ خد۔

قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے
میں تہدید زندگی ہے

۵ کہہا۔ جب حضرت داؤد
زہر پڑھتے تھے پہاڑ ان کے ہم آواز

ہو کر زہر کی طاقت کرنے لگتے تھے۔
صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر

لاکھوں کافر مومن بنے غیب یعنی
عالم غیب۔ دل آپ کا سب سے

زیادہ قوی معجزہ ہے کہ آسمانوں
کو بلدی حیات بخشے ہیں۔ کعبہ خد۔

قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے
میں تہدید زندگی ہے

۶ کہہا۔ جب حضرت داؤد
زہر پڑھتے تھے پہاڑ ان کے ہم آواز

ہو کر زہر کی طاقت کرنے لگتے تھے۔
صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر

لاکھوں کافر مومن بنے غیب یعنی
عالم غیب۔ دل آپ کا سب سے

زیادہ قوی معجزہ ہے کہ آسمانوں
کو بلدی حیات بخشے ہیں۔ کعبہ خد۔

قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے
میں تہدید زندگی ہے

در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آل خوئیست کہ مدعی گاؤ
 اس کے بیان کو آئی کا نفس اس قاتل کی جگہ پر ہے جو ذبح شدہ گائے
 کشتہ بود و آن کشتہ گا و عقل ست و داؤد حق ست یا شیخ
 کا مدعی بنا تھا اور گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور حضرت داؤد حضرت
 کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تو اند ظالم را کشتن
 حق تعالیٰ یا شیخ کی جگہ پر ہیں جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم
 و تو نگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب
 کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

۱۔ در بیان پہلے قصہ سے مولانا
 نصیحت کے لئے پوچھنا چاہئے کہ
 بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 گائے ذبح کرنے والے کی مثال
 عقل ہے اور گائے کا بدلہ لینے والے
 کی مثال نفس ہے حضرت داؤد کی
 مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو
 اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے نفس خود
 جس طرح گائے کے مدعی کے قتل
 سے عالم زندہ ہوا تو اپنے نفس کو قتل
 کرنے والا زندہ ہو جائے گا اس نفس نے
 تیری عقل کو کھنڈا کر دکھا ہے اور خود قاتل بن
 بیٹھا ہے اس کو فوراً غلام بناد
 ۲۔ مدعی نفس نے عقل کو کھنڈا کیا اور
 خود قاتل بن بیٹھا حالانکہ عقل کا غلام
 تھا۔ منکر تمام لوگ ابتدا گائے ذبح
 کرنے والے کے مخالف ہو گئے
 تھے عقل وہ وہ جو ان ہے جس نے
 گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے
 بغیر محنت روزی کا طالب بنا تھا۔
 روزی غنائے بدیع اس وقت
 حاصل ہوگی جب تنہی کی کو گے جو
 کہ بھول گائے کے ہے
 ۳۔ نفس۔ بدن نفس کے لئے
 ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدعی
 کے لئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ جس
 طرح وہ وہ جو ان گائے کے مدعی کے
 آقا کا کہتا تھا اسی طرح نفس کے اقتدار
 سے عقل کو مجبور نفس نفس عقل کا
 قاتل ہے۔ اوراق بنی۔ یعنی نبی کی
 شریعت اور احکام قربان گاؤ۔ یعنی
 بدن اور جملہ بات کے ذریعہ قربان کرنا۔

نفس خود را کشت جہان ازندہ گن
 اپنے نفس کو مار، جہان کو زندہ کر
 مدعی ۲ گاؤ نفس ست ہیں
 خبردار گائے کا مدعی تیرا نفس ہے
 آل کشتہ گاؤ عقل ست رو
 وہ گائے ذبح کرنا تیری عقل ہے جا
 عقل اسیر ست وہی خواہد ز حق
 عقل نفس کی قیدی ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
 روزی بے رنج او مقوف جنسیت
 اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر مقوف ہے؟
 نفس ۳ گوید چوں کشتی تو گاؤ من
 نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے
 خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
 عقل جو آقا سے پیدا ہوئی ہے سر و سامن ہوگئی
 روزی بے رنج میدانی کہ چیست
 تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
 لیک مقوف ست بر قربان گاؤ
 لیکن وہ گائے کی قربانی پر مقوف ہے
 خواجہ راکشت ست اورا بندہ گن
 اس نے آقا کو قتل کیا ہے، اس کو غلام بنا
 خویشتن را خواجہ کر مست و مہین
 اس نے اپنے آپ کو آقا اور سرور بنایا ہے
 بر کشتہ گاؤ تن منکر مشو
 جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر بن
 روزی بے رنج و نعمت پر طبق
 بغیر مشقت روزی اور طہان بھری نعمت
 آنکہ بکشد گاؤ را حاصل بدیست
 یہ کہ وہ گائے کو ذبح کرے کیونکہ وہ برائی کی جڑ ہے
 زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
 کیونکہ جسم کی صحت نفس کی گائے ہے
 نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
 قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا
 قوت ارواح ست و اوراق بنی ست
 روحوں کی روزی ہے اور نبی کے عطا کردہ رزق ہیں
 گنج قتل گاؤ داں اے گنج کاؤ
 گائے کو ذبح کرنے کو قربان بننے کے لئے کھونے والے

۱۔ دوش۔ مئے عشق سے مدوش
طاری ہونے لگی ہے نہ من غذا
روح حاصل کرنے کی پوری بات
بتاتا انسانست۔ یعنی ہر وہ کاسب
میں نے اپنا فضل بتایا۔ محض کہنے کی
بات ہے نہ ہر چیز خزانہ غیب سے
نی پھیلاں کاسب ذات خداوندی
ہے۔ عجم نہ کاسب اگرچہ ہر چیز کا
حقیقی سبب ذات خداوندی ہے لیکن
اسباب ظاہری اختیار کرنا میں نے
انبیاء سے سکھا ہے لہذا میں نے بھی
ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا
تھا۔ خوش چشمان۔ یعنی انبیاء کرام
ہست۔ اسباب کے علاوہ ایک ذات
موجب الاسباب ہے۔ انبیاء۔ انبیاء
نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ
اسباب ظاہری کے علاوہ بھی اور
اسباب ہیں۔ کھلاں۔ جملہ جس کی
بلندی مشہور ہے
۲۔ بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری
سبب کے حضرت موسیٰ کے لئے
دیئے تیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ
کا ذخیرہ۔ حضرت موسیٰ کے لئے من و
سلوی اترتا تھا۔ رہ گیا۔ حضرت
ابراہیم کے لئے ریت آمانن گیا تھا۔
چشم۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے
اون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآن۔
قرآن بتاتا ہے کہ ہر ہمتی کہیں بغیر
ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔
دوش۔ آنحضرت ﷺ کو بغیر ظاہری
اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور
الہام باوجود قول کے تبارہ
۳۔ غریب۔ ہر جہت میں کامیابیوں کا
شکر لایا۔ کیوں کی نگرہوں سے تبارہ۔
تیل۔ باہمی رہنمائی کرنی تھی اور اس
کے بدلہ کو چھٹی کر دیتی تھی۔ دم کاؤ۔
اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو وہ

دوش چیزے خوردہ ام ورنہ تمام
میں نے کل کچھ ہی لیا ہے، 'دش پوری
دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است
کل میں نے کئی چیز ہی لیا ہے یہ کہنے کی بات ہے
چشم بر اسباب از چہ دوختم
میں ن اسباب پر نظر کیوں جھلی؟
ہست بر اسباب اسباب دیگر
اسباب دنی سے اوپر دوسرے اسباب ہیں
انبیاء و قطع اسباب آمدند
انبیاء قطع اسباب میں ہیں
بے سبب ۲۔ مکر را شکا فتند
انہوں نے بلا سبب ظاہری کے دیا کو بھڑا ہے
ریگہا ہم آرد شد از سعی شان
ان کی کوشش سے ریت آتا ہے ہیں
محملہ قرآن ہست و قطع سبب
پورا قرآن قطع اسباب پر مبنی ہے
سُرخ سے پاپیلے دوسرے سنگ افگند
پہنڈ، 'ہچی پر دو تین ٹکڑیاں گراتا ہے
پیل را سُورخ سُورخ افگند
'ہچی کے سورخ سورخ کو ذاتی ہے
دوم گاو گشتہ بر مقتول زن
زنا شدہ گائے کی دم، مقتول پر مد
خلق بربیدہ جہد از جائے خویش
گلا کھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

دلائے در دستِ فہم تو زمام
 باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا
 ہرچہ می آید زینہاں خانہ است
 ورنہ جو چیز آؤگی ہے وہ عالمِ غیب سے ہے
 کہ زخوش چشماں کرشمِ آموختم
 اس لئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے لاکھ لیا ہے
 در سببِ منگر دراں اُلُکُن نظر
 دنیوی اسباب کو نہ دیکھ ان پر نظر ڈال
 معجزاتِ خویش بر کیواں زدند
 انہوں نے اپنے معجزے چل پر قائم کئے ہیں
 بے زراعت چاشِ گندم یافتند
 انہوں نے بغیر ہتھی کے گہیوں کا ڈھیر پلایا ہے
 پُشم بُرا بریشم آمد کشکشاں
 بھیڑ کی لون لچھے دار ریشم بنی ہے
 عز و درویش و ہلاکِ بولہب
 مدیش کی عزت اور بولہب کی ہلاکت
 لشکرِ زفت حبش را بشکند
 حبش کے بھاری لشکر کو شکست دے دیتا ہے
 سنگِ مُرنے کو ببالا پر زند
 پند کی کٹکڑی جو لوہے کو اڑاتا ہے
 تاشود زندہ ہماں دم در کفن
 تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زند ہو جائے
 خونِ خود جوید زخوں پالائے خویش
 اپنے خون پہانے والے سے اپنے خون کا مطالبہ کریں گا



قرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر کس کا گوشت یام مقتول پر ہدیٰ تو اس نے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دیا۔

لیک گفت سلفاں یارے بُود
لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہل ہوگا
شد گواہ صدق قرآن اے شکور
اے شکر گزار قرآن کی صدف کے گلابے ہیں
کز بہشت آورد جبرئیل سیب
تاکہ جبرئیل تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں
بے صدق باغبان بے درج کشت
باغبان کی مدد سے تیرے لئے بہشت کی کشت
بدہمت آں نفع بے توسط پوست
تجھے وہ نفع بغیر چمکے روٹی کی صافیت کے دیگا
نان بے سفرہ ولی راہ برہ الیست
بغیر درخوان کی روٹی دلی کا حصہ ہے
جو بعدل شیخ کو داؤد ٹست
شیخ کشف کے بغیر تیرے لئے ہوا حضرت داؤد کے
از بن دندان شود او رام تو
تو مجھ سے تیرا فرما تیرا ہو جائے گا
کز دم داؤد او آگاہ شد
جب وہ حضرت داؤد کے حکم سے واقف ہو گیا
برسنگ نفست کہ باشد شیخ یار
تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہو گا
زوئے شیخ اُور از مرد دیدہ گن
شیخ کے چہرہ اس لئے کہیں نکل ڈالے ملازم دے
چوں خراں بخش کن آسوائے حروں
اے سرکش اس کو گدھوں کی طرح کھینچ کر اس طرف لجا

گر چہ ہر قرنہ سخن آئے بُود
اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہو گا
نہ کہ ہم توریت و انجیل و زبور
کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی
روزی بے رنج جوئی و بے حسیب
بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر
بلکہ رزقے از خداوند بہشت
بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق ملے گا
زانکہ نفع ناں درماں ناں دوا و دست
کیونکہ اس روٹی میں روٹی کا نفع خدا کی دین ہے
دوق نہیں نقش ناں چوں سفرہ الیست
نفع پوشیدہ ہے روٹی کی صحت درخوان جیسی ہے
رزق آجانی کے بری باسعی و جست
تو روٹی رزق اپنی پوشیدہ جو ہے کہ حاصل کر سکتا ہے
نفس چوں باشی بینکام تو
نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا
نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا
صاحب آں گاؤ رام آنگاہ شد
گائے کا مدی اس وقت فرما تیرا بنا
عقل گاہے غالب آید در شکار
دیکھ میں عقل اس وقت غالب آئے گی
نفس اژدر ہاست بلخند زور و فن
نفس سینکڑوں کمر اور فن والا اژدر ہے
گر تو صاحب گاؤ را خواہی زوں
اگر تو گائے کے مدی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

۱۔ گرچہ وہ آنے والے کھد
خود ہی یا سہرا بیان کر سکیں گے لیکن
مشہوری کی باتوں سے ان کو تقویت
میلے ہوئی ہے کہ پہلی کتابیں
نے قرآن کی تصدیق کی اسی طرح
بعد میں آنے والوں کے اقوال کی
میری مشہوری تصدیق کر دی گئی۔ روزی
اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف
رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس
نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی
روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔
بلکہ ایک وقت لیا آئے گا کہ ہمیں
بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل
ہونے لگے گا۔ زانکہ روٹی میں جوئی
نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع
اللہ تعالیٰ روٹی کے واسطہ کے بغیر بھی
عطا فرما دیتا ہے۔ ذوق لذت اور
نفع روٹی میں کتنی چیز ہے اور روٹی کے
لئے درخوان تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ
بغیر روٹی کی ظاہری شکل کے اپنے
ایلیا کو کھانا سے فرما دیتا ہے۔

۲۔ رزق جالی یعنی روحانی رزق
شیخ کو زیر حاصل ہوگا جیسا کہ اس
نوجوان کو حضرت داؤد کے انصاف
سے رزق حاصل ہوا۔ نفس شیخ کی
محبت نفس کو رام کر دیتی ہے۔ قرآن
فقدان یعنی جبرئیل قہر

۳۔ صاحب آں گاؤ گائے کے
مدی کی مثال نفس کی ہے جو تب ہی
مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤد کا
فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی محبت
سے مطیع ہوگا۔ عقل نفس کا شکر
جب کرے گی جب شیخ یار بن جائے۔
زمرہ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ
زمرہ کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا

تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھ کی طرح
کھینچ کر شیخ کے پاس لجا۔

گرتو خواهی ایمنی از اژدہا
اگر تو اژدہ سے مطمئن ہوتا چاہتا ہے
خاک شو در پیش شیخ باصفا
خاک بن شو در پیش شیخ باصفا
صدا از بان در ہرزباش صد لغت
نفس کے منہاں ہیں وہاں کی ہر زبان میں سوسیلیں ہیں
چوں بزدلیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
مدعی گاؤ نفس آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان ملا ہے
شہر را بفریبہ الا شاہ را
شہر کے علاوہ شہر کو فریب دیتا ہے
نفس را تسبیح و مصحف دریمیں
نفس کے دہانے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
مصحف سالوس او باور ممکن
اس کے کمر کے قرآن پر اعتماد نہ کر
سوئے حوضت آورد بہر وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے
عقل نورانی و نیکو طالب ست
عقل نورانی اور بہترین طلبکار ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے تیری عقل باہر ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے
باش تا شیراں سوئے بیشہ روند
شہر ' کہ شیر کچھل میں پہنچیں

دستش از دلاں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا نہ کر
تاز خاک تو بروید کیمیا
تازہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو
زرق و دستاش نیاید در صفت
اس کا کمر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے
آل زبان صد گرش کو تہ شود
اس کی سو گز لمبی زبان جھولی ہو جاتی ہے
صد ہزاراں خجست آردنا صحیح
غلام قسم کی لاکھوں دلیلیں بیان کرتا ہے
رہ نہاند زوشہ آگاہ را
باخبر شاہ کی راہ زنی نہیں کر سکتا
خنجر و شمشیر اندہ استیں
آئین کے اور خنجر اور تلوار ہے
خویش با او ہمسر و ہمسر ممکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراہ اور ہم رتبہ نہ بنا
واندہ انداز و ثرا در قعر او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے
نفس ظلمانی بروچوں غالب ست
ہدیک نفس اس پر کیوں غالب ہے
گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
گھر اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے
بر در خود سنگ بود شیر مہیب
اپنے ہمارے پر کتا خونخوار شیر ہوتا ہے
ویں سگان کور آبخا بگروند
یہ اندھے کتے وہاں مطیع ہو جائیں گے

۱۔ صد زبان۔ نفس بہت ہی بت
پناہ دیکھ رہا ہے اس کے کمر کی
تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کتے۔ نفس کی
زبان شیخ کی صحبت میں کتا ہو جاتی
ہے پھر وہ مکالمہ کی باتیں نہیں کر
سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی
طرح ہے۔ اس منڈی نے بہت ہی
غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر۔ گائے
کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ
وہ کے میں آگئے تھے حضرت داؤد
نرب میں نہ آئے تھے۔
۲۔ نفس۔ نفس بگڑا بگھٹا ہے
بظاہر ایک معلوم ہوتا ہے لیکن باطن
بہت شر ہے۔ مصحف۔ اس کی ظاہری
حالت دیکھ کر اس کا ہمراہ اور ہم نہ
ہیں۔ سوئے حوض۔ خشکی کی دعوت دیتا
ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا
ہے عقل نورانی۔ عقل عینی شریف
چیز پر عین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہو
جاتا ہے کہ عقل سے بیکار نہ ہو گیا
ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کر دیا
اور اپنے اندر نفس کو رہا لیا ہے اب وہ
نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا
چاہے عقل مدعی بنی پھر لی ہے۔
۳۔ باش۔ عقل میں جب اپنے
اصل مقام پر مقیم ہوگی سب اس کو توں
پاس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱۔ لہ نفس بھی دل کی دلی سے
مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ مکی گاؤ
حضرت داؤد کی قلبی دلی سے مطلوب
ہوا اور نہ شہر والے اس کو کچا بھر ہے
تھے ہر کہ جو جس کام میں ہوتا ہے
وہ اس کی بات کو کچا سمجھ لیتا ہے شیخ
چونکہ داؤد کی طرح ہے وہ اس کے
فریب میں نہیں آتا ہے کوسیدل
شیخ کمال وہ ہے جو جسمیت کو فتح کر
کے محمد صحت بن جائے اور اس طرح
سے مظہر خدا بن جائے جس طرح
دل مظہر خدا ہے

۲۔ خلق عوام ہاں ہی مریض ہیں
اور یہاں یہاں کی مددگار ہوتی ہے لہذا
عوام ظالم کی حالت کیا کرتے ہیں۔
ہر جسے۔ دنیا میں بہت سے مدکار اور
فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن
جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی
قوت نہیں ہوتی تو وہ ان کے کر
میں محض جاتا ہے چوں۔ یہ بات حق
جنہیں ہے اور جو نہ ہو تو ہر کی پہچان
نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح
ہیں جو شکاری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس
کی آواز سمجھ لیتا ہے اور بھٹتا ہے
نقد ان حقوں میں ٹھکرے کھوٹے
کی تمیز نہیں ہے ایسے حقوں سے
گریز چاہیے خواہ وہ کتنا ہی نکستہ رہے اور
ذہن ہو۔

۳۔ رستہ ایسے حقوں کو یہ تمیز
نہیں ہوتی کہ کون جتنی ہے اور کون
جتنی اگر ایسے حق یقین کا دھوی
کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے
انچیں ایسا حق خواہ کتنا ہی ذہن ہو
اس کو اس سمجھ اور اس سے اس طرح
بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا
ہے گزیتختن۔ اس قصہ سے یہ بتاتا
مقصود ہے کہ حقیقت کا مرض عذاب
الہی اور اعلان ہے۔

مگر نفس و تن نداند عام شہر
نفس اور جسم کے کر کو شہر کے عوام نہیں جانتے
ہر کہ جس اوست یار او شود
جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دست بن جاتا ہے
کو مبدل گشت و جنس تن نماند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے
خلق ۲ جملہ علتی انداز کیں
تمام لوگ اند سے پیدا ہیں

ہر جسے دھوی داؤدی گند
ہر کینہ داؤد ہونے کا دھوی کر دیتا ہے
چوں زصیا دے شنید آواز طیر
جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے
نقدرا از قلب شناسد غویست
جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گمراہ ہے
رستہ ۳ و برستہ پیش او یکے ست
آواز اور گرفتار اس کے نزدیک یکساں ہے
انچیں کس گز ذکی مطلق ست
ایسا شخص خواہ پورا ذہن ہے
ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر
خبردار اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگرا دو جو یوحی القلب قہر
وہ دل کی دلی کے بغیر مطلوب نہیں ہوتا
جو مگر داؤد کو شیخت یو د
مگر سوائے داؤد کے جو تیرا شیخ ہے
ہر کرا حق در مقام دل نشاند
جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ بٹھایا ہے
یار علت می شود علت یقین
یقیناً مرض، مرض کا مدگار ہوتا ہے
ہر کہ بے تمیز کف دروے زند
جو بے تمیز ہے اس سے وابستہ ہو جاتا ہے
مُرغ ابلہ می کند آں سوئے سیر
بیوقوف پرند اس جانب اڑتا بھرتا ہے
ہیں از و بگریز اگرچہ معنویست
خبردار اس سے گریز کر خواہ وہ نکستہ رہے ہو
گریقین دعوے کند اور شکے ست
اگرچہ یقین کا دھوی کرے وہ شک میں جلتا ہے
چوں ایں تمیز نبود احمق ست
جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے
سوئے او مشاب اے داتا دلیر
اے عقلمند بہادر! اس کی جانب نہ جا

گر یختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و
بیوقوف کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر
شخصے ذرے اور فتن و سوال کردن
جانا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جانا اور سوال کرنا



عیسیٰ! مریم بکو ہے می گریخت
حضرت مکیٰ لدن مریم ایک بیڑی طرف بھاگد ہے تے
آں یکے در پے دوید و گفت خیر
ایک شخص پیچھے ہڑا اور بولا خیریت ہے
باہتتاب او آنچنال میتاخت چہفت
جلدی میں وہ اس طرح جست بھاگ رہے تھے
یک دو میدال در پے عیسے براند
وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے پیچھے بھاگا
کرنے پر ہر ضلالت حق یک لحظہ است
کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریے
از کہ ایں سوی گریزی اے کریم
اے صاحبِ کرم! ہر کو آپ کس سے بھاگد ہے ہیں
گفت از احمق گریز اہم برو
فرمایا جا میں بیوقوفوں سے بھاگ رہا ہوں
گفت آخر آں میجانہ توئی
اس نے کہا آخر آپ وہی میجانہ نہیں ہیں
گفت آے آے گفت آں شہ نیستی
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا پ وہ شہ نہیں ہیں؟
چوں بخوانی آں فسوہ بر مردہ
آپ جب وہ مٹر کی مردے پر پڑتے ہیں
گفت آے آں منم گفتا کہ تو
انہوں نے فرمایا میں وہی ہوں اس نے کہا کہ آپ
بر دمی در وے سبک تا جاں شود
آپ اس میں آہستہ سے پھونک رہے ہیں تو وہ زندہ ہو جاتا ہے
گفت آے گفت پس اے روح پاک
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا تو اے پاک روح

شیر کوئی خون او میخواست ریخت
گیا! شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے
در پیت گس نیست چہ گریزی چو طیر
آپ کے پیچھے کوئی نہیں ہے ہندک لہر آپ کیل ہند رہی ہیں
کز شتاب خود جواب او نگفت
کہ اپنی جلدی میں اس کو جواب نہ دیا
پس بجد جہد عیسے را بخواند
پھر کوشش سے حضرت عیسیٰ کو پکارا
کہ مرا اند گریزت مشکلی ست
کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل ہو رہی ہے
نے پیت شیر و نہ خوف خصم و نیم
آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف
می رہام خویش را بندم مشو
میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں! مجھے نہ دک
کہ شود کورو کر از تو مستوی
کہ آپ کے ذریعہ اندھا لہر بہر احمد ست ہو جاتا ہے
کہ فسوں غیب را ما دستی
کہ آپ فیبی مٹر کے ہلائی د لجا ہیں
بر جہد چوں شیر صید آوردہ
وہ مردہ شکاری شیر کی طرح کو پڑتا ہے
نے ز گل مرغاں گنی اے خو برو
اے حسین کیا مٹی سے پرندے نہیں بنادیتے ہیں
در ہوا اندر زماں پڑاں شود
اور فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے
ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک
آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

۱۔ عیسیٰ یعنی لدن مریم اس طرح
پھاڑی جانب بھاگے جا رہے تھے
چیسے کو گویا کوئی شیر ان کے خون کے
مردے سے ایک شخص ان کے پیچھے
دو لہر بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن
وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اس
کو جواب نہ دے سکے
۲۔ کز پے مر ضلالت اس شخص
نے بھاگ کر لدن سے قریب ہو کر
کہا خدا کے لئے رک جائے لہ میرا
جواب دیدہ تھے۔ گفت۔ حضرت
عیسیٰ نے فرمایا میں ایک احمق سے
بھاگد ہا ہوں تو مجھے نہ دک۔ گفت۔
اس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے
سے تو اندھے بہر سنا دیتے ہو جاتے
ہیں! آپ احمق کی حماقت سے اس
قدر خوفزدہ نہیں ہیں؟
۳۔ گفت آے حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ تیرا کہنا درست ہے
گفت آں شہ۔ پیچھے بھاگنے والے
نے کہا آپ تو وہی شہ ہیں جن کو کام
اعظم آتا ہے جب وہ آپ مردے پر
پڑتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح
زندہ ہو جاتا ہے گفت۔ انہوں نے
فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو کہتا ہے
تو اس نے کہا آپ تو مٹی سے پرند بننا
کرنا دیتے ہیں اس میں پھونک مار
دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے گفت۔
آے انہوں نے فرمایا کیا تو اس
نے پھر کہا جب آپ کے پاس ایسے
معجزات ہیں تو آپ کو کسی سے کیا ڈر
ہے۔

باجنیں برہاں کہ باشد در جہاں

ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون ہوگا؟

گفت ایسی کہ بذات پاک حق

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی تم

حُرمت ذات و صفات پاک اُو

اس کی پاک ذات اور صفات کی تم

کال فُسون واسم اعظم را کہ من

کہ وہ منتر اور اسم اعظم جو میں نے

بر کُہ سگئیں بخواندم شد شگاف

بجریے پہاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہو گیا

برتن ۲ مردہ بخواندم گشت حی

میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بہ دُو

میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا

سنگِ خارا گشت وزاں خور گشت

سنگِ خارا بن گیا اور اس علت سے نہ بنا

گفت ۳ حکمت چست کا نجا آم حق

اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسم اعظم نے

آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا

وہ بھی پہلا ہے اور یہ بھی پہلا کیوں

گفت رنجِ احمقی قبرِ خداست

فرمایا بیوقوفی کی پہلائی خدا کا عذاب ہے

ابتلا رنجیست کان رحم آورد

آزائش وہ پہلائی ہے جو رحم لاتی ہے

بر سرِ آرد زخمِ رنجِ احمقی

بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

کہ نباشد مر ترا از بندگان

جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

مُبدعِ تن خالقِ جاں و سَبَق

جو کہ جسم کا پیدا کرنے والا اور تن میں مدح کا خالق ہے

کہ یو دگر ووں گریباں چاک اُو

جس کے لئے آسمان گریبان پہاڑے ہوئے ہے

برگر و بر کور خواندم شد حَسَن

بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا

خرقہ رابد رید بر خود تا بناف

اس نے ناف تک پیر بن پہاڑ ڈالا

بر سرِ لاشیٰ بخواندم گشت شی

میں نے ناچڑ پر پڑھا وہ چیز ہو گیا

صد ہزاراں بارو در مانے نُشد

لاکھوں بار اور کئی علاج نہ ہوا

ریگ شد کز وے نر وید پیچ کشت

ریت بن گیا جس سے کوئی بھی نہ لگے

سود کرد اینجا مود آترا سَبَق

فائدہ کیا اس جگہ وہ نہ چلا

اُو نُشد ایں را واں راشد دوا

وہ اس کے لئے دوا نہ ہو اور اس کے لئے دوا بن گیا؟

رنجِ کوری نیست قہرِ آں ابتلاست

اندھے بن کی پہلائی عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

احمقی رنجیست کان زخم آورد

بیوقوفی وہ پہلائی ہے جو زخم پیدا کرتی ہے

رحم نبود چارہ جوئی آں شقی

اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

۱۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے کے جواب میں فرمایا۔ مدح۔ ایسا کرنے والا۔ سبق۔ اول۔ گریبان۔ چاک۔ یعنی عاشق۔ کال۔ پیشک۔ اس اسم اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ پہاڑ اس کی عظمت و ہیبت سے پھٹ جاتے ہیں۔

۲۔ برتن۔ اسم اعظم ہر دے پر پڑھا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لاشیٰ۔ یعنی اسم اعظم پڑھنے سے معدوم موجود ہو جاتا ہے۔ لاشیٰ۔ سنگِ خارا۔ یعنی احمق پر اسم اعظم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ آتش ہوا کہ وہ اور سخت ہو گیا۔ خور۔ یعنی حماقت کی علت۔

۳۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے نے کہا اس میں کیا راز اور حکمت ہے کہ احمق پر اسم اعظم بھی اثر نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ حماقت عذاب الہی ہے اور اندھا پن ایک آزمائش ہے آزمائش میں جو مبتلا ہوتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے اور احمق پر جوئے بربائی جاتے ہیں۔ احمق۔ حماقت پر ہر شخص کو نصہ آتا ہے۔

انچہ اداغ اوست مہر او کردہ اسبت
جواس کا دہ ہے کیا اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے
زاحقان بگریز چوں عیسیٰ گریخت
بیوقوفوں سے اس طرح ہماگ جیسے حضرت عیسیٰ ہماگے
اندک اندک آب را دزد و ہوا
ہا ' پانی کو تھوڑا تھوڑا چلتی ہے
گر میت را دزد و سردی وہد
تیری گرمی کو چاتا ہے لہو سردی پیدا کرتا ہے
آں گریو عیسوی زتیم بود
حضرت عیسیٰ کا ہماگنا خوف سے نہ تھا
ز مہر پر ار پرگند آفاق را
اگر سردی تمام دنیا کو بھر دے
ہر کرا گرمی بود از نور حق
جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو

چارہ بروے نیارہ برد دست
کئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی
صحبۂ احمق بے خونہا کہ رنخت
احق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں
و پنچیں دزد ہم احمق از شما
اسی طرح بیوقوف تم میں سے چاتا ہے
ہنچناں کو زیر خود سنگے نہد
جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے
ایمن ست او از بے تعلیم بود
"محمفوظ تھے" تعلیم دینے کے لئے تھا
چہ غم خودشید با اشراق را
دشمن صبح کو کیا غم ہے
اوجہ غم داروز سردیہائے بق
اس کو سخت ہار کی سردی کا کیا غم ہے؟

قصہ ہل سب و حماقت ایشان واثر نا کردن پندو
ہل سب اہل ان کی بے ذہنی اور انبیاء کی نصیحت کا ان
نصیحت انبیاء در ایشان
پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یاد آمد قصہ ہل سب
مجھے ہل سب کا قصہ یاد آ گیا
آں سب مانند شہرے بس کلاں
"سب بہت بڑے شہر جیسا تھا
کوکلاں افسانہا می آوند
بچے قصے بیان کرتے ہیں
ہزلہا گویند در آسانہا
افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں
کز دم احمق صبا شال شدو با
احقانہ باتوں سے صبا ہوا ان کے لئے دبا بن گئی
در فسانہ بشنودی از کوکلاں
تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہو گا
درج در افسانہ شال صد گوئے پند
ان کے افسانوں میں سو قسم کی نصیحت صحت ہوتی ہے
گنج می جو در ہمہ ویرانہا
تو ہر ویرانے میں خزانے تلاش کر

۱۔ انچہ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی
ایک مہر ہے جس پر کوئی تدبیر ہو نہیں
ہوتی ہے۔ زاحقان۔ بیوقوفوں سے
اسی طرح ہماگ جس طرح حضرت
عیسیٰ ہماگے تھے۔ اندک۔ جس
طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چلتی رہتی
ہے۔ لہو خش خش ہو جاتی ہے اسی
طرح بیوقوف کی صحبت ترے اچھے
لوصاف چلتی رہتی ہے۔ گرمیت۔
بھلائیوں کے لئے گرم جوش کو اس کی
صحبت سردی اور کمال سے تبدیل کر
دیتی ہے۔
۲۔ بے تعلیم۔ حضرت عیسیٰ کا احمق
سے ہماگنا لہروں کی تعلیم کے لئے
تھوڑا زہر پر۔ اگر تمام دنیا میں سردی
پھیلی ہوئی ہو تب بھی صبح کو کوئی
نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا حضرت
عیسیٰ کو نور حق کی گرمی حاصل تھی کسی
احق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو
سکتے تھے۔

۳۔ سب ایک شہر کا نام ہے۔ صبا
پر ہوا ہول و ہلا۔ پندرہ کوکلاں۔ بچوں کی
کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک
صحبت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔
افسانوں میں عوام مذاق کی باتیں ہوتی
ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے
تلاش کرنے والے کے لئے ضروری
ہے کہ ہر ویرانے میں خزانے تلاش
کریں۔

قدر او چوں قدرِ سکرہ پیش نے
اس کا رتبہ سکھ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا
سخت زفت و زفت اندازہ پیاز
پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ =
لیک جملہ سہ تن نامُستہ رُو
لیکن سب مل کر تین گندے مٹس تھے
لیک آں جملہ سہ خام بخندہ خوار
لیکن سب تین مٹس بیک پیک کلمہ نہ لے تھے
گر ہزاران سب باشند نیم تن
اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا مٹس ہو گئے
از سلیمانؑ کو رو دیدہ پائے مور
سلیمان کے بارے میں اندھا چوٹی کا پائوس دیکھنے والا
نخنہ و دوئے نیست یک جو سنگ زر
خزانہ لہر اس میں ایک جو کہ ڈن کا سونا نہیں ہے
لیک دا منہائے جامہ او دواز
لیکن اس کے کپڑوں کے دان بہت لمبے
من ہی ینم کہ چو قوم اندر و چند
میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی قوم لہر کس قدر ہیں
کہ چو میگویند پیدا و نہاں
کہ وہ آہستہ لہر زور سے کیا کہہ رہے ہیں
کہ بیژند از درازی دا منم
کہ لبائی کی جہ سے میرا دان نہ کاٹ لیں
خیز بگریزم پیش از زخم و بند
اٹھ کر ہم پڑتے جانے لہر پٹے سے پہلے بھاگ جائیں
می شود نزدیک تریا راں ہلہ
خبردار! اے دوستو! بہت نزدیک آ رہا ہے

بُودا شہرے بس عظیم و مہ دلے
وہ سا بہت بڑا لہر عظیم شہر تھا لیکن
بس عظیم و بس فراخ و بس دواز
بہت بڑا، بہت وسیع، لہر بہت لمبا
مَرُوم وہ شہر مجموع اندرو
اس میں دس شہروں کے افسانوں کا مجموعہ تھا
اندو و نوع خلایق بے شمار
اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں
جان ۲ ناکرہہ بجائناں تاختن
جان کو جانناں کی طرف نہ کر کے دھڑنا
آن یکے بس دُور بین و دیدہ کور
ان میں سے ایک اندی سنگھوں والا لہر تک دیکھ لینے والا
واں دگر بس تیز گوش و سخت کر
لہر بہت تیز کان والا، لہر سخت بہرا
واں دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
لہر ننگا لہر برہنہ، مرل ٹٹو دھڑلے والا
گفت کور ایک سپاہے میرسند
اندھے نے کہا، یہ سپاہی کھنچ رہے ہیں
گفت ۳ گر آئے شنید مہانگ شل
بہرے نے کہا میں نے ان کی آواز سن لی
آں برہنہ گفت ترساں زیں منم
ننگا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں
کور گفت اینک بنزدیک آمدند
اندھے نے کہا، اب وہ قریب آ گئے ہیں
گر ہی گوید کہ آئے مشغلہ
بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شہر دغل

۱۔ بودا شہرے سا بہت بڑا شہر تھا لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ مٹی کے پیالے سے زیادہ نہ تھا۔ سخت رفت۔ لوہے پر پیاز کے چھلکوں کی طرح تھا لہر اس میں آبادی تھی۔ مردم آبادی کی تعداد دس شہروں کی آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب لوگ اس میں گندے قسم کے تھے۔ سہ خام۔ وہ تینوں بھی مٹس کے کچے لہر کھانے کے کچے تھے۔

۲۔ جان ناکرہہ۔ سلیمان۔ یعنی دوسرے محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو کر لاکھوں بھی ہیں تو آدھا مٹس ہیں۔ آن یکے ایک قسم تو یہ بھی کہ آخرت کے معاملہ میں اندھے لہر دنیا داری میں بڑے دور بین۔ سلیمان۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے مہ۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات کے بڑے چٹ۔ واں دگر دوسری قسم وہ تیز گوش ایک بات سننے میں بہری لہر برکیات ہیں لینے میں کانوں کی بہت تیز گی۔ نخنہ۔ وہ شہر سادھوی ہاں دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن نکل لہر بھائی اس میں ذرا نہ ملے۔ واں دگر تیسری قسم ایسے لوگوں کی بھی جن کا ظاہری لباس لہا چڑا لیکن تقوے سے کلباس سے نکلے تھے۔ ۳۔ گفت کہ بہرا والا وہ چوچھ بانٹ کر رہے ہیں میں سب سن رہا ہوں۔ آں برہنہ۔ ننگے نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے دوا دان نہ کاٹ لیں۔ کور گفت۔ اندھے نے کہا میں دیکھ رہا ہوں وہ بہت قریب آ گئے ہیں مشغلہ شہر وغل۔ ہلہ۔ جمبیہ کا کلمہ ہے۔

آں برہنہ گفت آدہ ل دامنم
 ننگے نے کہا ' ہائے میرا مان!
 شہر را ہستند آمدند
 انہوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
 اندمال دو مرغِ فریبہ یافتند
 انہوں نے اس گاؤں میں ایک مٹا مرغ پلا
 کو روید و آں کر آوازش شنید
 انہوں نے اس کو دیکھا اور ہرے نے اس کی آواز سن لی
 مرغِ مردہ خشک از زخمِ کلاغ
 مرغِ مردہ کو کس کی ٹھنکیوں سے خشک تھا
 پس طلب کردند و دیگے یافتند
 انہوں نے تلاش کیا اور ایک دیگی پالی
 بر سر آتش نہا دندانِ سہ تن
 ان تینوں نے آگ پر رکھا
 آتشش کردند چنداں اے پسر
 اے بیٹا! انہوں نے اس قدر پکایا
 زان ہی خوردند چوں از صید شیر
 انہوں نے اس کو اس طرح کھلایا جس طرح شیر شکار کو
 ہر سہ زان خوردند بس فریبہ شدند
 تینوں نے اس میں سے کھلایا بہت مونے ہو گئے
 آسچاں کز فریبی ہر یک جوان
 ایسے کہ ہر ایک جوان مٹا پے کی وجہ سے
 باچنیں گیزی ہفت اندام زفت
 ایسے مٹا پے اور ساتھیوں مونے اعضا کے باوجود
 راہِ مرگِ خلق ناپیدار ہی ست
 مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے
 از طمع بزد و من نا ایمم
 لالچ میں کاٹ لیں گے وہ میں محفوظ نہیں ہوں
 وز ہزیمت در دے اندر شدند
 اور ہزیمت سے وہ ایک گاؤں میں گس گئے
 لیکا ذرہ گوشت نے بروے نرند
 لیکن اس ذرہ بھر گوشت نہ تھا ' آخر تھا
 عور گرفت و بدا ماں در کشید
 عورت نے اس کو پکڑ لیا اور ماں میں چھپا لیا
 استخوانہا زار گشتہ چوں پناغ
 ہڈیاں دھانے کی طرح آخر تھیں
 بے سرو بے بن ' سبک بشاقتند
 جس کے نہ سرو تھا نہ بن ' جلدی ہوئے
 مرغِ فریبہ را بدیگ اندر زفن
 مرد نے مرغ کو دیگی میں ہنر مندی سے
 کا ستخواں شد پختہ حمش پیخبر
 کہ ہڈیاں پک گئیں اس کے گوشت کو پختہ نہ ہوا
 ہر یکے از خوردش چوں پیل سیر
 اس کے کھانے سے ہر ایک ہڈی کی طرح پیٹ بھرا ہوا
 چوں سہ پیلے بس بزرگ و مہ شدند
 تین مونے اور بڑے ہاتھوں کی طرح ہو گئے
 در ننگیدے ز زفتی در جہاں
 بھاری پن سے دنیا میں نہ رہتا تھا
 از شکاف در بروں جستند تفت
 تیزی سے دھڑکے کے دھڑ سے باہر نکل گئے
 در نظر ناید کہ آں بیجا رہی ست
 وہ دکھائی نہیں دیتا ' کیونکہ لامکان راستہ ہے

آدہ انگٹوس یعنی - مطمئن
 شہر ل تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک
 گاؤں میں پہنچے ہزیمت - ہزیمت - ہزیمت
 زخم - زخم - زخم - زخم - زخم
 کسے کاٹھون کے لٹا پناغ کیا چھپا کا
 مکاری کا جالا - بے سرو یعنی ان کو کسی
 ہڈی کی جس کا نہ تھا نہ بن -
 ۲ بر سر آتش - یعنی اس مردہ مرغ
 کو ہڈیوں میں ڈال کر پکاتا شروع کیا
 آتش - یعنی اس کو اس طرح پکایا
 کہ ہڈی نکل گئی اور گوشت پکائی رہا
 زان اس مردہ مرغ کو انہوں نے اس
 طرح کھلایا جس طرح شیر اپنا شکار
 کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھرا لیا
 جیسا کہ ہم بھی پیٹ بھرتا ہے
 ۳ ہر سہ - تینوں اس مردہ مرغ کو
 کھا کر ہاتھوں کی طرح بن گئے
 آسچاں - ان میں سے ہر ایک ایسا
 پھولا کہ دنیا میں نہیں سا رہا تھا - ہا
 چنیں - لیکن اس مٹا پے کے باوجود
 کڑوں دھڑ سے نکل بھاگے کڑ -
 فریبہ ہفت اندام - سر - سینہ - پشت -
 دھڑوں ہاتھ دھڑوں پاؤں - ننگاف -
 دھڑا دھڑا ہر گ - کلاڑی دھڑ سے موت
 کا راستہ مروا ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا
 ہے - بچلا - لامکان -

نک پیاپے کار واپہا مقتقی! زیں شکاف در کہ ہست آل مخفی

قافلے پے پے آگے پیچھے جا رہے ہیں ہولے کی اس مذ سے جو پوشیدہ ہے

برادر ار جوی نیابی آل شکاف سخت تلہیدا وزو چندیں زفاف

اگر تو ہولے میں تلاش کریگا وہ مذ نہ پائے گا بالکل پوشیدہ ہے لہذا اس میں سے اس قدر رساگی ہے

اے ضیاء الحق حسام الدین عیال باز باید کرد شرح این بیال

اے ضیاء الحق حسام الدین داغ طہ پر اس بیان کی بھر شرح کرنی چاہیے

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست آشنا را رُوئے در بیگانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں ہے

شرح آل کور دھوین و آل کر تیز شنو و آل برہنہ دراز دامن

اس حد تک دیکھنے والے اندھے اور اس تیز سننے والے بہرے اور اس بے دامن والے ننگے کی شرح

مرگ خود نشید و نقل خود ندید کرے اہل را دال کہ مرگ ما شنید

اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا بہرا، امید کو سمجھ کہ اس نے ہماری موت کی خبر سنی

حرص نابینا ست بیند موبنو لالچ اندھا ہے، بال بال دیکھتا ہے

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

عیب خود یک ذرہ چشم کور او اس کی انہی آنکھ اپنا عیب نے زہر مار بھی

چوں کنارِ گود کے پُر از سفال
جیسا کہ بچی کو جو ٹھیکڑوں سے بڑی ہوئی ہے
گرستانی پارہ گریاں شود
اگر تو اس کا ٹھیکڑا لے تو وہ رونے لگے
چوں نباشد طفل را دانش دثار
چونکہ بچے کو عقل کا لباس مائل نہیں ہے
مختشم چوں عاریت را ملک دید
ملک نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا
خواب می بیند کہ اورا ہست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے
چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچے والا اس کو نیند سے اٹھاتا ہے
ہچمناں لرزنی ایں عالماں
اسی طرح کا ان ہنرمندوں کو خوف ہے
از پے ایں عاقلانِ ذو فنون
انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے
ہر گھص کسی کے ترساں ز زودی کئے
ہر گھص کسی کے چما لینے سے ڈرتا ہے
گوید سہ او کہ روزِ گارم می برد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے
گوید از کارم بر آوردند خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں
عورت ترساں کہ منم دامن کشاں
نگا ڈرتا ہے کہ میں دامن کھینچنے والا ہوں
صد ہزاراں فضل و اندازِ علوم
علم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

گو برآں لرزاں بود چوں رتب مال
جوان کے لئے ایسا لرزنا ہے جیسا کہ ملکہ
پارہ گر بازش وہی خنداں شود
اگر تو اس کو ٹھیکڑا دہا دیدے سے وہ ہنسنے لگے
گریہ و خندش ندارد اعتبار
اس کا رونا اور ہنسا اعتبار نہیں رکھتا ہے
پس برآں مالی درد غیس می طہید
اس لئے اس غلام مال پر ترہتا ہے
ترسد از دزدے کہ بر باید جوال
چھ سے ڈرتا ہے کہ تھملا اڑا لے جائے گا
پس ز ترس خویش تسخر آیدش
تو اپنے خوف سے اس کو ہنسی آتی ہے
کہ بودشالِ علم و عقل ایں جہاں
جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے
گفت ایزد دَر پے لَا یَعْلَمُونَ
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہیں جانتے
خویشتن را علم پندار دے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے
خود ندارد روزگارِ سود مند
حالانکہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے
غرق بیکاریست جانش تا بحلق
حالانکہ اس کی جان حلق تک بیکاری میں غرق ہے
چوں رہا نم دامن ز چتر گالِ شاں
ان کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاویں
جان خود را می نداند آں ظُلوم
وہ ظالم، اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

۱۔ چل۔ کنار۔ اس دنیاوی کی حالت اس بچی کی ہے جس نے پلو میں ٹھیکڑیاں فتح کر رکھی ہوں اور ان کو دولت سمجھ رہا ہوں ان ٹھیکڑیوں کے لئے سے ڈرتا ہو اور اگر کوئی ایک ٹھیکڑی لے لے تو رونے لگے اور اس کو وہاں دیدہ و نشہ لگے صاحبِ بالائی لباس۔ ۲۔ مختشم۔ دنیا دار دولت و شہمت والا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اس کے پاس عارضی ہے خواب۔ یہ دولت ایسی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں دولت کو دیکھتا ہے۔ چلن۔ جو شخص اپنے خواب کے مال پر چھوٹ سے ڈرتا رہتا ہے اور ہونے پر اس کو اپنے کو پر ہنسی آئے گی یہی حال آخرت میں دنیا دار کا ہو گا۔ ۳۔ پے۔ دنیا دار عقلمندوں کو قرآن نے بے علم کہا ہے ہر یکے پر دنیا اپنے علم کے بارے میں چھ سے ڈرتا ہے۔ ۴۔ گوید۔ دنیا دار عالم کہتا ہے کہ لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وقت اس کے لئے قطعاً غیر مفید ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آ کر مجھے بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اس کی مصروفیتیں ہیں وہ خود بیکاری کے مرادف ہیں۔ غور۔ یہ دنیا دار علم آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ رہا ہے کہ دوسرے اس کے علوم کو برباد کر رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے لاکھوں علوم کا عالم ہے لیکن اپنی روح کے بارے میں وہ ظالم جانتا ہے۔

در بیان جوہر خود چوں خرے
اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے
خود ندانی تو بکجوزی یا تجوز
تو خود نہیں جانتا کہ تو بکجوزی ہے یا بھویا
توروا یا نا روائی میں تو نیک
تو غور کر ' تو خود جائز ہے ' یا ناجائز
قیمت خود را ندانی احمقیت
تو اپنی قیمت نہیں جانتا ' یہ حماقت ہے
نگری سعدی تو یا ناشستہ
تو یہ غور نہیں کرتے کہ تو سعد ہے یا میلا
کہ بدانی من کیئم در یوم دیں
کہ تو جان لے کر قیامت کے دن میں لگن ہوں
کہ بہ بخشد جملہ را جان ابد
کہ وہ سب کو بادی جان عطا کر دے
بگر اندر اصل خود گوہست نیک
اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے
کہ بدانی اصل خود اے مردمہ
اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

واندر او خاصیت ہر جوہرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے
کہ ہی دائم سجوز ولا سجوز
کہ میں بکجوز ' اور لا بکجوز کو جانتا ہوں
ایں روا آں ناروا دانی ولیک
تو یہ جانتا ہے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست
تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے
سعد ہا ۲ و نحسہا دانستہ
تو سعادتوں اور نحستوں کو جانتا ہے
جان جملہ علمہا نیست و ایں
تمام علوم کی جان حاصل یہی ہے
جان جملہ علمہا نیست خود
خود تمام علوم کی جان یہ ہے
آں اصول ۳ دیں بداستی تو لیک
تو نے دین کے اصول جان لے لیکن
از اصولیت اصول خویش بہ
تیرے اصول ہونے سے اپنے اصل بہتر ہیں

لہذا۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت
کو سمجھتا ہے اپنے جوہر روح کے
بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا
ہے کہ ہی۔ دنیا دار عالم اس کا کوئی
کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں
جائز ہوں ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔
یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی
ہے یا نادان بھویا بکجوزی۔ یعنی جائز
و ناجائز کا کوئی دینے کے قائل۔
عجز۔ بڑی حماقت جو عموماً ظالم سے
واقف ہوتی ہے اس۔ یعنی فقیہانہ
تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ
بات ناجائز ہے لیکن اس کا پنا کچھ پتہ
نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔
قیمت۔ دھروں کے احوال سے
واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل
ہونا حماقت ہے۔

۲ سعد ہا۔ دنیا دار عالم نجوم
ستاروں اور چیزوں کی محنت اور
سعادت سے واقف رکھتا ہے لیکن
اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ
خود نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔
جان جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے
کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم
حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس
کا کیا حال ہوتا ہے۔

۳ اصول دین۔ دین کے اصول
تو جانتا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ
یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے
میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا نہیں۔
از اصولیت۔ اصول فقہ کے جاننے
سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل
یعنی روح کو پہچانے۔ خرمی۔ خوشحال۔
بہت۔ یعنی بادی زندگی۔ صابر۔
جائداد۔ راز۔ چراگاہ۔ فراغ۔ یعنی
فراغ البال۔

صفت خرمی شہر سبا و ناشکری ایشان

سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

می رمیدندے ز اسباب بقا
وہ بقا کے اسباب سے بھانگتے تھے
از چپ و از راست از بہر فراغ
دائیں اور بائیں سے فراغت کے لئے

اصل شاں بد بود آں اہل سبا
ان اہل سبا کی اصل بد ہی تھی
داو شاں چنداں ضیاع و باغ و راغ
انکو اللہ نے اس قدر جائیداد اور باغ اور چراگاہ دی



بسکہ می افتاد از پُری آمد
کثرت کی دھس پھل بہت کرتے تھے
آں نثارِ میوہ رہ را می گرفت
پھلوں کی بکھیر راتہ رات دیتی تھی
سَلَمَہ بر سر در دختستانِ شاں
ان کے باغوں میں سر پر کی نوکری
باد آں میوہ فشاندهے بے کسے
بغیر کسی شخص کے ' ہوا پھل جھاتی
خوشہ ہائے زفت تا زیر آمد
سوسائٹ خوشے نیچے کو لگے ہوئے
مردِ کلخن تاب از پُری زر
بجی جلانے والا سونے کی کثرت سے
سنگ کلچر ۲ کوفتے در زیر پا
کسے پاؤں کے نیچے قلعے روندتے
گشتہ ایمین وہ از دُز دو گرگ
شہر اور گاؤں چور اور بھیڑیے سے محفوظ ہو گئے ہے
جامہ ایشاں اگر چرکیں شدے
اگر ان کے کپڑے میلے ہو جاتے
در تنور انداختندے جامہ را
وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے
گر بگویم شرحِ نعمتہائے قوم
اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح رکھوں
مانع آید از سفہائے مہم
تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی
چوں زحد بُردند ناشکری چٹاں
جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری سے زیادہ کی

تنگ می شد معمرہ بر رہگذار
چلے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے
از پُری میوہ رہر و در شگفت
پھلوں کی کثرت سے مسافر تعب میں تھے
پُرشدهے ناخواست از میوہ فشان
بغیر خواہش کے پھلوں کے جھرنے سے بھر جاتی
پُرشدهے زال میوہ دا منہا لے
ان پھلوں سے بہت سے دان بھر جاتے
بر سر و روئے رونہ می زدہ
چلنے والے کے سر اور منہ کو گتے
بستہ بودے بر میاں زریں کمر
کمر پر زریں مٹی باندھے رہتا ہے
تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا
غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیڑیوں کو بدبھنی ہو جاتی
بُزوتر سیدے ہم از گرگ سترک ۲
سوتے بھیڑیے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی
آتش سوزندہ شاں صابون بُدے
جلانے والی آگ ان کا صابون ہوتا
بعد یک ساعت شدے خوش باصفا
تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا
کہ زیادت می شد آں یوفا قیوم
جو روز یہ روز بڑھ رہی تھیں
انبیاء بُردند لہر فاسقِ قیوم
انبیاء فاسق کا حکم لے کر گئے
غیرت حق کارگر خُند در زماں
اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کام میں لگ گئی

۱۔ پُری۔ کثرت۔ ٹنڈ۔ شمرہ کی
جمع۔ پھل۔ ممبر۔ گزگاہ۔ راستہ۔
راگنڈ۔ مسافر۔ نثار۔ بکھیر۔
شگفت۔ تعب۔ سَلَمَہ۔ نوکری۔
ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بکسے۔ یعنی
بغیر جھاننے والے کے کھن
تاب۔ حامی۔ کمر۔ مٹی
۲۔ کلچر۔ قلعہ۔ تخمہ۔ بدبھنی
گشتہ۔ مال و خوراک کی کثرت کی وجہ
سے چور اور بھیڑیوں کی ضرورت نہ ہوتی تھی
نہ بھیڑیے کو کسی کے پھانسنے کی
۳۔ سترک۔ موٹا۔ چمکین۔
میلان۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے
دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔
انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو
راستہ دی کا حکم دیں۔

آمدن پیغمبروں بہ نصیحت اہل سب اہل سب کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سیر وہ پیغمبر آنجا آمد
تیرا پیغمبر وہاں آئے
کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو
کہ خوردا نعت بہت ہو گئی شکر کر
شکر معمم واجب آمد در خورد
عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے
ہیں کرم بیدید و ایں خود کس کند
ہاں کرم دیکھو، اور یہ خون کون کرتا ہے؟
سر ۲ بہ بخشند شکر خواہد سجدہ
سر رعایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے
شکر نعمت نعمت افزوں تر کند
نعت کا شکر، نعت کو زیادہ بڑھاتا ہے
قوم گفتہ شکر مارا برد غول
قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا
ما پچناں یژ مردہ کشتم از عطا
ہم بخشش سے ایسے پرمردہ ہو گئے ہیں
مانی خواہیم نعمتہا و باغ
ہم نعمتیں، اور باغ نہیں چاہتے
نعمتے ۳ چہ سیر شد جاں ما ازین
نعت کیا چہ ہے اس سے ہماری طبیعت بھر گئی
انبیاء گفتند در دل علتے ست
انبیاء نے فرمایا دل میں پہلوی ہے
نعمت ازوے جملگی علتے شود
اس کی وجہ سے سب نعمتیں پہلوی بن جاتی ہیں

۱. آخر کو۔ یعنی تم شکر کے گھوڑے
کے بیدار کر کے چلاؤ۔ درخورد عطا
بھی انعام دینے والے کا شکر یہ
ضروری ہے۔ ہاں۔ اللہ کا یہ بھی کرم
ہے کہ اس قدر نعمتوں پر جس ایک شکر
کا طلب ہے۔

۲. سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو
اس کا شکر یہ ہے کہ اس سر سے اس کو
سجدہ کیا جائے۔ یا۔ اللہ نے پاؤں
بخشنے ہیں تو ان کا شکر یہ ہے کہ اس
کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا
جائے۔ صد ہزاراں۔ مصائب
نعمتوں سے بدل جائے گے غول۔
بھوت، شیطان۔ ماشدہ۔ اہل سب
نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے متکدل
ہیں اور ہمارے لئے اب نہ طاعت
میں لذت دی نہ گناہ میں۔

۳. نعمتے۔ یعنی جب نعمت
ہمارے لئے باعث رخصت ہو تو ہم
شکر کس چیز کا کریں۔ انبیاء۔ انبیاء
نے اہل سب سے کہا تمہارے دل میں
مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق
شناسی کو تباہ کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو
رخصت سمجھتے گئے ہو بیدار کو اگر صبح غذا
بھی دی جاتی ہے تو وہ پہلوی میں
انسانہ نہ رہتی ہے۔

گمراہوں کے سب رہبر بنے
مرکب شکر اور بخشید خر گو
اگر شکر کی ساری سو گئی ہے اس کو چلاؤ
ورنہ بکشاید در چشم ابد
ورنہ اپنی تاریاں کا مادہ کل جائے گا
کو چہنیں نعمت بشکرے بس کند
کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے
پا بخشند شکر خواہد قعدہ
پاؤں بخشا ہے بخشنے کا شکر چاہتا ہے
صد ہزاراں کل ز خدایے سر کند
لاکھوں پھول کانٹے سے سر اٹھاتے ہیں
ما شدیم از شکر و از نعمت ملول
ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں
کہ نہ طاعت مال خوش آیدے خطا
کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے نہ گناہ
مانی خواہیم اسباب و فراغ
ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے
شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں
کاہے کا شکر کریں، ہاں بتاؤ
کہ از اں در حق شناسی آفتے ست
کہ اس کی وجہ سے حق کے پچانے میں نقصان ہے
طمعہ در بیمار کے قوت شود
کھانا بیدار میں قوت کب پیدا کرتا ہے

چند خوش پیش تو آمد اے مصر
اے صدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں
تو عدو! ایں خوشیاں آمدی
تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا
ہر کہ او شد آشنا و یار تو
جو تیرا واقف اور یار بنا
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو
انہم از تاثیر آں بیماری ست
یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے
دفع آں علت بپایہ کرد زود
اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے
ہر خوشی کا کاید بتونا خوش شود
جو اچھی چیز تیرے پاس آئی ہے بری ہو جاتی ہے
کیماے مرگ دھک ست آل صفت
یہ صفت موت اور بے چینی کی کیما ہے
بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے
بس عزیزے کہ بنار اشکار شد
بہت سے پیلے ہیں جو لاڈ پیار میں شکار ہوئے
آشنائی سے عقل با عقل از صفا
عقل کی عقل سے شہنائی خلوص سے
آشنائی نفس باہر نفس پست
نفس کی ذلیل نفس سے شہنائی
زانکہ نفسش گرد علت می تند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کاتا ہے

جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
سب باتیں اور ان میں سے صاف کدہ ہو گئیں
گشت ناخوش ہر چہ بروے کفزدی
جس چیز پر تو نے ہاتھ دھرا وہ ناکدر ہو گئی
شد حقیر و خار در دیدار تو
تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا
پیش تو اوبس مہ است و محترم
وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے
زیر او در جملہ خلقاں ساری ست
اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے
شکر با آں ہم حدت خولہ نمود
کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندی نظر آتی ہے
آب حیواں گر رسد آتش شود
اگر آب حیات آتا ہے، آگ بن جاتا ہے
مرگ گردد زال حیات عاقبت
بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے
چوں بیامد در تن تو گندہ شد
وہ جب تیرے جسم میں آئی ہیں گندی ہو جاتی ہیں
چوں شکارت شد بر تو خوار شد
جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے
چوں شود ہر دم فزون باشد و لا
جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دقت بڑھتی ہے
تو یقین می دال کہ ہر دم کمریست
تو یقین کر کہ ہر دم کھنسی ہے
معرفت را زود فاسد میکند
جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

۱۔ ٹوٹو دھائی لئے قسم نعمتوں کے
دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ اسی بیماری کا
پیار ہے کہ جتنہاں خیر خواہ ہیں وہ
جتنہاں نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں
اور جو بیگانے ہیں وہ جتنہاں پیلے
ہیں نہ ہر لوہاں بیماری میں پوری قوم
جلا ہے شکر با آں اسی بیماری کا اثر
ہے کہ شکر کو گندی چیز سمجھتے ہو۔
۲۔ ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر
اچھی چیز بری بن جاتی ہے، آب
حیات زہر کا کاس کرتا ہے کیما۔ یہ
مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس
سے آخرت کی زندگی موت میں
تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اس بیماری
کی وجہ سے جتنہاں یہ حالت ہے کہ جو
عقل جس بیماری محبت اور پیادگی وجہ سے
تہہاں شکار اور گرویدہ ہے اس کا ذلیل
سمجھتے ہو۔
۳۔ آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد
پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا
ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی
ہے زانکہ نفسانی دوستی غرض کی وجہ
سے ہوتی ہے۔

دوستی با عاقل و با عقل گیر
عقلند اور عقل سے دوستی کر
ہر چہ گیری تو مرض را سلتی
تو جو بھی لے گا، مرض کا اکہ کار ہے
ور بیگیری مہر دل جنگے شود
اگر تو دل کی محبت اختیار کرے گا وہ دشمنی ہو جائیگی
بعد درکت گشت بے ذوق و کشیف
تیرے پالنے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائے گا
چیز دیگر بجز ایں اے عہد
اے یاد! اس کے علاوہ کچھ کہہ
باز فرد ازاں شوی سیر و نفیر
پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور تنفر ہو گا
ہر حدیث کہنہ پشت نو شود
ہر پہلی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی
بہگفاند کہنہ صد خوشہ زگو
پہلی بات گڑھے میں سے سیکڑوں خوشے نکالے گی
بحر قلم دید مارا فانیقل
ہمیں بحر قلم نے دیکھا تو وہ بھٹ گیا
کہ بدل از راہ نبضے بنگرند
جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں
کز فراست ما بعالی منظریم
کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں
جان حیوان بدیشاں استوار
حیوانی روح ان سے ٹھیک ہوتی ہے
ملہم ما پر تو نور جلال
اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر الہام کرنے والا ہے

گر نخواہی دوست را فردا نفیر
اگر تو کل قیامت کو کسی دوست کا کٹاں نہ کرے گا
از سموم نفس چوں با علتی
چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بید ہے
گر بیگیری گوہرے سنگے شود
اگر تو موتی لے گا، وہ پتھر ہو جائے گا
ور بیگیری نگہ پیکر لطیف
اگر تو نیا پاک نگہ حاصل کریں گا
کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد
کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پرانا ہو گیا ہے
چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر
فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ اور نئی بات کہہ ہوئی ہو
دفع علت گن چو علت خود
کیونکہ بیماری عادت بن جاتی ہے بیماری کو دفع کر
تا کہ از کہنہ بر آرد برگ نو
حتی کہ پہلی بات نئے پتے نکالے گی
ما طبیبانیم و شاگردان حق
ہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور طبیب ہیں
آں طبیبان طبیعت دیگرند
جسمانی طبیب دوسرے ہیں
ما بدل سے بے واسطہ خوش بنگریم
ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں
آں طبیبان غذایند و شمار
وہ غذاؤں اور پھلوں کے طبیب ہیں
ما طبیبان فعالیم و مقال
ہم قوتوں اور فضلوں کے طبیب ہیں

اگر نخواہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کلفت نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقیدہ سے دوستی کرو اور سموم انسان جب نفسانی مرض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اس کی بیماری میں اضافہ کریگا۔ دوسری۔ نفسانی مریض کا طبی ذوق فنا ہو جاتا ہے عہد قسم کے طبی نکتے بھی اس کو برے لگتے ہیں۔ چیز گہرا اگر اور کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائے گا تو کل کو اس سے بھی کلفت ہو جائے گی۔ دفع اگر عقلی بیماری کا علاج ہو جائے تو پہلی باتوں میں نئے نئے نظر آئیں گے جو غور قلوب۔ حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ طبیبان۔ یعنی انسانی مزاج کے طبیب۔ نبض و کھڑکی کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔ ۳ مابدل۔ مانیہ اور اولیاء و ملا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔ جان حیوانی۔ جسمانی اطباء کا کمزور حیوانی کو ٹھیک کرتا ہے۔ ما طبیبان۔ یہ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول مہلک ہے اور کونسا نافع ہے۔ ہمہ۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

کا پچھیں فعلے خُرا نافع بُود
کہ ایسا فعل تیرے لئے نافع ہو گا
آپنچیں ! تو لے خُرا پیش آورد
آپنچیں ! تو لے ترا نیش آورد
لہی با آتھے آگے بڑھائے گی
لہی لہی بات تیرے ڈنک مڑے گی
آپنچان و آپنچیں از نیک و بد
پیش تو بنہیم و بنماسیم جد
ایسا اور دیا ' اچھا اور برا
ہم تیرے سامنے دکھایے ہیں اچھی طرح دکھادیے ہیں

گر تو خواہی ایں گزریں در خواہی آں
زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیال
اگر تو چاہے اس کو اختیار کر تو چاہے اس کو
زہر اور شکر ' پھر اور جوہر واضح ہو گیا
واں طیبیاں را بُود بوئے دلیل
وین دلیل مایود و جی جلیل
ان طیبیوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے
وین دلیل مایود و جی جلیل
دست مزدے می خواہیم از کسے
دست مزدے ما رسد از حق کسے
ہم کسی سے مزدی نہیں چاہتے ہیں
ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہت مزدی ملتی ہے
ہیں صلا بیماری نا سورا
داروئے مایک بیگ رنجور را
اگلا تاسہ کی بیماری کے لئے پکار ہے
ہماری دوا ' ہر ہر پیکر کے لئے ہے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے ان پر سلام ہو معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی
قوم نے کہا ' اے گروہ مدعی
چول شامہ ہمیں خواب و خورد
چول شامہ ہمیں خواب و خورد
جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہے
چول شامہ دام ایں آب و گلید
چول شامہ دام ایں آب و گلید
جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جاں میں ہو
حُب جاہ و سروری دارو بران
حُب جاہ و سروری کی محبت اس پر آمادہ کرتی ہے
مانخواہیم ایں چنین لاف و دروغ
مانخواہیم ایں چنین لاف و دروغ
ہم اس طرح کی مٹنی اور جھوٹ نہیں چاہتے

۱. آپنچیں۔ یعنی انسان کو کوئے
افعال و اقوال اللہ سے قریب کرتے
ہیں اور کوئے راستے روکتے ہیں۔
آپنچان۔ انسانوں کے لئے نیکی
اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان
کرتے ہیں۔ گرتو خواہی۔ اس کے
بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا
راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں
طیبیاں۔ جسمانی طیبی و عقی دلائل
سے کام لیتے ہیں ہم دلی الہی سے
دہری حاصل کرتے ہیں۔

۲. دست مزدے تمام دنیا میں
کہتے ہیں لا افسالکم علیہ انخروا
انخروا الا علی اللہ۔ یعنی ہم تم سے
اس کام کی مزدی نہیں مانگتے ہیں
ہماری مزدی اللہ کے ذمہ ہے
تاسور۔ یعنی شوہر گزرا مرش۔ کو کولہ
ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے
دعوے پر گواہ لاؤ۔ چلن۔ شک کھانے
انبیاء پر ہمیشہ اسی قسم کا اعتراض کیا
ہے۔ عا لہذا الرسول باکل الطعم
وہمشی نے الاموال یعنی یہ کسے
انبیاء ہیں کہ ہزاروں میں چلتے
پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

۳. چول شامہ۔ یعنی کھانے اور
سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گل سے
بے ہوئے ہو تو تم دھروں کی کیا
اصلاح کر سکتے ہو۔ حُب جاہ۔ کھانا
نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق
پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ افتاد۔ دن
بدورغ۔ یعنی کھانا پیازوں حاصل کرنا۔

کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے
کروں اندر گوش و افتادین بدوغ
سنا ' اور چھاج میں گنا

مایہ گوری حجابِ رویت ست
اندھے پن کا سر پہ دید کا پہ ہے
می نہ بینید اس گہر در دستِ ما
ہارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟
ماش گروا نیم گردِ چشمہا
ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھا رہے ہیں
کوئی بیند گہر، حبسِ عماست
کہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے
کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز
دن نکل آیا، اٹھا جا مخالفت نہ کر
گویدت اے کو راز حق دیدہ خواہ
تجھ سے کہے گا سنا ہے اللہ تعالیٰ سے لکھا لک
عینِ جستن کوریش باشد بلاغ
یہ دھوٹا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے
کہ صباح ست و تو اندر پردہ
کہ صبح ہو گئی ہے اور تو پردے میں ہے
خامش و در انتظارِ فضل باش
چپ رہ اور اللہ کے فضل کا انتظار کر
زینِ شقاوت روئے دل بر تابدت
اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے
آئینہ پنہاں شد از تو در نمد
آئینہ تجھ سے نمد میں چھپ گیا ہے
خویش رسوا کردن ست اے شد خو
اے بد مزاج اپنے آپ کو رسوا کرتا ہے
وینِ نشاںِ حستن نشانِ علت است
اور یہ دلیل طلب کرنا پہلی کی علامت ہے

انبیاء گفتند کایں زال علت ست
انبیاء نے کہا یہ باتیں اسی پہلی کی وجہ سے ہیں
دعویٰ مارا شغیدید و شما
تم نے ہماری دعویٰ سن لیا اور تم
امتحان سب اس گہر مر خلق را
یہ جو ہر لوگوں کی آزمائش ہے
ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست
جو یہ کہے کہ گوا کہیں ہے اس کی بات خود گوا ہے
آفتابے در رخن آید نہ خیز
سورج کے اٹھنے کا
تو بگوئی آفتابا کو گواہ
تو کہے، اے آفتاب گواہ کہیں ہے؟
روز ۲ روشن ہر کہ او جوید چراغ
جو شخص روشن دن میں چراغ دھوٹے
در نمی بینی گمانے بردہ
اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے محض ایک گمان کیا ہے
کوئی خود را مکن زین گفت فاش
اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر
فصل بے علت مگر دریا بدت
شاید بے غرض فضل تجھے حاصل ہو جائے
ورنہ ۳ ماندی در چنین کوری ابد
ہند تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہے گا
در میان روز گفتن روز کو
دن میں کہنا کہ دن بہ کہیں ہے؟
صبر و خاموشی جذوبِ رحمت
مہر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

۱۔ انبیاء انبیاء نے کافروں سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا اندھا پن ہے۔ دعویٰ یعنی نبوت کا دعویٰ سب اس گہر مر خلق یعنی نبوت و رسالت۔ ماش گروا نیم گرد یعنی اپنی نبوت سب کو دیکھا رہے ہیں۔ ہر کہ گوید جو شخص ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے اگر آفتاب کسی سے کہے کہ میں موجود ہوں اور دھڑکے کہ اپنے وجود پر گواہ لادو یہ اس اپنے والے کے اندھے ہونے کی دلیل ہے۔ آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے۔

۲۔ روز۔ جو شخص دن میں چراغ تلاش کرے وہی نبی۔ یعنی اگر کسی کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس قدر کہے کہ یہ گمان کر لے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود پردے میں ہوں اس لئے مجھے نظر نہیں آتا ہے۔ فصل بے علت۔ یعنی فضل خداوندی۔ زین شقاوت۔ یعنی آفتاب رسالت کا نظریہ آتا۔

۳۔ ورنہ اگر علی الاطلاق مخالفت کرے گا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں مبتلا ہو جائے گا اور اس کو آئینہ رسالت میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ در میان۔ اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن کہیں کہیں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو ظاہر کر کے رسوا ہو کر رہا ہے۔ جذوب۔ کھینچنے والا۔ نشاں۔ جھنڈا۔ یعنی بجز مطلب نہ کرنا۔

اَنْصِتُوْا بِیْدِیْرِیْ تَابِرْ جَانِ تُو
 اَنْصِتُوْ کو قبول کر لے تاکہ تیری جان پر
 گر خواہی نکس پیش ایں طیب
 اگر تیری کی پلٹ نکس چاہتا ہوں طیب کے سامنے
 گفت افزوں را تو بفروش و بخر
 زیادہ گفتگو کر بیچ ڈال ' اور خرید لے
 تا ثنائے تو بگوید فصلِ ہو
 تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تیری لکھی تریف کرے
 چوں طیبیاں را نگہدارید دل
 جب تم طیبیوں کے دل کی نگہداشت کرو گے
 دفع ۱۲ ایں کو ری بدستِ خلق نیست
 اس اندھے پن کو نہ کہ مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے
 ایں طیبیاں را بجال بندہ شوید
 ان طیبیوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزائے اَنْصِتُوْ
 محبوب کی طرف سے قصوٰ کا بدلہ آئے
 بر زمیں زن زود سر راے لبیب
 اے ذہین سر کو جلد زمین پر رکھ دے
 بذل جان و بذل جاہ و بذل زر
 جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
 کہ حسد آرد فلک بر جاہ تو
 کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے
 خود بہ بینید و شوید از خود نجلی
 خود دیکھ لو گے ' اور خود شرمندہ ہو گے
 لیک اکرام طیبیاں از ہدایت
 لیکن طیبیوں کی عزت کے واسطے ہدایت میں سے ہے
 تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
 تاکہ مشک اور عنبر سے پر ہو جاؤ

مہتمم و اشتہار قوم انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند ہم زرق ست و مکر
 قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے
 ہر رسول شاہ باید جنس او
 بادشاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے
 مغر خر خوردیم تا ما چوں شما
 ہم نے گدھے کا بھیجا کھلایا ہے کہ ہم تم جیسے
 کو ہما گو پشہ کو گل گو خدا
 کہیں ہا کہیں چمچ کہیں مٹی کہیں اللہ
 ایں چه نسبت ایں چه پیوندی بود
 یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے

کے خدا نائب کند از زید و بکر
 خدا زید ' اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟
 آب و گل گو خالق افلاک گو
 پانی اور مٹی کہیں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا کہیں؟
 پشہ را داریم ہمارا ہما
 چمچروں کو ہا کا ہمارا سمجھیں
 ز افتاب چرخ چه بود ذرہ را
 ذرہ کو آسمان کے صحن سے کیا واسطہ
 تا کہ در عقل و دماغ در رود
 تاکہ جو عقل اور دماغ میں آ سکے

۱۔ انصوت قرآن پاک میں ہے
 وَ اِنْ اَقْرَبْ اِلَیَّ الشُّرَکَآءُ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّکَ
 قصوٰ لکم موعود یعنی جب
 قرآن پڑھا جائے تو کم کان لگاؤ اور
 خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا
 جائے اگر خواہی نکس ' یعنی اگر تو
 مرض کے پلٹنے کا خواہش مند نہیں
 ہے طیب یعنی رسول گفت
 انہما اور رسولوں کے سامنے زیانہ
 گفتگو مناسب نہیں جان کے لئے
 ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے تاکہ
 ثنائے انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ
 لکھی تریف فرمائے گا کہ اس کا دل
 بر حسد آئے گا۔ چوں۔ جب ان اطہاء
 کی ہدایت کی جائے گی تو انسان پر خود
 اپنی حقیقت مل جائے گی۔
 ۲۔ دفع بدستِ خلق نہانے کے
 مرض کا دفع اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
 ہے اور ان لوگوں کی توقع کہ اس مرض
 کے دفع کا سبب ہے قوم یعنی اہل
 سہ کے خد بھلا انسان کو اللہ تعالیٰ
 اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے ہر رسول
 شاہ اور اس کے قاصد کا ہم جنس ہونا
 ضروری ہے انسان جو آب و گل سے
 بنا ہے اس کو اللہ سے کیا مناسبت
 ہے۔
 ۳۔ مغر خر۔ گدھے کا مغر کھانے
 سے انسان کو حائل جاتا ہے۔ پشہ
 یعنی انسان۔ ہما۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو
 ہما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا
 نسبت ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت
 ایں چه نسبت ایں انسان کا اللہ تعالیٰ سے
 ہرگز ہونا عقل میں نہیں آ سکتا۔

تا کجا! ایں گفت بیہودہ کجا

یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟

خود کجا کو آسمان کو رسیماں

یہ خود کہاں ہے کہاں آسمان کہاں کجا دھاگا؟

عالمبا ما عقل داریم ایں قدر

عالمبا ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں

حکمت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش

ان خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہتی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا

فرستاد کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کہ ازیں

کہ تو جا کر کہہ کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں کہ تو پانی کے

چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب گلیلہ و دمنہ آمدہ

اس چشمے سے پرہیز کر جیسا کہ کلیہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

ایں بدال ملکہ کہ خرگوشے بگفت

یہ تو ایسا ہے کہ ایک خرگوش نے کہا

کز مرہ پیلایاں از ایں چشمہ زلال

کیونکہ ہاتھوں کے جھنڈے سے اس صاف چشمہ پر

جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور

سب محروم تھے اور ذر کی جیس چشمے سے دور تھے

از سرگہ بانگ زد خرگوش زال

ایک بڑے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی

شاہ پیلایاں من رسولم پیش پایست

اے ہاتھوں کے بانگ دھانسانے والا ہو جائیں قاصدوں

ماہ میگوید کہ اے پیلایاں روید

چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھو! بھاگ جاؤ

ورنہ من تاں کوہ گردانم ستم

ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ظلم

دمنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ظلم

۱۔ تا کجا! کل سالہ انبیاء سے یہ

کہاں رہا۔ چنپا کا کچا دھاگا۔

عالمبا ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ

گندے اور گاہریں فرق کر لیں۔

گندے عربی میں اس کو کرکٹ کہتے

ہیں ایک بدلوں والی ہے جو کھائی جاتی

ہے حکایت سالہاں سے یہ قصہ نقل

کیا کہ تھوڑی تو دسی مثل ہے جیسا

خرگوش چاند کا رسول بنا قلم من

رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا

قاصد ہوں پیغامبر ہوں اور چاند کا ہر روز

ساتھی ہوں۔

۲۔ کہ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند

کا رسول اس لئے بنا تھا کہ تمام جانور

چشمے پر ہاتھوں کے آنے سے تنگ

تھے اور سب نے مل کر ایک سازش

کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ

دیں۔ غلہ۔ جنگل کے سب جانور

ہاتھوں کے ذر سے اس چشمہ کے

پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے

میں تو کمزور تھے اس لئے انہوں نے

یہ تدبیر سوچی تھی۔ زل۔ بوسیدہ۔

غرض یہی حالت کا چاند

۳۔ شہد ہاتھوں کے بادشاہ

کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ شہر سے دور

پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ

میگوید میں چاند کی طرف سے

پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ

پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر

نہ آیا کرو ورنہ کہنا نہ مانو گے تو اندھا بنا

دوں گا۔ ستم کہتم۔ یعنی میں نے

تمہارا ظلم کو بتا دیا ہے اور اپنا فرض ادا

کر دیا ہے

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
یہ چشمہ چھوڑ دو، اور چلے جاؤ
نک انشاں آنست کاندہ چشمہ ماہ
دیکھو علامت یہ ہے کہ چاند پانی میں
کہ بیار اربع عشر اے شاہ پیل
اے ہاتھوں کے باشاہ! چھوڑیں کو آ
آں فلاں شب حاضر آے شاہ پیل
اے ہاتھوں کے شاہ! فلاں رات کو آجا
چوں دو ہفتہ از مہ نو بگذید
جب نئے چاند پر وہ ہفتے گزر گئے
چونکہ زخ طوم پیل آں شب در آب
اں رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سٹھ ڈالی
پیل ۲ باور کرد ازوے آں خطاب
ہاتھی نے اں کی بات کا یقین کر لیا
ترس ترساں باز گشتند آں رمہ
وہ جھٹ خوف کھا کر واپس ہو گیا
مانہ زان پیلان گوئیم اے گروہ
اے گروہ ہم ان بیوقوف ہاتھوں میں سے نہیں ہیں

تاز زخم تیغ من لیکن شوید
تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ
مضطرب گردو ز پیل آب خواہ
پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان رہتا ہے
تا درون چشمہ پانی زیں دلیل
تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل مائل کر لے
تا درون چشمہ پانی آں دلیل
تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے
شاہ پیل آمد چشمہ می خرید
ہاتھوں کا باشاہ آیا چشمے سے پانی پینے لگا
مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
پانی ہلا ہلا اور چاند ہلے لگا
چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
جب پانی میں چاند ہلا
بعد ازاں نامدیکے زیشاں ہمہ
اں کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا
کا اضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
کہ چاند کا ہلنا ہم پر دیدہ قائم کرے

۱۔ ایک نعلین خروٹش نے کہا
میرے سچا ہونے کی علامت یہ ہے
کہ جب گئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ
چاند پریشانی میں ہلے لگتا ہے کہ
پیل آب گر یقین نہیں ہے تو چھوڑیں
شب کو آنا اور میرے اس دعوے کی
دلیل آنکھوں سے دیکھ لیٹک چیں وہ
ہفتہ جب چاند کے نکلنے پر وہ ہفتے
گزنے کو کہوئے تو ہاتھوں کا باشاہ
چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خروٹش ہاتھی کی
سٹھ۔

۲۔ پیل۔ جب پانی میں چاند کا
عکس ہلا تو ہاتھی کو خروٹش کی بات کا
یقین آ گیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر
جب ہاتھوں کا باشاہ ہما کا تو سارے
ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی
چشمہ پر نہ آیا۔ مانڈل۔ یہ قصہ بنا کر
مال سامنے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں
ہیں کہ ہاتھوں کی طرح تمہاری
باتوں میں آجائیں۔

۳۔ انبیاء مان کی اس تقریر پر انبیاء
نے ان سے کہا کہ ہماری نصیحت سے
تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو
گئیں۔ اور وہاں نے زہر کا کام کیا۔
ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی
ہوتا ہے تو نور ہدایت اس کے لئے
حزب اندھیرے کا سبب بن جاتا
ہے۔

جواب گفتن انبیاء طعن ایشاں را و مثل آوردن ایشاں شکوں
انبیاء کا ان کے اعتراض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

سخت تر کرد اے سفیہاں بندتاں
اے بیوقوف! تمہاری بڑی کو اور سخت کر دیا
گشت زہر جاں قہر آہنجاں تاں
جان کا زہر، تمہارا قاتل قہر بن گیا
چوں خدا بگماشت پردہ چشم را
جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

انبیاء سچ گفتند آوہ پند ماں
انبیاء نے فرمایا انہوں ہماری نصیحت نے
اے دریغ! کہ دوا از رنج تاں
ہائے انہوں! تمہارے مرض کی وجہ سے وہ
ظلمت افزو واپس چراغ آں چشم را
یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے

کہ ریاست مال فروزون ست از سما
ہادی سرہدی تو آسمان سے بڑی ہوئی ہے
خلصہ کشتی ز سرگیں گشتہ پُر
خصوصا اس کشتی سے جو گورے بھری ہوئی ہے
کافقائے اند و ذرہ نمود
جس میں صحن ایک ذرہ نظر آئے
دیدہ ابلیس جز طینے ندید
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
زال طرف جنید کورا خانہ بود
اسی طرف گئی جو اس کا مقام تھا
پیش بے دولت بگردو اوز ارہ
بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں
پیش بدبختے نداند عشق باخت
ایک بدبخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے
می نساو و گرہاں را راہ راست
گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے
وین مقلب قلب را سوء القضاست
اور یہ ہمارے دل کو پھرنے والی بری تقدیر ہے
لعنت و کوری شہر ظلم شد
لعنت اور اندھا پن تمہارا سابق بن گیا
چوں نشاید عقل و جاں ہمزای حق
عقل و روح کو اللہ تعالیٰ کا ہمزای بننا کیوں نامناسب ہوا
چوں نشاید زندہ ہمزای ملک
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہمزای ہونا کیوں مناسب نہ ہوا

چہا ریکی جست خواہیم از شما
ہم تم سے کیا سرہدی چاہیں گے
چہ شرف یا بدبختی بحر دُر
موتوں کا سمندر کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟
اے دریغ آں دیدہ کور و کبود
اس اندھی اور تاریک آنکھ پر انہوں ہے
کادے گو بود پیش و فرید
جیسا کہ آدم جو کہ پیش اور یکتا تھے
چشم دیوانہ بہارش دے نمود
شیطان آنکھ نے موسم بہار کو خزاں دکھایا
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں
اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
بہت سے معشوق ہیں جو غریب و بچوں کے آجائیں کیلئے
احتمال را ایں جنیں حرماں چراست
بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟
ایں غلط وہ دیدہ را حرماں ماست
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہادی محرومی ہے
چوں بہت سنگیں شمارا قبلہ شد
جب پتھر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا
چوں بشاید سنگ تاں انباز حق
تمہارے پتھر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا کیسے مناسب ہوا؟
پشہ مردہ ہما را شد شریک
مرا ہوا پتھر ہمارا کا شریک بن گیا

۱۔ چہ جس کا اللہ کے تقرب سے
وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی
بلند ہے وہ تمہاری سرہدی کا کیا
خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔
جس سمندر میں موتی بھرے ہوں
اس کو گور بھری کشتی سے کیا شرافت
حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ
آنکھ قابل انہوں ہے جس کو آفتاب
ذرہ نظر آئے۔ کادے یہ شیطانی
آنکھ ہے کہ اس نے حضرت آدم کے
پتلے کی مٹی کو دیکھا اور دن کے باطنی
اوصاف کو نہ دیکھا۔
۲۔ چشم دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی
آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا
حضرت آدم جو غمزدہ بہار تھے وہ اس کو
خزاں نظر آئے۔ خود ذلیل تھا اس کی نگاہ
ذلیل چیز پر بڑی ہے۔ بدبختوں
کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔
ناشناخت۔ نااندہوں کو دولت ملتی ہے
لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔
حرماں۔ یعنی حقوں کی محرومی کا سبب
ان کی حرماں تعبیری ہے جو اللہ تعالیٰ
کے حکم سے حرماں پر مسلط ہے
۳۔ چوں۔ انبیاء نے اہل ہما سے
کہا چونکہ تم بت پرستی میں مبتلا ہو
گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھا پن تم
پر مسلط ہوا ہے۔ چوں۔ شیلیہ۔
تمہارے اندھے ہمارے عیال
۴۔ پتھر کے بت۔ لفظ اللہ کا شریک
ہونا ہے۔ لیکن اور جان بانی کا
مرا کہ جسے ہم شریک کہتے ہیں
پتھر کے بت پرستی کا شریک ہونا۔ ہما۔
یعنی اللہ کی ملک اللہ تعالیٰ



۱۔ آں بہت۔ بت جو تم نے خود
اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا
شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک
انسان جو اللہ کا بیٹا ہوا ہے اللہ کا ہرگز
نہیں ہو سکتا۔ عاشق کو تم حاصل
اپنے ہوا اپنی مصنوعات کے عاشق
ہو۔ تم ملاں۔ سانپ کی دم سانپ
کے سر کی اطاعت کرتی ہے مثل
مشہور ہے جیسی روح دیے
فرشتے۔ گر گزر۔ جس جانب منہ
جائے گا وہی جانب اس کی دم جائے
گی۔ دیوار۔ مٹی سانپ کی دم ہرگز۔
۲۔ آنچناں۔ حکیم علی غزنوی
نے الہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی
ہیں ان کو بیان کر کے یہ بات بتاتے
ہیں کہ کلمہ کی محرومی اور ان کی عیب
عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے
اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مفسر ہیں
وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے کم
فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیعلوں میں
زیادہ باتیں بتا دیکر اس نے ہر
کام مناسب سے کیا ہے۔ عضوب۔
اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء
اور بدنوں میں حاصل تناسب دکھا ہے
ہر بدن میں اس کے حساب اوصاف
پیدا فرمائے ہیں۔
۳۔ حنف۔ ہر جان کے اوصاف
اس کے مناسب پیدا فرماتے ہیں
جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کے
لئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی
صفت اس کے مناسب بھی۔ شد
مناسب۔ قلم تقدیر نے جو حروف
لکھے وہی اس شخص کے مناسب
تھے۔ دیدہ دل۔ انسان کا دل اور آکھ
قدرت کی دو آکھوں کے تقدیر میں
ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے ان کا
رخ موڑ دیتی ہے۔ آج۔ جن
آکھوں کے درمیان میں قلم دل ہے وہ
ایک قہر کی آگنی ہے دوسری قہر کی آگنی
ہے۔ بیان۔ بنانا کلمہ سرراشت

پشہ زندہ ترا شیدہ شامست
زندہ مجھ خدا کا بیٹا ہوا ہے
دُم ماراں را سر مارست کیش
سانپوں کی دم کا مذہب سانپ کا سر ہے
نے دراں سر راحت دلذتے
نہ اس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے
لاؤق اندو در خوردن آں ہر دو یار
وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں
در الہی نامہ گر خوش بشنوی
"الہی نامہ" میں اگر تو اچھی طرح سے
در خود آمد خص خربا گوش خر
گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے
شد مناسب و صنفیابا جانہا
اوصاف جانوں کے مناسب ہیں
بیگماں باجاں کہ حق بترا شدش
یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے
پس مناسب دانش ہچوں چشم و زرو
تو اس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ
شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
جو حروف اللہ تعالیٰ نے لکھے وہ مناسب ہیں
چول قلم در دست کاتب اے حسین
اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم
کلک دل با قبض و بسطے زیں بنان
ان سرراشت سے دل کا قلم لکھی اور کشاوی میں ہے

آں اہت مردہ ترا شیدہ شامست
وہ مردہ بت تمہارا گمرا ہوا ہے
عاشق خویشد و صنعت کرد خویش
وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں
نے دراں دُم دولتے و نعمتے
نہ اس دم میں کوئی دولت اور نعمت ہے
گر در سرگرداں بود آں دُم مار
وہ سانپ کی دم کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے
آنچناں ۲ گوید حکیم غزنوی
غزنوی ملتا ایسا ہی فرماتے ہیں
کم فضولی کن تو در حکم قدر
تقدیر کے فیصلے میں تو بیکس نہ کر
شد مناسب عضوبها وابد انہا
اعضاء اور بدن مناسب سے بنے ہیں
وصف ۳ ہر جانے مناسب باشدش
ہر روح کی صفت اس کے مناسب ہوتی ہے
چول صفت باجاں قرین کر دست او
جبکہ اس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے
شد مناسب و صنفیابا خوب و زشت
اچھائی اور برائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوئی ہیں
دیدہ و دل ہست بین الاصبغین
آنکھ اور دل دو آکھوں کے درمیان ہیں
صبح لطف ست و قہرے در میان
مہر اور قہر کی آگنی ہے درمیان میں



اے قلم بگر گرا جلاستی
اے قلم! اگر تو خدای ہے تو خیل رکھ
جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع ست
تیرا سب امادہ اور حرکت اس انگلی سے ہے
ایں حروفِ حالہات از رخ اوست
تیرے احوال کے حروف اس کی تحریر کے ہیں
جو نیاز و جو تضرع راہ نیست
دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے
ایں قلم داند ولے بر قدر خود
اس کو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر
انچہ در خرگوش و بیل آویختند
وہ جو کچھ خرگوش اور بیل کی قیادت سے متعلق ہوئے

کہ میان اصبعین کیستی
کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
فرق تو بر چار راہ مجمع ست
تیرا فرق مجمع کے چھاپے پر ظاہر ہونے والا ہے
عزم و فحش ہم ز عزم و فحش اوست
تیرا عزم و فحش ہم کی گمانی کے واسطے کرنے سے ہے
زیں ثقل ہر قلم آگاہ نیست
اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے
قدر خود پیدا کند در نیک و بد
اچھا اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے
تا ازل را با جیل آمیختند
حتیٰ کہ حکمت ازلی کو دنیاوی جیلوں سے ملا دیا

بیان آنکہ ہر کس را زسد مثل آوردن خلصہ درکار الہی
اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثال بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے رسد تا اس میں مہیا ساختن
ان کو کیا حق تھا کہ انہوں نے یہ مثالیں گزریں
آن مثل آوردن آنحضرت ست
مثال دنیا اس صمد کا حق ہے
تو چہ دانی سر چیزے تا توکل
تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو تمنا ہے
موسیٰ آں را کہ عصا دید و بنود
موسیٰ نے جس کو عصا اور وہ عصا نہ تھا

سوئے آں درگاہ پاک انداختن
اس پاک صمد کی جانب منسوب کیں
کہ بعلم سر و جہرا و آیت ست
کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے
تا بولف ویا برخ آری مثل
تاکہ تو زلف یا رخسار کی مثال بیان کرے
اژدہا بد سر او لب می کشود
اژدہا تھا اس کے راز کو ہونٹ کھولتا تھا



پر آشکاف ہوا تو جب حضرت موسیٰ کا علم بھی ناقص ہے تو تم ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ مصلیٰ شیطانی ماسواہت
ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔

اے قلم! یہ کس کی ہڈیاں کھنڈ
رکنا چاہیے کہ وہ کس ذات کے قبضہ
میں ہے جملہ انسان کے تمام
حرکت و سکنت اس انگلی کی وجہ سے
ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے
وہ قیامت کے چھاپے پر ظاہر ہوگا۔
ایں حروف انسان کو جو حالات پیش
آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے
ہیں۔ عزم بعض برگرل نے کہا
ہے عرفی و دینی فسخ لغزوم
میں نے اپنے پروردگار کو اپنے امادوں
کے رخ ہونے سے بچانا جو نیاز قلم
تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا
راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔
تقلیب یعنی حالات کا تغیر۔
قلم یعنی انسان کامل۔ اس
قلم کچھ لوگ اپنے دل کے احوال
سے اپنی اچھالی اور برائی کا اندازہ لگا
لیتے ہیں تا جب مولانا نے پھر
دل ہائے قصص کی طرف رخ کیا ہے
دل ہائے رسول اور خدا کی طرف
کی قصص میں خرگوش اور بیل سے تشبیہ
دی تھی۔ ازلی یعنی ازلی حکمت۔
جیل یعنی دنیاوی جیل۔
س کے رسد۔ دل ہائے کو یہ حق نہ
تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب
ہادی تعالیٰ کے لئے گزریں۔ آں
خصل صحیح مثال دی دے سکتا ہے
جس کو مثال اور جس کے لئے وہ
مثال ہے اس سے اس کو پوری
واقفیت ہو۔ کل۔ گنجا اگر زلف اور
روح کی مثالیں بیان کرے تو لاعلم
غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی
حقیقت سے ناواقف ہے۔ موسیٰ
حضرت موسیٰ جیسا ہی اپنے عصا کی
حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو
محض لاشی سمجھے حالانکہ وہ اژدہا تھا
اس نے ہونٹ چلائے تو ان

چوں پُتال شامے نداند بر سر چوب
جبکہ ایسا شہ لکوی کے رہ کو نہ سمجھے
چوں غلط شد چشم موسیٰ در مثل
جب مثل کے معاملہ میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہو گئی
اں مثال را چو از دہا گند
و تیری مثال کو از دہا جیسا بنا دیتا ہے
ایں مثال آورد ابلیس لعین
لمون شیطان یہ مثال لایا
ایں مثال آورد قارون ۲ از لجاج
قارون جھڑے سے یہ مثال لایا
ایں مثال آورد عمرو جہول
جہول عمرو یہ مثال لایا
ایں مثال آورد فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا
ایں مثال اندیش گشتہ قوم ۳ عاد
قوم عاد یہ مثال سوچنے والی بنی
ایں مثال آورد ہر بد بخت دوں
ہر بد بخت کمینہ یہ مثال لایا
ایں مثال را چو زان و لوم داں
تو اس مثال کو کوا اور الو سمجھ

توچہ دانی بر سر این دام و حبوب
تو اس جال اور دانوں کے رہ کو کیا سمجھے گا
چوں گند موشتے فضولی امد غل
تو فضولی چوہا اس میں کیا سواغ بنا سکتا ہے؟
تا پیلخ جز و جزوت بر گند
تاکہ جلاب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے
تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک کے لعنوں ہو گیا
تا فر و شد در ز میں با تحت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں دفن کیا گیا
تا کہ پشہ مغر سر خوردن غول
یہاں تک کہ کھمبے جلدی سے اس کے سر کا مغر کھسکا لیا
تا کہ اندر آب دریا شد سقط
یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا
کا ستخواں شال خرد مرد آمد زیاد
کہ ان کی بنیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں
تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں گوندا ہو گیا
کہ از یشال پست شد صد خاندان
کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں

مشابہا زدن قوم نوح باستہرا در زمان کشتی ساختن او
قوم نوح کا حضرت نوح کے کشتی بنانے کے وقت فراق میں مثال بیان کرنا
نوح اندر بادۂ کشتی بساخت
حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی
صد مثل گو از بے سحر بتاخت
سینکڑوں مثال دینے والے فراق کے لئے دوڑے



۱ فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ غل۔ سواغ، گھسنے کی جگہ۔ اں مثال۔ غلط فہمیں دنیا خود مثال دینے والی کی جہاں کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہل۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتُ مِنْ طِينٍ اے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس آدم کو مٹی سے بنایا اور اس سے افضل ہوں تو اس کو جہنم میں رکھوں۔ ۲ قارون۔ قارون سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہ بقیہ انوشہ علیٰ علم یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ عمرو۔ عمرو نے خدا کی کاغذی کیا اور کہا قاتل انجمنی و نوحیت یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ غول۔ جلد باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا قاتل انجمنی الاغسلی میں تمہارا برا خدا ہوں۔

نقطہ۔ بیکار چیز

۳ قوم عاد۔ حضرت ہود کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آدمی سے ہلاک ہو گئے۔ دین۔ مثال۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ سحر۔ فراق۔

می گند کشتی چه ناداں بلہیت
وہ کشتی بنا رہا ہے کس قدر نادان اور بیوقوف ہے
واں یکے میگفت پریش ہم بساز
اور ایک کہتا تھا کہ اس کے پر بھی لگا
واں یکے میگفت پشتش کڑ مرسپت
ایک کہتا تھا کہ اس کی پشت بھی میڑی ہے
واں یکے میگفت پالاش کجاست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟
واں یکے میگفت اس خبر بہر کیست
ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کے لئے ہے
یا شدی فروت و عقلت شد ز سر
یا تو کھوس ہو گیا ہے اور تیرے سرے عقل نکل گئی ہے
اس بخیر بکہا نخواہد گش کاست
یہ غصہ سے نہ کھٹے گی

دربیا بانے کہ چاہ و آب نیست
اس جنگل میں جہاں کنوں اور پانی نہیں ہے
آن یکے میگفت اس کشتی بتار
ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دھڑا
آں یکے میگفت دناش کرسپت
ایک کہتا تھا کہ اس کا دہلہ نیڑھا ہے
آں یکے میگفت پالاش کجاست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟
آں یکے میگفت کایں مشک تہی ست
ایک کہتا تھا کہ یہ خلی مظہرہ ہے
آں یکے میگفت بیکاری مکر
ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
اؤہمی گفت اس بفرمان خداست
وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

حکایت ۳۱ آل دزد کہ پر سیدند چه میکنی در نیم شب در زیر
ان چہ کی حکایت جس سے حیانت کیا کہ تو آدھی رات میں اس دیوار کے

اس دیوار گفت دہل می زخم

پاس کیا کر رہا ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں

در بن دیوار خفرہ می برید
دیوار کی جڑ میں گڑھا کھود رہا تھا
طقطق آہستہ اش را می شنود
اس کی آہستہ کھٹ کھٹ کو سن رہا تھا
گفت اورا در چه کاری اے پدر
اس سے کہا اے بیٹا! تو کس کام میں لگا ہے؟
تو کئی گفتا دہل زن اے سنی
تو کھن ہے اس نے کہا اے بزرگ محل بجانے ملا ہوں

اس مثل بشنو کہ شب دزد عنید
یہ مثال سن کہ رات میں ایک سرکش چور
نیم بیدارے کہ اور بخود بود
ایک لادہ بکری نیند والا جو کہ بیدار تھا
رفت بر بام و فرود آویخت سر
وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکا
خیر باشندیم شب چه میکنی
خیر تو ہے آدھی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

۱۔ آب نیست کشتی کی دہاں
ضرورت دہانی ہے جہاں مایا ہو
پہلی خشک جنگل ہے اس میں فوج
کشتی کیوں بند ہے ہیں۔ پتار یعنی
یہ کشتی خشکی میں دھڑانے کی ہے لہذا
اس کو جنگل میں دھڑا پر نہیں لاس کی
کے پر لگانا کہ لڑکے پانی تو موجود
نہیں کس اس میں چلے گی۔

۲۔ آں یکے مذاق میں کوئی
حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا
چھلا حصہ خریدنا ہے کوئی کہتا کہ اس
کی پشت بھیڑی ہے کوئی مذاق میں کہتا
کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی
کہتا کہ اس کا پالہ نیڑھا ہے۔ گدھا
کوئی کشتی کو بھگتا تا کہ اس کو گدھا
فرود پاتا تو ہی۔ حضرت نوح جواب
میں فرماتے کہ یہ خدا کے حکم سے
بنایا ہوا ہے اور تمہارے مذاق اڑانے
سے اس میں کوئی کٹائی نہ کرول گا۔

۳۔ حکایت۔ حضرت نوح نے
قوم سے فرمایا تھا۔ اِن نَسْخَوْنَا
نَسْخَوْنَا بِكُمْ كَمَا نَسْخَوْنَ اَنْفُسَکُمْ
جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے
ہو اُسندہ دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑا رہے
گے اسی مناسب سے مولانا نے یہ
حکایت نکل کی ہے۔ عید۔ جھگڑا۔
خفرہ۔ گڑھا۔ طقطق۔ کھٹ کھٹ
گفت۔ دیوار اس بیکار گھر والے نے چور
سے کہا۔ خبر باشند یعنی خبریت ہے
آدھی رات کو تو یہ کیا کام کر رہا ہے اور تو
کلن ہے۔ بزرگ۔

در چہ کاری گفت می کو بم دُہل
اس کام میں معروف ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں
گفت فردا بشنودی این بانگ را
اس نے کہا تو اس آواز کو کل سن لے گا
من چوہ فتم بشنوی بانگ دُہل
میں جب چلا جاؤں گا تو دھول کی آواز سن لے گا
در غلط افتادہ اے نیم خام
اے اٹھ کھڑے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے
آن دروغ ست و کثر و بر ساختہ
وہ مثل چھوٹی لڑ شیر می لڑ بھٹائی ہے

گفت کو بانگ دُہل اے یوسبل
اس نے کہا کہ مختلف طریقوں سے دھول کی آواز کہیں ہے
نعرۂ یا حسرتاً وَا ویلکنا
یا حسرتاً دلو بلا کا نعرہ
آن زماں واقف شوی بر جو دُہل
اس وقت تو جزو کل سے واقف ہو جائے گا
پختہ شو در آتش حق و اسلام
اللہ کے عشق کی آگ میں پختہ بن و اسلام
سر آن کثر را تو ہم نشاختہ
اس شیر می کے راز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن مثل کہ منکر ان گفتند از رسالت خرگوش
خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو منکروں نے بیان کی اس کا جواب

سر آں خرگوش داں دیو فضول
اس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے
تا کہ نفس گول را محروم کرد
یہاں تک کہ احمق نفس کو اس نے محروم کر دیا
باز گو نہ کردہ معنیش را
تو نے اس کے معنی کو الٹ دیا
اضطراب ماہ گفتی در ز لال
صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا
قصہ خرگوش و پیل آری و آب
تو خرگوش لڑ ہاٹی لڑ پانی کا قصہ بیان کرتا ہے
ایں چہ ماند آخر اے کور ان خام
اے اندھو عقل کے بچہ! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے

کہ بہ پیش نفس تو آمد رسول
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا
ز آب حیوانے کہ ازوے خضر خورد
اس آب حیات سے جو خضر نے پیا
گفر گفتی مستعد شونیش را
تو نے کفر کیا 'سزا کے لئے تیار ہو جا
کہ بتر سانید پیلاں را شغال
جس سے گیند نے ہاتھیں کو ڈرلیا
خشیت پیلان زمرہ در اضطراب
چاند کے ہلنے سے ہاتھوں کا ڈنبا بیان کرتا ہے
بلہے کہ شد ز بوش خاص و عام
اس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

۱۔ یوسبل۔ مختلف طریقوں والا
موجھوں والا۔ نعرہ۔ یعنی تیرا سب
اٹ جائے گا اور تو دلو بلا کر لگا تو وہ
میرے دھول کی آواز ہوگی جو تن سن
لے گا۔ من۔ یعنی جب میں نہی کر
کے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ
معلوم ہو جائے گا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا
مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے
رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال
خود فرضی ہے پھر غلطی یہ ہے کہ اس
افسانے اور فرضی قصہ کی حقیقت نہیں
سمجھے۔ جواب۔ اب مولانا اس قصہ کا
واقعی مطلب سمجھاتے ہیں۔ خرگوش۔

اس سے مراد شیطان ہے
۲۔ پیش نفس۔ ہاٹی نفس سے مراد نفس
انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ
آب حیات ہے جو خضر نے حاصل
کر لیا تھا۔ یعنی شیطان نفس کو گمراہ کر
کے آب حیات سے محروم کر دیتا ہے
گول۔ احمق۔ باز گو نہ کرنا سنانے
اس قصہ کو الٹ کر خرگوش سے انبیاء مراد
لئے۔ کفر۔ انبیاء کو دھوکہ باز خرگوش
سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ نیش۔ یعنی
سزل۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال۔
یعنی لہند۔

۳۔ ایں چہ۔ یعنی اس قصہ میں تم
نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ
دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے آسمان کا
چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا
ہے۔ جملہ مخلوقات خواہ چاند ہو یا سورج
یا دیگر مخلوق وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو
سکتی ہیں۔ تمام جہاں اس کا محکوم
ہے۔



چہ مہ وچہ آفتاب وچہ فلک
کیا چاند اور کیا سورج اور کیا آسمان
چہ وحش وچہ طیور وچہ جماد
کیا وحش جانور اور کیا پرندے اور کیا پتھر

چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار
کیا شہر اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر
چہ تراب و آب وچہ باد وچہ نار
کیا مٹی اور پانی اور کیا ہوا اور کیا آگ

جملہ اند حکم و در فرمان او
سب اس کے حکم اور فرمان میں ہیں

آفتاب آفتاب آفتاب
سورج کے سورج کا سورج ہے
صد ہزاراں شہر را خشم شہاں
شاہوں کے غصہ نے لاکھوں شہر

کوہ بر خود میشکاف صد شکاف
پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے
خشم مرداں ۲ خشک گرداند صحاب
مردان خدا کا غصہ اور کو خشک کر دیتا ہے

بگرید اے مردگان بے خُوط
اے خوشبو نہ ملے ہوئے مرد دکھ لو
پیل ۳ خود چہ بود کہ سر مرغ ہدایاں
ہاشمی خود کیا ہے کہ مین چارلے والے پرندوں نے

اصحف مرغال لبائیل ست و او
لبائل کزہ ترین پرندہ ہے اور اس نے
کیست گونشید آں طوفان نوح
کون ہے جس نے طوفان نوح کے بارے میں نہ سنا ہو

۱۔ چہ تراب یعنی چاروں عنصر۔
خریفہ موسم سرما۔ فصل خزاں۔
آفتاب پہلا بمعنی آفتاب حقیقت
اور بمعنی دکنی تیسرا بمعنی خوشید
فلک ہستم بخواب یعنی میراثات
حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی

دست نہیں ہے صد ہزاراں۔ اب
مولانا اہل باب کی گستاخی پر ان کو تنبیہ
کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت
سنا بیام کی ناراضی بہت سے شہروں
کی تباہی کا سبب بنی ہے اس کی وجہ
سے پہلا شق ہوئے ہیں سورج پن
چکی کے گدھے کی طرح ان کا طواف
کرتا ہے

۲۔ مرداں۔ انبیاء صحاب۔ اور
دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ خُوط۔ ایک
مرکب خوشبو ہے جو مردے کے بدن
رہل دی جاتی ہے۔ لوط۔ حضرت لوط
کی ناراضی سے بستیاں ویران
ہوئیں۔

۳۔ پیل خود چہ۔ اور سر کے
ہاتھوں کا لشکر لبائیل کی کنگریوں
سے ہلاک ہوئے۔ نوح۔ حضرت نوح
کی ناراضی سے قوم پرانی کا طوفان
آیا۔ لشکر فرعون۔ حضرت موسیٰ کی
ناراضی سے قوم فرعون کو جبرئیل نے
ہٹا دیا۔

چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک
کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے
چہ ملک وچہ گداچہ کیقباد
کیا بادشاہ اور کیا فقیر کیا شہنشاہ

چہ مہ وچہ سال وچہ لیل و نہار
کیا مہینہ اور کیا سال اور کیا رات اور دن
چہ خریف و صیف وچہ دے چہ بہار
کیا جازا اور گرمی اور کیا خزاں کیا بہار

بھجو گئے در خم چوگان او
جیسا کہ گیند بلبے کے خم میں

ایں چہ میگویم مگر ہستم بخواب
میں یہ کیا رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں
سرنگوں کر دست اے بدگوہراں
اے بدسلو! ہونڈے کر دیئے ہیں

آفتابے چوں خراسے در طواف
سورج پن چکی کے گدھے کی طرح پتھر میں
خشم دلہا کرد عالمنا خراب
لوگوں کے غصہ نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے

در سیاستگاہ شہرستان ٹو
لوط کے شہر کی عذاب گاہ کو
کوہند آں پیلگاں را استخوان
ان ہاتھوں کی ہڈیا توڑ دیں

پیل رابد رید و نہ پذیرد رفو
ہاشمی کو ایسا پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا
یا مصاف لشکر فرعون و روح
یا فرعون اور حضرت جبرئیل کا معرکہ

روحِ شل بشکست و اندر آبِ رخت
حضرِ جبریل نے ان کو شکست دی اور پانی میں بہادیا
کیست کوشید احوالِ شمود
کن ہے جس نے شمود کے احوال نہ سنے ہوں؟
چشمِ بارے در چنارِ پیلا گشا
اب آنکھ ایسے ہاتھوں میں کھل
آچنارِ پیلان و شلمانِ ظلوم
ایسے ہاتھ اور ظالم بادشاہ
تا ابد از ظلمتے در ظلمتے
ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں
نام نیک و بد مگر نشیدہ اید
شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہے
دیدہ رانا دیدہ می آرید ولیک
دیکھتے ہوئے کو ان تصور کر رہے ہو لیکن
گرد و عالم پر بود خورشید و نور
اگر دونوں جہاں سورج اور نور سے پر ہوں
بے نصیب آئی ازاں نورِ عظیم
اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا
تو سچ دورانِ چاہِ رقتی زکاخ
تو محل سے گر کر کنویں میں چلا گیا ہے
جال کہ اندر وصفِ گرگی ماند او
وہ جان جو بھیڑیے پن میں رہی
لحنِ داودی بنگ و کُہ رسید
حضرت داؤد کا نغمہ پھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا
آفریں بر عقل و بر انصاف باد
عقل اور انصاف کو شلایا ہے

ذرہ ذرہ آبِ شل برمی گسخت
پانی کو ذرہ ذرہ کتا کتا
وانکہ صرصر عادیں را می رُود
اور یہ کہ عادیں کو آنکھی ایک رہی تھی
کہ بُدندے پیل کش اندر و عا
جو ہاتھوں کو جنگ میں مار ڈالے والے تھے
زیرِ حشمِ دل میشہ در رُوم
صاحبِ دل کے غصہ کے تحت ہمیشہ سنگدلی میں ہیں
میروند و نیست غوث و رحمتے
جابر ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے
جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید
سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے
چشمِ تال را واکشاید مرگ نیک
موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھل دے گی
چوں روی در ظلمتے مانند کور
ن جبکہ تو انھوں کی طرح اندھیرے میں چلے
بستہ روزنِ باشی از ماہِ کریم
اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا ارشدان بند رہے گا
چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ
وستخ جہانوں کی کیا خطا ہے
چوں بہ بیند روئے یوسف را بگو
بتا وہ یوسف کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟
گوشِ آں سنگیں دلانش کم شنید
ان سنگدلوں کے کان نے نہ سنا
ہر زماں واللہ اعلم بالرشاد
ہر دور میں اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

۱۔ شمود حضرت صالح کی پوتی کو
ذبح کرنے کی وجہ سے حج کے عذاب
سے ہلاک ہوئے۔ عادیں۔
حضرت ہود کی نانہاریں جس چاہ
ہوئے۔ پیلان۔ وہ کھد جو طاقتور
ہاتھوں کی طرح تھے۔ عا۔ جنگ۔
۲۔ رُوم۔ سنگدلی۔ ظلمت۔
ظلم۔ ظلمت۔ تاریکی۔ غوث۔ مدد۔
دیدہ۔ یعنی تم ان تمام دیکھی بھالی
چیزوں کو ان دیکھا بتا رہے ہو۔ شاید
نیک۔ اچھی طرح کھل دے گی۔
گرد و عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ
کو اندھا سمجھتا ہے تو وہ نور سے محروم رہتا
ہے۔ روزن۔ روشن دان۔
۳۔ تو صوں۔ اگر کوئی خواہے
آپ کو کنویں میں گرالے اور دنیا کی
وسعت سے محروم ہو جائے تو اس میں
دنیا کا کیا تصور ہے۔ کار۔ محل۔
وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب
حرصِ طمع وغیرہ۔ یوسف۔ یعنی انبیاء
والہدایہ۔ حسن۔ داؤدی۔ یعنی انبیاء کے
معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر
ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر
نہیں ہوتا۔ آفریں۔ عقل و انصاف
ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اہل
سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ
ہیں۔

صَلِّقُوا رُسُلًا كَرَامًا يَلْسَبَا

اے سب اہل شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ شُمُوسٌ طَالِعَةٌ

ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ بُلُورٌ زَاهِرَةٌ

ان کی تصدیق کرو وہ روشن چاند ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى

ان کی تصدیق کرو وہ تاریکی کے چراغ ہیں

صَلِّقُوا مَنْ يُسَى ۲ یُوجُو خَيْرٌ كُمْ

اس کی تصدیق کرو جو تہدے مال کا امیدوار نہیں ہے

پاری گوئیم ہیں تازی بہل

تم فدا بولنے والے ہیں خبردار عربی کو رہنے دے

ہیں گواہی ہائے شہاں بشنود

آگاہ بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بحال ۳ اولیناں بنگرید

یا گزشتہ لوگوں کا حال دیکھو

صَلِّقُوا رُوحًا سَابِلًا مَنْ سَبَا

اس روح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

يُؤْمِنُكُمْ مِنْ مَخَازِي الْقَارِعَةِ

وہ تمہیں قیامت کی رسوائیوں سے ان دلائل کے

قَبْلَ أَنْ يَلْقُواكُمْ بِالسَّاهِرَةِ

ان سے پہلے کہ تم سے میدان قیامت میں ملاقات کریں

اَكْرَمُوهُمْ هُمْ مَفَاتِيحُ الرَّجَا

ان کی عزت کرو وہ امید کی کتبیاں ہیں

لَا تَصْلُوا لَا تَصْلُوا غَيْرَكُمْ

گرو نہ بنو اپنے غیر کو نہ روکو

ہندوی آں ترکش آب و گل

اے پانی اور مٹی سے بنے ہوئے اس ترک کا غلام بن جا

بگرویدند آسہا ہا بگروید

آسمان ان کے گرویدہ ہیں تم بھی گرویدہ بنو

یا سُوئے آخر بخورے بر پرید

یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیان معنی حوم و مثال مرد حازم
مختصر کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

از دواں گیری کہ دورست از خباط

تو دواں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیست آب و ہست دریگ پائے سوز

پانی نہیں ہے اور پاؤں جلانے والا ریت ہے

کہ بہر شب چشمہ بینی رواں

کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

حوم چہ بود در دو تدبیر احتیاط

پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں روفت روفت

ایک کہتا ہے کہ اس رات میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغست این بدال

دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

۱۔ صَلِّقُوا = پھر مولانا ہاتھ بٹا کر خطاب کرتے ہیں کہ ان شریف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا استعار قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلَ أَنْ لَا اَحَالہ قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

۲۔ مَنْ یُسَى = یہ رسولِ حقِ مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دھروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پاری = تمہارا عرض کرو گے کہ یہ فدا بولنے والے ہیں، ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں فصاحت کرنا بند کرتا ہوں اور فدا ہی میں فصاحت کرتا ہوں۔ ہندوی = ہندو بمعنی غلام۔ خرک = معشوق یعنی ذاتِ حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو۔ آسمان تک اس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

۳۔ یا بحال = اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی صورت میں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے تائید مانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری بتو۔ حزم = حیا کے حق سے پختہ کاری ہوشیاری احتیاط۔ خطی بن لغزش



حوم آں باشد کہ برگیری تو آب
مخ کلای یہ ہو گی کہ تو پانی لے لے
گر یود در راہ آب آں را بریز
اگر راست میں پانی ہو اس کو بہا دے
اے خلیفہ ۲ زادگاں دادے کنید
اے خلیفہ زاد! انصاف کرو
آں عدوئے کز پدر تاں کیں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی
آں شہ شطرنج دل رلمات کرد
اس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی
چند جابندش گرفت اندر نبرد
میر کے میں چند جگہ اس پر پیچ ڈالا
آچنیں کردست با آں پہلوال
اس بہاد کے ساتھ یہ کیا
مادر و بابائے مارا آں حود
اس حاسد نے ملی ماں اور باپ کا
کرد شاں آبخا برہنہ خوار و زار
اس جگہ ان کو ننگا ذلیل اور بدحال کر دیا
کہ زلفک سج چشم او روید ثبت
کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اگ آئی
توقیا سے گیر طر ایش را
تو اس کی چالاکي کا قیاس کر لے
اخذ راے گل پرستان از شرش
اے مٹی کے پچھدیوں اس کے شہر سے بچ

تار ہی از ترس او باقی بر صواب
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راستہ پر ہو
ور نباشد وائے بر مرد ستیز
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر انہوں ہے
حوم بہر روز میعادے کنید
قیامت کے دن کے لئے پختہ کاری سے کام لو
سوئے زنداش ز علیین کشید
علیین سے اس کو قید خانہ میں کھینچ لایا
از بہشتش سحرہ آفات کرد
اس کو بہشت سے نکالا کہ مصیبتوں کا پابند کر دیا
تا بکشتی در فگندش روئے زرد
یہاں تک کہ روطے کے ساتھ اس کو کشتی میں پھنسا دیا
سست سستش منگرید اید گراں
اے بیگانو! اس کو حقیر نہ سمجھو
تاج و پیرا یہ بچالاکي رُود
تاج اور لباس چالاکي سے اچک لیا
سالہا بگریست آدم زار زار
آدم سالوں زار زار روئے
کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے؟
کہ چُٹاں سرور گندز وریش را
کہ ایسا سرور اس کی وجہ سے داغی نوچتا ہے
تیغ لا حوالے ز نید اندر سرش
اس کے سر پر لاحل کی تلوار مارا

۱۔ از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا
خوف۔ گریوں احتیاط اور حزم کا تقاضا
یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمال
صالہ کا گوشہ لے لے اگر نعوذ باللہ
آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہے تو
اعمال صالہ کر لینے میں کوئی معصرت
بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا
معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمال
صالہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت
حقیقتاً ہوئی اور اعمال صالہ نہ ہوئے تو
لاعمل تباہی ہے لہذا حزم یہی ہے کہ
نیک کام کرنے جائیں یہی مضمون
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک
دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔
۲۔ خلیفہ۔ یعنی حضرت آدم رض
میعاد۔ یعنی قیامت۔ زمان۔ یعنی
دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام
ہے۔ شہ شطرنج۔ دل۔ یعنی حضرت آدم
۔ بند۔ پیچ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلوال۔
یعنی حضرت آدم۔ باہ۔ یعنی حملہ۔ بابا۔
حضرت آدم۔ باہ۔ یعنی حملہ۔
۳۔ کز زلفک۔ یعنی حضرت آدم
اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو
گرنے سے زمین پر گھاس اگ
آئی۔ جریدہ۔ عین ثابت۔ یعنی وہ وجود
آدم جو فی حقیقت آدم علیہ السلام میں تھا آخر
یعنی اس کو محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ مانا۔
لاقر یا کا حکم۔ طر۔ یعنی جبہ تراش۔
مکرای۔ سرور۔ یعنی حضرت آدم۔
ریش۔ دلش کنڈن۔ غم و مصہ کرتا گل
پرست۔ تن پرست۔



کوی اے بیند شمارا از گمیں کہ شما اُورا نمی بینید ہیں
کیکہ وہ تمہیں گمات میں سے دیکتا ہے خبردار کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو

دہما صیاد ریزد دانہا دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا
شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے دانہ ظاہر، اور مکر چمپا ہوتا ہے

ہر کجا دانہ بدیدی اُکھدر تانہ بندو دام برتو بال و ہر
تو جہاں دانہ دیکھے فاقہ تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے

چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام ورنہ چول خوردی در افتادی بدام
اے کبوتر جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا ورنہ چھپے ہی تو نے کھلیا، جال میں پھنسا

زانکہ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد دانہ از صحرائے بے تزویر خورد
کیکہ جس پرندے نے دانہ چھڑا بے مکر جنگل سے دانہ چک لیا

شاد مرغے کو بترک دانہ گفت در ریاضِ قدس بہرش گل شگفت
وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھڑا اور قدس کے باغوں میں اس کے لئے پھول کھلے

ہم بدال قلع شد واز دام جست ہیچ داسے پرو و باش را نہ بست
ای دانہ پر کفایت کرتی اور جال سے چھوٹ گیا کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

و خلعتِ حال آں مرغ کہ ترکِ حرم کرد از حرص و ہوا
اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پختہ کاری چھوڑ دی

باز مرغِ فوق دیوارے نشست دیدہ سوئے دانہ و داسے بہ بست
پھر وہ پرندہ، جو ایک دیوار پر بیٹھا آنکھ دانہ اور جال پر جمائی

یک نظر او سوئے صحرا می گند یک نظر حرص بدانہ می کشد
وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے اور ایک نظر میں اس کو حرص دانہ کی طرف پھینکتی ہے

ایں نظر با آں نظر چالیش کرد ناگہانی از خرد خالیش کرد
اس نظر نے اس نظر سے مقابلہ کیا اچانک اس کو عقل سے خالی کر دیا

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند صائدش گشت و بخورد و کام راند
وہ اڑا دانہ کھایا اور جال میں پھنس گیا شکاری نے اس کو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا

باز مرغے کاں تردد را گذاشت زان نظر برگرد و بر صحرا گماشت
پھر وہ پرندہ جس نے تردد کو چھوڑا اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگل پر لگا دی

۱۔ کوی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہذا اس کے مدنے کے لئے صرف لالچ کی تلو کا مڑے کتی ہے۔ دہما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے کہ نفسانی شہوات کیلئے ڈالتا ہے اور خود چھوڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ یہاں ممکن ہے کہ دانہ چک لوار جال میں نہ پھنسا لہذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جائے۔

۲۔ زانکہ۔ جو شیطان لذتوں سے بچنے کا وہ جنت کے باغوں سے غفلت میں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو شیطان کے کھانوں سے بچ گیا۔

۳۔ باز مرغے۔ اس قصہ میں وہ پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اس کا انجام تو یہ ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا اور مرادہ پرندہ ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہذا انسان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی حال ہوگا جو لالچی پرندہ کا ہوا۔ چالیش۔ چال۔ جنگ۔ باز سے چلتا۔ صائد شکاری۔

شاد پرو بالی او بخالہ
اس کے بال دپہلے ہیں اس کے لئے خوبی ہے
ہر کہ اورا مقتدا سازد برست
جس نے اس کو مقتدا بنا لیا نجات پا گیا
زانکہ شاہ حازِ مال آمدش
کیونکہ اس کا دل پختہ کلاں کا بادشاہ ثابت ہوا
خوم زور اضی وادِ راضی زخوم
پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
بارہا در دام حرص افتادہ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے
بازت آں تو اب سلفِ آزاد کر
پھر تجھے اس مجسمہ توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
گفت اِنْ عَلِمْتُمْ کُنَّا عَلَنَّا کُنَّا
فرمایا اگر تم اس طرح پئے ہم اس طرح چلیں گے
چونکہ بھتے رہے خود آرم
جبکہ ایک جزا والے کو اپنے پاس لاتا ہوں
بھت کر دیم اس عملِ ربا اثر
ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ چھڑ لگا دیا ہے
چوں آریا بد غارتے از بھت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوڑے میں سے زکوٰۃ پکڑ لیتا ہے
بار دیگر سوئے اس دامِ آمید
تم پھر اس جال کی طرف آئے
باز تاں تو اب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھل دی
باز چوں پروانہ نسیاں رسید
پھر جب بھول کا پھنسا ہوا آیا

تا امام اجملہ آزاداں شد او
یہاں تک کہ وہ تمام آزاداں کا امام بن گیا
در مقام امن و آزادی نشست
اس اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا
تا گلستان و چمن شد منزلش
یہاں تک کہ گلستان اور چمن اس کی منزل بنا
آچہیں گن گرنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور عزم کر
خلق خود راہ بریدن دادہ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے
توبہ پذیر رفت و شمارا شاد کرد
اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا
نحن زوَجنا النفع بالجزا
ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
آید آں بھتیش دوانہ لا جرم
اس کا جزا لا ملہ دیتا ہوا آتا ہے
چوں رسد بھتے رسد بھتے دگر
جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آ جاتا ہے
بھت می آید پئے اوشوے جوے
یادہ اس کے پیچھے زکوٰۃ تلاش کرتی ہوئی آتی ہے
خاک اور دیدہ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول جموئی دی
گفت ہیں بگریز زواں سو منہ
فرمایا خبردار! بھاگ اھر کا رخ نہ کر
جانِ تاں را جانب آتش کشید
اس نے تہمدی جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

۱۔ تا امام۔ پھر یہ نجات پانے والا
پختہ دوسرے پرندوں کا سرور بن جاتا
ہے ہر کہ اور۔ جو پرندوں کو شہیار پختہ
کولام بنائے گا اس کو اس اور آزادی
حاصل ہوگی۔ زانکہ۔ اس پرندہ کا دل
پختہ کلاں کا شاہ ثابت ہوا۔ آچہیں۔
انسان کو بھی اس جھٹکا پختہ کی طرح
کام کرنا چاہیے۔

۲۔ توبہ قبول کرنے والا اللہ
تعالیٰ۔ لطف۔ مہربانی یہ توبہ کی
صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے جیسا کرو گے دیا بھرو گے۔
نحن۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ساتھ
اس کے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔
بھتے۔ زکوٰۃ میں سے اگر ایک کو بلاؤ
گے دوسرا خود تمہارے پاس آ جائے
گا۔

۳۔ چوں۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ
کر لے اس کی ماہہ زکوٰۃ تلاش میں
خود پہنچ جاتی ہے۔ بار دیگر۔ انسان
توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور
توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر
توبہ قبول کر لیتا ہے۔

۱۔ پروانہ پروانہ مثنوی کا عاشق ہوتا ہے اے پروانہ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تہہ شدہ قوموں کو دیکھ لیتا چاہیے چوں کہ یہی توبہ کا شکر یہ توبہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رخ نہ کیا جائے تازہ شکر مزید نعت کا سبب ہے نعت سزا سے رہائی کی نعت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے

۲۔ تاجنیں انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے کہ کہیں عبادت کروں گا اور اس میں مغفّت احسان پیدا کروں گا۔ کہ لکھی لیکن جب معصیت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بیکار بن جاتا ہے حکایت اس حکایت کا فطریہ ہے کہ بیکار کی یہ عادت کتنے کی عادت کے مشابہ ہے

۳۔ سنگ۔ کتے جاڑے میں سرو کی تکلیف سے دبے ہو جاتے ہیں۔ کہ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ کب کی گری میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنالوں گا تاکہ آنے والے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

کم گن اے پروانہ انسیان و شکے
اے پروانہ بھول اور شک نہ کر
چوں زہیدی شکر آن باشد کہ بیچ
جب تو بیچ گیا اس کا شکر یہ ہے کہ سچی
تا ترا چوں شکر گوئی بخشد او
تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
شکر آں نعت کہ تاں آزاو کرد
اس نعت کے شکرے میں کہ تمہیں اس نے آزاو کر دیا
چند اندر رنجہاد در بلا
کتنی بد تلقیوں اور معصیت میں
تا چنیں خدمت کنم احساں کنم
تاکہ میں ایسی خدمت کروں احسان کروں
چوں خلاصی داد حق ز احتیال
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے نجات دے دی
چوں رہا کردت فرماش کردیش
جب اس نے تجھے رہائی دیدی تو نے اس کو بھلا دیا

حکایت نذر کردنِ سگال ہر ز ممتاں کہ چوں تا بستاں
حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت مانا کہ جب گری آئے گی تو ہم
آید خانہ بسازیم از بہر زمستاں
جاوڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ زمستاں جمع گردد استخوانش
جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
کو بگوید کاقد رتن کہ منم
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
جب گرمی آ جائے گی میں ہچکچاں سے
زخم سرما خورد گرد اند چنانش
جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے
خانہ از سنگ باید کرد
پتھر کا گھر بنانا چاہیے
بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بنائوں گا

چونکہ! تابستان بیاید از کشاد
جب گرمی آ جاتی ہے، خشی سے
زفت گردو پاکشد در سایہ
وہ مٹا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے
گوید او چوں زفت بیند خویش را
جب اپنے آپ کو مٹا دیکتا ہے وہ کہتا ہے
گویش دل خانہ ساز اے عمود
اس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنا لے
اُستخوان حرص تو در وقت دید
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں
سازم ۲ از توبہ بگوئی خانہ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بنائوں گا
چوں شد درود و شدت آل حرص زفت
جب مصیبت جاتی رہی اور تیری وہ حرص مٹی ہوگی
شکر مع نعمت خوشتر از نعمت رود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست
شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھل کی طرح ہے
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی
نعمت شکر کند پر چشم و میر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور بڑا بنا دیتا
سیر نوشی از طعام و نقل حق
اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے تو پیٹ بھر کر جائے گا

اُستخوانہا پہن گردو پوست شاہ
ہڈیاں پھیل جاتی ہیں کھل کھل جاتی ہے
کاہلے سیرے غرے خود راییہ
کاہل پیٹ بھرا، غافل خود رائے ہو جاتا ہے
در کدا میں خانہ حجم اے گیا
اے بزرگ! میں کس گھر میں چل سکتا ہوں
گوید او درخانہ کے حجم بگو
وہ کہتا ہے بتائیں کسی گھر میں کب سا سکتا ہوں؟
درہم آید خرد گردو در نور
درہم برہم ہو جاتی ہیں پلٹ کر چھٹی ہو جاتی ہیں
در زمستان باشندم کاشانہ
جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا
بچوسگ سوادے خانہ از تو رفت
کتنے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا
شکر بارہ کے سوائے نعمت رود
شکر سوا غلب کی طرف کب جاتا ہے؟
زانکہ شکر آرد ثراتا کوئے دوست
کیونکہ شکر تجھے دوست کو چہ تک لی جاتی ہے
صد نعمت گن بدام شکر شاہ
شاہ کے شکر کے جل سے نعمت کا شکر کر
تا گنی صد نعمت ایثار فقیر
تاکہ تو سیکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے
تا رود از تو شکم خواری و دق
یہاں تک کہ تجھ سے شکم پری اور سول جاتا ہے گا

۱ چٹک گرمی کے زندہ میں
جائے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر
ہڈیاں اور کھل میں جان پیدا ہو جاتی
ہے زفت گرمی کے زندہ میں کتا
مٹا ہو جاتا ہے توبہ میں آرام سے
سوتا ہے غر۔ غافل۔ گوید اب
اس کتنے کے خیالات بدل جاتے
ہیں اور سوچنے لگتا ہے میں تو ایسا مٹا
ہوں کہ کسی گھر میں نہ سا سکتوں گا۔
اُستخوان انسان کا کھل بھی اسی کتنے کا
سا ہے

۲ سازم۔ جب انسان مصیبت
میں مبتلا ہوتا ہے توبہ کے ذریعہ
آرام کھانے کی سوچتا ہے چوں
بشد لیکن مصیبت سے نجات پانے
کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا
ہے شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
پر اس کا شکر بھلا کر نعمت سے بھی
زیادہ اچھا ہے شکر گزار بندہ اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے
۳ شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی
نسبت ہے جو بدن اور روح میں
ہے نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت
ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے
صد نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَلَقَدْ شُكِرْتُمْ لَا تَشْكُرُونَ اگر تم شکر
کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کروں
گے نعمت۔ شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ جس کو
شکر کی نعمت عطا فرمادیتا ہے وہ بڑا اور
بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو تقویوں
پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ملنے
والی غذا میں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ
سے وہ تن پھری اور لوگوں کا دوا دہ
کھٹکھٹانے سے مبرا ہو جاتا ہے
وق۔ یعنی حق باب خداوند کھٹکھٹانا۔



نعمت و تاب را شکرے کند تاہر منحوس خود را تشکند
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو تاکہ اپنے منہوں سر کو نہ چھوڑو
 شکر! جذبِ نعمت او فرگند کفر نعمت شخص را کافر کند
 شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے، نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردن منکراں انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن
 منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں
 و حجت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیاء علیہم السلام
 کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصو حال بس بود
 قوم نے کہا، اے نصیحت کرنے والا! کانی ہوتا

قفل برد لہائے مابا بہناد حق
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں

نقش ۲ ما ایں کرد آں تصویر گر
 تصویر ساز نے ہماری بھی تصویر بنائی ہے

سنگ راصد سال گوئی لعل شو
 تو پھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا

خاک را گوئی صفات آگیر
 تو مٹی سے کہے کہ پانی کی صفات اختیار کر

نار را گوئی کہ نور محض شو
 تو آگ سے کہے کہ تو خالص نور بن جا

قلب را گوئی کہ عین پاک شو
 تو کھوٹے سے کہے کہ جسم صاف بن جا

چچ ۳ ازاں اوصاف دیگر گون شوند
 جیسی ان اوصاف سے وہ بدلیں گے

خالق افلاک وہم افلاکیاں
 آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے

۱۔ شکر۔ شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے۔ جبریاں۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے۔ نصوح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کالی تھی۔ قفل۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر ہر گھڑی لگا ہوا قفل رکھنا غالب آسکتا ہے۔ ۲۔ نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پارانے سے بنا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے کھوٹے کو خالص بننے کو کہے اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا اکل بیکار ہے۔

۳۔ چچ ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں کھوٹے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے۔

پانی اور خاک سے پیدا ہونے والوں کے پیدا کرنے والے نے

آسمان را داد دھوان و صفا
آسمان کو گھونا اور صفائی عنایت کی
کے ا تو اند آسمان در دی گزید
کے تو اند آب و گل صفوت خرید
آسمان تیری کب اختیار کر سکتا ہے
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟
قسمتے کر دست ہریک را رہے
کے گہے گرد و جہدیت چوں گہے
ہر ایک کے لئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے
تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

جبر یوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے
وا فرید او و صفہائے عارضی
وا فرید او و صفہائے عارضی
اس نے ایسے عارضی اوصاف بھی پیدا فرمائے ہیں
سنگ را گوئی کہ زرشو بہندست
سنگ ۲ را گوئی کہ زرشو بہندست
تو پتھر سے کہے کہ مٹا بن، بیہوش بات ہے
ریگ را گوئی کہ گل شعا جزست
ریگ را گوئی کہ گل شعا جزست
تو ریت سے کہے کہ پھول بن جاہ عاجز ہے
رنجہا داوست کا نرا چارہ نیست
رنجہا داوست کا نرا چارہ نیست
اس نے ایسے مرض پیدا کئے جن کا کوئی علاج نہیں ہے
رنجہا داوست کا نرا چارہ ہست
رنجہا داوست کا نرا چارہ ہست
یہ دوائیں خوفناک کرنے کے لئے بنائی ہیں
اس ۳ دواہا ساخت بہر اختلاف
اس ۳ دواہا ساخت بہر اختلاف
کچھ مرض دیئے ہیں جن کا علاج ہے
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے

مگر ر کردن آں منکر اں چھپائے جبریاں را

منکروں کا جبر یوں کی دلیلوں کو دہراتا

۱۔ کہ تو اند آسمان کس کیس ہو سکتا
پانی اور مٹی مصفا نہیں ہو سکتے۔
نہیں۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا
ہے اس کو ہی حاصل ہوگا تیری کوشش
سے پہاڑ کب بنے گا انبیاء انبیاء
نے فرمایا صفات وہ قسم کی ہیں ایک
میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں
تبدیلی ممکن ہے کہ گہے ایک چیز
میں مبغوض ہونے کی صفت ہوئی
ہے پھر وہی چیز محبوب بن جاتی ہے تو
یہ اس کی صفت بدل گئی۔
۲۔ سنگ۔ پتھر اپنا پتھر بن چھوڑ کر
سونا بن جائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں
تانبہ سونا بن سکتا ہے رنگ ریت
میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں
ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔
رنجہا۔ اسی طرح بعض امراض لا
علاج ہیں بعض امراض کا قابل علاج
ہیں پیدا آئی کوگا پن یا چٹائی ناک یا
پیدائش اندھا پن یا قابل علاج ہے۔
چارہ ہست۔ لقوے اور دھڑ کا علاج
ہو سکتا ہے۔
۳۔ ایں دواہے یہ دوائیں امراض کا
ازلہ کرنی ہیں ان دواؤں اور مرض میں
ہے چوں۔ بجد حدیث شریف ہے
مَا أَقْزَلَ اللَّهُ ذَاؤَ إِلَّا أَقْزَلَ لَهُ قُوَّةُ
خدا نے کوئی پیدل ایسی نہیں بنائی
جس کا علاج نہ ہو، تلاش اور جستجو
ضروری ہے۔

قوم گفتند اے گروہ ایں رنج ما
قوم نے کہا، اے جماعت! ہمارا یہ مرض
سالہا گفتید زیں افسون و پند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی
گر دوا را ایں مرض قابل بدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا
سُدہ چوں شد آب ناید در جگر
جب سدا پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے
لا جرم آماں گیر دوست و پا
لا محالہ ہاتھ پاؤں، سوج جاتے ہیں

باز جواب انبیاء علیہم السلام خبریاں را

انبیاء کا پھر جبر یوں کو جواب دینا

انبیاء گفتند نو مپدی بدست
انبیاء نے کہا، نا امید ہی ہے
از چنیں حسن نشاید نا امید
ایسے حسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
اے بسا کاریکہ اول صعب گشت
بہت سے کام ہیں جو ابتدا سخت بنے
بعد نو میدی بے امید ہاست
پس کے بعد بہت ہی امیدیں ہیں
خود گرفتہ کہ شمشکلیں شدید
میں مبتلا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو
ہیچ مارا باقبولی کار نیست
میں مان لینے سے سرو کار نہیں ہے

قوم گفتند اہل ہوائے کہا کہ اگر
ہم تسلیم بھی کر لیں کہ بعض اوصاف
میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج
ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض
نا قابل علاج ہے۔ سالہا۔ ہمارے
مرض کے لا علاج ہونے کی علامت
یہ ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ
تھک چکے ہو کہ ہمارے ہمارے ہمارے
اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر
یہ مرض قابل علاج ہوتا تو کچھ فائدہ
ہوتا۔

۲ سُدہ جب جگر میں بند لگ
جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا
پانی پیئے سے پانی اور طرف چلا جاتا
ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں
پر دم آ جاتا ہے تو پانی بجائے پیاس
بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا
ہے۔ انبیاء گفتند انبیاء نے اہل سب
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
نا امید ہی چیز ہے۔ فراق۔ وہ
تھیلا جس میں شکار کر کے رکھا جاتا
ہے۔

۳ اے بسا۔ بہت سے معاملے
شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر
آسان ہو جاتے ہیں نا امیدی کے
بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں،
تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو
جاتی ہیں۔ خود گرفتہ۔ ہمیں بھی تسلیم
ہے کہ کم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے
دل اور کان پر قفل لگائے ہیں۔ ہیچ۔
لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغ رسالت میں
ہمیں تمہارے قبول کرنے اور انکار
سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ
کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔



اُو بفر مودست ماں ایں بندگی
اں نے اں اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے
جاں لے برائے ہر اُو داریم ما
ہم اں کے حکم کے لئے جیتے ہیں
ہر ۲ حق رانا گروہ بے ریا
ہم مخلص لوگ خدا کا حکم
غیر حق جان نبی را یار نیست
خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے
مرد تبلیغ ر سلاش از دست
اں کے پیغمبر کی تبلیغ کی ہر ہڈی اں کی جانب سے ہے
ما بریں در گہ مملو لاں نیستیم
ہم اں باگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں
دل فرد بستہ و مملول آں کس بود
دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے
دلبر و مطلوب بابا حاضرست
ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے
در دل مالالہ زار و گلشنی ست
ہمارے دل میں چمن اور گلشن ہے
دائمًا ترو جوانیم و لطیف
ہم ہمیشہ تر و جوانیم اور پاکیزہ ہیں
پیش ما صد سال و یک ساعت یک نیست
ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں
آں دراز و کوتاہی در جسمہاست
لبائی اور چٹائی جیسوں میں ہوتی ہے
سہ صد و نہ سال آں صحاب کہف
تین سو نو سال صحاب کہف کے

نیست اما از خود ایں گویندگی
ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے
گر بریکے گوید اُو کاریم ما
اگر وہ حکم دے ہم ریت میں بھی تو ایں کے
می رسانیم ایں رسال با شما
اور یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں
با قبول و رد خلش کار نیست
اں کا غلط کرنے کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے
زشت و دشمن و دشمن از بہر دوست
بہشت کی خاطر سے دشمن کے چہرے ملنے گئے ہیں
تاز بعد راہ ہر جا پیستیم
کہ راستہ کی ہڈی کی جڑ سے ہر جگہ شہر جائیں
کز فراق یار در محبس بود
جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو
در نثار جنتش جاں شاکرست
اں کی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے
پیری و پڑمردگی را راہ نیست
بڑھاپے اور مردھالی کے لئے اندر راستہ نہیں ہے
تازہ و شیرین و خندان و ظریف
تازہ اور میٹھے اور ہنس کھ اور خوش مزاج ہیں
کہ دراز و کوتاہی از ما منقلے ست
کیونکہ لبائی اور چٹائی ہم سے جدا ہے
آں دراز و کوتاہی اندر جاں کجاست
دازی اور کٹائی دوزخ میں کہاں ہے؟
پیش شال یک روز بے اندوہ و لطف
ان کے لئے بغیر رنج اور غم کے ایک دن تھا

۱۔ جان مال ہم تو اسی لئے زندہ ہیں
کس کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ
ریت میں بیٹھ کر اُو کے کاغذ ریت
میں بیچ دیں گے خود وہ نالگے
۲۔ ہر حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم
ہے کہ ہمیں ہمیشہ پیغمبر کی ریت میں
بغیر ریا کے ہمیں احکام پہنچا رہے
ہیں۔ با قبول۔ ہمیں اں سے سرور
نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا
رد کرے خود ہم اللہ کے لئے تبلیغ
کرتے ہیں اور اں کام کی مزدوری
اں سے نہیں گے ہم تو اسی کی خاطر
لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔
۳۔ ہر جا۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے
سردہ نہیں دے لی گرفتہ ہوتا ہے
جو دوست سے مجبور ہو ہمیں ہر وقت
قرب الہی حاصل ہے
۴۔ دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرت
حق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اں کی
رحمتیں ہم پر ہر وقت چھاور ہوئی راقی
ہیں۔ دل۔ ہمارے دل اں کی
محبت سے گھرا ہیں اور ہم ہر وقت تر و
تازہ رہتے ہیں۔ پیش۔ چش۔ جب
روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زبان و
مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے ہم
زبان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ صد۔
صحاب کہف۔ یہ روایت کا غلبہ تھا تو
ان کے لئے تین سو نو سال ایک روز
کے برابر تھے۔

وانگہے نمودشال یک روز ہم
بھر آئیں وہ ایک روز بھی نہ لگا
چوں نباشد روز و شب با ماہ و سال
جبکہ نہ در مات مع مہینہ نہ سال کے نہیں
در گلسانِ عدم چوں بیخودی ست
عدم کے چستان میں چونکہ بے خدی ہے
لَمْ یَلْقَ لَمْ یَلْقَ ہر کس کو خورد
جس نے نہ کھلایا وہ نہ چھانہ جانا کا مصداق ہے
نیست موبہوم اربدے موبہوم آل
وہ موبہوم چیز نہیں ہے اگر وہ موبہوم ہوتا
دورخ اندر وہم چوں آرد بہشت
دورخ بہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟
ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
اے بڑا اپنے گلے نہ پھاڑو
راہائے صعب پایاں بردہ ایم
ہم نے سخت راستے لئے کر لئے ہیں
ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
جو ہمارا پیرو بن گیا وہ راہلی پا گیا
وانکہ نشنید از شقاوت پند ما
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی
ہیں بجوئید از نجوم سعد راہ
آج کل نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو
کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
کہ روئیں عدم سے ہر جسم میں آگئیں
کے بؤد سیری و پیری و ملال
ہیٹ بھر جاتا اور بڑھاتا اور ٹھکن کہیں ہوتی ہے
مستی از سُغراقِ لطفِ ایزدی ست
مستی اللہ تعالیٰ کی مہربان کے جام سے ہے
کے یوہم آر و جعل انفاس و رد
گہڑا نفل سے غلاب کی خوشبو میں کہیں حاصل کر سکتا ہے
ہچو موبہومان شدے معدوم آل
تو وہ موبہوم چیزوں کی طرح معدوم ہو جاتا ہے
ہچ تابدروئے خوب از خوب زشت
بدصحت سو سے حسین چہرہ کہیں چمکتا ہے
آشنیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
منہ تک ایسا لقمہ پہنچ گیا ہے
رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم
ہم نے انہوں کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے
از عذاب نار و در جنت نشست
آگ کے عذاب سے اور جن نشین ہو گیا
در عذاب جاو داں شد مجتلا
وہ دانی عذاب میں مبتلا ہو گیا
زانکہ در ظلمت درید و قعر چاہ
کیونکہ تم اندھیرے اور کنویں کی گہرائی میں ہو

مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند آر شما سعدِ خودید
قوم نے کہا، اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو
خس مائید و ضدید و مرتدید
نہلے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

۱۔ وانگہے اصحاب کہف نے کا تھا
کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن
کے کچھ حصے میں رہے ہیں۔ چوں۔
جبکہ نہ زمان و مکان سے متعلق نہیں
ہے تو اس کے لئے نہ نہ بڑھایا نہ
ٹھکن گلسانِ عدم۔ یعنی عالم
ارواح۔ مستی اس عالم کی مستی قریب
الہی کی ہیبت سے ہے
۲۔ لَمْ یَلْقَ یعنی جس نے چیز کو
نہ چھوا وہ اس کا ذائقہ نہیں جان
سکتا۔ جعل۔ گہڑا۔ گوبر کا گیرا۔
نیست۔ یعنی یہ مستی وہی نہیں ہے
وہی کیفیت زائل ہو جاتی ہیں۔
دورخ۔ جس طرح دورخ اور جنت
میں بعد سے دور دور جنت کا تصور
بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اللہ دنیا اور
اس حقیقت میں بعد سے دنیا اور اس حقیقت
کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہاں۔
اللہ سا کو خطاب ہے کہ اپنی جاہلی
مولوں کی ہدایت حاصل کرو۔
۳۔ راہائے صعب۔ ہدایت کے حصول
میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ
انبیاء پھیل جاتے ہیں قوم ان سے بلا
مقابلہ کے ہدایت حاصل کرتی
ہے۔ ہر کہ انبیاء کی اطاعت کر لینے
والے نجات پاتے ہیں۔ نجوم۔ جو منکر
ہوتے ہیں وہ ایسی عذاب میں مبتلا
ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجوم
ہدایت ہیں۔ قوم گفتند انبیاء نے
اپنے آپ کو عداوت کا ستارہ دروایا تھا
قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت
تمہارے لئے ہوگی ہمارے لئے تو تم
خس ہو۔

در غم افگندید مارا و عینا
تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا
شد ز فال زشت تاں صد افتراق
تمہاری بد شگونی سے سیکڑھل چٹائیں بن گیا
مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما
تمہاری جہ سے موت کو سوچنے والا پرندہ بن گئے
ہر کجا آوازہ مستکری ست
جہاں کہیں برائی کا شہرہ ہے
ہر کجا مسخ نکالے ماخذیست
جہاں کہیں مسخ، عذاب جائے گرفت ہے
در غم انگیزی شما اشتہاست
غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

جان! ما فارغ بد از اندیشہا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی
ذوق جمیعت کو بود و اتفاق
یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا
طوطی نقل و شکر بودیم ما
ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے
ہر کجا افسانہ غم گستری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے
ہر کجا اندر جہاں فال بدیست
جہاں کہیں دنیا میں بد شگونی ہے
در مثال و قصہ و فال شماست
وہ تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی جہ سے ہے

باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشاں

انبیاء کا ان کا پھر جواب دینا

از میان جان تال دارد مدد
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے
اژدہا در قصد تو آید سر
اژدہا تیرے ارادے سے سر پر آ جائے
کہ بجہ ۳ زود آرنہ اژدہات خورد
کہ جلد بھاگ، ورنہ تجھے اژدھے نے کھلیا
فال چہ بجه ہیں در روشنی
بد شگونی کیا ہوتی ہے، اٹھ روشنی میں دیکھ
میر ہانم می برم سوئے سرا
چھڑا رہا ہوں، گھر کی جانب لے جا رہا ہوں
کو بدید اُنچہ ندید لیل جہاں
کیونکہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے، نیل میں نہیں دیکھا ہے

انبیاء! گفتند فال زشت و بد
انبیاء نے کہا اچھا اور برا شگون
گر تو جائے خفته باشی باخطر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو
مہربانے مر ترا آگاہ کرد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا
تو بگوئی فال بد چوں می زنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بد شگونی کرتا ہے
از میان فال بد من خود ترا
میں تجھے بد شگونی سے
چوں نبی آگہ کنندست از نہاں
نبی کی طرح جو ان پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے والے ہیں

۱۔ جان اور تمہاری غمست یہ ہے
کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے
ہمیں فکر مند بنا دیا۔ ذوق۔ ہم سب
محقق تھے تمہارے وجود سے ہم میں
اختلاف ہو گئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر
کھلائی جاتی ہے نعل۔ چیتہ۔
مستکری۔ برائی رخ صورت کا بدل
جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت
کی جگہ۔ اشتہا۔ خواہش
۲۔ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری
برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا
سبب ہم نہیں ہیں خود تم ہو۔ گرتو۔ بہتو
جہنمیں اس عذاب سے ڈرتے ہیں
جو واقعہ تم پر پڑا ہوا ہے
تمہاری مثال تو اس شخص کی ہے جو
ایسے شخص کو بیدار کر دے جس پر
سناپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳۔ بجہ۔ کو جلد۔ تو بگوئی۔ تمہاری
مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سناپ
حملہ آور ہے، بیدار کرنے والے کو برائی
دینے لگے۔ سر۔ گھر۔ چوں۔ نبی۔ نبی
آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھتا ہے
جو سنگروں پر پڑا ہوا ہے۔ ہاتھ
ہے۔

گر! طبیبے گویدت غمہ مخور
 اگر تجھ سے کوئی طبیب کہے کچا گھوڑ نہ کھا
 تو بگونی فال بد چوں میزنی
 تو دیکھے کہ بدگونی کیوں کرتا ہے
 ورنہ منجم گویدت کا مروڑ ہچ
 اگر کوئی نجوی تجھ سے کہے کہ آج کوئی
 مانگر دی نام و خلسر ازاں
 تاکہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محرم نہ بنے
 صد رہ ۲۰ ار بنی دروغ اختری
 اگرچہ تو سوطر سے نجوی کا جھوٹ دیکھتا ہے
 ایں نجوم مانشد ہرگز خلاف
 ہمارے ان ستاروں میں کبھی تحلف نہیں ہوا
 آل طبیب و آل منجم از گماں
 وہ طبیب اور نجوی گمان کے ذریعے
 دودھ می بنیم و آتش از کراں
 ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں اور آگ ایک کندے سے
 تو ہمیں گونی خموش گن زیں مقال
 تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے جب نہ
 اے کہ نصیح ناصحان راشنوی
 اے وہ کہ تو ہاتھوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے
 فعیے بر پشت تو بری رود
 ایک اڑدہ تیرے پیچھے دوڑ رہا ہے
 گویش خاموش ہمگینم مکن
 تو اس کو کہتا ہے چپ نہ مجھے غلگین نہ کر
 چوں زندا فعی دہاں برگرفت
 جب اڑدہ تیری گردن پر منہ ملے گا

۱۔ گرطبیبے تمہاری مثال اس
 مریض کی ہے جس کو طبیب معر
 چیز کھانے سے روکے اور وہ طبیب
 روکے اس کے اہرام ہرے غنیمت۔
 گنہگار ورنہ منجم تمہاری مثال اس شخص
 کی ہے جس کو نجوی بری گزری
 سے بچاتا چاہے اور وہ انا نجوی براہرام
 ہرے پنج قصدا راد۔
 ۲۔ منجم۔ نجوی کی بات سنکر
 بار جمونی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس
 احتمال ہے کہ شاید یہ بات سچ ہو
 نجوی کا کہنا مان جاتے ہو۔ اس پر نجوم
 لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل سچ
 ہوتی ہیں ان کو ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں
 ہو۔ نجوی اور طبیب محض گمان سے
 بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ
 رہے ہیں۔

۳۔ وہاں بیاد نہ کہا ہو عذاب
 کا وہاں اور آگ آگے سے دیکھ کر بتا
 رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بد
 فالی سمجھ رہے ہو۔ اے مسکروں کا
 وجود خود فال بد ہے۔ فیصہ تمہاری
 مثال یہ ہے کہ عذاب کا اڑدہ
 تمہارے دھبے ہے ایک شخص
 بالاخانہ سے اس کو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر
 رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں
 ساپ کی بات سنا کر غلگین نہ کر۔
 گوید۔ مجھ ہو کہ وہ بتانے والا بھی
 کہے گا کہ اچھا بری بات کو رفت
 و گذشت کرو اور تم خوش ہو۔ چوں
 زند۔ جب وہ اڑدہ اُس لے گا پھر
 تیری ساری خوشیاں گزری ہو جائے
 گی۔

کہ چنین رنجے بر آرد زود سر
 کہ فلاں مرض جلد سے اہل ہے گا
 پس تو ناصح را مؤثم میکنی
 تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے
 آچنخال کارے مکن اور پیسج
 دیا کام ارادہ سے نہ کرتا
 زانکہ نیکو نیست روز امروز ہاں
 کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے
 یکد و بارہ راست آیدی خری
 ایک دوبارہ سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے
 محتش چوں مانداز تو در غلاف
 ان کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟
 می کنند آگاہ و ما خود از عیال
 خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے
 حملہ می آرد بسوئے منکراں
 منکروں پر حملہ آور ہے
 کہ زیان ماست قال شوم فال
 کیونکہ بدگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے
 فال بد بائست ہر جای روی
 تو جہاں جائے بدگونی تیرے ساتھ ہے
 اور بائے بیندش آگہ گند
 وہ اس کو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہو خبر دے کرتا ہے
 گوید او خوش باش خود رفت ایں سخن
 وہ کہتا ہے خوش رہ بات ختم ہوئی
 تلخ گردد جملہ شادی کرفت
 تیری سب خوشیاں مناتلخ ہو جائیں گی

پس ابدو گئی ہمیں بوداے فلاں
بجز تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا
یا ز بالا یم تو سنگے می زدی
یا لوہے سے تو میرے پتھر ملتا
او بگوید زان کہ می آرزو
کہے گا کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا
گفت من کرم جو انمردی و پند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور صیحت کی
از یحییٰ حق آن شناختی
تو نے کینہ پن سے اس ک قدر نہ کی
اس ۲ بود خوئے لہیمان دئی
کینہ لہیموں کی یہی علت ہوتی ہے
نفس رازیں صبری گن منخیش
نفس کو صبر کے ذریعہ کمزور بنا
با کریمے سچ گر گنی احسان سزود
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے
بالیمے چوں گنی قہر و جفا
کینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا
کافراں کارند در نعمت جفا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں
کہ لہیمان در جفا صافی شوئند
کیونکہ کینہ ظلم میں مخلص بنتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں
دوزخ کو اس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ
عالم تا معبد منکراں گردد کہ اثیبا طوعا او کرہا
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ اھیبا طوعا او کرہا ہے

۱۔ پس بدو۔ پھر تو بتانے والے
سے کہہ گا کہ تو میرے تم میں کپڑے
بھلا کر کھینچے آگاہ کرتا تو میں مان لیتا یا
لوہے سے میرے پتھر ملتا تو میں آگاہ
ہو جاتا۔ او بگوید۔ وہ جواب میں کہہ
دے گا کہ تو میری بات سے آرزو ہوتا
تھا تو وہ کہے گا کہ میں اب کونسا خوشی
ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا
کہے گا کہ میں نے تو شرافت سے کام
لے لیا تھا مجھے مصیبت سے بچانے کے
لئے نصیحت کی تھی۔ تو کبھی۔ لیکن تو
نے کینہ پن برتا اس نصیحت کی قدر نہ
کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسانی اور
سرکشی کا سبب بنالیا۔

۲۔ اس بود۔ کینوں کا یہی طریق
ہے کہ تم اس سے بھلائی کرو تو وہ اس
کے بدلے میں تم سے برائی کریں
گے نفس انسان کا اس سیاحی کینہ
ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کرنا اور اس
کو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اس
کو مشتعل اور جھلڑوں سے کمزور بنانا۔
۳۔ با کریمے کی شریف سے
شرافت بروئے تو وہ سزا شرافت
برتا ہے۔ بالیمے۔ کینہ پر جھوٹا جفا کرو
گے تو پھر وہ اطاعت کریگا
کافراں کافر یہی کرتے ہیں کہ
دنیا میں ان کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر
پر جفا دوزخ کے عذاب میں خدا کو
بائیں گے اور نکالیں گے کہ
لہیمان۔ کینہ ظالم کے ساتھ ٹھیک
چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔
۴۔ اھیبا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو
حکم دیا کہ تم دونوں آؤ خلوہ خوشی سے
خلوہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی
سے حاضر ہیں یعنی اس آیت سے
معلوم ہوا کہ اطاعت تو لازم کرئی ہو
گی خلوہ خوشی سے کر دیا مجبوری سے
کفار مجبوری سے اطاعت کریں گے۔

۱۔ دوزخ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوئے تو فرما رہی کریگے خوشی جانور خوشی ہے نہیں آتا تو جہل میں پھنس کر آتا ہے۔ جاں۔ زنداں۔ جب چہر چیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے تو نیکی شروع کر دیتا ہے چوں۔ جن اور اس کی تحقیق کا باعث عبادت اور اطاعت ہے خوشی سے نہ کریگے تو جزا کرنی پڑی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گزار کی ریگا تو کافر دوزخ میں اطاعت کرے گا۔

۲۔ آدمی۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت گزارا ہے جیسا کہ اپنے میں مذکور ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی میں نے انسان کو اس کے لئے پیدا کیا کہ وہ عبادت کرے اور جوں کو گمراہ لئے کردہ عبادت کرے اور کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب ہے اس کو اس کا نیک بنائے گا تو وہ نیک بن جائے گی لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کرے گا وہم سے کاموں میں لگے گا تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔

۳۔ گرتو نیچے۔ تلواری کا اصل مقصد اس کے ذریعہ فتح پانا ہے وہ کھوٹا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کھونٹے کا کام لے گا تو بڑی حماقت ہوگی۔ معبد۔ ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادت خانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اکرمیت کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا اکرام کیا اور نسیم کا معبد احمیت کا مقام ہے۔ یعنی میں نے اس کو بیمار کیا۔ شریف

مسجد و طاعات مثال اس دوزخ است
ان کی مسجد اور اطاعتوں کی جگہ دوزخ ہے
ہست زنداں صومعہ دُزد لیم
کہنے چہد کا عبادت خانہ قید خانہ ہے
چوں عبادت بود مقصود از بشر
چونکہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہے
آدمی ۲۔ راہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی
اس نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو پڑھ
گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
لیک از مقصود این بالمش نبود
لیکن اس کا مقصد یہ نیک ہونا نہ تھا
گر تو منی ۲۔ ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھونٹ بنا لے
گرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
اگرچہ انسان کی تخلیق سے مقصود علم و ہدایت ہے
معبد مرد کریم اُکرمۃ
شریف انسان کی عبادت گاہ مقام اکرمیت ہے
مر لیمیاں را بزَن تا سر نہند
کیموں کو پٹ تاکہ اطاعت کریں
لا جرم حق ہر دو مسجد آفرید
لا محالہ اللہ تعالیٰ نے دو مسجدیں بنائیں

پائے بندز مرغ بیگانہ فتح است
بیگانہ پندہ کے پاؤں کا پھنسا جال ہے
کاند رو ذا کر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے
شد عبادت گاہ گرو نکش سفر
متکبر کی عبادت گاہ دوزخ بنی
لیکن از مقصود این خدمت بدست
لیکن اس کی پیدائش سے اصلی مقصود عبادت ہے
جو عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں کئی مقصد نہیں ہے
گر تو اش بالمش گنی ہم می شود
اگر تو اس کا نیک بنائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ اور ہدایت اور نفع تھا
بر گزیدی بر ظفر اویبر را
تو نے کامیابی پر بدھتی کو ترجیح دی
لیک ہر یک آدمی را معبدیست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے
معبد مرد لیم اُسقمۃ
کیمین انسان کی عبادت گاہ اسقمیت ہے
مر کریمیاں را بدہ تا برو ہند
شریفوں کو انجام دے تاکہ بھل دیں
دوزخ آنہارا و لہنہارا مزید
ان کے لئے دوزخ اور ان کے لئے مزید

افلاحت الہی کے وقت عبادت گزار بننا ہے اور کئیہ مصائب میں مبتلا ہو کر مزید۔ یعنی جنت جس کے لئے فرمایا گیا وَلَقَدْ أَنزَلْنَاكَ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لِّلنَّاسِ

ساخت اموی قدس در باب صغیر تافر دو آزند سر قوم زحیر
حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھٹا مدارہ بنایا تاکہ سرکش قوم سر جھکائے
زاں کہ جباراں بدند و سرفراز دوزخ آل باب صغیر ست و نیاز
کیونکہ وہ جہد اور متکبر تھے دوزخ دی چھٹا مدارہ اور نیاز مندی کی جگہ ہے

۱۔ ساخت موسیٰ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اس میں جھک کر داخل ہوں اور ان کی جگہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی مجھو کہ اس میں داخل ہو کر یہ متکبر عبادت گزار بن جائیں گے۔

۲۔ بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے رخص۔ مکانات کا ماحول بریوں کا بازو۔ اذخلوہا قرآن پاک میں ہے۔ اذخلوہا الیاب سجدنا وقولوا حطّٰ۔ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے۔ شاہان۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ ان کی حرب اور عبادت کا گور خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلووان کہا جاتا ہے یہ متکبران کے سامنے ٹھکتے ہیں۔

۳۔ لائق۔ ان کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ ان کو جناب باری کی کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکیوں کی اور ان کی مثال دی ہے جو گئے اور نزل کی ہے اس گال۔ یعنی دنیا دار بادشاہ۔ اس خال۔ یعنی متکبر۔ شیر۔ یعنی جناب باری تعالیٰ۔ حرب۔ چوہا کی سے ڈرتا ہے شیر جو کہ اس سے بدتر جہا افضل ہے اس سے نہیں ڈرتا۔

بیان ۲۔ آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن
اس بیان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت ان متکبروں کو تابع بنانے کے
جباراں کہ مسخر حق نباشند ساخته چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
باب صغیر ساخت بر روض قدس جہت رکوع جباران
نے بیت المقدس کے احاطے میں چھٹا مدارہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آتے
بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اذخلوہا الیاب سجدنا وقولوا حطّٰ
وقت بھگیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حط کہوں کا حکم تھا

آنچناں کہ حق زخم و استخوان
اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے
اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند
دنیا دار ان کو سجدہ کرتے ہیں
ساخت سرگیں داگی محراب شاں
ان کے لئے گور خانے کو محراب بنایا
لائق ۳۔ ایں حضرت باکی نہ اید
تم پاک دہد کے لائق نہیں ہو
آں سرگاں را ایں خناس خاضع شوند
یہ کہنے ان کتوں کے تاجدار ہوتے ہیں
گر بہ باشند شخنہ ہر موش خو
ہر موش خصلت کا کو تول ملی ہوتی ہے

از شاہاں باب صغیرے ساخت ہاں
بادشاہوں کا چھٹا مدارہ بنایا
چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں
نام آں محراب میر و پہلووان
اس محراب کا نام، حاکم اور پہلووان ہے
نیشکریا کاں شما خالی نے اید
پاک لوگ گناہیں، تم صرف نزل ہو
شیر را عارست گورا بگروند
شیروں کی توہین ہے کہ وہ اس کے گرویدہ ہوں
موش کہ بود تاز شیراں تر سداو
چوہا کس قاتل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے



خوفِ ایشان از کلابِ حق بُود

ان کو اللہ تعالیٰ کے کتوں سے خوف ہوتا ہے

رَبِّیْ الْأَعْلٰی سَت وِ دِیَالَ مہاں

سرمدوں کا خلیفہ ربیٰ الاعلیٰ ہے

مُوش کے ترسِ دِ شیرانِ مَصاف

جگ کے شیروں سے چمک ب ڈتا ہے

رَوِیْشِ کاسہ لیس لیس لیس

اسدیک جانے والے پیلہ جانے والے کے پاس جا

دِیگ لیس لیس کاسہ لیسے را بچو

تو دیک جانے والا ہے کی پالہ جانے والا کو تلاش کر

بِس اکن ار شرعے بگویم دور دست

ختم کر اگر میں لمبی تفصیل کروں گا

حاصلِ ایں آمد کہ بد گن اے کریم

خلاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! برائی کر

بِالنِّیمِ نفسِ چوں اِحساں گند

جب تو کینے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زِیں سبب بد کابلِ محنت شا کرند

یہی سبب ہوا کہ تجھی شکر گزار ہیں

ہست طاعی بگر ز زیں قبا

سرور زریں قبا والا سرکش ہے

شکر س کے روید ز اَملاک و نعم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں آتا ہے

خوفِ شای کے ز آفتابِ حق بُود

آفتابِ حق سے انہیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّ اِدنی در خورِ ایں بِلکھاں

رب ہوئی ان بیوقوفوں کے لائق ہے

بلکہ اں آہو نگانِ مُشک ناف

بلکہ وہ آہو قدمِ مشک کی ناف والے ڈرتے ہیں

تَشِ خداوند و ولی نعمت نو لیس

تو اس کو آقا اور ولی نعمت لکھ

تَشِ خداوند و ولی نعمت بگو

تو اس کو آقا اور ولی نعمت کہہ

خشم گیرِ میر و ہم داند کہ ہست

حاکم غصہ کرے گا اور سمجھے گا کہ وہ کچھ ہے

بِالنِّیمِاں تہنید گردنِ لَئیم

کینوں کے ساتھ تاکہ کینہِ لطاعت کرے

چوں لَئیمِاں نفسِ بد گفراں گند

تو بد نفس کینوں کی طرح کفران کرے گا

اہلِ نعمت طاعی اندو ما کرند

الہام سرکش اور مکار ہیں

ہست شا کر خستہ و صاحبِ عبا

خستہ حال اور ٹھکری والا شکر گزار ہے

شکر می روید ز بکوا و سقم

شکر الہام اور بیماری سے آتا ہے

۱۔ خوفِ مکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربیٰ الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے مہاں۔ بالا و برتر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے ان مکرین کے لائق اہل رب سے لہذا یہ اس کو ہی پوجتے ہیں۔ رب اہل۔ معمول و عبادت کا خدا موش۔ شیروں سے ڈرتا چوے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیکھ لیں۔ قیمتی درجہ و بے فرشتے لہذا ان مکرین کی خدائی کے لائق۔ یہی عالم اور جاری ہیں۔

۲۔ بس گن۔ مولانا فرماتے ہیں کلاب مکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ ناراض ہو گئے اور دل ہی تمہیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جمعی تو ہمارا اس قدر ذکر کیا جا رہا ہے۔ لَئیم نفس۔ نفس لَئیم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور الماد سرکش ہوتے ہیں۔ مگر۔

۳۔ شکر۔ انتہا اور پیلری شکر گزاری کا سبب ہے۔ قصہ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور ابتلا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ سچ کھنٹی۔ سرفہ و درخون چلن زدن۔ گھومنا۔

قصہ عشقِ صوفی بر سفرہ تہی از خورش

کھانے سے خالی دہرخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفی برینِ روزے سفرہ دید

ایک صوفی نے ایک دن کھنٹی پر دہرخوان دیکھا

چرخ می ز دجا مہار می درید

رخس کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

بانگ می زدنگ نوائے بے نوا
چننا تھا یہ بے سلسل کا سلسل ہے
چونکہ در دو سوزِ او بسیار شد
چپ ان کا مدد اور سوزِ بوی
کھلنے وہائے ہوئے می زدند
تقیبہ اور نعرے ملتے تھے
بولافصولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک نوا انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟
گفت رو رو نقش بے مقنیتی
اس صوفی نے کہا جا تو بے روح تصویر ہے
عشقِ نالِ بے مالِ غذائے عاشقِ ست
عشقِ جودِ نالِ نہ ہوتے ہوئے روئی دعا کی غذا ہے
عاشقان را کار بُود باوجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے
بال ۲ نے وگردِ عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں
آں فقیرے گوز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی
عاشقان اندر عدمِ خیمہ زدند
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے
شیر ۳ خوراء کے شناسد ذوقِ لوت
وہ پتا پچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے
آدمی کے بو بردار ہوئے او
پتی اس خوشبو کا سراغ کب پاسکتا ہے

خطبہا و دروہا رانک لے دوا
یہ خطبوں اور دروہوں کی دعا ہے
ہر کہ صوفی بُود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اس کا ساتھی ہو گیا
تا کہ چندیں مست و بخود می شدند
یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بخود ہو جاتے تھے
سفرۂ آویختہ از ناں تہی ست
لٹکا ہوا درخون روئی سے خالی ہے
تو بجو ہستی کی عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے
بندِ ہستی نیست ہر گو صادق ست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے
عاشقان را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے
دست نے وگوئے زمیڈاں می برند
ہاتھ نہیں ہے اور میڈاں سے گیند لے جاتے ہیں
ہاتھ کھٹا ہوا ہونے پر جھولی جھٹا تھا
چوں عدمِ مکرنگ و نفسِ واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں
مر پری را بوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھان ہوتا ہے
چونکہ خوئے اوست ضدِ خوئے او
کیونکہ اس کی عادت اس عادت کے خلاف ہے

۱۔ تک۔ یعنی یہ درخون چٹک
اس صوفی کے وجد میں آگئے۔
کچھ کچھ۔ دونوں کانوں کے برکے
ساتھ فقیر بولافصول۔ یہ ہوش
بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بوجو
ہستی۔ یعنی تو طالب وجود ہستی یعنی
یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہذا
ہم روئی کے نہ ہونے کے طالب و
عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا
مطلوب ہوتا ہے عاشق۔ عاشق
کی غذا عشق ہے جودِ نالِ ستوئیں ہے
لیکن اس کے لئے روئی کا کام دیتا
ہے۔ عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا
کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اس کو نفع
پہنچتا ہے۔

۲۔ بال نے۔ جس طرح عاشقوں کا
نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ
بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور
بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں
آں فقیرے۔ نئے شیخ کا پہلے قصہ
گزر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہونے ہوئے
وہ زنبیل بنے تھے۔ عاشقان۔ عاشق
ہر چیز کو تم کر دیتا ہے امتیاز و جودات
میں ہوتا ہے عدم میں یکسانیت
ہے لہذا عاشقان خدا بھی یک رنگ
ہیں۔

۳۔ شیر خوراء۔ ہر شخص اپنے سے
مناسب بات کو سمجھتا ہے وہ
عشاق کہتا ہے بولافصول نے صوفی
پر اسی لئے عشاق کہا کہ وہ فنا کے
ذوق سے ناواقف تھا شیر خور پچہ
صرف وہ کہ حُرے سے واقف
ہے وہ اس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے
کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔
پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان
کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو
سے پیٹ بھر جائے تو نہیں سمجھ سکتا۔



سُفْرًا اَوْ پِش اِیں اِز ناں تہی ست
ان یوسف کا درخونان کے لئے روئی ہے خالی ہے
رُوئے ناکشہ نہ بیند رُوئے دُور
بن دہلا نہ حور کا نہ نہیں دیکتا ہے
عشق باشد لُوت پُوتِ جانہا
عشق جانوں کے لئے ہم قسم کا کہتا ہے
جُوع ۲ یوسف بُود مر یعقوب را
حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی بھوک تھی
آنکہ بستد پیر ہن را می شتافت
جس نے پیرن حاصل کیا تھا وہ دھڑکا تھا
وانکہ صد فرسنگ زان سو بُود او
وہ جو اس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا
اے بسا عالم ز دانش بے نصیب
دہت سے عالم ہیں جو سمجھ سے محروم ہیں
مستمع ۳ از وے ہی یلید مشام
سننے والا اس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے
زانکہ پیرا ہن بدستش عاریہ است
کیونکہ اس کے پاس لباس عاری ہے
جاریہ پش نخاسی سر سر ریت
غلام فروش کے لئے وہ لٹری تھوڑی دیر کے لئے ہے
قسمت حق ست روزی خواہ نے
اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے نہ کہ ہڈی چاہنے والے کی
یک جیا لے نیک بارغ آں خُده
ایک اچھا خیال اس کے لئے گزرد بن گیا

پش یعقوب ستد ر کو مشہیت
حضرت یعقوب کے لئے بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ خندہ ہیں
لَا صِلَوةَ کَفتِ الْا بِالْحُضُورِ
آنحضرت نے فرمایا کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہے
جوع ازیں رُویست قُوتِ جانہا
اس لئے بھوک جانوں کی غذا ہے
بُوئے ناش می رسید از دُور جا
ان کو ان کی روئی کی خوشبو دور سے پہنچ رہی تھی
بُوئے پیرا ہن یوسف می نیافت
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا تھا
چونکہ بد یعقوب می یُوسید یو
چونکہ وہ حضرت یعقوب تھے وہ خوشبو سگھ رہے تھے
حافظ علم ست آں کس نے حبیب
وہ عالم علم کا نگہبان ہے نہ کہ محبوب
گرچہ باشد مستمع از جنس عام
خود سننے والا عام میں سے ہو
چول بدست آں نخاسی جاریہ است
جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لٹری ہوتی ہے
در کف او از برائے مشتری ست
اس کے قبضہ میں خرید کے لئے ہے
ہر یگے را سُوئے دیگر راہ نے
کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے
یک جیا لے زشت راہ ایں زدہ
ایک برا خیال اس کے لئے راہزن بن گیا

۱ سترہ اُف حضرت یوسف کے
چہرے کا درخونان حضرت یعقوب
کے لئے اولاد برکت سے پر تھا
بھائیوں کے لئے خالی تھا روئے
ناکشہ۔ جن لوگوں کے دل
نجاست سے پر ہیں ان کو اولاد نظر
نہیں آتے ہیں اسی لئے کفار کو خدا کا
دیدار نہ ہوگا نمازیں کی کیفیت اس شخص
کو پیر آئیں گی جو قلب کو مصفی کر
کے حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے
گل جانہد عاشقوں کی جانوں کے
لئے عشق غذا ہے جوئے مشہد
مقولہ ہے لُحْیوم طَعَامُ الْفَاضِلِینِ
بھوک مدنیوں کی غذا ہے
۲ جوئے حضرت یعقوب میں
حضرت یوسف کی طلب صادق تھی
اسی لئے آئیں دور سے ان کی خوشبو
محسوس ہو گئی آنکہ پستہ وہ جس جو
حضرت یوسف کی مجلس حضرت
یعقوب کے پاس لے کر آیا وہ طلب
صادق سے خالی تھا اس کو اس مجلس
میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ وائے
حضرت یعقوب مجلس سے سینکڑوں
میل کے فاصلہ پر تھے ان کو اس کی
خوشبو محسوس ہو گئی اے بد جو عالم
بے عمل ہیں ان کی مثال حضرت
یوسف کی مجلس لانے والے کی سی
ہے۔ مستمع عالم بے عمل کو خدا
دور علم سے وہ جاہل جن میں طلب
صادق ہوتی ہے غافلہ تھا بنے ہیں۔
پیرا ہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم
ایک عارضی چیز ہے اس کی مثال اس
غلام فروش کی سی ہے جس کے پاس
فروخت کرنے کے لئے کوئی لٹری

ہو وہ اس بے بہرہ رہتا ہے خریدار سے فائدہ اٹھاتا ہے نخاسی۔ برہم فروش قسمت حق ہے تمام تقسیم اللہ کی جانب
سے ہے جس کا جو حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے طالب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ایک خیال ایک شخص کے نصیب میں وہ
خیالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے موجب مباحث ہوتے ہیں دوسرے کے وہ خیالات ہیں جو اس کو اجاہد کرتے ہیں۔

۱۔ آں خیالے نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تپان کا سبب بنتا ہے اُن خدا نے یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے پس کہ ہمارے انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کون سے خیالات آرام دہ ہیں اور کون سے خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ ہاں۔ انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دل میں خیالات کس راہ سے آتے ہیں۔ بدن گوشہ

۲۔ جو مگر انسان اپنے لئے اچھے برے خیالات کو خدا کی مدد سے پہچان سکتا ہے کیونکہ یہ خیالات اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں انسان کے ساختہ نہیں ہیں۔ مطلقش۔ یعنی خیالات کے آنے کی راہ کے رسد خیالات کے آنے کی راہ عدم میں ہے اور جاسوس مفید پوچھو ہے تو عدم تک اس کی رسائی ناممکن ہے۔ مرصاد۔ گھات کی جگہ۔ دامن۔ ان خیالات کی راہ اگر معلوم کرنی ہے تو اللہ کے فضل کا دامن اللہ کے احکام ہیں ان سے وابستہ ہو جاؤ۔

۳۔ آں یکے اب اللہ کی تقسیم پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو باغ اور مہروں سے لطف اندوز ہے اس کے پاس ہی ایک شخص گری اور پیاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے اور عجب تکلیف اٹھانے والا راحت اٹھانے والے پر متوجہ ہے اور راحت اٹھانے والا تکلیف اٹھانے والے پر ہیں۔ راحت ہانے والا تکلیف اٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی اھر آ جا کیوں تکلیف اٹھاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اھر نہیں آ سکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔

آں خیالے از اثر باغے شدہ وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے باغ ہو گیا
آں خدا نے کز خیالے باغ ساخت وہ خدا تعالیٰ جس نے ایک خیال سے باغ بنا دیا
پس کہ داند راہ گلشنہائے او اس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
دیدہ ہاں دل نہ بیند در مجال دیدہ ہاں دل کا محافظ تک و دو میں نہیں دیکھتا ہے
جو مگر آں دل کہ دار دعویٰ حق جو مگر آں دل کے جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو
گر بدیدے مطلعش راز احتیال اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا
کے رسد جاسوس را آنجا قدم کے رسد جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے
دامن فصلش بکف گن کوہ وار دامن فصلش بکف گن کوہ وار
انصوں کی طرح اس کی رحمت کے دامن کو پکڑ لے
دامن او امر و فرمان و دست دامن اور فرمان اس کا دامن ہے
آں یکے در مرغزار و جوئے آب آں یکے در مرغزار و جوئے آب
ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے
اوجب ماندہ کہ ذوق او ز چیست اوجب ماندہ کہ ذوق اس کی چیز میں ہے
وہ تعب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز میں ہے
ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہا مست ہیں چرا خشکی کہ یہاں چشمے ہیں
خبردار! تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

وہیں خیالے علیے برہم زدہ وہیں خیال نے جہنم کو تہ و بالا کر دیا
وہ خیالے دوزخ و جائے گداخت اور ایک خیال سے دوزخ اور پھٹنے کی جگہ بنا دی
پس کہ داند جائے گلشنہائے او اس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
کز کد میں رکن جاں آید خیال کز کد میں رکن جاں آید خیال
کہ جان کے کونے گوشے سے یہ خیال آتا ہے
کون اور انیسیت کردہ کون حق کون اور انیسیت کردہ کون حق
اللہ تعالیٰ کے وجود نے اس کے وجود کو فنا کر دیا ہے
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال
تو ہر برے خیال کا راستہ بند کر دیتا
کہ بود مرضا دو در بند عدم کہ بود مرضا دو در بند عدم
جو عدم میں محفوظ اور گھٹ کی جگہ ہو
قبض اعلیٰ ایں بود اے شہریار قبض اعلیٰ ایں بود اے شہریار
یکے شہ ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے
نیکنجے کہ فقی جان و دست نیکنجے کہ فقی جان و دست
وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے
واں یکے پہلوئے او اندر عذاب واں یکے پہلوئے او اندر عذاب
اور ایک اس کی پہلو میں عذاب نہیں ہے
واں عجب ماندہ کہ ایں در جس کیست واں عجب ماندہ کہ ایں در جس کیست
اور وہ تعب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے
ہیں چرا زردی کہ اینجا صد و اوست ہیں چرا زردی کہ اینجا صد و اوست
خبردار تو کیوں پیلا ہے یہاں نیلگوں دوامیں ہیں



ہمنشینا ہیں! بیا اندر چمن
اے ساتھی! خبرد چمن میں آبا
ہیں بیا جانال کہ پایت دستہ نیست
خبر دلست! آبا یک تیرے پاؤں بندھے ہوئے ہیں
یک مثل آمد دریں معنی بگفت
اس سلسلہ میں ایک کہلت کہی گئی ہے
اند اندر معنی بگویم قصہ
اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سناتا ہوں

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز با حق
ایک حاکم کے اس غلام کا قصہ جو اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگشتی سے بہت محبت رکھتا تھا

در زمانے بود امیرے از کرام
ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاکم تھا
میر شد محتاج گرما بہ سحر
میر کو حاکم کو تمام کی ضرورت ہوئی
طاس و ایزار و گل ازا توں بگیر
طاس اور تہ بندہ ہر ملتی مٹی اٹھوں سے لے لے
سُفَر آں دم طاس و ایزار نکو
سفر نے فوراً طاس اور اچھا تہ بند
مسجدے برہ بدو بانگ صلا
راستے میں مسجد تھی اور بلاؤں کی آواز
بود سُفَر سخت مَوَلج در نماز
سفر نماز کا بہت فریفتہ تھا
تو بریں دُکال زمانے صبر گن
آپ اس مکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں
رفت سُفَر میر در دُکال نشست
سفر چلا گیا آقا مکان پر بیٹھ گیا

۱۔ ہیں باب تیرے پاؤں میں
بڑی نہیں ہے چلا آئے اس سے کہتا
ہے کہ تو بھی اور نہ جا ٹھہر جا غرضیکہ
دلوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس
کا کہنا مانتا ہے نہ وہ اس کا کہ ایک عظیم
خلوئی کے مطابق اپنا اپنا حصہ
حاصل رہ رہا ہے۔ قصہ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں
پہنچے۔ ہاتھ اور غلام پاؤں نہیں نکل رہا تھا
یہی حال مومن کو رکھ کر ہے۔

۲۔ سُفَر اس امیر کے غلام کا نام
سفر تھا۔ محتاج یعنی اس کو نہانے کی
حاجت ہو گئی۔ بردار سر۔ یعنی
بستر سے اٹھ چلے طاس۔ طاس۔
ایزار۔ ازار۔ تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتی
مٹی جس کی کل کر لیا جاتا تھا۔ اٹھوں۔
زر زرخش اس امیر کی لفظی کا نام تھا۔
۳۔ دو۔ دو۔ دو۔ دو۔ بانگ
صلا۔ دعوت کی آواز یعنی نواز۔
مَوَلج۔ فریفتہ م۔ مکن۔ یعنی سہا
البتہ باوہ پندار۔ یعنی وہ اپنے غرور
میں مست تھا۔

بود سُفَر نام او را یک غلام
اس کا ایک غلام سفر نام کا تھا
بانگ زد سُفَر ہذا بردار سر
اس نے پکارا سفر! خبرد اللہ جا
تا بگرما بہ رَویم از نا گویر
تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں
بر گرفت و رفت با او دوسرے بدو
لے لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلا
آمد از گوش سُفَر بر ملا
صاف طور پر سفر کے کان میں آئی
گفت اے میر من اے بندہ نواز
بولا اے میرے آقا! اے بھنے پرہ
تا گز ارم فرض و خواہم لم میکن
تاکہ میں نماز ادا کروں اور لم میکن پڑھ لوں
منتظر از بادہ پندار مست
خضر ہو کر غرور کی شراب سے مست

کردیک ساعت توقف بر دکان
تھوی در نکان پر توقف کیا
از نماز و وردہا فارغ شدند
نہا اور دھنوں سے فارغ ہو گئے
میر سفر راز مانے چشم داشت
آقا ایک وقت تک سفر کا منظر رہا
گفت می نگزار روم اے ذوقوں
اس نے کہا اے ہر مندہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے
نیستم غافل کہ در گوش منی
میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے
تا کہ عاجز گشت از تپش مرد
حتی کہ آقا اس کی ٹال مٹول سے عاجز آ گیا
تا بروں آیم ہنوز اے محترم
اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں
کیست و امید ارد آنجا کت نشانہ
کان روکتا ہے وہاں تجھے کس نے بٹھایا ہے؟
بستہ است اوہم مرا از اندوہوں
اسی نے مجھے اندہ بانڈھا ہے
می نہ بگذار و مرا کایم بروں
وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ میں باہر نکلوں
اوبدیں سو بست پائے اس رہی
اسی نے اس جانب اس غلام کو پاستہ کر دیا ہے
خاکیاں را بحر نکذار دروں
سمند خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے
حیلہ و تدبیر اینجا بطل ست
اس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

میر از بہر دل آں زندہ جاں
آقا نے اس زندہ روح کی خاطر سے
چوں امام و ترم پیروں آمدند
جب امام اور گم باہر آئے
سفر آں جلمان نازدیک چاشت
سفر چاشت کے وقت تک وہاں رہا
گفت اے سفر چرنائی بروں
بولا اے سفر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے
صبر کن تک آدم اے روشنی
صبر کر اے روشنی! میں بھی آیا
ہفت نوبت صبر کرو و بانگ کرد
اس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی
پاشش ۲ ایں بود می نگزار دم
نہ کا مکی جب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے
گفت آخر مسجد اندر کس نمازند
بالآخر اس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا
گفت آں بستہ است از بروں
اس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر بانڈھا دیا ہے
آنکہ نکذار ترا کائی دروں
جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے
آنکہ نکذارد کریں سو پانہی
وہ جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم نہ رکھے
ماہیاں ۳ را بحر نکذار بروں
سمند چھیلیں کو باہر نکلے نہیں دیتا
صل ماہی ز آب و حیواں از گل ست
مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے

۱۔ زندہ جاں۔ یعنی سفر۔ وہاں
یعنی وہ اور وہاں نصف چوٹا کے بعد
بڑھے جاتے ہیں۔ چشم داشت۔
منظر رکھ رہا۔ گوش منی۔ یعنی میں تیری
آواز سن رہا ہوں۔ تپا۔ ٹال مٹول۔
انتظار۔

۲۔ پاشش۔ یعنی سفر ہر مرتبہ حاکم
سے یہ کہتا تھا کہ مجھے نہیں چھوڑتا۔
گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی
فصل نہیں رہا سب باہر آ گئے تھے
کون روک رہا ہے گفت آنکہ۔
سفر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر
آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے
باہر نکلنے سے روک رہی ہے رہی۔
غلام۔

۳۔ ماہیاں۔ ایک ہی سمند سے
چھیلیں کو باہر نکلنے سے روکنا ہے اور
خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے
روکنا۔ اس۔ ہر چیز اپنی جنس کو
چھوڑنے سے روکنا۔ غیر جنس کو روک کر رہی ہے
ماہی اور چھلی ایک جنس ہے لہذا دیا
چھوڑنا و بچھوڑنا ہے خشکی کے جانوروں کی
اس مٹی سے پانی مٹی کو غیر جنس
نے کی وجہ سے روک رہا ہے۔

فصل از فت سست و کشایند خدا
فصل ہماری ہے ہر کھولے ملا اللہ تعالیٰ ہے
دَردہ دَردہ گر شود مقتضایا
ایک ایک نہ اگر سنجیں بن جانیں
چوں فراموش شود تدبیر خویش
جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے
چوں فراموش خودی یادت کنند
جب تو خودی کو فراموش کر دے گا وہ تجھے یاد کریں گے
گر تو خواہی تخری و دل زندگی
اگر تو آزمای اور دل کی زندگی چاہتا ہے
از خودی بگذر کہ تالیابی خدا
خودی سے گزر جاتا کہ تو خدا کو پالے
گر ترا باید وصال راتیں
اگر تجھے چھن کا وصال دیکھ دے

دست در تسلیم زن و اندر رضا
تسلیم اور رضا پر دستگاہ حاصل کر
ایں کشایش نیش از جو کبریا
یہ کشادگی بجز خدا کے ممکن نہیں ہے
بخت یابی اے جوان از پیر خویش
اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کر لے گا
بندہ گشتی دانگہ آراوت کنند
تو غلام بن جائے گا تو وہ تجھے آزاد کریں گے
بندگی گن بندگی گن بندگی
غلامی کر غلامی کر غلامی
فلی حق شو کہ تالیابی بقا
حق میں فنا ہو جا، تاکہ تو بقا حاصل کرے
محو شو واللہ اعلم بالیقین
تو مٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

۱۔ فصل۔ جنس مغفرت کا قفل
بہت سخت ہوتا ہے یہ صرف اللہ کے
فضل سے کھلتا ہے لہذا اگر ماضی رضا
خودمندی ہو جاوے تب یہ قفل کھلے گا ورنہ
یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی وجہ کی
طرف کش ہو سکے۔ چوں انسان
جب اپنی تدبیر سے یہ قفل نہ کھل
سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے
میرے کہ جب خود فراموشی حاصل ہو
جائی ہے جب شیخ اس کو یاد کرتا ہے
جب میرے شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو
شیخ اس کو عطا و دینوی سے آزمای عطا
کر دیتا ہے کہ تو خودی۔ اگر چہ میں
آزمای کی شہنا ہے اور دل کی زندگی
چاہتے ہو وہ عبادت اور اطاعت اختیار
کر۔

۲۔ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فانی
اللہ حاصل کرنے پر بقاء و سلام حاصل
ہوتا ہے۔ اگر ترک صدیقین سے
وصال اس وقت حاصل ہو گا جب
انسان اپنے آپ کو بھلا کر ڈالے کہ وہ
از سبب دلائل انبیاء و مرسلین
کا تذکرہ پھر شروع کیا۔ چند انبیاء
منکرین کے انکار سے انبیاء ان کی
اصلاح سے ایمان ہو جاتے تھے۔
۳۔ چند انبیاء نے ایمان ہو کر یہ
سوچا کہ ان معجزوں کو نصیحت کرنا تو ایسا
بے بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو
کھانا سونا دار بخرے میں بچوک
بھرنے۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا
بیکار اور مذاق اڑانے کا سبب ہے
جنتی۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی
تضاد سے ہے جب تک اصرار سے
کشش نہ ہوا ان کی ہدایت ناممکن ہو
لوگ لگتی ہے وادانت چلتے ہیں۔

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قوا تعالیٰ حی اذا استیأس الرُّسُل
انبیاء علیہم السلام منکرین کے قبول اور پذیرائی سے ناامید ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ان تک کہ جب سولہا میں ہو گئے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند
انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا
چند ہم کو نیم آہن سر دے زغ
گر ہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کٹیں؟
وَمَ خَر پیروان آخر تا بچند
گدھے کی دم تاننا آخر کب تک
جنبش خلق از قضا و وعدہ است
خلق کی حرکت قضا اور وعدہ الہی سے ہے



انفس لاول سان میں اللہ کی ذات
عکراں ہے جو کچھ ہے ہک عالم ہالاک
طرف سے ہے ایک۔ لیکن تضاد
قدر کے پیش نظر عمل کسی ترک نہیں
کی جاسکتی ہے۔ پس تو پیغام پہنچانے
کا حکم ہے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ بینی
جستی۔ یعنی تو مرنے کے بعد یہ
چلے گا کہ انسان جہمی ہے یا جستی لیکن
زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا
چاہیے۔ چل نہ۔ دنیا کے تمام
کاروبار توغ اور امید پر مبنی ہیں تاجر
دیالی سفر کرتا ہے تو غم و امید
پر کرتا ہے۔

۲ تو نمیدانی۔ تاجر سمندری سفر
کرتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ
وہ ڈوبے گا یا پار ہو جائے گا۔ من
خواہم اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب
تک مجھے جتنے کا یقین نہ نہ جائے تو
میں تجارت کے لئے سمندری سفر نہ
کروں گی۔ امید ٹھیک۔ یعنی مویوم
امید۔

۳ تجھ اس طرح کا تاجر کبھی
تجارت نہیں کر سکتا۔ دھڑ۔ یعنی ڈوبنا
اور پار ہونا۔ تاجر ترسندہ اس طرح کا
ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ
نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں
نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب
فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان
میں ہے نفع سے محروم رہتا اور ذلیل
ہو تا نقصان ہے چونکہ جبکہ دنیا کے
سارے کاروبار مویوم نفع کی بنیاد پر
چلتے ہیں تو توین کا کاروبار اس کو زیادہ
حق ہے کہ مویوم نفع کی بنیاد پر کیا
جائے۔ نیست۔ عبادت رحمت اور
قیولیت کی امید پر کرنا ضروری ہیں۔

نفس اول راند بر نفس دوم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا
لیک ہم میدان ویر میراں چوتیر
لیکن سمجھ بھی لے لہو تیر کی طرح گدھے کو ہانکا رہ
تو نمیدانی کزیں دو کیستی
تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟
چوں نہی بر پشت کشتی بار را
جب تو کشتی پر مال لاہتا ہے
تو نمیدانی ۲ کزیں ہر دو کئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے
گر بگوئی تا ندانم من کہیم
اگر تو کہے کہ جب تک میں نہ جانوں کہ میں کون ہوں
من دریں رہ نہانم یا غرقہ ام
میں اس راستے میں بیچے والا ہوں یا ڈوبنے والا
من نخواہم رفت این رہ با گماں
میں اس راستے پر رگن کے ساتھ نہ جاؤں گا
۳ بازار گلیئے ناید ز تو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں
ڈرنے والا تاجر دل تاجر
بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے
چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا
چونکہ تمام کاروبار امید پر ہے
نیست دستور عدیں جاقرب باب
اس جگہ دوبارہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم
مچھلی ہر کی جانب سے سزنی ہے نہ کہ مکی جانب سے
چونکہ بلیغ گفت حق شد ناگزیر
چونکہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کر فرمایا لہذا ضروری ہے
جہد گن چند انکہ بینی جیستی
کوشش کر حتی کہ تو چپاں لے کہ تو کیا ہے
بر توکل می گنی آں کار را
اس کام کو تو توکل کی بناء پر کرتا ہے
غرقہ اند سفر یا ناجئی
سفر میں ڈوبنے والا ہے یا بچنے والا ہے
در نخواہم تاخت بر کشتی ویم
میں کشتی اور سمند پر نہ جاؤں گا
کشف گرداں کز کدما میں فرقہ ام
واضح کر دے میں کس فرقے میں سے ہوں
بر امید خشک ہچوں دیگران
دوسروں کی طرح خالی امید پر
زانکہ درغیب ست سر این دورو
کیونکہ ان دونوں رگوں کا راز غیب میں ہے
در طلب نے سودا رونے زیاں
طلب میں نہ نفع کما تا ہے نہ نقصان
نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نکلنے والا ہوں
کار دیں اولی کزیں یابی رہا
توین کا کام زیادہ مستحق ہے کہ تو اس سے کشف ہو جائے
جو امید اللہ اعلم بالصواب
سوائے امید کے، خدا بہتر جانتا ہے

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف است و رجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید دیم میں ہے

داعی! ہر پیشہ امید است و یوک
ہر پیشے کی متحرک امید اور تمنا ہے
بامداداں چوں سوئے دکاں رَوَد
صبح کو وہ جب نکان کی جانب جاتا ہے
یوک روزی نبوت چوں میروی
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جانے؟
خوف حرمان ازل در کسب اوت
سداً کمانے میں ازل عرو کی کے ذرنے
گوئی آئے خوف حرمان ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں عرو کی کا ذرہ پیش نظر ہے
ہست در کوشش امیدم پیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے
پس چرا در کار دیں اے بدگماں
اے بدگماں! پھر دین کے کام میں کیوں
یا ندیدی کابلِ ایں بازار ہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے
زیں سو کاں رفتن چہ کاں شال رُونمود
اس نکان سے جانے لے ان کو کیسی کان لکھائی
آتش آذر ارام چس خلخاں شد
ان کے لئے آگ پازیب کی طرح فرما رہا رہی
از دم آں مُردہ زندہ شدہ
ان کے پھونک مارنے سے مردہ زندہ ہوا

گرچہ گردن شال کوشش شد چودوک
اگرچہ ان کی گردن کوشش میں ٹکلی کی طرح ہو گئی ہے
بر امید و یوک روزی میرود
کمال کی امید اور تمنا پر جاتا ہے
خوف حرمان ہست تو چونی قوی
عرو کی کا ذرہ ہے تو تو قوی کیوں ہے؟
چوں نکرودت سُست اندر جستجو
تجھے تیزی جستجو میں ست کیوں نہ کیا؟
ہست اندر کابلِ ایں خوف پیش
لیکن سستی میں یہ ذرہ زیادہ ہے
دارم اندر کابلِ افزوں خطر
ستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے
وامنت می گیرد ایں خوف زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟
درچہ سوند انبیاء اولیا
انبیاء اولیاء کس قدر نفع میں ہیں
اندریں بازار چوں بستند سود
اس بازار میں انہوں نے کس قدر نفع میں ہیں
بحر ایں را رام چوں خماں شد
سند بوجہ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرما رہا رہا
ابر آترا سہبانے آمدہ
ان کے لئے سہبانے کے لئے

داعی! انسان جو ہمیشہ کرتا ہے وہ
محض امید پر کرتا ہے اور اس میں اتنی
مصلحتیں چھپاتے ہیں کہ اس کی گردن
ٹکلی کی طرح ہو جاتی ہے بامداداں
صبح سویرے نفع کی امید پر نکان
کھولتا ہے یوک سا نفع کی امید
نہ ہو تو کبھی نکان نہ کھولے۔ خوف
حرمان یہاں بھی عرو کی اور نقصان کا
لا محلہ خوف ہے لیکن انسان کی
مستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو
دین کے معاملہ میں عرو کی کے خوف
سے سستی کیوں بنتی جائے۔ اوت
کھانا نہ پڑی۔
لیکن دنیاوی معاملات میں تو
خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو عرو
کا خوف ہے سستی برتے اور کام نہ
کرنے میں اس سے زیادہ عرو کی کا
خوف ہے۔ ہست دنیاوی
معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش
میں بہر حال امید ہے اور سستی میں تو
بہت خطرات ہیں۔ پس جب
دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو
دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں
نہیں کی جاتی ہے یا عرو کی دین
کے معاملات میں کوشش کر کے
کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا
میں بہت ہیں۔
پس زیں سو کاں رفتن۔ دنیا کی نکان سے
انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کمال ہے کہ
جب وہ اس نکان سے لوٹے ہیں تو
ان کو دین ہی نہیں بلکہ سونے چاندی
کی کاٹیں ملی ہیں۔ آتش ساس دنیا کی
نکان سے حضرت ابراہیم نے وہ نفع
کمال کیا کہ آگ گھڑا اور زہر بن گئی۔
بحر۔ حضرت موسیٰ کی دیانے نخل
نے حملی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰ
کے پھونک مارنے سے مردے زندہ
ہوئے۔ امیر اخضر علیہ السلام پر مارنے
سلیا کیا۔



آہن! آترا رام ہچوں موم شد
لہا ان کے لئے مہم کی طرح فرما رہا تھا
باد آترا بندہ و محکوم شد
ہوا ان کی غلام اور محکوم ہوئی
شد برال در دفع دشمن چوب مار
عکسبوتے شد مراں را پر وہ دار
دشمن کفر کرنے کے لئے لکڑی ان کے لئے تپنی
کڑی ان کے لئے پتہ کرنے والی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ اِنَّ لِلّٰہِ اَوْلِیَآءَ اَخْفِیَآءَ
اس کا بیان کہ اخضر ؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ دل ہیں

قوم دیگر سخت پنہاں میروند
کچھ دوسرے لوگ جو بہت پوشیدہ چلتے ہیں
شہرہ خَلْقَانِ ظاہر کے شونہ
و ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟
بہنہمہ دارند و چشم چچ گس
یہ سب کچھ رکھتے ہیں اور کسی کی نگہ
ہم کرامت شاں ہم ایشاں در احرم
ان کی کرامت بھی اور وہ خود بھی حرم میں ہیں
یا نمیدانی کر مہائے خدا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں
چوں کر بے گویدت آتش در آ
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا
کوز آتش ز گس و نسریں گند
کیونکہ آگ سے زکس اور نسرین بنا دیتا ہے
در حقیقت آتش از بہت چو ماست
در حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے
و حاکمت ۳۰ مندیل در تھور انداختن اُس بن مالک و نا سوختن او
حضرت اُس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ردال کو تھور میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۱۔ آہن۔ حضرت داؤد کے لئے
لہا ہم بٹ۔ باد۔ حضرت سلیمان کا
تخت ہوا کا نعلوں پر لئے بھرتی تھی۔
چوب۔ حضرت موسیٰ کی لکڑی اڑدیا
بنی۔ عکسبوت۔ اخضر ؑ کے لئے غار
ثور میں کڑی نے جلانا جس کی وجہ
سے اخضر کو دشمن نہ پڑ سکے
بیان۔ انبیاء نے جو نفع کئے ان کو
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا
ذکر شروع کیا ہے تو دیگر اولیاء کی
ایک جماعت ہے جس کا ابدال تک
نہیں پہچان سکتے تو عوام ان کو کیا
سمجھتے۔ بہنہمہ۔ دارند۔ جو انبیاء کے
نفع ہیں وہ ان کو حاصل ہیں۔
۲۔ در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور ان کی
کرامتیں اللہ کے حرم میں پوشیدہ
ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے
میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے
یہ نہیں کہ حضرت جن کی رحمتیں تجھے
اپنی طرف پہنچی ہیں۔ شش۔ یعنی
تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے پورے
عالم اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اکرام۔
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں۔
عاشقان یا گمراہ آتش یا پسند لطف دوست
تک چشم گر نظر پر چشمہ کوڑ کسم
کوہ کریم آگ کو گمراہ بنادے گا اور
اس میں پھول کھلیں گے۔ پانی۔
گاز۔ دھوپ۔
۳۔ حاکمت۔ اس واقعہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حرم سے
آگ بھلی کا کام نہ دیتی ہے۔



کہ بہمبلی او شخصے شدہ است

کہ ایک شخص ان کا مہمان بنا

دید انسؒ دستارِ خواں را زرد قام

حضرت انسؒ نے دسرخان کو پیلا دیکھا

اندر آگن در تنوش یک دمہ

ایک دم اس کو تنہ میں ڈال دے

آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند

نوراً دسرخان کو اس ہوشمند نے

انتظارِ دوو گندہری بُدند

دسرخان کے دھویں کے منتظر تھے

پاک و اسپید و ازال و ساخ دور

پاک اور سفید اور اس میل پکیل سے دور

چوں نوسزید و مُقنی گشت نیز

وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہو گیا

بس بمالید اندریں دستارِ خواں

اس دسرخان سے بہت پونچھا ہے

باچناں دست و لے گن اقتراب

ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزدیک ہو جا

جان عاشق راچہا خواہد گشاد

عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟

خاکِ مرداں باش اے جاں دز نرد

اے جان! مہر کہ میں مردان حق کی خاک بن جا

تو گلوئی حالِ خود با ہمہ

یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی

گیرم او بر دست در اسرارے

میں نے تاکہ ان کو ملاؤں کا پتہ لگ گیا تھا

از انسؒ فرزندِ مالک آمدہ است

انسؒ مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے

او حکایت کرد کز بعدِ طعام

انسؒ نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد

چرخِ کن و آلودہ گفت اے خادمہ

میلا اور سنا ہوا، فرمایا اے لڑکی!

در تنویرِ پُرز آتش در فگند

آگ بھرے، تنہ میں ڈال دیا

جملہ مہماناں در اں حیراں شدند

سب مہمان اس معاملے میں حیران ہو گئے

بعد یک ساعت بر آورد از تنور

تھوڑی دیر کے بعد اس نے تنہ سے نکالا

قوم گفتند اے صلیٰ عزیز

لوگوں نے کہا اے معزز صحابی!

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں

انہوں نے کہا اس لئے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ

اے ۳ دلی ترسندہ از نار و عذاب

اے آگ اور عذاب سے ڈرنے والے دل!

چوں جمادے راچیش تشریف داد

جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی

مر گلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد

کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنا دیا

بعد ازاں گفتند با آں خادمہ

اس کے بعد انہوں نے اس خادمہ سے کہا

چوں ۳ فگندی ز دواں از گفت دے

ان کے کہنے سے تو نے جلدی سے کیوں ڈال دیا

۱ زرد قام یعنی سیاہ کی چمکانی

وغیرہ اس پر لگی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ

فرزندِ مالک نے اس کو نوراً تنہ

میں ڈال دیا۔ کندہری رومی کے

ظن پر دسرخان نے اس کی

جمع، میل، منقہ، صفہ گفت۔

حضرت انسؒ نے فرمایا چونکہ اس سے

بہت سی مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ

منہ پونچھا ہے اس لئے اس کو آگ

نہیں جلا سکتی ہے۔

۲ اے جو آگ کے عذاب سے

ڈرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اولیاءِ علماء

کی دست بوسی کرے تاکہ آگ اس کو

نہ ستائے۔ چل جہاد جب بے

جان دسرخان اس قدر فیض حاصل کر

سکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان

کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مر گلوخ

کعبہ کو باوجود اینٹ پتھر ہونے کے

اس قدر عزت عطا کی گئی ہے انسان کو

اس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی

ہے۔ بعد ازاں اب پھر اس قصہ کی

طرف رجوع کیا ہے۔

۳ چوں یعنی حضرت انسؒ تو اس

راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی

تو نے ان کے کہنے پر بلا تامل

دسرخان کیوں آگ میں ڈال دیا۔

گفت لڑکی نے جواب دیا کہ مجھے

بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط

بات نہیں کہہ سکتے۔

آپنجیں دستار خوانِ قیمتی چوں گلندی اند آتش اے ستی
ایسا قیمتی دستار خوان
گفت دارم بر کرمیاں اعتماد اس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے
میزے اچھ بُود اگر او گویدم تہ بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں
اند اُتم از کمال اعتقید بکے اعتقاد کی وجہ سے اند گھس جاؤں
سرور اندازم نہ ایں دستار خوان سرور اندازم نہ ایں دستار خوان
میں اپنا سر ڈل دوں نہ صرف یہ دستار خوان
اے براہِ خود بریں اکسیر زن اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکسیر سے رگڑ دے
آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود
مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

۱۔ میرے تہ بند از انداز چنگل
مجھے کا اعتقاد ہے میں آگ میں کو
پڑوں گی نہ یعنی دستار خوان تو معمولی
چیز ہے میں خود آگ میں سرگسار ہوئی
اے براہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں
کہ مردوں کا اعتقاد اس خاتمہ سے کم
نہ ہونا چاہیے۔ یعنی انبیاء اور
الطیاء۔ ائمہ انسان کا پیٹ ذلیل
حصہ ہے
۲۔ قصہ۔ چنگل انبیاء اور اولیاء کی
صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب یہ واقعہ
بیان کرتے ہیں جس سے اس کا
اکسیر ہونا ثابت کریں، آنحضرت ﷺ
کے فیض سے اس وحشی کا رنگ اور
روپ بدل گیا۔

۳۔ کاروان۔ قافلہ۔ قریب قریب
کی جمع ہے، مشکیزہ، برگر۔ یعنی
انہوں نے اپنی موت کو دعوت دے دی
تھی۔ مغیث۔ فریاد۔ عون۔ مدد۔

قصہ ۲ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کا رواں مع عرب را کہ از
آنحضرت ﷺ کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے
تشنگی و بے آبی در ماندہ بودند وہل بمرگ نہادہ و شتران
اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور انٹ
و خلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ
اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اند آں وادی گروہ ہے از عرب اند آں وادی گروہ ہے از عرب
اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی
در میان آں بیاباں ماندہ در میان آں بیاباں ماندہ
اس جنگل میں وہ گیا تھا
ناگہانے آں مغیث ہر دو کون ناگہانے آں مغیث ہر دو کون
اچانک دونوں جہان کے فریادوں

تشنگ شد از قحط باران شال قریب
مشکلیں باش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھی
کاروانے مرگ بر خود خواندہ
وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی
مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر عون
مصطفیٰ مد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

دید آنجا کاروانے بس بزرگ
انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا
اُشتر اں شاں را زباں آویختہ
ان کے اونٹوں کی زبانیں لگی ہوئی
رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید
ان کو رحم آیا فرمایا، آگاہ! جلد جاؤ
کہ یسا ہے بر شتر مشک آورد
کہ ایک جشی لونت پر مشک لا رہا ہے
آں شتر بان سیہ ربا شتر
اس جشی لونت والے کو مع لونت کے
سوئے کُتبان آمدند آں طالبان
وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے
بندہ می شد سیہ با اُشترے
جشی غلام مع لونت کے جا رہا تھا
پس بدو گفتند می خوفد ترا
انہوں نے اس سے کہا تجھے جلاتے ہیں
گفت من نشام اُورا کیست او
اس نے کہا ان کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟
سید و سرور محمد نور جال
سید، اہر سرور محمد جو جان کا نور ہیں
نوعہا تعریف کردند کہ ہست
انہوں نے ان کی اس طرح کی تعریف کی جو تھی
کہ گروہ را نٹوں کرد او بسحر
اس نے ایک جماعت کو جلائے مغلوب کر دیا ہے
گشکشان آوریند آں طرف
وہ اس کو کھینچتے ہیں کہ اھر لے آئے

بر تَف اریگ درو صعب و سترگ
ریت کی گری اور بڑے سخت راستہ پر
خلق اند ریک ہر سورِ سختہ
لوگ ریت میں ہر جانب بکھڑے ہوئے
چند بارے سوئے آں کُتبان دوید
چند بار ان ٹیلوں کی جانب دوڑو
سوئے میر خود بزودی می برد
اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے
سوئے من آرید با فرمان مُر
تختی سے میرے پاس لے آؤ
بعد یک ساعت بدیدند آچنباں
تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا ہی دیکھا
راویہ پر آب چوں ہدیہ برے
ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بکھڑے ہوئے
اِس طرف فخر البشر خیر اُوری
انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب
گفت او آں ماہ روئے قند نو
انہوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جی عدت والے ہیں
مہتر و بہتر شفیع حجرِ مآں
سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ گناہ گاروں کے شفیع
گفت مانا او مگر آں ساحرست
اس نے کہا ہاں وہ شاید وہی جلاوگر ہے
من نیام جالب او نیم شیر
میں اس کی جانب آئی بالشت نہ جاؤں گا
او فغال برداشت در تشفیغ و تف
اس نے برا کہنے اور گرم مزاجی میں شو شروع کر دیا

۱۔ تَف۔ گری۔ صعب۔ سخت۔
کوبان۔ گلیب کی جمع ہے نیلہ۔
سیاہ جشی۔ میرا آقا۔
۲۔ فرمان مُر۔ سر حکم۔ آچنباں۔
یعنی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
تھامی شد می رفت۔ رو بہ پانی کی
کھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔
گفت نو۔ صحابہ نے کہا۔
۳۔ نوعہا۔ یعنی صحابہ نے وہ
تعریف کی جو نفس لا مری
تھی۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ وہ
وہی شخص ہے جو جلاوگر کہلاتا ہے کہ
گردے اس جلاوگر نے اپنے جلاو
سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا
لیا ہے۔ شہر۔ بالشت۔ تشفیغ۔ برا بھلا
کہنا۔ تَف۔ گری۔

چوں کشیدندش بہ پیش آل عزیز

جب وہ اس کو ان معزز کے سامنے کھینچ لائے

جملہ رازاں مشک اُو سیراب کرد

انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا

راویہ پُر کرد و مشک از مشک اُو

مشک اور پکھال اس کی مشک سے بھر لی

اس کے دیدست کز یک راویہ

یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پکھال ہے

اس کسویت کز یک مشک آب

یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے

مشک ۲ خود رو پوش اُو دو مون فضل

مشک آؤ تھی اور اللہ کے فضل کے مون

آب از جوش ہمیگر دو ہوا

پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے

بلکہ بے اسباب و چیزوں زیں حکم

بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ

توز طفلی چوں سنبہا دیدہ

چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے

باسبہا ۳ از مستب غافل

تو اسباب کی وجہ سے سب پیدا کرنے سے غافل ہے

چوں سنبہا رفت بر سُر زلی

جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو بیٹتا ہے

رَب میگوید برو سُوئے سبب

اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے سبب کی طرف جا

گفت زیں پس من ترا ینم ہمہ

بنہ کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا

۱۔ گفت نوشید از خضر علیہ السلام نے پیاسوں سے کھل برابریہ برتوں میں بھی پانی بھرا۔ اور آنحضرت ﷺ کی برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ہر کو مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ اس کے رشک کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ غیر معمولی تھا۔

۲۔ مشک خود مائل یہ پانی مشک کا تھا۔ مشک تو ایک آؤ اور پردہ تھی اصل پانی نبی چشمہ سے آ رہا تھا اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا تھا۔ آب اس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ پانی کو وائیں اور ہوا کو پانی میں تبدیل کر دیتی ہے۔ بلکہ اس کی قدرت تو بغیر اسباب کے اسباب و عدم سے وجود میں لاتی ہے تو زلی۔ چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اس لئے مشک کا آؤ اور سب بنایا گیا۔

۳۔ باسبہا۔ چونکہ ہم مسبب الاسباب یعنی ذات خداوندی سے غافل ہیں اس لئے اسباب کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ چل۔ جب سب اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو پکارتا ہے رب۔ میگوید۔ جب اسباب سے باہر ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب نہ کیا کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میری توبہ ہے میں سب اسباب پر سہمانہ کروں گا۔

گفت انوشید آب و بردارید نیز

انہوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو

اشتران و ہر کے زال آب خود

فونوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا

ابر گردوں خیرہ شد از رشک اُو

آسمان کا ابر اس کے رشک سے حیران رہ گیا

سرد گردو سوز چندیں ہاویہ

آتی دھڑوں کی سوزش بخندی ہ جاتے

گشت چندیں مشک پُر بے طراب

بغیر پریشان کے آتی خشک بھر جائیں

می رسید از ہر اُو از بحر صل

اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصل سند سے پہنچ رہی تھی

واں ہوا گردو ز سردی آہیا

ہوا خشک سے پانی بن جاتی ہے

آب رویانید تگویی از عدم

اللہ کی ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا

در سبب از جہل بر چھیدہ

تو نااہلی سے سب سے چٹ گیا ہے

سُوئے ایں رو پوشہا زال مایکی

اس وجہ سے تو ان آؤں کی طرف مائل ہے

رَبَّنَا و رَبَّنَا ہامی کنی

اے اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے

چوں ز صنم یاد کردی اے اعجب

تعجب ہے تو نے میری کارگیری کو کیسے یاد کیا؟

نکرَم سُوئے سبب وال خدعتہ

سبب اور اس فریب کی جانب کروں گا

گویش اَرِثُوا الْعُلُوَّا کَارِثُت

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا رُثَا الْعُلُوَّا تیرا کام ہے

لیک من آں تنگم رحمت گنم

لیکن میں اس کا خیال نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں

تنگم عہد بدت بدہم عطا

میں تیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا بخش کرتا ہوں

از من آید جملہ احسان و وفا

میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے

حاصل ۲ آنکہ در سبب پیچیدہ

خلاصہ یہ ہے کہ تو سب میں الجھا ہے

قافلہ حیراں شدند از کارِ او

ان کے کانٹے سے قافلہ حیران ہو گیا

کردہ رُو پوش مشک خردا

آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بیٹایا

اے تو آندرتوبہ و میثاق سست

اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کڑھ ہے

رحتم پُرسِت بر رحمت تنم

میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

از کرم ایں دَم چو میخوالی مرا

کرم کی وجہ سے جبکہ توبہ مجھے پکاتا ہے

وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا

تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

لیکن معذوری ہمیں را دیدہ

لیکن تو معذور ہے تو نے ہی دیکھا ہے

یا محمد چیست ایں اے بحرِ خو

اے محمد اے مہیا خصلت! یہ کیا ہے

عرقہ کردی ہم عرب ہم گروا

آپ نے عربوں کو بھی اور گروں کو بھی اس میں ڈبو دیا

مشک آں غلام پُر شدن از غیب

آنحضرت ﷺ کے معجزے سے اس غلام کی مشک کا بھر جاتا

و سپید شدن آں غلام سیاہ

بازن اللہ تعالیٰ

اور خدا کے حکم سے اس غلام کا سفید ہو جاتا

تاگوئی در شکایت نیک و بد

تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے

می مدید از لا مکان ایمان او

غیب سے اس کا ایمان اگے لگا

مشک او رُو پوش فیض آں شدہ

اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

تا معین چشمہ غیبی بدید

یہاں تک کہ اس نے غیبی چشمہ کا جلدی پانی دیکھ لیا

اے غلام! کنوں تو ہر میں مشک خود

اے غلام! تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے

آں سیہ حیراں شد از برہان او

وہ جیسی ان کے معجزے سے حیران ہو گیا

چشمہ دید از ہوا ریزاں شدہ

اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا

زاں نظر رُو پوشہا ہم بر دید

اس نے اس نظر سے پہلوں کو چاک کر دیا

۱ گویش اس توبہ کرنے

والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم

جانتے ہیں انسان عہد میں بہت

کڑھ ہے توبہ کر کے پھر ویسی کرنے

لگتا ہے جس سے توبہ کی کمی نہ ہو

لَعَاوُا لِقَا اَنْ پاک میں ہے جیسی

کہیں گے کہ سب ہمیں دنیا میں

لٹا دے تو ہم نیک کام کرینگے اللہ

تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لٹا دے

جائیں پھر پلٹ جائیں گے اور

من اللہ تعالیٰ فرماتا ہوا کام احسان

اور وفا ہے خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ

کرے

۲ حاصل بات کا خلاصہ یہ ہے

کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا

مشاہدہ نہیں کیا لہذا اس کی اسباب

سے وابستگی قائل معانی ہے قافلہ

مشکیزے کے پانی کی کثرت کو کچھ

کہ قافلہ حیران ہو گیا عرقہ کردی

آپ نے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی

تھی یا کردی سب کو سیراب کر دیا

۳ اے غلام! سب کو سیراب

کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے

غلام سے کہل برہان۔ معجزہ

میدید یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے

دل میں ایمانی کیفی پیدا فرمادی۔

چشمہ اب اس کی باطنی آنکھیں

روشن ہو گئیں۔ زراں نظر اس جیسی

کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی

حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ معین۔

جلدی

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام
اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا
دست و پایش ماند از رفتن براہ
اس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے وہ ماند ہو گئے
باز بہر مصلحت باز کشید
آنحضرتؐ نے پھر اس کو مصلحت کھینچا
وقت حیرت نیست حیرت پیش ٹست
یہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آنے والا ہے
دستہائے ۲ مصطفیٰؐ بر زو نہاد
اس نے مصطفیٰؐ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے
مصطفیٰؐ دست مبارک بر رخس
مصطفیٰؐ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر
خند سپید آں زنگی و پور حبش
وہ زنگی حبش کی ولاد سفید ہو گیا
یوسف خند در جمال و درد لال
حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا
لڑھی شد بے سر و بے پائے دست
وہ اندھا دھن اور مست روانہ ہو گیا
پس بیامد با دو مشک پر رواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا
خولجہ برزہ منتظر بنشستہ بود
آقاؐ راستے پر خطر بیٹھا تھا

۱۔ چشمہا اس غلام کی آنکھوں میں
آنسو آگے بڑھے اس کا کاکہ کھر فرسوش
ہو گیا۔ ماند چونکہ مقام حیر میں پہنچ
گیا تھا۔ باز کشید۔ آنحضرتؐ اس کو
مقام حیرت سے مقام حرم میں
لائے۔ پیش ٹست۔ جبکہ اور مقالات
طے ہوئے۔

۲۔ دستہائے اس نے حضرت مصطفیٰؐ
کا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے
پر ملا اور دست بوی کی نغز رخ مبارک
زبیا صورت۔ پھر۔ یوسف نور پور۔
بد۔ چوہوں کا چاند حبش۔ یعنی
اس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا
دن کی طرح سفید ہو گیا۔
۳۔ لڑھی شد بے سر و بے پائے دست
اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن
من کی خبر نہ تھی۔ نواہی۔ ناجیدی جمع
ہے۔ طرف کندہ۔ در آمد۔ چونکہ
قافلہ میں گیا تھا اس لئے تاخیر سے
واپس آ رہا تھا۔

دیدن خولجہ غلام خود را سفید زو و شنناختن کہ اوست و با غلام
آقاؐ اپنے غلام کو سفید چہرے ملا دیکھتا اور نہ پہنچتا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہتا کہ تو نے میرے
گفتن کہ تو غلام مرا گشتہ و خون اوترا گرفتہ و خدا تر بلند ست من انداخت
غلام کو نقل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں ڈال دیا ہے

خوبیہ از دُورِش بدید و خیرہ اماند
آہ نے اس کو دھ سے دیکھا حیران رہ گیا
راویہ ما اشتر ما ہست ایں
یہ ہادی بکھال دھ ہمارا ہی فنت ہے
آں کیے بد ریست م آیدز دور
دھ ایک چوہوں کا چاند ہے جو دھ سے آ رہا ہے
گو غلام ما مگر سر گشتہ خُند
ہمارا غلام کہن ہے شاید آہد ہو گیا ہے
یا مگر ۲ اُور بکشت ایں بد گہر
یا شاید اس بد ذات نے اس کو قتل کیا
چوں بیلہ پیش گفشت کیستی
جب دھ سامنے آیا اس سے کہا تو کن ہے؟
تو غلام راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم
اس نے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میرے ہاں یہیں کیا ہوں
گفت نے نے درگیر دبا منت
اس نے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے ہت نہیں لگتی
گو غلام من بگفت اینک منم
میرا غلام کہن ہے اس نے کہا یہ میں ہوں
دیدہ ام صدرے و بدلے گشتہ ام
میں نے صد کا وید کیا ہے دھ میں بدلہ نہ کیا ہوں
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست
خبر دہا گیا کہتا ہے میرا غلام کہن ہے؟
گفت ۳ اُسر اُسر بلبا آں غلام
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے راز

از تحیر اہل آں دہ را بخواند
حیرانی سے اس گاؤں والوں کو بلایا
پس کجا خُند بندہ زنگی جبین
تو کالے چہرے والا غلام کہن گیا؟
میزند بر نور روز از رُوش نور
اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے
یا بدو گر گے رسید و گشتہ خُند
یا اس کو بھڑا ملا دھ ملا گیا
اُشترش آورد ہنجا از قدر
دھ تقدیر سے اس کو فنت یہاں لے آیا
از یمن زادی ویا تر کیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟
گر بکشتی وَا نَمَا حیلَت جُو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے حیل نہ دھو
چوں پپائے خود دریں خول آدم
لچہ پاس سے خول خون کے مسل میں کس ماسر ہو گیا ہوں؟
راست باید گفت سر دست ایں فنت
سچ کہنا چاہیے یہ تیرا کر بیکار ہے
کرد دست فہل یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منور کر دیا ہے
صاحب فضل و قدرے گشتہ ام
مرتبہ دھ بزرگی والا بن گیا ہوں
ہیں خواہی راست از من جو براست
خبر دہا تو سچے کجی بات کے میرا لہجہ نہیں سچ سکا
جملہ وا گویم یکا یک من تمام
میں سب ایک ایک پہلے بیان کے دیتا ہوں

۱۔ خیرہ۔ حیران۔ رولپ۔ مشکیزہ
بکھال۔ رنگی۔ جبین۔ کالے رنگ
۲۔ میزند۔ اس کے چہرے کا نور دن
کی روشنی پر غالب آ رہا ہے سر گشتہ۔
آہد۔

۳۔ یا مگر۔ شاید اس نے اس غلام کو
بلایا ہے اور تقریر خداوندی سے اس کو
فنت یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔
ترکی اور یمنی لوگ گھر بے رنگ کے
ہوتے ہیں۔ دریں خول۔ قتل کر کے
خود آنا تو اپنا خون کرتا ہے۔ سر
دست۔ یعنی حال کی تہہ لگی۔ صدر۔
یعنی سخن و گفتار

۴۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ
اگر وہ تمام راز کی باتیں مجھے سنا دیں جو
کہ میرے خریدنے کے بعد سے
تیرے اور میرے درمیان ہوئیں تو
مجھ کو یقین آجائے گا کہ میں تیرا ہی
غلام ہوں۔

زماں زمانے کہ خریدی تو مرا
تا باکنوں باز گویم ماجرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
اب تک کا قصہ ہوائے دہتا ہوں
تاہلبانی کہ ہمانم در وجود
گرچہ از شبدین امن صُبحے کشود
تاکہ تو جان لے کہ میں دھو میں دہی ہوں
اگرچہ میری سیاحی سے صبح ٹھہر ہو گئی ہے
رنگ دیگر شد۔ لیکن جان پاک
فارغ از رنگ سب و از ارکان خاک
رنگ بدل گئی ہے لیکن پاک جان
عناصر اربعہ اور رنگ سے خالی ہے
تن شناساں زود مارا گم کنند
آب نوشاں ترک مشک و خم کنند
جسم کو پہچانے والے جلد ہمیں گم کر دیے ہیں
آب نوشاں ترک مشک و خم کنند
جسم کو پہچانے والے گنتی سے بے نیاز ہیں
جہاں شود از راہ جان جانا شناس
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
جہاں شناساں جو جان کو
روح بن جاہ روح کی راہ سے روح کو پہچان
چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں
آں ملک با عقل چوں یک گوہرند
مشا کا یاد بن گماں کا پابند نہ ہو
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں
آں ملک چوں مرغِ غیاں و پر گرفت
وہ سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لے
ہم مناصر آمدند
ہم عقل حق را واجدے
ہم مناصر آمدند
ہم عقل حق را واجدے
ہم مناصر آمدند
ہم عقل حق را واجدے

۱۔ شبدین تاریک دلت یعنی کالا رنگ۔ صبح یعنی میرا رنگ گہرا ہو گیا۔ رنگ۔ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ روح رنگ دھیرہ سے مبرا ہے۔ تن شناساں۔ سب مولانا نے یہ مضمون شروع فرمادیا کہ جس طرح اس غلام کے آکا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اس کو کبھی پہچان نہ سکتا تھا۔ طرح جو ظاہر ہیں اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو یہاں ہوئی ہے وہ مشاعرہ رنگ پر نظر نہیں کرتا۔

۲۔ جاں شناساں۔ جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعدد اور شخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ حیائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاں شناسی کی پہچان روح کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کروان کو اپنا دوست سمجھو اور اس آکا کی طرح نہ بنو جس نے اپنے غلام کو گمان سے غیر سمجھا۔ چوں۔ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں وحدت ہے محض اس کے فرق رنگ کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقت ملکیہ اور حقیقت عقل ایک ہے دونوں کو چہا گانہ صورتیں عطا کر دینے میں کچھ محبتیں ہیں۔ آں ملک۔ حقیقت ملکیہ نے بال و پر اختیار کر لئے لہذا اس میں پر بازی قوت آگئی عقل نے اہاک حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔

۳۔ لا جرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک دوسرے کا مدعا ہے اور ان دونوں میں اس طرح کا اختلاف ہے جیسا کہ

ایک چیز کی دو روپشت میں امتحان ہوتا ہے ہم ملک اسی امتحان کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور دونوں کے لئے مدعا اور جہد کہاں بن گئے۔

۱. نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں آدم کے ذہن اور حاسد بنے۔ آنکھ نفس اور شیطان نے حضرت آدم کا صرف جسم دیکھا تو مجھ سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے نے ان کے نور باطنی کو دیکھا تو ان کے سامنے جھک گئے۔ اُس دور میں عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اس نور سے روشن ہو گئیں۔ نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ اسی بیان یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اس کے سمجھنے کے لال نہیں ہو۔ چلن شاید تمہارے سامنے اس بیان کی تشریح لکھی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سانگیاں۔

۲. ایک کس میں اہمیت ہے تو اسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائے گا جو مجمل باتیں میں نے کہہ دی ہیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔ مسیح و تفصیل اور تشریح کا مسیح اور اہل ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر ان سے حقائق کا اظہار کر لیتا ہے اہل حقہ امتحان اور طلب و حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود تفصیل ہو جاتی ہے آگے مولانا نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔

۳. آں نیاز۔ حضرت مریم کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بچہ کو ذریعہ تشریح کر دی اور حضرت عیسیٰؑ کو وہ میں کی یا کلامی کے شاہد بن گئے۔ بخود جس طرح مسیح

یُود آدم را عَدُو و حاسدے
آدم کے ذہن اور حاسد تھے
وانکہ نورِ مومن دید او حمید
جس نے نعت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جبکہ گیا
وہیں دو را دیدہ ندیدہ غیر طیس
ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے ساتھ نہ دیکھا
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جاسکتی
کے تو اں بر بطن زدن در پیش گر
وہ بہرے کے آگے سانگیاں کہیں جاتی تھیں؟
ہائے وہوئے کہ بر آدم بس ست
جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے
ناطقے گردو مشترح باز سونخ
اچھی طرح تشریح کرنے والا کیا بن جاتا ہے

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ دلا و آفرید از سموات و ارض و ایمان و
اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور
اعراض ہمد را باستدعا و حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید
عرض سب درخواست اور حاجت کی بناء پر کہے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا
کردن تابد بد کہ اَنْ تَجِبُ الْمَضْطَرُ اِذَا دَعَا وَهُوَ ضَرْفُ ارْكَاهِ اسْتِخْاقِ
چاہئے کہ وہ دھارے کی طرح اس نے فرمایا کہ اُن سے جو مجھ کی دعا ہے جب کہ وہ اس کو پکارے اور مجھ کی کو اس نے مسخ کرنے کا وہاں چاہئے

آں نیازِ مریمی یوصت و درد
کہ چٹاں طفلے سخن آغاز کرو
وہ حضرت مریم کی نیاز مندی اور مدد تھا
کہ ایسے بچے نے بات کرنی شروع کر دی
جُو اُو بے اُو برائے اُو بگفت
جُو جُو ت گفت دارو نہفت
ان کے جردن بغیر ان کے کہان کے لئے گفتگو کی
تیرا ہر جزو پیشہ طہ پر بولے والا ہے



مریم کے جردن میں اُو گلاہنے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گلاہ ہے قیامت میں تمہارے اعضا تمہارے افعال کی گواہ بن گئے۔

منگري را چند دست و پا نہی
 تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا
 ناطقہ ناطق ترلوید و سخت
 بولنے والے کی قوت ناطقہ نے تجھے دیکھا وہ سنی
 تا بیاید طالبے چیزے کہ جست
 تاکہ طلبہ ہر وہ چیز پالے جس کو وہ دھوئے
 از برائے دفع حاجات آفرید
 حاجتیں پھری کرنے کے لئے پیدا کیا
 مایہ اش در دست وصل مرحمت
 اس کا سرلیہ ہر دم کی جڑ وہ ہے
 ہر گجا فقرے نوا آسجا رَوَد
 جہاں فقر ہوتا ہے سنان وہاں پہنچتا ہے
 ہر گجا کشتے ست آب آسجا رَوَد
 جہاں کشتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
 تا بخوشد آبت از بالا و پست
 تاکہ تیرے اور ہر نیچے سے پانی جوش ملے
 کے رواں گرو زستان شیر او
 اس کا وہ پستان سے کہل جلدی ہوتا ہے؟
 ماشوی تشنہ و حرارت را گرو
 تاکہ تو پیاسا بنے اور حرمت میں پھنسے
 بانگ آب جو نیوشی اے گیا
 اے معزنا تو نہر کے پانی کی آواز سنے گا
 آب را گیری سُوئے اوی کشیش
 تو پانی لیتا ہے اور اس کو اس کی جانب لے جاتا ہے

دست و پا شاہد شونت لے رہی
 اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں کلمہ نہیں گے
 ورا نہاشی مستحق شرح و گفت
 اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے
 ہر چہ روید از پے محتاج رُست
 جو کچھ آگاہے محتاج کے لئے آگاہے
 حق تعالیٰ کایں سموات آفرید
 حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا
 ہر کہ جو یا شد بیاید عاقبت
 جو جتو کرتا ہے بالآخر پالیتا ہے
 ہر گجا دودے دوا آسجا رَوَد
 جہاں درد ہوتا ہے وہاں پہنچتی ہے
 ہر گجا مشکل جواب آسجا رَوَد
 جہاں مشکل ہوتا ہے وہاں پہنچتا ہے
 آب کم جو تشنگی آور بدست
 پانی کی تلاش نہ کر پیاس پیدا کر
 تانہ زاید طفلک نازک گلو
 جب تک نرم گئے دلا پچ پیدا نہیں ہوتا
 روس بدیں بالا و پستیہا بدو
 جا اس تشیب و فراز میں ہو
 بعد از ازل از بانگ زبور ہوا
 اس کے بعد ہوا کی بجز کی آواز سے
 حاجت تو کم نباشد از کشیش
 تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہوتی چاہیے

ایہ نباشی اگر تو تشریح کا مستحق نہیں
 ہے تو بڑے بڑے مقرر بھی پڑ
 جائے گا اور تشریح نہ کرے گا ہر چہ
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ
 مخلوق کی ضرورت پوری کرنے کے
 لئے پہلا ہے حق تعالیٰ آسمانوں کی
 تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور
 احتیاج کی وجہ سے ہے ہر کہ جبکہ
 تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ
 سے ہو چکی محتاج ہو گا اور اس میں
 طلب ہو گی اور ضرورت مقصود حاصل کر
 لے گا مایہ اش رست کی اصل اور
 سرمایہ انسان کا وہ ہے ہر کلمہ جہاں
 ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی
 چیز پہنچ جاتی ہے درد ہوتا وہاں حاصل ہو
 جاتی ہے فقیر ہوتا مسلمان مل جاتا ہے
 جہاں مشکل کے پاس پہنچ جاتا ہے
 اور پانی کشتی کے پاس پہنچتا ہے
 ۱۔ آب کم جو پانی کی تلاش نہ کر
 پیاس پیدا کر پانی خود تیرے پاس
 پہنچ جائے گا تانہ زاید۔ جب کچھ پیدا
 ہو جاتا ہے اور اس کو درد کی
 ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اس کی
 ماں کے پستان میں درد پیدا فرما
 دیتی ہے
 ۲۔ روس بدیں بالا و پستیہا بدو
 اور بلن میں گری پیدا کر بعد ازاں نہ
 جب ضرورت پیدا کرے گا غیب
 سے پانی کی آواز آنے لگی گی غرض کہ
 مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اس کی
 حاجت پیدا کر و مطلوب خود حاصل ہو
 جائے گا حاجت تو گھاس کو جب
 پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود
 اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم
 حاجت پیدا کر لو خود قدرت مطلوب کو
 تم تک پہنچا دے گی۔



گوش گیری آب را تو می کشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے اور اس کو تو کھینچتا ہے

سُوے زرع خشک تیا بد خوشی
خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ بزرگی حاصل کرے

زرع اجل را کش جواہر مضمرست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں

ابر رحمت پُرز آب کوثرست
رحمت کا بادل کوثر کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تاسقاهم ربهم آید خطاب
تاکر ان کو ان کے رب نے برابر کیا کی بشارت آئے

تقنه باش الله اعلم بالصواب
پیارا بن! اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن زنی کا فرہ باطل شیر خواہ نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا وہ بچے بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا
وناطق شدن عیسیٰ وار بمعجروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور اس کا حضرت عیسیٰ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم از اس آوہ یک زنی از کافران
اس کا گویا سے ایک عورت کافروں میں سے

سوئے پیغمبر دواں شدز احتال
احتحان کے لئے پیغمبر کی طرف دھڑی

پیش پیغمبر در آمد با خمار
اور حق لڑھ کر پیغمبر کے سامنے آئی

کوہ کے دو ماہرہ زن را در کنار
"و مینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کوہک سلم اللہ علیک
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

یا رسول اللہ قد جئت الیک
اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

ماورث از خشم گفتا ہی خروش
اس کی مایہ غصہ سے بولی خبر دیا چپ

کیٹ افگند اس شہادت را بگوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی

اس کیٹ آموخت طفل صغیر
اے ننھے بچے یہ تجھے کس نے سکھایا

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیرے بن گئی

گفت حق آموخت وانکہ جبرئیل
اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے سکھایا جبرئیل نے

در بیایں با جبرئیل من رسل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

اس نے کہا کہ بالائے سر ت
ایستادہ بر سر تو جبرئیل

می نہ بینی گن بکلا منظر ت
تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ لوہ کر

مر مرا گشتہ بصد گونہ رسل
میرے لئے پیغمبروں طریقے سے امداد لائے ہیں

مر مرا گشتہ بصد گونہ رسل
میرے لئے پیغمبروں طریقے سے امداد لائے ہیں

۱۔ زرع دھول کی کھیتی کے لئے
ابر رحمت کوثر کا پانی لئے ہوئے موجود
بچے کی ضرورت پیدا کر تو مسقاہم
و ربهم کا پانی تمہارے پاس آجائے
گامسقاهم قرآن پاک میں ہے
و مسقاہم ربهم غوثی کلہوذا اور
پانی ان کو ان کے خدا کے پاک
شراب

۲۔ ہم قرآن وہ غلام جس کا پانی
آنحضرت نے لیا تھا جب بچے کا گویا
میں پہنچا اور آنحضرت کی باتیں اور
معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک
عورت آنحضرت کے پاس آئی اب اس
کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے گفت وہ
بچہ آنحضرت کے معجزے سے بولی پڑا
اور اس نے آنحضرت کو سلام کیا اور
آنحضرت کو اللہ کا رسول کہہ کر نکالا
۳۔ شہادت یعنی آنحضرت کے
بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی
گواہی دیاں یہ بات تجھے کس نے
سکھائی کہ تو آنحضرت کی رسالت کی
گواہی دے رہا ہے جریر تیرے زبان
وضوح عرب کے مشہور شاعر کا نام
رسل ہزاروں رسول کا اسم

گفت می بینی تو گفتا کہ بلے
اس نے کہا تو دیکھ با ہے کہا کہ ہاں
می بیا موز و مرا وصف رسول
مجھے رسول کی صفات بتا رہے ہیں
پس رسول گفت اے طفل رضيع
پھر رسول نے اس سے فرمایا اے وہ بچہ پیتے پیچے
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز
اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے
من زعزئی پاک بیزار و بری
من عزی سے پاک ' بیزار اور بری ہوں
کودک دو ماہہ ہچموں ماہ بدر
چھوٹی رات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچے نے
پس حوط آں دم زحمت در رسید
پھر اسی وقت جنت سے حوط آئی
ہر دو می گفتند کز خوف سقوط
دونوں خوشبو کے زہل کے ڈر سے کہہ رہے تھے
آنکہ تعریفش شہنشہ خود گند
جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے
آں کے راکش معترف حق بود
جس کی تعریف کرنے والا ' اللہ تعالیٰ ہو
آں کے راکش خدا حافظ بود
جس کا خدا نگہبان ہو

۱۔ علو۔ بلند۔ سفلو۔ پستی۔
۲۔ موز۔ پتا پک۔ جز۔ نامزد۔
۳۔ وصف۔ بیان۔
۴۔ طفل۔ بچہ۔
۵۔ رضيع۔ سبب۔

۱۔ حوط۔ ایک مرکب خوشبو ہے۔
۲۔ بیزار۔ یعنی اُن کو خوشبو اس قدر
پسند آئی کہ اس کے ختم ہو جانے کے
ڈر سے جان دے کر آمادہ ہو گئے۔
۳۔ شہنشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر وقت خوشی
کا آگ۔

۴۔ آں کے۔ جس ذات کی خدا
تعریف فرمائے دینا کی ہر چیز اس کی
تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جامد۔
بے جان۔ نامی۔ جامد۔ صدق۔
اس نے سچ بولا۔ جامد۔ محافظ۔

ربودن عقیاب موزہ رسول علیہ اسلام را و بردن بہو او
ہار کا آخضر ﷺ کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور
نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن
اونچھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

اندیس بودند کا واز ا صلا
 لوگ اسی اعتقاد میں تھے کہ ان کی آواز
 خواست آئے و حضور تازہ کرد
 پانی مانگا اور تازہ فرما دیا
 ہر دو پاشست و بموڑہ کرد رائے
 دونوں پاؤں صاف کر کے پانی پلا دیا
 دست سے موڑہ رال خوش خطاب
 اس خوش خطاب نے مڑے کی جانب ہاتھ کیا
 موڑہ را اندر ہوا بُرد او چو باد
 وہ مڑے کو ہوا کی طرح فضا میں لے لڑا
 در فتاد از موڑہ یک مار سیاہ
 مڑے سے ایک کالا سانپ گرا
 پس عقاب آں موڑہ را آورد باز
 پھر باز اس مڑے کو واپس لایا
 از ضرورت کردم ایں گستاخیے
 میں نے یہ گستاخی مجباً کی
 ولئے کو گستاخ پائے می نہد
 انہوں نے اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے
 پس رسولش شکر یہ گفت و گفت ما
 پھر رسول نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم
 موڑہ بر بُردی ومن در ہم خدم
 تو موڑہ اچک لے گیا اور میں بگڑا
 گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
 اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے
 گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست
 گفت دور از تو کہ غفلت سے رہا
 اں کہ لبت آپ سے پیوستہ کی کہ آپ غفلت سے رہا

مصطفیٰؐ بشید از راہ علما
 اونچائی سے مصطفیٰ نے سنی
 دست و درواہت لوزاں آب سرد
 اس شخص نے پانی سے ہاتھ نہ دھوایا
 موڑہ را بر بُرد یک موڑہ ربائے
 ایک مڑے نے اڑنے والا مڑہ لے لڑا
 موڑہ را بر بُرد از دست عقاب
 باز ان کے ہاتھ سے مڑہ اچک لے گیا
 پس گلوں کرد او از اں مارے فتاد
 پھر اس کو اس نے لہو کا کیا اس میں سے سانپ گرا
 ز اں عنایت اشد عقابش نیک خواہ
 اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا
 گفت ہیں بستان و در موی نماز
 بولا ہاں لے لیجئے اور نماز کو جائیے
 از ادب دارم شکستہ تیغیے
 میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھتا ہوں
 بے ضرورت کش ہوا فتویٰ دید
 بغیر ضرورت کے جب کہ اس کو خواہش نفسانی توئی دیدے
 ایں جفا دیدیم و دود آں خود وفا
 ایں جھٹکا دیدیم و دود آں خود وفا
 یہ ظلم سمجھو اور وہ وفا داری تھی
 تو غم بُردی ومن در غم خدم
 تو نے غم بھٹایا اور میں غم میں غمکین ہوا
 دل دریاں لحظہ بخود مشغول بود
 لیکن دل اس وقت اپنے مشغول تھا
 دیدیم آں غیب را ہم عکس نست
 میرا غیب کو تو مجھے لینا بھی آپ کا پر تو ہے

۱۔ آواز صلا یعنی حضور کے دل
 میں نماز کے لئے الہام ہوا یا مومن کی
 لوزاں کنی رائے یعنی مڑہ پینے کا گلاہ
 کیا۔ موزہ رہا یعنی عقاب
 ۲۔ عنایت یعنی عقاب کا مڑہ
 اچک لے جائید شکستہ یعنی اس
 گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر سر جھا
 گیا ہوں جیسے ٹوٹی ہوئی شاخ سر جھا
 جاتی ہے۔ دود یعنی ضرورت کے
 وقت گستاخی قابل گرفت نہیں ہے
 نفسانی خواہش سے گستاخی
 افسوسناک ہے
 ۳۔ ایں یعنی مڑہ لے لڑا۔
 وہ ہم خدم میں بگڑا غم یعنی سانپ
 گفت یعنی آنحضرت کی غفلت خود
 بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل
 یا حقارت کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ مجھ پر
 مڑے میں سانپ کے ہونے کا
 انکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پر
 تو ہے

مار در موزہ بہ بنیم در ہوا
 میں نضا سے موزے میں ساپ دیکھ لوں
 عکس نورانی ہمہ روشن بود
 نورانی پر تو پھا روشن ہوتا ہے
 عکس عبداللہ ہمہ نوری بود
 اللہ کے نیک بندے کا پر تو بالکل نور ہوتا ہے
 عکس ہر کس را بدال اے جاں میں
 ہر شخص کے پر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے
 نیست از من عکس ائت اے مصطفیٰ
 یہ میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ آپ کا پر تو ہے
 عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود
 ظلمانی پر تو بالکل بدی ہوتا ہے
 عکس بیگانہ ہمہ گوری بود
 بگنے کا پر تو بالکل اندھا پن ہوتا ہے
 پہلوئے جنے کہ میخوابی نشیں
 تو کس جس کے پہل میں بیٹھا چاہ رہا ہے

ہجرت گرفتن ازیں حکایت ولیقین واستن ان مع العسر یسرا
 اس حکایت سے عبرت کرنے کا پہلو اور یقینی طہ پر جانا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرت است این قصہ اے جاں مر ترا
 اے جان! اتیرے لئے یہ قصہ باعث عبرت ہے
 تاکہ زیرک باشی و نیکو گماں
 تاکہ تو ہشید اور نیک گمان بن جائے
 دیگران گردند زر واز بیم آں
 دوسرے اس کے ڈر سے پہلے پڑ جائیں
 زانکہ از گل گرتو بر گش می گنی
 کیونکہ اگر تو پھول کی پچاں کر دے
 گوید از خارے چرا اتم بغم
 وہ کہتا ہے میں کانے سے غم میں کیوں پڑوں؟
 ہر چہ از تو یا وہ گردد از قضا
 اتفاق کی وجہ سے جو چیز تجھ سے غم ہو جائے
 مَا الصَّوْفُ قَالَ وَجَدَانُ الْفَرْحِ
 تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا
 آں عتقا بش را عتقا بے داں کہ او
 اس سرا کو وہ باز سمجھ لے جو
 تاشوی راضی تو در حکم خدا
 تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے
 چوں بہ بنی واقعہ بد ناگہاں
 جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے
 تو چو گل خنداں کہ سود و زیاں
 تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے
 خندہ مگذازد نگرود مٹشی
 وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائے گا
 خندہ رامن خود زخار آورده ام
 میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے
 تورع یقین داں کہ خریدت از بلا
 تو یقین کر لے کہ اس نے تجھے مصیبت سے نجات دیا ہے
 فِي الْفَوَادِ عِنْدَ رَاتِيَانِ التَّرَحُّ
 دل میں رنج آنے کے وقت
 در زبود آں موزہ رازاں نیک خو
 ان نیک خصلت سے موزہ اڑا لے گیا

۱۔ عکس اولیٰ باللہ کی محبت سے
 کشف باطنی حاصل ہوتا ہے تار یک
 دل لوگوں کی محبت دل کو لئے نور بنا
 دیتی ہے عکس۔ اللہ کے نیک
 بندوں کا ہر نورانی ہوتا ہے ہر خدائے
 بیگانوں کا پر تو ظلمانی ہوتا ہے
 ۲۔ جب موزے کے واقعہ سے یہ
 نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ انسان
 کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے
 تاکہ اچانک جو حادثہ پیش آئے اس
 سے اللہ کے ساتھ بدگمانی چاہیے
 دیگران عام لوگوں کے لئے جو واقعہ
 پریشانی کا سبب بنے اس کو بھی تو
 خنداں پشانی سے قبول کرنا کہ
 اگر پھول کی پچاں علیحدہ علیحدہ بھی کر
 دی جائیں تو اس کی مسکراہٹ ختم نہ
 کی۔
 ۳۔ گوید پھول بھی بھٹکتا ہے
 کہ کسی ہر چیز عدم سے جو جس آئی
 ہے لہذا کسی جڑ کے عدم کی طرف
 لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں
 ہے۔ خندہ یعنی مصیبت عدم۔ یادہ
 گم یعنی کسی چیز کے فوت و جانے کو
 کسی مصیبت سے نجات کا سبب
 سمجھو۔ ما تصوف تصوف کی
 حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات
 کا عادی و جائے ہرچ لا دست دی
 رسد نیکوت و شرف۔ خوش تر۔
 رنگ۔

تارہا نہ پاش را از زخمِ مار
تا کہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے دھم سے بچائے
گفت لَا تَأْسُوا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ
فرمایا جو غم سے جاتا رہے اس پر غم نہ کرو
گفت ہر چاں فوت شد عملیں مشو
فرمایا جو چیز فوت ہو جائے اس پر عملیں نہ بن
گر بکلا آید تَرَا لَدُوہ مَبْر
اگر تجھ پر مصیبت آئے غم نہ کر
کال ۲ بلا دفعِ بلا ہائے بزرگ
کیونکہ مصیبت بڑی مصیبتوں کے لئے دفع ہے
راحتِ جاں آمدے جاں فوتِ مال
لے عز! مال کا فوت ہونا جان کی حفاظت ہے
استدعائے آں مُرد از موسیٰ علیہ السلام زبانِ بہائم و
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چچا ہوں اور پرندوں کی زبان کیخبر کی درخواست
طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق
اور ان کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو قبول کر لینا

۱۔ اے خشک۔ یعنی عقل قاتل
مرد کہوے جو قصا پرانی دھڑاں پر
حکوک و شبہات کا غلبہ بالکل ن
رے گفت۔ قرآن میں فرمایا گیا
کے کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو۔ ان
آئی۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے
نہیں ہے سر جان۔ بھیڑیلا
۲۔ کال بکلا۔ انسان کی ایک
مصیبت بت سی بڑی مصیبتوں سے
نجات کا سبب بنتی ہے۔ راحت
جاں۔ مال کی پائی جان کی راحت کا
سبب بن جاتی ہے۔ استدعا۔ اس
قص سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال چا
ہونے سے جان بچی نہ جان کی
لاکت ہوتی۔
۳۔ طیور۔ جانوروں کی زبان کیخبر
والے نہ کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو
دنیا دہی کی ہیں شاید۔ جانوروں کی
باتیں آرت سے متعلق ہوں تو میں
انے عبرت حاصل کر لوں گا۔ وہ
عبادت کا معمول۔ ہنگام گذر۔ موت
کا وقت۔

گفت موسیٰ رایکے مُردِ جوان
ایک نوجوان نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا
تا یُدِسع کز بانگِ حیوانات وود
ہو سکا ہے کہ حیوانات اور پرندوں کی آواز سے
چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
چونکہ تمام اولادِ آدم کی زبانیں
یو کہ حیوانات را وِدِ دِگر
ہو سکا ہے کہ حیوانات کا کوئی دھڑا معمول
گفت موسیٰ رُو گذر گن زیں ہوس
حضرت موسیٰ نے فرمایا جاں ہوں سے ہر گز کر

کہ بیا موزم زبانِ جانوراں
کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے
عبرت حاصل کنم در دین حق
اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کر لوں
در پئے آبست و نان و دمدہ
روٹی، اور پانی، اور کمر کے لئے چیں
باشد از تدبیر ہنگام گذر
ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا
کایں خطر دارد بے در پیش و پس
کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب
نہ کتب نہ گفتگو نہ حرف نہ نثر
گرم خرگرد و بھی از مع مرد
دکنے سے انسان نہ سر ہو جاتا ہے
ہر چ چیزے بود از تو چیز یافت
جو کچھ بھی تھا اس نے آپ سے کچھ پلا
لائی لطف نباشد اے جواد
لے لیا آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے
یاں باشد ک مرا منع شوی
اگر آپ مجھے منع کریں گے تو ہائی ہوگی
سحرہ کرد سش مگر دیو رجم
شاید ملعون شیطان نے اس کو بہلایا ہے
ورنیا موزم دس بد می شود
اگر نہیں سکھاتا تو اس کا دل بیا ہوگا
رد نہ کر دیم از کرم ہرگز دعا
کرم سے ہرگز دعا نہ نہیں کی ہے
دست خلید جاہنا ہمہ درد
ہاتھ چلے گا کپڑے پھلے گا
عجز بہتر مایہ پریمزگار
ماجریٰ پریمزگار کے لئے بہت اچھا طریقہ ہے
کہ بتقوئے ماند دست نارساں
تا رہا ہاتھ پریمزگاری میں رہتا ہے
کہ ز قدرت صیر ہا پدو شد
کہ قدرت کی قوت بہت سے ہر رخصت ہو جاتے ہیں
از بلای نفس پر حرص و غماں
حرص نہ غلبے سے کبرے نفس کی مصیبت سے

عبرت او بیداری از یزداں طلب
عبرت نہ آگاہی خدا سے مانگ
گرم ترشد او از آن معشش کہ کرد
وہ اس دکنے سے نہ زیادہ سرگرم ہو گیا
گفت اے موسیٰ چو نور تو بتافت
اس نے کہا اے موسیٰ جب سے آپ کا نور منور ہوا ہے
مر مرا محرم کردن زین مراد
اس مقصد سے مجھے محرم کرنا
ایں زماں قایم مقام حق توئی
اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں
گفت ۲ موسیٰ یا رب ایں مرد سلیم
حضرت موسیٰ نے فرمایا اے خدا اس بھولے انسان کو
گر بیا موزم زیاں کارش بود
اگر میں سکھاؤں وہ اس کے لئے نقصان نہ ہوگا
گفت اے موسیٰ بیا موزش کہ ما
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کو سکھاؤ کہ کچھ ہم نے
گفت یا رب او پیشانی خورد
موسیٰ نے فرمایا اے خدا وہ شرمندہ ہوگا
نیست ۳ قدرت ہر کسے راسا زوار
قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے
فقر زیں رو فقر آمد جا و داں
اسی لئے فقر ہیث فقر سے
زاں غنا و زان غنی مردود شد
اسی لئے ملدلی نہ ملد مردود ہوا ہے
آدی را عجز و فقر آمد اماں
آدی کے لئے عجز نہ فقر باعث ان ہے

۱۔ عبرت کتاب نہ گفتگو سے
حاصل نہیں ہوتی خدا کا علیہ السلام
سے مانگ۔ گرم حضرت موسیٰ کے
انکار سے اس کا سر اور بڑھ گیا اس
لئے کہ جی انسان مزاج ہے
گفت ۲ حضرت موسیٰ سے سرور
میں یہ باتیں کہنے لگا۔

۲۔ گفت اس کے سرور سے
عاجز آکر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی
طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔
اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو سکھا
۲۔ گفت یا رب حضرت موسیٰ نے
عرض کیا کہ اگر اس کو سکھاؤں گا تو وہ
اس کے نتائج سے شرمندہ ہوگا کہ
فحش کرے گا۔

۳۔ نیست ۳۔ قدرت اور با قدرت
ہر شخص کے لئے بغیر نہیں ہوتا ہے
قدرت کا نہ ہوتا انسان کو پھر نگار
بیاتا ہے فقر میں انسان کو بہت سے
گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اسی
لئے کہ باعث فقر ہے ملد اپنی
ملدلی کی ذریعہ بہت سے گناہوں
میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے مردود
ہو جاتا ہے۔

۱۔ آں غم۔ ہمدرد میں غلط قسم کی
تمنا میں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ
گلشنِ ہزار تپاں سے لڑائی کی عبادت
لے کر بڑھ جاتی ہے کتنے چیز اس کو مافوق
ہی نہیں آتی۔ بایستہ خواہش۔

اختیار۔ یعنی اب تو وہ جانوروں کی
باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اس کو
قدرت اور اختیار عطا کر دے۔
اختیار۔ انسان کا اختیاری اس کو جزا و
سزا کا حق بناتا ہے منظر کے فضل کا
کوئی اختیار نہیں ہے عبادت میں
چونکہ بندہ کے اختیار کو ضل ہے اس
لئے اس میں خوبی ہے آسمان کی
گوشِ اضطراری ہے لہذا اس پر
ثواب کا ترتیب ہے نہ ثواب کا۔
حساب۔ اللہ تعالیٰ جس وقت حساب
کرتے گا تو انسان کے اختیاری
افعال کا حساب ہوگا۔

۲۔ جملہ۔ کائنات میں سے ہر چیز
اللہ کی تسبیح خواہ ہے لیکن یہ ان کی
اضطراری تسبیح ہے لہذا اس پر ان کو کوئی
ثواب نہ ملے گا۔ مومن۔ مزہبی
کے قابل۔ تسبیح۔ جب تک انسان
کے پاس تلواریں نہ ہوں غازی بن سکا
ہے نہ ڈاکو بن جائے تو پھر غازی
ہونے کا ثواب یا ڈاکو ہونے کا عذاب
مرتب ہوگا۔

۳۔ ذابک۔ انسان کو کرامت کی
فضیلت اسی لئے حاصل ہوئی ہے
کہ اس میں برائی کی بھی قدرت
ہے اور بھلائی کی بھی۔ کرنا۔
قرآن فاک میں مذکور ہے کہ م
نے بنی آدم کو عزت بخشی
مومنوں۔ نیک عمل کرنے والے
دوسروں کے لئے بھی راحت کا
سبب ہیں۔ کافراں۔ کافر دوسروں
کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

آں غم آید آرزو ہائے فضول
بیکہ آرزوئیں سے غم پیدا ہوتا ہے
آرزوئے گل بود گل خواہ را
مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے
کہ بدالِ خوکرده است آں صید غول
جن کی اس شیطان کے قیدی نے عادت ڈال لی ہے
گل شکر نگوار داں بیچارہ را
اس بے چارے کو گلشنہ دکھا نہیں دیتا ہے

وہی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بیا موش
اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آتا کہ اس کو کچھ
چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازال
تھوڑا سا سکھا د جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفت یزداں تو بدہ بلاست او
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کی مراد پوری کر دے
اختیار آمد عبادت را نمک
اختیار عبادت کا نمک ہے
گوش اُدا نہ آجرو نے عتاب
اس کی گوش نہ کر نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے
جملہ ۲ عالم خود تسبیح آمدند
تمام عالم خود تسبیح پڑھنے والے ہیں
تسبیح دروشتش نہ از عجزش لیکن
اس کے ہاتھ میں تلوار دیدے اس کا عجز ختم کر دے
زانکہ ۳ گز مٹا شد آدم ز اختیار
اختیار کی وجہ سے بنی آدم کرنا کا صداقت بنا
مومنوں کان غسل ز نبور وار
مومن شہد کی کمی کی طرح شہد کی کان ہیں
زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات
کیونکہ مومن نے اچھے بولے کھائے ہیں



باز کافر خود شربت از صدید ہم ز قوتش زہر شد دروے پدید
 پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا
 لیل الہام خدا عین الحیات لیل تسویل ہوا سُم الحیات
 خدا کے اہم کے آب حیات کا چشم ہیں خواہش نفسانی کے طبع والے موت کا زہر ہیں
 در جہاں ایں مدح و شہابش وز ہے ز اختیارست و حفاظ و آگہے
 دنیا میں یہ تریف اور شہابش اور وہاں اختیار اور موت اور آگاہی کی وجہ سے ہے
 جملہ رندناں چونکہ در زنداں روند متقی و زاہد و حق خوان شوند
 تمام لوہاش جب قید خانے میں جائیں گے متقی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائے گے
 چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل ہیں کہ تا سرمایہ نیتانہ اجل
 چونکہ قدرت جاتی رہی عمل کھٹا ہو گیا ہیں کہ تا سرمایہ نیتانہ اجل
 قدرت سرمایہ سودست ہیں خبردار موت سریلہ کو نہ چھین لے
 آگاہ نفع کا سریلہ تیری قدرت ہے وقت قدرت را نگہدار و نہیں
 آدمی بزنجک ۲ گز مٹا سوار قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے
 انسان کرنا کے گھوڑے پر سوار ہے کہ رُکش در کش عنان اختیار
 باز موسے داو پند اُورا بہر اس کی عقل کے ہاتھ میں اختیار کی باگ ہے
 حضرت موسیٰ نے محبت سے پھرانے فصاحت کی کہ مُرادت زرد خواہد کرد چہر
 ترک ایں سودا بگو و زحق تبرس کہ تیری مراد چہر پیلا کر دے گی
 اس جنوں کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر دیو دوستت برائے مکر درس
 ہیں برو درو سر خود کم طلب کایں مُرادت افکند و صد تعب
 خبردار اپنا درو سر نہ مل لے کیونکہ یہ تیری مراد سبقتوں میں ڈال دے گی

۱۔ وہ جہاں۔ دنیا میں جس قدر تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری افعال پر ہیں۔ جملہ رندناں۔ دوزخ میں جا کر عرقی عبادت کر چکے لیکن وہ ان کی اضطرابی عبادت ہوئی جو غیر معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اس وقت کی قدر کرنی چاہیے جس میں اس کو اختیار حاصل ہے وہی اس کے نفع کا سرمایہ ہے جب قدرت بانی نہ رہے گی اس وقت کی تنگی بیکار ہے۔

۲۔ بزنجک۔ سفید کھڑا سفید۔ مکر۔ اٹاک۔ اٹکل۔ عنان۔ بانگ۔ کہ مُرادت۔ یعنی اگر تو جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہو گا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جانتا تیرے لئے درد سربے گا۔ تعب۔ مشقت۔

۳۔ قانع۔ پہلے وہ مصر تھا کہ سب جانوروں کی بولی جان جائے اس پر انسانی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے مرغ اور کتے کی بولی جان لے

قلع ۳ شدن آں مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و
 اس طالب انسان کا گھریلے مرغ نہ کہنے کی زبان سیکھنے پر قانع
 سنگ واجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اُورا
 ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت بدہ نطق سنگ کو بردست نطق مرغ خانگی کاہل پرست
 اس نے کا کہ کہم کہنے کی بولی جو مادہ پر ہے گھریلے مرغ کی بولی جو پندہ سے

گفت امویٰ ہیں تو دانی زور سید
حضرت امویٰ نے فرمایا تو جان لے اس لئے کہ اللہ سے عبادت آگئی
بامدادوں از برائے امتحان
صبح کو آزمائش کے لئے
خلامہ سفرہ بیفشاند و فتاد
خلامہ نے دسترخوان بچھا دیا اور گدا
در ربود آثر اُخرو سے چوں گرو
مرغ اس کو گوی چیز کی طرح اپک لے گیا
دانہ گندم ۲ توانی خورد و من
تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں
گندم و جو را و باقی خوب
گیہوں اور جو اور باقی دانے
ایں لب نانے کہ قسم ماست آں
یہ دہلی کا ٹکڑا جو ہلا حصہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو پید
ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی
ایستاد او منتظر بر آستان
وہ چکٹ پر منتظر گھڑا ہو گیا
پارہ نان بیات آثار زاد
ہاں دہلی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ
گفت سنگ کردی توید ماکظم رو
کتنے نے کہا جا، تو نے ہم پر ظلم کیا
عاجزم از دانہ خوردن در وطن
وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں
می توانی خورد و من نے لے طروب
اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نے کھا سکتا
می زبانی ایں قدر را از سگان
اتنے کو بھی تو کتوں سے اپک لیتا ہے

جواب خروں سنگ را

مرغ کا کتنے کو جواب

پس خروش گفت تن زن غم مخور
پھر مرغ نے اس کو چپ ہو جا غم نہ کر
اسپ ایں خولہ سقط خواہ شدن
اس آقا کا گھڑا مر جائے گا
مر سگال را عید باشد مرگ اسپ
گھڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے
اسپ را بفروخت چوں بشید مرد
مرد نے جب سنا، گھڑا فروخت کر دیا
روز دیگر همچیاں ناں را رود
دوسرے دن بھی اسی طرح سے دہلی لے آتا

کہ خدا بد ہد عوض زیں بہ دگر
کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوا بدلہ دے گا
روز فرد اسیر خود کم گن خون
کل کو پیٹ بھر کر کھتا غم نہ کر
روزی دافر سے بود بے جہد و کسب
بغیر محنت اور کمائی کے بہت خفاک ہوتی ہے
پیش سنگ شد آں خرمک دئے زرد
وہ بچھا مرغ کتنے کے آگے شرمندہ ہوا
آں خروں و سنگ برو لب بر کشود
وہ مرغ، اور کتنے نے اس پر لب کشائی کی

۱۔ گفت امویٰ حضرت امویٰ نے
فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اس
کے کھانے کی اجازت آگئی ہے تو
اب جان جائے گا۔ امتحان۔ اس
آزمائش کے لئے کہ بولی سمجھنے لگا ہے
یا نہیں۔ نان بیات۔ ہاں دہلی۔
چوں گرو۔ یعنی جس طرح زبان رکھنے
والا زبان کی چیز پر قہر کرتا ہے
۲۔ دانہ گندم۔ کتنے نے کہا تو نے
مجھ پر ظلم کیا۔ دہلی میرا حصہ ہے تو دانہ
چک سکتا ہے میں صرف دہلی کھا سکتا
ہوں۔ وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز
کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خوب
دانے طروب۔ مست۔ لب نان۔
دہلی کا کٹہر۔ سقط۔ قاف کے سکون
کے ساتھ۔ چوں کا مرنا۔ زن غم۔
۳۔ دافر۔ بھر پور۔ دئے زرد
چونکہ مرغ کی پیش گوئی کے مطابق
کتنے کو یہ گھڑا کھانے کا ملا تو مرغ
شرمندہ ہوا۔

کائے خُروں عشقِ ابد چندیں دُرُوغ

کہ اے مرغ! مگر اس قدر جھوٹ

اسپ کش گفتمی سَقَط گرو گجاست

گھڑا جس کے پاس ملنے کہا تھا کہ مرے گا کھلے؟

گفت اُور اآں خُروں باخبر

اس باخبر مرغ نے اس سے کہا

اسپ را بفروخت بخت اواز زیاں

گھڑے کو فروخت کر دیا کہ نقصان سے بچ گیا

لیک فردا استریش ۲ گرو سَقَط

لیکن کل کو اس کا خُجّر مرے گا

زُود استر را فروشید اآں خریص

ال لاچی نے فوراً خُجّر بیچ ڈالا

روز ثالث گفت سگ ہا اآں خُروں

تیسرے دن کہتے نے اس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغے بے فُرُوغ

تو نہ چلے والا جھوٹ کب تک بولے گا

گفت اُو بفروخت استر راشتاب

کہا اس نے خُجّر جلدی سے بیچ دیا

چوں غلام اُو بُمیرد نانہا

جب اس کا غلام مرے گا روٹیاں

ایں شنید اآں غلامش را فروخت

سنّا کہ اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا

شکر ہامی کرد و شادیہا کہ من

شکریے لاکتا تھا کہ خوشیاں کہ میں

تا زبان مُرغ و سگ آموختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

ظالمی و کا ذبی و بے فُرُوغ

تو ظالم ہے اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کہو اختر گوئی محرومی زراست

تو اندھا نجبی ہے، سچائی سے محروم ہے

کہ سَقَط شد اسپ اُو جائے دگر

کہ اس کا گھڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

اآں زیاں انداخت اُو بر دیگر ایں

اس نے وہ نقصان دھروں پر ڈال دیا

مَر سگاں را باشد اآں نعمت فقط

وہ صرف بکوں کے لئے نعمت ہو گا

یافت از غم وز زیاں اآں دم محیص

اس وقت بھی وہ غم اور نقصان سے نجات پا گیا

اے امیر کا ذباں باطلیل و گوس

اے فقہ! کہ گئے کے ساتھ جھوٹوں کے سرور

دُوغی اے نالیل دُوغی دُوغی دُوغ

اے نال! تو چھاپ چھاپ ہے تو چھاپ چھاپ ہے

لیکن فرد ایش غلام آید مُصاب

لیکن کل کو اس غلام بیلہ بڑے گا

بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا

بکوں اور مانگنے والوں سے اس کے رشتہ دار بھائی گئے

رست از خسران و رُخ ۳ را بفروخت

نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

رستم ارز سہ واقعہ اندر زمن

زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

دیدہ سُو لَقْطَا را دُوختم

میری نظا کی آنکھ سی سی ہے

۱۔ عشقہ کو فریب۔ اختر گوئی۔
ستاروں کی باتیں کرنے والا نجبی اگر
اندھا ہو تو ستاروں کو دیکھ نہیں دیکھ
سکتا اس لئے اس کی پیش گوئیاں غلط
ہوگی۔

۲۔ استر۔ خُجّر۔ فقط۔ چونکہ مرغ
اس کو نہ کھا سکے گا۔ محض۔ چونکہ اس
نجات باطلیل۔ یعنی ڈکے کی چوٹ
جھوٹ بولنے والا۔ دروغ۔ چھاپ چھاپ
الصابیل۔

۳۔ رُخ۔ یعنی نقصان سے بچنے
پر سر خود ہو گیا۔ واقعہ۔ گھڑے خُجّر
اور غلام کا نقصان۔ دیدہ۔ یعنی اب
میری نظریہ پر اچھٹکس بگاڑ سکتی۔

نخل شدنِ خروں پیشِ سنگ بسببِ دروغِ شدنِ سہ وعدہ
تین وعدوں کے جھوٹے ہو جانے سے مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سنگ محرم گفت
دوسرے دن اس محرم کتے نے کہا
چند چند آخرِ دروغ و مکر تو
تیرا کر اور جھوٹ آخر کس قدر
گفت حاشا از من و از جنس من
اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بید ہے
ماخروساں چوں مؤذنِ راست گو
ہم مرغ مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں
پاسبانِ آتائیم از دروں
ہم اند سے سورج کے نگہبان ہیں
پاسبانِ آفتاب انداولیا
اولیاء سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں
اصلِ ملاح حق بے باگ و نماز
ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی اذان کے لئے
گرینا ہنگامِ سہو ماں رَوَد
اگرک بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
گفت ناہنگامِ حسی علی الفلاح
بے وقت حسی علی الفلاح کہنا
آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
وہ جو بے گناہ اور غلطی سے پاک ہے
آں غلامشِ مُرد پیشِ مشتری
اس کا وہ غلام خرید کے پاس مر گیا
او گریزانید ماش را ولیک
اس نے اپنا مال بچلایا لیکن

کائے خروںِ شازخا کو طاقِ او بخت
اے بکھاری مرغ! اکہرا اور دہرا کہیں ہے
خود نہ پڑ و جزِ دروغ از و کر تو
تیرے گھونٹے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ملتا ہے
کہ بگردیم از دورغی سخن
کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں
ہم رقیبِ آفتاب و وقت جو
ہم سورج و نظر رکھنے والے وقت کی جستجو کرنے والے ہیں
گر گنی بالائے ماطشتے نگوں
اگر تو ہم پر طشت لوندھا کر دے
و بشر واقف ز اسرارِ خدا
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں
وادیہ آدی را در جہاز
مسلمان میں آدمی کو ہدیہ میں دیا ہے
و اذالِ آں مقتلِ مامی شود
اذان میں وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے
خون ما را می گند خوار و مباح
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے
آں خروںِ وجی جاں آمد فقط
وہ صرف روح کی دہی کا مرغ ہے
شد زیانِ مشتری آں یکسری
وہ بالکل خرید کا نقصان بنا
خون خود را ریخت آں دریا ب نیک
اس نے اپنا خون بہلایا اس کو خوب سمجھ لے

۱ طاق و جفت وہ بہت سی
پیشگوئیاں جو تونے کی ہیں۔ دگر
پرنک کا گھونٹا۔ سخن آزمائش میں پڑا
ہول ماخروساں۔ مرغ صاف
کے وقت بولتا ہے۔ پاسبان۔ مکر
اکہرا ایک کھڑی میں بھی ہوتا اس کو
صاف کا احساس ہو جاتا ہے اولیاء
جس طرح مرغ آسمانی سورج کا
پاسبان ہے اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ
کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو
اسرارِ خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے
ہیں۔

۲ جہاز۔ مسلمان یا حضرت نوح کی
مثنوی یعنی مرغوں کو خدا نے سورج کے
نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے
لئے پیدا فرمایا ہے۔ گر بنا ہنگام۔ جو
مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو
ذوق کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔
مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم
صرف انبیاء ہیں با جبرئیل جو وحی
لائے تھے۔

۳ آں غلام۔ مالک نے مرغ سے
غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس
غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار
کے پاس جا کر مر گیا۔ اس مالک
نے اپنا مال بچالیا اور نقصانات سے
بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان
ہلاک ہوئی۔

ایک ازیاں دفع زیانہا می شدے
 ایک نقصان بہت سے نقصانات کا ذبیہ ہو جاتا
 پیش شاہاں در سیاست گستری
 بادشاہوں کے دودھ، انصاف کرنے میں
 انجی ۲ چوں گشتہ اندر قضا
 چونکہ قضا خداوندی کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے
 زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود
 کیونکہ حیرا مال اگر تجھ پر قربان ہو جائے

خبر دادن	خروس	از	مرگ	آں	خولجہ
مرغ	کا	آقا کے	مرنے کی	خبر	دینا

لیک فرد اخواب او مردن یقین
 لیکن وہ کل کو یقینا مرے گا
 صاحب خان بخواب مردورفت
 گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا
 پار ہائے نان ولالنگ و طعام
 روٹی کے ٹکڑے اور لنگر، اور کھانا
 گا و قربانی و نانہائے تنگ
 قربان کی گائے اور بکلی چپتی
 مرگ اسب و استر و مرگ غلام
 گھوڑے اور سوار کا مرنا، اور غلام کا مرنا
 از زیان مال و درد آں گریخت
 یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا
 ایں ریاضتہائے درویشاں چراست
 یہ درویشوں کے مجاہدے کیس ہیں؟
 تالقاتے خود نہ بیند سالکے
 جب تک سالک اپنی بھانہ سمجھے

۱۔ ایک ازیاں۔ ایک نقصان نقصان قدر
 میں بہت سے نقصانوں کا ذبیہ ہوتا
 ہے۔ پیش شاہاں۔ دنیاوی عدالتوں
 میں انسان مال خرچ کر کے جان
 بچاتا ہے۔

۲۔ انجی۔ بیگانہ جیسی۔ حسین۔ سونا۔
 لوت زفت۔ قیمتی غذا لالنگ۔ لنگر
 خام۔ نا تجربہ کار۔
 ۳۔ ریخت۔ اگر مال ضائع ہو جاتا تو
 جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی
 مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوک
 معرفت تے کرنے والا چونکہ فنا جسم
 میں بھائے روح سمجھتا ہے اسی لئے
 ریاضتوں میں بدن کو کھلاتا ہے۔

گاؤ خوابد کشت وارث در حنین
 اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا
 روز فردا تک رسیدت لوت زفت
 کل کو تجھے ضرور چینی غذا ملے گی
 درمیان کوئے پاید خاص و عام
 ہر خاص و عام نگلی میں پائے گا
 برسگان و سائلاں ریز و سبک
 کتنوں اور بھکاریوں پر بہائے گا
 بد قضا گردان ایں مغرور خام
 اس تکبر، نا تجربہ کار کی قضا کو لٹانے والا تھا
 مال افزوں کرد و خون خویش ریخت
 اس نے مال بڑھا لیا اور اپنا خون بہلایا
 کال بلا برتن بقائے جہانہاست
 اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بھانہ ہے
 چوں کند تن را تقیم و ہالکے
 تو جسم کو پیدا اور فنا کیس کرے

دست اے کے جہد بایثار و عمل
ایثار اور عمل میں ہاتھ کب بٹے
آنکہ بدہد بے امید و سودہا
جو بغیر امید اور کوشش کے دیتا ہے
یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت
پانچا دوست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کر لئے ہیں
کو غنی ست و جز او جملہ فقیر
کیونکہ وہ بے نیاز ہے اس کے علاوہ سب محتاج ہے
تانہ بیند کوو کے کہ سیب ہست
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے
انہمہ بازار بھر ایں غرض
یہ تمام بازار والے اسی غرض سے
صد متاع ۲ خوب عرضہ می کنند
سیکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں
یک سلائے نشوئی اے مرد دیں
اے دیدار تو ایک سلام بھی نہ سنے گا
بے طمع نشیدہ ام از خاص و عام
میں نے کسی خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے
جز سلام حق تو ہیں آل راجو
سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر
از دہان سے آدی خوش مشام
سجج الدماغ آدمی کے منہ سے
وین سلام باقیان بر بوئے آل
بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے
زاں سلام او سلام حق شد دست
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تانہ بیند دا دہ را جانش بدل
جب تک کوئی دے ہوئے کا بدلہ جان کے لئے نہ سمجھ لے
آں خدا یست آں خدا یست آں خدا
’ وہ خدا ہے ‘ وہ خدا ہے ‘ وہ خدا ہے
نور گشت و تابش مطلق گرفت
جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کر لی ہے
کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے
او پیاز گندہ رانہد ز دست
’ وہ بدبود پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے
برو کا نہا شستہ بر بوئے عوض
بدلے کی امید پر دکاؤں پر بیٹھے ہوئے ہیں
واندرون دل عوضہا می تند
اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں
کہ نگیر و آخرت آں آستیں
جو بالآخر تیری آستین نہ پکڑے
من سلامے اے برادر و السلام
ایک سلام بھی اے بھائی و سلام
خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
گھر گھر ‘ جگہ جگہ ‘ اور کوپے کوپے
ہم پیام حق شنود ہم سلام
میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی
من ہی نوشم بدل خوشتر ز جاں
میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے
کاش اندر دوو مان خود ز دست
کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

۱۔ دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ
عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے
آنکہ۔ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی
صفت ہے یا دل۔ چونکہ ولیاۃ اللہ
اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں
لہذا ان کے کام بھی غرض سے خالی
ہوتے ہیں۔ نوشی۔ اللہ کے کام بغیر
غرض کے اس لئے ہیں کہ وہ بے نیاز
ہے اور انسان کے کام غرض پر اس لئے
مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تانہ
بیند۔ بچہ کی جب تک پچاسواں نہیں
دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے
انہمہ۔ دنیا کے سارے کلابد
بدلے اور عوض کے پیادہ چلتے ہیں۔
۲۔ صد متاع۔ سامان تاجر اپنے عمدہ قسم
کے سامان کا ایک کو بدلے کے لالچ
میں دھکا دیتے ہیں۔ یک سلائے دنیا
میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا
ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے
کے لئے دامن پکڑتا ہے۔ خوشامدی
جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض
سے خالی ہوتا ہے۔
۳۔ از دہان۔ میں نے لعل اللہ کی
زبان سے اللہ کا پیغام و سلام سنا ہے
میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام
دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں
کہ شاید ان میں کوئی اس طرح کا
سلام ہو۔ زین سلام۔ لعل اللہ کا
سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا
ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا
جسب وہ فانی فی اللہ اور بانی باللہ ہیں
اس لئے ان کی زبانوں پر اسرار
خداوندی ہوتے ہیں۔

مردہ است از خود شدہ زندہ برب
 فانی بالذات ہے باقی با اللہ ہے
 زال بود اسرارِ حقش در دولاب
 ای لے اس کے ہاں ہڈوں میں خلی اسرار ہوتے ہیں
 مردانِ اتن در ریاضتِ زندگی ست
 ریاضت میں جسم کا مرنا ، زندگی سے
 گوشِ بہادہ بد آں مردِ خبیث
 گوشِ خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا
 یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دردِ بدن آں شخص بسوئے موسیٰ
 اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پناہ کے لئے دھڑنا جبکہ ان نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنیدلہ نہارواں شد و تیز رفت
 جب اس نے یہ سنا تیزی اور تندی سے دھڑا
 برادرِ موسیٰ کلیم اللہ رفت
 حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دھڑلے پر گیا
 کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
 ک اے کلیم اس معاملے میں میری مدد کیجئے
 چونکہ استا گشتہ برج زچہ
 چونکہ تو ماہر بن گیا ہے کنویں سے کوئل
 کیسہ وہیما نہارا کن دو تو
 ہیمنوں اور پھیلی کو دگنا کر لے
 کہ در آئینہ عیاں شد مرترا
 جو آئینہ میں تجھ پر ظاہر دلی ہے
 اندر آخر بیند از دانش مقل
 عقل کا کدہ آخر میں دیکھتا ہے
 مرد مرا بر سرِ مزن بر رو ممال
 میرے سر پر نہ مارے منہ پر نہ ملیئے
 نا سزایم را تو وہ حسن الجزا
 مجھ تالائق کو آپ اچھا بدلہ دے دیجئے
 نیست سنت کاید آں واپس بسر
 سنت الہی نہیں ہے کہ وہ دہار واپس آئے
 فرمایا اے پنا تیر کمان سے نکل گیا

۱۔ مردانِ تن۔ ریاضتوں اور مجاہدوں
 سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ
 اور قوی ہوتی ہے۔ اہل اللہ کو یہ صحابی
 لئے حاصل ہوتا ہے۔ گوش۔
 جانوروں کی بولی کچھ لینے والے نے
 مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سنی تو
 گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس
 بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کا
 لقب ہے کیونکہ کہ طور پر ان کی اللہ
 تعالیٰ سے گفتگو ہوتی تھی۔ گفت۔
 حضرت موسیٰ نے طواغیر یا کدہ دوسری
 چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو
 نقصان سے بچا ہی طرح اپنے آپ
 کو بھی فروخت کر دے۔
 ۲۔ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں
 دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو
 نے ان کو نقصان پہنچایا اور اپنی عقل
 بھری۔ من۔ دہلی۔ یہ باتیں جبکہ
 بالکل بڑے خفا میں تھیں اس وقت
 سمجھ گیا تو اپنے برے انجام کو لب سمجھا
 ہے۔ نقل۔ سادہ بھٹل۔
 ۳۔ خصال۔ خصلت کی جمع ہے
 عادت۔ مر مر۔ یعنی مجھے اب زیادہ
 شرمندہ نہ کیجئے۔ لاسن۔ میں تالائق
 تھا مجھ سے تالائق سرزد ہوئی۔ آپ
 مجھ تالائق کو اچھا بدل عطا کر دیں۔
 نیست سنت۔ یعنی عام طور پر سنت
 الہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ہتی
 ہے۔

لیک در خواہم ز نیکو داوری !
ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کروں گا
چونکہ ایماں بردہ ہاشی زندہ
جب تو ایمان کو ساتھ لے جائے گا تو زندہ ہے
ہم در اندام حال بر خولجہ بکشت
اسی وقت آتا کا حال درگوں ہو گیا
شورش مرگ ست نے ہیضہ طعام
موت کی حتی ہے نہ کہ کھانے کی بد ہشی
چار کس برونہ تا سونے و ثاق
اس کو چہ آئی گھر تک لے گئے
پند موی ۲۱ نشوی شوشی کین
تو حضرت موی کی نصیحت نہیں سنتا ہے گستاخی کرتا ہے
شرم ناید تیغ راز از جان تو
تیری جان لینے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بری
تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے
چونکہ با ایماں روی پائندہ
جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا ٹھیک رہے گا
تاوش شورید آوردن طشت
یہاں تک کہ اس کا دل ستلایا لوگ طشت لائے
تے چہ سوت دلدلے بد بخت خام
اے بد بخت! تیرے لئے کیا مفید ہے
ساق می مالید او بر پشت ساق
پنڈی پر پنڈی رگڑتا تھا
خویشمن بر تیغ پولادی زنی
اپنے آپ کو ولاد کی تلوار پر ملتا ہے
آن تست ایں اے برادر آن تو
اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے تیرا حصہ ہے

دعا کروں موی علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص
حضرت موی علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنا

گفت موی در مناجات آں سحر
اس صبح کو حضرت موی نے دعا میں عرض کیا
باشاہی کن برو بخشا کہ او
شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے
لقتمش ۳۱ ایں علم نے در خور دست
میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے
دست را بر اژدہا آں کس زند
اژدہے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے
سر غیب آں را سرزد آموختین
غیب کا در بیکھا اس کے لئے مناسب ہے

کاے خدا ایماں از و مستال مبر
کہ اے خدا اس کا ایمان نہ لے نہ چین
سہو کرد و خیر روی و غلو
غلطی نہ شوشی نہ زبانی کی ہے
دفع پیندا رید گفتم را دست
میری بات کو اس نے ہال غول نہ کمرہ سمجھا
کہ عصارا دستش اژدہا کند
جس کا ہاتھ لاشی کو اژدہا بنا دے
کہ تواند لب ز گفتن دو ختن
جو بولے سے ہونٹ سی سکے

۱۔ دہری انصاف تاکہ یعنی تو مومن
مرے تیرا مومن مرنا ہی اصل زندگی
حاصل کرنا ہے ہم صلی دم
حضرت موی اس سے یہ باتیں کر
رہے تھے کہ اس کو کئی شروع ہو گئی۔
طشت تاکہ وہ طشت میں تے
کرے فرش خراب نہ ہو شورش
موت کی تے سے آرام حاصل نہیں
ہوتا بد ہشی کی تے باعث سکون ہوتی
ہے چار کس یعنی چار پائی پڑاں کر
چار آئی اٹھا کر لے گئے ساق
پنڈی سے پنڈی رگڑنا نزع کی
کیفیت سے کہلایا ہے
۲۔ پند موی مولانا کا مقلد ہے کہ قصا
و قدر سے گھرانا اپنی موت مول لینا
ہے آں تست ایسے لوگوں کو یہی
انجام ہوتا ہے۔ مناجات یعنی اللہ
تعالیٰ سے دعا۔ باشاہی یعنی اس
گنہگار کی خطا پر اس کی گرفت نہ فرما
اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو
معاف کر دے
۳۔ لقتمش۔ مناجات میں حضرت
موی نے عرض کیا۔ دفع میری بات
کو اس نے ٹالنے پر تحمل کیا۔
دست یعنی خطرے میں پندار شخص کا
کام نہیں ہے سانپ پر حضرت موی
جیسا شخص ہاتھ ڈال سکے وہ خدائی
بازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے
جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ
نہ ہلائے۔

۱ حکایت اس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اس عورت کے قدرتی مصائب اس کے مراتب کی بلندی کا سبب تھے، دیکھئے یعنی اس قصہ سے نصیحت حاصل کر لے۔ بیش یعنی اس کا بچہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہتا تھا۔ یا سبب تین چار مہینے میں مر جاتا۔ نہ ہم اس عورت نے یہ شکوہ کیا کہ وہ اصل کی مصیبت کا حقیقی ہول اور صرف تین چار ماہ بچے سے خوشی حاصل ہوتی ہے تو اس قزح و رنگ مکن ٹھوڑی دیر کے لئے نمودار ہوتی ہے نفیر سا بھریا۔ ہر دوزخ ڈرانے والا۔

۲ بیست سال عورت کے خواہزہ میں بچے اس طرح مرتے تو ان مصائب کا کام کیا۔ اور اس پر اسرا غیب نمودار ہونے لگے۔ تا جبے ایک دیکھت اسرار غیب اس طرح نمودار ہوئے کہ اس نے غریب میں جنت دکھائی۔
۳ لایعین۔ جنت کے مہتمم ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
قَدْ عَلِمْتُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا نَجَسٌ
مَنْ ذَاكَ الَّذِي يَنْفَعُ ظَاهِرًا
عَلَى قَلْبٍ شَرِّ مِمَّنْ لَمْ يَنْفَعِ
یعنی جو چیزیں تیری ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ وہ کسی انسان کے دل میں گزریں گفت نور اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے نور کو چمکے محض انسانوں کی قوم کے لئے فرمایا ہے اس طرح جنت کا ذکر ہے جنت کی حقیقت ہم سے بالاتر ہے محض ہم کے کسرہ کے ساتھ کسی چیز کی محض وہ چیز ہوتی ہے جو تمام صفات میں اس کے برابر ہو مثیل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے معمولی ایسا شہرت ہی اگر ہے تو اس کو مثیل کہا جاسکتا ہے۔

حکایت ۱ آل زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنالید اس عورت کی حکایت جس کی اولاد نہیں جیتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا و جواب آمدن کہ ایں عوض ریاضت و بجائے مجاہدہ نست اور جواب آتا کہ یہ تیری ریاضت کا بدل اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

۱ ایں حکایت بشنو و وعظے شمر یہ حکایت سن اور نصیحت حاصل کر آل زن نے ہر سال زائیدے پسر ۱۰ عورت ہر سال لڑکا جنتی یا سہ ماہ یا چار ماہ کشتے تباہ تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا نہ مہم بارست دسہ ماہم فرح میرے لئے تو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہے پیش مردان خدا کر دے نفیر خاصان خدا کے سامنے شکایت کرتی بیست ۲ فرزند ایں جنیں درگور رفت اس طرح میں بچے قبر میں گئے تا جبے بنمود اورا جنتے یہاں تک کہ اس کو ایک رات جنت نظر آئی بارغ گفتتم نعمت بے کیف را میں نے بے کیف نعمت کو بارغ کہہ دیا ورنہ لا عین سوائے چہ جائے بارغ میں نے کہا کیا ہر شے جہاد ہے کہ اس نے اس کو دکھا دیا مثیل نبود ایں مثال آں بود شل ہے یہ اس کی مثال ہے

تا نگردی خستہ از نقص و ضرر تاکہ تو نقصان اور تکلیف سے خستہ دل نہ ہو بیش از شش ماہ نبودے عمروور لیکن وہ چھ ماہ سے زیادہ عمر والا نہ ہوتا نالہ کرد آل زن کہ انفعال اے الہ ۱۰ عورت روئی کہ اے خدا فریاد ہے نعمتم زور رواز قوس قزح میری نعمت و رنگ مکن سے زیادہ جلدی جانے والا ہے زیں شکایت آل زن از درد نذیر ۱۰ عورت اس تکلیف کے ہولناک درد سے آتش در جان او افتاد و وقت شوش اور آگ اس کی جان میں لگ گئی باغک سبزے خوشے بے صنعتے جو ایک سر سبز عود بے مہنگ باغ تھا سبز گفتتم خلد دارا المصیف را میں نے مائی مہمان خانے کو سبز کہہ دیا گفت نور غیب را یزداں چراغ اللہ تعالیٰ نے نبی نور کو چراغ فرمایا ہے تا برد بو آنکہ او حیراں بود تاکہ جو حیران ہے وہ کچھ سرخ پالے



زاں تجلی آں ضعیف از دست شد
 اس تجلی ہے وہ کز وہ عورت ہو گئی
 آن خود دانستش آں محبوب کیش
 اس نیک المہ نے اس کو اپنا جانا
 کو بجا نیازی بجز صادق خواست
 جس نے ہانڈی سے سولے غنا کے کچھ نہ چاہا ہو
 مر ترا تا بر خودی زیں چاشت خورد
 تاکہ تو اس ناشہ سے قائم حاصل کرے
 آں مصیبتہا عوض دلات خدا
 خدا نے اس کے بدلے میں تجھے مصیبتیں ہی ہیں
 ایں چہنیم وہ بریز از من تو خوں
 مجھے اسی طرح مصیبتیں دے میرا خون بہا دے
 دید دوے جملہ فرزندان خویش
 اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے
 بے دو چشم غیب کس مردم نشد
 غیب کی دھول آنکھوں کے بغیر کئی انسان نہ بنا

خون افزوں تاز تپ جانت رہید
 بڑھا ہوا خون حتی کہ تیری جان بخد سے بچ گئی
 پوست وال تن را و مغز آں دوستش
 جسم کو چھلکا سمجھو اس کے دوست کو مغز سمجھو
 یکدمے آں را طلب گرز آں دی
 تھوڑی دیر کے لئے اس کی طلب کر اگر تو اس خون کا ہے

حاصل آں را دید آں زن مست شد
 غلامیہ ہے اس محبت نے اس کو کچھ عورت مست ہو گئی
 دید وہ قصرے انبشتہ نام خویش
 اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا
 بعد از اں گفتند کاین نعمت و راست
 اس کے بعد انہوں نے اس سے کہا کہ یہ نعمت اس کی ہے
 خدمت بسیار می بالیست کرد
 بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے
 چوں تو کاہل بودی اندر التجا
 چونکہ تو دعا کرنے میں مست تھی
 گفت یارب تا بعد سال و فزوں
 اس نے عرض کیا کہ خدا سو سال اور زیادہ تک
 اندر اں باغ اوچو آمد پیش پیش
 اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی
 گت از من گم شد از تو گم نشد
 اس نے عرض کیا مجھ سے گم نہ ہوئے مجھ سے گم نہ ہوئے

تو نکر دی! فصد وار بینی دودید
 تو نے فصد نہ کر لی اور تاک سے نکلا
 مغز ر میوہ بہ است از پوستش
 ہر پھل کا مغز اس کے چھلکے سے بہتر ہے
 مغز نگرے دارد آخر آدمی
 آخر آدمی بھی عود مغز رکھتا ہے

۱۔ قصر محل صاف یعنی اللہ تعالیٰ۔
 خدمت ہے بھی ہاتھ بھیجی کا مقولہ
 ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے
 کے لئے بہت زیادہ عبادت کی
 ضرورت ہے چل۔ یہ مکان تجھے
 ملنا تھا اور چونکہ عبادت میں خدا کا مل
 تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں
 مقدور کر دی ہیں تاکہ وہ عبادت کے
 قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم
 یعنی جب تک سرور میں کی دیکھنے والی
 آنکھیں سر نہ آجائیں انسان انسان
 نہیں بنتا ہے۔

۲۔ تو نکر دی جس قدر مصائب ہیں
 ان میں جانتیں ہیں اور وہ مصائب بسا
 اوقات انسان کے لئے قائم کے لئے
 ہڈی کے چلنے ہیں۔ اس طرح
 سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی
 تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلا رہا تھا
 قدرت نے اس کی تعمیر چلی کر دی
 جس سے خدا سے بچ گیا۔

۳۔ مغز ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو
 چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان
 میں ایک مغز ہے جو روح ہے اور
 چھلکا ہے جو جسم ہے اگر انسان آدم
 کی اولاد ہے تو اس کو اپنے باپ کی
 طرح روح کا مرثیہ اور طالب بننا
 چاہیے ہاں اُن اس حکایت سے یہ
 بتاتا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم
 نہیں۔ ہم سچا خدا ہم ہمیشہ دعا
 جگ

در آملن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زہ
 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں بغیر زہ کے آنا

در جولانی حمزہ عم مصطفیٰ
 باز رہ می شد مدام اند و دعا
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جولانی میں
 ہمیشہ جگ میں رہا کرتے تھے

بے زہ خود را بصفہا ابرزدے
بغیر زہ کے اپنے آپ کو صفوں سے ہزا دیتے

بے زہ سرمست در غر و آمدے
جہاد میں بغیر زہ کے مست ہو کر آتے

در فگندے در صف شمشیر خویش
اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے

اے ہر بر صف شکن شاہ فحول
اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادری کے بادشاہ

تہلکہ خواندی ز پیغام خدا
ہلاکت میں اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟

ی در اندازی چنین در معرکہ
ڈالتے ہیں اس طرح میدان جنگ میں؟

تو نمی رقی سوئے صف بے زہ
تو آپ صف کی جانب بغیر زہ کے نہیں جاتے تھے

پردہائے لا لبالی می زنی
تو بے پردگی کا راگ لاچے ہیں

می نمائی دار و گیر و احتال
جگ ' در زہ آزمائی کرتے ہیں

کے بود تمیز تیغ تیرا
تلوار ' در تیر کو تمیز کہیں ہے

کشف گردو زار بروست عدو
دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہوا؟

پند میداوند اورا از عبرت
عبرتوں سے ان کو نصیحت کرتے تھے

اند آخر چونکہ در غر و آمدے
آخر عمر میں جب وہ جہاد میں آتے

اند آخر حمزہ چوں در صف شدے
آخر عمر میں جب حضرت حمزہ صف میں آتے

سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
سینہ کھلا ہوا ' جسم برہنہ آگے آگے

خلق پر سید کاے غم رسول
لوگوں نے صیافت کیا کہ اے رسول کے چچا

نے تو لا تلقوا بلیدیکم الی
کیا آپ نے نہ ڈالو تم اپنے آپ کو

پس چرا تو خویش را در تہلکہ
پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں

چوں جوال بودی و زفت و سخت زہ
جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے

چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی ۲
جب آپ بوڑھے اور کمزور اور کھڑے ہو گئے

لا انبالی وار باتج و سنال
بے پردگی کے ساتھ تلوار اور نیزہ لے کر

تیغ حرمت می ندارد پیر را
تلوار بڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے

کے روا باشد کہ شیرے ہچھو تو
کب مناسب ہو گا کہ آپ جیسا شیر

زیں نق غمخوار گان بے خبر
بے خبر ' غمخوار لوگوں کی طرح کی

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مراں خلق را
ان لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

۱۔ بھفہائے یعنی دشمن کی صفوں
۲۔ ہر ہر چھلانے والا شیر۔ فحول۔ فحول
جمع ہے۔ نہ لا تلقوا بلیدیکم الی
۳۔ اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا
۴۔ ہے کہ جان بوجہ کر اپنے آپ کو ہلاکت
۵۔ میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ
۶۔ کے معنی ترک جہاد کے لئے ہیں جیسا
۷۔ کہ خدائی شریف کی ایک حدیث بتائی
۸۔ ہے اس صحت میں آیت کا مطلب
۹۔ یہ ہو گا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ
۱۰۔ نہ کرو۔
۱۱۔ مع منحنی۔ کوفہ پشت۔ لا لبالی۔ بے
۱۲۔ پردہ۔ لسان۔ بھلا۔ تیغ۔ یعنی تلوار
۱۳۔ کانٹے میں بڑے چھوٹے میں فرق
۱۴۔ نہیں کرتی ہیں۔
۱۵۔ مع درمیر۔ عبرت کی باتوں سے
۱۶۔ نصیحت کرتے تھے۔

مرگ یعنی آنحضرت کے فیض سے
 قتل میں اس موت کو موت سمجھنا تھا
 اب اس موت کو ہلکی زندگی کا سبب
 سمجھنا ہوں۔ وہاں رخصت کرنا
 شہر فانی دنیا یعنی اب دنیوی زندگی
 آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں
 بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ یہاں جس
 اب عالم غیب کا میدان دیکھا ہوں
 جس میں خیرہ خیر اللہ کے نور کے
 سایہ یقیں ہیں۔ شکر۔ میں آنحضرت
 کی ذات کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ
 سے مجھے یہ عالم غیب کے امر و نظر
 آتے ہیں۔
 ۲۔ آنکہ جو شخص شہادت اور موت کو
 ہلاکت سمجھتا ہوں کے لئے اَلْخُلُوعَا
 کا حکم ہے تاکہ مردن۔ جو شخص موت
 اور شہادت کو امر و شہابی کا مددہ کھانا
 سمجھتا ہے اس کے لئے سَلَوْعَا کا حکم
 ہے۔ سَلَوْعَا یعنی مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
 قرآن پاک میں ہے و سَلَوْعَا یعنی
 مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ اور جلدی کر دینے
 رب کی جانب سے مغفرت کی
 طرف تفضلاً یعنی موت و فناء
 نعمت کی طرف رحمت و ان لوگوں کے
 لئے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔
 ۳۔ اَلْجَلَا جَوَافِکَ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں
 ان کے لئے یہ بلا ہے۔
 ۴۔ ہر کہ جو موت کو یوسف کی طرف
 محبوب سمجھتا ہے وہ اس پر جان قربان
 کر دیتا ہے جو اس کو بھیڑتا سمجھتا ہے
 وہ بھاگتا ہے مگر وہ ہوتا ہے مرگ۔
 موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی
 ہے جس کی وہ موت سے توقع رکھتا
 ہے۔ جو اس کو موت دیکھتا ہے اس کے
 ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اس
 کو دشمن سمجھتا ہے اس کے ساتھ وہ
 دشمنوں کا معاملہ کرتی ہے۔ تو شکر
 ترک۔ موت کی مثال آئینہ کی سی ہے

گفت حمزہ چونکہ بود من جوان
 حضرت حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا
 سوئے مردان کس بر غبت کے رو
 موت کی طرف رغبت سے کن جاتا ہے؟
 لیک از نور محمد من کنوں
 لیکن اب محمد کے نور سے
 از برون حس ز لشکر گاہ شاہ
 وہاں سے بالاتر شاہ کی لشکر گاہ کو
 خیم و خیم طناب اندر طناب
 خیمے ہی خیمے طناب ہیں ہی طناب ہیں
 آنکہ مردن پیش چشم تہلکہ است
 جس کی جگہ میں مرنا ہلاکت ہے
 آنکہ مردن پیش اشد فتناب
 جس کے لئے مرنا باب رحمت کا کھانا بن گیا ہے
 اَلْحَلَر اے مرگ بیناں سار عوا
 ڈرو اے موت سمجھنے والو بڑی لے جاؤ
 اَلصَّلا اے لطف بیناں افر عوا
 رحمت ہے اے مہربانی سمجھنے والو خوش ہو جاؤ
 ہر کہ اے یوسف دید جاں گردش فدا
 جس نے یوسف سمجھا اس نے جان قربان کی
 مرگ ہر یک لے پسر ہر نگار است
 اے بیٹا ہر شخص کی موت اس کے ہر نگار ہے
 پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است
 ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ اے دیدم وداع میں جہاں
 اس دنیا کو چھوڑنا موت سمجھنا تھا
 پیش از دہا برہنہ کے شود
 اڑھوں کے آگے کن نکلا ہوتا ہے؟
 نیستم میں اس شہر فانی را زبوں
 میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں
 پر ہی یتیم ز نور حق سپاہ
 اللہ کے نور کے سپاہیوں سے ہمراہ ہوا دیکھا ہوں
 شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
 اس کا شکر ہے جس نے مجھے نیند سے بید کر دیا ہے
 امر اَلْخُلُوعَا بگیرا و بدست
 ۱۔ ”نہ“ ڈالو کا حکم ہاتھ میں تھامے
 سَلَوْعَا آیدم اورا و خطاب
 اس کے لئے خاص جلد کر کے خطاب آیا ہے
 اَلْجَل اے حشر بیناں سار عوا
 جلدی کرو اے حشر سمجھنے والوں پھرتی کرو
 اَلْبَلَا اے قہر بیناں اتر عوا
 مصیبت ہے اے قہر سمجھنے والو اٹھ کر
 ہر کہ گر گش دید بر گشت از ہدا
 جس نے اس کو بھیڑا سمجھا وہ ہلاکت سے برگشتہ ہوا
 پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست
 دشمن کے سامنے دشمن دوست کے لئے دوست ہے
 پیش زنگی آئینہ ہم زنگی است
 جیسی کے سامنے آئینہ جیسی جیسی ہے

انسان جیسا خود جیسا ہی اس کے لئے آئینہ ہے اگر ترک حسین ہو آئینہ بھی اس کے لئے حسین ہے اگر جیسی نہ کھلا ہے
 تو آئینا اس کے لئے کھلا نہ ہوا ہے

آنکھ امی ترسی زمرگ اندر فرار
تر جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے
زشت روئے تست نے زخاں مرگ
تیرا چہرہ بھدا ہے نہ کہ موت کا رخاں
از تور سستست ارگو نیست ار بدست
وہ تجھ سے اکی ہے خواہ اچھی ہے خواہ بری ہے
گر بخارے خستہ خود کشتہ
اگر تو کاٹنے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا
لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے
مزدول مزدوراں نمی ماند بکار
مزدول کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے
آں ہمہ سختی وز درست و عرق
وہ سب سختی اور طاقت اور پینہ ہے
گر ترا آید ز جائے تہمت
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے
تو ہی سچ گوئی کہ من آزادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں
تو گنا ہے کردہ شکل دگر
تو نے دوسری صحت کا گناہ کیا ہے
اوزنا کرد و جزا صد چوب بود
اس نے زنا کیا اور سزا سوہے ہوئے
نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش ست لے جاں ہوشدار
اے جان کچھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے
جان تو بچھوں درخت و مرگ برگ
تیری جان درخت کی پلندہ ہے اور موت پتا ہے
ناخوش و خوش بر ضمیرت از خود ست
تیرے دل پر بری اور اچھی تیری جہ سے ہے
در حریر و قزوری خود رشتہ
اور اگر تو زمین اور پینہ کے کپڑے میں جوتے خود کا تپا ہے
بچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
تو کی خدمت گزاری بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے
کال عرض ویں جو ہرست و پاندار
کیونکہ وہ عرض ہے اور یہ پاندار جوہر ہے
ویں ہمہ سیم ست و ز رست و طبق
یہ سب چاندی ہے اور سنا ہے اور طباق ہے
کرد مظلومت دعا در محنت
مظلوم نے معیت میں تیرے لئے بدعا کی ہے
برکے من تہمت نہادہ ام
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے
دانہ کشتی دانہ کے ماندہ بر
تو نے دانہ بویا ہے دانہ پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے
گوید او من کے زدن مج کس را بعود
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے کھدے کب مدے ہیں
چوب کے ماند زنا را در جزا
وہے زنا سے سزا میں کہیں مشابہ ہیں؟

۱۔ آنک جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ
ماہل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے
زشت۔ اگر انسان خود ہمایاں ہے تو
موت اس کو ہمایاں نظر آئے گی
انسان اور موت کی مثل درخت اور
چنن کی اسی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے
ہی بنے ہوگا۔ لہذا موت کی
اچھائی اور برائی خود انسان کی اچھائی
اور برائی پر موقوف ہے۔ اگر بخارے
موت ہی نہیں بلکہ جو برائی اور بھلائی
انسان کو پیش آئی ہے وہ خود اس کی
کاشتکار پر موقوف ہوتی ہے۔ لیکن انسان
کے افعال کی جزا اور سزا صحت کے
استدلال سے مشابہ نہیں ہوتی

۲۔ مزدول یا میں انسان کا کام کی جو
اجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ
نہیں ہوتی ہے اس کا مکمل عرض ہوتا
ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت
اور مشقت ہوتا ہے مزدوری کو پیسہ پیسہ
ہوتی ہے۔ اگر غزل اگر انسان زنا میں
کسی برائے سے تہمت ہوتا ہے تو وہ کسی
ایسے مظلوم کی بدعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس
پر اس نے ظلم کیا ہو۔ تو ہی کوئی اگر تو
تہمت لگے کسی نے تو کسی پر تہمت
تہمت دہری تھی مجھے سزا و تہمت
کیوں لی تو یہ تیری ظلمی ہے تو دانہ ہوتا
ہے اور اس کا پھل پاتا ہے تو دانہ اور
پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں
ہے۔ لہذا کرد زنا کی سزا سوہے
ہیں تو زنا اور مزدول میں کوئی مشابہت
نہیں ہے۔



۱۔ اے کہانی ایک چیز جو صبر کی چیز ہے
مرتب ہوتی ہے وہ میں ظاہری
مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت
موسیٰ کے عصا کا نتیجہ ساپ ہے
دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے
۲۔ وہ صبر پر وہاں کا مرتب ہے ان میں
بھی کوئی مشابہت نہیں ہے یا شائد
انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ
پیدا ہوتا ہے وہ بھی یاد منکر ہوتا ہے
بھی ساپ کی طرح سوڑی تو جب
نطفہ سے ساپ بن سکتا ہے تو لاٹھی
سے ساپ بننے میں کیا تعجب ہے
۳۔ چنگ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت
ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چل
تھوڑے انسان کی عبادت کا ثمرہ اور
نتیجہ بہشت ہے جو حق انسان اللہ
کی جوہر داتا کرتا ہے وہ بندوں کی شکل
میں جنت میں اس کے لئے ہوں
گے۔ جو کہ جو حق جو جنت میں شکل
پہنہ نہیں اگر چہ ان میں اس قدر
مناہت ہے کہ جو حق بھی اہل چیز
ہے اور پہنہ کے نطفہ پر بھی بالادہ
ہوا کا غلبہ ہے لیکن دونوں میں صحت
کوئی مشابہت نہیں ہے چل
زست۔ انسان جو کہ خیر کرتا ہے وہ
جنت میں اور خوں کی صحت میں
نمودہ ہوگا
۴۔ آپ انسان کے صبر کا پانی پانی
کی نہر کی صحت اور انسان کا جذبہ
محبت اللہ کی نہر کی شکل کرے گا
ذوق عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشق
الہی کی مستی اور عشق شرب کی نہر بنے
گیاں سببیاں نہروں کے سبب
ان نہروں کے مشابہتیں ہیں ان
سببیاں چاہوں نہروں کے سبب
جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے
یہ چاہوں نہروں بھی جتنی کے اختیار
میں ہوگی جس طرف جائے گا وہاں
ہو جائے گی۔

مار کے اماند عصا را اے کلیم
اے کلیم! ساپ لاٹھی سے مشابہت کہیں ہے؟
تو بجائے آل عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
یار شد یا ما رشد آل آب تو
تیرا وہ نطفہ یار بنا یا ساپ بنا
پچ ۲۔ ماند آب آل فرزند را
نطفہ اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
چوں سجودے یار کو عے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع کیا
چونک پرید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکل
حمد و تسبیح نماوند مرغ را
تیری جو کہ تسبیح پندے کے مشابہت نہیں ہے
چوں ز دست راست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے آگے
آب صبرت آب جوئے خلہ شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے
ذوق طاعت گشت جوئے انبیس
عبادت کا ذوق شہد کی نہر بنا
ایں سببیاں آل اثرہا را نماوند
یہ سبب ان نتیجوں کے مشابہت نہیں ہیں
ایں سببیاں چوں بہ فرمان تو بود
یہ سبب چنگ تیرے حکم میں تھے

درد کے ماند دوا را اے کلیم
اے حکم! درد دوا کے مشابہت کہیں ہے؟
چوں بیفکندی شد آل شغصہ سنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا
زال عصا چونسٹ ایں اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعب لاٹھی پر کیوں ہے؟
پچ ماند نیشکر مر قندرا
گنا، شکر سے کوئی سے شہادت رکھتا ہے؟
شد وراں عالم سجود او بہشت
اس جہاں میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا
مرغ جنت ساختش رب الفلق
رب الفلق نے اس کو جنت کا پہنہ بنا دیا
گرچہ نطفہ مرغ باوست و ہوا
اگرچہ پہنہ کا نطفہ باور ہوا ہے
کشت ایں دست آل طرف کل و نبات
اس ہاتھ نے اس طرف کچھ اور پھل پھلایا
جوئے شیر خلد مہر تست و ود
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوتی ہے
مستی و شوق تو جوئے خمر ہیں
اپنی مستی اور شوق کو شرب کی نہر سمجھ
کس نداند چلش جائے آل نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بٹھایا ہے
چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاہوں نہروں نے بھی تیری تاجگذاری کی



ہر طرف خواہی رواںش مینکی
جس طرح تو چاہے ان کو جلدی کرتا ہے
چول! منی تو کہ در فرمان تست
جبکہ تیری منی تیرے حکم میں ہے
می دود بر امر تو فرزندہ تو
تیرا لڑکا تیرے حکم پر دھڑتا ہے
آں صفت در امر تو بوداں جہاں
اس دنیا میں یہ سب تیرے حکم میں تھا
آں درختاں مر ترا فرماں برند
" درخت تیرا حکم بجا لائیں گے
چول بامر تست اینجا این صفات
چونکہ اس جگہ یہ صفات تیرے حکم میں ہیں
چول ز دست زخم بر مظلوم رست
جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم لگا
چول ز خشم آتش تو در دلبہا زوی
چونکہ تو نے لوں میں غصہ سے آگ لگائی
آتش ۳ اینجا چو آدم سوز بود
اس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی
آتش تو قصد مردم میکند
تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے
آں سخہائے چو مارو کثرت
" تیری باتیں ' ساپ لہ بچھو جی
اولیاء را داشتی در انتظار
تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چول بد چنانش مینکی
" صفت جی طرح بھی دیسا ہی تو ان سے کرتا ہے
نسل آں در امر تو آیند چست
اس کی نسل تیرے حکم میں چست ہے
ک منم جزوت کہ کردش گرو
کہ میں تیرا جزو ہوں ' جو تو نے گروی رکھا تھا
ہم در امر تست آں جوہا رواں
" جلدی نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں
کال درختاں از صفات بابرند
کیونکہ " درخت تیری صفاتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں
پس در امر تست اینجا آں جزات
تو تیرے " بدلے اس جگہ تیرے حکم میں ہیں
آں درختے گشت ذال ز قوم رست
" درخت بنا اس سے ٹھہر اگا
مایہ نادر جہنم آمدی
تو جہنم کی آگ کا سرلیہ بنا
انجہ ازوے زاد مروا فروز بود
جو چھو اس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا
نادر کزوے زاد بر مردم زند
جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر گھونکتی ہے
مارو کثر دم گشت و میکیر دومت
ساپ لہ بچھو بنیں لہ تیرا دم گھونکتی ہیں
انتظار رستخیزت گشت بار
قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

۱۔ چول منی انسان کو اپنے نفع پر
انتظار ہے اسی طرح اس کا شمرہ یعنی
ولاد بھی حکم کے تابع ہوتی ہے
" ولاد اباب کے حکم کے مطابق عمل
کرتی ہے چھو جھتی ہے کہ ہاپ کے
جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اس نے
رحمہا میں رکھا تھا۔
۲۔ آں صفت: جن صفات سے
نہریں بنیں چونکہ وہ اختیاری نہیں لہذا
نہریں پر بھی جتنی کا اختیار حاصل ہوگا۔
درختاں: جنت کے درخت بھی چونکہ
انسان کی اختیاری صفاتوں سے بنے
ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔
چول ز دست زخم: جس طرح جنت کی
اشیا انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی
طرح دوزخ کے عذاب انسان کے
گناہوں سے بنتے ہیں۔ تو ہم تھو کا
پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔
زخم: غصہ جہنم کی آگ کا سرلیہ بننا
۳۔ آتش: انسان کے فحش کی آگ
انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ
بھی انسانوں کو جلائے گی سخہائے
انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے
ساپ لہ بچھو کا کام کرتی ہیں دوزخ
کے ساپ لہ بچھو بنیں گی۔ اولیاء
انسان دنیا میں دوستوں کو جو کسے
کرتے ہیں انہیں وہ دوستوں کو جو کسے
کے لئے حشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو
فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی
پریشانی کا سبب ہوگا۔



وعدہ ۱۔ فردا و پس فردائے تو
تیرا کل ' اور پسوں کا وعدہ
منتظر مانی دہاں روز دہاں
اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا
کاسماں را منتظر می داشتی
اس لیے تو آسمان کو منتظر رکھا
خشم تو ختم سعیر و دوزخ ست
تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا جج ہے
کشتن ۲۔ ایں نار نبود جز بنور
اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا
گر تو بے نور آوری حلے بدست
اگر تو بغیر نور کے ہمد ہادی اختیار کرے گا
آں تکلف باشد و روپوش ہیں
خبردار! وہ تکلف اور چھپن ہو گا
تانہ بنی نور دیں ایمین مباحث
جب تک تو دین کا نور نہ دیکھ لے مطمئن نہ ہو
نور آجے دان و ہم بر آب چھس
نور کو پانی سمجھ ' اور پانی سے وابستہ ہو جا
آب سے آتش را کشد کاش بخو
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ آگ عاتقا
سوئے آں مرغابیاں روز چند
کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تن اند
خاکی اور آبی پرندے یکساں جسم کے ہیں

انتظار حشرت آمد وائے تو
تیرا حشر کا انتظار بنا تجھ پر انہوں ہے
در حساب و آفتاب جاں گداز
حب اور جان کو بچھلانے والے سورج میں
تخم فردا رہ روم می کاشتی
تو نے کل کو رہ روی اختیار کر لیا گا کا بیج بویا
ہیں بکش ایں دوزخ تدا کا اس نخست
آگاہی اسی اور دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جہاں ہے
نورمک احطاً نلر فانحن الشکور
تیرے نور نے ہماری آگ بجھادی ہم شکر گزار ہیں
آتش زندہ ست و درخا کستر ست
تیری آگ زندہ ہے اور ناکھ میں دہی ہے
نار رانکشد بغیر نور دیں
آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا
کاش پنہاں شود یک روز فاش
کیونکہ دہی ہوئی آگ ایک دن کل جائے گی
چونکہ داری آب از آتش مترس
جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر
می بسوز و نسل و فرزندان او
اس کی نسل ' اور اولاد کو جلا دیتی ہے
تا ترا در آب حیوانی کشند
تاکہ وہ تجھے آب حیات میں لے جائیں
لین ضد اند و آب و روغن اند
لیکن ایک دھڑے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں

۱۔ وعدہ دوستوں سے جو ملے وعدے
کر کے ان کو انتظار کی تکلیف میں مبتلا
کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود
پریشان ہو گیا۔ آفتاب سورج سوا
نیز کی بلندی پر اس کے سر پہ ہوگا۔
کاسماں عبادت کے جھوٹے وعدے
کر کے آسمان والوں کو منتظر بناتا تھا۔
رہ روم یعنی راہ ہدایت پر چلوں گا۔
خشم انسان کا غصہ دوزخ کا جج ہے
نور انسان کے لئے ہلاکت کا چیل
چیل۔ چیل۔
۲۔ کشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو
دین کے نور سے بجھا سکتا ہے
نور۔ حدیث شریف میں ہے کہ
مومن جب بل صراط پر سے گزرنے کا
تو جہنم کے آگ سے گزرتا ہے جلد گزار جا
تیر نور نے میری آگ بجھادی ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گزار ہیں
کہ اے مرشد تیرے نور دین نے
ہمارے غصہ کی آگ کو بجھا دیا ہے۔
گرتا اگر کوئی شخص اپنی طبیعتی بد بادی
سے غصہ کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ
راکھ میں دب جائے گی یا بالکل نہ بجھے
گی۔ ہر فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں
بجھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے
گی۔ نور دین۔ دین کے نور کو اس آگ
کو بجھانے کی پانی سمجھا کر وہ حاصل ہو
جائے تو پھر یکے سے خطر نہیں ہے۔
سے آب۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے
لے اس کی پیدل کو جلا دیتی ہے۔
فرزند۔ یعنی نباتات۔ مرغابیاں۔
یعنی وہ اہل اللہ جو دین کے نور میں غرق
ہیں نہ مرغ خاکی۔ لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی
اہل اللہ اور پانی بظاہر یکساں ہیں لیکن
دلوں مختلف ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا
تیل چراگ کدھر پھیلا دیتا ہے۔



ہر یکے ابر اصل خود بندہ اند
ہر ایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے
ہچکچاہٹ کہ دوسرے دوجی اگست
جیسا کہ دوسرے اس کا الہام
ہر دو ملا لائن بازار ضمیر
دلوں دل کے باز کے دلال ہیں
گرتو صراف دلی فکر ت شناس
اگر تو دل کا صرف ہے اپنے فکر کو پہچان
ور ندانی اس دو تفکر از گماں
اگر تو ان سے ان دلوں کو نہ سمجھ سکے
تائماند در تفکر جان تو
تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

احتیاطے گن بہم ملندہ اند
احتیاط کر دلوں باہمی مشابہ ہیں
ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست
دلوں عقلی ہیں لیکن دلوں میں فرق ہے
رختہا رامی ستائندے اے امیر
اے امیر! دلوں سلمان کی تعریف کر رہے ہیں
فرق گن برزد و فکرت چونخاس
بدفروش کی طرح اپنے دلوں نگاہ کے عید میں فرق کر
لا خلاہ گوئی و مشتاب و مراں
وہکانہ ہو کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا
غبن ناید بر تو و بر خان تو
تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حیلہ دفع مغبون ۲ شدن در بنی و شری
خرید فروخت میں صکا صکا جانے کے ذبیہ کی تدبیر

آل یکے بارے پیمبر را بگفت
ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا
مگر ہر کس کو فروشد یا خرد
جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری
گفت در بیع کہ ترسی از غرار
فرمایا کہ جس معاملہ میں تو ہو کے دے دے
کہ تانی ہست از حرم یقین
کیونکہ آتہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے
پیش سگ چوں لقمہ ناں افنی
تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے

کہ منم در بیعہا باغبان جفت
ک میں معاملات میں ٹوٹے کے دو چار ہوتا ہوں
ہچو سحرست وز راہم می برد
جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے
شرط گن سہ روز خود را اختیار
تین دن کے لئے اپنے خد کی شرط کر لے
ہست تعجیلک ز شیطان لعین
تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے
بو گند آنکہ آخورد اے مفتنی
اے خوشہ چین! وہ سوکتا ہے پھر کھتا ہے

۱ ہر یکے حقیقی شیخ اور مرشد شیخ
اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔
ہچکچاہٹ۔ دلوں کی مثال دوسرے اور
الہام ہے دلوں عقلی اور غیر عقلی
چیزیں ہیں لیکن دلوں میں بہت بڑا
فرق ہے دوجی۔ یعنی الہام ہست۔
یعنی عہد اگست کی قسم کا الہام ہر دو۔
دوسرا اور الہام دلوں دل کے بازار
میں آ کر اپنے اپنے سلمان کی تعریف
کرتے ہیں تاکہ انسان کی طرف
راغب ہو جائے۔ غلام
فروش۔ لاضلاب۔ وہکانہ ہو۔ یہ جملہ
خرید اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی
اچھائی بریلی کا فوری فیصلہ کر سکے اور
اپنے لئے اختیار کر لے۔
تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس
معاملہ کو اپنی رکھوں یا نہ رکھوں۔

۲ مغبون۔ وہ شخص جو معاملے
میں نقصان میں ہو۔ یادے
حدیث شریف میں ہے کہ مقد بن
حیان کہیں رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
ﷺ سے عرض کیا کہ میں کھاداری
ہوں اور معاملے میں صکا کھا جاتا
ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم
معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لا
خلالۃ ولی فی الخیار فلا فاقہ لکم وہکانہ
ہو مجھے تم میں دن تک کا اختیار ہے
غیر صکا۔

۳ تالی۔ توقف جلد بازی نہ
کرتا۔ حدیث شریف میں ہے
الثانی من الرخصین والعجلة من
الشیطان یعنی توقف کرنا شیطان
کی جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان
کی جانب سے ہے۔ پیش سگ۔
کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں
کھاتا بلکہ اس کو سوکتا ہے۔



رَو بُویش خوش بعقل من مشفق
 جاں کو پرگی ہوئی عقل سے اچھی طرح سگھ لے
 تپاشش روز ایں زمین و چرخیا
 چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
 صد زمین و چرخ آوردے بُردوں
 سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
 تا چہل ساش گند مرد تمام
 اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے
 از عدم پڑاں گند پنجگاہ گس
 عدم سے پچاس شخص زندہ کر دے
 بے توقف زندہ کر دے مردہ را
 مردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے
 بے توقف مردم آرد تو تو
 بے توقف یہ تہہ انسان پیدا کر دے
 کہ طلب آہستہ باید لے شکست
 اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے
 نے نجس گردونہ گندہ می شود
 نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ
 ایں تانی بیضہ دولت چوں طُیور
 یہ آہستہ روی اٹھا ہے اور دولت پرندوں کی طرح ہے
 گرچہ از بیضہ ہی آید پدید
 اگرچہ وہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے
 مرغبا زانید اندر اینجا
 آخر میں پرندہ جنیں
 بیضہ کنبشک را دورست رہ
 چڑیا کے انڈے سے لیکن دونوں میں بہت فرق ہے

اُولے بہ بنی بُوکند ما با خرد
 وہ ناک سے سوگھتا ہے م عقل سے
 باتانی گشت موجود از خدا
 خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے
 ورنہ قادر بود کز کُن فیکون
 ورنہ وہ قادر تھا کُن فیکون کے ذریعہ
 آدمی را اندک اندک اُل ہمام
 ”شہنشاہ“ آدمی کو رفتہ رفتہ
 گرچہ قادر بود کاندیک نفس
 اگرچہ ”قادر تھا“ کہ ایک دم میں
 بود عیسے را دے کز یک دُعا
 حضرت عیسیٰ کی ایسی چھوٹک تھی کہ ایک دعا سے
 خالق عیسے نہ بتواند کہ او
 کیا حضرت عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ
 ایں تانی از بے تعلیم شست
 یہ آہستہ روی تیری تعلیم کے لئے ہے
 جو یکے کو چک کہ دائم می رود
 ”چھوٹی سے نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے
 زیں تانی زاید اقبال و سرور
 یہ آہستہ روی اقبال مندی اور خوشی پیدا کرتی ہے
 مرغ سر کے مانند بہ بیضہ اے عنید
 اے سرکش! پرندہ انڈے سے کب مشابہ ہے؟
 باش تا اجزائے تو چوں
 غمہ کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح
 بیضہ مار ارچہ ماند در شبہ
 سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

۱۔ جس طرح کتاناک سے
 سوگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ اس
 بات کو بگھنا چاہیے مشفق۔ پرگی
 ہوئی۔ باتانی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و
 آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا
 ہے۔ کُن۔ یعنی امر خداوندی جس
 سے چیزوں اور جود میں آجاتی ہے
 ۲۔ آدمی انسان کے قوی چالیس
 سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ خدا
 کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں
 سینکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے
 بود عیسیٰ۔ ایک چھوٹک سے مکمل
 انسان کھڑے کر دیتے تھے اس تانی۔
 اللہ کے عمل میں آہستگی انسانوں کی
 تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں
 میں یہی طریق اختیار کریں۔ بے
 شکست۔ مشکل۔ جو یک۔ چھوٹی
 سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری
 رہتی ہے۔ کبھی جس اور گندہ نہیں
 ہوتی۔ زیں۔ آہستہ روی سے اقبال
 اور سرور حاصل ہوتا ہے اور نیک نیتی کی
 دولت حاصل ہوتی ہے
 ۳۔ مرغ آہستہ روی سے نیک
 نیتی کی دولت پیدا ہوتی ہے یا ایسا ہی
 ہے جیسا کہ انڈے سے پرندہ پیدا
 ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صوری
 مشابہت نہیں ہے۔ بیضہ مار۔ جس
 طرح مکمل اور اس کے نتیجہ میں
 مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح
 یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر مکمل
 صحت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن
 ان کے نتائج مختلف ہوتے ہیں جیسا
 کہ سانپ اور چڑیا کا انڈا

والی اے عاقل کہ ماند سین ابہ شین
اے عقلمند تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے
دلنہ آبی بداندہ سیب نیز
بہی کا بیج بھی سیب کے بیج سے
برگہا ہمرنگ باشد در نظر
بچے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں
برگہائے جسمہا مانند اند
یعنی جسم باہمی مشابہ ہیں
خلق در بازار یکساں میرویم
لوگ بازار میں یکساں جاتے ہیں
ہمچنان در مرگ یکساں میرویم
ای طرح موت کے بازار میں یکساں جاتے ہیں
ایں سخن پیاں نداد باز گو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ

در توشتن لیک در نقطہ بین
لکھنے میں ' لیکن نقطہ پر غور کر لے
گرچہ ماند فرقتا دال اے عزیز
اگرچہ مشابہ ہے لیکن اے عزیز! بہت فرق سمجھ
میوہا ہریک بود نوع وگر
ہر ایک کا پھل دھری قسم کا ہوتا ہے
لیکن ہر جانے بریے زندہ اند
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے
آں کیے در ذوق و دیگر درو مند
لیکن ان میں سے ایک شوق سے دھرا تکلیف سے
نیم در خسران و نیمے خسر ویم
ہم میں سے نصف ٹوٹے میں ہیں اور نصف شکستہ ہیں
از بلال و از ہلاک و کار او
حضرت بلال اور ہلال اور ان کے کھانا کی بات
حضرت بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال ارضعت شد بچوں ہلال
جب حضرت بلال کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے
بخت ۳ او دیدش بگفتا و ا حرب
ان کی بیوی ان کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے
تا کنوں اندر حرب بوزم ززیست
اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا
ایں ہی گفت درخش در عین گفت
وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان ان کا چہرہ
تاب رو و چشم پر انوار او
چہرے کی رونق اور ان کی پر نور آنکھیں

رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
حضرت بلال کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے
پس بلاش گفت نے نے و اطرب
تو حضرت بلال نے ان سے کہا نہیں نہیں خوشی ہے
تو چہ دانی مرگ چہ عیش سست و چہست
تو کیا جانے موت میں کس قدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟
نرگس و گلبرگ و لالہ می شکفت
نرگس اور گلاب کی پتیوں اور لالہ کی طرح کھل رہا تھا
می گواہی داد بر گفتار او
ان کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۱۔ سین ابہ شین۔ یہی کا بیج اور سیب کا بیج
کای بظاہر یکساں ہیں لیکن بیج مختلف
ہیں۔ برگہا بظاہر مختلف
کے بیج یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن
ان پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا
ای طرح انسانوں کے جسم یکساں
ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر
مختلف مرتب ہوتے ہیں۔
۲۔ ہمچنان۔ ای طرح ایک جہد
کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن
موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف
مرتب ہوتے ہیں بچوں ہلال۔ یعنی
بچہ کی بات کے چاند کی طرح زوردار
کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔ موت
کے آثار۔

۳۔ بخت۔ بھلائی و اہم۔ یعنی
میں لٹ گئی۔ و اطرب۔ یعنی خوشی کا
وقت ہے۔ ززیست۔ زندگی
مصائب کا سبب تھی موت عیش و
عشرت کا سبب ہے۔ ایں ہی
گفت۔ یعنی حضرت بلال کے
حالات ان کی بات کی گواہی دے
رہے تھے اور موت کے بہترین آثار
ان پر مرتب ہو رہے تھے۔

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے؟ بلال گویا
رو دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
اس کی قدرت کی دلیل نہیں ہے آگ
کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی فضیلت
ظاہر ہے اندھا دسیاہ ہے اور پتلی والا
جانک کا آئینہ ہے خود کہ یعنی بلال گو
آگھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات
گرای سمجھ سکتی تھی جس کو خود تمام
انسانوں میں دیر مرتبہ حاصل ہے جو
آگھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں حاصل
ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام
چوں۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی
اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ سمجھ
سکتے

۲۔ ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ
کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے پیچ
مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے
صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے
ہیں۔ بھال۔ خصلت کی جمع ہے
عادت۔ فصال۔ جدائی یعنی موت۔
۳۔ عربیہ۔ یعنی آپؐ عنہا
رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔
تلبہ خاندان غریبی دنیا مسافرت کی
جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
فرمایا گیا ہے فی عقد خلقی عند
ملیک مقبلاً یعنی وہ مقصد
شہنشاہ کے پاس چلائی کی جگہ میں
ہونگے۔ حلقہ۔ وہ مقام جس میں
مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
ہے اگر وہ اپنی نظر بلند کرے اور پستی کی
طرف نہ دیکھے انداز۔ اس حلقہ
میں ہنسی خاص تھی ہوگی۔

ہر سیہ دل خود سیہ دیدے دُرا
ہر سیہ دل ان کا کالا دیکھتا
مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
ناہنا انسان رو سیاہ ہوئے
خود کہ بیند مردم دیدہ خُرا
آپ کو آگھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
جبکہ ان بلالؓ کو آگھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
پس ۲۔ جو او جملہ مقلد آمدند
ان آگھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
گفت خُش اُفراق لے خوش نصال
ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
گفت خُش اشتب غریبے ۳۔ میری
بیوی نے کہا 'آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
گفت نے نے بلکہ اشتب جان من
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
گفت اے جان و لیم و اُکسر تا
انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور مل افسوس ہے
گفت رُوسیت را گجا بتلیم ما
انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
حلقہ خاصش بتو پیوستہ است
اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
اندراں حلقہ ز رَبِّ الْعَالَمِینِ
اس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ سیہ آمد چرا
آگھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے؟
مردم دیدہ بود مرآت ماہ
آگھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
دَر جہاں جو مردم دیدہ فزا
دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
پس بغیر او کہ در رنگش رسید
تو اس آگھ کی پتلی کے سوا کون ان حلال کے رنگ کو سمجھ سکتا ہے
دَر صفات مردم دیدہ بلند
بلند آگھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
گفت نے نے اُوصال ست ایز فصال
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصل ہے
از تبار و خویش غلب میثوی
خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو
میرسد خود از غریبی دَر وطن
خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے
گفت نے جان من یا دوتاہ
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
گفت اندر حلقہ خاص خدا
فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
گر نظر بالا گئی نے سُوئے پست
اگر تو لوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
نوری تابد چور حلقہ نکلیں
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ آگھ کی حلقہ میں گہینہ



گفت ویران گشت این خانہ در بخت گفت اندر مہ نگر منگر بمخ
انہوں نے عرض کیا انہوں سے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھ ابر کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا کند معمور تر قوم لبہ بود و خانہ مختصر
ویران کیا تاکہ زیادہ آباد کرے لوگ زیادہ تھے اور گھر مختصر تھا
من چو آدم بود اول حبس کرب پر شد انوں نسل جانم شرق و غرب
میں شروع میں حضرت آدم کی طرح بستی میں تھا پُر شد انوں نسل جانم شرق و غرب
من گدا بود دریں خانہ چو چاہ اب میری جان کی نسل سے شرق و مغرب بھر گئی
میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا شام گشتم قصر باید بہر شاہ
قصر ۲ ہا خود مر شہاں رامنس ست میں شاہ ہو گیا بادشاہ کے لئے قلعہ چاہیے
قلعہ شاہوں کے لئے مانوس ہیں مردہ را خانہ و مکاں گویے بس ست
انبیاء را تنگ آمد ایں جہاں بنمود فر مردے کے لئے ایک قبر گھر اور مکان کافی ہے
انبیاء کے لئے یہ جان تنگ ہو گیا چوں شہاں رفتند اندر لامکاں
مردوں کو اس جہاں نے شان و شوکت دکھائی تو شاہوں کی طرح لامکاں میں چلے گئے
مردگان را ایں جہاں بنمود فر ظاہر زفت و بمعنی تنگ تر
گر بُودے تنگ ایں افعال ز چست جس کا ظاہر دہش ہے اور حقیقتا بہت تنگ ہے
اگر وہ تنگ ہو رہتا تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟ چوں دولت شد ہر کہ دہوے بیش ز دست
در زمان خواب چوں آزاد شد جو اس میں زیادہ جیتا ہے دھرا کیوں ہو جاتا ہے؟
نید کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے زال مکان بنکر کہ جاں چوں شاد شد
ظالم از ظلم طبیعت باز رست اس مکان سے دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے
ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا مرد زندانی ز فکر حبس بست
ایں زمین و آسمان بس فراخ قیدی قید کی فکر سے نکل گیا
یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں سخت تنگ آمد فراخ و سخت تنگ
چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ ذمہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ لگے
یہ دیکھتا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے خندہ او گریہ فخرش مجملہ تنگ
اس کی ہنسی دھتارے اس کا فخر زلت ہے اس کی ہنسی دھتارے اس کا فخر زلت ہے

۱ خانہ یعنی جسم نہ۔ یعنی روح یعنی جسم ویرانی کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے قوم یعنی میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن گیا تھا اس جسم میں اس کی محتاج نہ تھی۔ چو آدم حضرت آدم علیہ السلام سے گھبرائے تب حضرت ہوا و ہول کی پیدائش ہوئی نسل جانم یعنی روح کے ثمرات۔ خانہ چو چاہ جسم اندر میرے کنویں کی طرح ہے۔

۲ قصر۔ میں جب تک گدا تھا اس مختصر جسم میں میری روح نہ تھی اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے شاد بن گیا ہوں تو قصر بلند کی ضرورت ہے۔ انبیاء انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مردگان۔ جو مردوں ہیں ان کے لئے دنیا میں شان و شوکت والی ہے نہ دنیا میں ان کے لئے وسیع اور لال باطن کے لئے بہت تنگ ہے۔

۳ گر بُودے۔ اگر دنیا تنگ نہیں ہے تو پھر ان کے باشندوں میں شہ و غل کیوں ہے اور یہ بڑھاپے میں کیوں جھک جاتے ہیں جھکاؤ مکان کی تنگی سے ہوتا ہے اس دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی روح آزاد ہو جاتی ہے چشم بند دنیا جو حقیقتا تنگ ہے محض نظر بندی کی وجہ سے وسیع معلوم ہوتی ہے اس کی سرسبز اور فخر سب بالکل ہیں۔

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع ' اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ

خلاصی ست از تنگی

و تنگی سے نجات ہے

اندر آئی جانت بخسیدہ بُود

تو اندر آئے تیری جان پرمردہ ہوتی ہے

زاں پیش تنگ آیدت جان و کلیل

اس گری سے تیری جان تنگ اور عاجز آجاتی ہے

پس چہ پر سود آمد فراخی منزلت

تو جگہ کی دست سے تجھے کیا فائدہ ہے

در بیابانِ فرانے می روی

اور وسیع جنگل میں تو چلے

بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت

وہ جنگل اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہو گا

گو دریاں صحرا چولالہ بر شگفت

وہ اس جنگل میں لالے کی طرح کھلا ہے

از بروں در کشنی ' جاں در فغاں

باہر سے چن میں ہے ' جان فریاد میں ہے

کہ زمانے جانت آزاد از تن ست

کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے

بچوں آں اصحاب کہف اندر جہاں

جس طرح دنیا میں اصحاب کف

در عدم در می روند و باب نے

وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے

کرد ویراں تا کند قصر مملوک

اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

بچوں گرما بہ کہ تنقیدہ بُود

حمام کی طرح جو گرم ہو

گرچہ گرما بہ عریض ست و طویل

اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے

تا بروں نانی نہ بلکشايد دلست

جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھلا

یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی

یا کہ اے گمراہ تو تنگ جوتہ پہنے

آں فراخی بیابان تنگ گشت

جگہ کی وہ دست تنگ ہو جائے گی

ہر کہ ۲ دید اور تیرا از دور گفت

جس نے تجھے وہ سے دیکھا کہا

او نمیداند کہ تو چوں ظالماں

وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح

خواب تو مآں کفش بیرون کر دست

تیری نیند اس جوتے جسم کو اندر دینا ہے

اولیاء خواب ملک ست اے فلاں

اے فلاں! اولیاء کے لئے نیند سلطنت ہے

خواب ۳۱ بینند و پنجا خواب نے

وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے

خانہ تنگ و دروں جاں چتر گلوک

گھر تنگ ہے اور اندر جاں ائیرن ہے

بچوں گرما بہ دنیا کو وسیع بھی اور تنگ بھی بتایا اس کو مثالوں سے سمجھاتے ہیں حمام جو گرم حمام ہے تو باوجود وسعت کے وہاں طبیعت تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور تنگ بھی تنقیدہ تنقید اور تنقیدین گرم ہونا بخسیدہ بخسیدن ' پرمردہ ہونا۔ یا کہ وسیع جنگل میں اگر کوئی تنگ جوتہ پہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع بھی ہے اور اس کے لئے تنگ بھی ہے یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت کے باوجود تنگ ہے۔

۲ ہر کہ وسیع جنگل میں تنگ جوتے والے کو جوتہ کیسے گا تو سمجھے گا کہ بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح وہ دھن کر رہی ہے خواب۔ انسان جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے پاؤں سے تنگ جوتہ اتار جاتا ہے۔ اولیاء۔ اولیاء کی روح حالت بیداری میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس طرح حمام کی روح نیند کی حالت میں ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

۳ خواب۔ اولیاء حالت بیداری میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی سر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی دھارہ نہیں ہے خانہ تنگ۔ حضرت بلائ نے فرمایا زندگی کی حالت میں روح اس جسم میں بیڑی میڑے رہتی ہے۔ چتر گلوک۔ وہ شخص جس کے ہاتھ پاؤں میڑے میڑے ہوں دھوا کا پینے کا لیرن۔

چنگلو کم چوں جنین! اندر رحم
 میں لیڑن ہوں، جیسا کہ رحم میں تجھ
 گر بنا شد درد زہ بر ما دم
 اگر میری ماں کو درد زہ نہ ہوتا
 مادر طبعم زود مرگ خویش
 میری ماں طبیعت اپنی موت کے درد سے
 تلخ درد آں بڑہ در صحرائے سبز
 تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ، بربر میدان میں چلے
 درد زہ ۲ گر رنج آبستاں بود
 درد زہ اگرچہ حائلہ کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے
 حاملہ گریاں ز زہ کاین المخاص
 حائلہ درد سے دلی ک بچاؤ کی جگہ کا ہے
 ہر چہ زیر چرخ سستد اتمہات
 جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں
 ہر یکے ۳ از درد غیرے غافل اند
 ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے
 آنچہ کوسہ داند از خان کساں
 جو چلی دڑی دلاؤ گن کے گھر کے بارے میں جانتا ہے
 آنچہ صاحب دل بداند حال تو
 صاحب دل جو کچھ تیرے محل کے بارے میں جانتا ہے
 آنچہ بیند در جمیعت اہل دل
 صاحب دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
 مجھے نو سینے د گئے ہیں کہ انتقال ضروری ہے
 من دریں زنداں میل آذرم
 میں اس قید خان میں آگ میں ہوتا
 می کند زہ تا رہد بڑہ زمیش
 زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے
 ہیں رحم بلکشا کہ گشت آں بڑہ گبر
 ہاں رحم کو مکمل کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ ہو گیا ہے
 بر جنیں اشکستن زنداں بود
 بچے کے لئے قید خان کا ٹوٹنا ہوتا ہے
 وال جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص
 اور وہ بچہ ہوتا ہے کہ چھٹکا در پیش ہے
 از جما دواز بہیمہ وز نبات
 جمادات اور حیوانات اور نباتات سے
 جز کسانے ک نبی و عاقل اند
 سوائے ان کے جو خبردار اور عقلمند ہیں
 بلم از خان خوش کے داند آں
 ایسی دڑی دلاؤ گن کے گھر کے بارے میں ہی کب جانتا ہے؟
 تو ز حال خود ندانی اے عمو
 اے چچا! تو خود دیا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے
 کے ب بینی در خود اے از خود خجل
 اس لئے آپ سے خرم نہ تو خدا ہے بارے میں کب جانتا ہے

۱ جنیں۔ بچوں کے پیٹ میں
 نیز حائر حار پتا ہے نہ۔ یہ
 مدت حمل ہے کہ بابت بدن پر
 موت کی تکلیف لگتی ہے جس
 طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو درد
 کی تکلیف ہوتی ہے۔ آذر آگ
 بڑہ بھیڑ کا بچہ یعنی درج پیش۔
 بھیڑ یعنی جسم ان مرد موت کے بعد
 درج ملا ہوا کی یہ کہتی ہے۔
 ۲ درد زہ موت کی تکلیف جسم کو
 ہوتی ہے جس کی وجہ سے قید سے
 آزاد ہوتی ہے۔ المخاص۔ بچاؤ کی
 جگہ۔ اتمہات۔ یعنی جمادات اور
 حیوانات اور نباتات میں سے چلنے
 والے مائیں۔
 ۳ ہر یکے ہر انسان اپنے درد
 میں مبتلا ہے اور اسی سے باخبر ہے۔
 نب۔ کس مختصر داری دلا جو عمو
 ذہین ہوتا ہے یعنی اولیاء اللہ۔ ایسی
 داری دلا جو عمو بے قوف ہوتا
 ہے۔ آنچہ۔ اولیاء اللہ دوسروں کے
 احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں
 کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا
 واقف نہیں ہوتا۔ آنچہ۔ اولیاء اللہ کے
 پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی
 واقف ہوتے ہیں۔

بیان آنک ہر چہ غفلت و کالی و تاریکی ست ہمہ از
 اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ

تن ست کہ ارضی و سفلی ست

سے ہے کیونکہ ماضی اور سفلی ہے

۱ غفلت انسان کی سب غفلتیں
ہائی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چوں۔
چونکہ زمین فلک کے درمیان میں
ہے لہذا اس کے جس حصہ پہ سورج
پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات
اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہو
جائے اسی طرح اگر جہالت کے
ذریعہ جسمانی تجاہل بدخ کردیا جائے
تو روح ہمیشہ منحور رہے اور اس پر
غفلت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔
۲۔ کلمہ سورج کا زوال و دم دھواں
کیف جسم نکلی سے پیدا ہوتا ہے
اس طرح کدھلت جسم سے پیدا ہوتی
ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔
مستفہم بدخ روشن کرنے والا۔

۲۔ دم دھواں کی مانند ہے
جو غلطی میں پڑتا ہے عقل نور محض
ہے۔ روح چہرے کی سرخی کا
سبب صفر از روی کا سبب بلغم سفیدی کا
سبب سودا یا مای کا سبب ہے تو جس
طرح چہرے کے یہ حالات اسباب
کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں
کدھلت اسباب کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہیں ورنہ صفر از روی ہے

۳۔ حقیقت آثار کی تخلیق بھی
خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین
فلفسی اس کو علت اور موثر کا نتیجہ قرار
دیتا ہے مگر یہ علم جو استدلالی ہے
اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم شفی
اور الہامی غلطی سے ہر اچھے و نام نہاد
پیدا ہونے کی بعد جب انسان
مجمعات کے ذریعہ دوبارہ اصل حیات
حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر آلات ہر
دیتا ہے جو سبب الاسباب ہی کو موش
حقیقی سمجھتا ہے علت کوئی فلاسفہ خدا
کو علت قرار دیتے ہیں متکلمین اور
اہل مذہب خدا کو قائل مانتے ہیں

غفلت از تن بود چوں تن روح خمد
غفلت جسم کی وجہ سے بھی جب جسم روح بنا
چوں زمین میں برخواست از جو فلک
جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے
ہر گنج سالیہ ست و شب یا سالیگہ
جہاں کہیں سالیہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے
دو دو پیوستہ ہم از ہم زم بود
دھواں اندھن سے وابستہ ہوتا ہے
و ہم ۲ افتد در خطا و در غلط
و ہم خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے
ہر گرانی و کسل خود از تن ست
ہر گرانی اور سستی کی جسم کی وجہ سے ہے
رُوئے سرخ از کثرت خونہا بود
سرخ چہرہ خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے
رُو سفید از قوت بلغم بود
سفید چہرہ بلغم کی قوت سے ہوتا ہے
در حقیقت ۳ خالق آثار اوست
در حقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے
مغر کو از پوستہا آوارہ نیست
مغر جو چھلکوں سے جدا نہیں ہے
چوں دُوم بار آدمی زادہ برآو
جب انسان دو بارہ پیدا ہوا
عِلّتِ اولیٰ نباشد دین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی

بند او اسرار ربے بچ بُد
ہ یعنی طہ پر اسرار کو دیکھتا ہے
نہ شب نے سالیہ باشند نہ دلگ
نہ رات ہو گی اور نہ سالیہ اور نہ رات
از زمین باشند نہ از افلاک و مہ
وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے
نہ ز آتشہائے مستحکم بود
نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے
عقل باشد در اصابہا فقط
درگ میں صرف عقل ہوتی ہے
جاں ز خفّت جملہ دیر یدین ست
جان ہلکے پن سے پوری اڑان میں ہے
رُوئے زرد از جنبش صفرا بود
زرد چہرہ صفرے کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے
باشد از سودا کہ رُو او ہم بود
سودا کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے
لیکن جو علت نہ بیند اہل پوست
لیکن کمال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں
از طبیب و علت اور اچارہ نیست
طبیب اور بیماری سے اس کو مغر نہیں ہے
پائے خود بر فرق علتہا نہاد
اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھا دیا ہے
عِلّتِ آخری ندار و کین او
آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

علت سے معلول کا سدھ ضروری ہوتا ہے علت آخری ظاہری سبب کو کیراں کو سبب حقیقی سے غفلت نہیں ہوتی ہے

۱۔ یہی ہوتا ہے۔ وہ ملا علی کی سیر کرتا رہتا ہے۔ جس طرح وہ عقلیں لامکان میں رہتی ہیں اسی طرح یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ پس عقول اس کامل روح کے سامنے ہماری عقول پیچ چڑھتے ہیں۔ تشبیہ اس مضمون میں یہ ثابت کرنا ہے کہ روح کامل کا الہام بمنزلہ کمال کے ہے۔

۲۔ مجتہد وہ شخص جو قرآن وحدیث میں مذکور احکام سے ان چیزوں پر حکم لگاتا ہے جن کا حکم قرآن وحدیث میں موجود نہیں ہے اس کے پاس اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث بطور نص کے موجود ہو تو یہ عقول اس کے ذریعہ حکم کیان کرتا ہے وہ نہ کسی نص پر قیاس کو حکم جاری کرتا ہے روح قدسی۔ روح قدسی کا احساں بمنزلہ نص کے ہے اور ہمارا عقلی احساں بمنزلہ قیاس کے ہوا۔ پس اس کے معنی کی چیز ہے عقل۔ عقل نے روح سے استفادہ کیا ہے تو روح اس سے کترک کیسے ہو سکتی ہے جان و عقل روح عقل میں موز ہے اور عقل کی تدبیر روح کی تاثیر سے ہے۔

۳۔ نور۔ اگر روح نے عقل میں تاثیر بھی کر دی ہے تب بھی عقل کہو کی ہمسری مناسب نہیں ہے اس میں وہ اسباب وعلات کہیں ہیں جو روح میں ہیں۔ عقل۔ عقل۔ عقل۔ یہاں اوقات روح کی تاثیر اور روح سمجھتی ہے یہ اس کی طلسمی ہے تاہم روح میں وہی فرق ہے جو صحت اور اس کے نور میں ہے۔ زلال۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ نور اور چیز ہے اور صحت اور چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ صحت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

با عرویں صدق و صفوت در تنق
غلوس ' اور سچائی کی لہن کے ساتھ وہ پہلے بے مکاں باشند چوں ارواح و نہی
بے مکان ہو جاتا ہے جیسا کہ روحیں اور عقلیں
ی فتد چوں سایہ در پاپائے او
سایہ کی طرح اس کے پاؤں پڑتی ہیں

یہاں پر چوں آفتاب اند افق
وہ افق میں سورج کی طرح اٹتا ہے
بلکہ بیروں از افق وز چرخہا
بلکہ وہ افق اور آسمانوں سے باہر
پس عقول ماست سایہاے عمو
پس عقول ماست سایہاے عمو
اے چچا! ہماری عقلیں سایہ ہیں

تشبیہ نص باقیاس نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

اندر اں صورت نیندیشد قیاس
وہ اس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے
از قیاس آنجا نماید عبرتے
از قیاس سے اس مقام پر تعبیر کرتا ہے
واں قیاس عقل جزوی تحت ایں
اور ہاں عقل کا قیاس اس سے کم ہے
روح اورا کے شود زیر نظر
روح اس کے ماتحت کب ہو سکتی ہے؟
زاں اثر آں عقل تدبیرے کند
اس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے
اس اثر سے کویم و کشتی و طوفان نوح
کویم کہل کشتی اور نوح کا طوفان کہل ہے؟
نور خور از قرص خود دورست نیک
سورج کا نور سورج کی تکیہ سے بہت دور ہے
تاز نورش سوئے قرص افگند شد
یہاں تک کہ اس کے نور سے تکیہ کی جانب روانہ ہوا

مجتہد برگہ کہ باشد نص شناس
مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے
چوں نیاید نص اندر صورتے
اگر کسی صورت میں اس کو نص نہیں ملتی ہے
نص و جی روح قدسی واں یقین
قدسی روح کے الہام کو تو نص سمجھ
عقل از جاں گشت با اداک و فر
عقل روح سے باہم و شوکت بنی
لیک جاں در عقل تاثیرے کند
لیکن روح عقل میں اثر کرتی ہے
نوح ۳ وادارہ صدمتے زود تو روح
اگر روح نے نوح کی طرح تجھ میں اثر کیا ہے
عقل اثر را روح پندارد ولیک
عقل تاثیر کو روح سمجھ جاتی ہے لیکن
زاں بقرصے سالکے خودسند شد
سالک من نور کی جہ سے تکیہ پر خوش ہوا



نیست دائم روز و شب او افسل ست
مستقل نہیں ہے صفِ شب میں غروب کہ جانے ملا ہے
غرقہ آں نور باشد دھما
ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے
وہ امید او از فراق سینہ کوب
ہمیشہ اپنے دلِ جلیں سے نجات پا گیا
یا مبدل گشت گر از خاک بود
اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے
کہ زندہ بروے شعا عیش جاوواں
کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے
آنجناں سوزد کہ ناید زوشر
ایسی جل جائے کہ اس سے پھل نہ پینا ہو
ما رہا او کجا ہمرا ہی ست
ساپ کی اس کے ساتھ ہمرا ہی کہی ہو سکتی ہے
اندیس یم ماہیاں را می کشند
جو اس سمند میں مچھلیاں کو مار رہے ہیں
ہم ز دریا تاسہ شال رسوا کنند
لیکن مہیا سے ان کی گہر بہت ان کو رسوا کرتی ہے
مارا را از سحر ماہی میکشد
جو ساپ کو سمیر سے مچھلی بنا دیتی ہیں
ماشوی چوں ماہیا دریم رواں
تاکہ مچھلیوں کی طرح سمند میں چلے
بحر شال آموختہ سحر خلخال
کہ سمند نے ان کو خلخال جلا سکھا دیا ہے

زانکہ ایں نورے کہ اندر اسفل ست
اس لئے کہ یہ نور جو عالمِ سفلی میں ہے
وانکہ اندر قرص دارد باش و جا
ہمیشہ اس قیام اور جگہ رکھتا ہے
نہ سحابش رہ زند نے خود غروب
نہ ہوا اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈھنسا
آنجہیں گس اشلش از افلاک بود
ایسے شخص کی اہل آسمانوں سے ہوتی ہے
زانکہ خاکی را نباشد تاب آں
کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے
گر زند بر خاک دائم تاب خور
اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے
دائم اندر آب کار ماہی ست
ہمیشہ پانی میں رہتا اور مچھلی کا کام ہے
لیک در گہ مارہائے پرفرن اند
لیکن پہاڑوں میں بہت سے پرفرن ساپ ہیں
مگر شال گر خلق را شید اکند
ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے
واندیس یم ماہیاں تو سن اند
ان سمند میں قوی مچھلیاں ہیں
گر تو ماری شو قرین ماہیاں
اگر تو ساپ ہے مچھلی کا ساتھی بن جا
ماہیاں قعر دریائے جلال
مہیاں جلال کی گہرئی کی مچھلیاں
مہیاں جلال کی گہرئی کی مچھلیاں

۱۔ اندر اسفل دنیا میں جہاں قدرت
ہیں وہ قابل ہیں۔ وانکہ جس کا مصل
ذات تک ہو جائے گا وہاں کی نور میں
مستغرق رہے گا۔ نہ سحابش اب
نہ اس کی جسمانی کتابیں نور سے مانع
ہوں گی۔ مظاہر قدرت کا ثبوت اس
کے لئے فراق کی سیر کوئی کا سبب
ہے گا۔ آنجہیں ایسا شخص وہی ہوگا
جولائے ہوگا اگر وہ ماضی سے اس
نے مچھلیوں کے ذریعے اپنے ماضی
ہوئے کو ختم کر دیا ہے۔ زانکہ خاکی اور
ماہی کی طاقت کی تاب
نہیں لٹا اس کو اس طرح مجھو کر اگر
سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ
برداشت نہ کرے گی اور اس میں
اگانے کی طاقت ہی نہ ہوگی۔
۲۔ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ
ماہی طور پر پانی کو برداشت کر سکتی
ہے۔ ساپ کی مچھلی کی چیز ہے وہ ہمیشہ
سمند میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح
لاہوتی اور ماضی کو مجھو کر ماضی
بھی ماضی لاہوتی بننے کی کوشش
کرتے ہیں لیکن بحر وحدت ان کو رسوا
کر دیتا ہے۔
۳۔ دائرہ میں یم یہاں ایسے لاہوتی
انسان ہیں جو ماضیوں کو لاہوتی بنا
دیتے ہیں۔ گر تو اگر تو ماضی سے تو
لاہوتیوں کی محبت اختیار کر دے تجھے
مہیا سے وحدت میں تیرا سکھا دیں
گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی لایا ہ جلاو
کرتے ہیں جس سے مہیا تبدیل
ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کا جلاو خلخال جلاو
ہے۔



بس اجمال از تاب ایشان حال شد

بہت سے عمل ان کی طاقت نے واقعہ بن گئے ہیں

زہر آنجا رفت و شکرت شد یقین

دل زہر گیا ہے یہ جہاں شکر بن گیا ہے

خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر

خاک سنا ' جہر جوہر پاؤں سر ہو گیا ہے

تاقیامت ۲ گر بگویم زین کلام

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

کس آنجا رفت و نیکو فال شد

نہیں وہاں پہنچا ہے وہ ایک بخت بن گیا ہے

سنگ آنجا رفت گوہر شد یقین

وہاں جہر گیا ہے وہ قیمتی جوہر بن گیا ہے

می نہ بیند جز بشر چشم بشر

انسان آنکھوں کو سوائے بشر کے کچھ نہیں دیکھتی ہے

صل و قیامت بگذرویں نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی وہ یہ نا تمام رہے گی

آداب المستمعین والمُرسلین عَدَّ قِیَاضَ الْحِکْمَةِ مِنْ لِسَانِ الشَّیْخِ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مرسلین کے آداب

برملولاں ایں مگر ز کردن ست

تعلیوں پر یہ کمرہ کنا ہے

شمع از برق مکرر بر شود

شمع کمرہ فہ سے لوہنی ہوتی ہے

گر ہزاراں طالب اندو یک ملول

اگر ہزاروں طالب ہوں وہ ایک رنجیدہ

ایں ۳ رسولان ضمیر وراز گو

یہ دل کے پیغام رساں اسرار بیان کرنے والے

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں

وہ شہاں کی سی نخوت اور بھائی رکھتے ہیں

تا ادبہا شاں بجا گہ ناوری

جب تک تو ان کے ادب بجا نہ لائے

کے رسانند آں لمانت را بتو

تجھے وہ لمانت کب پہنچائیں گے

نزد من عمرے مکرر بردن ست

میرے نزدیک وہ بار زندگی حاصل کرنا ہے

خاک از تاب مکرر زر شود

مٹی کمرہ گری سے سنا بن جاتی ہے

از رسالت بازمی ماند رسول

پیغام پہنچانے سے رسول رک جاتا ہے

مستمع خواہند اسرافیل خو

حضرت اسرافیل کی عادت والا سننے والا چاہتے ہیں

چاکری خواہند از اہل جہاں

دنیا والوں سے خدمت گاہی چاہتے ہیں

از رسالت شکار چگونہ بر خوری

ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

تا بشارتی پیش شاں رابع دو تو

جب تک کہ ان کے سامنے کورس میں دھرتی ہو جائے



۱۔ بس بحال بہت ہی نامکن باتوں کو

اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیجے

۲۔ زہر ان کی محبت میں برے

اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو

جانتے ہیں نہ بیند لیکن مگرین

ان کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

۳۔ تاقیامت ان اہل اللہ کی محبت

کی تاثیر کا اگر میں قیامت تک بیان

کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ برملولاں جو

لوگ میری اس طرح کی باتوں سے

ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کمرہ

بیکار مضمون ہے لیکن انہی مضامین کا

اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شہ

روشنی کی کمرہ شمع کوئی زندگی بخشتی

ہے۔ خاکہ سوچ کی شعاعوں

کے کمرہ ہونے سے دین میں ہونے

کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ گر

ہزاراں۔ ہزاروں کی غفلت ایک مکدہ

سے مکدہ ہو جاتی ہے۔ اور مضامین

عالی کی آمد بند ہو جاتی ہے۔ رطل۔

یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا

بزرگ۔

۴۔ ایں یعنی اولیاء اللہ والوں کو پیغام

دیتے ہیں اور اسرار الہی سناتے ہیں۔

اسرائیل خود حضرت اسرائیل ہر وقت

صورہ چھوٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم

سننے کے لئے بکھرتے ہیں۔ نخوتے ان

اولیاء کا شہانہ حزان ہوتا ہے اور

مریدوں کی اصلاح کے لئے ان سے

خدمت گزاری کے خواہاں رہتے

ہیں۔ تا۔ مرید کے لئے محض ذکر و فکر

کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجالانا

بھی ضروری ہے۔ شیخ کی پہلی

اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت

کی لمانت مرید کے پروردگار ہے۔

ہر سیمہ دل خود سیمہ دیدے در
 مردم دیدہ سیمہ آمد چرا
 ہر سیمہ دل ان کا کالا دیکھا
 آنکھ کی پتلی کالی کیں واقع ہوتی ہے
 مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 نابینا انسان رو سیاہ ہوئے
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 دنیا میں سوائے روشنی بولنے والی پتلی کس
 چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
 پس بغیر او کہ در رنگش رسید
 جبکہ ان بالوں کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون سا جمال کے رنگ لکھ سکتا ہے
 پس ۲ جز او جملہ مقلد آمدند
 در صفات مردم دیدہ بلند
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
 گفت جفتش لافرق اے خوش خصال
 گفت نے نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
 ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
 گفت جفت اشب غریبے ۳ میردی
 گفت نے نے کہا آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
 بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
 گفت نے نے بلکہ اشب جان من
 گفت اے جان و دم و احسرتا
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 انہوں نے عرض کیا اے میری جان ہر مل افسوس ہے
 گفت رویت را کجا بینیم ما
 گفت رویت را کجا بینیم ما
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 حلقہ خاش بتو پیوستہ است
 حلقہ خاش بتو پیوستہ است
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اندراں حلقہ ز رب العالَمین
 اندراں حلقہ ز رب العالَمین
 اس حلقہ میں رب العالمین کا
 اس حلقہ میں رب العالمین کا
 اس حلقہ میں رب العالمین کا
 اس حلقہ میں رب العالمین کا

۱ جن کا دل سیاہ ہے بالوں سیاہ رو
 دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی خصلت کی دلیل نہیں ہے
 آنکھوں کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی
 فضیلت ظاہر ہے اندھا سیاہ ہے اور
 پتلی والا جانکا آئینہ ہے خود کہ چٹنی
 بالوں کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل
 وہی ذات گرامی سمجھ سکتی جس کو خود
 تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل
 ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں
 حاصل ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کرام۔ چلند۔ حضرت بالوں کے
 حقیقی اوصاف کا آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 سمجھ سکے

۲ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے
 علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحابہ کو
 حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف
 تقلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں۔
 خصال۔ عصلت کی جمع ہے
 عادت۔ خصال۔ جدائی۔ یعنی موت۔
 ۳ غریبے۔ یعنی آپ عنہا رخصت
 ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔ تار۔
 خاندان۔ غریبی۔ دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
 ہے حلقہ موئین کے بارے میں
 فرمایا گیا ہے نبی فَعْبِدْ صَدَقِ
 عِنْدَ مَا يَكُ مُقْتَدِرٌ۔ یعنی وہ
 مقصد ہنشاہ کے پاس چلائی کی جگہ
 میں ہوئے۔ حلقہ وہ مقام جس میں
 موئین وہ جگہ ملے گی ہر مومن وہ جگہ ملے گا
 جہاں وہ اپنی نظر بند کرے گا وہی کی
 طرف نہ دیکھے اندراں۔ اس حلقہ
 میں اللہ کی خاص حاجی ہوگی۔



اَسپ داند باگک و بُوئے شیر را
گھڑا شیر کی آواز اور بو کو جانتا ہے
بَل عَدُوّ خویش را ہر جانور
بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو
روز خُفاشک نیارد بمرید
چگاڑ دن میں نہیں اڑ سکتی ہے
از ہمہ محروم تر خُفاش بُود
سب سے زیادہ محروم چگاڑ ہے
نہ تو اندر مصافش زخم خورد
نہ تو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے
آنگہ آں خوشید از احسان وجود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے
آفتاب کے بگردانہ خُفاش
سورج اپنا رخ کب مڑتا ہے؟
عزیمت لطف و کمال او بُود
اس کا اہتلا کرم اور کمال ہے
دشمن ار گیری بخدّ خویش گیر
اگر تو دشمن بنائے تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا
قطرہ سل باقلمزم چو استیزہ گند
قطرہ جب سمند سے دشمن کہے
حلیت اواز سبّاش نکلد
اس کی تدبیر اس کی مومچوں سے آگے نہیں بڑھتی ہے
با عَدُوّ آفتاب ایں بُد خطاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی
اے عَدُوّ آفتابے کز فرش
اے اس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے

گرچہ حیوان ست لا نادر
اگرچہ جانور ہے مگر بہت کم
خود بداند از نشان واز اثر
علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے
شب بڑوں آید چو دزدان جرید
رات کو اکیلے چھوٹ کی طرح نکلتی ہے
کہ عَدُوّ آفتاب فاش بُود
کیونکہ وہ دشمن سورج کی دشمن ہے
نہ بنفریں تاندش مقہور کرد
نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے
برن در اندز قہرش تار و پود
غصہ سے اس کا تپا پانا نہیں بچاتا ہے
از برائے غصہ وہ قہر خُفاش
چگاڑ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے
ورنہ خُفاش کجا مانع شود
وہ نہ چگاڑ کہیں اس کو روک سکتی ہے؟
تلّود ممکن کہ گردانی اسیر
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کر لے
ابلہ است اوریث خود برمی گند
وہ بیوقوف ہے اپنی داری نہ جانتا ہے
خجر و خلق قمر چوں برورد
چاند کا گھا اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟
اے عَدُوّ آفتاب آفتاب
اے سورج کے سورج کے دشمن!
می بلرزد آفتاب و اخترش
سورج اور اس کے ستارے لڑتے ہیں

۱۔ الا نادر بہت کم ہے گھڑا شیر کی بو
کو نہ پہچانے۔ بل۔ ہر جانور اپنے
دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ جوید۔ تہا۔
خُفاش۔ چگاڑ سب سے زیادہ
بدبخت ہے کہ سورج اس کی دشمنی
ہے حالانکہ اس سے اس کو کوئی فائدہ نہیں
اسی طرح سب سے زیادہ بدبخت وہ
ہے جو خُفاش آفتاب یعنی دلی سے دشمنی
برتے۔ مصاف۔ میدان جنگ۔
مقہور۔ مغلوب۔

۲۔ آنگہ۔ سورج کا کرم ہے کہ وہ
اس چگاڑ کو کھانا ترس نہیں پاتا ہے اسی
طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ مکرر ان کا
جانور پر پاداش کرتے ہیں۔ قفا۔ یعنی
رخ و دشمن سب مولانا سمجھاتے ہیں
کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بری ہے۔
دشمنی اگر کی بھی جائے تو ایسے شخص
سے کی جائے جس کو انسان مغلوب
کر سکے۔

۳۔ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان
کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمند
سے دشمنی کرے جو شخص اس کی حماقت
ہے۔ حلیت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو
کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔
یعنی دلی کال۔ باعد۔ چگاڑ جو
آسمانی سورج کی دشمن ہے اس کی
بات تو ہم نے بتا دی دلی کا دشمن تو
آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے
آفتاب آفتاب۔ دلی آفتاب حقیقی
یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

تبداند آں کو دک آں را از مثال
تاکہ بچہ اس کو مثال سے سمجھ لے
پس اگر گوئی بدنام دور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
گر کہے گوید کہ دانی نوح را
اگر کوئی کہے کہ تو نوح کو جانتا ہے
گر گوئی چوں ندانم کال قمر
اگر تو کہے کہ میں کہیں نہیں جانتا ہوں کیونکہ چاند ہیں
کو د کان خرد در ستا بہا
چھوٹے بچے کہتے ہیں میں
نام او خوانند در قرآن صریح
ان کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
راست کو دانی تو از روائے وصف
چاہے کہ تو ان کو وصف کے اعتبار سے جانتا ہے
ور گوئی من چہ دانم نوح را
اگر تو کہے میں حضرت نوح کو کیا جانوں؟
من سجد استن او از گجا
میں رکھ رہا ان کا جانتا کہیں
مور لنگم من چہ دانم فیل را
میں لنگڑی چیونٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟
ایں سخن ہم راست ست از روائے آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
عجز از ادراک مہیت عمو
لے چچا بڑوں کے ادراک سے عجز
زانکہ مہیات و بر سر آں
کیونکہ مہیات اور ان کے بار کا بار

گرداند مہیت باعین حال
اگر اس کی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
وہ بگوئی کہ ندانم دور نیست
لہذا اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی بعید نہیں ہے
واں رسول حق و نور روح را
اس اللہ کے رسول اور روح کے نور کو
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں
واں لہامان جملہ در محرابہا
اور تمام لہام عزرائیل میں
قصہ اش گویند از ماضی فصیح
ان کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں
گر چہ مہیت نشد از نوح کشف
اگرچہ حضرت نوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے
آں گزیدہ حق و محض روح را
اس اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو
ہمچو اوئے داند اُورا اے فتنی
اے نوجوان! ان کو جیسا ہی جان سکتا ہے
پشہ کے داند اسرائیل را
چشمہ حضرت اسرائیل کو کیا جانے؟
کہ بمہیت ندانیش اے فلاں
لہذا ان کی حقیقت کے اعتبار سے انہیں جانتا ہے
حالت عامہ بود در یاب تو
عوام کی حالت ہوتی ہے، تو حاصل کر لے
پیش چشم کالماں باشد عیال
کالوں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

۱۔ تباداند جب حقیقت کو سمجھ
مشکل ہوتا ہے تو اس چیز کو مثال
سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس یہ علم جو
مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو
آگ چیز کا علم بھی کہا جاسکتا ہے
چونکہ مثال سے بہر حال کچھ علم حاصل
ہوا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جاسکتا
ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم
ہے۔
۲۔ گر کہے اگر کسی کو حضرت
نوح کا علم ان کی بعض صفات سے
حاصل ہے اور کماحقہ ان کی حقیقت
معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح
ہے کہ میں حضرت نوح کو جانتا
ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں
ان سے واقف نہیں ہوں۔ قر۔ یعنی
حضرت نوح۔ کتاب مکتبہ مدرسہ
کشف کشف، معلوم کریدہ
برگزیدہ۔

۳۔ من گجا۔ یعنی میں اس قابل
کہیں کہ ان کی حقیقت سے
ناواقف ہو سکوں۔ عجز۔ اب مولانا
تصہیت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے
ناواقفیت عوام کے شایان شان ہے
انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ
صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ
چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے
زانکہ کمال لوگ مہیتوں اور ان کے
بار کے بار سے بھی واقف ہوتے
ہیں مہیات سے ایمان پاتے مراد
ہیں اور مہیات سے مراد اسلاف الہی ہیں
اور مہیات کے سرے مراد حقیقت
الہیہ ہے۔

۱۔ موجودہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات عقل اور کچھ سے دور ہیں پھر بھی کامل الیہی اس سے عطف ہوتے ہیں۔ ذات دہے۔ جبکہ الیہیہ ذات صفات احدیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات ان پر کئی نہ کئی ہے۔
۲۔ عقل۔ بحث۔ یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی معنی پر محمول ہونا چاہیے لہذا انہیں تاویل کی جائے گی اور ان تاویلوں معنی میں سمجھنا ضروری ہے قطب۔ ولی جو عطف حال سے کہتا ہے کہ چونکہ یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔ واقعات فلسفی کی عقل کا حال تو یہ ہے کہ جب تک چیز خود میں نہ آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب اس کا ذوق ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے زمین کی حرکت کو محال سمجھا جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب زمین کو متحرک مانا گیا ہے۔

۳۔ چل۔ رہبانیت۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور شغف و شہو کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تب وہ میدان تھا جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں رہے۔ چوں خلاصی۔ جب اللہ کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں ٹال دیں تو افلاس اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دے گا۔ جب وہاں اور حواس سے آزاد کیل گئی تو کشف و شہو بھی میسر آ جائے گا۔ بحث خویش۔ یعنی نفی اور اثبات کی بحث میں جن۔ یعنی باتوں کے

درو جوہر از بر حق و ذات او
اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات کے بارے میں چونکہ آل مخفی نمائند از حرم ماں
جبکہ محرمیں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا عقل ۲۔ بخشی گوید ایں دورست و کو
بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے کہ کہیں ہے؟ قطب گوید مر تراے سست حال
قطب تجھے کہتا ہے کہ اسے سست حال واقعاتی کہ کنونت بر کشود
وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں چوں ۳۔ رہبانیت زدہ زنداں کرم
جب تجھے کرم زندانی نے دل قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے چوں خلاصی یافتی از صد بلا
جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے سہل گیرش تا نگردد مشکلات
اس کو آسان سمجھ تا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے سوئے بحث خویش تا زارے بواکسن
اے بواکسن! اپنی بحث کی جانب آ نسبت اثبات با نفی از نخست
اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے

دور تر از فہم و استبصار کو
فہم و بصیرت سے زیادہ دور اور کئی چیز نہیں ہے ذات و وصف چیست کال بلد نہاں
تو کسی کی ذات اور صفت ہے جو پوشیدہ رہے گی؟ بے زتا ویلے محالے کم شفو
کسی ناممکن کو بغیر تاویل کے نہ سن اُنچہ فوق حالی تست آید محال
جو تیری حالت سے بالا ہے تجھے محال نظر آتا ہے نے کہ اوّل ہم محالیت می نمود
کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے محال نظر آتے تھے؟ تیہ را بر خود ممکن حبس ستم
علم کر کے تیرے کو اپنے لئے قید خانہ نہ بنا فقر را بر خود ممکن رنج و عنا
فقر کو اپنے اوپر رنج و مشقت نہ بنا ورنہ شد شکر چوز ہر قاتلت
ہندہ شکر تیرے لئے قاتل زہر بنے گی کایں سخن پایاں ندارد جان من
اے جان من! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے گریانش می گنی برگو درست
اگر تو بیان کرتا ہے تو ٹھیک بیان کر

جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از روئے نسبت و اختلاف جہت
ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے



ہر ایک کی بحث۔ لیکن اس سے کوئی خاص فہم نہ آتی ہے ہر مخاطب مراد ہے جمع و تفریق نفی و اثبات ایک جگہ جمع بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے کلم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز ہر ایک کی حیثیت اور جہت سے مدعا معلوم ہے مدعا ہی حیثیت اور جہت سے مدعا معلوم ہے

نَفِیْ اَلْ یَکِیْزِ وَاثَبَاشْ رَوَاسَتْ
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے
عَلَمَیَّتْ اِذْ رَمِیَّتْ اِلْ نَسَبَتْ اَسَتْ
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نہ پھینکا نسبت کے اعتبار سے
اَلْ تَوَا فَلَکَنْدِیْ چو بَر صَستْ تَو یُو د
تو نے پھینکا چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا
زَوِیْ اَدَمْ زَاوَهْ رَا حَدهْ یُو د
انسان کی طاعت کی ایک حد ہے
مُشَتْ مُشَتْ تَسَتْ وَا فَلَکَنْدَنْ زَمَاسَتْ
مٹھی تو تیری مٹھی ہے اور پھینکا ہوا ہے
یَعْرِ فُؤُنْ اَلْ اَنْبِیَاءُ اَضْلَا دُ هُمْ
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں
بَچَیو لْ فَرْزَنْدَانْ خُو د وَا نَنْدَ شَالْ
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں
لِیْکِ اِزْ رَشَکْ وَ حَسَدْ پَنہَا لْ کَنْدَ
لیکن رشک اور حسد سے چھپا جاتے ہیں
پَسْ چَو یَعْرِ فِ گَفَتْ چَو لْ جَا یَے وِ گَر
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے، فرمایا دوسری جگہ کہیں
اَنَّهُمْ تَحْتَ قُبَّائِیْ کَا هُنُو نْ
وہ میری قبائ کے نیچے چھپے ہوئے ہیں
ہَمْ سَ بَہْ نَسَبَتْ گِیرِ اِیْنِ مَشْوَ حْ رَا
ہم سب بہ نسبت گیر ایں مشو ح را
اِسْ کَلِیْ ہُوئی بَاتْ کُو یِیْ نَسَبَتْ کِیْ جَہْ سَ بَچَہْ لَے
زِیْنِ نَمَطْ بَسِیَا رْ اَمَدْ دَرْ خَیْبَرْ
اِسْ طَرَحْ کِیْ بَاتْ حَدِیْثْ مِیْنِ بَہْتْ آئیْ ہِے

چولہ جہت شد مختلف نسبت و توانست
جب جہت بدل گئی نسبتیں وہ ہو گئیں
نَفِیْ وَاثَبَاتْ سَتْ ہَرُو دُ مَثَبَتْ اَسَتْ
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
تَو یَعْلَمَکَنْدِیْ کَہْ قُوْتْ حَقْ نَمُو د
تو نے نہیں پھینکا چونکہ طاعت اللہ نے دی ہے
مُشَتْ خَاکْ اِشْکَسَتْ لَشْکَرْ کَہْ شَو د
ایک مٹھی مٹھی ایک لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
زِیْنِ دُ نَسَبَتْ نَفِیْ وَاثَبَاشْ رَوَاسَتْ
ان دونوں کی جہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے
مِثْلْ مَالَا یَسْتَبِہْ اَوْ لَا دُ هُمْ
اس طرح جس طرح کان کا پانی اولاد میں نہیں ہوتا ہے
مَنْکَرَا لْ بَلْ حَسَدْ دَلِیْلْ وَ صَدْ نَشَالْ
منکر لوگ دلیل اور سیکڑوں علامتوں سے
خَوِشْتَنْ رَا بَرَنْدَا مِیْ زَنْدَ
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کا مصداق بناتے ہیں
گَفَتْ لَا یَعْرِ فُہُمْ غَیْرِیْ فَلَرُو
ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس رہنے دے فرمایا
جُو کہ یَزِوَا لْ شَالْ نَدَا نَزْدَ اَزْ مَو لْ
ان کو خدا کے سوا، آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے
کَہْ بَدَانِیْ وَ نَدَانِیْ نُو حْ رَا
کہ تو لوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے
کَا لْ بَہْ نَسَبَتْ بَاشْ دَا لَے جَا لْ مَعْتَبَرْ
اے جان! کہ وہ نسبت کی جہ سے خبر ہوتی ہے

۱۔ مازنیف۔ جنگ بدل میں
آنحضورؐ نے ایک مٹھی مٹی دشمنوں کی
طرف پھینکی جس سے داندھے اور
شکست یاب ہو گئے چونکہ آنحضورؐ
نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو
پھینکنے کی نسبت آنحضورؐ کی طرف کی
گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا
جو آنحضورؐ کا ذیلی نہ تھا اس لئے پھینکنے
کی آنحضورؐ سے نفی کر دی گئی۔

۲۔ یَعْرِ فُؤُنْ۔ انبیاء کے بارے
میں فرمایا گیا ہے جو انبیاء پر مکی صادق
ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے
ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں
پھر فرمایا گیا ہے کہ اولیاء میرے ملائین
میں چھپے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا
کوئی نہیں جانتا ہے چونکہ جانتا اور
نہ جانتا ہے چونکہ جانتا اور نہ جانتا وہ
حیثیتوں سے ہے لہذا دونوں باتیں
درست ہیں۔

۳۔ ہم سب بہ نسبت۔ حضرت نوحؑ
کو جانتا اور نہ جانتا بھی اسی اعتبار سے
سمجھ لے زین نمط۔ حیثیت اور
جہت بدل جانے سے وہ متضاد حکم
بہت سی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔
مسئل۔ کسی کی فتادہا کا مسئلہ بھی اسی
نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے
اعتبار سے اس کو قائل اور ہائی کہا جاتا
ہے۔

مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل
کامل درویش کی فنا اور بقا کا معاملہ

۱۔ درود یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے قابل ہے اور اس کو بقا اللہ حاصل ہے چوں زبانیہ دن میں سورج کے سامنے اگر رخ روشن کر دو تو اس پر متضاد محکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی نور روشنی رکھتا ہو جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے

۲۔ درود صدا اگر وہ سون شہد میں ایک ہر سر کر ملا دو تو کہہ سکتے ہو کہ سر کہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سر کہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کر کے تو وہ دوسن ایک ہر ہو گا لوقیہ چالیس ہر ہم کا وزن ہمزہ کو حذف کر کے لوقیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۳۔ پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے پیش ہو گیا تو وہ قالی بھی ہے اور بائی بھی ہے۔ ایں قیاس فنا و بقا میں یہ مثالیں جوئی گئی ہیں وہ حضرت حق کی شانیں شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترکِ ادب مقصود نہیں ہے محض عاشق۔ عشق الہی کا وہی ایک حب میں ہماری کا وہی ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں الاملاہ کوئی نسبت ہوتی ہے اور ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے بلکہ عاشق و معشوق کی نسبت میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا حجب حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہذا وہ گستاخی نہیں ہے۔

گفت قائل در جاں درویش نیست
ایک کئے والے نے کا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے
ہست از روئے بقائے ذات او
اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ
چوں زبانیہ شمع پیش آفتاب
جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالقابل
ہست باشد ذات اوتا تو اگر
اس کی ذات موجود ہوتی ہے کہ حتی کہ اگر تو
نیست باشد روشنی نمدہ ترا
معدوم ہوتا ہے تجھے روشنی نہیں دیتا ہے
دروا و صد من شہید یک و قیہ رخل
و سون شہد میں ایک لوقیہ سر کہ
نیست باشد طعم خل چوں می بخشی
جب تو چلے گا سر کہ کا مزہ معدوم ہو گا
پیش ہمشیر کے آہوئے بہوش شد
ایک ہرن شیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا
اس قیاس ناقصاں بر کار رب
اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس
قبض عاشق بے ادب برمی جہد
عاشق کی نبض بلا لحاظ ادب ترہتی ہے
بے ادب تر نیست زوکس در جہاں
دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے

و رُود درویش آں درویش نیست
اور اگر درویش ہو گا تو وہ درویش نہیں ہے
نیست گشت و صف او در وصف ہو
اس کا وصف ال کے وصف میں نیست ہو گا
نیست باشد ہست باشد در حساب
نہیں ہے ہوتا ہے لیکن حساب میں ہے ہوتا ہے
بر نہی پنجہ بسوزد ز آل شرر
روٹی رکھ دے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی
کردہ باشد آفتاب اُورا فنا
سورج نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے
چوں در آ فگندی و دروے گشت حل
جب تو نے ذل دیا اور وہ اس میں حل ہو گیا
ہست یک و قیہ فزوں چوں میکشی
جب تو وزن کرے گا ایک لوقیہ بڑھا ہوا ہے
ہستیش در ہست اُورو پوش شد
اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی
جوشش عشق ست نوز ترک ادب
ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں عشق کا جوش ہے
خویش را در کفہ شہ می نہد
اپنے آپ کو شلہ کے پلڑے میں رکھتی ہے
با ادب تر نیست زوکس در نہاں
دھر وہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے



ہم بہ نسبتِ اداں وفاق اے منتخب
اے برگزیدہ جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ
بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا وہ بظاہر بے ادب ہو گا
چوں بہ طین بنگری دعویٰ کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا دعویٰ کہاں ہے؟
مات ۲ زید زید اگر فاعل بود
”زید مر گیا“ زید اگرچہ فاعل ہے
اُو زُوئے لفظ بخوبی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے
فاعلیٰ چہ کو چنان مقہور شد
وہ فاعل کہیا دایا مغلوب ہے
تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

ایں دو ضد با ادب با بے ادب
با ادب ’ لڑے با ادب ان دو ضدوں کا
بکہ بود دعویٰ عشقش ہمسر کی
کیونکہ اس کا عشق کا دعویٰ ہماری ہے
اود دعویٰ پیش آں سلطان فناست
وہ لڑ اس کا دعویٰ شہ کے سامنے معدوم ہیں
لیک فاعل نیست کو عاقل بود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ بیکار ہے
ورنہ اُو مفعول و موتش قاتل ست
وہ مفعول ہے، لہ موت اس کی قاتل ہے
فاعلیہا جملہ ازوے دور شد
فاعلیہا جملہ اس سے دور ہو گئی ہے
تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

۱۔ ہم بہ نسبت اس کا با ادب ہونا
اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے
اختلاف سے صحیح ہے، اگر وہ باتیں اس
کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو
بے ادب ہے، اگر ذات ہماری کی
طرف ہوں تو یہ با ادب ہے۔ چوں
بہ طین۔ چونکہ اس کو فنا فی الذات کا
مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہذا اس کا اپنا نہ
کئی دعویٰ ہے کئی ذات۔

۲۔ مات زید۔ نحوی ترکیب کے
اعتبار سے مات فعل ہے لہذا زید اس کا
فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ورنہ
زید میں موت کی حالت میں فاعلیت
دور کرنے کی صلاحیت کہاں وہ
حاصل مفعول اور مفعول ہے۔ موت
اس کی قاتل ہے فاعلیہا جملہ
بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی
نہیں ہے لہذا فاعل کی اس کی طرف
نسبت نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ وہ دلیل اپنی جان سے
قطع نظر کر کے بادشاہ کے سامنے
پیش ہوا اسی طرح عاشق اپنی ذات و
صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے
صدر۔ یعنی وہ غلام صدر جہاں کے
صدر سے روپوش ہو گیا۔ کہستان۔
ایک شہر کا نام ہے خلافت مرضیا
فراق سے ڈرتا۔

قصہ ۳ وکیل صدرِ جاں کہ متمم شد و از بخارا گریختہ از
صدر جہاں کے وکیل کا قصہ جو متمم ہو گیا تھا، لہذا جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا
نیم جاں، باز عشقش گریں گرفت کہ کارِ جاں بہر
تھا پھر عشق نے اس کا گریہ پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ
جاناں سہل باشد عاشقاں را
عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندہ صدرِ جہاں
بخارا میں، صدر جہاں کا ایک غلام
مدتِ وہ سال سرگرداں بکشت
وہ سال تک لڑا لڑا پھرا
از پسِ وہ سال اُو از اشتیاق
وہ سال کے بعد و عشق کی وجہ سے
گفت تابِ فترتم زیں یس نمائد
اس نے کہا اس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے
متمم شد گشت از صدرش نہاں
متمم ہو گیا، اس کے صدر سے غائب ہو گیا
گہ خراسان گہ کہستان گاہ وشت
کبھی خراسان میں کبھی کہستان میں، کبھی جنگل میں
گشت بے طاقت ز یام فراق
جدائی کے زمانہ سے، بے بس ہو گیا
صبر کے داند خلاعت را نشانہ
صبر، فراق کے ڈر کو کہاں فرد کر سکتا ہے؟

از اِی فراق ایں خاکہا شورہ شود

فرق سے یہ دینیں شجر بن جاتی ہے
بادِ جاں افزا و خمِ کدو و باغ
درج بہ ہوا، تماشا بن دبا بن جاتی ہے
باغِ چوں بخت شود دارا لمرض
بخت جیسا باغ، یہی کا گھر بن جاتا ہے
عقلِ درّاک از فراقِ دو سستاں
دستوں کی چلائی ہے، حسِ عقل

دورخ ایلا فرقت جیناں سوزاں شدہ است

مذہب فراق سے اس قدر جلانے والی بن گئی ہے
 گر بگویم از فراق چوں شرار
 اگر میں چمکوں جیسے فراق کے متعلق کہیں
 پس ز شرح سوز او کم زن نفس
 لہذا اس کی سوش کی تفریح نہ کر
 ہر چہ ازوے شاد گردی در جہاں
 تو دنیا میں جس جہ سے خوش ہو

زانچه گشتی را بشو بشو گس را بشو

جس چیز سے خوش رہا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں
 از تو ہم، کچھ تو دل بروئے منہ
 دیکھتے تھے کہ بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا
 ہجو مریم گوئی پیش از فوت ملک
 ملک کثافت ہونے سے پہلے حضرت مریم کی لڑائی

۱۔ از فرق زمین پانی کی جدائی سے مخمر بن جاتی ہے پھر پانی رطبت کی جدائی ہے گندلا ہر گندہ بن جاتا ہے باد و اسفاغی کی جدائی سے ناموافق اور باد بن جاتی ہے آتشے آگ ایندھن کی جدائی سے دھک بن جاتی ہے بارغ موسم پہلے کی جدائی بارغ کو امراض کا گھر بنی ہے پھر مرض کی وجہ سے اس کے پتے زرد ہو کر کرنے لگتے ہیں۔ عقل دوستوں کی جدائی عقل کو ایسا مہیوت کر دیتی ہے جس طرح حیرانکار کا ٹوٹ جانے سے مہیوت بن جاتا ہے۔

۲ ہوز خہ خدا کی رحمت کی جدائی
میں جہنم پر سوز پڑی ہوئی ہے پید کا
رحمت طاقت کے فراق سے لڑتا
ہے گر گویم فراق کے اثرات کا
بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا
پس فراق کے اثرات کی تفصیل میں
پڑنے کی بجائے الامان الامان کہنا
چاہیے

یہ ہرچہ دنیا کی خوشگن چیزوں کا
کاٹاؤ دینے والی ہے زانچہ دنیا کی
خوشگن چیزوں نے بہت سوں کو فراق
میں جتا کیا ہے پیش ہاں اس چیز
کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو پتا
دل اس سے ہٹا لے گا تو فراق کی
تکلیف نہ ہوگی۔ بھومرچ۔ جس
طرح مرچ نے خدا کی پتلا حاصل کی
تھی وہی خوشگن دنیا کی خوشگن چیزوں سے
خدا کی پتلا حاصل کر لے لہذا
فوت ہونے سے قبل ہی خدا کی
طرف رجوع کر لے

آب زرد و گندۀ و تیره شود

پانی زندہ اور گندہ اور گملا ہو جاتا ہے
آتشے خاکسترے گرد و ہبّا
آگ، ماکہ فضا کے ذبے بن جاتی ہے
زرد و ریزاں برگِ اُدا اندر حرض
غریب سے اس کے پتے زندہ جھڑنے والے ہوتے ہیں
ہچو تیر اندازِ اِشکستہ کماں
ٹوٹی ہوئی کمان والے تیر انداز کی طرح ہے

بیدار فرقت چنان لرزاں شده است

بید، فریق سے اس قدر لڑنے والی بن گئی ہے
تا قیامت یک یود از صد ہزار
قیامت تک لاکھ میں سے ایک ہو گا
رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گوئی دُوس
بس خدا بچا، خدا بچا کہتا رہ
از فراق او بیندیش آں زماں
ای وقت اس کی صفائی کو سوچ لے

آخر از و بر جست و میجو از ما شد

بلاخرہ اس سے وچڑھ چلی گئی اور ہوا جیسی ہو گئی
پیش ازماں کو بچھد از تو تو بچہ
ہیں سے پہلے کچھ ہے بھاگے تو اس سے بھاگ جا
نفس را کاغذ بالرحمن منک
ہنس سے ہیں تجھ سے اللہ کی پنہا جاتا ہے

بیدا شدن رُوح لَقْدُس بصُورت آدمی بر مریم بوقت

حضرت جبرئیل کا آمدی کی صحت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت

عسل و برہلی و پناہ کرھن او بحق تعالیٰ

مریم کے سامنے رہنا ہونا اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

دید مریم صورتے بس جانفزا
حضرت مریم نے ایک لوح پر بہ صہمت مکی
پیش او برزست از روئے زمین
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے
از زمیں برزست خوبے بے نقاب
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا
کر زہ ۲ بر اعضائے مریم او قناد
حضرت مریم کے اعضاء پر کچلی طلی ہو گئی
صورتے کہ یوسف اوردیدے عیال
وہ لکھی صہمت تھی کہ اگر حضرت یوسف اس کو کچل لیتے
ہچو گل پیشش بر وید او ز گل
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگئے
گشت مریم بیخود و در بیخودی
حضرت مریم بے اختیار ہو گئیں وہ بیخودی میں
زانکہ سہادت کردہ واکل پاک جیت
کیونکہ ان پاکستان نے عادت ڈال رکھی تھی
چوں جہاں را دید ملکہ بیقرار
چونکہ انہوں نے دنیا کو بے لگاؤ ملک سمجھ لیا تھا
تا بگاہ مرگ حصے باشدش
تاکہ موت کے وقت وہ ان کا قلعہ بنے
از پناہ حق حصارے بہ ندید
انہوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا
چوں بدید آں غمرائے عقل سوز
جب انہوں نے وہ عقل سوز لائیں دیکھیں
شاہ و لشکر حلقہ در گوشش شدہ
شاہ و لشکر اس کے حلقہ پر گوش بن گئے تھے

جانفزائے لڑبائے در خلا
خلوت میں جو بڑی لوح پر لہ لہا تھی
چوں مہ و خورشید آں روح الامیں
چتریل چاند لہ سورج جیسے
آپچنال کز شرق روید آفتاب
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے
کو برہنہ بود ترسید از فساد
کیونکہ وہ نگلی تھیں لہ خیالی سے ڈریں
دست از حیرت بریدے چوں زنابل
عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے
چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل
جس طرح خیال دل سے سر اھلاتا ہے
گفت خیم در پناہ ایزدی
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آئی ہوں
در ہزیمت دخترون موئے مغیب
عاجزی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی
حازمانہ ساخت زال حضرت حصار
پختہ کاری سے اس مہار کو قلعہ بنا لیا تھا
کہ نیابد خصم راہ مقصدش
تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے
یورنگہ نزدیک آں دژ برگزید
اس قلعہ کے نزدیک انہوں نے قیام گاہ منتخب کی
کہ از وی شد جگر ہاتیر دوز
جنس سے جگر زنی ہوتے تھے
خسروان ہوش بیہوش شدہ
عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

۱۔ مظلہ حضرت مریم نے لوگوں
سے گوشہ نشینی اختیار کر لیا قلعہ لوح
الامیں حضرت چتریل زمین سے
نمودار ہوئے تھے بے نقاب
حضرت چتریل بے نقاب اس طرح
نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے
سورج طلوع کرتا ہے
۲۔ لڑوہ حضرت چتریل کے
نمودار ہونے سے حضرت مریم گھبرا
گئیں برہنہ تھیں سمجھیں کئی خیالی
پیش نہ آجائے صہمت حضرت
چتریل لکھی حسین صہمت میں نمودار
ہوئے کہ اگر حضرت یوسف ان کو
دیکھتے تو ان کے حسن سے بہمت ہو
کر اس طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس
طرح ان کے حسن سے بہمت ہو کر
زمان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے
گفت حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا
تھالیقی انقود بالزحمن میں خدا
کی پناہ پڑتی ہوں۔
۳۔ زانکہ حضرت مریم کی یہ
عادت تھی کہ ہر شبانی میں وہ خدا کی
پناہ چاہ جیتی تھیں۔ بے قرار
ناپائیدار حازمانہ پختہ کاری
حصار قلعہ یورنگہ قیام کی جگہ
دژ قلعہ غزوہ یعنی حضرت چتریل
کے شاندار شاہ و لشکر یا شاہ حضرت
چتریل کی تعریف میں ہیں۔

۱۔ یق۔ غلامی۔ حق۔ گھاؤ۔
 کمزوری نہ ہر خدا کے زیر سے پڑے
 زانے کے پیش سے سندے کا نام ہے
 عقل کل۔ عقل دل۔ من چہ گوئی۔
 یہاں سے مولانا نے حضرت جبرئیل
 کی سن کے ذکر سے اللہ کے جمال
 کی طرف گریز کیا ہے۔ ہمگ۔ گھاؤ
 صنعت۔ یعنی میں اور تمام مخلوق
 اس کے آثار ہیں اور اثر مہر کے وجود
 کی دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس کے
 وجود دلیل ہوں اس کے علاوہ ذات
 ہادی کی جو بعیرات ہیں وہ جبرائیل
 نہیں ہیں۔
 ۲۔ خود۔ صبح کا وجود کی دلیل کا
 محتاج نہیں ہے آفتاب آمد دلیل
 آفتاب سایہ مولانا نے اپنے آپ کو
 وہاں فرمودے کے خود کو دلیل کہا آفتاب
 فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے
 سایہ کیا حقیقت ہے کہ وہ صبح کی
 دلیل بن سکے جملہ احکامات۔ یعنی وہ
 تمام احکامات سے دارا ہوا ہے۔
 ۳۔ جملہ اہکات۔ اہلی دلیل
 اہکات کی وجہ ہادی سے یعنی نبوت
 سے جو خزانہ ہوا ہر سوار کی نسبت۔
 خزانہ اس کو بھی نہیں پڑا سکے۔
 گر گر پردہ ذات حق انسان سے
 قریب بھی ہے اور اس کے اہک
 سے بعید بھی ہے جملہ اہکات۔
 انسان کے جس قدر اہکات ہیں وہ
 کوئی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ کر
 مطمئن نہیں ہے پھر بھی جو جلدی
 دنی ضروری ہے۔ اس لیے انسان
 کے اہکات مختلف ہیں کسی کا اہک
 تیز ہے اور کسی کا اہک مہلج
 اور جلیات کو دور کرنے اور ہٹانے والا
 ہے جس کو ایک کو نہ پہنچاں کی
 دلی کی کسی ہے تراجم تر تو

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق
 لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اس کے ملوک ہو گئے تھے
 زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند
 زہرہ کے پڑے نہیں کہ دم ملے
 من چہ گویم چوں مراد بوخت است
 میں کیا بتاؤں جبکہ اس نے مجھے چھٹی کر دیا ہے
 دود آں نارم دلیم من برو
 میں اس آگ کا ہوں میں اس کی نشانی ہوں
 خود نہ باشد آفتابے را دلیل
 صبح کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی
 سایہ کہ بود تا دلیل او بود
 سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے
 ایں جلالت در دالت صادق ست
 یہ بڑائی اپنی دولت میں گچی ہے
 جملہ اہکات بر خربائے لنگ
 تمام اہکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں
 گر گریز دس نیاید گردشہ
 اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گرد نہیں پا سکتا
 جملہ اہکات را آرام نے
 جملہ اہکات کو سکون نہیں ہے
 آں یکے وہے چو بازے می پرد
 ایک خیال باز کی طرح اڑتا ہے
 واکر چوں کشتی بابا دباں
 اور دھرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

صد ہزاراں بدر را دادہ بدق
 لاکھوں چوہوں کے چاندن کاس نے گھلاؤں میں جلا کر کیا تھا
 عقل گلش چوں بہ بیند کم زند
 جب اس کو عقل کل دیکھ لے کاہد چھو دے
 و مگہم راو مگہ او سوخت است
 اس کے مظاہر نے میرا گلا جلا دیا ہے
 دوزاں اشہ باطل ما عبروا
 اس شاہ سے ہر گز نہیں نے جو میری کہ باطل ہے
 جو کہ نور آفتاب مستطیل
 صبح کے لیے نور کے سوا
 ایں بسستش کہ ذلیل او بود
 اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو
 جملہ اہکات پس او سابق ست
 تمام اہکات پیچھے ہیں وہ آگے ہے
 او سوار باد پرداں چوں خدنگ
 وہ تیر کی طرح اڑنے والی ہوا پر سوار ہے
 ور گریزند او بگیرد پیش رہ
 اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ شاہ آگے کا راستہ روک دے
 وقت میدانست وقت جام نے
 میدان کا وقت ہے جام کا وقت نہیں ہے
 واں یکے چوں تیر مغفری درد
 اور ایک تیر کی طرح خود کو چھلتا ہے
 واں دگر اندر ترا ج ہر زماں
 اور دھرا ہر وقت ترو میں ہے



چوں شکار کے امی نماید شال ز دور
جب ان کو کوئی شک نہ سے نظر آتا ہے
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں
مُنظر چشمے بہم یک چشم باز
اس لمحہ پر منتظر کہ ایک آنکھ مٹی ہوئی ایک آنکھ بند
چوں بماند دیر گویند از ملال
جب وہ دیر تک مٹی رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں
مصلحت ۲ آنست تا یک ساعت
مصلحت یہ ہے کہ تھوڑی دیر
گر بُودے شب ہمہ خفاں ز آرز
اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے
از ہوں و حرص سود اند و خشن
ہوں نہ تلخ کمانے کس حرص سے
شب پدید آید چون رحمت
رحمت کے غزلے کی طرح رات ہو جاتی ہے
چونکہ ۳ فیض آیدت اے را ہرو
اے سالک! جب تجھ پر فیض طاری ہو
زانکہ و خرجی درال بسط و کشاد
کیونکہ تو اس فیض وسط میں صرف کرنے میں ہے
گر ہمارہ فصل تابستان پدے
اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہو
مقبض را سوختے از بخ و بن
اس کی کید میں کو جزا اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی
گر تر شروست آل وے مشفق ست
اگر وہ غزلان کو تر شرو ہے تو مہربان بھی ہے

جملہ حملہ می فرایند آل طیور
” سب پرند حملہ کرتے ہیں
بچو بخداں سوئے ہر ویراں شود
الوں کی طرح ہر ویرانے میں چلے جاتے ہیں
تا کہ پیدا گردد آل صید نیاز
تا کہ وہ نیاز مندی کا شک نظر آ جائے
صد بود آں خود عجب یا خود خیال
عجب ہے ” شک تھا ” یا خود خیال تھا
قوتے گریند و زور از راحت
آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کر لیں
خویشتر را سوختندے زات ہزار
بھاگ رہے ہیں اپنے آپ کو جلا ڈالنے
ہر کے دلائے بدن را سوختن
ہر شخص جسم کو پھونک ڈالے
تار ہند از حرص خود یک ساعت
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے حرص سے نجات پا جائیں
آں صلاح تست آئس دل مشو
” تیری بھلائی ہے ایسے دل نہ بن
خرج را دخلے بیاید ز اعتدال
خرج کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے
سوزش خورشید و بستان زدے
سج کی گرمی نہاں کو پھونک دیتی
کہ دگر تاز لکھے آں گہن
کہ ” پانا کبھی تر و تازہ نہ بننا
صیف خندانست و لہا حرق ست
گرمی کا موسم سکھانے والا ہے لیکن جلانے والا ہے

۱۔ شک سے کوئی بچا۔ آل طیور
یعنی حواسِ بھلاں۔ یعنی اس بچا کے
اھاگ سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے
ہیں۔ منتظر انسان شک پر تیر وغیرہ
چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا
ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے
کلید یعنی بچا۔ چوں۔ یا وہی میں
سوئے لگا ہے کہ وہ کوئی بچا یا شخص
غیر واقعی خیال تھا۔
۲۔ مقصود۔ ان حالات میں
سالک کو بھلا کے لئے مناسب ہے
کہ آرام کرتے تاکاں میں طاقت
پیدا ہو جائے کہ خود سے اللہ تعالیٰ
نے رات کو ای لئے پیدا کیا ہے کہ
انسان اس میں آرام کر لے اور ممکن
رہ کر لے و ہر جز حرکت کرنا اور
ہوں۔ اگر رات نہ ہوتی تو کوئی کے
لاچ میں ہر وقت مصروف کار نہ کر
بدن کو تباہ کر لیتا شب رات کا وجود
انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے
۳۔ چونکہ فیض کی حالت میں
وہ تمام قوائے باطنی جمع ہو جاتے ہیں
جو وسط کی حالت میں خرج ہو رہے
تھے۔ آئس۔ پاؤں۔ دل۔ آمدنی۔
اعتدال۔ جمع کرنا۔ کہ ہمارے موی
تغیرات رحمت خدادادی ہیں۔
مقبض۔ کھیت کید ای دے غزلان کا
موسم اگر چہ تازہ گوار ہے لیکن اس میں
بھی خوبی ہے صیف۔ موسم گرما میں
اگر چہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن
پھل بھی ملتا ہے۔

۱۔ چونکہ قبض اگر سالک قبض کی کیفیت طاری ہو تو اس سے بھی ممکن نہ ہوتا ہے اس کو مفید سمجھ لو گھٹاں۔ بسط کی کیفیت بھی ایک مظانہ حرکت ہے اس کے زیادہ خواہشمند نہ ہو۔ چشم کوکب۔ چچ عارض خوشیوں سے خوش رہتا ہے چشم عاقل۔ عقلمند کے پیش نظر آخرت رہتی ہے تو وہ اس کے حساب و کتاب سے غور ہوتا ہے۔

۲۔ آل علف۔ دنیاوی لذتوں کو قضا کی گھاں سمجھو۔ اصل خدا کا دین کا تقاضہ اور لال یقین کا طریقہ ہے کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ۔ تم اس کا رزق کھاؤ اس رزق سے ہر اوجہت چند کہ دنیاوی غذا میں۔ رزق حکمت سے رزق ایسا ہے جس پر کئی آخری ملاحظہ نہیں ہے۔

۳۔ ایں دہان۔ حضرت سعدی نے فرمایا ہے شعر

انصد از طعام خالی در تا مد نور معرفت بینی گردنوی لذتیں ترک کرنے سے اسرار خداوندی کا رزق حاصل ہونے لگے۔ ترک میں نے یہ مضمون پڑھا نہیں سمجھا اگر پڑھا سمجھا ہوتا الہی نامہ پڑھ لو جو حکیم خانی غزنوی رحمت اللہ علیہ کی تصنیف ہے غم خورد انسان کو آخرت کی فکر کرنی چاہیے شکر کھانا مظانہ حرکت ہے۔

چونکہ قبض آمد تو دوے بسط میں

جب قبض طاری ہو تو اس میں بسط کا مشاہدہ کر

کودکال خندان و دانایان ترش

بچے خوش ہیں اور عقلمند ممکن ہیں

چشم کوکب ہچمو خر در آخرت

بچے کی نظر گدھے کی طرح آخر پر ہے

او در آخر چرب می بیند علف

وہ آخر میں لذت گھاں دیکھتا ہے

آں بھلف تلخ است کیں قصاب دلا

جو گھاں قضا نے دی ہے وہ کڑی ہے

روز حکمت خور علف کال را خدا

چا طائی کی گھاں کھا جو خدا نے

فہم ناں کردی نہ حکمت اے رہی

اے بندے تو دلی سمجھا نہ کہ حکمت

رزق حکمت بہ یود در مرتبت

رتبے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے

ایں سہ دہاں بستی دہانے باز خدا

تو نے یہ منہ بند کیا تو ایسا نہ کھلا

گزر شیر ایں دیوتن را و ابری

اگر تو اس جسم کے شیطان کو دھو ہٹا لے گا

خرک جو شے کردہ ام من نیم خام

میں نے وہ کچرے کو جوش نہیں دیا ہے

در الہی نامہ گوید شرح ایں

اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کی ہے

غم خور و نان غم افزایاں مخور

غم کھا لے اور غم بڑھانے والوں کی دلی نہ کھا

تازہ باش و چیں میفکن برنجیں

تازہ دھوپیشانی پر حسن نہ ڈال

غم جگر را باشد و شادی ز شش

غم جگر کے لئے ہے اور خوشی پیچہ پڑے سے ہے

چشم عاقل در حساب آخرت

عقلمند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے

وین ز قصاب آخرش بیند تکلف

اور یہ قضا سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے

بہر لکم ما ترازوے نہہاد

اس نے ہمارے گوشت کیلئے ترازو تیار کر لی ہے

بے عوض دلاست و از محض عطا

مفت عطیات کی ہے اور خاص عطیہ ہے

چونکہ حق گفت کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ

جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ

کال گلو گیت نباشد عاقبت

اس لئے کہ انجام میں نہ تیرا لگا پڑنے والا نہ ہوگا

کو خورندہ قہمائے راز خدا

جو امر کے لئے کھانے والا بنا

در فطام او بے نعمت خوری

اس کا دھوپڑانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا

از حکیم غزنوی بشنو تمام

حکیم غزنوی سے مکمل سن لے

آں حکیم غیب و فخر العارفین

اس امر کے تابع اور عارفوں کے فخر نے

زانکہ عاقل غم خورد کوکب شکر

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے پچہ شکر کھاتا ہے

تند شادی! میوہ باغ غم ست
خشی کی شکر غم کے باغ کا میوہ ہے
غم جو بنی در کنارش گش عشق
تو جب غم دیکھے اس کو بت سے بغل میں لے لے
عاقل از انگوڑے بیند ہی
عقل اند میں شرب دیکتا ہے
جنگ میگردند خمالاں پدیر
پروں 'بوجھ اٹھانے والے جھڑ رہے تھے
زانکہ زال زنجش ہی دیدند سود
کیونکہ انہوں نے اس تکلیف کو منید سمجھا تھا
مزد حق کو مزد آں بے مایہ کو
کہیں اللہ تعالیٰ کی مڑھی کہیں اس مٹلس کی مڑھی
رنج زڑے کہ چو خشی زیر ریگ
سنے کا ایسا خزانہ کہ جب تو خشی کے نیچے سوئے گا
پیش پیش آں جنات میرود
وہ تیرے جہازے کے آگے آگے چلے گا
بہر روز مرگ ایں دم مردہ باش
موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا
صبر می بیند ز پردہ اجتہاد
مہر مجاہد کے پہلے میں سے دیکتا ہے
غم چو آئینہ ست پیش مجتہد
مجاہد کرنے والے کے لئے غم آئینہ جیسا ہے
بعد ضد رنج آں ضد دگر
مقابل رنج کے بعد دھرا مقابل

ایں فرخ زخم ست آں غم مرہم ست
یہ خشی رنج ہے کہ غم مرہم ہے
از سر رنہ نظر رکن در دمشق
دمشق کو نیلے پر سے دیکھ
عاشق از معدوم شی بیند ہی
عاشق 'معدوم میں موجود کو دیکتا ہے
تو ملکش تاہن کشم حملش چو شیر
تو نہ اٹھاتا کہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھا لیں
حمل را ہر یک زویدگری رنود
اس لئے بوجھ کو ایک دوسرے سے اچھا تھا
ایں وہ گنجیت مزد آں تسو
یہ تجھے مڑھی میں خزانہ دے گا وہ کوئی
باتو باشد آں نباشد مردہ ریگ
وہ تیرے پاس ہو گا وہ مٹلی مل نہ ہو گا
مونس گور و غیر ہی می شود
مسافر وہ قبر میں غم خد ہو گا
تا شوی با عشق سرمد خولجہ تالش
تاکہ تو سرفی عشق کا ساتھی بنے
رؤئے چوں گلزار و زلفین مراد
مقصود کا گلزار جیسا چہرہ اور وہ زلفیں
کاندال ضد می نماید روئے ضد
کہ اس ضد میں اس کی ضد کا چہرہ نظر آتا ہے
رو دہد یعنی کشادہ کز فر
نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

۱۔ قد شادی آخرت کا غم خشی کا قد
عجالت سے گلزار کی خشی تو روم ہے
دمشق ملک شام کا مشہور شہر ہے
رنود نیلا ایک تہاں نیلا ہے جو دمشق
کے قریب ہے جو قریب دمشق کے حسن کا
قال نہیں ہوا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس
نیلے پر چڑھ کر دمشق کا منظر دیکھ لے
حسن کا قال ہو جائے گلزار عاقل عقلند
انسان ہر چیز کے فائدے سے انجام کو دیکھ
لیتا ہے غم کی بھی مہرور سے سرت فرا کو
دیکھ لو حلال مڑھو بوجھ کی مصیبت
انجام یعنی مڑھی کے لالچ میں
بلا مشقت کرتا ہے

۲۔ مزد حق جب بے مایہ انسان
سے مڑھی حاصل کرنے کے لئے
مشقت اٹھاتی ہو تو اللہ تعالیٰ کی جانب
سے جو مڑھی ملے گی اس کے لئے
کیونکہ نہ مشقت نہ مشقت کی پہلے
تو چارو کھن کا کھن تھا نہ کھن
ایسا خزانہ ہو گا جو خشی میں آئے گا کہ مرد
ریگ وارث کا ملہ پیش نیکیں
مردے سے پہلے ہی راحت رسائی
کے لئے قبر میں آتی ہو گی

۳۔ بہر روز مرگ غم ہے فنا
قبل ان فنا ہو جائے یعنی موت سے قبل
ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیر باد کہہ
دو خولجہ تالش ایک آقا کے دو
غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا
خولجہ تالش کہلاتا ہے قلند لار کی
دوست کی ایک قسم ہے جس پر پہل
نہیں آتا وہ صرف پھولوں سے لدھ
جاتا ہے غم مجاہد کرنے کے ظلام میں
خشی دیکتا ہے ضد میں رنج اور
خشی دونوں ایک دوسرے کی ضد نہیں
جب ایک ضد میں رنج مولانا ہے
تو اس کے بعد کشادگی اور خشی مولانا ہو
جاتی ہے ان مع القسوس فی سراً بیگ
خشی کے ساتھ فراموشی ہے



ایں دو وصف از پنجد و دست بہ بین
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنچے سے سمجھ لے
پنچہ را گر قبض باشد داما
اگر مٹھی ہمیشہ بند رہے
زیں دو صفش کار و ملکب منتظم
ان کے ان دونوں وصفوں سے کار و ملکب کا قاعدہ ہے
بعد قبض مُشت بَسط آید یقین
مٹھی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے
یا ہمہ بَسط اُو بُود چوں مُجتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے اور مصیبت میں رہے گا
چوں پر مرغ ایں دو حال اُو را مہم
جس طرح پرندے کے قبض کے لئے پھول یا تین ٹہریاں ہیں

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول
حضرت جبریل کا حضرت مریم سے کہنا ان دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ
ہم آشفتہ و پنهان از من مشو
ہم آشفتہ و پنهان از من مشو

کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ ہر یک مضطرب شد یک ذل
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں
بانگ بروے زد نمودار کرم
کرم خداوندی کے جلوے نے انہیں پکارا
از سر افزا زان عزت سر ملکش
انہما عزت کے معززین سے سر نہ پھیرے
ایں ہی گفت و ذبالہ نور پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے کہ پاک نور کی شعاع
از وجود می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟
خود بنمرد و بنگاہ من در نیستی ست
میرا سالن اور گھر ملک عدم میں ہے
مریم! بنگر کہ نقش مشکم
اے مریم! دیکھ میں ایک شکل نقش ہوں
چوں خیالے در دولت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا

ایں دو وصف یعنی مٹھی کے بعد
کشدنی آئے لپٹنے چھلکی مٹھی سے
سمجھ لو ہاتھ کی مٹھی بند کر کے تو فارغ
الہاں اور کشادگی پھر آئے گی۔ پنچہ
ہاتھ کی مٹھی کا ہمیشہ کھلا رہنا چاہیے
نہ بند رہے نہ زیں دو وصف مٹھی کا نہ
ہر وقت جھڑکنا مناسب ہے بلکہ نہ ہر
وقت کھلنا جس طرح کہ پرندہ کی
پرہاز اسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ
بازو ہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند
ہوں۔

۲ چونکہ حضرت مریم حضرت
جبریل کے اچانک رخصا ہو جانے
سے لکی تڑپیں جیسا کہ مچھلی مچھلی پر
تڑپتی ہے اسی طرح حضرت جبریل کو
روح الامین کہا جاتا ہے حضرت
مدبار خداوندی۔ مریم نہ بھاگے سر
افرازد با عزت۔ موبالہ چراغ کی
عقی۔ تاکہ سایہ ستارہ کا نام ہے ہم
عدم عالم آخرت۔

۳ بند و بنگاہ من۔ سالن۔ بنگاہ
سالن رکھنے کی جگہ۔ من۔ معزز
عزت۔ ہم ہلالہ یعنی میرا شہسوی
وجود بھی ہے اور مثال وجود بھی ہے
وجود مثال شکل خیال کے ہے خیال
سنان بھاگ کر نہیں جاسکتا۔

بچپناں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خفگی پر مچھلیاں
کہ امین حضرت من از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگیں
از چہنیں خوش حرمال دم در ملکش
اپنے بہترین دارِ وطن سے سراسیمہ نہ ہو
از لبش می شد پیایے بر بہماک
ان کے ہونٹوں سے پہلے ہماک ستارہ پر پڑتی رہی تھی
در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علبرہ ہوں
یک سوارہ نقش من پیش سستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صحت جناب کے سامنے ہے
ہم ہلا لم ہم خیکل اندر لم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیال بھی ہوں
ہر گجا کہ میگریزی باتو ہست
جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہے

جو خیالے عارضی باطلے
 سوائے عارضی باطل خیال کے
 من چو صبح صادق از نور رب
 میں اللہ تعالیٰ کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں
 ہیں ممکن لاجلِ عمر ایں زادہ ام
 اے عمر اں کی بی! مجھ پر لاجل نہ چرو
 مر مرا اصل وغذا لاجل بود
 میری اصل اور غذا لاجل ہے
 تو ہی گیری پناہ از من بحق
 آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ رہی ہیں
 آں پناہ من کہ مخلصات بود
 میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے
 آفتے نمود بتر از ناشاخت
 نہ پچھانے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے
 یارا را اغیار پنداری ہی
 تو مشفق کو غیر سمجھ رہا ہے
 ایں چنین لطفے کہ دارد یار ما
 اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا پار رکھتا ہے
 ایں چنین نخلے کہ لطف یار ماست
 مجھ کا ایسا درخت جو ہمارے پار کی مہربانی ہے
 ایں چنین مشکلیں کہ لطف میر ماست
 ایسی خوشبوہر چیز جس جو کہ ہمارے آقا کی دُشمن ہیں
 ایں چنین لطفے چونیلے میرود
 ایسی مہربانی جو تیل صیا کی طرح جلدی ہے
 خوں ہی گوید من آہم ہیں مرز
 خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں خبرو! مجھے نہ بہا

گو بود چوں صبح کاذب آفلے
 جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے
 کہ نگرود گرد روزم ہج شب
 کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے
 کہ ز لاجل ایں طرف افتادہ ام
 میں لاجل سے ہی اس طرف آیا ہوں
 نور لا حولے کہ پیش از قول بود
 اس لاجل کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے
 من نگاریدہ پناہم در سبق
 میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحریر ہوں
 تو احوذ آری و من خود آں احوذ
 آپ احوذ پرہتی ہیں میں خود ہی احوذ ہوں
 تو بر یاری ندانی عشق باخت
 تو مشفق کے پاس ہے اور عشق بازی نہیں جانتا
 شادی را نام بہنہادی غمی
 تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے
 تو گریزانی ازو اے بیوفا
 اے بے وفا! تو اس سے بھاگتا ہے
 چونکہ ما ز دیم خلش دار ماست
 جبکہ ہم ہمیشہ اس کا مجھ کا ہفتہ ہمارے لئے سولہ بنے
 چونکہ بے عقلم آں زنجیر ماست
 جبکہ ہم بے عقل کریں وہ ہماری بیڑیاں ہیں
 چونکہ فروغیم چوں خوں می شور
 جبکہ ہم فروغ ہیں خون جیسی ہو جاتی ہے
 یوسف ہم گزگ از تو ام اے پستیز
 میں یوسف ہوں اے محزون! امیری! مجھ سے بھیڑ رہا ہوا

۱۔ جو خیالے عارضی باطل خیال
 سے بدلنا ممکن ہے صبح کاذب یہ
 صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے
 صبح صادق یہ صبح نمودار ہو کر غائب
 نہیں ہوتی ہیں۔ کن۔ لاجل کے
 معنی ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے
 جو چیز خود اللہ کی طاقت سے نمودار ہوتی
 ہوں پر لاجل پر خدا بنا کر ہے
 ۲۔ لاجل۔ یعنی خدا کی طاقت
 قول۔ یعنی لاجل پرہنے والے کا
 تلفظ۔ نگاریدہ اللہ کی پناہ کی تحریر سے
 پہلے پکڑنے کے کی معنی نہیں ہیں۔
 آں پناہم۔ جبکہ میں خود پناہی پناہ
 بچاؤ کی جگہ ہوں اور احوذ سے وہی چیز
 شادی نام ہے اور پنداری مجھ پر افسوس
 پرہنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ وہاں
 مجھ سے ہمسائی میں جا میں۔
 ۳۔ آفتے۔ مولانا حضرت
 جبریل کو نہ پچھانے کا بیان کر رہے
 تھے یہاں سے خدا کو نہ پچھانے کا
 مضمون شروع فرما دیا ہے۔ فرماتے
 ہیں کہ نہ پچھانا سب سے بڑی
 مصیبت ہے۔ مخاطب تیرا محبوب
 حقیقی تیرے پاس ہے اور تو اس کو نہیں
 پچھانتا ہے نہ اس سے محبت کرتا ہے۔
 یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ فرماؤں کا
 معاملہ ہے۔ ایں چنین۔ خدا کی
 اس قدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے
 اس سے گریز بڑی بوفانی ہے۔ ایں
 چنین۔ یعنی اللہ کی رحمت کے سباب
 ہماری تاثر مانی کی وجہ سے رحمت کے
 اسباب بن گئے ہیں۔ مشکلیں خوشبو
 اور چیز۔ سیر آقا کے زنجیر زلف یعنی
 نعمتیں رحمتیں بن جاتی ہیں۔ خوں۔
 جو پانی بن گیا تھا وہ کہتا ہے مجھے صانع
 نہ کہ رہ پانی بنا کر مجھ سے قائم اٹھا
 ۴۔

توئی اپنی کہ یار بُرد بار چونکہ با اُصْدِ خُدی گزرد چومار
تو نہیں دیکھتا ہے کہ بدباد دست جب تو اس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بن جاتا ہے
لحم او و شحم او دیگر نقد برقرارِ اولست آنساں کہ بد
اس کا گوشت اور چربی نہیں بدلی پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کروں آں وکیل از عشق کہ رُجوع کند بہ بخارا لا ابالی وار
محبت کی وجہ سے اس وکیل کا امداد کر لینا کہ لاہوا ہو کر بخارا میں واپس آ جائے گا

شیخ مریمؒ را بھل افرختہ کہ بخارا میرود آں سوختہ
حضرت مریمؑ کی شیخ جلتی چھو کیونکہ وہ دل جلا بخارا کو جا رہا ہے
سخت بے صبر و در آتش دان تیز رُوسوئے صدر جہاں گن می گریز
سخت ہے مبری اور تیز بجلی میں کہتا تھا صدر جہاں کا رخ کر بھاگ
ایں بخارا منبع دَاش بُود بس بخارا نیست ہر کاش بُود
یہ بخارا محل کا بخون ہوتا ہے جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے
پیش ۲ شیخ و بخارا اندی تا بخواری و بخارا ننگری
شیخ کے سامنے تو بخارا میں ہے تاکہ بخواری و بخارا ننگری
جو بخواری و بخارائے دَاش راہ ندہ جزر و مد مشکش
اس کے دل کے بخارا میں عاجزی کے ساتھ اس کی مشکلات کا مد جزر و مد نہیں دیتا ہے
اے خُنگ آں را کہ فَلَنت نفسہ وائے آں کس را کہ یُردی نفسہ
خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرما رہا ہو گیا ہے اس شخص پر حسرت ہے جس کی ہمتیاں اس کو ہلاک کرتی ہے

فرقتِ صدرِ جہاں و جان او پادہ پادہ کردہ بُود انکان او
صدر جہاں کی بدلی جو اس کی جان میں تھی اس نے ان اعضا کو پادہ پادہ کر دیا تھا
گفت ۳ بر خیزم ہمانجا وا روم کلار از گشتم وگر رہ بگرم
اس نے کہا میں اٹھتا ہوں اسی جگہ واپس ہوتا ہوں اگر میں کلار ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں
وارم آسجا بیستم پیش او پیش آں صدرِ نکواندیش او
اسی جگہ واپس جاتا ہوں اس کے سامنے کرتا ہوں اس عاشق کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے
گویم آ فلندم بہ پشت جان خویش زندہ گن یا سر میر مارا چو میش
میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے لا ڈالی ہے زندہ کرے یا بھیڑ کی طرح ہلاک کر دے

۱ ٹوٹی دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے لڑائی نہ ہو وہ دشمنی پر اتر آتا ہے۔ یعنی اس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری تازہ بات چیت کی وجہ سے اس کے حواجز میں تغیر آیا ہے۔ لا ابالی۔ لا پرہیز آں سوختہ یعنی وکیل بخارا۔ یہ بخارا ہے بنا ہے جو حق علم کے معنی میں ہے شیخ چشمہ دَاش۔ علم و عقل۔ بخارائی۔ لہذا بخارائی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

۲ شیخ شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بخارا ہے لہذا اس کی عزت کو جو بخاری شیخ کی دل میں اس وقت جگہ پاؤ گے جبکہ بخاری اور ذلت اختیار کرو گے رفتہ رفتہ یعنی اس کی گستاخی رفتہ رفتہ ہوگی۔ انگیزائیں ملکان اعضاء
۳ گفتہ یعنی وکیل نے کہا ہمانجا یعنی بخارا۔ نکواندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ میش۔ میسر۔

گشتی اور مردہ بہ پشت اے قمر
اے چاند تیرے سامنے مقول لہ مردہ ہوتا
آز موم من ہزاراں بار پیش
میں نے لاکھوں بار پہلے آنا لیا
غَن لِي يَا مُنْتَبِي لَحْنُ النُّشُورِ
اے میری تمنا میرے وہاں زندہ ہونے کا گانا گا
اِشْلَعِي يَا لَرُضْ دَمْعِي قَدْ كَفَى
اے زمین میرے آنسو نگ جا جو کافی ہیں
عُدْتُ يَا عَيْدِي اِلَيْنَا مَوْجِبَا
اے میری عید اہل ہدی طرف لوٹ آئی ہے مرجا
گفت اے پیاراں رواں گشتم و دارع
اس نے کہا اے دوستو! میں چلا اطارع
وَمَبْدَم و سوز بریان می شوم
میں طہم سوش میں بہن رہا ہوں
گر چہ دل چوں سبک خدا میکند
اگر وہ اپنا دل سبک خدا کی طرح بنا دے
مَسْکِنِ یارِ ست و شہر شاہِ من
وہ میرے پار کا وطن لہ میرے شاہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر
دھری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے
بے تو شیریں می نہ یتیم عیش خویش
میں تیرے بغیر اپنی زندگی بھی نہیں سمجھتا ہوں
اُبْرُكِي يَا نَاقِي تَمَعِ السُّرُورِ
اے میری لوتی یتیم جا سرور مل ہو گیا ہے
اِشْرَبِي يَا نَفْسُ وَثًا قَدْ صَفَا
اے نفس! وہ دوتی پی لے جو صاف ہو گئی ہے
نَعِمَ مَا رَوْحْتَ يَا رِنِخِ الصَّبَا
اے باد صبا بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکائی ہے
سُوئے آلِ صَدْرِ کِمِ میرِ ست و طارِع
اس صدر کی جانب جو سرور لہ واجب الاماعت ہے
ہر چہ بادا باد آتجا می روم
جو چمچ ہوتا ہے وہ میں وہاں جاتا ہوں
جانِ من عزمِ بخارا می گند
میری جان بخارا کا قصد کر رہی ہے
پیشِ عاشقِ ایں یو دُحْبِ الوطنِ
عاشق کے لئے یہی وطن کی دوتی ہے

۱۔ کشتہ۔ معشوق کے
قدوں میں مر جانا دھری جگہ کی
شہنشاہ سے بہتر ہے غنی ہو گا۔
منتہی۔ میری تمنا۔ النشور۔ دوبارہ زندہ
ہونا۔ سرور۔ سرور مکمل ہو گیا ہے
یعنی سفر کے لہو سے سرور مل ہو گیا
لہذا میرے لوت تو یتیم جاتا کہ میں
تیرے لور یتیم کر معشوق کی طرف
کوچ کر دوں۔
۲۔ ایشلی۔ یعنی اے زمین فراق
میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو
ان کو نگل لے۔ وہ دوتی۔ گفت۔
دیکھنے کے لہ۔ و دارع۔ رخصت
منطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے۔
آتجا۔ یعنی بخارا۔
۳۔ میکند۔ یعنی صدر جہاں نے
اگر چہ دل اپنا دل سبک خدا کی طرف
بنالیا ہے۔ دُحْبِ الوطن۔ عاشق کے
نزدیک وطن کی محبت کے یہ مٹی ہیں
کہ جہاں اس کا محبوب وہاں شہر ہے
محبت کرے غربت۔ مسافرت۔

پرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہر ہا کلام بہتر ست
ایک معشوق کا عاشق سے صیافت کرنا کتنا شہر بہتر ہے
و انہو خرو پر نعمت خرو دلکشا خر و جواب دادن عاشق اورا
لہ زیادہ آباد لہ زیادہ نعمتوں سے پر لہ زیادہ دلکشا لہ اس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے قتی
ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!
پس کد میں شہر زانہا خوشتر ست
ان میں سے کتنا شہر بہتر ہے
ان نے کہا وہ شہر جس میں معشوق ہے

ہر کجا باشد شہِ مالا بساطِ
جہاں ہلے شہ کا ڈنکا ہو
ہر کجا کہ یوسے باشد چو ماہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو
باتو ہزار خست ست اے جاں فزا
لے دیا پھر تیرے ہوتے ہوئے ہزار خست ہے
شہِ جہنم باتو رضوان و نعیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی
ہر کجا تو باہنی من خوشدل
جہاں تو میرے ساتھ ہیں خوش دل ہو
خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بُود
دونوں جہاں سے نیاہ اچھی وہ جگہ ہے
بس دلازست اس سخن از انتظار
ی بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے
عاشقِ صدرِ جہاں خُدا بیقرار
مدد جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

منع کردین دوستاں اُورا از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردین والا ابالی
دوستوں کا اس کو بخارا دکھانے سے منع کرنا اور ڈنکا اور اس کا کہنا
گفتن اُو
کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت اُو را ناصح کاے بنجر
اس سے ایک نصیحت کرنے والے نے کہا ہے بنجر!
در نگر پس را بعقل و پیش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے
چوں سہ بخارا می روی دیوانہ
بخارا کو کہیں جاتا ہے تو دیوانہ ہے
اُو رتو آہن ہی خلید زخشم
وہ تجھ سے نصہ میں لہا چاہتا ہے
عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اگر تو لیاقت رکھتا ہے انجام سوچ لے
ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را
اپنے آپ کو پہلنے کی طرح نہ جلا
لائی زنجیر و زنداں خانہ
نید خانہ اور بیزی کے لائی ہے
اُو ہی جوید خربا پیست چشم
وہ تجھے میں آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

۱۔ بساطِ سر یعنی محبوب کے دروازے کی جگہ۔ ہست محو یعنی وہ جگہ خلوہ گئی ہے۔ عک ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سم الخیال سولی کا سولہ۔ ہر کجا۔ اگر مشتاق کوئیں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

۲۔ باتو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف وہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ خد۔ جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں ہزار بھی خست ہے۔ ہر جہاں کے فراق کی حالت میں چن بھی ہزار ہے کہ ڈر۔ یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اول یعنی دلیل کہ مفر۔ لیاقت۔ درگاہ یعنی حالات کا جائزہ لے لے۔

۳۔ بنجر۔ ہم نے چلن کو استفہام کا قول دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اس کو شرط مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخارا کو جا رہا ہے تو دیوانہ ہے۔ صحت چشم یعنی تیرے دکھنا بہت سے جاموں کی آنکھ۔

میکند او تیز از بہر تو کاروا
 وہ تیرے لئے چہری تیز کر رہا ہے
 چوں رہیدی و خدایت راہ داد
 جبکہ تو فتح کیا اور خدانے تجھے موقع دیا
 بر تو گردہ گول موکل آمدے
 اگر تیرے پاس وہ قسم کے سپاہی پہنچے
 چوں موکل نیست بر تو پہنچ کس
 جب کہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے
 عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
 مخفی عشق نے اس کو قید بنا لیا تھا
 ہر موکل را موکل شخصی ست
 ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے
 خشم شاہ عاشق بر جان نشست
 شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے
 می زند او را کہ ہیں اورا بزن
 وہ اس کو مارتا ہے کہ ہاں اس کو مار
 ہر کہ بنی در زیانے می رود
 جس کو تو دیکھے کسی جہاں میں جا رہا ہے
 گراز و واقف بدے افغان زوے
 اگر وہ اس سے واقف ہوتا فریاد کرتا
 ریتخے بر سر بہ پیش شاہ خاک
 شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا
 میر ۳ دیدی خویش را اے کم ز نور
 اے چوٹی سے کم تو نے اپنے آپ کو سرور سمجھا ہے
 غرہ گشتی زیں دروغیں پردہ بال
 تو مصنوی پردہ بال سے مغر بن گیا ہے

اوسک قحطست و تو انبان آرد
 وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آلے کی بھی ہے
 سوائے زنداں میری چونت قناد
 تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے
 عقل پایستہ کز ایشاں کم زدے
 عقل کا تقاضہ ہے کہ تو ان سے نہ ملتا
 از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
 تیرا اگلی چھپا کیوں بندھ گیا؟
 آں موکل را نمی دید آں غذیر
 وہ ڈولنے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا
 ورنہ او در بند سگ طبعی ز چیست
 ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟
 بر عوانی وسیہ رویش بست
 اس کو پہاڑی اور رو سپاہی سے وابستہ کر دیا ہے
 زان عوانیں نہاں افغان من
 ان مخفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے
 گرچہ تنہا باعوانے میرود
 اگرچہ وہ اکیلا ہے کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے
 پیش آں سلطان سلطاناں شدے
 شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا
 تا اماں دیدے ز دیو بہمناک
 یہاں تک کہ خوفناک شیطان ان پا جاتا
 زان ندیدی آں موکل را تو کور
 اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے
 پردہ بالے گو گمشدہ سوائے و بال
 وہ پردہ بال جو تجھے مصیبت کی طرف سمجھ رہے ہیں

۱۔ کارہ چہری انبان۔ تھیلا۔
 آمد۔ آنا۔ وہ گول۔ وہ طرح۔
 موکل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا
 تقاضہ تھا کہ تو ان سپاہیوں سے گریز
 کرتا۔ چوں موکل۔ یعنی تو بغیر سپاہی
 کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق مولانا
 فرماتے ہیں کہ اس دلیل کو عشق نے
 قید کر رکھا تھا جس کو ڈولنے والا نہیں
 دیکھ رہا تھا۔ ہر موکل۔ مولانا فرماتے
 ہیں جس طرح اس دلیل پر ایک شہی
 موکل مسلط تھا اسی طرح ہے ہر سپاہی
 پر ایک شہی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو
 اس کو کئے کی طرح شکستہ بنا رہا ہے۔
 ۲۔ شاہ عشق۔ یعنی اللہ تعالیٰ عوانی۔
 سپاہی پن۔ زان۔ مولانا ان عینی
 سپاہیوں سے پہلہ چاہتے ہیں۔ ہر
 کہ انسان اپنی جہاں اسی مخفی سپاہی
 کی وجہ سے کرتا ہے کہ انسان اس
 پر پاؤں کرنے والے سپاہی سے غافل
 ہے ورنہ وہ اللہ سے دعا کرتا اور اپنی
 نجات چاہتا۔
 ۳۔ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد
 سمجھتا ہے اسی لئے اس بھی سپاہی کو
 نہیں دیکھ پاتا ہے غرہ انسان
 زوال پذیر دولت اور رتبے سے
 دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور
 رتبہ اس کو جلا کرتا ہے۔

اے پند سبک! اگر انسان دولت اور غور سے غیات پا جائے تو وہ عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے گوشت۔ گوشت تو عاذلہ ماسکر نفس۔ یہ نفس کی تخفیف ہے پہلی لفظ ہے ایک پند کا نام ہے اسی کو فانی میں آتش زن کہتے ہیں اس پند کی چھک میں بہت سے صوفیا ہیں جب یہ پند پڑھا جوتو ہر صوفی سے ایک ہر پند پڑھا جوتا ہے حکمانے موسیقی کا فن اسی پند سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی ہے اور اس میں زبانی نہیں ہوتا ہے جب یہ پند پڑھا جوتو طبع کو کھینچ جاتا ہے تو نگاریاں منع کر کے اپنے چاروں طرف بٹا لیتا ہے اور ہر ایک شے کو گردنہ کرتا ہے جس سے ان لوگوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پند مل کر رکھا جوتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راگ سے اظہار پاتی ہے اور اس میں سے پھر یہ پند پیدا ہوتا ہے۔

عوضہ لام لام عوضہ اور لام شافعی کامل عاشق تھے اور اس کے بھی بار تھے لیکن درویش کا نہیں نے کسی دس نہیں دیا تو معلوم ہوا یہ کیفیت کتنی نہیں ہے تو ممکن عاشقوں کو موت سے نہیں ڈر لیا جاسکتا کہ خود اپنی موت کے خواب میں ہوتے ہیں۔ عاشقوں کی موت کی صرف وہی موت نہیں ہے جو زندگی ختم ہونے پر پاتی ہے بلکہ ان کی موت کی بہت سی قسمیں ہیں سرخ موت ہے جو جس کسی سے حاصل ہوتی ہے ہر موت ہے جو پیندگی گری سے حاصل ہوتی ہے ایک موت ہے جو مخلوق کی ولایت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے فرمایا گیا ہے فَمَوْتُوا كُلُّ اَنْفُسٍ مَرَّةٍ

پند سبک! داد رہ بالا گند
چلے پند رکھا ہے اور جاتا ہے
جہد گن پر را گل آلودہ ملکن
کوشش کر پوں کو مٹی میں نہ سان
پند داد القصہ عاشق را سے
القصہ عاشق کو بہت نصیحت کی

لا ابالی کفین عاشق ناصح و عاذل را از سر عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت اس ناصح صحت گن چند چند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جاں قدر
سخت تر شد بند من از پند تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے
آں طرف کہ عشق می افزود درد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے
تو ممکن تہدید از گشتن کہ من
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں
عاشق را ہر زمانے مرد نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے
اوس دو صد جاں دار دار جان ہدی
وہ نور ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے
ہر یکے جاں راستانہ وہ بہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے
گر بریز و خون من آں دوست رو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے

پند کم رہ زانکہ بس سخت بست بند
نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے
عشق را شناخت و دشمند تو
اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے
بو حنیفۃ و شافعی در سے نکر دو
ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھ لیا
تشنہ زارم بخون خوشستن
اپنے دن کا بہت پیاسا ہوں
مردن عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے
واں دو صد رای کند ہر دم فدا
اور ان دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے
از بے بر خواں تو عشر امثالہا
اس کے دس گناہ قرآن میں پڑھ لے
پائے کو باں جاں بر افشانم بزو
میں تپتا ہوں اس پر جان نثار کر دوں

سے اور عاشق بیگنوں جانیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اس کو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں حاصل ہوتی ہیں۔ حشر فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثْلِهَا یعنی جس نے ایک نیکی کی اس کو دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر بریزد اگر محبوب عاشق کو قتل کر دے تو قیاس کے لئے انتہائی خوش کاموں سے

آزمودم امرگ من در زندگی ست
میں نے آزما لیا میری موت زندگی میں ہے
اُقتلُونی اُقتلُونی یا ثقات
اے مستند! مجھے قتل کر دو مجھے قتل کر دو
یا مُنیر الخدِ یا رُوح البقاء
اے روشن روا! اے بھا کی جان!
لی حبیث حُبہ یسوی الحشا
میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت ہاں کو ملائے ڈالتی ہے
پاری گو گرچہ تازی خوشترست
فادی میں کہہ اگرچہ عربی بہتر ہے
یوئے آل دلبر چو پڑاں می شود
جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے
بس کنم دلبر در آمد در خطاب
میں ختم کرتا ہوں دلبر نے بات شروع کر دی
چونکہ عاشق توبہ کردا کنوں بترس
چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی
گرچہ ۳۱ ایں عاشق بخارا میرود
اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے
عاشقان را شد مدّرس حُسن دوست
محبوب کا حسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے
خامش اندو نعرہ تکرارِ شال
نہ چپ ہیں اور ان کی عکد کی آواز
درس شال آشوب و چرخ و زلزله
ان کا سبق شد اور رقص اور جوش ہے

چوں راہم زیں زندگی پابندگی ست
جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو یہ بھی ہے
اِنْ فِی قَتْلِی حَیَاتًا فِی حَیَاتٍ
پشیم میرے قتل میں زندگی و زندگی ہے
اجْتَذِبْ رُوحِی وَ جُلِّی بِاللِّقَا
میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے
لَوْ یَشا یَمْشِی عَلَی عَیْنِی مَشا
اگر وہ میری آنکھوں پر چلتا چاہے پلے
عشق را خود صد زبان دیگرست
خود عشق کی دہری سیکڑوں زبانیں ہیں
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود
یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں
گوش شو واللہ اعلم بالصواب
کان بن جا' اور اللہ دست بات زیادہ جانتا ہے
گوچو عیاراں گند بردار درس
وہ مہکوں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا
نے بدرس و نے باستا میرود
لیکن سبق اور استاد کے لئے نہیں جا رہا ہے
دفتر درس و سبق شال روئے اوست
ان کی کتب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے
میرود تا عرش و تخت یارِ شال
عرش اور ان کے دست کے تخت تک جا رہی ہے
نے زیادات ست و باب و سلسلہ
نہ کہ زیادات اور باب اور سلسلہ

۱۔ آزمودم۔ عاشق کی یہ زندگی
حاصل موت ہے اور موت ہی حقیقی
زندگی ہے۔ ثقات۔ مہند کی جمع ہے
یعنی معتد علیہ۔ خد۔ رخسار۔ شدا
ہاں۔ پاری۔ چونکہ ہاں وطن فادی
ہاں ہیں لہذا فادی میں اظہار خیال کر
اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی
زبان بڑھی ہوئی ہے عشق داستان
عشق کے اظہار کے لئے سیکڑوں
زبانیں ہیں لیکن ان کو مجھے والے کم
ہیں۔

۲۔ یوئے۔ معشوق کی صفات کا
بیان کی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو
سکتا۔ بس کنم۔ بس تمام میں اپنی تقری
ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے
عشق کی داستان سنو۔ چونکہ عاشق
اگر داستان عشق بیان کرنے سے کسی
مجھڑی سے توبہ بھی کر لے تو اس کا
اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا
ہے اور سولی پر داستان عشق بیان کرتی
شروع کر دیتا ہے عیاراں۔ دھوکے
ہاں۔

۳۔ گرچہ اس عاشق کی بخارا کی
طرف روانگی درس سبق اور استاد
کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان
کرنے جا رہا ہے عاشقان۔ عاشق
کا استاد و حسن دست جہاں کی
کتب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے
تکملہ سبق کا پھر لانا آشوب شد
غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ نام
محمد کی فقہ کی مشہور کتب ہے
باب۔ کتب کا نام ہے فقہ کے
ایجاب۔ سلسلہ کتب کا نام ہے لا
انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف
ہو کر مومن ونا سلسلہ حدیث۔



۱۔ بعد۔ مٹھریا لے ہاں۔ کس چیز کا پے آپ پر موقوف ہوا ایک چیز کا کسی چیز پر موقوف ہونا جو خواہاں چیز پر موقوف ہو۔ کیس۔ تحصیل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ کبھی کو کلمات میں رکھتے وقت کسی کی رقم کن کر نہ دلی می واپسی کے وقت کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو لانت رکھنے والا ذمہ دار ہو گا یا نہیں۔ گو۔ یعنی مسائل فقہیہ یافت کرنے والے کو کلام مول جب دیدے کہ اللہ کے فضل سے کبھی میں نہیں پاسکتے ہیں اور اس کو ٹال دے۔ خلع۔ عمت کا اپنے شوہر سے مل کے خوش میں جدلی کا مطالبہ کرنا۔ مبارک نہایت یعنی بھئی اور شوہر کی باہمی ناجانی کی وجہ سے جدلی۔ بدین۔ یعنی اگر نفقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو جی اس کو دروہائی اصول پر محمل کر لے میں بھئی کی جدلی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدلی کے معنی پہنا لے

۲۔ ذکر ہر چیز سے۔ یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک مہبت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے لواہرہ کے لئے مشہور ہیں کہ معمول الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مشہور ہے بگوارہ دلاب سنی کلمہ یعنی رشت کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بخلا۔ بخلا میں بہت سے علوم ہنر ہیں جو تمیکہ سکتے ہیں مگر جب بنو گے کہ خولی جو کلام

سلسلہ اس قوم بعد اُمشکار اس قوم کا سلسلہ تک برسانے والے مٹھریا لے ہاں ہیں مسئلہ کیس اور پرسد کس ترا اگر کوئی تجھ سے خصلی کا مسئلہ پوچھے گردم خلع و مبارا میرود اگر خلع اور مہبت کی بات چل رہی ہے ذکر ۲۔ ہر چیز سے دیدہ خاصیت ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے در بخارا در ہنر ہا با لعی تو بخلا میں بہت سے ہنروں کو چھنے والا ہے آں بخاری غصہ دانش نداشت اس بخلا کو جانے والے کو علم کا اچھو نہ لگتا تھا ہر کہ در خلوت بہ بنیش یافت راہ جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پایا با جمال ۳۔ جاں چو شد ہم کلسہ جو روح کے حسن کا ہم پیلا بن گیا دید بر دانش یود غالب فزا آنکھوں سے دیکھ لیتا عسل پر غالب ہوتا ہے زانکہ دنیا را ہی بیند عین کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھنے ہیں

مسئلہ دُورست لیکن دُور یار وہ کا مسئلہ ہے لیکن محبوب کے دور کا گو بکجد خج حق در کیسہا کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تعلیم میں نہیں جاتا ہے بد میں ذکر بخارا می رود ما نہ سمجھ وہ بھی بخلا کی بات چل رہی ہے زانکہ دارد ہر صفت ماییت کیونکہ ہر صفت ایک مہبت رکھتی ہے چوں بخواری رُونہی زو فارغی جب خولی کے ساتھ نہ کرے گا توں کا لارہ تفصیل ہے گا چشم بر خورشید بنیش می گماشت اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمالی تھی او زو انشہا بخوید دستگاہ وہ علوم میں مہبت کا طلب گار نہیں ہوتا ہے باشدش ز اخبار و دانش تلسہ اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے زال ہی دُنیا پچر بد عالمہ را اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے وال جہانے را ہی دانند دین اور اس عالم کو اھل دین سمجھتے ہیں



عشق میں سے ہے اختیار کرو غصہ۔ گلے کا چھوٹو، یعنی اس کیل کو صرف علم ابقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین ابقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ خلوت جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ شخص ذکر اساجفات کا معنی نہیں دیتا ہے۔ ۳۔ باجمال۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل پر بھروسہ ہوتا ہے۔ دیدہ خبر کی بہ نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا طلوی ہوتا ہے اسی وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ وال جہانے۔ یعنی عالم آخرت۔ دین۔ اھل دین۔

باز رو سوئے حدیث آں جواں کز غم صدرِ جہاں شُد ناتواں
اس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

روئے نہادِ آں عاشقِ بسوئے بخارا

اس عاشق کا بخارا کی جانب رخ کرنا

۱ ہاموں۔ محو۔ جنگل۔ حریر۔
۲ ہمیں کپڑا۔ جھول۔ دیا کا نام
۳ آگبر۔ تالاب۔ گلستاں۔
۴ پھل۔ خضہ۔ فطش۔ یعنی اس کو
بخارا کے قد کی عادت ہو گئی تھی۔
۵ بخارا وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا
ہے۔ بد۔ چھوٹا۔ کا جائید۔ ہلال۔
۶ پہلی رات کا چاند جو گزری میں
ضرب لٹل ہے۔ صف۔ نعل۔ یعنی
میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور
صدرِ جہاں کا مقام بلند ہے تو صفا
کی نسبت شکل ہے۔

۷ سور۔ شہر کے طرف۔ گلاب۔
۸ بیہوش کی ہوش میں لانے کے لئے
عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔
لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی
بے ہوشی نہیں ہے بلکہ عشق کی بیہوشی
ہے۔ یہ بیہوشی تو مستحق کی خوشبو سے
رخ ہوئی ہے نہ کہ عرق گلاب سے
عارت۔ یعنی اس کو عشق کے حملہ نے
بیہوش بنایا تھا۔

۹ تو فسرہ۔ مولانا مخاطب کو
خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بیہوشی
کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں
ہے تو ظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں
اس کا راز نہیں ہے۔

دل طپاں سوئے بخارا گرم و تیز
جلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے
آبِ جیہوں پیش اوچوں آگبر
جیہوں کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا

می فتاد از خندہ اوچوں گل بستاں
وہ مسرت سے پھول پھننے والے کی طرح گرتا تھا
از بخارا یافت وال شہدِ مذہش
بخارا سے حاصل کی وہی اس کا غیب ہو گیا

لیک از من عقل و دیں بر بودہ
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا
صدر می جویم دریں صفِ نعل
ان جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

در سو او غم بیاضے شہدِ پدید
غم کی سیاحی میں سفیدی نمودار ہو گئی
عقلی او پدید در بستانِ راز
اس کی عقل اسرار کے باشپہ میں ہزار گہگی

از گلاب عشق او غافل بُدند
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے
عارت عشق ز خود بریدہ بود
عشق کی عادت گری نے اس کا پچھلے آپ سے جدا کر دیا تھا

باشکر مقررں نہ گرچہ نئی
تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گناہ ہے
رو نہادِ آں عاشقِ خونا بہ ریز
اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا

ریگ ہاموں اپیش او پچوں حریر
جنگل کا ریت اس کے لئے دشمن کپڑے کی طرح تھا

آں بیلیاں پیش اوچوں گلستاں
وہ جنگل اس کے سامنے جن کی طرح تھا
در سمر قدست قند آما لبش
قدار اگرچہ اس قدر قد میں ہے لیکن اس کے ہونٹوں نے

لے بخارا عقل افزا بودہ
اسے بخارا تو عقل بڑھانے والا تھا
بدر می جویم از انم چوں ہلال
بدر میری جویم اسے انم چوں ہلال

بدر میری ہمت کے پہلوؤں میں اس کے ہلال ہیں۔

چوں سولہ آں بخارا را بدید
جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا
ساعتی افتاد بہوش و دواز
تھوڑی دیر وہ لبا لہر بے ہوش پڑا رہا

بر سر و روش گلابے میزدند
لوگوں نے اس کے منہ اور سر پر عرق گلاب چھڑکا
او گلستانے نہانی دیدہ بود
اس نے ایک غفلت باغ دیکھا تھا
تو فسرہ س در خور ایندم نہ
تو غصہرا ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

رخت اعقلت با تو هست و عاقل
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے جو تو صاحب عقل ہے
کز جنوناً لم تروها عاقل
کیونکہ تو ان لاکھوں سے جن کو ہم نے نہیں دیکھا عاقل ہے
ایں سخن پایاں ندارد تیز راں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل
تا رود سوائے بخارا آں جواں
تاکہ وہ جوان بخلا کی جانب روانہ ہو

در آمدن آں عاشق لالہ بالی در بخارا و تخدیر کردن دوستان اور از پیداشدن
اس بے نیاز عاشق کا بخلا میں آنا اور دوستوں کا اس کو منہ پر ہونے سے ڈرنا

اند آمد در بخارا شادمان
”خوش خوش“ بخلا میں آ گیا
بہجوں آں مسنے کہ پردہ بر آشیر
اس مس کی طرح جو آسمان پر پردہ کرے
ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز
جس نے بھی اس کو بخلا میں دیکھا کیا اٹھ جا
کہ خرامی جوید آں شہ خشکیں
کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تھے تلاش کر رہا ہے
اللہ اللہ در میا در خون خویش
خدا کے لئے، اپنے خون کے وہ بے نہ ہو
شخص صدر جہاں بودی و زاد
تو صد جہاں کا کو توں تھا در علقند تھا
ہم مشیرش بودی و ہم مسترم
تو اس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا
غدر کر دی و ز جوا بگریختی
تو نے غلامی کی اور سزا سے بھاگ گیا
از بلا بگریختی بلسد جیل
تو سو تدبیروں سے معیشت سے بھاگ نکلا تھا
اے کہ عقلت بر عطار و وق کند
اے وہ کہ تیری عقل عطار پر کتہ چینی کرتی ہے
شہر معشوق خود و دارا لاماں
اپنے معشوق کے شہر اور دھلاں میں
مہ کنارش گیرد گوید کہ گیر
چانداس سے بغل گیر ہو کر تو بھی بغل گیر ہو
پیش از پیداشدن منشیں گریز
ظاہر ہونے سے پہلے مت بیخ، بھاگ جا
تا کشد از جان تو وہ سالہ کیں
تاکہ تیری جان سے اس سالہ انتقام لے
تکلیہ کم گن بر دم افسون خویش
اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر
مُعتمد بودی مہندس اوستاد
تو مستند تھا، استاد انجینئر تھا
گشتی از بہر گناہے متہم
ایک قصہ میں تو متہم ہو گیا
برستہ بودی باز چوں آونختی
تو بچ گیا تھا پھر کیوں آ پھنسا؟
ابلیہی آوردت اینجا یا اجل
تجھے یہاں بے ذوق یا موت لائی ہے
عقل و عاقل را قضا احمق کند
عقل اور عقلند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

۱۔ رخت با تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے عقل ہے تو آن
باک میں ہے و قتل جنوناً فاقم
تو نہ تھا اور اس نے وہ لکھا تھا جس کو ہم
نہیں دیکھتے تھے۔ یا اگرچہ فرشتوں
کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا
ہے لیکن مولانا نے اس سے لکھ کر مشتق
مروا ہے۔ خود پر ڈرنا۔ دھلا مان۔
اس کی جگہ آشیر آسمان۔ گیر۔ یعنی
معشوق سے کہے کہ بغل گیر ہو جا پیدا
خود۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے
کہ بخلا میں آ گیا ہے سالہ کیں۔
وہ سالہ منشی۔

۲۔ اللہ اللہ یعنی خدا کے لئے
تکلیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا
لیں گے نہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے
بچ سکے گا۔ شخص کو توں مہندس
انجینئر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بھاگ کر
بھاگ گیا۔

۳۔ از بلا۔ یعنی سزا سے بھاگ کر
بھاگ گیا۔ اقبال تجھے یہ ذوق یا موت
لگائی ہے۔ عطار و وق۔ عطار و وق۔

نخس! خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو نہ مٹھوں خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے
زیر کی و عقل و چالاکیست گو
تیری نہایت اور عقل اور چالاکی کہی گئی؟
گفت انا جلاء القضا ضائق القضا
فرمایا: جب قضا آتی ہے نضا تک ہو جاتی ہے
از قضا بستہ شود گر اثر دہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے، خواہ اثر دہا ہو
قضا کے متکڑوں تلے ہیں
صدمہ و مخلص بود از چوب و راست
دائیں بائیں متکڑوں سے بچو کی جستجو میں ہیں

جواب گفتن عاشق عاذلال و تہدید کنندگان را
عاشق کا رملات گردوں اور ڈرانے والوں کو جانا دینا

گفت من مستقیم آبم کشد
اس نے کہا میں استقام کا پیدار ہوں پانی مجھے منیچتا ہے
ہج مستقی نہ بگریزد ز آب
کتنی استقام کا پیدار پانی سے نہیں بھاگتا ہے
گریبا مانند مرادوست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں
گویم ۲ انگہ کہ پیرسند از بطوں
جب ہنسان کے لہے میں مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا
نحیک! شکم گو بد از موج آب
میرے پیٹ کی شک کہد کہ پانی کی موج سے پھٹ جائے
من بہر جائے کہ پیغم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں
دست ۳ چوں دف و شکم بچوں دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ و شکم بچوں دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ و شکم بچوں دہل
گر بیزد خونم آں روح لا میں
اگر وہ روح لائیں میرا خون بہا دے
چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پیئے دلا دلا

۱۔ نخس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا ہے۔ انا۔ یہ حدیث نہیں ہے کسی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا نضا تک ہو جاتی ہے از قضا۔ اثر دہا ہے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلال۔ عاذل کی جمع ہے بلا متکڑ۔ مستقی۔ استقام کا مرعیش جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کشد۔ پانی پینا اس کے لئے سخت مضر ہوتا ہے۔ کند۔ یعنی وہ پانی اس کی کھجور کرتا ہے۔ مرض میں اضافہ کر دیتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

۲۔ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کرے گا کہ کاش میں پیٹ میں بھاجا رہتا۔ بطوں۔ اندرون۔ نحیک۔ شک۔ مستطاب پاکیزہ۔

۳۔ دست۔ استقام کی پیداری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ دہل۔ دھول۔ گل۔ پھول کی ترویج کی پانی سے بھگو گیا وہ پانی کا عاشق ہے۔ روح لائیں۔ اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صمد جہاں مرلا ہے۔ چوں۔ زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ خون پیتا ہے عاشق بھی خون بھر پیتا ہے۔

۴۔

۱۔ من پشیمان میں اپنے محبوب
 صدمہ چہاں ہے ہوا جانے پر شرمندہ
 ہوں کہ جو مجھ سے کہو کہ میرے دل پر
 اپنا غصہ اتار لے گاؤ پیش نہیں۔
 گلا گئے کا خواب خوب عید قرباں
 میں قرباں ہونے کے لئے ہوتا ہے گاؤ
 موسیٰ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف
 اشارہ ہے کہ موسیٰ نے ایک گائے کو ذبح کر
 کے اس کا کچھ حصہ متول پر ملا تھا تو وہ
 متول زندہ ہو گیا تھا ہمارے مرنے کو
 موت نہ سمجھو وہ دوسری زندگی ہے
 جڑواں طرح میں متول ہو کر ہر عاشق
 کی حیات کا سبب بن گیا غصہ ہونا
 قرآن میں ہے فقط اضربوہ بضعہا
 یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ
 متول کو اس گائے کے بعض سے مارو۔
 ۱۔ یا کایا سبب عاشق کا صدمہ ہوتا ہے
 کہ تم کو جو عزیز گائے کے بچہ جلات
 کے زور پر کھڑو تھیں نظری دیکھو جو
 خواں کے ذریعہ فرم گئے ہیں زندہ ہو
 جانے کے بعد وہی عاشق جسم کے تقیرات
 بنا کر اس کا نقلی اعتبار کرتا ہے جہاں
 ہے نقلی کتنا ہے کبریاں اعتبار ہے
 انسانی جسم کے تقیرات یہ ہیں کہ اس کی
 ساخت اس طرح ہوتی ہے کہ نباتاتی
 غذا جلات سے حاصل کرتی ہے تو وہ اجزاء
 اپنی حیات چھوڑ کر نباتات اختیار کر لیتے
 ہیں پھر حیوانی غذا نباتات سے حاصل
 کرتا ہے تو وہ اجزاء نباتاتی حیات چھوڑ
 کر حیوانیت اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان
 اپنی غذا اجزاء حیوانی سے حاصل کرتا ہے
 اجزاء حیوانی اپنی حیات چھوڑ کر انسانی
 بن جاتے ہیں۔
 ۲۔ خلد میں جب انسان رہتا ہے تو یہ
 مادی جسم مثلاً بن جاتا ہے جلد انسان
 ملائکہ صنف میں آ جاتا ہے مذکر۔
 پھر مجھے ملے گا کہ جسم کرتا ہے کیونکہ
 بھی نقلی ہے اور ہم انسانی اختیار کر کے
 برصورت میں مثال ہو جاتے۔

شب ہی جو شرم در آتش پھود گیا
 میں ملت کو آگ میں دیگی کی طرح جوش پھود گیا
 من پشیمان ۱۔ کہ مکر انجمن
 میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر بپا کیا
 گو براں برجان مستم خشم خویش
 کہدے میری مست جان پر اپنا غصہ جلدی کر دے
 گاؤ اگر خنید و گر چیزے خود
 گائے اگر سوتی ہے اور اگر کئی چیز کھاتی ہے
 گاؤ موسیٰ داں مرا جان دادہ
 مجھے حضرت موسیٰ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
 گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ
 حضرت موسیٰ کی گائے قربانی شدہ تھی
 برجہید آں گشتہ ز آپیش زجا
 اس کی چوٹ سے مردہ جگہ سے اٹھ گیا
 یا کیرہی ۲۔ اذبحوا ہذا البقر
 اے میرے بزرگوار اس گائے کو ذبح کر ۲
 از جمادی مردم و نامی خدم
 پیش جماعت سے مرا اور نباتی بن گیا
 مردم از حیوانی و آدم خدم
 میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا
 حملہ ۳۔ دیگر بمریم از بشر
 دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤں گا
 وز ملک ہم بایدم بستن زجو
 فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کھنا چاہیے
 بار دیگر از ملک قرباں شوم
 دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

روز تاشب خوں خورم بلند ریگ
 دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں
 از مراد و خشم او بگر خشم
 میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گزر کیا
 عید قرباں اوست عاشق گاؤیش
 عید قرباں ہے اور عاشق بھی نہیں ہے
 بہر عید و فوج او می پر ورد
 عید اور ذبح کے لئے وہ بدوش پاتی ہے
 جزو مجرم حشر ہر آزادہ
 میرا جزو جزو ہر ہر آزاد کا حشر ہے
 کتریں جوش حیات گشتہ
 اس کا معمولی جزو متول کی زندگی تھی
 در خطاب اضربوہ بعضہا
 اس کو اس کے بعض سے مارو کے حکم کے مطابق
 ان ارقتم حشر ارواح النظر
 اگر تم نظری دیکھو اس کی زندگی چاہے ہو
 وز نما مردم نکیواں سرزد
 اور نباتیت سے مرا حیوان بن گیا
 پس چہ رسم کے زمردان کم خدم
 تو میں کیا ڈول میں مرنے سے کب گھٹا؟
 تاہر آدم از ملائک بال و پر
 تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں
 کل شیء ہالک الا وجهہ
 کیونکہ ہر اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
 آنچہ اندر وہم ناید آل شوم
 وہ جو عقل نہیں آسکتا وہ ہو جاؤں گا

پس عدم گرم عدم چوں ارغنون!
 بحر عدم بن جاں کا عدم ارغنون باجے کی طرح
 مرگ داں آں کا اتفاق کنت ست
 موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے
 ہچو نیلوفر بروزیں طرف جو
 نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا
 مرگ او آبست او جویائے آب
 اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے
 اے فسرہ عاشق نمکین نمد
 اے بیکے ہوئے نمدے والے فخرے ہوئے عاشق!
 سوئے تیغ عشقش اے سنگ زماں
 سنگ کے لئے باعث ذلت اس عشق کی تلوکی جانب
 جوئے دیدی کوزہ اند جوئے ریز
 تو نے نہر دیکھ لی، پیلہ نہر میں بہا دے
 آب کوزہ چوں در آب جو شود
 پیالے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے
 وصف او فانی شود ذاش بقا
 اس کا وصف فانی اور اس کی ذلت باقی بن جاتی ہے

گویدم کہ انا الیہ راجعون
 مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب کی طرف لوٹنے والے ہیں
 کاب حیوانی نہیں در ظلمت ست
 کہ آب حیات، تاریکی میں پوشیدہ ہے
 ہچو مستقی حریص و آب جو
 استفادہ کے مریض کی طرح پانی کا حریص اور تلاش کرتا
 می خورد واللہ اعلم بالصواب
 اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتے والا ہے
 گوز نیم جاں ز جاناں می رمد
 کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھٹکا ہے
 صد ہزاراں جاں نگر و ستک زماں
 لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ
 آب را از جوئے کے باشد گریز
 پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے
 محو گردد دروے و چوں او شود
 اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے
 زیں سپیس نے کم شود نے بد لقا
 اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بدصورت بنتا ہے

۱ ارغنون۔ ایک بلبہ کا نام ہے جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ۔ موت۔ ہزاراں تاریکی کے ہے جس کو عبور کر کے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ نیلوفر۔ گھاس دھیا کے کنارے پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت حریص ہوتی ہے۔ مرگ۔ اور استفادہ کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اے فسرہ۔ عاشق تو عشق کا ڈھوٹی کرتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں عشق میں اس کی تیغ عشق کے سامنے تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی مشاق ہیں۔

۲ جوئے۔ جب مہانے احدیت نظر آجائے اپنے فقر و خیات کو اس میں ڈبل دے تو اس کا اپنا نقص ختم ہو جائے گا اور وہ پانی بہ نکلتا ہے۔ حق ہو جائے گا پھر اس میں نہ کمی آئے گی نہ کوئی تغیر پیدا ہوگا۔

۳ برخل۔ چونکہ میں اس سے بھاگا تھا اب اس کے قدر قربان ہو جاؤں گا۔ ہچو۔ کیونکہ کیونکہ کی طرح لڑھکا ہوا رہتا ہوں۔ مصدر جہاں کی جانب روانہ ہوں۔ زعفران۔ فراق میں اس کے چہرے کا رنگہ زرد ہو گیا تھا۔

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشت
 عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے
 خویش را برخل سے او آوتم
 میں نے اپنے آپ کو اس کے مجھ کے دھت پر لٹکا دیا
 ہچو گوئے سجدہ گن بر روئے و سر
 سر اور چہرے کے بل سجدہ کرتا ہوا گیند کی طرح
 بر رُبخ چوں زعفران لشک رواں
 زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا
 عذر آں را کہ از و بگرتیم
 اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا
 جانب آں صدر شد با چشم تر
 پریم آنکھوں کے ساتھ اس صدر جہاں کی طرف دھن ہو گیا
 رفت آں بیدل سوئے صدر جہاں
 وہ بیدل، صدر جہاں کی جانب چلا

ہم گفتن! ہم تیغ اندر دست او
کفن بھی ہر کلوہ بھی اس کے ہاتھ میں
جملہ خلائق منتظر سرور ہوا
تمام لوگ سروں کو اوپر کئے ہوئے خنجر تھے
اس زماں اس احمق یک لخت را
اب اس پورے احمق کے ساتھ
بچھو پروانہ شرر را نور دید
اس نے پروانے کی طرح چنگریوں کو نور سمجھا
لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست
لیکن عشق کی شمع اس شمع کی طرح نہیں ہے
او بعکس شمعہائے آتش است
وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے
چونکہ بود او عاشق و سر مست او
کیونکہ وہ اس کا عاشق اور متلا تھا
کش بسوزد یا بر آویزد و را
کہ وہ اس کو جلائے گا یا اس کو بچائی دے گا
آں نماید کہ زماں بد بخت
صدر جہاں دہ کرے گا جزمانہ کی بد بخت سے کرتا ہے
احقانہ در فساد از جاں برید
بے ڈھن کی طرح گرا کر جان کھوئی
روشن اندر روشن اندر روینیت
روشن ، روشن ، روشن و روشن ہے
می نماید آتش و جملہ خوشی ست
آگ نظر آتی ہے اور سرلا خوشی ہے

۱۔ ہم گفتن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر اچھا ہے ہوئے کش۔ یعنی صدر جہاں اس کو کس قسم کی سزا دے گا اس زماں۔ اب اس کو کس سزا ملے گی جو زمانہ کی بد بخت کو دیتا ہے۔ بچھو۔ تماشا یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانے کی طرح ہمارے کلوہ سمجھا۔

۲۔ ایک۔ لیکن ان کا یہ سمجھنا غلط تھا وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی نارور نظر آتی ہے معمولی شمع پر قریاں ہونے سے سورش پیدا ہوتی ہے اس شمع پر قریاں ہوتا جسم خوشی ہے مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھاتے ہیں کہ عمام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کامیابوں کا سبب ہوتی ہے۔

۳۔ رے۔ یہی شہر ہے جس کی طرف منسوب ہو کر لام قرہ الدین راوی کہلاتے ہیں۔ یتیم ہو جاتے۔ آخر میں سجدوں کی موت ہے خود مصلحتوں کو مصلحت سے کہ اس کہانی سے عبرت حاصل کرنے سے قیامت نزدیک ہے خوب غفلت سے بیدار ہو چلے۔ یعنی بد مزاج۔ پریاں تکلیف دے کر مذاق ہیں۔

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود و آں عاشق مرگ
اس مسجد کی بات جو مہمان کو مدد ذاتی تھی اور اس لاپرواہ موت
جوئے لالہ ابالی کہ در آں مسجد مہمان شد
کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن اے نیک پے
ایک نیک خلعت! ایک قصہ سن
ہیچکس دروے خفختے شب زنیم
کلی قصہ رات کو اس میں نہ سنا کہ ڈر کی جہ سے
ہر کہ دروے بیخبر چوں کو رفت
جو بے خبر اندھے کی طرح اس میں چلا گیا
خویشترن را نیک ازیں آگاہ کن
اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کر لے
ہر شخص گفتے کہ پزیرند شنید
ہر شخص کہتا کہ بد مزاج پریاں ہیں
مسجد بے بد بر کنار شہر رے
شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی
کہ نہ فرزندش شدے آں شب یتیم
اس رات میں اس کے بچے یتیم نہ ہو جاتے
صمد چوں اختر آں در گھر رفت
صبح ہوئے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا
صبح آمد خواب را کوتاہ کن
صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر
اندر و مہماں کشاں با تیغ گند
اس میں مہمان کو کند کلوہ سے مدد لانے والی

آں دگر گفتم کہ سحرست او طلسم
کئی کہتا ہے کہ جلاوہ طلسم ہے
آں دگر گفتم کہ بر نہ نقش فاش
دھرا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے
شب تحسب اینجا اگر جاں بایست
اگر تو جاں بچلی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا
واں یکے گفتم کہ شب قفلے نہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا لگا دے

کہ رصد باشد عذو جان و جسم
جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح کھات میں رہتا ہے
برودش کاے مہماں اینجا مباح
اس کے مددے پر کر لے مہماں! یہاں نہ ٹھہر
ورنہ مرگ اینجا کمیں بکشایدت
وہ نہ اس جگہ موت تجھ پر کھات لگائے گی
غافلے کا لید شمارہ کم دہید
کئی انجان آئے تو تم ڈال نہ ہونے دے

آمدن مہماں در اہل مسجد ایک مہماں کا مسجد میں آنا

تا یکے مہماں در آمد وقت شب
حتی کہ ایک مہماں رات کو آ گیا
از برائے آزمون می آزمود
اجتناب کے لئے وہ آزما رہا تھا
گفت کم گیرم سر و شکلبہ
اس نے کہا میں سر اور معہ کو کبیر سمجھتا ہوں
صورت ۲ تن گو برو من کیسنم
جسم کی صورت کو کہو بے چلی جائے اور میں کن ہوں
چوں نخت بود از لطف خدا
جب میں اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے کھفت تھا
تا چند بانگ بخش ایں طرف
جب تک کہ اس کے صو کی آواز اس طرف نہ آئے
چوں تاہو نفوت گفت صدائیں
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کرو لے بھرا

کو شنیدہ بود آں صیت عجب
جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی
زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا
رفتہ گیر از گنج جاں یک خبہ
فرض کر لے خزانہ سے ایک جہ ضائع ہو گیا
نقش کم ناید چون بایست
صحت کی کمی نہ ہو گی جب میں باقی ہوں
نفخ حق باشم زنائے تن جدا
میں اللہ تعالیٰ کی چوٹ ہوں گاہن کی بانسری سے علیحدہ
تار ہداں گوہر از تنگیں صدف
حتی کہ وہ جو ہر رنگ سیپ سے رہائی پائے
صافم جاں راہر افشام بریں
میں سچا ہوں اس فرماں پر جان نذر کروں گا

طاعت اہل مسجد مہماں عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن
مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں طاعت کرنا اور ڈرنا

۱۔ سحر۔ کئی کہتا مسجد میں کئی جلاوہ
ہے جو جلاوہاں ہے گفتم۔ یعنی مسجد
کے متولی کہہ رہا ہے کہ اس مسجد پر
رات کو سونے کی طاعت کا اعلان لگا
دے۔ واں یکے کسی کی یہ رائے
ہوتی کہ مسجد پر تالا ڈال دے۔ صیت۔
شہرت۔ گفتم۔ اس مہماں نے دل
میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف
اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں
سے ایک جہ ضائع ہو جائے انسان کا
جسم جو محض عوارض کے ہے
۲۔ صحت۔ اگر جسم ہلاک ہو
جائے گا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو
روح ہے جو باقی رہے گی کھفت۔
قرآن میں فرمایا گیا ہے وَنَخْتُفُہِ
وَمِنْ دُوحِیٰ یعنی آدم میں میں نے
اپنی روح چھوٹ دی تو اگر تم نہ سمجھنا بھی
ہو گیا تو اللہ کی چوٹ ہو گی۔
چوٹ۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر
صرف حق حق ہوں گا جب تک کہ
اس کے صو کا تجھ اس عالم میں نہ آئے
گا جب تک صو ہو گا تب پھر وہ حق
حق میرے تائے تن ہے ورنہ ہو
جائے گا۔ تہدید۔ میں حق حق کو تن
سے اس لئے جدا رکھنا چاہتا ہوں
کیونکہ اس کو ہر حق کے لئے یہ
صدف جسم تنگ ہے
۳۔ چوں۔ قرآن پاک میں یہو کو
خطاب کر کے فرمایا گیا فَاصْبِرْ
لِلْغَمِّ إِنَّهُ لَحَسْبُ صَاحِبِ
مُوت کی تمنا کرو اگرچہ ہو یہو
چونکہ دوعے میں جھوٹے تھے اس
لئے انہوں نے تمنا نہ کی میں اللہ کی
محبت اور ولایت میں سچا ہوں لہذا
موت کا منتہی ہوں۔ تہدید۔ دیکھ
دیکھ

تاکو بدجا نستانت ہچو کسب ا
تاکہ جان نکالے والا تجھے کھلی کی طرح نہ کوئے
کاندریں جاہر کہ خفت آمد زوال
کہ اس جگہ جو سویا ہے اس پر زوال آیا ہے
دیدہ ایم و بملہ اصحاب نہیے
دیکھا ہے ہر سب عقلمند نے
نیم شب مرگ ہلاک آمدش
اس کو اسی رات میں قاتل موت آئی ہے
نے بہ تقلید از کسے بشیدہ ام
نہ کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے
آں نصیحت در لغت ضد غلول
خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے
در غلولی خائن و سگ پوتی
خود غرضی میں خیانت اور کتا پن ہے
می نمایمت مکرر از عقل و داد
ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے گورہی نہ کر

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا حسپ
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سنا
کہ غرتبی و نمیدانی تو حال
اس لئے کہ تو مسافر ہے اور طوالت نہیں جانتا ہے
اتفاقے نیست ایں ملبا رہا
اتفاقا نہیں ہے یہ ہم نے بہت سی مرتبہ
ہر کہ آں مسجد شے مسکن شدش
و مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے
از یکے تپا نصداں را دیدہ ام
ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے
گفت الین النصیحة آں رسول
رسول ﷺ نے دین خیر خواہی ہے فرمایا ہے
ایں نصیحت راتی در دوتی
یہ خیر خواہی دوتی میں سچائی ہے
بے خیانت ایں نصیحت از و داد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوتی کی جہ سے

۱۔ کسب۔ کاف کے ضد ہے
۲۔ کسب۔ کاف کے ضد ہے
۳۔ ہلاک۔ چین میں ایک پہاڑ
۴۔ جس میں ایک گھاس اُٹی ہے جو
قاتل زہر ہے پھر ہلاک مطلقاً قاتل
زہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا
ہے ایں ملبہ یعنی اس مسجد میں
سونے والے کا مرنا۔ اچھی۔
غلوس۔ غلول۔ خیانت۔ دہا۔
دوتی۔ داد۔ انصاف
۵۔ عدم۔ غامت۔ منہل۔
ست۔ جسے جسے برگ۔ سار و سلمان
پول۔ نقدی۔ لائیں۔ پل۔ یعنی دنیا
ظلی۔

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویاں را
عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آمد
زندگی کی دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں
عافیت کم جوئے از منہل براہ
میں بے حس آدمی سے دہ زندگی میں عافیت کی تہانہ کر
منہل ام لا ابالی مرگ جو
میں وہ بے حس ہوں جولا براہمت کا تلاش کرنے والا ہے
عاشقم بر زخمیا بری شتم
میں عاشق ہوں زخموں کے چکر کاٹتا ہوں
منہل چستہ کزیر پل بگذرد
وہ بے حس چلاک ہوں جو اس پل سے گذر جائے

گفت او اے ناصحان من بے ندم
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والوں میں بغیر کسی غامت کے
منہل ام زخم جو و زخم خواہ
میں بے حس زخم کھلا کرنے والا اور زخم کا خواہشمند ہوں
منہل نے کو بود خود برگ جو
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو سلمان تلاش کرے
منہل بے زخم ناساید شتم
میں وہ بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آہ نہیں پاتا ہے
منہل نے کو بکف پول آورد
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو مٹی میں مد پیچ کر لے

بل جہد از گون دکانی لہ برزند
بلکہ دنیا کو کھ جائے اور کان پر پہنچ جائے
چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را
جیسا کہ پرندے کے لئے بنجرا چھوڑنا اور اڑ جانا
مرغ می بیند گلستان و شجر
پرندہ باغ اور دشت دیکھ رہا ہے

خوش ہی خوانند آزادی قصص
آزادی کے قصے خوشی سے پڑھ رہے ہیں
نے خوش ماندست و نہ صبر و قرار
نہ بھوک رہی اور نہ صبر و قنوت رہا
تا بود کایں بند از پا برگند
کہ شاید اس بیزی کو پاؤں سے نکال دے
آل قفص را در کشائی چوں بود
اس بنجرے کا دھڑا کھٹنا کیسا ہو گا؟

گرد بر گردش حلقہ گر بگال
اور اس کے ارد گرد بلیاں حلقہ کئے ہوں
آرزوئے از قفس پیروں شدن
بنجرے سے باہر نکلنے کی آواز
صد قفص باشد بگرد این قفص
اس بنجرے کے چاروں طرف سو بنجرے ہوں

آں نہ کو برہر دکانی برزند
نہ وہ کہ جوہر دکان پر لانا پھرے
مرگ شیریں گشت و تقلم زیں سرا
اس لئے غلہ و موت میرے لئے شیریں ہو گئی ہے
آں قفص کو ہست عین باغ و
بنجرا جو عین باغ میں ہے

جوی مرغال از بروں گرد قفص
پرندوں کا جھنڈ پاپر بنجرے کے چاروں طرف
مرغ را اند قفص زان سبزہ زار
بنجرے کے اند پرندے کے لئے سبزہ زد کی جگہ ہے
سر زہر سوراخ پیروں میکند
ہر سوراخ سے سر باہر نکلتا ہے
چوں دل و جانش چنین پیروں بود
جب اس کا دل اور جان اس طرح باہر کی مشتاق ہو

نے چٹاں مرغ قفص در اند ہاں
بنجرے کے کس پرند کی طرح نہیں ہے جو میں میں ہو
کے بود اورا دریں خوف و حزن
اس کو اس ڈر اور رنج میں کب ہو گی
او ہی خواہد کریں ناخوش خفص
وہ چاہے گا کہ اس ناگوار نیکل کی بجائے

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود کہ فن او
اس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اس دنیوی زندگی پر اس جہ سے
ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آن بازار
تھا کہ اس کا فن اس جگہ کام آتا تھا اور اس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا
بکار آید آنجا خود العوام یکساں می بیند والامر یومئذ للہ
جو اس بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو عوام کے برابر سمجھتا تھا اور علم اس دن خدا کے لئے ہے

۱۔ کانے۔ یعنی محضت خداوندی
کی کان۔ تقصم۔ یعنی اس دنیا سے
تھل تھل ہونا۔ چققص۔ یعنی جس طرح
سے پرند کو بنجرہ چھوڑ کے اڑ جانا
شیریں ہوتا ہے۔ باغ۔ یعنی وہ
باغ۔
۲۔ قصص۔ قصے کی جمع ہے۔
نے خوش۔ پرند کو بنجرے میں زندان
اچھا لگتا ہے اور نہ اس کو صبر و قرار ہوتا
ہے۔ چوں۔ جب پرند کا حال بد ہو
بنجرے کا دروازہ کھولنے سے اس کو کس
قدر خوشی ہوگی۔

۳۔ نے چٹاں۔ البتہ وہ پرند جو
بنجرے کے چاروں طرف بلیاں
دیکھتے تو وہ بیشک بنجرے ہی میں بند
رہنا پسند کرے گا۔ قفص۔ فاسکون
کے ساتھ زنجیل، جھولا ضرورت۔
شعری کی جہ سے فاء پر زبردے دیا
گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور
حکیم ہے چونکہ وہ محض علوم عقلیہ
سے واقف تھا اور آخرت کا اس کو کوئی
علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جیسے کا مٹتی
تھا۔

آنچنّاں کہ گفت جالینوسِ راوا
 جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا
 راضیم کرمن بماند نیم جاں
 کہ میں راضی ہوں اگر آہی جان بھی رہے
 گزربہ می بیند بگرد خود قطار
 قطار میں اپنے چاہوں طرف بلیاں دیکھتا ہے
 یا عدم دیدست غیر ایں جہاں
 یا اس نے اس جہاں کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے
 چوں چنین بکش میکشد بیرون کرم
 جیسا کہ پیٹ کا پچ کر اس کو کرم خداوندی باہر کھینچتا ہے
 لطف رُوشِ سوئے مصدر میکند
 مہربانی اس کا رخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے
 کہ اگر بیرونِ نیم زیں شہر گام
 کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا
 یا درے بُودے دریں شہر و خم
 یا اس گندے شہر میں بکڑی ہوئی
 یا چو چشم سوزنے را ہم بدے
 یا سوس کے کوعے کی مدد میرے لئے رات بھتا
 آنچنین ہم غفل ست از علّٰی
 یہ بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے
 او نداند گور طوبائے کہ ہست
 یہ نہیں سمجھتا کہ یہ رطوبتیں جو ہیں
 آنچنّاں کہ چار عنصر در جہاں
 جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر
 آب ودانہ در قفسِ گریافتہ است
 اگر پتھر سے میں پانی اور دانہ موجود ہے
 از ہوائے ایں جہاں و از مراد
 اس دنیا کی محبت اور مراد میں
 کہ زگونِ استرے ینیم جہاں
 تاکہ ٹھہر کی در سے دنیا کو دیکھوں
 مرغش آئس گشتہ بودست از مطار
 اس کا پند روحِ پودہ سے ایوں ہو گیا ہے
 در عدم نا دیدہ او خسر نہاں
 اس نے عدم میں چھپا ہوا خسر نہیں دیکھا ہے
 می گریزد او سپس سوئے شکم
 یہ پیٹ کی جانب پیچے کو بھاگتا ہے
 او مقرر دُشتِ مادر می کند
 یہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے
 اے عجب دیگر نہ ینیم ایں مقام
 ہائے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا
 کہ نظارہ کردے اندر رحم
 کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا
 کہ زیر و نرحم دیدہ شدے
 کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی
 ہچوں جالینوس اونا محرمے
 یہ جالینوس کی طرح ناواقف ہے
 آں مدد از عالمِ بیرونی است
 یہ بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں
 صد مدد دارد ز شہر لامکاں
 لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں
 آں زباغ و عرصہ و تافتہ است
 یہ باغ اور میدان سے مٹا ہوا ہے

۱۔ راہ عقلمند۔ ہول خواہش۔
 محبت۔ کون استرے۔ یعنی ذلیل
 مقام اس۔ ایوں مطار لانے کی
 جگہ ازان
 ۲۔ چنین۔ میں کے پیٹ کا پچ
 پس۔ وہیں مصدر۔ نکلنے کی جگہ
 مقرب۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ رُوم۔
 تاشاق۔ مقام چشم سوزن۔ سوس
 کاکلہ
 ۳۔ نا عزم۔ ناواقف۔ راہ۔
 رطوبت۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا
 جو رطوبتیں ہیں وہاں کی ان غذاؤں
 سے حاصل ہوئی ہیں جو باہر سے
 اسے حاصل ہوئی ہیں۔ لامکاں۔
 عالم اسعالم حکومت

جانہائے انبیاء بینند باغ
انبیاء کی جائیں باغ کو دیکھتی ہیں
پس ز جالینوس و عالم فار غنم
اس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں
ورز جالینوس اس گفت افتریت
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے
اس جواب آنکس آمد کاس گفت
بھریہ اس کے لئے جب ہے جس نے یہ کہا ہے
مرغ ۲ جانش موش شد سورخ جو
اس کی جان کا پرند سوراخ دھوٹنے والا جہاں گیا
زال سبب جانش وطن دید و قرار
اس لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا
ہمدریں سورخ بتائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے قیر سدی کی
پیشہائے کہ مرا ورا در مزید
وہ پیشے جو اس کے لئے اضافے میں
زانکہ دل برگند از بیروں شدن
کیونکہ اس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا
عنکبوت ۳ ار طبع عقدا اشته
کڑی ، اگر عقدا کا مزاج رکھتی
گربہ کردہ چٹک خود اندر قفص
لی نے اپنا بچہ بچرے میں ڈال دیا
جھبہ و قونج و مانجولیا
چٹک ، اور قونج ، اور مانجولیا

زین قفص در وقت نکلان و فراغ
اس بچرے سے نکل اور فارغ ہونے کے وقت
بچو ماہ اندر فلکہا بازغ اند
وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں
پس جوام بہر جالینوس نیست
تو میرا حباب جالینوس کے لئے نہیں ہے
کہ نبودش دلے با نور بھقت
کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے
چوں شنید از گزربگاں او عز جو
جب اس نے بلیوں سے گھیر لیا ، سنا
اندریں سورخ دنیا موش وار
چوہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں
در خور سورخ دانائی گرفت
سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی
اندریں سورخ کار آید گزید
اس سوراخ میں کام آئیں ، اس نے اختیار کئے
بستہ شد راہ رہیدن از بدن
اور بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے
از لعابے خیمہ کے افراشته
لعاب سے خیمہ کب بلند کرتی
نام چکش صرع و سرسام و مغص
اس کے بچہ کا نام مرگی سرسام اور بچش ہے
سکتہ و سُدہ و جذام و ما شرا
سکتہ اور سُدہ اور کڑھ اور منہ کا دم ہے

۱ جانہائے انبیاء اور لولایہ دنیا
میں رہتے ہوئے آخرت کے باعث
کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی
خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ
الہاں ہیں ساختہ یعنی جہات میں
نابل جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ
جھوٹ ہے تو میرا یہ کام جالینوس کے
لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے
جس اس عقیدے کا سہارا کامل اور
سے متوکل ہے
۲ مرغ جانش جس کے دل
میں نور ہوا وہ ایسا چوہا ہے جس نے
بلیوں کی آواز سن لی وہ بھٹ کی جستجو
کے سداں سداں لئے وہ اس دنیا کو
پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی
طرح ہے ہمدریں وہ اس دنیا میں
دنیا کے ہنر سیکھنے پروردگار کو سنانے
پر اکتفا کرتا ہے و پشہائے وہ وہی
پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا
پائیں۔ زانکہ چونکہ اس کو عالم
آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے
۳ عنکبوت اس کی مثل کڑی
کی ہے جو اپنے لئے ایک کڑو جالا
جتی ہے گربہ موت اپنے بچے
بصورت اس مرضی اس سے وابستہ کرتی
ہے صرع مرگی سرسام و مغص
سے جس میں دماغ پر دم آ جاتا ہے
مرضی بیک بیک بائیں کرتا ہے
مغص ، بچش ، صہ ، کسر قونج۔
آنتوں کا درد جو سداں چٹک جانے سے
ہوتا ہے مانجولیا و مانجولیا کی ایک قسم
سے سکتہ و سُدہ و جذام ہے جس میں
مرضی بالکل مردے کی طرح ہو جاتا ہے
سکتہ و سُدہ و جذام میں کسی چیز کا جم
جانا جذام کڑھ یا شرل چرے کا
دم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا
ہوتا ہے



گر پہلے مرگ ست و مرض و خنکال او
موت ملی ہے ہر مرض اس کا بچہ ہے
گوشہ گوشہ می دو سوئے دوا
وہ دوا کی جانب اور اور دھڑتا ہے
چوں پیادہ قاضی آمد اس گواہ
یہ کہہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے
مہلت خواہی تو از وے دگریز
تو بچاؤ کے لئے اس سے مہلت مانگا ہے
بجستن مہلت دوا و چارہا
مہلت طلب کرنا دوا اور تدبیریں ہیں
عاقبت ۲ آید صباے ششم وار
بالآخر وہ کسی صبح کو غنیمت ہو کرتا ہے
عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد
اے حامدا بادشاہ سے عذر خواہی کر لے
وانکہ در ظلمت برآمد بارگی
وہ جو اندھیرے میں گھٹا دھڑاتا ہے
میگریز از گواہ و مقصدش
وہ کہہ دہ اس کے مقصد سے بھاگتا ہے
ناگہاں ۳ گیرند اُور خوار و زار
اس کو ذلیل اور عاجز بنا کر اچانک پکڑیں گے
زیں گذر گن جانب آں شخص راں
اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل
ملامت کردن اہل مسجد مہمان را از شب خفتن در اں مسجد
مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملامت کرنا
قوم گفتندش ممکن جلدی برو
لوگوں نے اس سے کہا بھاری نہ دکھا چلایا
تاگرود جامہ و جانت رگرو
تاکہ تیری جان نہ کپڑے گروی نہ ہو جائیں

۱۔ غرب موت ملی ہے ہر مرض
مرض اس کے بچے ہیں۔ مرگ۔
موت فیصلہ کرتی ہے۔ زنجیری۔
پنہاری کی نوعیت پر فیصلہ دیتا ہے۔
پیادہ۔ موت امراض کے ذریعہ اپنی
طرف بلاتی ہے۔ عجم کہہ۔ عدالت
عکس۔ مہلت۔ تو دوا کرنے کے لئے
مہلت چاہتا ہے اگر مرض نے
مہلت دینی تو دوا کے ذریعے بچنے
کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس نے
مہلت نہ دی تو وہ فوراً موت کے سپرد
کر دیتا ہے۔ یعنی اٹھ دہ موت کی
جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ
سے جو تیرے بدن کو نقصان پہنچا ہے
تو دوا کے ذریعے اس کو درست کرنا چاہتا
ہے۔

۲۔ عاقبت۔ انجام کا مرض کا پیادہ
آئے گا اور پھر وہ مہلت نہ دے گا۔
عذر۔ لہذا مناسب ہے کہ اس صبار
میں حاضری کے لئے قبل از وقت
تہاری کرنی چاہیے۔ ظلمت۔ یعنی
خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ ہلکی۔
گھٹا۔ برکت۔ خواہشات کا انتہاک
نور خداوندی سے جدا کر دیتا ہے۔
کہہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرض کا
مقصد۔ موت ہے۔

۳۔ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار
ممکن نہیں ہے۔ قاضی۔ یعنی موت۔
از۔ یہاں سے۔ اہل مسجد کے مہمان
کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔
بھاری۔ کہہ۔ یعنی موت کے ہاتھوں
گروی۔

آں از دور آسماں نماید بہ نگر
 وہ سے آسماں نظر آتا ہے ابھی طرح دیکھ لے
 بس گساں کا و بخت خود را از نخست
 بہت سنان میں جنہوں نے شروع میں اپنے آپ لٹکایا
 پیشتر از واقعہ آسماں بود
 واقعہ سے پہلے آسماں ہوتا ہے
 چوں در آید اندولن کار زار
 جب میدان جنگ میں آ جاتا ہے
 چوں نہ شیری ہیں منہ تو پائے پیش
 جبکہ تو شیر نہیں ہے خبردار آگے قدم نہ رکھ
 وراز ابدالی ۲ و میش شیر شد
 اگر تو ابدالی میں سے ہے تو تیری بھیڑ تیری ہوگی ہے
 کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود
 ابدال کون ہے وہ جو تبدیل ہو جائے
 لیک مست شیر گیری وز گماں
 لیکن تو نیم مست ہے لہ گمان سے
 گفت حق زہلِ نفاقِ ناسدید
 اللہ تعالیٰ نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے
 در میان ہمدگر مردانہ اند
 ایک دوسرے کے لئے بہادری ہیں
 گفت ۳ پیغمبر سپہدار غیوب
 غیب کے سپہ سالار پیغمبر نے فرمایا
 وقت لاف غر و مستال کف زنند
 جہاد کی کئی جگہاتے وقت مستوں کی طرح یہ بخوکتے ہیں
 وقت ذکر غر و شمشیرش دراز
 جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار مقرر ہے

کہ باختر سخت باشد رہگذر
 کہ انجام کار راستہ دشوار ہو گا
 وقت پیا پیچ دستاویز جست
 پیچیدگی کے وقت سہلا دھوڑا
 در دلِ مردم خیالِ نیک و بد
 انسانوں کے دل میں اچھے برے کا خیال
 آں زماں گردو برآں کس کار زار
 اس وقت اس شخص پر کام دھڑ ہو جاتا ہے
 کال اجل گرسخت و جان تست پیش
 کیونکہ موت بھیڑتا ہے، لہ تیری جان بھیڑ ہے
 ایمن آکہ مرگ تو سر زیر شد
 مطمئن ہو کر آ کیونکہ تیری موت سرنگوں ہوگی ہے
 ثمرش از تبدیل یزداں خل شود
 اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے سے اس کی ثواب مرکب ہو جائے
 شیر پنداری تو خود را ہیں مراں
 اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار آگے نہ بڑھ
 بآسٹھم ما بینہم بآسٹ شدید
 ان کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے
 در غزا چوں عورتی خانہ اند
 جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں
 لَا شَجَاعَةَ يَلْقَى قَبْلَ الْحُرُوبِ
 اے نوجوان الزامیں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے
 وقت جوش و جنگ چوں کفی فتند
 جوش لہ جنگ کے وقت جھاک کی طرح گر پڑتے ہیں
 وقت گرز فر تیغش چوں پیاز
 کفر کے وقت اس کی تلوار پیاز کی طرح

۱۔ آں۔ یعنی مسجد کا منبر جس
 کسلا۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
 پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو
 دشوار ہوتی ہے۔ بیشتر۔ مصیبت کے
 آنے سے پہلے اچھا برا سوچا جاسکا
 ہے۔ چل۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
 پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چل۔ نہ
 شیر۔ موت بھیڑتا ہے۔ گرز۔ شیر ہے
 تو اس کا مقابلہ کر سکا ہے۔ گرز۔ بھیڑ
 ہے۔ وہ چار لکھا ہے۔

۲۔ ابدال۔ اہلباء اللہ۔ موت
 سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔
 ابدال۔ اہلباء اللہ ہیں جن کی بری
 صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو
 چکی ہیں۔ غر۔ یعنی بری صفات مرکب
 یعنی اچھی صفات مست شیر گیر۔ وہ
 مست جس کا نشہ اٹھو رہا ہو۔ بآسٹ۔
 قرآن پاک میں منافقوں کے
 بارے میں فرمایا گیا ہے بآسٹھم بینہم
 شجاعت۔ تحسینہم جہاد و قلوبہم
 شعیہ آپس میں ان میں بڑی ہواک
 ہے تو ان کو اکٹھا سمجھتا ہے اور ان کے
 دل متفرق ہیں۔ غزل۔ جنگ۔ جہاد

۳۔ گفت۔ یہ حدیث کہ ابول
 میں منقول نہیں ہے۔ لا شجاعت۔
 شجاعت کا یہ میدان جنگ میں جانا
 ہے۔ کف۔ تنہا۔ یعنی یہ بخوکتے ہیں
 بہادری جاتے ہیں۔ کف۔ جھاک
 دوسرے مصرعے میں۔ گرز۔ آگے
 بڑھ کر حمل کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ
 کرنا۔ چل۔ پیاز۔ یعنی نرم

وقتِ اندیشہ دلِ او غزو جو
خیل کے وقت اس کا دل جنگجو ہے
من عجب دارم زہویائے صفا
مجھے صفائی کے اس طالب پر تعجب ہے
عشق چوں دعویٰ بخفا دیدن گواہ
عشق دعویٰ ہے تکلیفِ برہاشت کرنا گلاہ ہے
چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج
جب یہ قاضی گلاہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو
آں بخفا باتو نہاشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ نچی تجھ پر نہیں ہے
برنمد چوبے کہ آں را مرد زد
اس شخص نے نمہ پر جو لکڑی مادی
گر بزرگِ درآپ را آں کینہ کش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو ملا
تاز سسک وادہد خوش بے شود
ناکستہ رفتاری سے نجات پانے خوش ملد ہو جائے
آں یکے میزد تپیمے را قہر
ایک شخص غصہ سے ایک جیم کو ملاتا تھا
دید مردے آچنانش زار زار
ایک شخص نے اس کو ایسا زرد زار دیکھا
گفت چنداں آں تپیمک رازدی
اس نے کہا تو نے اس جیم بچے کو اتکا ملا
گفت اورا کے زدمے جان دوست
اس نے کہا ہے پیلے امیں نے اس کو کب ملا ہے
مادر گوید ترا مرگ تو باد
اگر تجھے مل کے خدا کرے تو مرے

۱۔ میں۔ چونکہ ہماری ہوئی مشک
میں ایک سوئیں چھوڑی جائے تو ہوا
خارج ہو جاتی ہے یعنی اولی تکلیف کو
برہاشت نہیں کرتے ہیں۔ من
عجب۔ جو شخص صفا وکلب چاہتا ہے
اس کے لئے مجاہدے ضروری ہیں۔
عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک
دعویٰ ہے اور مجاہد اس کا گلاہ ہے دعویٰ
بغیر گلاہ کے ناقابل اعتبار ہے۔
بوسہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اس کو
مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جاسکتا
ہے۔ آں بخفا مجاہد کی جفا حاصل
اس برائی پر ہے جس کے خلاف کے
لئے مجاہد کر لیا جاتا ہے۔

۲۔ برنمد۔ محسوسات میں اس کی
مثلی یہ ہے کہ مکمل جہانے کے
لئے اس پر لکڑی مادی جاتی ہے تو وہ
مائل مکمل نہیں بلکہ گرد پر مادی
جاتی ہے گرد و ست گھوڑے پر
بہتر ملا جاتا ہے تو مائل کی سستی
پر ملا جاتا ہے سسک۔ ست
رفتاری۔ شہر و گھر کے شہرہ کو سسک
میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس
سے شراب بنے آں یکے استاد بچ
کو ملتا ہے تو ظاہر ظلم ہے حقیقت اس
میں اس کی اصلاح ہو چکی ہے۔

۳۔ گفت۔ اس شخص نے استاد کو
ڈانٹا تو استاد نے یہی کہا کہ مقصد اس
بچہ کو ملنا نہیں ہے بلکہ اس شیطان کو
ملنا ہے جو اس میں گھسا بیٹھا ہے۔
مادر۔ میں بچہ کوئی ہے اور مرنے کی
بدو عادت ہے تو اس کا مقصد اس کی
میری عادت کی موت ہوتی ہے۔

قد بود آں لیک بنمودہ چو زہر
و شر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا
آمد و گرفت زووش در کنار
کہ وہ آیا اور فوراً اس کو بغل میں لے لیا
چوں نتر سیدی ز قہر ایزدی
تو خدا کے قہر سے کہیں نہ ڈا
من برال دیوے زدم کو اندر دست
میں نے اس شیطان کو ملا ہے جو اس کے اندر ہے
مرگ آں خو خواہد و مرگ فساد
تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

اے گروہ ہے کز ادب بگر بختند
وہ لوگ جو ادب حاصل کرنے سے بھاگے
عاذِ لاں شال ازوغا وا رائند
عاذِ لاں کرنے والوں نے انہیں جگ سے باز رکھا
لاف و غرہ ژاژ خلا کم شنو
بکواس کرنے والے کی شئی ہر گھنڈ کو نہ سن
زانکہ ز اذو کُکم خبالا گفت حق
کیونکہ تعالیٰ نے ہم میں زیادہ غلیاں ڈالتے ہیں فرمایا ہے
کہ گراشاں باشما ہمرہ شوئد
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے
خویشتر ۲ رہا شہام صف کنند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے
پس سپاہے اند کے بے ایں نفر
تو تھوڑے سپاہی اس جماعت کے بغیر
ہست بادام کم خوش بیختہ
خوش ذاتہ تھوڑے بادام چنے ہوئے
تلخ و شیریں گر بصورت دیک شئی اند
کڑا ہوا میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں
گبنر ۳ ترساں دل بود گو از گماں
کافر خنزیر دل والا ہوتا ہے کیونکہ وہ گمان
میرود درہ نمائد منزله
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے
چول نمائد وہ مسافر چول رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ چلے

آبِ مردی و آبِ مرداں نہ بختند
انہوں نے انسانیت اور انسانوں کی آمیز ریزی
تاختیں چیز و تخت مائد
یہاں تک کہ وہ ایسے ہمارے ہر تخت نہ گئے
باچنیا در صف بیجا مرد
ایسے لوگوں کے ساتھ جگ کی صف میں نہ جا
کز رفاقِ سُست برگرداں ورق
تاکہ توست ساتھیوں سے حق پلٹ دے
غازیاں بیغور ہچموں کہ شوئد
غازی بچنے کی طرح بیکار ہو جائیں گے
پس گریزند و دل صف بشکند
پھر بھاگیں گے اور صف کا دل توڑ دیں گے
بہ کہ باطل نفاق آید خسر
بہتر ہیں بہت س کے کہ منافقوں کے ساتھ بچیں
بہ زبیاں ۴ آمیختہ
بہت سے کڑے ملے ہوں سے بہتر ہیں
نقص ازاں افتاد کہ ہمدل نے اند
خفا اس جہ سے قطع ہوئی کہ ہاں میں یکساں نہیں ہیں
می زید و شک ز حال آنجہاں
میں جی رہا ہے اس جہاں کے حال کے شک میں
گام ترساں می نہدا عی دلے
اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے
باترودہا و دل پُر خوں رود
شکوک اور پر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

اے اگروہے جو لوگ جہالت
کی تختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو
تلا کرتے ہیں۔ عقالاں۔ ان
منافقوں کو ان کے دوستوں نے جہالت
میں شریک ہونے سے رکھا تو یہ لوگ
ہامو بن کر رہ گئے آئندہ شعلہ میں
ملا نا ان لوگوں کی مصاحبت اور ہمراہی
سے دیکھتے ہیں۔ غور۔ گھنڈ۔ ذرا
افق تکم خبالا۔ قرآن پاک میں ان
منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا
جَلَّوْا عَنْ جَوَائِکُمْ مَّا زَا فَوْکُمْ
الْأَخْبَالُ۔ اگر تم میں سے لوگ نہ نکلتے تو
زیادہ غلیاں ڈالتے۔ نفاق۔ سستی کی جگ
ہے سز کا سا کی۔ کرہل۔ حق۔ یعنی ان
کی بات ہی نہ کرنا۔ حق۔ نظر کرلو
عادتیں۔ یعنی ان کی برائی جہالت کو
بھی ناکام ہو سکتی۔

۲۔ خوشتر۔ منافق جب مصلوب
میں سے بھاگیں گے، بھاگوں کے
دل توٹیں گے۔ پس۔ تھوڑے۔ بہتر
برہوں کے جمع سے بہتر ہیں۔
ہست۔ اگر چنے کئے تھوڑے سے
میٹھے بادام ہیں تو وہ زیادہ باداموں
سے جن میں تلخ بھی ہوں بہتر ہیں۔
نقص۔ کڑے اور شیریں بادام
اگرچہ صحت میں یکساں ہیں لیکن
ان کے ہاں میں بہت فرق ہے یہی
حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔
۳۔ گبنر۔ چونکہ کافر دل کو اگلی
زندگی کے بارے میں شک و شبہات
پس اس لئے ان کے دل ہمیشہ خنزیر
رہتے ہیں۔ میرود۔ چونکہ یہ آخرت
کے بارے میں اندھے ہیں لہذا
آخرت کی راہ طے کرنے میں سست
ہیں آئندہ ہارنے والے۔ قدم پر حسانا
ہے چلے نمائد۔ جو شخص راستہ سے
نمائد ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل
طے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ
سے غمیر جاتا ہے۔



۱۔ در بلند ماندن سے واقف کسی کے شہ ڈالنے سے مست نہیں رہتا ہے پس مشو لہذا ان منافقوں کو شریک سفر نہ کرنا چاہیے۔ اشتر دلائل و ثبوت ڈر پوک ہوتا ہے۔ آگلاں۔ آغل کی جمع ہے۔ غائب ہو جانے والا۔ بحر بابل۔ بابل کے جلو کی تاثیر سخت مانی جاتی ہے۔ رطل۔ نازک انعام۔ طبع ملائیت انسان کی طبیعت کی رنگینی انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے اور اس کو بلند مقام سے نیچے کر دیتی ہے۔

۲۔ گفتن۔ جنگ بدلے کے موقع پر شیطان نے سرائے نجدی کی صدمت میں ظاہر ہو کر ابو جہل وغیرہ کو درغلا یا تھا۔ جیش۔ یعنی جنگ بدلے کے لئے لشکر جمع کرلو۔ صدمہ۔ یعنی سو پرایک کا اضافہ۔ فسوں۔ منتر۔

۳۔ جاز لگم۔ قرآن پاک میں ہے: اذْذَرْنِیْ لَہُمْ الشَّیْطَانَ اَعْمٰ لَہُمْ وَوَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمْ لِقَیْوْمٍ مِّنْ فَسَسٍ وَفَیْ جَزَ لَکُمْ قَلْعًا اَنْزَلَتْ الْفِتْنٰنَ نَکَحْنَ عَلٰی عَقِیْبَہِ وَوَقَالَ فِیْ ہٰؤُلَاءِ نَکَحْتُ فِیْ ہٰؤُلَاءِ مَا لَا تَرْوٰنَ فِیْ اَحْفَافِ اللّٰہِ۔ اور جب شیطان نے ان کی حرکتوں کو ان کو اچھا کر کے رکھا اور کہا آج لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں پھر مجھ دونوں جماعتیں آئے سانسے آئیں تو وہ اٹے پاؤں چلتا ہوا اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

ہر کہ گوید ہائے اس سوراہ نیست
جو کنی کہہ دے کہ ہائے اس طرف راستہ نہیں ہے
در بلند ماند رہ۔ دل باہوش او
اگر اس کا باہوش دل راستہ جاتا ہے
پس مشو ہمراہ اس اشتر دلائل
تو ان لذت کے دل دلوں کا ہمراہی نہ بن
پس گریزند و ثرا تنہا بلند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دینگے
تو زر عنایاں مجو ہیں کار زار
خبردار! تو تار نہیں سے جنگ کی توقع نہ رکھ
طبع طاووسیت و سواست گند
تیری مور دلی طبیعت تیرے اندر دوسے ذاتی ہیں

او گند از نیم آتجا وقف وایست
وہ اسی جگہ خوف سے توقف اور ٹکڑ کر دیتا ہے
کے رَوَد ہر ہائے و ہور گوش او
تو ہر ہائے و ہواں کے کان میں کہل پہنچتی ہے
زانکہ وقت ضیق و نیم اند آفلاں
کیونکہ وہ گنگی اور خوف کے وقت غائب ہو جانے لے ہیں
گرچہ اندر لاف سحر بابل اند
اگرچہ وہ شخی بدلنے میں بابل کا جالہ ہیں
توز طاووساں مجو صید و شکار
تو مہوں سے صید و شکار کا طالب نہ بن
دم دہد از تا مقامت برگند
وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے بلند مقام سے ہٹا دے

گفتن ۲ شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مددیں کروں گا
من یاربہا کنم و قبیلہ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صفیں
اور اپنے کنبہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دلوں مہوں کی ٹڈ بھیز کے وقت اس کا بھاگ جانا

ہمچو شیطان کز وساوس بر قریش
شیطان کی طرح جس نے پریش پروہوں کی ذریعہ
تا کہ در احمد ہزیمت فلنیم
تاکہ احمد کی مہوں میں ہم شکست ڈال دیں
چونکہ شیطان در سپہ شد صدیم
جب شیطان سپاہوں میں ایک سو ایک دال بن گیا
چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے
دم صید و گفت گرد آرید جیش
منتر پھونکا اور کہا لشکر جمع ہو کر لو
نیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
زمین سے اس کی خ و بنیاد اکھاڑ دیں
خواند فسوں گفتنی جاز لگم
اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں ہٹا دینگے و لا ہوں
کرد با ایشاں تحلیت گفتگو
تو ان سے چالاک سے گفتگو کی



کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا
من شمارا عون دیدار یہا گنم
میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا
چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے
دید شیطان از ملائک اسے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا
آں جنوفا لَمْ تَرَوْهَا صَف زده
اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا
پائے خود واپس کشیدہ می گرفت
اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا
کہ اخاف اللہ مالی منہ عون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈھائی ہوں اس کی جانب سے کلمہ نہیں ہے
گفت احوال اے سرتاقہ شکل ہیں
حادث نے کہا اے سرتاقہ کی شکل والے ہائیں!
گفت ایں دم من بھی ینم حرب
اس شیطان نے کہا اب میں سختی دیکھ رہا ہوں
می نہ بنی غیر ایں لیک اے تو شنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اے شون
دی ہی گفتے کہ پابند ایں خدم
کل تو کہتا تھا کہ میں ذمہ دار ہوں
دی زعیم آجیش بودی اے لعین
اے ملعون! کل تو لشکر کا سرور تھا
تا بخوردیم آں دم تو و آمدیم
یہاں تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آگئے

۱۔ بھلا جنگ۔ عون۔ مد۔
چوں قریش۔ جنگ بد میں جب
دوؤں میں بالقابل ہوئی تھیں تو
یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے
زائد کی جماعت نازل ہوئی تھی۔
جنوفا لَمْ تَرَوْهَا قرآن پاک میں
ہے جو قزل جنوفا لَمْ تَرَوْهَا اور
اتلہ ساریے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا
یہ آیت اگرچہ غزوہ خندق کے سلسلہ
میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوہ
بد کے بارے میں استعمال فرمایا
ہے۔

۲۔ گفت۔ حادث۔ شیطان
نے حادث بن ہشام کو سرتاقہ کی شکل
میں آکر بھلا تھا۔ حرب مدد کے فقرہ
سے سختی۔ جعیش۔ جھوش کی جمع
ہے گدا فقیر۔ شنگ۔ شری شونہ
۳۔ پابند ایں خدم میں ذمہ دار
ہوں۔ زعیم۔ کھنڈ۔ لشکر کا سرور۔
تا بخوردیم ہم تیرے کمرے میں چھس کر
میدان بد میں آگئے۔ توں۔ بھی۔
حام۔ ہیزم۔ ایندھن

آں زمان لاف بود ایں وقت جنگ
وہ شنی کا وقت تھا، یہ جنگ کا وقت ہے
کہ بود تال فتح و نصرت دمدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہو گی
وین زماں نامرد و ناچیز و مہیں
اب نامرد، اور ناچیز اور ذلیل ہے
تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بھی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

از عتابش خشمکین شد آں لعین!

وہ ملعون اس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

چوں زگفت اُوش در دل رسید

چونکہ اس کی گفت گو سے اس کو دل کا درد ہوا

خونِ آں بیچارگاں زیں مکر ریخت

اس مکاری سے ان بیچاروں کا خون بہا دیا

پس بگفت اِنِّیْ بَرِّیْ مِنْکُمْ

تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

پس گریزاں شد چو ہیبت تا بخشش

پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر ہیبت طاری ہو گئی

در دو صورت خویش را نمودہ اند

انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

بہر حکمتِ جہاں دو صورت خُندند

اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے ہیں

منع عقل ست و حصم جان و کیش

جو عقل کے لئے مانع اور جان و کیش کا دشمن ہے

پس بسورائے گریزد در فرار

پھر بھاگتا ہوا سورائے گریز میں گھس جاتا ہے

سر زہر سورائے می آرد برون

اور ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے

واندر آں سورائے رفتن شد نخوس

اور سوراخوں میں گھس جانے سے نخوس ہو گیا ہے

چوں سر قنفذ را آمد شد ست

جیسی کے سر کہ طرح اس کی آمد رفت ہے

کو سر آں خار پشتک را بماند

کیونکہ وہ جیسی کے سر کی مانند ہے

چونکہ حادث با سراقہ گفت اس

جب حادث نے سراقہ سے یہ بات کہی

وست خود خشمیں ز دست او کشید

غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت

شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا

چونکہ وریاں کرد چندیں عالم او

جب اس نے اتنی دنیا دہی کر دی

کوفت اندر سینہ و انداختش

اس کی چماتی جیٹی اور اس کو گرا دیا

نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

چوں فرشتہ و عقل کایشاں یک بند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

دشمنے داری چنین در سر خویش

تو اپنے اند ایسا دشمن رکھتا ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسار

وہ تمہ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

در دلی او سورانجا دار و گنوں

وہ اس دشمن کے دل میں بہت سے سوراخ لگائے ہوئے ہیں

نام سے پنہاں گشتن دیوار نفوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

کہ خوش چوں نخوس قنفذ ست

اس کا تمس جتنا جیسی کے گھسنے کی طرح ہے

کہ خدا آں دیوار نخاس خواند

اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو نخاس کہا ہے

۱۔ لعین یعنی شیطان جو سورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ خشمیں۔ چونکہ جب بد میں ان کو تھاکر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تھرا کیا واسطہ ہے۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا دھوکا دینا شیطان ہی کا دھوکا دینا ہے۔

۲۔ چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی حاصل ایک چیز ہے نام طبعہ طبعہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے ان کو دو صورتوں میں نمود فرمایا ہے دشمن جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر نفس موجود ہے ایک نفس۔ وہ دشمن کیلئے کی گئی کہ طرح حملہ کر کے بحث میں گھس جاتا ہے۔ وہ دل انسان کے دل میں اس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

۳۔ نام پنہاں۔ چونکہ شیطان کا کام دھوکا دے کر گھس جانا اور چپ جاتا ہے اسی لئے قرآن میں اس کو خناس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہیں۔ قنفذ۔ جیسی جو کسی سے چھپنا ایک جنگلی جانور ہے اس کے بلن پر لمبے لمبے خار ہوتے ہیں خارے کے وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھسالیٹا ہے خار خشک۔ اسی قنفذ کو کہا جاتا ہے۔

می نہاں گردو سر آں خاد پشت
اس سبکی کا سر چھپ جاتا ہے
ناچو فرصت یافت سر آرد بڑوں
جب اس نے موقع پایا سر باہر نکلا
گرنہ نفس از اندر دل را بہت زدے
تو نفس اللہ سے تیری ماہزی نہ کرتا
زاں عوان متقاضی کہ شہوت ست
اس خفا نہ کرنے والے پای کی جیسے جو کہ شہوت ہے
زاں عوان سر شدی دُز دو تباہ
اس پوشیدہ سپاہی کی جیسے تو چھ لہ تباہ بنا
در خبر بشنو تو ایں پند نکو
حدیث میں تو اس یک نصیحت کو سن لے
طمطراق ایں عُدو مشو گریز
اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ بن بھاگ جا
بر تو او از بہر دنیا و نبرد
تجھ پر اس نے دنیا لہ دشمنی کی خاطر
چہ عجب گر مرگ را آساں کند
کیا عجب ہے اگر وہ موت کو آساں کر دے
سحر کا ہے را بصنعت کہ کند
جلو کالہ گیری سے تنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے
زشتہا را تفر گردود بفسن
فریب سے برائیں کو بھلا کر دیتا ہے
آدمی را خر نماید ساعت
ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

و مبدم از بیم صیاد درشت
فورا سخت شکاری کے ڈر سے
زیں چینیں مکرے شود بارش زوں
ایسے مکرے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے
رہزناں را بر تو دستے کے بدے
رہزوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا
دل اسیر حرص و آفت ست
دل حرص لہ لالچ لہ مصیبت کا قیدی ہے
تا عواناں را بقیہر تست راہ
یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے لو پر ظلم کا موقع ملا
ببین جنبتکم لکم اعدا عَدُو
کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں میں ہے
کوچو بلیس ست درن لچ و ستیز
کیونکہ وہ جھگڑے لہ لڑائی میں شیطان کی طرح ہے
آں عذاب سرمدی را سہل کرد
اس دائمی عذاب کو آساں کر دیا ہے
اُوز سحر خویش صد چنداں کند
وہ اپنے جلاو سے اس سے سو گناہ کر دیتا ہے
باز کو سے راچو کا سے می تند
پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے
نغر ہارا زشت گرداند بظن
بد گمانی سے بھلائیوں کو بھلا بنا دیتا ہے
آدمی ساز و خرے راز آیت
فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

۱۔ صیاد شکاری۔ ناچو۔ سبکی موقع
پاکر حملہ کرتا ہے لہذا مکر کرتا ہے کہ
سانپ بھی اس سے عاجز آجاتا ہے
گرفت انسانی ہری نفسانی خواہش کی
جیسے ہی اس پر بڑے لوگ غالب آ
جاتے ہیں۔ زوں۔ علان۔ انسان کے
اند جو سپاہی ہے جس کو شہوت کہا جاتا
ہے۔ عُدو انسان کو برائیں پر مجبور کرتا ہے
وہ چھپی کرنا ہے تب ہی چھپی رہتی
سپاہیوں کو اس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا
ہے
۲۔ وزیر۔ حدیث شریف میں
ہے تمہارا سب سے بڑا دشمن
تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان
میں ہے۔ طمطراق۔ نفس لہ شیطان
ایک ہی چیز ہیں ان کی شان و شوکت
پر توجہ نہ کر۔ دُزوں۔ بڑے جھگڑا
ہیں۔ بوق۔ یہ دنیا کے لالچ میں جھنسا
کر انسان کو بلیا کر لے کرتے ہیں کہ وہ
آخرت پر دائمی عذاب کو کھل سمجھنے لگتا
ہے
۳۔ چہ عجب۔ اس نفس سے یہ بھی
بہت کم نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے
اس کی لہدی موت کو آساں کر دے وہ
اسنے جلاو سے اس طرح کے سینکڑوں
کام کر جاتا ہے۔ خر۔ جلاو تنکے کو پہاڑ
لہ پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اسی طرح
شیطان تمہاری عبادت کو بہت زیادہ
لہ بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر
کے دکھا دیتا ہے زشتہا۔ شیطانی
فریب میں انسان بھلائیوں کو برائی
لہ برائیں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے
آدمی شیطان کیوں کو بد لہ بد کو صالح
میں ڈال کر نیک ظاہر کر دیتا ہے



ہر نفس قلب حقائق می گند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

إِنَّ فِي الْوُضُوءِ لَسُحْرًا مُسْتَمِرًّا

پیشک وضو میں مستقل جادو ہے

سدا چراں مستند جادوئے کشا

وہاں جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

نیز روئیدست تریاق اے پسر

اے صاحبزادے وہاں تریاق بھی آگاہ ہے

کہ زہر ہر من بٹو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست و دفع سحر او

میری باتیں جادو ہیں اور اس کے جادو کا توڑ ہیں

سُحْرًا حَقَّ گُفْتُ اَنْ خُش پهلواں

جادو ہے، اس اچھے سرور نے صحیح فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

اور دنیا میں تریاق کا سرایہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی جُداست

جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

نوش گن تریاق مُرشدہ حُست و تیز

چتی اور تیزی سے مرشد کا تریاق ہی لے

سوئے رنج پیر کامل نقب زان

کمال شیخ کے خزانے کی طرف سداغ کرے

جانب مہمان و مسجد بازراں

مہمان اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہمان بگوو آں ماجرا

مہمان کا قصہ اور وہ سرگذشت بیان کر

کارِ سحر نیست گودم میزند

جادو کا یہ کام ہے کہ وہ چھونک مانتا ہے

آنچنین سدا درون تست برتر

ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اندلاں عالم کہ ہست ایں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جادو ہیں

اندلاں صحرا کہ رست ایں زہر تر

جس جنگل میں یہ تازہ زہر آگاہ ہے

گویدت ۲ تریاق از من جو سپر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے

گفت او سحرست ویرانی تو

اس کی گفتگو جادو ہے اور تیری جہاں ہے

گفت پیغمبر گران فی الیساں

پیغمبر نے فرمایا بے شک بیان میں

لیک ۳ سحرے دفع سحر ساراں

لیکن وہ جادو جو جادوگوں کے جادو کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء و اصفیاست

وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفسِ دول گریز

خلاصہ یہ ہے کہ کینہ نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے

بَس دازست ایں سوئے آغازاں

یہ بہت لمبی بات ہے، شروع کی طرف چل

زین گذر گن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

۱۔ کار سحر۔ جس طرح جادو بظاہر تبدیل حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفسِ لایم میں بدل ڈالتا ہے۔ آنچنین نفسِ لایم سے ڈال کر ایمان میں جادوگری کرتا ہے۔ اندلاں۔ نفس کی اس جادوگری کا یہ علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کر لے۔ اندلاں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرما دیا ہے۔

۲۔ گویدت۔ وہ اولیاء اللہ تجھے اپنی طرف ہمارے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نفس کی باتیں جادو اور دہرائی ہیں۔ ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضرت نے گفتگو کو جادو سے تیرے فرمایا ہے۔

۳۔ لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگوں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی ماضی تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگانِ دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ رنج۔ یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کر لے۔

مکرر کردن عاذلاں پندرا برآں مہمل مسجد مہاں کش
مہمان کو بد ڈالنے والی مسجد کے مہمان کو طاعت گاہ کا مکر نصیحت کرنا

ہیں مکن جلدی ابروے بولکرم مسجد و ملا مکن زیں مہتم
خبردار لے بھلے آئی بھادی نہ دکھا ہمیں اور مسجد کو مہتم نہ بنا
گر بگوید دشمنے از دشمنی آتشے درما زند فرداؤنی
اگر دشمنی سے کئی دشمن کہہ دے گا تو کینہ کل کو ہمیں آگ میں پھونک دے گا
کہ بتا سانید اُورا طلبے مسجد کے بہانہ مسجد او بُد سلاکے
کہ اس کا کپی ظالم نے کھلا گھوٹا ہے مسجد کے بہانے سے وہ اچھا خاصہ قبا
تا بہانہ قتل بر مسجد نہند چونکہ بدنام ست مسجد او جہد
تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے چنگ مسجد بنام ہے وہ چھوٹ جائے گا
جہنمے بر ملہ اے سخت جاں کہ نہ ایم ایمین ز مکر دشمنان
اے جاکشا ہم پر تہمت نہ رکھ کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں
ہیں برو جلدی ملکین سود اپز کہ خیال ۲ پیمود گرووں را بگو
خبردار بھادی نہ کر خیال پلاؤ نہ پکا کیونکہ آسمان کو گرز سے نہیں ناپا جا سکتا
چوں تو بسیاراں بلا فیدہ ز بخت ریش خود برگند یک یک لخت لخت
تھ چھپے بہت سوں نے نصیب دی کی شئی مادی ہے ہر ایک نے اپنی مادی کا ایک ایک بال نوجا ہے
ہیں برو کوتاہ گن ایں قیل ۲ و قال خویش و ما را در میفکن در و بال
خبردار چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

۱۔ جلدی۔ بھادی بگوید۔ یعنی
فحش کے یہاں شکایت کر دے گا۔
۲۔ کینہ۔ تاساں تاساں تاساں۔ گلا
کھونٹک یہ شعر اور اگلا شعر چقل خور کا
مقلوب ہے۔
۳۔ کہ نکال۔ جس طرح آسمان
کی گرزوں سے پائش کرتا ہے وہ
خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں
سونے کا خیال ہے وہ۔ چل تو
نصیحت کرنے والوں نے مہمان
سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی
خوش نصیبی کی شئی مادی ہے اور پھر
شرمندہ ہوئے ہیں۔
۴۔ قیل و قال۔ بحث و مباحثہ۔
۵۔ نگہبان۔ کھولا۔ کوسں نمودی۔
یعنی سلطان محمود غزنوی کا نائب جیم۔
۶۔ پائے ام۔

جواب گفتن مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارس
مہمان کا ان کو جواب دینا اور مثل دینا سمجھتی کے رکھ والے کی
رکشت بباںگ دُف از رکشت آں اشرے را کہ کوسں
دھول کی آواز سے اس لٹ کو سمجھتی سے بھاگنے کی جس کی پشت پر
محمودی بر پشت اُوزدندے
رکھ کر محمودی غازی کو بچاتے تھے

گفت اے یار ازاں دیواں نیم کہ ز لالوے ضعیف آید یم
اس نے کہا دوستو! میں بہتوں میں سے نیم ہوں کہ ایک لالوے سے میرا قدم کزہ پڑے

طبلکے در دفع مرغاں میزدے
پرندهاں کو اڑانے کے لئے ایک ذلی بجاتا تھا
کشت از مرغان بد بخوف گشت
کھیتی شریر پرندهاں سے بے خوف ہو جاتی
برگذر ز داں طرف خیمہ عظیم
گنڈا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا
نہ و فیروز صفدر مُلک گیر
لگایا کاہلاد مغضوب کو جاگ کرنے والا ملک کو گھسنے والا
بخشی بد پیشتر و ہچموں خروں
آگے چلے والا بخشی نسل کا تھا مرغ کی طرح
می زند اندر رجوع و در طلب
بجاتے تھے ' رلاگی اور واپسی پر
کوک آں طبلک یزد در حفظ بر
رہ گھیل کی حفاظت کے لئے بچے نہ وہ ذلی بجاتی
بخشی طبل ست وبا آنت خو
فدے کا لوث ہے اور اس کو اس کی عادت ہے
کہ گشد او طبل سلطان پیست کفل
کیونکہ وہ باڑا کا میں گنا فدا اٹھاتا ہے
جان من نویگہ طبل بلا
میری جانب مصیبت کے فدا کی فدا خانہ ہے
پیش آنچہ دیدہ است این دیدہا
اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے
کز خیالاتے دریں رہ بیستم
کہ خیالات کی چیز سے اس واسطے سے باز رہوں
نکل چو اسماعیل آزلام رسر
بلکہ حضرت اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

کو کے کو حارس کشتے ابدے
ایک بچہ جو کھیتی کا رکھلا تھا
تا زمید مرغ لال طبلک ز کشت
حتی کہ پند اس ذلی سے کھیتی سے اڑ جاتے
چونکہ سلطان شاہ محمود کریم
جب شاہ سلطان محمود کریم
با سپاہ ہچمو استارہ اشیر
ایسے لشکر کے ساتھ جو آسمان کے ستاروں کی طرح تھا
اشترے بد کو بدے خمال کوس
ایک لوث تھا جو فدا اٹھانے والا تھا
بانگ کوس و طبل بروے روز و شب
رات دن فدا ' اور دھول اس پر
اندر اں مززع در آمد آل شتر
وہ لوث اس کھیت میں آ گیا
عاقلے ۲ گفتن مزن طبلک کہ او
ایک عقلمند نے اس سے کہا ذلی نہ بجا کیونکہ وہ
پیش اوچہ بود تبوراک تو طفل
اپنی کے سامنے تجھ لڑکے کی ذلی کیا ہے
عاشق من گشتہ د قربان لا
میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں
خود تبوراک سب این تہدیدہا
یہ ڈروے ذلی ہیں
لے حریفان من از انہا بیستم
اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں
من چو اسماعیل نام بے خذر
میں اسماعیل کی طرح غرر ہوں

۱۔ کشت۔ کھیتی۔ طبلک۔ چھوٹا
طبل۔ ذلی۔ اشیر۔ اجرام فلکیہ
آسمان۔ صفد۔ صف۔ حسن۔ بخشی۔
اس نسل کا لوث جو سخت لہرے عربی
لوثی اور کھیتی لوث سے پہلی کی یہ سرخ
رنگ کا عظیم لوث لوث ہوتا ہے
خمال۔ اٹھانے والا۔ مززع۔ کھیت
نہ۔ گھیل
۲۔ عاقلے ایک عقلمند نے بچہ کو
سمجھایا کہ اس لوث کے بھاگنے کے
لئے ذلی بجانا پکارا ہے یہ فدا کا
لوث ہے اور فدا سننا اس کی عادت
ہے۔ تبوراک۔ کھلنا جو باغ میں
چڑیوں کو اڑانے کے لئے باندھا جاتا
ہے ذلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاشق۔ یہ
عاشق کا مقولہ ہے لا۔ یعنی عدم۔
لوتکہ۔ فدا خانہ
۳۔ خود۔ یعنی تہدیدیہ دیکھیں
جو مسجد میں سونے پر مجھوے ہے
ہو ان مصائب کے مقابلہ میں روز
میں جمیل چکا ہوں شامی فدا کے
مقابلہ میں ذلی جیسی ہیں۔ کز۔
خیالات۔ مسجد کے سونے میں جو
خیالات تم پیش کر رہے ہو۔
اسماعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقان خدا جو راہ
خدا میں حضرت اسماعیل کی طرح
جان دیدیئے سے حق نہ کریں۔

فارغ از طمطراق لہ واز ریا
 میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں
 گفت پیغمبرؐ کہ جادفی السلف
 پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض
 ہر کہ بیند مر عطارا صد عوض
 جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے
 مج ملے در بازار زان گشتند بند
 تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں
 زہ در انبا نہا نشستہ منتظر
 ہر شخص دہپہ تھیلیوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے
 چوں بہ بیند کالہ در رخ بیش
 جب کسی سلمان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے
 گرم زان ماندست با آل گوندید
 ہر گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا
 چمنیں علم و ہنر ہائے و حرف
 یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے
 تا بہ از جاں نیست جان باشد عزیز
 جب تک کہ جان سے زیادہ میل نہ ہوں جان پائی ہوئی ہے
 لعبت مردہ بود جاں طفل را
 مردہ گنیا بچے کی جان ہوتی ہے
 ایں تصویر ویں خیل لعبت ست
 یہ تصویر اور یہ خیل گنیا ہے
 چوں طفلی رست جاں بخد ووصال
 جب جان بچھن سے نجات پاگئی مائل ہو گئی

قُلْ تَعَالَوْاْ گفتم جانم رلیا
 اس نے قُلْ تَعَالَوْا میری جان کے لئے کہا ہے کہ آ جا
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ يَّقِيْنَ بِالْخَلْفِ
 دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا
 زود در بازو عطار ازین غرض
 اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے
 تلجُو سُوْد افتاد مالِ خود وِمنند
 تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں
 تاکہ سُوْد آید ببدل آید مُصَر
 خرچ کر دینے پر مصر ہے تاکہ نفع آئے
 سن زد گردو عشقش از کالائے خویش
 اپنے سلمان سے اس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے
 کالہائے خویش را رخ و مزید
 اپنے سلمان کا نفع اور بڑھاتا ہے
 چوں ندید افزوں از انہا در شرف
 جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کچھ نہ دیکھا
 چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
 جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچھو ہو جاتا ہے
 تا گشت او در بزرگی طفل را
 جب تک کہ بڑائی میں پیدا کرنے والا نہ بن جائے
 تا نو طفلی پس بدانت حاجت ست
 جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے
 فارغ از حس ست و تصویر وخیال
 حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

۱۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ فتن
 عطا کراؤ آپ کہہ دیجئے آجادیات
 قرآن میں لئی جگہ آئی ہے اور ہر جگہ
 جاؤ کہ خطاب مختلف لوگوں کے لئے
 ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے
 فرما دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب
 میری جان کے لئے ہے کہ تو آ جا
 جاتے انسان جو کچھ کی غریب کو عطا
 بسا اوقات اس کے دینے میں اس
 کے پیش نظر صرف اس غریب کی
 حاجت کو رہ کر رہتا ہے اور بسا
 اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا
 ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلہ
 آخرت میں عطا فرمائے گا یہ دوسری
 صحت و سچا صحت سے بہتر ہے
 حدیث شریف میں ہے جَوْنُ
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ يَّقِيْنَ بِالْخَلْفِ یعنی
 قرض دینے میں اس شخص نے جو
 کرم کیا جس نے آخرت کے اجر کا
 یقین کر کے قرض دیا ہر کہ جس
 شخص کا اجر آخری یقین ہوتا ہے وہ
 بہت جلد عطا بخش کرنا ہے
 ۲۔ جملہ دنیاوی کامد میں بھی نفع
 کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے
 ہیں۔ نہ سنا جرحی میں دوسرے میرے
 ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا
 منتظر رہتا ہے چلے بیند کالہ دلی
 آئی کہ جب نفع نظر آتا ہے پھر اپنا مال
 خرچ کرنے میں اس کو کوئی تامل نہیں
 رہتا ہے گرم اپنا مال جمع کرنے میں
 اس وقت تک گرم ہے جب تک کہ
 اس کو نفع کی امید نہیں ہے
 ۳۔ چمنیں۔ علم و ہنر میں جب
 انسان کو صرف نظر آتی ہے انسان جان
 پر کھیل کر حاصل کرتا ہے لیز۔ تیل
 ہے یعنی بچہ لعل۔ کھلنا۔ کڑا۔ بند
 گوشت یعنی انسان جب لیز چوڑے

سے بچ رہتا ہے تو اونچی چیز پر اکتفا کر لیتا ہے طفل۔ بچہ کہ جتنے دلا اس تصور یہ تصورات کی دنیا جب تک ہی پائی ہے
 جب تک حصول حاصل نہیں ہے حصول کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

۱۔ نیست یعنی حقان محمد ماری کی
کچھ میں آسکتے ہیں جس کا قصدا
ہے بفاق یعنی وہ لوگ جو میرے
اس بیان کے موافق ہوں۔ مال و تن
یہ پھر اس عاشق مہمان کا مقصد شروع
ہوا ہے اللہ قرآن پاک میں ہے
لَنْ يَكُونَ الْفِتْنَى مِنَ الْفُتُونِ
فَقَسَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى لَمْ يُوَسِّمْهُمْ سَعًا
کی جانیں خرید لی ہیں۔ برفہا یعنی
انسان کو اپنی جان اور مال اس وقت
تک پیدا ہے جب تک اس کو ان کی
اس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ
تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۲۔ دل و عجب۔ حقیقی چیز کے
بارے میں ممکن ترقی کر کے یقین کا
مرتبہ حاصل کر لینا ہے لیکن بعض
انسان صرف اجر اخروی کے بارے
میں ممکن کے کھجور پہنچتے ہیں اور ان
کو یقین کا کھجور حاصل نہیں ہوتا۔
حالانکہ دنیاوی امور میں ہر ممکن ترقی
کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے
چوں کہ مولانا کی تحقیق کے مطابق
ابتدا کی چیز کا علم حاصل ہوتا ہے پھر
وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی
کے لئے یقین کا مرتبہ حاصل کر لینا
ہے مشق آدھو۔ علم کی چیز کے
ذوق اور لا ذوق میں سے کسی ایک
جانب کو مختار ترجیح حاصل ہو جائے تو
علم کہا جاتا ہے علم سے مراد وہ جہل
انتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو یقین
اس علم کا بت کو کہیں گے جس کے
ازالہ کی کوئی راہ پائی نہ رہے عیاں
مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی درجہ
علم ہے کا ہے پھر علم کا مرتبہ ہے اور
اس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور
یقین کے بعد مشاہدہ کا کھجور ہے۔

تن زدم واللہ اعلم بالوفاق
میں عاشق ہو گیا اور خدا صافقت کرنے والوں کو کیا ہوا جانتا ہے
حق خریدار ش کہ اللہ اشتروی
اللہ تعالیٰ ان کا خرید ہے کیونکہ نے خرید لیا ہے
کہ توئی در شک یقینے نیست
کیونکہ تو شک میں ہے تجھے یقین نہیں ہے
کہ نمی پرد بہ بستان یقین
جو یقین کے باغ کی طرف پہنچ نہیں کرتا ہے
می زند آند خرید بال و پر
جو بھڑا کی طرف بال و پر پھڑ پھڑاتا ہے
مر یقین را علم اوپو یا شود
اس کا علم یقین کی طرف ہوتا ہے
علم کمتر از یقین و فوق ظن
علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے
وال یقین حویائے دیدست و عیاں
اور یقین دید اور مشاہدے کا طالب ہے
از پس کلا پس لو تعلمون
کلا کے پیچھے لو تعلمون کے پیچھے
گر یقین بودے بدیدندے بحیم
اگر ان میں یقین ہوتا تو وہ دھڑک کا مشاہدہ کر لیتے
آچنای کر ظن ہی زاید خیال
جس طرح ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے

نیست احرم تا بگویم بے نفاق
عزم نہیں ہے تاکہ بغیر نصیحت کہہ دوں
مال و تن برف اند ریزان فنا
مال اور جسم برف ہیں جو فنا ہے پگھل رہے ہیں
برفہا زان از ثمن اولیست
تیرے لئے برف عوض سے زیادہ بہتر ہے
وینکب ظنئے ستہ تلے میں
اے ذلیل! تجھ میں یہ عجب ظن ہے
ہر گمال تہ یقین ست اے پسر
اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیسا ہے
چوں رسد در علم پس برپا شود
جب وہ علم کے کھجور میں آ پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے
زانکہ هست اند طریق مقتضی
چونکہ آزمائے ہوئے طریقے میں
علم جویائے یقین باشد بدال
سمجھ نے علم یقین کا طالب ہوتا ہے
اند س الھکم بخوایں راگوں
سو الھکم میں اس کو تلاش کر لے
می کشد داش بہ بنیش اے علیم
اے علم مالے علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے
دید زاید از یقین بے استہال
مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے

سے اندھا تھا کہ۔ سوہ کار میں فرمایا ہے کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم یقین
تسرون السجود ثم تسرونها عن یقین۔ تم ضرور جان لو گے پھر تم ضرور جان لو گے کہ تم یقینی طور پر جان لو گے
ضرور دوزخ کو دیکھ لو گے پھر تم میں یقین سے اس کو دیکھ لو گے اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ تک اور ظن کے بعد علم کا
ہو جاتا ہے اور علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم یقین کے بعد مشاہدہ کا کھجور ہے اور اس کو کلا یعنی کلا سوف
تعلمون ثم کلا سوف تعلمون میں۔ لو تعلمون یعنی کلا لو تعلمون علم یقین۔

اندر اَلْهٰکُمْ بیاں ایں ہیں
 سہ اَلْهٰکُمْ میں اس کا بیان دیکھ لے
 از گماں و از یقین بالا حرم
 میں گمان اور یقین سے بالاتر ہوں
 چوں دہانم خورد از حلوائے او
 جبکہ میرا منہ اس کا حلوا کھا چکا ہے
 پانہم گستاخ چوں خانہ روم
 میں جبکہ گستاخ ہوں تو بے دلی سے مدد کرتا ہوں
 آنچہ گل را گفت حق خنداش کرد
 جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اس کو کھلتے کر دیا
 آنچہ زد بر سر و قدش راست کرد
 وہ جو سر پر تازل کی اور اس کا قد سیدھا کر دیا
 آنچہ نے را کرد شیریں جان و دل
 وہ جس نے گئے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا
 آنچہ لڈو را چنناں طرز ساخت
 جس نے امد کو ایسا لکھلا بنایا
 مر زباں را داد صد فسوگر
 جس نے زبان کو سو جلا سکھائے
 چوں در زراو خانہ باز شد
 جب اعلیٰ خانہ کا دروازہ کھلا
 بر دم زد تیر و سودائش کرد
 اس نے میرے دل پر تیر لگا لیا اور بخون بنا دیا
 عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست
 میں اس کا عاشق ہوں کہ ہر ملکیت اس کی ملکیت ہے
 من تلافم در بلائم ہجو آب
 میں شنی نہیں ملتا ہوں اور اگر ملتا ہوں تو پانی کی طرح

کہ شہد اعلم اَلْقِیْن عَنْ اَلْقِیْن
 کہ علم اَلْقِیْن میں اَلْقِیْن ہو جاتا ہے
 وز ملامت بر نمیرود سرم
 ملامت سے میرا سر نہیں چمکتا ہے
 چشم روشن گشتم و بینائے او
 میں روشن چشم اور اس کو دیکھنے والا بن گیا ہوں
 پانہ گرزانم نہ کورانہ روم
 نہ پاؤں کو گزانا ہوں نہ اندھا دھند چل ہوں
 بادل من گفت صد چنداش کرد
 میرے دل سے کہا اور اس کو سو گنا کر دیا
 وانچہ ازوے زگس و نرسین خورد
 اور وہ جو اس سے زگس اور نرسین نے حاصل کی
 وانچہ خاکی یافت زو نقش چگل
 اور وہ جس سے خاکی نے چگل کا نقش حاصل کر لیا
 چہرہ را گلگونہ و گلزار ساخت
 چہرے کو سرخ اور گلزار بنایا
 وانکہ کان را داد زر جعفری
 جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا
 غمزہائے چشم تیر انداز شد
 آنکھ کے غمزے تیر انداز بنے
 عاشق شکر و شکر خائیش کرد
 شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا
 عقل و جان جاند یک مرجان اوست
 عقل اور جان اس کے لب سے جاند ہے
 نیست در آتش کشی ام فطر اب
 آگ بجھانے میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے

۱۔ کہ شہد یعنی قسرون العجیم
 شہد قسرون تھا عن اَلْقِیْن بالترجمہ
 یعنی شاہد کے کاہن حاصل ہے
 ملامت لب کی شہد تک سے اس
 کا ازلہ نہیں ہو سکے گا چوں
 دہانم جبکہ مجھے شاہد حاصل ہو گیا
 ہے پانہم جبکہ انسان کو اپنے مکان
 کے بارے میں علم شاہد حاصل ہوتا
 ہے وہ کسی شک و شبہ کی بنیاد پر اس
 میں داخل ہونے سے نہیں رک سکتا
 آنچہ اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات ان
 چیزوں پر پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی
 ہیں۔

۲۔ بر سر۔ اب مجھ میں سردی
 سیدھاں اور زگس کا سا مشابہہ اور
 نرسین جیسی خوشبو پیدا ہو گئی ہے
 نے میرا دل گئے کی طرح شیریں
 ہے چگل۔ ترکستان کا مشہور شہر
 ہے جس کے باشندوں کا حسن اور تیر
 اندازی مشہور ہے طرز۔ تیز زبان کہ
 کث۔ زر جعفری۔ جعفر برقی کے
 زائے کا سونا خالص تھا۔ زراو خانہ
 السلخانہ

۳۔ بر دم۔ جبکہ اس قدر تجلیات مجھ
 پر ہیں تو اب میں اس کا عاشق ہوں۔
 کہ ہر آن۔ تمام ملکیتیں اللہ کی ہیں
 اور ہر جان و عقل اس کے ہونٹ کا
 عطیہ ہے مرجان۔ مونا کی پہلی لب
 معشوق مراد ہے۔ بلائم۔ اگر میں
 شنی بگھڑاں تو وہ بھی دانی ہے۔

چول بند زوم چول حقیقہ مخزن اوست
میں کیسے چاسکا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے
سخت زو باشد نہ نیم اورا نہ شرم
وہ میکر ہو گا ' پس کو نہ ڈر ہو گا نہ شرم
گشت زویش حصم سوز و پردہ در
اس کا چہرہ روشن کھلانے والا وہ پردہ ہی کسے کھلا رہتا ہے
یک سوارہ کوفت برجیش شہاں
اس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی ہے
یک تنہ تنہا بزد بر علی
تنہا ایک جہاں پر ٹوٹ پڑا ہے
اوتر سد از جہاں پر کلون
وہ وسیلوں بھرے جہاں سے نہیں دوتا ہے
سنگ از صُنعِ خدائی سخت شد
پتھر خدائی کا رنگی سے سخت ہوا ہے
زائے شال کے ہترسد انتصاب
تصانی ان کی کثرت سے کب دوتا ہے
خلق مانند رَمہ او ساعی ست
حلقو ریوڑ اور وہ ان کی بھلائی کے لئے کوشش ہے
لیک شال حقیقہ یوڈ از گرم و سرد
ہاں وہ اچھے برے سے ان کا تمیز ہوتا ہے
وال ز مہرست آنکہ دارو برہمہ
وہ اس مہرست کی وجہ سے ہے جو اس کی سب پر ہے
گر خرا غمگین گنم غمگین مشو
اگر میں تجھے غمگین کروں تو غمگین نہ بن
تاکت از چشم بادل پنہاں گنم
تاکہ تجھے بادل کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

چول بند زوم چول حقیقہ مخزن اوست
میں کیسے چاسکا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے
ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم
جو صبح کی جہ سے گرم کر دلا ہو
بچو زوئے آفتاب بخذر
غدر صبح کے چہرے کی طرح
ہر پیمر سخت زو بد در جہاں
دنیا میں ہر پیغمبر بہاد ہوا ہے
رو گمرانید از ترس و غم
اس نے کسی غم اور ڈر سے منہ نہیں منڈا ہے
سنگ باشد سخت زو چشم شون
پتھر سخت رو ' اور غدر ہوتا ہے
کال کلون از پشت زن یک لخت شد
ڈھیلا اینٹ پاتنے والے سے مجسم بنا ہے
گوسفندال اگر یروں انداز حساب
بکیں اگرچہ شد سے باہر ہوں
تُکَلِّمُ راع نبی چول راعی ست
تم سب رو ہو ' نبی گلہ بان کی طرح ہے
از رَمہ چوپاں نترسد در زمر د
مقابلے میں گڈریہ ریوڑ سے نہیں دوتا ہے
گرزند با ننگ ز قہر او بر رَمہ
اگر وہ فصہ سے ریوڑ پر چلتا ہے
ہر زماں گوید بگو شم بخت تو
نئی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے
من خرا غمگین و گریاں زماں گنم
میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے بتاتی ہوں

۱۔ چول بند زوم۔ جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو اب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر چیز پر انہماک ہو چکا ہے کہ قرب الہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ غر ہو جاتا ہے شہاں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ سنگ انہماک پتھر کی طرح ہیں اور عاشقین و سیلوں کی طرح ہیں۔ کلون ڈھیلے کی تختی انسان کی کارنگی ہے۔ پتھر کی تختی خدا کی کارنگی ہے۔ ۲۔ گوسفندال۔ عاشقین۔ بکریاں ہیں اور انہماک۔ بھول۔ قصاب کے قلم۔ نبی۔ ممتاز۔ چاہے کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہی حال ہر ذمہ دار کا ہے اور وہ اگر بکریاں سرکشی کریں تو قصابی ان سے خوف نہیں کھاتا ہے۔ ۳۔ گرزند اگر نبی قوم پر ہٹاؤں بھی ہوتا ہے تو اس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے ہر زماں۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقلد شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ شہادت دیتا ہے کہ تم سے ممکن نہ تھا اس میں تیرے مفاد مضمر ہیں تاکہ تیرا کڑو

تسخ گردانم ز غمہا خوئے تو
غموں کی جہ سے میں تجھے بد مزاج بناتی ہوں
تا بگرود چشم بد از روئے تو
تا کہ نظر بہ کو تیرے چہرے سے واپس کر دوں
نہ تو صیادی نہ جو یائے منی
کیا تو میرا شکاری ہو میرا طالب نہیں ہے
حیلہ اندیشی کہ در من در ری
تو تعمیر سوچتا ہے کہ مجھ تک پہنچے
چارہ می جوید پئے من درد تو
تیرا مد میرے دل کی تعمیر تلاش کرتا ہے
من تو انم ہم کہ بے ایں انتظار
میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے
تا ازیں گردابِ دَورِاں دارھی
تا کہ تو دانے کے اس بھند سے نکل جائے
لیک شیرینی و لذاتِ مقر
لیکن منزل کی مناس ہو لذتیں
ہر چہ آساں یافتی آساں دہی
تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دے دیتا ہے
آنگہ از شہرِ روز خویشاں بر خوری
بہن ہو شہر سے تو اس وقت فائدہ اٹھائے گا
وز بلاہا رو مگرداں اے جواں
اے جواں! مصیبتوں سے من نہ موڑ

تمثیل ۳ گر تختِ مومن و تعجیل و بے صبری او در بلا باضطراب
مصیبت میں مومن کے بھاگنے ہو اس کی علت ہو بے صبری کی مثل دینا چنے
و میقرای نخود دیگر حوائج در جوش دیگ و بر دیگ بر دودین
ہو دھری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ ہو دیگ کے اوپر کو بھاگنے
تا بیروں جہد و منع کردن کد بانو اُورا
کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اس کو روکنے کے ساتھ

انے تو عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق ہے تو مجھے میری مرضی پر راضی رہنا ہے چلے۔ تو میرے وصال کی تدبیر میں کرتا ہے۔ اور وصال کے لئے تکلیف میں مبتلا ہو کر شغلی آہیں بھرتا ہے۔ من تو انم میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا وصال عطا کر دوں۔
۲ ایک تجھے جو تکلیف پہنچا رہی ہیں وہ تیرے فتنے کے لئے ہیں۔ سفر میں انسان زیادہ محکم ہے۔ اقامت کی لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر چہ جو مقصد بلا امت حاصل ہوتا ہے اس کی انسان قدر نہیں کرتا۔ آنگہ و دن ہو عزیزوں کی لذت سز کی تکلیفوں سے بڑھتی ہے۔ وہ بلا بلا لہذا وصال کے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ مصاب برداشت کرے گا اسی قدر وصال کی لذت میں اضافہ ہوگا۔
۳ تمثیل۔ اس مثال سے یہ سمجھنا مقصود ہے کہ مصاب اور جدلات سے ہی جھیل ہوئی ہے۔ کد بانو گمر کی مالک۔

درِ خود بنگر کہ اندرِ دیگر پُوں
پنے کو دیکھ کر ' ' دیک میں کیا
ہر زمانے می برآید وقتِ جُوش
جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلا ہے
کہ چرا آتشِ بھمن دمی زنی
کہ تو کہیں مجھ میں آگ لگلا ہے
می زند کفلیز کذبانو کہ نے
بی بی کفلیز چلائی ہے ' کہ نہیں
زاں نگو شام کہ مکروہ منی
میں تجھس لے جوشِ کدہ دے ہی ہوں کہ مجھے پسند ہے
تا غذا گردی بیامیزی بجاں
تا کہ تو غذا بنے ' جان میں مکمل ل جائے
آبِ می خودی بہ بُستالِ سبز و تر
تو سبز و تر کہ باغ میں پانی پیتا تھا
رجتمش سلیق بدست از قہر زان
اس کی رحمت قہر سے ہی لے پہلے ہے
رجتمش بر قہر زان سابقِ شُد دست
اس کی رحمت اس کے قہر سے ہی لے پہلے ہے
زانکہ بے لذتِ نرود کم و پوست
کیونکہ گوشت و پوست بخیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے
زاں ۳ تقاضہ گریباید قہر ہا
اگر اس عشق کے قاضی سے مصیبتیں آئیں
باز لطفِ آید برائے عذر او
پھر اس کی غصہ خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے
باخود گوید جرمیدی در بہار
وہ ہے کہ کبھی ہونے موسم بہار میں خوب چاہے

می جہد بالا چو شد ز آتش زبوں !
لوہ کو اکھٹا ہے جب آگ سے عاجز آ جاتا ہے
بر سرِ دیگر و بر آرد صد خروش
دیگر پر ' ' لہر سینکڑوں جھپٹا جاتا ہے
پُوں خریدی پُوں نگو من میانی
جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیس مجھے لودھا کرتی ہے
خُوش بخُوش و بر مجہ ز آتش گئے
خوب جوش کھا اور آگ چلائے والے سے نہ بھاگ
بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی
بلکہ اس لئے کہ تجھ میں ذائقہ لذت پیدا ہو جائے
بہرِ خواری نیست ایں اِحتال
یہ آتشِ تیرے ذیل کرنے کے لئے نہیں ہے
بہرِ اس آتشِ بدست آں آخور
' ' پانی پیتا ہی آگ کے لئے تھا
تا ز رحمت گردد اہل اِحتال
تا کہ رحمت کے ذریعہ آتش کے قابل بن جائے
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
تا کہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے
چوں نرود چہ گداز و عشقِ دوست
جبکہ نہ پیدا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو بکھلائے گا
تا گنی ایثار آں سرمایہ را
تا کہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے
کہ بکردی غسل و بر جستی زجو
کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کو گویا ہے
رنجِ مہمان تو شُد نیکوش دار
رنج ' میز مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

۱ زبوں یعنی آگ کی گرمی سے
عاجز ہو کر اکھٹا ہے ضد خروش
ہاتھ میں کھنکھار کی آہیں آتی
ہیں کہ چل گیا زبان حال سے
بالکہ سے کہتا ہے کہ مجھے خرید کر لائی
تھی اب تو مجھے ذیل کر رہی ہے
کفلیز کفلیز آتش گئی۔ آگ
چلائے دلا زبوں یعنی میں تیرے
بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی
ہوں۔ تاغلا تجھے اس لئے جوش
دے رہی ہوں کہ انسان کی غذا بن
کر انسان کی جان بن جائے۔
۲ آب یعنی پانی اس مقصد
کے لئے اکھٹا کیا تھا۔ رجتمش۔
حدیث شریف ہے کہ رجتمش بہشت
غضبیبی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ میری رحمت میرے غضب سے
پہلے ہے تو رحمت غضب سے ہی
لے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ
سے اس کی ہوش ہو کر وہ اِحتال کے
قابل بن جائے۔ تا کہ رحمت ہی
کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل
ہوتی ہے۔ زانکہ رحمت کے ذریعہ
جو گوشت و پوست بنا ہے کہ نہ ہوا
عشق کس چیز کو بکھلائے گا۔
۳ زان۔ اگر عشق کی بنیاد پر
انسان پر مصیبتیں آتی ہیں تو وہ ان
مصائب میں ثابت قدم اور اِحتال
میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی
اس سے غصہ خواہی کرتی ہے اور اس کو
قرب وصال کی بشارت دیتی ہے
باخود گھر کی مالک بننے سے پہلے ہے
کہ تو نے رحمت خداوندی سے فیض
ماہل کیا ہے تو رنج بھی بخوش
برداشت کر۔

۱ تاکہ۔ رخ بھی اللہ کا بیجا ہوا
مہمان ہے اگر اس کے ساتھ ایسا نہ
قربانی کی جائے گی تو وہ شام کے بعد
میں جا کر تشریف رکھتا ہے بجائے
رخ پر شکر گزری ہے نعمتوں ہی سے
نہیں۔ شمع سے وصال ہو گا اور یہانی
بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس
کے مقابلے میں پیچ ہیں۔ من عظیم
بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو
میری طرح ہر حالت میں شکر گزری
کہ حضرت اسماعیلؑ نے حضرت
ابراہیمؑ کی اطاعت کی۔ قتی قتی قرآن
پاک میں حضرت ابراہیمؑ کا مقلد
منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اے
اسماعیلؑ میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر
حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا تھا کہ جو
آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور
وہ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو
گئے تھے۔ سریر میں میں تجھے ذبح
رہی ہوں لیکن یہ بظاہر تھا ہے اور
حقیقت تھا ہے۔

۲ نیکین۔ یہ سر اگرچہ نیکس اللہ
میں کٹ نہیں رہا ہے۔ باہمہ
ظاہری طور پر سر کاٹنے سے روضا
تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے اے
خود اس انتظار کے نتیجہ میں تیری اپنی
ہستی اور وجود ختم ہو جائے گا پھر تھا
باللہ حاصل ہو گا۔ انداز ہے کہ پہلی
حالت اگرچہ اس کے لئے خوشگامی
لیکن انتظار کے بعد کی حالت اس سے
بدتر ہے۔ بہتر ہے غذا بن جانے کے
بعد وہ انسانی جان و دل کے باغ کا
گل ہو جائے گا۔

۳ گردِ لب چہارتی کر کے
نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا
کیونکہ ہر حیوان بن گیا ہے شلب

پیش شہ گوید ز ایشان تو باز
باشانہ کے سامنے تیرے اندر کوکل کر بیان کرے
جملہ نعمتیں برد بر تو حسد
اور تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں
سَرَبَنہ اِنْسِی اَز اِنْسِی اَذْبَحْک
سر رکھنے میں نے غلب میں دیکھا ہے کہس تجھے ذبح کر رہا ہوں
تا بَرَم حَلَقَتْ اَسْمَعِیلُ وار
تاکہ اسماعیلؑ کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں
کَز بُریدہ گشتن و گشتن بَرِیست
جو کٹنے اور مرنے سے بری ہے
اے مسلمان! بایست تسلیم جُست
اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے
تَانہ ہستی وَنہ خود ماند خُرا
تاکہ تجھ میں اپنی ہستی اور خوبی باقی نہ رہے
تو گل بُستانِ جان و دیدہ
اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے
لَقْمہ گشتی و اندہ احیا آمدی
تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آگیا ہے
شیرِ بُوْدی شیرِ شُوْدِ پِشہبا
تو دودھ تھا اب کچھلوں کا شیر بن جا
وَرِ صَفَاتِش بازرو و چالاک و حُست
پھر تیرے اندر چستی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا
پس شُدی اوصاف و گردوں بُر شدی
پھر تو صاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا
تاکہ اہمہمان باز گرد و شکر ساز
تاکہ مہمان شکر کا کرتا ہوا لوٹے
تا بجائے نِعْمَتِ مَنعَم رَسد
تاکہ تیرے اس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا آجائے
مَن خَلِیْم تو پسرِ پِش بچک
میں ظلیل اللہ ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے
سَر بہ پیشِ قہر نہ دل بَر قرار
اہمہمان قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے رکھے
سَر بَرَم لیک ایں سَر آں سَرِیست
میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سرور سر ہے
لیک ۲ مقصود ازالِ تعلیم نُست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے
اے خُود می جُوش اندہ ابتلا
اے چنے آرائش میں جوش کما
اندہاں بُستان اگر خندیدہ
اگر تو اس باغ میں مسکلا ہے
گردِ ۳۱ از باغ آب و گل شدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے
شُو غذا و قوتِ اندہ شہبا
خیالات کی غذا اور ہاضی بن جا
از صَفَاتِش رُستہ واللہ نُحُست
خدا کی قسم تو پہلے اس کی صفات کے ذریعہ سے آگاہ ہے
زابر و خورشید وز گردوں آمدی
اب اور صبح اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

غذا انسانی بن کر انسانی افکار کی غذا بن جا۔ شوخدا۔ چنا پک کر انسانی افکار کی غذا بن جاتا ہے
انسانی جزو ہو جانے کی وجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاش۔ چنا
انسانوں کی صفات کی پیداوار تھا غذا بن جانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
زابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان تینوں چیزوں کے اثرات ہیں۔

۱۔ صفاتِ مستطاب۔ عمدہ صفات
یعنی انسانی صفات۔ ہستی حیوان
حیوان نباتات سے خفاک حاصل کر
لیتا ہے لہذا نباتات کی موت ان کی
ترقی کا سبب بنتی ہے قتلونفی یہ
منصور علاج کا قول ہے انہیں نے
فرمایا کہ اے یاد مجھے کل کر دو کہ
میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی
ہے جبکہ نباتات ہو گیا کہ موت ترقی کا
سبب ہے لہذا ان کا قول صحیح بات
ہو۔ بڑا شعرؒ کی وہ بازی جس
میں مقابل کے سب مہرے پٹ
جائیں صرف شہ بائی وہ جائے یہ
نصف بات ہے مات۔ بازی میں
شہا شعرؒ کا اس طرح گھر جاتا کہ وہ
زیچ ہو جائے یہی ہمارے ماست
آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت
کے بعد اسی زندگی ہے تو ثابت ہو گیا
کہ کل ہی میں زندگی مضمر ہے
مع فعل و قول۔ سچا فعل و قول
فرشتے کی غذا ان کر بلندی حاصل کر
لیتا ہے آنچنان ہی طرح نباتات
انسان کا جزو بن کر بلندی حاصل کر
لتی ہے اس طرح۔ یعنی یہ کون کونسی
فک کے بعد اعلیٰ مقام حاصل کرتی
ہے کہ وہ۔ انسانی رگوں کے
قافلہ عالم بالا سے دنیا میں کامیاب
کے لئے آتے ہیں اور قلع نقصان کا
کرہاں جاتے ہیں تو اس مقام
عالم بالا ہے۔ پس۔ جب دنیا سے
جائناں ہے تو خوشی ہے ہر خوشی و کرجہ
۳۔ زل۔ لیائی نے جے سے یہ
بھی کہا کہ میں تجھے نکالتا ہوں اس
لئے کہ تیری ہلاکت تیری ہی ہلاکت
جائے۔ زاب۔ جب انہر کا رخت
افردہ ہو جاتا ہے تو خضما پانی اس کو دیا
جاتا ہے اس سے اس میں جوش آ جاتا
ہے اس کی افسردگی افسردگی ختم ہو

آمدی در صورت باران و تاب
تو بارش اور چھپ کی صورت میں آیا
جزو شمس و ابر و انجم ہا بیدی
تو سورج اور ابر اور ستاروں کا جزو تھا
ہستی حیوان شد از مرگ نبات
نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے
پچوں چنین بر دلیست مارا بعد مات
جبکہ ہماری ہمارے بعد اس طرح کی جیت ہے
فعل و قول اصدق شد قوت ملک
سچا قول فعل فرشتے کی ریزی بنا
آنچنان کاں طعمہ شد قوت بشر
اسی طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا
اسی سخن را ترجمہ پہنا ورے
اس بات کا متصل بیان
کارواں دائم ز گروں می رسد
قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے
پس برو شیریں و خوش با اختیار
پس تو اپنے اختیار سے عمیق اور خوشی سے جا
زائ ۳۔ حدیث تلخ میگویم خرا
میں تجھے کڑی بات اس لئے کہتی ہوں
ز آب سرد انگور افسردہ زہد
خضیبے پانی سے ٹھنڈا ہوا گھر جوش مارنے لگا ہے
توزخی چونکہ دل پر خون شوی
تو چونکہ کڑھٹ سے پر خون دل دلا ہوتا ہے
می روی آند صفاتِ مستطاب
لب تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے
نفس و فعل و قول و فکر تہا عہدی
روح اور فعل اور قول اور افکار بن گیا
راست آمد اقتلون فی القات
سچ ثابت ہوا اے مقتول لوگو! مجھے قتل کر دو
راست آمد ان فی قتلی حیث
سچ ثابت ہوا بیشک میرے قتل میں زندگی ہے
تا بدیں معراج شد سوائے فلک
یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا
از جمادی بر شد و شد جانور
جمادات سے بلند ہو گیا اور جاندار بن گیا
گفتہ آید در مقام دیگرے
دوسرے مقام پر کیا جائے گا
جارت میکند وائی رَوَد
تاکہ تجارت کرے اور واپس جائے
نے بتلخی و کراہت دزد وار
نہ کہ چھوٹی کی طرح کڑھٹ اور ناگہلی سے
تاز تلخیہا فرو شویم خرا
تاکہ تجھ سے کڑھٹیں دو وہاں
سردی و افسردگی بیروں نہد
پھر سردی اور ٹھنڈی کو باہر نکال ڈالتا ہے
پس زلخیہا ہمہ بیروں شوی
پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائے گا



جانی ہے تو زنی لہذا تیرے لئے تلخ باتیں تیری تخیوں اور کردہ کی۔

ہر کمر او اند بلا صابر نشد
جو مصیبت میں صابر نہ بنا
فاریغ آئی گر جو ریزند خل
آں زماں شیریں شوی ہچوں عسک
اگر تجھ پر سر کہ واپس اور تو بے فکر رہے
اس وقت تو شہد کی طرح بیٹھا ہو گا
سنگ شکلی نیست اور اطوق نیست
خام و نا جو شیدہ جو بے ذوق نیست
جس کے گلے میں پٹنیں ہے وہ شکلی کتابیں ہے
کچھ اور جوش ندیا ہا سوائے بڑا اٹھ کے کچھ نہیں ہے

سمیل صابر شدن مومن چوں او بمر ستر بلا واقف شود
مومن کے صابر ہونے کی مثل جبکہ وہ مصیبت کے مار سے واقف ہو جائے

آں آشود گشت چنیں سستے ستی
اس چنے نے کہا اے بی بی اگر ایسا ہے
تو دیں جوش چو معمار منی
چنگہ تو اس جوش دینے میں میری قیصر کرنے والی ہے
ہچو پیلیم بر سرم زن زخم و داغ
میں آہی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ
تا کہ خود را درد ہم در جوش من
تا کہ میں اپنے جوش کھانے میں غوری کو دیدوں
زانکہ انسان در غنا طاشی شود
کیونکہ انسان بے غری میں سرکش بن جاتا ہے
پیل چوں در خواب بیند ہندرا
جب آہی خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے
عذر گفتن کذب او باخود و حکمت در جوش داشتن کذبانو خود را
بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

من چو تو مودم ز اجزائے زمیں
میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی
پس پذیرا گشتم و اند خوری
جب میں نے اتنی لباس پہنا
آں سستی گوید و را کہ پیش ازیں
وہ بی بی اس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے
چوں پوشیدم جہاز آذری
جب میں نے اتنی لباس پہنا

۱۔ ہر کہ مصائب پر مبر مقبولیت کا
سبب ہے فاریغ انسان میں جب
یہ بھاشت پیدا ہو جائے کہ باتوں
سے اس میں کئی پیمانہ ہو تو وہ شہد کی
طرح شیریں بن جاتا ہے سنگ
کے گلے کی مصیبت جمیل کر شکلی
بناتا ہے انسان مصائب کے ذریعہ
چنتہ ہو کر خوش واقف بناتا ہے

۲۔ آں آشود جب چنے کو یہ
احساس ہو گیا کہ مصائب جمیل کا
ذریعہ ہیں تو وہ مصائب بھاشت
کرنے پر خضعہ پیشانی سے راستی ہو
گیا۔ تو وہ تیری تکلیف رسائی
میری تکلیف کا سبب ہے تیری ایذا
رسائی اب میرے لئے راحت کا
سبب ہے۔ ہچو آہی ہندوستان کا
جانور ہے دوسرے ملک میں کچھ کر
جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا
ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے
پھر گس اس کو بھاشت بر لاتا ہے
۳۔ تاکہ یعنی ان مصائب اور
جھیلوں کے ذریعے سے میں آشوش
رمت میں رہا ہوں ہو جاؤں آں
ستی۔ اس بی بی نے چنے سے کہا کہ
میں بھی انی اجزاء سے بنی ہوں۔
چوں۔ میں نے تکلیف اور مصائب
بھاشت کے جب کبھی ہوں۔

مُدّتے! جوشیدہ اُم اندر زَمَن
ایک مدت تک میں نے زمنے میں جوش کھلیا ہے
زیں دو جوشش قوتِ حسبا شدُم
ان دو جوشوں سے میں حسوں کی طاقت بنی ہوں
دورِ جہادی کھتے زال می روی
میں جہاد کی حالت میں کتنی کٹاں سے غل ہوا ہے
چوں شُدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی پھر دوبارہ
از خدا می خواہ تازیں مُلکِ تہا
خدا سے دعا کر تاکہ ان ملکوں سے
زانکہ از قرآن بے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں
مرسن را نیست جرے اے عہود
اے سرکش! ری کا کوئی قصور نہیں ہے
جانبِ آں عاشق بیخویش راں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

باقی قصہ مہمانِ آں مسجدِ مہمان گش و شبّات و صدقِ عزم او
اس مہمان کو بلڈ ڈالنے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے املاہ کی سچائی اور جہاد کا قصہ

آں سے غریبے شہرِ سرِ بالا طلب
اس شہر کے پدوسی عالمِ بالا کے طالب نے
مسجدِ اگر کر بلائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کر بلا بنے گی
ہیں مرا بگزار اے بگویدہ یار
اے خنب دوست! خبردار! مجھے اجابت دے
گر شدید اندر نصیحتِ جبرئیل
اگر تم نصیحت کرنے کی جبرئیل ہو
گفت می چشمِ دریں مسجدِ اشب
کہا میں رات کو اسی مسجد میں سوئی گا
کعبہ حاجتِ روائے من شوی
تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گا
تارسن بازی کُسم معذور وار
تاکہ معذور علاج کی طرح والدِ رس کا خلیل کیلیں
می نخواہد غوثِ در آتشِ خلیل
تو آگ میں خلیل اللہ مدد نہیں چاہتا ہے

۱۔ مدتے ایک عرصہ تک خانگی مصائب اٹھائے اور بدنی بچا ہے کے ہیں مدائین مصائب کے بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے ہیں اور میں صاحبِ روح بن کر تیری استاد بنی ہوں۔ وہ جہادی یعنی میں جب جہاد سے ترقی کر رہی تھی تو کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ میں انسان کا علم و مفت بخوں۔ معنوی یعنی انسان چل شدی۔ اب جبکہ روح بن گئی ہوں تو روح حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہیے۔
۲۔ از غلبہ ترقیوں کے اس ذکر سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذاتی نہ ترقی نہ سمجھ لی جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا سے دعا کرنا کہ توحیح مطلب سمجھ سکے اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذاتی کا عقیدہ رکھتی ہے۔ زانکہ جس طرح قرآن سے کچھ کچھ ہم گمراہ ہوتے ہیں مشہوری سے بھی ہو سکتے ہیں۔ مرسن اس میں قرآن کا قصور نہیں بلکہ ان کی کہ باطنی کا قصور ہے۔

۳۔ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں مسافر تھا اور عالمِ آخرت کا طالب تھا۔ کر بلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہے حاجتِ دعا چونکہ اس کا صل مقصد ذاتی الذات تھا۔ منصوبہ حضرت علاج کو سولی دی گئی۔ گر شد ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیل نے آکر مدد کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

جبرئیل را کہ من آفرودختہ
 لے جبرئیل جا کہ میں جلا ہوا
 جبرئیل گرچہ یادی میکنی
 لے جبرائیل اگرچہ تو مدد کر رہا ہے
 لے براہ من بر آذر چاہکم
 لے بھائی میں آگ پر تیرا ہوں
 جان حیوانی فرزید از علف
 جیل جان جو چاہے سے بستی ہے
 گر نکشتے ۲ ہیزم او مٹھر بدے
 اگر وہ ایندھن نہ بنی تو چلتی
 بادِ سوزان ست اس آتش بدال
 سمجھ لے یہ آگ مشتعل ہوا ہے
 عین آتش وہ اشیر آمد یقین
 اصل آگ یقیناً کہ آتش میں ہے
 لا جرم پر تو نیاید اضطراب
 لاعلم پر تو بے چینی کی وجہ سے ناپائید ہے
 قلعت سے تو برقرار آمد بساز
 تیرا قلعہ سکون کی وجہ سے برقرار ہے
 زانکہ وہ پر تو نیاید کس ثبات
 اس لئے کہ سایہ میں کئی شخص لگا نہیں پاتا ہے
 ہیں وہاں بر بند فتنہ لب کشاد
 خبر وہ منہ بند کر لے فتنہ نے لب کشائی کی ہے
 فتنہ زادو کرد عالم را خراب
 فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے
 چوں مراتب گردِ دلہا تنگ شد
 جب حقیقت دلوں کے چادریں طرف تک ہو گئی ہیں

بہترم چوں اعود و عنبر سوختہ
 بہتر ہیں جیسا کہ جلا ہوا عود اور عنبر
 چوں براہ پاسداری میکنی
 اور بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے
 من نہ آں جانم کہ گرد و پیش و کم
 میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے
 آتشے بود اوچو ہیزم شد تکلف
 آگ ہے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے
 تا ابد معمور و ہم علمر بدے
 ابد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی
 پر تو آتش بودنے عین آں
 آگ کا پر تو ہے نہ کہ بھینہ آگ
 پر تو و سایہ و دست اندر زمیں
 زمین میں اس کا پر تو اور سایہ ہے
 سوئے معدن باز میگردد شباب
 جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے
 سایہ ات کو تہ دے یک دم دراز
 تیرا سایہ کبھی چھٹا ہے کبھی مٹا ہے
 عکسها واگشت سوئے اتمہات
 عکس، حلوں کی طرف لوٹ جاتا ہے
 خشک آر اللہ اعلم بالرشاد
 تغافل برت، خدا مافی کو زیادہ جانتا ہے
 شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
 مشرق اور مغرب بے چینی میں جلا ہو گئے ہیں
 ہر یکے بادِ مگرے در جنگ شد
 ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

۱۔ چوں اعود اور عنبر کے جلنے پر خوش ہو سکتی ہے جبرئیل۔ جبرئیل سے اس جان کو صحت کرنے والے مراد ہیں اور عین سے مراد وہ مہمان ہے۔ لے براہ مہمان صحت کرنے والے سے کہتا ہے کہ میری روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں گھٹوا اور بڑھاؤ ہوتا ہے۔ جان حیوانی۔ حیوانی روح خدا سے بستی ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ گر نکشتے۔ اگر انسانی جان آتش شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو وہ خوب چمکے چمکے خود بخود مٹ جائے گا۔ اور دوسروں کو بھی مٹوانے لے گا۔ مولانا آتش غضب و شہوت کے قانی ہونے کو کسی آتش کے قانی ہونے سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ کہ آتش کا پر تو ہے پر تو اور سایہ ناپائیدار ہوتا ہے۔ معدن۔ یعنی کربہ آتش۔

۳۔ قلعت۔ قلعہ۔ اس دنیا کی آگ کا آتش کہ کا پر تو اور ناپائیدار ہونا اس طرح سمجھا جیسا کہ انسان کا قلعہ اس کا سایہ عکس۔ پر تو اور سایہ اصل کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ مولانا کی مشوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ فتنہ۔ ہوا۔ شہوت کے کا فتنہ۔ چوں مراتب۔ مشوی کے عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی نہیں ہے اس لئے جگہ جگہ میں جلا ہو گئے ہیں۔

گفتگو بسیار شد خاش خُدم مسئلہ تسلیم کرم تن زدم
 بیان بہت ہو گیا میں چپ ہو گیا میں نے بات بیان کی میں خاش ہو گیا
 اور تو گوئی موجب فتنہ چہ بود باز گویم گوش سن چوں غم فرو
 اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا چنکے غم بڑھا ہوا ہے پھر بتاتا ہوں سن

ذکر خیال بد اندیشیدی قاصر فہماں
 کم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی سے خیال کا ذکر

پیش از اں کایں قصہ تا مخلص رسد دو دو و گندے آمد از اہل حسد
 اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتے تک پہنچے حامدوں کی جانب سے جوں اور بدلوں پیدا ہو گئی
 من ۲ زخم ازیں لیک ایں لکد خاطر سادہ دِلے رلپے گند
 میں اس س رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دلتی کسی سادہ دل کی طبیعت کا پچھا کرے گی
 خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی بہر محبوباں مثال معنوی
 اس غزنوی دانا نے بہت اچھی بات کہی ہے بہر معنوں کے لئے ایک باہمی مثال
 کہ زقرآں گرنہ بیند غیر قال ایں عجب نبوذ اصحاب ضلال
 کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے
 کز شعاع آفتاب پُر زور غیر گرمی می نیابد چشم کور
 کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی
 خربطے ۳ ناگاہ از خر خانہ سر بڑوں آورد چوں طعنے
 گمراہوں کے طویلے سے ایک احمق نے اپنا کھ طعنہ باز کی طرح سر اٹھا
 کایں سخن پست است یعنی مثنوی قصہ پیغمبرست و پیروی
 یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے پیغمبر اور ان کی پیروی کا قصہ ہے
 نیست ذکر و بحث اسرار بلند کہ دواند اولیا زان سو سمند
 بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے کہ دواند اولیا زان سو سمند
 از مقامات تبشیل متافنا کہ لایام اس طرف گھڑا دھڑائیں
 غلط سے فنا تک کے مقامات تبشیل متافنا کہ لایام اس طرف گھڑا دھڑائیں
 شرح وحد ہر مقام و منزلی کہ بہ پر زو بر پرد صاحب دلے
 ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی کہ بہ پر زو بر پرد صاحب دلے
 ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی تاکہ یہوں کے ذریعہ صاحب دل اس سے پہلے کرتا

۱ گفتگو یعنی اغراضات اور
 جملات غم فرو چنکے مجھ طبیعت بہت
 افسوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان
 کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاش
 اختیار کر لیتا کایں قصہ یعنی مسجد
 کے مہمان کا قصہ

۲ من نمی زخم مجھے معترضین
 پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہذا میں
 جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر
 جواب نہ دوں گا تو معترضین کی
 دہشتیں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کر دیں
 گی کیسے غزنوی حکیم سنائی رحمت اللہ
 علیہ مجھوں۔ وہ لوگ جو نور معرفت
 سے محروم ہیں۔ کہ زقرآں۔ یعنی
 گمراہوں کی کج فہمی قرآن کے
 لفظوں تک ہے کہ شعاع ان کی
 مثال چکاؤری کی ہے جو سورج کے
 نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا
 احساس کرتی ہے

۳ خربطے بڑی تلخ۔ احمق۔
 طعنا یعنی طعن کرنے والا۔ کہ وہ اندھ
 اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی
 کوئی چیز نہیں ہے از مقامات۔ یعنی
 مثنوی میں ابواب اور فصول قائم کر
 کے تصویق کے مراتب کا ذکر ہوتا
 چاہے تھا اور سالک کے لئے ہر منزل
 اور مقام کی نشاندہی ہوتی چاہے گی۔
 تبشیل لوگوں سے اظہار غلطی۔

جملہ اسر تا سر فسانہ است و فسوں
 سب سر اسر فسانہ اور گو کہ جتنا ہے
 چوں کتاب اللہ بیاد ہم بران
 جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی
 کی اساطیر ست و افسانہ نرند
 کہ پائی کہنیں اور افسانہ ہے
 کو دکاں خرد ہمیش می کند
 اس کو چھوٹے بچے سمجھتے لیتے ہیں
 ذکر آدم گندم و ایلین و مار
 آدم گندم شیطان اور سانپ کا ذکر ہے
 ذکر نوح و کشتی و طوفان تن
 نوح کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے
 ذکر اسمعیل ذبح جبریل
 اسمعیل ذبح اور جبریل کا ذکر ہے
 ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش
 یوسف کا ذکر ہے ان کی بل کھلی ہوئی زلف کا ذکر ہے
 ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
 بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے
 ذکر طالوت و شعیب و صوم او
 طالوت اور شعیب اور اس کے بڑے کا ذکر ہے
 ذکر حمل مریم و فحل و مخاض
 مریم کے حمل مجھ اور بچہ نہ کا ذکر ہے
 ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب
 صالح ان کی فتنی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے
 ذکر الیاس و عزیڑ و موت او
 الیاس اور عزیڑ اور ان کی موت کا ذکر ہے

کو دکاں کہ قصہ بیرون و دروں
 اند اور باہر سے بچکانہ قصہ
 اس چنیں طعنہ زنداں کافراں
 ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیے
 نیست تحقیق و تعمیق بلند
 کوئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے
 نیست جو امر پسند و ناپسند
 اس میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے ساتھ نہیں ہے
 ذکر ہود و باد و ابرائیم و نار
 ہود اور ہوا اور ابراہیم اور آگ کا ذکر ہے
 ذکر کنعان و سر از خط تافتن
 کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے
 ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل
 کعبہ کے اداے اور ہاتھی دلوں کا ذکر ہے
 ذکر یعقوب و زلیخا و غمش
 یعقوب اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے
 ذکر داؤد و زبور و اوریا
 داؤد اور زبور اور اوریا کا ذکر ہے
 ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
 یونس کا ذکر ہے لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے
 ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض
 زکریا اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے
 ذکر ادریس و مناجات و جواب
 ادریس اور ان کی سرگشی اور جواب کا ذکر ہے
 ذکر قارون و زمیں رفتن فرو
 قارون اور زمین میں ڈھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جملہ معترضین نے کہا کہ اس
 مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں
 ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار
 سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔
 چوں کہ کتاب اللہ معترضین نے قرآن
 پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے
 تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اس میں
 کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔
 ۲۔ امر پسند یعنی حلال و حرام۔
 تافتن یعنی ان کی حکم مہدلی کا بیان۔
 ذکر یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر
 ہے جو آئندہ تیرہ شعروں میں مذکور
 ہیں۔

ذکرِ لُؤْب و صُورِی در بِلَا
ایوبؑ کہ مصیبت میں ان کے مبر کرنے کا ذکر ہے
ذکرِ مَوْتِی و شَجَرِ طُور و عَصَا
موسیٰؑ اور دھت، طہ اور عصا کا ذکر ہے
ذکرِ عِیْسٰی و غُرُوحِش بَرِ سَمَا
عیسیٰؑ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
ذکرِ فَضْلِ اِہْمَد و خَلْقِ عَظِیْم
اِہْمَدؑ کی فضیلت اور اس کے بلند اخلاق کا ذکر ہے
ظاہرِ سَنَدِ او ہر کسے پے می بُرَد
یہ سب ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے
گفت اگر آسَاں نَمَیْد اِیْن جَو
فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
جَنِّیاں و اِنِیَاں و اہلِ کَار
جن اور انسان اور کام کے لوگ
ذکرِ اِسْرَیْلِیَاں در تَبِیہ لَا
غیر تب میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے
خَلْعِ نَعْلَیْن و خِطَابَات و عَطَا
جوتے اتارنے اور خطبات اور بخشش کا ذکر ہے
ذکرِ ذَوَالْقَرْنِیْن و خِضْر و اَرْمِیَا
ذوالقرنین اور خضر اور ارمیا کا ذکر ہے
کہ قمر از مُعْجَازِش شَدُّ دَوْنِیْم
کہ چاند ان کے معجزے سے دھڑلے ہو گیا
کُوْبِیَاں کو کہ شُدُو دروے خُرد
وہ بیان کہیں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟
اِتِّخِیْمِ یک سُوْرہ گُوَاے سَخْتِ گُو
اے بھائی بات کرنے والے ایس ایک سوت
گُوَیْکے آیت ازیں آسَاں بَیَا
گوئیے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں
کہ دے اں آسَاں کی ایک آیت لے آئیں

تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ لَبْطَنَہٗ

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنْ

باطن ہے سات باطنوں تک

حرفِ قرآں را بِلَاں کہ ظاہرِ سَنَدِ
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں
زیرِ آں باطنِ یکے بَطْنِ دِگَر
اس باطن کے نیچے ایک اور باطن ہے
زیرِ آں باطنِ یکے بَطْنِ سُوْم
اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
بَطْنِ چَارم از بُوے خُود کس نَمَیْد
قرآن کا چھٹا باطن کسی نے نہیں دیکھا
زیرِ ظاہرِ باطنے بس ظہرِ سَنَدِ
اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے
خیرہ سچ گردو آند و فکر و تَقَرُّر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے
کہ درو گردو خُرد ہا جُمْلے گم
کہ اس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں
جُو خُدائے بے نظیر و بے نَمَیْد
لاٹیل اور لاشریک خدا کے سا

۱ ظاہر سَنَدِ یہ ساری باتیں
سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ
مضامین کہیں ہیں جن سے عقلیں
دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ مقررین
کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ
اگر قرآن چھپیں ایسا ہی آسان نظر آتا
ہے تو تمام جن دُعاں اور دیگر مدعاں
کراہی آیت قرآن جیسی بخلاؤ۔
۲ اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ لَبْطَنَہٗ
لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر ان معنی
میں معنی ہیں اسی طرح تہہ بہ تہہ سات
معنی تک یہ سلسلہ ہے ان معانی کے
کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے
تفاوت کے اعتبار سے مجتہدین اور
علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے
صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے
کہ اس اور حکم کے بیان میں وہی معنی
معتبر ہوئے جو الفاظ قرآن اور ظاہر
کے خلاف نہ ہوں۔

۳ خیرہ گردو۔ حضرت علیؑ کرم اللہ
وجہہٗ السیماں تک پہنچ جاتے تھے کہ
دوسرے صحابہ میں حیران ہو جاتے
تھے۔ بطن سوم۔ معانی کی اس تہہ
میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔
باطن چہارم۔ معانی کی چوٹی منزل تک
عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

۱۔ حدیث منقسم۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو علی سے محفوظ ہے تو قرآن کے الفاظ کا مجموعہ ہے۔ وہی الفاظ کہ نہ سمجھو بلکہ قرآن ان تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ وہی محض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہر قرآن قرآن کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اس کے باطنی اور موصاف کی سی سمجھو۔ مرد اور ایک انسان خواہ وہ تہا را کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اس کے باطنی موصاف سے غافل رہتے ہو۔

۲۔ بیان۔ مولانا نے یہ سمجھا کر باوجود قرب کے انسان کے کلمہی احوال عام سے مخفی رکھتے ہیں تو اب اس خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنہوں کو پہلاڑیوں میں طے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی غلو ت میں اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے ان کے موصاف تو بہر حال عام پر چھپتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترک دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

۳۔ کہ۔ کہ پہلاڑیوں کے موصاف۔ یعنی اولیاء عام میں رہتے ہوئے بھی ان سے سو پہلاڑیوں کی بلندی پر ہیں ان کے موصاف تک عام کی پہنچ نہیں ہے۔ پس۔ جبکہ ان میں اور عام میں پہنچوں پہلاڑیوں اور مہاشوں کی بھی پہنچ ان کو چھینے کی ضرورت ہے۔ کرشمہ۔ ان کے بلند مقام تک تو آسمان کی تک پہنچ بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ خیال ہے کہ آسمان نے کلا بظاہر اس ہی نام میں پہنا ہے کہ وہ ایام کے مہاجب تک نہ پہنچ سکے۔

نہیں نہافت بطن اے ذوالکرم
لے بٹلے ہی طرح سات باطن تک
تو قرآن اے پسر ظاہر میں
اے بیٹا تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ
ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے
مرد را صد سال عم و خلل او
سو سال تک انسان کے بچا اور ماہوں
می شمر تو زیں حدیث اے معصم
تو اس محفوظ حدیث سے گمن لے
دیو آدم را نہ بیند جو کہ طیس
شیطان نے آدم کو سوسے مٹی کے بچہ نہ دیکھا
کہ نقوشش ظاہر و جاش ہی ست
کس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے
یک سر موعے نہ بیند حال او
اس کی حالت کا بال بال نہیں دیکھ سکتے ہیں

بیان ۲ آنکہ رفیق انبیاء و اولیاء علیہم السلام بگو بہا و عارہا
اس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہلاڑیوں اور غلو ت میں جانا اپنے
جہت نہال کردن خویش نیست وجہت خوف و تشویش خلق نہ بلکہ
آپ کو پوشیدہ کرنے کے لئے ہے اور نہ غلو ت کے پریشان کرنے اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے
جہت ارشاد خلق ست و راہ نمودن و تحریض انقطاع از دنیا بقدر ممکن
بقدر امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور رہنمائی کرنے کے لئے ہے

آنکہ گویند اولیاء در گہ سل بودند
لوگ جو کہہتے ہیں کہ اولیاء پہلاڑیوں میں ہوتے ہیں
پیش خلق ایشان فرا ز صد کہ اند
غلو ت کے سامنے ہے وہی مہاشوں کی بلندی پر ہیں
پس چرا نہال شود کہ جو بودند
تو کیوں چپے پہلاڑیوں کو کیوں تلاش کرے
حاجتش نبود بشوئے کہ گریخت
اس کو پہلاڑیوں کی جانب بھاگنے کی کئی ضرورت نہیں ہے
چرخ گردید و ندید او گرد و جال
چرخ گردید اور نہ دیکھا اس کی گرد کو بھی نہ دیکھا
آسمان گواہ اور اس نے روح کی گرد کو بھی نہ دیکھا



گر بظاہر آں پری پنہاں بُود آدی پنہاں خرا ز پریاں بُود
 اگرچہ بظاہر پری پوشیدہ ہوتی ہے آدی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے
 نزد عاقل زال پری کہ مُضمر ست آدی صد بار خود پنہاں ترست
 عقلمند کے نزدیک اس پری سے جو پوشیدہ ہے آدی سو گناہ زیادہ پوشیدہ ہے
 آدی نزدیک عاقل چوں خفی ست چوں بُود آدم کہ در غیب اوصفی ست
 جبکہ عقلمند کے نزدیک آدی پوشیدہ ہے تو آدم کا کیا حال ہوگا جو عالم غیب کے برگزیدہ ہیں

تشبیہ ۲ صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے
 اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ
 موسیٰ و صورتِ فسون عیسیٰ
 کے عصا اور حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی صورت سے

آدی ہچو عصائے موسیٰ ست آدی ہچوں فسون عیسیٰ ست
 آدی حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہے آدی حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے
 در کف حق بہر داد و بہر زین قلب مومن ہست مین الاصبین
 عطا اور زینت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں مومن کا دل وہ انگلیوں کے درمیان ہے
 ظاہر ش چوبے و لیکن پیش او گون یک لقمہ چو بکشاید گلو
 اس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اس کے سامنے جب وہ منہ کھولے عالم ایک لقمہ ہے
 تو میں ز فسون عیسیٰ حرف و صوت آں بہیں کروے گریزل گشت موت
 حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو دیکھ یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے
 تو میں ز فسونش آں لہجائے پست آں نگر کہ مردہ بر خست و نشست
 ان کے دم کرنے میں تو دیکھ لہجے کو نہ دیکھ یہ دیکھ کہ مردہ کھلا اور بیٹھ گیا
 تو میں مرآں عصا را سہل یافت آں بہیں کہ بحر اخصر را شگافت
 تو اس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانے والا نہ دیکھ یہ دیکھ کہ اس نے بحر اخصر کو چیر دیا
 توز دوری دیدہ چتر سیاہ یک قدم پا پیش نہ بنگر سیاہ
 تو نے وہ سے سیاہ چتر دیکھا ہے ایک قدم آگے رکھ لنگر کو دیکھ
 توز دوری می نہ بینی جو کہ گرد اند کے پیش آہیں وہ گرد مرد
 تو دوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ہے تھوڑا سا آگے آ گرد میں مرد کو دیکھ

۱۔ گر بظاہر۔ پری تو ظاہر میں مگی
 انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اس
 کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر
 تعجب خیز نہیں ہے جس قدر انسانوں
 کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ
 نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔
 آدی۔ جب عام آدمیوں کے
 اوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو
 حضرت آدم کے اوصاف تک کیسے
 پہنچا جاسکتا ہے

۲۔ تشبیہ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو
 حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت عیسیٰ
 کا چوبک بلانا جو بظاہر معمولی
 چیزیں تھیں لیکن ان کے باقی مکمل و
 اوصاف حیرت انگیز تھے۔ در کف
 حق۔ حدیث شریف ہے: لَنْ قُلُوبُ
 بَنِي اَدَمَ تَكْثُرُ مِنْ اَصْبَعَيْنِ مِنْ
 اَصْبَعِ لَوْحِ حُجَّتٍ وَاحِدٍ
 بِصُورَةِ كَيْفِ نَشَاءٍ۔ یعنی تمام بنی
 آدم کے قلوب ایک قلب کی طرح
 اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان
 ہیں ان کو جس طرح چاہتا ہے پلٹا
 ہے یعنی جس طرح عصا اور دم
 عیسیٰ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص
 تصرفات ہیں اس طرح مومن کے
 دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے
 خصوصی تصرفات ہیں۔

۳۔ موت۔ حضرت عیسیٰ کے
 چوبک سے مراد زندہ ہو جانا تھا۔
 سہل یافت۔ یعنی یہ نہ سمجھ کر معمولی
 لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو
 جانے کی شکافت۔ حضرت موسیٰ
 کے عصا کی ضرب سے نکل دو گلوں
 میں بٹ گیا تو ز دوری۔ تو نے وہ
 سے صرف کالا چتر دیکھا ہے، اللہ
 گھس کر دیکھ کہ قدر لنگر موجود ہے
 گرد تو نے وہ سے صرف گرد دیکھی
 ہے قریب جا تو اس میں مرد کو بھی
 دیکھ لے۔ یعنی تیری نظر صرف اوصاف
 ظاہری پر ہے باقی اوصاف کو دیکھ

دیدہا را گرد او روشن کند
اس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے
کوہہا را مریخی او بر کند
اس کی پہلوی پہاڑوں کو اکھاڑ دیتی ہے
چوں برآمد موسیٰ از اقصائے دشت
جب حضرت موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے
ان کی تشریف آوری سے کہ طہر قص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یاجبال اوبی معہ الطیر
اللہ تعالیٰ کے قول اے پہاڑ اور پرند اس کے ساتھ جبلی بنو کی تفسیر

رُوئے داؤد از فرش تاباں شدہ
حضرت داؤد کا چہرہ اس اللہ کی شان سے روشن ہوا
کوہ با داؤد گشتہ ہمز ہے
پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھی بنے

یاجبال اوبی امر آمدہ
اے پہاڑ! جبلی بنو کا حکم آیا
گفت داؤد تو ہجرت دیدہ
اللہ نے فرمایا اے داؤد تو نے ہجر دیکھا ہے
اے غریب فرد بے مونس شدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے

مطر باں خواہی و قوال و ندیم
تو گویے اور قوال اور ہم مجلس چاہتا ہے
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

۱۔ دیدہا ان کے باطنی اوصاف
ایسے ہیں کہ ان کی گرد بھی آنکھوں کو
روشن کر دیتی ہے جہان کی ہر مراد
پہاڑوں کو بلا دیتی ہے موسیٰ حضرت
موسیٰ کے قدم ہیست لہرم سے کہ
طہر قص کرنے لگا تھا یا جبل۔
حضرت داؤد کے بارے میں
پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ
ان کے ہر فقرہ سنیں۔

۲۔ ہر وہ حضرت داؤد اور پہاڑ اللہ
کے عشق میں ہم فقرہ بن گئے تھے
پرندہ راگ۔ حضرت داؤد
سے فرمایا تھا تو میرے رفیق میں جلا
جلا رہو سبوں سے جدا ہے
۳۔ مطرباں فرق کا فقرہ کرنے
کے لئے محض اور قوالی کی ضرورت لگتا
میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے
دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سونائی یعنی خوشی
کی نئے شہنائی۔ باو پیالی۔ چنگ
مضامیر میں پھونک سے آواز پیدا
ہوتی ہے لہذا اس کے بجائے کو باد
پیالی کہا جاتا ہے تا بدلی پہاڑوں کو
نالے میں جلا کرنے میں یہ بھی
حکمت ہے کہ تم یہ سمجھو کہ بے بد
ندانی نالہ ہوتا ہے خواہ بادیہ کیل
کے نالوں کو ان کے کان سنتے ہیں تم
نہیں سن سکتے لیکن ان کی اس کیفیت
پر یقین کرنا سہل سیاحت ہے۔

ہمنشین او نبرہ پیچ یو
ہر اس کے ہمنشین کو کچھ پتہ نہیں ہے

میرسد از لامکاں تا منزلت
لامکاں سے تیرے مقام تک پہنچے ہیں
گرنزدیک تو آرد گوش را
اگرچہ وہ کانوں کو تیرے قریب لے آئے
چوں مالش دیدہ چوں نگروی
جب تیرے پاس ایک مثل دیدہ کیل نہیں ہوتا

بگزد دل و نفس خود صد گنگو
دل اپنے نفس میں بیگلوں گنگوئیں دیکتا ہے

صد سوال و صد جواب اندر دلت
تیرے دل میں بیگلوں سوال اور بیگلوں جواب
بشنوی تو نشود زان گوشہا
تو سنتا ہے وہ ان کانوں سے نہیں سنتا
گیرم اے کر خود تو آں را شنوی
لے بہرے میں رہتا ہوں تو اس کو نہیں سنتا ہے

۱۔ بگزد دل و نفس کے روحانی
مکالمات چلی رہتے ہیں۔ پاس
پہنچنے والے ان سے بے خبر رہتے
ہیں۔ لامکاں۔ عالم غیب۔ زان
گوشہا۔ روحانی مکالمہ کسی کانوں سے
نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ مگر بہرے
ہیں جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ
عقل و کلمات دیکھ چکے ہیں تو ان کو
ان کا معتقد ہو جاتا ہے۔

۲۔ عجب کتنے کے بھوکے کی
آواز۔ طعن قرآن۔ یعنی شوی جو کہ
زبان پہلوی قرآن ہے اس پر
اعتراض حاصل قرآن پر اعتراض ہے
لیکن یہ راست قرآن پر اعتراض
کرنے کی ہمت نہیں لے لے بیٹو
کی یہ صحت اختیار کی گئی ہے کہ
مشوی پر اعتراضات کئے جائیں۔
یوں خود غلط۔ گریز گھد ایں۔
لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان
بات نہیں ہے یہ مری کفر ہے۔
تاقیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا
اطلاق ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر
کہنے والے خود تباہ و برباد ہوں گے۔
ان کا جو افسانہ بن کر رہ جائے گا۔

۳۔ من کلام اللہ کی ذاتی مفت
ہے جو ذات الہی کے ساتھ قائم
ہے اور خورشید ذات خداوندی
بحولہ صحت کے ہر صفات بخیر اور
کے ہیں جو صحت کی ذات کے ساتھ
قائم ہیں۔ چہرہ۔ چشمہ یعنی قرآن
آب حیات کا ایسا چشمہ ہے کہ جو
اس سے سیراب ہو جائے گا۔ اس کو
ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

جواب طعنہ زندہ بر مشوی از قصور فہم خود
اپنی سمجھ کی کٹھن کی وجہ سے مشوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سب طاعن تو عجب میانی
اے طعنہ دینے والے کتنے اتوہوں بھی کرتا ہے

این نہ آں شیرست کز دے جانبی
یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے

تا قیامت میزند قرآن ندا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے

مر مرا افسانہ می پنداشتید
تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا

خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید
تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا

من کلام حق و قائم بذات
من اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوں

نور خورشیدم فتادہ بر شما
میں صبح کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے

نک منم پیوے آں آب حیات
یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

گر چہاں گند آزیں تان تلخے جُرمہ بر گھٹاں حق ریتخے
اگر تہدی حرص لکی گنگ نہ اچھاتی اللہ تعالیٰ تہدی قبر پر ایک کھنٹ بھا دتا
نے بگیرم گفت و سہ آں حکیم دل نگر و اہم بہر طعن سقیم
نہیں میں اس دانا کا قول کہ صیحت اختیار کرتا ہو ہر کرم طعن کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثلاً زون در رمیدن گزہ سب از خودن آب بسبب
سایسوں کے سینی بجانے سے گھٹے کے پچھیرے کے پانی

ٹھولیدن سائیسوں

سے پھرنے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب جو گفتگو میں انہوں نے فرمایا
می ٹھولیدن ہر دم آں نفر ہ جماعت ہر وقت سینی بجا رہی تھی
آں ٹھولیدن بکڑہ می رسید ہ سینی بجاتا پچھیرے کو پہنچتا تھا
مادرش پُرسید کالے گزہ چرا اس کی ماں نے دریافت کیا اے پچھیرے کہیں
گفت گزہ می ٹھولند ایں گروہ پچھیرے نے کہا یہ لوگ سینی بجاتے ہیں
پس دم می کرزد از جامی رود تو میرا دل کرتا ہے بے قابو ہو جاتا ہے
گفت مادر تاجہاں بودست ایں ماں نے کہا جب سے یہ دنیا ہی ہے
ہیں تو کار خویش گن لے از جمند لے اقبل مندا خبر دہا تو اپنا کام کر
وقت تنگ و میرود آب فراخ وقت تنگ ہے اور پانی تیزی سے جا رہا ہے
گزہ سب ماور ہی خود دند آب پچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے
بہر آسپاں کہ ہلازیں آب خور گھٹوں گئے کہ پانی کی طرف متوجہ ہو
سر ہی برداشت وز خود می رمید ہ سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھاگتا تھا
می رمی ہر ساعتے زیں استقفا تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے
ز اتفاق بانگ شاں دارم شکوہ مجھے ان کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے
ز اتفاق نعرہ خوم می رسد ان کے نعروں کے ملنے سے مجھے ڈر لگتا ہے
کار سب افزایاں بدند اندر زمیں کار سب افزایاں بدند اندر زمیں
فصول کام کرنے والے زمین میں ہوئے ہیں
زود کایشاں ریش خود برمی کنند زود کایشاں ریش خود برمی کنند
عقرب ہ خود اپنی داہی نوچیں گے
پیش آراں کز ہجر گردی شاخ شاخ پیش آراں کز ہجر گردی شاخ شاخ
اس سے پہلے کہ فراں میں تیرا جوڑ جوڑ جہا ہو جائے

۱۔ گر چہاں اگر سکرینہ قرآن پر
امتراض نہ کرتے تو ان کی قبروں پر بھی
رحمت کا نزول ہوتا۔ نے اب مولانا
فرماتے ہیں کہ معتزین کے
امتراضات سے میں مشغولی لکھتا ہوں
نہ کہوں گا اور امتراضات کی طرف توجہ
نہ دوں گا۔ محض۔ پچھیرے کا اس کی ماں
سے سمایا تھا کہ سیلیوں سے بدک
پانی پینے میں مشغول رہا اسی طرح
میں امتراضات سے قطع نظر کر کے
اے کام میں لگا ہوں گا۔ یعنی
تکلیف شغلی غرضی۔

۲۔ گزہ پچھیرا جس پر سولی نہ
کی جاتی ہو ٹھولیدن سینی بجاتا۔ ہر
ایسا۔ سائیس گھٹوں کو پانی پلاتے
وقت سینی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی
پینے میں مشغول رہیں۔ آں۔ یعنی
سینی بجانے سے پچھیرا چونک کر پانی
سے بھاگتا تھا۔ استقامت سیرانی
حاصل کرتا۔

۳۔ کار افزوں کام کو پھیلاؤ میں
ڈالنے والے بیکار کام کرنے والے۔
ریش کندن۔ اپنا نقصان کرتا۔
شرمندہ ہوتا۔ آب فراخ۔ یعنی زندگی
کی نہر۔ ہجر۔ یعنی موت کی وجہ سے
تیرا جوڑ جوڑ جدا ہوا جائے۔

شہرہ کاریز کا ستہ آب حیات
 آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے
 آب خضر از جوئے نطق اولیا
 اولیاء کی گفتگو کی نہر سے خضر والا پانی
 گرنہ بنی آب کورانہ بفسن
 اگر تو اندھے پن سے پانی نکال دیکھتا دیر کے ساتھ
 چوں شفیعی کا ندیس جواب ہست
 جب تو نے سن لیا کہ اس نہر میں پانی ہے
 جو فرو بر مشک آب اندیش را
 پانی میں خشک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈلوے
 چوں گراں دیدی شوی تو مستدل
 جب تو بھاری دیکھے لگا تو صاحب دلیل بن جائے گا
 گرنہ ۲ بیند کور آب جو عیال
 اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے
 کہ زجو لدر سبو آبے برفت
 کیونکہ نہر سے ٹھیلیں میں پانی پہنچ گیا
 زانکہ ہر بادے مراد می رنود
 کیونکہ ہر ہوا مجھے پھلا دیتی تھی
 مر سفیہاں را زباید ہر ہوا
 بیوقوفوں کو ہر ہوا پھلا دیتی ہے
 کشتی ۳ بے لنگر آمد مرد شر
 شر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے
 لنگر عقل ست عاقل را مال
 عقلمند کے لئے عقل کا لنگر باعث امن ہے
 او مد ہائے خرد چوں در رنود
 جب وہ عقل کی مد میں حاصل کر لیتا ہے

۱۔ کاریز۔ یونان قلیز پانی کی تالی
 کو کہتے ہیں جو اس طرح چلتی جاتی
 تھی کہ زمیں میں سے پانی اس کے
 ذریعہ سے زمین پر بہنے لگتا تھا اور
 باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا
 یہاں کاریز سے شیخ اور بزرگ مراد
 ہے۔ آب خضر یعنی آب حیات
 گرنہ بنی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی
 کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے
 دیکھی کے عقل پیدا کر لے پھر تجھے
 اس کی بزرگی کا یقین آ جائے گا۔ اگر
 اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو
 چاہیے کہ اس نہر میں ٹھیلیاں ڈال کر دیکھے
 پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے
 ہونے کا یقین آ جائے گا۔ تقلید
 پہلے تو اس کا عقل محض دیکھا جسکی تھا
 اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو
 جائے گا۔

۲۔ گرنہ بیند۔ اندھے کو ٹھیلیاں بھر
 جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔
 زانکہ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی
 مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو
 گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو
 نہیں ہڑا سکتی اور وہ بھاری بھر کم بن
 گیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف
 ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں
 ہیں ان کی ٹھیلیاں بھلی ہوتی ہے خواہش
 کی ہوا ان کا زائے پھر جاتی ہے
 ۳۔ کشتی۔ شیخ کا عقل کشتی کے
 لنگر کی طرح ہے جو کسی کو باخلاف
 کے ساتھ ہو جانے سے روکتا ہے اور
 عاقلان۔ چونکہ تجھ میں عقل کا لنگر
 نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے نہ
 لنگر حاصل کر لے اور غریب یعنی شیخ
 کا لقب۔

آب کش تا بردہد از تو نبات
 پانی ڈال تاکہ تیرے پوسے پھل دیں
 می خوریم اے تشنہ غفل بیا
 ہم پیتے ہیں اے غافل پیاسے آ جا
 سونے جو آور سبودر جوئے زن
 ٹھیلیں نہر کی جانب لا اور نہر ڈلوے
 کوررا تقلید باید کار بست
 اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیے
 تا گراں بنی تو مشک خویش را
 تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے
 رست از تقلید خشک آنگاہ دل
 اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائے گا
 لیک داند چوں سبو بیند گراں
 لیکن سمجھ لیتا ہے جب ٹھیلیاں کو بھاری دیکھتا ہے
 کایں سبک بود گراں شد ز آب ذفت
 اس لئے کہ یہ بھلی تھی بھاری پانی سے بھاری ہو گئی
 بادی زربا یدم تقلم فرود
 اب ہوا مجھے نہیں پھلائی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا
 زانکہ بود شال گرانی و قوی
 کیونکہ ان میں بھاری پن اور قوتیں نہیں ہوتی ہیں
 کہ زباد کثر نیاید او حذر
 کہ مخالف ہوا سے اس کا بچو نہیں ہوتا ہے
 لنگرے دیوزہ گن از عاقلان
 عقلمندوں سے لنگر مانگ لے
 از خزینہ دُر آں دہیائے بود
 اس حکایت کے ہیا کے موتیوں کے خزانے سے

زیں اپنیں لہلا دل پُرفن شود
اس طرح کی مدد سے دل صاحب تدبیر ہو جاتا ہے
زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست
کیونکہ نور دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے
دل چو بر انوار عقلی برزند
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے
پس بدال کاب مبارک ز آسمان
پھر جان لے کر آسمان سے بارگاہ پانی
ماچواں گزہ ہم آب جو خوریم
ہم بھی اس پیغمبرؐ کی طرح نہر کا پانی پئیں گے
پیرو ۲ پیغمبرانی رہ سپر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے راستہ طے کر
آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند
جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے
باز گوکان باکباز و شیر مرد
پھر بتا اس پاکہ لہ شیر مرد کو

نہجید از دل چشم ہم روشن شود
دل سے آگے بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں
تا چو دل شد دیدہ تو عدل ست
جب دل خالص ہو گیا تیری آنکھ بیکہ ہے
زائ نصیب ہم بدو دیدہ دید
وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے صدمہ دیتا ہے
وہی دلہا باشد و صدق بیایں
دلوں کی وہ بیان کی سچائی بتاتا ہے
سوئے آں دواں طاعتن سنگریم
اس طعنہ دینے والوں کے دلوں کی طرف نظر نہ کریں گے
طعنہ خلاقاں ہمہ بادی شمر
لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ
گوش بابانگ سگاں کے کردہ اند
انہوں نے کتوں کے بونگے پر کب کان ہرا ہے؟
اندراں مسجد چہ نمودن چہ کرد
اندراں مسجد چہ بنمودن چہ کرد
اس مسجد میں اس کو کیا نظر آیا اس نے کیا کیا؟

بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قصے کا بقیہ

خفتہ ۳ در مسجد خود اورا خواب گو
وہ مسجد میں لیٹ گیا اس کو نیند کہاں
خواب مرغ دالیاں باشد ہئے
پرنوں لہ پھیلیں کی نیند ہوتی ہے
نیم شب آواز با بہولے رسید
اچھی رات کو خوفناک آواز آئی
پنج گزرت ایں چنیں آواز سخت
اس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ

مرد غرقہ گشتہ چوں حسد بنجو
ڈوبا ہوا انسان نہر میں کیسے سوئے؟
عاشقاں را زیر غرقاب غمے
عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں
کایم آیم بر سرت اے مستفید
اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر
می رسید دل ہی شد تخت تخت
آئی اور دل کلے کلے ہوا جاتا تھا

۱۔ زیں چنیں۔ یہ مدد پہلے دل کو
حاصل ہوتی ہے پھر اس سے آنکھیں
منور ہوتی ہیں۔ زانکہ نور کی اور نور
باطنی کا اصلہ معلق دل سے ہوتا ہے
اس سے آنکھ میں چھل ہوتا ہے اس
لئے جب حرکت قلب بند ہو جاتی
ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو جاتی
ہے۔ پس بدال۔ تجلیات۔ رب کا
نزول دل پر ہوتا ہے۔ ماچ۔ جبکہ
آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو
ہمیں اس پیغمبرؐ کی طرح پانی پینے
میں انکار ہونا چاہیے اور مروت میں کی
سٹیوں سے نہ بدگمانا چاہیے۔

۲۔ پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو
ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ
زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا
سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ بانگ
سگاں۔ یعنی مخالفوں کے
اعتراضات۔

۳۔ خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں
لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے
کردہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے
ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔
عاشق کی نیند تو اس طرح کی ہے جسے
اڑتے پرنے کی یا تیرنی پھل کی۔
مستفید۔ فائدہ اٹھانے والا۔

تفسیر آیہ وَاجْلِبْ عَلَيْهِم بِخِلَکَ وَرَجْلَکَ وَشُلُکْهُمْ فِی

اس آیت کی تفسیر اللہ ان پر اپنے سولہ ہر پیلے چڑھا اور ان کے ساتھ ساجھا لگا

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَلَهُمْ وَمَا يَعْلَهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر رہا نہیں وعدہ کرتا ہے ان سے شیطان مگر دھوکے کا

۱۔ تفسیر نمبر آٹھ نے اس پہلی آیت کو صرف ڈرایا اور اس کا ڈرانا غیرواقعی تھا ای طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے اسلئے اسلئے خدا میں اس کی تفصیل ہوگئی تو چونکہ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو فخر و فائز سے ڈراتا ہے بیچلہ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمالی سے محروم ہو کر مفلس بن جائے گا۔ مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے نہ نہ کوئی مددگار وہ پشیمان ہو کر بے یمن جا ملتا ہے

۲۔ اگر بیزاری دینداری کا ارادہ کرنے والا اگر کسی کی طرف لوث پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے کہ بلا اللہ دل میں سوچنے لگتا ہے کہ کبھی کرنے کا بہت وقت ہے اسلئے کبھی کر لوں گا مرگ بڑی کی موت سے کچھ تعبیر ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دھڑتا ہے علم و حکمت سے کام لے کر کہتا ہے کہ میں فخر کے خوف سے دین سے منہ نہ مڑوں گا

۳۔ باز شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے باز بیزاری انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منہ مڑتا ہے سالہا سالہا سال انسان اسی کھٹکھٹ میں گزار دیتا ہے اور معصیت کی جارحی میں بسر کرتا ہے

دلو بانگت برزند قدر نہاد

جسم کے اندر شیطان تجھے آواز دیتا ہے

کہ اسیر رنج و در ویشی شوی

کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا

خوار گردی و پشیمانی خودی

ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اٹھائے گا

واگریزی در ضلالت از یقین

یقین سے گمراہی میں لوث جاتا ہے

راہ دین پویم کہ مہلت پیش باست

دین کے راستہ پہ پڑیں گا کیونکہ مہلت ماننے ہے

می کشد ہمسایہ راتا بانگ خاست

پڑی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

مردہ سازی خوشن را یک زماں

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیتا ہے

کہ من از خوف نیارم پائے کم

کہ میں ڈر کی وجہ سے ست رزق نہ رہوں گا

کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر

کہ افلاس کی تلوار سے ڈر رہا باز آ جا

آں سلاح علم و فن را بقتنی

علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

در چنہیں ظلمت نمد آفکندہ

ایسی تاریکی میں تو متم ہے

تو چو عزم دیں کنی با اجتہاد

جب تو کوشش سے دین کا حصہ کرتا ہے

کہ مر و زان سو بیندیش اے غوی

کہ اے گمراہ اس طرف نہ جا سوچ لے

بینوا گردی زیاراں وا بری

تو مفلس بن جائے گا یاروں سے چھوٹ جائے گا

تو زیم بانگ آں دلو لعین

تو اس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے

کہ ہلا فرد او پس فردا مر است

کہ ہاں کل اور پڑوں میرے لئے ہے

مرگ را بنی کہ او از چپ و راست

تو موت کو دیتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے

باز عزم دیں کنی از نیم جاں

جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم

پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار بنا دیتا ہے

باز بانگے برزند بر تو زکر

وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے

باز بگریزی زراہ روشنی

پھر تو نور کے راستے سے واپس بھاگ پڑتا ہے

ساہنا اورا بہانگے بندہ

تو آواز کی وجہ سے اس کا غلام بنا ہوا ہے

بیت۔ شیطانی آواز نہ دین کی
روا پر چلے دیتی ہے نہ غذا روحانی
کھانے دیتی ہے تپا تپا۔ ان کی
روحوں پر ایسی ہی ایسی طاری ہے
جیسی کہ کافروں کی روحوں پر مرنے
کے بعد طاری ہو گی۔ ایسے شیطانی
آواز کے جب بی اثرات میں تو خدائی
آواز کے اثرات اس سے بہت
بڑھے ہوئے ہونگے۔ بیت۔ خدائی
آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی
ہوئی ہے لیکن تم پر اس کے اثرات اس
لئے مرتب نہیں ہوئے کہ تم اس کے
تال نہیں ہو جس طرح کہ باڑی آواز
کی بیت لاجلہ مری کی آواز کی بیت
سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے بھی
متاثر نہیں ہے۔

۲۔ زانک اگر تم خدائی آواز کے
تال ہوتے تو حملہ اس سے متاثر
ہوتے جس طرح کہ کرکس کی آواز
سے متاثر ہوتی ہے جیسی چونکہ باڑ کا
شکار نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں ہوتی
ہے عنکبوت۔ تم خود بخود جیسی کے
ہواس لئے مری شیطانی کی آواز پر
اثر انداز ہے۔ بانگ شیطانی۔ خدائی
آواز کے تال ولایا اللہ ہیں لہذا ان پر
وہ اثر انداز ہے مری شیطانی کی آواز کا
ان پر کوئی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن
میں شیطانی کو خطاب کر کے فرما دیا
گیا ہے اِنِّیْ عِیْضٌ لِّیْسَ لَکَ
عَلٰیہُمْ سُلْطٰنٌ چنگ میرے
بندوں پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے
تاجا مزہ۔ یہ ابتداء ہی لئے رکھا گیا
ہے کہ ولایا اللہ اور غیر ولایا اللہ باہمی
متاثر ہیں۔

۳۔ رسیدن۔ خدائی اور شیطانی
آواز کے اثرات کے بعد اب اس آواز
کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد
میں سنی اس آواز نے اس کو خوفزدہ نہ

بند کردست و گرفتہ خلق را
بانہ دیا ہے ہر گلا دیا ہے
کہ روان کافراں زائل قبور
جس طرح کہ مردہ کافروں کی جان
بیت بانگ خدائی چوں بود
تو خدائی آواز کی بیت کیا ہو گی؟
مرگس را نیست زال بیت نصیب
اس بیت میں کسی کا حصہ نہیں ہے
عنکبوتال می گس گیرند ولس
کھڑیں صرف کسی پکڑی ہیں
کز دفر اردنہ برگک و عقاب
دبدبہ رکھتی ہے نہ کہ چکر اور شاہن پر
بانگ سلطان پاسبان اولیاست
شاہ کی آواز ولایا کی محافظ ہے
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
پینے سمند کا قطرہ کھلے سمند سے

رسیدن ۳ بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدمی رات میں جاو دو کی آواز کا پہنچنا

بیت۔ بانگ شیطانی خلق را
شیطانوں کی آواز کے ڈرنے خلق کو
تلخاں نومید شد جاں شاں ز نور
یہاں تک کہ لکھی شان کی جان اس طرح بے امید ہو گئی ہے
اس شکوہ بانگ آں ملعون بود
یہ اس ملعون کی آواز کا دبدبہ ہے
بیت بازست بر کبک نجیب
باز کا خوف شریف چکر کو ہے
زانکہ ۲ نبود باز صیاد گس
کیونکہ باز کسی کا شکاری نہیں رہا
عنکبوت دیو بر چوں توذ باب
شیطان کی کسی تھ جیسی کسی پر
بانگ دیوال گلہ بان اشقیاست
شیطانوں کی آواز بدخون کی گلہ بان ہے
تانیہ میرد بہم پینا و کور
تاکہ پینا اور پینا آپس میں نہ مل جائیں

بشئوا کنول قصہ آل بانگ سخت
اب اس سخت آواز کا قصہ سن
گفت چوں ترسم چو مست ایں طبل عید
اس نے کہا میں کہیں ڈھول جبکہ یہ عید کا وقت ہے
اے دہلہائے تھی بے قلوب
اے خالی دھولو بے دھوا
کہ زفت از جالداں آں نیک بخت
اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا
تاویل ترسد کہ زخم اورا رسید
وصول ڈرے کیونکہ چوٹ اس پر پڑی ہے
قسمتھاں از عید جاں شد زخم چوب
جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ سے

کیا طبل عید۔ موت کی علامت لیل اللہ کے لئے خوشی کا سبب ہیں۔ دھول۔ وصول یعنی تال دنیا جو نور باطنی سے خالی
ہیں۔ عید جاں۔ یعنی موت جو لیل اللہ کی خوشی کا باعث ہے۔ دھوا۔ دھواں دھواں کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

شد قیامت عید و بیدیناں دُہل

قیامت عید ہے اور بے دین دُہل ہیں

بشوقِ اکون ایں دُہل چوں بانگِ زد

اب سن! اس دُہل نے جب آواز دی

چونکہ بشنود آں دُہل آں مردِ دید

جب اس دُہل کو اس دیدہ نے سنا

گفت باخود ہیں ملکر زانِ دل کزیں

اس نے اپنے آپ سے کہا خبر دال کو نہ لانا کیلک اس سے

وقت آں آمد کہ حیدر وار من

وہ وقت آ گیا ہے کہ میں حیدر کی طرح

بر جہید و بانگِ برزد کا لے کیا

وہ کنا اور چیخا ' اے پہلوان!

در زماں ۲ لشکست ز آواز آں طلسم

وہ طلسم آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

مخت چنڈاں زر کہ ترسید آں پسر

اس قدر سنا بہا ' کہ وہ لڑکا ڈرا

پر شد آں مسجد زر ہر جا نگاہ

ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

بعد ازاں برخاست آں شیرِ عنید

اس کے بعد وہ بہا شیر اٹھا

فن میکرو دہمی آمد بزر

فن کرتا اور سنا نکالا

گنجا بہاد آں جانباز ازاں

اس سے اس بہا نے خولنے بھرے

ایں زرِ ظہر بخلر آمدست

یہ ظاہری سنا دل میں آیا ہے

ماچو اہل عید! خنداں بہچو گل

ہم چونکہ عید والے ہیں پھول کی طرح سسکار ہے ہیں

دیگ دولت باچکو نہ می پرد

دولت کے شہبے کی دیگ کس طرح بکتی ہے

گفت چوں ترسدم از طبلِ عید

اس نے کہا میرا دل عید کے فائدے سے کیوں ڈرے

مرد جان بدولان بے یقین

بے یقین ' بدولان کی جان مری ہے

ملک گیرم یا پرد ازم بدن

ملک فتح کروں یا جسم کو خالی کر دوں

حاضرم ایک اگر مردی بیا

میں حاضر ہوں ' اگر تو بہا ہے آ جا

زر ہی ریزید ہر سو قسم قسم

طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

تا گلیرد زر ز پڑی راہ در

کر سنا کثرت کی وجہ سے سونے کا راستہ بند نہ کرے

مرد حیراں شدز تقدیرِ الہ

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مرد حیران ہو گیا

تا سحر گہ زر بہ بیروں می کشید

اور صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

باہوال سے و تو برہ بارِ دگر

تخلی ' اور تو برے سے وہاں

کوہی و ترسانی واپس خزاں

واپس بھاگے دلوں کے اندھے پن اور خوف کے لئے

دول ہر کور دون زر پرست

ہر کینے زر پرست اندھے کے دل میں

۱۔ اہل عید عید کا فائدہ چنتا ہے تو عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔ بشنود اس طلسم کے دُہل نے جب خوفناک آواز دی تو اس دلی کو کس قدر فائدہ پہنچا۔ دیگ دولت باچکو نہ یعنی دیگ دولت شہبہ چگونہ یعنی اہل عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے حیدر حضرت علیؑ کا لقب ہے حیدر وار یعنی بہادار۔ کیا پہلوان۔

۲۔ ہذاں۔ اسی مہمان کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زبانی شروع ہو گئی۔ تخت۔ اتنا سونا برسا کس کو سونے کا راستہ بند ہوجانے کا خیال پیدا ہو گیا۔ عید۔ آگتا سے ہے تو بمعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نوں سے عید ہے تو سرکش اور باہ کے معنی میں ہے۔

۳۔ باجوال۔ بھا جس میں سامان بھر کر لوٹ پلٹا دیا جاتا ہے تو یہ وہ تھیلا جس میں نانہ بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے کوہی۔ یعنی بھر کوہی۔ ایں۔ اس قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ سونا زر پرست دنیاوی سونا سمجھا۔ حالانکہ اس سے مراد اولاد و برکات خداوندی ہیں۔

۱۔ کو نکال۔ جس طرح بچے
ٹھیکوں کو سوتا سمجھتے ہیں اسی طرح
دل دینا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکہ
ہے سوتا سمجھتے ہیں۔ اندھا بچوں
کے سامنے جب سونے کا ذکر کرو
گے تو وہ ٹھیکے مرولے گئے اسی
طرح دنیا والوں کے سامنے سونے کا
ذکر کرو گے تو وہ دنیاوی سوتا سمجھیں
گے بل زہ اس سونے سے مراد
تجلیاتِ رب ہیں۔ مغرب۔ ٹھیکہ کا
ہول۔ ضرب۔ کمال۔ دل۔ دل اس
چاندی سونے سے مراد حیرت بننا ہے
جب اس پر رب کی تجلی پڑتی ہے جب
اس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ بنو۔ اس مہمان کے لئے
مسجد بخیر الخ کے ہوئے یہ اس کا
بروز تھا سوخت پرش۔ ابتدا اس
ظلم کی آواز سے دشت ہوئی تھی۔
انداختش۔ لیکن جب اس نے جاں
نثاری سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا
نزول ہوا۔ ہجو موسیٰ اس مہمان کے
لئے یہ آواز لگئی ہی ثابت ہوئی تھی
کہ حضرت موسیٰ کے لئے وہ آگ تھی
جو دشت کے پاس انہیں نظر آئی تھی
وہ آگ نہ تھی اور تھا۔

۳۔ چل۔ حضرت موسیٰ پر اللہ تعالیٰ
کی ہجو پر عاتق تھیں ان کو آگ کی
ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بے شکل
نار و خوار و ظن و باطل اس سوست
ہوں۔ مردق۔ جب کئی عام انسان
کسی دلی کو دیکھتا ہے تو اس کو اس میں
صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔
تور خود اس دلی میں اوصافِ بشری کا
نظر آتا خود اس کی طبیعت کا عکس ہے
چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے
متصف ہے لہذا اس کو صرف وہی
نظر آتے ہیں حالانکہ وہ دلی

نام زر بہمند و در دامن کنند
سنا کہتے ہیں لہ دامن میں کر لیتے ہیں
آں کند و خاطر گودک گذر
بچے کے خیال میں وہی آئے گا
گو نگر و کلبہ آمد سرمدی
جو کھانا نہیں ہوتا ہے ' ہائی ہے

گوہر و تاجندگی و آب یافت
جوہر لہ چمک لہ دلق پائی ہے
غالب آید بر قمر در روشنی
دشتی میں ' چاند پر غالب آ جائے
خویشتر در باخت آں پروانہ خو
پروانہ مزاج اپنی جان پر تحلیل گیا

بس مبارک آمد آں انداختش
اس کا جان پر کھینا بہت مبارک ہوا
کاتش دید او بسوئے آں درخت
کہ انہوں نے اس درخت کی جانب آگے کبھی
نامی پنداشت آں خود نور بود
وہ آگ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ خود نور تھا

تو گماں داری برو نار بشر
تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے
نار و خوار و ظن و باطل اس سوست
آگ لہ کاٹا لہ گن لہ باطل اسی جانب ہے
نور خواں نارش خواں بارے بیا
نور کہہ اس کو نار نہ کہہ ' اب آ جا

کو دکاں افسالہا را بشکند
بچے ٹھیکوں کو توڑتے ہیں
اندھا بازی چہ گوئی نام زر
اس کھیل کو میں جب تو سونے کا نام لے گا
نیل زر مضروب ضرب ایزدی
بلکہ خدائی کمال کا ڈھلا ہوا سک

آں زرے کیں زلزل زرتاب یافت
وہ سوتا کہ اس سونے نے اس سے دلق حاصل کی ہے
آں زرے کہ دل از و گرد غنی
وہ سوتا کہ دل اس کی جہ سے غنی ہے
شمع ۲۔ بود آں مسجد و پروانہ او
وہ مسجد شمع تھی لہ وہ پروانہ تھا

سوخت پرش را و لیکن ساختش
اس نے اس کے پر جلانے لیکن اس کو بنا دیا
ہجو موسیٰ بود آں مسعود سخت
وہ نیک بخت حضرت موسیٰ کی طرح تھا
چوں عینہا ہر و موفور بود
چونکہ ان پر خدائی عاتق تھیں ہر پرہ نصیب

مردق را چوں بہ بنی اے پسر
اے بیٹا جب تو مرد خدا کو دیکھتا ہے
تو خود می آئی دآں در تو است
تو اپنے لو پر جاتا ہے لہ وہ تجھ میں ہے
او درخت موسیٰ ست و پر ضیا
وہ حضرت موسیٰ کا درخت ہے لہ پر نور ہے

ان سے پاک صاف ہوتا ہے اور دشت موسیٰ کی اور حضرت موسیٰ کا درخت سمجھو جس پر بظاہر آگ تھی۔ لیکن وہ اصل نور
تھا۔ یہ اس دلی سے اتصال پیدا کرتا تھا۔ یہ اس کی حقیقت کھلی۔

نے فطام لیا ایں جہاں نارے نمود
کیا اس دنیا کا چھوٹا نار نظر نہیں آتا
پس بدانکہ شمع دیں بری شود
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے
ایں نماید نور و سُوزد یار را
یہ دنیاوی شمع نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی ہے
ایں ۲ چو سازِ زندہ دلے سو زندہ
یہ بظاہر ساز گرجی ہے لیکن جلانے والی ہے
شکل شعلہ نورِ پاک ساز دار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے
ایں سخن را نیست پایا نے پدید
اس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے
سارِ کاں رختِ آں خود نور بُود
سارِ کاں جل پڑے وہ نور تھا
ایں نہ ہچکوں دیگر آتشہا بُود
یہ دھری آگ کی طرح نہیں ہوتی ہے
واں بصورتِ ناروں گل زُوار را
وہ بظاہر نار ہے اور نہایت کرنے والوں کیلئے پھول ہے
واں گہ وصلتِ دل افزو زلفہ
وہ دل جانے پر دل کو روشن کرنے والی ہے
حاضراں را نور و دُورِ را چو نار
پاس والوں کیلئے نور ہے اور دور والوں کیلئے آگ جیسی ہے
گو حدیثِ عاشق و صدرِ مجید
عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

ملاقاتِ آں عاشقِ بصدِ رِجہاں

اس عاشق کا صدرِ جہاں سے ملنا

آں سے بخاری نیز خود بر شمع زد
اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بجزایا
آہ سوزِ آتش سوئے گردوں شدہ
اس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی
گفت باخود در سحر گہ کالے احد
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا کہ خدا!
اُو گنا ہے کرد و ملاویدم لیک
اس نے قصہ کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن
خاطرِ مجرم زما ترساں شود
خفا دار کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے
من بترسام و تیج دیا وہ را
میں بے شرم اور لغو آئی کو ڈراتا ہوں
گشتہ بُود از عشق آساں آں کبد
وہ مشتاق عشق کی وجہ سے آسمان ہو گئی تھی
در دلِ صدرِ جہاں مہرِ آمدہ
صدرِ جہاں کے دل میں محبت آگئی تھی
حالِ آں آوارہ ماچوں بُود
اس ہمارے آوارہ کا کیا حال ہو گا؟
رحمتِ مارا نَمید انت نیک
وہ اچھی طرح ہماری رحمت کو نہ جانتا
لیک صدرِ امید در ترشش بُود
لیکن اس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں
آنکہ ترسد من چہ ترسام ورا
جو خود ڈرے میں اس کو کیا ڈراؤں؟

۱۔ نے فطام ایک چیز کا بظاہر نار
اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی
سمجھو کہ سارِ کاں کو ترک دینا نار معلوم
ہوتی ہے لیکن جب وہ نارِ سلوک پر
جل پڑتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ
ترک دینا حاصل نور ہے۔ پس
بدانکہ شمع دین یعنی عشق روشن ہوتا
ہے لیکن وہ دھری آگ کی طرح
نہیں ہے دھری آگ بظاہر نور ہیں
لیکن قریب ہوں تو جلا دیتی ہیں اور
عشق کی آگ ہر سے آگ ہے لیکن
عاشقوں کے لئے پھول ہے۔
۲۔ ایں چو سازِ زندہ دنیا کی آگ
بظاہر شعلہ ہے لیکن جلانے والی ہے وہ
آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل
روشن ہو جاتا ہے شکلِ شعلہ عشق
کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت
کے مطابق پاک نور ہے جو قریب آتا
ہے اس پر حقیقت دکھائی ہے۔
۳۔ آں بخاری جس طرح ہے
سمجھ کے مہمان نے اپنے آپ کو شمع
عشق پر قربان کرنے کی ضمانت لی تھی
اس طرح صدرِ جہاں کے اس عاشق
نے بھی اپنے آپ کو شمع عشق کا بھونا
بنادیا تھا کہ بد محنتِ مشقت۔ اور
صدرِ جہاں کے عشق میں جو جلی
ہوتی آہیں بھرتا تھا وہ صدرِ جہاں کے
دل میں محبت کا سبب بن گئیں۔
گفت۔ صدرِ جہاں نے اپنے دل
میں خدا سے کہہ لو گنا ہے اس نے
اپنی خطا کی طرف جہاں کیا ہماری
رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ذکر
بھاگ گیا۔ خاطرِ مجرم۔ خطا دار اپنے
دل کے چو کی وجہ سے ہم سے ڈرتا
ہے لیکن اس کے خوف میں بھی
سینکڑوں امیدیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
من بترسام۔ ہم غم کو ڈراتے
ہیں جو خود ڈرنا چاہتا ہے کیا ڈراؤں۔
و تیج بے شرم یا نہ ہے۔

۱۔ بہر دیگِ اسر د آذر می رود
شفتی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے
کے نیچے یک جلائی جاتی ہے جو
ہاڑی خود جوں پڑی ہو اس کے
نیچے سے تو آگ مچا لی جاتی ہے
قائم۔ غصہ طبع۔ بردباری۔ پارہ
دھڑ۔ جہاں تپتی ضرورت ہوتی ہے
ویرانی عمل کرتا ہوں۔ سرور انسان
کا ہاں دخت کی جڑ کی طرح ہے
جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی
بے نکلے ہیں درختوں اور نفوس اور
عقلوں کی یہی صورت ہے جیسی
جڑیں ہوں گی دسے ہی بے نکلیں
گئے نہا۔ ہر کی کی جڑ ہے عقل۔

۲۔ بر فلک۔ جن لوگوں میں وفا کے
دخت کی جڑ ہے ان کے عمل آسمان
پر ہیں اس لئے کہ وہ ان درختوں میں
سے ہیں جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے
اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی ہیں۔
چوں۔ جبکہ عشق کا چھل آسمان پر پیدا
ہوتا ہے تو صدر۔ جہاں کے دل میں
کیوں نہ پیدا ہوگا۔ زانگہ۔ دل سے
دل تک نہ ہوتی ہے۔ جلد و دل
دو جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں
ہوتے ہیں ان میں باہمی اتصال ہوتا
ہے عقل۔ جسموں کی جدائی اور
دلوں کے اتصال کی مثال یہ ہے کہ دو
چراغوں کے دیوے علیحدہ علیحدہ
ہوتے ہیں لیکن ان کے نور میں باہمی
اتصال ہے۔

۳۔ چچ۔ عاشق ہم نے یہ بتایا تھا
کہ صدر جہاں کے دل کی محبت اس
وکیل کے دل کی محبت کا اثر تھا تو سر
سری بات بھی غور کیا جائے تو حقیقت
یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت
معتشوق کے دل کی محبت کا اثر اور اثر
ہے عاشق کے دل میں محبت جب
ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معتشوق
کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔
ایک۔ ہر حال

نہ بدال کہ جوشش از سر میرود
نہ کہ اس کیلئے جس کا بال اوپر سے نکلے

خاقان را خرس بردارم ز حلم
ڈرنے والوں کا برداری کے ذریعہ خوف دہہ کرتا ہوں

ہر کے را شربت اندر خورد ہم
ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں

زال بر دید برگہاش از چوب سخت
اس سے اس کے چہرے کی جڑیں سخت لکڑی سے

در دخت و در نفوس و در نہا
درختوں میں اور نفوس میں اور عقلوں میں

اصلها ثابت و فرعها فی السما
ان کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں

چوں نوید در دل صدر جہاں
تو صدر ہی کے دل میں کیوں نہ آگے گا؟

زانکہ از دل تا دل آمد روز نہ
کیونکہ دل سے دل تک سولخ ہے

نے جدا و دور چوں دو تن بود
نہ کہ دو جسموں کی طرح دور دور جدا ہوتے ہیں

نور شاں ممزوج باشد در مسانغ
ان کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہیں

کہ نہ معشوقش بود جویائے او
جب تک کہ اس کا معشوق اس کا طالب نہ ہو

عشق معشوقاں خوش فر بہ کند
معتشوق کا عشق ان کو مٹا تازہ بناتا ہے

معتشوق کا عشق ان کو مٹا تازہ بناتا ہے

بہر دیگِ اسر د آذر می رود
شفتی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے

آگہاں را من بتر سائیم بخلم
میں غر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں

پارہ دوزم پارہ در موضع نیم
پیند بیتا ہوں پیند جگہ پر لگتا ہوں

ہست بر مرد چوں شیخ دخت
انسان کا ہاں دخت کی جڑ کی طرح ہے

در خویاں شیخ رستہ برگہا
اس جڑ کے مناسب پتے آگے ہیں

۲۔ بر فلک برہاست ز اشجار وفا
وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں

چوں برست از عشق بربر آسماں
جبکہ آسمان پر عشق کا پھل آگاہ ہے

موج می زد در دلش عفو گنہ
خطا کی معافی اس کے دل میں موجیں مٹاتی تھی

کہ ز دل تا دل یقین روزن بود
دل سے دل تک یقینا روز ہوتی ہے

متصل نبود سفاں دو چراغ
دو چراغوں کے دیوے ملے ہوئے نہیں ہوتے ہیں

چچ مع عشق خود نباشد وصل جو
گہنی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا؟

لیک عشق عاشقاں تن زہ کند
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لافز بناتا ہے

عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق عاشق کو کمان بنادیتا ہے اور معشوق کو تیر تازہ بناتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں عشق نہیں ہے۔

۱۔ دلِ قلب بھی بھولا کہ بندے
کے دل میں عشق لگی کا تھوسا جس
کاثر ہے جو اس بندے کی خدا تعالیٰ
میں ہے نہ تالی ہمیشہ دلوں
ہاتھوں سے جتنی ہے شوق پیاسا اگر
پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پینے
لے گا طالب ہے
۲۔ جذبہ پیاسے کی پیاس پانی کے
دل کے جذبہ کا اثر ہے حق
عکس۔ جس طرح خالق و مخلوق
میں باہمی محبت و عشق کا اثر ہے اسی
طرح کائنات میں آپس میں بھی
جذبہ و عشق ہے۔ جملہ اجزاء دنیا کی
اشیا جوڑا جوڑا ہیں اور ہر ایک اپنے
جوڑے کا عاشق ہے کہہ یاد ایک
پتھر ہے جو گھاس کے ٹکے کو اپنی
طرف کھینچتا ہے۔ اسلیں اسی طرح
آسمان اور زمین میں باہمی عشق و
محبت ہے۔ آہن۔ مٹھائیں اور
لوہے میں باہمی کشش ہے۔
۳۔ آسمان آسمان اور زمین میں ذرات
دوہر کا سا عشق و جذب ہے۔ آسمان
بجز شہر اور زمین بجز لہو و پانی کے
ہے آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا
ہے زمین اس کی جان کی طرح ہر چیز
کرتی ہے۔ آسمان ہی زمین کو کڑی تیزی
لہتی پہنچاتا ہے۔ ہرچ خاکی آسمان
کے مختلف حصہ میں کو مختلف قسم کے
فائدے پہنچاتے ہیں۔ آسمان کا خاکی
کی ہرچ زمین کو خاک و عذات کرتا
ہے۔ آبی ہرچ پانی عطا کرتا ہے۔ مٹی
ہرچ لہو کو بھیجتا ہے۔ مٹی ہرچ صحت
کے ذریعہ زمین کو کرتا ہے۔

چوں میں دل برق مہر دوستِ حست
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کھنی
دلِ دل تو مہرِ حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دگنی ہو گئی
ہجج بانگ کف زدن آید
تھیل بجلنے کی آواز کبھی باہر آتی ہے
تشنہ می نالد کہ اے آب گوار
پیاسا رہا ہے کہ ہائے خوشنود پانی
جذبہ آبِ ست ایں عطش در جان ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے
حق بحکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے
جملہ اجزائے جہاں زراں حکم پیش
اس ازل حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء
ہست ہر جوڑے بعالمِ حقیقت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے
آسمان سے گوید زمین را مرجبا
آسمان زمین کو کہتا ہے خوش آمدید
آسمان مرد و زمین زن در خرد
عقل آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے
چوں نماند گرمیش بفرستد او
جب اس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے
برجِ خاکی خاک ارضی را مدد
خاکی برج زمین کی خاک کے لئے مدد ہے
برجِ بادی ابر سوائے او برد
بادی برج اس کے جانب لے جاتا ہے

اندھاں دل دوستی میداں کہ ہست
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے
ہست حق را بے گماں مرے بتو
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے
از یکے دست تو بے دست دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر
آب ہم نالد کہ کواں آبخوار
پانی بھی رہتا ہے کہ پینے والا کہیں ہے
ما از آں او و او ہم زان ما
ہم اس کے ہیں اور وہ بھی ہملا ہے
کردہ مارا عاشقان ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے
جفت جفت و عاشقانِ جفت خویش
جوڑ جوڑ ہیں اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں
راست ہچوں کبریا و برگ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہہا اور گھاس کا ٹکا
باتوام چوں آہن و آہن ربا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مٹھائیں
ہرچہ او انداخت ایں می پرورد
جو وہ ڈالتا ہے یہ پاتی ہے
چوں نماند تری دیم بدہد او
جب تری دیم ہی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے
برجِ آبی تریش اندد دہد
آبی برج اس میں تیری پیدا کرتا ہے
تا بخارات و خم را برگشد
یہاں تک کہ ہوائی بخارات کو کھینچ لیتا ہے

برج آتش گرمی خودشید ازو
آتش بیج کی صبح کی گرمی اس سے ہے
ہست اسر گرداں فلک اندر زمن
نمانے میں آسمان سرگراں ہے
دیں زمین کذبانو یہاں گند
اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے
پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھ
گرنے از ہم ایں دو دلبری مزند
اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مزانیں اڑا ہے
بے زمین کے گل بر وید و ارغواں
زمین کے بغیر گل اور دونوں کب اکٹا ہے
بہر آں میل ست در مایہ زہر
اسی لئے مایہ میں نہکی جانب جھکا ہے
میل اندر مرد و زن حق زان نہباد
مرد و عورت میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے میلان رکھا ہے
میل ۳ ہر جزوے تجزوے ہم نہد
ہر جزو میں دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے
شب چہیں بار و زائد اعتناق
گلے لگانے میں مات دان کے ساتھ اس طرح ہے
روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند
ظاہر مات اور دن دو مختلف اور دشمن ہیں
ہر یکے خواہاں دگر را پہچو خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
زانکہ بے شب دخل نبود طبع را
کیونکہ مات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

پہچو تابہ سُرخ ز آتش پیش و رو
تو نے کی طرح آگ سے اس کی دھواہ پشت سرخ ہے
پہچوں مرداں گرد و مکتسب بہر زن
شوہروں کی طرح یہی کے لئے کئی کے گرد
بر ولادات و رضا عیش می تند
بچنے اور اس کو دھواہ پلانے میں لگی ہے
چونکہ کار ہوشمنداں می کُند
کیونکہ وہ ہوشمنوں سے کام کرتے ہیں
پس چرا چوں جفت در ہم می خزند
تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں جھٹے ہیں؟
پس چہ زاید ز آب و تاب آسماں
آسمان کی آب و تاب سے کیا اکٹا ہے
تلوؤ تکمیل کار ہمدگر
تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے
تا بقلیا بد جہاں زیں اتحاد
تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقاء حاصل کر لے
ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے
مختلف در صورت لَمَّا اتفاق
ظاہر مختلف ہیں لیکن باہمی اتفاق ہے
لیکن ہر دو یک حقیقت می تند
لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں
از بے تکمیل فعل و کار خویش
اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے
پس چہ اند خرج آورد و زہا
تو دن میں کیا خرچ کریں گے

۱۔ ہست سرگراں۔ جس طرح شوہر
یہی کے لئے کئی میں سرگراں رہتا
۲۔ ہست اسر گرداں۔ زمین کے لئے
سرگراں ہے۔ دین زمین۔ یہ زمین
آسمان کے لئے دھواہ کام کرتی ہے جو
یہی شوہر کے لئے کرتی ہے۔ بچہ
چنی۔ جس کو دھواہ پلائی ہے۔ پس
زمین زمین اور آسمان چونکہ ذی جس
چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں ان کو
بھی جیسا سمجھو۔

۳۔ گند ایک دوسرے سے لطف
اندو نہیں ہے تو آپس میں کیوں گئے
رہتے ہیں۔ بے زمین۔ جیسا کہ
یہی کے بغیر شوہر لا طہ رہتا ہے اسی
طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان
پیدا ہوا سے محروم رہتا۔ بہر آں نہاد
میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور
جھکاؤ اس لئے ہے کہ ہر ایک کے کام
کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں
ہے۔ اتحاد۔ بقاء عالم اور مرد
کے اتحاد سے ہے۔

۴۔ میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا
میں باہمی میلان تو اللہ کا سبب ہے
شب۔ رات اور دن ظاہر دو مختلف
چیزیں نظر آتی ہیں لیکن دن میں باہمی
اتحاد ہے کار خویش۔ رات اپنی
کاموں کی تکمیل میں دن کی حکمت اور
دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا
محتاج ہے۔ زانکہ۔ لیکن رات کو سوتا
ہے تو اس کے قویٰ جمع ہوتے ہیں
جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر
رات کی آمدنی نہ ہوتی تو دن کا خرچ کیسے
چلے

جذبِ اہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی مختبس شدہ بغیر جنس

ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچتا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بدن میں پھنسی ہوئی ہے

ترکِ جاں گو سوائے ما آہنجو گرد

جان کو چھوڑ دے گرد کی طرح ہماری جانب آ جا

بہ کہ زان تن وار ہی زیں سو پدی

بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اڑ آ

گرچہ ہنجوں تو ز ہجر ام تختہ ام

اگرچہ تیری طرح فراق سے ممکن ہوں

کائے تری باز از غربت سوائے ما

کہ اے تری مسافت سے ہماری جانب لوٹ آ

کہ زناری راہ اہل خویش گیر

کہ تو آگ سے ہے اپنی اہل کا ساتھ اختیار کر

از کششہائے عناصر بے رسن

عنصروں کی بغیر ہی کی کشش تان کی وجہ سے

تا عنصر ہمد گرد را و اہلہ

تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے

مرگ در نجومی و علت پاکشا

موت اور پہلی اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے

مرغ ہر عنصر یقین پر واز کرد

ہر عنصر کا پنہا یقیناً اڑ جائے گا

ہر دے رنجے نہد در جسم ما

ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے

مرغ ہر جووے باصل خود پرد

ہر جزو کا پانہ اصل کی جانب اڑ جائے

جمع شال دار و بصحت تا اجل

موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد

جس کی مٹی کو مٹی کہتی ہے واپس آ جا

جنسِ مائی پیش ما اولی تری

تو ہماری جنس ہے تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے

گوید آری لیک من پابستہ ام

وہ کہتی ہے ہاں لیکن میں پابند ہوں

تری تن را بخویند آہیا

پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں

گر می تن را ہی خواند اشیر

کہ باز بھی جسم کی گہی کو پکھتا ہے

ہست ہفتا دو دو علت در بدن

بدن میں بہتر پیدیاں ہیں

علت آید تا بدن را بکسلد

پیدای آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے

چار مرغ اند ایں عناصر بستہ پا

یہ عناصر چار پاؤں بندھے پند ہیں

پائے شال از ہمد گرد چوں باز کرد

جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا

جذبہ ایں اصحابا و فرعہا

ان اہلوں اور فرعوں کی کشش

تاکہ ایں ترکیبہا را بر دزد

تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے

حکمت حق مانع آید زیں عمل

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

۱۔ جذبہ حیوانی جسم چار عنصروں

خاک آب باد آتش سے مرکب ہوتا

جاتا ہے ان عنصروں میں سے ہر ایک

کا کہ ہے جوان کا مغز اور معدن

ہے انسان کے جسم کے چاروں عنصر

ہر وقت اپنے اپنے گہ کی طرف لڑتا

چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا

موت ہے زندگی کا یہ عنصر میں

ظہور ترغیب موت کیا ہے انہی اجزاء کا

پریشان ہونا (حکمت)

خاک گوید کہ خاکی انسان کے

خاکی اجزاء کو اپنی طرف آ جانے کی

دھت دیتا ہے

۲۔ گوید انسانی بدن کا خاکی عنصر

اس خاکی کہ کو جب دیتا ہے کہ

اگرچہ مجھ پر کرے جلد ہمارا بھر ہو

رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی

جسم کا پابند ہوں ہے اشیر۔ یعنی کہ

نار و کششہ۔ یعنی ان چاروں

عنصروں کی باہمی کشش۔ رسن۔

ری۔ علت۔ ہماری عناصر کی حیوانی کا

سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو

جاتی ہے

۳۔ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی

میں پابستہ پرندوں کی طرح ہیں

موت اور پہلی ان کے پاؤں کھول

دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی

طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اصحابا۔

یعنی چاروں کرے فرعہا۔ بدن کے

چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی

پرواز کے لئے حکمت خداوندی موت

کے وقت تک مانع نہیں رہتی ہے

۱۔ ایک مہلک معشوق کا اثر نگاہ ہے
عاشق کا عشق اس کو لافروغ کمرہ بناتا
ہے معشوق کا عشق اس میں حسن کا
اضافہ کرتا ہے معشوق کا عشق اس کے
رضاعوں کو گندہ بناتا ہے عاشق کا
عشق اس کو جلاتا ہے۔ کہہ کر کہا
میں بھی عشق ہے مین بے نیازی
کے ساتھ لہذا ہوا مٹی جگہ پر قائم رہتی
ہے جسکے میں بھی عشق ہے جو اس کو
کہہ کر اس طرف مٹا کر لاتا ہے۔
۲۔ اس یعنی کائنات کے باقی عشق
کے ذکر کو چھوڑ کر صمد جہاں کے
عاشق کا ذکر کرو اس کے عشق کا اثر
صمد جہاں پر پڑتا ہے اس عاشق کی
آہوں کا اثر صمد جہاں پر پڑتا ہے اس
پر مہربان ہو گیا۔ ایک۔ لیکن صمد
جہاں کے عشق کے لئے اس کی
حرمت آید معشوق کی تلاش میں ملے
تو صمد جس صمد جہاں کی رحمت تو
اس کی عشق ہی لیکن اس کی سلطنت
عشق کے لئے نہیں رہی۔
۳۔ عقل حیران کاس عجب اور کشید
عقل حیران ہے، تعجب ہے کہ یہ اس کو سمجھ رہا ہے
کوشش کا اثر بھی اس میں عقل حیران
ہے جلدی بہادی بہادی۔ یعنی
تلافی سستی تو تلافی ہے۔ لب
بہ بند۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی
عجبیت کے انکشاف کے لئے
عاشقوں میں جذبہ عشق پیدا کرتا ہے
لیکن پہلے انہی سے کہہ رہا ہے
اللہ تعالیٰ کی امتحان اور ضرورت کا نتیجہ
نکل میں ہے لہذا اس کا بیان
مناسب نہیں ہے۔ وہ لکھتے۔
حضرت حق تعالیٰ اہل بیت
ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے
کیست مجھے اس ملامت سے روکنے کی
دقیقات ہے جو انسان کے پسند و ناپسند
کو دیکھتی ہے۔

لیک ۱۔ میل عاشقان لاغر گند
لیکن عاشقوں کا عشق ان کو لاغر کرتا ہے
عشق معشوقان دو رخ افروختہ
معشوق کے عشق نے مہلک معشوق کر دیے ہیں
کمر با عاشق بشکل بے نیاز
کہہ کر لاہری کے ساتھ عاشق ہے
اس ۲۔ رہا گن عشق آں تہ نہ وہاں
اس کو چھوڑ اس پاسے کا عشق
دو و آں عشق و غم آتشکدہ
اس عشق کا وہاں نہ رہی کا غم
لیک از ناموں و پوش و آبرو
لیکن عزت نہ فرہ آبرو کی وجہ سے
رجعتش مشتاق آں مسکین خدہ
اس کی رحمت اس مسکین کی مشتاق ہو گئی
عقل ۳۔ حیراں کاس عجب اور کشید
عقل حیران ہے، تعجب ہے کہ یہ اس کو سمجھ رہا ہے
ترک جلدی گن گزیر ناواشی
بہادی چھوڑ کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے
لب بہ بندم ہر دمے زینساں سخن
میں ہی طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند کرتا ہوں
کاس سخن را بعد از ایں مدفون گنم
کہ اس بات کو میں اس کے بعد دفن کر دوں گا
کیست آں کست میکشد ممتحنی
اے ذمہ انداز! وہ کن ہے جو تجھے سمجھتا ہے؟
میل معشوقان خوش و بافر گند
معشوق کا عشق ان کو حسین اور ہوشیار بناتا ہے
عشق عاشق جان او را سوختہ
عاشق کے عشق نے اس کی جان جلا ڈالی ہے
کاہ می کوشد دریاں راہ دراز
جنگا اس عشق میں مدد دانتے ملے کرتا ہے
تافت اند سید صدر جہاں
صمد جہاں کے بیٹے میں چمک اٹھا
رفتہ در مخدوم او مشفق خدہ
مخدوم کو پہنچا وہ مہربان ہو گیا
شرم می آید کہ وا جویہ ازو
اس کو شرم آتی تھی کہ وہ اس کی جستجو کرے
سلطنت زین لطف مانع آمدہ
سلطان اس مہربانی سے مانع نہ بنی
یا کشش زان سو بدیں جانب سید
یا کشش اس جانب سے اس جانب پہنچی ہے
لب یہ بند واللہ اعلم بالحق
ہونٹ بند کر لے لے اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے
توبہ آرم ہر زماں صد بار من
ہر وقت سو بار توبہ کرتا ہوں
واں کشندہ میکشد من چوں گنم
وہ کھینچنے والا کھینچتا ہے میں کہا کہہ؟
آنکہ می نکذارت کہ دم زنی
وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم دے



صد عزیمت! میکی بہر سفر
تو سر کے لئے سو پختہ ملائے کرتا ہے
زاں بگرداند بہر سواں لگام
ہ لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے
اسپ زیرک سارزاں نیکو پے سمت
سمجھد کھڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے
اودیت را برد صد سودا بہ بست
اس نے تیرے دل کو وہ سو خیالات سے ڈالتے کر دیا
چوں شکست اوبال آں رائے شکست
جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا
چوں قضا لیش خیل تدبیرت شکست
جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی ری توڑ دی
می کشاند مر خرا جائے دیگر
ہ تجھے ہری جگہ کھینچ لے جاتا ہے
تاخبر یا بند فاریں اسپ خام
تاکہ تاخیرہ کار کھڑا سود کو چل جائے
کوہمی داند کہ فاریں بروے سمت
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سود موجود ہے
بے مراوت کرد و پس دل را شکست
تجھے نامراد کیا سود پھل دل کو توڑ دیا
چوں نشد ہستی بال اشکن درست
تو بازو توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوگی؟
چوں نشد بر تو قضائے او درست
تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوگا؟

فتح عزائم و تنجہا چیت باخبر کردن آدمی را از آنکہ مالک و
املاک کا فتح کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کے لئے ہے کہ مالک اور
قلہ اوست و گاہ گاہ عزم اورا فتح نا کردن و نافذ داشتن تا
ظاہر موجود ہے اور کبھی کبھی اس کے ملائے کو نہ توڑنا اور جلدی رکھنا اس لئے ہے کہ
طبع اورا بر عزم کردن دارد تا با ز عزمش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود
اس کی طبیعت کو ملائے کئے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ملائے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا سے و قصدہا درما جرا
مجاہدے میں ملائے اور قصد
تا بطمع آں ولت نیت کند
تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ملائے کرے
ور بگلی بے مراوت داشتے
اگر وہ تجھے لٹکے نامراد رکھنا
ورنکا ریدے اسل ار غوریش
اگر وہ لپٹے اندھے پن سے امید کا چن نہ بنا
گاہ گاہے راست می آید خرا
کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں
بار دیگر نیت را بشکند
دہانہ وہ تیرے ملائے کو توڑ دیتا ہے
دل شدے نو امید اسل کے کاشتے
دل تا امید ہو جاتا امید کا بیج کب ہوتا؟
کے شدے پیدا برو مقہوریش
تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

۱۔ صد عزیمت انسان سے کھڑوں
پختہ ملائے کرتا ہے لیکن پھر اس
ملائے کو پھانسیں کرتا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص
ذات ہے۔ زلزلہ اللہ تعالیٰ ان عزائم
کو اس لئے رخ کرتا ہے کہ لوگوں کو
اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔
مشہور مقولہ ہے غور شکست دینی
بفسخ غور ہم میں نے اپنے خدا کو
املاک کے کسٹھونے سے سمجھا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ دل میں سودا لے پیدا
فرماتا ہے پھر ان میں ناکام بھی بنا دیتا
ہے۔

۲۔ چل شکست جب پہلا ملائے
فتح ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی
ذات فتح کرنے والی ہے۔ چل
قتیل۔ جب انسان کی تدبیر ناکام
ہوتی ہیں تو اس کو قضا خداوندی اور خدا
کی وجہ کا یقین ہو جاتا ہے عزائم
عزیمہ کی فتح ہے نہ نیت ملائے۔
۳۔ عزم پہل یعنی کبھی ملائے کی
تجیل ہو جاتی ہے وہ اس لئے کہ
انسان بالکل باوقوف نہ ہو جائے اور
ملائے کی نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے
دھڑکے پڑے اگر بالکل ملائے نہ چھوڑ
دیگا تو ملائے کے فتح ہونے سے جو
معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ
نہ ہوگی۔

۱. عاقلاں! لال عقل باوجود
 ملائے کی پھل کی بھر عری سے
 ذات خداوندی کی معرفت حاصل
 کرتے ہیں۔ بے مراد ایک مقصد
 سے عری بہشت کی راہ پر ترقی ہے یا
 لئے حدیث شریف میں ہے شُكْتُ
 الْجَنَّةِ بِالْمَكْرُوهِ جنت کا پسندیدہ
 گناہوں سے گھبرا دیا گیا ہے نہ یعنی
 جنت میں جانے کے وہ اسباب ہیں
 جو انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔ پس
 اپنی عری سے انسان اس ذات کو
 پہچانتا ہے جس کے ملائے سے مراد
 عملہ حاصل ہوتی ہے یعنی ذات
 خداوندی۔ پس لال عقل کی ہمارائی
 چری اور فطری عاشقان حق کی کسر
 نفسی اور ہمارائی اختیار ہے۔
 ۲. عاقلاں! لال عقل مجھری
 کے بندے ہیں عاشقِ خدا اس
 عری میں وصل کی نعمتیں حاصل
 کرتے ہیں۔ لیکر قرآن پاک میں
 ہے ثُمَّ لَمْ يَمْشُوا فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ
 دُخَانٌ قَالُوا لَهَا وَالْأَرْضُ لَيْسَ طَوْعًا
 وَكَرْهًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ
 آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک درجوں
 تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا تم
 دونوں فرما رہی کہ خوشی سے یا جزا
 کو یا کی صداقت ہے اور عاشقوں کی
 اطاعت طوعاً علی صدقاً ہے۔
 ۳. نظر کرنا اس قصہ سے
 بتانا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اطاعت
 کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ
 کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور
 پھر اسلام لائے اور اطاعت خداوندی میں
 لگے۔ جو حق جماعت نفیر۔ آہ وہ
 کیا آگاہ شیر آغزوہ ﷺ نے نہ ہر
 قسمی وہ قیدی آغزوہ کو فریاد کیا کہ
 سے دیکھ رہے تھے تاہم۔ وہ لوگ
 آغزوہ پر غصناک تھے۔

عاقلاں! از بے مراد یہاںے خویش
 سمجھ لوگ اپنی ہمارائی کی وجہ سے
 بے مرادی شد قلاؤ ویز بہشت
 ہمارائی بہشت کا پیشرو بنی ہے
 چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست
 جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکستہ پا ہیں
 پس شدند اشکستہ پاش ایں صادقان
 پس یہ سچے انسان اس کی وجہ سے شکستہ پا ہوئے ہیں
 عاقلاں! اشکستہ آش از اضطراب
 لال عقل مجھری سے اس کے شکستہ پا ہیں
 عاقلاں! ۲. بندگان بندگی اند
 غلام اس کے قیدی غلام ہیں
 ایتھاکرہ مہار عاقلاں
 تم دونوں جبرا آہ لال عقل کی مہد ہے
 باخبر گشتند از مولائے خویش
 اپنے مولا سے باخبر ہوتے ہیں
 حُفَّتِ الْجَنَّةُ شَمْلًاوے خوش سرشت
 اسے خوش مزاج جنت کو گھبرا گیا ہے سن لے
 پس کسے باشد کہ کام اُور و است
 تو کوئی تو ہوگا جس کا مقصود پھلا ہوتا ہوگا
 لیک کو خود آں شکست عاقلاں
 لیکن عاشقوں کی اسی شکست کہی ہے
 عاشقان اشکستہ بلصد اختیار
 عاشق سو اختیار کے باوجود شکستہ پا ہیں
 عاقلاں! شکر و قندی اند
 اس کے عاشق شکر اور قد کھانے والے ہیں
 ایتھاطوعاً مہار عاقلاں
 عاشقوں کی مہد تم دونوں خوشی سے آوے

نظر کردن ۳ پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
 آغزوہ ﷺ کا قیدیوں کو دیکھنا، اور مسکرات اور فریاد کہ مجھے اس قوم پر
 عَجَبْتُ مِنْ قَوْمٍ يُجْرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ
 تعجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑوں اور طنوں کے ذریعہ چینی جاتی ہے

دید پیغمبر یکے بوق اسیر
 پیغمبر نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی
 دید شال در بند آں آگاہ شیر
 اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا
 تاہم خاند ہریک از غضب
 حتی کہ ہر ایک غصے سے چا رہا تھا
 کہ اسی بزدلند وایشاں در نفیر
 کہ وہ ان کو لے جا رہے ہیں اور وہ در رہے ہیں
 می نظر کردند دروے زیر زیر
 وہ قیدی چینی نظروں سے ان آغزوہ کو دیکھ رہی تھی
 بر رسول صدق دندانها و لب
 ثابت اور ہونٹ سچے رسول پر



لے موکل سپاہی کافرستان یعنی
ان کا وطن نے فدا لے آئے خدا
قیدیوں کا فدیہ قبول کر رہے تھے
نہرو پر پیر ہونے کا فدیہ لے کر
کئی سفارش پہنچا سک رہی تھی۔
رحمت عالم وہ قیدی دل میں یہ بھی
کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمت
عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گنا
کاشدے ہیں۔ باہزار انکار وہ دل
دل میں آنحضرت پر طعن زنی کر رہے
تھے۔

۲۔ چارہاں ہم نے اپنی کامیابی کی
بہت مدحیں کی ہیں لیکن کوئی تدبیر
کار نہیں ہوئی۔ خدا ہم تک کا پتھر
ہے جو بہت سخت ہوتا ہے مرد کا
بہاد۔ اب ارسلان۔ اب بہاد
ارسلان دھندلے ہوئے۔ یعنی چند
بے سرد سلمان کزرو لوگوں سے
گھٹت کہا کہ قیدی بنے ہوئے جا
رہے ہیں۔ آجین۔ اس کی وجہ
ہماری غلط روی ہے یا ہم پر ستلوں کی
نعمت ہے یا ادا ہوا ہے۔

۳۔ کارو پھر دل میں کہتے تھے
کہ اگر ان کا جادو چلا ہے تو ہم نے بھی
جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ اِن تَسْتَحْوَ
فَقَدْ جَاءَ كُمْ فَفُتْخُوا وَ اِنْ تَسْتَحْوَ
فَقَدْ خِيَرْتُمْ وَلَنْ تَعُوْذُوا نَعْدُ وَلَنْ
تَغْنِيْكُمْ عَنْكُمْ فِتْنَتُكُمْ فَبَيَّنَّا وَلَوْ
كَذَّبْتُمْ وَاَنَّ اِلٰهَكُمْ مَعَ الْغَوْنِيْنَ ۔

یعنی اے مکہ والو تم فتح کرتے تھے
کہ تم کو حق برہاں ہو تو
فتح آگئی اب اگر تم بازہ گئے تو
تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم لے
ہے اور اگر تم لے تو ہم بھی نہیں گئے
اور تمہارا جتنا تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے
گا خود وہ اتنا ہی زیادہ ہو اور بیشک اللہ
مومنوں کے ساتھ ہے۔

زانکہ وہ زنجیر قہر وہ من اند
کیونکہ وہ قہر کی دس سیر دلی زنجیر میں تھے
می بردار کافرستان شان قہر
ان کو کافرستان سے جبراً لے جا رہا تھا
نے شفاعت میر سدا سرور سے
نہ کسی سرور کی سفارش آتی ہے
علیٰ رومی بزد خلق و گلو
ایک جہاں کا گناہ مطلق کاٹتا ہے

زیر لب طعنہ زناں برکار شاہ
شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے
خود دل میں مرد کم از خادہ نیست
خود اس شخص کو دل پتھر سے کم نہیں ہے

بادوسہ غریباں وسست و نیم جاں
دو تین گھولیں ست لاکھ کمزروں کے ساتھ ہیں

یا ز اختر ہاست یا خود جادوئی ست
یا ستلوں کی وجہ سے یا جادو گری ہے
تخت ماسد سرنگوں از تخت او
ہمارا تخت اس کے تخت سے اونچا ہو گیا

جادوئی کر دیم ما ہم چوں نرفت
ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

زہرہ نے با آں غضب کہ دم زند
بادجو اس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم لے
میں کشاند شاں موکل اُسوے شہر
سپاہی ان کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا
نے فدا لے می ستاند نے زرے
وہ فدیہ لیتا ہے نہ دہیہ

رحمت عالم ہی گویند و او
اس کو رحمت عالم کہتے ہیں۔ لہ وہ
باہزار انکار می رفتند۔ راہ
وہ ہزار انکار کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے
چارہاں کر دیم و اینجا چارہ نیست
ہم نے بہت مدحیں کی ہیں لیکن تدبیر کار نہیں ہے

ما ہزاراں مرد کار الپ ارسلان
ہم ہزاروں بہاد

آجین در ماندہ ایم از کجرو نیست
ہم ایسے عاجز ہیں یہ ہمارا ٹیڑھا پن ہے
تخت ما راہ درید آں تخت او
ہمارے ٹیڑھے کو اس کے ٹیڑھے نے چاک کر دیا

کار او از جادوئی گر گشت زفت
اگر اس کا معاملہ جادو گری کی وجہ سے ہماری پڑ گیا ہے

تفسیر ایں آیت اِن تَسْتَحْوَ اَفَقَدْ جَاءَ كُمْ اِنْ طَاعِنًا لَمْ يَكُنْ
اس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی، مترجمین کہتے تھے
کہ از ما و محمدؐ آنکہ برحق ست فتح و نصر تشن بدہ و ایں سخن بدہاں میگفتند کہ
کہ ہم میں اور محمدؐ میں جو حق پر ہے اس کی فتح لہ مدد کر لہ وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے
گماں داشتند خود برحق اند و طلب حق بے غرض انکوں محمدؐ معصوم و شد
کہ ان کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں لہ اب حق کا بے غرض طلب گار محمدؐ فاتح بن گیا

کہ بکن ملا اگر مارا ستم
کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں جڑ سے اکھڑا دے
نصرتش وہ نصرت او را بخو
اس کی مدد کر اس کا منکر بن
پیش لات و پیش عزائی و منات
لات کے آگے عزائی اور منات کے آگے
گر بنا شد حق زبون ماش گن
اور اگر حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے
ماہمہ ظلمت بدیم او نور بود
اور ہم سب تاریکی تھے وہ نور تھا
گشت پیدا کہ شما مار استید
ماض ہو گیا کہ تم غلط ہو
کوئی کرد و دفع از ذکر خویش
بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے
کہ صواب او شود در دل درست
تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے
ہر کسے را غالب آورد روزگار
نہ نہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے
بارہا بروے مظفر آمدیم
کئی بار اس پر فتح مند ہوئے ہیں
چوں شکست یافتہ داوڑشت و پست
وہ ہادی شکست کی طرح ہی اور ذلیل نہ تھی
دلا صد شای پہناں زیر دست
سو پہنچہ خوشیاں جتنے میں دیدیں
کہ نہ غم بوش دریاں نے پیچ پیچ
کیونکہ اس کو اس میں نہ کئی غم ہوا نہ پریشانی

از بجاں! واز خدا در خواستیم
ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی
وانکہ حق و راست ست از ما او
ہم میں اور اس میں سے جو حق اور سچائی پر ہے
ایں دعا بسیار کر دیم و صلوات
ہم نے یہ دعا و صلوات بہت کیے
کہ اگر حق ست او پیداش گن
کہ اگر وہ حق ہے اس کو نمایاں کر دے
چونکہ وا دیدیم او منصور بود
جبکہ ہم نے کلا دیکھ لیا کہ وہ فاتح رہا
ایں جواب ماست کا نچہ خواستید
یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا
باز ایں اندیشہ را از فکر خویش
وہ پھر اس خیال کو اپنے فکر سے
کایں تفکر ماہم از او بار درست
کہ کھائیہ خیال بھی بدعتی سے پیدا ہوا ہے
خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیوں ہوا؟
ماہم از یام بخت آور شدیم
ہم بھی زمانے سے نصیب د ہوئے ہیں
باز می گفتند اگر چہ او شکست
وہ پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست کھائی ہے
زانکہ بخت نیک او را در شکست
کیونکہ نیک نصیب نے اس کو شکست میں
کو با شکستہ نمی مانست هیچ
وہ کبھی شکست خورہ کی طرح نہیں بنا

۱۔ از بجاں! کلمہ کہتے تھے کہ ہم
نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی
تھیں کہ جو حق پر ہوں اس کو حق دے
دے پیش لات و منات اور عزائی
بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ سب جبکہ
مسلمانوں کو حق ہو رہی ہے تو یقیناً یہ
لوگ حق پر ہیں۔

۲۔ ایں۔ مسلمانوں کی فتح مندی
ہادی دعاؤں کی قبولیت ہے۔ ہاں۔
پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے
کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت
کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب
ہو چکے ہیں۔

۳۔ ہاں! گفتند پھر اپنے اس خیال
ی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہادی
شکست اور مسلمانوں کی شکست میں
بہت فرق ہے ہم شکست سے پست
ہوتے ہیں اور مسلمانوں شکست کھا
کر ہار اُجڑتے ہیں۔ مگر انکے مسلمان
شکست سے پست نہ ہوتے ہیں۔
ہیں بلکہ ان میں قوت ایمانی اور ہر
جائی ہے کہ انھوں نے شکست سے
بھی شکست خاطر نہیں ہوئے۔

چل انشان مومنوں مغلوبی ست
چنگ مومنوں کی بچان مغلوب ہوا ہے
گر تو مشک وغیرے را بھگنی
اگر تو مشک ہو خبر کو توڑے گا
دھکستی ناگہاں سرگین خر
اگر تو اپناک گدے کی لید کو توڑے گا
کہ گند خود مشک باسرگین قیاس
مشک کو لید پر کئی قیاس کرے گا؟

لیک در اشکست مومن خوبی ست
لین مومن کی شکست میں بھلائی ہے
علیٰ از فتح رجاں پر کنی
ایک جہاں کو خوشی کی مہک سے بھرے گا
خانہا پر گند گردد سر بسر
سارے ملکات بدو سے بھر جائیں گے
آب ربا بول و اطلس پاپاں
پانی کو پیٹاں بھلاں کٹاں پر کئی قیاس کرے گا

۱۔ چل انشان مومنوں کی بے پرو
مسلمان اس کے ایمان کی علامت ہے
اور مومن کی شکست اس کے اعمال و
اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے کہ وہ
مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضر
خوبی کو ایک مثال سے سمجھتا ہے
کہ شکست خبر کی ڈی کو توڑ دیا جائے
تو اس کی خوشبو زیادہ ہو سکے گی ہے
جیسے مہک لٹ سرنگیں شرکاروں
کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدے
کی لید کو اگر کر دیا جائے تو اس کی
بدبو ہو چکل جاتی ہے کہ گند
مسلمانوں کی شکست اور کاروں کی
شکست کو ایک جھٹا پیا ہے جیسے کہ
کئی لید پر شک کر دیا پیا پیا پیا
پاپاں کٹاں کا ایک جھٹ

سر آنکہ بے مرو باز نشین رسول علیہ اسلام از حدیبیہ حق تعالیٰ
اس کا مد کہ بغیر مقصد پھا کئے ہوئے آنحضرت کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ
لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَخْخْنَا لَكَ فَخًا مِثْنًا بصورت غلظت وود
نے فتح کا لقب دیا کہ بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی جہاں پیش تھی اور
و بمعنی فتح چنانچہ شکستن مشک بظاہر شکستن ست و بمعنی
حیقا فتح ہے کہ مشک کی شکست بظاہر شکست ہے اور حیقا اس کے
درست کردن ست مشک اور و تکمیل فوائد او ست
مشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقت برگشت حدیبیہ رسول
حدیبیہ سے واپس رسول
ناگہاں اند حق شمع رسل
رواں کی شمع کے حق میں اپناک
آمدش پیغام از دولت کہ رو
دولت کی جانب سے ان کو پیغام آیا کہ چلے جائیے
کاندریں خواری بقدرت فتحماست
اس ذات میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

در تفکر بود و تمکین و ملول
فکر میں تھے اور تمکین اور ملول تھے
دولت اِنَّا فَخْخْنَا زو دہل
دولت نے اِنَّا فَخْخْنَا کا دھول بجا دیا
توز منع اس ظفر تمکین مشو
آپ اس فتح کے رکے سے تمکین نہ ہوں
نک فلاں قلعہ فلاں بقدرت خراست
یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے

۲۔ ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناگہاں
واپس کو آکر ان نے فتح میں سے تیسیر
کیا ہے آمدش حضور کو حکم ہوا کہ عروہ
کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناگہاں
سے تیسیر نہ ہو۔ کاندریں۔ کاندریں ناگہاں
بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔
بقدرت۔ یعنی زمین کا علاقہ۔



۱۔ بنگر کی طرف اشارہ ہے۔ بنگر کے قریب تھے جو دین کے اطراف میں آباد تھے ان کی معاہدہ گئی کی وجہ سے انھوں نے کوہ پیس کے واقعہ سے پہلے چلاؤن کر کے تھے بنی انھیں ۲۰۰ میں اور بنی فریضہ ۵۰ میں غزوہ خندق کے فوراً بعد چلاؤن کر دیئے گئے تھے۔ حدیث کا واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ کچھ نے میں چاہا کہ اگر مولانا کی مراد خیبر سے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے۔ وہ مخالف ہے۔

۲۔ وہاں شاید اگر تو حالت اور غمیں نہ ہوں۔ اب بھی جماعت وہ ہے جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں بھی اسی طرح خوشگوار رہتا ہے جس طرح خوشی حضرت رابعہؓ بصریؓ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بن اس کے لئے اپنی خوشگوار دنیا کو خوشی۔ ہر غم۔ یعنی ان کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیبر ہے۔ قمر چاند زلت ان کو اس قدر پہلایا ہوئی ہے کہ اس کے زہل اور تخت شاہی حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔ وہ فقیر۔ یہ لوگ فقر میں شہینہ ہیں۔ وہ غریب میں بد کے لطف اٹھاتے ہیں۔ ہر کچھ۔ جبکہ غریب کی گہرائی میں ان کو سیرت حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔

۳۔ تفسیر اس حدیث کی تفسیر سے مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس معیت حق ہے۔ نہ چھائی چھائی میں خود کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے۔ معراج یوں۔ حضرت یوں کو چھائی

بنگر آخر چونکہ وا گردید تفت دیکھ جب وہ جلدی سے واپس آ گئے قلعہا ہم گرداں دو بقعہا ان دونوں کے علاقوں کے اس پاس کے قلعے بھی ورنہ باشند آں تو بنگر کایں فریق اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ زہر خوار کی راجو شکری خوردند وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں بہر عین غم نہ از بہر فرج صرف غم کے لئے نہ کہ خوشی کے لئے آنچناں شادانند اندر قعر چاہ کنوں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں وہ فقیری ہر یکے صد شہر یار ہر ایک فقیری میں سیکڑوں شاہوں کی طرح ہے ہر کجا دلبر بود خود ہم نشین جہاں نہیں محبوب خود ساسی ہو

تفسیر حدیث آنحضرت ﷺ کہ لَا تَفْضُلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى آنحضرت ﷺ کی تفسیر کہ مجھے

گفت پیغمبر کہ معراج مرا پیغمبر نے فرمایا کہ میری معراج آں من بر چرخ و آں او نشیب حالانکہ میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام ہستی میں ہے قرب نے بالانہ پستی رفتن مست قرب نہ لوہر جاتا ہے نہ نیچے جاتا ہے

کے پیٹ میں ہند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی آں من۔ حضور کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی قرب حق قرب حق حاصل ہوتے ہوئے نہ چھائی چھائی کی چیز نہیں ہے۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور ہستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک ہستی سے ہوتا ہے۔

بر قریضہ بر نصیر ازوے چہ رفت ان کی جانب سے قریضہ اور نصیر پر کیا گزری شد مسلم و غنائم نفعہا فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب لٹے ہوئے برعم و رنج اند مقنون و عشیق رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں خار غمبارا چو اشتہری چزند غنوں کے کانٹے کو لوت کی طرح جتے ہیں اس تسافل پوش ایشاں چوں درج یہ منزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے کہ ہی ترسند از تخت و کلاہ کہ تخت و تاج کے حامل ہونے سے ڈرتے ہیں وہ بخوان فاتحہ صد ہچو بہار فاتحے کی غنوں میں سیکڑوں بہادری کی طرح ہے فوق گروہن ست نے زیر زمیں وہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر حدیث آنحضرت ﷺ کہ لَا تَفْضُلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى یونس بن متى پر فضیلت نہ

نیست بر معراج یونس اجتبا یونس کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے زانکہ قرب حق بزرگست از حسیب کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کافران میں حب سے بالاتر ہے قرب حق از محض ہستی رستن مست اللہ کا قرب دجہ کی قید سے چھوٹا ہے

کے پیٹ میں ہند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی آں من۔ حضور کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی قرب حق قرب حق حاصل ہوتے ہوئے نہ چھائی چھائی کی چیز نہیں ہے۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور ہستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک ہستی سے ہوتا ہے۔

نیست اراچہ جائے بالا نیست وزیر
 نایت کے لئے کیا و بچل کیا بچل
 کارگاہ رنج حق در میسی ست
 اللہ کے خزانہ کا کلخانہ نایت میں ہے
 حاصل اس اشکست ایشاں اے کیا
 غلام یہ ہے ' اے بزرگ! ان کی شکست
 آنچناں شاداندہ دزل و تکلف
 وہ ذات اور تہی میں اس طرح خوش ہیں
 بزرگ بے برگی ہمہ اقطاع اوست
 پوری ہے سرو سامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے
 آں کیلکے گفت کہ چنان ست آں فرید
 ایک نے کہا ' اگر وہ بیکار بیا ہے
 چونکہ او مبدل شد ست و شادیش
 جبکہ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی
 پس قہر دشمنان چوں شاد شد
 توہ دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا ہے؟
 شاد شد س جاش کہ بر شیران فر
 اس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر
 پس بدستیم کو آزلو نیست
 تو ہم جان گئے کہ وہ آزلو نہیں ہے
 ورنہ چوں خندد کہ اہل آن جہاں
 وہ نہ کیوں ہنسا جبکہ اس جہاں والے
 اس ہی گفتند در زیر زباں
 وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے
 تا موکل نشود در ما جہد
 تاکہ سپاہی نہ سن لے اور ہم پر کوہ پڑے

نیست دلے زوونے دہست و دیر
 نایت کے لئے نہ جلدی ہے نہ ہر دور ہے
 غرہ ہستی چہ دانی نیست چیست
 تو ہستی کو کس میں ہے کیا کچھ نہ نیت کیا ہے؟
 می نماید ہج با اشکست ما
 ہادی شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے
 ہجو ما در وقت اقبال و شرف
 جس طرح ہم اقبال مندی اور بدلی میں
 فقر و خواری افتخار ست و علو ست
 فقر اور ذات ' فقر اور بدلی ہے
 چوں بخندید او چو مارا بستہ دید
 توہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟
 نیست زیں زندان وزیں آزلویش
 اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے
 چوں ازیں فتح و ظفر پر باد شد
 اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟
 یافت آساں نصرت و دست و ظفر
 آسانی سے فتح اور قابو اور ظفر پالی
 جو بد نیالو خوش و دل شاد نیست
 دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دلی اور سرور نہیں ہے
 بر بد و نیک اند مشفق مہر باں
 اچھے اور برے پر مشفق اور مہربان ہیں
 آں اسیراں باہم اند محبت آں
 وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں
 اس سخن در گوش آں سلطان نہد
 یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

۱۔ نیست جب مقام فنا
 حاصل ہو جائے تو زمان مکان کی کوئی
 شے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے
 کارگاہ ناست کے بعد امر اور
 خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص
 ہستی میں پھنسا ہے وہ نایت کو نہیں
 سمجھ سکتا حاصل یہاں سے مہرمان
 قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے انہوں
 نے کہا ہادی اور مسلمانوں کی شکست
 میں بہت فرق ہے آنچناں۔ وہ
 شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے
 ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔
 بزرگ ہے سرو سامانی ان کا سامان
 ہے فقر و ذات میں فقر سمجھتے ہیں۔
 ۲۔ آں کیلکے انھوں کی نایت
 پر اس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان
 کو مقام نایت حاصل ہے اور وہ اللہ
 کے مقرب ہیں تو ہماری تہا پر کیوں
 خوش ہو رہے ہیں؟ اگر ان میں بالکل
 تبدیلی آگئی ہے اور ان کی خوشی ہماری
 قید اور اپنی آزادی سے متعلق نہیں ہے
 تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں ہنسے
 اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔
 ۳۔ شاد شد۔ یقیناً ان کی خوشی اسی
 بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انہوں
 نے فتح پائی ہے۔ بلکہ اس بات
 سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے
 آزلو نہیں ہیں اور وہ ایک دیادہ ہیں۔
 ۴۔ اہل آں جہاں۔ اللہ والے تو سب
 انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ
 انسان بھلے ہوں یا برے ہوں۔
 ۵۔ اس۔ یہ باتیں وہ قیدی آہستہ آہستہ
 آپس میں کر رہے تھے تاکہ پاس نہ
 سن پائے۔

آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان بر شہادت او
خشی بر ان کی طعن زلمی سے آنحضرت ﷺ کا واقف ہو جانا

رفت در گوشے کہ بد آں من لدن
اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا
آنکہ حافظ یولو یعقوبش شنید
اس نے جو حافظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا
نشوند آں سر لوج غیب داں
غیب کے جانے والے لکھ لکھ کے نہ کہیں سننے ہیں
آمدہ سرگرد او گرداں شدہ
را آیا ہوا اس نے ان کے گرد چکر لگائے
آں نہ کاگشتان او باشد دراز
نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں
کہ بکل دزدی ز احمد سرستار
کہ چھی چھوڑا احمد سے راز حاصل کر
ہیں بمسجد رو بجو رزق ماز الہ
خبردار مسجد میں جا، اللہ سے رزق مانگ

گرچہ نشید آں مومل این سخن
اگرچہ اس سپاہی نے یہ بات نہ سنی
یوئے پیر لہان یوسف را ندید
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی
آں شیاطین بر عنان آسمان
و شیاطین آسمان کی بلندی پر
آں محمد خفہ و تکیہ زدہ
محمدؐ سوئے ہوئے اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں
آں خود دلو کہ روزیش ست باز
دلو وہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو
نجم ثاقب گشتہ حارس دیوار
نورے دلاستہ نگہبان اور شیطان کو بھاگنے والا بن گیا
اے دودیدہ سوئے دکال از لپگاہ
اے صبح سے دکان کی جانب دوڑے ہوئے

فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را

آنحضور علیہ السلام کا ان قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

گفت آں خندہ ثبوم از نبرد
فرمایا میرا ہنسا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا
مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
مردے کو مٹانا ہمارے نزدیک بے لگہی نہیں ہے
چونکہ من پافشرم اندر مصاف
جب میں میدان جنگ میں قدم جما لوں
من شکارا بستہ می دیدم چتہیں
میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

پس رسول اں گفت شال را فہم کروں
پس رسولؐ ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے
مردہ اندایشان و بوسیدہ فنا
و مردہ ہیں اور فنا سے لگے ہوئے ہیں
خود کیند ایشان کہ نہ گرد شگاف
و کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے
انگہے کا زلو بودید و ملکیں
جس وقت کہ تم آؤ اور ہم تمہیں

۱۔ آگاہ آنحضرتؐ نے ان کی یہ
خفیہ باتیں سن لیں اس لئے کہ آپ
کے کان اس جہان کے کان نہ تھے
بلکہ خدائی کان تھے جن کے لئے
آہستہ بات اور بلند آواز کی بات
یکساں ہے یوئے جن لوگوں کو
قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ
صفات حق سے متصف ہو جاتے
ہیں۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص کی
خوشبو اس لحاظ کو نہ پہنچی جو یوسفؑ نے
جا رہا تھا بلکہ جو دوسروں کے حضرت
یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ اس شیاطین
لوج محفوظ کے سر شیاطین آسمانوں
پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں
آنحضرتؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سن
لیتے تھے۔

۲۔ آں خود یعنی علامت
ہادی سے نہیں ملتا ہے قدرت سے ملتا
ہے یہی حال امر اور خدا کی کا ہے
نجم ثاقب جب شیاطین آسمانی
را معلوم کرنے کے لئے آسمان پر
چڑھتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹتے
ہیں اور وہ ان کو بھاگ دیتے ہیں۔ زائد
امر اور خدا کی حضورؐ سے حاصل کر۔
اے دودیدہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ
ہے دکان نہیں ہے لہذا اس سے رزق
مانگو۔

۳۔ فہم کردن یعنی آنحضورؐ کو بطور
حق کے سن لی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد
یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں
سکرا ہوا تھا۔ مردہ یعنی یہ کفار و
حقیقت مردہ ہیں اور مردے کو مٹانا
کوئی بے لگہی ہے بلکہ اس پر خوشی کی کا
کارہ یعنی جگہ جگہ چلی قیدی نہ تھے
اور اپنے ذہن میں متمتع تھے۔

۱۔ اے خاندانِ ہر سلطنت برآز
کنا ایسا ہی بچہ دار ہے جس طرح
کہ لوث کا سیر می برنگار نقش تن
جب سے کہ میں شرم کی دانت سے
آراؤں ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو
اس طرح دیکھ لیتا ہوں ہے کہ وہ
میرے سامنے ہے بگرمِ ہاتھ سے
بنے دلی شرب کو اس کے کپے خوش
میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے
مقدم ہونے کی حالت میں اس کے
دو جھوکے لیتا ہوں۔

۲۔ بگرمِ پہلے اشعار میں ہونے
دلی باتوں کے بارے میں علم کی
وسعت کا بیان تھا اس شعر میں نزشت
واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے
یعنی ازل کی واقعات پر بھی میرا علم محیط
ہے۔ اس مسئلہ ازل میں جبکہ حضرت
آدم کی پست سے فن کی ولاد کو
چھوڑنے کی شکل میں نکال کر اس سے
عہد لیا گیا تھا میں نے اس
وقت تمہیں لوندھا دیکھ لیا تھا تو
خدا و شہ کا نکت کے بارے میں جو
علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا
کائنات کے وجود کے بعد اس میں
کئی اضافہ نہیں ہو سکا جس شے میں نے
اسے عالمِ ہست میں آنے سے قبل
ہی تمہیں لوندھا دیکھا تھا تو نہ بدیم
تمہاری شکست میرے لئے کوئی نئی
بات نہیں ہے جس پر میں ہنسوں۔

۳۔ بے۔ میں نے ازل ہی میں
تمہیں قہر الہی میں جتلا دیکھا تھا تو قہر
بھی ایسا جس کو تم مجھے سمجھے ہو۔ اس
چشمِ ساگر کی کاٹن وہ وہ شکر کھائے
جس میں زہر ہوا اس پر حسد کا کوئی
موضع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری
روحانی موت ہے تمہارے کان
بہرے کر دیئے ہیں۔ سنی کی مرگ میرا
جہاد ملک گیری کے لئے نہیں ہے
کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثال
سزے ہوئے سرور کی ہی ہے۔

نزدِ عاقل اشتراے برِ نرو باں
یہ عقلمند کے نزدیک سیر می پر لوث ہے
پیش چشمِ کلن آت آت گشت
ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے
بگرمِ در نیست شی بینم عیاں
میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں
آدمؑ و حواؑ نزستہ از جہاں
جبکہ آدمؑ اور حواؑ دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

دیدہ ام پائستہ و منکوس و پست
پایہِ نجیرؑ اور لوندھا اور ذلیل دیکھا ہے
انجہ دانستہ بدیم افزوں نشد
جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا
پیش ازال کز آب و گل پالیدہ ام
اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی ہے
اس ہی دیدیم درانِ اقبالِ تال
یہ تو میں تمہارے مقدمہ میں دیکھ رہا تھا
قندمی خوردید دھوئے درج زہر
تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا
خوش بنو شد چیت حسد آید برو
خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟
مرگِ تال خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
تمہاری موت نے غشی طور پر دونوں کان بند کر دیئے تھے
تا ظفر یام فرو گیرم جہاں
کہ فتح مند دنیا پر قبضہ کروں
بر چنیں مُردار چوں باشم حریص
ایسے مردار پر میں کیے لالچی بن سکتا ہوں؟

۱۔ اے بناریدہ بملک و خاندان
۲۔ جو سلطنت اور خاندان پر ہاتھ ہیں
نقشِ تن راسا قنارا از بام طشت
جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے
بگرمِ در غورہ می بینم عیاں
میں آنکھ کا کچا خوش دیکھتا ہوں تو شرب دیکھ لیتا ہوں
بگرمِ سرِ علیے بینم نہاں
میں عالمِ غیب کا دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہان دیکھ لیتا ہوں

من شُمارا وقتِ ذراتِ اَلست
میں نے تمہیں ازل کی چیزتوں کے وقت
از حدوثِ آسمان بے عنہد
بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں
من شُمارا سرنگوں می دیدہ ام
میں نے تمہیں لوندھا دیکھا ہے
نوندیدم تا کنم شادی بداں
میں نے نئی بات نہیں کہی کہ اس پر خوشی منادی
بستہ سچ قہرِ خشی وانگہ چہ قہر
غشی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیا؟
اس چنیں قندے پر از زہر اَرعدو
اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی لکی شکر
بانشاط آں زہر می کردید نوش
تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے
من نمی کردم غزا از بہرِ آں
میں اس لئے جہاد نہیں کرتا
کایں جہاں حیفہ است و مردارِ حیص
یہ دنیا مرد ہے اور ستا مرد

۱۔ سنگ بچہ۔ کتا مرہ رکھتا ہے
بچہ۔ دم کے بال۔ عیسیٰ۔ میرا کام
لوگوں کو حیات ہدی عطا کرتا ہے
زاں۔ میرا جنگ کرنا بھی عالم سے
فساد کو روک کرنے کے لئے ہے۔
چہرہ۔ میں اپنی شان و شوکت کے
لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے
چند مفید نین کو قسم کر کے عالم میں
اس نیک بھلا کا چاہتا ہوں۔

۲۔ گر شہما۔ حدیث شریف ہے
مَنْ لِي كَمَنْ لِي رَجُلٍ يَنْصُو قَدْ نَارًا
فَلَمَّا اخْلَصَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ
لِقُرْبَانِ رَهْلِهِ اللُّوَابُ الَّتِي تَصُفَّ
لِي الْفَرْقَيْنِ فَيُفَاوِجُ وَجْهًا يَمْحُورُ
مَنْ وَجْهًا لِي فَيَقْتَحِنُ فَيُفَاوِجُ
أَخْلَصَتْكُمْ بِمَحْجُورِكُمْ عَنْ الْفَارِ وَتَقْتَمُ
فَيَقْتَحِنُ فَيُفَاوِجُ لِي مَثَلِ اس
قصص کی ہے جس نے آگ روشن
کی پس جب آگ نے اپنا ماحول
روشن کر دیا تو یہ دونوں اور ان جانوروں
نے جو آگ میں گرے ہیں اس میں
گنا شروع کر دیا اور آگ روشن
کرنے والے نے ان کو دودھنا شروع
کر دیا اور اس پر قاب آتے ہیں
پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ پس
میں تمہاری کر پڑتا ہوں کہ تم کو آگ
سے بچاؤ اور تم اس میں گیسے پڑتے
ہو۔ آگ۔ جس کو تم اپنی جگہ سمجھتے ہو۔
یہی تمہاری نحوست ہے تم ایک
دوسرے کا دھسے کے منہ میں جانے
کی دھت دیتے ہو۔

۳۔ قہری۔ کرید۔ یعنی تمہارا ظلم
خود اپنے کو پر ظلم تھا اور تم خود اس سے
مغلوب ہو۔ بیان اس مثال سے یہ
سمجھایا ہے کہ جو غلبہ کو مغلوب کر رہا
تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت
تھی۔ ماسور قیدی والی۔ یعنی حاکم

سنگ ۱۔ نیم تا پرچم مرہ گنم
میں گنا نہیں ہوں کہ مرہ کی دم کے بل نوچوں
زاں ہی کردم صفوف جنگ چاک
میں نے جنگ کے منوں کو اس لئے چاک کیا ہے
زاں نمی بزم گلوہائے بشر
میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں
زاں ہی بزم گلوئے چند تا
میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ
گر شہما ۲۔ پروانہ وار از جہل خویش
اگر تم نے اپنی تانہی سے پروانوں کی طرح
من ہی رانم شمارا ہچو مست
میں مست کی طرح تمہیں بھاتا ہوں
آنکہ خود را فتحبا پند اشتید
جس کو تم نے اپنی فتوت سمجھا
یکد گر راجد جد می خواندید
تم ایک دوسرے کو بڑے سردار سے بلاتے تھے
قہر ۳۔ می کردید و اندر عین قہر
تم ظلم کرتے تھے اور عین ظلم میں

عیسیٰ ۱۔ آیم کہ تازندش گنم
میں عیسیٰ ہوں اس لئے آیا ہوں تاکہ اس کو زندہ کروں
تازہ نام مر شمارا از ہلاک
تاکہ تمہیں ہلاکت سے رہائی دوں
تا مرا باشد کرو فرو خشر
کہ میرے لئے شان و شوکت اور اجتماع ہو
زاں گلوہا علے یا بدہا
ان گلوں سے دنیا نجات پا جائے
پیش آتش می کنید اس حملہ کیش
آگ پر اس حملے کو مذہب بنا لیا ہے
از در افتادن در آتش بادو دست
یہ دونوں ہاتھوں سے آگ میں گرنے سے
نخم منحوی خود می کاشتید
تم نے اپنی نعمت کا بیج بویا ہے
ہوئے از درہا فرس می رانید
اڑھوں کی جانب گھوڑا دوڑاتے تھے
خود شہما مقہور قہر شیر دہر
تم خود زمانے کے شیر کے غلبے سے مغلوب ہو گئے

بیان آنکہ طاغی در عین قہری مقہورست و در عین منصوری ماسور
اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ ہیں مغلوب ہے، اور عین فتح منگی میں قیدی ہے

دزد قہر خولہ کرد و زر کشید
چور نے خولہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا
او دراں مشغول خود والی رسید
وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آ گیا
گر ز خولہ آں زماں بگرختے
کے برو والی خسر اگلختے
اگر وہ اس وقت خولہ کے پاس سے بھاگ جاتا
تو حاکم اس پر کب قیامت برپا کرتا؟



اس سے لئے گیا۔ بگرختے۔ اگر وہ خود خولہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی سزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

۱۔ قاہری۔ چو کا خلیہ پر غالب آنا
 ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔
 سرلو۔ چو نے خلیہ کو لے کیا تھا اس
 کے بدلے میں حاکم نے اس کو لے کر
 دیا۔ قود۔ قصاص جان کے بدلے
 میں جان لینا۔ لے۔ کہ اللہ تعالیٰ
 قصداً کفار کو غلبہ عطا فرماتا ہے تاکہ
 وہ غلبے کے غرور میں مبتلا ہو کر جال میں
 آجھیں۔ چو۔ غلبہ کا قصد۔ یعنی
 قصد۔ منہزم۔ ہٹا۔

۲۔ ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور تھا ہی کا
 سبب بنتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر
 ہٹا کا چھٹا نہ کرنا چاہیے۔ مخرم۔
 سرلوں تک لٹا۔ چوں۔ جب غلبہ
 کا ہو کر لے کر تجھے میدان میں لے
 آئے گے تو پھر تجھے رخت حمل ہوگا۔
 عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں
 ہے۔ کل۔ سرمہ۔ فنون۔ ہنرمندی
 زبوں۔ حدیث شریف ہے۔ الا
 خبرکم بغفل الخیۃ کل ضعیف
 متضعف لو افسمؤ علی اللہ
 لا یزہ۔ یعنی کیا نہیں مضبوطی کا پینہ
 بتاؤں ہر وہ کر ہے جس نے کمزوری
 اختیار کی ہو وہ اللہ کے بھروسے کم
 کھائے تو اللہ اس کی قسم ضرور پوری کر
 دے گا۔

۳۔ از کمال۔ جنت کی کمزوری
 کمال ہو شادی اور اپنے افضل سے
 بیڑی کی بنا رہتی ہے۔ کمزوری
 بھی عقل کی کمی سے آتی ہے بھی
 بزدلی کی وجہ سے بھی مذہب پر یقین
 نہ ہونے سے اہل جنت کی کمزوری
 ان وجہ سے نہیں ہے۔ مرفہ۔
 حدیبیہ کے موقع پر سونوں کی ظاہری
 مغلوبیت اور کفار مکہ کے غلبہ کی
 حکمت قرآن پاک میں بیان کی
 فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْلَا رِجَالُ
 الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ
 لَمَلَّوْهُمْ فَمَنْ يَنْقُصُهُمْ فَتَنْقُصُهُمْ

زائکہ قہر او سر او را ریلو
 اس لئے کہ اس کے غلبہ نے اس کا سر اڑا
 تارسد والی و بستاند قود
 حتی کہ حاکم آچپے اور قصاص لے لے
 در نبرد و غلبی ہشتہ
 جگ اور غلبے میں ڈوبا ہوا ہے
 تا ترا در حلقہ می آرد کشال
 تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے
 در مراں تا تو گمردی منخرم
 نہ چلا تاکہ تو نکلا نہ بن جائے
 حملہ بینی بعد از ان در زحام
 اس کے بعد مجمع میں تو اپنے لہر حملہ دیکھے گا
 چوں دریں غلب شمن دید افساد
 جبکہ اس غالب آنے میں اس نے تباہی دیکھ لی ہے
 کہ خدائش سرمہ کرد از کل خویش
 کیونکہ خدا نے اپنے سرمے سے اس کے سرمہ لگا لیا ہے
 اہل جنت در خصوص ہتا زبوں
 جنتی جگڑوں میں مغلوب
 نے نقص وبدلی وضعف کیش
 نہ عقلی نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے
 حکمت لولا رجال مؤمنون
 لولا رجال مؤمنون کی حکمت

قاہری لے دوز مقہوریش بود
 چو کا غلبہ اس کی مغلوبیت تھی
 غلبی بر خویہ دام او شود
 خویہ پر غلبہ اس کا جال بن جاتا ہے
 لے کہ تو بر خلق چیرہ گشتہ
 لے کہ تو بر مخلوق پر غالب آ گیا ہے
 آل بقاصد منہزم کردست شال
 اس نے قصاص ان کو ہٹا کیا ہے
 ہیں ۲۱ عنان در کش پے ایں منہزم
 اس ہٹا کا چھٹا کرنے سے باگ تمام
 چوں کشانندت بدیں شیوہ بدام
 جب تجھے اس طریقہ پر جال میں کھینچ لائیں گے
 عقل لایں غلب شمن کے گشت شد
 اس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟
 تیز چشم آمد خرد بینائے پیش
 پیش بین عقل تیز آنکھوں والی ہے
 گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون
 پیغمبر نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں
 از کمال ۳ حزم وسوء اطمن خویش
 پوری ہو شادی اور اپنے ساتھ بدگلی کی وجہ سے ہے
 در فرہ وادان شنیدہ در کمون
 غلبہ دینے کے بدلے میں د پردہ سے ہوئے تھے

مقرۃ بغیر علیہم لیلۃ فی رختہ من نساء لو ترکوا لعلبتنا الذین کفروا انہم علیہا الیہ اور اگر
 شہر کہ میں کچھ مسلمانوں مرد اور مسلمانوں عورتیں نہ ہوتیں تو ان کے حال سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پال کر ڈالتے اور
 تانا ستم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچاتا تھا اسی معاملہ کی سکراد یا جاتا کہ خدا نے میں حدیبیہ کے وقت اس حکمت سے
 لڑائی نہ دے دی کہ خدا اس عرصہ میں جس کو چاہا اپنی رحمت اسلام میں داخل کرے اگر کہہ کہ خدا نے مسلمان نہیں
 کو لے گئے ہوتے تو اہل مکہ کو جس نے کفر کیا سب کو ہی ہرناک خطاب کی سزا دیتے۔ کمون۔ پردہ کھینچنے کی جگہ۔

۱ خلاص یعنی ان مومنوں کے بچنے کے لئے جو کم میں محکم تھے کفار حدیبیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَهُوَ الَّذِي هَكَكَ بَيْنَهُمْ عُنُقَهُمْ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ يَنْفَعُونَ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ يَنْفَعُونَ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ يَنْفَعُونَ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ يَنْفَعُونَ وَلِيَكُنْ مِنْكُمْ غَنَمٌ يَنْفَعُونَ

۲ نیز اند غلبہ کے وقت بھی آنحضرتؐ اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے اور غلبہ محض تاہید خلافتی سے جانتے تھے غلبہ نبوتؐ جنگ میں جبکہ آنحضرتؐ نیک مٹی کی جھلی تھیں کفار مغلوب ہوئے تو اس بارے میں قرآن میں فرمایا گیا وَصَلَّيْتُ اِذْ رَمَيْتُ وَلٰكِنْ اَللّٰهُ رَمٰی یعنی جبکہ تم نے مٹی پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ زراں۔ پیری کی اسی وجہ سے نہ کی کہ تم باہر زنجیر تھے ختم میں تو اس لئے بنا تھا کہ میں تمہیں قید کر کے جنت کی طرف لے جا رہا تھا اے عجب اس پر تعجب کر رہا تھا کہ باوجود وحی کے تمہیں آگ سے بچا کر جنت کے سبزہ دار میں لے جا رہا ہے۔

۳ ہر مقلد جب توفیق شام حال ہوتی ہے تو وہ انسان کو خوشی پہنچا رہا راست پر لے آئی ہے جملہ عام انسان خوف اور ڈر سے راہِ ہدایت پر چلتے ہیں لہذا اللہ اپنی وحی اور نصیرت سے راہِ راست پر چلے ہیں۔ پیکار لاری یعنی جبراً واقف یعنی جن کو نصیرت ملی اور نور باطن حاصل ہو گیا ہے جہد کن۔ انسان مجاہد

دست کوتاہی ز گفّار لعین
لعون کفار سے ہاتھ روکنا
قصہ عہدِ حدیبیہ بخواں
حدیبیہ کی صلح کا قصہ پرہو
نیز اندر۲ عالمی ہم خویش را
غلے میں بھی اپنے آپ کو
مَا رَمَيْتُ اِذْ رَمَيْتُ اَمْ خَطَاب
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا خطاب آیا
ز اں نمی خندم من از زنجیر تاں
میں تمہاری زنجیر سے اس لئے نہیں ہنستا ہوں
ز اں ہی خندم کہ بازنجیر و غل
میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ زنجیر اور طوق کے ساتھ
اے عجب کز آتش بے زہنہار
کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پتلا آگ سے
از سوئے دوزخ بزنجیر گراں
بہار دوزخ کے ساتھ دوزخ سے
ہر مقلد۳ را دریں رہ نیک و بد
ہر مقلد کو اس راستہ میں اچھائی سے یا بھائی سے
جملہ در زنجیر نیم وا ہتلا
سب خوف اور آزمائش کی زنجیر میں
می کشند اس راہ را پیکار وار
اس راستہ پر جنگی طریقہ پر پہنچتے ہیں
جہد گن تانور تو رخشاں شو
جہاد کر تاکہ تیری روشنی چمک اٹھے

فرض شد بہر خلاص۱ مومنین
مومنوں کی خلاصی کے لئے فرض ہوا
كُفَّ اَيْلَيْكُمْ تَمَامَتِ اِلْ بَدَا
اس نے تمہارے ہاتھ کو روکا پھر اس سے سمجھ لے
وید او مغلوب دام کبریا
اس نے اللہ کی چال میں مغلوب سمجھا
گم شد او واللہ اعلم بالصواب
تو وہ نا ہو گیا اور اللہ درستی کو زیادہ جانتا ہے
کہ بگرم ناگہاں شبکیر تاں
کر میں نے تمہیں اچانک رات میں گرفتار کر لیا
می کشم تاں سوئے سرستان و گل
میں تمہیں لے جا رہا ہوں سر و گل کے باغچے میں
بستہ می آریم تاں تا سبزہ زار
تم کو سبزہ زار کی طرف باندھ کر لا رہا ہوں
می کشم تاں تا بہشت جاوواں
ابلی جنت کی طرف میں تمہیں کھینچ رہا ہوں
ہچمٹاں بستہ مخضرت می کشد
اسی طرح باندھ کر صبار میں کھینچتا ہے
می روند اس رہ بغیر اولیا
ولیاء کے علاوہ اس راستہ پر چلتے ہیں
جو کسانے واقف از اسرار کار
سوائے ان کے جو کام کے عہدوں سے واقف ہیں
تا سلوک و خدمت آسماں شود
تاک تیرے لئے چلنا اور حضوری آسماں ہو جائے



کر تو اس کلام باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے ہدایت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے

کو کونکال ارامی بری مکتب بزور
تو بچوں کو کتب میں جبراً لے جاتا ہے
چوں شُود واقف بمکتب می دود
جب وہ جان جاتا ہے کتب میں دُور جاتا ہے
می رود کو دُک بمکتب چچ چچ
بچہ کتب میں چچ و تاب سے جاتا ہے
چوں گند در کیسہ دانگے دست مُرد
جب ایک دانگ مزہبی تھیل میں ڈال لیتا ہے
چہد گن تا مُرد طاعت در رسد
کوشش کرتا ہے بندگی کی مزہبی لے جانے
اِنْتِیَا کَرِهْ مَقْلَدِ گشتہ را
مقلدوں کے لئے تم دونوں جبراً آؤ ہے
اِس حُب حق زہیر ۲ علتے
یہ خدا کا دوست کسی فرض سے ہے
اِس حُب دلیہ لیک از بہر شیر
یہ تا کا عشق ہے لیکن دودھ کی خاطر
طُفل را از حُسن او آگاہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے
واں دگر خود عاشق دلیہ یُود
دوسرا خود تا کا عاشق ہوتا ہے
پس ۳ حُب حق باتید و بترس
لاٹھ اور ڈر سے اللہ کا دوست
واں حُب حق زہیر حق کجاست
وہ اللہ کے کئے اللہ کا دوست کہاں ہے؟
گر چہ تھیں دگر بہ تھیں چلن طالب ست
خوہو ایسا ہے خوہو دیا ہے جبکہ وہ طلب گار ہے

زانکہ ہستمد از فوائد چشم کور
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں
جانش از رفتن شگفتہ می شُود
اس کی روح جانے سے کھلتی ہے
چوں ندید از مُرد کار خویش چچ
کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی مواضع نہیں دیکھا ہے
انگہے بیخواب گردو شب چو دُرد
تب چہ کی طرح رات کو جاگتا ہے
بر مُطعیان انگہت آید حُسد
تب تجھے فراہم دلوں پر حسد ہو گا
اِنْتِیَا طَوْعاً صفا بسرشتہ را
غلوں کی سرشتہ لوں کے لئے طوں مضامندی سے ہے
واں دگر رابے غرض خود خلتے
اس دوسرے کی خود بے غرض دوتی ہے
واں دگر دل دادہ بہر اِس سَتر
وہ دوسرا اس پندہ نشین کا طدادہ ہے
غیر شیر اُورا از و لُخواہ نے
اس کے دودھ کے علاوہ اس کو کچھ مرغوب نہیں ہے
بے غرض در عشق یک رایہ یُود
ہاں کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے
خیر تقلید می خواند بدلس
تقلید کی کتاب کو دس کے ساتھ پڑھ رہا ہے
کہ ز اغراض وز علتہا جُداست
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے
جذب حق اُورا سوائے حق جلاِب ست
اللہ تعالیٰ کی کشش اس کو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱۔ کونکال۔ مقلد۔ بچوں کی طرح
ہیں جن کو اپنے عمل کی مزہبی نظر
نہیں آتی ہے۔ چوں شُود۔ جب
کتب جانے پر انعام ملے تو کتب
کے جانے کی خوشی میں اس کی رات
کی نیند اڑ جاتی ہے۔ تا حُرد۔ اگر مکمل کا
ثواب انکھوں سے نظر آنے لگے تو
پھر عبادت گزراؤں کو کچھ کر رشک
آنے لگتا ہے۔ اِنْتِیَا۔ مقلد کی اطاعت
جبری ہے۔ لال صفا کی اطاعت دل و
جان سے ہے۔

۲۔ زہیر۔ تلخ۔ مقلد کی عبادت
اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔
اللہ تعالیٰ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر
ہوتی ہے۔ اِس حُب۔ عام انسان کی
مثال اس بچے کی سی ہے جو تا سے
دودھ کے لاٹھ میں محبت کرتا ہے۔
واں دگر۔ بالغ مرد محبت کے عشق کی
بنیاد پر گردیدہ ہوتا ہے یہ لال اللہ کی
مثال ہے۔

۳۔ پس۔ جو لوگ جنت کے لاٹھ
یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق
ہیں وہ تقلیدی سبق پڑھ رہے ہیں۔
واں۔ ایسے عاشق جو شخص ذات کی وجہ
سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے
عشق میں کوئی غرض نہ ہو۔ بہت ناہ
ہیں۔ گر چہ۔ عاشق خواہ مقلد ہو یا
مردودہ دل والا اللہ ہی کی کشش اس کو
اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

گر محبت الحق بُود لِغَیْرِہ کَمے یَنَال دَائِمًا مِّنْ خَیْرِہ

خود ماضی اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

یَا مَحَبَّتِ حَقِّ بُودِ لَعِیْنِہ لَا سِوَاہِ خَلِیْفًا مِّنْ یَّئِیْنِہ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے وہ اس کے سوا کسی کے نہیں اس کے رفیق سے ڈرتا ہے

ہر دور را ایں جستجو ہا ز ایں سَرست

دلوں کی جستجوئیں کی جانب سے ہیں یہ دل کی مجیدی اس کی لہر کی جانب سے ہے

جَذِب ۲ معشوق عاشق رَا مِّنْ حَیْث لَا یَعْلَمُہُ الْعَاشِقُ وَلَا یُرْجُوہُ

معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے

وَلَا یَخْطُرُ بَبَالِہِ وَلَا یَظْہَرُ مِنْ ذَٰلِکَ الْجَذِبِ اَثَرٌ فِی الْعَاشِقِ

اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

اِلَّا الْخَوْفُ الْمَمْزُوجُ بِالْیَاسِ مَعَ دَوَامِ الطَّلَبِ

سوائے خوف سے ملی ہوئی یاسی کے مع طلب کی پیچلی کے

آمدیم اینجا کہ در صدرِ جہاں

ہم یہاں آ گئے کہ صدرِ جہاں میں

ناشیکبا کے بُدے اُو از فراق

وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا

میل ۳ معشوقاں نہانست و سیر

معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا ز انتظار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

تُرکِ آں کر دیم کو در جستجو ست

ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا رہد از مرگ و یا بد اُو نجات

تاکہ موت سے چھٹکارا لے اور نجات حاصل کر لے

ہر کہ دید اُو نباشد دفعِ مرگ

جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو

وہ دوست نہ ہو کہ نہ میوشتش نہ برگ

وہ دوست نہ ہو گا کیونکہ نہ اس پر پھل ہیں نہ پتے

۱۔ گر خود وہ عشق میں مقلد ہے

اور اس کی جنت کا امیدوار بن کر اس کا

عاشق بننا ہے خواہ اس کی ذات کا عشق

ہے اور وہ صرف اجڑے ڈرتا ہے اور

صرف وصال کا طالب ہے دلوں کی

طلب منجانب اللہ ہے اور دلوں کا

عشق خدا کا پیدا کردہ ہے

۲۔ جذب معشوق۔ معشوق کی

کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ

محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں

اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے

آمدیم۔ جبکہ معشوق عاشق کی کشش

کرتا ہے تو اب سنوں۔ بخدا کے

لئے اگر صدرِ جہاں معشوق کی طرف

سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخدا عاشق

کیسے مر اکی طرف پہنچتا

۳۔ میل معشوقاں۔ میلان

دلوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا

پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا حکم

کھلا ہوتا ہے یک حکایت۔ اس

موقع پر ایک اور قصہ سنانا چاہتا تھا

لیکن بخدا عاشق کو کب تک منتظر

رکھوں اس کی خواہش ہے کہ موت

سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے

تا رہد معشوق۔ کا دیدار آبِ حیات

ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔

ہر کہ جس معشوق کا دیدار موت کا

دافع نہ ہو وہ حاصل معشوق ہی نہیں

ہے

کایا آں کلاست اے مشتاقِ مست

اے مست مشتاق! کام تو مائل وہ ہے

خُدا نشانِ صدقِ ایمان اے جواں

اے جوان! ایمان کی چٹائی کی علامت ہے

گر خُدا ایمانِ تواے جاں چنیں

اے جان! اگر تیرا ایمان لیا نہیں ہے

ہر کہ اندر کارِ تو خُدا مرگِ دوست

جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو

چل کر کہتہ رفتِ آں خودِ مرگ نیست

جب ناگہی ختم ہوگی تو وہ موت ہی نہیں ہے

چوں کہ کہتہ رفتِ مُردنِ نفعِ خُدا

جب ناگہی جاتی رہی موت مفید ہوئی

دوستِ حقِ مست کسے دُش گفتِ او

دوستِ اللہ ہے اور وہ جس کو اللہ نے کہہ دیا ہے

گوشِ دارا کنوں کہ عاشقِ میرِ سد

اس سن ' کہ عاشق پہنچتا ہے

کاندلاں کلا رُسد مرگِ خوشِ مست

کوس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو

آنکہ آید خوشِ ترا مرگِ اندلاں

کہ تجھے اس میں مر جانا اچھا لگے

نیستِ کاملِ رَو بجو اکمالِ دیں

تو وہ کامل نہیں، جا ایمان کی تکمیل چاہ

بر دلِ تو بے کراہتِ دوستِ اُوسِ پست

کسی ناگہی کے بغیر وہ تیرا دوست ہے

صُورتِ مرگِ مستِ خُداں کر نیست

بظاہر موت ہے مگر حقیقتاً قتل ہونا ہے

پس دُرستِ آمد کہ مُردنِ دفعِ خُدا

تو ثابت ہو گیا، کہ موت دفع ہو گئی

کہ توئی آنِ من و منِ آنِ تُو

کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں

بستہ عاشقِ اُورا بِجُبلِ مَن مَسَد

عشق نے اس کو مونج کی رسی سے باندھا ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدرِ جہاں

عاشق بخاری کا صدرِ جہاں کی خدمت میں پہنچتا

چوں ۳ بدید او چہرہ صدرِ جہاں

جب اس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا

ہمچو چوبِ خُشکِ اُفتاد آں تنش

اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا

ہر چہ کردند از بخور و از گلاب

انہیں نے جو کچھ بھی دھنی اور گلاب سے کیا

کارِ نادیدِ در بخارا ہر بخور

بخارا میں کوئی دھنی کا آم نہ ہوگی

گوینا پڑدیش از تنِ مرغِ جاں

گویا اس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کر گیا

سَر و شد از فرقِ سَر تانا خُش

سر کی مانگ سے اس کے ناخن تک خُش پڑ گئے

نہ بچنید و نہ آمد در خطاب

و نہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا

جُو کہ بُوئے آں شہِ باغِ و نور

اس پر شوکت اور منور شاہ کی خوشبو کے علاوہ

۱۔ کارِ عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی

ہے کہ اس میں موت آجائے۔ شد

صحیح ایمان کی علامت یہی ہے کہ اس

رجوان قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔

مگر خُدا پھر ایمان میں یہ کیفیت نہیں

بلکہ وہ خاص ایمان ہے اس کی تکمیل

کرنی چاہیے۔ ہر کہ تم اپنا صحیح

دوست اسی کو چھو گے جو تمہارے

لئے جان دے۔

۲۔ چل کر کہتہ۔ جبکہ صال

کے عشق میں مرنا آسان ہو جائے تو

پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض

ایک لفظِ مکانی ہے مردن دفعِ شد۔

موت تو ایک ناگہی چیز ہے جب

ناگہی ختم ہوگی تو موت موت نہ

رہی۔ دوست۔ صحیح معنی میں تو دوست

اللہ کا ہے اور دنیا میں وہ دوست دوست

ہے جو اللہ والا ہو۔ جُبلِ مَن مَسَد۔

مونج کی رسی۔

۳۔ چل بدید۔ جب اس بخاری

عاشق نے صدرِ جہاں کو دیکھا تو بے

حس و حرکت ہو گیا اور خشک لکڑی کی

طرحِ زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں

تک خُش پڑ گیا۔ ہر چہ ہوش میں

لانے کی سب تدبیریں لے کر

ہوئیں۔ کارناہ۔ عاشق تو بُوئے

مشتوق سے ہوش میں آتا ہے۔

پس فرد آمد ز مرکب سوئے او
تو اس کی جانب سہلی سے اتر آیا
چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت
جب معشوق آیا ، وہ عاشق چلا گیا
چوں بیابید از تو نمود تارِ مو
جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے
عاشقی بر فہمی خود خواجہ مگر
اے خلیا شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے
شمس آید سایہ لا اگر درِ شباب
سوج نکلا ہے تو سایہ فزا نا ہو جاتا ہے
نہ ستارہ ملکہ و نہ شب اثر
نہ کمی ستارے کا نشان رہا نہ مات کا
عقل رُحبت خویش انداز و بروں
عقل اپنا بھویہ بستر باہر لا ڈالتی ہے
گشت آہو بیخبر افتاد زار
تو ہر بہش ہو کر بحالت زار گرا
فہم کن واللہ اعلم بالسداد
سمجھ لے ، کہ اللہ مددگی کو نیاہ جانتا ہے

شاہ اچوں دید آں مژعفر زوئے او
باشہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا
گفت عاشق دوست جوید تیز و تلفت
بولوا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمی سے تلاش کرتا ہے
عاشق غمی و حق آنست کو
تو اللہ کا عاشق ہے اللہ صحیح یہ ہے کہ وہ
صد چو تو فانی ست پیش آں فکر
اس کی فکر کے سامنے تجھ جیسے سیکڑوں فانی ہیں
سایہ ۲ و عاشقی بر آفتاب
تو سایہ ہے کہ سورج پر عاشق ہے
چونکہ سر بر زرد مشرق قرص خور
جبکہ سورج کی ٹیکنے مشرق سے سر نکلا
از در دل چونکہ عاشق آید دروں
دل کے دروازے سے جب عشق اند آجاتا ہے
ہمچو شیرے خورد با آہو دو چار
جیسے کہ شیر ہرن کے آنے سامنے ہوا
ہمچو زور پشہ پیش تند بلا
جیسے کہ مچھر کی طاقت تیز ہوا چھکے بالقابل

۱۔ شاہ صفحہ جہاں نے جب اس کی حالت اور اس کا زرد چہرہ دیکھا تو سہلی سے اتر کر اس کے پاس آ گیا۔ گفت۔ صد جہاں نے کہا عاشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو دھوڑتا ہے اور اس کے سامنے آنے پر رونا ہوتا ہے۔ عاشق حتیٰ خدا کے عاشق کا بھی کبھی حال ہوتا چاہیے کہ عاشق کو فنا کا جذبہ حاصل ہو۔ مدد چلو اپنی اس فنا کو کبھی کبھنہ سمجھو ہاں ہزاروں فانی ہیں۔

۲۔ سایہ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہوا سورج پر عاشق ہوتا سورج کے کھلنے ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائے گا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے کھلنے ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ از مدخل عشق کا تقاضہ ہے جنوں جنوں اور عقل میں ہر ہے۔ ہمچو شیرے عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے۔ ہمچو زور پشہ عشق تیز آنکھی ہے اور عقل مچھر ہے۔

۳۔ دلاس قصہ سے مچھر کی ہوا کے مقابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔ حدیقہ بارغ سلیمان۔ حضرت سلیمان کی جن داس پر حکمت کی اور ہوا بھی ان کے حکم کے تابع تھی۔ کیست تفصیل مشکل ہے مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے فضل کی طالب ہے۔

داد ۳ خواستین پشہ از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام
مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے مہار میں ہوا کی فریاد کرنا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیارہ
بارغ گھاس سے مچھر آیا
کے سلیمان معدلت می گستری
کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں
مُرخ و مانی در پناہ عدل شست
ہندہ مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں
وز سلیمان گشت پشہ داد خواہ
کہ مچھر نے حضرت سلیمان سے انصاف چاہا
برشیا طین و آدمی زاد و پری
شیطانوں اور انسانوں اور پرندوں کا
کیست آں گم شستہ کش فعلت بخت
ہاکنما کر کہ ہے جس کتاب کی حمایت نے تلاش نہیں کیا

دلا وہ! مارا کہ بس زاریم ما

ہم باغ از باغ و گلزاریم ما

ہم باغ اور چمن سے بے نصیب ہیں

پیشہ باشد در ضعیفی خود مثل

چرخ خود کمزوری میں ضرب اجل ہے

شہرہ تو در لطف و مسکین پردہ

آپ کی شہرت مہربانی اور غریب پردہ میں ہے

معتبی ما در کمی و گمراہی

ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں

دشگیر اے دست تو دست خدا

لے لے کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہادی و گیری بچے

داد و انصاف از کہ میخوانی بگو

بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟

ظلم کروست و خراشیدہ است روت

ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟

کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست

جو ہادی قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟

پس بعید ما کہ ظلمے پیش برد

تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟

ظلم را ظلمت بود اصل و عصد

ظلم کی اصل اور بازو تیرا کی ہے

دیگر اں بستہ باصفاند و بند

دوسرے بیڑوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں

دیو در بندست استم چوں نمود

شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟

تا نالہ خلق سوئے آسمان

تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

ہم انصاف کیجئے کیجئے ہم عاجز ہیں

مشکلات ہر ضعیفی از تو حل

ہر کمزوری کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں

شہرہ مارہ ضعف و اشکتہ پری

ہادی شہرت کمزوری اور نوئے ہوئے پردہ میں ہے

اے تو در اطباق قدرت معتبی

لے کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں

داد وہ مارا از غم گن جدا

ہم انصاف کیجئے غم سے جدا کر دیجئے

پس سلیمان گفت لے انصاف جو

تو حضرت سلیمان نے فرمایا لے انصاف کے طالب!

کیست آل ظالم کہ از باد بروت

وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غم سے

اے عجب در عہد ما ظالم کیجاست

عجب ہے ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے؟

چونکہ ما زاریم ظلم آل روز مرد

جب ہم پیدا ہوئے اس دن ظلم مر گیا

چوں آمد نور ظلمت نیست شد

جب نور آیا تیرا کی معدوم ہوئی

فک شیاطین کسب و خدمت می کنند

یہ شیاطین کام اور خدمت کر رہے ہیں

اصل ظلم ظالمناں از دیو بود

ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی

ملک زان دادست مارا گن فکان

خدا کی قدرت کن فکان نے ہمیں ملک ہی لئے دیا ہے

۱۔ داد۔ مجھرنے ہوا کے ظلم کی یہ
تفصیل کی کہ وہ ہمیں باغ و گلزار میں
نہیں غمزنے دیتی۔ اطباق۔ طبق کی
جمع ہے مرتب یعنی آپ کو ہر چیز پر اعلیٰ
سے اعلیٰ اقتدار حاصل ہے اور ہادی
کمزوری اور عجزات پر اجل

۲۔ دست۔ تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا
ہاتھ ہے باریک و غور و فکر۔ کو نہ
حضرت سلیمان نے سرکش شیطانوں
کو قید کر دیا تھا۔

۳۔ چوں۔ عدل نور ہے اور ظلم
تاریکی ہے۔ نیک شیاطین اور جن
حضرت سلیمان کی خدمت گاہی
کرتے تھے۔ دیگر اں۔ جو سرکش
ہے۔ قیدی ہیں اصناف صغیر کی جمع ہے
بیڑی اس ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں
اور وہ مقید ہیں۔ گن۔ فکان۔ یعنی اس
خداوندی۔

تا بکلا بر نیاید دودہا ۱

تا کہ جویں لوہ نہ جائیں

تائے لرزد عرش از نلہ یتیم

تا کہ یتیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے

زائ نہادیم از ممالک مذہبے

اے لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بنایا ہے

منکر اے مظلوم سوائے آسمان

اے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ

گفت ۲ پشہ دامن از دست باد

مجھ نے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے

ماز ظلم او بہ تنگی اندریم

ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں

ظلم او بر ما صریح ست و عیاں

اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے

دلو ما و انصاف ملستان ازو

اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ مظلم سح را

مظلوم مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدی علیہ کو

با حصار خصم بدیوان حکم

پکھری میں حاضر کرے

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی

پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اے چھوٹا بھائی

حق بمن گفت ست ہاں اے دودہا

اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار اے منصف

تانیاید ہر دو خصم اندر حضور

جب تک دونوں فریق پکھری میں نہ آجائیں

تا کہ حق باید کہ از جاں بشوی

تجھے اللہ کا حکم دل و جان سے سننا چاہیے

مشو از خصمے تو بے خصمے دگر

کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سننا

حتی نیاید پیش حاکم در ظہور

حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

۱ دودہا یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تا نگر۔ مظلوم کی آہ سے ملا ہوا اعلیٰ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش مظلوم کی آہ عرش کو لرزادیتی ہے۔ مذہب یعنی قانون انصاف۔ پارے یعنی مظلوم کو فریاد میں پارے کہنا۔ آسمانی شہدہ برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

۲ گفت۔ مجھ نے کہا ہوا نے ہم پر ظلم کیا ہے خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیچے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۳ سح مظلم۔ ظلم سننے والا۔ فریاد۔ دیوان۔ پکھری۔ دوی۔ بھتیجا۔ مشو۔ یعنی مدی کا بیان۔ مدعایہ کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ تانیاید۔ مدی اور مدعایہ دونوں کی یہ بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

خضم! تنہا گر بر آرد صد نفیر
ایک فرق اگر سو بیچ پھد کرے
من نیارم روز فرماں یافتن
میں اللہ کے حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا
گفت قول تست بر بان درست
اس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے
بانگ زد آں شہ کہ اے بادِ صبا
اں شہ نے آواز دی اے بادِ صبا
ہیں مقابل شوخصمتِ روبرو
خبردار اپنے مدی کے روئے مقابل ہو جا
باد چوں بشید آمد تیز تیز
ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی
پس ۲ سلیمان گفت اے پشہ کجا
حضرت سلیمان نے فرمایا لو پھر کہاں جاتا ہے
گفت شہ مرگ من از دواست
اس نے کہا شہ! اس کے دوجو سے میری موت ہے
او چو آمد من کجایا بم قرار
جب وہ آگئی میں کہاں ٹھہروں؟
بچنیں جویائے درگاہِ خدا
اسی طرح اللہ کے صبار کی جستجو کرنے والا
گرچہ ۳ وصلت بقا اندر بقااست
اگرچہ تیرا وہ وصل بقا و بقا ہے
سایہائے کہ بود جویائے نور
وہ سامنے جو نور کے جویاں ہوں
عقل کے ماند چو باشد سرور
عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو جو میں اللہ لا موجود ہو

ہاں وہاں بے خضم قول او مکیر
خبردار خبردار! بغیر دوسرے فرق کے اس کی بات نہ مان
خضم خود را رویا و رسوئے من
جا اپنے مدی علیہ کو میرے پاس لا
خضم من بادست و اود حکم تست
میرا مدی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے
پشہ افعال کرد از ظلمت بیا
پشہ نے تیرے حکم کی شکست کی ہے؟
پاشش گوو بکن دفع عدو
اس کا جواب دے اور دشمن کی ممانعت کر
پشہ بگرفت آں زما راہ گریز
اس وقت پشہ نے یہ راہ فرار اختیار کی
باش تلم ہر دورانم من قضا
ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں
خود سیاہ ایں روز من از دواست
میرا یہ دن اس کے دھوئیں سے کالا ہے
کو بر آرد از نہاد من و مار
کیونکہ وہ مجھے مار ڈالتی ہے
چوں خدا آید شود جویندہ لا
جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے
لیک ز اول آں بقا اندر بقااست
لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے
نیست گرد چوں کند نورش ظہور
فنا ہو جاتے ہیں جب اس کا نور ظاہر ہوتا ہے
کل شے ۴ هالک الا وجهه
اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

۱۔ خضم۔ مدعی کی غیر حاضری
میں مدی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا
سکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی
موجودگی ضروری ہے تو مدعی کو حاضری
کہ گفت۔ پشہ نے حضرت
سلیمان کی بات تسلیم کرتے ہوئے
عرض کیا کہ مدعی آپ کے دربار میں
ہے اس کو حاضری کا حکم دینا چاہیے
بانگ زد۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو
طلب کر لیا۔ راہ گریز۔ جب
ہوا تیزی سے چل پھر بھاگ نکلا۔
۲۔ ہیں سلیمان۔ حضرت سلیمان
نے پشہ سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ
دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا
سکے۔ دوران۔ اس کا وجود و دور۔
یعنی اس کا ظہور نہاد۔ بنیاد اصل۔
دفع۔ ہلاکت۔ بچنیں۔ جس طرح ہوا
کا وجود پشہ کی فنا ہے اسی طرح وصل
حق اصل کی فنا ہے۔
۳۔ گرچہ۔ وصل سے اگرچہ بقا
باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے
پہلے مقام فنا طے کرنا پڑتا ہے
سایہائے۔ ممکن کا وجود اصل اور سایہ
ہے ذات باری نور ہے نور کے ظہور
کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے
سرور۔ وجود میں لانے والا۔ کل۔
شے۔ ذات باری کے علاوہ ہر شے
فانی ہے۔

ہالک آمدیش و چشم ہست نیست ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اس کی ذات کے سامنے یہ فانی فانی ہر باقی ہے عدم میں وجود خود عجیب بات ہے
اندلس محضر خرد ہا شد زد دست چوں قلم اینجا رسیدہ عقد شکست
اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں جب قلم اس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نوازش معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید
معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گرم جلب صد جہاں در نوازش عاشق خود را نہاں

میں پھر صد جہاں کی طرف پلٹتا ہوں جو وہ پردہ عاشق کو نوازا رہا ہے
برگرفتش سر نہاد اندر کند بر رخ می کرد بشک تر نثار
اس کا سر اٹھایا گو میں رکھا اس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا

اندک اندک از کرم صد جہاں

صد جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے اندک اندک از کرم صد جہاں
زر نثار آور دمت دامن کشا میں تیرے پور نچھاور کرنے کو سونا لایا ہوں دامن پھیلا

چونکہ ز نہارش رسیدم چوں ز امید

جب میں اس کی پہلو کے لئے آیا کیوں بھاگ گئی؟ باخود آ از بیخودی و باز گرد
بے ہوش سے ہوش میں آ جا ہر لوٹ آ

رسم مہمانش بخانہ می برد

مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے خانہ ویراں گشت و سقف اندر خداد
ڈبہ ٹوٹ گیا ہر جہت اندر گر گئی ہوش صالح طالب ناقہ خدا
ہوش حضرت صالح ہے جو اللہ کی نوشی کا طالب ہے ہوش حضرت صالح ہے جو اللہ کی نوشی کا طالب ہے

۱۔ ہالک آمد فانی فی اللہ موجود بھی ہے معدوم بھی وہ اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے ہر چنگل اس کو قہا اللہ حاصل ہے اس لئے موجود ہے اس ہالک میں ہستی اور نیستی کا ارتقا خیر ان کن ہے اندلس محضر یعنی وجود و عدم کا ارتقا اور عظمت باری کا بیان۔

۲۔ نوازش۔ صد جہاں وہ پردہ اس پر عنایت کر رہا تھا۔ بر رخ۔ اس بیہوش کے خدائیں پر صد جہاں کے آنسو گر رہے تھے۔ کی کشید۔ اس کو بے ہوش سے ہوش میں لارہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

۳۔ با نگ زد۔ صد جہاں نے اس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلب زلایا ہوں دامن پھیلا۔ جان تو فراق میں تیری جان ہے چھین گیا جبکہ میں مودا کیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی۔

۴۔ مرغ۔ مولانا اب اس قصہ سے منبجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشق خود غدی میں مبتلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ یا مرغ لوث کا پنا مہمان بنالایا

جب اس لوث نے اس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر برباد ہو گیا اور بیٹہ کیلا یہی حال انسان اور عشق کی ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو خانہ مرغ جو عقل و ہوش میں ہیں وہ غم اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوش صالح۔ ہوش کی مثال حضرت صالح کی ہے جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق کی مثال ناقہ کی ہے جس نے قوم کا گھراس پانی سب ختم کر دیا تھا۔



ناقہ چوں سر کردہ آب و گلش
جب اس کے پانی لہ لہی میں ٹوٹی ہے سر بھرا
کرد فضل عشق مانساں را فصول
عشق کی بڑائی نے انسان کو پیوستہ بنا دیا
جلالِ ست اواندیس مشکلِ شکار
وہ اس مشکل شکار کے معاملے میں جہل ہے
کے کنارہ اندک کشیدے شیر را
وہ شیر کو بغل میں کب لیتا
ظالمِ ست او بر خود و بر جانِ خود
وہ اپنے کوپر لہ لہی جان پر ظلم کرنے والا ہے
جہل او مر علمہا را او ستا
اس کی نااہلی علموں کی استاد ہے
دست او گرفت کایں رفتہ دُش
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا کہ اس کا گیا ہوا سانس
چوں بمن زندہ شود آں مردہ تن
جب وہ مردہ جسم میرے ذریعے زندہ ہو گا
من گنم او را از بین جاں مختشم
میں اسے اس جان سے معزز بناؤں گا
جانِ نامحرمنہ بیند روے دوست
نامحرم جان دوست کو چہرہ نہیں دیکھ سکتی
در دم قصاب و اراں دوست را
میں قصاب کی طرح اس دوست میں پھونک پھرتا ہوں
گفتے جانِ ز مبدہ از بلا
اس نے کہا اے مصیبت سے بچانے والی جان

نے گل انجاماندو نے جان و دلش
نہ دہل مٹی رہی نہ اس کی جان لہ لہ
زیں فزوں ہوئی ظلم مست و جہول
اسی ہوئی تنجو کی جہ سے وہ بڑا ظالم پھر جہل ہے
می گشد خرگوش شیرے در کنار
خرگوش، شیر کو بغل میں دباتا ہے
گر بدانتے و دیدے شیر را
اگر وہ شیر تو جان لیتا لہ دیکھ لیتا
ظلم میں کز عدلہا گوئی برد
ظلم کو دیکھ جو انصافوں سے ہڑی جیت رہا ہے
ظلم او مر عدلہا را شد رشا
اس کا ظلم انصافوں کے لئے ہلاکت ہے
آنگہے آید کہ من دم بخششم
اس وقت آنے کا جب میں اسے سانس بخشوں گا
جانِ من باشد کہ رو آرد بمن
وہ میری جان ہو گی جو میری طرف توجہ ہو گی
جاں کہ من بخشم بہ بیند بخشم
جو جان میں دل گا وہ میری بخشش دیکھے گی
جو ہماں جاں کا وصل اواز کوئے دوست
سوائے کس جان کے جس کی مل اس کے چمکے ہے
تاہلہ آں مغر تفرش پوست را
تا کہ اس کا تیس مغز کھل کو چھوڑ دے
وصل را ما در کشادیم الفصل
ہم نے وصل کا وعدہ کھل دیا ہے موت ہے



۱ کہہ قرآن پاک میں ہے
عَرَضْنَا الْآيَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ فَلْيَنْبَاحُنَّهَا وَفَلْيَقْبَعْ
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّ كَانَ
ظَلُوفًا يَهُوْلًا ہم نے سماء کی انہیں
آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی انہیں
نے اس کا ٹھکانے سے اٹھ کر دیا وہاں
سے ڈر گئے انسان نے اس ہلاکت کو
اظہارِ یقینہ نہ بڑا ظالم نہ لہ لہی تھا مولانا
نے اس شعر میں اس آیت کی طرف
اشعار کیا ہے لہ لہات سے عشق الہی
مرو لیا ہے جہل انسان کی نااہلی تو
یہ ہے کہ وہ اس مشکل کام میں محض کیا
لہ انسان لہ عشق الہی میں جلا ہوئے
کی مثال یہ ہے کہ کبھی خرگوش شیر کو
بغل میں تھامنے کی کوشش کرے
ظالم است عشق الہی کرنے میں
انسان ظالم ہے لہ لہ اپنے آپ کو تھامتا
ہے لیکن یہ ایسا ظلم ہے جو انصافوں
سے بڑھا رہا ہے
۲ دست او صد جہل نے اس
بیہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اس کا سانس
تو لوٹے گا جب میں اس کو سانس
عطا کروں گا - چلت چلت وہ
میرے سانس سے زندہ ہو گا پھر وہی
کی طرح میری طرف توجہ ہو گا
۳ میری اہلی بخشش قبول کرنے کی
صلاحیت ہو گی لہ جان نامحرم اس کی
پکڑی جان نامحرم کی وہ میرا چہرہ نہیں
دیکھ سکتی گی
۴ مدہم قصائی ذبح شدہ جانور
میں پھونک پھرتا ہے تاکہ گوشت
پوست سے جدا ہو جائے صد جہل
نے کہا میں بھی اس میں پھونک
پھروں گا تاکہ یہ آکاش بشریت سے
پاک ہو جائے گفت صد جہل
نے اپنے پتوں کا کھلا کر دیا

اے خود ما بخودتی و مستیت

اے اہل دجہ تیری بے خوبی اور مستی ہے
باتو بے لب این زماں من نو بنو
میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں کے تازہ تازہ
زال کہ آں لبہا ازیں دم می رمد
کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں

گوش بے گوش و دین دم بر کشا

بے گوشی کے کان اس بات میں کھل
چوں صلوائے وصل بشیدن گرفت
جب وصل کی دھت سخی شروع کی
نہ کم از خاک ست کز عشوہ صبا
وہ مٹی سے کیا گزرائیں ہے کہ بلاصا کے تار و تار سے

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے

کم سبز بادے نے کہ شد از ہر گن

وہ بادے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی

کم ز نارے نیست کز ہر سلام

وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے

کم ز چو بے نیست در دفع عدو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے

کم ز سنگ کوہ نبود کز و لاو

وہ پہاڑ کے حجرے کم نہیں جن سے ولادت کے طریقہ پر

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی ماہ نے

بر جہید و بر طہید و شاد شاد

وہ کدو اور اچھل پڑا، اور خوش خوشی

اے زہست ما ہمارہ مستیت

اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے
راز ہائے کہنہ میگویم شنو
پانے راز کہتا ہوں سن

بر لب جوئے نہاں برمی دم

وہ بات مخفی نہر کے کندے پر آگئی ہے

بہر راز یفعل اللہ مایشتا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

اندک اندک مردہ جنیدن گرفت

مردے نے تھوڑا تھوڑا بنا شروع کر دیا

سبزہ پوشد سر برآرد از فنا

سبزہ پہن لیتی ہے، عدم سے سر اٹھاتی ہے

یوسفال ز ایند رخ چوں آفتاب

آفتاب جیسے چہرے والے یوسف کو جتنا ہے

در رحم طاوس و مرغ خوش سخن

رحم میں سور خوش المان پرند

گلستاں شد بر خلیل خوش کلام

خوش کلام ظلیل اللہ پر گلستان بن گئی

گشت از ژوہائے منکر ز ہر ہو

اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اڑیلا بن گئی

ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد

اس ٹوٹتی کو جتا جس نے ٹوٹتی کو جتا

عالمے زاد و بزاید و مبدم

عالم کو نہیں جتا مگر وہ مبدم جن رہی ہے

یکدو چرنے زد سجود اندر قنادر

اس نے ایک دہار قنادر کیا اور سجدے میں گر پڑا

اے خود تیری مٹی اور ہیشی
ہماری جیسے ہے اور تیری ہستی ہماری
ہستی سے قائم ہے باتو اب میں
تجھے امر لکھ لکھ دیتا ہوں۔ زانک
لیکن یہ امر لکھ دینا ہونوں سے نہیں
سنائے جاتے ہیں یہ باطنی امر لکھ
ہیں۔

گوش لب توہ کان کھل جو

ان کانوں کے کھلاں ہیں۔ بفعل۔

یعنی مشیت خداوندی کے امر لکھ

جنیدن۔ یعنی یہ خوشخبری ان کے مردے

میں جان پڑنے لگی۔ نہ کم

بہر حال یہ مدح عاشق مٹی سے تو

کیا گزرا نہ تھا جبکہ بلاصا کے کرشموں

سے اس میں جان پڑ جاتی ہے تو اس

میں مشق کے غمروں سے جان

کیوں نہ پڑتی۔ کم ز آب نطفہ۔ نطفہ

منی، حکم خداوندی سے حسین ترین

بچہ پیدا کر دیتا ہے۔

کم ز بادے مشہور ہے کہ

پرندوں میں مذکر کی ہوا مٹ کر دم

میں پہنچتی ہے جس سے اٹھ اٹھتا ہے

کم ز نارے آگ نہیں آوار سے

حضرت ابراہیم پر گزرا۔ کم ز

چو بے ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰ

کا عصا اڑا ہوا۔ کم ز سنگ۔ کرشمہ

خداوندی سے حجر سے حضرت صالح

کی ٹوٹی پیدا ہو گئی۔ زیں ہمہ۔ ان

جزئیات کو چھوڑ سارے عالم کو دیکھ

ایک کرشمہ سے عدم سے وجود میں آ

کیا۔ ہر جہید۔ غرضیکہ صمد جہاں

کے کرشمہ سے وہ ہوش ہوش میں آ

کیا اور نہ لگاؤ جہد میں کر گیا۔

بشکفید از رُوئے او شاد شد در وصال از بندِ ہجر آزاد شد

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کل گیا ہر خوش ہو گیا دل میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و رُوئے باز آوردن

بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا ہر معشوق کی تعریف

یہ بناؤ شکرِ معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفتے بے عقلے حق جلِ لطاف

بولائے خدائی عقائد جو جان کی طواف گاہ ہے

اے سرافیل قیامت گاہِ عشق

اے عشق کے میدانِ حشر کے امرا

اولیں خلعت کہ خواہی دائم

جب س پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں

گرچہ میدانِ بصفوتِ حالِ من

اگرچہ ہاں کی صفائی کیجئے آپ میرا حل جانتے ہیں

صد ہزاراں بار اے صدرِ فرید

اے یکتا صد لاکھوں بار

آں سمعیؑ تو وَاں اصفائے تو

وہ آپ کا سنا ہر آپ کا کان ہرنا

آں نیویدن کم و پیش مرا

وہ میرے کم و بیش کو سنتا

قلبہائے من کہ آں معلوم تست

میرے کھولے سکے جو آپ جانتے تھے

بہر گستاخے و شوخِ غرہ

ایک گستاخ ہر شوخ ہے ہوئے کے لئے

اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست

اولاً سنئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

شکر کہ باز آمدی زان کوہِ قاف

شکر ہے کہ تو کوہِ قاف سے واپس آ گیا

اے تو عشقِ عشق والے خواہِ عشق

اے وہ کہ تو عشق کا عشق ہر عشق کا محبوب ہے

گوشِ خواہم کہ نہی برِ روزِ خم

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان رکھ دیں

بندہ پرورِ گوشِ گنِ اقوالِ من

بندہ پرور یا میری باتیں بھی سن لیجئے

زارِ رُوئے گوشِ تو ہوشم پرید

آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑے ہیں

واں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکرائیں

عشوہِ جانِ بد اندیش مرا

میری بلاندیش جان کے کمر کو سنتا

پس پذیرِ فتنی تو چوں نقدِ درست

کمرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں

حلمہا در پیشِ حلمتِ ذرہ

ہمت کی ہدایاں آپ کی ہمدانی کے سامنے لکھ دیں

اول و آخر بہ پیشِ من بحسب

تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

۱۔ گفتہ اس مہوش نے ہوش

میں آکر صدرِ جہاں کو خطاب کیا اور کہا

آپ کی ذات میرے لئے عقائد ہو گئی

حقِ خدا کا شکر ہے کہ وہ کاف سے

واپس آگئی۔ لطافِ طواف کی جگہ

اے تو۔ آپ پر عشقِ عاشق ہے ہر

آپ عشق کے محبوب ہیں خلعت۔

شاہی عطیہ کا لباس انعامِ روزن۔

یعنی من کا صرخِ صفت۔ یعنی قلب

کی صفائی۔ ز آرزو۔ یعنی اس آرزو

میں بیہوش رہا ہوں کہ آپ کے کان کو

اپنا دھرم سنا سکوں۔

۲۔ آں سمعی۔ کان کے عشق میں

مہوش اس لئے طاری ہوئی تھی کہ

آپ کے کان کی ہمہ پائیاں یاد آتی تھیں

اصفائے کان ہرنا توہر کرنا۔ عشوہ

میری ناخس جان جو کمر کرتی تھی وہ

میں آپ سے کہتا تھا وہ آپ اس کون

لیتے تھے۔

۳۔ قلمہائے مصنوعی احوال

آپ کو سنا تھا آپ ان کو صحیح احوال کی

طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلمہا۔ میری

ہلوتی حالت پر آپ لکھی ہدایاں

برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں

ہدایاں قربان ہیں۔ ذرہ۔

بخارِ صدرِ جہاں سے اپنے احوال

بیان کرتا ہے۔ اول۔ یعنی میں اپنے

انجام و آغاز سے خبر ہو گیا۔

تانیاً بشنو تو اے صدرِ وُدود

کہ بسے جستِ ثرا عانی نود

دہرے سینے ' اے محبوبِ صد

ثلثاً تا از تو بیروں رفتہ ام

تیرے جبے کش آپ کے پاس سے ہر نکالوں

رابعاً چوں سوخت مارا مَرعہ

چٹے جب میرا کھیت جل گیا

خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں

پانچویں ' اے صد جہاں تیرے فراق میں

سادساً از شش جہت بے زوئے تو

چھ ' تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے

سابع از ثامن ندانم ضالۃ ۲ ام

مجھے ساتویں آستوں میں تیز زری میں گمشدہ ہوں

ہر کجایی تو خوں بر خاکہا

زمینوں پر جہاں بھی آپ خوں پائیں گے

گفت رعدست وایں بانگِ حنین

میری گفتگو کہ یہ آواز لہ رہا ' کرک ہے

من میان گفت و گریہ می تنم

میں بولنے اور رونے کے درمیان گفتگو میں ہوں

گر بگویم فوت می گردد بُکا

اگر بولتا ہوں ' رہتا چھوٹا ہے

می ۳ فتنہ از دیدہ خون دل شہنا

اے شہنا! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے

ایں بکفت و گریہ در شد آں نحیف

یہ کہا کہ وہ لاغر رونے لگا

از دیش چندان بر آمد ہائے وہو

اس کے دل سے ایسی ہائے دہو نکلی

۱ وُدود دوست۔ ثالث ثلاثہ
یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں
چلا ہو گیا۔ مَرعہ یعنی اعمال کی
کھیتی۔ حاصل یعنی اپنے حواس کو
بیض۔

۲ ضالہ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس
نے کہا کہ میری بات لہ آؤ دیکھا ہوا
کرک کے ہے جو میری آنکھوں کے
اہ سے آنسو بہتا جا رہی ہے۔ من
میں۔ میں دیکھا ہوں تو زبانی شکرے
سے محروم ہو جاتا ہوں شکر کرتا ہوں تو
پھر روئیں سکے۔

۳ فتنہ دیکھنے لپ میری
آنکھوں سے خون کے میری آنکھوں
سے خون کے آنسو گرنے شروع ہو
گئے ہیں۔ نحیف لاغر۔ کینہ

کہ میں نے بہت دھوڑا آپ کا کئی عانی نود

گوینا ثالث ثلاثہ گفتہ ام

گویا کہ میں تین میں سے تیرے کا قاتل ہو گیا ہوں

می ندانم خامسہ از ریلہ

میں پانچویں کو چٹے سے متاثر نہیں کر سکتا

از حواسِ خمسہ بوم در زیاں

میں پانچ حواس سے ' نقصان میں تھا

گوینا بارید بر من غم دو تو

گویا مجھ پر دہرا غم برسا

خوں ہی گرید فلک از نالہ ام

میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو رہتا ہے

بے بری باشد یقین از چشم ما

کھنک لگا لیجے وہ یقینا ہمارے آنکھ کا ہو گا

زابر خواہد تلبار و بر زیں

وہ اہل سے چاہتا ہے کہ زمین پر چلے

یا بگریم یا بگویم چوں گنم

رووں یا بات کروں کیا کروں

وہ بگویم چوں گنم شکر و شتا

اگر رووں شکر لہ تعریف کیسے کروں

ہیں چہ افتادست از دیدہ مرا

دیکھ آنکھوں سے مجھ پر کیا افتاد پڑی ہے

کہ بزدل و بگریست ہم دول ہم شریف

کہ اس پر بزدل بھی لہ شریف بھی رونے لگا

حلقہ کرد لہل بخارا گرد او

کہ بخارا والوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خندہ بہت بولتے ہوئے بہت ہوتے ہوئے بہت ہستے ہوئے
 شہر ہم ہمرنگ اوشد اشک ریز شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا
 آسمان میکفت آں دم باز میں اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا
 عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال عقل حیراں بھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے
 چرخ ۲۔ بر خواندہ قیامت نلہ را آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے
 با دو عالم عشق را بیگانگی عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے
 سخت پہاں ست و پیدا حیرتش مالکِ تختِ پشیمیز ہے جس کی حیرت بے گلی ہوئی ہے
 غیر ہفتادو دو ملت کیش او غیر ہفتادوں کے علاوہ اس کا مذہب ہے
 مطرب ۳۔ عشق ایں زندو قت سماع عشق کا گویا، سماع کے وقت یہ بجاتا ہے
 پس چہ باشد عشق دریائے عدم تو عشق کیا ہے؟ فنا کا میا ہے
 بندگی و سلطنت معلوم شد غلامی اور حکومت اگر محسوس ہوئی

مردوزن خرد و کلاں حیراں شدند مرد و عورت چھوٹے اور بڑے حیراں ہو گئے
 مردوزن در ہم شدہ چوں رستخیز قیامت کی طرف مرد و عورت گلتے ہو گئے
 گر قیامت راندیدی بہ میں اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے
 کہ فراق او عجب تر یا وصال کہ اس میں ہجر زیادہ عجب خیز ہے یا وصل
 تا حجرہ بر دریدہ جلہ را کھشکھش نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں
 اندر و ہفتاد و دو دیوانگی اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں
 جان سلطانان جاں در خسرش جان کے شہنشاہوں کی جان اس کی خسرت میں ہے
 تخت شہاں تختہ بندی پیش او اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے
 بندگی بند و خداوندی صداع غلامی قید اور آکائی وہ سر ہے
 در شکستہ عقل را آنجا قدم وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں
 زیں دو پردہ عاشقی مکتوم شد ان دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی



میں عقل کا نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پردہ و حجاب میں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

۱۔ خیرہ اس کی ہر حالت تھی
 سبھی شکوے کرتا کبھی روتا کبھی ہنستا
 ان بوجہ ناز و حرکات پر سب حیراں تھے۔
 شہر۔ اس کی یہ حالت زاد و کد کد پر پورا
 شہر رونے لگا۔ خیرہ۔ قیامت کے
 میدان میں مردوزن سب با ہم مختلط
 ہو جائیں گے۔ آسمان۔ آسمان زمین
 سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نزدیک ہی ہو
 تو اس کا نمونہ ہے دیکھ لے کہ
 فراق۔ یعنی یہ کچھ میں نہیں آتا کہ اس
 عاشق کا ہجر زیادہ دھناک ہے یا
 وصال زیادہ دھناک ہے۔

۲۔ چرخ۔ آسمان قیامت کا بیان
 پڑھ کہ اس حادثے پر اس کو مطمئن کر رہا
 تھا۔ ہجر۔ کھشکھش کا۔ عالم۔ یہاں
 سے مولانا نے عشق کے صفات بیان
 کرنے شروع کئے ہیں۔ یعنی عشق کے
 احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا
 ہیں۔ اندوہ۔ دنیا کے ہر پاگل میں
 ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں
 بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ تخت۔ عشق
 خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے
 آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں
 انبیاء و جوت پائی بلند یوں کے اس کی نشا
 کرتے رہے۔ غیر ہفتاد۔ عشق کا
 مسلک اور مذہب دنیا کے تمام مسلمانوں
 اور مذہبوں سے جداگانہ ہے یہ شاہی
 تخت کو پاؤں کی بڑی خیال کرتا ہے۔
 تختہ۔ بندگی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا
 پاؤں کاٹ میں بچھلا جاتا تھا۔

۳۔ مطرب۔ عشق عشق کی یہ صدا
 ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور
 آکائی اس کے لئے وہ سر ہے۔
 پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا یہ تو
 عشق مجازی کی کیفیات میں اب اگر
 عاشق خداوندی ہو تو اس کی صفات کو
 اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے

کاشکے لے مستی زبانی داشتے
 لاش عشق زبان رکھتا
 ہر چہ گوئی ایدم ہستی ازاں
 اے انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے
 آفت اور اک آں قال ست و حال
 اس عشق کے علم کے لئے قول اور حال بتاتی ہے
 من ۲ چو با سودا یاش محرم
 میں چونکہ اس عشق کے سودا میں کا محرم رہا ہوں
 سخت و مست و بنجود و آشفہ
 تو بہت ست اور مدوش اور پریشان ہے
 ہاں وہاں ہمدراز بر ناری دے
 خبر اور خبر اور سانس نہ لے
 عاشق و مستی و بکشاہ زباں
 تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے ہے
 چوں ۳ ز راز و ناز او گوید زباں
 جب زبان اس عشق کا راز اور انداز بیان کرتی ہے
 ستر چہ در پیشم و پنبہ آذرست
 پندہ پوئی کسی لون اور روئی میں آگ ہے
 چوں بکوشم تا سرش پہاں گنم
 میں جب بکوش کرتا ہوں کہ اس عشق کے دل کی چھپاؤں
 غم انغم گیرم ناگہ دو گوش
 وہ عشق میری روئی کے لئے میرے دھڑکن کاں پکارتا ہے

کاشکے۔ کوئی دھرا عشق کی
 حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے
 خود زبان پہلی تو وہ لہا اور عاشقوں کا
 حال بیان کر سکتا ہر چہ گوئی۔ انسان
 عشق کے جووصاف کہتا ہے اس
 سے اس کی معرفت کی بجائے اور
 جہالت پیدا ہوتی ہے آفت۔ انسان
 کا قول فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں
 مانع ہے لہذا اس کے ذریعہ اس کی
 حقیقت کو خارج کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ
 کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔

۲۔ من چہ۔ مولانا فرماتے ہیں
 چونکہ میں عاشقوں کا محرم رہا ہوں لہذا
 عشق کی حقیقت سمجھنے کی کوشش
 کرتا ہوں لیکن وہ کوشش لکی رانیاں
 ہے جس طرح بنجرے میں پھونک
 بھرتا رانیاں ہوتا ہے سخت۔ اب
 مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے
 فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو
 بیان کرنے کا کوئی تیرے پرانگندہ
 خیال ہے جو شب کی بے چینی کے
 اثرات ہوتے ہیں۔ پاں۔ اپنے آپ
 کو تعبیر کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت
 کے بیان کو چھوڑ پہلے کوئی محرم تلاش کر
 پھر اس سے بات کرنا۔ ہادی۔ نہ آری
 بعض نسخوں میں نامدے ہے
 عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں
 کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان
 چلاتا ہے تو اس قدر حیرت انگیز بات
 ہے جیسے کہ لاف بیڑی پر چڑھے۔

۳۔ چوں۔ جب میری زبان عشق
 کے ناز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو
 آسمان خدا کو کھرا کر ان رازوں کے کشفی
 رہنے کی دعا کرتا ہے۔ میل۔ ستر۔
 بہترین پندہ پوئی۔ ستر۔ عشق کے راز
 کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی
 چنگاری کو دودی میں چھپائے۔ چوں



بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھاتا ہے اور مجھے ذلیل کرنے کے لئے میرے دھڑکن کاں
 پکڑ کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھ کیسے چھپا سکتا ہے غم انغم ناگہ کا خاک آلودہ ہوتا ذلیل ہوتا۔

گویش ز رو گرچه بر جو شیدہ
میں اس سے کہتا ہوں جا تو اگرچہ جش میں ہے
گوید او محبوبوں خبست ایں تنم
وہ کہتا ہے کہ میرا یہ جسم شک میں مقید ہے
گویش زان پیش کہ گردی گرد
میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ گوی ہو چپ جا
گوید از جام لطیف آشام من
وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ
چوں بیاید شام و دزد جام من
جب شام ہو جائے گی اور میرا جام چمائے گی
زان عَرَب نہاد نام مے مدام
اسی لئے عربوں نے شرب کا نام مدام رکھا ہے
عشق جو شد بادۂ تحقیق را
عشق تحقیق کی شرب کو جش دیتا ہے
چوں بجوئی تو بتوفیق حسن
جب تو ابھی توفیق کے ذریعہ تائب کرے گا
چوں بیفزایدے توفیق را
جب وہ عشق توفیق کی شرب کو بڑھاتا ہے
آب گر د ساقی دہم مست آب
پانی ساقی بن جاتا ہے اور پانی ہی مست بن جاتا ہے

بچو جاں پیدائی و پوشیدہ
تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے
چوں مے اندر بزم خنک میزخم
شرب کی طرح میں مجلس میں تھیلیاں بجاتا ہوں
تانیاید آفت مستی برود
تاکہ اس پرستی کی مصیبت نہ آجائے
یارِ روزم تا نمازِ شام من
دن کا شام کی نماز تک تیرا سہمی ہوں
گویش دلاہ کہ نالہ شام من
میں اس سے کہوں گا دہلی دیے کیونکہ میری شام نہیں ہوئی ہے
زانکہ سیری نیست مے خور رقد ام
کیونکہ شرب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے
او بود ساقی نہاں صدیق را
وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے
بادہ آب جاں بودا بریق تن
تو شرب دہ کے لئے آب حیات دہم جام بن جائے گا
قوت مے بشکند ابریق را
شرب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے
خود بگو اللہ اعلم بالصواب
خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے

۱ گویش میں اس عشق سے
کہتا ہوں کہ آپ کو جش آگیا ہے
آپ اس وقت چلے جائے اور خود
آپ اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیتے ہیں
تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور
ظاہر بھی گویدہ عشق کہتا ہے کہ میرا
اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں
ہے میری مثال اس شرب کی سی ہے
جو شک میں مقید ہے اور اس کے آثار
سر محفل نہیں ہیں میں بھی روح میں
مقید ہوں لیکن آثار کلمے ہوئے
ہیں۔ خنک۔ غم۔ گویش میں اس
عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں
پھنسنے سے پہلے چھپ جاؤ نہ میری
ہستی کوئی ظلم ڈھائے گی اور مجھ پر
مصیبت آجائے گی اور میری
مصیبت تیری مصیبت ہے گوید۔
تو دہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو
میرے لطیف جام سے سیراب ہو
میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں کہ تمہارے
ذریعہ میری رسوائی نہ ہوئی تم کم ظرف
نہیں ہو کہ بی کر ہیک جاؤ۔ روز یعنی
زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔
۲ چوں بیاید عشق نے شام تک
ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو
گویدہ شام کے بعد جدا ہو جائے گا
اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت
جب جام عشق کو مجھ سے جدا کرنے
لگے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ ابھی
شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جدا نہ
چلے زان عَرَب۔ شرب کو میری زبان
میں مدام کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ شرب اس کی سیسیر نہیں ہوتا ہے بلکہ
اس کی بجائے کافور شہد رہتا ہے تو
جب شرب ظاہری کی ہی مصیبت ہے
تو شرب عشق سے کیسے سیری ہو سکتی
ہے مدام۔ ہمیشہ عشق جو شد۔



اب مولانا نے پھر عشق کے اوصاف بیان کرنے شروع کر دیے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ
عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے چوں بجوئی اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری روح کے لئے آب
حیات کا کام کرے گا کہ تیرا بدن اس کے لئے جام بن جائے گا۔
۳ چوں بفریاد۔ جب عشق توفیق کی شرب کو جش دیتا ہے تو پھر ابرق بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علاق جسامتی
سے آزاد ہو جاتا ہے آب کو سلب کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و مشوق میں امتحان ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست
ایک ہو جائیں گے خود بگو اگر تیری جستجو میں یہ امتحان آئے تو تردید نہ کر اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے

پرتو اساقی ست کاند شیرہ رفت
شیرہ بر جوشید رقصاں گشت تفت
ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پچھا
شیرہ جوش ملنے لگا تیز تاپنے لگا
اندیس معنی پرس آل خیرہ را
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را
اس بیہوش سے یہ بات صیافت کر
تو نے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا
بے تفکر پیش ہر دلندہ ہست
آنکہ باگر دندہ گردلندہ ہست
بغیر سوچے ہر جانے والے کے پیش نظر ہے
کہ گھونے والے کے لئے کئی گھمانے والے ہے

حکایت آل عاشق دراز ہجر بسیار امتحان

لے ہجر والے بہت امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

ایک جوان نے بے زنی مجنوں بدست
روز و شب بیخواب و بیخور آمدست
ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا تھا
شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا
بیدل شو ریدہ ہم مجنون دست
می نداش روزگار وصل دست
بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست
می نداش روزگار وصل دست
بس شکنجہ کرد عشقش برز میں
خود چرا دا روز اول عشق کیس
اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا
خود چرا دا روز اول عشق کیس
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
تا گریزد آنکہ پیرونی بود
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
چوں فرستادے رسولے پیش زن
آل رسول از رشک گشتے راہزن
جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا
وہ قاصد رشک سے رقیب بن جاتا
وہ بسوے زن نبشتے کا تیش
نامہ را تصحیف خواندے تائش
اگر اس کا عشق عورت کو لکھتا
اس عورت کا نائب خط کو غلط پڑھ کر سناتا
وہ صبا سے را پیک کردے در وفا
از غبارے تیرہ گشتے آل صبا
اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بھجتا
اس غبارے تیرہ گشتے آل صبا
رُقعہ گر بر پر مرغے دوختے
پر مرغ از ثقت رُقعہ سوختے
اگر وہ خط پند کے پھول پر بیٹھا
خط کی گئی سے پند کے پر جل جاتے

۱۔ پرتو گھر کے شیرے کے تمام
خواساقی کا پرتو ہیں ساندیں ساگر
کئی انگڑا کرے تو اس سے صیافت
کر کہ گھر کے شیرے میں یہ خواص
کہیں سے آئے ہیں ہیں۔ بے
تفکر ہر انسان کھلے طور پر جانتا ہے
کہ کئی کام کام کرنے والے کے
بغیر وجود میں آتا تو لا محالہ ایک
ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں
متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات
ہے حکایت اس قصہ سے بھی یہ بتاتا
ہے کہ اسباب میں ہیبت بھی اللہ
تعالیٰ کے تصرف سے ہے وہ ان
اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک
جوانے ایک سیرت ایک عورت پر عاشق
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر
نہ آتا تھا بس شکنجہ عشق نے اس کو
طرح طرح کی برائییں دیں۔
۲۔ خود چلے عشق عاشق کہاں لے
سناتا ہے تاکہ ہر گاہا ہوسن پرستی کو
شعلہ نہ بنائے اور نا اہل اس میدان کو
چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں
فرستادے وہ عاشق کسی قاصد بھجتا
تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ در
گردہ پیام عیت تحریر کر کر بھیجتا تو اس
معتوقہ کا کسی اس کو غلطی پڑھ کر سناتا۔
۳۔ صبا اگر وہ صبا کے ذریعہ
پیغام بھیجتا تو وہ صبا اگر وہ صبا جانی اور
صحیح پیغام نہ پہنچاتی۔ رقعہ اگر تویر
کے پھول سے بانہہ کر خط بھیجتا تو
سوش کے کپڑے کے پر جل جاتے۔



۱۔ رہائے غریبہ کئی سبب
تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغام رسانی
کے جس قدر اسباب تھے وہ سب
ناکام ہو گئے تھے۔ پھر پہلے اس کے
لئے معشوق کا انتظار غم کا منوس بننا ہوا
تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور
اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ
گفتے۔ کبھی وہ عشق کو بلاتے ہے
میں سمجھتا بھی کہتا کہ یہی تو مدار
زندگی ہے۔

۲۔ گاہ ہستی۔ کبھی اس پر غریبی کا
غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتی تھیں
بالکل فنا کا جذبہ اختیار کرتا اور اپنے وجود کو
بھلا بیٹھتا۔ کبھی تنہائی کی وحشت
میں گریہ و زاری کرتا بھی محبوب کے
خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ کبھی
اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب
سے اتحاد کا چشمہ جو شہنائے لگا۔
چونکہ اب بے سرو سامانی اس کے
لئے موجب راحت بن گئی تھی۔
خواہشائے جنک اس کا عشق خواہشات
کے کس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو
وہ عاشقوں کا امام بن گیا۔

۳۔ اے بسا۔ مولانا بل اللہ اور
درعیان ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں
بہت سے وہ لوگ بظاہر طوطی کی طرح
خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل
خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی
روح خوش و تر و تازہ ہے بظاہر ترشو
ہیں۔ حقیقی دلی نور بھلوی کا
ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح
کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور
حقیقت میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ
مردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت
جدا گانہ ہے۔ محم۔ مردوں میں کیا
زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے
لیکن اندر دلی حالات مختلف ہیں۔

لشکر اندیشہ را رایت شکست
سوج کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا
آخرش بشکست کہ ہم انتظار
آخر میں وہ مدہم برہم ہو گیا کون انتظار بھی
گاہ گفتے نے حیات جان ماست
کبھی کہتا نہیں ہادی جان کی زندگی ہے
گاہ او از نیستی خودے برے
کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا
گہ خیال دلبرش ہمدم بدے
کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا
جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد
اتحاد کا گرم چشمہ جوش ملتا
برگ بے برگ کی بسوئے او بتاخت
بے سرو سامانی کا سلمان اس کی طرف بڑھا
شہر داں را رہنما چوں ماہ شد
وہ مات کے مسافروں کا چاند کی طرح راہنما ہو گیا
اے بسا شیریں روان رُو ترش
بہت سے خوش دلی غمگین ہیں
آں خموشان سخن گودا بہیں
ان بولنے والے خاموش کو دیکھ
نیست یکساں حالت چالاکیشاں
ان کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے
آں یکے غمگین و گر شاداں بُود
لیکن ایک غمگین اور خوش ہوتا ہے

رہائے اچارہ را غیرت بہ بست
تدبیر کے سامنے غیرت نے بند کر دیے
بُود اوّل مونس غم انتظار
پہلے انتظار غم کا غمگسار تھا
گاہ گفتے کایں بلاتے بے دوست
کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے
گاہ ہستی ۲ رُو براوردے سرے
کبھی ہستی اس میں سر ابدانی
گاہ فریادش بگروں بر شدے
کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی
چونکہ بروے سرد گشتے اس نہاد
جب یہ مزاج اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا
چونکہ بابے برگ کی غربت بساخت
جبکہ مسافت کی بے سرو سامانی سے اس نے ساز کیا
خوشہائے فکرش بریکہ شد
اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے
اے ۳ بسا طوطی گویائے خموش
بہت سے طوطی کی طرح چپکے والے خاموش ہیں
رُو بگور ستاں دے خاموش نشین
تھوڑی دھڑکے کے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ
لیک اگر یگرنگ بنی خاک شال
لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے
شحم و لحم زندگاں یکساں بُود
زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے



زانکہ پنهان ست بر تو حالِ شان
کیوں کہ تجھ پر ان کی حالت مخفی ہے
کے بہ بینی حلتِ صد توے را
تو سیکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے
خاک ہم یکساں رواں شانِ مختلف
مٹی بھی یکساں ہیں ان کی رو میں مختلف ہیں
آں یکے پر درد و آں پر نازِ ہا
ایک مد سے بھری ہے اور ایک تازوں سے بھری ہے
بانگِ مرغِ غاں بشنوی اندرِ مطاف
چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے
آں یکے از رنج و دیگر از نشاط
ایک رنج سے ہوتی ہے دوسری خوشی سے
پیشش آں آواز ہا یکساں بُود
اس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں
واں درختِ دیگر از بادِ سحر
دوسرا درختِ صبح کی ہوا سے
زانکہ سر پوشیدہ میوِ شیدِ دیگ
کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوشِ مارِ ری بھی
جوشِ صدق و جوشِ تزدیر و ریا
سچائی کا جوش اور ملمع سازی اور ریا کا جوش
رو دماغِ دستِ آورِ بوشناس
جا کوئی خوشبو پہچانے والا دماغِ حامل کر
چشمِ یعقوبانِ ہمو روشن گمند
یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

تو چہ ا دانی تانوشی قالِ شان
تو کیا سمجھے جب تک ان کی بات نہ نہ لے
بشنوی از قالِ ہائے و ہوے را
تو زبان سے ہائے ہو کو سن لیتا ہے
نقشِ مایکساں بحد ہا متصف
پہلی صفتیں یکساں ہیں متضاد صفت سے متصف ہیں
چشمیں یکساں بُود آواز ہا
اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں
بانگِ ۲ اسپاں بشنوی اندرِ مصاف
میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے
آں یکے از جھد و دیگر از تباط
ایک دشمنی سے ہے اور دوسری تعلق کی
ہر کہ دور از حلتِ ایشان بُود
جو ان کے احوال سے دور ہو
آں درختے جُبد از زخمِ تبر
ایک درخت کھڑے کی چوٹ سے ہوتا ہے
بس غلطِ گشتمِ زدیکِ مردِ ریگ
میں بہت سی مرتبہ بیکارِ دیگ سے غلطی میں پڑ گیا
جوشِ ۳ و نوشِ ہر گشتِ گویدِ بیا
تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آجا
گرداری دید ہائے رُو شناس
اگر تو پہچانے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے
آں دماغِ کہ براں گلشنِ تیند
وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

۱۔ تو چہ دانی انسان اور انسان میں
فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا
ہے بشنوی بولنے سے بھی پوری
حقیقتِ واضح نہیں ہوتی ہے اصل
حالت کا پتہ لگانا مشکل ہے نقش
انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں
لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم
یکساں ہیں مگر عیوض مختلف ہیں
چشمیں آواز ہیں۔ بھی یکساں معلوم
ہوں گی لیکن ان آوازوں میں مخفی درد
اور ناز کی وجہ سے فرق ہے۔

۲۔ بانگ گھوڑوں اور پرندوں کی
آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے
لیکن ان آوازوں کی باطنی کیفیات
میں فرق ہے ہر کہ جو شخص اصل
حالت سے واقف نہ ہو گا وہ آوازوں کو
یکساں سمجھے گا اس درخت سے دوسری
کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے
ہلنے کا سبب کھڑے کی چوٹ ہے
اور دوسرے کے ہلنے کا سبب بادِ صبا
ہے۔ بس غلط۔ سر پوش سے دھکی
ہوئی دیگ کے جوشِ مارنے سے ہوا کا
ہوتا ہے۔

۳۔ جوش۔ ہر انسان کا جوشِ خروش
تجھے دعوت دیتا ہے۔ گرداری۔ اگر
انسان میں خود انہماز کرنے کی
طاقت نہیں ہے تو کسی صاحب
بصیرت سے مشورہ کر لے آں
دماغ پہچاننے کے لئے اس آدمی
کا سہارا لے ل جو اس گلشن کا دماغ
رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نورِ دیدہ ہو۔
یعقوبان۔ عاشقان۔



ہیں! بگو احوالِ آں خستہ جگر کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبردار! آں خستہ جگر کے احوال بتا کیجئے اے لڑکے! ہم بخاری سے دور جا رہے

یاقین عاشقِ معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا بندہ
عاشق کا معشوق کو پا لینا ، اور اس کا بیان کو جستجو کرنے والا
یُود کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ صَدَقَ رَسُولُ
پانے والا ہوتا ہے جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو
اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
پا لیا رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا ہے ، جو شخص ایک ذرہ کے وزن
خَيْرَ اَیْرَةٍ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا اَیْرَةٍ
کی نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھرا شر کرے گا وہ اس کو دیکھے گا

کال بخواں در جستجو بہت سال
وہ جوان سات سال تلاش میں رہا
سایہ حق بر سر بندہ بُود
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی دے
پیغمبر نے فرمایا جب تو مددہ نکھلائے گا
چوں ۲ نشینی بر سر کوی کسے
اگر تو کسی کے کوچے سے سرے پر بیٹھے گا

چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک
جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا
جملہ دہاندہ ایں اگر تو نگر وی
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے
سنگ ۳ آہن زردی آتش بجست
تو نے لوہے پر پتھر لما آگ نکل
آنکہ روزی میستش بخت و نجات
جس کا مقدر نصیب اور نجات نہیں ہے

۱۔ ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم
بخاری کے قصہ سے دور بہ بڑے سبب
اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یاقین۔ اس
قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق
تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی
مقتدر پورا فرماتا ہے اور عالم اسباب
میں سبب پیدا کرنے والا حق تعالیٰ
ہی ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے
اور انسان کی کوشش راہِ گام نہیں جاتی
ہے۔ چل خیاں۔ یعنی اس کا وجود
ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت
انسان کی کوشش راہِ گام نہیں جاتی
ہے۔

۲۔ چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب
تم اس کے کوچے پر ضرر نہا دیو گے تو
ضرور اس کا دیدار کرو گے چاہیں۔
مٹی کھودتے ہو گے تو کنویں سے
ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ تمام
دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ
مٹی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو پھل
بہتہ کاٹتا ہے
۳۔ سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو
سنت اللہ ہے کہ اس سے آگ پیدا ہو
جائے گی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے
خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آگ جو
بدبخت ہوتے ہیں وہ سنت الہی کو
پیش نظر نہیں رکھتے تاہم افسوس باتوں
کی طرف حسیان کرتے ہیں۔

کلی افلاں گس کشت کردہ نہ داشت

کہ اس فلاں نے کھیتی کی اور پھل نہ پلا

بلعم باعور و ابلیس لعین

بلعم باعور اور ملعون شیطان

صد ہزاراں ۲ انبیاء و رہبراں

لاکھوں نبی اور راہبر

ایں دو راگید کہ تاریکی دہد

ان دو کس نے پکڑا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں

بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او

بہت سے وہ ہیں کہ خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں

پس تو اے ادباں رو ہم ناں مخور

تو اے منوں صحت تو بھی روٹی نہ کھا

صد ہزاراں خلق نا نہامی خورد

لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں

تو بدلاں ۳ ناہ کجا افتادہ

تو اس ناہ میں کیوں ٹھس گیا

ایں جہاں پر آفتاب و نور ماہ

یہ دنیا چوہ اور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی

کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہہ ہے

جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت

شرق و مغرب میں تمام جہاں نے نور محسوس کیا

چہ رہا گن رو با یوان و درم

کنویر کو چھوڑ مٹات اور باغات میں جا

ہیں مگو کا یک فلانے کشت کرد

خرودا یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

وال صدف بر و صدف گوہر نہ داشت

وہ سیپ لے گیا اور سیپ میں موتی نہ تھا

سود نامہ شاں عباہتا و دیں

ان کو عبادت اور دین مفید نہ پڑا

ناید اندر خاطر آں بد گماں

اس بدگن کے دل میں نہ آئے

درویش ادباں جز ایں کے نہند

بد نصیبی اس کے دل میں اس کے علاوہ کیا کچھ

مرگ او گروہ بگیرد در گلو

وہ ان کی موت بنتی ہے اور ان کا گلا پکڑتی ہے

تا نیفتی ہچمو او در شور و شر

تاکہ اس کی طرح شہ و شر میں جلا نہ

زور می یابند و جاں و پرورد

حالت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں

گر نہ محرومی و ابلہ زادہ

اگر تو محروم اور بے خوف کا چہ نہیں ہے

تو ہشتہ سر فرد بدہ بچاہ

تو سر کا لٹکانے ہوئے کنویں میں گھسا ہے

سر زچہ بردار و بنگر اے دلی

اے کینے! کنویں سے سر اٹھا اور دیکھ

تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت

جب تک تو کنویں میں ہے وہ تجھے نہ چکے گا

کم ستیز اینجا بدلاں ۴ للّٰح شوم

یہاں کج بخشی نہ کرے بچہ لے چتا و پن بخشی ہے

در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد

فلاں سال میں وہ مٹی اس کی کھیتی کھا گئی

۱۔ کلاں ناہاتوں کی یہ مثالیں ہیں
کے پیش نظر ہوتی ہیں کہ فلاں شخص
نے کھیتی کی مگر اصل میں اس کو کچھ فلاں
نے صاف میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اس
میں موتی نہ لگا بلعم اور شیطان نے
عبادت نہیں کی بلکہ فائدہ نہ ہوا
۲۔ صد ہزاراں۔ وہ بد بخت
لاکھوں انبیاء اور راہب کو نہیں دیکھتا کہ
عبادت سے ان کو کتنے بڑے سرتے
ملے۔ ایں دو۔ بلعم اور شیطان کو
پکڑے ہوئے ہے۔ ایں کی بد بختی
کی علامت ہے۔ بس کسا ناہ اور
اتفاقات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے
گریز کرتا ہے اگر ناہ ہی دلی ہے تو
اتفاق یہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے
سے انسان مرے تو روٹی کھانا کیوں
نہیں چھوڑ دیتا۔

۳۔ تو بدلاں۔ ناہاں وقوع حادثوں کو
چشم رکھنا بڑی بد بختی ہے۔ ایں
جہاں۔ ناہ چیزوں سے استدلال
کرنے والا کی مثال یہ ہے کہ عالم
میں چوہ اور چاند کی روشنی ہوتی ہو
اور ایک شخص کنویں میں منہ جھکانے
ان کا اندکہ کرنا ہے۔ جملہ عالم اس
کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم کو نور
سے محروم ہے تو خود اس سے محروم ہے۔
۴۔ للّٰح شوم۔ کج بخشی اور بھگڑا ہوا بیان
بد بختی کی دلیل ہے۔

پس چرا کام کہ اینجا خوف هست
تو میں کھتی کیوں کیوں کہ یہاں خوف ہے
ہیں! ممکن استیزہ رود کار گن
خبر دہا جھڑا نہ کر جا ' جا کام کر
ہر کہ استیزہ گند بر سر قد
جو کج بخشی کرتا ہے سر کے تل گتا ہے
وانکہ او نگذاشت کشت و کار را
لہ جس نے کھتی لہ کام کو نہ چھوڑا
زیں بیاں بگذر زمانے باز راں
تھوڑی دیر کے لے اس بیان سے گذر جا پھر چل
چوں درے میکونفت او از سلوتے
جب وہ لا پہنٹی سے مددہ کلکھاتا رہا
جست لگ نیم عس اوشب بیاغ
وہ رات کو کھول کے ڈر سے باغ میں گھس گیا
گفت سازندہ سبب را آں نفس
اس وقت اس نے سبب الاسب سے کہا
ایشناسا تو سنبہا کردہ
ہمعلم کو تو نے سبب نا دیا
بہر آں کر دی سبب ایں کار را
تو نے اس لے اس کو اس کام کا سبب بتایا
در شکست پائے بخشد حق پرے
اللہ تعالیٰ پاؤں ٹوٹنے کے بدلے میں پر عبادت کر دیتا ہے
ہر چہ آں بر تو - کرہایت بود
وہ چیز جو تجھے ناگوار ہوتی ہے

پس چرا افشائیم ایں گندم زد دست
میں پام سے اس گندمیوں کو کیوں بکھیروں؟
باتو کل کشت گن بشنو سخن
توکل کے ساتھ کھتی کر بات سن لے
آچنخاں کو بر فخیز دتا ابد
اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا
پر گند کھرتی تو انبار را
وہ تیرے اندھے پن پر ابد بھر لے گا
جانب احوال آں عاشق جواں
اس جوان عاشق کے احوال کی جانب
عاقبت دریافت روزے خلوتے
انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت حاصل کر لی
یار خود ریافت بائع و چراغ
اس نے اپنے یار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پایا
اے خدا تو رحمت گن بر عس
اے خدا کھول پر رحمت نازل فرما
از در دوزخ بہشتم برود
تو دوزخ کے مدد سے مجھے بہشت میں لے گیا
تا تمام خوار من یک خار را
تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں
ہم زقرچہ چاہ بکشايد درے
کنویں کے اند بھی وہ مددہ کھول دیتا ہے
چوں حقیقت بنگری رحمت بود
جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

۱۔ ہیں۔ انسان کو کج بخشی چھوڑ کر
مل میں لگ جانا چاہئے اور اللہ کے
مہر سے عمل کرنا چاہیے یقیناً وہ اس
کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کج
بخشی کرنے والا اس طرح اللہ سے منہ
گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھالنا
سکے۔ زیں ہیں۔ یعنی انسان کو اس
کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے
سلوتے۔ یعنی بے فکری، غلوت۔
یعنی عجب کے ساتھ تھپائی۔
عس۔ کھول یعنی وہ عاشق کھول
کے ڈر سے باغ میں گھسنے کے لئے
گھس گیا یہاں اس کی خوب مشق
کے موجودگی۔

۲۔ گفت۔ چونکہ کھول وصال کا
سبب بنا اس لئے اس نے کھول کو
دعا میں ویر۔ سازندہ سبب۔ سبب
بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناس۔ غیر
معروف نا معلوم۔ دوزخ۔ یعنی
فرق۔ بہشت۔ یعنی وصال۔
بہر آں۔ کھول کو سبب وصال بنا کر تو
نے یہ عیب دیکھا ہے کہ کسی چیز کو انسان
ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید
ہو سکتی ہے۔

۳۔ در شکست۔ جب اللہ کا کرم
ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا، پر حاصل ہو
جانے کا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ
تعالیٰ ایک خدا دوسری خدا کے حصول
کا سبب بنا دیتا ہے۔ کنویں کی گہرائی
نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ
قرآن پاک میں ہے عسی فی تکم
هو اذینا وهو خیر لکم۔ یعنی بد
لوقت تم ایک چیز کا پسند کرتے ہو وہ
وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔



۱۔ تو ہمیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ہم تمام راستوں کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر تو خواہی یا نہ خواہی اس عاشق کا بقیہ نصیب دفتر چہارم میں ملے گا۔

تو ہمیں! کہ بر درختی یا بچاہ تو مراہیں کہ منم فتح راہ
یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے تو مجھے دیکھ میں راستے کی گنجی ہیں
مگر تو خواہی یا نہ خواہی اس گفتگو اے انہی در دفتر چارم بچو
اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کر لے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دفتر چہارم

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۶۰-۲۲۳۵

فہرست مثنوی مولانا روم دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	مقدمہ	۶	۱۹۔	شرح انما المؤمنون اخوة	۵۵
۲۔	آغاز مثنوی	۱۷	۲۰۔	قصہ قصباتی مسجد اقصیٰ	۶۰
۳۔	تمامی حکایت آں عاشق کہ از عرس بگریخت	۲۰	۲۱۔	قصہ آغاز خلافت عثمان	۶۲
۴۔	حکایت آں واعظ	۲۳	۲۲۔	در بیان آنکہ حکامی طبعی گویند	۶۵
۵۔	سوال کردن شخص از عیسیٰ	۲۷	۲۳۔	تفسیر ایں حدیث کہ مثل اُمّتی	۶۷
۶۔	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۴۔	قصہ ہدیرستان بلقیس	۶۹
۷۔	قصہ صوفیہ کہ بخانا آمد	۳۱	۲۵۔	کرامات نورش عبداللہ	۷۲
۸۔	حکایت برسبیل تمثیل	۳۱	۲۶۔	باز گردانیدن سلیمان رسولان بلقیس را	۷۴
۹۔	معشوق راز پرچا و در نہاں کردن	۳۳	۲۷۔	قصہ عطاردے کہ سنگ ترازوئے او	۷۵
۱۰۔	گفتن زن کہ او در بند جہان نیست	۳۵	۲۸۔	دلداداری کردن دواغفن سلیمان مرآں رسولان را	۷۷
۱۱۔	بیان آنکہ غرض از بصر و سماع و عین گفتن	۳۶	۲۹۔	دیدن درویشی جماعت مشائخ را	۸۰
۱۲۔	مثل آنکہ دنیا کلخ و تقویٰ حمام	۳۸	۳۰۔	نیہ کردن او کہ ایں زربدین ہمیزم	۸۱
۱۳۔	قصہ آں دباغ کہ در بازار عطاردان	۴۰	۳۱۔	تخریب کردن سلیمان رسولان را	۸۳
۱۴۔	معالہ کردن برادر دباغ و دباغ را	۴۳	۳۲۔	سبب ہجرت سلطان ابراہیم	۸۴
۱۵۔	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۴۵	۳۳۔	حکایت آں مرد غنہ	۸۶
۱۶۔	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۴۶	۳۴۔	در بیان نائے کہ از مقعدش	۸۸
۱۷۔	گفتن جہودے امیر المومنین علی را	۴۹	۳۵۔	در بیان تحمل کردن از ہر بے ادبی	۸۹
۱۸۔	قصہ مسجد اقصیٰ و خروب زستن	۵۳	۳۶۔	تہدید فرستادن سلیمان پیش بلقیس	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۷-	پیدا کردن سلمان بلقیس را	۹۲	۵۸-	بیان آنکه حصول علم و مال و جاه	۱۳۷
۳۸-	بقیر قصه سلطان ابراهیم	۹۴	۵۹-	بیان تفسیر آیت شریفه	۱۳۹
۳۹-	بقیر قصه اهل سبا و نصیحت دارش و سلیمان مرآں بلقیس را	۹۵	۶۰-	در بیان آنکه ترک الحجاب جواب	۱۵۲
۴۰-	آزاد شدن بلقیس از مملکت و دست شدن	۹۷	۶۱-	در تفسیر این حدیث نبوی	۱۵۳
۴۱-	چاره کردن سلیمان در احضار تخت	۱۰۱	۶۲-	چالش عقل با نفس	۱۵۷
۴۲-	قصه یاری خواستن حلیمه از پتیاں	۱۰۲	۶۳-	بہشتن آں غلام قصه شکایت	۱۵۹
۴۳-	حکایت آں پیر عرب کہ ولادت کرد	۱۰۴	۶۴-	حکایت آں فقیہ با دستار بزرگ	۱۶۱
۴۴-	خبر یافتن جد مصطفیٰ عبدالمطلب از گم کردن حلیمہ مصطفیٰ را	۱۰۷	۶۵-	نصیحت دنیا را علی دینار	۱۶۲
۴۵-	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۱۱	۶۶-	بیان آنکه عارف را غذا نیست	۱۶۶
۴۶-	بقیر قصه دعوت سلیمان بلقیس را با ایمان	۱۱۲	۶۷-	خطاب با مفرور دران دنیا گرفتار ان نفس	۱۶۷
۴۷-	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۱۳	۶۸-	تفسیر آیت فَأَوْجَسَ لِي تَغِيْبَ	۱۶۹
۴۸-	بقیر دعوت سلیمان بلقیس را	۱۱۷	۶۹-	زجر کردن مدعی را از دعوی و امر کردن	۱۷۱
۴۹-	بقیر قصه عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را	۱۱۹	۷۰-	بقیر قصه آں نوشن غلام رقصه را	۱۷۳
۵۰-	قصه شاعر و صلہ دادن	۱۲۳	۷۱-	حکایت اں مداح کہ از جهت ناموس	۱۷۵
۵۱-	باز آمدن شاعر بعد چنان سال	۱۲۴	۷۲-	در یافتن طمس ان الہی امراض دل	۱۸۰
۵۲-	مانستن بدرائی ایں وزیر کردن	۱۳۰	۷۳-	مژده دادن با بیزید قدس سرہ	۱۸۱
۵۳-	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۳۲	۷۴-	جواب سلطان با بیزید قدس سرہ	۱۸۴
۵۴-	در آمدن ہر روز سلیمان در مسجد اقصیٰ	۱۳۴	۷۵-	زادن شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ	۱۸۵
۵۵-	آموختن پیش گوئی قاتل از زارغ	۱۳۶	۷۶-	رجوع حکایت کی اجراء آں غلام	۱۸۶
۵۶-	قصه صوفی کہ میان گستاخ شراب و انونہادہ	۱۴۱	۷۷-	آشفتن آں غلام از ناریدن جواب نامہ	۱۸۹
۵۷-	قصه سخن خوب در گوشہ مسجد اقصیٰ	۱۴۲	۷۸-	کژدین با در بخت سلیمان	۱۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحه	نمبر شمار	عنوان	صفحه
۷۹-	شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را	۱۹۲	۱۰۱-	نهی کردن موسی جادوئی و سحر را از خود	۲۳۲
۸۰-	رقعه دیگر نوشتن آن غلام	۱۹۳	۱۰۲-	بیان آنکه هر کس مدرک را از آدمی	۲۳۳
۸۱-	ستودن خیر عاقل را	۱۹۳	۱۰۳-	حملة آوردن این جهانیاں و تاخت بردن	۲۳۹
۸۲-	قصه شصتیکه با شصت مشورت می کرد	۱۹۶	۱۰۴-	بیان آنکه خاکی آدمی زاد	۲۴۱
۸۳-	امیر گردانیدن رسول جوان بنیادی را	۱۹۸	۱۰۵-	بار گفتن موسی اسرار فرعون را	۲۴۳
۸۴-	اعتراض کردن معترض بر رسول	۲۰۱	۱۰۶-	در بیان آنکه در توبه و استغفار باز است	۲۴۴
۸۵-	جواب گفتن و غیر آن اعتراض کننده را	۲۰۶	۱۰۷-	گفتن موسی مرفر فرعون را	۲۴۵
۸۶-	قصه سُبْحَانِی نَا اَعْظَمُ شَانِی گفتن	۲۰۸	۱۰۸-	شرح کردن موسی آن چار فضیلت را	۲۴۷
۸۷-	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۱۲	۱۰۹-	تفسیر كُنْزُ الْمُخْفِيَاتِ فَاحْشَبْ اَنْ اَعْرِفَ	۲۴۸
۸۸-	بیان کردن رسول سبب تفصیل و اختیار کردن	۲۱۳	۱۱۰-	غره شدن آدمی بد ذات و تصورات طبع خویش	۲۵۰
۸۹-	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۵	۱۱۱-	تمامی شرح کردن موسی با فرعون فضیلت چهار گانه	۲۵۱
۹۰-	قصه آنگیر و میادان و آن سه مای	۲۱۷	۱۱۲-	بیان این خبر که كَلِمَةُ النَّاسِ عَلَى قَلْبِ غُفْلِهِمْ	۲۵۲
۹۱-	سر حدیث حُبِّ الْوُطَنِ مِنْ الْاِيْمَانِ	۲۱۸	۱۱۳-	متنی حدیث مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ الصَّغْرِ	۲۵۳
۹۲-	واقف شدن آن مای عاقل و سر پیش گرفتن	۲۲۰	۱۱۴-	مشورت کردن فرعون با آسیه خاتون	۲۵۴
۹۳-	قصه آن مرغ گرفته کی وصیت کرد	۲۲۱	۱۱۵-	قصه باز پادشاه و کم بیزن	۲۵۷
۹۴-	چاره اندیشیدن آن مای	۲۲۳	۱۱۶-	قصه آن زن که طفل او بر تادوان غویده بود	۲۶۰
۹۵-	بیان آنکه عهد کردن اجتناب	۲۲۵	۱۱۷-	حدیث حدیث مَنْ جَزَا مُؤْمِنٌ لَنْ يُوَدَّكَ بَلَدُهُ لَوْ	۲۶۳
۹۶-	در بیان آنکه در هم قلب مختل است	۲۲۶	۱۱۸-	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۵
۹۷-	مجادبات موسی که صاحب عقل بود	۲۲۷	۱۱۹-	تزیینت سخن با مان با فرعون	۲۶۶
۹۸-	بیان آنکه عمارت در دیرانی است	۲۳۰	۱۲۰-	نومید شدن موسی از ایمان آوردن فرعون	۲۶۹
۹۹-	جواب دادن موسی فرعون را	۲۳۱	۱۲۱-	منازعت کردن امیران عرب	۲۷۰
۱۰۰-	جواب فرعون موسی را	۲۳۱	۱۲۲-	سیل آمدن و قتیب انداختن امرا و غالب شدن مصطفی بر امیران	۲۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۳-	در تمامی حدیث موسیٰ و قریح و قریح فرعون	۲۷۲	۱۲۲-	در تفسیر حدیث انی لَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ	۳۱۸
۱۲۴-	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالیٰ نہ پرسد	۲۷۳	۱۲۳-	بیان آنکہ عقل جزوی تا بگور پیش نہ بیند	۳۱۹
۱۲۵-	بحث کردن بنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۵	۱۲۲-	بیان آیہ یٰٰأَيُّهَا الَّذِينَ لَا تُقَدِّمُوا	۳۲۲
۱۲۶-	تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ	۲۸۰	۱۲۵-	قصہ شکایت استر باستر	۳۲۵
۱۲۷-	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ	۲۸۴	۱۲۶-	قصہ یقی کردن استر جوابہائے استرا	۳۲۸
۱۲۸-	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۵	۱۲۷-	لاہر کردن قطعی مر سبلی را	۳۳۰
۱۲۹-	گفتن جبرئیل ظلیل را	۲۸۸	۱۲۸-	در خواستن قطعی دعائے خیر و ہدایت از سبلی	۳۳۵
۱۳۰-	مطالبہ کردن موسیٰ از حضرت عزت	۲۹۱	۱۲۹-	حکایت آل زن پلید کار	۳۳۰
۱۳۱-	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۹۳	۱۳۰-	باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۳۲
۱۳۲-	مثال دیگر ہمدریں معنی	۲۹۵	۱۳۱-	سخت شدن کار بر قطبیان	۳۳۳
۱۳۳-	حکایت آل پادشاہزادہ کہ پادشاہ بنی یوسدوی نمود	۲۹۸	۱۳۲-	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و بزر شدن	۳۳۶
۱۳۴-	عروس خواستین پادشاہ از بہر پسر	۳۰۱	۱۳۳-	بیان اطوار و منازل خلقت آدمی	۳۳۸
۱۳۵-	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۳۰۳	۱۳۴-	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند	۳۵۱
۱۳۶-	جادوئی کردن کبیر کابلی شاہزادہ را	۳۰۴	۱۳۵-	رفتن ذوالقرنین بکوبہ قاف	۳۵۲
۱۳۷-	مستجاب شدن دعائی پادشاہ در خلاص پسر	۳۰۶	۱۳۶-	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت	۳۵۵
۱۳۸-	در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۸	۱۳۷-	باز التماس کردن ذوالقرنین از کوبہ قاف	۳۵۶
۱۳۹-	حکایت آل زاہدے کہ در سال قطع شدن و شاد	۳۱۳	۱۳۸-	نمودن جبرئیل خورد را بمصطفیٰ	۳۵۸
۱۴۰-	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است	۳۱۴	۱۳۹-	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ	۳۶۵
۱۴۱-	قصہ فرزندان عزیر				



قونیہ کا سفر:

۱۲ دسمبر ۱۹۶۷ء سے مولانا نے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمنا رتر کی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا ہے میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بن کر میرے پاس آ گیا۔

میں ۱۰ صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ کا پورادن بمبئی میں گزار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جاتا رہا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوش، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزارا۔ شب ایک انٹر کونٹینٹل ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کیلئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ حضرت ابوالیواب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جاتا رہا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمنا ر کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرا دیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سرکیس اور چمن زار تھے اور ان کے دوسری

جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنا ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمنا میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنا تین روز مسلسل چلا اس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھایہ فارسی میں تھا اور اس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا روم اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام۔ سیمنا کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے ان تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولاناؒ اپنی مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولد، مولانا حسام الدین چلی، زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولاناؒ کے میوزم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنوا ز نے چوں حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند

اس نسخہ میں یہ شعر اُس طور پر ہے۔

بشنوایں نے چوں شکایت میکند از جدایہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۶ اشعوں میں جو اختلافات ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاء اللہ عنقریب رسالۃ جامعۃ میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مولویہ فرقہ کے قص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روز قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع الازہر دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبدالعلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ حسین دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ امام لیث بن سعدؒ رابعہؒ بصریہؒ حضرت زہنبؒ حضرت عائشہؒ حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مسجدوں میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ دسمبر کو مصر سے روانہ ہو کر جدہ جا اترا۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب تدوائی فرسٹ سکریٹری انڈین امپرسی میرے منتظر تھے۔ شب میں ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمن مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو مدینہ طیبہ کے لئے روانگی شروع کر دی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عریش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرام گاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرّم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گزار کر جدہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہنچوں گا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء کی شام کو مدینہ ایرپورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ۱۱ کی شام کو جدہ واپس آ گیا۔ ۱۲ کی شام کو جدہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین امپرسی اور امپرسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ شیخ معروف کرخیؒ شیخ شہروردیؒ امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت شکاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمداد حضرت علی اصغرؑ، حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ اور کر بلا کے دوسرے ۷۲ شہداء پر فاتحہ کی شعادت حاصل کی۔

۱۸ کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور پانچ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گزار کر دہلی واپس آ گیا۔

اس سفر کی تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر سوم کے بارے میں:

خدا کے فضل و کرم سے دفتر سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یوم رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور ان انتخابات کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اس کی ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے اس کو مکمل شکست ہو گئی اور نظام حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۷۷ء کو یوم رومی منایا جاسکے اور دفتر سوم کا اجراء عمل میں آسکے۔ مگر اس کی فروختگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے، خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔
دفتر چہارم سے متعلق:

طی الارض۔ زمین کا لپٹ جانا اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں ان کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبۃ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضور کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین لپٹی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

دل بکعبہ می رود در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے
لطائف عشرہ:

دس لطیفہ صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب ۱، روح ۲، سر ۳، خفی ۴، اخفی ۵، اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس ۱، آگ ۲، پانی، مٹی ۴، ہوا ۵، مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں منہمک رہیں۔

تجدد امثال:

ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قویٰ اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اس کے قویٰ اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز

ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قتمے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور ان میں ہر آن پہلا کرنٹ ختم ہو کر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانے دیگرست

مولانا رومؒ نے فرمایا۔

حاصل اندر یک زماں از آسماں

می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع:

یعنی مزا میر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مولانا۔ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نعمات کا سماع دل میں ورق ت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا یہ جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نا اہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ

اکبرؒ نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے نزدیک اس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ب بہر حال موجود زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ:

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضور ﷺ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضور ﷺ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اس کو مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرد میں شامل ہوا۔

مسجد حرام:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد حرام کہلاتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہار دیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اس کی چہار دیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیہ سعدیہ:

یہ نبو سعد قبیلہ کی خاتون ہے۔ آنحضور ﷺ کے بچپن میں انہوں نے آنحضور ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضور ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضور ﷺ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضور ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بایزید بسطامیؒ:

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کا اصل نام طیفور تھا۔ اسی لئے ان کا تصوف کا سلسلہ طیفور

یہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور تصوف کے دیگر سلسلے بھی ان تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبریلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ:

ان کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیت ان کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ ان کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۲۴۴ھ کو خرقان میں ہوئی۔
شق صدر:

یعنی آنحضور ﷺ کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک روز آنحضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبریلؑ علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہؓ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت حلیمہ دوڑتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔ اس واقعہ کے وقت آنحضور ﷺ کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضورؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔
 تیسری بار یہ واقعہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔
 چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ
 میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔
 حطیم:

آنحضور ﷺ کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے
 پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ
 کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی
 جائے گی اس بناء پر چندہ ناکافی ہوا تو طے ہوا بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو
 چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار
 اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بناء ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس
 کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضورؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی
 بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بناء پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔
 حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضورؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے
 حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبد الملک ابن مردان کے ہاتھوں شکست کھا
 کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرادیا اور پھر بیت اللہ کو اسی
 حالت میں کر دیا جس حالت میں آنحضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت
 اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل وقابیل:

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام

قلیما تھا۔ ہانیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لبودا تھا۔ اس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہانیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اس کی منسوبہ سے اس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قانیل نے جب ہانیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہانیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قانیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء

☆.....☆.....☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ اے ضیاء الحق حسام الدین
چاہی مولانا کے وہی خلیفہ ہیں جو
مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ
گذشت۔ چاند کا نور اسام پر پڑتا
ہے۔ امت۔ مرید کی توجہ شیخ کے
معارف کی کش کا باعث ہوتی ہے۔
مرحی۔ وہ شخص جس سے امید وابستہ
ہو۔ گردن۔ مثنوی کے معارف کا رخ
تو چھڑا جاتا ہے اور کوہِ دیتا ہے۔

۲۔ مثنوی۔ اعظم مولانا اسام
الدین مثنوی کی کش کا سبب ہیں
لیکن حقیقتاً اس کی کش منجانب اللہ
ہے۔ مبدلہ۔ ظاہری سبب چونکہ
کشندہ۔ یعنی حضرت حق۔ ناپید۔
جو اصحاب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے
ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ
مولانا حسام الدین ہیں لہذا مثنوی
مطالعات انہی کی جانب سے بھی
جائے گی۔

۳۔ چوں نہیں۔ جبکہ فنا کے بعد
بقا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو
بندہ کی مریضات بعدیہ اللہ کی مریضات
ہیں جالی ہیں۔ کسان اللہ۔ یعنی مقام
فنا۔ کسان اللہ۔ بقا اللہ کے بعد اسالی
فعل فعلی فعل متصور ہوتا ہے۔

کہ گذشت از مرہ بنورت مثنوی
کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے
می کشد این را خدا داند گنج
خدا جانے اس کو کہیں لے جائے گی؟
می کشی آں سو کہ تو دانستہ
اس کو اس جانب سمجھ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے
ناپدید از جا بلے کش نیست دید
پوشیدہ اس باتفاق کے لئے ہے جس کی نظر نہیں ہے
گرفزوں گردو تو آں افزودہ
اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھایا ہے
می دہد حق آرزوئے متقیں
اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کی تمنا پوری کرتا ہے
تا کہ کسان اللہ لہ آمد جوا
یہاں تک کہ کسان اللہ لہ بلد آیا

اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے
ہمتِ عالی تو اے مرحی
اے امیر گاہ! تیری بلند ہمت
گردنِ این مثنوی را بستہ
تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے
مثنوی ۲ پویاں کشندہ ناپدید
شی وہی ہے، کھینچنے والا پوشیدہ ہے
مثنوی را چوں تو مبداء بودہ
جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے
چوں چھیں خواہی خدا خواہ چھیں
تو جیسا چاہتا ہے خدا ویسا چاہتا ہے
کسان لہ بودہ در ما مہمی
تو پہلے کسان لہ بنا

۱۔ مثنوی مثنوی چونکہ حسام الدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو گویا اس کے لہذا اس کے ہاتھ میں جو شکر گزری میں لٹھے ہوئے ہیں۔ مزید شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے چنانچہ فرمایا گیا۔ **الین شکر نستم لاز نلنگنم** اور اگر تم شکر کرو گے ہم ضرور زیادہ دیں گے۔ **وانسجد** و **انقرب** اور جہدہ کر اور قرب حاصل کر یعنی جہدہ قریب خداوندی کا سبب ہے قرب حال۔ نسائی جہدہ روحانی قرب کا سبب ہے۔

۲۔ گزریات۔ مثنوی کی طوالت کا سبب مولانا حسام الدین کا جذب ہے نہ کہ عوام میں اس کی پسندیدگی۔ یوش۔ با کے زیر کے ساتھ نشان شوکت۔ باتو۔ تابلستان یعنی موسم بہار میں انکھ کی بکلیں خوب چمکیں ہیں اسی طرح مثنوی کے لہذا حسام مولانا حسام الدین ہیں۔ خوش بخش جس طرح کاروان چن کے لئے جاتا ہے اور اس کے لئے ایک میرن چن ہوتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح ان معارف کا کاروان رب کعبہ کی زیارت کے لئے رواں ہے اور مولانا حسام الدین اس کے سالار ہیں۔ ج۔ جو قافلہ ج۔ کو جاتا ہے اس کا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے لیکن اس قافلہ کا مقصد رب کعبہ کی زیارت ہے۔

۳۔ زل ضیاء مدنی کو کہتے ہیں اور حسام قاطع طور کو کہتے ہیں تنہا کی ذات سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی ہوتی ہے جس سے وہ اندھیرے کو کاٹتا ہے لہذا تم جس طرح حسام ہو اسی طرح ضیاء ہو۔ نور قرآن پاک میں ہے **هو الیث جعل الشمس**

مثنوی! از تو ہزاراں شکر داشت

مثنوی تیرے ہزاروں شکرے لا کرتی تھی

در لب و کفش خدا شکر تو دید

خدا نے اس کے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکر یہ دیکھا

زانکہ شا کر را زیادت وعدہ باست

کیونکہ شکر کرنے والے کے لئے زیادتی کا وعدہ ہے

گفت **وانسجد و انقرب** یزدان تا

ہمارے خدا نے فرمایا ہے اور جہدوں کر اور قرب ہو جا

گر زیادت می شووزیں رو بود

اگر مثنوی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس وجہ سے ہے

باتو ما چون رز بتابلستان خویشم

ہم تھے اس طرح تھے ہیں جیسا کہ قہر کی تلوار میں

خوش بکش ایں کارواں راتا نج

اس قافلہ کو ج۔ تک عمری سے لے جا

ج زیارت کردن خانہ بود

ج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے

زال ضیاء گفتم حسام لدین ترا

اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اس لئے کہا ہے

کایں حسام و ایں ضیا یکست ہیں

کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے

نور از آن ماہ باشد ویں ضیا

نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا

در دعا و شکر کفہا بر فراشت

دعا و شکرے میں ہاتھ اٹھاتی تھی

فضل کرد و لطف فرمود و مزید

اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا

آپنجاں کہ قرب مزید جہد باست

جیسا کہ جہدوں کی اجرت اللہ سے نزدیکی ہے

قرب جاں شدہ سجدہ ابدان ما

ہمارے جسموں کا جہدہ روح کے قرب کا سبب بنا

نر برائے یوش وہای و ہو بود

نہ کہ شان و شوکت کی اور وہ لوہ کی وجہ سے

حکم دادی ہیں بکش مامی کشیم

تو نے حکم دیا کہ ہاں کھینچ ہم کھینچتے ہیں

اے امیر صبر و مفتاح الفرج

اے صبر کے امیر اور کشادگی کی کئی؟

حج رب الیث مردانہ بود

بیت اللہ کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے

کہ تو خورشیدی و ایں دو و صفہا

کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفیں ہیں

تیغ خورشید از ضیاء باشد یقین

سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے

آن خورشید ایں فرو خواں از بُنا

سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے



ضیاء و القمر نوراً۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیاء سے تعبیر فرمایا ہے۔
نہا۔ نے قرآن پاک۔

شمس را قرآن ضیا خواندے پدر
اے بابا! صبح کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
شمس چوں عالی تر آمد خود زماہ
چنگہ صبح کا چاند سے اونچا ہے
بس کس اندر نور مہ منہج ندید
بہت سے لوگ چاند کو دیکھ رہے ہیں
آفتاب اعراض را کامل نمود
صبح سلمان کو مکمل دکھاتا ہے
تا کہ قلب و نقد نیک آید پدید
تا کہ کھٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے
نتا کہ نورش کامل آید در زمیں
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
لیک بر قلاب مبغوض ست سخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ٹاپند ہے
پس سجد و جان صراف ست قلب
تو کھٹا صراف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
انبیا با دشمنان بری تنند
انبیاء دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں
کایں چراغے را کہ ہست اذور دار
کہ اس چراغ کی جگہ جو روشن ہے
دزد و قلاب است خصم نور و بس
چھ اور طع ساز روشنی کا دشمن ہے
روشنی بر فتر چارم بریز
جو تھے فتر پر روشنی ڈال

وال قمر را نور خواند اس را نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
پس ضیاء از نور افزوں داں بجاہ
پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
چوں بر آمد آفتاب آں شد پدید
جب صبح نکل آتا ہے وہ راستہ نظر آ جاتا ہے
لاجرم بازار ہا در روز بود
لا حول باز در دن میں لگتے ہیں
تلود از غمین و از حیلہ بعید
تا کہ نوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو
تاجراں را رحمۃ للعالمیں
تاجروں کے لئے رحمۃ للعالمین بن کر
زانکہ زوشد کسبہ او را نقد و رخت
کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سامان کھٹا جاتا ہے
دشمن درویش کہ بود غیر کلب
دشمن کے سوا درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
پس ملائک رب سلّم می زند
تو فرشتے خدا سلامت رکھنے کا نعرہ لگاتے ہیں
از لطف و دہمائے دُرداں دُور دار
چھوٹی کی پھونک اور سانس سے دور رکھ
زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
اے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
کافقباں از چرخ چارم کرد خیز
کیونکہ صبح جیسے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

۱۔ شمس۔ جس طرح صبح
انسان میں بڑھا ہوا ہے تو چنگہ ضیاء
ہو لہذا تم بھی انصاف میں بڑھے
ہوئے ہو۔ بس کس۔ چاند کی روشنی
میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں
آگاتا صبح کی روشنی میں نظر آ جاتا
ہے منج۔ راستہ۔ آفتاب۔ صبح
ہر حال کے کھٹے اور کھرے پن کو
واضح کر دیتا ہے اسی لئے امدان میں
لگتے ہیں۔

۲۔ تا کہ۔ صبح کی روشنی میں کھٹا
کھرا نظر آ جاتا ہے اور خریدار دھوکے
سے بچ جاتا ہے رحمت تاجروں کے
لئے صبح کی روشنی رحمت کال ہے
اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ
ضیاء ہیں لہذا وہ بھی سالکوں کے لئے
رحمت ہیں۔ لیک۔ جس طرح
دھوکے باز صبح کی روشنی سے نفرت
کرتے ہیں اسی طرح بدھنکی شیوخ
مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے
ہیں۔

۳۔ پس۔ کھٹاں پر کیجھا لکی
جان کا دشمن ہوتا ہے دشمن۔ اسی
طرح جو دنیا کے کتے ہیں وہ بزرگوں
کے دشمن ہوتے ہیں انبیاء انبیاء کا
مقابلہ دنیا داروں سے ہوتا ہے جو ان
کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے ان انبیاء
کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے
ہیں۔ کایں۔ یعنی فرشتے دعا کرتے
ہیں کہ جو چراغ عایت الیہا لے کر
آئے ہیں اس کو دشمن نہ بن جائیں۔
روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ اب
جبکہ جوش بیان کا آفتاب چرخ چہارم
سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اس
چہارم فتر پر انوار معرفت کی روشنی ڈال



ہیں ز چارم! نوردہ خورشید وار
ہاں چوتھے فتر سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما
ہر کش افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ خود قصہ ہے
آب نیل ست و نقیضی خوں نمود
دیہ نیل پانی ہے اور قبیضی کو خون نظر آتا
دشمنِ ایں ۲ حرف ایں دم در نظر
اس وقت اس مشق کا دشمن ہماری نظر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حالِ او
اے ضیاء الحق تم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت چو غیب ست اوستاد
تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح باہر ہے
ایں حکایت را کہ نقدِ وقت ماست
یہ حکایت جو ہمارا ما حاضر ہے
ناکسالاں را ترک گن بہر کسالاں
نالائقوں سے لائقوں کی خاطر قطع نظر کر لو
ایں حکایت گر نہ شد آتجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (فتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے
یہ چوتھا فتر ہے اس کو لڑی میں پڑھو

تمہاری ۳ حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت در باغے مجھول
اس عاشق کی حکایت کا بانی قصہ جو انجام باغ میں کھول سے بھاگا اور
و معشوق در آں باغ یافت و عس را از شادی دعائے خیر میکرد
اس نے معشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کھول کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
وی گفت کہ عسی! اَنْ تَکْزِیْهِ وَ اَشِیْئَا وَ هُوَ خَیْرٌ لِّکُمْ
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اندیس بودیم کالِ خض از عس
راہر اندر باغ از خوف او فرس
ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کھول کی وجہ سے

۱۔ ز چارم۔ یعنی فتر چہارم سورج کو
بھی چوتھے آسمان پر ملتا جاتا
ہے۔ ہر کش۔ جو اس مشق کو افسانہ
سمجھے وہ خود مشق کو افسانہ اور مکمل
ہے۔ آب نیل۔ ایک چیز وہ
فصوص کے اعتبار سے وہ جدا گانہ حکم
رکھی ہے۔ دیہ نیل حضرت موسیٰ
کے لئے پانی تھا اور قبیضی کے لئے
خون تھا۔ اسی طرح یہ مشق بعض
لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض
لوگوں کے لئے نتیجہ معرفت ہے۔
۲۔ ایں حرف۔ یعنی مشق۔ ستر۔
جنہم۔ اے ضیاء الحق مولانا حامد
الدین کا کشف تھا کہ مشق کی ستر
ایمان سے محروم ہیں۔ باغ۔ جواب۔
ذیل۔ مولانا حامد الدین کے کشف
کی طرف اشارہ ہے۔ ایں۔ یعنی اس
عاشق کا قصہ جو فتر سوم میں اٹھا
چھوڑا تھا۔ ناکسالاں۔ یعنی مشق پر
اعتراف کرنے والے۔ چار میں
جلد۔ یعنی مشق کا چوتھا فتر۔
۳۔ تمہاری۔ یہ عاشق رات کو
معشوق کے فراق میں گم رہا تھا
راستہ میں اس نے کھول کو دیکھا تو
اس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا
وہاں دیکھا کہ اس کی معشوقہ موجود
ہے تو وہ اس کھول کو دعا میں دینے
لگے۔ عسی! انسان کی چیز کو اپنے لئے
نا پسند کرتا ہے اور اسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

کر نغمش ایں درِ عنقا بد ہشت سال

جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

ہچکو عنقا وصف او را می شنید

عنقا کی طرح اس کی خویں سنتا تھا

بروے افتاد و شد او را لرزبا

اس سے ہو گئی تھی لرہ وہ اس کی لرہا ہو گئی تھی

خود مجالش می نداد آں شد خو

اس کو اس پر مزاج نے موقع نہ دیا

سیر چشم و بے طمع بود آں نہال

وہ بنا سیر چشم اور بے طمع تھا

حق بیالود اول کارش لبے

ابتداء کار میں اللہ تعالیٰ اس کے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں

پیش پاشاں می نہد ہر روز بند

ان کے پاؤں میں ہر روز بیزی ڈال دیتے ہیں

بعد ازاں در بست و کا میں جست او

اس کے بعد بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے

بعد ازاں در بست کہ کا میں بیار

اس کے بعد دھڑا بند کر دیا کہ مہر لا

ہر دمے را جی و آئس می شوند

ہر سانس میں امید اور ناامید ہوتے ہیں

کہ کشادندش در اں روزے درے

حتیٰ کہ اس معاملہ میں ایک روز اس کے لئے دھڑا کھل دیتے ہیں

بر ہماں امید آئش پاشد ست

ای امید پر سچ چمن ہوتا ہے

خود فرو شد پائش ناگہاں

اچانک اس کا پاؤں خزانے میں گھس گیا

بود اندر باغ آں صاحب جمال

وہ حینہ باغ میں تھی

سایہ او را نبود امکان دید

اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا

جو یکے لقیہ کہ اول از قضا

سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں متقد سے

بعد ازاں چند آنکہ می کوشید او

اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی

نہ بہ لایہ چارہ بودش نے بمال

نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ مال سے

عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے

ہر مقصد اور ہر پیشہ کے عاشق کے

چوں بدال آسیب در جست آمدند

جب اس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں

چوں در افتادند اندر جستجو

وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں

چوں در افکندش بجست جوئے کار

جب اس کو معاملہ کی جلا کر دیا

ہم سہ بر اں بومی تند و می روند

وہ اسی خوشبو کے مہرے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے برے

ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے

باز در بستندش و آں در پرست

پھر اس کا دھڑا بند کر دیتے ہیں وہ مہر کا پجاری

چوں درآمد خوش در آں باغ آں خواں

جب وہ نوجوان خوشی سے اس سے باغ میں آیا

۱۔ عنقا مشتق۔ سایہ محبوبہ کا وجود اور کناریہ اس کا سایہ بھی نہ دیکھ سکے ہاتھ۔ عنقا۔ لوگوں نے عنقا کی صرف خویں سنی ہیں کسی نے اس کو دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ۔ ملاقات۔ کے بعد آٹھ سال تک لوگوں کا کوئی موقع نہ ملا۔ شد خو۔ یعنی محبوبہ لایہ۔ خوشامد۔ بہال۔ یعنی خوشوق۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے۔ ابتداء پھیلتا ہے۔ ہر روز بند۔ یعنی وصال کا دھڑا بند ہو جاتا ہے۔ کا میں۔ مہر یعنی عشق کے مصائب جھیلتا۔

۲۔ ہم ہر اس۔ ابتداء ہونٹوں کو جو چکا لگا ہے اس کی وجہ سے امید و بیم میں جھلار ہے ہیں۔ سدا کی امید اور آئس۔ مایوس۔ ہر کسے ہر شخص مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آئش زیر پا رہتا ہے۔ چل۔ جب وہ عاشق کو قوال کے ذرے سے بھاگ کر باغ میں گھسا تو اس کو محبوبہ کا دیدار ہو گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل ہو گیا۔

تاز نیم او دود در باغ شب
تا کہ اس کے دُر سے رات کو باغ میں دھڑ جائے
طلب انگشتی در بوی باغ
باغ کی نہر میں انگشتی تلاش کر رہی ہے
بنائے حق دُعائے آل عس
اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ کھوال کے لئے دعا کو
پیست چنداں سیم و زر بروے بریز
میں گنا سنا اور چاندی اس بے بہا دے
آچنیاں کہ شام اُور شاد گن
جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے
از عوانی و سگی اش وار ہاں
سپاہی پن اور کتے پن سے اس کو نجات دیے
کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا
کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے
بر مسلماناں شود او زفت و شاد
مسلمانوں پر وہ پھولت اور خوش ہوتا ہے
از مسلماناں فگند او را بخود
مسلمانوں سے کسی پر بخشش و عطا کی
گیرش قونج زیں غم در زماں
فزا اس غم سے اس کے درد قونج ہو جاتا ہے
زیں بلا فریاد رس اے مستعان
اے مددگار! اس مصیبت سے فریاد رہی کر
کز عوال اُور اچنیاں راحت دسید
کیونکہ کھوال سے اس کو ایسی راحت ملی تھی
آں عوال پیوند آں مشتاق بود
وہ کھوال اس عاشق کا دوست تھا

مر عس را ساختہ یزدان سبب
اللہ تعالیٰ نے کھوال کو سبب بنا دیا
بند آں معشوقہ را اوبہا چراغ
وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چلیخ لے
پس قریں میکرد از ذوق آں نفس
اس وقت وہ ذوق و ذوق سے بلاتا تھا
گر زیاں کردم عس را از گریز
اگر میں نے بھاگ کر کھوال کا نقصان کیا ہے
از عوانی مر ورا آزاد گن
اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے
سعد دارش ایں جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنادے
گر چہ خوی آں عوال ہست اے خدا
اے خدا اگرچہ اس کھوال کی عادت ہے
گر خبر آید کہ شہ جرے نہاد
اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا
وہ خبر آید کہ شہ رحمت نمود
اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا
ماچی در جان او افتد از اں
اس سے اس کی جان غم میں جلا ہو جاتی ہے
صد چنیں اوبارہا سے دارد عوال
سپاہی اس طرح کی سینکڑوں خریدیں رکھتا ہے
او عوال را در دُعا در می کشید
وہ کھوال کو دعا میں شامل کر رہا تھا
برہمہ زہر و بر او تریاق بود
وہ کھوال سب پر زہر اس کے تریاق تھا

۱۔ بندہ وہابی معشوق کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لے ہوئے نہیں اپنی انگشتی تلاش کر رہی ہے قریں۔ ساگی یا شہ یعنی اللہ کی تعریف کے ساتھ کھوال کو دعا میں دینے لگا۔ کہ کھوال اگر اس کو گرفتار لیتا تو رشوت میں کچھ حاصل کرتا۔ از عوانی۔ پولیس کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا ہے۔ گئی۔ سپاہیوں میں کوتاہی کی سی دہائی ہوتی ہے کہ ہمارے پولیس کو خواہش ہوتی ہے کہ لوگ جرم میں مبتلا ہوں تاکہ ان سے منافع حاصل کر سکے۔

۲۔ اگر خبر آید۔ اگر پولیس کو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم قرار دیا ہے تو اس کو خوش ہوتی ہے اور بادشاہ سے معاف کرنے سے پولیس رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم معاف کر دیا ہے۔

۳۔ اوبارہ۔ بھلائی سے درگاہانی۔ عوال۔ چونکہ کھوال کی وجہ سے اس کو محبوب کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو عافیت دے رہا تھا۔ برہمہ۔ کھوال و مردوں کے لئے باعث مصیبت تھا۔ لیکن اس کے لئے باعث راحت۔ لپیوند عزیز و اقرب دوست۔

پس ابد مطلق نباشد در جہاں
پس دنیا میں بالکل کوئی جہاں نہیں ہے
در زمانہ هیچ زہر و قند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے
مریکے را پادگر را پائے بند
ایک کے لئے پاؤں بھروسے کے لئے پاؤں کی پیڑی
زہر مار آں مار را باشد حیات
سنگ کا زہر سانپ کی زندگی ہے
خلق آبی را بود دیا چو باغ
پانی مخلوق کے لئے دنیا باغ جیسا ہے
چنین بری شمر اے مرد کار
اے کام کے آدمی! اسی طرح شد کر لے
زید اندر حق آں شیطان بود
زید اس کے حق میں شیطان ہے
آں بگوید زید صدیق و سنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے
زید یک ذات است بر آں یک جہاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے
گر س تو خواہی کو ترا باشد شکر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو
منگر از چشم خود آں خوب را
اس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو
اس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے
بلکہ زو گن عاریت چشم و نظر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اس سے مانگ لے

بد بہ نسبت باشد ایں را ہم بدال
بما نسبت سے ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ لے
کہ یکے را پا دگر را بند نیست
کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے
مریکے را زہر و دیگرے را چو قند
ایک کے لئے زہر ہے اور دوسرے کے لئے شکر ہے
نسبتش با آدمی باشد مَمات
اس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے
خلق خاکی را بود آں مرگ و داغ
خفگی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور داغ ہے
نسبت ایں را زیک تھد ہزار
اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک
در حق شخص دگر سلطان بود
دوسرے کے حق میں شاہ ہے
وہ دوسرے کے لئے زید گن و گشتنی ست
اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گن زنی ہے
او بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
اور وہ دوسرے کے لئے جسم رنج اور برائی ہے
پس و را از چشم عشاقش نگر
تو اس کو اس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ
ہیں چشم طالبان مطلوب را
مستحق کو عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ
عاریت گن چشم از عشاق او
اس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے
پس ز چشم او بری او نگر
پھر اس کی آنکھ سے اس کے چہرے کو دیکھ

۱۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا
کی کوئی بری چیز یہ ہمہ وجود بری نہیں
ہے کسی خاص نسبت سے اس میں
برائی ہوتی ہے۔ زہر و قند۔ یہ دونوں
چیزیں بھی مفید اور مضر خاص خاص
نسبت سے ہیں۔

۲۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر سانپ
کے لئے باعث زندگی ہے انسان کی
موت کا سبب ہے۔ خلق۔ پانی، آبی
جانور کی زندگی ہے خاکی کے لئے
موت ہے۔ ہم۔ ہمیں۔ کسی چیز کا
نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور
مضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے
اعتبار سے اس کے مفید اور مضر ہونے
کے ہزاروں مدارج ہیں۔ زید۔ زید
کسی کے اعتبار سے سلطان ہے۔
آں۔ جس کے لئے زید سلطان ہے
وہ زید کی تعریفیں کرے گا جس کے
لئے وہ شیطان ہے وہ اس کا کافر اور
گن زنی کہے گا۔

۳۔ گر۔ اگر تو زید کو اپنے لئے شکر
بنانا چاہتا ہے تو اس کے عاشقوں کی
نظر سے اس کو دیکھ پھر تجھے اس سے
کوئی شکوہ نہ رہے گا۔ منگر۔ منکر، میل
چشم۔ بخون بایہ دید۔ چشم خود۔ محبوب
کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اس کے
عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ بلکہ محبوب کا
عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود
اس کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

گفت كَانَ اللَّهُ لَهُ زِينٌ وَاجْلالٌ

اس جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اس کا ہو گیا

تارکہ از مُد برہما مقبلش

تا کہ اس کی خوش نصیبی بد نصیبوں سے نجات پا جائے

سُوی محبوبت حبیب ست و حلیل

تیرے محبوب کی جانب وہ محبوب اور دوست ہے

تا شوی اِیمن ز سیری و ملال

تا کہ تو نفرت اور انتہاس سے محفوظ ہو جائے

چشم اُومن باشم و دست دوش

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں

ہر چہ مکروہ است چوں اُوشد دلیل

میرا پسندیدہ ہے جب وہ راہنما ہوتا ہے

۱۔ تا شوی۔ جب انسان محبوب کو

محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ خلق

باظان اللہ ہو جائے گا اور اسے

احساس کوئی نہ کرے گا تو اس کا کان اللہ

لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اس

میں بقا اللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے

گی۔ چشم۔ حدیث میں ہے۔ فَاذا

اَجَبْتُكَ سَمِعْتَ سَمْعَ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ

وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ۔ یعنی جب

میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں

تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس

سے وہ سنتا ہے اور جس سے وہ سنتا

ہے اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں

جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہر چہ۔

نا پسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا

ذریعہ بن جات ہے تو وہ بھی مرغوب

ہو جاتی ہے۔ کواش۔ معشوق کے

وصال کا ذریعہ تھا اور وہ محبوب ہو گیا۔

۲۔ واعظ۔ منقول ہے کہ یہ واعظ

ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹا

تو اس نے خدا سے دعا کی اور گریہ و

زاری شروع کر دی اس پر اس کو بافت

یعنی کپڑے لہا مال کے کٹ جانے پر تو

اس قدر گریہ و زاری کرتا تھا کہ عمر کے

برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اس

تنبیہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہو گیا تھا۔ قاطعان۔ راہ۔ ڈاکو۔

دست۔ چونکہ یہ ڈاکو اللہ تک پہنچنے کا

سبب بنے تو وہ اس کو محبوب ہو گئے

تھے اور وہ ان کا دعا گو ہو گیا تھا۔

۳۔ ہر ہمہ۔ یعنی دینا کے برے

انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور

نیکیوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ ہر دور۔

لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ

دعا کے مستحق نہیں ہیں مگر ان کے لئے

دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے

جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت

حکایت آل واعظ کہ در آغاز ہر وعظی و تذکیرے دعائے خیر بر

اس واعظ کی حکایت جو ہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں ظالموں

ظالموں و سخت دلاں خبیثوں و مُفسدوں و بے اعتقادوں کر دے

اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مُفسدوں اور بد اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

آل کے واعظ جو بر تخت آمدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا

دست برمی داشت یا رب رحم راں

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما

برہمہ سحر گنان و اہل ضیر

سب مفلک اڑنے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر

می نکر دے او دعا بر اصفیا

وہ برتریدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا

مر ورا گفتند کاس معبود نیست

لوگس نے اس سے کہا یہ معبود نہیں ہے

گفت نیکوئی از سہنا دیدہ ام

اس نے کہا میں نے ان سے بھلائی دیکھی ہے

سب کافروں اور بت خانہ والوں پر

می نکر دے جو خبیثوں را دعا

خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا نہ کرتا

دعوت اہل ضلالت جو نیست

مگر اہو کو دعا دینا سزا نہیں ہے

من دعا شاں زین سبب بگزیدہ ام

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے



احسان ہے میں ان کے مظالم سے پریشان ہو کر رعباب ہوا ہوں اور ان کے مظالم نے مجھے تنگی میں لگا دیا ہے۔

تجرب و ظلم وجود چنداں ساختند
انہوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی
ہر گہی کہ رُوبدنیہ کر دے
جب کبھی میں دنیا کا رخ کرتا
کروے از زخم آں جانب پناہ
تکلیف سے میں اس جانب پناہ پکڑتا
چوں سبب ساز صلاح مَن شدند
جب وہ میری کمی کا سبب بنانے والے ہوئے
بندہ می نالہ بحق از در دوش
بندہ خدا کے سامنے مدد و رُخ سے آواز دہی کرتا ہے
حق ہی گوید کہ آخر رنج و درد
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور مدد
اس ۱ گلہ زان نعمتے گُن کت زند
یہ شکوہ اس نعمت کا کہ جو تجھے دہ سے بھٹکائے
در حقیقت ہر عُدو دار کی تست
حقیقتاً ہر دشمن تیری دہا ہے
کہ از و اندر گریزی در خلا
کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے
در حقیقت دوستانت دشمنند
حقیقتاً تیرے دوست دشمن ہیں
ہست حیطے کنامش اُسُرسِت
ایک جانور ہے جس کا نام اسر ہے
تاکہ چویش میزنی بہ می شود
تو اس کے لکڑی ملتا رہے گا وہ بہتر ہو گا
نفس مومن اُسُرسے آمد یقین
مومن کا نفس یقیناً اسر ہے

کہ مرا از شر بخیر انداختند
کہ مجھے برائی سے بھلائی میں لاڈ لا
مَن زایش از خَم و ضربت خوردے
میں ان سے تکلیف اٹھاتا اور مدد کھاتا
باز آوردندے گر گال براہ
بھیر کے پیچھے لوہر لگا دیتے
پس دُعا شل بر مَن ستلے ہوشمند
تو اے ہوشمند! ان کو دعا دینا میرا فرض ہے
صد شکایت می گند از در خویش
اپنی تکلیف کی سو شکایتیں کرتا ہے
مَر تہا للہ گناں و راست کرد
تجھے خوشحال کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے
از در ما دور و مطرودت گند
تجھے ہمارے دور و دور سے دور اور مردود کر کے
کیمیائے نافع و دلجوئی تُست
تیرے لئے مفید کیا اور پسندیدہ ہے
استعانت جوئی از لطف خدا
اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے
کہ ز حضرت دور و مشغولت گند
کیونکہ تجھے خدا کے بارے میں دور رہنے کی ضرورت ہے
گو بر زخم چوب زفت و لکڑست
جو لکڑی کی مدد سے مٹا اور قوی ہوتا ہے
اُوز زخم چوب فربہ می شود
وہ لکڑی کی چوٹ سے مٹا ہو گا
کو بر زخم ورنج زفت ست و سَمیں
جو چوٹ اور رنج سے قوی اور مٹا ہوتا ہے

۱ ہر گہی جب میں ان کے
ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم
کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف
رجوع کرتا تھا۔ یاد۔ تو ان کا ظلم مجھے
دنیا سے ہٹا کر اللہ کی رو کی طرف لگا
دیتا تھا۔ بندی نالہ۔ تالاب مولانا
فرماتے ہیں کہ جب انسان کی رنج
اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو
اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ
لیجا ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف
متوجہ کر رہی ہے

۲ اس۔ شکوہ تو میری اس نعمت
سے ہونا چاہیے جو تجھے مجھ سے بے
نیاز بناتی ہے۔ حقیقت۔ چونکہ دشمن
اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو
وہ دراصل تیرے لئے نافع۔ لڑکیا
ہے۔ دوستانت۔ انسان کے دوست
اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا
سے غافل بناتے ہیں۔

۳ اسر۔ افسوس۔ دشمن مجھ مضمون
خدا پرست۔ اسی کو اور دشمن ہی کہا جاتا
ہے اس پر اگر لاگتی ماری جالی ہے تو وہ
بدن کو زیادہ مضبوط اور ہونا کر لیتا ہے
لکڑ۔ قوی۔ نفس مومن۔ مومن کی
روح مصائب جھیل کر زیادہ قوی ہوتی
ہے۔ سَمیں۔ مٹا۔

۱۔ زیر سبب چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہوتا ہے لہذا ان کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پست کے چمے چمے پر دوائیں لگا کر جب اس کو مالیدہ کیا جاتا ہے تو وہ تری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ ادریم طاشی۔ طائف کی بنی ہوئی نری مشہور تھی۔ ورنہ کچے چمے پر تیز دوائیں نہ لپی جائیں تو وہ سڑ جائے۔ آدمی کو بھی کچے چمے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بدصورت اور بوجھل ہے۔

۲۔ تلخ و تیز۔ انسانی بدن کی اصلاح کے لئے بھی تلخ و تیز چاہیے اور عیالات کی ماش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ دینی تالی۔ اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہد نہیں کر سکتا ہے تو اسے آسمانی مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہ مصائب اس کے لئے مجاہدوں کے قائم مقام بن جائیں گے کہ ملائے انسان کو سمجھ لیا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان اس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صف۔ جب آسمانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو وہ مصیبت اس کے لئے شریں بن جاتی ہے یہی کڑوی دوا کا حال ہے۔ برو بند۔ پھر اپنی تحریر میں اپنی تدبیر سمجھتا ہے اور دوتی سے قیل تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس غول۔ یہ حکمت خداوندی ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی پاداش میں عذاب بنا دیتی ہے اور ان کے حق کی طلب کو تک بندوں کے لئے درجات کی ترقی کا سبب بنا دیتی ہے۔ رحم ایمان کا تقاضا رحم ہے جو سایہ میں نہیں رہتا ہے اور اس میں غفلت اللہ سے کہنے پیدا ہو جاتا ہے جو کفر اور گمراہی کی جڑ ہے۔

زیر سبب بر انبیاء رخ و شکست
اسی وجہ سے انبیاء پر رنج اور تکلیف
تاز جانہا جان شال شد زفت تر
حتی کہ ان کی روح تمام رگوں سے زیادہ قوی ہوگی
پوست از دا رو بلا گش می شود
چرا دوا سے مصیبت جھیلے والا بن جاتا ہے
ورنہ تلخ و تیز مالیدی رو
اگر تو تلخ اور تیز مسالے اس پر نہ ملتا

آدمی را پوست نامد بوخ داں
آدمی کو بغیر دباغت کی کھال سمجھ
تلخ و تیز و ماش بسیارده
اس کو تلخ اور تیز دوا دے اور بہت مل
ور نمی تانی رضاده اے عیار
اے کھرے! اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا
کہ بلائے دوست تطہیر شماس
کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے

چوں صفا بیند بلا شیریں شود
جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے
برو بند خویش را در عین مات
وہ ہمیشہ ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے

ایں سعوں در حق غیرے سود شد
یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا
رحم ایمانی از و ببریدہ شد
ایمانی رحم اس سے منقطع ہو گیا
کار گاہ خشم گشت و کیں وری
وہ غصہ اور کینہ کا کلاخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست
دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ تون ہے
کہ ندیدند آں بلا قوے دگر
کیونکہ وہ مصیبت کی دوسری قوم نے نہیں دیکھی ہے
چوں ادریم طاشی خوش می شود
طائف کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے
گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو
گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا
از رطوبت ہاشدہ زشت و گراں
جو رطوبتوں سے بھرا اور بھاری ہو رہا ہے
تاشود پاک و لطیف و با مزہ
تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار ہو جائے
کہ خدا رنجت دہد بے اختیار
کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے
علم او بالائے تدبیر شماس
اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے
خوش شود دار و چو صحت میں شود
جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اچھی لگتی ہے
پس بگوید اُقتُلُونی یا ثقات
تو کہتا ہے اے مجرمہ دلو! مجھے قتل کر دو
لیک اندر حق خود مردود شد
لیکن اپنے حق میں مردود ہو گیا
کین شیطانی برو پیچیدہ شد
شیطانی کینہ اس پر ات گیا
کینہ داں اصل ضلّاں و کافری
کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

سوال کردن شخصی از عیسیٰ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا
ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کہ اے روح اللہ وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست و جواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
سخت کیا چیز ہے اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

۱۔ ہیشاں سر عقلمند۔ ہستی۔ وجود
صعب تر۔ زیادہ سخت کہ ازل۔
غضب خداوندی سے دوزخ بھی
کا پختی سے گفت۔ خدا کے غضب
سے بچنے کی صحت یہ ہے کہ انسان
اپنی ذات غصہ پر قابو پالے۔

۲۔ نظم غلط۔ غصہ کو پی جانا خط
لال۔ اس کا حکم نامہ دوش۔
قرآن پاک میں مومن کی صفت میں
پایا فرمایا گیا ہے وَاللّٰکِ ظَمِئَتْ
الْغُضَبُ وَالْعَارِضُ عَنْ النِّصْفِ لَمْ
يُغْفَرْ لَکُمْ حَتّٰی تَخْرُجُوْا
مِنْہُمْ۔ جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کرتے ہیں۔ سچ۔ صنف۔
امید۔ حدیث شریف ہے مَنْ
لَا یُخْشِیْ اللّٰہَ فَاِنَّہُ لَفِیْ سُلْطٰنٍ
مِّنْہُمْ۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے۔

۳۔ گرچہ انتظام قائم کرنے
کے لئے سپاہیوں کا وجود ضروری اور
یہی بات ان کے لئے اور گروہی کا
سب سے کہلے دے وجود ضروری سمجھ کر
ظلم پر عزت کرتے ہیں۔ لیکن اس
کی یہ ضرورت ان کے لئے تشریف کا
سبب نہیں ہو سکتی ہے بہت سی گندی
چیزوں کو بھی دنیا کو ضرورت ہے لیکن
اس ضرورت کی وجہ سے ان کو پاک
قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہمیں۔
پیشاب۔ ماء معین۔ جاری پانی۔
قصبہ خیانت یعنی اس عاشق کا اس
میں سے بوسہ و کنارہ کارا لہ کرنا۔ سادہ
مرد یعنی بھرا عاشق۔

چست در ہستی ز جملہ صعب تر
وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟
کہ ازل دوزخ ہی لرزد چوما
کہ اس سے دوزخ بھی ہماری طرح لرزتی ہے
گفت ترک شتم خویش اندر زماں
فرمایا دنیا میں اپنے غصہ کو ترک کر دینا
شتم حق یاد آور و در کش عنان
اللہ تعالیٰ کا غصہ یاد کر لے اور باگ کھینچ لے
شتم زشتش از سبع ہم در گزشت
اس کا بڑا غصہ صنف سے بھی بڑھ گیا ہے
باز گرد زماں صفت آں بے ہنر
کہ وہ بے ہنر اس عادت سے باز آجائے

ایں سخن اندر ضلال افگند نیست
یہ بات گروہی میں جلا کرنا ہے
لیک نبوداں چہیں ماء معین
لیکن وہ پیشاب، جلدی پانی نہیں ہوتا ہے
در میان باغ با رشک قمر
باغ میں رشک قمر محبوبہ کے ساتھ

گفت عیسیٰ را یکے ہیشاں سر
ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰ سے کہا
گفتش اے جال صعب تر شتم خدا
انہوں نے اس سے فرمایا جان خدا کا غصہ سب سے سخت ہے
گفت زین شتم خدا چہ بود اماں
اس نے کہا خدا کے غصہ سے بچاؤ کیا صحت ہے؟
کظم اغیظ است اے پسرخدا اماں
اے بیٹا! غصہ کا پی جانا ان کا فریاد ہے
پس عوان کہ معدن ایں شتم گشت
تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے
چہ امید شش بر حمت جو مگر
اس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے
گرچہ عالم را ازیشاں چارہ نیست
اگرچہ دنیا کو آن سے بے نیازی نہیں ہے
چارہ نبود ہم جہاں را از چہیں
دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے
باز گو احوال آں خستہ جگر
اس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر

قصہ خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق
عاشق کا خیانت کرنے کا لہہ اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تنہایش بدید آں سادہ مرد
چونکہ اس سادہ لوح انسان نے اس کو اکیلا دیکھا
زود او قصہ کنار و بوسہ کرد
جلد اس سے بغل گیر ہونے اور اس کا بوسہ لینے کا لہہ کیا

کہ مرد گستاخ اُوب را ہوش دار
گستاخی سے آگے نہ بڑھ اوب کا خیال کر
آب حاضر تشنہ ہیچوں منے
پانی موجود ہے پیسا مجھ جیسا ہے
کیست حاضر چیست منع زیں گشاد
کون موجود ہے اس بے تکلفی سے کون مانگ ہے؟
اہلبی وز عاقلان نشوود
تو احمق ہے اور تو نے عقلمندوں سے کچھ نہیں سنا ہے
باد جُبْدانِیست اینجا باد رَاں ۲
یہاں کئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے
زد بریں باد و ہی جُبْداندش
اس ہوا پر لگتا ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے
باد بیزن تانجبانی نجست
جب تک تو پگھلا نہ ہلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے
بے تو و بے باد بیزن سرنگرد
تیرے بغیر اور پچھے کے بغیر نہ ہوئی
تابعِ تصریف جان و قالب است
وہ روح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے
گاہ دَم راہجو و دُشنائے گند
کبھی سانس کو جو اور گالی بنا دیتا ہے
کہ ز جُوئے کل ہی بیند نہا
کیونکہ عقلیں جزو سے کل سمجھ لیتی ہیں
درویش زیں لطف عاری می گند
ناگھ کے مہینہ میں اس کو اس لطف سے خالی کر دیتا ہے

بانگ ابروے زد بہیمت آل نگار
”ہ مشق کلک کو اس پر چچی
گفت آخر خلوت ست و خلق نے
اس نے کہا آخر تنہائی نہیں چاہتا ہے
کس نمی جُبْد درینجا جو کہ باد
یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلا ہے
گفت اے شیدا کہ ابلہ بودہ
اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے
باد را دیدی کہ می جُبْد بدال
تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے کچھ لے
مر و حہ تصریف صُنع ایزدش
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے تصرف کا پگھلا
جزو بادے کہ حکم ماورست
تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے
جُبْدش ایں جو و باد اے سادہ مرد
اے سادہ مزاج انسان! ہوا کے اس جزو کی حرکت
جُبْدش باد نفس کا اندر لب است
سانس کی ہوا کی حرکت جو ہونٹ میں ہے
گاہ ۳ دَم را مدح و پیغامے گند
کبھی وہ روح جسم سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے
پس بدال احوال دیگر بادا
تو دھری ہواؤں کے احوال سمجھ لے
باد را حق گے بہاری می گند
اللہ تعالیٰ کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

۱۔ بانگ۔ یعنی مشقوتے ان سے
عاشق کو اس بیباکی پر ڈانٹا۔ گفت۔
عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل
کا پیسا ہوں مگر کی طاقت کہیں
ہے گشاد خوشی کا سایہ۔ اے
شیدا۔ مشقوتے نے کہہ بدلا دیدی۔
جُبْد۔ ہوا کو چلا دیکھ رہا ہے تو سمجھ
لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔
۲۔ رَاں۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن
پاک میں فرماتا ہے وَهُوَ السَّمِيعُ
يُؤَسِّلُ الرِّيحَ بَشْرًا مِّنْ يَّمْنَى
وَحَصِيحَةً يَّسْتَفِي وَيَقْدِرُ مَطْلَعُهَا
بَارَانَ رَحْمَتٍ سَیْلَ ہواؤں کو پھیلتا
ہے کہ وہ لوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری
دیں۔ مر و حہ۔ پگھلا۔ جو۔ انسان
کے پاس جزوی ہوا ہے بغیر چلانے
والے اور عینے کے حرکت نہیں کرتی
ہے تو اسی طرح کل ہوا کو مجموعہ وہ
قدرت کے عینے کے بغیر کب حرکت
کرے گی۔ بادش۔ یہاں بات کی
دھری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے
والے کے نہیں چلتی ہے سانس کی
ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں
لائے ہیں۔

۳۔ گاہ۔ کبھی روح اور جسم سانس
کی ہوا میں اچھائی اور برائی کا تصرف
کرتے ہیں کبھی حس کو گالی بنا دیتے
ہیں کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے
ہیں۔ نہا۔ عقلیں۔ باد۔ عالم کی ہوا
میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں۔ کبھی
اس کو باد بہاری بنا دیتا ہے کبھی باد
سرم۔ عاری۔ تنگ۔ خالی



برگردہ عادی صرصر می کند
 قوم عاد پر آمدی بنا دیتا ہے
 می کند یک باد راز ہر و سبوم
 ایک ہوا کو وہ زہر اور لو بنا دیتا ہے
 باد دم را بر تو بہاد او اساس
 سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا
 دم نمی گردد سخن بے لطف و قہر
 سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کام نہیں بنتا ہے
 مروحہ جہاں پے انعام کس
 پٹھا کسی کی نعت رسائی کے لئے ہوتا ہے
 مروحہ تقدیر ربانی چرا
 خلق تقدیر کا پٹھا کیوں
 چونکہ جو باد دم یا مروحہ
 چمک سانس یا پٹھے کی جڑی ہوا
 اس شمل و اس صبا و اس دیور
 یہ شمل ہوا اور یہ پٹھا اور یہ پچھوا
 یک کف گندم ز انبارے ہیں
 ذخیر میں سے ایک مٹھی گیہوں دیکھ لے
 گل باد از برج باد آسمان
 آسمان کے ہوائی برج سے گل ہوا
 بر سر خرمن بوقت انتقاد
 گہانے کے وقت مکلیں پر
 تا جدا گردد ز گندم کاہیا
 تاکہ گیہوں سے بھوسا جدا ہو جائے
 چوں بماند دیر آل باد و زال
 جب چلے وال ہوا میں دیر ہوتی ہے

۱۔ عاد قوم عاد کے لئے دید آمدی
 بنی اور اس نے ان کو ہلاک کیا۔
 حضرت ہود کے لئے خوشخبری
 سم۔ لو غم مہلک باد مہاس
 کی ہوا سے تم دھری ہو انی یا میں سمجھ
 لود۔ مہ انسان کے سانس کی ہوا میں
 بھی دھڑ ہے کہ کسی کے لئے اس
 شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر
 اسی طرح عام ہوا کو سمجھ لو کہ اس کو کسی
 کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی
 کے لئے اس قہر بنا دیتا ہے۔
 ۲۔ مروحہ قدرت کا پٹھا جو اس
 ہوا کو حرکت دیتا ہے اس میں بھی
 قوموں کا اتلا اور امتحان ہے۔ چونکہ
 جبکہ سانس اور پٹھے کی ہوا میں راحت
 رسائی یا ایذا رسائی ہے تو احوال کل ہوا
 میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اس کی یہ
 تاثیریں اللہ کے پٹھے کی پیدا کردہ
 ہیں۔

۳۔ انتقاد یعنی دانوں کو بھوسے
 سے جدا کرنا۔ فلا حال۔ کا شکار۔
 کاہیا۔ بھوسا چاہا۔ یعنی
 کھیتیں

بچیں در طلق آں بادِ ولاد

اسی طرح مددِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا

گر نمی داندش رانندہ اوست

اگر لوگ نہیں جانے کوئی اس کا چلانے والا ہے

اہل کشتی بچیں جو یائے باد

اسی طرح کشتی والے ہوا کے طالب ہیں

بچیں بر درِ دندانہا زباد

اسی طرح دانتوں کی جیس میں دم کے ذریعہ

از خدا للہ گناں آں جُدیاں

خدا سے لٹکری خوشد کرتے ہیں

رُقعہ تعویذ می خواہند نیز

نیز تعویذ کا کاغذ مانگتے ہیں

پس ہمہ دانستہ اندایں را یقین

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں

پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست

ہیں ہر جانکد کی عقل کو یقین ہے

گر تو اُورامی نہ بینی در نظر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

تن بجاں جُبد نمی بینی تو جاں

جسمہد کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو نہیں دیکھتا ہے

گفت ۳ اوگر اہلہم من در ادب

اس نے کہا اگر میں اب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

گفت ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

اس نے کہا ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

۱۔ طلق۔ مدد۔ ولادت کے

وقت اللہ تعالیٰ پر ہم کو ہوا سے پھلا

دیتا ہے تب بسمانی ولادت ہوتی

ہے گئی داند جب کہ یہ تصور ہوتا

ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو

اس کے سامنے گریہ و زاری کی جاتی

ہے نہ نہ شخص ہوا کے سامنے کون گریہ

زاری کرے لالہ کشتی کشتی والے

بھی ہوا سوانی کے لئے خدا سے دعا

مانگتے ہیں۔ مدد مانا۔ دانتوں میں

مدد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم

کراتے ہیں۔ جہد پاں فوج کا سیالی

کی ہوا کی دعا کرتی ہے

۲۔ پس ہمہ۔ ان تمام واقعات

سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا

چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس۔

یقین سب عقلمندوں کا یقین ہے کہ

حرکت والے کرنے کے لئے کوئی

ذات حرکت میں لانے والی ہے۔ گر

تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں

دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے

سے اس کے موجود ہونے کو سمجھ لے

تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح

حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح

کو نہیں دیکھ سکتا ہے

۳۔ گفت۔ کہ عاقل نے کہا کہ

اگر اب کے سلسلہ میں مجھ سے حقائق

ہوتی ہے تو اس سے مدد گزرتے ہیں اور

میری وفاداری اور جھوٹی قدر کر کے

مجھے مغرب بنا بیٹھے۔ ادب ایں بود۔

محبوب نے کہا کہ تیرے ادب کی

حالت۔ ہم اچھو کھلی کی سی باتیں

دعا اور جھوٹا کائنات تو اس کو بھی اس پر

قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لہذا۔ لہذا کی جمع

ہے۔ جھگڑاؤ۔

گر نیل بادنگ درد آید کہ داد

اگر نہ آئے درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

بادر اپس کردن زاری چہ خوست

تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب

جملہ خواہش از اں رب العباد

اس رب العباد سے اس کے خواہش ہیں

رفع میخوای بسوز و اعتقاد

سوز اور اعتقاد کے ساتھ مدافعت چاہتا ہے

کہ بدہ باد ظفر اے کامراں

کہ اے کارساز، کامیابی کی ہوا چلا دے

در شگنجہ طلق زن از ہر عزیز

عورت کے مددہ کی تکلیف کے وقت ہر عزیز ہے

کہ فرستد باد رب العامیں

کہ دلوں جہاں کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

اینکہ با جُبدہ جُبدانندہ ہست

کہ چلنے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

فہم گن آں را باظہار اثر

اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

لیکن از جُبدین تن جاں بدال

لیکن جسم کے ٹپنے سے روح کو سمجھ لے

زیر کم اند و قاف و در طلب

تو جستجو اور دفا دلی میں عقلمند ہوں

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

دوسرے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے



خود ادب ایں بُود و آں دیگر دینیں
خود ادب تو یہ تھا دھری پوشیدہ باتیں
زین بتر باشد کہ دیدمیش یقین
اس سے بڑھ ہی کی یکک ہم نے یقین کے ساتھ اس کو پہلایا ہے
ہر چہ زین کوزہ تراد بعد ازیں
یک نمط خواہد بدن جملہ چنین
اس پیالے سے جو پیتا ہے اس کے بعد
سب اسی طرح کا ہو گا

قصہ ۱ صوفی کہ بخانہ آمد وزن را ببا بریگانہ دید
اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز
دن میں ایک صوفی گھر میں آیا
خانہ یک در بود وزن با کفش دوز
گھر کا ایک دروازہ تھا اور بیوی موچی کے ساتھ تھی
اندراں یک حجرہ از و سواں تن
اس ایک حجرے میں بدن کی خواہش کی وجہ سے
ہر دو در ماندند نے حیل ت نہ راہ
دونوں عاجز ہو گئے نہ تدبیر تھی نہ راستہ

سوئے خانہ باز گردو از دُکال
دکان سے گھر کر لوٹ آئے
از خیالے کرد باخانہ رجوع
کسی خیال سے گھر واپس کر دی

کسی خیال سے گھر واپس کر دی
اس وقت کام سے فارغ ہو کر گھر نہیں آیا ہے
گرچہ ستارست ہم بد ہد سزا
اگرچہ وہ خدا پردہ پوش ہے سزا بھی دے دیتا ہے

زائکہ تخم ست و برویاند خُداش
کیونکہ وہ بیج ہے اور خدا اس کو اگا دیتا ہے
چند لگے او پو شانند کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ

بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ
چند لگے او پو شانند کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ

بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ
چند لگے او پو شانند کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ

بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ
چند لگے او پو شانند کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ

حکایت بر سبیل تمثیل

مثلاً حکایت

۱ قصہ صوفی اس عاشق نے جس
طرح اپنے جرم کے باوجود وصالی
شہوت دیا اسی طرح صوفی کی اس بیوی
کی حالت ہے خانہ یعنی گھر کا
ایک دروازہ تھا لیکن نہ تھا کہ موچی
کو دروازے سے نکال
دیتی۔ کفش دوز۔ موچی۔ حریف۔ ہم
پیش دوست دشمن۔ سواں تن۔ یعنی
جسمانی شہوت۔ معہود۔ یعنی صوفی کا
اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ
تھا۔

۲ قاصد صوفی جان بوجھ کر
بے وقت گھر پر آیا۔ مروج۔ خوفزدہ
یعنی اس کو بیوی کی بد چلتی کا اندیشہ
تھا۔ اعتماد۔ بیوی کو یقین تھا کہ صوفی
دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے مگر جب
حضرت حق اسان کی پردہ پوشی کرتا
ہے لیکن بھی سزا کے طور پر سوا بھی کر
دیتا ہے۔

۳ چند گاہے خدا کی ستاری اس
لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرمناک خود
برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً چھل
مرتبہ خطاب پر پردہ پوشی کرتا ہے اور گناہ
کے بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

داد دزدے را کجلا دل و عواں

ایک چہ کو جلا دل سپای کے سپرد کیا

اولیں بارست بجرم زینہار

میری خطا پہلی بار ہے معاف کیجئے

بارِ اول قہر راند دہ جوا

پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے

باز گیرد از پئے اظہارِ عدل

پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے

آں مبشرِ گرد آں مُنذرِ شود

وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانے والی بن جائے

سہل بگذشت آں و سہلش می نمود

جو آسانی سے گزر گئی اور اس کو آسان نظر آئی

کہ سیودائِم ز جو ناید دُرست

کہ ٹھیکیا نہر سے ہمیشہ سالم نہیں ہوتی ہے

کہ منافق را گند مرگِ فجا

جس طرح اچانک موت منافق کو کٹتی ہے

دستِ کردہ آں فرشتہ سُوِ جاں

فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

خُشک شد او و حریفش زابتلا

وہ اور اس یارِ مصیبت میں مبتلا ہونے سے خشک ہو گئے

از شما کینہ کُشم لیکن بصر

میں تم سے بدلتوں گا لیکن میرے ساتھ

تاگردو مُطالع زیں حالِ گس

تاکہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو

اندک اندک ہنجو بیماریِ دِق

آہستہ آہستہ جیسا کہ دق کی بیماری

چوں عمرِ آں شاہ و میرِ مومنان

جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیرِ عمرؓ نے

بانگِ زداں دُزد کاے میرِ دیار

وہ چہرہ چننا کہ اے ملک کے حاکم!

گفت امیرش حاشِ لُذ کہ خدا

اس سے امیر نے فرمایا خدا بچائے کہ خدا

بارہا پوشد پے اظہارِ فضل

وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پوش پڑتا ہے

تاکہ آں ہر دو صفت ظاہر شود

تاکہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں

بارہا رن نیز آں بد کردہ بُود

صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی

آں نمی دانست عقلِ پُلی سُست

وہ کزہ عقلِ دلی یہ نہ جانتی تھی

آنجانش سِنگ آورد آں قضا

اس کو قضا نے ایسا سنگ کیا

نے طریق و نے رفیق دے لہاں

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ لہان

آنچناں کہ زنِ دریاں حجرہ خفا

جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں

گفت صوفی بادلِ خود کاے دو گبر

صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے دو کافرا

لیک نادانستہ آرمِ ایں نفس

لیکن اس وقت نادانستہ بن جاؤں گا

از شما کینہ گشد پنہاں حق

حقد تم سے خفیہ بدلتے گا

۱۔ جلابندہ شخص جو عمر میں کو سنا دیتا

ہے دیار یعنی ملک۔ اویس۔ یہ

میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف

کر دیجئے۔ بارہا اللہ تعالیٰ اپنی

صفتِ فضل کے اظہار کے لئے پردہ

پوشی کرتا ہے اور پھر اظہارِ عدل کے

لئے گرفت کرتا ہے

۲۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی

دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے

یہ کمالِ فضل انسان کو بختری دینے

کا اور اس کا عدل بجرم کو خوف

نے ظاہر ہے۔ بارہا پوشی اس سے

پہلے بھ یہ گناہ کر چکی تھی اور اللہ کی

ستائی نے اس کی پردہ پوشی کی تھی

لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ کلمہ کی بار بار معاف

نہیں کی جاتی ہے

۳۔ آنچناں اس بیوی کو قضا

خداوندی نے اس طرح لاچار کر دیا

جس طرح اچانک موت منافق کو

کرتی ہے اور اس کو تو یہ کاموقع بھی

نہیں دیتی ہے۔ فجا (۵)

اچانک نے طریق موت کے

منافق کو لاچار کرنے کا بیان ہے

حجرہ خفا وہی حجرہ جس میں وہ چھپے

ہوئے تھے۔ کینہ کُشم۔ یعنی تم دونوں

سے بدلتوں گا لیکن میرے ساتھ

لوں گا۔ نادانستہ۔ یعنی تہدہ اس

فعل کو ان کی بے خبری کا تاکہ خود شرم

نہ ہو اور غلط دلوں کو اس کا پتہ نہ چلے

از شما دق کی بیماری سریش کو کھلا دیتی

ہے اور سریش کو اس کا احساس نہیں

ہوتا۔

مرد دق باشد چون ہر لحظہ کم
مفق ہف کی طرح ہر لکھ گنتا ہے
ہچو گفتارے بھی گیرندش او
بجو کی طرح جس کو گرد کرتے ہیں
نیست در سوراخ گفتار اے عمو
اے چچا جہت میں بج نہیں ہے
ایں ہی گویند و بندش می نہند
یہ کہتے ہیں اور اس کو پکا لیتے ہیں
چچ پنہاں خانہ آں زن را نبود
اس محبت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نے تنہوے کہ درد پنہاں شود
نہ کوئی تھو کہ اس میں چھپ جائے
ہچو عرصہ پہن روز رستخیز
شتر کے دن میدان کی طرح پاٹ
گفت بر تل صف آں جائے حزن
اس غمی کی جگہ کے لئے خانا فرمایا

لیک پنداد بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غزہ آں گفت کایں گفتار گو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ بجو کہیں ہے؟
گشتہ او مغرور ترزیں گفتگو
وہ اس گفتگو سے اور زیادہ دھوکہ میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کرم غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سج ۲ و دلیز و رہ بالا نبود
تہ خاند اور ڈیوڑھی اور اوپر کا راستہ نہ تھا
نے جوالے کہ تعجب آں شود
نہ کوئی بھلا کہ اس کا پردہ بن جائے
نے گودے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھانسنے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں بھی نہ دیکھے گا

معشوق را زیر چادر پنہاں کردن جہت تلیس و بہانہ
تلیس اور بہانہ اور مکر کے لئے معشوق کو چادر کے

دکر کہ ان کیڈ کن عظیم

نیچے چھپاتا کیونکہ شہناک بڑا ہے

چادر خودا برو افگند زود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی
زیر چادر مرد رسوا و عیاں
چادر میں مرد رسوا اور کھلا ہوا
از تعجب گفت صوفی چیست ایں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟
مردار زن کرد و را بر کشود
مرد کو عورت بنایا اور دروازہ کھول دیا
سخت پیدا چول شتر بر نرد باں
پورا ظاہرہ جیسا کہ سیرمی پر لونت
ہرگز ایں را من ندیدم کیست ایں
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

ان برف آہستہ آہستہ پھیل کر
ختم ہو جاتی ہے گفتارے بجو کے
شکاری بجو کے بھٹ کے پاس آپس
میں زور زور سے لگتے ہیں کہ بجو
بھٹ میں نہیں ہے بھولان کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرد
ہو جاتا ہے۔ چچ اس طرح میں بیوی
کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔
۲ سمج۔ پنہاں کی تھ خاندہ
بالا۔ زین۔ چول۔ اور اگر گڑھا
پشتہ۔ یعنی دیوار گریز۔ قرآن پاک
میں ہے و سئلونک غنی
الجبیل فقل یسفا ربی نسفا
قیل یسفا فقل یسفا لا تری فیہا
عوج انجول لا تری فیہا عوج
پنہاؤں کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں تو کہہ دیا میرا پردہ گالان کو
اڑا دے گا اور زین کو ہموار میدان کر
دے گا کہ جس میں تو نہ تو مزد دیکھے گا
اور نہ اونچ۔

۳۔ حرج۔ غمی، گناہ۔ عوج۔
نیچہ۔ چادر۔ یعنی بیوی نے اس
موجی کو چادر اڑھا دیا تاکہ صوفی اس کو
مردی سمجھے۔ عورت سمجھے اور دروازہ
کھول کر اس کو نکال دیا۔ زیر چادر۔
چادر میں وہ مرد نہ چھپ۔ کا اور اس
طرح اس کا مرد ہونا ظاہر تھا جیسا کہ
سیرمی پر لونت پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر
ہوتا ہے۔ از تعجب۔ چونکہ صوفی نے
طے کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو نہ دیکھا تھا
دے گا تو تعجب سے بیوی سے
دریافت کیا کہ کون عورت تھی۔

گفت خاتون نیست از اعیانِ شہر
اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی ہے

در بہ بستم تا کہے بیگانہ
میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر

گفت صوفی چیستش ہیں خدمتے
صوفی نے کہا ہاں اس کا کام کیا ہے؟

گفت میلش ۲ خویش و پیوستگی ست
اس نے کہا اس کی خواہش اپنائیت اور رشتہ ہے

یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست
اس کے ایک لڑکا ہے جو شہر میں نہیں ہے

خواست دختر را بہ بنید زیر دست
اس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے

باز گفت ار آرد باشد یا سیوس
پھر اس نے کہا وہ آتا ہے یا بھوی

گفت صوفی ما فقیر و زاد کم
صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے

کے بود ایں کفو ایشان در زواج
یہ لڑکی نکاح میں ان کا جوڑ کہاں ہے؟

گفتو باید ہر دو بخت اندر نکاح
نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیے

کے بود ہمرنگ فقر و احتشام
دوستی اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں؟

جامہ نیے اطلس دی نیے پلاں
آدھا کپڑا اطلس اور آدھا نمٹ

با کبوتر باز کے شد ہم نفس
باز کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

باز کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

مرو از مال و اقبال ست بہر
جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے

در نیاید زود نا دانا نہ
نااہلگی میں جلدی سے اند نہ آ جائے

تا بر آرم بے سپاس و منتے
تاکہ میں بغیر شکر گزاری اور احسان کے کروں

نیک خاتونے ست حق و اند کہ دست
بھلی بی بی ہے خدا جانے کون ہے؟

خوب و زیرک چابک و مکتب کنیست
خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کماد ہے

اتفاقاً دختر اندر مکتب ست
اتفاقاً لڑکی کتب میں ہے

می گنم اورا بجان و دل عروں
میں اس کو جان و دل سے لہن مینا لوں گی

قوم خاتوں ملدار و مختشم
بی بی کی قوم ملدار اور باعزت ہے

یک در از چوب و در دیگر زعاج
ایک بٹ لکڑی کا اور دو سراہٹ ہاتھی دانت کا

ورنہ ۳ ننگ آید نمناں اری تیاج
ورنہ شرم آئے گی آسوگی ہو گی

چوں شود ہم جنس یا قوت و رُ خام
یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہاں ہیں؟

عجیب باشد نزد اصحاب شناس
پہچان والوں کے نزدیک عجیب ہوتا ہے

کے شود ہم از عققاد باگس
عقاد کسی کا ہر وہ کب ہوا ہے؟

عقاد کسی کا ہر وہ کب ہوا ہے؟

۱۔ اعیان شہر۔ شہر کے بڑے لوگ۔ مروار۔ یعنی بہت مالدار اور باعزت عورت ہے۔ ذرا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی گھر میں نہ آجائے اور اس کی بے پردگی اور بے عزتی نہ ہو۔ گفت۔ صوفی نے کہا دیکھی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو آئی تھی۔ مجھے بتانا کہ جلد اس کا کام کروں۔

۲۔ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ لے کر آئی تھی۔ خواست۔ اس کے آنے کا مقصد ہماری لڑکی کو بیکھنا تھا۔ باز گفت۔ چونکہ لڑکی مدرسہ کی تھی اور وہ لڑکی کو دیکھ کر کتب گلی خولنے کی صورت کسی ہی ہو میں تو اس کو اپنی لہن میناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب گھرانے اور لڑکا ریش گھرانے کا ہے یہ بے جوڑ بات ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ دروازے کا ایک کواڑ لڑکا چکا اور ایک کواڑ باغی دانت کا ہو۔

۳۔ ورنہ۔ اگر میاں بیوی یکساں نہ ہوں تو اختلاف ہوتا ہے اری تیاج۔ راحت پانا۔ کہ بود۔ یہ جوڑ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مند کی کا جوڑ یا بات اور سنگ مرمر کا جوڑ۔ جامہ۔ اطلس۔ میں بات کا پتہ غفلتوں کے دیب پر اسے با کبوتر۔ کبوتر اور باز کا عقاد کہ کسی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفتن زن کہ او در بند جہان نیست مُراو اوست و صلاح ست
بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد یہ ہے پٹی اور نیکی ہے

و جواب گفتن صوفی آلِ سِرِّ پوشیدہ را

اندر صوفی کا اس پوشیدہ راز کا جواب دینا

۱ گفتن زن۔ عورت نے کہا کہ وہ لوگ جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو پردہ پٹی اور نیکی کے طالب گار ہیں ہر صوفی نے اس کو طعنا جواب دیا۔ ماولیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کبھی بھی کہ ہم تو دولت سے عاجز آگئے ہیں وہاں سے یہاں جو دولت ہے وہی بھاری بھر پور رہی ہے۔ ہاں۔ بیوی نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ ہم عوام کی طرح سال کے لاپٹی ہر حرام میں ہیں۔

۲ قصیدہ ہم تو لڑکی چاہتے ہیں جو پردہ نشین ہر نیک ہو دونوں جہانوں میں انہی چیزوں سے بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ باز صوفی صوفی نے پھر اپنی گفتگو کی کا اظہار کیا تاکہ بات چھپی نہ ہے۔ گفتن زن۔ بیوی نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی بات پھر بھی کہتی ہے کہ ہم ہمارے غربت سے نہیں گھبراتی ہے۔ ہاں۔ گوید وہ ہر ایک کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔

۳ گفت صوفی صوفی نے اب تک تو ایسا طرز کلام اختیار کر رکھا تھا جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کی خواہش سے باہر ہو گیا۔ صاب اسدہ گفتگو میں اس نے ایسے طرز یہ فقرے استعمال کئے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بدولتی سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ یعنی اس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھر ایسا مختصر ہے کہ اس میں سونے کی جگہ چھپ سکتی ہے۔

گفت نے من نیستم اسباب جو کہا، نہیں میں اسباب کی جستجو میں نہیں ہوں فارغیم و ختمہ از مال عظیم ہم بے نیاز ہیں ہر زیادہ دولت سے پیٹ بھرے ہیں

ما بخرص و جمع نے چوں عامہ ایم ہم عوام کی طرح لاچ اور جوتے میں نہیں ہیں

در دو عالم خود بدال باشد فلاح دونوں جہان میں اسی سے نجات ہے

وآں مگر کر دہانہ بود نہفت اور اس کو دہرا تاکہ چھپا نہ رہے

بے جہازی را مقرر کردہ ام بے سرو سامانی کو مابغ کر چکی ہوں

کہ ز صد فقرش نمی آید شکوہ سو افلاس سے بھی اس کو ڈر نہیں ہے

از شما مقصود صدق و ہمت است تم سے میرا مقصود سچائی اور باطنی توجہ ہے

دید و می بیند ہویدا لے خفا دیکھ لیا ہے ہر صاف بغیر کی پوشیدگی کے چھپتی ہے

کہ دُر و پتہاں نما نہ سوزنے کہ جس میں ایک سونے بھی نہ چھپ سکے

گفت گفتم من چہیں عذرے و او اس بیوی نے کہا میں نے اس طرح کا عذر کیا ہاں نے

ما لولیم از قماش و زر رَوسیم ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے آگے آگئے ہیں

ما ز مال و زر ملول و ختمہ ایم ہمہل اور سونے سے آگے آگئے ہوتے اور پیٹ بھرے ہیں

قصیدہ ۲۔ ما سترست و یا کسی صلاح ہمارا مقصد پردہ پٹی اور پاکی اور نیکی ہے

باز صوفی عذرِ درویشی بگفت صوفی نے پھر افلاس کا عذر کیا

گفت زن من ہم مگر کر کردہ ام بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں

اعتماد اوست راحِ حرز کوہ اس کا امداد پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے

او ہی گوید مُراوم عفت است وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے

گفت صوفی خود جہاز و مال ما صوفی نے کہا اس نے ہمارا سامان اور مال

خانہ تنگے مقام یک تنے تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ



۱۔ اس باب میں پاک اور نیک کی بات تو اگر اس کو نصیحت حاصل کرنی چاہو وہ ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے کسی مانند اس کو ہمارے پردے کا حال تو بہت اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ بے جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نیک اور پردے سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے ظاہر الڑکی کا بے جہیز اور بغیر خاندان کے ہونا تو ظاہر تھا اس باب میں بھی اور پردہ پوشی سے بھی واقف ہو گئی ہے۔ ۲۔ شرح مشہوری۔ لڑکی کی پردہ پوشی کو باپ کی بیاہن کر کے اس سے وہ خود واقف ہو چکی ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح اس پر کل گئی ہے اس حکایت کا بیان ماثوث نے عاشق کو یہ قصہ سنا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے سنا ہے اس لئے سنا ہے کہ جب تیری بے باطنی کل گئی ہے تو وہ قادری وغیرہ کے دعوے نہ کر مرزا اس ماثوث نے اس عاشق سے کہا کہ تیری حالت ای صوفی کی بیوی کی سی ہے اور صوفی کی بیوی کی طرح تو کھ خان ہوتے ہوئے مرزا دغا کا جال بچا ہوا ہے اور ہر عیب سے اپنے آپ کو بیری ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے اور خدا سے شرماتا ہے۔

۳۔ بیان۔ چونکہ عاشق نے ماثوث کو تنہا ڈھونڈا اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ علم ہے اس کے احاطہ علی سے کوئی واقعہ باہر نہیں ہو سکتا وہ بصیر ہے اس کی بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفائی اسامی کی بحث شروع کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ اس صوفی کی جن صفات سے بنے ہیں وہ مفت حضرت حق تعالیٰ میں

باز استرو پاکي و زہد و صلاح
بہر پردہ پوشی اور پاک اور زہد اور نیک
بہ زما می داند او احوالِ ستر
پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
بے جہازی خود عیال پچھول خورست
بے سروسامانی سوج کی طرح خود ظاہر ہے
ظاہراً او بے جہاز و خادم ست
ظاہر ہے کہ وہ لڑکی بغیر جہیز اور خادم کے ہے
شرح ۲ مستوری زیبا شرط نیست
اس لڑکی کی پردہ پوشی کا شرط کیا ہے نہ ضروری نہیں ہے
اس حکایت را بدالِ گفتم کہ تا
یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے تاکہ
مرثرا ہم اے بد عویٰ مستزاد
اے بلند بائگ دعوے والے تیر بھی
چوں زنِ صوفی تو خانِ بودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان ہے
کہ زہر ناشستہ روئی گپ زنی
کہ ہر بھائی کے بارے میں تو کہیں مانتا ہے

او زما بہ داند اندرِ انحصار
نصیحت پہنچانے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
وزپس و پیش و سر و دُنبالِ ستر
اور پردہ پوشی کا آگاہ بچھا اور سر اور پیچ
وز صلاح و ستر او واقف ترست
نیک اور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے
وز صلاح و ستر او خود عالم ست
اور اس کی نیک اور پردہ پوشی کو وہ بی خود جانتی ہے
چوں بر او پیدا چو روزِ روشست
چونکہ اس بی بی پر روز روشن کی طرح واضح ہے
لاف کم بانی چو رسوا شد خطا
جب غلامی رہا ہو گئی ہے تو سچی نہ بگاڑے
اس بدستِ اجتہاد و اعتقاد
بھی اجتہاد اور اعتقاد تیرے پاس ہے
دامِ مکر اندر دغا بکشودہ
تو نے دغا بازی میں مکر کا جال پھیلایا ہے
شرم داری وز خدایِ خویش نی
تو شرم کرتا ہے اور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

بیان ۳ آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چیست
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

از پئے آل گفت حق خود را بصیر
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصیر ہی لئے فرمایا ہے
از پئے آل گفت حق خود را سمیع
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سنے والا اس لئے فرمایا ہے
کہ بود دید ویت ہر دم نذیر
تاکہ اس کا تجھے دیکھا ہر وقت نذیر ہے
تا بے بندی لب ز گفتارِ شنیع
تاکہ تو بری گفتگو سے ہونٹ بند کر لے

بدیہا موم جو ہے سمیع اللہ کا نام سمیع سب کچھ سنتا ہے تو اس کا قصہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بری بات نہ
کا لہر یہ سمجھے کہ کچھ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔

از پے آں گفت حق خود را علیم
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جاننے والا ہی لئے فرمایا ہے
 نیست لہذا بر خدا اسم علم
 یہ نام غائی محض شافعی کے لئے نہیں ہیں
 اسم مشتق ست ز اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ ۲ تسخر باشد و طرز و دہا
 ورنہ مذاق اور طرز اور شکر ہو گا
 یا علم باشد حی نام و قح
 یا کسی بے شرم کا نام حیاء ہو
 طغفلک نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
 گر گویند ایں لقبہا در مدح
 لیکن اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کریں
 تسخر و طرزے بوداں یا جنوں
 مذاق اور طرز یا پاگل پن ہو گا
 من ہی دانستمت پیش از وصال
 میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
 من ۳ ہی دانستمت پیش از لقا
 میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در غمش
 جب آنکھیں دکھنے میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تا نیندیشی فسادے تو ز نیم
 تاکہ ڈر کر تو کوئی بری بات نہ سوچے
 کہ سیہ کا نور دارد نام ہم
 کیونکہ وحشی کا نام کانور بھی ہوتا ہے
 نے مثال علت اولی سقیم
 اللہ تعالیٰ علت اولی کی طرح تپس نہیں ہے
 گرز را سلیح ضریراں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور احوال کو روشنی والا کہنا
 یا سیاہ و زشت را نام صبح
 یا کالے اور بدصورت کا نام حسین ہو
 یا لقب غازی نہیں بہر نسب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھنے مناسب ہے
 چوں ندارد آں صفت نبود صحیح
 جبکہ اس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ
 اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ نکو روئی و لیکن بد خصال
 کہ تو اچھی صحت والا ہے لیکن بدعات ہے
 کز ستیزہ را سخی اندر شقا
 کہ تو جھگڑانلو ہونے کی وجہ سے بدخنی میں مبتلا ہے
 و انہش زال درد گر کم بینمش
 میں اس کاں حد سے جان جاتی ہوں اگرچہ انکھیں کم ہوں

۱۔ اسم علم۔ نام ہوتا ہے جو محض
 مسکین کی شرافت کے لئے رکھا جاتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ اس مسکین میں
 صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ جیسے جس کے رہنے
 والے کا نام کانور رکھا جاتا ہے حالانکہ
 اس وحشی میں نہ کانور کی سی غنڈی ہے
 نہ خوشبو۔ اسم مشتق است اللہ تعالیٰ
 کے اسماں کی قدیم صفات سے بنے
 ہیں جن میں ان صفات کے معانی
 موجود ہیں سچ صفت سچ سے بنا ہے
 اور اس میں قوت سچ موجود ہے اسی
 طرح علیم صفت علم سے بنا ہے اللہ
 تعالیٰ صفت علم سے متصف
 ہے۔ مثلاً۔ فلانہ حضرت حق
 سبحانہ کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں اور
 اس سے صرف معلول قول کا ثبوت
 بطریق وجوب پاینتہ ہیں۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ حضرت حق علت اولیٰ
 کی طرح نہیں ہے کہ اس سے صرف
 معلول قول کا حلق ہو اور وہ بھی بہ سبیل
 وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی
 خالق ہے اور اپنی تمام صفات سے
 متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی
 علت ہے اور اس کی صفات کا حلق
 بھی تمام کائنات سے ہے

۲۔ درد۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت
 سے متصف نہ مانا جائے جس سے
 اسم موصیٰ بنا ہے تو یہ محض تسخر ہو گا
 بہرے کو سچا کہنا اندھے کو فدا کہنا
 مذاق ہے جی۔ حیاء درج۔ بے
 حیاء۔ صبح۔ حسین۔ طغفلک۔ باپ
 کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے
 کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض
 بچپان کے لئے رکھ دینے میں کوئی
 حرج نہیں ہے۔ گر گویند۔ اگر یہی
 الفاظ اس بچہ

کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہو گا۔
 ۳۔ من ہی۔ مثنوی نے اس عاشق سے کہا میں ملاقات سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو پاکشتی ہے۔ چونکہ
 کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہوتا ہے
 آنکھیں دکھنے میں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا
 ہے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

۱۔ تو مرے مشوق نے اس عاشق
سے کہا کہ تو نے مجھے بے رکھ دالا۔
بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر نگہبان
کے جانا۔ کافر نظر بازوں کا دنا دھنا
ان کے نگاہ کی سزا ہے عظمیٰ۔ یعنی
میشوق۔ سی۔ قیدی عورت۔
غیرت۔ یعنی غیرت خداوندی۔
حداں۔ نگہبان۔ بڑے بکری کا بچہ۔ بڑ
غلط۔ پہاڑی کی بکری

۲۔ حادے۔ یعنی میرا حافظہ وہ خدا
ہے جو عظیم ذخیرہ ہے وہ اس ہوا کو بھی
جان لیتا ہے جو میرے اوپر سے
گزرتی ہے نفس شہوانی۔ تیرا نفس
شہوت پرست ہے جس میں دوح کا
کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے
معاشر میں اندھا بہرہ ہوتا ہے۔

۳۔ ہشت۔ تو آٹھ سال سے
میرے فراق میں ہے چنگش میں جتنی
تھی کہ تو جہل اور نااہلی سے پر ہے لہذا
میں نے تیری کوئی پروا نہیں کی۔ خود
جو شخص خود تباہی کی بجلی میں گرا ہوا اس
کے احوال معلوم کرنا بے فوٹی ہے۔
تو نہ۔ یعنی کاوند کا۔ مثل۔ حمام میں
پانی گرم کرنے کے لئے بجلی پٹلی
جالی ہے جس میں گوبر اور کڑا کرٹ
جلا جاتا ہے حمام کے خدمت گزار اس
بجلی میں گوبر وغیرہ لا کر ڈالتے ہیں
اور گندے جے ہیں حمام میں نہانے
والے اسے بدن کا میل پھیل صاف
کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال بجلی
کے ایندھن کی طرح ہے اور دنیا
دار یعنی دونوں کرنے والوں کی طرح اور
مثنیٰ حمام میں نہانے والوں کی طرح
ہیں۔

تو مرا اپوں بڑہ دیدی بے شُبَّان
تو مجھے بلا گذرے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقِاں از درد زانِ نالیدہ اُند
عاشق مد میں اسی وجہ سے روتے ہیں
بے شُبَّان دانستہ اند آں ظمی را
انہوں نے اس ہرنی کو بے عافیت سمجھا
تاز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرت خداوندی سے جگر پر تیز لگا
کے کم از بڑہ کم از بڑہ عالم ام
میں بکری اور بھیڑ کے بچے سے کم کب ہوں
حارے ۲۔ دارم کہ مملکش می سرود
میں وہ نگہبان رکھتی ہوں جس کو حکمت سزاوار
سرد بوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا خنڈی تھی یا گرم
نفس شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفس شہوانی ز حق کز دست و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالیٰ سے بہرا اور اندھا ہے
ہشت ۳۔ سالت زانِ پیر سیدم پیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خود چہ پرسم زانکہ او باشد تبوں
جو بھی میں ہو اچھا کے بارے میں کیا پوچھوں

تو گماں بُردی ندارم پاسباں
تو نے خیال کیا کہ میرا کوئی نگہبان نہیں ہے
کہ نظر نا جا نگہ مالیدہ اُند
کہ بے موقع نظر بازی کرے ہیں
را نگاں دانستہ اند آں سخی را
انہوں نے اس قیدی کو مفت جانا
کہ منم حارِس گزانہ کم بگر
کہ میں نگہبان ہوں، بیہودہ نگاہ نہ ڈال
کہ نباشد حارِس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے نگہبان نہ ہو گا
داند آں بادے کہ برمن می دزد
وہ اس ہوا کو بھی جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غفل نیست غائبے سقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے، نہ غائب ہے
من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں دل کے ذریعہ تیرے اندر سے پن کا مشاہدہ کر رہی تھی
من بدل کوریت می دیدم ز دُور
میں نے دل کے ذریعہ سے تیرے سامنے سے پن کو دیکھ لیا تھا
کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نااہلی اور پیچ پیچ سے پردہ لے لیا تھا
کہ تو چوئی چوں بُود او سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

مثل آنکہ کلخن و تقویٰ حتام و تو انکراں سرگیں گشائند
اس کی مثل کہ دنیا بھی اور تقویٰ حمام اور مالدار اپنے ڈالنے والے ہیں



شہوت دنیا مثال گلخن ست
دنیا کی شہوت بھی جیسی ہے
ایک قسم مشتی زیں توں صفاست
لیکن اس بجلی سے متقی کا حصہ مفال ہے
انعیاء مانندہ سرگیں کشاں
مالدوں کو اپنے لانے والوں کی طرح
اند ایشاں حرص بہادہ خدا
اللہ تعالیٰ نے ان میں حرص رکھ دی ہے
ترک ایں توں گیر و درگرمابہ راں
اس بھی کو چھوڑ کر حمام میں جا
ہر کسے دوتوں ست اوچوں خلایم ست
جو بھی میں ہے وہ خام جیسا ہے
ہر کہ در حمام شد سیمائے او
جو شخص حمام میں چلا گیا اس کی علامت
تونیاں را نیز سیماء آشکار
بھی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے
ورنہ بنی روش بولیش را بگیر
اگر تو اس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اس کی بولے لے
گرنداری سے بود آرش در سخن
اگر تجھے سٹکھنا نہیں آتا اس سے بات کرا
پس گویدت توئی صاحب ذنب
صونے کا مالک، یعنی والا کہتا ہے
حرص توچوں آتش ست اندر جہاں
دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
پیش عقل اند جو سرگیں ناخست
عقل کے نزدیک یہ سانگوہ کی طرح برا ہے

کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست
جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے
زانکہ درگرمابہ است و در تقاست
کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
بہر آتش کردن گرمابہ داں
حمام کو گرمانے کے لئے سمجھ
تلوؤد گرمابہ گرم و بانوا
تاکہ حمام گرم اور پر رونق ہو
ترک توں راعین آں گرمابہ داں
بھی کو چھوڑنا بعینہ حمام سمجھ
مرؤرا کہ صبر ست و حازم ست
اس شخص کے لئے جو صابر اور شعیط ہے
ہست پیدا بر رُخ زیبائے او
اس کے سین چہرے پر ظاہر ہے
از لباس واز دُخان واز غبد
کپڑوں اور دھوئیں اور غبد سے
بوعصا آمد برائے ہر ضریر
بو، ہر اندھے کی لاشی ہے
از حدیث نو بدال را از کہن
نئی بات سے پرانا را سمجھ لے
دست سئلہ چرک بر دم تابشب
میں رات تک گوبر کے کیں ٹوکرے گرے گیا ہوں
باز کردہ ہر زبانہ صد دہاں
ہر شعلہ نے سو منہ پھیلا رکھے ہیں
گرچہ چوں سرگیں فروغ آتش ست
اگرچہ وہ گوبر کی طرح آگ کی چمک والا ہے

۱۔ نیک متقی اس دنیا کے حمام
سے پاک و صاف بن کر نکلتا ہے
گرمابہ حمام۔ اند ایشاں۔ دنیا
داروں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ
بھی گرم نہ ہوتی۔ ترک۔ ایک
مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بھی کارخ
نہ کرے حمام میں داخل ہو۔

۲۔ ہر کہ دنیا داروں نے لال
تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر
دیا ہے ہر نشان کو خود معروف ہونا پڑتا تو
گو یاد دنیا دار مشقیوں کے خدمت گزار
اور خام ہیں۔ در حمام شد تقویٰ کے
آثار چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں
تونیاں۔ دنیا داروں کے احوال ان کے
علاقوں سے پہچان لئے جاتے
ہیں۔ ورنہ اگر تم میں یہ استعداد نہیں
ہے کہ دنیا داروں کے چہرے سے
ان کے احوال پڑھ لو۔ جوش۔ یعنی ان
کی علاقوں سے ان کے احوال معلوم
ہو۔ اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ
خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا
ہے۔

۳۔ گرنداری ہو۔ اگر تم ان کی
علاقوں سے ان کے احوال سمجھنے کی
استعداد نہیں رکھتے ہو تو ان کی گفتگو
سے ان کے احوال سمجھ لو۔ پس۔
گویہ۔ مالدار دنیا دار کہے گا کہ آرزو
میں نے میں ٹوکرے گوبر نکلیا۔ حرص
تو حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیا
ہوتے ہیں جیسا کہ گوبر کے پلوار
سے پیش عقل۔ عقلمند گوبر اور سو۔
کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی آتش
حرص کو اس طرح فروغ دیتا ہے کہ
طرح گوبر آگ کو فروغ دیتا۔
اور اس کا آتش حرص کو فروغ دیتا
داروں کی کشش کا سبب ہے۔

آفتابے کہ دم از آتش زند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے
آفتاب آں سنگ را ہم کرد زر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے
آنکہ گوید مال گردد آورده ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
ایں سخن گرچہ کہ رسوائی فراست
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے
کہ توشش سلہ کشیدی تا بشب
کہ تو نے رات تک چھ ٹوکے حاصل کئے
آنکہ ۲ دتوں زاد و پاکی را ندید
جو بھی میں پیدا ہوا ہوں اس نے پاکی نہیں دیکھی
گر بتوں لباز خواہی بود تو
اگر تو بھی کا شریک بنے گا

قصہ ۳۱ آں دباغ کہ در بازار عطا راں از بوئے عطر بیہوش شد
اس کمال رنگتے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

آں کیے دباغ در بازار شد
ایک چڑا رنگتے والا بازار گیا
تا خرو آنچه در دکار بد
تاکہ جو اسے دکھاتا تھا وہ خریدے
چونکہ در بازار عطا راں رسید
جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا
تا مگر دیدش سرو برجا فتاد
یہاں تک کہ اس کا سر پھلکا اور وہیں گر گیا
نیم روز اندر میان را بگذر
دوپہر میں سڑک کے درمیان

۱۔ آفتاب سورج کی گرمی تو
گور کو خشک کر کے آگ سے جلتے
والا بناتا ہے سورج ہی پتھر کا گرام
کر اس کی ٹپوں میں سونا پیدا کرتا
ہے تاکہ وہ سونا حرص کی۔ یعنی میں
پہنچ کر حرص کی چنگاریوں کو فروغ
دے تاکہ جو دنیا دار یہ کر رہا ہے کہ
اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے
در اصل آتش حرص کے لئے گور جمع
کیا ہے۔ ایں سخن۔ گور جمع کرنا
اگرچہ کوئی فخری بات نہیں ہے لیکن
بھی والوں میں بیخبر ہے وہ فخر یہ
ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے
ہیں کہ تو نے چھ ٹوکے گور جمع کیا
ہے تو میں نے نہیں ٹوکے جمع کئے
ہیں یہی دنیا داروں کی حالت ہے۔
۲۔ آنکہ جس شخص کا شوق
بھنی کے ماحول میں ہوا ہے اس کے
لئے گوری کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم
اس کو مشک لگھواؤ گے تو اس سے
اسے تکلیف پہنچے گی۔ گراہوں اگر تم
بھی اس کے سچھی کے کلابار میں
شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان
کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو گے دنیا
داروں کی محبت میں تمہاری بھی وہی
حالت ہو جائے گی جو ان دنیا داروں
کی ہے۔
۳۔ قصہ ۳۱ اس قصہ سے یہ بتاتا
قصہ ۳۱ سے کہ جیسی محبت ہوتی ہے
ان طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔
اے کچا چڑا رنگتے والے عطار
عطر فروش۔ رات جیسے ہی۔ نیم
نہ پتھر۔



جمع آمد خلق بروے آں زماں
اس وقت لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے
زں یکے کف بردل اومی براند
ایک اس کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا
اونی دانست کاندہ مرتعہ
وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں
آں یکے دستش ہمی مالید و سر
ایک اس کا ہاتھ لہر سر ملتا تھا
آں بخور و غود و شکر زد بہم
ایک دھونی لہر اگر لہر شکر ملاتا تھا
واں شدہ خم تا نفس چوں می کشد
دھرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے
واں ۲ دگر نبضش گرفتہ از خرد
دھرا علمندی سے اس کی نبض پکڑے ہوئے
تا کہ مے خورد دست یا بنگ و خیش
تا کہ معلوم کس نے شرب پی ہے یا بنگ و خیش
پس خبر بردند خویشاں را شتاب
تو انہوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی
گس نمی داند کہ چوں مصروع گشت
کئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا ہے
یک بردار داشت آں دباز غ زفت
اس چوراہے والے کا ایک مٹا بھائی تھا
اند کے سرگین سے سنگ در آستین
تھوڑا سا کتے کا پانخانہ آستین میں
گفت من ز بخش ہمید انم ز چیست
بولا میں اس کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟

جملہ گاہاں لاحول خواں در ماں انگناں
سب لاحول پڑھتے ہوئے علاج کرتے ہوئے
وز گلاب آں دیگرے بروے فشانہ
دھرا اس پر گلاب بھجرتا تھا
از گلاب آمد ورا آں واقعہ
یہ حادثہ اس کو گلاب سے پیش آیا ہے
واں دگر کہگل ہمی آورد خر
دھرا مٹ تر کر کے لاتا تھا
واں دگر از پوششش می کرد کم
دھرا اس کے کپڑے کم کرتا تھا
واں دگر یو از دہانش می شمد
دھرا اس کے منہ کی خوشبو سگھتا تھا
منظر تا نبض او چوں می جہد
شعر تھا کہ اس کی نبض کیسی چل رہی ہے
خلق در مانند اندر ہمیشیش
لوگ اس کی بیہوشی کے سبب میں عاجز آ گئے
کہ فلاں افتادہ است آنجا خراب
کہ فلانہ اس جگہ بے ہوش پڑا ہے
یا چہ شد گورا خناد از بام طشت
یا کیا ہوا ہے کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے
گر پزد دانا بیامد زو تفت
چالاک اور سمجھدار وہ جلد سرگرمی سے آیا
خلق را بشگافت و آمد با حنین
لوگوں کو چرا روتا ہوا آیا
چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست
جب تو سبب جان لے دوا کرتا آسان ہے

۱۔ درماں۔ علاج۔ مرتعہ۔ چراگاہ

یہاں عطارد کا بازار مراد ہے
واقعہ یعنی بے ہوشی۔ کہگل۔ گاہ لہر
کل سے مرکب سے وہ مٹی جس میں
بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اس سے
دیواریں کو لپیا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی
سگھانے سے بیہوش کو افانہ ہو جاتا
ہے۔ بخور۔ دھونی پوشش۔ کپڑے کم
کر دینے سے فرحت کے سبب
بیہوش ہونے میں آ جاتا ہے۔ دہانش۔
تا کہ منہ کو کھڑ کر سمجھ لے کہ بیہوشی کی
نفسا اور چیز کی وجہ سے نہیں ہے۔

۲۔ واں دگر۔ نبض کے ذریعہ سے
بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔
بنگ۔ بھنگ۔ خیش۔ گھاس۔
بھنگ۔ خویشاں۔ یعنی دہانے کے
راشتہ دار۔ مصروع۔ مرگی کا بیہوش ہے۔
ہوش۔

سرگین۔ سنگ۔ کتے کا پانخانہ۔
حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ واضح
یعنی مرض کا سبب معلوم ہو جانے پر وہ
آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی
تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا
ہے۔

چوں سبب معلوم نہ ہو مشکل ست
جب سبب معلوم نہ ہو مشکل ہے
چوں بدآستی سبب را سہل شد
جب تو نے سب جان لیا آسان ہو گیا
گفت ایما خود مستش اندر مغرور گ
اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے
تامیاں اندر حدث او تا بشب
یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات تک
باحث کر دست عادت سال و ماہ
اس نے سالوں اور مہینوں بدبو کی عادت ڈالی ہے
پس چہیں گفت ست جالینوس مہ
تو اسی لئے جالینوس اعظم نے کہا ہے
کز خلاف علتست آل رنج او
کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے
چوں محل گشت است از سر گیس کشی
وہ گور جمع کرنے سے گہر وندے کی طرح ہو گیا ہے
ہم از آل سر گین سگ داری اوست
کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے
الْخِشْيَاتُ ۳ الْخِشْيَانِ رَاخْوَالِ
الْخِشْيَاتُ اور الْخِشْيَانِ کو پڑھ
ناصحان اُورا بعنبر یا گلاب
نصیحت کرنے والے عنبر یا گلاب سے اس کا

داری رنج دور و صد تحمل ست
مرض کی دوا اور اس میں سو احتیال ہیں
دانش اسباب دفع جہل شد
اسباب کا جاننا ، ناواقفیت کا ذخیعہ ہو گیا
توئے بر تو بوی آل سر گین سگ
کتے کے پاخانے کی بو یہ یہ یہ
غرق دباغی ست او روزی طلب
چہرے رنگنے میں ڈوبا ہوا ہے روزی کمانے والا
بُوئے عطرش لاجرم ساز و ستارہ
اس کو عطر کی خوشبو لا محالہ تیار کر دے گی
انچہ عادت دانشت بیمار آتش دہ
جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے
پس دوائے رنجش از معتاد و جو
تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیزوں سے کر
از گلاب آید جعل را میبہشی
تو گہر وندے کو گلاب سے بے ہوش ہو گی
کہ بدال اُورا ہی معتاد و نحوست
کہ اس ہی کی اس کو عادت اور خو ہے
رُو پُشتِ اسِ سخن را باز وال
اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے
می دوا سازند بہر فتح باب
علاج کرتے ہیں ہدایت کے دروازے کی کشادگی کیلئے

۱۔ گفت۔ اس کہ باغ کے پھالی
نے سچا کہ اس کا دماغ بدبو کا
عادی ہے چونکہ یہ رات دن سڑے
ہوئے چمڑے رنگتے ہیں۔
جبکہ اس کو بدبو کی عادت ہے تو خوشبو
اس کو اچھا نہ تیار کرے گی۔ جالینوس۔
یونان کا مشہور طبیب ہے اس نے کہا
ہے کہ کمر لیض کے مزاج کے موافق دوا
جوڑ کر دے۔

۲۔ کز عمو خلاف عادت حادث
سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے
مطابق دوا دینے سے زائل ہو
جائے گا۔ مثلاً۔ جس چیز کی عادت
ہو۔ جمل۔ گہر وندہ گہر وندے کو اگر
گلاب نکھاؤ گے وہ بیہوش ہو جائے
گا۔ داری اوست۔ گہر وندے کا علاج
گور سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ الْخِشْيَاتُ قَرَأْنِیْ مِلَّیْ
الْخِشْيَاتُ الْخِشْيَانِ وَالْخِشْيَانِ
لِلْخِشْيَاتِ وَالْطَّيَّاتِ الْطَّيَّانِ
وَالْطَّيَّانِ لِّلْطَّيَّاتِ عام طور مفسرین
نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں
خبیث مردوں کے لئے ہیں اور
خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے
پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے
ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لئے اور
پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔
مولانا نے الْخِشْيَاتِ سے بری
عادتیں اور الْطَّيَّاتِ سے پاکیزہ
اخلاق مراد لئے ہیں۔ نا صحاب۔
بدطینت لوگوں کی نصیحت میں ناصح
بھی باتیں سناتے ہیں جو ان کی
عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی
نصیحت کا کرگرتیں ہوتی ہے



مر حیثاں ۱ را نسا زد طبیات
بھی باتیں خیثوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کز گشتند دم
وہ جب وحی کے عطر سے نیرے اور بہت ہو گئے
رنج و بیمارست مارا ایں مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گریبا غازیہ نصیحت آشکار
اگر تم نے علی الاعلان نصیحت شروع کی
ملبر لہو و لعب فرہ گشتہ ایم
ہم کھیل کود سے موندے ہوئے ہیں
ہست قوت مایور و لاف و لاغ
ہماری غذا جھوٹ اور شیخی اور فحاشی ہے
رنج را صد تو و افروز می کنند
مرض سو گنا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک ایشاں بیحدست
ان کے شرک اور کفر کی گندگی بید ہے

معالجہ کردن برادر دباغ دباغ را تخفیه بپوئے سرگیں
کتنے کے پاخانہ کی بو سے پوشیدہ طور پر چھڑا رنگنے والے کے بھائی کا چھڑا رنگنے والے کا علاج کرنا

خلق سے رامی را انداز دے آنجواں
اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا
سر بگوشش برد ہچچوں را زگو
اس نے نہ کہنے بلکہ لڑنے میں اس کے قریب کیا
کو بکف سرگین سگ سائیدہ بود
اس لئے کہ اس نے پھیل پر کئے کا پاخانہ ملا تھا
چونکہ بوی آں حدت را وا کشید
جب اس نے اس تپاکی کی بو سونچی

در خور و لائق نباشد اے ثقات
اے معتدلیہ یا ثمن کے مناسب لہائیں نہیں ملتی ہیں
بد فغاں شال کہ تطیرونا بکم
ان کا نعرہ تھا ہم تم سے بدفالی پکڑتے ہیں
نیست نیکو وعظ تال مارا بفال
تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی فال نہیں ہے
ما کفیم آں دم شہدا سنگسار
تب ہم تمہیں سنگد کر دیں گے
در نصیحت خویش را نسر شہنہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے
شورش معدہ ست مارا زیں بلاغ
ہمیں اس تبلیغ سے متلی ہوئی ہے
عقل را دار و بافیوں می کنند
عقل کا علاج انہوں سے کرتے ہیں
ہیں کہ دباغ او فسادہ یخو دست
خبردار! وہ چھڑا رنگنے والا بے ہوش ہے

۱۔ مر حیثاں۔ عمدہ نصیحتیں خیثوں
کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔
چوں۔ جبکہ وحی کا عطر ان کے دماغ
کے موافق نہیں ہے تو وہ اس سے
گھبراتے ہیں اور ان کو وہ وعظ و
نصیحت گراں گزرتی ہے۔ گریبا
غازیہ انبیاء کو وحی کی شروع کر
دیتے ہیں۔

۲۔ تا۔ کفار نے انبیاء سے کہا کہ
ہمارے پرورش کھیل کود میں ہوتی ہے ہمارا
مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا
ہے۔ بلاغ۔ ایسی مذاق۔ شورش۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا جی متلاطم ہے۔
رنج۔ ان کفار پر افسوس ہے یہ اپنے
مرض میں اور اضافے کرتے ہیں
عقل کا علاج انہوں سے کرتے ہیں
جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔ ہیں۔
مولانا فرماتے ہیں ان کفار کی حالت
کو چھڑو دباغ۔ بیہوش پڑا ہے اس کے
قصد کی تکمیل کرو۔

۳۔ خلق را۔ دباغ کے بھائی نے
لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تاکہ کوئی اس
کے معاملہ سے واقف نہ ہو سکے۔ ہر
جوش۔ اس نے اپنا سرکان کی
طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان
میں کوئی دھبہ چھڑا رہا ہے اور پچکے
اس کی ناک پر کئے کا پاخانہ دیا۔

۱۔ سالتے۔ جب اس دباغ نے بدو کو بھی تو اس کو ہوش آنا شروع ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ عجب ستر تھا کہ کان میں چھوکتے ہی اس کو ہوش آئے لگے جنبش۔ بدکاروں کو زبردگوں کے قصے سنو تو ان کو مزاج نہیں آتا ہے ہاں زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہر کرلہ بھلی باتیں جس کے مانج کے حقائق نہ ہوں تو یقیناً اس نے بری باتوں کی عادت ڈال رکھی ہے

۲۔ مشرکوں۔ قرآن پاک میں ہے فَمَا الْمُشْرِكُونَ نجس مُشْرِکِ نجس میں چٹکان لوگوں کی شوفا گندے ماحول میں ہوتی ہے اسی لئے قرآن نے ان کو نجس کہا ہے کرم۔ جو کیزا گور میں پیدا ہوا ہے غیر سکھانے اس کا مزاج نہ بدلے گا۔ چول۔ حدیث شریف ہے اِنَّ لِلّٰهِ خَلْقَ الْخَلْقِ فِي ظِلْمَةٍ ثُمَّ رَضَ عَلَيْهِمْ مِنْ نُورٍ فَهُمْ اَصْحَابُ مِنْ رَيْبِكَ النُّوْرُ فَقَدْ اِفْضَلْتَنِي وَمَنْ اَخْطَا فَقَدْ غَوٰی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر ان پر اپنا نور چھڑکا تو جس پر وہ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۳۔ ام مصر۔ مصری لوگ اس کے گور میں دبا کر اس سے بچ نکال لیتے تھے بیان کا ایک خوب نگہ نظر لیتے تھے تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب نیز ہے ایک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بڑا راسخ لعل ہوتا ہے تو بدباں۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا تو بھی اس دباغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے از فرات۔ فرات کی کمری سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن پختہ پھل نہ بنلا

سالتے اشد مُردہ جُنبدین گرفت تھوڑے پر گزری کہ مردے نے حرکت کرنی شروع کر دی کاس بخواند افسوں بگوش او دمید کہ اس نے ستر پر چالہ اس کے کان میں پھونکا جُنْبَشِ اہل فساد آں سُو بُود مفسدوں کی حرکت اس جانب کو ہوتی ہے ہر کرا مُشک نصیحت سُو نیست جس کو نصیحت کے مشک سے فائدہ نہیں ہے مُشرکاں ارازاں نجس خواندست حق اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اسی لئے نجس کہا ہے کرم گوز اوست از سرگیں ابد وہ کیزا جو گور سے پیدا ہوا ہے کبھی چول نزد بروے فشارِ رَشِ تور کیونکہ اس پر نور کے چھڑکاؤ کی چھینٹا نہیں لگا ہے ور زرش نور حق فسمیش داد اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نور کے چھڑکاؤ میں حصہ دیا لیک نے مُرغِ حسیں خانگی لیکن گھریلو کمینہ مرغ نہیں تو بدباں مالی کزراں نُورِ تہی تو بھی اس دباغ کی طرح ہے کہ اس نور سے خالی ہے از فرات زر و شد زُخسار و رُو فریق میں تیرا رخسار اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

خلق گفتند ایں فسو نے بد شکفت لوگوں نے کہا یہ ستر بھی عجیب تھا مُردہ بود افسوں بفریادش رسید وہ مردہ تھا ستر اس کی مدد کو آ گیا کہ زنا و غمزہ و ابرو بُود جہاں زنا اور تازہ داد اور ابرو کا اشلہ ہو لاجرم بلوئی بد خوکرد نیست لہالہ بدلو کی عادت ہے کاند رونِ پُشک زائد از سَبَق کیونکہ وہ لال سے پیشین میں پیدا ہوئے ہیں می نگر داند بغیر خوی خُود اپنی عادتِ غیر کی نہیں ڈال سکتا او ہمہ جسم ست نے دل چول قشور وہ چھلکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل ہچو رسمِ س مصر سرگیں مُرغ زاد تو مصریوں کے دواغ کے مطابق گور نے مرغ پیدا کیا بلکہ مُرغِ دانش و فرزانی بلکہ عقل و دانش کا مرغ زانکہ بنی بر پلیدی می نہی کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے برگِ زردی میوہ ناپختہ تو پختا پتہ ہے تو کچا پھل ہے



دیگ ز آتش شد سیاہ و دود فام
دیگ آگ سے کالی اور دھوئیں کی طرح ہو گئی
ہشت سال ت جوشِ دلم و در فراق
میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا
خامی و ہرگز خواہی چخت تو
تو کچا ہے اور ہرگز نہ کچے کا
غورہ تو سنگ بستہ از سقام
پہری سے تیرا انگڑوں کا گچھا پتھر اگیا ہے
گوشت از سختی چنیں ماندست خام
گوشت سختی کی جہ سے اسی طرح کچا ہے
کم نشد یک ذرہ حامیت از نفاق
نفاق کی جہ سے تیری خای ایک ذرہ کم نہ ہوئی
گر ہزاراں بار جوشی اے عشو
اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے
غوربا انکوں مویزند و تو خام
خوشے مفتی بن گئے اور تو کچا ہے

عذر ۲ خواستن عاشق گناہ خورہ بتلیس و روپوش و فہم
مکاری اور بتلیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوق کا
کردن معشوق آل رانیز

اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم مکیر
عاشق نے کہا معاف کر میں آزما رہا تھا
من ۳ ہی دانستم بے امتحان
میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا
آفتابی نام تو مشہور و فاش
تو مشہور ہے تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے
تو منی من خواستن را امتحان
تو میں ہوں میں اپنا امتحان
انبیاء را امتحان کردہ عدات
وہنبو نے انبیاء کا امتحان لیا ہے
امتحان چشم خود کردم بہ نور
میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا
تائبہ بینم ت حریفی یا سیر
تاکہ سمجھ لوں کہ تو یاد مجلس ہے یا پہلہ نشین
لیک باشند کے خبر ہچو عیال
لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے
چہ زیانست ار بکرم ابتلاش
کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟
می کنم ہر روز در سود و زیال
نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں
تلشدہ ظاہر از اینثال معجزات
حتی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے
ایک چشم بدز چشمان تو دور
اے وہ محبوبہ! کہ تیری آنکھوں سے چشم بد دور ہے

۱۔ دیگ۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ
دھوئیں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن
گوشت کچا رہا ہشت۔ میں نے
تجھے آٹھ سال تک آتش فراق سے
جوش دیا لیکن تیری خای میں کوئی
چختلی نہ پیدا ہوئی۔ خای۔ اگر ہزار
مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا پھر بھی
تیری خای اندر نہ ہوگی عورت گھوکا جو
خوش پتھر چلا جائے پھر گری سے بھی
نہیں پکتا ہے مویزند۔ اگر پختہ ہو
جانے کے بعد تفتی بنتا ہے۔

۲۔ عذر۔ اب عاشق نے مکاری
سے عذر خواہی کی اور ہے اس کی غلطی تو
جیہ شروع کر دی۔ گفت۔ عاشق
نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس
لئے کیا تھا کہ تجھے آزمائش دکھائی پڑے
راہی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے
حریف۔ یا۔ سیر۔ متو۔ پہلہ
نشین۔

۳۔ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک
ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے
لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی
روز روشن کی طرح ظاہر ہے آزمائے
سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔
انبیاء۔ وہنبو نے انبیاء کو آزمایا اور ان
سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت
اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں
اتحاد ہے۔ تیرا امتحان حاصل میرا
امتحان ہے اس میں تیرے معجزے کی
کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں
نے حاصل اپنی آنکھ کو آزمایا اس میں
تیری ندامتی ہے موقع ہے۔



ایں اہمال ہنچو خرابہ است و تو گنج

یہ دنیا کھنڈ کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے

زاں پچھاں بے خردگی کردم گزاف

میں نے اس لئے لکھی لغو بے عقلی کی

تاز بانم چوں خرا ناے نہد

تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے

گر شدم در راہ حرمت را ہزن

اگر میں تیری رحمت کا ڈاکو بن جاؤں

جو بشمشیر خود اے شاہم ملکش

اے میرے شاہ! مجھ کو اپنی تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قتل نہ کر

جو بدست خود مہرم پاو سر

میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ سے کاٹنا

از جدائی بازی رانی سخن

تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے

در سخن آبادم ایندم راہ شد

بات کر سننے کا اب راستہ نکل آیا

پوستہا س گفتیم و مغز آمد دفیں

ہم نے چمکے بیان کر دیے اور مغز چھپا دیا

گز خطائے آمد از ما در وجود

اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے

اتحاں کردم مرا معذور دار

میں نے اتحاں لیا مجھے معذور سمجھ

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلمیس اورا

معشوق کا عاشق کے عذر اور تلمیس اورا

کہ سوئے مار و سوئے تست شب

کہ ہلکی جانب دن اور تیری جانب رات ہے

۱۔ ایں جہاں عالم خراب میں تو
خزانہ اگر خزانہ کی جستجو کی جائے تو اس
میں کوئی عیب نہیں ہے۔ زان۔ یہ
میری بھونگی اس لئے غمی کہ امتحان
کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری سنگی
کا اظہار کر سکوں۔ تاز بانم۔ یعنی جب
میں زبان سے تیری تعریف کروں تو
آنکھ چشم دید گواہی دے۔

۲۔ گر شدم اگر میں نے آپ کی
آہر پڑی کی ہے۔ تلوار حاضر ہے اور
کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کر
دیجئے۔ جز۔ تلوار سے قتل کر دیجئے
جدائی کے در پھل نہ کیجئے۔ بدست
خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا
دوسرے سے قتل نہ کرنا کیونکہ میں
تمہارے ہاتھ کا ملک نہیں ہوں۔ از
جدائی۔ خدا کے لئے جدائی کی بات نہ
کرنا۔ جو چاہے کہ سخن۔ یعنی میں
اپنے اور عذر دہی بیان کر سکتا ہوں لیکن
وقت تنگ ہے۔

۳۔ پوستہا۔ عاشق کہتا ہے کہ
معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں
نے کہی ہیں۔ لیکن بھی حقیقت کا
پورا اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ گر
خطائے۔ اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو
اب اس کو معاف کر دے۔ چوں۔
اب میں اپنے فعل پر نہایت کا اظہار
کرتا ہوں مجھے معاف کر دے کہ
سوئے۔ یعنی چالی میرے ساتھ ہے
اور تو جھوٹا ہے۔

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلمیس اورا

معشوق کا عاشق کے عذر اور تلمیس اورا

کہ سوئے مار و سوئے تست شب

کہ ہلکی جانب دن اور تیری جانب رات ہے

حیلہ! ہائے تیرہ اند داری
غللہ حیلے انصاف کے موقع پر
ہر چہ در دل داری از مکر و رموز
تو جو کچھ مکر اور اندھے دل میں رکھتا ہے
گر بہ پوشش زیندہ پروری
اگر ہم اس کو بندہ پروری کی وجہ سے چھپا رہے ہیں
از پند آموز کاظم در گناہ
باپ سے یکے لے یکے حضرت آدم کنوے بد سے
چوں بدید آں عالم لاسرار را
جب انہوں نے اس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا
بر سر خاکستر لڈہ نشست
” غم کی راکھ پر بیٹھ گئے
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و س
بس انہوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا، کہا
دیدہ جانداران پنہاں ہچو جاں
انہوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا
کہ ہلاش پیش سلیمان مور بارش
کہ خبردا سلیمان کے سامنے چوٹی بن جا
جو مقام راستی یکدم مایست
سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر
کہ اگر از پند پالودہ شود
اندھا اگر بصیرت سے پاک و صاف بن جائے
آدم! تو نیستی کو راز نظر
اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو
عمر ہا باید بنادر گاہ گاہ
عمریں چاہیں بہت کم ہوتا ہے اور کبھی کبھی

پیش بینیاں چرامی آوری
ظہنوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟
پیش ما رسوا و پیدا ہچو روز
ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں
تو چرا بے رُوئی از حد می بری
تو کیوں حد سے زیادہ بے لگائی کر رہا ہے؟
خوش فرود آمد بسوئے پارنگاہ
خوشی سے جوتوں کی جگہ اتار آئے
بر دوپا استاد استغفار را
تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
وز بہانہ شاخ تاشاخے نجست
اور بہانے لے لیک شاخ سے شاخ پر چلا گئے
چونکہ جانداروں بدید از پیش و پس
جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا
دور باش ہر یکے تا آسمان
ہر ایک کا ”شاخہ نیزہ آسمان تک تھا
تانہ بشگافد ترا ایں دور باش
تاکہ تجھے یہ ”شاخہ نیزہ نہ پہنچا دے
ہیج لالا مرد را چوں چشم نیست
انسان کا کوئی خادم آگہ جیسا نہیں ہے
ہر دے او باز آلودہ شود
”پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا
لیک اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِيَ الْبَصَرُ
لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھ ہی ہو جاتی ہے
تاکہ بینا از قضا اقتد بچاہ
کہ آنکھوں والا گناہ سے کنوے میں گرے

۱۔ حیلہ ظہنوں کے سامنے عقلی
دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ ہر چہ
تیرے ہر مکر سے ہم واقف ہیں۔ اگر
اگر ہم بندہ نواری کی وجہ سے چشم پوشی
کر رہے ہیں تو تجھے بے حیائی سے
کام نہ لینا چاہیے۔ اور اپنا انسان کو
اپنے باپ حضرت آدم سے معافی کا
طریقہ سمجھنا چاہیے۔

۲۔ چوں۔ حضرت آدم سے جیسے
ہی عقلی کارکناب ہوا تو حیلہ بہانہ
کرنے کی بجائے فوراً معافی کے
لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر
پر بیٹھ گئے۔ ہذا بہانہ بہانہ بازی میں
ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی
طرف منتقل نہ ہوئے۔ چاندراں۔
یعنی ملائکہ۔ دور باش۔ ”شاخہ نیزہ آجو
چادوں ہاتھ میں لے کر بادشاہ کے
آگے چلا تھا۔

۳۔ کہ حلا فرشتے کہتے تھے کہ
سلیمان یعنی خدا کے سامنے چوٹی
یعنی حقیر بن جاؤ ورنہ نیزہ ہلاک کر
دے گا۔ لالا غلام۔ چوں چشم۔ چونکہ
انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آمادہ
کر دے کہ۔ یعنی جیسے چشم بصیرت
حاصل نہیں ہے اگر وہ دیکھ ہی کرتا ہے
تو اس پر قائم نہیں رہتا ہے۔ آریل
حضرت آدم کو چشم بصیرت حاصل تھی
لیکن قضاء خداوندی کے سامنے مجبور
ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمر ہا چشم
بصیرت والا گناہ میں بہت کم جلا ہوتا
ہے۔

۱۔ کھرا اگر چشم بصیرت نہیں ہے
پھر اس کا اندھا پن ہر وقت اس کو
مصیبت میں مبتلا کرتا رہتا ہے
وحدت۔ پھر اس کی یہ حالت ہوتی
ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس مصیبت
کا سبب اندھونی ہے یا روئی۔ در
کے اندھے پر منکب چھاور کر دیتا بھی
یہی سمجھے گا کہ وہ میرے بدن کی خوشبو
ہے کی کاٹنی احسان نہیں ہے۔

۲۔ پس۔ خدا کی کو آنکھیں عطا
فرماوے تو وہ اس کی تربیت کرنے
میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر
ہیں ہر مضر اور برائی سے اس کو بچا سکتی
ہیں۔ خاصہ دل کی آنکھیں جسمانی
آنکھوں سے بد جدا افضل ہیں۔

۳۔ بعد نیک۔ یہاں پہنچ کر مولانا پر ایک
کیفیت طاری ہوئی ہے اور بلا وجود
اسرار کے بیان کے اس کو نا کافی سمجھتے
ہیں فرماتے ہیں کہ انفس اسرار کے
بیان کے لئے بہت سے موانع پیش آ
گئے ہیں۔ ہائے بستہ۔ نیز رو
گھڑے کے گر باؤں باندھ دیے
جائیں تو اس کی خوش رفتاری ختم ہو
جاتی ہے ایسے سخن۔ اسرار و حکم بمنزلہ
سولی کے ہیں اور اللہ کی غیرت ان
کے لئے بمنزلہ چلی کے ہے۔ غیرت
غلوئی ان کو چپیں ڈالتی ہے۔

۴۔ ذر۔ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے
اور پس جائے تو بھی اس کا سرمہ
آنکھوں کو دھن کر دیتا ہے اسی طرح
اسرار و حکم اگر پورے طور پر بیان نہ ہو
سکیں تو بھی قائمہ سے خالی نہیں
ہیں۔ اے ذر۔ موتیوں کا ٹوٹ جانا
زیادہ قابل غصوں نہیں ہے کیونکہ
بہر حال وہ مفید رہتے ہیں۔
چشمیں۔ دیکھنے کوئے ہوئے اسرار و
حکم کو جو کر کہنا ہی ہے خدا ان کو بوجھ
حالت میں کر دے گا۔

کوہ ارا خود اس قضا ہمارا اوست
اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
در حدث افتد نداند بوی چیست
وہ ناپاکی میں گرتا ہے نہیں سمجھتا کہ بدو کس چیز کی ہے
ور کسے بروے کند مشکے نثار
اگر کئی اس پر مشک چڑکے
پس او چشم روشن اے صاحب نظر
اے صاحب نظر! رو روشن آنکھیں
خاصہ چشم دل کہ آں ہفتاد پوست
خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ستر نہیں ہیں
اے دریا ہر نال بنشتہ اند
ہائے انفس! ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں
پاکی بستہ چوں رو خوش را ہوار
عمہ گھڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟
ایں سخن اشکتہ می آید دلا
اے دل یہ بات ٹوٹی پھوٹی ہو رہی ہے
در سح اگرچہ خرد و اشکتہ شود
موتی خواہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
اے دراز اشکتہ خود بر سر مزین
اے موتی! اپنے ٹوٹنے پر سر نہ بیت
بچمچیں اشکتہ بستہ گفتی ست
ای طرح ٹوٹا ہوا، جو کر کہنا ہے

کہ مر اوا افتادن طبع و خوست
کیونکہ گناہ اس کا حراج اور عادت ہے
از من ست ایں بوی یاز آلود گیسٹ
یہ بدبو مجھ میں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے
ہم ز خود داند نہ از احسان یار
وہ اپنی جانب سے سمجھے گا نہ کہ دوست کے احسان سے
بہتر از صد ما در ست و صد پدر
سینکڑوں باؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں
وین دو چشم حس خوشہ چین اوست
اور جس کی یہ دونوں آنکھیں اس کی خوشہ چین ہیں
صد گرہ زیر زبانم بستہ اند
جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گرے ہیں لگا دی ہیں
بس گراں بند نیست ایں معذور دار
معذور رکھ یہ بہت بھاری بیڑی ہے
کایں سخن در ست و غیرت آسیا
کیونکہ یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ کی غیرت بھی ہے
توتیلی دیدہ نخستہ شود
پید آنکھ کا تو تھا ہوتا ہے
کز شکستن روشنی خواہی شدن
اس لئے کہ تو ٹوٹنے سے روشنی بنے گا
حق کند آخر در ستش کو غنی ست
بالآخر اللہ تعالیٰ اس کو دست کر دے گا وہ بے نیاز ہے



۱۔ گندم یہ گیہوں پس جانے کے بعد بھی مٹی ہے آئین کر دینی پکانے کے کام میں آجاتا ہے تو ہم عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر عادت کا اظہار کرے اور چوٹی چیز کی باتیں نہ بنائے۔ آنکھ صبح ولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی بہترین ہیرت اختیار کرے۔ حضرت آدمؑ نے اپنی خطا پر فاطمہؑ کا ہاتھ شروع کر دیا تھا یہی نبی آدمؑ کے لئے بھی مناسب ہے۔ ابلیس شیطان نے اپنی غلطی برادر شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی یعنی شیطان کا یہ کہنا خفگی من بول و خفگی من بطن۔ تو نے مجھ سے پیدا کیا ہے اور اس کوئی سے اگر تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب چھپانے والا بنائے تو مجھے ایسا کر پھر دیکھا لیتا تیرا انجام بھی وہی ہوگا جو اس کا ہوا ہے۔

۲۔ آں ابوجہل۔ ابوجہل نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا تھا اس پر آنحضرتؐ نے طلب کیا تھا اس پر آنحضرتؐ سے حق اقرار کا معجزہ رونما ہوا تھا۔ غز۔ ترکوں کو ایک خون ریز قوم ہے۔ دید۔ ابوجہل کو معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔ ایک۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی معجزہ طلب نہ کیا اور کہا کہ یہ منہ بھی جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تقدیر کر

دی۔

۳۔ کے زند۔ غریب کا امتحان لینا عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ تو مخالفت کی دلیل ہے۔ گفتن۔ اس۔ یہودی کی بات کا نشانہ بھی یہی تھا کہ حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ کا زمانا میں تو انہوں نے ہی جواب دیا کہ میں اللہ کو زمانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

بزدکاں آمد کہ نک نان درست مکان پر آیا۔ کہ یہ اب تم روئی ہے آب و روغن ترک گن اشکستہ باش چکنی چڑی بات چھوڑ شکستہ بن فتحہ انا ظلمنا می و مند وہ بیشک ہم نے ظلم کیا کام بھرتے ہیں ہچو ابلیس لعین سخت رو ذمیت ملعون شیطان کی طرح در ستیز و سخت روئی تو بکوش تو جھگڑے اور ذمائی میں کوشش کر خواست ہچوں کینہ و در ترک غزے کینہ و ترک غز کی طرح مانگا معجزات از مصطفیٰ شاہ مہیں معجزے شاہ اعظم مصطفیٰ سے

دید و نفرودش ازالا بہ شک اس نے دیکھا اس نے اس میں بجز شک کے کچھ اضافہ کیا۔ گفت ایں رو خود نہ گوید جو کہ راست اس نے کہا یہ چہرہ بجز جاک کے کچھ نہیں کہتا ہے امتحان ہچو من یارے کنی کہ مجھ جیسے دوست کا امتحان کرے

گندم از شکست وز ہم و شکست گیہوں اگر ٹوٹا اور ریزہ ریزہ ہو گیا تو ہم عاشق جو جرئت گشت فاش اس عاشق! تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی آنکہ فرزندان خاص آمدند جو حضرت آدمؑ کی خصوصیات ولاد ہیں حلاوت خود غرضہ گن جُت جُجو اپنی ضرورت پیش کر دلیل نہ تلاش کر سخت روئی گرو را شد عیب پوش اگر ہٹائی اس کی عیب پوشی ہی ہے آں ابوجہل از پیغمبر معجزے ابوجہل نے پیغمبرؐ سے معجزہ از ستیزہ خواست ابوجہل لعین ملعون ابوجہل نے جھگڑے سے چاہے معجزہ جُست از نبی ابوجہل سنگ ابوجہل کتنے نے نبیؐ سے معجزہ طلب کیا لیک آں صدیقؓ خود معجز خواست لیکن صدیقؓ نے کوئی معجزہ نہ مانگا کے رسد ہچو توئی راگز منی تجھ جیسے کہ کب حق پہنچتا ہے

گفتن جہودے امیر المومنین علیؑ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ ایک یہودی کا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ داری از سر اس کو شک خود را بند از وجواب آں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا ہے تو اس اونچے قلم پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا



مر تفتیٰ را گفت روزے یک عنودا
ایک سرکش نے ایک روز مرتضیٰ سے کہا
بر سرِ بابے و قصرے بس بلند
بالا خانہ اور بہت بلند قلعہ پر
گفت آ رہے او حفیظ ست غنی
فرمایا ہاں وہ تمہارا ہے اور بے نیاز ہے
گفت خود را ہیں در فتن تو ز بام
اس نے کہا ہاں اپنے آپ کو بالا خانہ سے گرا دیجئے
تا یقین گردد مرا ایقان تو
تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے
پس ۲ امیرش گفت خاش گن برو
تو امیر نے اس سے کہا خاموش ہو جا چلا جا
کے رسد مر بندہ را گو با خدا
بندہ کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول
بندہ کیا مجال ہے کہ وہ بیہوشی سے
آں ۳ خدا را می رسد کو امتحان
یہ خدا کا حق ہے کہ وہ آزمائے
تا بما مارا نماید آشکار
تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھا دے
پچ آدم گفت حق را کہ ترا
حضرت آدم نے بھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرا
تابہ ینم غلبت حلت شہا
تالہ شہادۃ میں تیری برادری کی انتہا دیکھ لوں
عقل تو از بس کہ آمد خیرہ سر
چونکہ تیری عقل گستاخ ہے

کوز تعظیم خدا آگہ نبود
جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا
حفظ حق را و اتقی اے ہوشمند
اے ہوشمند! آپ اللہ کی تمہاری سے واقف ہیں
ہستی مارا ز طفلی و منی
بچپن اور نطفہ کی حالت سے ہمارے وجود کا
اعتمادے گن بحفظ حق تمام
اللہ تعالیٰ کی تمہاری پر مکمل بھروسہ کیجئے
و اعتقاد خوب با برہان تو
اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا
تا نگرد و جانت زیں جرأت گرو
تاکہ تیری جان اس جرأت سے پس نہ جائے
آزمایش پیش آرد ز ابتلا
امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے
امتحان حق کند اے گنج گول
اے حق بے قوف! اللہ کا امتحان کرے
پیش آرد ہر دمے بانبنگاں
ہر وقت بندوں کو
کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار
کہ ہم غنی کیا عقیدہ رکھتے رہیں
امتحان کردم دیں جرم و خطا
اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے
وہ کرا باشد مجال ایں کرا
ہاں یہ مجال کس کو ہے
ہست عذرت از گناہ تو بتر
تیرا عذر گناہ سے بھی بتر ہے

۱۔ عنود۔ سرکش۔ بر سرِ بابے
یعنی حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر ہمیں
یہ یقین ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرتا
ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے
آپ کو گرا کر دیکھو۔ گفت۔ حضرت
علیؑ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ
میرا محافظ ہے۔ منی۔ یعنی لطفہ۔
خود۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو
بلند جگہ سے گرو تا کہ مجھے بھی اس کا
یقین آجائے کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر
بھروسہ ہے۔

۲۔ پس۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کو آزمانا اللہ تعالیٰ کی جناب
میں گستاخی ہے جو تباہی کا سبب بن
جائی ہے ابتلا۔ آزمائش۔ پچ۔ کو مفر۔
گول۔ خوش۔

۳۔ آں خدا را آزمائے کا حق خدا
کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ
تمہارا عقیدہ دراصل کیا ہے حضرت
آدمؑ نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا
کہ میں نے تو اپنے خدا تیرے علم کو
آزمائے کے لئے غلطی کی ہے تاہم
ینم۔ حضرت آدمؑ نے غلطی کی کہ
یہ نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے
کی ہے کہ تیری برادری کو آزمائوں۔
خیرہ۔ بے ہودہ۔

آنکھیں اُو افراشت سَقَفِ آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے
اے ندانستہ تو شر و خیر را
اے وہ کہ تو شر و خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کر دی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بد استی کہ شکر دانہ
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے
پس بدال بے امتحانے کہ آکہ
پس جان لے کر امتحان لئے بغیر خدا
ایں بدال بے امتحان از علم شاہ
یہ جان لے کر بغیر امتحان کے جبکہ تو اللہ کے علم میں
ہج س عاقل افگند دُر شمیم
کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را حکمے آگے
کیونکہ کوئی باجر دانا گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا و ہرست
وہ شیخ جو پیشوا و رہبر ہے
امتحان گرنی در راہ دیں
اگر تو دین کے راستہ میں اس امتحان کرے گا
جرات جہلت شود عریان و فاش
تیری بیباکی اور جہالت ننگی اور ظاہر ہو جائے گی
گریباید ذرہ سنجہ کوہ را
اگر ذرہ پہاڑ کو تولے
کز قیاسے خود ترازو می تند
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے

توچہ دلی کردن اُورا امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جائے؟
امتحان خود را گن آنکہ غیر را
پہلے اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائے گا
پس بدانی کامل شکر خانہ
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ جنت کا کامل ہے
شکرے نفرستد نا جاہ گاہ
بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سری نفرستد در پار گاہ
سردار ہے تجھے جوتیوں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مُستراح پُر جمیں
نجات سے بھرے ہوئے بیت الخلا میں
ہج نفرستد بانبار کہے
یہی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے
گر مُریدے امتحان کرد اُو خرسند
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ مرید گدھا ہے
ہم تو گردی ممتحن اے بے یقین
اے غبی! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
اُو برہنہ کے شود نویں اقتتاش
وہ اس تقیث سے نکاب ہو گا؟
بَر دَر دِزِاں کہ ترا زو ش اے فتی
اسے فوجوں! اس پہاڑ سے اس کی ترا لوٹ جائے گی
مرد حق را در ترا زو می کند
اللہ تعالیٰ کے ولی کو ترازو میں رکھتا ہے

۱۔ آنکھ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا
امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندانستہ۔
انسان کو خواہے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا امتحان لینا
چاہیے امتحان خود جب انسان خود اپنا
امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲۔ بچوں بڑا سستی۔ جب تو جان
لے گا کہ جنت کے قابل ہے تو سمجھ
جائے گا کہ جنتی ہے پس بدال۔
۳۔ اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا امتحان
قراردیتا ہے۔ ایں بدال۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باعزت کو وکیل
نہیں کرتا ہے۔
۴۔ پتھ پتھ۔ قیمتی موتی کو کوئی
عقلمند بھی پاناس میں نہیں پھینکتا ہے تو
اللہ تعالیٰ نیکیوں کو دوزخ میں کیسے بھیج
دے گا۔ مستراح۔ بیت الخلا۔
زانکہ۔ یہ گہوں کوئی عقلمند بھوسے میں
نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بدلوں کا
امتحان لینا بڑی بات ہے تو مرید کا شیخ
کا امتحان لینا گدھا پن ہے
امتحان۔ شیخ کا امتحان لے گا تو مرید
خود ذلیل ہو جائے گا۔ اقتتاش۔
تقیث کرنا۔ گریباید۔ مرید شیخ کے
سامنے ایک ذرہ ہے۔ کز قیاسے۔
مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا
ہے۔ کز قیاسے۔ ترازو میں کیسے سا سکتا ہے
۵۔ اولیٰ و ترادوٹ جائے گی۔

چوں گنج او بجزانِ خرد
جب کہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں ماتا ہے

امتحان! بچوں تصرفِ دالِ درو
امتحان لینا اس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ
چہ تصرفِ کردِ خولیدِ نقشہا
نقوش پر نقوشِ نقاش کا کیا امتحان

امتحانے گر بدانت و بدید
اگر ان نقوش نے امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے

چہ قدرتِ باشدِ خواہی صورت کہ بست
یہ صورت جو اس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی

دوسرے اس امتحانِ چوں آمدت
جبکہ اس امتحان کا تجھے دوسرے آیا

چوں چنیں دواں دیدی زود زود
جب تو ایسے دوسرے محسوس کرے بہت جلد

سجدہ گہ را تر گن از لشکِ رواں
سجدوں کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے ترک کر دے

آں اہلِ کت امتحانِ مطلوبِ شد
جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا

ہیں چو دواں آمدت در امتحان
خبردار جب آنے کے سلسلہ میں تجھے دوست آئیں

تا نگہ دارد ترا آں ممتحن
تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے

اے ضیاء الحق حُسامِ لدینِ بیا
اے ضیاء الحق حُسامِ الدین آ جا

۱۔ امتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گویا
شیخ پر تصرف کرنا ہے شیخ نے ہی اس
کو کشف و تصرف کھلیا ہے اور اس
میں قوت تصرف اور کشف شیخ کے
نقوش پر نقوشِ نقاش کا کیا امتحان
لے سکتے ہیں۔ امتحانے اگر کشف
کے ذریعہ اس کے مقام کو آزماتا ہے تو
یہ کشف بھی شیخ ہی کا عطا کردہ ہے
۲۔ چہ قدرت۔ یہ کشف شیخ کے
کشف کے بالمقابل کچھ ہے
دوسرے شیخ کو آزمانے کا دوسرے بھی
دل میں آتا مرید کی جانی کا سبب
ہے۔ چوں چنیں۔ جب مرید کے
دل میں پیدا ہوں تم کے دواں پیدا
ہوں تو مرید کو فوراً توبہ کرنی چاہیے اور
اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی
معافی مانگی چاہیے

۳۔ آں رواں۔ جب مرید میں
ایسے دواں آئیں تو وہ سمجھ لے کہ اس
کے دین پر جانی کا خطرہ ہوں ہو گئے
ہیں۔ خُذ ب۔ ایک گھاس وہ جس کا
مکان پر آگنا مکان کی برابری کی
علامت ہے۔ اے ضیاء الحق۔ چونکہ
پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ
تیرے دین کی مسجد میں خُذ ب گھاس
آگ آئی ہے تو اب مولانا کا ذہن مسجد
اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں
خُذ ب گھاس آگ آئی تھی۔ چنا۔ یعنی
حضرت داؤد کا مسجدِ اقصیٰ تعمیر کرنے کا
قصہ

پس ترازوئے خرد را بر درو
تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے
رو تصرف بر چنناں شاہے مجو
جا، ایسے شاہ پر تصرف نہ کر
بر چنناں نقاش بہر ابتلا
ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے
نے کہ ہم نقاشِ آں بروے کشید
کیا نقاش ہی ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے
پیش صورتہا کہ در علم و یست
ان صورتوں کے بالمقابل جو اس کے علم میں ہیں
بخت بدواں کلمہ و گردن زدت
تو سمجھ کہ بدیہی آئی اور اس نے تیری گردن ماری ہے
با خدا گردو درآ اندر سجود
خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر
کہ خدا یا وارہانم زیں گماں
کہ اے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیدے
مسجدِ دین تو پر خُذ ب شد
تیرے دین کی مسجد خُذ ب گھاس سے بھر گئی
باز گردو رو بحق آر آں زماں
پلٹ جا اور فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے
از گمان و امتحانِ انس و جن
انس و جن کے گمان اور امتحان سے
قصہ داؤد برگو و پنا
حضرت داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا



قصہ مسجد اقصیٰ و خروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام
مسجد اقصیٰ اور خروب اگے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
پیش از سلیمان بر بنائے آل مسجد و مقوف شدن آل
سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا رک جانا

۱۔ چوں۔ حضرت سلیمان سے
پہلے حضرت داؤد نے مسجد اقصیٰ کی
تعمیر کا ارادہ کیا۔ وحی اللہ تعالیٰ نے
حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے
روک دیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم
اس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا میری کیا خطا ہے
کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا
ہے۔ بے جرمے حضرت داؤد
جب خوش الحانی سے یہودی بڑھتے تھے
تو بہت سے سننے والے جہاں جہاں جاتے تھے۔

۳۔ گفت مغلوب۔ حضرت داؤد
نے فرمایا کہ میں زیور پڑھتے وقت
جوش اور عشق خداوندی میں مغلوب
ہوتا ہوں۔ اور دست قدرت سے
میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے
ہیں۔ جوشاہ کا جنون ہوتا ہے وہ
قابل رحم اور فانی ہوتا ہے اس پر کوئی
مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے مغلوب تو بلکہ یہ
معدم نہیں ہے صرف اے اوصاف
کو اللہ کے اوصاف میں گم کر دینے
کا اعتبار ہے معدوم ہے۔ اقصوا
۔ یہ سن لے آتشیں۔ جو اس طرح
کا معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات
ہے۔

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بنگ
کہ مسجد اقصیٰ کی بنیاد سے تعمیر کریں
کہ زومت بر نیاید ای مکان
کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہو گا
مسجد اقصیٰ بر آری اے گزین
مسجد اقصیٰ کو اے فخر! بلند کرے

کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا
خون مظلوماں بگردن بردہ
مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں
جاں بداند و شدند آزار شکار
جان دیدی اور وہ اس کے شکار بن گئے
بر صدائے خوب جاں پرداز تو
تیری حسین جان کو مشغول کرنے والی آواز کی وجہ سے
دست من بر بستہ بود از دست تو
میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا
نے کہ الْمَغْلُوبُ كَالْمَعْلُومِ يُوَدُّ
کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟
جو بہ نسبت نیست معدوم اقصوا
معدوم ہونا محض نسبتی ہوتا ہے، سنو
بہترین ہستیا افتاد و رفت
وہ تو فربہ اور بہترین موجودات میں سے ہے

چوں درآمد عزم داؤدی بہ ننگ
جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا
وحی گردش حق کہ ترک این بخواں
اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ
نیست در تقدیر ما آنکہ تو این
ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس

گفت ۲ جرم چیست لے دانای راز
انہیں نے کہا سلام کیجئے لایعیری کیا خطا ہے
گفت بے جرمے تو خونہا کمرہ
فرمایا تو نے بغیر کسی کی جرم کے بہت خون کئے ہیں
کہ ز آواز تو خلقے بے شمار
کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے
خون سے رفت ست بر آواز تو
تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں
گفت ۳ مغلوب تو یوم مسبت تو
انہیں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب اور تیرا مست تھا
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم یوَدُّ
کیا ایسا نہیں کہ شہ کا مغلوب قابل رحم ہوتا ہے؟
گفت اے مغلوب معدومیت کو
اللہ نے فرمایا اے مغلوب اتیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟
انچنین معدوم کو از خویش رفت
ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

اَوَّلُ بِهٖ نِسْبَتٌ بِاصْفَاتِ حَقِّ فَنَاسْتِ

اس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے

جملہ ارواح در تدبیر اوست

تمام روہیں اس کے انتظام میں ہیں

آنکہ او مغلوب اندر لطف ماست

جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے

منتہی اختیار آنت خود

خود اختیار کا اخیر یہ ہے

اختیارش گر نبودے چاشنی

اگر اس کا اختیار لذت نہ ہوتا

در جہاں گر لقمہ و گر شربت است

دنیا میں خواہ کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے

گرچہ از لذات بے تاثیر شد

اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے

ہر کہ او مغلوب شد مرحوم گشت

جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا

نے چٹاں معدوم کز لیل و جود

ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے

بلکہ والی گشت موجودات را

بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے

بے مثال و بے مکان و بے نشان

بے مثال کے اور بے مکان اور بے نشان کے

بے شکل و بے سوال و بے جواب

بغیر اشکال اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

در حقیقت در فنا اورا بقاست

حقیقت فنا میں اس کی بقا ہے

جملہ اشباح ہم در تیر اوست

تمام اجسام بھی اس کی قدرت میں ہیں

نیست مضطر بلکہ مختار ولاست

وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے

کا اختیارش گردد اینجا مفقود

کہ اس کا اختیار اس جگہ گم ہو جائے

کے بکشتے آخر او نحو از منی

تو وہ خوبی س نحو نہیں ہوتا؟

لذت او فرغ نحو لذت است

اس کی لذت نحو کی لذت کی شاخ ہے

لذتے بود او و لذت گیر شد

وہ بھی ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کر لیا

در بحار رحمتش معدوم گشت

وہ اس کی رحمت کے سمندروں میں معدوم ہو گیا

ہج بروے چربد اندر گاہ جود

کوئی سخاوت کے وقت اس پر غالب آنے کے

بے گمان و بے نفاق و بے ریا

بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے

بے زمان و بے چین و بے چٹاں

بغیر زمانہ اور بغیر ایسے اور ویسے کے

م مزن واللہ اعلم بالصواب

م نہ مار اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ اس نے اپنے آپ کو انسانی صفات میں فنا کر دیا ہے جو اس کی فنا و اصل بقا ہے۔ جملہ اب اس فانی فی اللہ اور بانی باللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام روہیں اس کے زیر تصرف ہیں اور تمام اجسام اس کے زیر تمکین ہیں۔ اشباح یعنی اجسام آنکھ جو ہم میں فنا ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ وہ مجبور ہونے کی وجہ سے با اختیار رہے۔ ولا دوستی۔

۲۔ منتہا ہے۔ بندہ کا اعلیٰ درجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات میں گم ہو جائے۔ اختیارش اس کو اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ وہ جہاں دنیا کی تمام تر لذتیں خواہ کھانے کی خواہ یا پینے کی وہ اس پر ہی مبنی ہیں کہ اس چیز کی لذت کو مٹا دیا جائے۔ گرچہ فانی فی اللہ اگرچہ دنیاوی لذتوں کو مٹا دیتا ہے لیکن یہ ترک لذت اس کے لئے لذت بن جاتی ہے۔

۳۔ ہر کہ اور جو صفات باری سے مغلوب ہو گیا وہ اللہ کی رحمتوں کے سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا مستحق ہو گیا ہے۔ نے چٹاں معدوم لیکن وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود اس پر غالب آنے کے بلکہ ایسا فانی فی اللہ موجودات پر سحران بن جاتا ہے۔ بے مثال۔ اب نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لازماً ہی ہے اور کم و کیف سے بھی جدا ہے اس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ سوال جواب کا موقع ہے بس خاموشی اختیار کر لے۔



ہست جانے در ولی و در نبی! دلی اور نبی میں اور جان ہے
تو مجھو اس اتحاد از روح باد تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر
ور گشد بار ایں نگرود آں گراں اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھ نہیں ہوتی
از حسد میر و چو بیند برگ او اگر اس کا ساز و سلان بکھتی ہے تو حسد سے مرنے ہے
مُتَّحِدِ جانہائے شیران خداست خدا کے شیروں کی جان متحد ہے
کال یکے جاں صد بُود نسبت بحکم کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے
صد بُود نسبت بصحنِ خانہا گھروں کے صحن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے
چونکہ بر گیری تو دیوار از میاں جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے
مومنان باشند نفسِ واحدہ مومن ایک جان بن جائے گے
زانکہ بُود مثل س باشد ایں مثال کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثال ہے
تابہ شخصِ آدمی زاوِ دلیر بہادر آدمی کے وجود کے اعتبار سے
اتحاد از رویِ جلبازی نگر بہادی کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

باز غیر عقل و جان آدمی پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ
جان حیوانی ندارد اتحاد حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے
گر خورد ایں ناں نگرود سیر آل اگر یہ روٹی کھانے میں دھری کا پیٹ نہیں بھرتا
بلکہ ایں شادی کند از مرگ او بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی منائی ہے
جانِ گرگان و سگاں ہر یک جداست بھیڑ بولہ اور کتوں کی جان ہر ایک جداگانہ ہے
جمع جمع جانہا شاں من باسم میں نے ان کی جانوں کے لئے اسم جمع کا لفظ بولا
ہچوں آل یک نور خورشید سما جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور
لیک یک باشد ہمہ اتوارِ شاں لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے
چوں نماند جانہا را قاعدہ جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی
فرق و اشکالات آید رسیں مقال اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں
فرقہا بجد بُود از شخصِ شیر شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں
لیک در وقت مثال اے خوش نظر لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت

اور نبی انبیاء اور اولیاء کی روح انسانی ایک قوی تر لطیفہ آہلی ہے جان حیوانی روح حیوانی ہر حیوان میں جداگانہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک روح حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو دھری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے ان میں سے اگر ایک گراں بار ہوئی ہے تو دھری کو اس سے گرائی نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک روح حیوانی کی خوشی دھری کے رنج کا سبب ہے شیران خدا یعنی اولیاء اور انبیاء

۲ جمع لفظ ہم نے انبیاء اور اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا ہے حالانکہ وہ ایک ہے اس کا تعدد و تضاد جسموں کے تعدد و نسبت سے ہے ہجوم سورج کی وہی جبکہ مختلف حصوں اور مکاؤں پر پڑتی ہے تو اس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز ہے قاعدہ بنیاد یعنی جسم زین مقال یعنی روح انسانی کو سورج کے نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے اشکالات پیدا ہو جائے گے

۳ مثل مثل اور مثال میں یہ فرق ہے کہ مثل شئی وہ کہلاتی ہے جو اس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور مثال کا ہر صفت میں یکساں ہونا ضروری نہیں ہے اگر ایک ضروری نہیں ہے اگر ایک صفت میں بھی اتحاد ہے تو اس کو اس شئی کی مثال کہہ سکتے ہیں۔ فرقہا بہادر شخص کی شیر مثال ہے حالانکہ دونوں میں بہت کئی باتوں میں فرق ہے صرف بہادی میں یکسانیت ہے



کال دیر آخر مثال شیر بود
کہ " بہار شیر کی مثال ہے
مُتحد نقشہ ندارد ایں سرا
یہ دنیا کئی چیز روح کے ساتھ متحد نہیں رکھتی ہے
ہم مثال ناقصہ دست آدم
نیز ایک نامس مثال بیان کرتا ہوں
شب بہر خانہ چراغی می نہند
رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں
آں چراغ ایں تن بود نورش چو جال
"ہے چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح ہے
وال فہیلہ پنج دار داز حواس
"ہے پانچ حواس رکھتی ہے
بے خورد بے خواب نزدیک دم
بغیر کھائے اور سوئے آہا بل بھی نہیں جی سکتا
بے فہیل در و غش نبود بقا
اس کی بغیر پتی اور تیل کے بقا نہیں ہے
زانکہ نور علی اش مرگ جوست
کیونکہ اس کی پکار روشنی موت کی مقتضی ہے
جملہ سہجہائے بشر ہم بے بقاست
انسان کے تمام حواس فانی ہیں
نور حس و جان ناپایان ما
ہمارے فانی حس اور جان کا نور
لیک مانند ستارہ و ماہتاب
لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست مثل شیر در جملہ حدود
تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے
تاکہ مثلے و انما مر خرا
تاکہ تجھے مثل دکھا دوں
تاز حیرانی خرد را و خرم
تاکہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں
تا بنور آں ز ظلمت می رہند
تاکہ اس کی روشنی کی بنیاد میرے نجات حاصل کر لیں
نیست محتاج قہیل و این و آں
جو حق اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے
جملگی بر خواب و خورد ادا اساس
ان سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے
با خورد با خواب نزدیک نیز ہم
کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے
بہیل و روغن اوہم بیوفا
پتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے
چون زید کہ روز روشن مرگ اوست
کیسے جئے کیونکہ روشن دن اس کی موت ہے
زانکہ پیش نور روز حشر لاست
کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہے
نیست کُلی فانی ولا چون گیا
گھاس کی طرح بالکلے فانی اور معدوم نہیں ہے
جملہ محو اند از شعاع آفتاب
سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

۱۔ نیست مثل۔ بہار شیر کی مثل
نہیں ہے مثالی ہے متحد اس دنیا
میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی
مثل ہو تاکہ اس کے ذریعہ روح کو
سمجھایا جاسکے ہم مثال اگر چہ کوئی
چیز روح کی مثل نہیں ہے جس کے
ذریعہ اس کو سمجھایا جائے لیکن ایک
نامس مثال پیش کی جاتی ہے اس
چراغ جسم کو منور چراغ کے اور روح
کو اس کی روشنی جیسا مجھو روشنی جب
ہو سکے گی۔ جبکہ چراغ میں پتی ہو تیل
ہو اسی طرح جسم غذا و غیرہ محتاج
ہے قہیلہ چراغ کی پتی حواس۔
یعنی حواس غریبہ اساس بنیاد یعنی
حواس غریبہ جب کام کرتے ہیں جبکہ
حواس ضروری ہوتے ہوئے پر بھی
موقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
کہ چراغ بجی پورے ہوتے رہیں
تب بھی دفنا ہو جاتے ہیں۔ زانکہ
جس طرح چراغ باوجود پتی اور روغن
کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا
معدوم کر دیتا ہے اسی طرح جب
موت کا وقت آتا ہے تو یہ روح حیوانی
اور حواس معدوم ہو جاتے ہیں ان کے
لئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا
کہ چراغ کے لئے دن کا نکلتا۔
۲۔ جملہ سہجہائے۔ جس طرح
روح حیوانی کا ہونا نہیں ہے اسی طرح
روح انسانی کا بھی ہونا نہیں ہے حشر
میں کُلی رب کے سامنے اس کا بھی ہونا
نہ رہے گا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چون
گیا۔ اسی روح انسانی کی فنا گھاس
پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے
لیک۔ روح انسانی کی فنا ایسی ہے
جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی
میں ہوتی ہے۔



۱۔ آنچنانکہ سدح انسانی کی فنا کی
دوسری مثال ہے کہ پسو کے کاٹنے کا
دوسرا سبب کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا
ہے ایک تیری جانب۔ عموماً
تیسری مثال یہ ہے کہ سدح انسانی کی
محریت لکھی ہے جیسا کہ نگاہ شہد کی
کھینکے کڑے پانی میں محو ہو جاتا
ہے۔ دیکھئے۔ شہد کے حلال کی بڑی
کھینک اس قدر تعاقب کرتی ہیں کہ
پانی میں اگر غوطہ لگھا جائے تو وہ انتظار
کرتی ہیں کہ باہر نکلے پھر کاٹیں۔
۲۔ آب سبب مولانا انسانی بات
کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ
دوسرا حل شہد کی کھینک کا سا ہے اور
ان سے بچو کہ اللہ کے پانی کے
ذریعہ ہو سکتا ہے بعد ازاں۔ جب
انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی
طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر سکتی
ہے اور طبیعت دوسرا کوہ کرنے لگتی
ہے بعد اس کو جس دم بعد ذکر کئی وغیرہ کی
ضرورت نہیں رہتی ہے کہ سبب
خود اس کی طبیعت میں وہ خاص پیدا
ہو جاتے ہیں جو اس کا سبب تھے۔
۳۔ بس کسانے۔ جس طرح
روح انسانی بالکل فانی نہیں ہے اسی
طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی
موت فناء محض نہیں ہے بلکہ ان کے
لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ
صفات باری میں مستغرق ہیں۔ وہ
صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی
طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ
سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔
گزشتہ اے قرآن پاک میں ہے اِنِّی
کُفْتُ اِلَّا صَبِيحَةً وَاجِلَةً فَلَمَّا هُمْ
جَمِيعٌ لَّيْنًا مُخَضَّرُونَ۔ اس ایک
زور کی آواز ہوئی تو ایک دم سے سب
لوگ ہمارے حضور میں لا حاضر کئے
جائے گئے حضور۔ حاضر کئے جائے
گئے کا لفظ اس بات کو پتا دیتا ہے کہ
رو میں موجود ہیں معدوم نہیں۔

آنچنانکہ اسوز و درد زخم کیک
جیسا کہ پسو کے زخم کی سوز اور درد
آنچنانکہ عموماً اندر آب جست
جیسا کہ نگاہ پانی میں گھس جائے
میکند زنبور بر بالا طواف
شہد کی کھینک اور پھر کاٹتی ہیں
آب ۲ ذکر حق و زنبور اس زمان
اللہ کی یاد پانی ہے اور شہد کی کھینک اس وقت
دم بخور در آب ذکر و صبر گن
ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر
بعد ازاں تو طبع آں آب صفا
اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت
آنچنان کہ ز آب آں زنبور شر
جس طرح وہ شریر شہد کی کھینک پانی سے
بعد ازاں خواہی تو دور از آب باش
اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا
بس ۳ کسانے کز جہاں بگذشتہ اند
بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں
در صفات حق صفات جملہ مثال
ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں
گزشتہ اے قرآن نقل خواہی اے حروں
اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے
مُخَضَّرُونَ معدوم نبود نیک ہیں
ابھی طرح سمجھ لے حاضر کئے ہوئے معدوم نہیں ہوتے

محو گردد چوں در آید مارا لیک
محو ہو جاتا ہے جب ساپ تیری جان آ جائے
تا در آب از زخم زنبور اس برست
تاکہ پانی میں شہد کی کھینک کے کاٹنے سے نجات ملے
چوں بر آرد سر ندر اندیش معاف
وہ جس بر اصاتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں
ہست یاد ایں فلان و آں فلاں
اس فلاں اور اس فلاں کی یاد ہے
تار ہی از فکرو دسواں کہن
تاکہ تو فکرو اور پرانے خیالات سے نجات پالے
خود گیری جملگی سر تاپا
سر سے پاؤں تک خود اختیار کر لے گا
میگر یزد از تو ہم گیر و حذر
بجائی ہے تجھ سے مجھ سے ڈرے گی
کہ بسر ہم طبع آبی خولہ تاش
کیونکہ ہمارے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خولہ تاش ہو گیا ہے
لانیندو در صفات آہستہ آمد
معدوم نہیں ہیں اور وہ اللہ کی صفات میں غرق ہیں
ہجوا ختر پیش آں خود بے نشان
لکھی ہی بل نشان ہیں جیسا کہ تلوہ صبح کے سامنے
خواں جَمِيعٌ هُمْ لَّيْنًا مُخَضَّرُونَ
پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں
تالباقلے روحا دانی یقین
تاکہ تو روحوں کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے



۱۔ روح مجنوبہ روح حیوانی کو
بقابلتہ حاصل نہیں ہے لہذا وہ عذاب
میں ہوگی جس میں قابل بقابلتہ حاصل
کرے کی اس کو حیوت باقی حاصل
ہوگی۔ زیں چراغ حسن روح حیوانی
سے اتصال اور اتحاد عذاب کا سبب
ہے۔ روح خود اپنی روح کو سالکوں
کی روح سے وابستہ کر لیتا تو وہ عذاب
حاصل ہوگا صمد چراغ تہذیب و ادب
حیوانی سے قطع نظر کران روحوں میں
کوئی رنگت نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ زان۔ چونکہ عوام روح انسانی
سے محروم ہیں ان میں صرف روح
حیوانی ہے جس میں رنگت نہیں
ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ
و جدل میں رہتے ہیں انبیاء کی روح
روح انسانی ہے جس میں وحدت
ہے۔ زانکہ انبیاء کی روحیں خورشید
وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔
نور حسن مادہ روح حیوانی وہی چراغ
والی روشنی ہے۔ یک بمیرد چو کھنکھان
میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی انسان
دوسرے انسان کے احوال سے متاثر
نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ جان حیوانی۔ روح حیوانی
عذاب و آفت سے زندہ ہے اور پھر اس کے
لئے فنا ہے۔ گریہ و مدح و روح حیوانی کی
مثال چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر
ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا
چراغ جلتا رہتا ہے۔ نور آں خانہ جب
ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے
دوسرے گھر پر اندھا نہیں ہوتا ہے تو
معلوم ہوا کہ دونوں جدا گانہ ہیں۔ ایسی
یعنی چراغ کی مثال ہے۔ زانکہ انسانی
کی مثال چاندنی روشنی کی سی ہے جب
چاند طلوع کرتا ہے گھروں میں نور پڑتا
ہے۔ سب گھروں میں نور پھیلتا ہے۔
ان سب گھروں کے نور میں وحدت
ہے۔

روح واصل در بقا پاک از حجاب
جود بقابلتہ میں حاصل ہونے پر ہے پاک ہے
گفتہ مت ہاں تا نجوی اتحاد
میں نے تجھے بتا دیا خبر اور اتحاد کا طالب نہ بننا
زود با ارواح قدس سالکوں
بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ
بس جدا ہیندو یگانہ نیستند
آپس میں بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں
جنگ کس نشید اندر انبیا
کسی نے انبیاء میں لڑائی کی بات نہیں سی ہے
نور حسن ما چراغ و شمع و دوو
ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے
یک بود پرشمرده دیگر با فروز
ایک ٹٹماتا ہے دوسرا روشن ہے
ہم بمیرد او بہر نیک و بدے
وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ سر بھی جاتی ہے
خانہ ہمسایہ مظلم کے شود
پڑی کا گھر تاریک کب ہو گا
پس چراغ حسن ہر خانہ جداست
تو حسن کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے
نے مثال جان ربانی بود
نہ کہ ربانی روح کی مثال
در سر ہر روز نے نورے فتاد
ہر سولخ پر روشنی پڑی

روح مجنوب از بقایش در عذاب
اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
زیں چراغ حسن حیواں امر او
خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے
روح خود را متصل گن اے فلاں
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے
صمد چراغ ار مُرندار پیستند
تیرے سو چراغ خولہ وہ مریں یا قائم رہیں
زان ۳ ہمہ جنگند ایں اصحاب ما
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں
زانکہ نور انبیاء خورشید بود
کیونکہ انبیاء کا نور سورج سے تھا
یک بمیردیک بماند تا بروز
ایک بجھ جاتا ہے ایک دن تک رہتا ہے
جان ۳ حیوانی بود حتی از عذے
حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے
گر بمیرد ایں چراغ و طی شود
اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے
نور آں خانہ چوبے ۶ نہم پیاست
جب اس گھر کی روشنی اس کے بغیر بھی قائم ہے
ایں مثال جان حیوانی بود
یہ روح حیوانی کی مثال ہے
بازار ہندوی شب چوں ماہ زاد
پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا



نورِ آں صد خانہ را تو یک شمر
ان سو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ
تلاؤ! خورشید تاباں بر آفتاب
جب تک سورج آفتاب پر روشن ہے
باز چوں خورشید جاں آفتاب شود
پھر جب مدح کا سورج غروب کر جاتا ہے
ایں مثال نور آمد مثل نے
یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے
بر مثال عنکبوت آں زشت خو
وہ بڑی کڑی کی طرح
از لعابِ ۲ خویشت پردہ نور کرد
اپنے لعاب سے اس نے نور پر پردہ ڈال دیا
گردن اس پر بگیرد بر خورد
اگر گھوڑے کی گردن پکڑ لے گا فائدہ اٹھائے گا
کم نشیں بر اسپ ۳ تو سن بے لگام
سرکش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ
اندیس آہنگ منکر سست و پست
اس راستہ کو سست اور پست نہ سمجھ
باز گرد و قصہ مسجد بگو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ
کہ نمائد نورِ آں بے آل دگر
کیونکہ اس کا نور اس دوسرے کے بغیر نہیں رہتا ہے
ہست در ہر خانہ نورِ او قفق
ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے
نورِ جملہ جاہل زایل شود
تمام جانوں کا نور زایل ہو جاتا ہے
مر ترا ہادی عدو را رہزنی
تیرے لئے ہادی ہے دشمن کے لئے رہزنی ہے
پرد ہائے گندہ راہر باند او
گندے پردے بنائے ہیں
دیدہ اہراک خود را کور کرد
اپنے احساس کی آنکھ کو اندھا بنا لیا
در بگیرد پاش بستاند لکد
اور اگر اس کے پاؤں پکڑے گا لاتیں کھائے گا
عقل و دیں را پیشوا گن و اسلام
عقل اور دین کو پیشرو بنا لے و اسلام
کاندیس رہ صبر شق انفس سست
کیونکہ اس راستہ میں صبر کرنا جانوں کے لئے شاق ہے
با سلیمان نبی نیک خو
نیک خلعت نبی کے ساتھ جو ہوا

۱۔ تلاؤ مدح انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کمال اپنی زندگی میں چنانکہ طرح ہر مرید کو مدح عطا کرتا رہتا ہے۔ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو مریدوں میں استغناء کی وہ پہلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ ایسے مثال۔ میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال سورج اور اس کی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام حیثیتوں سے مثل نہ کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور دشمن یعنی نفسی کے لئے جو سرور معرفت میں قیاس کو دخل بناتا ہے ہرگز نہیں ہے کی اور اس کو مزید گمراہ کر دے گی۔ عنکبوت۔ فلسفی کی مثال کڑی کی سی ہے جو خواہے لو پر اپنے لعاب سے نور کو کٹی کر لیتا ہے۔

۲۔ از لعاب۔ کڑی اپنے لعاب سے اپنے آپ کو روشنی سے محروم کر لیتی ہے اسی طرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات سے گزریا ہے اور کافور سے محروم کر دیتا ہے۔ گردن اسپ۔ گھوڑے پر فائدہ سے سوار ہو گا تو فائدہ اٹھائے گا اور اگر اس کے پاؤں پکڑنے کی کوشش کرے گا تو لات کھائے گا کیسی مثال کلام حق اور امر و معذرت کی ہے کہ اس پر حق طریقہ سے نور کو گئے تو فائدہ اٹھاوے اور مقرر ضائع نہ ڈالوے

تو تباہی ہی ہوگی۔
۳۔ اسپ تو سن۔ سرکش گھوڑا یعنی نفس۔ آہنگ۔ راہ کو رہ سلوک کو آسان اور حقیر نہ سمجھ اس راستہ میں بہت صبر و استقامت کی ضرورت ہے۔ جو کس پر بہت شاق و کراں ہے۔ بنا۔ یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔ مٹی۔ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی مٹی جمد کرتے ہیں۔

بقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمان کرد آغاز بنا
چوں سلیمان نے تعمیر ابتدا کی
پاک چوں کعبہ ہمایوں چوں منی
جو کعبہ کی طرح پاک اور منی کی طرح پاک ہے



در بنائش دیدہ می شد کر فر
اس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
در بنا ہر سنگ کز گہ می شکست
تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے ٹوٹا تھا
ہجو از آب و گل آدم کدہ
آدم کے مجسمہ کے پانی اور مٹی کی طرح
سنگ ۲ بے کمال آئندہ شدہ
پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
چوں درو دیوار تن با آگہی ست
جیسے کہ جسم کے درو دیوار حساس ہیں
ہم ۳ درخت و میوہ ہم آب زلال
دخت می در پھل بھی صاف پانی بھی
زانکہ جنت رانہ ز آلت بستہ اند
کیونکہ جنت کو درختوں سے تعمیر نہیں کیا ہے
ایں بناز آب و گل مردہ بدست
یہ علامت مردہ پانی اور مٹی سے بنی ہے
ایں باصل خولیش ماند پر خلل
یہ اپنی اصل کی طرح پر خلل ہے
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت اور قلعہ بھی اور تاج اور کپڑے بھی
فرش بے فرش پچیدہ شدہ
فرش بغیر فرش کے لپٹا ہوا ہو گا

نے فسرہ چوں بنلائے دگر
دوسری علامتوں کی طرح ٹھنڈی ہوئی نہ تھی
قاش سیر و ابی انہی گفت از نخست
وہ پہلے ہی سے ”مجھے لے چلو“ علی الاعلان کہتا تھا
نور زان گہ پارہا تلباں شدہ
پہاڑ کے ان ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
واں درو دیوارہا زندہ شدہ
وہ درو دیواریں زندہ ہو گئیں
نیست چوں دیوارہا بیجان و زشت
اور دیواروں کی طرح بے جان اور مجھے دی نہیں ہیں
زندہ باشد خانہ چوں شائشی ست
چونکہ وہ شائشاں گھر ہے زندہ رہے گا
باہشتی در حدیث و در مقال
بہشتی کے ساتھ بات چیت اور گفتگو میں ہوں گے
بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
بلکہ تیرے لئے دین کے اعمال سے بٹیا ہے
آں بنا از طاعت زندہ شدست
وہ علامت زندہ عبادت سے بنی ہے
واں باصل خود کہ علم ست و عمل
وہ اپنی اصل کے ساتھ مشابہ ہے جو علم اور عمل ہے
باہشتی در سوال و در جواب
بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہوں گے
خانہ بے کناں رو بیدہ شدہ
گھر بغیر جھانڈ دینے والے کے جھڑا ہوا ہو گا

۱۔ سیر و ابی۔ مجھے لے چلو۔
پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے
لے جا کر تعمیر میں لگاؤ۔ ہجو۔ جس
طرح آدم کے مجسمہ کی مٹی اور پانی پر
نور تھا اسی طرح اس مسجد اقصیٰ کے
پتھر پانی اور مٹی پر نور تھے۔
۲۔ سنگ۔ حضرت سلیمان کے
معجزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں
لگنے لگے لے آنے لگے اور اس مسجد
کے درو دیوار میں زندگی پیدا ہو گئی۔
بہشت۔ بہشتی اور دیوار میں بھی زندگی
ہو گی قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْاَشْجَارَ
اَلْحَيَّةَ لَفِي الْجَنَّاتِ۔
آخرت کا گھر زندہ ہے چوں۔
انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے اور
اس میں زندگی ہے تو جنت کے درو
دیوار میں زندگی کیوں نہ ہو گی۔
۳۔ ہم دخت۔ جنت کی ہر چیز
میں حیات اور زندگی ہو گی اور وہ
جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔
زالت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے
نیک عملوں سے ہو گی۔ ایں بنا۔
دنیاوی مکانات مردہ مٹی پانی سے بنے
ہیں لہذا وہ مردہ ہوتے ہیں۔ جنت
زندہ عبادتوں سے تعمیر ہو گی تو اس میں
زندگی ہو گی ہم سر پر۔ جنت کے
تخت و قلعہ اور اس اور تاج سبز زندہ
ہوں گے فرش۔ چونکہ وہاں کے
فرش میں بھی زندگی ہو گی لہذا وہ خود
پوچھے گا اور پٹ جائے گا خانہ۔
چونکہ گھر میں بھی زندگی ہو گی لہذا وہ خود
اپنے آپ کو صاف کر لگا۔



۱۔ تخت۔ جنت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ جنتی کی خواہش کے مطابق وہاں کی زنجیر اور دروازہ خود مطرب اور قوال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانہ دل۔ جہاز دینے والے کے بغیر جتنی گھر کے صاف ہو جانے پر توجہ نہ کرو خود اپنے دل کو دیکھو گناہوں سے آلودہ رہتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ ہذا بنام دل کی زندگی پوری کیفیت سمجھانے سے بنانے کا ہے۔

۲۔ چوں سلیمان۔ مسجد اقصیٰ کے مکمل ہو جانے پر حضرت سلیمانؑ روانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو رہنمائی کی ہدایت فرماتے۔ پندرہویں۔ حضرت سلیمانؑ لوگوں کو بھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پندرہویں۔ عمل نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳۔ واندراں۔ عمل نصیحت میں لہجہ کا حکم بھی نہیں ہوتا ہے بلکہ انہوں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصح فعل۔ وہ ناصح جس کا مکمل دماغ کی نصیحت کا سبب بنے۔ قوال۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے مہتر۔ آنحضرتؐ کے منبر کے تین درجے تھے۔ بوکرؓ خلیفہ کے درمیان میں آنحضرتؐ سے لوہے کے درجے پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے دوسرے درجے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ برسم۔ حضرت عمرؓ نے اپنے درمیان میں منبر کے تیسرے درجے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔

تخت ۱۔ اُو سيار بے خيال شد
اس کا تخت بغیر کی افشانے والے کے چلنے والا ہو گیا
خانہ دل میں غم ژولیدہ شد
دل کے گھر کو دیکھ جو گناہوں کے غم سے ابلجھا ہوا ہے
ہست در دل زندگی دار الخلود
دل میں جنت کی زندگی ہے
چونکہ گشت آن مسجد اقصیٰ تمام
جب مسجد اقصیٰ مکمل ہو گئی

چوں ۲۔ سلیمان در شدے ہر بامداد
جب حضرت سلیمانؑ ہر صبح کو آتے
چند دواے گہ بگفت و سخن و ساز
کبھی گفتگو اور لہجہ اور بیٹوں سے نصیحت کرتے
چند فعلی خلق را جذاب تر
عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے
واندراں ۳۔ وہم امیری کم بود
اور اس میں حکومت کا وہم نہیں ہوتا ہے

حلقہ و در مطرب و قوال شد
حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا
بے کتاس از توبہ رو بیدہ شد
بغیر جہاز کے توبہ سے صاف ہو جاتا ہے
در زبانم چوں نمی آید چه سود
جبکہ میری زبان سے لانا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟
ز اہتمامات سلیمان والسلام
حضرت سلیمانؑ کے اہتمام سے اور سلام ہو
مسجد اندر بہر ارشاد عباد
مسجد کے اندر بندوں کی ہدایت کے لئے
کہ بفعل اعنی رکوع پر نیاز
کبھی فعل یعنی پر نیاز رکوع کے ذریعہ
کہ رسد در جان ہر باگوش و کر
کیونکہ وہاں والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے
در ششم تاثیر آن محکم بود
ماخوذ میں اس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

قصہ آغاز خلافت عثمان و خطبہ دے در بیان آنکہ ناصح
حضرت سلیمانؑ کی خلافت کی ابتداء کا قصہ اور ان کا خطبہ اس بات میں کے عالم اپنے

فَعَالُ بِفَعْلٍ بہ از ناصح قوال بقول

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

قصہ عثمان کہ بر منبر بر رفت
حضرت عثمانؓ کا قصہ کہ منبر پر پہنچے
منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست
منبر کا منبر جو تین درجوں کا تھا
برسوم پایہ عمر در دور خویش
حضرت عمرؓ اپنے درمیان میں تیسرے درجے پر
حضرت عثمانؓ کی خلافت پائی تیزی سے عمل کیا
رفت بوکر و دوم پایہ نشست
ابو بکرؓ چلے اور دوسرے درجے پر بیٹھ گئے
از برائے حرمت اسلام و کیش
اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے بیٹھے

دورِ عثمان آمد و بالائے تخت
حضرت عثمانؓ کا زندہ آیا وہ تخت کے اوپر
پس سواش کرد شخصے بوالفضل
ان سے ایک ساتھ لوحِ فصح نے دریافت کیا
پس توچوں جستی ازیشان برتری
تو آپ نے ان سے پرتی کیوں چاہی؟
گفت اگر پایہ شوم را بسرم
انہوں نے فرمایا اگر میں تیرے حج پر ٹھہروں
وَر دَوم پایہ شوم من جائے جو
اور اگر میں دوسرے حج پر جگہ تلاش کروں
ہست ۲ ایں بالا مقامِ مصطفیٰ
یہ لوچا حج مصطفیٰ کی جگہ ہے
بعد ازاں بر جائے خطبہ آن و دود
اس کے بعد وہ مہیاں خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں نخواست
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھے
ہمیت ۳ بنشستہ بد بر خاص و عام
ہر خاص و عام پر بیت بیٹھی ہوئی تھی
ہر کہ بینا ناظرِ نورش بدے
جو بینا تھا وہ اس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشمِ کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی گشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے
گر میش را صبر ترے وحالتے
اس کی گرمی میں ایک ٹھنڈی اور ایک حالت ہے

بر شد و بنشست آل محمود بخت
چڑھے اور وہ خوش نصیب بیٹھے گئے
کال دو منشستند بر جلی رسولؐ
کہ وہ دونوں رسولؐ کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں برتبت تو ازیشان کمتری
جبکہ آپؐ رہے میں ان سے کم ہیں
وہم آید کہ مثالِ عمرؓ
شبہ ہو گا کہ میں عمرؓ جیسا ہوں
گویم مثل ابو بکرؓ ست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابو بکرؓ جیسا ہے
وہم مثلی نیست باآں شہ مرا
میرے متعلق ان شاہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تلقب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بروں آید مسجد آں زماں
یا اس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پُر شد از نورِ خدا آں صحن و بام
اللہ تعالیٰ کے نور سے صحن اور بالا خانہ پر تھا
کوزاں خورشید ہم گرم آمدے
اندھا بھی اس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آقاے بے فتور
کہ مکمل سورج نکل آیا ہے
تابہ بیند عین ہر بشیدہ را
تا کہ آنکھ ہر سنی ہوئی بات کو دیکھ لے
زاں تپش دل را کشادے فصحتے
اس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت ہے

۱ دور عثمانؓ حضرت عثمانؓ نے
پھر آنحضرتؐ والے حج پر بیٹھنا
شروع کیا۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ
حضرت عمرؓ کمزری وجہ کے
مراتب میں حضرت عثمانؓ کا تیسرا
مرتبہ ہے۔ گفت حضرت عثمانؓ نے
فرمایا کہ اگر تیرے حج پر بیٹھوں گا تو
لوگ سمجھیں گے کہ میں عمرؓ جیسا
ہوں۔ ورم۔ دوسرے حج پر بیٹھوں
گا تو لوگ حضرت ابو بکرؓ جیسا سمجھیں
گے

۲ ہست اب میں نے آنحضرتؐ
کے حج پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا
کہ مجھ کو جیسا کوئی کبھی نہیں سکتا
ہے۔ و۔ یعنی حضرت عثمانؓ
خاموش۔ حضرت عثمانؓ پر خاموش
بیٹھے رہے اور پھر یہ کہہ کر نیچے اتر
آئے تھے کہ تمہارا میرا فضل ہو یہاں
سے بہتر ہے کہ وہاں ہو۔

۳ ہمیت۔ حضرت عثمانؓ منبر پر
خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی بات نہ
تھی کہ ان سے خطبہ دینے کو کہے یا
اٹھ کر چلا جائے اور اس وقت وہ منظر
نور خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ
بینا۔ وہ لوگ جن میں اس نور کے
مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا
مشاہدہ کر رہے تھے بقول لوگ بھی اس
کے اثرات محسوس کر رہے تھے
پس۔ اندھا۔ سورج کی گرمی سے
سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے۔ لیک۔
لیکن اس نور کی گرمی انسان کو بینا بنا
دیتی ہے۔ گرمیش۔ اس نور کی گرمی
سے اگرچہ ایک بے چینی محسوس ہوتی
ہے لیکن دل میں اس سے کشادگی اور
وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ کہ جس میں مشاہدہ کی حاجت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو بیٹا سمجھ لگتا ہے تختہ جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشییں مست ہو کر گھٹتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی اور محنت کر لے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ اس نصیب یہ تو اس شخص کی حالت تھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت اس سے سوگئی ہوگی۔

۲۔ واکہ اس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی تفریح شیخ بولی بیٹا بھی اپنی عقل اور فلسفہ کے ذریعے نہیں کر سکتا۔ گر شوہ مقام مشاہدہ مجاہدے سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ دلائل سے نہ بنے گا۔ مانے جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصل الی اللہ کی کوشش کرے گا اس کے لئے طاقت ہے۔ اس بات کا کوئی شخص عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا تو خدا کی تلوار اس کا ہاتھ کاٹ دے گی یہ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی ہے ورنہ یہ ہاتھ سے پردے ہٹانے کی کوشش ممکن

۳۔ غالب یہ اسی طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ اگر خالد کے نصیب ہوتا تو وہ خالو بن جاتی۔ از زبان۔ زبانی دلائل سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں سال کا فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کہے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی روشنی سے گھبرا کر اس کی کوشش نہ چھوڑ دینا جب اللہ تعالیٰ اس فاصلہ کو

کھول چوں شد گرم از نور قدم
جب قدم نور سے اندھا گرم ہو جاتا ہے
سخت خوشی مستی ولے اے یواسن
تو بہت اچھا مت ہے لیکن اے بھلے مانس
اس نصیب کو رہا شد آفتاب
سورج سے تابنا کا یہ حصہ ہے
وانکہ ۲ اُو آں نور را بینا بود
وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے
گر شود صد تو کہ باشد اس زبان
اگر زبان سوگنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے
وائے بروے گر بساید پردہ را
اس پر انوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے
دست چہ بود خود سرش را بر کند
ہاتھ کیا ہوتا ہے خود اس کے سر کو کاٹ دے گی
اس بتقدیر سخن گفتم ترا
یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی
خالص ۳ را خلیہ بدے خالو بدے
خالد کے اگر خلیہ ہوتا وہ خالو ہوتی
از زبان تا چشم کو پاک از شک مست
نہاں کے کر کے شک کے مشاہدہ تک کہ شک ہے
ہیں مشو نومید نور از آسمان
خبردار! مایوں نہ ہو آسمان سے نور
صد اثر در کانہا از اختراں
ستاروں کے سینکڑوں اثرات کانوں میں

از فرح گوید کہ من بینا شد
وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں
پارہ راہ است تابینا شدن
بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے
صد چنیں واللہ اعلم بالصواب
اس سے سوگنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
شرح او کے کار بوسینا بود
اس کی تشریح کرنا شیخ بولی بیٹا کا کام کہہ ہے
کہ بکباند بکف پردہ عیال
کہ ہاتھ سے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے
تیغ الہی گند سستش جدا
خدا کی تلوار اس کے ہاتھ کو جدا کر دے گی
آں سرے کز جہل شرہای گند
اس سر کو چو جہالت سے شرتیں کتا ہے
ورنہ خود سستش کجا و آں کجا
ورنہ اس کا ہاتھ کہاں اور وہ پردہ کہاں
اس بتقدیرست یعنی گر بُدے
یہ فرضی بات ہے یعنی اگر ہوتا
صد ہزاراں سال گویم اندک مست
اگر میں لاکھوں سال کی مسافت کہوں تو کم ہے
حق چو خواہی رسد در یک زمان
جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے
می رساند قدرش در ہر زمان
اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائے گا چاند ستاروں زمین سے فاصلہ کھڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت ان کی روشنی فوراً زمین تک پہنچا دیتی ہے۔ صد اثر سورج اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ہیرے جواہر بن جاتی ہیں اور وہ اثرات ان سے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

۱۔ اختر گردوں۔ جب چاند صبح وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو مٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ان سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ آسمان کا زمین سے پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سہ ہزاروں۔ زحل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اس میں اور زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ ہمیشہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس زحل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں وہ ہم پر ہم کرے آفتاب حق کے سامنے ان اثرات کی جو سلیکی طرح ہیں کیا حقیقت ہے۔

۲۔ دُر نفوس پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر ڈال رہے ہیں اب فرماتے ہیں کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور اولیاء کا وجود ستاروں پر اثر انداز ہے تو ہم وہ چیز جو کسی چیز کی مادی بنائے۔ دھیان۔ حکماء فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہاں اور دنیا کو بڑا جہاں مانتے ہیں اور صوفیا انسان کو بڑا جہاں اور دنیا کو چھوٹا مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

۳۔ پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے نمونوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسلامیہ اور حقائق کونیہ کا جامع ہے۔ شاخ۔ یعنی عالم کبریٰ۔ یعنی انسان۔ اگر نبوے اگر انسان کی تخلیق قدرت کا نشان ہوئی تو عالم کو

نہید کیا جاتا۔

اختر حق در صفاتش راسخ است
اللہ تعالیٰ کا ستارہ اپنی صفات میں مضبوط ہے
در اثر نزدیک آمد باز میں
اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے
وہ ہمدم خاصیتش آرد عمل
اس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے
طول سایہ چست پیش آفتاب
صبح کے سامنے سایہ کی ہلکی کیا چیز ہے
سوئے اختر ہائے گردوں می رسد
آسمان کے ستاروں کی جانب پہنچتی ہے
باطن ماگشتہ قوام سما
ہلا باہن آسمان کی ماہیت بنائے دلا ہے

اختر اگر دوں ظلم راسخ است
آسمان کا ستارہ تلکیوں کو دھوکہ دیتا ہے
چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین
اے مدد کے طالب! آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر
سہ ہزار سال و پانصد تازہ حل
زحل ستارے تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے
وہ ہمیشہ آرد چو سایہ در ایاب
آنے میں اس کو سایہ کی طرح ہم ہم کر دے
وز ۲ نفوس پاک اختر و مدد
پاک نفوس کی جانب سے مدد ستاروں کی طرح
ظاہراً آں اختر آں قوام ما
ظاہر وہ ستارے ہلکے وجود کا باعث ہیں

در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیر است و
اس بیان میں کہ حکماء فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء
حکمای الہی گویند آدمی عالم کبیر است زیرا کہ علم آں حکماء بر
کہتے ہیں کہ پنی عالم کبیر ہے کیونکہ ان حکماء کا علم آدمی کی صورت
صورت آدمی مقصور بود و علم لہنہا بر باطن آدمی موصول
پر منحصر تھا اور ان کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس صورت عالم صغری توئی
پس معنی عالم کبری توئی
صورت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہاں ہے
باطناً بہر شمر شد شاخ ہست
حقیقتاً شبی پھل کے لئے وجود میں آئی ہے
ظاہراً آں شاخ اصل میوہ است
ظاہر شبی پھل کی جڑ ہے
گر نبوے میل و امید شمر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی



۱۔ اَلْشَّجَرُ یُوَکِّیۡہِ اِلٰہَ اِنْسَانٍ سے
پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰ زیدت شریف
وَقَدْ خَلَقَ خَلِیْلٌ لِّوَلَدِہِ الْخَمْدِ یَمُ وَا
الْفِیْقَہُ نَحْکَ اَدَمَ وَمَنْ فُوْنُہُ وَلَا
فخر یعنی میں قیامت کے بعد ہوائے
خدا اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے
حضرت آدمؑ ہوں کہ خدا کا پیغمبر
ہوں گے اور اس پر کوئی غر نہیں ہے یہ
اسی لئے فرمایا ہے کہ آدمؑ اور ان کی اولاد
کی تخلیق سے مقصود آنحضرتؐ کی
ذات ہے لہذا جہنم

۲۔ بہر ایں چونکہ مقصود
آنحضرتؐ کی تخلیق ہی اسی لئے
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اگرچہ
آخر میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن چونکہ
مقصود اصلی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں گی چیز کی علت عالی وجود خدای
میں اگرچہ پور ہوئی ہے مگر وہ جہنمی
میں وہ اس چیز سے پہلے وجود ہوئی
ہے جسے چونکہ حقیقت آدمؑ کا ظہور
حقیقت محمدیؐ سے ہوا ہے کہ
برائے حضرت آدمؑ مجھ کو بلا کر ہی لے
گئے کہ ان کی پشت میں نور محمدی تھا۔
رفتہ ان کو معراج اسی لئے کر لی گئی
تا کہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کر
سکیں۔ چنانچہ حضرت آدمؑ
سے اولیٰ فکر ہوئے وہاں ہر چیز کا
فکر اور تصور اس کے وجود خدائی سے
پہلے ہوتا ہے مگر رہنے کے لئے اور
درخت پھل کے لئے وجود میں آتا
ہے تو ان کے تصورات ان کے وجود
خدائی سے پہلے ہوتے ہیں۔
حاصل۔ یہاں سے مولانا نے پھر
اصل مضمون کی طرف رجوع کیا ہے
کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے
سائل کو گھبراتا نہ چاہیے قدرت ان
فاسلوں کو کم کر دیتی ہے ایلد۔ اب
کہ مفاہم اگر کامیابی ہوئی ہے تو
کاٹا صلہ دشمنی معدوم ہو جاتی ہے

پس بمعنی اَلْشَّجَرُ از میوہ زاد

پس درخت حقیقتاً پھل سے پیدا ہوا ہے
مصطفیٰ زیں گفت کاظم و انبیاء
مصطفیٰ زیں نے ای لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ اور انبیاء

بہر ایں فرمودہ است اَلْذَوْنُون
ای لئے ان جامع کلمات نے فرمایا ہے
گر بصورت من ز آدم زادہ ام

اگرچہ بظاہر میں آدم سے پیدا ہوا ہوں
کز براے من بدش سجدہ ملک
کیونکہ فرشتوں کا آپ کو سجدہ میرے لئے ہی تھا

پس زمن زائید در منی پدر
پس حقیقتاً باپ مجھے سے پیدا ہوا
اول سے فکر آخر آمد در عمل

ابتدائی فکر عمل وجود میں آتا ہے
حاصل اندر یک زماں از آسماں
خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے تھوڑے وقفہ میں

نیست برائیں کارواں ایں رہ دراز
اس قافلہ پر یہ راستہ دراز نہیں ہے
دل بکعبہ میرود در ہر زماں

ہر وقفہ میں دل کعبہ کو جاتا ہے
ایں دراز و کوتاہی مَر جسم راست
یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

گر بصورت از شجر بوش ولاد
اگرچہ بظاہر درخت سے اس کی پیدائش ہے

خلف من باشد در زیر لوا
میرے پیچھے جہنم کے نیچے ہوں گے

رَمَز نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
”ہم آخر میں ہیں اور پہلے ہیں“ کا ائمہ

من بمعنی جَدِّ جَدِّ افتادہ ام
میں حقیقتاً پر دادا واقع ہوا ہوں

وز پے من رفت بر ہفتم فلک
اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے

پس زمیوہ زاد در معنی شجر
اور لفظاً درخت پھل سے پیدا ہوا

خاصہ فکرے گو بود وصف ازل
خصوصاً وہ ازلہ جو ازل کی صفت ہو

میر دو می آید ایلد کارواں
اب قافلہ آتا جاتا ہے

کے مفاہم زلفت آید با مفاہم
کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب بھاری پڑتا ہے

جسم طبع دل بگیرد در امتثال
جسم احسان خدائی سے دل کی طبیعت اختیار کرتا ہے

چہ دراز و کوتاہی آنجا کہ خداست
جہاں خدا ہے وہاں دراز و کوتاہ کیا ہوتا ہے؟



دل انسان کا دل ہزاروں میل کا صلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جسم اللہ کا کرم ہو تو جسم بھی دل کی رفتار ملاحظہ کر
لیتا ہے اور ہزاروں میل کے طبعی الاوض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے ایں دراز۔ راستہ کی درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے
روح کے لئے نہیں ہے۔

چول خدا مَر جسم را تبدیل کرد
جب خدا نے جسم کو بدل دیا

صد امیدست این زماں برادر گام
اب سو امیدیں ہیں قدم بڑھا
گرچہ پہلے چشمِ برہم می زنی
اگرچہ تو پلکیں جھپکا رہا ہے

تفسیر اس حدیث کہ مَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی ہے جو
تَمَسَّكَ بِهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ

اس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے چھڑا وہ ڈوبا

بہرِ ایں فرمود پیغمبر کہ من
ہی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
ما اَصْحَابِمْ چول کشتی نوحؑ
ہم اور ہمارے ساتھی حضرت نوحؑ کی کشتی کی طرح ہیں
چونکہ باطنی تو دُور از رشتی
جبکہ تو شی کے ساتھ ہے برائی سے دور ہے
در پناہ جانِ جاں بخشے تولی
ت جان بچنے والے کی جان کی پناہ میں ہے
مکسل از پیغمبر یام خویش
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
گرچہ شیریں چول دی رہ بے دلیل
اگرچہ شیریں ہے جب تو بغیر رہنا کے راستہ طے کرے گا
ہیں میر لا کہ یازہائے شیخ
خبردار! شیخ کے پودے کے بغیر پھول نہ کر
یک زمانے موجِ لطفش بل تست
ایک وقت اس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

رقتش بے فرخ و بے میل کرد
اس کا چلنا بے فرخ اور بے میل کر دیا
عاشقانہ اے فسی اَخْلِ الْكَلَامِ
عاشقوں کی طرح اے نوجوان! باتیں بٹاتا چھوڑ دے
در سفینہ خفته رہ میکنی
تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

۱۔ چول خدا معراج میں انبیاء کے لئے یہی صورت پیش آتی ہے فرخ تین میل کا فاصلہ صد امیدست مجاہدہ کرنے والے کو قیل و قال کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا چاہیے خدا سے امید ہے کہ وہ مشاہدہ کی منزل تک پہنچا دے گا۔ گرچہ سالک بھی آنکھیں بند کر کے عمل کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے چل چشم پلکیں سفینہ کشتی انسان کشتی میں بیٹھا ہوا ہو تو اگر وہ سوچتی جائے تب بھی منزل تک پہنچ جائے گا۔

۲۔ بہر ایں اس معضوہ اور صحابہ کرام کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان نجات حاصل کر سکتا ہے فرخ کا سامانی چونکہ سالک کے لئے شیخ کی صحبت حضرت نوحؑ کی کشتی کا کام کرتی ہے سیدہ طے والا جان بخشے یعنی شیخ پیغمبر یعنی اس زمانہ کا شیخ۔

۳۔ گرچہ سالک خواہ کیسا ہی سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے پہلے شیخ یعنی شیخ کی توجہ عون۔ شیخ کی توجہات سے منزل طے ہو گی۔ یک زمانے شیخ بھی اپنی صفت جمال کے ساتھ تربیت کرتا ہے کبھی صفت جمال کے ساتھ تو شیخ کی نئی اور نئی دونوں مددگار کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔

ہمچو رو بہ در ضلالی و ذلیل
لہری کی طرح گمراہی میں ہیں؟ اور ذلیل ہے
تابہ بنی عون لشکر ہائے شیخ
تا کہ تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے
آتشِ قہرش دی خمال تست
کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری باد بردہ ہے

۱۔ قہر شیخ کی محبت اور غصہ و جلوس کے اثرات مرو کے لئے مفید ہیں لہذا اثر کے اعتبار سے ایک دور کی ضد نہیں ہے چوں خاک یعنی شیخ اپنے قہر سے مرید کو متواضع بناتا ہے اور اس میں اخلاق حسنا کا بہرہ اگاتا ہے۔ یہ باب یعنی شان و شوکت والا گہر۔ مظاہرہ نصف جلد یعنی خاکساری ایک مرید کی اس روحانی شایلی کو پیش دیکھتا ہے۔ مغز شیخ کے ساتھ ہے امتحانی فیض سے ملتا ہے۔

۲۔ چوں۔ یہ حضرت ولیسؑ قرنی کے قصہ کی طرف اشارہ ہے حضرت ولیسؑ یمن میں رہتے تھے اور بڑے عاشق رسول تھے لیکن بعض مجاہدوں کی وجہ سے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تھے آنحضرتؐ نے ان کو شافریا بلایا تھا۔ یعنی لا جملہ رفیع المؤمنین من قبل النبیؐ میں یمن کی جانب سے خدا کی خوشبو گھٹا ہوں۔ یہ آنحضرتؐ کا فرمان حضرت ولیسؑ کی خوشبو کے بارے میں تھا۔ یعنی یعنی مقام فنا نے جو معراج برہرگوں کی محبت میں جو معراج ہوگی وہاں کی معراج نہ ہوگی جیسی کہ جو یہاں غبار کی معراج آسمان تک ہے بلکہ ایسی ہستی معراج ہوگی جیسی کرنے کو معراج حاصل ہو کر اس میں شکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ خوش۔ یعنی یہ فنا کا برحق ایسا ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا۔ یعنی سر عروج کے بعد سر نزول ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آ جاؤ گے۔ کوہ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر سالک دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پائش۔ شیخ کی محبت میں جو سیر ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح جان معشوق کی طرف چلتی ہے۔

قہر ۱۔ او را ضد لطفش کم شمر اس کے قہر اس کی مہر کی ضد نہ سمجھ یکدم چوں خاک سبزی می کند ایک دقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے جسم عارف را دہد وصف جماد سالک کے جسم کو مٹی کی خاصیت عطا کر دیتا ہے لیک او بیند نہ بیند غیر او لیکن وہی اس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا ہے

مغز را خالی گن از انکار یار دوست کے انکار سے دماغ کو خالی کر لے تابیابی بوی خلد از یار من تاکہ میر صحت کے ذریعہ بہشت کی خوشبو حاصل کر لے

در صف معراجیاں گر بیستی اگر تو معراج والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا نے چو معراج زمینے تا قمر گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں نے چو معراج بخارے تا سما ہوں کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں خوش ۳۔ براتے گشت جنگ نیستی فنا کا گھڑا بہت اچھا برحق بنا

کوہ و دریا ہا سمش مس می کند اس کے مس بہار اور دریاؤں کو چھوتے ہیں یا بکیش در گشتی و می رو رواں قشقی میں قدم رکھ اور چلا چل

اتحاد ہر دو میں اندر اثر اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ یک زمانہ پر باد و گہرت می کند ایک دقت میں پر شوکت اور عالی قدر بنا دیتا ہے تابرو روید گل و نسرین شاد تاکہ اس پر پھول اور عمدہ گل سیوتی آگے جو بمغز پاک ندہد خلد بو بہشت پاک مغز والے کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتی ہے تاکہ ریحال یابی از گلزار یار تاکہ تو دوست کے چمن سے خوشبو سونگھے

چوں ۲۔ محمد بوی رحماں از یمن جیسا کہ آنحضرتؐ نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی چوں برات پر کشاید نیسی فنا تیرے لئے برحق کی طرح پر پھیلا دے گی بلکہ چوں معراج کلکے تا شکر بلکہ نئے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح بل چو معراج جینے تا نہا بلکہ پیٹ کے بچے کی عقل تک معراج کی طرح سوئے ہستی آردت گریستی اگر تو فنا ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے

تا جہان حس را پس می کند یہاں تک کہ وہ محسوس دنیا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے چوں سوئے معشوق جان جان رواں جیسا کہ جان معشوق کی طرف جاتی ہے جو روح کی روح ہے



دست آنے و پائے نے رَوَاقِ دَم
بغیر ہاتھ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
بر دریدے در سخن پردہ قیاس
یہ تقریر بات میں قیاس کا پردہ پاک کر دیتی
اے فلک برگفت اُو گوہر بہار
اے آسمان! اس کی گفتگو پر موتی برسا
گر بہاری ۲ گوہر تَشش تا شود
اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائے گے
پس نثارے کردہ باشی بہر خود
تو تیرا نچھاور پر خود تیرے لئے ہو گا
ہچو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبّا
اس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سبّا سے

آنچنّا کہ تاخت جانہا از عَدَم
جس طرح کہ روچیں عدم سے دھڑ آئیں
گر نُو دے سَمْعِ سَلَحِ رَا نَعّاس
اگر سننے والے کی سماعت پر لکھ نہ طاری ہوتی
از جہان اُو جہانّا شرم دار
اے دنیا تو اس کے جہان سے شرم کر
جلالت گوئندہ و پینا شود
تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائے گا
چونکہ ہر سرمایہ تو صد شود
جبکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا
بر سلیمان می فرستو اے کیا
حضرت سلیمان کے پاس بھیجا اے عظمت

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس سے از شہر سبّا بُوئے
بلقیس کا شہر سبّا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ
سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام
ان پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو

ہدیہ بلقیس چل اُشر بُدست
بلقیس کا ہدیہ چالیس اونٹ تھے
چوں بصرہ سلیمانی رسید
جب وہ قافلہ حضرت سلیمان کے علاقہ میں پہنچا
بر سر زَر تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
بارہا گفتند زَر را وا بریم
انہوں نے بارہا کہا سونے کو واپس لے جائیں
عرصہ کش خاک زَر وہ وہی ست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے

بار آتہا جملہ خشت زر بُدست
جن کا بوجھ سب سونے کی اینٹیں تھیں
فرش آں را جملہ زر مَختہ دید
اس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
تا کہ زَر را در نظر آئے نماند
یہاں تک کہ اس کی نظر میں سونے کی دھت ندری
سوی مخزن، ماچہ بیکار اندریم
خزانے میں، ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟
زَر بہدیہ بُردن آنجا الہی ست
وہاں تحفہ میں سونا لے جاتا بیوقوفی ہے

۱۔ دست نے۔ اس سیر میں
ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور
یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر
عدم سے وجود کی طرف ہوتی
ہے۔ بر دریدے۔ مولانا فرماتے
ہیں کہ یہ عروج و نزول اور خدا و بقا
کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس
کے بعد کسی عقل و دلیل کی ضرورت
نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس
سے اس کو سن لے۔ نَعّاس۔
ادگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پر
حقائق تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو
موتی برسانے چاہیں اور عالم
ظاہر کو اس عالم معنی سے شرم آتی
چاہیے۔

۲۔ گر بہاری۔ گوہر نثاری میں
خود آسمان کا فائدہ ہے اس کے
موتی چھ گنا ہو جائے گا اور اس کی
بے جان مخلوق گویا اور پینا بن
جائے گی۔ پس۔ مرید جس قدر
بھی اعتقاد کے موتی برسائے گا
اس میں خود اس کا فائدہ ہے اب
اسکی مناسبت سے مولانا بلقیس کا
قصہ نقل کرتے ہیں۔

۳۔ بلقیس۔ یہ یمن میں شہر سبّا
کی ملکہ تھیں حضرت سلیمان کو
انہوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔
چالیس۔ خشت زر۔ سونے کی
اینٹیں۔ زر پختہ۔ خالص سونا۔
بر سر زر۔ حضرت سلیمان کے
معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔
روغن۔ گفتند۔ یعنی ہدیہ لانے
والوں نے کہا۔ مخزن۔ یعنی
حضرت بلقیس کا خزانہ۔ زردہ۔
دہی۔ خالص سونا۔ الہی۔
بیوقوفی۔

۱ عقل ہدیہ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں الٰہی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بقیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لائے والے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور برے ہونے سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ فرماندہ۔ حاکم۔ گر بفرمائید۔ یعنی اگر حضرت سلیمان قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمان جہاں۔ یعنی شاہ جہاں

۲ خندہ۔ حضرت سلیمان اس مال کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ مزید۔ یعنی مال میں من نمی گویم۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اتوںسیٰ مُسلِمین میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاؤ گے تو ہدیہ یعنی مسلمان ہو جاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ۔ میں دنیا کی دولت کے ہادیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دولتیں عنایت کر دی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو دور کناران کی آرزو بھی نہیں کر سکتا۔

۳ می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بننا ہے اس لئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ تمہیں تو اس خدا کو پوجنا چاہیے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان کی خادم ہے نہ کہ عبودا ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

اے بیردہ عقل! ہدیہ تا الہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لے جانے والے
چوں کساد ہدیہ آنجا شد پدید
جب تحفہ کا کھنیا پن وہاں کھل گیا
باز گفتند از کساد و از روا
پھر انہوں نے کہا کھنیا پن اور بڑھیا پن سے
گر زرو گر خاک مارا بردنی ست
خوبہ سوتا ہے خلو مٹی ہمیں لے جاتا ہے
گر بفرمائید کہیں واپس برید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ
امر و فرماں را ہمی باید شنید
حکم اور فرمان کو سننا چاہیے
خوش رواں گفتند با ہدیہ رواں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے
خندہ آتش آمد چوں سلیمان آں بدید
جب حضرت سلیمان نے وہ دیکھا ان کو ہنسی آئی
من نمی گویم مرا ہدیہ و ہید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ ۷۷
کہ مرا از غیب نادر ہدیہا ست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہدیے ہیں
می پرستید اخترے کو زر گند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے
می پرستید آفتاب چرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

عقل آنجا کمترست از خاک راہ
وہاں عقل راستہ کی مٹی سے بھی کم ہے
شرمداری شاں ہمی واپس کشید
شرمندگی نے ان کو واپس لٹایا
چیت بر ما بندہ فرمانیم ما
ہمیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں
امر فرماندہ بجا آورد نیست
حاکم کا حکم بجا لانا ہے
ہم بفرماں تحفہ ربار آورد
حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ
تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید
وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے
تا تخت آں سلیمان جہاں
اس شاہ جہاں کے تخت کی جانب
کز شامن کے طلب کردم مزید
میں نے شامن کے علاوہ کب طلب کیا تھا؟
بلکہ گفتم لائق ہدیہ شوید
بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو
کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کہ انسان کی ان کی تمنا بھی نہیں کر سکتا
رو باو آرید کو اختر گند
تم اس کی طرف رخ کرو جو ستارہ بناتا ہے
خوار کردہ جان عالی چرخ را
تم نے گرافندہ جان کو ذلیل کر دیا



۱۔ طہان۔ لگانے والا سورج کی شعاعوں سے مہبتاں اور تمام پھل کھتے ہیں۔ گرگیر۔ سورج گرہن میں آتا ہے تو ایسی ناقص اور مجبور چیز کو پوچنا کیا عقلمندی ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور کرنے کے لئے تو خدا سے دعا کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو پوچنے سے کیا فائدہ۔

۲۔ گرگشت۔ رات کو سورج غائب ہوتا ہے تو رات میں اگر مصیبت آئی تو کس کو پکارے گا۔ رات ہی میں عموماً حوادث پیش آتے ہیں۔ سوی حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تو مصائب سے نجات پالے گا اور کائنات کا محرم راز بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب تو محرم راز بن جائے گا تو میں تجھے اسرار بتاؤں گا پھر تجھے اس سورج کا مشاہدہ ہو گا جو آج رات میں بھی موجود ہے۔ جز۔ اس کا مظہر صرف پاک روح ہے اور وہ ہر وقت موجود ہے۔

۳۔ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز نہیں دن تو وہ ہے جب وہ آفتاب حقیقت طلوع کرے اگر وہ رات میں بھی چلی ڈال دے تو رات رات نہیں رہتی۔ چوں۔ جس طرح دنیاوی سورج کے مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت ہے اسی طرح آفتاب حقیقت کے مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت ہے۔ آفتاب۔ یہ دنیاوی سورج جو ٹکا ہوں کو خیرہ کرتا ہے نور عرش کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و مسکین اور ناچیز ار ہے۔

ابلیٰ باشد کہ گویم او خداست
میں اس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی
آں سیاہی ز تو تو چوں بیروں گئی
تو اس کالک کو اس سے کیسے ہٹائے گا؟
ایں سیاہی را بیر وا دہ شعاع
کہ اس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے
تا بنالی یا اماں خواہی ازو
تا کہ تو اس سے فریاد کرے یا لان چاہے
وال زماں معبود تو غائب بود
اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
وارہی از اختراں محرم شوی
تو ستاروں سے نجات پا جائے عزم راز بن جائے
تابہ بینی آفتابے نیم شب
تا کہ تو آئی رات میں سورج دیکھ لے
در طلوعش روز و شب را فرق نے
اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے
شب نماںد شب چو اوباریق شود
جب وہ چمکتا ہے رات رات نہیں رہتی ہے
خود چنجاں باشد دراں انوار پاک
ان پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے
دیدہ پیشش کند و حیراں می شود
آنکھیں اس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں
پیش نور بنجد مہفور عرش
عرش کے بے حد اور گئے نور کے مقابلہ میں

آفتاب از امر حق طہانِ اہماست
سورج خدا کے حکم سے ہلا باہر چلے ہے
آفتابت گر بگیرد چوں گئی
تیرا سورج گہن میں آگیا تو تو کیا کرے گا؟
نے بدرگاہ خدا آری صداع
کیا خدا کے مدد میں اس مدد کو پیش نہ کرے گا؟
گر گشتندت نیم شب خورشید کو
اگر تجھے آئی رات میں قتل کریں سورج کہاں ہے؟
حادثات اغلب بشب واقع شود
حادثے عموماً رات میں ہوتے ہیں
سوی حق گر راستانہ خم شوی
گو اگر سچائی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب بھٹکے
چوں شوی محرم کشایم باتولب
جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے لب کشائی کروں گا
جو روان پاک اورا شرق نے
پاک روح کے سوا اس کا مشرق نہیں ہے
روز آں باشد کہ او شارق شود
دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے
چوں نماید ذرہ پیش آفتاب
جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے
آفتابے را کہ رختاں می شود
وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے
ہمچو ذرہ بینیش در نور عرش
تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا



ادیدہ۔ اس قدر شدید نور کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرمادیتا ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کہیائے وہ آفتاب حقیقت الٰہی کی کیا ہے کہ اس کے اثر سے دھواں سورج بن گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھوئیں کی شکل میں تھا جس سے آسمان بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اس سے آسانی کا نبات بھی بنی ہے۔ نادر۔ یہ خدا کی کیا گری ہے کہ اس نے دھوئیں سے سورج بنادیا۔ مینا گر۔ کچھ بتانے والا چونکہ آسمان کا کچھ کی طرح صاف و شفاف ہے اس لئے یہاں لفظ مینا گر سے اللہ تعالیٰ کا استعارہ کیا ہے۔ زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے بلند ساتویں آسمان پر ہے۔

۲۔ بانی۔ جس طرح آسمان اور سورج اللہ تعالیٰ کی کارگری سے بنے ہیں اسی طرح روح کے موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدہ حسی۔ جسمانی آنکھ تو اس سورج کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے۔ مشاہدہ حق کے لئے ربانی آنکھ کی ضرورت ہے۔ تازیوں۔ جسمانی آنکھ سورج سے مطلوب ہے ربانی آنکھ سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔ شععات۔ شعاعیں۔ کان نظر۔ ربانی آنکھ نورانی ہے اور جسمانی آنکھ تاری ہے تازیوں کے بالمقابل تاریک ہو جاتی ہے۔

۳۔ کرامات۔ شیخ عبداللہ مغربی کی اس کرامت سے ربانی آنکھ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شعی۔ یعنی رات پناہ اور اندھیرا۔ اعتدال۔ یعنی روحانی اعتدال۔ صوفیاں۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم آدھی رات میں ان کے پیچھے چل پڑے۔ دہبال۔ پیچھے۔

خوار و مسکین بنی اُور اے قرار
تو اس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا
کیسے کہ از ویک ماثرے
”کیسا جس کا ایک اثر ہے کہ
نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب
”عجب اکسیر کہ اس کی آگہی چک
یو العجب مینا گرے کہ یک عمل
”کیسا گر عجیب ہے کہ ایک عمل سے
باقی ۲۔ اختر ہائے و گوہر ہائے جاں
بقیہ ستموں اور جان کے جواہر کو
دیدہ حسی زبولن آفتاب
حسی آنکھ سورج سے مغلوب ہے
تا زبولن گردو بہ پیش آں نظر
تاکہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں
کان نظر نوری و اس تاری یود
کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ تاری ہوتی ہے

کرامات ۳ و نور شیخ
شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامت

گفت عبداللہ شیخ مغربی
شیخ عبداللہ مغربی نے فرمایا
من ندیدم ظلمتے در شصت سال
میں نے ساٹھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی
صوفیاں گفتند صدق قال او
صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے

دیدہ را قوت خدہ از کر دگار
آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہے
برو خال افتاد و گشت آں اخترے
دھوئیں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا
بر ظلامے زد بگردش آفتاب
تاریکی پر پڑی اس کو سورج بنا دیا
بست چندیں خاصیت را بر زحل
زحل ستارے میں اس قدر خاموشی پیدا کر دیں
ہم بریں مقیاس اے طالب بدلاں
اے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے
دیدہ ربانی جوئی و بیاب
خدائی آنکھ تلاش کر اور حاصل کر لے
شععات آفتاب با شرر
چنگاریوں بھرے سورج کی شعاعیں
نار پیش نور بس تاری یود
آگ نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

عبداللہ مغربی قدس سرہ
سرہ کا نور اور کرامت

شصت سال از شب ندیدم من شعی
ساٹھ سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی
نے بروز و نے بہ شب از اعتدال
اعتدال کی بدولت نہ دن میں نہ رات میں
شب ہی رقیم در دُنبال او
ہم رات کو ان کے پیچھے چلے



دریا بانہائے پر از خاد و گوا
گروں اور کانوں سے بھرے جنگوں میں
رُہی پس ناکرہ میگفتے بشب
رات میں منہ منہ بغیر کہتے تھے
باز گفتم بعدیک دم سُوئی است
پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے دایں جانب
روز گشتہ پلّی بوش گشتہ ما
دن نکلے ہم ان کے پاؤں چومنے والے ہو گئے؟
روز گشتہ پاش را پائے بوش
دن نکلے ان کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
نے زخاک ہونے زنگل بروے سائر
ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
نورِ ایں شمسِ شمسِ فارسِ ست
ستاروں کے اس صحن کا نور تیز رہا ہے
چوں نباشد حارسِ آلِ نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیوں نگہبان نہ ہو گا؟
تو بنورِ او ہمیں رو درِ امان
تو اطمینان سے اس کے نور کے ساتھ چلا جا
پیشِ سپہشتِ می روداں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
یَوْمَ لَا يَخْزِي لَنَبِيِّ رَبِّكَ لَمَ لَا
یَوْمَ لَا یَخْزِی لِنَبِیِّ کو جی سمجھ

اُوچو ماہ بدر مارا پیش رو
وہ چوہوں کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے
ہیں گو آمد میل گن در سُوئی چپ
خبردار! گڑھ آ گیا بائیں جانب مڑ جا
میل گن زیرا کہ خلدے پیش پاست
مڑ جا، کیونکہ پاؤں کے نیچے کاٹنا ہے
زانکہ بوش پاک از گل ہر دوپا
کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے
گشتہ پاپائش چو پاپائے عروس
ان کے پاؤں دھن کے پاؤں کی طرح تھے
نورِ خراشِ خاد و آسیبِ حجر
نہ کانے کی خراش کا (نشان تھا) نہ پتھر کی چٹ کا
کروہ مغرب را چو مشرق نور زای
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بنایا تھا
روزِ خالص و عام را او حارسِ ست
عوام و خواں کے دن کا وہ نگہبان ہے
کہ ہزاراں آفتاب آرد پدید
جو ہزاروں صبح پیدا کر دے
درمیلِ اژدہا و کژدماں
اژدوں اور کچھوؤں میں
می کند ہر رہزن را چاک چاک
وہ ہر رہزن کے گلے گلے کر دیتا ہے
نورِ یسعی بینِ ایلہیمِ بخوال
نورِ یسعی بینِ ایلہیمِ پڑھ لے

۱۔ گو گڑھا بدر چوہوی کا
چاند رومی۔ یعنی وہ تاریک
رات میں آگے آگے چل رہے
تھے اور بغیر منہ منہ سے پیچھے چلنے
والوں کو گڑھے اور کانٹے سے
بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی
ان کو نیچے کی چیزیں بھی
اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔
روز گشتہ۔ یعنی دن نکلنے پر ہم نے
ان کی حرید کرامت پر بھی کواں
کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم
نے انرا راہ عقیدت اس کے پاؤں
چومے۔

۲۔ نے زخاک۔ ان کے
پاؤں پر کانٹے اور پتھر کا کوئی
نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور
پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی۔ یعنی
مغرب کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی نہیں ہے۔ مشرقی۔ یعنی
مشرق کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔
مغرب۔ غروبِ آفتاب کے صدا
اندھیرا ہو جاتا ہے۔
مشرق۔ طلوعِ آفتاب کے بعد
روشنی پھیل جاتی ہے۔ شمس۔
یعنی ستارے۔ فارس۔ تیز و
حارس۔ نگہبان۔ نور مجید۔ ذات
حق۔ بنوراو۔ یعنی نور حق

۳۔ پیش۔ خدائی نورِ ساک
کے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو
مہمکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔
قرآن پاک میں ہے یَوْمَ
لَا يَخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتِمِّمْ لَنَا نُورَنَا
یہ دونوں ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماو

ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے روانہ کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے
دائیں جانب چل رہی ہوگی وہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے
آخر دم تک قائم رکھ

گرچہ اگر دود در قیامت آں فزوں از خدا اینجا بخوابید آز مول

وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا آزمائے کے لئے یہاں بھی خدا سے مانگ لو

کو بہ بخشد ہم بمغ و ہم بماغ نور جاں واللہ اعلم بالبالغ

کیونکہ وہ ابر کو بھی اور کھر کو بھی بخشتا ہے جان کا نور، اور خدا پہچانے کو زیادہ جانتا ہے

باز گردو نیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آں

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان ہدیوں کے جو وہ

بدیہا کہ آوردہ بودند سوائے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس

لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لانے

رہایمان و ترک آفتاب پرستی

اور صحران پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

باز گر دیدای رسولان فخل لے شرمندہ قاصد! واپس ہو جاؤ

ایں ۳ زمرن بر سر آں زر نہید میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھو

فرج استر لائق حلقہ زر ست خجری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے

کہ نظر گاہ خداوندست آں کیونکہ وہ خدا کی نظر گاہ ہے

گو نظر گاہ شعاع آفتاب کجا سورج کی شعاع کی نظر گاہ؟

از گرفت ۳ من زجاں اسپر کنید میری گرفت سے جاں کی ڈھل بنا لو

مُریغ فتنہ دانہ بر بام ست او دانہ کا عاشق پہنڈ بالاخانہ پر ہے

پر کھلے ہوئے وہ چل میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے

بالاخانہ پر کھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ چل میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے

مصرع کی شریعت ہے۔

۱۔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں قیامت میں اضافہ ہو گا لیکن

یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا کر کے دیکھو۔ کو۔ کیونکہ جب وہ

غیر جان دار چیزوں کو نور عنایت کر دیتا ہے تو اشرف والخلوقات کو

کیوں عطا نہ کرے گا۔ فخل۔ شرمندہ ہدیہ لانے والے حضرت

سلیمان کے یہاں سونے کی از زانی کو دیکھ کر سونے کا ہدیہ دینے

پر شرمندہ ہو رہے تھے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سونے

اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل کی سلامتی کام آئے گی۔

۲۔ ایں زمرن۔ یعنی یہاں سے اور سونے لے جاؤ تاکہ تمہاری حرص

کی تسکین ہو۔ کوری تن۔ جسم کی بے بسی کی کو اپنے آپ سے دور

کر کے کسی گندی جگہ پھینک دو۔ فرج استر۔ خجری اگر حاملہ ہو

جائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً مر جاتی ہے لہذا اس کی شرمگاہ پر

سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا تاکہ وہ حاملہ نہ ہو سکے۔ عاشق۔

عاشق کی کمزوری اور چہرے کی زردی اس کی زینت ہے۔ کو۔

عاشق کے چہرے کی زردی خدا کی نظر گاہ سے اور سونے کی کان

سورج کی نظر گاہ ہے جس کی وجہ سے کان میں سونا تیار ہوتا ہے لہذا

عاشق کے چہرے کی زردی بدرجہا افضل ہے۔

۳۔ گرفت من۔ ایمان کی پابندی، جہاد کا عمل ان دونوں معنی کے اعتبار

سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنہ۔ دانہ دانہ کا دیوانہ یعنی وہ پرند جو دانہ

کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ

چوں بداندہ داد او دل را بجای
چونکہ اس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سوئے دانہ می کند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
دانہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ نظریں چاتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سوتر
جب تجھے اس نظر کے اس جانب کھنچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندر نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا دی ہے

ناگرفتہ مر ورا بگرفتہ دال
بغیر گفتاری اس کو گرفتہ سمجھ
آں گرہ دال کو پیا بر میزند
اس کو وہ گم سمجھ جو وہ پاؤں پر لگاتا ہے
من ہی دزدم ز تو صبر و مقرر
میں تجھ سے صبر و قرار چا رہا ہوں
پس دال از خویشتن غافل مرا
تو مجھے تو اپنے سے غافل نہ سمجھ
پس بدانی کز تو من غافل نیم
تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھ سے غافل نہیں ہوں

قصہ ۲ عطارے کہ سنگ ترازوئے او از گل سرشوی بود و
اس عطار کا قصہ کہ جس کی ترازو کا ہات ملتان مٹی کا تھا اور
دزد دیدن مشتری گل خوار ازاں گل ہنگام سنجیدن شکر و
شکر تولے کے وقت مٹی کھانے والے خرید کا اس مٹی میں سے چوری کرنا
دیدن عطار آں را و نادیدہ کردن

اور عطار کا اس کو نہ کھانا دیکھا کر دینا

پیش عطارے یکے گل خوار رفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خود گیا
پس بر عطار طر از س دو دل
اس منائق چالانک عطار کے پاس
گفت عطار اے جوان ابلوج من
عطار نے کہا اے جوان! میری شکر
لیک گل سنگ ترازوئے منست
لیکن میری ترازو ہات مٹی کے ہیں
گفت ہستم در مئے قد جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں

تاخرد ابلوج و قند خاص و زفت
تاکہ سفید، خاص قند، عمدہ خریدے
موضع سنگ ترازو بود گل
ہات کی بجائے مٹی تھی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا مبالغہ لا کلام عمدہ ہے
گر ترا میل شکر بخردین مست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزماں ہر چہ خواہی باش گو
ترازد کے ہات جو بھی ہو

۱۔ آں نظر اس کی الجائی ہوئی نظر
اصل اس کے پاؤں کی گرہ ہے
دانہ وہ دانہ کو دیکھ نظروں سے دیکھ
رہا ہے اور وہ دانہ اس کے صبر و قرار کو چرا
رہا ہے چوں۔ جب لاپچی نظر پر بند
دانی جانب کھنچ لاتی ہے تو پر بند کو بھٹانا
چاہیے کہ شکاری اس سے غافل نہیں
ہو اس کو چاس لگا۔

۲۔ قصہ پرند جس طرح یہ سمجھتا
ہے کہ وہ شکاری کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود سمجھتا
ہے اسی طرح اس قصہ میں خریداریہ
سمجھتا ہے کہ وہ کاندہ کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا
نقصان کر رہا ہے گل سرشوی وہ مٹی
جسے مل کر سرسویا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں ملتان مٹی ہے گل خواہ
وہ مٹی کھانے والا ابلوج۔ سفید شکر
س طرح از زبان ہزار جب تراش
ٹھک۔ دو دل۔ منائق چونکہ وہ مٹی
کے ہاتھوں کے ذریعہ کم تولی تھا
گفت۔ عطار نے کہا ترازو کے بے
تجربہ کی بجائے مٹی کے ہیں۔ مست۔
خریدار نے کہا مجھے قند کی ضرورت
ہے مجھے مٹوں سے کیا بحث ہے جیسے
بھی ہوں۔

سنگ چہ بود رگل ز شکر بہترست
 پتھر کیا ہوتا ہے مٹی شکر سے بھی بہتر ہے
 نو عرو سے یاقم بس خوب فر
 میں نے ایک نئی لہن بہت شاندار دھوڑ لی ہے
 کال سیرہ دختر حلوا گریست
 کہ وہ پہلے نشین، حلوائی کی بیٹی ہے
 دختر او چرب و شیریں خر بود
 اس کی لڑکی خوب چٹنی اور میٹھی ہو گی
 ایں بہ وہ رگل مرا میوہ دلست
 یہ بہتر اور خوب مٹی میرے دل کا میوہ ہے
 او بجائے سنگ آں رگل را نہاد
 اس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی
 ہم بقدر آں شکر را می شکست
 اس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا
 مشتری را منظر آنجا نشاندا
 اس نے خریدار کو اس جگہ انتظار میں بٹھا دیا
 رگل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت
 اس سے چھپا کر مٹی چھانی شروع کر دی
 چشم او بر من قند از ایتحاں
 اور اس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑ جائے
 کہ فزول تر دزد ہیں اے رُغی زرد
 کہ اے زرد دزد! اور زیادہ چما لے
 رو کہ ہم از پہلوی خودی خودی
 جا کہ تو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے
 من ہمی خرم کہ تو کمتر خودی
 میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھا رہا ہے

گفت با خود پیش آنکہ رگل انخودست
 پھر اس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانے والے کتائے
 ہنجو آں دلالہ کو گفت اے پسر
 اس دلالہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا!
 سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست
 بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے
 گفت بہتر آتجنیں خود گر بود
 اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے
 گردادی سنگ و سنگت از رگلست
 اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے وہ تیرا باٹ مٹی کا ہے
 اندراں کفہ ۲ ترازو ز احتداد
 ترازو کے پلارے میں احتداد کے ساتھ
 پس برائے کفہ دیگر بدست
 پھر دوسرے پلارے کے لئے ہاتھ سے
 چوں نبوش تیشہ او دیر ماند
 چونکہ اس کے پاس کھربانہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا
 ریش آں سو بود رگل خوردنا شکفت
 اس کا رخ اس طرف تھا بے مبرمٹی خود نے
 خرس ۳ خرساں کہ نیاید ناگہاں
 ڈرتے ڈرتے کہ وہ اچانک نہ آ جائے
 دید عطار آں و خود مشغول کرد
 عطار نے اس کو دیکھا وہ اپنے آپ کو مشغول کر دیا
 گر بد زدی از رگل من می بری
 اگر تو چما کر میری مٹی میں سے لے جا رہا ہے
 تو ہمی ترسی زمن لیک از خری
 تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

رگل مٹی کھانے والے کے لئے
 تو مٹی شکر سے بھی زیادہ مزیدار ہوتی
 ہے ہنجو عطار کا بنوں کی خرابی کو
 ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلالہ نے
 لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اس نو جوان
 کے لئے اور زیادہ دلچسپی کا باعث بنی۔
 حلوا گر حلوائی۔ چرب چونکہ حلوائی
 کے یہاں مٹی اور شکر کی کثرت ہوتی
 ہے۔ میوہ مٹی کھانے والے کے
 لئے مٹی دل پسند چیز ہے۔
 ۱۔ کفہ۔ ترازو کا پلارہ۔ احتداد
 تیار کی گئی بقدر آں۔ یعنی مٹی کے
 وزن کی۔ تیشہ شکر جم گئی ہو گی جس
 کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت
 ہوئی۔ آنجا۔ یعنی مکان کے گلے حصہ
 میں۔ نبوش۔ یعنی کھانا کھانے۔
 ۲۔ خرس ترساں۔ یعنی مٹی خود
 کا انداز سے ڈرتا ہوا مٹی چار ہاتھ۔
 دید۔ دکان دہانے اس کو دیکھ لیا لیکن
 خود کو اور زیادہ مشغول کر دیا تاکہ وہ مٹی
 زیادہ چما سکے کیونکہ وہ مس قدر مٹی چما
 لے گا اس قدر شکر کم چمے گی۔ از
 پہلوئے خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کر رہا
 ہے اس کو شکر کم ملے گی۔

گر چہ مشغول چٹاں احمق نیم
 اگرچہ میں مصروف ہوں ایسا بیوقوف نہیں ہوں
 چوں بہ بنی مر شکر راز آرمود
 جب تو آنا کر شکر کو دیکھے گا
 مرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند
 پند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
 گزرتی چشم کھلے می بری
 اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے حرا اٹھا رہا ہے
 اس نظر از دور چوں تیرست و سم
 یہ نظر بازی وہ سے ہی تیر ہر زہر ہے
 مال دنیا دام مرغان ضعیف
 دنیا کا مال کفر پندوں کا جال ہے
 تابدیں ملکہ کہ اوداے ست ذرف
 یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو کدیک گہرا جال ہے
 من سلیمان می خواہم ملک تال
 میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
 کاں زماں ہستید خود مملوک ملک
 کیاں کہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
 باز گوئے اے اسیر ایں جہاں
 اے اس دنیا کے قیدی اے
 اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جاں
 اے تو اس جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے

کہ شکر افزوں کشی تو از ہم
 کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے
 پس بدانی احمق و غفل کہ بود
 تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
 دانہ ہم از دور را ہش می زند
 دانہ بھی وہ سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
 نے کباب از پہلوی خود میخوری
 کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
 عشقت افزوں می شود صبر تو کم
 تیرا عشق بڑھتا ہے صبر کم ہوتا ہے
 ملک عقی دام مرغان شریف
 آخرت کی سلطنت شریف ہوں کا جال ہے
 و شکار آیند مرغان شگرف
 عجیب پند شکاری میں آتے ہیں
 بلکہ من برہانم از ہر ہلک تال
 بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
 مالک الملک آنکہ او جہد ز ہلک
 ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
 نام خود کردی امیر ایں جہاں
 تو نے اپنا نام شہ جہاں رکھ دیا ہے
 چند گوئی خویش را خولجہ جہاں
 تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کب تک کہے گا؟

۱۔ اگرچہ یعنی میرا ہر کرنا میری
 بددینی نہیں ہے بلکہ قائمہ مند ہے
 چوں۔ جب تو گھر جا کر شکر تو لے گا تو
 بت چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔
 مرغ۔ پرندہ نہ چکنے میں اپنا دانہ بچھ
 رہا ہے حالانکہ وہی اس کی ہلاکت
 ہے نالی لگا۔ چنگھو مرے مصرع
 میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس
 مصرع میں آنکھ کے گلے کا
 استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی
 حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو
 ظاہر۔ لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
 کے لئے اپنے لئے پریشانی مول
 لے لیتا ہے۔

۲۔ اس نظر۔ نظر بازی کا تیر خود نظر
 باز کے لئے تیر ستم ہے اور وہ بھی
 زہر بلا حدیث ہے قسطو منہم
 منضوم من میہام فیلس۔ نظر
 بازی شیطان کے تیروں میں سے
 زہر بلا تیرے۔ مال دنیا۔ دنیا کی
 زیب و زینت ضعیف الایمان لوگوں
 کا جال ہے مومن آخرت کے طلاء
 ہوتے ہیں۔ مرغان شگرف۔ یعنی
 انبیاء اور اولیاء۔

۳۔ من سلیمان۔ یہ حضرت
 سلیمان کا قصص کا خطاب ہے
 اور ہر ہلک۔ چنگھو ستادہ برستی میں
 ہلاکت ہے کایں ذماں دنیا دار پانی
 دلت کا غلام ہوتا ہے شہ تو وہ ہے جو
 اس کی ہلاکت سے بچ نکلے باز
 گوئے دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ
 کہتا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ رگس
 نہماں مگر کی کا اور۔

دلداری کردن و نواختن سلیمانؑ مرآں رسولان را و دفع وحشت و
 حضرت سلیمانؑ کا ان قصص کی دلداری کرنا اور نوازنا اور ان کے دل سے تکلیف اور وحشت
 آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ و شرح کردن بایشان
 کو وہ کرنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی ان سے تشریح کرنا

رَدِّ مَنْ بَہْتَرُ شُمَارَا از قَبُولِ
میرا دو کتا تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے
باز گُوید از بیابانِ ذہبِ
سونے کے جنگل کی بات کہو
وز چنیں ہدیہ چل چوں می شُدید
اور ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے
ما زَر از زَرِ آفریں آورده ایم
ہم سنا پیدا کرنے والے سے سنا ملے آئے ہیں
سَرِ بَسَرِ زَرِ گردِ دَرِ شَمِیں
پوری سنا اور قیمتی موتی بن جائے
روزِ محشر ایں زمیں را نقرہ گِیں
اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی
ما شُمَارَا کیمیا گرمی کنیم
ہم تمہیں کیمیا گرم بناتے ہیں
کہ درِ آبِ گل بس مُلکِ ہاست
کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں
صَدْرِ پنداری و بر در ماندہ
تو نے صد مقام سمجھا ہے اور تو دواڑہ پر پڑا ہے
پادشاہی چوں گنی بر نیک و بد
ہر اچھے اور برے پرتو بادشاہی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟
شرم دار از ریش خود اے کثر امید
اے نیشی تنہا والے اپنی داڑھی سے شرم
بے جہان خاک صد مُلکش دہد
خدا کی دنیا کے علاوہ اس کو کتنی چیزیں سلطنتیں عطا کرتا ہے

اے رسولائے فرستہ تالِ رسول
اے قاصد! میں تمہیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں
پیشِ بلقیس اُنچہ دید از عجب
بلقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات دکھائی
کہ چل منزل بُرُہی زَرِ بُدید
کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے
تا بدانکہ کہ بَزَرِ طالع نہ ایم
تاکہ نہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں
آنکہ گر خواہد ہمہ خاکِ زمیں
وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی
حقِ پُرانے آں گند اے زَرِ گزین
اے سونا کو پسند کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی لئے کر دے گا
فارغیم از زَرِ کہ ماسِ پُر فیم
ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم ماہر فن ہیں
از شُما کے گدیہ زَرِ می کنیم
ہم تم سے سونے کی بجائے کب مانگتے ہیں؟
تُرکِ آں گیرید گر مُلکِ سَباست
اس کو چھوڑ دو خواہ سہا کا ملک ہو
تختِ پندست آنکہ تختِ خواندہ
جس کو تو نے تخت کہا ہے اور وہ کاٹھ ہے
پادشاہی نیست بر ریش خود
تیری اپنی داڑھی پر بھی حکومت نہیں ہے
بے مُراو تو شود ریشِ سفید
تیری ریش کے خلاف تیری داڑھی سفید ہو جاتی ہے
مالکِ المُلکِ ست ہر گش سر نہد
جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ ہے

۱۔ تالِ رسول۔ یعنی اب تم میری
جانب سے قاصد بن کر جاؤ۔
یاد رہے۔ یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا
تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے
آؤ گے پیشِ بلقیس۔ تم اپنے
واقعت جا کر بلقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ
چالیس منزل تک تم سونے کی زمین
پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے۔
وز چنیں۔ یعنی تم بھی کہو کہ میں سونے کا
ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوتی
تھی۔ تا بدانکہ۔ تاکہ بلقیس یہ سمجھ
جائے کہ ہم اس کی دولت کے طالب
نہیں ہیں۔
۲۔ حق۔ محشر کے دن زمین
چاندی جیسی کر دی جائے گی اور یہاں
وہ ہے وہاں کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے
گے کہ ان کے یہاں سونے چاندی
کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے
فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں
ہم تو انسان کو ایمان عطا کر کے گزین
بنادیتے ہیں۔ کیمیا گرم سونے بخش
بن جاؤ گلو کیمیا گرم بن جاؤ گے شمر
کیمیا و سیما و رسیما
کس غلام جز بذاتِ اولیا
تُرکِ آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا
کی سلطنت کو خیر باد کہو۔
۳۔ تختِ پند۔ قید خانہ لکڑی کا وہ
گند جس میں باؤں پھنسا کر قید کر
دیتے تھے صدر جس مقام کو صدر
مقام سمجھا ہے وہ دربان کی جگہ ہے
ریش۔ تراکھٹو خود تیری داڑھی پر نہیں
چلا ہے ورنہ تو تیری منشا کے خلاف
سفید نہ ہوتی۔ مالکِ الملک۔ اصل
پادشاہت اس کی ہے جو اللہ کے ہمارے
میں سر نیاز جھکا دے وہ اس کو اس دنیا
کی حکومت کے علاوہ اور حکومتیں عطا
فرماتا ہے۔

لیک! ذوقِ سجدہ پیش خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنالی کہ خواہم ملکہا
پھر تو دے گا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں
باد شاہانِ جہاں از بدرگی
دنیا کے بادشاہوں نے بدیہی کی وجہ سے
ورنہ اودم وار سرگردان و دنگ
ورنہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح حیران اور پریشان ہو کر
لیک حق بہر ثبات ایں جہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جہاں کے بقا کے لئے
تا شود شیریں برایشاں تخت و تاج
تاکہ ان کے لئے تخت و تاج شیریں بن جائے
از خراج ارجع آری زر چوریک
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا
ہمروہ ۲ جانت نگرود مملک و زر
سلطنت اور سونا تیری روح کا ساتھی نہ بنے گا
تابہ بنی کایں جہاں چاہیست تنگ
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنویں ہے
تا بگوید ۳ چوں ز چاہ آئی بپام
تاکہ جب تو کنویں سے بالا خانہ پر آئے گے
ہست در چہ انکاساتِ نظر
کنویں میں نظر کے عکس ہیں
وقت بازی کو دکھان را از اختلاف
خللِ دماغی سے کھیل کود کے وقت بچوں کو

خوشر آید از دو صد دولت ترا
تجے دو سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہو گا
مملک آں سجدہ مسلم گن مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے
یو نیردند از شرابِ بندگی
بندگی کی شرب کی خوشبو نہیں سونگھی
مملک را برہم زدندے بے درنگ
فوراً سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہر شاں بہادِ برچشم و دہاں
ان کی آنکھ اور منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں داراں خراج
کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماند مردہ ریگ
بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا
زر بدہ سرمہ بستاں بہر نظر
سونا دیدے نگاہ کے لئے سرمہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری بچنگ
یوسف اور وہ رسی ہاتھ میں پکڑ لے
جان کہ یابشیرای لی ہلنا غلام
روح میرے لئے بشارت ہے، یہ لڑکا ہے
کمترین آنکہ نماید سنگ زر
سب سے کم یہ ہے کہ پتھر سونا نظر آتا ہے
می نماید آں خوفنا زر و مال
وہ ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

۱۔ لیکن جب سجدہ کا ذوق
پیدا ہو جائے گا تو سلطنتوں سے بیزار
ہو جائے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ
بس یہی دولت کافی ہے۔ بادشاہان
دنیا کی بادشاہ چونکہ بندگی کی مستی سے
ناواقف ہیں اس لئے وہ سلطنت کے
شوق میں مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو
جائے تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح
سلطنت پر لات مار دیں لیکن حق۔
لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کام
چلانا ہے اس لئے ان کو اس لذت
سے محروم کر دیا ہے اور وہ ہیں کہ ہم
دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں۔
خراج۔ ٹیکس۔ مردہ ریگ۔ وہ مال جو
ورثہ میں ملے۔

۲۔ ہمروہ دنیا کی دولت دنیا میں وہ
جالی ہے روح پرور کا جالی ہے
سرمہ وہ سرمہ حاصل کر لے جس
سے یہ چیزیں بنے حقیقتِ نظر
آئیں۔ یوسفانہ حضرت یوسفؑ
کے ذریعے کنویں سے باہر آئے
تھے تو بھی معاملات کی سی گذریہ
سے دنیا کس کنویں سے باہر نکل آ۔
۳۔ تا بگوید جس وقت حضرت
یوسفؑ کنویں سے برآمد ہوئے تھے
تو ڈول نکالنے والی چوڑی اٹھا تھا کہ
خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح
تیری روح تیرے کنویں میں سے
نکل آنے پر خوشخبری دے گی۔
در چہ دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا
کی بے حقیقت دولت کو مستحق دکھا دیتی
ہے۔ وقت بازی کے کھیل کود میں
ٹھیکریوں کو روپیہ پیسہ تصور کر لیتے

ہیں۔



عاز فاش! کیمیا گر گشتہ اند تاکہ شد کاہنا بر ایشان خونند
اس خدا کو پہچان جانے والے کیمیا گر بن گئے ہیں حتی کہ ان کے لئے کاٹیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدن درویشے جماعت مشائخ را در خواب و درخواست کردن
ایک مدیش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کمالی ک مشغولیت
روزی حلال از ایشان بے مشغول شدن بکسب کے از عبادت
کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے یہ جاتا ہوں اور ان کی
می نامم وارشاد کردن ایشان اُوراً بمیوہائے تنخ و ترش کوہی
اس کو کڑوے اور کھٹے پہاڑی پھلوں کی جانب رہائی کرنا اور ان بزرگوں
و بروے شیریں شدن آل میوہا بدلت آل مشائخ
کی رہائی سے اس کے لئے ان پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
ایک مدیش نے قصہ میں بتایا
گفتم ایشان را کہ روزی حلال
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
مرا ۲ سوئے کہستان را ندند
میرے لئے وہ کڑوے کے پھل لے گئے
وہ مجھے پہاڑ کی جانب لے گئے
کہ خدا شیریں بکرو آں میوہ را
کہ خدا نے وہ پھل بیٹھے کر دیئے ہیں
ہیں بخور پاک و حلال و بے حسیب
ہاں ' پاک اور حلال اور بے حساب کھا
پس مرازاں رزق نطقے رُو نمود
پھر اس رزق سے مجھ میں ایسی قوت گئی کہ رو نما ہوئی
گفتم میں فتنہ ستا ہے پ جہاں
میں نے کہا ' اے دنیا کے پان ہمارے فتنہ ہے
شدُ خن از من دل خوش یافتم
میری قوت گئی کہ میں نے مطمئن دل پالیا
بخشے وہ از ہمہ خلقاں نہاں
وہ انعام عطا فرما جو سب سے پوشیدہ ہو
چوں آثار از ذوق می بشگافتم
ذوق لطف سے میں آثار کی طرح کھلتا تھا

۱۔ عاز فاش۔ جو عارف اللہ ہیں وہ خود کیمیا گر ہیں ان کی نگاہ میں سونے کی کوئی قیمت نہیں ہے
آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا ہو کہ گوشہ چشمے بہا کنند
دین۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کمال اللہ کی نظر میں دنیا کا مال بچ ہے اور ان کی ہمت کیمیا کا کام کرتی ہے۔ سمر۔ قصہ۔ حضرات۔ وہ ابدال جو حضرت خضرؑ کی طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ قسم میں سے ان ابدال سے کہا کہ کھانا کھانا تو وہاں چلے گی تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے بلا کائے حلال روزی حاصل ہو جائے۔
۲۔ مرا ۲ سوئے کہستان۔ مجھے جنگل میں لے گئے اور انہوں نے جنگلی پھل جھڑے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے لئے وہ کڑوے کے پھل بیٹھے ہو جائیں۔ خدا۔ خدا۔ سرس۔ ان پھلوں کے کھانے سے میرے کلام میں وہ شیریں پیدا ہو گئی کہ لوگوں میں بفرقتہ ہونے لگے۔
۳۔ گفتم۔ اویا اللہ کو اپنی شہرت اور مزا میں مقبولیت تا کرار ہوتی ہے۔ خد خن۔ یعنی وہ لطف کلام کی کیفیت زائل ہو گئی جو کلام کی گردیدنی کا سبب تھی اور دل میں ایک جذبہ مسرت پیدا ہو گیا۔

گفتم ار چیزے نباشد در بہشت! غیر این شادی کہ دارم در سرشت
میں نے کہا اگر جنت میں نہ کوئی چیز نہ ہوگی اس سرت کے علاوہ جو طبیعت میں آگئی ہے
ہج نعمت آرزو تولید دیگر زیں نہ دارم بجوز و نیشکر
تجھے کسی دھری نعت کی تمنا نہ ہوگی اس کو چھوڑ کر میں خود لہر گئے کی طرف توجہ نہ کروں گا
ماندہ بود از گسب یک دوختہ ام دوخت در آستین جبہ ام
کئی میں سے میری ایک دھنی خاک گئی تھی جس کو میں نے جبہ کی آستین میں سی لیا تھا

۱۔ در بہشت۔ دوقلمی کیفیت اس قدر پرست تھی کہ اگر جنت میں صرف وہی حاصل ہو تو ہر کسی چیز کی تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔
آستین۔ جبہ آستین میں بٹائی جاتی تھی۔

نیت کردن او کہ ایں زربدیں ہیزم کش دہم چوں من
اس کا سوچنا کہ یہ سنا میں اس لکڑھے کو دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی
روزی حلال یا تم بکرمات مشائخ و نجیدان آں ولی
کلمت سے حلال روزی پالی ہے لہٰذا اس لکڑھے ولی کا اس
ہیزم کش از ضمیر و نیت او
کلمہ کی بات اور نیت سے نچیدہ ہوتا

۲۔ ہیزم۔ سوختہ چلانے کی لکڑیاں
بیش جگل۔ فارم۔ میں تو جنگلی
پلوں پر گزارہ کر لیتا ہوں لہٰذا مجھے
اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے۔
رزق خاص۔ شاہی دسترخوان کی
خوراک۔ چونکہ مجھے اپنے خلق
اور کھانے کی فکر نہیں ہے۔ جبہ ایک
دلی کا وزن تکلیف کش یعنی لکڑہلا۔
۳۔ تادوستہ۔ روزک۔ دو دو تین دن
میرے اس عطیہ سے اپنا کام چلائے
گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔
زانکہ اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے
نور کی روشنی حاصل تھی۔ بود۔ وہ لکڑہلا
روشن ضمیر تھا دل کی بات اس پر اس
طرح ظاہر ہو جاتی تھی جس طرح
چراغ شیشہ کے لیپ میں سے نظر آ
جاتا ہے

آں یکے درویش ہیزم می کشید ایک درویش لکڑیاں لا رہا تھا
پس بگفتم من زربدی فارم پس بگفتم من زربدی فارم
میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں
میوہ مکروہ بر من خوش شد دست ناگوار پھل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
چونکہ من فارغ شدستم از گلو چونکہ میں ملق کے معاملہ سے فارغ ہو گیا ہوں
بدہم ایں زربدیں تکلیف کش بدہم ایں زربدیں تکلیف کش
اس مصیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں
خود ضمیرم را ہی دانست او خود ضمیرم را ہی دانست او
اس نے خود میرے دل کی بات جان لی
بود پس پیشش سر ہر اندیشہ بود پس پیشش سر ہر اندیشہ
اس کے لئے ہر خیال کا راز

بُود بر مضمون دلہا اُو خبیر
 وہ دلوں کے مضمون سے واقف تھا
 در جواب فکر تم آں بوا العجب
 وہ عجب احوال والا میرے خیال کے جواب میں
 کَیْفَ تَلَقَّی الرِّزْقَ اِنْ لَّمْ یَزِفُوکَ
 اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے
 برلم میز و عتابش نیک نیک
 لیکن اس کے غصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا
 تنگ ہیزم را نہاد از پشت زیر
 ایندھن کا گھر کر سے نیچے رکھ دیا
 لرزہ بر ہفت عضو من فتاد
 میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا
 کہ مبارک دعوت و فرخ بے اند
 جو بابرکت دعا والے اور مبارک قدم ہیں
 ایں زماں ایں تنگ ہیزم زرشود
 اسی وقت یہ ایندھن کا گھر سنا بن جائے
 ہچو آتش بر زمیں می تافت خوش
 عموگی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا
 چونکہ با خویش آدم من از ولہ
 جب میں جبرانی کے بعد ہوش میں آیا
 بس غیورند و گریزاں ز اشتہار
 بہت غیرت مند اور شہرت سے بھاگنے والے ہیں
 بے توقف ہم براں حالے کہ بود
 بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا
 مست شد درکار اُو عقل و نظر
 اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

بچ پنہاں می نشد از وے ضمیر
 دل کی کوئی پلٹ اس سے نہ جھپٹی تھی
 پس ہی منکبد با خود زیر لب
 تو وہ خود بخود آہستہ بڑ بڑایا
 کہ چنیں اندیشی از بہر ملوک
 تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
 من نمی کردم سخن را نہم لیک
 میں بات اچھی طرح نہ سمجھا
 سوئے ۲ من آمد بہیمت ہچو شیر
 وہ شیر کی طرح ہیئت سے میری جانب آیا
 پر تو حالے کہ اُو ہیزم نہاد
 اس حالت کے اثر سے کہ اس نے ایندھن کا گھر رکھا
 گفت یارب گر ترا خاصاں حی اند
 اس نے کہا اے خدا اگر تیرے مخصوص بندے زندہ ہیں
 لطیف تو خواہم کہ مینا گر شود
 تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیسا گر بن جائے
 در ۳ زماں دیدم کہ ز رشد ہیزم ش
 میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہو گیا
 من دراں بنجد شدم تا دیر گہ
 میں اس اثناء میں دیر تو بیہوش رہا
 بعد ازاں گفت اے خدا اگر آں کبار
 اس کے بعد اس نے کہا اے خدا اگر وہ بڑے لوگ
 باز ایں لاند ہیزم ساز زود
 اس کو پھر جلد ایندھن کا گھر بنا دے
 در زماں ہیزم شد آں انحصان زر
 اسی وقت وہ سونے کی شانیں ایندھن کا گھر بن گئیں

۱۔ منکبد۔ وہ بڑ بڑایا۔ ہوا جب۔
 چونکہ اس سے کلمات ظاہر ہو رہی
 تھیں۔ ملوک۔ یعنی اولیاء اللہ۔
 کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے
 پر ہوتا ہے۔ من۔ میں ان کی بات
 تو نہ سمجھا لیکن ان کے غصہ کا اثر
 میرے قلب پر ظاہر ہوا۔

۲۔ سوئی من۔ وہ لکڑی بڑا بزرگ
 لکڑیوں کا گھر زمین پر ڈال کر شیر کی
 طرح میری طرف آیا تو میں اس کی
 ہیئت سے کانپنے لگا ہفت مخصوص ہفت
 اندام۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ سینہ
 پشت سر۔ گفت۔ اس لکڑی ہڈے نے
 کہا اے خدا اگر تیرے مہربان بارگاہ
 زندہ ہیں من کی دعا مقبول ہوتی ہے تو
 میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس
 سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن
 جائیں۔

۳۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں سونے کی ہو گئیں۔ ولہ۔
 حیران۔ بعد ازاں لکڑیاں کا سونا بن
 جانے کے بعد اس نے دعا شروع کر
 دی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ
 شہرت سے بھاگتے ہیں اور میری
 کرامت شہرت کا باعث بن جائے
 گی لہذا تو ان لکڑیوں کو اصل حالت پر
 کر دے تاکہ میری شہرت نہ ہو
 نہ چنچہ وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر ہو
 گئیں۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں پھر اصل حالت پر آ گئیں۔
 انحصان۔ غصن کی جمع۔ بنی۔
 شلخ۔

بعد ازاں ایہ روایت ہمیزم را درفت
 اس کے بعد اس نے ایندھن کا گھر اٹھایا اور چل دیا
 خواستم تا درپے آں شہ روم
 میں نے چاہا کہ اس شہ کے پیچھے جاؤں
 بستہ کرد آں بہت او مر مرا
 اس کی اس بہت نے مجھے باندھ دیا
 ور کسے را رہ شود گو سر فشاں
 اور اگر کسی کے لئے راستہ ہو کہ وہ سر قربان کرے
 بس غنیمت دار آں توفیق را
 اس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ
 نے چو آں ابلہ کہ بیلد قرب شاہ
 نہ کہ اس بیوقوف کی طرح جس کو شاہ کا قرب حاصل ہو
 چوں ز قربانی دہندش بیشتر
 جب وہ اس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں
 نیست این از ران گاؤ اے مفتری
 ایسے جھوٹے! یہ گائے کی ران نہیں ہے
 اے جھوٹے! یہ گائے کی ران نہیں ہے
 بذل شہان ست این بے رشوتے
 یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت
 شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم
 پرسم ازوے مشکلات و بشنوم
 اس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سنوں
 پیش خالص رہ نباشد عامہ را
 عوام کے لئے خواص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے
 کال بود از رحمت و از جذب شال
 کیونکہ وہ ان کی رحمت اور کشش سے رہتا ہے
 چوں بیانی صحبت صدیق را
 جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کر لے
 سہل و آسان درخند آں دم زراہ
 اسی وقت آہستگی اور آسانی سے راہ سے بھٹ جائے
 پس ۲ بگوید ران گاؤ ست این مگر
 تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے
 ران گاوت می نماید از خری
 تجھے لگدھڑ بنے گا گائے کی ران دکھائی دے گی ہے
 بخشش محض ست این از رحمتے
 یہ شفقت سے خالص بخشش

۱۔ بعد ازاں۔ جب کئی ایام اصل
 حالت پر ہو گئے تو وہ ان کو لے کر چل
 دیا۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے
 مشکل مسائل۔ رستہ میں اس قدر
 مرغوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے
 جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے
 ہیں عوام کی دہلیز تک نہ سائی نہیں ہوتی
 چاکر ہوتی بھی ہے تو یہ ان بزرگوں
 کی کشش ہوتی ہے لہذا اس پر قربان
 ہو جانا چاہیے صدیق۔ وہ جس بخود
 ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔
 نے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ قرب حاصل
 ہوتے ہی مگر اپنی اختیار کر لے
 ۲۔ پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی
 بادشاہ نے اعلیٰ درجہ کے ذہن کی قربانی
 کی اور فقر میں غرق کی ایک فقیر کو ایک
 ران ملی اس نے ذہنی ران اس قدر
 فریہ بھی نہ دہی تھی تو بولا۔ گائے کی
 ران ہے یعنی اس نے انعام کو نہ پہچانا
 اور قدر نہ کی۔ نیست۔ وہ فقیر جھوٹا تھا
 وہ ران اعلیٰ قسم کے ذہن کی تھی یعنی اس
 صحبت کی قدر و قیمت کو پہچانا چاہیے
 اور اس کی نافرمانی نہ کر لی چاہیے
 خری۔ لگدھڑائیں۔

۳۔ خریں۔ پہلے بتایا تھا کہ
 بزرگوں کی صحبت ان کی بخشش سے
 حاصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمان
 کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلیقیس
 اور اس کی قوم کا حضرت سلیمان تک
 پہنچنا ہے حضرت سلیمان کی کشش
 سے تھا۔ جذب۔ کشش۔ کہ برآمد
 اس وقت رحمت خداوندی کا سمندر
 جوش میں ہے جلد آکر فیضیاب ہو
 جاوے۔

تخریص ۳۔ کردن سلیمان رسولان را بر بخیل کردن
 حضرت سلیمان کا قصاصوں کو ایمان لانے کے لئے بلیقیس کی
 بھرت بلیقیس بہر ایمان
 ہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

بچیاں کہ شہ سلیمان در نبرد
 جیسا کہ شاہ سلیمان نے جنگ میں
 کہ بیایید اے عزیزاں زود زود
 کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ
 جذب خیل و لشکر و بلیقیس کرو
 بلیقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا
 کہ برآمد موجہا از بحر جود
 کیونکہ سخاوت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

جوشِ موحش ہر زمانے صد گہر

ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی

کایں زماں رضواں درِ جنت کشاد

کیونکہ وقتِ رضوان نے جنت کا مدار کھل دیا ہے

سوی بلیقوس و بدیں دیں بگروید

بلیقوس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہو جاؤ

زود کَانَ اللہُ یَدْعُوا بِالسَّلَام

جلد کیونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

کہ فتوحاتِ ایں زماں و فتح باب

کیونکہ اس وقت انعامات اور مدارے کی کشادگی ہے

مطلبِ یابی ازاں یارِ وفا

تاکہ تو اس با وفا دوست سے طلب حاصل کر لے

تا بیابی پہچو او مُلکِ خلود

تاکہ تو اس کی طرح بھگتی کی سلطنت حاصل کر لے

سببِ ہجرت سلطانِ ابراہیمِ اوہم و ترکِ کردنِ مُلکِ خراسان

حضرت ابراہیمِ اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارِ ساں برہام اندہ دار و گیر

محافظِ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے

کہ گند زان دفعِ دُز داں و نلاد

کہ ان کے ذریعہ زندوں اور چھوٹوں کو دفع کریں

فارغِ ست از واقعہ ایمنِ دلِ ست

حلاوت سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے

نے بشبِ چوبک زماں برہامہا

نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا بجنے والے

ہچو مہمنا قان خیالِ آں خطاب

جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

سوی اسل می فشنند بے خطر

بغیر کھل خطرے کے سال کی جانب پھینک دیا ہے

اصلاً تقسیم اے اہلِ رشاد

اسے ہدایت پانے والا ہم نے دعوت دیدی

پس سلیمان گفت اے پیکارِ روید

پھر سلیمان نے کہا اے قاصد! جاؤ

پس بگوئدش بیا اینجا تمام

پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آ جائے

یہاں بیا اے طالبِ دولتِ شباب

ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا

اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا

اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے تو بھی آ جا

مُلکِ برہم زن تو اوہم وارِ زود

تو اوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

حضرت ابراہیمِ اوہم کی ہجرت سلطانِ ابراہیمِ اوہم و ترکِ کردنِ مُلکِ خراسان

حضرت ابراہیمِ اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارِ ساں برہام اندہ دار و گیر

محافظِ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے

کہ گند زان دفعِ دُز داں و نلاد

کہ ان کے ذریعہ زندوں اور چھوٹوں کو دفع کریں

فارغِ ست از واقعہ ایمنِ دلِ ست

حلاوت سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے

نے بشبِ چوبک زماں برہامہا

نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا بجنے والے

ہچو مہمنا قان خیالِ آں خطاب

جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

۱۔ سوی اسل می فشنند بے خطر

بغیر کھل خطرے کے سال کی جانب پھینک دیا ہے

۲۔ اصلاً تقسیم اے اہلِ رشاد

اسے ہدایت پانے والا ہم نے دعوت دیدی

۳۔ پس سلیمان گفت اے پیکارِ روید

پھر سلیمان نے کہا اے قاصد! جاؤ

۴۔ پس بگوئدش بیا اینجا تمام

پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آ جائے

۵۔ یہاں بیا اے طالبِ دولتِ شباب

ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا

۶۔ اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا

اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے تو بھی آ جا

۷۔ مُلکِ برہم زن تو اوہم وارِ زود

تو اوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

۸۔ حضرت ابراہیمِ اوہم کی ہجرت سلطانِ ابراہیمِ اوہم و ترکِ کردنِ مُلکِ خراسان

حضرت ابراہیمِ اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

۹۔ حارِ ساں برہام اندہ دار و گیر

محافظِ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے

۱۰۔ کہ گند زان دفعِ دُز داں و نلاد

کہ ان کے ذریعہ زندوں اور چھوٹوں کو دفع کریں

۱۱۔ فارغِ ست از واقعہ ایمنِ دلِ ست

حلاوت سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے

۱۲۔ نے بشبِ چوبک زماں برہامہا

نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا بجنے والے

۱۳۔ ہچو مہمنا قان خیالِ آں خطاب

جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

۱۔ نالہ۔ یعنی نفیری اور وصول کی
آواز حضرت اسرارِ اعلیٰ کے کلامِ صمدی
آواز سے مشابہ ہے سربہ نفیری۔
۲۔ وصول۔ ناظر کل۔ صمد جو
قیامت میں پھونکا جائے گا۔
حکیموں۔ حکیم خیا غورث نے کہا ہے
کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے
بارہ مرحلے سے سات آوازیں سات
سیاروں سے چھٹیں شبے دن رات
کے چکر گھمٹوں سے اور آواز تالیس
ترکیبیں سال کے آواز تالیس ہفتوں
سے بنائے گئے ہیں۔ باگ۔ ان
حکماء کے نزدیک آسمانوں کے
درمیان ہوا ہے اور اس سے آوازیں
پیدا ہوتی ہیں اسی کی اصل جگہ ہے اور
گلے کے ذریعہ کی ہے۔ مومن۔
مومن کہتے ہیں کہ یہ سارے لاپ
اور نئے حمان بہت ہی کے گانے اور
جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازیں
اور جنت کے درختوں کے پلنے کی
آوازیں سے بنے ہیں۔ ماہمہ۔ ہم
اگرچہ براہ راست جنت میں نہ تھے
کہ وہاں سے ان کو سنتے لیکن چونکہ
ہمارے باؤ آدم وہاں تھے اور ہم انکیں
کے اجزاء ہیں لہذا ہم نے بھی وہاں
سے تھے۔

۳۔ اگرچہ اس آبِ گل کی دنیا
نے زمیں جنت کی پوری باتیں بھلا دی
ہیں پھر بھی کچھ یاد دہانی ہے۔ لیک۔
چونکہ بدہ نفعی ہمارے جسم سے پیدا
ہو رہے ہیں جو آبِ گل سے بنا ہے
اس لئے اب اس زبردست سہوہ مشی
پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری
ہوتی تھی۔ کرب۔ کرتہ جمع ہے
مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔

جنت کے لئے جب انسان ادا کرتا ہے
تو ان کی مثل یہ ہے کہ پاک پانی
پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ

چیز کے لئے بدل ناقور کل
اس بڑے صمد سے کچھ مشابہت رکھتی ہے
از دواہ چرخ بگر قسیم
ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
می سر ایندش بطبور و خلوق
ظہرے اور گلے سے گاتے ہیں
نغز گردانید ہر آواز زشت
ہر بھدی آواز کو حسین بنا دیا ہے
در بہشت آں لکھبا بشنودہ ایم
ہم نے وہ راگ بہشت میں سے ہیں
یادِ ماں آید از آتہا اند کے
ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
کے دہدایں زیر و ایں ہم اطرِب
تو یہ نیچے نیچے سر وہ حرا کہل دیتے ہیں؟
گشت زامیرش مزاحش و تیز
ملاوٹ سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
بول ازاں رُو آتشی را می کشد
پیشاب اسی جہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے
کاتش غم را بطبع خود نشاند
کدہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے
کہ در و باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں وصل کا خیال ہوتا ہے

۴۔ پیشاب اسی جہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے
کاتش غم را بطبع خود نشاند
کدہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے
کہ در و باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں وصل کا خیال ہوتا ہے



اس کی پاکیزگی اور لطافت ختم ہو جائے گی۔ گیم۔ پیشاب۔
۵۔ چیز کے پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ نہ باقی رہ جاتے ہیں اس کا آگ بڑا لاجائے تو وہ
آگ کو بجھا دے گا اسی طرح ان جہوں میں کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہی آتش غم کو بجھا دیتے ہیں۔ پس۔ ان غلوں کا
سماع چونکہ اصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

قوتے ۱ گیرد خیالاتِ ضمیر بلکہ صورت گردد از بانگِ وصفیر
دل کے خیالات قوت حاصل کرتے ہیں بلکہ آواز اہ نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آتشِ عشق از نوہا گشت تیز آسچنانکہ آتشِ آں جوز ریز
عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے جس طرح سے اس اخروٹ گرنے والے کی آگ

حکمت ۲ آں مرد تشنہ کہ از سرِ جوز بن جوز در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت جو اخروٹ کے دھت سے اخروٹ پانی میں گرنا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسیدتا بافادین جوز بانگِ آب شنودو
گڑھے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تاکہ اخروٹ کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور اچولِ سماء بانگِ آب در طرب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا سننا سستی میں ملاتا تھا

در نغو لے بود آب تشنہ راند در داحت جوزِ جوزے می فشاند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا اخروٹ کے دھت پر اخروٹ گرنا تھا
می خند از جوز بن جوز اندر آب بانگِ می آمد ہی دید او حباب
خروٹ کے دھت سے اخروٹ پانی میں گرنا تھا آواز آتی تھی وہ جیلے دیکھتا تھا
عاقے گفتش کہ بگذار اے خُدا جوزہا خود تشنگی آرد خُدا
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے خود اخروٹ تجھے پیاسا کر دیں گے
بیشتر در آب می افتد شمر س آب در پستی ست از تو دُور تر
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں پانی گہرائی میں تجھ سے دور ہے
بیشتر در آب می افتد نہیں می بزد آبش خُراچہ سود زیں
دیکھا اکثر پانی میں گرتے ہیں ان کو پانی لے جاتا ہے تجھے اس سے کیا فائدہ؟
تا تو از بالا فرود آئی بزیر آب جوزت بزدہ باشد اے دلیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا اے بہادر! پانی سے اخروٹ غائب کچکا ہوگا
گفت قصد من فشاندنِ جوز نیست تیز تر بنگر بریں ظاہرِ مالیست
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصد اخروٹ نکالنا ہے غور سے دیکھو اس ظاہر پر نہ ٹہر

۱ قوت۔ اگر سماع میں عالی جنات ہوتے ہیں تو ان میں ایسا پیدا ہوتا ہے اور خیال مجسم اقتدار کر لیتا ہے آتشِ عشق۔ عشق کی آگ ان نغموں سے تیز کی جاتی ہے جس طرح اس پیاسے کی پیاس ان اخروٹوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے تھے آئندہ حکایت میں مولانا اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

۲ حکمت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی گہرے گڑھے میں تھا یہ پانی تک پہنچ نہ سکتا تھا تو اس نے اخروٹ کے دھت پر چڑھ کر اخروٹ توڑ کر پانی میں پھینکنے شروع کر دیے اخروٹ کے پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی تھی اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ نغول۔ گڑھ۔ جوز۔ اخروٹ۔ حباب۔ جیل۔ جو زہل۔ عاقل اس پیاسے کا خشانہ سمجھا اور اس نے دیکھا کہ اخروٹ پانی میں خالص ہو رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اخروٹوں کا خالص ہونا تیری خواہش کو بڑھا دے گا۔

۳ شمر۔ یعنی اخروٹ۔ می۔ پانی ان اخروٹوں کو اپنے اندر لے لیتا ہے۔ آب۔ تیرے اخروٹ پانی کے اندر ڈوب کر غائب ہو جائیں گے۔ گفت۔ اخروٹ پھینکنے والے پیاسے نے اس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد اخروٹ توڑنا نہیں ہے غور کر مقصد دھرا رہی ہے۔

۱۔ قصد من اخروث توڑ کر اس لئے پیچک رہا ہوں کہ اس کے گرنے سے پانی کی آواز نہ سکوں اور پانی کے بلبلوں کو کچھ سکوں۔ حباب۔ پانی کا بلبل۔ تشنہ پیاسے کا بھی بلبل ہوتا ہے کہ وہ خوش کے چکر کاٹنے پانی اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز سنے اور یہ اس کا گھومنا ایسی ہے جیسا کہ حاجی کعبہ کا پامریہ شیخ کا طواف کرتا رہتا ہے۔ پچھناں۔ جس طرح پیاسے کا مقصود پانی کا طواف اور حاجی کا مقصود کعبہ کا طواف ہے اسی طرح مشوی سے میرا مقصود اے حسام الدین تم ہو۔

۲۔ مشوی۔ میری اس مشوی کی ابتداء اور انتہا اور سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ اتحاد اس میں تمہاری مدد شامل حال ہے اور مجھے اس کی تکمیل میں تمہاری مہربانیاں اور امداد پر بھروسہ ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے جو۔ فروغ فرخ کی جمع ہے شام۔ پور۔ جہنڈا استوار یعنی سوچ کی سی بلندی۔ اول۔ غروب۔ انا۔ ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مشوی پسند کر لی تو میری نصیب دہی اور عزت افزائی ہوگی کیونکہ تم میرے دل و جان کے سلطان اور شاہ ہو۔ قبول۔ بڑے لوگ راجہ کی بری چیز قبول کر لیتے ہیں اور پھر کسی اس کو نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ چوں۔ اے حسام الدین جب تم نے مشوی کا پورا لکھا ہے تو اس کی آبیاری کرتے رہو۔ قصد من مشوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور احوال بیان کر رہا ہے اور اس کے بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہارے آواز کا کام کر رہی ہے۔

ہم بہ بنیم بر سر آب ایں جناب میں یہ بلبلے بھی پانی پر دیکھوں گرد پائے حوض گشتن جادواں ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا ہنچو حاجی طائف کعبہ صواب اس حاجی کی طرح جو حج کعبہ کا طواف کرنے والا ہے اے ضیاء الحق حسام الدین توئی اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے جملہ بہر تست و بر تست انتہا سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی اس کی انتہا ہے

تکیہ بر اشتقاق و برا سعاد تو تیری مہربانیاں اور مدد پر بھروسہ ہے میکند زیر لوی تو رجوع تیرے جہنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے جملہ آن تست و کر دتی قبول پوری تیری ملکیت میں ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے

زانکہ شاہ جان و سلطان دلی کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے چوں قبول آرند شاہاں نیک و بد جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا چوں کشادش دادہ بکشا گرہ جب تو نے کشادگی دی ہے گہ کھل دے قصد از انشا آش آواز تو است میرا مقصد اس کے کھانے سے تیری آواز ہے

قصد من آنست کا یہ بانگ آب میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے تشنہ را خود شغل چہ بود در جہاں دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے؟ گرد جوی و گرد آب و بانگ آب نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد ہچچیاں مقصود من زیں مشوی اسی طرح اس مشوی سے میرا مقصود مشوی ۲ اندر اصول و ابتدا مشوی بنیادوں اور ابتداء میں

التمنا بر تست و بر امداد تو تجھ سے اور تیری امداد سے درخواست ہے مشوی اندر اصول و در فروغ مشوی اصول اور فروغ میں مشوی در استواء در اقول مشوی عروج اور غروب میں در قبول تست عز و مقبلی تیرے قبول کر لینے میں عزت اور نصیب دی ہے

در قبول آرند شاہاں نیک و بد بادشاہ اچھے اور بڑے کو قبول کر لیتے ہیں چوں نہا لے کاشی آتش بدہ جب تو نے پونا لگایا ہے اس کو پانی دے قصد از الفاظ او راز تو است میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے



پیش من آواز تیرا خداست

میرے نزدیک تیری آواز خدا کی آواز ہے

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ناقابل بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے

لیک کفتم ناس من ناس نے

لیکن میں نے انسان کہا ہے، بن ماس نہیں کہا؟

ناس ۲ مردم باشد و گو مردے

انسان، انسان ہوتا ہے، لیکن انسان کہاں ہے؟

مَرَمِیْتَ اِذْ رَمِیْتَ خَوَانِدُ

تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے پڑھا ہے

مُلک جسمت را چو بقیس ای غبی

یہ خوف اپنے جسم کے ملک کو بقیس کی طرح

میکنم لاحول نے از گفت خویش

میں لاحول پڑھتا ہوں لیکن اپنی گفتگو پر نہیں

گو خیالے می کند در گفت من

کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے

می گنم لاحول یعنی چارہ ۳ نیست

میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علان نہیں ہے

چونکہ گفت من گرفت در گلو

چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

عاشق از معشوق حاشاکے جداست

توبہ توبہ، عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟

ہست رب لئاس ربا جان ناس

لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان سے

ناس غیر جان جان اشناس نے

انسان خان کی جان کو پچانے والے کے علاوہ نہیں ہے

تو میر مردم ندیدستی دے

تو نے تھوڑی دیر کے لئے بھی انسان کا نہیں دیکھا ہے

لیک جسمی در تحری ماندہ

لیکن تو ایک مجسمہ ہے شکل میں پھنسا رہا ہے

ترک گن بہر سلیمانی نبی

سلیمان نبی کے لئے چھوڑ دے

بلکہ از دوساں آل اندیشہ کیش

بلکہ شبہ کرنے والے کے دوسرے پڑ

در دل از دوساں و انکارات وظن

دل میں دوسوں اور انکارات اور بدگمانی کے

چوں ترا در دل بھدم کفنی ست

جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں

من حشم کرم تو آں را خود بگو

میں چپ ہو گیا تو اس کو خود کہہ

در بیان نالی کہ از مقدش بادے بگست نے رابر زمیں نہباد

اس نے نواز کے بیان میں جس کی مقد سے گزرتا اس نے بانسری زمین

کہا کہ تو از من بہتری زنی گیر

پڑھو کہ تو مجھ سے بہتر جانا جانی جتو لے

۱ پیش من سیہ آواز اگر چہ ہمارے

مخلوق سے نکل رہی ہے لیکن یہ

در اصل خدای آواز ہے ہم عاشق خدا ہو

لہذا خدا سے کب جدا ہوا اتصالے

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وہ

اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابل

بیان ہے اور وہ اتصال کسی قیاس میں

نہیں آ سکتا ہے۔ ایک۔ یہ خدای

اتصال انسانوں کے ساتھ ہے بن

مانسوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی

ہے جو اپنے خالق کو پچان لے

۲ ناس بہت بہت ہے انسان شکل

انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت

نہیں ہے۔ مَرَمِیْتَ۔ جنگ ہل میں

آخضور نے ایک غشی خاک دشمنوں

کی طرف پھینکی جس سے وہ بہت

ہو گئے قرآن پاک نے اس کے

بارے میں فرمایا وہ خاک تم نے نہیں

پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے

جو میں سمجھ رہا ہے ایک جسمی لیکن

تو صرف جسم بلا روح ہے اور مرتبہ

یقین کو نہیں پہنچ سکا ہے ملک۔ تو

اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح

خیر باد کہہ دیا تھا۔ یعنی تم۔ یہاں آکر

مولانا کو مشی کے مترسین کا خیال آ

گیا فراتے ہیں میں اپنی گفتگو پر

لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں

پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں

مشوی کا انکار اور اس کے متعلق بد

گمانیاں ہیں۔

۳ چارہ نیست۔ جبکہ مخالفت کی

ٹھان لی ہے تو بجز لاحول کے اور کوئی

بد نہیں ہے۔ چونکہ اچھا اگر میری

گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں

ارتی ہے تو پھر اس جیسی مشوی کہ دو

اس پر ایک قصہ سناتے ہیں کہ نواز کا نے بجاتے ہوئے گزرتا خان ہو گیا تو اس نے بانسری اپنی مقد کے حوالہ کر دی اور کہا کہ اگر تو اچھا جانا جانی جتو تو ہی بچا لے

آں یکے نالی کہ خوش نے میزوست
ایک بانری بجانے والا جو اچھی بانری بجاتا تھا
ناگہاں از مقعدش بادے بجست
اچانک اس کی مقعد سے گھ خارج ہو گیا
نائے را برگون نہاد او کہ زمن
گر تو بہتر می زنی ہستال بزن
اگر تو بہتر بجائی ہے لے لے لے اور بجا
اس نے پانری مقعد پر رکھ دی کہ مجھ سے

در بیان حمل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفق و مدارات سپردن
ہر بے ادب کی برداشت اور نرمی اور خاطر تواضع کی راہ اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب
اے مسلمان! راہ طلب میں خود ادب
ہر کرا بنی شکایت می کند
تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے
اس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست
یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بدعادت ہے
زانکہ خوش آں بود گو در خمول
کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشہ تنہائی میں
لیک در شیخ آں گلہ ز امر خداست
لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے
آں شکایت نیست مست اصل جہل
یہ شکوہ نہیں ہے، روح کی اصلاح ہے
ناحمولی مع انبیاء از امر داں
نبیل کی عدم برداشت حکم سے سمجھ
طبع را گشتند در حمل بدی
انہیں نے پہلی کہ برداشت کرنے میں طبیعت کھلا دیا ہے
اے سلیمان در میان زارغ و باز
اے سلیمان! کہے اور باز میں
بلبل بسیار گودا پر مکن
بہت بولنے والی بلبل کے پر نہ نوج

نیست لا حمل از ہر بے ادب
نہیں ہے ہر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ
کال فلاں کس راست طبع و خوی بد
کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بری ہے
کہ مرآں بد خوی را اوبد گوئیست
کیونکہ وہ اس بد خو کی بدگئی کرتا ہے
باشد از بد خوی و بد طبعال حمول
بدعادت اور بد طبیعت والوں کی برداشت کرنے والا ہے
نے بے خشم و مہارات و ہواست
نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے
چوں شکایت کردن پیغمبران
جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرنا
ورنہ خمال ست بد را حلیم شال
ورنہ نہ ان کی بردہاری سے کو برداشت کرنی والی ہے
ناحمولی گر بود ہست ایزدی
اگر عدم برداشت ہے تو خدائی ہے
حلیم حق شوبا ہمہ مرغان بساز
اللہ تعالیٰ کا حلیم بن جا تمام پرندوں سے بھلا
باز را و کبک را بر ہم موزن
باز اور کچھ کو نہ شیخ

۱۔ نالی۔ بانری بجانے والا۔ باد۔
یعنی گھڑ۔ کون۔ مبرز۔ حمل۔
برداشت۔ مدارات۔ خاطر تواضع۔
اے مسلمان۔ چونکہ مثنوی کے
مترجمین نے راہ بے ادبی اختیار کی
اس پر برداشت کا مضمون شروع کیا
ہے۔ طلب۔ یعنی ایک طالب اور
سائل کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر
ناگہاری کو برداشت کرے۔ ہر کرا۔
جس کو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی برائی
اور شکایت کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ
خود بد عادت سے کیونکہ بدگئی میں
جٹا ہوا ہو گیا ہے۔ خوش۔ اچھی عادت تو
اس شخص کی ہے جو ہر دلی کو برداشت
کرے۔

۲۔ خمول۔ گمنامی۔ حمول۔
برداشت کرنے والا۔ ایک۔ شیخ بھی
مرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اس کا شکوہ
لڑائی دنگے اور نفس کے تقاضے کے
بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم
سے مرید کی اصلاح کے لئے ہوتا
ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ
انبیاء نے قوموں کا شکوہ کیا ہے۔
۳۔ ناحمولی۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ
خداوندی حکم سے ہوتا ہے طبعی رنج و
نفس لہذا کو مدد کیے ہیں لہذا ان کا
غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم
ایزدی سے ہوتا ہے۔ سلیمان۔ یعنی
شیخ حضرت سلیمان چونکہ پرندوں کی
بولیاں سمجھتے تھے اس لئے اس
مناسبت سے اچھے اور برے انسانوں
کو پرندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا
ہے۔ زارغ و باز۔ یعنی اچھے اور برے
انسان۔ بلبل۔ پر کو انسان کو بھی
معاف کر۔

مثنوی چنداں شود کہ چل شتر
مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس اونٹ
دستِ ابر کا فر گواہی می دہد
ہاتھ کا فر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے
اے نمودہ ضدِ حق در فعل و درں
اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے
جُور و جُوروت لشکرِ حق در وفاق
تیرا جُور جُور بلا اتفاقِ اللہ کا لشکر ہے
گر بگوید چشمِ راگو را فشار
اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو تک کر
ور بندناں گوید او بنما و بال
اگر وہ ہاتھوں کہ کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ
باز گنِ طب را بخواں بابِ اعلل
طب کو کھل پتھریوں کا باب پڑھ لے
چونکہ جانِ جانِ ہر چیزے ویست
چونکہ ہر چیز کی جان کی جان وہی ہے
خود رہا گنِ لشکرِ دیو و پری
دیو اور پری کے لشکر کو جانے دے
مُلک سے را بگذار بلقیس از خُست
اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے
خود بدانی چوں برمن آمدی
جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان لے گی
نقش اگر خود نقشِ سلطان یا غنی ست
تصویرِ خلوہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی
زینتِ آواز برائے دیگران
اس کی رونقِ لعلوں کے لئے ہے

گر گشود عاجز شود از بارِ پُر
اگر اٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آجائیں گے
لشکرِ حق می شود سر می نہد
اللہ کا لشکر بن جاتا ہے اطاعت کرتا ہے
در میانِ لشکرِ اَوئی پتس
تو اس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کھا
مر خُرا اکنوں مطیعِ اندازِ نفاق
اب نفاق سے تیرے فراموش ہیں
در و چشم از تو برآرد ضد و مار
آنکھ کا مد تیری سو ہلاکتیں پیدا کر دے گا
پس بہ بنی تو ز دندانِ گوشال
تو تو ہاتھوں سے سزا پائے گا
تا بہ بنی لشکرِ تن را عمل
تاکہ تو جسم کے لشکر کا عمل دیکھ لے
دشمنی با جانِ جاں آساں کے ست
جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آساں ہے؟
کز میانِ جاں کندم صفدری
کیونکہ جان کھدے میری جانب سے صف لگائی کر دے ہیں
چوں مرلیانی ہمہ مُلک آن تُست
جبکہ مجھ حاصل کر لگی سلطنت تیری ملکیت میں
کہ تو بے من نقشِ گرما بہ بدی
کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی
صورتِ ستارہ جانِ خود بے چاشنی ست
تصویر ہے اپنی جان سے بے لذت ہے
باز کردہ بیہندہ چشمِ دو ہاں
خلوہ خلوہ اس نے آنکھ اور منہ کھل رکھا ہے

۱۔ دست۔ قرآن میں ہے
وَنُكَلِّمُنَا لَيْلِيهِمْ وَنَنفَعُهُمْ
بِمَا كَفَرُوا بِكَفَبُولَوْا
ہاتھ ہم سے کام کر کے لو ان کے
ہاتھوں گواہی دے گے ان کا منہ کی جو
آپوں نے کہنے سے نمودہ اللہ تعالیٰ
کے خلاف کوڑنا چاہیے وہ اس کی
کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا
ہے۔ ہر۔ یعنی قول۔

۲۔ جُور۔ انسان کا ہر جہر و اللہ کا
لشکر یعنی اہل نفاق کے لشکروں کا
ساتھ دے رہا ہے۔ دہاک۔ ہلاکت۔
دندان۔ ہاتھوں کا دندان کو مصیبت
میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بابِ اعلل۔
طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں
پتھریوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو
جائے گا کہ انسان کے بدن میں کس
قدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دمن۔
جان کی جان سے دشمنی آساں نہیں
ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں
کے ذکر کو چھوڑ دو خود انسان کے اندر
اسے امراض ہیں جو خفاغیوں کے صف
میں ہیں۔

۳۔ مُلک۔ را۔ بلقیس کو خطاب ہے
کٹاہری سلطنت کو چھوڑ کر آجانب
تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات
تیری حکم ہوگی۔ نقشِ گریب۔ حماموں
میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو
بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویرِ خلوہ
شلوہ کی ہو یا مالدار کی۔ بہر حال بے
جان چیز ہے۔

۱۔ اے انسان اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے اور مردوں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اس کے وہ قصورات بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ انسان اپنے آپ کو مغرب بارگاہِ مرقطوں کے درجہ سمجھتا ہے لیکن خدا تعالیٰ ہر کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر دیکھے پھر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق سے اس کو کیا اس ہے اس تو یہی ہوتا ہے یہ سمجھا ہے کہ عابد اور وہ معبود ہے اور دونوں جداگانہ چیزیں ہیں یہ غلط خیال ہے اور اوصد کی تو ذات باری کا مظہر ہے اور حق تعالیٰ اپنے وحدت کے ساتھ فتح میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں ہے۔

۲۔ مرغِ خوشی۔ خود کدوہ و خود کدوہ گرد و خود گل کدوہ خود بر سر آں کدوہ خریلا برآمد جوہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بندہ ہے وہی میں موجود ہے بانی موجودات اس کی شہنشاہی ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ آئم۔ حضرت آئم تمام ذلت عالم کا پانی ذلت میں مشابہہ کرتے تھے کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق الہیہ اور ان کی جان بھی ان کی اولاد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۳۔ چست۔ اس شعر میں عالم کو ختم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب انسانی کو گنہ اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اس کی وسعت کی وجہ سے بچہ لونی ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا عالم صغیر ہے پیدا کر لیں۔ حضرت سلیمان نے بلقیس پر راجع کیا کہ اس کو طلب کرنے میں ان کی کوئی ذلتی غرض نہیں ہے محض لہجہ اللہ اس کو طلب کر رہے ہیں۔

اے! تو در پیکار خود را باختہ خبردا تو نے اپنے آپ کو جنگ جہل میں مصروف کر رکھا ہے تو بہر صورت کہ آئی بیستی تو جس صحت میں رہتا ہے جم جاتا ہے ایک زمانہ تنہا بمائی تو ز خلق اگر وہ مخلوق سے تعویذ دیر کے لئے اکیلا رہ جائے اس تو کے باشی کہ تو آں اوصدی تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ مظہر وحدت ہے مرغِ خوشی صید خوشی دام خوشی تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے تو اپنا جال ہے جوہر آں باشد کہ قائم باخوست جوہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو اگر تو آئم کی اولاد ہے اس کی طرح بیٹہ چست ۲۔ اندر خم کہ اندر نہر نیست مکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے انجہاں خم مست دل چوں خوی آب یہ دنیا دھکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے

پیدا کردن سلیمان بلقیس را کہ خلاصاً لأمر اللہ ست جہد در حضرت سلیمان کا بلقیس پر واضح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خلاصاً اللہ کے ایمان تو یکذره غرضے نیست مرانہ در نقش تو نہ در حسن تو نہ در حکم سے ہے میری ایک ذرہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں تیرے حسن میں نہ تیری ملک تو خود بینی چوں چشم جانت باز شود بخود اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست سلطنت میں جب تیری روح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ سب بے غرضی سے ہے



ہیں بیا کہ من رسول دعوتی !

خبر دلا آجا کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں

وَر بُودِ شہوتِ امیرِ شہوتِ

اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر عملوں ہوں

بُت شکنِ بُو دستِ اصلِ اصلِ ما

ہماری اصل کی اصل بت شکن تھی

گر در آیم از رہے در بتکدہ

اگر میں کسی راستہ سے بت خانہ میں جاؤں

احمد و یوحنا خانہ رفت

محمدؐ اور یوحناؑ بت خانہ میں گئے

ایں در آمد سر نہند اورا بیتاں

یہ امد آئے ہوں نے ان کے سامنے رکھ دیا

ایں جہلِ شہوتی بت خانہ ایست

یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے

لیک شہوت بندہ پاکاں بُود

لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے

کافراں قلب اندو پاکاں بچو ز

کافر کھوٹے ہیں اور پاک لوگوں کی طرح ہیں

قلب سچوں آمد یہ شد در زماں

کھٹا جب داخل ہوا تو کلا ہو گیا

دست و پا انداخت اندر بُوتہ زر

سونے نے ہاتھ پاؤں کو تھلای میں ڈالے

جسم مار و پوش باشد در جہاں

دنیا میں مالا جسم پہنہ ہے

شاہ دیں رامنگر اے نادان بطیں

اے بیوقوف! دین کے شاہ کو مٹی کا نہ سمجھ

چوں اجل شہوت کشم نے شہوتی

موت کی طرح میں شہوت کھلا ہوں شہوت خانکس ہوں

نے اسیرِ شہوت و رہی بتم

نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی

چوں خلیلِ حق و جملہ انبیاء

مثلاً خلیل اللہؑ اور تمام نبی

بُت سجود آرد بمن در معبدہ

عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں

زین شدن تا آں شدن فرقیست رفت

اس جانے میں اور اس جانے میں ہماری فرق ہے

آں در آید سر نہند چوں اُمتاں

وہ آتا ہے تو امتوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے

انبیاء و کافراں رالا نہ ایست

نبیوں اور کافروں کا گھونلا ہے

زَر نَسوزد زانکہ نقد کال بُود

سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے

اندریں بُوتہ درند ایں دو نفر

دونوں شخص اس بھتی میں ہیں

زرد آمد شد زری او عیاں

سونا داخل ہوا اس کا سونا پن واضح ہو گیا

در رُخ آتش ہی خندو چو خور

وہ سورج کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے

ماچو دریا زیرِ ایں کہ در نہماں

ہم اس گھاس کے نیچے دیا کی طرح پیشہ ہیں

کیس نظر کردہ است ابلیس لعیں

کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱۔ دعوتی۔ یعنی میں ایسا رسول ہوں

جو لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دے

اجل۔ موت۔ قاتلِ شہوت ہے

نے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر

تجھے آنے کی دعوت نہیں دے رہا

ہوں۔ اور ہوں۔ رسول میں اگرچہ

عملوں کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ

شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ

شہوب برعالم ہوتا ہے وہی تم۔

یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی

نہیں ہوں۔ بت شکن۔ حضرت

خلیل اللہؑ اور دوسرے نبیوں کا کام

بت شکنی تھا کہ وہ ایم رسول کی بربت

کہہ میں جاتا ہے تو بت سرگوں ہو

جاتے ہیں۔ احمد۔ آنحضرتؐ خان کعبہ

میں گئے تو بت سرگوں ہوئے گئے

اور اجل جاتا تھا تو خود ان کے سامنے

سرگوں ہوتا تھا

۲۔ ایں جہاں۔ دنیا شہوت کا گھر

ہے اور نبی اور کافروں اس میں مقیم

ہیں۔ لیک۔ شہوت پاک لوگوں کی

غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی

سی ہے سونا بھتی میں جا کر اور کھر این

جاتا ہے کافراں۔ کافروں کی مثال

مخ شہوت چیز کی سی ہے جو بھتی میں جا

کر کال اور رہا ہو جاتی ہے

۳۔ قلب۔ کھر امتحان میں بزرگ

اور کھر این جاتا ہے کھوٹے کا کھوٹ

پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ سدا کی

گھٹالی۔ خورد خورد جسم نہیں کا

عادی۔ جسم ان کا حجاب بن جاتا ہے

شاہ دیں۔ مومن کا کام نبیوں کی

روحانی طاقت کو دیکھنا ہے شیطان

نے حضرت آدمؑ کے مٹی کے جسم کو

دیکھا تو ان کا سر گرجن گیا۔

بالکے گل تو بگو آخر مرا
ایک مٹی مٹی سے آخر تو مجھے بتا
برسر نور، او برآید سرش
اس کے نور پہ نور اس خاک کے لوہا آجائے گا
طین کہ باشد گو پوشد آفتاب
مٹی کیا ہوتی ہے کہ صبح کو چمپائے؟
دو ازیں ملک دوسہ روزہ برآر
اس دین و دھرم کی حکومت میں سے وہاں اٹھائے
ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
بتان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

کے اتواں اندو اس خورشید را
اس صبح کو کہاں لپکا جا سکتا ہے؟
گر بریزی خاک و صد خاکسترش
اگر اس پر مٹی اور سو راکھیں ڈالے
کہ کہ باشد گو پوشد زہی آب
تھکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چمپائے؟
خیز بلیقیسا چو اوانم شاہ وار
اے بلیقیس! شاہ اوانم کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گو احوال ابراہیم زود
ابراہیم کے احوال پھر جلد کہہ

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم ابراہیم دروح اللہ روحہ

حضرت شاہ ابراہیمؒ کے قصہ کا تیسرا خدا کی مدد کا تذکرہ کرے

طہقے وہاں وہو شب زبام
راکو بالاخانہ پر کھٹکا اور شوہ دخل
گفت با خود آتھیں زہرہ کرا
دل میں کہا ایسا پتہ کس کا ہے
ایں نباشد آدمی مانا پر یست
یہ یقیناً کئی انسان نہیں ہے بھوت ہے
ماہی گردیم شب بہر طلب
ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام برکہ جست ہاں
اے ابراہیمؒ! نے کہا کہ لوٹ لو بھت پرکس نے دھڑکا ہے
چوں ہی جوئی ملاقات الہ
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد نا پدید
پری کی طرح انسانوں سے غائب ہو گئے

برسر تختہ شہید آل نیک نام
اس نیک نام نے تخت پر سے نا
گا مہلی شہد بر بام سرا
عمل کی جست پر بھلی قدم
بانگ زد بر روزن قصر او کہ کیست
انہوں نے عمل کی کھڑکی پر پکھا کون ہے؟
سر س فروگردند قوسے بوجب
کچھ عجیب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا
ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اشتر
کہ کیا تلاش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا لوٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ
پھر انہوں نے ان سے کہا آپ تخت اور رتبہ میں
خود ہماں بد دیگر اورا کس ندید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا

۱۔ کے اتواں۔ انبیاء کی روحانی
طاقت اور صفات خدا کی جسم میں
نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر بریزی۔
صبح پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں
چھپ سکتا کہ دنیا کے سارے
گھاس آجائے تو یہاں چھپ سکتا
ہے خیز بلیقیسا۔ مولانا کا بلیقیس کو
خطاب ہے کہ ابراہیمؒ کی طرح تو
بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ
دے۔ یعنی اس دنیا کی سلطنت
کو چھوٹکا ڈال۔

۲۔ برسر۔ حضرت ابراہیمؒ ان مقامات
کے وقت اپنے تخت شاہی پر سوار ہے
تھے کہ جست پر سے ملے پھر نے کی
آہیں آئیں۔ طلق۔ کھٹ
کھٹ۔ بام سر۔ قلعہ کا بالاخانہ۔
زہرہ۔ پتہ۔ ہمت۔ رطان۔ قصر۔
کھڑکی۔ ٹاپا۔ پست۔ انسان کی توبہ
مجال نہیں کہ شاہی بالاخانہ پر رات
میں چڑھ آئے۔ یقیناً کئی بھوت
پرست ہے۔

۳۔ سر زد۔ دلوں پر سان لوگوں نے
جھانک کر کہا ہم تلاش میں پھر رہے
ہیں۔ ہیں۔ حضرت ابراہیمؒ نے کہا
کیا اصرار کرتے ہو انہوں نے کہا لوٹ
دھڑکا رہے ہیں۔ کہ جست۔ یعنی
لوٹ کو بالاخانہ پر آج تک کسی نے
نہیں تلاش کیا۔ پس سان لوگوں نے
حضرت ابراہیمؒ سے کہا کہ اگر لوٹ
جست پر تلاش کرنا غلط ہے تو خدا کو
تخت و تاج پر تلاش کرنا کوئی درست
بات ہے خود ہماں۔ پس اس واقعہ
کے بعد ان کے حالات بدل گئے اور
وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو
گئے۔

معنیش لہنہاں و او در پیش خلق
ان کا ہاں پیشہ تھا وہ لوگوں کے سامنے تھے
چوں زخم خویش و خلقاں دُور شد
جب وہ اپنی ہر لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے
جان سیر غے کہ آمد سوی قاف
سیر غ کی جان جو (کہ) قاف کی طرف چلی آئی
چوں رسید اندر سبا ایں نور شرق
یہ شرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی
رو جہائے مُردہ جملہ پر زندہ
سب مردہ رو میں اٹنے لگیں
یکدگر را مُردہ می دانند ہاں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں
زاں ندا دینہا ہی گردند گہز
ان آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں
از سلیمان آں نفس چوں نفخ صور
حضرت سلیمانؑ کس ماسن سے صیحوں کی طرح
مر خرا بادا سعادت بعد ازیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک ختی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دلق
لوگ ہارشی ہر گدڑی کے سوا کب دیکھتے ہیں؟
ہمچو عنقا در جہاں مشہور شد
عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے
جملہ عالم از اولاد فندلاف
تمام لوگ تاپ تپ اس کی باتیں کرتے ہیں
غلغلے افتاد در بلیقیس و خلق
لوگوں اور بلیقیس میں شد جگ گیا
مردگان از گورتن سر بر زدند
مردوں نے جسم کی قبر سے سر اٹھادیا
نک ندائے می رسد از آسمان
یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے
شاخ و برگ دل ہی گردند سبز
دل کی شاخ ہر پتے سبز ہو جاتے ہیں
مردگان را وارہانید از قبور
مردوں کو قبروں سے رہائی دے دی
ایں گزشت واللہ اعلم بالیقین
یہ گزر گیا، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیہ ۳ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد سلیمان علیہ السلام مر
سہا والوں کے قصہ کا بقیہ ہر حضرت سلیمانؑ کی بصیرت اور راہنمائی بلیقیس کی رعایا کو
آل بلیقیس را ہر یکے اندر خویر خود و مشکلات دین و دل او
ہر ایک کو اس کے ہر اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے
وصید کردن ہر جنس مرغ ضمیرے بصیران آں جنس مرغ و طعمہ او
دل کے پند کی پند کو اس کی جنس کے پندوں کی آواز اور خدماک سے شکار کرنا

۱. معنیش۔ حضرت ابراہیمؑ کا
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ
ہے کہ ان کے اوصاف باقی اور
مدارج کو لوگ نہ سمجھ سکا اگرچہ ان
کے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر
بیچوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی
ہے چوں زخم۔ اپنی آنکھوں سے
اس فرق کی وجہ سے دور ہو گئے اور
دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو
گئے تو عنقا کی طرح ان کی شہرت ہو
گئی۔ سیر غ۔ یہ جانور بھی لوگوں
نگاہوں سے دور ہے لہذا اس کا بھی
بہت چرچا ہے اور شرق۔ یعنی
حضرت سلیمانؑ کی رحمت خلق یعنی
بلیقیس کی رعایا۔ رجائے مردہ
روحیں زندہ ہو گئیں جسم میں دہلی ہوئی
دور سے سر اٹھادیا۔

۲. یکدگر۔ وہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور
کہتے تھے کہ آسمانی رحمت ہے
زاں۔ اس رحمت کا تو خاصہ یہی ہے
کہ اس سے لوگوں کے ایمان بڑھتے
اور زندہ ہو جاتے ہیں۔ نفس۔ یعنی
حضرت سلیمانؑ کی رحمت مردگان۔
یعنی مردہ دل۔ تصور۔ یعنی دنیاوی
زندگی۔ ایں گزشت۔ حضرت
سلیمانؑ کا واقعہ جو ہم نے بیان کیا ہے
اس کی بقیہ باتیں خدا کو معلوم ہیں جو
کچھ مشہور تھا کہ بیان کیا ہے ہر حال
اس قصہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔
۳. بقیہ۔ حضرت سلیمانؑ نے
بلیقیس کو اس کے مناسب لباس کے
ملک والوں کو ہر ایک کی استعداد کے
مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔
شکاری جس قسم کے مردوں کا شکار کرتا
ہے اسی قسم کی شکاری بجا کر ان کو جمع کرتا
ہے اور ان کے مناسب داندہ ڈالنا
ہے۔



۱ صبا۔ یعنی محبت سلیمان۔ لالہ زلمسک بلالائق۔ یعنی جاجام راجوں سے محرم تھے وہ ان سے مل گئے حادث۔ یعنی اجسام روحانیت کے غلبہ سے دل میں جن گئے۔ عاشق عام میں مجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو لوگ فیاض خیر کہتے ہیں اور اس کی خلعت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظروں سے اس کی خلعت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ یعنی خلعت پر ملامت اور افلاس وغیرہ کا خوف دلانا۔

۲ قلند۔ جب تک درجہ جسم میں دلی ہوئی ہے وہ ذلیل ہے جب درجہ کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشق۔ ہرگز نمیرد کہ وہی زندہ شد عشق۔ فسلون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔

۳ کد۔ پیغام سلیمان۔ منطق الطیر۔ حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ۔ یعنی ہر ایک کو اس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ جبر کا عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھا۔

۴ پاشک۔ وہ لوگ جو ناقص عقیدہ کے قائل ہیں ان کو صبر عن العاصی کی تعلیم ہے مرغ غلبہ جو لوگ مصیبت سے کھوئے ہیں۔ مرغ عفت۔ جو لوگ عالم غیب سے حلق رکھتے ہیں ان کو عالم غیب کی باتیں بتا کر یعنی مظلوم۔ یعنی ظالم۔ وہاں خفاشے جو لوگ نور سے محروم ہیں ان کو نور عطا کر کہہ لڑنے والوں کو اس پر آمادہ کر فرما۔ یعنی اہل حق اگر غلط بحثوں میں ہیں ان کو اہل حق کی علامات دکھا۔

قصہ گویم از سبا مشتاق وار
میں مشتاقانہ سبا کا قصہ سنا ہوں
لَاقَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصَلَهَا
جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہو گئے
أُمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيَ فِي الْأُمَمِ
عشق کی امت استوں میں پوشیدہ ہے
فَلَمَّا الْأَرْوَاحُ مِنْ أَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذات ان کے جسموں سے ہے
أَتَاهَا الْعُشَّاقُ السُّقْيَا لَكُمْ
اے عاشقو! سیرابی تمہارے لئے ہے
أَتَاهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَأَعِشُوا
اے بے فکر! کھڑے ہو جاؤ اور عشق کرو
مَنْطِقُ الطَّيْرِ سَلِيمَانِي بَا
اے سلیمانی منطق الطیر آ جا
چوں بمر غانت فرستادست حق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی جانب بھیجا ہے
مُرْغِ جَبْرِي رَا زِيلِي جبر گو
جبری پند کو جبر کا نقصان سمجھا
مُرْغِ صَابِرَا تَوْخُوشِ دَارِ وَمَعَا
صابر پند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر
مَر كَبُوتَرَا حَذَرَ فَرْمَا زَبَا
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے
وَالْخَفَاشَةَ رَا كَهْ مَانِدُ أَوْ بَيْنَا
واں خفاشے را کہ ماند او بینا ہے
اس چکاڑ کو جو بے ساز و سالن ہے
كَبْكَبِ جَنْجِي رَا بِيَا مَوْزَاں تَوْصَلُحْ
کبکب جنگلی را بیایا موزاں تو صلح
لڑکا چکر کو تو صلح سکھا

چوں صبا آمد بسوئے لالہ زار
جب لالہ زار کی جانب (بار) صبا پہنچی
عَادَتِ الْأَوْلَادُ صَوْبَ أَصْلَہَا
اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی
مِثْلَ جُودِ حَوْلَهُ يَوْمَ السَّقَمِ
اس خلعت کی طرح جس کے پہلو طرف ہی کی طرف ہے
عَزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِهَا
جسم کی عزت ان کی راجوں سے ہے
أَتَمُّ الْبَاقُونَ وَالْبَقِيَا لَكُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے
ذَاكَ رِيحُ يُونُسَ فَاَسْتَشْوَا
یہ حضرت یونس کی خوشبو ہے سوگھ لو
بَانِگِ ہر مرغی کہ می آید سرا
جو مرغ آئے اس کی بولی بول
حُکْنِ ہر مرغی بدوستت سبق
تجھے ہر پرند کے لہجہ کا سبق پڑھا دیا ہے
مُرْغِ پَرَسِ اِشْكَتَ رَا اَزْ صَبْرِ گو
پر نولے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے
مُرْغِ عَمَقَارَا نِخْوَالِ اَصْصَافِ قَافِ
عقا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا
بَا رَا اَزْ حِلْمِ گوی و احترَا
باز کو بردباری اور پرہیزگاری سکھا
مِی کُنَشِ بَانُورِ جُفَّتِ و آشَا
اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا
مَر خروماں رَا نُمَا اَشْرَاطِ صَبْحِ
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

ہمچیں! میر و نہد ہد تا عقیاب رہ نما واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح چلا چل ہمد سے عقیاب تک راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدن بلقیس از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات
بلقیس کا ملک سے آزاد ہو جانا اور میان کے شوق سے اس کا مست ہو جانا اور
ہمت او از ہمہ ملک منقطع شدن بوقت ہجرت لا از تخت
ہجرت کے وقت تمام ملک سے بجز تخت کے اس کی باہمی توجہ کا منقطع ہو جانا

یک صغیرے کردوست آں حملہ را
ایک سیٹی بھائی اور سب کو ہانہ لیا
یا چو ما ہی گنگ بود از اصل و گر
یا جو پھلی کی طرح پیدائش گونگا اور بہرا تھا
پیش و جی کبریا سمعش دہد
خدا کی وحی کے سامنے اور اس کو سننے کی طاقت دیدے

بر زمان رفتہ ہم افسوس خورد
گزشتہ دنوں پر بھی اس نے افسوس کیا
کہ بترک نام و ننگ آں عاشقان
جو عاشقوں کے نام و ننگ کو چھوڑنے کی طرح تھا

پیش چشمش ہچمو بوسیدہ پیاز
اس کی آنکھوں کے سامنے سڑی ہوئی پیاز کی طرح تھے
پیش چشم از عشق کلخن می نمود
عشق کی وجہ سے نگاہوں کو جی نظر آتے تھے
زشت گرد اند لطیفای را بچشم
عمدہ چیزوں کو آنکھ کے سامنے بنا رہا دیتا ہے

غیرت عشق ایں بود معنی لا
عشق کی غیرت یہی لا کے معنی ہیں
کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

چوں سلیمان سوی مرغان سبا
جب سلیمان نے سبا کے پرندوں کے لئے
جو مگر مرغے کہ ہد بے جان و پد
سوائے اس پرند کے جو بے جان اور بے پر تھا
نے غلط گفتہ کہ گر گر سر نہد
نہیں میں نے غلط کہہ دیا اگر بہر سر رکھ دے

چونکہ بلقیس از دل و جاں عزم کرد
چونکہ بلقیس نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا
ترک سال و ملک کرد او آں چنناں
اس نے سال و ملک کو اس طرح چھوڑ دیا

آں غلامان و کنیزان بنار
وہ ناز پر مرد غلام اور باندیاں
باغبا و قصر ہا و آب و رود
باغات اور قلعے اور نہر کا پانی
عشق در ہنگام استیلا و خشم
عشق اور غصہ قلب کے وقت

مر ز مرد را نماید گندنا
مرد کو گندنا دکھا دیتی ہے
لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ
اے پناہ (کے طالب) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ

۱۔ ہمچیں غرضیکہ ہر آدمی کی اس
کے مناسب حال اصلاح کر دے
الا از تخت۔ یعنی دعوت سلیمانی پر
بلقیس ایمان کے شوق سے مست ہو
گئی اور اپنے ملک و سلطنت کی ہر چیز
کی محبت دل سے نکال دی البتہ اس کو
اسے سخت شامی سے جو بہت قیمتی تھا
تعلق خاطر رہا صغیر۔ یعنی پیغام
حق۔ جڑ۔ یعنی سب کو بلکہ حضرت
سلیمان پر ایمان لانے والے ہر لوگ
جن میں استدلال اور قیامت ہی نہ تھی
وہ مرحوم ہے

۲۔ نے غلط۔ یعنی میرے کام
سے یہ شبہ نہ کوئی میں یہ صلاحیت
ہی نہیں ہے کہ وہ بد فطرت کو متاثر کر
کے بلکہ وہ کلمی اگر توجہ کرے اور طلب
پیدا کر لے تو خدا اس کی مدد کر دیتا ہے
اور اس میں صلاحیت پیدا فرما دیتا
ہے ہر زمان رفتہ۔ جو وقت ساتھ
پیش میں گزرا تھا ترک۔ بلقیس مال
دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جس
طرح عاشق نام و ننگ سے بے نیاز
ہوتا ہے

۳۔ آں غلامان۔ جن غلاموں اور
کنیزوں کو ناز سے بالا تھا وہ اس کے
لئے سڑی ہوئی پیاز بن گئی۔ باغبا۔
یعنی تفریح کے اسباب اس کے لئے
باعث تکلیف بن گئے۔ عشق کلخن
اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو
چیزیں محبوب ہوتی ہیں اس حالت
میں وہ مردود بن جاتی ہیں۔ معنی لا۔
یعنی جب انسان لا الہ کا قائل ہو جاتا
ہے تو اس کے لئے غیر اللہ ہیچ ہو جاتا
ہے لا الہ۔ کلہ طبع کا عقلی اثر یہی
ہے کہ ماسوی اللہ نظروں میں ہے
وقت ہو جاتا ہے

می در یفش نامہ لا جو کہ تخت
بجز تخت کے اس کو انوس نہ ہوا
کز دل اوتا دل او راہ بد
کیونکہ ان کے دل سے اس کے دل تک راستہ تھا
ہم ز دوراں بر دوراں بشنود
ہر سے ہر رہنے والوں کا مدد سن لے
ہم بدانند راز ایں طاق کہن
اپنی پہلی محراب کا مدد بھی جان لے
نخش آمد فرقت آں تخت خویش
اپنے تخت کی جدائی گریں ہوئی ہے
کہ چرلو دش تخت آں عشق وساز
کہ اس کو تخت سے عشق اور محبت کیل تھی؟
نیست جنس کا تب اور مونس است
وہ کاتب کا ہم جنس نہیں ہے اس کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں مونس ہر جانورے
بے جان ہے اور جاندار کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں لیک مونس شد مجاں
بے جان ہے، لیکن جاندار کے لئے مونس ہے
گر نبودے چشم فہمت رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی
نقل کردن چچ نوع امکان نبود
اس کا نقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصالی بدن باہمہ گر
جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

چچ مال و چچ مخزن رخت
کسی مال اور کسی خزانہ اور کسی سلمان پر
پس سلیمان از دلش آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے واقف ہو گئے
آں کسے کو بانگ موراں بشنود
جو شخص چیخ کی آواز سن لے
آنکہ گوید رازِ قائل نملة
جو "چیخ" نے کہا کہ مدد بتا دے
دید از دورش کہ آں تسلیم کیش
اس نے دور سے دیکھا لیا کہ اس سلیم اور رضا والی کو
گر بگویم آں سبب گردد راز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لبا ہو جائے گا
گرچہ ایں کلک و قلم خودیکسے است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
چمنیں سہ ہر آلت پیشہ ورے
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا اوزار
آلت ہر پیشہ کارے ہچناں
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا اوزار
ایں سبب را من معین گفتے
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
از بزرگی تخت کز حد می فرود
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
خرودہ کاری بود تفریقش خط
باریک کام تھا، اس غلوے کرنا خطرناک تھا

۱۔ چچ بلیس و سلطنت کی کسی چیز
کے چھوڑنے پر انوس نہ تھا البتہ تخت
کے چھوڑنے کا انوس تھا۔ پس۔
حضرت سلیمان بلیس کی اس قلمی
کیفیت سے خبر ہو گئے چونکہ دل
سے دل تک روا پیدا ہو چکی تھی اور
ابھی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ آں
کے حضرت سلیمان چیخ کی بات
سن لیتے تھے اور کہہ کر انسانوں کے
دل راز کچھ لیتے تھے۔ قائل قرآن
پاک میں ہے کہ جب سلیمان
چیخوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک
چیخ نے کہا کہ اسے چیخوں اپنے
بولوں میں کس جاؤ ہمیں سلیمان اور
اس کا لشکر پالان نہ کرے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر جس
پڑے طاق بہن آسان
۲۔ تسلیم کیش وہ جس نے تسلیم
ورضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے یعنی
بلیس۔ گر بگویم اگر میں اس کی
تفصیل کریں کہ بلیس کو تخت سے
کیل محبت تھی تو گفتگو ہزار ہو جائے
گی پھر بھی جملہ بیان کرتا ہوں۔
گرچہ قلم کاتب کا اوزار اس کے
لئے باعث محبت ہوتا ہے
۳۔ چمنیں۔ غرضیکہ ہر کارگر کا اوزار
اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس۔
محبت پیدا کرنے والا۔ نے۔ یعنی
آنکھیں دیکھنے کی نمی۔ از بزرگی۔
محبت کا تقاضہ تو تھا کہ بلیس تخت کو
ساتھ لے کر آتی لیکن چونکہ اس کی
لبائی چڑھائی بہت تھی اس کو تحمل کرنا
ممکن نہ تھا۔ خرودہ کاری۔ اس کو توڑ کر
اس وجہ سے تلاشتی تھی کہ اس پر بہت
بازگ اور باریک کام تھا وہ خراب ہو
جاتا۔ اوصالی۔ دل کی جھج۔ جوڑ۔



پس سلیمان گفت گر چہ فی الاخیر
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ آخر میں
چول ز وحدت جاں برون آؤ سرے
جب وحدت سے جان برآمد ہو گی
چول برآید گوہر از قعر بحار
جب موتی سمندوں کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب با شرر
جب شعلہ بد سورج نکلتا ہے
لیک خود با ایں ہمہ در نقد حال
لیکن با ایں ہمہ اس وقت
تا گمرد خستہ ہنگام لقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ دل نہ ہو
ہست برما سہل و اورا بس عزیز
ہمارے لئے آسان اور اس کو بہت پیارا ہے
عبرت جانش شود آں تخت باز
پھر تخت اس کی جان کے لئے باعث عبرت بنے
تا بلند درجہ یو دآں مبتلا
تاکہ اس پر چل جائے وہ کس چیز میں پھنسی جی
خاک سے را و نطفہ را و مضغہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو
از کجا آورد مت اے بدنیت
کے بدنیت میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟
تو بدما عاشق بدی در دور آں
تو اس کے زمانہ میں اس کا عاشق تھا

سرد خواهد شد برو تاج و سریر
اس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائے گا
جسم را با فر او شود فرے
اس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہے گی
نگری اندر خس و خاشاک و خد
تو کھڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کرے گا
دع عقرب را کہ سازد مستقر
م عقرب ستارے کوں ٹھکانا بناتا ہے
جست باید تحت اورا اقبال
اس کے تخت کو ٹھٹھل کرنا چاہیے
کوکانہ ۲ حاجش گردد روا
اس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے
تا بود بر خوان خوراں دیو نیز
تاکہ پریوں کے درخشاں پر دیو بھی ہو
ہجو دلق و چارقی پیش لیا
جیسا کہ یاز کے لئے گڑی اور چل
از کجا ہار رسید او تا کجا
و کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارد خدا
خدا ہمای نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہی خضر یقینت
کہ اس سے تجھے شرم آتی ہے
منکر ایں فضل بودی آں زماں
اس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

ظاہر فرمایا کہ انسان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہا ہے کہ انسان کی امتحان چیزوں سے جن کو کر کے بھی اس کو شرم آئے ہیں ان میں سے کہ تم نے انسان کوئی سے بظاہر اس کو نطفہ کیا پھر جسے نطفہ سے حلقہ پھر مضغہ سے مضغہ پھر جسے اس کو ایک نئی صورت عطا کر دی۔ مضغہ۔ گوشت کا ٹکڑا۔ تو بدما انسان زبان حال سے اپنی ابتدائی حالت سے ترقی کرنے کا منکر تھا۔

۱۔ پس سلیمان۔ جب حضرت سلیمان پر یقیں کے قلب کی حالت واضح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ حالی عروج کے بعد اگر تخت و تاج وغیرہ کی محبت مٹ جائے گی لیکن فی الحقیقت چونکہ اس کو تخت کے رہ جانے کا رنج ہے لہذا اس کو ٹھکانا چاہیے۔ چل ز وحدت فنا کے بعد جب بقا حاصل ہو جاتی ہے تو تمام ہدایت بلقوت ہو جاتی ہیں۔ چل۔ جب سمند سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر انسان اس کے خس و خاشاک کی طرف نظر نہیں کرتا ہے سر نہ آمد۔ جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ ستارے جو برج عقرب میں م عسرت کی طرح تھیں ہو جاتے ہیں ان کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے۔ مستقر۔ ٹھکانا انتقال۔ یعنی اپنے یہاں اس کو ٹھٹھل کر لینا چاہیے۔ ۲۔ کوکانہ یقیں کی تخت سے محبت بچکانہ فعل تھا۔ چل۔ چوں کے ذریعہ اس کو کہانی ٹھٹھل کیا جاسکتا ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت ہے۔ تلافی خردی نعمتوں کے ساتھ یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے۔ عسرت۔ مشہور ہے کہ یاز نے اپنی اصلی گڑی اور جنگی چل خرمن میں محفوظ کر رکھے تھے اور ان کو گارو کی کہ وہ اپنی اصلی حالت یاد کرتا تھا اس طرح تخت یقیں کے لئے باعث عبرت ہو گا کہ اس کی پہلی حالت کس قدر خراب تھی کہ وہ تخت کیسی چیزوں سے محبت کرتی تھی۔ آخر کی پہلے دنیا کی مخرنات میں پھنسی ہوئی تھی اب روحانیت کے اعلیٰ مقام بقا توفیق۔ ۳۔ خاک مدللہ تعالیٰ نے انسانی خلقت کے مراتب بیان فرما کر یہ

کہ میان خاک می کردی نخست
جو تونے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا
از دوا بد خُرد ایں بیمار تو
تیرا یہ پیکر ہا سے لہر بگڑ گیا
نطفہ را خضمی و انکار از کجا
نطفہ میں جھڑوا پن لہر انکار کہا؟
فلکرت و انکار را منکر بُدی
تو فکر لہر انکار کا منکر تھا

ہم از ایں انکار خُشت شد درست
تیرے اسی انکار سے تیرا خُشت ثابت ہو گیا
کز درویش خولجہ گوید خولجہ نیست
کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے
پس ز حلقہ بر خُدا رو ہیچ دست
تو حلقہ سے کبھی دست بڑھ نہ ہو گا
کز جماد او خُشتِ صدفِ می گند
کہ وہ مٹی سے سو طرح حشر کر دے گا
آب و گل انکار زا دلِ ہلّ قبی
مٹی لہر پانی سے "ہلّ قبی" کا انکار سرزد ہوا
باغِ می زد بے خبر کا خبا نیست
بے خبر پکاتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے
لیک خاطر لغو از گفتِ دقیق
لیکن باریک بات سے طبیعت لغزٹ کھا جاتی ہے

ایں اگر کم چوں دفع آں انکارِ خُشت
یہ کرم گیا اس انکار کا مدد ہے
خُشتِ انکار خُشتِ انکار تو
تیری پیدائش تیرے انکار کے خلاف دلیل ہو گئی
خاک را تصویر ایں کار از کجا
مٹی سے اس کام کا قصہ کہا؟
چوں درال دم بیدل و بے سر بُدی
چونکہ تو اس وقت بغیر دل لہر سر کے تھا

از جمادی چونکہ انکارتِ بُرست
مٹی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا
پس مثال تو چوں آں حلق زنے ست
پس تیری مثال اس زنجیر پینے والے کی سی ہے
حلقہ زن ایں نیست دریا بد کہ بست
زنجیر پینے والا اس انکار سے بچھ لے گا کہ وہ ہے
پس ہم انکارتِ مبین می گند
تو تیرا انکار ہی واضح کرتا ہے
چند صنعت رفت اے انکارِ تا
چند کارِ نکیریں ہو چکیں اے اکب تک انکار؟
آب و گل می گفت خود انکار نیست
پانی لہر مٹی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے
من بگویم شرح ایں از صد طریق
میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

۱۔ ایں کرم۔ انسان کو اس قدر
فضیلت دیا اس انکار کا دفعیہ ہے جو
اس کی فطرتِ لرزی کی وجہ سے
یعنی انکار کے خلاف دلیل انکارِ خُشت
کرتا پیدا کرتا۔ قیود جس انکار کو تو
لے مٹی کی تائید کھتا تھا وہی انکار
تیرے مٹی کی تردید بن گیا یعنی جس
چیز کو تو اپنے سوا حق سمجھتے ہوئے قیود
مخالف پرزدی خاک مٹی میں یہ
حیات لہر اشتدادِ فطرتِ انکارِ قدرت
سے آئی ہے نطفہ۔ یہ انسان نطفہ تھا
آنکہ اس حالت میں ہے کہ خُشتِ فطر
کا انکار کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی
قدرت کا خُشتِ قیود ہوا اس کا خُشت
خُشتِ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کہے
خارج ہو سکتا ہے وہاں نہ یعنی
نطفہ ہونے کی حالت میں تجھ میں اس
انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

۲۔ جمادی۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا
کہ جمادی سے اس مرتبہ پر پہنچا
ہے کہ تجھ میں انکار کی صلاحیت پیدا
ہو گئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت
اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا وہاں
حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن۔ تیرا انکار
خود حشر کا اقرار ہی ظہر پر ہے کہ جیسا
کئی زید کو بلانے اس کے گھر پر
جائے لہر خود زید اندر سے یہ کہے کہ
زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے
ہونے کا انکار خود ہونے کا اقرار ہے
پس انکار۔ جمادی سے ترقی کر کے
اس مرتبہ تک پہنچتا کہ حشر کا انکار کرتا
ہے خود حشر کو دلائل سے ثابت کر دیتا

انکار تک یہ ہو سکے گا، مٹی اور پانی میں یہ استعداد آگئی کہ اس نے سورہ مال آتی کے مضمون کا جو
کہ حشر و فطر سے متعلق ہے انکار کیا تو آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کے انکار کی نفی کرتا
ہے بلکہ اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ من بگویم۔ میں اس مضمون
کو کے انکار خود اقرار ہو جاتا ہے مختلف طریقہ سے سمجھا سکتا ہوں لیکن وہاں واقعہ کا سمجھنا بعض کم فہموں
کے لئے لغزٹ کا سبب بن جاتا ہے لہذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلیقے کے تخت کے منتقل
ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

۳۔ چند انسان بنے تک مختلف
مراتب میں فطرت کی قدر کارِ نکیریں
ہیں ان کے ہوتے ہوئے حشر کا

شرح آل رالب بہ بستم اے کیا بہر نقل تخت بلقیس از سبا
لے ہرگز میں نے اس کی تشریح نہ خواہی اختیار کر لی
سب سے بلقیس کے تخت کے منتقل ہونے کے قصہ کیلئے

چارہ کردن سلیمان در اصرار تخت بلقیس از سبا پیش از قدم بلقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آنے سے پہلے

۱۔ عفریت جنوں میں سے ایک
بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم
ہونے سے پہلے حاضر کروں گا۔
آصف سائیں برخیا جو حضرت سلیمان
کے دیر تھے انہوں نے کہا میں ام
عظم کی برکت سے فوراً حاضر کروں
گا۔ اگرچہ اگرچہ وہ جن بھی جلاو کا
استاد تھا لیکن تخت کی آمد حضرت
آصف کے دم کرنے کی برکت سے
ہوئی۔

۲۔ گفت۔ حضرت سلیمان نے
اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول
پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے
دخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا
اس کو دخت کے لفظ سے خطاب کر
کے فرمایا کہ تو آفتوں کو اپنی محبت میں
پھنساتا ہے۔ جب آفت
لوگ تڑا شدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو
جھکے کرتے ہیں۔

۳۔ ساجد۔ یہ بت کے پجاری اور
بت دونوں دوح سے بے خبر ہیں ان
بتوں میں دوح کا تھوڑا سا اثر آ جاتا
ہے جس کی وجہ سے بھی ان سے
حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔
نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی بازی
بے موقع کھیلتے ہیں پتھر کے بت کو
حقیقی شیر سمجھ بیٹھے ہیں۔

تخت اُوراً حاضر آرید ایں زماں
اس کے تخت کو فوراً حاضر کرو
حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کروں گا
حاضر آرم پیش تو دریک دُش

اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کروں گا
لیک آں از نَفخ آصف رُو نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا
لیک آصف نز فرین عفریتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے
کہ بدید ستم ز ربّ العالمین

جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دیکھی ہیں
گفت آئے گول گیری اے دخت
فرمایا اے دخت تو آفت کو پھنسانے والا ہے
اے بسا گولائ کہ سر ہامی نہہند
بہت سے آفت ہیں جو جھکے کرتے ہیں
دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر

اس سے جاں کی تھوڑی سے حرکت ہوا سا اثر دکھا ہے
کہ سخن گفت و اشارت کرد سنگ
کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا
شیر سنگی راشقی شیرے شناخت
پتھر کے شیر کو بدخت، شیر سمجھا

پس سلیمان گفت بالشکر عیال
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر لشکر سے کہا
گفت عفریتے کہ بخش را بنفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے
گفت آصف من باہم اعظمش

آصف نے کہا میں اس کو ام اعظم کے ذریعہ
گرچہ عفریت اُستاد سحر بود
اگرچہ وہ جن جلاو کا استاد تھا
حاضر آمد تخت بلقیس آل زماں
بلقیس کا تخت فوراً آ گیا
گفت الحمد للہ برین و صد جنین

حضرت سلیمان نے فرمایا اس میں بھی جنوں پر اللہ کی توفیق ہے
پس نظر کرد آں سلیمان سُوی تخت
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا
پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
کی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے
ساجد ۳ و مسجود از جاں بے خبر

جھکے کرنے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں
دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا
نزد خدمت چوں بناموضوع بباخت
چونکہ اس نے خدمت کی نزد بے موقع کھلی

ان اگرم شیر حقیقی کرد بود
 فوا کتے کے سامنے ہڈی ڈال دی
 لیکن ہمارا استخوان لطفے ست عام
 لیکن ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصہ یاری خواستن ۲ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بُتال چوں عقیبِ فطام
 حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے مدد جانے کا قصہ جبکہ وہ جہز نے کے بعد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بُتال
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور سجدوں کا سہجہ کرنا
 و گواہی دادن ایشان بر عظمتِ کارِ محمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصہ رازِ حلیمہ گوشت
میں تھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں
مصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد
حضرت مصطفیٰ کا جب انہوں نے وہ چھڑا
می سر گزیر ایندش از ہر نیک دید
وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچانی تھی
چوں ہی آورد امانت راز بیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی
از ہوا بشید بانگے کاے حلیم
ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حلیمہ!
اے حلیمہ امروز آید بر تو زود
اے حلیمہ! آج تجھ پر بہت جلد آئے گے
اے حلیمہ امروز آرد دیر تو رخت
اے حلیمہ! آج تجھ میں سلمان لا رہا ہے
اے حلیمہ امروز بیشک از نوی
اے حلیمہ! بے شک آج از سر نو

تا زواید داستان او غمت
تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
برگش برداشت چوں سبحان وورد
ان کو سبحان اور گلاب کی طرح تھیلی پر رکھا
تا سپار دآں شہنشاہ را بخد
تاکہ ان شہنشاہ کو دھاک کے سپرد کر دے
شد بلعجب و آمد او اندر حلیم
کعبہ میں پہنچی اور وہ حلیمہ میں آئی
تافت بر تو آفتابے بس عظیم
تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے
صد ہزار سال نور از خورشید جود
ہزاروں نور سخاوت کے سورج سے
مختم شد کہ یک دوست بخت
وہ باختم شد کہ نصیب جس کا قاصد ہے
مغزل جانہائے بالائی شوی
تو بالائی رحوں کی منزل بنے گا

۱۔ اگر کہہ شیر مٹھی یعنی اللہ تعالیٰ
 اس کی استغاثہ کے لئے توں سے
 اس طرح کی کلمات ظاہر کر دیتا ہے
 یعنی کئے کو ہڈی ڈال دیتا ہے
 گفت اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے
 لہذا کئے جیسے باطل کو بھی مایوس فرما
 دیتا ہے قصہ چنگیز اس قصہ میں
 بھی، توں کی شکوہ ذکر ہے اس لئے
 اس قصہ کو ذکر کیا ہے غلام۔

حضرت سید جو احمد رضی اللہ
علیہ وسلم کی رضائی ماں ہیں۔ راز
یعنی بتوں کی زبانی انھوں نے
فہم گشت۔ برکتش۔ چونکہ اس سے
پہلے شیخ صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اس
سے خائف تھیں اور انھوں نے بہت
زیادہ گھبرائی کرتی تھیں۔

سید گریز پندش آغوش دہند
 بہت حفاظت کرتی تھیں تاکہ آغوش دہند
 کو صحیح حالت میں رکھا جائے خواجہ
 عبدالمطلب۔ عظیم بیت اللہ کی
 زمین کا حصہ جو قریب سے باہر ہے
 اور مولیٰ حضرت علیؑ سے فزیب ہے یہ
 آراستی نور یعنی آسمانی کمرے۔
 رخت۔ مسلمان جو عظیم شہیڈی شاندار
 کوئی فرات کے زبند میں حضرت
 جبرائیل وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم
 ہو گیا تھا۔ لہٰذا شروع ہو گیا

جان پاک طلب طلب و حق و حق
 پاک لوگوں کی دہیں جماعت جماعت گمہ گمہ
 گشتہ حیراں آں حلیمہ زان صدا
 حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی
 شش جہت خالی ز صورت وین ندا
 چھوٹیں جانب انسان سے خالی لہ یہ آواز
 مصطفیٰ را بر زمین بنہاد او
 اس نے حضرت مصطفیٰ کو زمین پر بٹھا دیا
 چشم می انداخت آں دم سو بسو
 وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی
 کائناتیں بانگ بلند از چپ و راست
 کہ لکھی بلند آواز تائیں اور بائیں سے
 چوں ندید او خیرہ و نومید شد
 جب انہوں نے نہ دیکھا حیران اور ناامید ہو گئیں
 باز آمد سوئے آں طفل رشید
 وہ اس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں
 حیرت اندر حیرت آمد بردش
 اس کے دل پر حیرانی و حیرانی آ گئی
 سوی منزلہاں دید و بانگ داشت
 مکانات کی جانب دوڑی اور چیچی
 ملکیاں گفتند مارا علم نیست
 مکہ والوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے
 نہ بخت چنداں اشک و کراہ و کس فغان
 اس نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی
 سینہ کو باں آچنخال بگریست خوش
 چھٹی پینے ہوئے لٹا زیادہ دلی

آیدت از ہر نواحی مست شوق
 شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندازے کی
 نے کسے وہ پیش نے سہی قفا
 نہ کوئی سارنے تھا نہ گدی کی جانب
 شد پیلے آں ندا را جاں فدا
 پے پے آئی اس آواز پر جان قربان ہے
 تا کند آں بانگ خوش را جستجو
 تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے
 کہ کجا است آں شہ اسرار گو
 کہ وہ رازوں کو بتائے والا شاہ کہیں ہے؟
 می رسد یا رب رسد نہ کجا است
 آ رہی ہے اے خدا! کھنچانے والا کہیں ہے؟
 جسم لرزاں ہیچو شاخ بید شد
 بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا
 مصطفیٰ را بر مکان خود نہ دید
 مصطفیٰ کو اپنی جگہ نہ دیکھا
 گشت بس تاریک از غم منزلش
 غم سے اس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی
 کہ کہ بردردانہ ام غارت گماشت
 کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ چلی ہے؟
 ملدا نستیم کانبجا کوؤ کے ست
 ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ دہل کوئی بچہ ہے
 کہ از و گریاں شدند آں دیگران
 کہ اس سے دھڑے رونے لگے
 کا خراں گریاں شدند از گریہ اش
 کہ اس کے رونے سے دھڑے رونے لگے

۱۔ طلب طلب جماعت۔
 جوق گروہ نواحی۔ اطراف۔ صدا۔
 یعنی یہی آواز۔ مصطفیٰ آواز کی جستجو میں
 حضرت حلیمہ نے آنحضرت کو گود سے
 اٹا کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شہ جس
 کی آواز آ رہی ہے جس سے آنحضرت
 کی ہشت کے سر اٹھ رہے ہیں۔
 ۲۔ رسد نہ۔ یعنی آواز دینے والا۔
 خیرہ حیران۔ شاخ بید۔ بید کے
 دخت کی شاخ جگ میں مشہور
 ہے طفل رشید۔ یعنی آنحضرت از غم۔
 یعنی آنحضرت کے کم کرنے سے۔
 ۳۔ منزلہاں۔ یعنی مکہ کے مکانات
 و روانہ۔ موتی۔ گفتند۔ ہمیں تو اس بچے
 کے ہونے کا بھی علم نہیں چچا نکہ یہ
 معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔
 ریخت۔ حضرت حلیمہ اس رخ میں
 اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ
 سب کھلادیا۔

حکایت آل پیر عرب کہ دلالت کرد حلیہٴ ربا ستعانت از بٹاں
اس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیہ کی بٹوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

پیر مردے پیش آمد با عضا
ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا
کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے
گفت احمد را رصیم مُعتمد
اس نے کہا میں احمد کی معتمد دلیہ ہوں
چوں رسیدم در حطیم آوازها
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں
من چوآں الحال شنیدم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں
تابہ بنم این ندا آواز کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے
نزع کسے دیدم بگرد خود نشان
نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا
چونکہ وا گشتم ز حیرت ہائے دل
جب میں دل حیرتوں کے ساتھ واپس لوٹی
گفتش اے فرزند تو کدہ مدار
اس نے اس سے کہا اے بیٹا غم نہ کر
کہ بگوید گر بخوابد حال طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتا دے گا
پس حلیہ گفت اے جانم فدا
تو حلیہ نے کہا میری جان قربان ہو
ہیں مرا بٹمائی آں شاہ نظر
ہاں، اس شاہ نظر کو مجھے دکھائے

۱۔ استعانت۔ مدد با عضا۔ بوڑھا
لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ
چنیں۔ تیرے اس غم سے لادروں
کے جگر کباب ہو رہے ہیں۔ نام۔
سوکھ۔ رصیم۔ یعنی مرضہ۔ دودھ
پلانے والی آتا۔
مُعتمد۔ خوس ہے کہ آج اس
اعمال کو کھینچ لگ رہی ہے الحال۔
لفظ طفل۔ یعنی آنحضرتؐ آنجا۔ یعنی
حطیم کہ ندا کیونکہ وہ پر لطف اور دلکش
آواز تھی۔
نزع۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی
لہذا دکھانے والا نظروں سے غائب
تھا۔ گشتش۔ اس بوڑھے نے
حضرت حلیہ سے کہل شہریار شاہ۔
جر الخال۔ سفر

برو اورا پیش عزّیٰ کا پس صنم
 وہ اکو عزّیٰ کے سامنے لے گیا کہ بہت
 ماہزراں گم شدہ زو یا فقیہ
 ہم نے ہزاروں گشتہ اس کی جہ سے پائے ہیں
 پیر کرد اورا بخود و گفت زود
 بڑھے نے اس کو بچہ کیا اور فوراً کہا
 گفت اے عزّیٰ تو بس اکر امہا
 اس نے کہا اے عزّیٰ تو نے بہت سے کرم
 بر عرب حق ست ازا کر ام تو
 تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے
 ایں حلیمہ سعدی از امید تو
 یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر
 کہ ازو فرزند طفلے گم شدہ ست
 کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے
 چوں محمد گفت آں جملہ بٹال
 جب اس نے عرض کیا کہ وہ سب بت
 کہ برواے پیر ایں چہ جستجو ست
 کہ اے بڑھا جا یہ کیا تلاش ہے؟
 مانگون و سنکسار انیم ازو
 ہم اس کی جہ سے اندھے اور سنکسار ہیں
 آں خیالاتے کہ دید بندے زما
 وہ خیال باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں
 گم شود چوں بارگاہ او رسید
 گم ہو جائیں گی کیونکہ ان کا مہربان کا وقت آ گیا ہے
 دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز
 وہ بڑھا وہ ہو جا فتنہ نہ بھڑکا

ہست در اخبار غیبی مُغتم
 غیبی خبریں دینے میں غیبت ہے
 چوں بخد مت سوی او بشتا فقیہ
 جب ہم عقیدت سے اس کی طرف دڑے ہیں
 اے خداوند عرب وے نحر جود
 اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے میلا
 کردہ تارستہ ایم از دا مہا
 کرے ہیں حتیٰ کہ ہم نے چالوں سے رہائی پائی ہے
 فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
 جو فرض بن گیا ہے حتیٰ کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
 آمد اندر ظن شاخ بید تو
 ترے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
 نام آں کوک محمد آمدہ ست
 اس بچے کا نام محمد ہے
 سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں
 فوراً گوندھے منہ اور بچہ کرنے والے ہو گئے
 آں محمد را کہ عزل ما از دست
 اس محمد کی کہ اس کی جہ سے ہماری معزولی ہے
 ما گسا دو بے عیاریا نیم ازو
 ہم اس کی جہ سے کھوئے اور بے رونق ہیں
 وقت فترت گاہ گاہ اہل ہوا
 حال ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی
 آب آمد مر تیتیم را درید
 پانی آ گیا، اس نے تیتیم کو توڑ دیا ہے
 ہیں زر شک احمدی مارا مسوز
 خبردار احمدی رشک سے ہمیں نہ جلا

۱۔ عزّیٰ۔ مکہ کا مشہور بت تھا۔
 اخبار۔ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ماہزراں۔
 ہم نے اس کے بتانے سے بہت سی
 گشتہ چیزیں پائی ہیں۔ اے یعنی
 عزّیٰ۔ تارستہ۔ تیرے بتانے سے
 بہت سی ہلاکتوں سے نجات پائی
 ہے۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب
 پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب
 تیرا مطیع ہے۔

۲۔ چوں۔ یعنی بڑھے کی زبان پر
 لفظ محمد آیا۔ جملہ بٹال۔ عزّیٰ اور اس
 کے ماحول میں جو بت تھے کہ برو
 ان بتوں نے کہا کہ اس بچہ کی تلاش
 کیوں کرتا ہے جس کی بشت ہماری
 معزولی کا سبب ہے۔ مانگون اس کے
 طہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور
 وقعت نہ رہے گی۔

۳۔ آں خیالاتے۔ بت پرستوں
 نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز
 واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو
 جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو
 حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھانے
 کے بعد سے آنحضرت کی بعثت تک کا
 ہے۔ آب آمد۔ مر تیتیم برخواست۔
 وہ رش۔ اس عزّیٰ بت نے بڑھے
 سے کہا۔ رشک۔ آنحضرت کی بعثت
 سے ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی
 تھی۔

دور شو بہر خدا اے پیر تو
لو بڑھا خدا کے لئے تو دغ ہو
انچہ دُم اژدہا افشردن است
یہ کیا اژدہ کی دم دہانا ہے؟
زیں خبر خوں شد دل دریا و کلاں
اس خبر سے مہیا لہ کان کا دل خون ہو گیا ہے
چولہ شنید از سنگہار پیر ایں سخن
جب بڑھے نے پتھروں سے یہ باتیں سنیں
پس زلزلہ و خوف و بیم آں ندے
اس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے
آنجہاں کاندہ ز مستال مرد عور
جس طرح کہ جاڑوں میں ننگا انسان
چولہ در آں حالت بدید آں پیر را
جب اس حلیم نے بڑھے کو اس حالت میں دیکھا
گفت پیر اگرچہ من در خستم
بولی اے بڑھے اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
ساعتے بادم خطیبی می کند
کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
باد با حرفم سخنبا می دہد
ہوا محرف کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے
گاہ طغلم را ز بودہ غیبیاں
کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں
از کہ تالم با کہ گویم ایں گلہ
کس سے فریاد کروں، کس سے شکوہ کروں؟
غیرتش از شرح غییم لب بہ بست
الکافرت نے غیب کا ترانہ سن کر ہر طرف ہلکا دیئے ہیں

۱۔ تانسوزی ہم تو مل گئے ہیں۔
تو بھی نہ مل جائے۔ دم اژدہا کوئی
انسان اژدہ کی دم کو مسلے تو یہ انتہائی
خطرناک کام ہے۔ مہیا کلاں۔ چونکہ
اب آنحضرت کی آب و تاب کے
سامنے ان کی آب و تاب ماند پڑ
جائے گی۔ ہفت۔ چونکہ ہر وہاں ماند پڑ
جائیں گے۔
۲۔ جس حنفیہ بڑھے نے بت
کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لائی
پھینک دی۔ خدا اے آواز۔ دغا نہا۔
خوف میں ذات بچنے لگتے
ہیں۔ عور۔ ننگا۔ زان۔ عجب۔ یعنی
عزی کی باتیں۔ گفت۔ حضرت
حلیمہ نے فرمایا اے بڑھے اگرچہ
آنحضرت کے معاملہ میں پریشان ہوں
لیکن عجائب کے ظہور سے حیرت
میں ہوں۔ بادم۔ حضرت حلیمہ نے
ہوا سے باتیں کی تھیں۔
۳۔ گاہ۔ بچپن میں شوق صد کے
واقعہ میں آنحضرت فرشتے اٹھا کر لے
گئے تھے۔ صمد۔ پریشان۔
غیرتش۔ یعنی غیبی حالات اور اشارات
کو میں دماغ میں دکھانا چاہتی ہوں۔

گر بگویم اچیز دیگر من گنوں
اب اگر میں کوئی دوسری بات کہوں
گفت پیرش اے حلیمہ شادباش
بڑھے نے ان سے کہا اے حلیمہ خوش ہو جا
تو مخور غم کہ نگرود یا وہ او
تو نگر نہ کر، کیونکہ وہ گم نہ ہو گا
ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس
ہر وقت شک و غیرت کج سے اس کا گھر پیچھے
آں ندیدی کال بتان ذوقنوں
تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہر مند بت
ایں عجب قمر نے ست برائے زمیں
یہ روئے زمین پر عجب زندہ ہے
زیں رسالت سنگا چوں نالہ داشت
اس رسالت سے جبکہ پھر فراد کرنے لگے
سنگ بے جرم ست در معبودیش
اپنے معبود ہونے میں پھر بے قصور ہیں
آنکہ مضطر آنجنیں تر سال شد ست
جو مجبور ہے وہ ایسا خفزدہ ہے
خلق بندندم بزنجیر جوں
لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دے گے
سجدہ شکر آرو رو را کم خراش
شکر کا سجدہ کر اور چہرے کو نہ نوج
بلکہ عالم یا وہ گرد و اندو
بلکہ عالم اس میں گم ہو جائے گا
صد ہزاراں پا سبانت و ترس
لاکھوں گنہاں اور محافظ ہیں
چوں شدند از نام طفلت سرنگوں
تیرے بچے کے نام سے کس طرح سرنگوں ہو گئے
پیر گشتم من نہ دیدم جنس ایں
میں بڑھا ہو گیا میں نے ایسا نہ دیکھا تھا
تاچہ خواہد بر گنہگاراں گماشت
گنہگاروں پر کیا چیز مسلط کرے گی؟
تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش
تو مجبور نہیں ہے کہ اس کا بندہ ہے
تا کہ بر مجرم چہا خواہند ست
تو مجرم پر کس قدر بندش ہو گی؟

اگر بگویم اگر وہ نبی باتیں لوگوں
سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں
گے وہ عورتیں ماتم میں چہرے کو
پھینکی ہیں تو خور آنحضرت کی طرف
سے نگر نہ کرو کم نہ ہوں گے بلکہ عالم
ان کی عظمت میں گم ہو جائے گا۔
۳ صد ہزاراں فرشتے آنحضرت
کی حفاظت کرتے تھے۔ آں
ندیدی۔ عزتی بت سرنگوں ہو گیا تھا۔
زیں رسالت۔ رسال کو تسلیم نہ کرے
واہوں کا انجام برا ہوگا۔
۴ سنگ۔ بت غیر اختیاری طور
پر معبود بنے ہیں جب ان کا یہ حال
ہے تو ان کے پجاری جو اختیار ہیں
اور پوجنے میں مضطر نہیں ان کا انجام تو
بہت ہی برا ہوگا۔ مضطر۔ یعنی بت۔
جد مصطفیٰ۔ جناب عبدالمطلب

خبر یا فتن جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از گم
آنحضرت کے ہوا عبدالمطلب کو حلیمہ سعدیہ کے آنحضرت کو گم کر دینے کی
کردن حلیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدن او گرد
خبر ملنا اور ان کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا اور کعبہ کے
شہر و نالیدند او بر در کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از
صافہ پر ملنا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا اور کعبہ کے اندر
درون کعبہ شتودن و یا فتن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم را
سے آواز کا سننا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینا

چوں خبر یابید جد مصطفیٰ

جب مصطفیٰ کے ملا نے خبر پائی

وز اپچناں بانگ بلند و نعر ہا

اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے

زود عبدالمطلب دانست چیست

فورا عبدالمطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے

آمد از غم بردر کعبہ بسوز

رنگ سے کعبہ کے مہار پر سوش کے ساتھ آئے

خوشتن را من نمی بینم فنی

میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں

خوشتن را من نمی بینم ہنر

میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود

یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو

لیک در سیمائے آل در یتیم

لیکن اس در یتیم کی پیشانی میں

کہ نمی ملد بما گرچہ زماست

کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے

آں عجبہا کہ من دیدم درو

وہ عجائب جو میں نے اس میں دیکھے ہیں

انچہ فصل تو دریں طفلیش داو

تیری مہربانی نے حواس کو بچپن میں عطا کیا ہے

چوں یقین دیدم عند تہائے تو

جب میں نے غیبی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں

من ہمو را می شفیع آرم جو

میں اسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں

از حلیمہ وز فغانش بر ملا

حلیمہ اور ان کے برملا رونے کی

کہ بہ میلے می رسید ازوے صدا

کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

دست برسینہ ہی زدی گریست

سینہ کو پی کرتے تھے اور روتے تھے

کالے خیر از سر شب وز راز روز

کہ اے رات کے راز اور دن کے بید گے جانکا

تا بود ہمارا تو ہنچوں منے

کہ جس میں مجھ جیسا تیرا ہمارا بنے

تا شوم مقبول اس مسعود در

کہ اس مبارک مہارہ پر میں مقبول ہوں

یا باشکم دولتے خداں شود

یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے

دیدہ ام آثار لطفت اے کریم

لے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں

ماہمہ مسیم و احمد کیمیاست

ہم سب تانبہ ہیں اور احمد کیمیا ہیں

من ندیدم برولی و بر عدو

میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

گس نشان ندیدم بصد سالہ جہاد

کس نے سولہ کے چہلے کے بعد بھی اس مثل جوش نہیں کی

بروے او در لیست از دریائے تو

اس پر تو وہ تیرے صیا کا ایک موتی ہے

حال او اے حال داں باما بگو

اے حال کے جاننے والے اسکا حال میں بتا دے

۱۔ وز چناں۔ حضرت حلیمہؓ کے رونے کی آواز ایک میل تک جاری تھی۔ زود۔ عبدالمطلب فوراً سمجھ گئے کہ حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو کم کر دیا ہے۔ خوشتن۔ عبدالمطلب نے کہا کہ کچھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے تیرا ہمارا بنوں۔ مسعود۔ یعنی در کعبہ۔

۲۔ لیکن۔ میں نے آنحضرتؐ کے چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ می ماند۔ اگرچہ وہ ہم میں سے ہیں لیکن یہ آثار میں سے کسی کا انداز نہیں ہیں۔

۳۔ انچہ ان کے بچپن میں جو فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو سال کے چہلہ سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ من ہمو را۔ میں ان کو سفارشی بناتا ہوں ان کے طفیل ان کا حال میں بتاؤں گا۔

از درون کعبہ آمد بانگ زود
نوا کعبہ کے اندر سے آواز آئی
بادو صد اقبال او محفوظ ماست
وہ دو اقامت ہیں کے ساتھ ہلالی باب سے نصیب ہے
ظاہر را شہرہ گیہاں کنیم
ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
زر کاں بود آب و گل مازر گریم
پانی اور مٹی سونے کی کان تھی ہم زر گر ہیں
گہ حملہائے شمشیرش کنیم
کبھی ہم اس کو تلواروں کے پرتے بناتے ہیں
گہ خرچ تخت بر سازیم آؤ
ہم کبھی اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
عشقہا داریم بالیں خاک ما
ہم اس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں
گہ چنین شاہے آؤ پیدا کنیم
کبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں
صد ہزاراں عاشق و معشوق آؤ
اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
کارما نیست بر کوئی آل
ہمارے کام ہے اس شخص کے اندر ہے بن کے خلاف
اس فضیلت خاک را ز ازل رود ہم
یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
زانکہ دارد خاک شکل انگری
کیونکہ مٹی غبار آلود شکل رکھتی ہے
ظاہرش بابا طمش گشتہ بجنگ
اس کا ظاہر اس کے ہاں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

کہ ہم انکوں رخ بتو خواہد نمود
کہ وہ اپنی اپنا چہرہ تجھے دکھا دے گا
بادو صد طلب ملک محفوظ ماست
وہ دو پشتوں کی جماعت کے ذریعہ ہمارے پاس محفوظ ہے
باطش را از ہمہ پنہاں کنیم
اس کے ہاں کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
گہ گمش خلقاں و گہ خاتم بریم
کبھی ہم گمشدہ لوگوں کی تلاش کرتے ہیں
گاہ بند گردن شیرش کنیم
کبھی اس کو شیر کی گردن کا بٹا بناتے ہیں
گاہ تاج فرہائے ملک جو
کبھی کبھار کشتا مروں کے تاج
زانکہ آقاوست در قعدہ رضا
کیونکہ وہ تسلیم و رضا کی نشست پر واقع ہوئی ہے
گہ ہم اورا پیش شہ شید کنیم
کبھی ہم اس کو شہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں
در فغان و در نفیر و جستجو
نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں
گو بکار ما ندارد میل جاں
جہاں ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے
زانکہ نعمت پیش بے برگاں ہم
کیونکہ ہم بے برگانوں کے سامنے نعمت پیش کرتے ہیں
وز درون دارد صفات انوری
اور ہاں میں نورانی صفات رکھتی ہے
باطش چوں گوہر و ظاہر چو سنگ
اس کا ہاں مٹی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

از درون کعبہ خواہد نمود
کو کعبہ کے اندر سے چہرہ دکھا دے گا
عقرب ان کا چہرہ دیکھ لو گے
محفوظ نصیب طلب جماعت
ظاہر حضور کے ظاہر کی احوال عالم پر
کھلے ہاں احوال کو اللہ سے ان کو
کبھی قرب حاصل ہے اس تک
رسائی نہیں ہو سکتی۔ گہاں۔ جہاں۔
از۔ پانی اور مٹی سے اللہ نے جو
حقائق بنائے ہیں اس کے مختلف
مراjb ہیں۔ خلخال۔ بازب۔
خرن۔ لیوں۔ مصر میں کپڑوں کی
چھائی اور کڑھائی کی چھائی اور
کڑھائی میں میوں کی شکل بنائی جاتی
تھیں۔ وہ قعدہ مسجد کے بعد بیٹھے
کی بیت۔ گزہ ہم یعنی مٹی اس جیسے
شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں۔
۳ صد ہزاراں۔ اسی خاک سے
لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے
ہیں جو عشق دی جہ سے نالہ و فریاد میں
مصروف ہیں۔ کامل۔ ہمارے یہ
کارنامے سکروں کے ٹکڑے کے باوجود
جاری ہیں اس فضیلت۔ مٹی کو فروشی
کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی
ہے کہ اس سے اس طرح کے لوگ
پیدا ہوتے ہیں۔ زانکہ زمین کا ظاہر
غبار آلودہ ہے لیکن اس کا ہاں پر انوار
ہے جسے لادول رضا ہوتے ہیں۔
باطش۔ زمین کا ہاں مٹی اور ظاہر
پتھر ہے۔

ظاہر ش! گوید کہ ما اینیم و بس

اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں

ظاہر ش منکر کہ باطن چچ نیست

اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن کچھ نہیں ہے

ظاہر ش بابا ظنش در چالش اند

اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

زین تر شر و خاک صورتہا کنیم

اس تر شر و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں

زانکہ ۲ ظاہر خاک اندوہ و نکاست

کیونکہ مٹی کا غلہ غم لودستا ہے

کاشف لہر تیریم و کار ما ہمیں

ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے

گرچہ دزد از منکری تن میزند

چھو اگرچہ نکلی ہونے کی وجہ سے خاموش ہے

فصلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا

ان مٹیوں نے بہت سی فضیلتیں چھوڑ دی ہیں

بس ۳ عجب فرزند کورایوہ است

اس کے بہت سے عجیب فرزند ہوئے ہیں

عہد زمین دم آسمان خندان و شناد

زمین اور آسمان شگاہ و فرحال ہوئے

عہد زمیں چوں آسمان از شادیش

ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہو گئی

ظاہر ت باباطفت اے خاک خوش

اے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ

ہر کہ باخود بہر حق باشد بجنگ

جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

باطن ش گوید نکلو میں پیش و پس

اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ

باطن ش گوید کہ بنمایم بایست

اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دیکھا ہوں غم

لا جرم زین صبر نصرت می کنند

لا عمد اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں

خندہ پنہان را پیدا کنیم

ہم اس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں

در درویش صد ہزاراں خندہا ست

اس کے اند لاکھوں مسکرائشیں ہیں

کایں نہا نہارا برآریم از کیں

کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے بار لے آئیں

شخہ آں از عصر پیدا می کنند

کھول دبا کر ظاہر کر دیتا ہے

ما مقرر آریم شماں از لبتلا

ہم آزمائش کے ذریعہ ان کو قرار کرنے والا کر دیتے ہیں

لیک احمد برہمہ افزوہ است

لیکن احمدؒ سب سے بڑے ہوئے ہیں

کاچمیں شاہے زماو جفت زاد

کہ ایسا شاہ ہمارے جڑے سے پیدا ہوا

خاک چوں سوکن شدہ ز آزادیش

ان کی پیدائش سے مٹی سوکن کی طرح ہو گئی

چونکہ در جنگ ست و اندر کشمش

چونکہ جنگ اور کشمکش میں ہے

تا شود معنیش خصم یو رنگ

حتیٰ کہ اس کا باطن بولہ رنگ کا مخالف ہو

۱۔ ظاہر ش اس کی ظاہری صورت کمالات باطن کو چھپائے ہوئے اور منکر ہے باطن پر کمالات ہے ظاہر ش ظاہر اور باطن کی یہ جنگ جاری ہے مٹی کا ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے مٹی باطن کو رخ حاصل ہو جاتی ہے نیز تر شر و بدصورت مٹی حسین و زیب خلق کا پیدا کرنا اس کے باطنی حسن کا اظہار ہے

۲۔ زانکہ زمین بظاہر بدی صورت ہے لیکن اس کے باطن میں سرور و شادمانی ہیں۔ کاشف لہر تیریم۔ کاشف لہر تیریم یعنی خویاں ظاہر کو دیتا ہے۔ گرچہ چھو چھو کر چھانے کا منکر ہو جاتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے۔ کھول اس کو دبا کر قہر کر دیتا ہے۔ شخہ آں از عصر پیدا می کنند۔ شخہ آں یعنی آزمائش میں ڈال کر انسانوں کی باطنی خویاں واضح کر دیتا ہے۔

۳۔ بس عجب فرزند ہے لیکن سید الانبیاء جیسا کہی نہ جاتا۔ شہد زمین اور آسمان کے طالب سے جب سید الکونین کا ظہور ہوا تو دونوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ شہد زمین۔ آنحضرتؐ کی پیدائش سے زمین کو عروج حاصل ہوا۔ خاک۔ زمین نے آنحضرتؐ کو جناح و سون کی طرح۔ دربان بن کر اظہار مسرت کیا۔ آزادیش۔ یعنی آنحضرتؐ کی پیدائش۔ ظہرت۔ جس کا ظاہر اور باطن خدا کے لئے ایک ہی جنگ میں ہو اس کی مدد پر ہونے والی ہے اور اس کا نور ناقابلِ زوال ہوتا ہے۔

ظلمتش بانور اوشد در قتال
اس کی تارکی اس کے نور کے ساتھ جگ میں گی
ہر کس کو شد بہر ماہ امتحان
جو شخص ہلکے لئے امتحان دینے میں توش کرے
ظاہرت از شیرگی افغان کنان
تیرا ظاہر تارکی کی جہ سے فریادی ہے
قاصداً چوں صوفیان روترش
وہ صوفیوں کی طرح بالا ادا تر شرو ہے
عارفان روترش چوں خار پشت
تو شرو عارف سہی کی طرح ہیں
باغ پنہاں کرد ودا آں خارفاش
باغ نے پھل کو چھپا لیا ہے کانٹا گھلا ہوا ہے
خار پشتا خار حایس کردہ
اے کیا تو نے کانٹوں کو گھنہاں بیٹھا ہے
تا کہے در چار دانگ عیش تو
تا کہ کوئی تیرے وسیع عیش میں
طفل سہ تو گرچہ کوک خوبدست
تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت والا ہے
ماتہانے را بدو زندہ کنیم
ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را نبود زوال
اس کے جان کے صبح کے لئے زوال نہیں ہے
پشت زیر پاش آرد آسمان
آسمان کر اس گئے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے
باطن تو گلستاں در گلستاں
تیرا باطن باغ باغ ہے
تانیا میزند باہر نور کش
تا کہ وہ کی نور بھانے والے سے میل جول نہ کریں
عیش پنہاں کردہ در خار درشت
خست خدوں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں
کالے عدد و دزدانیں در دور باش
کہ اے چھ دشمن! اس مدار سے دور رہ
سر چو صوفی در گریباں بردہ
صوفی کی طرح سر کو گریباں میں ڈال لیا ہے
گم شود زیں مگر خان خار خو
ہال نہ ہوں پھل سے ہر سال کٹانے کی نیت ہاں میں ہے
ہر دو عالم خود طفیل او بدست
وہ جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں
چرخ را در خدمت بندہ کنیم
آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنا دیں گے

۱۔ ہر کہ جو شخص بارگاہ خداوندی
میں امتحان دینے کے معاملے میں
کوشش ہے اس کا مرتبہ آسمان سے
بلند ہے۔ ظاہرت۔ ظاہر پراگندگی
ہے لیکن باطن باغ باغ ہے۔
۲۔ قصد۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو
اس لئے پراگندہ کرتا ہے کہ دنیا والوں
سے میل جول نہ پیدا کریں۔
عارفان۔ بزرگوں کی ترشوشی اس لئے
ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی
لذت کو بچائے رہیں۔ باغ ان کی
مثال اس باغ کی ہے جس نے
پھلوں کو چھپا لیا اور کانٹوں کو ظاہر کر
رکھا ہوتا کہ پھل دشمن کی دست برد
سے محفوظ رہیں۔ مگر خان۔ یعنی دنیا
دار۔

۳۔ طفل۔ ث۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب خلق عالم ہیں۔ زندہ و نیم۔
یعنی ہم روحانی زندگی عطا کرے
گے۔ کجکشت۔ یعنی آنحضرت
وقت کہاں ہیں ان کا سیوا دار ستا
دے۔

نشان خواستن عبدالمطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
خوب عبدالمطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا
کہ کبائش یایم و جواب آمدن از درون کعبہ و نشان یافتن
کہ ان کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آتا اور پتہ معلوم ہوتا

گفت عبدالمطلب کا یندم کجاست
اے علیم اتر نشان دہ راہ راست
خوب عبدالمطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟
اے راہ کو جاننے والے راہیدے راست کا پتہ بتا دے

گفت اے جویندہ طفلِ رشید
اے کہاں سے لایا ہے کاش کرنے والے
باتو زان شاہ جہاں بد ہم نشاں
میں تجھے اس شاہجہاں کا پتہ بتاتا ہوں
پس رواں شد زود پیر نیکبخت
تو وہ نیک نصیب بڑے میں فوراً روانہ ہو گئے
زانکہ حدش بود اعیان قریش
کیونکہ ان کے طاقتور قریش کے سرداروں میں سے تھے
مہترانِ رزم و بزم و ملکہ
رزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوئے ہیں
کز شہنشاہانِ مہ بالودہ است
کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے چھٹی برگزیدہ ہیں
نیست جنبش از سمک کس نہ سماک
سمک سے سماک تک کوئی ان جیسا نہیں ہے
خلعت حق را چہ حاجت تار و پود
اللہ کی خلعت کو تارے بانے کی کیا ضرورت ہے؟
بر فراید بر طراز آفتاب
وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

از دورانِ کعبہ آوازش اے رسید
کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی
ہاتفش گفتا مخور غم کایں زماں
عینی آواز نے ان سے کہا غم نہ کر ابھی
در فلان وادست زیر آں درخت
فلاں میدان میں درخت کے نیچے ہے
در یکاب او امیرانِ قریش
قریش کے سردار ان کی ہمرہی میں تھے
تابہ پشت آدم اسلاف ہمہ
ان کے تمام بزرگ حضرت آدم کی پشت تک
ایں نسب خود پوست اور بودہ است
یہ نسب بھی ان کے لئے چھلکا ہے
مغر او خود از نسب دورست و پاک
ان کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے
نور حق را کس نجوید زاد و بود
اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدائش اور جوئی نہیں
کتریں خلعت کہ بد بد در ثواب
وہ جو اولیٰ حج کی خلعت ثواب میں دیتا ہے

۱۔ آواز۔ یعنی عبدالمطلب کو
آواز آئی۔ پیر نیکبخت۔ یعنی
عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے
دوسرے سردار بھی آنحضرت کو تلاش
کرنے چلے آسمان۔ عین کی جمع
سردار۔ رزم میدان۔ جنگ بزم۔
عمل نشاط۔ ملکہ۔ میدانِ قتال۔
۲۔ ایں نسب۔ آنحضرت کے ذاتی
فضائل کے مقابلہ میں کسی فضیلت
تج ہے۔ مغر۔ آنحضرت کا لہجہ جوہرِ نسب
سے بے نیاز ہے۔ آنحضرت کے خلائق
ہیں۔ سمک۔ چمکی یعنی پتی لاشری
عوام کا خیال ہے کہ زمین چمکی کی
پشت پر قائم ہے۔ سماک۔ یعنی
آسمان کی انتہائی بلندی سماک منزل
اور سماک مارے وہ ستارے ہیں جو
انتہائی بلندی پر ہیں۔ زاد۔ یعنی
نسب۔ خلعت۔ لباس کا شاہی جوڑا
جو کسی کا نام میں دیا جائے تار و پود۔
تار و پود۔

۳۔ کتریں۔ اللہ کی جانب سے
جو معمولی جزا ثواب میں ملتا ہے وہ
نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑا ہوا
ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار۔ ملکہ۔
یعنی روحانی سلطنت۔ خواہرانت۔ وہ
عورتیں جو مقرراتِ بادشاہ خداوندی
پس جیسے حضرت آسیا فرعون کی بیوی
دیغمہ تھی۔ بلند۔ سرور۔ حدیث
میں ہے لکن جفہ دنیا پرورد ہے؟

بقیہ قصہ دعوتِ سلیمان و بلقیس را با ایمان

حضرت سلیمان کا بلقیس کا ایمان کی دعوت دینے کا قصہ کا بقیہ

بر لب دریای یزداں در بچیں
اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی جن لے
تو بزمِ دارے چہ سلطانی گئی
تو سردار پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟
جاوداں از دولتِ مایہ مخور
ہمیشہ ہماری دولت کے پھل کھا

خیز و بلقیسیا بیا و ملک میں
اے بلقیس! اللہ! آ جا سلطنت کو دیکھ
خواہرانت ساکنِ چرخِ سنی
تیری ہمیشہ، بلند آسمان پر مقیم ہیں
خیز بلقیسیا بیا دولتِ نگر
اے بلقیس! اللہ! آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہر انت راز بخششہلی راد
تیری بہن کو صحت کی بخششوں میں سے
خیز بلقیسا پیار بحر بخود
اے بلقیس! اٹھ صحت کے سمندر میں آ جا
خواہر انت جملہ در عیش و طرب
تیری ہمیں سب عیش و مستی میں ہیں
خیز و بلقیسا سعادت یا رشو
اے بلقیس! اٹھ نیک بختی کی یار بن جا
تو ز شادی چوں گدائے طبل زن
تو خوشی میں اس فقیر کی طرح ہے جو فغان پیٹ رہا ہے

مثل قانع شدن آدمی بدینا و حرص او در طلب دنیا و
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اس کی حرص اور روحانیوں
غفلت او از دولت روحانیوں کہ انہائے جنس وے اند
کی دولت سے اس کی غفلت کی مثل جو روحانی ہی جسے ہیں اور
و نعرہ زناں کہ یالیت قوم می یعلمون
نعرہ لگ رہے ہیں کہ کاش میری قوم جانتی

آں سگے در کو گدائے کو ز دید
ایک کتے نے مٹی میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم ایں را ولے بار دگر
ہم یہ قصہ کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ
کوہ سگفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند گور
تیری قوم پہاڑ میں گور پکڑ رہی ہے
ترک ایں تزویر کن شیخ نفور
وے متفر ش! اس سر کو چھوڑ دے

۱۔ اس سرخ۔ یہ دنیاوی سلطنت۔
چوں گدائی۔ چونکہ تیری یہ سلطنت
بے حقیقت ہے لہذا تو شاہ نہیں گدا
ہے اور اس خس و خاشاک کی بھی کو
سلطنت سمجھ کر اس پر اپنی شاہی کا
اعلان کرتی ہے یا کثرت قومی۔ جتنی
خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم
جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہوا ہے
۲۔ آں سگے۔ دنیا دار کی مثل گل
کے اس کتے کی سی ہے جو اچھے
شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر لپکتا
ہے۔ گفتہ ایم۔ اندھے لوگوں کے
کتے کا قصہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے
ہیں لیکن بات کو مضبوط کرنے کے
لئے تکرار کہہ رہے ہیں۔

۳۔ کہہ اندھے نے کتے سے
کہا اندھے کتے تو پہاڑ کو گور کا شکار
کر رہے ہیں تو اندھے کو چٹ رہا
ہے ترکہ کتے کا قصہ سے مولانا
نے بتائی بیروں کو غیرت دلائی ہے
آب شوری تو کھاڑی پانی ہے تو نے
اپنے اندھے مریدوں کو اپنے
چاہوں طرف جمع کر لیا ہے۔

تو کھادی پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں

می خوردند از من ہی گردند گور
 وہ مجھ سے پیٹے ہیں اور اندھے ہوئے جاتے ہیں
 آب بدر دام ایں گوراں ممکن
 برے پانی کو ان اندھوں کے لئے جال نہ بنا
 تو چوسنگ چونی بزرگی کو گیر
 تو نے کس طرح رکھی ستارے کو پکڑنے والے کیلئے
 جملہ شیر و شیر گیر و مست نور
 جسم شیر ہر شیر پکڑنے والے ہیں ہلکے دست ہیں
 کردہ ترک صید و مردہ در لطف
 شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں
 تا کند او جنس ایشان را شکار
 تاکہ وہ دوست ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
 خواندہ القلب بین الاصبغین
 تو نے پڑھا ہے کدیل و انگیلوں کے درمیان میں ہے
 چوں بہ بیند شد شکار شہر یار
 جب وہ غور کرے گا تو شہ کا شکار ہوا ہے
 دست آں صیاد راہر گزنیافت
 اس نے شکاری کے ہاتھ کو بھی نہ پلا
 عشق شد ہیں در نگہداری من
 میری حفاظت کے بارے میں اللہ کے عشق کو دیکھ
 صورت من شبہ مردہ گشتہ است
 میری صورت مردے کے مشابہ ہو گئی ہے
 جنبشم اکنوں زوست داگر
 اب میری حرکت زوست کے ہاتھ سے ہے

کایں مریدان من و من آب شور
 کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھلی پانی ہوں
 آب خود شیریں گن از بحر لدن
 لدن کے ميا سے اپنے پانی کو شیریں بنا لے
 خیز شیران خدا میں گو گیر
 اللہ خدا کے شیروں کو گور پکڑنے والا دیکھ
 گوچہ از صید غیر دوست دور
 گوچہ زیاہتا ہے دوست کے شکار سے دور ہیں
 در تظارہ صید و صیادی شہ
 شکار اور شہ کو شکار کرنے کے نظارے میں
 ہچوچہ مرغ مردہ شان بگرفتہ یار
 ان کو دوست نے مردہ پرند کی طرح پکڑ رکھا ہے
 مرغ مردہ مضطر اندر وصل و بین
 مردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے
 مرغ مردہ آں راہر آں گوشد شکار
 اس کے مردہ پرند کو جو شکار ہوا
 ہر کہ اوزیں مرغ مردہ سر بتافت
 جس نے اس مردہ پرند سے روکوائی کی
 گوید س او منکر بر داری من
 وہ کہتا ہے میری مردہ پرند پر نظر نہ کر
 من نہ مردام مراشہ گشتہ است
 میں مرد نہیں ہوں مجھے شہ نہ ملا ہے
 جنبشم زیں پیش بود از بال و پر
 اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی

۱۔ آب خود یعنی مکمل حاصل کر
 اور اس کے بذریعہ مریدوں کو فیض
 پہنچا کر لدن یعنی خدائی فیض
 خیز مروان قی فیض ہے بہرہ
 مند ہیں تو صرف مریدوں کو لے کر
 لگا ہے کہ چہ مروان حق کو گور کیا
 قصاب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو
 صرف طالب خدا ہیں وہ جسم شیر ہیں
 اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ وہ
 تظارہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ میں
 مستغرق رہتے ہیں اور ان کو شکار میں
 فنا کا جذبہ حاصل ہے۔

۲۔ ہچوچہ شکاری جس طرح
 کا شکار کیلئے ہیں اس قسم کے مردہ
 جانور کو کھس و غیرہ بھر کر اپنے ساتھ
 رکھتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اس
 کے ہم جنسوں کا شکار کریں اسی طرح
 یہ بزرگ گویا کہ مردہ جانور ہیں اور
 اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کے ہم
 جنسوں کا شکار کرتا ہے مرغ مردہ
 ظاہر ہے کہ مردہ جانور بالکل شکاری
 کے اختیار میں ہوتا ہے شکاری سے
 وصل اور جدائی میں مجبور محض ہوتا ہے
 یہی حال ان بزرگوں کا ہوتا ہے یہی
 حقیقی اس حدیث کے ہیں جس میں
 فرمایا گیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے
 درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے
 اس کو پلٹ دیتا ہے سر غمروہ اس
 مردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ
 حاصل شکاری کا شکار بنا ہے ہر کہ
 اس مردہ جانور سے کٹا رہے گا
 وہ صیاد کے ہاتھ سے دور ہوگا۔

۳۔ گوید کہ فانی فی اللہ کہتا ہے
 ظاہر میرے مردہ ہونے کو نہ دیکھ خدائی
 عشق مجھے جس ہونے سے بچائے
 ہوئے ہے بھوت من قہر خدا کی
 جب سے میں مردے کی صورت میں
 ہوں۔ جسم حرکت جو کہ زندگی کا اثر
 چھوٹے پہلے میرے خدائی ارادہ سے تھی۔
 اب یہ حرکت کے ذریعہ ہے۔



جنبش افانیم بیرون شد ز پوست
میری فنا ہونے والی حرکت کمال سے باہر ہو گئی ہے
ہر کہ کج جہد بہ پیش جنبش
جو کئی میری حرکت کے سامنے نیز میری حرکت کرتا ہے
ہیں مرا مُردہ میں گر زندہ
خبر دلا اگر تو زندہ ہے مجھے مردہ نہ سمجھ
مُردہ زندہ کرد عیسیٰ از گرم
حضرت عیسیٰ نے گرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
کے ۲ بمقام مُردہ در قبضہ خدا
میں خدا کے قبضہ میں وہ گرم رہ سکتا ہوں
عیسیٰ لیکن ہر آنکویافت جاں
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی
شد عیسیٰ زندہ لیکن باز مُرد
حضرت عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
من عصا یم در کف موسیٰ خویش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں
بر مسلماناں پُل دریا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دیا کابل ہو جاتا ہوں
ایں عصا را اے پسر تنہا میں
اے بیٹا اس لاٹھی کو اکیلا نہ سمجھ
موج طوفاں ہم عصا بد گوز درو
طوفان کی موج بھی لاٹھی تھی جس نے مدد کے ساتھ
ہم عصا بد باد بر اعدائے ہوؤ
حضرت ہوؤ کے دشمنوں پر ہوا بھی لاٹھی تھی
ہم عصا بُد پشہ در بُرد
مجر بھی مقابلے میں لاٹھی تھا

جنبش باقیست آنکول چل در دست
نہایت خطر حرکت ہے یکھٹک کی جانب سے ہے
گر چہ سیر غ است زارش می کشم
خولہ وہ سیر غ ہو میں اس کو بری طرح ملتا ہوں
در کف شاہم نگر گر بندہ
اگر تو بندہ خدا ہے تو مجھے شہ کے ہاتھ میں سمجھ
من بکف خالق عیسیٰ درم
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
بر کف عیسیٰ مد اراں ہم روا
حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ دعا نہ رکھ
از دم من او بماند جاوداں
میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سُپرد
وہ قاتل مہربان ہے جس نے اس میں کو جان پر رکھی
موسیم پنبال و من پیدا بہ پیش
میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بر فرعون اژدہا شوم
بحر فرعون پر اژدہا بن جاتا ہوں
کہ عصا بے کف حق بُدو چنیں
کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لاٹھی لکڑی نہیں ہوتی ہے
طغطنہ جادو پرستار را بخورد
جادو پرستوں کے دبدبہ کو نگل لیا
کہ بر آورد از بقیہ عاد وود
جس نے عاد کے بقیہ لوگوں کے گھوس اڑا دیے
گو بر آورد از سرِ نمرود گرد
جس نے نمرود کے سر سے چھل اڑا دی

۱ جنبش فانیم۔ جب انسان
اپنے فرائض اور فرائض کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس
کے تمام مقول اللہ کی طرف منسوب
ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ قراء کو انعام
ہے سے بڑے انسان کو خاک میں
ملا دیتا ہے ہیں۔ فانی فی اللہ صرف
اپنے افعال کے اعتبار سے ہے جس و
حوت ہوتا ہے۔ دست قدرت اس
سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مردہ
حضرت عیسیٰ مرنے کو زندہ کر دیتے
تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مرنے کو
کیسے زندہ نہ کر دے گا۔
۲ کے ہاتھ حضرت عیسیٰ کی
حیات جنبش کا انکار بھی جائز نہیں
ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیات جنبش
عیسیٰ۔ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں
بلکہ مردوں کو بھی ایسی زندگی عطا کرتا
ہوں۔ شد عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے
جس معجزے کا ذکر ہے اس سے
عارضی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں
عیسیٰ۔ اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ جلتو
کوئی اشکال نہیں اگر خود فانی فی اللہ مردہ
ہوے تو مردہ یہ ہے کسان کے بچنے کا
تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگر چہ وہ
بھی روحانی ایسی زندگی اعطا کرتے
تھے اس کا ذکر نہیں ہے۔
۳ من عصا یم۔ یعنی نبی میں
اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی
قدرت کا مظہر ہوں۔ مسلماناں۔
یعنی میں اہل حق کے لئے باعث
نجات اور کفار کے لئے باعث عذاب
ہوں۔ دیا۔ یعنی سر کا دیا نئے نکل۔
موج۔ حضرت نوح کی بدعا سے ان
کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک
ہوئی۔ جادو پرست۔ یعنی فرعون کی
قوم۔ علیہ یہ حضرت موسیٰ کو ہم۔

۱۔ غصہ۔ یعنی میں اگر خدائی عتاب کی تفصیل بیان کروں تو فرعون طبع انسانوں کے مکر کا پردہ چاک کر دوں۔ ایک۔ ان فرعونوں کو دنیاوی لذتوں میں چمکے جیسا کہ ہر ہیں جیسا رہند۔ گراں شدہ نظام قدرت کی بنا کے لئے سمجھا را کہ یہ بھی ضرورت ہے اور کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خیراک ہیں جس سے اس کی پرورش ہوتی ہے فریش قرآن پاک میں ہے ذرہم یا کلو و یخضعون و یلہون لکم فسوف یغفلون۔ یعنی یہ لوگ چھوڑ کر کھوہ کھاتے اور غفلت میں ڈالے ہیں اور ان کو کتنا غفلت میں ڈالے رکھے پھر عقرب وہ جان لے گے کلاب۔ دوزخ کے تے ان کے گوشت کے شکر ہیں۔ گر تیرے غصہ کی بنا کے لئے مخالفت اور دشمنی کا جو ضروری جزو غصہ مر جائے۔ ۲۔ دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا مظہر ہے اس کے لئے ان دشمنوں کی ضرورت ہے۔ رحمی۔ اگر صفت غضب نہ رہے تو دوزخ ٹھنڈی ہو جائے گر ممانہ۔ اگر صرف صفت رحمت ہو اور صفت غضب نہ ہو تو بادشاہی کا مکمل نہیں ہے لہذا الوہیت کے لئے دونوں صفتیں ضروری ہیں۔ رہنمہ۔ منکر کھلے ذکر کا فائدہ اڑاتے ہیں تو بھی اگر چاہے غافل اڑالے پھر دیکھا حیا سے کہتا ہے۔

سچ شاد جو لوگ آیات الہیہ کے
ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اس صریح
نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ
قابلِ مہربان ہیں۔ چونکہ مولانا نے
اس لفظ کو ضروریاتِ زندگی کے معنی

گر عصا ہائے خدا را بشمرم
اگر میں خدا کی لاشیں کا شمر کروں
لیک زیں شیریں گیا ہے زہر مند
نہیں اس زہر کی شیریں گھاس کو
گر گریبا شد جاہِ فرعون و سرے
اگر فرعون کا رتبہ اور سرمدی نہ ہو
فرہش گن اسگش کش لے قصب
اے قصب! اس کو مٹا کر پھر ذبح کر
گر بُدوے خصم و دشمن در جہاں
اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے
دورخ آں خشم ستے خصم فلان
اے فلان! دورخ وہ غصہ ہے بغیر مخالف کے
دورخ آں خشم است و خصمے بایش
دورخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیے
گر بماندے لطف بے قہر و بدے
اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے وہ جاتی
ریشخندے کردہ انداں منکراں
ان منکروں نے غناق اڑائی ہے
تو اگر خواہی بکن ہم ریشخند
اگر چاہے تو بھی غناق اڑا
شلا سچ باشید اے محباں در نیاز
اے دوستو نیاز مندی میں خوش رہو
ہر خوبی باشدش گردے و اگر
ہر ضرورت کی ایک دھری کھادی ہوتی ہے

زُرقِ این فروغِ نیاں را بر درم
ان فروغوں کی مگھ کی کا پتہ چاک کر دیں
خُرقِ گُن تاجِ چند روزے می چرند
ہے دے ، تاکہ چند روز چلیں
از کجا یابد جہنم پرورے
تو جہنم کہیں سے پویش پائے؟
زانکہ بے برگند دروزخِ کلاب
کیونکہ دروزخ میں کتے بے سرو سامان ہیں
پس بھر دے خشم اندرِ مردِ ماں
تو انسانوں میں غصہ مرد ہو جاتا
کے زید ، میرد ز نورِ مومنان
کب زندہ رہے مومنوں کے نور سے بچھ جائے
تازید ورنہ رحیمی بکشدش
تاکہ زندہ رہے ورنہ رحیمی کو لے بچھا دے
پس کمالِ باوِ شاہی کے شدے
تو باڑھی کا کمال کب ہوگا؟
بر منگھاو بیانِ ذاکرِ ایں
حال ذکر کی مثالوں اور بیان کی
چند خواہی زیست اے مُردارِ چند
اے مردار! تو کب زندہ رہے گا؟
بر ہمیں دَر کہ شود امروز باز
اں صلاے پر جو آج کھلا ہوا ہے
درمیانِ باغِ از سیر و گبر
باغ میں کہیں اور گبر کی

میں بولا ہے کرو۔ کاف کے غصے سے کیا رہی۔ میر۔ بسن۔ گہرا ایک بھل کا نام ہے جو خراسان میں پیدا ہوتا ہے اس کا چار ڈھوا جاتا ہے مولانا غلام اور منافق کے مسلک کو کھانا گنہگار سمجھتے تھے۔

خیز بلقیسا گنوں باختیار !

اے بلقیس! اب اللہ جبکہ باقید ہے

خیز بلقیسا بیابیش از اجل

اے بلقیس! اللہ موت سے پہلے آ جا

خیز بلقیسا بجاہ خود مناز

اے بلقیس! اللہ اپنے مرتبہ پر تاز نہ کر

خیز بلقیسا و مستہ باقضا

اے بلقیس! اللہ اور قضا خلوندی سے نہ بجز

بعد از ازل گوشت گشود مرگ اسچنان

اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی

زین خراں تا چند باشی نعل دُزد

تو ان گھوڑوں کے نعل کب تک چمائے گی؟

خواہرات یافتہ مُلک خلود

تیری بہنوں نے ہمیشہ کی سلطنت حاصل کر لی

لے خاک آج کل کزین مُلک بجست

وہ جان قابلِ مباد کہ ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا

خیز بلقیسا بیا بارے بین

اے بلقیس! اللہ آ جا اب دیکھ

شستہ در باطن میان گلستاں

وہ حقیقتِ باغ میں بیضا ہوا ہے

بوستان سے با او رواں ہر جا رود

جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے

میوہا لایہ گناں کر من بچر

پھل خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں کما

طوف می گن بر فلک بے پرو بال

بغیر بال و پر کے آسمان کا طوف کر

پیش از ازل کہ مرگ آرد گیر و دار

اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

در نگر شاہی و مُلک بے دغل

بادشاہی اور بغیرِ فساد کی سلطنت دیکھ لے

اندیس در کہ نیاز آور نہ تاز

اس ہانگہ میں نیاز پیش کر نہ کہ تاز

ورنہ مرگ آید گشود گوش ترا

وہ نہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی

کہ چو دُزد آئی بشنہ جاں گناں

کہ چونکہ کمر لٹکانے کے پاس جان کی حالت میں آئے گی

گر ہمی دُزدی بیا و لعل دُزد

اگر چھپی سی کرتی ہے تو آ اور فعل چا

تو گرفتہ مُلکت گور و کبود

تو بے نور و تاریک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے

کہ اجل ایس مُلک راویاں گرسست

کیونکہ موت اس سلطنت کو دیران کر دینے والی ہے

مُلکت شاہان و سلطانان دیں

دین کے امراء اور شاہوں کی سلطنت

ظاہراً خارے میان دوستان

بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے

لیک آں از خلق پنهان می شود

لیکن وہ باغِ حلق سے پوشیدہ ہوتا ہے

آب حیواں آمدہ کز من بخور

آبِ حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

ہچو خورشید و چوند و چون ہلال

سودھ اور چھوٹے اور بڑے کی چاند کی طرح

۱۔ باختیار انسان جب تک زندہ ہے باختیار ہے۔ مرگ یعنی عالم آخرت کی شامی جو لازماً ہے۔ مرگ یعنی وہ گاہِ خلوندی میں صرف نیاز کا آتا ہے۔ مستہ کا مخفف ہے: جھکنا نہ کر۔ بعد ازل۔ مرنے کے بعد ہجر کی سی خطرناکی حاضری ہو گی۔ شخت لٹکانے۔ خوں۔ دولت کے لئے دنیا دلوں کی پابندی نہ کر۔ فعل۔ حکمت کے لعل و گوہر۔ خواہرات۔ یعنی دنیا کی نیک عورتیں۔

۲۔ اے خاک۔ جو شخص تباہ پندار حکومت سے دستبردار ہو کر بڑی سلطنت حاصل کر لے وہ مباد کہانی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشہ کا مخفف ہے یعنی جس نے آخری سلطنت حاصل کر لی وہ اپنی کمالات کے باغ میں بیضا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ اپنے لٹکانے والوں کو ایک کانٹا نظر آ رہا ہے۔

۳۔ بوستان اس کے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ یہ وہ وہاں باغ کے پھلوں سے قطعاً انداز ہے اور اس باغ کی نہروں سے آبِ حیات پانی بہا ہے۔ طوف۔ عالمِ حکومت کی ہیر۔

چوں آرواں باشی آرواں و پائے نہ
تو مدح کی طرح چلے گی ہر پاؤں نہیں ہے
نے نہنگِ غمِ زند بر کشتیت
نہ تیری کشتی پر غم کا گرچھ حملہ کرے گا
ہم تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت
تو ہی ملکہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی
گر تو نیکو بختی و سلطانِ زفت
اگر تو نیک بخت ہے اور سلطانِ اعظم
تو بماندی چوں گدلیاں بے نوا
تو فقیر دن کی طرح بے سرو سامان رہ جائے گی
چوں تو باشی بختِ خود اے معنوی
اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہوگی
تو زخود کے گم شوی اے خوشحال
اے خوشحال! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

می خوری صد لوت و قلمہ خائے نہ
تو سوغائیں کھائی گی اور قلمہ چبانے والی نہیں ہے
نے پدید آید زمردن زشتیت
نہ مرنے کی جہ سے تیرے لوہے بد نمائی آئے گی
ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت
تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی
بخت غیر توست روزے بخت رفت
نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائے گا
دولتِ خود ہم تو باش اے بختی
بے برگِ زہرِ خود تو دولت بن جا
پس تو کہ نہ بختی زخود کے گم شوی
تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہوگی
چونکہ عین تو خراشد ملک و مال
جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

بقیہ ۳ قصہ عمارتِ کردین سلیمانؑ
حضرت سلیمانؑ کا مسجد اقصیٰ کو حکمتوں کی جہ سے خدا کی تعلیم اور وحی کے ذریعہ
وحیِ خدا جہتِ حکمتِ ہا و معاونتِ ملائکہ و دیو و پری
تیسرے کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمدندا از پیشِ تخت
اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی
اے سلیمانؑ مسجد اقصیٰ بساز
اے سلیمانؑ! مسجد اقصیٰ بنا
چونکہ او بنیادِ آں مسجد نہاد
جب انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی

بر سلیمانؑ آں نبی نیک بخت
ان نیک بخت نبیؑ سلیمانؑ کے پاس
لشکرِ بلیقیس آمد در نماز
بلیقیس کا لشکر نماز کا عادی ہو گیا ہے
جن و انس آمد بدن درکار داد
جن و انس آ گئے اور کام میں لگ گئے

۱۔ چوں یہ سیر روحانی ہوگی جس میں
پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے
می خوری۔ معارفِ خداوندی سے
لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک
کے لئے لقمے چبانے کی ضرورت
نہیں ہے نہ تنگہ تیری اس
کشتی کو غم کا گرچھ نقصان نہیں پہنچا
سکے۔

۲۔ ہم تو شاہِ عالم ملکوت میں تو خود
ملکہ ہوگی تو خود نصیب ہوگی اور خود ہی
نیک بخت ہوگی اگر تو اس عالم میں
اگر تو نصیبِ دہ بھی ہے تو بختِ اور چیز
ہے اور تو اور چیزِ مفارقت کی جہ سے
کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو
جائے گا اور تو فقیر بن جائے
گی۔ چوں تو باشی۔ جب تجھ میں اور
نصیب میں اتنا وجہ ہے تو پھر بخت
کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے
آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

۳۔ بقیہ قصہ حضرت سلیمانؑ کا ذکر
چل رہا تھا وہ بیانِ بلیقیس کا قصہ آگیا
تھا بہر حال وہ حضرت سلیمانؑ کے
پاس آ کر ان پر ایمان لائے آئی صواب
حضرت سلیمانؑ کے قصہ کا پورا
کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور
سلیمانؑ کا ذکر شروع کرتے ہیں۔
بعد ازاں۔ یعنی جب بلیقیس کی ہمت
کی تکمیل ہو گئی تخت یعنی تخت
سلیمانؑ کے سامنے سے ہاتھ بھی
کی آواز آئی لشکرِ بلیقیس یعنی بلیقیس
کا لشکر عمارت کرنے لگا۔ بلا یک
سبب مسجد کی ضرورت ہے چونکہ
یعنی حضرت سلیمانؑ۔ آں مسجد یعنی
اقصیٰ۔ جن و انس۔ حضرت سلیمانؑ کی
حکومت پر جن و انس پر مبنی۔



۱۔ ایک گروہ کچھ لوگ دل و جان سے کام کر رہے تھے کچھ بدلی سے جیسا کہ عبادت میں انسانوں کا حال ہے خلق جس طرح مسجد کے کام میں جن لگے ہوئے تھے اسی طرح ہر انسان کو دلوں پر مجبور ان کا نفسی رجحان ان کے لئے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ اس زنجیر کے ذریعہ اپنے ہر شعبہ کام میں لگا ہوا ہے غلہ آمدنی پیداوار خوف و طمع زنجیریں وہ قسم کی ہیں ایک ذرا کی ایک عشق اور محبت کی ہے سلسلہ قرآن پاک میں ہے مبین قَاتِلَةُ الْاَهْوَاءِ اخَذَتْهَا صَيْتُهَا نَهْنِی کُلِّ زَمَیْنٍ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِس کی پیشانی کے بال چکڑے ہوئے

۲۔ من کشاندہ یعنی زنجیر اس کو مختلف کاموں کی طرف کھینچتی ہے فی جہاں قرآن میں اہلباب کیسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے اس کے گلے میں مونہ کی رسی ہے مولانا نے یہاں رسی سے وہی خواہش نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کر رہے ہیں مراد لی ہے مستقلہ علیہ گنہگار مستحق اصل میں مستحق تھا پاک و صاف طائرہ پرند یعنی اعمال نامہ حرص انسان کی حرص اس کے برے فعل کو خوشا کر کے پیش کر دیتی ہے جس طرح آگ کا لکڑی کے لکڑی کو خوشا کر دیتی ہے

۳۔ آں سیاہی کولہ کالا ہوتا ہے آگ اس کو سیرخ بنا دیتی ہے جب آگ بجھ جاتی ہے کولہ کا کالا پن نمودار ہوتا ہے غر۔ برائے عمل حرص کی وجہ سے حسین بنائے جب حرص جانی رہتی ہے اس عمل کی برائی نظر آنے لگتی ہے غم کولہ

ایک اگر وہ از عشق دقوے بے مراد
ایک گروہ عشق کے ساتھ ہر کچھ لوگ باطل تاخیر
خلق دیواندہ و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے
ہست ایں زنجیر از خوف و ولہ
یہ زنجیر ذرہ عشق کی ہے
ہست ایں بند و کند آں خوفِ شال
یہ پھندہ اور کند ان کا وہ خوف ہے
می کشاند شال سوئے کسب و شکار
وہ ان کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے
می کشاند شال بسوئے نیک و بد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے

قَدْ جَعَلْنَا الْجُبْلَ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ
بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں رسی ڈال دی ہے
لَيْسَ مِنْ مُّسْتَقْبِلِ مُسْتَقْبِهِ
نہیں کوئی بھی گنہگار (۱) پاک
حرص تو درکار بد چوں آتش ست
برے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے
آں سیاہی خم در آتش نہاں
کولہ کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے
انگر از حرص تو خم سیاہ
کالا کولہ تیری حرص ہی وجہ سے اکھلا تھا
آں زماں آں خم انگر می نمود
اس وقت وہ کولہ اکھلا نظر آیا
حرص کارت را بیا رانندہ بود
لاچ نے تیرے کام کو آراتہ کیا تھا

بچیاں کہ در رہ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ رہ عبادت میں
می کشند شال سوی دکان و غلہ
وہ ان کو دکان اور آمدنی کی طرف کھینچتی ہے
تو میں ایں خلق را بے سلسلہ
تو ان لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ
نہستند ایں خلق بے بند نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں
می کشاند شال سوئے کان و بخار
وہ ان کو کانوں اور سمندوں کی جانب کھینچتا ہے
گفت حق فی جلیہا جُلّ الْمَسَدِ
اللہ نے فرمایا اس کے گلے میں مونہ کی رسی ہے

وَاتَّخَذْنَا الْجُبْلَ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ
اور ہم نے رسی ان کے اخلاق سے پٹلی ہے
قَطُّ الْأَطَیْرَةِ فِيْ عُنُقِهِ
ہرگز مگر اس کا اعلان اللہ اس کی گردن میں ہے
انگر از رنگ خوش آتش خوش ست
انگر آگ کے خوشنارنگ کی وجہ سے حسین ہے
چونکہ آتش خمد سیاہی شد عیال
جب آگ ختم ہوئی کالک کھل گئی
حرص چوں خمد ماند آں خم تباہ
حرص جب ختم ہوئی وہ تباہ کولہ نہ گیا
آں ز حسن کار نار حرص بود
وہ حرص کی آگ کے کاندہ حسن کی وجہ سے تھا
حرص رفت و ماند کار تو گبود
حرص ختم ہو گئی وہ تیرا کام بد نما ہو گیا

غول را کہ بیا را یند غول
جس کے خوشے کو بھوت نے آناست کیا ہے
آزمایش چوں نماید جان او
جس ای کی جان آزمائش کرتی ہے
از ہوں آں دام دانہ می نمود
ہوں کی وجہ سے اس جال کو دانہ دکھا دیا
حرص اند کار دین و خیر جو
خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
خیر ہا نغزند نہ از عکس غیر
نیک کام خود خوبصورت میں نہ کہ غیر کے عکس سے
تاب حرص از کار دنیا چوں برفت
دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلا جائے
کو دکاں را حرص می آرد غرار
بچوں کو حرص دکھا دیتی ہے
چوں ز کوک رفت آں حرص بدش
جب بچہ میں اس کی وہ ہی حرص جاتی رہی
کہ چہ می کرد چہ می دیدم دریں
کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟
آں بنائے انبیاء بے حرص بود
انبیاء کی تعمیر بغیر لالچ کے تھی
اے بسا مسجد برآوردہ کرام
شراف نے بہت سی مسجدیں بنائیں
کعبہ را کش ہر دے عزتے فرود
کعبہ جس کی عزت ہر دے بڑھتی ہے
فصل آں مسجد رخاک و سنگ نیست
اس مسجد کی فضیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

مختہ پندارد کسے گوہرست گول
مختہ کو پتہ سمجھے گا جو احق ہے
گند گردوز آزمون دل او
آزمائش سے اس کے دانت کھلے ہو جاتے ہیں
عکس غول حرص و آں خود دام بود
حرص کے بھوت کے عکس نے اور وہ خود جال تھا
چوں نمائد حرص مانند نغز او
جب حرص نہیں رہتی، وہ خوبصورت رہتا ہے
تاب حرص از رفت مانند تاب خیر
حرص کی چمک اگر چلی جائے نیکی کی چمک رہتی ہے
ختم باشد ماندہ از انحرک بہ تفت
ہر حالت انگڑے کی بجائے کھد رہ جاتی ہے
تاشوند از ذوق دل دامن سوار
یہاں تک کھل کھلتے سناں کے طہ بننے ہیں
بر در لطفال خندہ آیدش
دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
خل سے عکس حرص نمود انکس
حرص کے پرتو سے سر کہ شہد نظر آیا تھا
ز انجناں پیوستہ رفتہا فرود
اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی رونقیں بڑھیں
لیک بود مسجد اقصاں نام
لیکن ان کا مسجد اقصیٰ نام نہ ہوا
آں ز اخلاصات ابراہیم بود
یہ حضرت ابراہیم کے خلوص کی وجہ سے ہے
لیک در بناس حرص و جنگ نیست
لیکن اس کے بنانے والے میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

۱ غور کیا خوش غول۔ چلاوا
۲ بھوت۔ گول۔ بیوقوف آزمائش۔
۳ جب کے پھل کو کھائے تو پتہ چلے گا
۴ اور دانت کھلے ہو جائیں گے اور
۵ ہوں۔ انسان کی حرص جال کو دانہ دکھا
۶ دیتی ہے حرص۔ کار خیر میں اگر حرص
۷ ہو اور وہ حرص جالی ہے تب بھی عمل
۸ بہتر دکھائی دے گا۔ تاب۔ چمک
۹ ع۔ تاب حرص۔ دنیا کے کاموں
۱۰ میں لالچ کی چمک ہٹ جانے کے
۱۱ بعد ان کاموں کی بددلی واضح ہو جاتی
۱۲ ہے۔ کو دکاں۔ بچے کھڑے کی حرص
۱۳ میں اپنے دامن کو گھوڑا بنا کر سوار
۱۴ ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب بڑا ہو
۱۵ جانے پر حرص تم ہو جاتی ہے تو پھر
۱۶ وہی بچہ دوسرے بچوں کی اس حرکت
۱۷ پر ہنستا ہے۔
۱۸ خل۔ غرض کہ انسان کی حرص
۱۹ اور لالچ برے کو بھلا دکھائی ہے سر کہ
۲۰ شہد نظر آتا ہے آں بنائے۔ جو تعمیر
۲۱ انبیاء کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
۲۲ لالچ اور طمع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا
۲۳ ان کی تعمیروں کی رونق میں اضافہ ہوتا
۲۴ رہتا ہے اے بسا۔ دوسرے بھلے
۲۵ لوگوں نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن
۲۶ ان کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
۲۷ کا ہے کعبہ کعبہ کی روز افزوں
۲۸ عزت حضرت ابراہیمؑ کے اخلاص کی
۲۹ وجہ سے ہے فضل آں مسجد۔ یعنی
۳۰ مسجد حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت
۳۱ ابراہیمؑ نے اخلاص سے مسجد حرام کی
۳۲ تعمیر کی تھی کسی کی حرص اور مقابلہ میں
۳۳ تعمیر نہ کی گئی۔

نے مساجدِ شان نہ کسب و خانمان
نہ ان کی مسجدیں نہ کاہدار اور گھر

نے نَعَّاس و نے قیاس و نے مَقَال
نہ لکھ اور نہ قیاس اور نہ مقل

صد ہزاراں شِمت و ہم مکرمت
لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

مُرغ جاں شاں طائر از پرِ دگر
ان کی جان کا پرندہ دوسرے قسم کے پرے پولا کرتا ہے

قبلہ اَفْعَالِ ما اَفْعَالِ شاں
ان کے افعال ہمارے افعال کا قبلہ ہیں

نیم شب جانِ شلِ تحر گئی خُست
ان کی جان آگاہی رات میں صبح کو دیکھتی ہے

نَقصِ گفتم گشتہ ناقص گئی قوم
گویا اس قوم کا ناقص گوین کران کی برائی بیان کرتا ہوں

کہ سلیمؑ باز آمد و اسلام
کیونکہ سلیمان آ گیا ہے و اسلام

جملہ را اَملاک درِ چنبرِ گشند
فرشتے سب کو چلنے میں کس دے گے

تازیانہ آیدش بر سرِ چو برق
اس کے سر پر بجلی کی طرح کھڑا پڑتا ہے

سنگ بَرند از بے ایوانِ تو
تیرے محل کے پتھر دھوکہ کر لائیں

تا تَرا فرماں برد جتنی و دیو
تاکہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

تا نگرود دیوارِ خاتمِ شکار
تاکہ اگھوی دیو کا شکار نہ بنے

نے اُکتبِ شلِ چوں کتبِ دیگر
نہ ان کی کتابیں دوسروں کی کتب کی طرح ہیں

نلبِ شلِ نے غضبِ شلِ نے بکل
نہ ان کا ادب نہ ان کا غصہ نہ عذاب

ہر یکے را دادہ حق درِ مرتبت
ان میں سے ہر ایک کا حق عطا فرمایا ہے مرتب میں

ہر یکے شاں را یکے فرِ دگر
ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دوسری شان ہے

دلِ ہی لرزد ز ذکرِ حالِ شاں
ان کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مُرغِ شاں را بیضہا ز ریسِ بدست
ان کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجاں نیکوئے قوم
میں دل و جان سے اس قوم کی جو کچھ بھلائی بیان کرتا ہوں

مسجدِ اقصیٰ ۲ بسا زید اے کرام
اے شریفو! مسجدِ اقصیٰ بناؤ

ور ازیں دیوان و پریاں سر گشند
اگر اس سے دیوار اور پری سر گشند

دیو یک دم کثر زود از مکر و زرق
اگر مکر اور فریب سے دیو کچھ رفتاری اختیار کرتا ہے

چوں سلیمؑ شوکہ تا دیوانِ تو
تو سلیمان بن جا تاکہ تیرے دیو

چوں سلیمؑ باش بے دُعا و دیو
تو بے شک و شبہ سلیمان کی طرح بن جا

خاتمِ سہ تو ایں دِلست و ہوش دار
تیری اگھوی یہ دل ہے اور ہوش رکھ

۱۔ اپنے کتب انبیاء کی ہر چیز اگھوی ہوتی ہے ہر یکے را ہر نیکو اللہ تعالیٰ نے وہ مرتب عطا فرمایا ہے جس میں لاکھوں شکستیں اور عزتیں پنہاں ہیں۔ ہر دگر ہر نیکو کسی خاص صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل ان کے فضائل بیان کرنے سے بھی دل اس خوف سے لرزتا ہے کہ اس میں کتنا ہی نہ ہو جائے۔ بیضہا یعنی اچھے نتیجے نیم شب۔ یعنی چشمِ باطن سے اندھیری رات میں نور کا مشاہد کرتے ہیں۔ ہر چہ گویم۔ چونکہ میں کمال حق تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہذا میرا تعریف کرنا ناقص ہے۔

۲۔ مسجدِ اقصیٰ۔ یعنی اور میان میں اور بائیں شروع ہوئی میں اب پھر مسجدِ اقصیٰ اور حضرت سلیمان کا ذکر شروع کروں۔ مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر میں دیوار اور پری مصروف تھیں اگر وہ سرگشی کرتے ہیں تو فرشتے ان کو سزا دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو بکروی اختیار کرتا ہے اس پر برق کا تازیانہ آگیا ہے۔ چوں سلیمان۔ یہ ارشادی مضمون کے مخاطب تو بھی حضرت سلیمان کی طرح بن جائے تو جن اور پریاں تیرے بھی خدمت گزار بن جائیں گے۔

۳۔ خاتمِ توبہ حضرت سلیمان جنوں پر ایک اگھوی کی تاثیر سے حکومت کرتے تھے۔ تیرا ہی ایک جن نے اگھوی چمائی تھی اور اس کے ذریعہ حکومت کرنے لگا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں تیری اگھوی تیرا دل ہے تو اس کی حفاظت کر شیطان اس کو نہ چلا لے۔ وہ تجھ پر حکومت نہ کرنے لگے۔

پس سلیمانی گند بر تو مدام
پھر تجھ پر ہمیشہ حکومت کرے
آں سلیمانی دلا منسوخ نیست
اے دل وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے
دیو ہم وقتے سلیمانی گند
دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے
دست ۲ جُبناد چوست او ولیک
وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن
در بیان ایں حدیث معوی
اس باہنی بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن و اسلام
دیو، انگلی کے ذریعہ منج و اسلام
در سر و سرست سلیمانی انی ست
تیرے ہاتھ اور سر میں سلیمانی کرنے والا ہے
لیک ہر جولاہہ طلّس کے تند
لیکن ہر جولاہہ طلّس کب بن سکتا ہے؟
در میان ہر دو شاہ فرقتے ست نیک
ان دونوں میں بہت فرق ہے
یک حکایت بشنوند مثنوی
مثنوی میں ایک حکایت سن لے

قصہ شاعر وصلہ دادن شاہ و مصاعف کردن آں صلہ را وزیر حسن نام
شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر حسن نامی کا اس کو دگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ
ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے
شاہ مکرم بود فرمودش ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
پس وزیرش گفت کایں اندک بود
وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے
از ۲ چو او شاعر و از تو بحر دست
اس سے شاعر کے لئے آپ چسے جی سے
قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ
اس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سنایا
وہ ہزارش داد و خلعت در خورش
اس کو پانچ ہزار اور اس کے غلب خلعت دی
پس قصص کرد کایں سعی کہ بود
پس اس نے جموں کی کہ یہ کس کی کوشش تھی

برآمد خلعت و اکرام و جاہ
خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر
از زر سرخ و کرامات و نیاز
از زر سرخ اور کرامات و نیاز
اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا
وہ ہزارش ہدیہ دہ تا وَا رَوَد
وہ ہزار کا ہدیہ دیتے تاکہ واپس ہو
وہ ہزارے کہ بلفتم اندک ست
میں نے جو دس ہزار کہے تھوڑے ہیں
تا بر آمد عشر خرمن از کفہ
یہاں تک کہ پچھلے مال میں سے خرمن کا دسواں حصہ نکال دیا
خانہ شکر و شنا گشت آں سرش
اس کا دماغ شکر و شہ کا گھر بن گیا
شاہ را اہلیت من کہ نمود
شاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

۱ سلیمانی گند یعنی تیری روح
تیرے اندر ہے اگر تو اس کی اصلاح
کرے گا وہ سلیمانی کرنے لگی۔ دیو
مزدخ کی مثال اس دیو کی ہے
جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی چڑھا
کر اس کے ذریعہ حکومت شروع کر
دی تھی۔

۲ دست جُبناد۔ معمولی جولاہہ
طلّس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا
ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت
فرق ہے یہی حال شیخ شیخ اور مزدخ
کا ہے۔ ایک حکایت۔ اس حکایت
میں دو وزیروں کا ذکر ہے جن دونوں کا
نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق
تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ
سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں
دینے کا حکم دیا اس کے حسن نامی وزیر
کے سفارش کر کے دس ہزار اشرفیاں
دوائیں کرم بخش کرنے والا۔

۳ از چو او۔ ایسے عمدہ شاعر اور تجھ
جیسے انعام دینے والے کی نسبت سے
اس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ یعنی شاعر
کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے قصوں
کا قصہ۔ فلسفہ۔ یعنی بخش و عطا کا
فلسفہ۔ تا برآمد۔ یعنی بادشاہ کے
خزانے اس قدر تھے کہ یہ دس ہزار اس
کے بچے بچے مال کا دسواں حصہ تھا۔
خانہ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و شہ
سے بھر گیا۔ قصص۔ جتنی یعنی شاعر
نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ
بادشاہ کو اس بڑے عطیہ پر کس نے
لادہ دیا ہے۔

ایسے بکھنڈے لوگوں نے اس شاعر کو بتایا کہ فلاں وزیر جس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس نے یہ عطیہ دلایا ہے شعر دراز یعنی بڑا قصیدہ ہے زبان شہ کی عطایا زبان حال سے شہ کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ یہ قاعدہ خویش اس مرتبہ بھی شہ نے ایک ہزار اشعار دینے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ بدھ یک۔ یعنی وہاں حصہ بعد سالے اس شعر کے مصرع اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے غرض نادر کی گفت۔ اس شاعر نے سوچا کہ جس دہار سے پہلے عطا حاصل ہوئی ہے وہاں ہی چلنا چاہیے۔

۳۔ معنی اللہ یہاں سے مولانا نے ایک لاشہائی مضمون شروع کر دیا سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تفسیر کی ہے اس میں کہا ہے کہ یہ اسم مشتق ہے اور لہ سے بنا ہے جو دراصل لہ تھا جس کے معنی سرگشت ہونا اور گمراہی ظاہر کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک اللہ الیہ تھا چلی باور دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے لام کو لام میں مدغم کر دیا ہے اور یا کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں اس کے سامنے تضرع زاری کرتی ہے اور مصرع سیبویہ کا مقولہ ہے اس میں اللہ کی وجہ تسمیہ ظاہر کی ہے گفت سیبویہ نے کہا کہ ہم نے ضروریات میں اللہ سے تضرع و زاری کی اور ہماری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

پس اب گفتندش فلاں الدین وزیر
لوگوں نے اس سے کہا فلاں الدین وزیر نے
جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے
در شائے او یکے شعر دراز
اس نے اس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ
بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ
بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے
آل حسن نام و حسن خلق و ضمیر
جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے
برنوشت و سوائے خلق رفت باز
لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا
مدح شہ می کرد و خلعتہائے شاہ
بادشاہ اور اس کی خلعت کی تعریف کر رہی تھیں

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ و ہزار دنیا
چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی امیر پر اور بادشاہ کا
فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و گفتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات
اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشعار کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا
وزیرے نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ بقدر صلہ
بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن
سخت بسیارست و ما را خرجهاست و خزینہ خلیست
تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت سے خرچہ پیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور
ومن اور ابده یک ایک اس راضی کنم
میں اس کو بھی حصہ پہنچائی کر لوں گا

بعد سالے چند بہر رزق و گشت
چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے
شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا
گفت وقت فقر و تنگی و دوست
جستجوئے آزمودہ بہترست
آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے
حاجت تو را ہماں جانب برم
نی ضرورت کو وہیں لے جاؤں
یولہون فی الحوائج ہم لندیہ
وہ ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں
والتمسناھا و جلتنا هالیک
ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پلایا
گفت الہنا فی حوائجنا الیک
اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوئے

۱۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں مخلوق
مصیبت میں اس اللہ کی طرف رجوع
کرتی ہے دیان۔ بدلہ دینے والا۔
قلیلے آفت۔ گدب۔ بھیک۔
گرندیدندے۔ اگر عقلمندوں کی
ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوتی
ہوتی تو کہیں اس کی طرف رجوع
کرتے بلکہ صرف عقلمند انسان ہی
نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات
اسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔

۲۔ جملہ موجد عقلمند انسانوں کے
علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے
جان کائنات بھی اسی اللہ سے سرایا
حاصل کرتی ہے حید۔ شیر۔ بلکہ
زیادہ۔ غریبیکہ جملہ کائنات اسی
سے بہرہ اندوز ہے آسمان۔ آسمان
اپنے وجوں میں اسی سے مستفید
ہے مطوی قرآن پاک میں ہے
وَالْمُتَوَكِّلُونَ مَطْوَیَاتُ یَیْنِیْہِ اور
آسمان لئے ہوئے ہیں اس اللہ کے
دائے ہاتھ میں۔ دوست۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے سامنے اور تجالیہ جو کائنات
آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔
یمین۔ حدیث میں آیا ہے کُنْ فَا
یَنْفُذُ رَیْحُ یَمِیْنِ۔ میرے سب کے
دھوئیں ہاتھ دائیں ہیں انسان کا بایاں
ہاتھ کمر ہوتا ہے۔

۳۔ زمین۔ زمین۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین کو پانی پر قائم کیا ہے جملہ گلاب۔
دوسرے جو پھلش کرتے ہیں وہ بھی
خدا کے عطا کردہ مال میں سے سمجھئے
ہیں تو ان کا دینا بھی مصل اللہ کا دینا
ہے۔ دلائل۔ یہ مفت بندوں میں خدا
کی مفت کا منظر ہے۔ عزت۔ شای
حکماء۔ ستارے۔ فسحیوں۔ ضروریات
میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کر لینی
صبر کے ساتھ نمازوں میں اس سے دعا
کر دے گا اور ہوا جائے گا۔

جملہ نالایاں پیش آں دیناں فرد
سب اس بیکہ حاکم کے سامنے روتے ہیں
برخیلے عاجزے گدیہ تند
کہ عاجز، بخیل سے بھیک مانگے
عاقلاں جاں کے کشیدندیش پیش
عقلمند کب اس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟

جملہ پرتنگاں بر او جہا
بلندیوں پر تمام پرندے

ذوق و شوق را حیاں اند عیاں
اس کے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں

اژدہائے زفت مورد و مازیر
مٹا اژدہا جیفت اور سانپ بھی

مایہ زو یابند ہم دے ہم بہار
اسی سے سرایہ حاصل کرتے ہیں خزاں بھی بہار بھی

کہ فرومگذازم اے حق یک زماں
کہ اے خدا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ

جملہ مطوی یمین آں دو دست
سب چیزیں ان دونوں دائیں ہاتھوں میں لپی ہوئی ہیں

اے کہ برآیم تو کردتی سوار
اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے

دا دین حاجت ازو آموختند
ضرورت پوری کرنا اس سے سیکھا ہے

استعینوا منہ صبرا و الصلا
کہ اس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

صد ہزاراں عاقل اندر وقت درد
لاکھوں عقلمند مد کے وقت

چچ دیوانہ قلیوے اس گند
کئی آفت، دیوانہ یہ کرتا ہے

گرندیدندے ہزاراں بار پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے

بلکہ جملہ ملیاں دو موجا
بلکہ موجوں میں عام مچھلیاں

بلکہ جملہ موجا بازی گناں
بلکہ کھتی ہوئی تمام موجیں

پیل و گرگ وحید و اشکار نیز
پانی اور بھینسا اور شیر اور شکار بھی

بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگریوں بھی

ہر دُش لبہ گنداس آسمان
یہ آسمان ہر وقت اس کی خوشامد کرتا ہے

استن من عصمت و حفظ تو است
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے

وین زمین گوید کہ دارم برقرار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے بہ قرار رکھ

جملہ گلاب کیسہ از و بر دو خند
سب نے تھیلی اسی سے سی ہے

ہر نبی ازوئے بر آوردہ برات
ہر نبی نے اسی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے



۱۔ آب اللہ تعالیٰ عطا کا سند
ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ وہ
بخواہی دوسروں کی عطا بھی حاصل
اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ ان میں
صلوات کا مادہ اسی نے رکھا ہے
معرض۔ جب وہ معکوں کو بھی نوازتا
ہے تو عبادت گزاروں کو کیوں نہ
نوازے گا۔ سولہ خیال۔ بہند گرو۔
شاعر شعر پیش کر کے انعام چاہتا
ہے۔ محفل۔ نئی دلاوش کے لئے
مدہ پیر لئے ہوئے شاعروں کے خطر
رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام
دیں۔

۲۔ پیش شل۔ جو لوگ ان کے
نزدیک ایک شعر دشمنیں کہنے
کے سیکڑوں شعروں سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ خاصہ خصوصاً اس شاعر کے
اشعار جو نئے عرصہ مضامین شعر میں
کہے آئی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ
دہنی کی فکر کرتا ہے جب اس سے
مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب
بناتا ہے۔ سولی۔ پیٹ کے لئے جائز
نا جائز سوچندے کرتا ہے۔

۳۔ تاک۔ اب اس کی خواہش
ہے کہ شواہد کے حسب و نسب کی
مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر
مدح و اشعار پڑھیں۔ ہجو۔ غبر۔ تاک
اس کی شان و شوکت کی خوشبو میں
پھل جائیں۔ خلق اللہ نے انسان کو
اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا
ہے اللہ تعالیٰ شکر و حمد کا طالب ہے لہذا
انسان میں یہ صفت ہے۔

ہیں از و خواہید نے از غیر او
خبردار اسی سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز بخواہی از دیگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض راز زر قاروں گند
جو عرض کرنے والے کو سونے سے قاروں بنا دیتا ہے
بار دیگر شاعر از سودی داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیال سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
چھناں بلصد عطا و بود و پر
محسن سیکڑوں عطاؤں اور صلوات اور احسان ہے
پیش امثال شعر ہے بل از صد تنگ شعر
لیں کہ نہ کیسیک شعر لیں کے کو گھروں سے بہتر ہو جاتا ہے
آمی اول حریص نال بود
انسان پہلے روٹی کا حریص ہوتا ہے
سوئے کسب و نغصب صد حیل
کمائی کی جانب مچھے اور سیکڑوں تدبیروں کی جانب
چوں بنادر گشت مستغنی زناں
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہو گیا
تاکہ اصل و نسل ابراہیم دہند
تاکہ اس کی اصل و نسل کو وہ بچلہد کریں
تاکہ کرو فرو زر بخشی او
تاکہ اس کی شان و شوکت اور صلوات
خلق مابر صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہے

آب دریم جو مجو در خشک جو
پانی سند میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش نہ کر
بر کف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی ہتھیلی پر صلوات وہی رکھے گا
رؤبد و آری بطاعت چوں گند
اسی طرف مدح کو سفر تابہ روی کے ساتھ کیا کرے گا؟
رو بسوئے آل شہ حسن نہاد
اس حسن بادشاہ کی جانب رخ کیا
پیش حسن آرزو بہند گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گوری رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعران را منظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے خطر رہتے ہیں
خلصہ شاعر کو گہر آرزو قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گہرائی سے موتی نکال کر لاتا ہے
زانکہ قوت نال ستون جاں بود
کیونکہ روٹی کی مدح جان کا ستون ہے
جاں نہادہ بر کف از حرص وائل
لاالچ اور امید سے ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے
عاشق نام ست و مدح شاعران
تو نام آدمی اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے
در بیان فضل او منبر نہند
اس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر نہیں
ہجو عنبر بود ہد در گفتگو
بات چیت میں عنبر کی طرح خوشبو مہکائے
وصف ما از وصف او گیر و سبق
ہمارے توصف اس کے توصف سے سبق لیتے ہیں

چونکہ آں خلاق شکر و حمد جوست
چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے
خاصہ ہر حق کہ فضل ست جست
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں جست ہے
وَر نہا شد اہل زان باو دورغ
اور اگر اہل زان نہ ہوئے اس جھوٹی ہوا سے
ایں مثل از خود تلفتم اے رفیق
اساعت یہ مثل میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی ہے
ایں پیغمبر گفت چوں بشنید قدح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انہوں نے اعتراض نہ کیا
رفت شاعر سوائے آں شاہ ویرد
شاعر اس بادشاہ کی جانب چلا اور لے گیا
محسناں ۲ مردند و احسانہا بماند
احسان کرنے والے مرد ہیں اور احسان مند رہتے ہیں
ظالماں مردند و مانداں ظلمہا
ظالم مرد گئے اور وہ مظلوم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خنک آں را کہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابل مبارکباد ہے
مرد محسن لیک احشاش نمرود
احسان کرنے والا مرا لیکن اس کا احسان نہ مرا
نام ۳ نیک اوز فعل نیک داں
اس کی نیکیاں نیک کام سے سمجھ
وائے آنکو مرد و عصیاش نمرود
اس پر انہوں نے جو کر گیا اور اس کا نگاہ نہ مرا
ایں رہا گن زانکہ شاعر برگذر
اس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر

آدی را مدح جوئی نیز خوست
تاریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پر شود زان باد چوں خیک درست
صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست کے گیر و فروغ
چھٹا ہوا مشکیزہ ہے وہ کب اہمار حاصل کرے گا؟
سرسری مشہو چو اہلی و مفیق
اگر تو ہوشمند اور اہل ہے اس کی سرسری دسن
کہ چرا فربہ شود احمد بمدح
کہ احمد تعریف سے مومے کیوں ہوئے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کاں نمرود
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ احسان نہ مرا تھا
لے خنک آں را کہ ایں مرکب براند
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواہی چلائی
وائے جانے گو گند مکرو دغا
اس جان پر انہوں نے جو کر اور دغا کرے
شد ز دنیا ماندا زو فعل نیکو
جو دنیا سے گیا اور اس کا نیک کام باقی رہا
نزدیر داں دین و احساں نیست خرد
اللہ کے نزدیک دین اور احسان معمولی چیز نہیں ہے
پس نمرودست او یقین ہنگر میاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے اچھی طرح غور کرنے
تانہ پنداری بمرگ او جاں بیرد
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جان بچالے گیا
وام دارست و قوی محتاج زر
مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

۱ خاص یعنی اہل اللہ جب اپنی
تاریف سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ
ان کے مدح میں کر سیدھے راستہ پر
لگے رہے ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی
ہے خیک درست اگر درست
مشک میں چھونک بھر دو وہ پھول جالی
گی باو دورغ اگر غیر واقعی تعریف
ہو تو اس کی مثال یہ ہے کہ جھٹی ہوئی
مشک میں چھونک بھری جائے
مفیق ہوشندانیں پیغمبر گفت اس
مفہوم کی کوئی حدیث کتابوں میں
وجہیاب نہیں ہوئی مگر خدا احسان اور
عمل خیر ہر وہ نہیں ہوتا ہے
۲ محسناں محسن مر جاتا ہے لیکن
اس کا احسان زندہ رہتا ہے
ظالماں اسی طرح ظلم زندہ رہتا ہے
اور ظالم مر جاتا ہے گفت ان الفاظ
کی کوئی حدیث کتب حدیث میں
نہیں ہے البتہ ایک حدیث ہے اذا
مات الانسان فقطع عنه عمله الا
من ثلثة من صلوة خیرة او علم
یصلح بہ او ولد صالح یدعو لہ
جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل
منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں
صدقہ جاریہ علم جس سے نفع حاصل
کیا جائے اور نیک اولاد جس کو اس
کے لئے دعا کرے
۳ نیک نام نیک نامی بھی ایک
نہ مرنے والا عمل ہے وائے وہ
انسان بد بخت ہے جو مر گیا اور اپنے
پیچھے ایسے عمل چھوڑ گیا جو مرنے
والے میں اس شخص کے مرنے سے
اس کی جان نہ چھوئے بلکہ اس بد
عمل کی وجہ سے اس کے گناہوں میں
اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس راہن باب
اس ذکر کو ختم کر کے شاعر کی بات کی
تکمیل کرو۔

بزد شاعر شعر سُوئے شہر یار
 شاعر، شعر باشاہ کے پاس لے گیا
 ناز میں شعرے پر از درِ درست
 بزرگ اشعد عمدہ موتیوں سے پر
 شاہ ہم بر خوبی خود گفتش ہزار
 باشاہ بھی اپنی صلت کے سلطان کے لئے ایک ہزار کہا
 لیک ایں بار آں وزیر پُرز بود
 لیکن اس بار وہ سخاو سے پر وزیر
 بر مقام او وزیر نورئیس
 اس کی جگہ پر نیا وزیر حاکم
 گفت اے شہ خر جہا دلیم ما
 کہا ہے باشاہ! ہمیں بہت سے اخراجات پیش ہیں
 من سہ برقع عشر ایں مقنم
 اس مقنم! میں اس کے چالیسوں حصہ پر
 خلق گفتند کہ او از پیش دست
 لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ پہلے
 بعد شکر کلاک خالی چوں کند
 شکر کے بعد زک زک چبانا کیسے گھڑا کرے گا
 گفت بن شام اُورا اندر فشار
 اس نے کہا میں اس کو تنگی میں دباؤں گا
 آنکہ ار خاش و ہم از راہ من
 تب اگر میں اس کو راست کی خاک بھی دوں گا
 ایں بمن بگذار کا سلام دریں
 یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استوار ہوں
 از خُریا گر پر د تا خُری
 اگر وہ خُریا سے ڈرے، تب پھر دے کرے

بر اُمید بخشش و احسان پار
 گزشتہ سہل کی بخشش اور احسان کی امید پر
 بر اُمید و بُوئے اکرام نخست
 پہلے جسے اکرام کی امید اور آئندہ پر
 چوں چہیں بد عادت آں شہر پار
 کیونکہ اس باشاہ کی بھی عادت تھی
 بر بُراق عزز دُنیا رفتہ بود
 عزت کے برحق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
 گشتہ لیکن سخت بے رحم و خسیس
 بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کمینہ تھا
 شاعرے را بُود ایں بخشش سزا
 ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
 مرد شاعر را خوش و راضی کنم
 شاعر کو خوش اور راضی کر لوں گا
 وہ ہزارے زیں دلاور بردہ است
 اس دلاور باشاہ سے اس ہزار لے گیا ہے
 بعد سلطانی گدای چوں کند
 شاہی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟
 تا شود زار و زوار از انتظار
 تاکہ وہ انتظار سے تھک لے اور لاف ہو جائے
 در زباید ہچو گل برگ از چمن
 چمن سے پھول کی پتیر کی طرح لے جائے گا
 گر تقاضا گرود ہم آتشیں
 خواہ تقاضا کرنے والا گرم حراج بھی ہو
 نرم گردو چوں بے بیند او مرا
 جب مجھے دیہ لے کر نرم پڑ جائے گا

۱۔ پار گذشتہ ناز میں۔ یعنی جو
 قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ
 تھا اس کے موتی جیسے الفاظ تھے۔
 ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً
 شاعروں کو ایک ہزار سترہیں انعام
 میں دیا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب
 شاعر آیا تو پرانا وزیر دُنیا سے باعزت
 رخصت ہو چکا تھا۔ بر مقام اُوراس
 کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے
 رحم اور کمینہ تھا۔ گفت۔ اس دوسرے
 وزیر نے باشاہ سے کہا، ہمیں خود
 اخراجات پیش ہیں ایک شاعر کو اس
 قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ من سہ برقع عشر۔ اس وزیر نے
 کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسوں
 حصہ پر شاعر کو دہی کر لوں گا۔ خلق۔
 لوگوں نے اس وزیر سے کہا، بعد
 شکر لیکن شکر کھانے کے بعد زک کو
 کیسے چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے
 لوگوں سے کہا میں اس کو اتنا انتظار
 کر لوں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہو
 جائے گا۔

۳۔ آنکہ۔ جب وہ انتظار میں
 پریشان ہو گا تو معمولی انعام کو بھی
 قیمت سمجھے گا۔ ایں من۔ وزیر نے
 باشاہ سے کہا یہ معاملہ میرے بل پر چھوڑ
 دیجئے میں ایسے کاموں میں استوار
 ہوں تقاضہ کرنے والا خواہ کرم حراج ہو
 میں اس کو خشن کر دیتا ہوں۔ از خُریا۔
 خواہ اس کی دُور ہو۔ کچھ ہی ہو مجھے
 دیکھ کر نرم پڑ جائے گا اور راضی ہو
 جائے گا۔

گفت سلطان شہزادہ فرماں تراست
بادشاہ نے اس سے کہا جا تجھے اقتدار ہے
گفت اورا و دو صد چوں او گدا
اس نے کہا اسکو اور اس جیسے دو فقیروں کو
پس فگندش صاحب اندر انتظار
بھر اس کو وزیر نے انتظار میں جلا کر دیا
شاعر ۱ چند انکہ حاجت می نمود
شاعر جتنی بھی اس کے سامنے ضرورت پیش کرتا
شاعر ۲ اندر انتظارش پیر شد
اس کے انتظار میں شاعر بوڑھا ہو گیا
گفت اگر زر نہ کہ دشنام وہی
اس نے کہا اگر سنا نہیں تو مجھے گالی ہی دیدے
انتظارم گشت بارے گوبرو
مجھے انتظار نے بد ڈالا اب کہہ دے کہ چلا جا
بعد از انش دلا زرع عشر آں
اس کے بعد اس نے اس کا چالیسواں حصہ دیا
کانچناں نقد و چٹاں بسیار بود
کہ وہ ایسا نقد اور اتنا زیادہ تھا
پس بگفتندش کہ آں دستور راو
لوگوں نے اس سے کہا وہ عقلمند وزیر
کہ مضاعف زوہمی شد آں عطا
کہ اس کی وجہ سے عطا دو گنی ہو جاتی تھی
ایں زماں اورفت و احساں را ببرد
اب وہ چلا یا اور احسان کو بھی لے گیا
رفت از ما صاحب را دو رشید
ہم سے ملتا اور کو کا وزیر رخصت ہو گیا

لیک شادش گن کہ نیکو گئی ماست
لیکن اس کا خوش کرنا نیکو نہ تھی بلکہ اسیان کرنے والا ہے
تو بمن بگذار و فارغ شو شہبا
تو نے شہا میرے اوپر چھوڑ دے اور مطمئن ہو جا
شد زمستان و دے و آمد بہار
جاڑا اور موسم خریں ختم ہوا اور موسم بہار آ گیا
صاحبش در و عدہ حیلہ می فرود
وزیر اپنے وعدہ میں جیلوں کا اضافہ کر دیتا
بس زبون این غم و تدبیر شد
اس غم اور تدبیر سے بہت عاجز آ گیا
تارہد جانم ، ترا باشم رہی
تاکہ میری جان چھوئے، میں تیرا غلام بن جاؤں گا
تارہد ایں جان مسکیں از گرو
تاکہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے
ماند شاعر اندر اندیشہ گراں
شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا
ایں کہ دیر اشکفت دستہ خار بود
یہ جو در میں کھلا کانٹوں کا مٹھا تھا
رفت از دنیا خدا مزدش دہاد
دنیا سے چلا گیا خدا اس کو اجر دے
کم ہی افتاد در بخشش خطا
عطا کے معاملہ میں اس سے غلطی نہ ہوئی تھی
او ببرد الحق ولے احساں عمرود
وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں مرا
صاحب سلاخ در ویشاں رسید
فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

۱۔ گفت سلطان۔ بادشاہ نے وزیر
سے کہا تجھے اقتدار ہے جو چاہے کر
لیکن اس کو خوش کر دینا۔ گفت اور
وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اس جیسے
لاکھوں سے نہت لوگوں کا یہ معاملہ
میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس
گفتندش۔ وزیر نے انعام دینے میں
بال مثل شروع کر دی اور موسم بہار
کے گزرنے لگے شاعر جس قدر بھی
اپنی ضروریات ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی
میں اضافہ کر دیتا۔

۲۔ شاعر۔ شاعر وعدہ کے انفاء کے
انتظار میں بوڑھا ہو گیا اور وزیر کی مکاری
سے عاجز آ گیا۔ گفت۔ شاعر نے
وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دے
دیتا تاکہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکر
گزار ہوں گا۔ انتظار۔ شاعر نے
وزیر سے کہا زرع عشر۔ چالیسواں
یعنی پچیس شرفیں۔

۳۔ کانچناں۔ یعنی پہلے فورا اور
بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا مٹھا۔
آں دستور۔ پہلا حسن نامی وزیر۔
مضاعف۔ دوگنا۔ ایں زماں۔ یعنی
پہلا وزیر حسن اگرچہ مر گیا لیکن اس
کے احسانات زندہ ہیں۔ سلاخ۔ کھال
کھینچنے والا۔

روگیر ایں را وزیر بخت گریز
جلیہ لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا
تاگیر و باتو ایں صاحب ستیز
ناکہ یہ بھڑالو تجھے گرفت میں نہ لے لے
بلصد حیلت ازواں ہدیہ را
ہم نے بیٹکڑوں تدبیروں سے یہ پیشکش
رُوبدیشال کردوگفت اے مشفق
اس نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا اے مشفق!
چیت نام ایں وزیر جامہ گن
اس پکڑے اتارنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟
گفت یارب نام آن و نام ایں
اس نے کہا اے خدا اس کا نام اور اس کا نام
آں حسن نامی کہ از یک کلک او
وہ حسن نام والا کہ اس کے ایک قلم کی بخشش سے
اس حسن کز ریش زشت ایں حسن
یہ حسن کہ اس حسن کی بدنامی دلائی سے
برچنیں صاحب چوشہ اصفا گند
اپنے وزیر کی بات پر جب بادشاہ کان دھرتا ہے
تاگیر یعنی یہ عطا لے کر چلا جا
وہ کوئی الزام رکھ کر بھی جھین لے
گا۔ بلکہ وزیر سے متعلق لوگوں نے یہ
بھی کہا کہ تجھے تو خبر نہیں ہم نے اتنا
بھی تجھے بہت کوششوں سے دھویا
ہے۔ زور یعنی شاعر نے ان لوگوں
سے کہا کہ یہ وزیر نہیں بلکہ ظلم پیشہ
سایہ ہے یہ کہاں سے آیا ہے جامہ
گن۔ کپڑے سارے لینے والا۔ گفت۔
شاعر نے جب یہ سنا کہ اس وزیر کا نام
بھی حسن ہے تو اس نے انہوں کا
اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر اور ایسے
برے وزیر کا نام کیسا حسن ہو۔
۲۔ آں حسن۔ پہلا وزیر جس کا نام
حسن تھا اس کے قلم سے تو سہل
ہوتی کہ اس وزیر نے حسن اس قابل ہے کہ
اس کی داڑھی سے رسیاں بنائی
جائیں۔ برچنیں۔ لیا بد فطرت وزیر
شاہ اور سلطنت کے لئے رسوائی کا
باعث ہے۔ ماستن۔ شاہ کا یہ دھرا
وزیر یا سہی تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر
ہلان۔

ماستن بدرای ایں وزیر دُون در افساد مروت شاہ بوزیر فرعون یعنی
اس کمینہ وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی
ہلان در افساد قابلیت فرعون پند موسیٰ را علیہ السلام
ہلان کے ساتھ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے افساد میں مشابہت

چند آں ۳ فرعون می شد نرم و رام
بہت سی مرتبہ فرعون نرم اور مطیع بنا
آں کلامے کہ بدادے سنگ شیر
وہ کلام کہ پتھر لودھ دے دیتا
چوں بہالماں کہ وزیرش بود او
جب ہلان سے جو کہ اس کا وزیر تھا
چو شنیدے اوز موسیٰ آں کلام
جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا
از خوشی آں کلام بے نظیر
اس بے نظیر کلام کی خوبی سے
مشورت کردے کہ کینش بود خو
وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کمینہ پن تھی

۳۔ چند فرعون کی بد حضرت
موسیٰ کی گفتگو سے نرم ہو گیا تھا لیکن
اس کا وزیر پھر اس کو حضرت موسیٰ کے
بد مقابل کر دیتا تھا۔ سنگ شیر۔ یعنی
حضرت موسیٰ کا کلام اس پر تاثیر تھا کہ
اس کو سن کر پتھر سے بھی لودھ پگ
جاتا۔ کینش۔ ہلان کی طبیعت بہت
کمینہ تھی۔

ما نغش گشتے مدام آں سخت جاں

وہ سخت جان ہمیشہ اس کے لئے مانع بنا

بندہ گردی ژندہ پوشے را بریو

مگر سے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے

آں سخن بر شیشہ خانہ او زدے

یہ بات 'اگر اس کے شیش محل پر لگتی

ساخنے در یک دم او کردے خراب

بناتے وہ ایک دم میں اس کو برباد کر دیتا

در وجودت رہزن راہ خداست

تیرے وجود میں راہ خدا کا ڈاکو ہے

آں سخن را او بفن طرح نہد

وہ اس بات کو چالاکی سے ٹال دیتی ہے

نیست چنداں باخود آشید امشو

یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آدیوانہ نہ بن

جائے ہر دو دوزخ پر کیس بُود

دونوں کا مقام غضبناک دوزخ ہے

باشد اندکار چوں آصف وزیر

دونوں مقام غضبناک دوزخ ہے

نام او نور علی نور ایں بُود

تو اس کا نام نور علی نور ہو

نور بر نورست عنبر بر عنبر

نور بالائے نور 'عنبر پر عنبر ہے

ہر دووانہ بُود زبد نخستی گزیر

تو دونوں کے لئے بدبختی کے سوا چارہ نہیں ہے

نے خرد یار و نہ دولت روزِ عرض

قیامت کے روز نہ عقل یار ہو گی نہ دولت

قیامت کے روز نہ عقل یار ہو گی نہ دولت

چوں اہل مال مشورت کردے دران

جب وہ اس میں ہلان سے مشورہ کرتا

پس بگفتے تا کنوں بُودی خدیو

وہ کہتا کہ آپ اب تک شاہ مصر تھے

ہجو سنگ منجیتے آمدے

گھنچن کے پتھر کی طرح آتی

ہر چہ صد روز آں کلیم خوش خطاب

وہ خوش کلام کلیم اللہ جو سون میں

عقل ۲ تو مغلوب دستور ہو است

تیری عقل خوش نفسانی کے ذریعے مغلوب ہے

ناصحے رہبانے پندت دہد

کئی اللہ ولا نصیحت کرنے والا تجھے نصیحت کرتا ہے

کایں نہ رجالیست ہیں از جا مشو

کہ یہ بات باموقع نہیں ہے خبردار جگہ سے نہ مل

والے آں شہ کہ وزیرش ایں بُود

اس بادشاہ پر انھوں نے جس کا ایسا وزیر ہو

شاد آں شاہے کہ اُورا دستگیر

وہ بادشاہ قابلِ مبارکباد ہے کہ اس کا ایسا وزیر ہو

شاہ ۳ عادل چوں قرین اوشود

منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو

چوں سلیمان شاہ و چوں آصف وزیر

سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر

شاہ فرعون و چوہا ماش وزیر

شاہ فرعون ہو اور ہلان جیسا اس کا وزیر

پس بُود ظلمات بعضے فوق بعض

تاریکیاں ہوں گی تہہ بہ تہہ

تاریکیاں ہوں گی تہہ بہ تہہ

۱۔ چوں فرعون جب ہلان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے روک دیتا۔ پس بگفتے۔ ہلان فرعون کو بھڑکانے کے لئے کہتا کہ اب تک تو آپ شاہ مصر ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائے گے۔ خدیو مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے ژندہ پوشے یعنی حضرت موسیٰ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ۔

۲۔ عقل۔ اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ اس مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہلان سے مغلوب تھا۔ اوشن۔ یعنی خواہش نفسانی مہکلی سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے کایں۔ ہوائے نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ یہ بات باطل نہیں ہے اس پر فریفتہ نہ ہو۔ والے اس شاہ پر انھوں نے جس کا وزیر ہلان جیسا ہواں دونوں کا ٹھکانا جنہم ہے۔ شاہ وہ شاہ قابلِ مبارکباد ہے جس کا صف جیسا وزیر شیر کار ہو۔

۳۔ شاہ عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔ چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان۔ اور ان کا وزیر آصف نور بالائے نور کا مصداق تھے۔ شاہ فرعون۔ شاہ فرعون اور وزیر ہلان تو بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس۔ ایسے شاہ کے لئے قیامت میں تار کی بالائے تاریکی ہو گی نہ وہاں عقل کام آئے گی نہ دولت۔

گر تو ادیدی رَساں از من سَلام
اگر تو نے دیکھا ہے تو ان کو میرا سلام پہنچا دے
عقل فاسد روح را آرد بہ نقل
خواب عقل روح کو نکال دیتی ہے
سحر آموز دو صد طاغوت شد
دو سو شیطانوں کو جلاو سکھانے والا ہو جاتا ہے
عقل کل را سازاے سلطان وزیر
اے شاہ! عقل کل کو اپنا وزیر بنا
کہ بر آید جان پاکت از نماز
کیونکہ تیری پاک جان عبادت سے خالص ہو جائے گی
عقل را اندیشہ یوم لدیس یود
عقل کی قیامت کی فکر ہوتی ہے
بہر آں گل می گشد اُورنج خار
وہں پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف پہنشت کرتی ہے
باد ہر خطوم آخشم دور ازال
خدا کرے نہ گھٹ سکے مالکِ ناک اس سے دور ہے
یار باش و مشورت گن اے پدر
دوست بن جا، اے باوا! مشورہ کر لے
پائے خود بر اُوج گرد و نہا نہی
اپنا پاؤں آسمانوں کی بلند پر رکھے گا

مِن ندیدم جو شقاوت در لہام
میں نے کینوں میں سوائے بخشتی کے کچھ نہ دیکھا
ہچو جال باشد شہ و صاحب چو عقل
شاہ بمنزل جان کے کہ وزیر عقل جیسا ہوتا ہے
آں فرشتہ عقل چوں ہاروت شد
عقل کا فرشتہ جب ہاروت بن جاتا ہے
عقل مجوی را وزیر خود مکیر
باقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا
مر ہوا را تو وزیر خود مساز
تو ہوا (دہوں) کو اپنا وزیر نہ بنا
کایں ہوا پر حرص و حالی میں یود
کیونکہ یہ خواہش حرص بھری ہو جو کوئی کھینچتا ہوتا ہے
عقل ۲ را دو دیدہ دریا یان کار
عقل کی دونوں آنکھیں انجام کار پر ہوتی ہے
کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزان
کیونکہ وہ خزان میں نہ ٹکنت ہوتا ہے نہ بھرتا ہے
ورچہ عقلت ہست با عقل دگر
اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن دھری عقل کا
باد و عقل از بس بلا ہوا رہی
تو وہ عقلوں کے راجہ بہت ہی بلاؤں سے نجات پالے گا

۱۔ اگر تو اگر کینوں میں تجھے کوئی
سعادت نظر آئے تو اس سے میرا سلام
کہہ دے ہچو جال۔ شاہ بمنزل
وزیر بمنزل عقل کے ہے اگر عقل
خواب ہو جائے تو روح باقی نہیں رہتی
ہے عقل۔ عقل جو بمنزل فرشتہ ہے
اگر وہ ہاروتی فطرت اختیار کر لے تو
اس کے کانٹے سے خواب ہوتے ہیں۔
طاغوت۔ ہر وہ طاغوت جو اللہ سے
سرکشی کرے عقل مجوی۔ عام
انسانی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو ہوا
وہوں سے آزاد ہو۔ ہول انسان کی
خواہش نفسانی حریص ہوتی ہے اور
حالی یعنی نیادی معاملات کی فکر کرتی
ہے عقل آخرت کے معاملہ کو سمجھتی
ہے۔

۲۔ عقل در عقل کی دو آنکھیں
انجام پر نظر کرتی ہیں۔ گل۔ یعنی
آخرت۔ خار۔ یعنی دنیاوی
مصائب۔ کہ وہ پھول نہ بھرتا ہے
نہ بھرتا ہے آخشم۔ وہ انسان جس
میں کوئی عقل کی قوت نہ ہو۔ درچہ خواہ
انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقل
کامل کو ضرور شریک مشورہ کرے ہوا
عقل۔ خواہ انسان کی عقل ہو عقل کامل
دونوں مل کر مصائب سے نجات
دلائے گی۔

۳۔ نشستن۔ یہ قصہ کہ حضرت نانی
دیو نے حضرت سلیمان کی انگشتری
چرائی تھی اور خود حضرت سلیمان کی جگہ
بیٹھ گیا تھا تحقیق کے نزدیک یہ شخص
انسان ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں
مولانا نے شخص تمثیل اس کو بیان فرمادیا
ہے بہر حال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں
کہ انسان کا دل بمنزل سلیمان کی
انگشتری کے ہے شیطان سے اس کی
حفاظت ضروری ہے۔

نشستن دیو بر مقام سلیمان و شبہ گردن او بکار ہائے سلیمان فرق ظاہر
حضرت سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمان کے کاموں کی نقل اتارنا
شدن میل دیو و سلیمان و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن
اور دیو اور حضرت سلیمان میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنے نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا



دیو! اگر خود را سلیمان نام کرد
دیو نے اپنا نام سلیمان رکھ لیا
صورتِ کارِ سلیمان دیدہ بود
اس نے حضرت سلیمان کے کام کا ظاہر دیکھا تھا
خلقِ گفتند ایں سلیمان بے صفاست
لوگوں نے کہا یہ سلیمان بے نور ہے
اُو چو بیداریست ایں بھجو و سن
وہ بیداری کی طرح، یہ نیند کی طرح ہے
دیو ۲ میگفتے کہ حق بر شکلِ من
دیو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری صورت پر
دیو را حق صورتِ من دادہ است
اللہ تعالیٰ نے دیو کو میری صورت دیدی ہے
گر پدید آید بدعویٰ زیہنہار
اگر وہ دعوے کے ساتھ نمود ہو، ہرگز
دیو شال از مکر می گفتے ولیک
دیو مکاری سے ان سے کہتا تھا، لیکن
نیست بازی با ممیز خلصہ اُو
وہ کاتیز کر لینے والے کے ساتھ ممکن نہیں ہے خصوصاً وہ
چچ سحر و ہجج تلخیص و دغل
کئی جادو اور کئی مکاری اور کئی فریب
پس سہمی گفتند با خورد در جواب
پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے
باز گونہ رفت خواہی چچمیں
تو اسی طرح اٹا جائے گا
اُو اگر معزول گشتہ است و فقیر
وہ سلیمان اگرچہ معزول اور فقیر ہو گئے ہیں

ملک بُرد و مملکت را رام کرد
ملک لے اٹا اور سلطنت کو مسخر کر لیا
صورتِ اندر سرِ دیوی می نمود
شیطانی باطن میں صورتِ رضا تھی
از سلیمان تا سلیمان فرہباست
سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں
بچنٹاں کہ آں حسن تا ایں حسن
جیسا کہ اس حسن اور اس حسن میں
صورتِ کر دست خوش براہر من
شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے
تاہند از دشمارا اُو بشت
تاکہ وہ تمہیں کند میں پھنسا لے
صورتِ اُو را مد ارید اعتبار
اس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا
می نمود آں عکس بر دلہائے نیک
اس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا
کہ بود تمیز و عقلش غیب گو
کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو بتا دے
می نہ بندد پردہ بر اہل دُور
پردہ نہیں ڈال سکتا دولت والوں پر
باز گونہ می روی اے کج خطاب
اے غیر مہات کرنے والے اتنا ہی چال چل رہا ہے
سوی دوزخ اسفل اندر سافلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نیچے میں
ہست در پیشا نیش بدرِ منیر
ان کی پیشانی میں چوہوں کا چاند ہے

۱۔ دیو۔ سحر۔ رام۔ فرہباہر
صورت۔ وہ دیو حضرت سلیمان کے
ظاہر کار سے واقف تھا حقیقت سے
واقف نہ تھا تو اس نے ظاہری کاری
نقلِ امانی شروع کر دی لیکن ان
کاموں کا باطن شیطانی تھا۔ عقل۔
جب سحر نے سلیمان ہونے کا دعویٰ
کیا اور اپنا نام بھی سلیمان ظاہر کیا تو
لوگوں نے کہا کہ یہ سلیمان تو بے نور
ہے اور اس سلیمان اور ان دونوں بہت
فرق ہے اور ان دونوں میں ایسا ہی
فرق بتایا جیسا کہ پہلے دیکھیں اور
دوسرے سحر حسن میں فرق تھا۔
۲۔ دیو میگفتے۔ سحر کو جب شبہ ہوا
کہ لوگ مجھ سے بڑھ کر نور اہل
سلیمان کی تلاش میں ننگ جاسم تو
ان کو برکانے کے لئے سمجھا گا کہ اللہ
نے ایک شیطانی بھی میری صورت پر
پیدا کیا ہے، مگر وہ آکر کچھ کام کر دیتا
ہے تو اس کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی نہ
کرتا۔ دیو۔ وہ سحر اس نے یہ باتیں
کہتا تھا لیکن نیک لوگوں پر اس کی
اصلیت کا عکس بڑ رہا تھا۔ نیست
نیک لوگوں کے ساتھ مکر کرنا آسان
نہیں ہے۔ چچ جو لوگ آخرت کی
دولت کے مالک ہیں ان کے عقلموں
پر کئی جادو مکاری اور فریب پردہ نہیں
ڈال سکتا۔
پس پس سحر کی تقریر پر وہ چچ
نہیں کرتے اور کہتے کہ تیری سب
باتیں غلط ہیں اور تیری چال اٹنی
بے باؤ کوئی تو دوزخ کے سب
سے نیچے طبقہ میں اٹا کرے گا۔ اور۔
حضرت سلیمان اگرچہ اس وقت
سلطنت سے معزول ہیں اور گناہیں
لیکن ان کی پیشانی میں نور نبوت
ہے۔

تو اگر انگشتی را بُردہ تو نے اُر گھٹی اڑالی ہے
دورخی چوں ز مہریر افسردہ تو دورخ ہے ز مہریر کی طرح غمخوار ہوا ہے
مابوش و عارض و طاق و طرب ہم کرو فرادہ لشکر اور شان و شوکت کی وجہ سے
وَر بغفلت مانہیم اُورا جبیں اگر ہم غفلت سے اس کے سامنے پیشانی رکھ دیں
کہ منہ آں سر مرایں سر زیر را کہ اس اندھے کے لئے سر نہ جھکا
کر دے من شرح آیں بس جانفرا میں اس کی پر لطف تشریح کرتا
ہم قناعت گن تو پذیراں قدر تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کر لے
نام خود کردہ سلیمانے نبی اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر
وَر گذر از صورت و از نام خیز صورت سے آگے بڑھ اور محض نام سے تدبیر دار ہو جا
پس سر پر س از خلق و ز افعال او پس سر پر س از خلق و ز افعال او
اس کے اخلاق اور افعال دریافت کر
کار ہر کس نیست ہیں در کش زمام خبردار! یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے لگام کھینچ لے
شد تمام المقصہ مسجد بے فتور شد تمام المقصہ مسجد بے فتور
قصہ مختصر ہے عیب مسجد مکمل ہو گئی

۱۔ تو اگر ان لوگوں نے دل میں یہ بھی کہا کہ اگر تو نے گھٹی چاکر حضرت سلیمان کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن تو دورخ کا ز مہریری حصہ ہے۔ پوش۔ کفر۔ عارض۔ لشکر۔ رخسار۔ طاق۔ طرب۔ طاق۔ طرم ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے شان و شوکت۔ سب۔ سم۔ پاؤں۔ در بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی کریں تو عینی پنجہ ہمارے لئے مانع آتا ہے سر زیر۔ اوندھل۔ ادیر۔

ادب۔ کمال ہے۔

۲۔ شرح آیں۔ یعنی اس کی تشریح کہ اللہ تعالیٰ نے شایطین کو کیوں مواقع نہایت کرتا ہے اور ان کو ذلیل دینے میں کیا اسرار ہیں، غیرت خداوندی اس تشریح کے لئے مانع ہے۔ نام خود۔ شیطان اپنا جھانام کہ کر لوگوں کو گھوڑے دیتا ہے۔ یعنی ناچرخہ کار۔ درگز۔ انسان کو چاہیے کہ قطع صورت اور بڑے القاب سے ہو کر نہ کھائے بلکہ باطنی اوصاف کو دیکھے۔

۳۔ پس۔ انسان کو اس کے اخلاق اور اس کے کاموں سے پہچان محض صورت اور نام سے ہو کر نہ کھلے کار ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شناسی ہر پٹی کا کام نہیں ہے در کش زمام۔ یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی بات کر۔ فتور۔ خرابی۔ موز۔ جس کی زیارت کی جائے۔ عقابر۔ عقار کی جمع ہے دلوں کی جڑی بوٹیوں۔

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصیٰ بعد از تمام شدن بجهت عبادت و عمل ہو جائے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد میں تاعبدت کے لئے عبادت گزاروں اور عبادت کرنے والوں
از شاہ عابدان و معتقفاں و رستن عقابر در مسجد و آنحضرت علیہ السلام بسجین در آمدن کی رہنمائی کے لئے وہ یونوں کا مسجد میں آتا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرتا

چوں سلیمان نبی شاہِ انام! جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے

ہر صبح اور وظیفہ ایں بدے ہر صبح کو ان کا یہ معمول تھا نو گیا ہے رستہ دیدے اندر اس میں نیا ہوتا اگا ہوا دیکھتے

تو چہ دارویٰ چہ ناکت چہ است تو کس مرض کی کیا دا ہے تیرا کیا نام ہے؟ پس گفتمے ہر گیا ہے فعل و نام

تو ہر بولی کام اور نام بتائی من مراں راز ہرم وآں را شکر

میں اس کے لئے ہر اور اس کے لئے شکر ہیں پس سلیمان با حکیمان زان گیا

پھر حضرت سلیمان طیبوں سے اس بولی کے پس ۲ طیبیاں از سلیمان زان گیا

تو طیب حضرت سلیمان کی کچھ سال بولی کے بدلے میں تاکتبہائے طبیی ساختند

یہاں تک کہ انہوں نے طب کی کتابیں تصیف کیں ایں نجوم و طب و حی انبیاست

یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے عقل سہجوی عقل استخراج نیست

تیس عقل ایجاد کرنے والی عقل نہیں ہے قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خرد

یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے جملہ حرفہا یقین از وحی بود

یقیناً تمام چٹے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے

کلمے در مسجد اقصیٰ شدے کہ آتے مسجد اقصیٰ میں جاتے

پس گفتمے نام نفع خود بگو تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا

تو زیاں برکہ و نفع برکہ است تو کس کے لئے معزور کس کے لئے نفع رسا ہے؟

کہ من آترا جانم و ایں را حمام کہیں اس کے لئے جان اور اس کے لئے موت ہوں

نام من انیسٹ بر لوح قدر لوح محفوظ میں میرا یہ نام ہے

شرح کر دے نفع و ضرر اے کیا نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے

عالم و دانا شدند و مقتدا عالم اور دانا اور مقتدا بنے

جسم را از رنج می پرداختند بدن کو مرض سے نجات دلائی

عقل و حسن را سوئے بسوہ کجاست عقل جس کے لئے لامکان کی جانب مائل کھل ہے؟

جو پذیرائے فن و محتاج نیست ضرورت مندوں کی قبول کر لینے کی ضرورت نہیں ہے

لیک صاحب وحی تعلیمش دہد لیکن اس کو صاحب وحی تعلیم دیتا ہے

اول او لیک عقل آں را فرود ان کی ابتدا لیکن عقل نے ان کو بوجھلایا ہے

۱۔ انام مخلوق خلیفہ معمول ہو گیا ہے یعنی حضرت سلیمان کی بی بی بولی آپکی بولی دیکھتے تو اس سے اس کا نام اور نفع و نقصان دریافت کرتے پس گفتمے وہ جڑی بولی اپنا نام اور اپنے افعال و خواہش حضرت سلیمان کو بتا دیتی۔ لوح۔ حقی۔ قدر قضا و قدر گیا۔ بولی۔

۲۔ پھر طیب حضرت سلیمان سے اس بولی کے افعال و خواہش یکہ لیتے تھے تاکتبہائے اس کے بعد حقی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ جسم را جسمانی بہادریوں کے علاج کرنے لگے اس نجوم غرض کہ سب علوم کی ابتدا وحی کے ذریعہ ہوئی ہے حدیث شریف ہے ان نیشا بین الانبیاء کائن یخط خطا فتن و لقی خط خطہ صلیق و من لیم یوحنی کذب یعنی ایک نبی لکیر لکھتے تھے جس سے سندھ کے واقعات معلوم ہو جاتے تھے پس جس سال اور ہفتہ اور چھٹی کی لکیر کے مطابق ہوئی ہے وہ درست ہے اور جس کی مخالف ہوئی ہے وہ غلط ہے۔

۳۔ عقل تجزوی عام انسانی عقل۔ استخراج۔ یعنی علم کا ایجاد کرنا۔ قابلِ تعلیم۔ یعنی عام عقل انسانی میں سیکھنے کی صلاحیت ہے اور صاحب وحی اس کو سکھا دیتا ہے لیک عقل۔ علماء اور فلاسفہ نے ان علوم پر افسانے کئے ہیں۔

ہیچ احراف را بہیں کایں عقل ما
تاند او آموختن بے اوستا
دیکھا ہادی یہ عقل کوئی پیشہ
کیا وہ بغیر استاد کے سیکھ سکتی ہے؟
گرچہ اندر مکر موی اشگاف بد
ہیچ پیشہ رام بے اُستاشد
اگرچہ وہ عقل تدبیر میں بال کو چیرنے والی تھی
تکنی پیشہ استاد کے بغیر قابو میں نہ آیا
دانش پیشہ ازیں عقل ار بدے
پیشہ بے اوستا حاصل شدے
پیشہ کا علم اگر عقل سے ہوتا ہے
تو پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن ۲ پیشہ گور گنی قاتیل از زانغ پیش از انکہ در عالم
قاتل کا قبر کھودنے کا پیشہ گوے سے سیکھنا اس سے پہلے کہ دنیا میں
علم گور گنی بود
قبر کھودنے کا علم ہوا

گندن گورے کہ مکر پیشہ بود
کے زلفر وحیلہ و اندیشہ بود
قبر کھودنا جو معمولی پیشہ ہے
کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا؟
گر بدے ایں فہم مر قاتیل را
کے نہادے بر سر او ہاتیل را
اگر یہ سمجھ قاتیل میں ہوتی
تو وہ ہاتیل کی نقش کو سر پر کب رکھتا؟
کہ کجا غائب گنم ایں گشتہ را
ایں بخون و خاک در آہستہ را
کہ میں اس منتقل کو کہاں چھپاؤں؟
اس خون اور مٹی میں لتھڑے ہوئے کو
دید ۳ زانغے زانغے مردہ درد ہاں
گر گرفتہ تیزی آمد پرداں
اس نے دیکھا کہ ایک کامرہ کوے کو منہ میں
لے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
از ہوا زیر آمد و شد او بفن
در پے تعلیم اورا گور گن
وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے بنا
پس چنگال از زمیں تلخیت گرد
قبر کھودنے والا چنگال۔ ہیچ۔
پھر اس نے زمین سے ہیچ کے ذریعہ مٹی کھوی
فن کردش پس پو شیدش بخاک
اس کو دفن کر دیا پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا
گفت قاتیل آہ شہ بر عقل من
قاتل نے کہا آہ میری عقل پر انوس ہے

۱۔ ہیچ حرفت کوئی دستکاری بغیر
استاد کے نہیں سیکھی جاسکتی۔ گرچہ
عقل اگرچہ موشگافیاں کرتی ہے لیکن
بغیر استاد کے کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔
دانش پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر محض
عقل کی وجہ سے ہوا کرتا تو وہ بغیر استاد
کے حاصل ہو جاتا۔
۲۔ آموختن۔ قاتیل نے قبر
کھودنے کا پیشہ گوے سے سیکھا۔
گور گنی۔ قبر کھودنا۔ کے زلفر۔ خود
قاتیل کے غور فکر سے اس کو حاصل نہ
ہو سکا۔ قاتیل۔ حضرت آدم کا لڑکا
جس نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر
دیا تھا۔ کے نہادے۔ تل کے بعد اس
کی نقش سر پر لے پھر رہا تھا۔ ایں
سُفّہ۔ یعنی ہاتیل۔
۳۔ دید۔ قاتیل نے دیکھا کہ
ایک مردہ کوے کو لایا اور اس نے زمین
کھود کر اس کو دفن کیا تو اس کوے سے
قاتیل کو قبر کھودنے کا ہنر آیا۔ گور گن۔
قبر کھودنے والا۔ چنگال۔ ہیچ۔
علمنا کہ علم والا۔ عالم۔ شہ۔ تف۔

عقل کل را گفت مازاغ ابصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”تھیکھ بیکھ نہیں“

عقل مازاغ ست نورِ خالصاں

”دراغ“ والی عقل خاصانِ خدا کا نور ہے

جاں کہ او دُنبالہ زاعاں پرد

وہ جان جو کھوں کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مردِ نند پئے نفسِ چوزاغ

خبردار! کہ جسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر رویِ ردِ دپے عَقْلِ دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عقلا کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودلی تو

تیرے خیال کی نئی کھاس ہر وقت

تو سلیمان وارِ دلاو او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ باعِبات

کیونکہ اس پائیدار زمین کی مٹی کا حل

در زمین ۳ گرنے شکرِ درخود نیست

زمین میں خود گنا ہو خود نکل

پس زمینِ دل کہ نہش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا بٹا خیال تھا

گرخن گش پیغم اندرِ انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

درخن گش یایم آلِ دم زنِ بمزد

اگر میں اس وقت بمزد کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقلِ جودی می کند ہر سو نظر

جودی عقل ہر جانب نظر دہاتی ہے

عقلِ زاغ اُستادِ گورِ مُردگاں

کہے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاغ اُورا سُوِ گورِ ستاں برد

کواں کو قبرستان کی جانب لے جائے گا

کو بگورِ ستاں برد نے سُوِ باغ

جو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی جانب

سُوِ قاف و مسجدِ اقصیٰ دل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کہ قاف کی جانب جا

می دم در مسجدِ اقصیٰ تو

تیری مسجد اقصیٰ میں آتی ہے

پے براز وے پلی ردے برومنہ

اس سے پتہ لگا انکار کا قاف اس پر نہ رکھ

باز گوید با تو انواعِ نبات

بوتوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہہ دیں گی

ترجمانِ ہر زمینِ نبات و نیست

ہر زمین کی پیدل اور اس کی ترجمان ہے

فکرِ ہا اسرارِ دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیئے

صد ہزاراں گلِ برویم در چمن

چمن میں لاکھوں پھول اگا ہوں

میگر یزد غلجھا از دل چو دُرد

تو چھ کی طرح نکلتے دل سے بھاسکتے ہیں



اعقل کل انخصوی عقل کل

عقلِ قرآن میں آپ کے بارے میں

فرمایا گیا ہے مازاغ البصر و ما

طعنی یعنی انخصوی نگاہ نہ کی ہوئی نہ

اس نے سر کی کسی عقلِ جودی عام

انسانی عقل۔ عقلِ مازاغ۔ جو عقل

مخبر کا سر کرتی ہے وہ خاصانِ خدا کا نور

ہے جو ان کو عطا کر دیا گیا ہے عقل

زاغ کو کسی عقلِ ذاتی ہی ہے کہ وہ

قافیل کو گہر کی سکھا سکی۔ زاعاں۔

شاہین بنی شیور۔

۲ ہیں مرد۔ تیرا نفس بھی چلا کی

میں کوا ہے اس کے پیچھے نہ لگ و نہ

تجھے گورستان میں پہنچا دے گا۔

عقلی دل۔ دل چنکے اسرار کا مرکز

جس کے پیچھے چل۔ قاف۔ پہاڑ

کا نام ہے جو عقلاء کا مقام ملاتا گیا

ہے تو گیا ہے تیرا دل مسجدِ اقصیٰ

جس کے خیالات دہریاں ہیں جو

مسجدِ اقصیٰ میں آتی ہیں تو سلیمان

اور جس طرح حضرت سلیمان ان

بوتوں سے علم حاصل کرتے تھے تو

بھی اپنے خیالات سے دل کا علم

حاصل کرتا تھا۔ انک۔ جس طرح کے

خیالات پیدا ہو گئے اس سے قلب

کی حالت کا اندازہ لگا لے۔

۳ در زمین۔ زمین کی اچھائی اور

برائی کا معیار اس کی پیدل اور جو

زمین گنا اگائے وہ بہتر ہے اور جو

زمین نکل اگائے وہ خراب ہے۔

پیدل ہیں ان سے دل کی اچھائی

برائی معلوم ہو جائے گی۔ گرخن گش۔

اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو

کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔ درخن

گش۔ اگر سامعین ناہم ہوں تو نکلتے

فرما اختیار کر لیتے ہیں۔

مستمعِ احوں نیست خاموشی با ست

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے

جنبش ہر کس بسویٰ جاذبِ ست

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گہ گمرہ و گہ درِ رشد

تو بھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اُسترے گوری مہارِ تور ہیں

تو اندھا فوط ہے، تیری مہد گری ہے

گرے شدے محسوسِ جذبِ مہار

اگر مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا

گہر دیدے گو پے سگِ می رود

کافر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے

درے او کے شدے، بچوں اسی

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

درے او کے شدے ملندہ حیز

بھوکے کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

گاؤ س اگر واقف ز قصاباں بُدے

اگر گائے قصابوں سے واقف ہوتی

یا بخور دے از کفِ ایشاں سبوس

یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسی کھاتی؟

درِ نحمدے کُلفِ ہضمش شدے

اور اگر کھاتی تو چاہ اس کو کب ہضم ہوتا؟

پس ستونِ انجیال خود غفلتِ ست

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دو دو با تزلزلتِ بخور

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر ماد کھا ہے

۱۔ مستمع۔ چپ سننے والوں میں

الیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اور وہ

حکمِ نا اہلوں کو نہ سننے چاہئیں۔

جنبش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین

کی کشش کا سبب ہے اور جذبہ بھی

صادق ہونا ضروری ہے۔ می روی۔

جس طرح ظاہری کشش ہے اسی

طرح پوشیدہ کشش ہے جو کبھی میدھا

چلائی ہو کبھی نیز حال اور انسان بندھا ہوا

ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ

کھینچنے والا۔ اُستر۔ انسان کی مثال

اندھے فوط کی سی ہے جس کی مہا

دھڑے کے قبضہ میں ہوتی ہے

انسان کو کھینچنے والے کی طرف دھیان

دینا چاہیے۔

۲۔ گرے۔ اگر انسان کا غیر

محسوس مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو

دنیا ہو کے کافر نہ رہے جذبِ

کھینچنے والا۔ دارالغیر۔ دُعا اور ہو کے

گہر۔ گہر کافر کو گہری کی طرف

کھینچنے والا دوسلو کتا شیطان ہے

وہ بے پھرہ کافر جس کی کاتبانہ

کتابت جز سارہ گہر یعنی کافر۔

۳۔ گاؤ۔ گائے اگر قصاب کی

حقیقت سے واقف ہو جائے تو بھی

بھی اس کے پیچھے اس کی دکان تک نہ

جائے نہ اس کے ہاتھ سے چاہ

کھائے نہ اس کو دودھ پائے۔ و

بخور دے اگر بخوری میں قصابی کے

ہاتھ کی گھاس کھاتی تو بھی ہضم نہ

ہوئی کُلف۔ چاہے بس دنیا کا کھانا

کا دواہی غفلت سے چل رہا ہے

ورنہ دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ

اور ماد پیٹ کے ساتھ کچھ نہیں ہو۔ و

و بھاگ دوڑ۔ ات ملتا خر۔ یعنی

دینا اور۔

نکتہ از نااہل گر پوشی بہ است

اگر نکتہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذبِ صائق نے جو جذبِ کلابِ ست

تجی کشش جھٹی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدانے والں رکت می کشد

نہ ڈھر ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو کہ می میں مہارت را میں

تو کشش کو دیکھ، اپنی مہد کو نہ دیکھ

پس نمائندے اس جہاں دارالغیر

تو یہ دنیا ہو کے کا گہر نہ رہتی

حرہ دیو سیہ رو می شود

سیاہ و شیطان کافر نیرو بن رہا ہے

پائے خود را و کشیدے طفلِ پیر

یہ بڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خود را و کشیدے گہرِ نیر

کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پئے ایشاں بدال کاں شدے

تو کب ان کے پیچھے اس دکان تک جاتی

یا بد اوے شیر شاں از چا پلوس

یا پید سے کب ان کو دودھ دیتی؟

گر ز مقصود کُلفِ واقف بُدے

اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی؟

چیت دولت کاسِ دوا و دولت است

دولت کیا ہے؟ یہ بھاگ دوڑ ہے ماد پیٹ کے ساتھ

جو دیں ویرانہ نبود مرگِ خر

اس ویرانہ گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

تو بختِ کارے کہ بگرتی بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
ز اس ہی تانی بدادون تن بکار
ہی ہے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
پہنچیں ہر فکر کہ گرمی دریاں
ای طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
بر تو گریہ شد سے ز اس عیب و شین
اگر اس کا عجیب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
حال ۲ کا خرزو پشیمانی شوی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے
پس پوشیدہ اول آں بر جان ما
اللہ نے شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے
چوں قضا آورد حکم خود پدید
جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا
ایں پشیمانی قضی دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے
ورگنی عادت پشیمانی خود شوی
اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بن جائے گا
نیم س عمرت در پریشانی شود
تری آہی عمر پریشانی میں صرف ہو جائے گی
حرک ایں فکر و پشیمانی بگو
اس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ
ورنہ داری کارنیکو تر بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عیشِ ایں دم بر تو پوشیدہ شدست
اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
کہ پوشیدہ از تو عیشِ کردگار
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ کھا ہے
عیبِ آں فکر شدست از تو نہاں
تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
رودِ میدے جانت بعد امشر قین
تیری جان اس سے شرق و مغرب کی دوری پر بھگتی
گر شود ایں حالت اول کے ودی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوزخا؟
تاکیم آں کار بر وفقِ قضا
تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں
چشمِ واگشت و پشیمانی رسید
آنکھ کھلی اور شرمندگی ہوئی
ایں پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
زیں پشیمانی پشیمانی تر شوی
اس شرمندگی سے اور زیادہ شرمندہ ہو گا
نیم دیگر در پشیمانی رود
باقی آہی شرمندگی میں چلی جائے گی
حال دیار و کارنیکو تر بگو
اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
پس پشیمانی تر بر فوت چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر ہے؟

۱۔ تو بخت۔ آدمی جس کام میں
محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اس
کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے
جب ہی وہ لگا رہتا ہے نہیں۔ یہ
بات صرف کام میں ہی نہیں ہے بلکہ
خیال میں بھی ہے۔ بلکہ اگر اس
خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس
سے کھوں بھاگے۔ بعد امشر قین۔
وہ فاصلہ جو شرق و مغرب میں ہے
حال۔ جس حال اور کیفیت
سے انسان آخر میں شرمندہ ہو گا اگر
ابتداء میں اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو
اس میں بھی نہ لگے۔ قضا۔ قضاء
خداوندی کا تقاضہ یہی ہے کہ کام اور
خیال کی برائی انسان پر ضابطہ ہو ورنہ
قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا اس
پشیمانی۔ ایک تو وہ کام مقدم میں تھا پھر
یہ پریشانی ایک دوسری قضا خداوندی
ہے اس پشیمانی۔ گنا پر شرمندہ ہونا
زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ
میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ ورگنی۔ اگر
انسان گناہوں پر شرمندگی میں جس
کر رہ گیا تو انجام کام اس شرمندگی
سے اس کو اور شرمندگی ہوگی۔
نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں
پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا نتیجہ
یہ ہوگا کہ آدمی عمر تو کاموں کی پریشانی
میں گزری اور آہی شرمندگی میں
گزر دی کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ
آئے۔ حرک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر
انسان کو نیک عمل، اچھی صحبت، اقتدار
کرنی چاہیے۔ ورنہ داری۔ اگر یہ ہے
کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود
ہی نہیں ہے اس لئے تو بے کام کی
شرمندگی میں وقت گزار رہا ہے تو پھر
یہ بتا کہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹنے
پر ہو رہا ہے۔



اگر ہی ہلے اگر تجھے نیک راستہ
معلوم ہے تو اس پر چل اور اگر تجھے
نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تو نے
یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر قفل
بند بند ہے۔ جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے
وہ کئی کو نہیں سمجھ سکے گا اس لئے کہ
ایک چیز کو اس کی ضد سے جانا جاسکتا
ہے چوں کہ ترک ہماری طبیعت
ہے کہ شرمندگی ختم کر کے کمال شروع
کرا کر تو یہ کہہ کر شرمندگی ختم کرنے
سے میں عاجز ہوں تو ایسا مجھ تو گناہ
چھوڑنے پر بھی تھا لہذا تیرا گناہ
مظہری ہوا اور مظہری فعل پر
شرمندگی لغوات ہے عاجزی تیری
عاجزی نقصانے خدائی سے اعتبار
کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں
ہے عاجزی انسان کا عاجز قدرت
سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے
۲۔ چھین۔ مولانا پھر پہلے مضمون
کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر تشنا
اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے
پیشہ ہے علت۔ عیب کس
نبردے اس کا روز کا عیب حاج ہو
جائے تو پھر انسان کھینچنے سے بھی اٹھ
نہ جائے۔ وال دیگر۔ جس کام سے
انسان کفرت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی
ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو
جاتا ہے۔

۳۔ اے خدا مولانا نے یہاں
سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے
اللہ میرے کاموں کے عیب کو ہم سے
مخفی نہ رکھ اور نیک کام میں کوئی عیب
رفضانہ نہ کہ بہل زدہ یعنی ناچیز۔ ہم
برائے۔ حضرت سلیمان اپنی عادت
کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد
اُٹھتی جاتے تھے اور نئی بونی تلاش
کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے
فوائد و معجزات معلوم کر لیں۔

گر ہی اے دانی رہ نیکو پرست
اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر
بداندانی چوں ندانی نیک را
جب تک تو نیکی کو نہیں سمجھ گا بدی کو نہ سمجھ گا
چوں ترک فکر ایں عاجز خدای
جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہے
چوں بدی عاجز پشیمانی زچست
جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے
عاجزی بے قادری اندر جہاں
عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں
چھین ۲۔ ہر آرزو کہ می بری
اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے
وہ نمودے علت آں آرزو
اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمود کر دیتا
گر نمودے عیب آں کار او ترا
اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا
وال دیگر کارے کز اس ہستی نفور
وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے
اے ۳۔ خدائے راز دان خوش سخن
اے رازوں شیریں کلام خدا
عیب کار نیک را منما بما
ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا
ہم برائے عادت سلیمان سنی
بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

ورندانی چوں بدانی کایں بدست
اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟
ضد را از ضد تو اں دید اے فتنی
اے لوحان! ضد کو ضد سے پہچانا جاسکتا ہے
از گنہ آنگاہ ہم عاجز بدی
اس وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
عاجزی را با جزو کز جذب کیست
عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے
کس ندیدست و نباشد ایں بدال
یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہوگی
تو ز عیب آں حجابے اندری
تو اس کے عیب سے پردہ میں ہے
خود رمیدے جان تو از جستجو
تو تیری جان جستجو سے خود بھاگتی
کس نبردے کش کشاں آسوخ ترا
کئی کھینچ جان سے تجھے اٹھانے لے جاسکتا
ز اس بود کہ عیش آمد در ظہور
اس وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
عیب کار بد زما پنہاں ممکن
برے کام کا عیب ہم سے پیشہ نہ رکھ
تا نگردیم از روش سرد و ہبا
تاکہ ہم رفتار میں خنڈے اور ناچیز نہ بنیں
رفت در مسجد میان روشنی
صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے



قاعدہ ہر روز رای جست شاہ کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا
 رزقہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے تاکہ مسجد میں کوئی نئی بوٹی دیکھیں
 دل بہ بیند سرِ بادل چشم صفی آں کشایش کہ شد از عامہ خفی
 مصطفیٰ آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز ان بوٹیوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

قصہ صوفی کہ درمیان گلستاں سرِ بزانو نہادہ مراقب بود یا رایش
 اس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا، اس کے دوستوں
 گفتند سرِ برآر و تفرج کن گلستاں و ریا حین و مرعان را کہ
 نے کہا کہ سر اٹھا باغ اور پھولوں اور پندوں کی سر کر کیونکہ حکم ہے اللہ کی
 فَلْيَنْظُرُوا إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ وَجواب گفتن صوفی یاراں را
 رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفیہ در باغ از بہر کشادہ صوفیانہ روی بر زانو نہاد
 ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے صوفیوں کے طریقہ پر منہ زانو پر رکھ دیا
 پس فرود رفت او بخود اندر نغول شد مملول از صورتِ خواہش فصول
 گہرائی میں آگیا شہ مملول از صورتِ خواہش فصول
 کہ چہم چہی آخر اندر رز نگارہ ایں درختاں بین و آثارِ حضر
 کہ کیوں سنا ہے؟ گھوموں کو دیکھ ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ
 امر حق بشنو کہ گفت مست انظر او سوی ایں آثارِ رحمت آر رو
 اللہ تعالیٰ کا حکم اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ سوئی ایں آثارِ رحمت آر رو
 گفت آثارِ دست اے بوالہوس رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر
 اس نے کہا اے بوالہوس رحمت کے آثار دل ہے آں بروں آثارِ آثارست و بس
 باغیا و سبز ہا در عین جاں " باہر فقط آثار کے آثار دیں
 باغات اور سبزے جان میں ہیں بر بروں عکس چو در آب رواں
 آں خیال باغ باشد اندر آب باہر اس کا عکس ہے جیسا کہ وہاں پانی میں
 پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے کہ گند از لطف آب آں اضطراب
 باغیا و میوہا اندر دل ست جو پانی کی لطافت کی وجہ سے ہلتا رہتا ہے
 باغات اور پھل دل کے اندر ہیں عکس لطفِ اوبریں آب گل ست
 اس کی لطافت کا عکس اس پانی اور مٹی پر ہے

۱۔ دل بہ بیند جس طرح حضرت سلیمان بوٹیوں سے ان کے حالات معلوم کر لیتے تھے اسی طرح صوفی اپنے دل کی مصفیٰ آنکھوں سے محارف کا دیکھ لیتا ہے۔ شیشیں۔ شیش کی جمع ہے گھاس۔ تفرج۔ تفرج۔ ریاضیں۔ ریاض کی جمع ہے ہر خوشبودار پودہ کشادہ کشادگی تفرج سے نغول نکلتی ہے۔ چہم چہی اس شخص نے مراقبہ سونے سے تفرج کیا نہ رکھ۔ سبزہ۔ امر حق۔ قرآن پاک میں ہے فَلْيَنْظُرُوا إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ يُغْنِي الْإِنْسَانَ عَنْهُ مَوْجِبًا۔ پس تم دیکھو اللہ کی رحمت بارش کے آثار نباتات کو وہ کس طرح زمین کو زندہ کر دیتا ہے اس کے مرہ ہو جانے کے بعد۔ گفت۔ ان صوفی نے کہا کہ مملول رحمت کے آثاروں کے آثار ہیں جن کا مرقعہ میں مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ دنیا کے باغ و بہاروں کی نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر میں نظر آتا ہے جو باغ میں وہاں ہے اسی طرح یہ باغ و بہاروں کے آثار کا عکس ہیں۔ ۲۔ آں خیال۔ جو پانی میں نظر آتا ہے وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس ہوتا۔ باغیا۔ کائنات میں ہر چیز کی صفت خداوندی کا مظہر ہے اور قلب انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہذا حاصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے سجہ دم کی چیز ہے لہذا اس کا عکس ہے جیسا کہ اس کا عکس پانی میں پڑتا ہے۔

پس نخواندے ایزدش دارالمغرور
تو اس کو اللہ تعالیٰ ہو کے کا گھر نہ فرماتا
ہست از عکس دل و جان رجاں
انسانوں کے دل اور جان کا عکس ہے
بر گمانے کایں بود جنت کدہ
اس گمان سے کہ یہ جنت کدہ ہو گا
بر خیالے می کنند اس لاغبا
یہ بکواس عکس پر کر رہے ہیں
راست بینندو چہ سو دست آں نظر
ٹھیک دیکھ لیں گے لیکن وہ دیکھنا کیا مفید ہے
تاقیامت زیں غلط وا خسرتاہ
قیامت تک اس غلطی سے انہوں
یعنی او از اصل اس رزبوائے بُرد
یعنی اس کو اس گھرستان کی اصل کا پتہ چل گیا

گر نبودے عکس آں سر و سرور
اگر یہ اس سرور کے سرور کا عکس نہ ہوتا
اس غرور آنت یعنی آں خیال
یہ ہو کہ وہی ہے یعنی وہ عکس
جملہ مغروریاں بریں عکس آمدہ
سب ہو کے میں پڑے ہوئے اس عکس پر جمع ہیں
می گرینند از اصولی باغبا
وہ باغوں کی اصلوں سے بھاگتے ہیں
چونکہ خواب غفلت آید شاں بسر
جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہو گی
پس بگورستان غریو افتاد واہ
قربستان میں بہت شہ اور آہ ہے
بے خشک تنکس کہ پیش مرگ مرد
وہ شخص قابل مبارکباد ہے جو مرنے سے پہلے مر گیا

۱۔ دارالمغرور ہو کے کا گھر۔ اس
غرور اس دنیا کو ہو کے کا گھر اسی بناؤ
پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائنات دل کے
آئینہ کا عکس ہے مغروریاں۔ جو لوگ
ہو کے میں پڑے ہوئے ہیں اسی
کائنات کو اصل اور جنت کدہ سمجھے
ہوئے ہیں مگر یہ نریند۔ جوان باغوں
کی اصل سے یعنی دل کی باغ و بہار
اس سے بھاگتے ہیں اس عکس کے
حصول پر جتنی بھگاتے ہیں۔
چونکہ جب اس خواب غفلت سے
پیدا ہوں گے اصل حقیقت نظر آئے
گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
بگورستان اس وقت یہ لوگ قبرستان
میں ہوں گے اور دارقمل سے جا
چکے ہوں گے تو سوائے انہیں بھرنے
اور دھرترا کہنے کے کچھ حاصل نہ ہو
گا۔

۲۔ اے خشکس شخص نے
موت سے پہلے فنا حاصل کر لی اور
اصل باغوں کا دار پایادہ قابل مبارکباد
ہے قصہ یہاں سے پھر حضرت
سلیمان کا بوٹیوں سے ہمکلام ہونا
بیان کیا ہے غروب۔ برہادر کرنے
والا ایک گھاس کا نام ہے جس کا اگرنا
مکان کی برابری کی نشانی ہے مسجد
یعنی مسجد اقصیٰ۔ غروب۔ یعنی اس کے
اور خوش طرح پکھلتے تھے۔

۳۔ رعب۔ حضرت سلیمان نے یہ
نئی ہوئی دھمی جو بہت ہی سرسبز و
شادابی۔ کہہ یعنی ہوئی نے
حضرت سلیمان کو سلام کیا۔
بقلقت۔ یعنی اس ہوئی کی خوشنالی
سے حضرت سلیمان کی طبیعت شگفتہ
ہوئی۔

قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ و تمکین شدن سلیمان
مسجد اقصیٰ کے کدے پر خروب اگے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام
علیہ السلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیت خود گفت
کا رنجیدہ ہونا جبکہ اس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

شد بعاذت مسجد اند اے قتی
اے نوحان! عادت کے مطابق مسجد کے اند گئے
رستہ بروے دانہ ہچموں خوشہ
خوش کی طرح اس پر دانے اگے ہوئے تھے
می ریزد آں سبزیش نور از بصر
اس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو اپک رہی تھی
اوجوا بش گفت و شگفت از خوشیش
انہوں نے جواب دیا اور اس کی خوشنالی سے کھل گئے

چچنیں روزے سلیمان از قضا
تقدیر سے ایک روز حضرت سلیمان
نو گیا ہے دید اند گوشہ
ایک گوشہ میں ایک نئی ہوئی دھمی
دید بس ناد گیا ہے سبز و تر
انہوں نے ایک بہت کیل سبز تر ہوئی دھمی
پس سلامش کرد و در حال آں حشیش
اس ہوئی نے نوحان کو سلام کیا

گفت نامے چست برگزید ہاں
انہوں نے فرمایا ہاں بتا تیرا کیا نام ہے؟
گفت اندر توچہ خاصیت بُود
فرمایا تیرے اللہ کیا خاصیت ہے
من کہ خردم خراب منزل
میں چونکہ خوب ہوں مکان کی خرابی ہوں
پس سلیمان آں زماں دانست زود
تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
گفت تاہن ہستم ایں مسجد یقین
انہوں نے دل میں کہا اب تک میں نے یہ مسجد یقیناً
تاکہ من باشم وجود من بُود
جب تک میں ہوں اللہ میرا وجود ہے
پس خرابی مسجد مابے گماں
تو یقیناً ہادی مسجد کی تہا
مسجد ست آل دل کہ جسمش ساجدست
وہ دل مسجد ہے جس کا جسم نمازی ہے
یار بد چوں رُست در تو مہر او
تیرے اللہ جب برے دست کی محبت آگے
برگن از نجیش کہ گر سر بر زند
اس کو جڑ سے اکھاڑ دے اس لئے کہ اگر ابھرے گی
عاشقا خُروب تو آمد کُشی
اے عاشق! نکلی تیری خوب ہے
خویش رانا دان و مجرم گوہر
لپے آپ کو نالان اور مجرم کہہ ڈر
چوں بگوئی جاہلم تعلیم وہ
جب تو کہے گا میں جاہل ہوں، سکھادے

گفت خُروب ست اے شاہ جہاں
اس نے کہا اے شاہ جہاں! میرا نام خوب ہے
گفت من اِستم مکاں ویراں شود
اس نے کہا میں آگے تو مکان ویراں ہو جائے
ہلوم بُیاد ایں آب و گلم
میں اس پانی اور مٹی کو ڈھانے والی ہوں
کہ اجل آمد سفر خواہد نمود
کہ موت قریب آگئی وہ سفر آخرت کریں گے
در خلل نایذ آفات زین
زمین کی آفتوں ہے ظل میں نہ آئے گی
مسجد اقصیٰ مختل کے شود
مسجد اقصیٰ کب تہہ ہو سکتی ہے؟
نُود الا بعد مرگ ملبداں
ہمارے مرنے کے بعد ہی ہوگی، سمجھ لے
یار بد خُروب ہر جا مسجدست
جس جگہ مسجد ہے بلا دست خوب ہے
ہیں از و بگریز و کم گن گفتگو
خبردار! اس سے بھاگ، بات نہ کر
مر ترا و مسجدت را بر کُند
تجھے اور تیری مسجد کو اکھاڑ دے گی
ہچو طفلان سوی کُشچوں می غوی
تو بچی کی طرف گھٹنوں کے تل چل کر کھینچ جا رہا ہے؟
تانہ درد داز تو آں اُستادِ دس
تاکہ دس کا استاد تجھ سے آنکھ نہ چلائے
انچنین انصاف از ناموس بہ
یسا انصاف بڑائی سے بہتر ہے

۱۔ من رستم۔ اس بولنے نے کہا
جہاں میں آگئی ہوں وہ جگہ میرا ہی
جانی ہے خُروب۔ چونکہ میرا نام ہی
خُروب کُندہ ہے لہذا میں مکان کی
بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گلم۔
یعنی مکان۔ پس سلیمان۔ مسجد کی
تہا سے حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ
ان کی وفات کا وقت آگیا ہے کیونکہ
ان کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ
ہو سکتی تھی۔ خلل۔ غلغلہ یا فتنہ۔ پس
خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے
مرنے کے بعد ہو سکتی۔

۲۔ مسجدست۔ یہاں سے مولانا
نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا
ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل
مسجد ہے اور یہی محبت اس کے لئے
خُروب بولی ہے۔ یارب۔ جب
برے دست کی محبت دل میں آگے
گی تو مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو
مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو تہہ ہو
جائے گا۔ عاشقا۔ سزاگ کہ دل کی
خُروب اس کے دل کی تھی ہے جو اس کو
مرشد سے دور کر دیتی ہے غوی۔
غویان گھٹنوں کے تل چلائے۔

۳۔ خویش رانا دان۔ بخش
لپے آپ کو نالان اور مجرم سمجھتا کہ وہ
تعلیم دینے میں مدد نہ کرے۔ چوں
بگوئی۔ جب تو اپنے جاہل اور خطا کا
قرار کرے گا تو شیخ تجھے تعلیم دے گا۔
انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی
ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فخر
سے بہت بہتر ہے۔

از پدرا آموز اے روشن جمیں

اے روشن جمیں! باپ سے سکھ لے

نہ بہانہ کرو نہ ترویہ ساخت

نہ بہانہ کیا نہ مکر کیا

بازاں ابلیس بحث آغاز کرد

پھر اس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا غم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے تو ہی مجھے رنگے والا ہے

ہیں بخوال رب بما اغویتہی

خبردار رب! بما اغویتہی کو پڑھ لے

بر دخت ۲ جبرتا کے بر جہی

جر کے دخت پر کب تک کھتا پھرے گا؟

بچوں آں ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں بود اکراہ باچندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جر کیسے ہو سکتا ہے؟

آخیناں خوش کش دود در مگر ہی

جر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون بڑھتا ہے؟

پیست مردہ جنگ می کردی دراں

تو نے اس معاملہ میں بیس انسانوں کی طرح جنگ کی

کہ صوبانہست و لہنست و لکس

کہ صحیح یہی ہے اور بس راستہ یہی ہے

کے چنیں گوید کسے کو مگرہ ست

جو مجھ ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟

ہر چہ نفست خواست داری اختیار

جس چیز کو تیرا ہی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

جس چیز کو تیرا ہی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

جس چیز کو تیرا ہی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

۱۔ از پدرا حضرت آدم نے فوراً
استغاثہ کر لیا تھا شیطان کی طرح جند
اور بہانہ نہ بناتا تھے لہذا جند
باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ
میں خدا سے بحث شروع کر دی اور
طرح طرح کے عذر تراشے کر دیے
کر دی امہ رنگ یہ بدعتی کارنگ
تیرا چھلایا ہوا ہے رب! بے
لفظی ہے خدا تو نے کس چیز سے
مجھے کر لیا کیا یہ شیطان نے کہا تھا
جبری یعنی شیطان نے اپنے آپ کو
مجبور شخص بن کر پیش کیا تھا۔

۲۔ بر دخت گناہ پر اپنے چہر کو
بہانہ بناتا ہے اور اپنے اختیار سے قطع
نظر کر لیتا ہے۔ کچھ شیطان نے
بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و
مجادلہ شروع کر دیا۔ چل بس انسان
گناہ خوش خوشی کرتا ہے تو اس کے
ہوتے ہوئے جر کا عذر غلط ہے
آخیناں۔ گناہوں کی طرف رخص
کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جر
اور اگر کہ کہاں جمع ہو سکتا ہے پیست
مردہ صیحت کرنے والوں کے ساتھ
تو بیس انسانوں کی سی لڑائی لڑتا ہے تو
گناہوں میں تو مجبور کیسے ہے؟

۳۔ کہ صوب۔ تو صیحت کرنے
والوں سے کہتا ہے کہ جو راستہ میں
نے اختیار کیا وہی صحیح ہے اور مجھے کوئی
حقیر ہی طعن دے سکتا ہے۔ جو ہر کسی
باتیں کب کرتا ہے اور اس کی لڑائی کب
لڑتا ہے ہر چہ نفست۔ غرضیکہ زبانی
خواہ شعل کو پورا کرنے میں تو اختیار
بننا ہے بلکہ تقاضائے عقل و نیک کام
کرنے میں اپنی مجبوری ظاہر کرتا
ہے۔

رَبَّنَا كَفْتُ وَظَلَمْنَا بِشِيزِ

اس نے اس سے پہلے رہنا اور ظلمنا کہا ہے

نہ لواء مکر و حیلست بر فراخت

نہ مکر اور حیلہ کا جھنڈا بلند کیا

کہ بدم من سرخو کر دیم زرد

کہ میں سرخو تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

اصل جرم و آفت و دغم توئی

میرے جرم اور آفت اور دغ کی جڑ تو ہے

تاگردی جبری و کر کم تنی

تاکہ تو جبری نہ بنے اور نیرخا نہ چلے

اختیار خویش رایک سونہی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عصیاں ہی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھماتا ہے

کس چٹاں رقصاں رود در مگر ہی

کون ہے جو اس طرح گراہی میں ناچتا ہوا جائے؟

کت ہی داند ہندآں دیگر اں

وہ دہرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جو بیچ کس

مجھے تالاق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

چوں چنیں جنگد کسے کو بے دست

ایسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ جبراً نہ ہے

ہر چہ عقلت خواست آری اضطرار

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

فانداں اگو نیک بخت و محرم ست
جو نیک بخت اور مولاناے راز ہے وہ جانتا ہے
زیر کی آمد سباحت در محار
چالاکی سندس میں تیرا ہے
ہل سباحت راز ہاگن کبر و کیس
تیرا چھو 'تکبر' اور کینہ ترک کرے
وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
اور پھر گہرا اور بے پناہ سند
عشق چوں کشتی بود بہر خواص
خاص (خدا) کے لئے عشق بھولہ کشتی کے ہے
زیر کی بفروش و حیرانی سحر
چالاکی فروخت کر دے اور حیرانی خرید لے
عقل قرباں گن بہ پیش مصطفیٰ
عقل کو حضرت مصطفیٰ قربان کر دے
ہچوس کعالم سر ز کشتی و امکش
کعبان کی طرح کشتی سے سر جانی نہ کر
کہ برآیم بر سر کوہ مشید
کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
چوں رہی از متش اے بے رشد
اے گمراہ تو اس کے احسان سے کیسے بچ سکتا ہے؟
چوں نباشد متش بر جان ما
ان کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
توچہ دانی اے غمراہ پر حسد
اے حامد مغرور! تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زاپلیس و عشق از آدم ست
چالاکی شیطان کا اور عشق حضرت آدم کا کام ہے
کم رہد غرق ست او پایان کار
وہ تجارت نہیں پاتا آخر کار ڈھتا ہے
نیست جھول نیست خودیاست ایں
جھول نمی ہے 'نہر نہیں ہے' یہ سند ہے
در رباہد ہفت دریا را چو کاہ
جو ساتوں سندس کو بجھنے کی طرح بہا لے جائے
کم بود آفت بود اغلب خلاص
(جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے
زیر کی ظن و حیرانی نظر
چالاکی 'گمان' ہے اور حیرانی مشاہدہ ہے
حسی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
جسی اللہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے
کہ غروش داد نفس زیر کش
کیونکہ چالاک نفس نے اس کو ہٹا دیا
منت توہم چرا بلید کشید
میں حضرت نور کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
کہ خدا ہم منت او می کشد
جبکہ اللہ تعالیٰ ان کا شکر یہ اور احسان مانتا ہے
چونکہ شکر و متش گوید خدا
جبکہ خدا بھی اس کی ناز برداری کرتا ہے
منت ابرا خدا ہم می کشد
اس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

۱۔ داند نیک بخت خوب سمجھتا
ہے کہ گناہ کے چالاکی سے اس کے
عذر پیش کرنا شیطان کا کام ہے اور عشق
و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ
حضرت آدم کا کام ہے نہ زیر کی اس
طرح کی چالاکی سندس کو تیر کر پار کرتا
ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔

۲۔ اہل سباحت اللہ کے معاملہ
میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے۔
کبر و کینہ اس معاملہ میں شیطان
نے کہو کینہ اختیار کیا۔ تجوں کے
قریب ایک دیا کا نام ہے عشق۔
اس ناپیدار کندہ کو عبور کرنے کے
لئے عشق بمنزل جی سے زیر کی۔
انسان کو چلا کی چھوڑ کر عشق کی حیرانی
اعتقاد کرنے چاہیے تب مشاہدہ
حاصل ہوگا۔ عشق قربان کی خاصیت
کی تعلیمات پر عقل کو قربان کر دے
اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر خدا
کے ہمراہ پر چل پڑ۔

۳۔ ہچوس حضرت نورؑ کے
ناظران لڑکے کعبان نے طوفان
کے وقت حضرت نورؑ کے ساتھ کشتی
میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق
کی کشتی سے انکار کعبانی کام ہے کہ
براہم قرآن پاک میں کعبان کا
مقررہ منقول ہے۔ مآویٰ فی جہنم
فیضی میں مغرب پہاڑ ٹھکانا
بنالوں کا جو مجھے بجا دے گا۔ اس نے
یہ بھی کہا کہ میں حضرت نورؑ کا
احسان نہ لوں گا۔ چل رہی کعبان کو
خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح
و ثناء کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے
کیوں گریز کرتا ہے چوں۔ جبکہ وہ
خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری
جانوں کو برداشت کرنا چاہیے غمراہ۔
خوگوش جتا۔



کاشکے۔ کاش اس بدبخت
سکھان کو تیرا آتا تو وہ حضرت نوح
کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔
کاش۔ بچہ کو چوکھٹیلے تدریس میں
نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت
مال کی پلٹ پکڑتا ہے۔ یا بعلم۔ وہ
سکھان کی علوم سے محروم ہوتا تو عقلی
تدریس میں چھوڑ کر کسی باخدا سے الہامی
علوم کیے لیتا۔ یا چشم۔ یہی علوم کے
مقابلہ میں ہی علوم بیچ رہے۔
۲۔ چل۔ چشم۔ یہی علوم اور کی علوم
میں وہی نسبت ہے جو عجم اور رخصو
میں ضرور اگر قدرت ہے جو عجم بیکار
ہے خوش۔ شہ اور دل کے سامنے
اپنے آپ نکالنا بنالے تدریس کی علوم
کی حماقت سے نجات ملے گی۔
گفت۔ حدیث شریف ہے فضل
الحدیثہ نبلہ۔ جتنی بولے بھالے
ہیں۔ نیلے شوالہ سے مراد وہ شخص
ہے جو عشق خداوندی میں غافل اور
دنیا سے بے خبر ہو۔
۳۔ بلہے۔ نالان سے مراد نالان مراد
نہیں ہے جس میں مسخرہ پن ہو نہ وہ
مراد ہے جو اپنی نااہلی سے دنیا کی
دلت جمع کرنے کا شوقین ہو۔ بلہے
کہ وہ نالان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت میں ہو اور
خدا کے عشق ان کا اس کے گلے میں
طوق ہو۔ لکھا نند۔ ابلہ سے مراد
ہے جو عشق خداوندی میں اس طرح
مداوش ہو جس طرح کہ مصری عورتیں
حضرت یوسف کے عشق میں خود کو
تھیں اور انہوں نے اس محبت میں
اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور ان کو سری
رہ یوسف کا ہوش قلم نذر نذر کی
جمع ہے خبر نہ لڑاں سو۔ عقلیں
اللہ کا عطیہ ہیں تو اس کی رلا میں ہی
صرف ہونی چاہیں۔

کاشکے ۱۔ او آشنا ناموختے
کاش کہ وہ تیرا نہ سیکھتا
کاش چوں طفل از حیل جاہل بدے
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جاہل ہوتا
یا بعلم نقل کم بودے منلی
یا وہ رکی علم سے پر نہ ہوتا
باچشمیں نورے چو پیش آری کتاب
ایسے کرے سوتے ہوئے جبہ تکبہ مسائلے گا
چوں ۲۔ تیمم باوجود آب دال
پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ
خویش ابلہ کن تیج میر و سپیش
اپنے آپ کو نالان بنالے، تابع بن کر اس کے پچھلے چل
اکثر اہل لجنۃ ابلہ اے پدر
اے ابلا جتنی اکثر بولے ہوں گے
زیر کی چوں کبر باد انگیز تست
چالاکی تکبر کی طرح تجھ میں ہوا بھرنے والی ہے
ابلہے ۳۔ نے کو بمسخرگی دو تو مست
ایسا نالان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے
ابلہے کو والدہ و حیران ہو مست
ایسا نالان جو اس کا عشق اور حیران ہے
ابلہا ننداں زنان دست بر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نالان ہیں
عقل را قہر بال کن اندر عشق دوست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے

تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تاکہ نوح اور کشتی سے تنہا وابستہ کرنا
تا چو طفلان چنگ درما در زدے
تاکہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑنا
علم و جی دل ربوے از ولی
کسی دل سے دل کی وجہ کا علم حاصل کرنا
جان و جی آسلی تو آرد عتاب
تیری وجہ سے مانوس جان ندامت ہو گی
علم نقلی با دم قطب زمان
قطب زمان کے قول کے سامنے رکی علم کو
رستگی زیں ابلہی یابی و بس
اس حماقت سے بس نجات پا لے گا
بہر ایں گفت ست سلطان بشر
سرور عالم نے ہی لئے فرمایا ہے
ابلہے شوتا بماند دیں درست
نالان بن، تاکہ ایمان سلامت رہے
ابلہے نے کز شقاوت مال جو مست
ایسا نالان نہیں جو بدبختی سے مال کی جستجو میں ہے
باشد اندر گردن او طوق دوست
اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے
از کف ابلہ وز رُبخ یوسف نذر
جواہر سے خبر نہ و حضرت یوسف کا کفر و سفاکی
عقلمہا بارے زال سویست کو مست
بہر حال عقلیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں کا وہ ہے



عقلہا ۱ آئو فرستادہ عَقُول
 بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں
 زیں سر از حیرت گراں عقلت رَوَد
 اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی جگہ سے جاتی ہے
 نیست آں سَورِخِ فکر نے بردماغ
 اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے
 سَوی دشت از دشت نکتہ بشنوی
 تو جنگل کی جانب آنے کو جنگل سے نکتہ سے
 اندر یں آ رہے ترک گن طاق و طرب
 اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے
 ہر کہ او بے سر بختبد دُم یُود
 جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے
 کثر روست و گور و دشت و زہرناک
 نیز چاہئے دلا ہے اور اندھا اور برا اور زہر ملا ہے
 سر بکوب آنا کہ سرش ایں یُود
 جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر پھل دے
 خود اصلاح اُوست ایں سر کو فتن
 یہ سر پکنا اس کی بھلائی ہے
 و کشتاں ۳ از دست دیوانہ سلاح
 دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
 چل سلاش مست و عقلش نے بند
 جبکہ اس کے ہاتھ ہتھیار عقل نہیں ہیں باندھے

ماندہ ایں سو آنکہ گولست و فصول
 اس جانب اس نے باقی رکھیں جو احمق اور بیہودہ ہیں
 ہر سر مویت سر و عقلے شود
 تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے
 کز دماغ و عقل رَوید دشت و باغ
 کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ آگئے ہیں
 سَوی باغ آئی شود نخلت رَوی
 باغ کی جانب آئے تو تیرا گل سیراب ہو جائے
 تا قلا و دشت بختبد تو مجب
 جب تک تیرا ہاتھ حرکت نہ کرے حرکت نہ کر
 جُببشش چوں جُببش کثر دُم یُود
 اس کی حرکت بچھو کی سی حرکت ہوتی ہے
 پیشہ او خستہ اَجسام پاک
 اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے
 خُلق و خوی مُستمرش ایں یُود
 جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوں
 تار ہد جاں ریزہ اش زیں شوم تن
 تاکہ اس کی حقیر جان منہوں جسم سے چھٹکا پالے
 تاز تو راضی شود عدل و صلاح
 تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو
 دَست اُورا ورنہ آرد صد گزند
 اس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

۱ عقلہا۔ جو عقلمند ہیں وہ عقلاؤں کو
 اللہ کی ذات و صفات کے سمجھنے میں
 صرف کرتے ہیں جو یہ قیوف ہیں وہ
 دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال
 کرتے ہیں۔ زیں سر۔ اگر محویت کی
 بنا پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر
 رکھنا عقل اور سر بن جاتا ہے
 نیست۔ دنیاوی امور میں عقل سودی
 ہے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے
 سے عقل باغ و بہار بنی ہے۔ سوئے
 دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے
 باغ و جنگل کی طرف رخ کر دے تو
 اس جنگل سے دین کے نکتے سنو گے
 اور تیرا ہی عقل رہتا رہے گی۔

۲ اندر یں۔ اس راہ میں
 شہنشاہ کو ترک کر کے شہ کے باغ
 بن جاؤ۔ سر۔ یعنی شہ۔ کثر۔ بچھو کا
 ذکر دم میں ہوتا ہے کثر۔ جو شہ
 کا تباہ کر دے گا اس میں عیب ہی
 عیب ہوں گے اور وہ پاک و پھل کو
 زہی کرے گا۔ سر بکوب۔ اپنے شخص کی
 زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ کدو کو
 اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

۳ و کشتاں۔ دیوانہ سے ہتھیار
 جھین لینا عدل اور نیکی ہے۔ چوں۔
 اگر دیوانہ کے ہاتھ میں کدو ہے کی تو
 بہت نقصان پہنچا دے گا۔ بیان۔
 ناظر کے ہاتھ میں علم اور ہل اور مرتبہ
 ایسا ہی ہونا کہ جس طرح کدو کے
 ہاتھ میں کدو۔

بیان آنکہ حصولِ علم و مال و جاہ مریدِ گہر را فضیحت اُوست و
 اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا باطل کو حاصل ہو جاتا اس کی روٹل ہے
 چوں شمشیرست فتادہ بدستِ راہزناں
 اور اس کدو کی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

بد گہر را علم و فن آموختن
بدل کو علم و فن سکھانا

تیغ داوان در کف رنگی مست
مست جشی کے ہاتھ میں تلوار دیدنا

علم و مال و منصب و جاہ و قرآن
علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور اس سے وہ نیکی

پس غزائیں فرض شد بر مومنان
مومنوں پر جہاد ہی لئے فرض ہوا ہے

جان او مجنوں تنش شمشیر او
اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اس کی تلوار ہے

آنچه منصب می کند با جاہلاں
جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے

عیب اخلاقی ست چو اکت بیافت
اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اس نے اذیت حاصل کر لیا

جملہ صحرا مار و کژدم پُر شود
تمام جنگل سانپ اور بچھو سے بھر جاتا ہے

مال و منصب ناکسے کار بدست
تھیل جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے

یا کند سے نخل و عطا ہاکم دہد
یا وہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا

شاہ را در خانہ بیدق نہد
شاہ کو بیدل کے خانہ میں رکھ دے گا

حکم چوں در دست گمرا ہے فدا
جب حکمت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی

رہ نمیداند قلا و وزی کند
راست نہیں جانتا ، رہائی کرتا ہے

۱۔ بد گہر۔ بد باطن۔ رنگ۔ جشی
عمولت عقل ہوتے ہیں بھر جب
وہ نشہ ہو تو کوئی عقل کی بات نہ
کرے گا علم و مال۔ بدل انسان
بر چیز کا غلط استعمال کرے گا۔
قرآن قرآن بعدین خوش نصیبی۔
پس۔ جہاد کی شریعت ہی لئے ہوئی
سے کران دنیا کے دیوانوں کی طاقت
ختم کر دی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ و
گمراہ نہ کر سکیں۔ ستان۔ بھلا۔
جان۔ جان لوگوں کو جدا کرنا گیان
کے ہاتھ سے تلوار چھین لینا ہے۔
منصب۔ عہدہ و ملا۔ شیر۔

ع۔ عیب۔ او۔ جب تک اس کے
پاس ذرا حق نہ تھے اس کے عیب
چھپے ہوئے تھے مسائل ہاتھ آجاتا گویا
کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑتا
ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان
شاہ بن جاتے تو اس کے کاندے
سانپ اور بچھو کی طرح لوگوں کو کاٹنے
ہیں۔ مال و منصب۔ خود بھی چاہتا ہوتا
ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و سوا کرتا
ہے۔

۲۔ یا کند۔ جاہل باشد یا بخل
کرے گا اور کسی کو کچھ نہ دے گا اگر
دے گا تو تباہوں اور غیر مستحقوں کو
دے گا۔ شاہ را۔ دلیلوں کو باعزت
بنائے گا اور عزت والوں کو ذلیل
کرے گا۔ جاہد وہ اس کو رتبہ اور
منصب بکھیر دے حالانکہ وہ اس کے
لئے کٹھن ہے اگر اس مصرع میں
ی پنداشت کے بجائے پندار پر دھا
جائے تو ترجمہ یہ ہوگا تم بچھو کہ مرتبہ
کتوں میں گر گیا وہ نمیداند اس کو
خود سلیقہ نہیں تو دوسروں کو کیا سلیقہ
سکھائے گا۔

داوان تیغ بدست را ہزن
ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے

بہ کہ آید علم ناگس را بدست
اس سے بہتر ہے کہ علم تھیل کے ہاتھ آئے

فتنہ آمد در کف بد گوہراں
بدصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے

تا ستانند از کف مجنوں سناں
تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھلا چھین لیں

و استان شمشیر را زین زشت خو
اس بدعات سے تلوار چھین لے

از فضیحت کے گند صد ارسلان
روحانی میں سو شیر نہیں کرتا ہیں

مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا

چونکہ جاہل شاہ حکم مَر شود
جب جاہل کڑے حکم کا شاہ بن جاتا ہے

طلب رسولی خویش او شد دست
وہ اپنی رسولی کا طالب بنتا ہے

یا سخا آرد بنا موضع نہد
یا سخاوت کرے گا تو بے موقع نہ دے گا

آتشیں باشد عطا کا حق دہد
آتش جو عطا دیتا ہے وہ لکی ہوتی ہے

جاہ بی پنداشت در چاہے فدا
اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ کوئیں میں گرا

جان زشت او جہاں سوزی کند
اس کی بری جان دنیا کو بھڑکتی ہے

طفل راہ فقر چوں پیری گرفت
راہ فقر کے بچے نے جب پیری اختیار کر لی
کہ بیاتا ماہ بنمایم تڑا
کہ آ تاکہ تجھے چاند دکھاؤں
چوں نمائی چوں ندیدی بھر
تو کیسے دکھائے گا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہے
احتمال سرور شد ستند وز نیم
بیوقوف سرور ہوتے ہیں اور خوف سے
پیرواں را غول ادیری گرفت
پیر و کاہوں کو نخست کے بھوت نے پکڑ لیا
ماہ را ہرگز ندید آں بے ضیا
خود اس نے نور نے چاند کو بھی نہیں دیکھا ہے
عکس منہ در آب ہم اے خام غمر
اے کچے تالان! پانی میں بھی چاند کا عکس
عاقلاں سر ہا کشیدہ در گلیم
عقل مندوں نے گدڑی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیہ شریفہ یَا أَيُّهَا الْمَرْمَلُ

یا ایہ المزل آیت شریف کی تفسیر کیا ہیں

خواند مَرَمَل بنی را ایں سبب
اے سب سے بنی کو کھلی لٹھنے والا کہہ کر پکارا
سر مکن اندر گلیم و رو پوش
کھلی کے اندر سر نہ کر اور منہ نہ چھپا
ہیں مشو پنہاں زنگ مدعی
مدعی کی مدد سے نہ چھپ
ہیں قم اللیل کہ شمع اے ہملم
اے سرور! تو رات کو کھڑا رہ کیونکہ تو شمع ہے
بے فروخت فروشن ہم شب سست
تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے
باش کشتباں دریں بحر صفا
اس بحر صفا میں ملاج بن
رہ شناسے می ببايد بلباب
عقل مند راہ شناس ہکا رہ ہے

کہ بروں آ از گلیم اے بو الہرب
کہ اے صاحب فرار! کھلی سے نکل
کہ جہاں جسے سست سرگرداں تو ہوش
کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے اور تو ہوش ہے
کہ تو داری شمع وحی شعشی
کیونکہ تیرے پاس منور وحی کی شمع ہے
شمع داہم شب بود اندر قیام
شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے
بے پناہست شیر اسیر ارنب سست
تیری پند کے بغیر شیر خوش کا قیدی ہے
کہ تو نوح ثانی اے مصطفیٰ
اے مصطفیٰ! کیونکہ تو دوسرا نوح ہے
ہر رہے را خصلہ اندر راہ آب
ہر رات کے لئے خصوصاً پانی کے رات کے لئے
بے فروخت آپ ہی کے ذوق برداشت سے عالم روشن ہوگا ورنہ درج جو شیر ہے وہ نفس سے جو
کہ خرگوش ہے مغلوب رہے گی۔ باش۔ آپ امت کے لئے بمنزلہ حق بنائے ہیں۔ روشناسے۔
راہنمائی وہ کر سکتا ہے جو صاحب عقل ہو خصوصاً در پائی راست کی۔

۱۔ طفل۔ جس طرح اہل بادشاہ
کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی
طرح حذر شیخ کے ہاتھوں دین برباد
ہوتا ہے وہ خود راہ طریقت سے
ناواقف ہے تو اس کے سر پر بر باد
ہوں گے کیلئے وہ دعوے کرتا ہے اور
مریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں
مشاہدہ حق کروں حالانکہ اس نے خود
بھی مشاہدہ تو درکنار پر چھاپا نہیں
نہیں دیکھی غم۔ تاخر بکار ناواں۔

احتمال۔ سعدی نے فرمایا

نارائے را چو بنی بختیار
عاقلاں تسلیم کردند اختیار
۲۔ خواند۔ اکثر روایتیں یہ بیان
کرتی ہیں اس کو جب آنحضرت پر غار
حرام میں پہلی وحی آئی تو آپ کانپ
گئے اور گھبرا کر چاروں طرف کر لیت گئے
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ فریش کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو
کر چاروں طرف کر لیت گئے تھے مولانا
کا کلام اس دوسری روایت پر مبنی ہے
کہ آنحضرت نے چونکہ بالوں کی وجہ
سے روپوشی اختیار کر لی تھی اسی لئے
آپ کو منزل کھلی لٹھنے والا کہا
گیا ہے یو الہرب۔ فریش سے
علیحدگی کو بھانسنے سے تعبیر کیا ہے اسی
لئے آنحضرت کو الہرب یعنی قریش
سے فرار اختیار کرنے والا کہا ہے
زخم پوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کرو گے تو
دنیا دیوانگی میں مبتلا کرو گے تو دنیا
دیوانگی میں مبتلا رہے گی۔ قم اللیل۔
اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات
کو نماز میں قیام کیا کرو خطاب اس
لئے ہوا کہ آپ صبح ہیں اور شیخ کا کلام
رات کا کھرا رہتا ہے

خیز! و دیگر کاروانِ رہِ زوہ

انہا اور لے ہوئے قافلہ کو دیکھ

خضرِ وقتی غوثِ ہر کشتی توئی

تو خضرِ زمانہ ہے، ہر کشتی کی تو مدد ہے

پیشِ ایں جمیعِ چو شمعِ آسمان

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے

وقتِ خلوت نیست اندر جمعِ آئی

خلوت کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ

بدرِ برصدِ فلک شد شبِ رواں

چوہویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلنا ہے

طاعناں ۲، پچھوں سگاں بر بدرِ تو

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے تو کی طرح ہیں

ایں سگاں کرتندر اہوا انصوا

یہ کتے خاموش رہو کے حکم سے بہرے ہیں

ہیں بگذاں اے شفا رنجور را

خبردار! اے شفا! بیمار کو نہ چھوڑ

نے ۳ تو گفتی قائلدِ اعمیٰ براہ

کیا تو نے خود نہیں کہا جہاد سے کھاتہ پر لے جانے والا ہے

ہر کہ او چل گام گورے را کشد

جو اندھے کو چالیں قدم لے جائے

پس بکشد تو زیں جہان بے قرار

پس تو اس زوال پذیر دنیا سے لے جا

کارِ ہادی ایں بُود تو ہادی

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے ہدایت دینے والا ہے

ہر طرف غولِ ست کشتباں شدہ

ہر سرفِ شیطان طارح بنا ہوا ہے

ہچو روحِ اللہ ممکن تنہا روی

حضرت عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

انقطاع و خلوتِ آری را بمان

انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر

اے ہدیٰ چوں کوہِ قاف و تو ہمای

اے وہ ذات! کہ ہدایت کوہِ قاف ہے اور تو ہمای

سیر را نکذاں داز بانگِ سگاں

کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑنا ہے

بانگِ می دارند سوی صدرِ تو

جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

از سفہ و عووع گناں بر بدرِ تو

تیرے بدر پر بیوقوفی سے بھول بھول کرتے ہیں

توز خشم کر عصایِ گور را

بہرے پر غصہ سے اندھے کی لاٹھی نہ چھوڑ

صد ثواب و اجر یا بدازِ الہ

اللہ کی جانب سے سو ثواب اور اجر پاتا ہے

گشتِ آمرِ زیدہ ویا بدرِ شد

وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

جوقِ گوراں را قطار اندر قطار

انگوٹوں کے مجمع کو قطار و قطار

ماتمِ آخرِ زماں را شادی

تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

۱۔ خیز۔ آپ اٹھیے ہر طرف

شیطان دوسرے ہے خضرِ وقتی میں اس

وقتِ علمِ لدنیہ کا فیضان پہنچانے

والے صرف آپ ہیں۔ روحِ اللہ

حضرت عیسیٰ کی قوم سے روپوش ہو کر

آسمانوں پر پہنچ گئے پیشِ ایں مجھے

مخلوقِ خدا کے لئے آپ آفتاب

ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور

لوگوں سے جدائی مناسب نہیں ہے

آپ ہدایت کے کوہِ قاف کے عقاب

ہیں۔ بد۔ چاند آسمان پر اپنی سیر

جاری رکھتا ہے اور کتوں کے بھونکنے

سناپی رفتار نہیں چھوڑتا ہے

۲۔ طاعناں۔ آپ کے مخالف

کتے ہیں ان کے بھونکنے سے آپ پنا

طرزِ عمل نہ بدلیں۔ فیضِ صواب

خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا

ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے

لیکن یہ کتے اس حکم سے بے بہرہ

ہیں اور برابر بھونک رہے ہیں۔

بگذاں۔ عالم بیمار ہے آپ اس کی شفا

ہی مخلوقِ اندھی ہے آپ اس کے

راہنما ہیں مخالفوں کی وجہ سے اس کو نہ

چھوڑیے

۳۔ نے تو گفتی۔ حدیثِ شیف

عصن فاذا مکثوا اربعین خطوة

غفر لہ ما تقلم من ذنبہ وما تاخر

جس نے اندھے کی چالیں قدم تک

راہنمائی کی اس کے اگلے پچھلے گناہ

بخشنے گئے۔ پس۔ آپ اس اندھی

مخلوق کی قیادت کیجئے ان کو قتلہ و

قتلہ بھیج کر لے جائیے۔ ماتمِ آخر

نی آخر زماں ہیں ان کے سوگ کی خوشی

میں تبدیل کر دیجئے۔



ہیں رواں گن اے لامؔ منتقص
ہاں اے متقیوں کے لامؔ پہنچا دے
ہر کہ در مکرؔ تو دارو دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے
برسر کوریش کو دیہا نہم
میں اس کے اندھے پن پر بہت ساندھاپن رکھوں گا
عقلہا ۲ از نور من افر وختند
انہوں نے عقلیں میر نور سے روشن کی ہیں
چسٹ خود الا پتی آل ثرکماں
اس محرافیٰ کی جھوٹی خود کیا ہے؟
آل چراغ او بہ پیش صر صرم
میری آندگی کے سامنے اس کا چراغ
خیز دردم تو بصور سہناک
اٹھ! خفاک صور میں پھونک مار دے
چوں تو اسرائیل وقتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرائیل ہے، اٹھ کھڑا ہو
ہر کو گوید گو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے اے محبوب و
در نگر اے سائل محنت زودہ
اے مصیبت اٹھانے والے سال! دیکھ لے
وہ بنا شد اہل ایں ذکر و قنوت
اگر وہ اس ذکر اور قنوت کا لال نہ ہو
ز آسمان حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں اخیال اندیشگاں را تالیقین
ان شک کرنے والوں کو یقین تک
گرویش را من زخم تو شاد رو
میں اس کی گروں ماروں گا، تو خوشی سے چل
او شکر پندار زہرش وہم
وہ شکر سمجھے گا میں اس کو زہر دوں گا
مکرہا از مکر من آموختند
انہوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیش پائے ترہ پیلان جہاں
دنیا کے زہا تھیں کے پاؤں کے آگے
خود چہ باشد اے مہیں پیغمبرم
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟
تا ہزاراں مردہ بر زوید ز خاک
تاکہ ہزاروں مردے مٹی سے نکل پڑیں
رستخیزی ساز پیش از رستخیز
قیامت سے پہلے قیامت برپا کر دے
خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھا دے کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیام سے سینکڑوں جہاں برپا ہو گئے
پس جب لا حق اے سلاطین سکوت
تو اے سلطان! حق کا جواب خاموشی ہے
چوں بود جانناں دعا نا مستجاب
اے جان! جب دعا مانگو تو مستجاب ہوتی ہے

۱۔ ایں خیال۔ یعنی بڑی شکوک
شہادت میں جلا ہیں ان کو اس سے
نکل کر یقین کی منزل میں پہنچا
دینے ہر کہ جو لوگ تمہارے
خلاف کر رہے ہیں ان کو
میں ہلاک کر دوں گا۔ ٹوریش۔ جو
اندھے ہیں ان کو اور اندھا بنادوں گا اور
ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ ہر کو شکر کر
کھا جائیں۔

۲۔ عقلہا۔ یعنی انہوں کی عقلیں
اور تدبیر کی میری مٹی اور نور سے
بڑی ہوئی ہیں۔ آلا پتی۔ کھیل کا
خیمہ۔ ٹرکمان۔ صحرائی زن قوم تھی۔
پیش۔ یعنی ان کا وجود میرے مقابلہ
میں ایسا ہی ہے جیسے زہا تھیں کے
مقابلہ میں کل کا جھونپڑا ضرر۔
آندگی۔ مہین۔ بزرگ۔ صور۔
قیامت میں جب اسرائیل صور
پھونکے گا تو مردے اٹھ کھڑے ہوں
گئے تھے یہاں اپنا صور پھونکو اور اعلان
نبوت کو مردہ دل حیات الہی حاصل
کر لیں گے۔

۳۔ رستخیز۔ قیامت۔ منم۔
آخوند نے فرمایا کہ میں اور قیامت
مٹے جلتے بیچے گئے ہیں یعنی جس
طرح قیامت حق و باطل کی تفریق
کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی
تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔
جس طرح قیامت میں مردے زندہ
ہوں گے اسی طرح آخوند کی بعثت
سے مردہ لوگوں کو زندگی حاصل ہوئی۔
وہ بناد۔ اگر ان معارف کے سامنے
کی اہلیت نہیں ہے تو پھر ان کے
بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جواب
لا حق۔ جواب جہاں باشد خوشی۔
ز آسمان۔ اگر کوئی نادانی سے دعا کرتا
ہے اور اس کی دعا ناقابل قبول ہوتی
ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے۔



اے دریغ! وقتِ خرمن گاہِ شُد
ہائے افسوس! کھلیں کا وقت آ گیا
وقتِ تنگِ ست و فضلیٰ اس کلام
وقتِ تنگ ہے اور اس بات کی مانگی کے لئے
نیزہ بازی اندریں گوبھی تنگ
ان تنگ گرسوں میں نیزہ بازی
وقتِ تنگ و خاطر و فہمِ عوام
وقتِ تنگ ہے اور عوام کا حراج اور سمجھ
چوں ۲ جوابِ احمق آمدِ خامشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے
از کمالِ رحمت و موجِ گرم
رحمت کے کمال اور گرم کی موج سے
لیک روز از نختِ مابریگاہِ شُد
لیکن ہادی قسمت سے دن بے وقت ہو گیا
تنگ می آید برو عمرِ دوام
بدی زندگی کم ہے
نیزہ بازی را ہی آرد بہ تنگ
نیزہ بازیوں کو شرمندہ کرتی ہے
تنگ تر صد روزہ وقتِ ستارے غلام
اے لڑکے! وقت سے سو گنا تنگ ہے
ایں درازی درِ سخن چوں میکشی
بات میں تو یہ طول کیوں دے رہا ہے
میدہد ہر شورہ را باران و غم
ہر شورہ زمین کو بارش اور نمی پہنچاتا ہے

در بیان آنکہ ترکِ اجواب جوابِ مقررِ ایں سخن کہ جوابِ الاحمق
اس کا بیان کو جواب نہ دینا جواب ہے، اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا
سکوت و شرحِ ایں ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جوابِ خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

بادشاہ ۳ ہے بُود اُورا بندہ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا
خُرد ہائے خدمتِ نکداشتہ
اس کی چھوٹی خدمت بھی نہ کرتا
گفت شہنشاہ جزاءش کم کنید
بادشاہ نے کہا اس کی تحفہ کم کر دو
عقل او کم بُود حرص او فزوں
اس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا
تا بدیدے جُرمِ خود گشتے معاف
تاکہ اپنا قصور دیکھ لیتا اور وہ معاف ہو جاتا
مُردہ عقلے بُود و شہوتِ زندہ
جس کی عقل مردہ اور شہوت زندہ تھی
بد سگا لیدے نگو پنداشتہ
بد خواہ کرتا اس کو اچھا سمجھتا
وَر بکنگد نامش از خطِ بر زنید
اگر لڑے تو اس کا نام فہرست سے کاٹ دو
چوں جوا کم دید شُد شند و حُروں
جب تحفہ کم دیکھی بد مزاج اور سرکش بن گیا
عقلِ بُودے گردِ خود کردے طواف
اگر قل ہوتی اپنے گرد چکر کاٹتا

۱۔ اس بعد مقدمہ مقام کا تقاضا تھا کہ
آپ کے کلاموں کی تفصیل بیان
کی جائے کہ کئی سے آٹھ کر آپ نے
کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں
تھی آپ کے کلاموں کی تفصیل
کرنے کے لئے تو عمر جلاواں بھی
نا کافی ہے۔ نیزہ بازی بہترین نیزہ
بازی ہے مگر کہا جائے کہ وہ لڑکے
میں کھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی
ذلیل ہو جائے گا اور حق بازی نہ کر
سکے گا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع
میدان ہمارے تو معاف کا بیان
تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے
سامنے اس کی بھی سبب صحت ہے۔
۲۔ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ
احقوں کا جواب خاموشی ہے تو
اگر عرض ہوا کہ پھر ان معاف کے
بیان میں اس قدر طویل تقریریں
کیوں ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہی
ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے بچ رہا
ہوں کیونکہ اس کی رحمت عام اس کی
موجِ گرم اپنی زمین اور شورہ زمین
سب کی پہنچتی ہے۔
۳۔ بادشاہ کا یہ غلام
بیوقوف اور شہوت پرست تھا۔
خُرد ہائے آقا کی معمولی معمولی
خدمت بھی انجام نہ دیتا تھا اور آقا کا بد
خواہ تھا اور اسی کو اچھا سمجھتا تھا۔ جزام
تھوڑا خط۔ یعنی ملازمین کا رشتہ۔
خرد۔ سرکش۔ عقل۔ یعنی اگر عقل مند
ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی
چاہتا تو خطا معاف ہو جاتی۔

چوں اُخرے پائستہ شند داز خری
 ہر دو پائش بستہ گردد بر سَری
 ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرارت کرتا ہے
 تو چھ اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیے جاتے ہیں
 پس بگوید خر کہ یک بندم بس ست
 خود بدل کال و فعل آں خس ست
 پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک ہندی کافی ہے
 تو سمجھ لے کہ وہ دو ہندی کینے کے کام کی جہ ہیں
 گر بندیدے سر بند آں چشم گور
 بند برد ستش نہ بستندے بؤور
 اگر وہ اندھا باند کا مار دیکھ لیتا
 تو جبراً اس کے ہاتھ نہ باندھتے
 و ز جرم بند پا آگہ بدے
 خود ز بند دست و پا ایمن شدے
 اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
 تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا
 ورنہ تنیدے زند آں و لافصول
 او نہ خر بودے شدے شیر فحول
 اگر وہ بیوقوف بند کی جہ سے شرارت نہ دکھاتا
 تو وہ گدھا نہ ہوتا ، نہ شیر ہوتا

۱۔ چوں۔ اس غلام کی مثل اس
 گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں
 بندھنے پر شرارت کرتا تو دوسرا پاؤں
 بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بر سَری۔
 مزید برآگ۔ پس۔ دونوں پاؤں
 بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے
 ایک ہندی کافی تھا یہ نہیں سمجھتا کہ دونوں
 پاؤں بندھنا خود اس کے کینے پن کی
 جہ سے ہوا ہے۔

۲۔ سر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ
 ایک پاؤں میری شرارت کی جہ سے
 بندھا ہے اور شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ
 پاؤں بھی کل جاتا۔

۳۔ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں
 میں صرف عقل رکھی جس کا متعین
 طاعت اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
 سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ہے
 حیوانات میں صرف شہوت رکھی
 ہے جنہی ہو یا کھانے پینے کی انسان
 میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔
 زندہ۔ ملائکہ کی غذا صرف عشق
 خداوندی ہے۔

در تفسیر اس حدیث ۳ نبویؐ کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ الْمَلٰٓئِكَةَ
 اس حدیث نبویؐ کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
 وَرَكَّبَ فِيْهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيْهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ
 اور ان میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور انہیں شہوت رکھی اور
 بَنٰی اٰدَمَ وَرَكَّبَ فِيْهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ
 بنی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی تو جس کی عقل
 عَلٰی شَمُوْتِهٖ فَهٖوَا اَعْلٰی مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَمُوْتُهُ عَلٰی
 شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
 عَقْلِهٖ فَهٖوَا اَذْنٰی مِنَ الْبَهَائِمِ صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ
 غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
 حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
 یک گزہ را جملہ علم و عقل و وجود
 عالم کی مخلوق میں قسم کی پیدا فرمائی ہے
 آں فرشتہ است و نداند جو سجود
 اس فرشتہ ہے اور سوائے عبادہ کے کچھ نہیں جانتا
 نور مطلق زندہ از عشق خدا
 وہ نور مطلق ہے، خدا کے عشق سے زندہ ہے
 نیست اندر عنصرش حرص و ہوا
 اس کی مابیت میں حرص و ہوا نہیں ہے

یک گروہ ہے دیگر از دانش تہی

ایک دوسرا گروہ جو عقل سے خالی ہے

اُو نہ بیند جز کہ اصطلح و علف

وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکتا ہے

آں سوم ہست آدمی زادہ و بشر

تیسرا آدم کی اولاد اور انسان ہے

نیم خر خود مائل سفلی بُود

گدھے والا (آدھا) عالم (سفل) کی طرف مائل ہوتا ہے

تا کہ ایش غالب آید در نبرد

دیکھ معرکہ میں کونسا غالب ہوتا ہے؟

عقل گر غالب شود پس شد فُزوں

اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا

شہوت اگر غالب شود پس کمترست

اگر شہوت غالب ہو گئی تو کم تر ہے

آں دو قوم آسودہ از جنگ و حراب

وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں

وین بشر ہم ز امتحان قسمت شدند

اور یہ انسان کبھی آزمائے سے تقیم ہو گئے

یک گزہ مستغرق مطلق شدہ

ایک گروہ پورا ذوب چکا

نقش آدم لیک معنی جبرائیل

صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبرائیل کا ہے

از ریاضت رستہ در زہد و جہاد

وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا

قسم دیگر باخراں ملحق شدند

دوسری قسم گدھوں سے جا ملی

ہچو حیواں از علف ا در فریبی

مثل حیوان چارے سے مٹاپے میں ہے

از شقاوت غافل ست و از شرف

وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے

از فرشتہ نیچے و نیمش ز خر

اس کا آدھا فرشتہ ہے اور آدھا گدھے سے ہے

نیم دیگر مائل علوی بُود

دوسرا (آدھا) عالم (علوی) کی طرف مائل ہوتا ہے

زیں دو گانہ تا کہ ایش بُردُرد

ان دونوں میں سے کون سا بازی جیتتا ہے

از ملائک ایں بشر در آزموں

امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے

از بہائیم ایں بشر زان کا ترست

یہ انسان جو پاؤں سے کیچکے بری حالت میں ہے

وین بشر بادو مخالف در عذاب

اور یہ انسان دو مخالفوں کی وجہ سے عذاب میں ہے

آدمی شکل اندوسہ اُمت شدند

آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے

ہچو عیسیٰ بملک ملحق شدہ

حضرت عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جلا

رستہ از خشم و ہوا و قاتل و قیل

وہ غصہ اور خواہش اور قاتل و قیل سے نجات پا گیا

گوینا از آدمی او خود نزا

گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا

خشم محض و شہوت مطلق شدند

خالص غصہ اور مجسم شہوت بن گئے

۱۔ علف۔ چارہ۔ حیوانات کو

صرف خواب و خود کی فکر ہے وہ

شقاوت اور سعادت سے غافل ہیں۔

نیچے و بیش۔ انسان روح انسانی اور جسم

سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے

اور جسم میں حیوانیت ہے۔ سفلی۔ جسم

کا تعلق عالم سفلی ناموس ہے۔

علوی۔ روح کی پرواز عالم بالا کی

طرف ہے۔ تا کہ ایش۔ انسان کی

ان دونوں قوتوں میں تصادم ہوتا ہے۔

فزون۔ انسان روح کے حصول کو

پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا

ہے چونکہ اس نے جسمانی خواہش کو

مغلوب کیا ہے۔

۲۔ شہوت۔ اگر انسان شہوت

سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات

سے بڑھتا ہے کیونکہ حیوانات میں

تو عقل نہ تھی۔ دو قوم۔ فرشتوں اور

حیوانات میں ان متضاد طاقتوں کی

مکمل کشمکش نہیں ہے انسانی ان کی

مکمل کشمکش سے عذاب میں ہے۔ ویں

بشر۔ اب انسانوں میں بھی تین

قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ جس نے

خالص ملکیت اختیار کر لی جیسے کہ

حضرت عیسیٰ ہیں کہ فرشتوں ہی میں

جائش ملے۔ خشم و ہوا۔ یہ سب

چیزیں بقائے جسم ہوتی ہیں۔

۳۔ از ریاضت۔ مجاہدوں کی

ریاضت اخلاف زید کو ختم کرنے

کے لئے ہے جب وہ نہ رہے تو

مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم

دیگر۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو

بالکل حیوانات اور گدھوں کی طرح

ہیں ان میں ملکیت نہیں لیکن وہ کم

ظرف تھے ان میں سے ملکیت

بالکل ختم ہو گئی ہے۔

۱۔ مردہ گروہ جس طرح روح نکل جانے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح جان کی جان نکل جانے سے جان مردہ ہو جاتی ہے یعنی جب روح کے کو صاف باقی نہ ہیں تو روح مردہ ہو جاتی ہے۔ ذرا غور کرید ہر ماں انہوں نے ذرا غ مفت انسانوں کی پیروی شروع کر دی تو یہ کو یہ کی طرح مکر جس مردہ خودی کے عادی ہو گئے۔ جسم گروہ جب روح اپنے خواص کو پیٹھے تو وہ جسم ہے زانک۔ جس روح میں روح کے خواص نہ رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے صوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ نورِ حق وہاں عالم ناسوت میں اس کی مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ عالم ناسوت کے مشاغل ہی حیوانوں سے زیادہ مشقت اٹھاتا ہے۔ مگر اب یہ وہ مکاریاں کرتا ہے جو حیوانات سے مخصوص ہیں۔ جامہائے عالم ناسوت کے مشاغل کی حیوانات تکلیف نہیں اٹھاتے ہیں۔ کہ تعلق۔ ان تمام دستکاریوں کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور یہ صرف دنیا داری ہے اس کا رخ ملا علی کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔ ۲۔ ایں ہمہ علم نبی آخرت است صرف عالم ناسوت کی تعمیر اور ترقی کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری منزل ہے۔ ہر۔ یہ علم چند رموز زندگی کے لئے ہیں ان کو یہ حق فلاسفہ رموز سے تعمیر کرتے ہیں۔ گنجیاں۔ افس لوگ۔ عالمِ عالم۔ طریقت اور اس کے منازل دل اور صاحب دل جانتا ہے۔ مہاصل وہ رموز کہلانے کے حق ہیں۔

تنگ بود آتخانہ و آں وصف زفت
وہ گھر تنگ تھا اور وہ مفت ہوتی تھی
خروشود چوں جان او بے آں شود
جسم کی جان پر لٹکا منت کے بغیر ہو جاتی ہو گھبرا جاتا ہے
جسم گروہ جان چوں او بے جاں شود
جان جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے
ایں سخن حق ست و صوفی گفته است
یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے
در جہاں باریک کاریہا گند
دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے
آں ز حیوانے دیگر ناید پدید
وہ دوسرے حیوان سے رخصا نہیں ہوتے ہیں
دُرہا از قعر دریا یافتن
موتیوں کو دیا کی گہرائی سے پانا
یا نجوم و علم طب و فلسفہ
یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
رو بہ فتم آسمان بر نیستش
ان کا رخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے
کہ عباد بود گاؤ و اشترست
جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے
نام آں کردند ایں گجیاں رموز
ان آفتوں نے ان کا نام رموز رکھ لیا
صاحب دل داند آئرا یاوش
اس کو صاحب دل یا اس کا دل جانتا ہے

وصف جبرئیلی در ایشاں بود رفت
جبرئیل دلی مفت ان میں تھی چلی گئی
مردہ اگر وہ شخص کو بیجاں شود
جو شخص بے جان ہوتا ہے مردہ ہو جاتا ہے
ذرا غ گروہ چوں پئے زانغاں رود
انسان کو بن جاتا ہے جب کوئی کا اتباع کرتا ہے
زانکہ جانے کال ندارد ہست پست
چونکہ وہ جان جو وہ مفت نہیں رکھتی پست ہے
اوز حیوانہا فزوں تر جاں گند
وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے
مکروہ ۲ تلبیہ کہ اوتاند تنید
جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے
جامہائے زر کشی را یافتن
زر دہی کے کپڑے بننا
خردہ کاریہائے علم ہندسہ
علم ہندسہ کی باریک صنعتیں
کہ تعلق باہمیں نیستش
کیونکہ ان کا تعلق ہی دنیا سے ہے
ایں ہمہ علم نبی آخرت است
یہ سب اسطبل کی تعمیر کا علم ہے
بہر استقبالی حیواں چند روز
چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے
علم راہ حق و علم منزلش
راہ حق کا علم اور اس کی منزل کا علم



۱ ترکیب۔ یعنی عقل و شہوت کا اجتماع حیوان لطیف۔ یعنی انسان۔ نام۔ جب انسان روح حیوانی کھم بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن پاک میں پہلوگوں کے بارے میں فرمایا گیا۔ **وَلَوْ لَفُكَّ عَنْ أَفْوَاجِهِمْ** وہ چوپائوں کی طرح ہیں۔ نقطہ۔ روح انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوتی ہوئی ہے روح حیوانی۔ بیدار عقل اور مقصدیات ہے اسی طرح غافل ہے جسے کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے حواس کو عقل کے مقصدیات کے برعکس کام میں لائے۔ نقطہ۔ جب ان میں بیداری آئے گی تو ان کو حواس کے اٹا ہوجانے کا احساس ہوگا۔

۲۔ چھوٹے۔ نیند سے بیدار ہو کر انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے تھے اس غل۔ قرآن پاک میں ہے **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ** ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں اٹا لائے بہتر کہ اویسے لوگوں کی محبت سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے چاند صبح کی المودیت سے جدلی اعتبار کرتی تھی کہ میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانک۔ کیا انسان بدترین مخلوق ہے اس لئے کہ اس میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اس کو جلا کیونکر حیوانات میں استعداد ہی نہیں ہے بلکہ وہ بہت میں معصہ ہیں۔

۳۔ زور۔ جب انسان نے استعداد کو ختم کر دیا تو جو خدا استعمال کرے گا مزید صفاقت کا سبب بنے گی کہ گر بلا وہ بھلا نواں سکتا اور بیوقوفی کے ازالہ میں مفید ہے لیکن وہ اٹا اثر کرے گا۔

پس دیں ترکیب حیوان لطیف
پس اس سستی اور بھگی ترکیب سے پاکیزہ حیوان
نام کالا نعام کرداں قوم را
اس روح سے عزم قوم کا نام جانوروں جیسے کر دیا
روح حیوانی ندارد غیر نوم
حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے
نقطہ آمد نوم حیوانی نماوند
بیداری آئی تو حیوانی نیند نہ رہی
ہم جو حسن آنکہ خواب آں را زلزلہ
اس کی حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر دیا
لا جرم اسفل بود از سافلین
لا حملہ وہ نچلوں میں نچلا ہو گا
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت
باز حیوان را چو استعداد نیست
پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے
زور چو استعداد شد گال رہبرست
جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو راہنما ہے
گر بلا در خورد او انہوں شود
اگر بھلاؤں کھائے گا وہ انہوں بن جائے گا
ماندیک قسم دگر اندر جہاد
ایک دھری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

آفرید و کرد باداںش کیف
پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا
زانکہ نسبت گو بیقظہ نوم را
کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے
جسہائے منعکس دارند قوم
یہ لوگ الے حواس رکھتے ہیں
العکاس حسن خود از لوح خواند
تو اس نے بخشی سے اپنے حس کا اٹا ہونا پڑھ لیا
چوں شد او بیدار عکسش رونمود
جب وہ بیدار ہوا اس کو اس کا اٹا پن واضح ہو گیا
ترک او گن لا احب الا سفلین
اس کو چھٹا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں
بودش از پستی و آزا فوت کرد
پستی سے اس کو بھگی اور اس نے اس کو ختم کر دیا
عذر او اندر بھیگی روشنیست
حیوانیت میں رہنے کا اس کا عذر واضح ہے
ہر غذائے کو خورد مغز خرست
جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے
سکتہ و بے عقلیش افزوں شود
اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی
نیم حیواں نیم حی بارشاو
جو آدھی حیوان، آدھی بھلایت زندہ ہے

۱۔ ایک قسم۔ یہ عام مومنین کی قسم ہے جن کا نفس نفس لواہم ہے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و دن کی تکلف میں رہتی ہے پہلا کردہ جس کا بیان یک کردہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا ان کا نفس نفس مطمئنہ ہے دوسرا کردہ جس کا بیان قسم دیگر باخراں مفتی شدہ میں تھا اس کا نفس نفس اتارہ ہے اس تیسرے کردہ کی تکلف کو مجنوں اور اس کی آوٹھی کے قصہ سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ اندک کشش کردہ چالش اولش با آخرش
 وہ دن رات جنگ نہ کشش میں ہے اس کا ایک اس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

۱۔ خود شریف عورت یعنی
 لیلیٰ۔ کہہ گھڑے کا بچہ مولانا نے
 یہاں لوت کا بچہ مراد لیا ہے۔ بچو
 مجنوں۔ مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا
 کہ لیلیٰ آ رہی ہے تو وہ اس کے
 استقبال کے لئے چلا جس لوتی پر
 سوار ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ گیا
 راستہ میں اس کی لوت لوتی کی شکست

شروع ہوئی۔ ح۔ آواز

۲۔ میل۔ مجنوں چاہتا تھا کہ لوتی
 آگے بڑھے تاکہ لیلیٰ کا وصال
 حاصل ہو۔ میل۔ لوتی۔ لوتی گھر کی
 طرف لوٹنا چاہتی تھی تاکہ بچہ کے
 پاس پہنچے۔ یک دم مجنوں کی ذرا سی
 غفلت ہوئی تو وہ لوتی پیچھے کو ہٹ
 جاتی۔ عشق۔ چونکہ مجنوں کا جسم عشق
 سے پر تھا اس لئے وہ لوتی کی اس
 حرکت سے بہوش ہوا جاتا تھا۔
 مراقب۔ انسان کی عقل اس کے کام
 کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں
 بے عقل ہو چکا تھا۔

۳۔ ناتھ کو ہوش تھا وہ جب دیکھتی
 کہ اس کی مہاراجیسی نے فوراً سمجھ جاتی
 کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی
 طرف چل پڑی۔ چل۔ خود۔ جب
 مجنوں کو ہوش آتا تو وہ دیکھتا کہ لوتی
 میلوں پیچھے واپس ہو گئی ہے۔

چالش عقل بانفس ہجوں تنارع مجنوں با ناتھ و میل مجنوں
 عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا لوتی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا
 سوئی تڑہ ۱۔ و میل ناتھ سوئی گڑہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوئی
 میلان شریف زادی کی طرف اور لوتی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہل میری
 نَاقَتِيْ خَلْفِيْ وَقَدْ اَمِي الْهَوٰی وَاِنِّيْ وَاَيَا هَا لَمُخْتَلِفَانِ
 لوتی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے ہیں اور وہ دونوں مختلف ہیں

ہجوں مجنوں در تنارع باختر
 جیسا مجنوں لوتی کے ساتھ مقابلہ میں تھا
 ہجوں مجنوں اندوچل ناتھ اش لقیں
 وہ لگ بھگ مجنوں اور اس کی لوتی کی طرح ہیں
 میل ۲۔ مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں
 مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب روانہ ہے
 یک دم ارجمٹوں زخود غافل بدے
 اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہو جاتا
 عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
 چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پر تھا
 آنکہ او باشد مراقب عقل بود
 جو گمراہ ہوتی " عقل تھی
 لیک ناتھ بس مراقب بود و پست
 لیکن لوتی بہت گمراہ اور پست تھی
 فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ
 وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
 چوں بخود باز آمدے دیدے زجا
 جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

گہ شتر چر بیدو گہ مجنوں خُر
 کبھی لوتی غالب آ گئی اور کبھی آواز مجنوں
 می کشد آں پیش و پس واپس بکس
 وہ آگے کو کھینچتا ہے اور یہ ضد سے پیچھے کو
 میل ناتھ پس بے گڑہ اش رواں
 لوتی کی خواہش پیچھے کو بچہ کے لئے دھڑلی ہے
 ناتھ گردیدے و واپس آمدے
 لوتی لوت جاتی اور واپس آ جاتی
 می نبودش چارہ از بخود شدن
 اس کے لئے بہوش ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا
 عقل را سودائے لیلیٰ در رُود
 جو عقل کو لیلیٰ کا عشق لے اڑا تھا
 چوں بدیدے او ہمار خویش سُست
 جب وہ اپنی مہارو ڈھیلا دیکھتی
 رُوسپش کردے بگڑہ بے درنگ
 بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف رخ کر دیتی
 کو سپش رفتہ است بس فرسنگہا
 وہ میلوں پیچھے لوت گئی ہے

دوسرے روزہ رہ بدیں احوالہا
 تین روز کے راستہ پر ان احوال میں
 گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقین
 بولا اے فوٹی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں
 نیستت بروقتی من مہر و مہار
 تیری محبت اور مہر میرے موافق نہیں ہے
 ایں دو ہمہ یکد گرا را ہزن
 یہ دو راستہ کے ساتھی ایک دوسرے کے ہزن ہیں
 جاں ۲ زنجیر عرش اندر فاقہ
 جان عرش کی جلائی میں فاقہ میں ہے
 جاں کشاید سوی بالا بالہا
 جان اوپر کی جانب بازو کھلتی ہے
 تا تو باشی با من اے مردہ وطن
 اے وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ رہے گی
 روزگارم رفت زیں گوں حالہا
 اس قسم کے احوال میں میری عمر گزر گئی
 خطوتینے بود ایں رہ تا وصال
 وصال تک یہ راستہ دو قدم کا تھا
 راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
 راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہو گئی
 سرنگوں خود راز اشتر در فلند
 اس نے اپنے آپ کو لوندھا فوٹی سے گرا دیا
 تنگ شد بروے بیابان فراخ
 اس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا
 آخنال اقلند خود را سوی پست
 نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو ایسا گرایا

۱۔ سابلہ مجنوں اس تین روزہ
 مسافت میں ہی حالت میں گئی سال
 رہا گفت۔ پھر اس نے سوچا کہ دو
 متضاد سمتوں کے عاشقوں کا باہمی
 سفر طے نہ ہو سکے گا۔ ایں دو ہمہ
 فوٹی مجنوں کا راستہ کھٹا کر رہی ہے
 بالاخر مجنوں نے فوٹی کو چھوڑا اور چل
 پڑا۔ مگر مولانا فرماتے نہ چھوڑے
 وہ بھی گمراہ رہتا ہے۔
 ۲۔ جاں۔ جان اور جسم کی بھی
 خواہشات جدا گانہ ہیں ان دونوں کا
 ساتھ نہیں ہو سکتا۔ غارتوں کا تھوڑا
 کا جھاڑ۔ جاں۔ جان کی پرواز عالم بالا
 کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر
 رہنے کی ہے۔ تا تو۔ جب تک انسان
 کی روح جسم کے ساتھ رہے گی
 مقصد حاصل نہ ہو گا۔ مردہ
 وطن۔ عاشق وطن۔
 ۳۔ روزگارم۔ مجنوں نے کہا اس
 شکست میں میرا وقت ضائع ہوا ہے
 وہ میدان جس میں چالیس سال تک
 نئی اسرائیل چکر کاٹنے رہے تھے اور
 شام کو وہی جگہ پر ہوتے تھے جہاں
 سے حج کو چلے تھے خطوتین۔ دو
 قدم۔ شتر۔ مکر۔ جیل۔ سرنگوں۔
 مجنوں نے پھر اپنے آپ کو اپنی پر
 سے سر کے بل گرا دیا۔ سنگارخ۔
 پھر لی ڈھن۔

پلی را بر بست و گفتا گویا شوم
اس نے پاؤں کو باندھا اور بولا گیند بن جاؤں گا
زیں کند نفریں حکیم خوش دہن
خوش کام حکیم اس لئے نفرت سمجھتا ہے
عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
گویی شومی گرد بر پہلوی صدق
گیند بن جا، سچائی کے پہلو پر لڑھک
کایں اسفرزین پس بود جذب خدا
کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہو گا
آچنیں سیر یست مستثنیٰ از جنس
اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جداگانہ ہے
آچنیں جذب بست سے بر جذب عام
عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
قصہ کوتہ کن برائے آل غلام
اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے

در خم چو گالش غلطاں میروم
اس کے بل کے موڑ میں لڑھکا ہوا جاؤں گا
بر سوارے گو فرو ناید ز تن
اس سوار پر جو جسم سے نیچے نہ اترے
گئی گشتن بہر او اولیٰ بود
اس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے
غلط غلطاں در خم چوگان عشق
لڑھکا لڑھکا عشق کے بلے کے موڑ میں
وال سفر بر ناقہ باشد سیر ما
اور اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہو گی
کال فرود از اجتناد جن وانس
کیونکہ وہ جن وانس کی کوشش سے بڑھا ہوا ہے
کہ نہادش فضل احمد والسلام
جس کو احمد کے فضل سے قائم کیا ہے والسلام
کہ سویی شہ بر بنشہ است او پیام
جس نے بادشاہ کو پیغام لکھا

نبشتن سہ آل غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سویی بادشاہ
مختومہ لکھنے پر بادشاہ کو اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

رقعہ پر جنگ و پڑہستی و کیں
ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرا ہوا
کالبکہ نامہ است اندر وے نگر
جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
گوشہ رو نامہ را بکشا، بخوال
گوشہ میں جا خط کو کھول، پڑھ
گر نباشد در خور آں را پارہ کن
اگر مناسب نہ ہو اس کو پھاڑ دے

می فرستد پیش شاہ نازنیں
نازک مزاج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے
ہست لائق شاہ را آنگہ بیر
کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر لیجا
ہیں کہ فرش ہست در خور شہاں
دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
نامہ دیگر نویس و چارہ کن
دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر

۱۔ گو گیند حکیم سبلی رحمت اللہ
علیہ عشق مولیٰ اللہ کا عشق لیلیٰ کے
عشق سے کم نہیں ہے جب جنوں
لیلیٰ کے عشق میں فانی کوئی ہو کہ سکا
جو خدا کے عشق میں جسم کی ساری کو
یقیناً خیر باد کہہ دینا چاہیے گئی
شوم اللہ کے راستہ میں گیند بن جاوے
لڑھکا ہوا اس کے ہر بات تک پہنچ جاوے
۲۔ کایں سفر اس سفر میں رفتا تو
کوشش کرے گا پھر اللہ کی جانب
بے کشش شروع ہو جائے گی۔
آچنیں۔ جذب خداوندی سے جو قدر
ہو گی وہ محض عطا خداوندی ہے
آچنیں۔ یہ خدائی جذب عام جذب
نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو
جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو
آنحضرتؐ کی مہربانی نے قائم کیا ہے اور
ان کے جانشینوں کو حاصل ہے
۳۔ نبشتن۔ غلام کی انتہائی
حاجت تھی کہ اس نے غصہ سے بھر لیا
خط لکھا اور وہ بھی نازک مزاج بادشاہ
کو پہنچی۔ جس میں اپنی بڑائی
جسالتی۔ کالبکہ۔ مولانا نے یہاں سے
اور شاہی مضمون شروع کر دیا کہ تیرا جسم
بجز لڑاس غلام کے خط کے ہے اس
میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق اوصاف
ہیں یا نہیں۔

لیک فتح نامہ ۱ زبِ مدال
لیکن جسم کے خط کو کھٹا آسان نہ سمجھ
نامہ بکشانوں چہ دشوارست و صعب
خط کو کھٹا بہت جلد اور سخت ہے
جملہ بر فہرست قلع گشتہ ایم
ہم سب فہرست پر قلع ہو گئے ہیں
باشد آں فہرست دلمے عامہ را
وہ فہرست عوام کے لئے جاں ہے
باز گن سر نامہ را گردن محتاب
خط کے عنوان کو کھل من کو نہ مڑ
ہست آں عنوان چو اقرار زباں
وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے
کہ موافق ہست با اقرار تو
کہ وہ تیرے اقرار کے مطابق ہے
چوں جو الے بس گرنے می بری
جب کہ تو بہت بھاری بھالے جا رہا ہے
کہ چہ داری در جو ال از تلخ و خوش
کہ تو اپنے بھروسے میں کیا چیز لڑی ہو کیا مٹی رکھتا ہے
ورنہ ۲ خالی گن جو الت راز سنگ
ورنہ پتھر سے اپنے بھروسے کو خالی کر لے
در جو ال آں گن کہ می باید کشید
بھروسے میں وہ بھروسے جو لے جانا چاہیے
زشت نبود کاں جو ال پُر زریگ
کیا یہ ہمارے نہیں ہے کہ یہ بہت سے بھرا ہوا
چوں نمی تانی کہ پر لعش گنی
اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

۱ نامہ تن: جسم کے اس خط کو کھٹنا
اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زب:
آسان۔ کلمہ زب: اپنے جسم کے
خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں
عوام کو اپنے دلوں کے دلوں کا
احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ یعنی ہم
نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر
بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات
ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کر
لیتے ہیں۔ باشد: یہ عنوان عوام کو
پہنچانے کا جاں ہے۔ وہ خط کے
مضمون کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھے
ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے
ہیں۔

۲ باز گن: خط کے مضمون کو
پڑھنا چاہیے۔ ہست ایمان کا زبانی
اقرار عنوان ہے اصل ایمان دل میں
ہے کہ موافق یا اگر صرف زبانی اقرار
ہے اور قلبی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق
ہے۔ چوں: جب تو یاشلہ کے
سامنے خود میں کوئی بھرا ہوا ہالے جا
رہا ہے تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں
کیا چیز ہے۔

۳ ورنہ: اگر یاشلہ کے مناسب
نہیں ہے تو بھرا خالی کر لے اور اس
میں وہ بھر لے جو یاشلہ کے مناسب
ہو۔ زشت: یہ بری بات ہوگی کہ تو
معمولی ریت کا بھرا بھر کر لے
جائے۔ چوں نمی تانی: اگر انسان
اپنے جسم کو اخلاق حسنہ سے نہیں بھر
سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاق مذیلہ
سے خالی ہو۔

ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیال
ورنہ ہر آدمی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا
کارِ مردانِ ست نے طفلانِ لعب
بہلہوں کا کام ہے نہ کہ کھٹنڈے بچوں کا
زانکہ در حرص و ہوا آہستہ ایم
کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں
تا چنناں دانند متن نامہ را
حتیٰ کہ خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں
زل سخن واللہ اعلم بالصواب
اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے
متن نامہ سینہ را گن احتیال
سینہ کے خط کے مضمون کو آزما لے
تا منافع وار نبود کارِ تو
تاکہ تیرا کام منافق نہ ہو
زاں نیاید کم دروے بنگری
کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے
گر ہی اندو کشیدن را بکیش
اگر لے جانے کے قابل ہے، لے جا
باز خر خود را ازیں پیکار و تنگ
اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچالے
سوی سلطاناں و شہانِ رشید
بجملے طوک اور شاہوں کی جانب
می کشی و باشد آں ہم مردہ ریگ
تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو
ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی
غلط ما بہتر ہے نسبت میں لکھتے تھے جس کی ہم مضبو

حکایت آل فقیہ باز دستار بزرگ و آنکہ دستارشن بر بود و بانگ و نعرہ
اس فقیہ کی حکایت جو بڑی بگڑی ملا تھا اور اس کی جو بگڑی ایک لے گیا اور
فقیہ کہ باز گن و بنیں کہ چہ می بری آنگاہ بیر
فقیہ کا پکانا اور لکھنا کہ اس کو کھل اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے تب لے جا

یک فقیہی ژندہا ۲ بر چیدہ بود در عمامہ خویش در پیچیدہ بود
ایک فقیہ نے چھترے چنے تھے اور اپنی بگڑی میں لپیٹ لئے تھے
تا شود زفت و نماید آل عظیم چوں در آید سوی محفل در حطیم
تا کہ وہ سوئی ہو جائے اور بڑی نظر آئے
ژندہا از جاہا پیراستہ ظہر دستار چوں خلتہ بہشت
مختلف کپڑوں کے چھترے جڑے تھے
بگڑی کا ظاہر بہشت کے جڑے کی طرح تھا
یارہ یارہ دلق ۳ و پیبہ و پوتیش
گلے گلے گدڑی اور روٹی اور پوسن
رہی سوی مدرسہ کردہ صبح
اس نے صبح صبح مدرسہ کا رخ کیا
در رہ تاریک مردے جامہ گن
اندھے راستہ میں ایک کپڑے اتارنے والا شخص
در ریود او از سرش دستار را
وہ اس کے سر سے بگڑی لے اڑا
پس فقیہش بانگ برزد کالے پسر
فقیہ نے اس کو آواز دی لے بیٹا!
آچنیں کہ چارہ پڑہ می پری
توجہ اس طرح چار پڑوں سے اڑا رہا ہے
باز گن آل را بدست خود بمال
اس کو کھل اپنے ہاتھ سے نٹول

۱۔ حکایت اس حکایت کا خلاصہ
یہ ہے کہ اس فقیہ کا دستار کو غلط چڑوں
سے ٹھیک اس قدر برا تھا کہ آتش کن
یعنی اس بگڑی کو کھل کر دیکھ اس
میں کیا ہے
۲۔ ژندہا پرانے چھترے
حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر
عمدت نہیں ہے۔ غلہ۔ کپڑوں کا
جڑول۔
۳۔ دلق۔ گدڑی۔ فیس۔ مفلون۔
صبح۔ صبح۔ توجہ۔ غرضانہ۔ جلتہ
گن۔ کپڑے جھینٹنے والا۔ پوسن۔
یعنی اپنا ہاتھ رکھانے کے لئے کارول
یعنی اپنی ضرورت پوری کرے۔ چار
پڑہ۔ چار پڑوں سے اڑنا یعنی بہت
تیز بھاگنا۔ آل ہدیہ۔ یعنی دستار
کہ دم حلال۔ یعنی میں نے تجھ سے
دستار بخش دی۔

چونکہ بارش کرواں گوی گریخت
صد ہزاراں ژندہ اندر رہ بریخت
ج بھاگ رہا تھا جب اس نے اس کو کھلا
لاکھوں چھترے راستہ میں بکھر گئے
زال عمامہ زقت نالایست او
ماندیک گز کہنہ در دست او
اس کی اس موتی ہلکد پگڑی سے
ایک گز پھٹا کپڑا اس کے ہاتھ میں رہ گیا
برز میں زدر خرقہ را کالے بے عیار
زیں دغل مارا بر آوردی زکار
چھترے کو زمین پر چٹا کہ لے تالاق
اس فریب سے تو نے ہمیں کام سے روک دیا
ایں چہ مکرست و چہ ترویرست و شید
کہ فگندی مر مرا در قید صید
یہ کیا عمر ہے کہ اور فریب ہے اور دعا ہے؟
کے تو نے مجھے شکار کے پھندے میں پھنسا دیا
شرم ناید مر خرا زیں ژندہا
از دغل بفگندیم اے پر دعا
ان چھتروں سے تجھے شرم نہ آئی
فریب سے تو نے مجھے پھنسا دیا لے دعا باز
گفت بنمودم دغل لیکن خرا
از ع نصیحت باز کفتم ما جرا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے
خلوں سے میں نے قصہ بتا دیا

نصیحت دنیا مر اہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را
زبان حال سے دنیا دلوں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جستجو کرنے
و افسوں بوفاجویندگان
والوں کو اپنی بیوفائی دکھانا

چنیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
عیب خود را بانگ زد بہ حملہ گفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفت ہے
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
اندیس کون و فساد اے اوستاد
آں دغل کون و نصیحت وال فساد
اے استاد اس بتاؤ اور بگاڑ میں
بتاؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
کون سی گوید بیامن خوش یم
وال فسادش گفت رومن لاشیم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
اے زخوی بہراماں لب گزراں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
اے بہراماں تیری رونق سے ہونٹ کاٹنے والے
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
روز دیدی طلعت خورشید خوب
مرگ او را یاد گن وقت غروب
تو نے دن میں صبح کا حسین چہرہ دیکھ لیا
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

۱۔ نالایست۔ یعنی بیکار۔ ماند۔ یعنی
اندک کے چھترے بکھر گئے اور ایک گز
پھٹا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ ہڈیوں میں
اس چھترے کو زمین پر چٹا کہ لے تالاق
پھینک دیا اور فقیر بنادیا۔ ہول زکار۔
یعنی اگر میں اس پگڑی کی فکر میں نہ
پڑتا تو اور کئی مفید چوری کر لیتا۔
قید صید۔ شکار کا پھندا۔ بفگندی۔
افگندی۔ مر۔

۲۔ از نصیحت۔ یعنی تجھے نصیحت
دینا کا لایکن آخر میں تو میں نے تجھے
سب سمجھا دیا۔ نصیحت۔ دینا بھی
ابتداء کر کرتی ہے، لیکن آخر میں اپنے
عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندیس۔
دنیا عالم کون و فساد ہے یعنی اس کے
کاموں میں بتاؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی
بتاؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب
ظاہر کر دیتا ہے۔

۳۔ کون۔ دنیا کا بتاؤ اپنی طرف
کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی
ظاہر کرتا ہے۔ لاشیم۔ میں کچھ نہیں
ہوں۔ لب گزراں۔ انسان موسم بہار
کی رنگینیاں پر تعجب کرتا ہے اس کی
خزاں کو بھی غور رکھنا چاہیے۔ روز۔
دن کی صبح کا چہرہ حسین ہوتا ہے
غروب کے وقت اس کے چہرے پر
مردنی چھایا جاتی ہے۔

بدر را دیدی بریں خوش چار طاق
تو نے حسین خیمہ پر چھوئیں کے چاند کو دیکھ لیا
لود کے از حسن شد مولائے خلق
ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا
گرتن سیمیں بٹال کردت شکار
اگر چاندی جیسے ہوں کے جسم نے تیرا شکار کر لیا ہے
اے بدیدہ لو تہائے چرب خیز
اے مدنی غذاؤں کے دیکھنے والے اٹھ
مر نجبت را گو کہ آں خوبیت گو
نجات سے صیافت کر کہ وہ تیری خوبی کہل ہے؟
بر طبق گو عشوہ و نرمی و نعت
طشت پر تیرا زمانہ از لہ نرمی اور عادت کہل ہے؟
گوید او آں دانہ بدمن دام آں
وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جال ہوں
بس اناں رشک استلواں شدہ
بہت سی انگلیں استلواں کے لئے باعث رشک ہوتی ہیں
زرگس چشم خمار ہچمو جال
جان جیسی مست آنکھ کی زمرگس
حیدرے کا نندہ وصف شیراں رود
وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں جاتا ہے
طبع تیز وہ بین محترف
پیشہ مرک وہ بین تیز طبیعت کو
زلف و تعد مشکبار عقل بر
مشکبار زلف اور ہوش رہا ٹھوگر والے بال
خوش ہیں کنش زاول با کشاد
اس کے ہٹاؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے

خسرتش را ہم نہیں اندر محاق
گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی لکھ لے
بعد پیری شد خرف رسوائے خلق
بڑھاپے کے بعد بڑھا بے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا
بعد پیری بین تھے چوں پتنبہ زار
بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روٹی کا کھیت ہے
فصلہ آں را نہیں در آبریز
پاخانہ میں ان کا فضلہ دیکھ لے
آں فریب و حسن و مرغوبیت گو
وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہل ہے؟
بر سب کو جلوہ و نغری و لوت
چگری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہل ہے؟
چوں شدی تو صید شد دانہ نہاں
جب تو شکار بن گیا دانہ چھپ گیا
در صناعت عاقبت لرزاں شدہ
دستکاری میں لیکن انجام کار وہ کانپی ہیں
آخر عیش بین و آب ازوے چکاں
بالآخر چند ہی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا
آخر او مغلوب موشے می شود
آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے
چوں خیر پیرش نہیں آخر خرف
بڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے
آخر او دم زشت پیر خر
انجام میں بڑھے گدھے کی بھدی دم ہیں
واخر آں رسوائیشن بین و فساد
اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور فساد کو دیکھ لے

لے چار طاق۔ چوکشہ خیمہ زلونی
یہاں آسمان مراد ہے محاق۔ چاند کا
گھٹاؤ۔ لود کے وہی لڑکا جو اپنے حسن
کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا ہے
بڑھاپے میں بڑھا بے عقل ہو کر رسوا
ہوتا ہے پتنبہ زار روٹی کا کھیت یعنی
بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آ
جاتے ہیں۔

اے بدیدہ وہی مدنی غذاؤں
جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب
فصلہ بن کر بیت انگلیاں چھتی ہیں تو
نا قابل دید ہوتی ہیں۔ نجبت۔ یعنی
فضلہ۔ سب کو لڑکی۔ نغری۔ گھوڑ۔
وہ فضلہ زبان حال سے کہتا ہے وہ
میری پہلی حالت جال کا دانہ تھی جب
تو چھپ گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا
ہے۔ بس اناں۔ رشکار کی وہی
انگلیاں جو بھی فن کے استادوں کے
لئے باعث رشک تھیں بڑھاپے میں
کانپنے لگتی ہیں۔

زرگس۔ جوانی کی مست زمرگی
آنکھیں بڑھاپے میں چند ہی ہو جاتی
ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے
خیز۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے
میں بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے خرف
پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھا بے عقل۔
جعد۔ ٹھوگر والے بال خوش غرضکہ دنیا
کے ہٹاؤ کے بعد بگاڑ ہے انسان کو
اسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

زانکہ او نمود پیدا دام ل را
 کیکہ اس نے جل کو ظاہر کر کے دکھا دیا
 پس مگو دینا بتر ویرم فریفت
 پس تو نہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے لہلہا
 طوق زریں و حمال بین ہلہ
 خبر دلا سونے کے گہن بند لہ پر تلوں کو دیکھ
 ہچمیں ۲ ہر جوو عالم می شمر
 اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
 ہر کہ آخر میں خر او مسعود خر
 جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے وہ زیادہ نیک بخت ہے
 روی ہریک چوں مہ فاخر بنیں
 فخر ہرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
 تاباشی ۳ ہجو پلیس اعورے
 تاکہ تو شیطان کی طرح کاٹا نہ بنے
 دید طین آدم و نیش ندید
 اسے آدم کو مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
 فصل سہمرداں برزناں لے و شجاع
 اے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
 ورنہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر
 فصل مرداں برزناں حالی پرست
 اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 مرد کا ندر عاقبت بنی خم ست
 جو مرد انجام پر نظر رکھے میں خیزھا ہے
 از جہاں دو بانگ می آید بھد
 دنیا سے وہ مختلف آوازیں آتی ہیں

۱۔ دام۔ دنیا کا نگار ظاہر کر دیتا ہے
 کہ اس کا بھوکا انسان کے لئے حال
 ہے خاص یعنی نا تجرب کار مس گم
 انسان کا یہ عذر بیکار ہے کہ دنیا نے
 فریب دیا۔ طوق۔ ہی چیزیں جو دولت
 کا باعث ہیں ان کا انجام جانی ہے
 نہیں۔ تمام اجزاء عالم کا یہی حال
 ہے ان کی ابتداء و تہا سے اور انجام لگا کر
 پر ہے ہر کہ دنیا کی چیزوں کے
 انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت
 ہے آخر۔ چہ جس میں جانور کو
 گھاس دان کھلایا جاتا ہے مگر وہ
 مردود ہی رہتا۔ روی۔ ہوتی ہے
 ۲۔ تاباشی۔ یعنی ہر چیز کے آغاز و
 انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح نہ
 کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان
 نے حضرت آدم کا ایک جزو دیکھا
 دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا
 روح کو نہ دیکھا۔
 ۳۔ فصل۔ مردوں۔ مردوں کو
 عورتوں پر فضیلت مردوں کی
 عاقبت۔ بنی کی جہ سے ہے ورنہ
 طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر
 انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہوتا
 چاہیے تھی۔ میرے چچا۔ حالی
 پرست۔ یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا
 تان۔ پر نظر نہ کرے۔ خم۔ خیزھا۔
 جہاں۔ دنیا کے عروج اور زوال سے
 عبرت حاصل کرنے کی نصیحت
 شروع کی ہے۔ بھد۔ یعنی دونوں
 متضاد آوازیں ہیں۔

پیش تو برگند سبکت خام را
 تیرے سامنے کچھ کی موٹھ نوج دی
 ورنہ عقل من زماش می شگفت
 ورنہ میری عقل اس کے جل سے آرام پاتی؟
 غل و زنجیرے شد دست و سلسلہ
 طوق لہ زنجیر لہ بیڑی بن گیا
 اول و آخر در آرش در نظر
 اس کے اول لہ آخر کو نظر میں لے آ
 ہر کہ آخر میں خر او مطر و خر
 جو جزو کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
 چونکہ اول دیدہ شد آخر بنیں
 جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے، انجام بھی دیکھ لے
 نیم بیند نیم نے چوں اترے
 وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں باقی کی طرح
 انجہاں دید آنجہاں بنیش ندید
 اس جہاں کو دیکھا ان کو اس جہاں کا دیکھنے والا نہ سمجھا
 نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
 طاقت اور کمالی اور جانیہ کی جہ سے نہیں کیا ہے
 فضل بودے بہر قوت لے عمی
 فضیلت ہوتی اے میرے چچا! طاقت کی جہ سے
 زان بود کہ مرد پایاں میں تراست
 اس لئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
 اوزاہل عاقبت چوں زن کم ست
 وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے
 تاکد امیں را تو باشی مستعد
 دیکھنا ہے کہ تو کونسی کے لئے مستعد ہوتا ہے

۱۔ آں یکے دنیا کی نمانندگی کی
آواز سے مثنوی خواب غفلت سے
بیدار ہوتے ہیں۔ ہاں اگر دنیا کے
جلاوطن اہل کی آواز پر بدبخت فریفتہ
ہوتے ہیں۔ بانگِ خارِ دنیا کے
زوال اور عروج کی آواز سن پھر زوال
کی آواز پر عمل کر من شکوفہ زوال کی
آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم
ہونے والی ہے۔

۲۔ بانگِ شکوفہ دنیا کی رونق اپنی
طرف بلاتی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے
کہ میرے قریب نہ آں۔ اے اگر
انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا
ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ غلے غلغلا
ہو جاتا ہے۔ حاضر۔ یعنی دنیا کہتی
ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود
ہوں۔ آخر ہم دوسری آواز سنتی ہے کہ
دنیا کے انجام کو دیکھ لے۔

۳۔ حاضری میری موجودہ
صورت مکر اور قریب ہے آغاز کے
آئینہ انجام دیکھ لے جہاں میں شمع
کی کام کو اختیار کر لینے کا نام خود
تلاش، ناقابل اے خنک۔ وہ شخص
قابل مہربان ہے جو آغاز میں انجام کو
دیکھ لے۔ خانہ خالی اگر انسان نے
صرف آغاز کی پکاری تو وہ اس کے
دل میں گھر کر کے گی پھر وہ انجام کی
آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ گوزہ نو۔
انسان جب آغاز پر فریفتہ ہو جاتا ہے
تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ کوا بڑن اگر
پیشاب کو جذب کر لے تو پھر پانی اس
کو پاں نہیں کر سکتا۔ درجہ ان نظام
عالم جذب اور جذب اب بر قائم ہے ہر
چیز کی دوسری کو اپنی طرف پھینکتی
ہے کفر کفر کا فرد کو اپنی طرف پھینکتی
ہے جس کیوں کو اپنی طرف پھینکتی ہے
یہ مثنوی نقش ہے۔

واں دگر بانگش فریب استقیا
اس کی دوسری آواز بدبختوں کے لئے فریب ہے
بعد از اں شو بانگِ خارش را گرو
اس کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا
گل بریز دمن بمانم شاخِ خار
پھول جھڑ جاتا ہے میں کانٹوں کی شاخ رہ جاتی ہوں
بانگِ خار او کہ سوی ماکوش
اس کانٹے کی آواز ہے کہ ہلکی جانب آنے کی کوشش کر
کہ حُب از ضدِ محبوب ست کز
کیونکہ عاشق مثنوی کے مخالف سے بہرہ ہے
بانگِ دیگر بنگر اند اند خرم
دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ
نقشِ آخرز آئینہ اول بہ میں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے
آں دگر را ضد و نادر خورد شدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا
کش عقول و مسموع مرداں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں
غیر آتش کثر نماید یا شکفت
اس کے علاوہ اس کو نیزھی نظر آنی گی یا عجب
آں خبث را آب نتواند برید
اس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا
گفر کفر را و مرشد را رشد
کفر، کافر کو ہدایت، ہدایت یافتہ کو

آں یک بانگش نشور استقیا
اس کی ایک آواز متقیوں کو جگانے والی ہے
بانگِ خار و بانگِ اشکوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچہ کی آواز سن
من شکوفہ خادم اے فخر کبدا
اے بیوں کے غنچہ میں غنچہ کا کانٹا ہوں
بانگِ ۲ اشکوفہ کہ اینک گلفروش
اس کے غنچہ کی آواز ہے کہ یہ گلفروش ہے
ایں پذیرفتی بماندی زان دگر
تو نے اس کو قبول کر لیا دوسری سے رہ گیا
آں یکے بانگ اینکہ اینک حاضرم
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا اہل لعل ہے
حاضری ۳ ام ہست ہمچوں مکر و کیں
میری موجودہ حالت مکر اور کینہ جیسی ہے
چوں یکے زیں دو جواں اندر شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا
اے خنک آں گوزہ اول آں شنید
مہلک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی
خانہ خالی یافت جارا او گرفت
اس نے خالی گھر پلا جگہ پر قبضہ کر لیا
گوزہ نو گوبہ خود بولے کشید
وہ کھا پیلا میں نے پیشاب جذب کر لیا
در جہاں ہر چیز چیزے می کشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو پھینکتی ہے



تا تو آہن یا گہی آئی بشت

تاکہ تو لہا ہو یا گہاں جاں میں آجئے

ور گہی بر کھربا بری تخی

اگر تو گہاں ہے تو کھربا پر چکر کاتا ہے

لا جرم شد پہلوی فجار جاد

لاحدہ بلکوں کے پہلو کا پڑی بنا

لا جرم شد پہلوی ہر خار خوار

لاحدہ ہر کانٹے کے پہلوں میں ذیل ہوا

ہست ہماں پیش سبلی بس رجم

ہماں سبلی کے نزدیک خت ملعون ہے

جان موسیٰ جاذب سبلی شدہ

حضرت موسیٰ کی جان سبلی کو کھینچنے والی بنی

معدہ آدم جاذب گندم آب

آدم کا معدہ کھیں پانی کو کھینچنے والا ہے

بگر او را کوش سازید ست لام

اس کو دیکھ لے جس کو اس نے چیشا بٹا ہے

تبادل جستیش پیدا شود

حق کر اس سے اس کی جنیت ظاہر ہو جاتی ہے

شیر خراز نیم زیرینہ رسد

گدھے کا دودھ نچے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے

کھربا ہمست و مقناطیس مست

کھربا بھی ہے اور مقناطیس بھی

برد مقناطیس ار تو ہنی

اگر تو لوہے تو مقناطیس لے گیا

آں یکے چوں نیست با اختیار

جو شخص نیکیں کا دست نہیں ہے

آں یکے را صحبت خار اختیار

ایک کو کانٹے کی صحبت پسند ہے

ہست موسیٰ پیش قبطی بس ذمیم

حضرت موسیٰ قبطی کے نزدیک برے ہیں

جان ہماں جاذب قبط شدہ

ہماں کی جان قبطی کو کھینچنے والی بنی

معدہ خرگہ کشد در ابتداب

گدھے کا معدہ ہضم کرنے میں گہاں کو کھینچتا ہے

گر تو شناسی کسے را از ظلام

اگر اندھیرے کی جگہ سے تو کسی کو نہ پہچانے

ز اس کہ ہر کرہ بے مادر رود

کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے

آدی را شیر از سینہ رسد

آدی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے

۱۔ کھربا ظاہری کشش بھی دیکھ لے کھربا کھینچتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ ہر دم میں جی صلاحیت ہوئی اس طرف تہاں کشش ہوئی۔ آں یکے اگر نیکیں کی طرف کشش نہیں ہے تو بڑوں کی طرف کشش ہوگی۔ خلد یعنی برائی۔

۲۔ ہست موسیٰ قبطی یعنی فرعون کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی طرف کشش نہیں۔ وہ اس کو برے معلوم ہوتے ہیں۔ قبطی اسرائیلی حضرت یعقوب کی نسل کی کشش ہماں یعنی فرعون کے وزیر کی طرف نہیں۔ وہ اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ معدہ خرگہ کے معدہ میں گہاں کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی صحت اختیار کرنے کے لئے ان کی کشش کو دیکھو کہ کس طرف ہے۔ اگر ان کی کشش کا تم نہیں جانتے تو ان کے کشش کی کشش کو دیکھ کر اچھا برائی کا فیصلہ کرو۔

۳۔ ز اس کہ ہر کرہ جس باہم جس پہاڑ کبوتر با کبوتر باز با باز آئی۔ انسان چونکہ اشرف و اخلاوقات ہے اس کی غذا بیان کے اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے۔ گدھے کو اشل حصہ سے غذائی

ہے۔ عارف چونکہ عارف باللہ اشرف اخلاوقات میں قرار دیا گیا ہے اس کو غذائے اللہ کی جانب سے ملتی ہے حضور ﷺ اور صدیقین کو اللہ سے غذا حاصل ہوتی ہے۔

بیان آنکہ عارف را غذائیت از نور حق کہ لیسٹ عند ربی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ حدیث ہے میں اپنے

یُطْعَمُنِي وَيَسْقِيْنِي وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خدا کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھاتا ہے اور آغوشِ رحمت میں لے کر لیتا ہے اور

أَبْلَانِ الصَّالِحِينَ أَيْ فِي الْجُوعِ يَصِلُ طَعَامُ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ

بھوک خدائی خدا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بلان یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

۱۔ عدل۔ شعر قسمت کیا ہر چیز کو
قسام بول نے جو غصہ کہ جس چیز
کے قاتل نظر آیا اس عیب اس عیب
میں کسی پر جرمی نہ ہوا اس کی پر غلہ نہ
ہو۔ پشیمانی اپنی صلاحیت کے
اعتقاد سے جب انسان ہر کام کرتا
ہے تو اس کو شرمندگی ہوتی ہے اگر
جرم ہو تو پھر کام پر شرمندگی نہ ہوتی
چاہیے تمہاری۔ ظالم، مظلوم کا
تمہاں نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا تمہاں ہے ہر ذوق دیتا ہے
صحبت دیتا ہے۔ روز اب اس
مضمون کو ختم کر دینا چاہیے بہت
وقت گزر گیا اور مضمون ناتمام رہا۔
حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ہمارے
خداوندی میں آنا جانا ہو اپنی حالت کو
بہ نظر رکھو

۲۔ خطاب۔ جن لوگوں کو میں
جانب اللہ خدا حاصل ہوتی ہے ان
کے باقاعدہ گروہ کا تذکرہ شروع کیا
ہے۔ اعتماد و اتقاسے۔ مضبوط
بھروسہ۔ فائستے۔ یعنی پھولی شے۔
جانب بانی کا بلبل۔ خطاب خیمہ کا
رستہ۔ رزق۔ مکاری۔ یعنی مکاری کی
مکاری کھلی کی کوئی ہے جس کو رزق
راستہ ملے نہیں کیا جاسکتا۔ ہے
حاصل۔ نتیجہ یہ کہ

۳۔ زائدہ دنیا۔ یعنی دنیا وارہ۔
زواں کا رخ بھی گدی کی طرح
ہے۔ بڑے۔ نیکی۔ مستتر۔ دامن۔ وہ
پیغمبر اہل اللہ میں بھی باہمی مخالفت
نہیں ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کا مال
یعنی مجھے نہیں چھینتے ہیں۔ کے
شود۔ عالم آخرت کی نعمتیں باقاعدہ
زواں ہیں اور اس کی خوشی بھی تم سے
تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

اس عجب کہ خیر نے ظلم نیست
یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بودے کے نگہبانی بودے
ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ مارا روز کے گنجی بود
ہمارے روز کی دن میں گنجی کہاں ہے؟
دُرُگَر وَاللّٰہُ اعْلَمُ بِالْصَّوَابِ
غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطابِ مایا مغروران دنیا و گرفتارانِ نفس

دنیا سے ہو کر کہاں والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکرہ اعتمادِ ولتے
ایک فاق کے فریب اور چالوسی پر
آخر آں خیمہ است بس ولتے طنباب
یقیناً وہ خیمہ کزہ رسیوں والا ہے
راہ نتواند دیدن رہر وال
راستہ چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گرچہ رو آرد بتو آں رو قفاست
اگرچہ تیری طرف رخ کرے وہ چہرہ گدی ہے
تا ابد وہ عہد و پیمان مستمر
ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں
معجزات از ہمدگر کے بستند
آپس میں ایک دوسرے کے مجھے کب چھینے ہیں؟
شادی عقبی نگرود اندھاں
آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

عدلی قساست قسمت کر نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم ہے
خیر بودے کے پشیمانی بودے
جبر ہوتا تو شرمندگی کب ہوتی؟
روز آخر خد سبق فردا بود
شام ہو گئی، سبق کل ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و درلیاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں

اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے
قبہ بر سناختی از حباب
تو نے بلبلے کا قبر بنایا ہے
زرق چوں برق سست اندر نور آں
مکرم برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں
ایں جہان ولتے او بیجاصل اند
یہ دنیا اور دنیا وار بے نتیجہ ہیں
زائدہ سے دنیا چو دنیا بے وفاست
دنیا کی پیدل دنیا کی طرح ہے وفا ہے
لہل آں عالم چو آں عالم زہر
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی وجہ سے
خود دو پیغمبر بہم کے صد شدند
دو پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟
کے شود پڑ مرده میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

نفس بے عہد ست دل و کشتی ست
نفس بے وفا ہے اس لئے گرہن زہنی ہے
نفسہا را الاق ست اس انجمن
نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے
نفس اگر چہ زیرک ست و مردہ داں
نفس اگرچہ ذہین اور فکرتہ داں ہے
آب وحی حق بدیں مردہ رسید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا
تانیید ۲ وحی زو غرہ مباحش
جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ آئے اس سے ہو کر نہ کما
بانگ وصیت جو کہ آں داخل نشد
وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گم نام نہ ہو
آں ہنر ہائے دقیق و قال و قیل
ہنر ہنر اور قیل و قال و قیل
روقی و طاق و طرب و سحر شال
ان کی روقی اور شان و شوکت اور جلاو
سحر ہائے ساحراں داں جملہ را
سب کو جلاو گروں کے جلاو سمجھ
جلاو ۳ یہارا ہمہ یک لقمہ کرد
اس نے ان سب جلاوں کو ایک لقمہ بنا لیا
نور ازال خوردن نشد افزون و بیش
اس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا
در اثر افزوں شدہ در ذات نے
اثر میں اضافہ ہوا ' ذات میں نہیں

اُو دنی و قبلہ گاہ اُو دنی ست
وہ کمینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کمینہ ہے
مردہ را در خود بود گور و کفن
گور و کفن مردے کے لئے مناسب ہوتا ہے
قبلہ آں دنیا ست اُور مردہ داں
اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مردہ سمجھ
شد ز خاک مردہ زندہ پدید
مردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا
توبداں گلگو نہ طاق بقاش
اس کی عمر مراد ہو کے فارے سے
تاب خورشیدے کہ آں آفل نشد
اس صبح کی جمع چاہ جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے
قوم فرعون اندر اجل چوں آب نیل
فرعون کی قوم میں موت دیائے نیل کی طرح ہے
گرچہ خلقاں را گشد گردن کشاں
اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں
مرگ چوبے داں کہ آں شد اژدہا
موت کو وہ عسا سمجھ جو اژدہا بنا
یک جہاں پر شب بد آں را صبح خورد
ایک دنیا رات سے بھری تھی جس کو صبح نے نکل لیا
بل ہمال سان ست کو بودہ است پیش
بلکہ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا
ذات را افزونی و آفات نے
ذات کے لئے بڑھاؤ اور گھٹاؤ نہیں ہے



۱ نفس۔ دنیا دار نفس کے تابع
ہیں اور وہ بے وفا ہے لہذا دنیا دار بھی
بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ۔ نفس کا قبلہ گاہ
نیش و مجور ہے۔ دنی۔ کمینہ۔ گور
کفن۔ دنیا کا وہ مقلعہ جس میں ذکر و
نگر نہ ہو۔ قبر ہے نفس۔ دنیا دار خود کتنا
بے ذہن ہو جب وہ آخرت سے
غافل ہے مردہ ہے۔ آب وحی۔
دنیا کو جب بھی ہدایت میسر آتی
ہے تو یہ سمجھو کہ مردہ زندہ ہو گیا ہے۔
۲ تانیید۔ نفس انسان کو کھوکھلی
جتلا کرتا ہے اور یقین دلاتا رہتا ہے کہ
عمر مراد ہے اس لئے سب سے پہلے اس کا موقع
نے فی الحال دنیا کے حشرے اڑا دیے۔
گلگو نہ۔ غار۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش
کر جو کسی گم نام نہ ہو اور وہ فوراً حاصل کر
جس کے لئے غروب ہو جاتا نہیں
ہے اور وہ اللہ حق کے پاس ہے اس
ہنر ہائے۔ دنیا کے تمام ہنر اور بحث و
مباحثہ مجملہ فرعون کی قوم کے ہیں اور
ان کے لئے موت مجملہ دیائے نیل
کے ہے۔ روقی۔ اس دنیا کی روقی اور
شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی
طرف کھینچتی ہے لیکن موت ان کے
لئے حضرت موسیٰ کی لاشی سمجھو جس
نے جلاو گروں کی جلاو گری کو نکل لیا
تھا۔
۳ جلاو یہاں اسی طرح موت ان
تمام ہنر مندوں کو نکل جائے گی۔
یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اس
منجر سے دنیا کی تار کی چھٹ گئی
تھی اور خداوندی اس تار کی کو نکل
گیا تھا۔ نور۔ خدا کے اس نور مطلق
میں اس تار کی کو نکل جانے سے کوئی
اضافہ نہ ہوا۔ پہلے ہی کامل و مکمل تھا
تماشا نہ کا ایمان لاتا خدا کی صفائی میں
اضافہ نہیں کر سکتا۔

ایک۔ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے
پہچانے میں نشانوں میں اضافہ ہو
جائے۔ کُنْتُ كُنْتُ مَنْخِيَا
فَاُخْبِتُ اَنْ اَعْرِفَ فَاُخْلَقُ
اَلْخَلْقُ میں ایک چھپا خزانہ تھا جس
نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں
نے مخلوق پیدا کی۔ شانِ دو۔ ذات
اور نشانوں کے اضافہ میں فرق ہے
ہست کی ذات میں اضافہ اس کی
دلیل ہے کہ پہلے وہ باہر تھی ذات
قدیم حدوث اور نقصان سے بالا
ہے۔ نکتہ۔ اگرچہ یہ مضمون دقیق
ہے لیکن تو سننا کہ اللہ بخشنے کی توفیق
دے گا۔

ع تفسیر۔ اس سے یہ بھلا ہے
کہ معارف اور حقائق کے کھٹے اللہ کی
توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔
گفت موی۔ حضرت موی کے
ڈرنے کی وجہ جاہلوں یا سناہلوں کا
خوف۔ تہ بندہ یہ تھا کہ لوگ مجھے
اور جلاہ میں فرق نہ کر سکیں گے۔ گفت
حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل حل فرما
دی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر طرف سمجھ کی
مشکلات کو حل فرما دیتا ہے
معجزات۔ عصا اور بیضا کے
معجزے اور جلاہ میں فرق سمجھا دوں
گا۔

ع دیدہ۔ عظم۔ مؤمنین کے ایمان
میں اضافہ کر دوں گا استقامت ایمان سے
محروم رہے گے۔ گرچہ ان ساتروں
کا جتن و خرش سب کا نور ہو جائے گا
اور غلبہ تمہارا ہو گا۔ مولانا فرماتے
ہیں اس دور میں جلاہ گر کی بہت زیادہ
باعث فخر تھی۔ لیکن عصا کے معجزے
کے بعد وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا۔

انچہ اوّل آل بُود اکنوں نشد
جو کچھ پہلے نہ تھا اب بھی نہ ہوا
درمیانِ ایں دو افزو نیست فرق
ان دونوں اضافوں میں فرق ہے
تا پدید آید صفات و کار او
تاکہ اس کی مفت اور صنعت کا ظہور ہو
گو بُود حادث بعاجتا علیل
کردہ حادث ہے اور علتوں کی وجہ سے ناقص ہے
لیک بشنو تو مقالاتِ دقیق
لیکن تو باریک باتیں سننا رہا

تفسیر ۲ آیہ فُلُوجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ
ہیں موی اپنے دل میں ڈرے ہم نے کہا تو نہ ڈر
اِنک انت الاعلیٰ
یقیناً تو اعلیٰ حیات کی تیر

چہ گنم کاس خلق را تمیز نیست
میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے
عقل بے تمیز را بنا گنم
بے تمیز عقل کو بصورت دے دوں گا
عقل را در دیدنش فائز گنم
عقل کو ان کے دیکھنے میں قائل فخر بنا دوں گا
کو سازم جاہل نا چیز را
ناچیز جاہل کو اندھا بنا دوں گا
موسیا تو غالب آئی لا تخف
اے موی! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو
چوں عصا شد مار آتہا گشت عار
جب لاشی ساپ بنی وہ ذات بن گیا

حق را بجاو جہاں افزوں نشد
دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں اضافہ نہیں ہوا
لیک افزوں شد اثر را بجاو خلق
دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا
شد فرمئی اثر اظہار او
نشان کی زیادتی اس ذات کا اظہار ہوئی
ہست افزوں ہر ذاتے دلیل
ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے
نگتہ شد باریک اینجا اے رفیق
اے دوست اس مقام پر نکتہ باریک ہو گیا

گفت موی سحر ہم حیراں گئے ست
حضرت موی نے کہا جلاہ بھی حیران کن ہے
گفت حق تمیز را پیدا گنم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دوں گا
چونکہ معجزات را ظاہر گنم
جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کر دوں گا
دیدہ ع عظم عقل بے تمیز را
بے تمیز عقل کو بیگانہ بخش دوں گا
گرچہ چوں دریا برآوردند گف
اگرچہ وہ دریا کی طرح جھگ ٹکال رہے ہیں
بُود اندام عہد خود سحر افتخار
جلاہ اپنے زمانہ میں باعث فخر تھی

ہر اے کسے را دہیٰ حسن و نمک
ہر شخص کو حسن اور ملاح کا دہی ہے

سحر رفت و معجز موسیٰ گذشت
جلاو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ بھی گذر گیا

بانگ طشت سحر جو لعت نماوند
جلاو کے طشت کی آواز لعت کے سوا نہ رہی

چو لمحک پنہاں شد است لازم روزن
جب مردوں زن سے کوئی چھپ گئی ہے

وقت انست محک چل غائب است
تیرے لئے شئی بھلنے کا وقت جبکہ کوئی غائب ہے

ہر دم عزت عزے و نازے در فرزد
ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا

قلب می گوید ز نخوت ہر دم
کھٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے

زر ہی گوید بلے اے خولجہ تاش
سنا کہتا ہے ہاں ' اے دوست!

مرگ ستن ہدیہ است برا صاحب داز
جسم کی موت راز دانوں کا تحفہ ہے

قلب اگر در خویش آخر میں بدے
کھٹا ' اگر اپنا انجام میں ہوتا

چو شدے اول سیہ اندر لقا
اگر شروع میں سیہ رو ہو جانا ملاقات کے وقت

کیسے فصل را طالب بدے
بزرگی کی کیسیا کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد نمکھا را محک
موت کا پتھر ملاحتوں کی کوئی ہے

ہر دو را از بام بود افتاد طشت
دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگ طشت دیں بجز رفعت نماوند
دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوا نہ رہی

در صفا آ قلب انکول لاف ذن
اے کھول! میدان میں آ جا ب شئی بھل

می برندت از غریزی دست و دست
تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

چو لمحک آمد چرا گشتی کبود
جب کوئی آ گئی تو کالا کیوں ہو گیا؟

اے ذر خالص من از تو کے کم
اے خالص سونے میں تجھ سے گھٹیا کب ہوں؟

لیک می آید محک آمادہ باش
لیکن کوئی آ رہی ہے تیرے تیار ہو جا

زر خالص را چہ نقصان سل گاز
خالص سونے کا گانتی سے کیا نقصان

آں سیہ کا خرشد او اول شدے
جوسیہ روئی آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

دور بودے از نفاق واز شقا
نفاق اور بدبختی سے دور ہو جاتا

عقل او بر زرق او غلب بدے
اس کی عقل اس کے مکر پر غالب ہوتی

اس کی عقل اس کے مکر پر غالب ہوتی

۱۔ ہر اے کسے ہر زمانہ میں ایک ہنر
باعث فخر رہا ہے لیکن معجزے کے
ساتھ ساتھ ہنر پڑ گیا ہے حضرت موسیٰ
کے دور میں طب جوان کے دم کرنے
کے معجزے سے ماند پڑی حضور کے
دور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن
سے ماند پڑ گئی۔ بود وجود طشت۔
طشت از بام افغان مشہور ہو جانا۔
بانگ جلاو گری کی شہرت بصورت
لعت اور معجزے کی شہرت بصورت
رفعت و بلندی پائی ہے محکم۔
کوئی قلب بھلا۔

۲۔ ہر دم عزت کے لئے وہی اسی
وقت تک رہتی ہے جب تک کوئی نہ
ہو کوئی کے بعد وہ بے وقوف ہو جاتا
ہے یہی حال معجزوں کے مقابلہ
میں ان ہنرمندوں کا ہول قلب۔
جب کوئی نہ ہو تو کھڑتا کھرے کی
برابری کا دعویٰ کرتا ہے خولجہ تاش۔
ایک آکا کے دو غلام باہی خولجہ تاش
کہلاتے ہیں۔

۳۔ مرگ تنہا ہر اولیاء کے
موت ان کے لئے اللہ کے قرب کا
سبب ہے۔ گاز۔ گانتی۔ سدا کی سونا
کترنے کی پٹنی۔ قلب۔ بدکار جو
آخرت میں نعمت اٹھائے گا اگر وہ
عاقبت میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں
پر نعمت کا اظہار کر دیتا چوں
شدے۔ اگر گناہ گارے گناہوں پر
زندگی میں نام ہو جاتا تو آخرت میں
نفاق اور بدبختی سے نجات پاتا۔
فصل۔ یعنی قیہ کر کے اللہ کی رحمت کا
امیدوار بن جانا۔



چوں اشکستہ شد سے ز حال خویش

جب وہ اپنی حالت پر رنجیدہ ہوتا

عاقبت را دید او اشکستہ شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ دل ہوا

فضل میہا را سویی اکسیر راند

اللہ کے فضل نے تانبے کو کیمیا کی جانب بدل کر دیا

اے زر اندود وہ ممکن دعویٰ نہیں

اے ملع شہد دعویٰ نہ کر ، دیکھ

نور محشر چشم شاں بینا کند

قیامت کا نور ان کی آنکھوں کو بینا کر دے گا

مگر آتہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو مد نظر رکھا ہے

مگر آتہارا کہ حالی دیدہ اند

ان کو دیکھ کہ جنہوں نے موجود کو دیکھا ہے

پیش سہالی میں کہ جہل مست و شک

موجود کو کیسے ملے کے لئے جہالت اور شک میں ہے

صبح کاذب صد ہزاراں کارواں

صبح کاذب نے لاکھوں قافلوں کو

صبح صادق را طالب گن اے عزیز

اے پیادے صبح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کلیا کر نکش ہے جس کے لئے غلطی میں جھک کر نہ لا سکتا ہو

باز رو سویی غلام و تقبش

غلام اور اس کے رقبہ کیسے کی طرف واپس چل

جلد اشکستگاں دیدے بہ پیش

دل ٹوٹے ہوؤں کو جھڑنے والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند دردم بستہ شد

ٹوٹنے کو جھڑنے والے کی طرف فوراً جڑ گیا

آل زر اندود واز کرم محروم ماند

وہ ملع شہد کرم سے محروم ہو گیا

کہ نمائد مشتریت علیٰ چنین

کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی خرا رسوا کند

تیری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا در شک دیدہ اند

جہالت کے لئے حسرت جانکھوں کے لئے ہوش و شک ہیں

سیر فاسد ز صل سیر بیدہ اند

فاسد از ، اصل راز سے کتر لیا ہے

صبح صادق صبح کاذب ہر دو یک

صبح صادق اور صبح کاذب دونوں ایک ہیں

داد برباد ہلاکت اے جواں

اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تاز صدق او شوی صاحب تمیز

تاکہ تو اس کی چٹائی کے ذریعہ تمیز دا بن جائے

ولے آل جاں کش محک و گار نیست

اں جاں پر معیت ہے جس کے پاس کھلی ہوئی گار نہیں ہے

کو سویی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقبہ شہ کو لکھتا ہے

۱ چوں شکستہ جب انسان اپنے

گناہوں پر تادم ہوتا ہے تو رحمت

خداوندی اس کی دل شکنی کو رفع کر

دیتی ہے عاقبت۔ جس نے آخرت

کو پیش نظر کر لیا رحمت خداوندی اس

کی دشگیری کرتی ہے۔ مسہارہ لوگ

جو نگاہ نہیں پاکسیر۔ یعنی مغفرت۔

زر اندود۔ منافق۔ بدعتی شیخ

۲ اے زر اندود۔ بدعتی شیخ کو

خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ

اپنے ہی اندھے منہ سے گے کہ تیری

حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔ چشم بندی۔ نظر

بندی۔ مگر۔ تو ان لوگوں کے رتبہ

جنہوں نے آخرت کا حیلان رکھا

عوام کی جان اور آنکھ کے لئے باعث

رہش ہیں۔ مگر۔ ان بدعتی پیروں

کی طرف نہ دیکھ انہوں نے اصلی

معارف میں سے کچھ چیزیں کھڑی

ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے

۳ چوں حالی ہیں۔ دنیا دل کو

چھوٹے شیخ اور بچے میں فرق نظر

نہیں آتا ہے صبح کاذب۔ قافلہ اگر

صبح کاذب کو صبح صادق سمجھ کر چل پڑتا

سے غلط جاتا ہے اسی طرح چھوٹے

شیخ کی پیروی سے انسان تباہ ہوتا

ہے صبح صادق۔ بچے شیخ کے اتباع

سے صبح نظر حاصل ہوتی ہے

نیست۔ دنیا میں ہر کھری چیز کی

صحت میں ایک کھلی چیز ہوتی ہے

جس میں ابتداء کی صلاحیت نہ ہوں

کی تباہی ہے۔ زجر۔ گناہ۔ چھوٹے

شیخوں کے لئے تنبیہ کہ وہ انبیاء اور

اولیاء کی پیروی کریں۔

زجر کردن مدعی را از دعویٰ و امر کردن او را بمتلاصحت انبیاء و اولیاء

چھوٹے بدی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۔ یوسلیم۔ یعنی مسیلمہ کذاب جس نے پیام میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کے پیروں گئے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حضرت حبشہؓ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہو جانا آخر ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ اس قلابی نبوت اور رہنمائی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھلی پیروی کر اور اس شیخ کو پیشرو بنائے۔ حصر جمع۔ یعنی دنیا کا مل جمع کرنے والا۔

۲۔ شہ۔ سچا آئی رہنمائی کرے گا اور تجھے بتائے گا کہ اس طرف تباہی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گرجو اہی۔ بھولوں کی محبت لا محلا مفید ہے۔ بھلے میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ گرجا۔ ان جھوٹے شیعوں نے شیعوں کی باتیں مٹ لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں اگر کوئی بدہد کی بولی سکھ لے تو اس کے پاس وہاں سلیمانی کہیں ہے اور وہ پیغام کہیں ہے جو بدہد نے پیغمبر کو سنا میں جا کر دیا تھا۔ قضا ایک خوش آواز پرندہ جو قضا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور نکھر کھاتا ہے اس لئے اس کو سنگ خواہ کہتے ہیں۔

۳۔ بانگ۔ حقیقی پردوں سے اڑنے والے اور فرضی پرگانے والے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور ہد کے تاج میں فرق ضروری ہے۔ بے حلیاں۔ ان جھوٹے شیعوں نے بزرگوں کی کچھ باتیں سکھ لی ہیں جن کے ذریعہ عوام کو بھنساتے ہیں۔ ہر ہلاکت پہلی آفتوں پر ہلاکت اسی جہ سے آئی کہ انہوں نے سچ رہنا اور غلط رہنا پس اختیار نہ کیا۔ یوسفیہ۔ ان کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن

یوسلیم! گفت من خود احمد
مسیلمہ، کذاب، بولا میں خود پیغمبر ہوں
یوسلیم را بگو کم گن بطر

مسیلمہ کذاب اسے کہہ دے کہ اگر نہیں
اس قلابی وزی ممکن از حرص جمع
ہوت جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر
شمع ۲ مقصد را نماید ہنچو ماہ

شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے
گر بخو اہی یا بخو اہی با چراغ
خدا تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے
گرچہ ایں زاعاں و غل آفر وختند
اگرچہ ان کوں نے مکر کا چراغ روشن کیا ہے
بانگ بدہد گریہ موزد قضا

کوئی اگر بدہد کی بولی سکھ لے
بانگ ۳ پر رستہ زپر بستہ بدال

کلمے پہلے کہہ دینے سے پہلے کی آواز سے پہچان لے
حرف در ویشاں وکلتہ عارفان

فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے
ہر ہلاک اُمت پیشیں کہ بود

پہلی آفتوں کی جو تباہی ہوئی
بود شاں تمیز کاں مظہر گند

ان میں قوت تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
ان میں قوت تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے

کوئی کورال ز رحمت دور نیست
انہوں کو اندھا پن رحمت خداوندی سے دور نہیں ہے

دین احمد را بفن برہسم زوم
میں نے احمد کے دین کو تدبیر کے ذریعہ تباہ کر دیا
غزہ اول مشو آخر نگر

ابتدا سے ہو کر نہ کھا انجام کو دیکھ
پس روی گن تاروی در پیش شمع

ابتدا کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے
کایں طرف دانہ است یا خود و امگاہ

کہ اس جانب نہ ہے یا جاں کی جگہ
دیدہ گرد و نقش باز و نقش زانغ

باز کی صحت اور کوئے کی صحت نظر آ جاتی ہے
بانگ بازار سفید آفر وختند

سفید بازاروں کی بولی سکھ لی ہے
راز بدہد گو و پیغام سبا

بدہد کا راز اور سبا کا پیغام کہیں ہے
تاج شہاں راز تاج بدہد اں

شاہوں کے تاج کو بدہد کے تاج سے ممتاز کر لے
بستہ اند ایں بے حلیاں بر زباں

ان بے حیائیوں نے زبان پر باندھ لئے ہیں
زانکہ جنل را گماں برزند عود

اس لئے ہوئی کہ جنل چتر کو انہوں نے اگر سمجھا
لیک حرص و آز کوہ و کر گند

لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے
کوئی حرص ست کاں معدوم نیست

لالچ کا اندھا پن ہے جو باعث عذر نہیں ہے
ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوئی اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اس کی دھجیری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معدومیت قابل معافی ہے۔

ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوئی اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اس کی دھجیری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معدومیت قابل معافی ہے۔

۱۔ چار میخ جس کو سزا دی جاتی تھی اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیکھلے سے جکڑ دیئے جاتے تھے حامدی انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے سزاوارہ تکلیف میں مبتلا ہوا تو اس کی سزا نہیں ہوتی ہے بلکہ گلوئی یعنی ملحق کی بری حالتیں ہوا دیدہ اللہ نے وہ آنکھیں اس کے لئے ہی ہیں کہ انسان آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف دنیا پر نظر رکھے وہ گویا ایک آنکھلا ہے چوں بہائم جانورائے انجام سے بے خبر ہے گویا ایک آنکھلا ہے۔
۲۔ چلن اور جسم ان اشعار میں یہ بیان مقصود ہے کہ انسان کی آنکھ کو حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے جس کی وجہ انسان کی انجام دہی ہے۔ آنکھوں کی ہلاک کرنے کی مصرت میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تباہ ہونا ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تباہ ہونا ہے نصف قیمت اگر جانور کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اس جانور کی نصف قیمت کا تباہ ہونا دیکھو گا کیونکہ حیوان کی دو آنکھیں اپنا کام کرنے میں انسان کی آنکھ کی تین گنی ہیں لہذا آنکھ کا پورا نفع اسکو جارا آنکھوں سے پچاسا ہے یعنی خود اس کی دو آنکھوں اور انسان کی دو آنکھوں سے تو اس کی دو آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔
۳۔ درکن انسان دو آنکھوں سے پورا نفع حاصل کرتا ہے جس کی ایک آنکھ پھوڑنا گویا آنکھ کا نصف دیت ضائع کرتا ہے لہذا اس کو نصف پیہ دینا ہوگا۔ جالہ یعنی لاد شریعت چشم خر گدھا چونکہ انجام میں نہیں ہے لہذا اس کی دونوں آنکھیں بمنزل ایک آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانا ہے خفیف یعنی خفیف النعل۔ رشیف۔ رول۔ یعنی ملاوٹہ مخ۔

چار میخ حامدی مغفور نے حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے بد گلوئی چشم آخر بینت بست ملحق کی ہلاکت تیری جواب کو کیسے ملتا ہے نہ کرکے ہے ہیں مباحش اعور چو ہلیس لعین خبردار ملعون شیطان کی طرح کانا نہ بن چوں بہائم بنجر از پیش و پس جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو ہچو یک چشم ست کش نبو و شرف انسان کی ایک آنکھ طرح ہیں کیونکہ میں شرف نہیں ہے کہ دو چشمش راست مسند چشم تو کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے نصف قیمت لازم ست از جالہ مذہب کی وہ سے ادھی قیمت لازم ہے بے دو چشم یار کارے می کند یار کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے گرو چشمش ہست حکمش اعور ست اگر چہ اس کی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے می نویسد رقعہ در طمع رعیف روٹی کے لالچ میں رقعہ لکھ رہا ہے

چار میخ شہ زرجمت دور نے بادشہ کی سزا شفت سے وہ نہیں ہے ماہیا آخر نگو بنگر بہ شست اسے بھلا کائنات کو اچھی طرح دیکھ لے بادو دیدہ اڈل و آخر بینن دونوں آنکھوں سے دل لہر آخر کو دیکھ لے اعور آں باشد کہ حالی دید و بس کانا وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے چوں دو چشم گاو در جرم تلف نعل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سزا میں نصف قیمت اززد آں دو چشم او اس کی وہ دونوں آنکھیں ادھی قیمت کے لائق ہیں در کنی ۳ یک چشم آدم زادہ اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکل دے زانکہ چشم آدمی تنہا بخود کیونکہ انسان کی آنکھ اکیلی خود چشم خر چوں اولش بے آخر ست گدھا آنکھ اند چونکہ بغیر انجام کے کہنے کے ہے اس خن پایاں ندارد آں خفیف اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ بے عقل

بقیہ قصہ آل نوشتن غلام را بطلب اجرے روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیش مطہی کالے بجیل از میخ شاہ سخی کہ اسے سخی بادشہ کے مطبخ سے نکل کر نکلا وہ رقعہ لکھنے سے پہلے ملاوٹہ مطبخ کے پاس گیا



از جری ام آیش اندر نظر
میری مدی پر اس کو حیان ہو
نے برائے نخل وے تنگی دست
نہ کہ نخل مد تعلقی کی وجہ سے
پیش شہ خاک بہت ہم زر گہن
باشہ کے سامنے تو پانا سنا بھی مٹی ہے
او ہمہ زد کرد از حرصے کہ داشت
اس نے اس کی حرص کی وجہ سے جاس میں تھی سب کھد کر دیا
زد بے تشنوع و او سودے نداشت
اس نے بہت لعن طعن کی کوئی فائدہ نہ ہوا
گفت نے کہ بندہ فرمانم ما
اس نے کہا نہیں ہم علم کے غلام ہیں
بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
کمان پر طعنہ زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے
بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست
نبی پر الزام نہ لہر وہ خاک کی جانب سے ہے
پیشتر بنگر یکے بکشی چشم
آگے کو دیکھ ذرا آنکھ کھل
سوی شہ نبوشت خمیں رقعہ
غصہ سے بھرا خط باشہ کو لکھا
گوہر جود و سخائے شاہ سفت
باشہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پونے
در قضائے حاجات جو
ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کر نکالا ہے
گف تو خنداں پیاپے خواں نہد
تیری بھیلی سکرانی ہوئی ہے وہ پے خواں دیتی ہے

دور از و ز ہمت او کایں اقدر
اس کی ہر اس کی شان سے وہ ہے کہ اس قدر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است
اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہے
گفت ولینریست والدہ اس سخن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے
مطمئنچی وہ گونہ جغت بر فراشت
مطمئن کے طوطے نے اس لیلیں اٹھائیں
چول خری کم آمدش در وقت چاشت
ناشت کے وقت جب اس کو گم خوراک ملی
گفت قاصد می کنید لہ نہا شام
اس نے کہا یہ سب کچھ تم قصدا کرتے ہو
ایں مکیر از فرع ایں از اصل گیر
یہ شان کی جانب سے نہ کچھ بڑی کی جانب سے کچھ
ملومیت اذرمیت ابتلاست
جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا آزمائش ہے
آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم
اے اندھا پانی اصل سے گدلا ہے
شد ز غم و غم درون بقعہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا
اندراں رقعہ شہی شاہ گفت
اس نے اس رقعہ میں باشہ کی تعریف کی
کالے ز بحر و ابر افروز گفت تو
اے وہ کہ تیری بھیلی سندھو سے بڑی ہوئی ہے
زانکہ ابر انچہ دہد گریاں دہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے دلتے ہوئے دیتا ہے

۱۔ کایں قدر یہ کہ میری معمولی
بڑی کی طرف اس کو حیان ہو اور وہ
اس کے بارے میں کی کرنے کا حکم
نہ دلائی۔ یعنی بات باہر کے
لوگوں کی جانب سے ہے نہ کہ اس
رہا سنا بہت خالص ہو جاتا ہے وہ
غصہ یعنی طوطے کے ہر چہرہ
سمجھا کہ تیری بڑی شامی حکم سے کم
کی گئی ہے لیکن اس نے ایک دلیل نہ
ملی۔ نتیجہ لغت سلامت۔

۲۔ قاصد یعنی لے لے لے لے لے
سے کیا ہے فرع یعنی باشہ کا
علم اصل۔ یعنی باشہ بر کماں۔
تیر اور کمان خود کام نہیں کرتے ہیں
چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے
بارہم۔ جنگ بد میں آنحضرت نے
ایک مٹی کی پھینکی جس سے مخالف
سراسر ہو گئے قرآن پاک نے اس
کے پھینکنے کی نسبت آپ کی طرف کی
اور پھر اس کی مٹی بھی کر دی اس لئے کہ
اس وقت آنحضرت کو انتہائی قرب
حاصل تھا ابتلاست۔ جو لوگ قرب
فرائض سے متعلق ہیں وہ حقیقت و
جہاز کی بحث شروع کر دیتے ہیں۔

۳۔ یعنی چشم
۴۔ طوطے کے طوطے سے
جنگل کے بعد وہ غلام گھر میں گیا
اور باشہ کو پر عتاب خط لکھ کر دیا
یعنی مکان۔ کالے کر دے
قصائے حاجت یعنی لوگوں کی
ضروریات پوری کرنے کے لئے ان
کی ضروریات کی جستجو کرتا ہے
زانکہ ابر اہل باغ خواست رہا ہوا فیض
پہنچاتا ہے

ظہر رقعہ اگرچہ مدح بُود
اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
زال ہمد کا تو بے نورست و زشت
اس لئے تیرے تمام کام بے رفق ہر بعدے ہیں
رونق کارِ نساں کلبہ شود
کینوں کے کام کی رفق کوئی ہوتی ہے
رونق دنیا بر آرد زو کساد
دنیا کی رفق جلد کوٹ ظاہر کر دیتی ہے
خوش ۲ مگر وہ از مدیجی سینہا
جینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں
اے دل از کین و کراہت پاک شو
اے دل کینہ اور نفرت سے پاک ہو جا
بر زباں الحمد و اکراہ دول
زبان پر تعریف اور امد نفرت
وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم
تب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں

بوی! خشم از مدح اشرہا می نمود
خشم کی بوتریف میں سے آمار ظاہر کر رہی تھی
کہ تو دُوری دور از نور سرشت
کیونکہ تو فطری نور سے بہت دور ہے
ہچو میوہ تازہ زو فاسد شود
جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے
زانکہ ہست از عالم و فساد
کیونکہ وہ بنے اور بگڑنے والے جہاں کی ہے
چونکہ در مداح باشد کینہا
جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہوں
وانگہاں الحمد خواں چالاک شو
پھر تعریف کر اور تیز ہو جا
از زباں تلبیس باشد یا فسوں
زبان کا فریب ہو گا یا کر
من بظاہر من بیاطن ناظر م
ظاہر کو میں باطن کو دیکھنے والا ہوں

حکایت ۳ آں مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح می کرد
اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو اہد کی خاطر ممدوح کا شکر یہ لہا کرتا تھا اور اس
بُوئے اند وہ غم اندول او از خلافت لقی او ظاہر می
کے باطنی سرِ غم کی بواں کی گدزی کے پانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی
نمود کہ آں شکہ ہا ہمد لافست و دروغ
کہ مقام شکر پریشانی اور صحت ہیں

آں یکے بادلِ آمد از عراق باز پُر سیدند یاراں از فراق
ایک شخص عراق سے گدزی پہنے ہوئے آیا
گفت آری پُر فراق لا سفر
اس نے کہا ہاں جدائی تو تھی لیکن سفر
میرے لئے بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا

۱ بوی! خشم یعنی اس خط میں الفاظ
تو تعریف کے تھے لیکن ان میں سے
خشم کی بواں کی محکم زل انسان کے
اعمال اگر حسن نیت سے خالی ہوں تو
بے رفق ہیں جیسے کہ اس غلام کی
تعریف بھی سرشت خلقت
طینت میں تازہ تازہ پھل کو
رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں۔ زود
زود کا مخفف ہے۔

۲ خوش آکر دل میں صدمت ہو اور
زبان پر تعریف، بوی! کسی تعریف سے
ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے۔ اے
دل انسان دل کی صفائی کے ساتھ
الہ پر ہے اور تعریف کو تو تیزی
سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔
تلبیس۔ چھل، فریب، دھوکا دینا
بمذہب تلبیس۔ دل کا زخ
اس جیسے تلبیس کے درد اثر
گفتہ خدا۔ حدیث شریف ہے
لَا يَنْظُرُ إِلَيَّ صُورَتُكُمْ
وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَيَّ قُلُوبُكُمْ
وَأَعْمَلُكُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں
اور باطن کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے
دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا
خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف
کرنے والے کی زبان پر تعریفی
کلمات تھے بل شکر گزاری سے خالی
تھا۔ خلافت۔ کبھی عراق اس زمانہ
میں دار الخلافہ تھا۔ فراق۔ یعنی وطن
سے جدائی۔ مزہر۔ خوشگن۔

۱۔ اگر قریش۔ خلیفہ کے لئے دعا ہے شکر۔ اس نے خلیفہ کا بے حد شکر کیا اور تعریف کی۔ بگفتندش لوگوں نے اس سے کہا تیری خراب حالت اس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تن برہنہ تیرا نکال دیاں گاہی دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ۔ یعنی دھوپ سے۔ میر۔ یعنی خلیفہ بے توفیر۔ ہے عزت۔
۲۔ گز زبان۔ یعنی اگرچہ تیری زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن تیرے ساتوں اعضاء اس خلیفہ کی شکایت کر رہے ہیں۔ مرزا تو نیچے پاؤں اٹھائے۔ بلکہ اس عطا میں جو نہ ہو شلوار نہ مچلی۔ ایسا۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا۔ عقاد۔ دھولی۔ عمر۔ ملا۔ فقرا۔ عمر کی ہزاری کی دعا دیتے ہیں۔
۳۔ پس۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ مبارک ہو کہ دنیا کا قابل مال دے کہ عمر ملا حاصل کر لی لیکن تیرے دل میں وہیں کہیں اٹھ رہا ہے اور خوش کہیں ہے۔ صد کہت۔ جبکہ دل میں ناگوار ہیں کی غلطی ہو اور غم تو کسی خوشی کی نشانی کہیں ہوتی ہے۔ کوٹان عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضا مندی اور عشق میں تمام مل خیرات کیا ہے تو اس بات کی علامت تھ میں ہو پر ظاہر ہوئی چاہیے۔

کہ خلیفہ دادہ دہ خلعت مرا
کیونکہ خلیفہ نے اس شلوی جوڑے مجھے عطا کئے
شکر ہلو حمد ہا بری شمر د
شکر ہے اور تعریفیں شد کرتا تھا
پس بگفتندش کہ احوال نرشد
تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال
تن برہنہ سر برہنہ سوختہ
بدن نکال سر نکال جلا بھنا
گو نشان شکر و حمد میر تو
تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہیں ہے؟
گز زبانت مدح آل شہ می شد
اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے
در سخلی آل شہ و سلطان جود
اس سخلت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں
گفت من ایثار کردم آنچه داد
اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے خیرت کر دیا
بستدم بملہ عطا ہا از امیر
میں نے بادشاہ سے سب عطیات لے لئے
مال دام بستدم عمر دراز
میں نے مال دے کہ ہزار عمر خرید لی
پس بگفتندش مبارک مال رفت
تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا
صد کرامت در درون تو چو خار
تیرے اندر سیکڑوں ناگہلیاں کاغنے کی طرح ہیں
کو نشان عشق و ایثار روضا
عشق اور ایثار کا نشان کہیں ہے؟

کہ قریش! باد صد مدح و ثنا
خدا کرے بکلاں مدح و ثنا اس کی ساتھی بنیں
تا کہ شکر از حد و اندازہ بیر د
حتی کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا
بر دروغ تو گواہی می دہند
تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں
شکر را دوز دیدہ یا آموختہ
تو نے شکر کو چلا ہے یا سیکھا ہے
بر سر و بر پٹی بے توقیر تو
تیرے بے توقیر سر اور پائوں پر
ہفت اندامت شکایت میکند
تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں
مر ترا کفش و شلوارے نبود
تیرے لئے جوتا اور شلوار نہ تھی
میر تقصیرے مکرو از عقاد
میر تقصیر نے دھولی میں کوئی کی نہیں کی
بخشش کردم بر یتیم و بر فقیر
میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیے
در جزا زیرا کہ یوم پاکباز
بدلے میں کیونکہ میں پاکباز ہوں
چہست اندر باطنت اس دود و تقص
یہ وہاں اور خوش تیرے اندر کیسی ہے؟
کے بود لدہ نشان ابتشار
غم بہشت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟
گردست است آنچه گفتی ماضی
اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

خود گر تم ماں گم شد میل اگو
میں نے لیل چلا کیا خیرت کرنے کا میلان کہا ہے؟
چشم تو گر بند سیاہ و جاں فزا
اگر تیری آنکھ کالی ہو جانفزا تھی
گو نشان پاکبازی اے خرش
اے ترشوا پاکبازی کا نشان کہا ہے؟
صد نشان باشد دروں ایثار را
باہن میں ایثار کے سکھوں نشان ہوتے ہیں
مال در ایثار اگر گردد تکلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے
در زمین حق زراعت کردنی
اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھیتی کرنا
گر گردد ذریع جاں یک دانہ صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ سو نہ بنیں
اصل ارض اللہ قلب عارفست
اللہ تعالیٰ کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے
گر نہ زوید خوشہ از روضات ہو
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو
چونکہ اس ارض فنا ہے ربع نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدلہ کے نہیں ہے
ربع آں رانے حد و نے عد بود
اس کی پیدلہ کی حد و شد نہیں ہے
حمد گفتی گو نشان حامدوں
تو تعریف کی تعریف کرنے لگا علامت کہا ہے
حمد عارف مر خدا را است است
عارف کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے مست ہے

سئل اگر بگذشت جلی سئل گو
سلا ب اگر گذر گیا ہے سلاب کی جگہ کہا ہے؟
گر نماند او جانفزا ارق پرا
اگر وہ جانفزا نہیں رہی تو نیلی کیوں ہے؟
بوی لاف کر ہی آید شمش
بیچہ شچی کی بو آ رہی ہے چپ ہ
صد علامت ہست نیکو کار را
نیکو کار کی سکھوں علامتیں ہیں
در دروں صد زندگی آید خلف
بدلہ میں باہن میں سکھوں زندگی آجاتی ہیں
تخمہائے پاک وانگہ دخل نی
چ پاک ہو بھر پیدلہ نہ ہو
محسن ارض اللہ واسع کے بود
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی فضا وسیع کب نہ
لا امکان ست وندار فوق و پست
جو لامکان ہے اور بلندی دستی نہیں کتا ہے
پس چہ واسع باشد ارض اللہ بگو
تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چوں بود ارض اللہ آں مستوسع ست
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کا کیا حال ہوگا بہت وسیع ہے
کتریں دانہ وید بمقصد بود
معمولی دانہ ڈالے تو سات سو ہو جائیں
نے برفت ہست اثر نے اندروں
نہ تیرے اللہ اثر ہے نہ باہر
کہ گویا حمد او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے کوہن گئے ہیں

۱ میل۔ یعنی نیکی اور خیرات
کرنے کا رجحان اور خواہش۔ سئل
پانی بہہ کر نکلا۔ یعنی پچھلے نشان
جاتا ہے۔ چشم اگر کوئی کہے کہ تیری
آنکھیں پر نہیں اور بہت حسین ہیں تو
اس کی آنکھوں میں نیلا مٹ تو نہ ہوئی
چاہے کو نشان۔ چہرے کی ترشی بتا
رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ کپ
ہے۔ صد نشان۔ اگر طبیعت میں ایثار
کا دانہ ہو۔ ایثار انسان کا راجح ہونا
ہے تو اس کے سکھوں آثار ظاہر ہوتے
ہیں۔ خلف۔ سایہ اور گہرا۔ جہ قول
میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔
اللہ کے راستہ میں انسان ایثار کرے
اور نیک نیت ہو تو نشان اور آثار یقیناً
نمایاں ہوں گے۔ دخل۔ آمدنی
پیدلہ۔

۲ گر گشت اگر اللہ کی زمین میں
ایک دانہ کے سونہ آئیں تو پھر اللہ کی
زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جاسکتا
ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی
سر زمین ہے۔ ہو۔ اللہ تعالیٰ چمک رہا
کی فانی زمین جب پیدلہ دیتی ہے تو
اللہ کی زمین میں کیسے پیدلہ نہ دے گی
اور دل میں نیکی کا بیج بونے سے اس
کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہوں گے۔

۳ ربع۔ پیدلہ قرآن پاک میں
ہے۔ مثل اللین یفقون أموالهم
فبی سئل اللہ کما علی حجة نقشت
منع سئل اللہ فی کل منبہ عاقہ
حجة جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال
خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی
مثال اس دانہ کی ہے جس سے
سات بائیس پیدلہ ہوں اور ہر مال میں
سو دانے۔ حمد عارف۔ عارف باللہ
جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس کے
اعضائوں کی گواہی دیتے ہیں۔

۱۔ لاجہ اس عارف کو اللہ کی تعریف اعلیٰ مدح پر پہنچاتی ہے اس کے احسا پر اولاد برکات رخصا ہو جاتے ہیں۔ ہر صیغہ پر جو اس عارف کو دنیا سے نجات دے کر جتنی بنا دیتی ہے عین جلدیہ جنت میں جلدی جتنے ہیں۔
۲۔ ہر بر پر قرآن پاک میں ہے
إِنَّ الْخَشْيَةَ لِفِي حُبِّ وَتَهْوِي فِي مَقْعِدِ صُلَاحٍ عَذِّكَ مَقْعِدُ جَزْوَكَ بِرِيزِ اَلْمَرَّ اَلْهَيْسِ
جولوگ پرہیز گزار ہیں وہ جنت کے باغوں اور نہروں میں بھی عزت کی جگہ پائندہ قاعد کے مقرب ہوں گے حمد گلشن۔ باغ کی حمد اس کی بہد ہے اور اس بہد کے گلہ اس کی جیل اور چشمہ وغیرہ ہیں۔
۳۔ شہد پہلا شہد معنی گلہ اور دوسرا شہد معنی حاضر ہے یوی سیر۔
۴۔ ان لوگوں نے عراق سے واپس آنے والے سے کہل حاذق۔ باہر۔ مصافح میدان جنگ۔ جلدی۔ پہلوی۔ ہائے وہ۔ شہد و غل۔ تو ملاف۔ جب نہر سے پانی کی بھاری ہو تو مشک کھانے کی جگہ نہ بکھلانی چاہیے کشف کھلا ہوا۔ گلشکر۔ گلقد۔ زیر بون۔

از چہرہ تاریک جسمش بر کشید
اندھیرے کنویں سے اس کے جسم کو نکال لیا
اطلس تقویٰ و نور مؤتلف
تقویٰ کا اطلس اور نور کا نور
وار ہیدہ از جہان عاریہ
چند روز دنیا سے وہ نجات پا گیا
بر سرِ سرِ عالی ہمتش
اس کی ہمت بلند راز کے تخت پر ہے
مقعد صدقیکہ صدیقان درو
وہ سچائی کی لکڑی نصیب گاہ ہے کہ صدیق اس میں
حمد شال چوں حمد گلشن از بہار
رفیق کی جگہ سے اس کی حمد گلشن کی حمد بھی ہے
بر بہارش چشمہ و نخل و گیہا
اس کی رفیق پر چشمہ اور کھجور اور گھاس
شہد ۳ شہد ہزاراں ہر طرف
ہر جانب ہزاروں گلہ موجود ہیں
یوی سیر بد بیاید از دمت
تیرے سانس میں سے لہسن کی بدبو آتی ہے
یوشنا ساند حاذق در مصاف
میدان جنگ میں ماہر ہو سونگنے والے ہیں
تو ملاف از مشک کال یوی پیاز
تو مشک کی کپ نہ ملا کیونکہ پیاز کی بدبو
گلشکر خورم ہی گوئی و یوی
تو کہتا ہے میں نے گلقد کھلیا ہے اور بو
ہست دل مانند خانہ کلاں
دل بڑے گھر کے مشابہ ہے

وزنگ زندان دنیا اش خرید
اور دنیا کے قید خانہ کی گہرائی سے اس کو نجات دیدی
آیت حمد است او را بر کف
اس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے
ساکن گلزار عین جاریہ
وہ باغی اور جلدی چشمہ کا ساکن ہے
مجلس و جاہ و مقام در تہش
وہ اس کی مجلس اور حجب اور مقام اور مرتبہ ہے
جملہ سر سبزند رشاد و تازہ رو
سب خوشحال اور خوش اور تازہ رو ہیں
صد نشانے دار و صد گیر و دار
سیکڑوں نشان اور سیکڑوں شان و شوکت رکھتی ہے
وال گلستاں و نگارستاں گواہ
اور وہ باغ اور نذر خانہ گاہ ہے
در گواہی ہچو گوہر در صدف
گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی
وز سر و روتا بد اے لانی غمت
اے شچی خدے اسر اور چہرے سے تیرا غم چمک رہا ہے
تو بجلدی ہائے و موم کن گزاف
تو پہلوی کے نعروں سے شچی نہ ملا
از دم تو می گند مشکوف راز
تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے
می زند از سیر کہ یا وہ گوئی
لہسن کی پھلی ہے، بکھاس نہ کر
خانہ دل را نہاں ہمسایگان
دل کے گھر کے چھپے ہوئے پڑوسی ہیں

از ۱ شگافِ روزن و دیوارِ ہا
روشنی مان نہ دیوں کے شگاف سے
از ۲ شگافے کہ نداند پیچ و ہم
اس شگاف سے جس کو کئی دم بھی نہیں جانتا ہے
از ۳ بے بر خوال کہ دیو و قوم او
قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان ہر اس کی ذرت
از ۴ ہے کہ انس از اس آگاہ نیست
اس مانتے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے
در میانِ ناقداں زرتے متن
پرکتے ہاوں میں مکاری نہ کر
مرحک ۲ را رہ بود در نقد و قلب
کسٹی کے لئے کمر نہ کھولنے میں رہا ہوتی ہے
چوں شیطاں با غلیظ پہلی خویش
جبکہ شیطاں اپنی گندگیں کے باوجود
مسکے دارند دُر دیدہ دہوں
وہ ہاں میں پیشہ راست رکھتے ہیں
و مہدم خط و زیاں شال میرسد
ہر گمزی خط نہ نقصان پہنچتا ہے
و مہدم خط و زیانے می کنند
ہر گمزی خط نہ نقصان کرتے ہیں
پس ۳ چرا جانہائے روشن در جہاں
تو پھر روشن جاں دنیا میں کیوں
در سرایت کم خراز دیواں شدند
کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں
دیو دزدانہ سوي گرووں رود
شیطان چہوں کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے

مطلع گردند بر اسرار ہا
ملاں سے واقف ہو جاتے ہیں
صاحب خانہ ندارد پیچ و ہم
جس سے کمر ہالے کو کئی خطرہ نہیں ہے
می برزند از حالی انے خفیہ یو
انسان کی حالت کو پیشہ طور پر سمجھ لیتی ہے
زانکہ زین محسوس و زین اشباہ نیست
کیونکہ محسوسات ہاں محسوس میں سے نہیں ہے
بالحک اے قلب دہوں لائے مزین
اے کہنے کھولنے اس کسٹی سے کپ نہ مل
کہ خدائش کرد ہمیر جسم و قلب
کیونکہ خدا نے اس کو جسم ہر دل کا حاکم بنایا ہے
واقف انداز بر سرِ ماو فکر و کیش
ہرے ملا ہر فکر نہ غیب سے واقف ہیں
ماز دُر دیدہ ایشاں سرنگوں
ہم ان کی چھٹیوں کی جہ سے اندھے ہیں
رنج میں بیند از اس جان و جسد
اس سے روح نہ جسم تکلیف پاتا ہے
صاحب نقب و شگاف روز نند
وہ گمزی کے سوانح نہ شگاف کے مالک ہیں
بے خبر باشند از حالِ نہاں
پیشہ حال سے بے خبر ہوں گی؟
رُجھا کہ خیمہ بر گرووں زدند
وہ روئیں جنہوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟
از شہابِ محرق او مطعوں شود
جلانے والے شہاب سے اس پر نیزہ لگتا ہے

۱۔ از شگافِ دل کی گمزی کے
شگاف سے ہر دل کے ملا دیکھ لیتے
چہ نہ لے قرآن پاک میں ہے
فہم انکم ہو و قیلہ من خد لا
تسرونہم یا جفا الشیطان قولہ
الشیطان لا یؤمنون۔ جبکہ شیطان
ہر اس کی ذریات تم کو دیکھتے رہے
ہیں جہر سے تم ان کو گمراہ دیکھتے ہم
نے شیطانوں کو ان کا یاد بنایا ہے جو
ایمان نہیں لاتے ہیں۔ جہ ۲
راست انسان کو غیر محسوس ہے اشباہ
اشمال۔ دہوں کہنے

۲۔ مر حکم یعنی لولہاء اللہ لے
شگاف کے ذریعہ دل کے احوال
معلوم کر لیتے ہیں۔ چوں شیطاں
لولہاء کے شگاف کی دلیل ہے یہ
شعر شرط ہے پانچویں شعر میں نہیں
چلاں کی جڑا ہے کیش۔ غیب۔
مسکد ملت

۳۔ پس چل جب شیطاں دل
کی بات جان لیتے ہیں تو لولہاء کیوں
نہ جان لیں گے۔ دہوں یعنی لولہاء کی
روئیں شہاب۔ ٹوٹنے والا ستارہ۔
عزقہ۔ جلانے والا۔ مطعوں۔ نیزہ
زد

سرنگوں از چرخ زیر آفتد چٹاں کہ شقی در جنگ از زخم سناں
آہن سے ایسا لوندھا ہو کر نیچے گرتا ہے جس طرح بدبخت جنگ میں نیزے کے زخم سے
آں زر شک رُجھلی دل پسند از فلک شال سرنگوں میں افگند
محبوب دھول کے رشک کی وجہ سے ان کو آہن سے لوندھا پھینک دیتے ہیں
تو اگر اُٹھتی ونگی کور و گر ایں گماں بر رُجھلی مہ مبر
اگر تو بچا اور لنگڑا اور لوندھا اور بھرا ہے تو بزرگ دھول پر ایسا گمان نہ کر
شرم دار و لاف کم زن جاں ممکن کہ بسے جاسوں ہست آں سوتی تن
شرم کر اور شقی ہلاک نہ ہو کیونکہ جسم کے باہر بہت سے جاسوں ہیں

در یافتن طیبیان الہی امراض دل و دین را در سیمائے مرید و بیگانہ
خفای طیبوں کا معلم کر لینا دل اور دین کی پیدائیں کو مرید اور اپنی کے چہرے سے
از کھن گفند تو و رنگ چشم تو و بے انہمہ نیز از رہ دل کہ لہم
اس کے بات کے لہجہ اور آنکھوں کی رنگت سے اور اس کے بغیر بھی دل کے راستے سے کیونکہ وہ دل
جو اسیس القلوب فجاء لیسوہم بالصلق
کے جاسوں ہیں ان کے ہم نشینی چاہی سے کرو

ایں طیبیان بدن دانشور اند بر سقام سے توڑ تو واقف تراند
یہ بدن کے طیب دانش مند ہیں تیری پید پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
تاز قارورہ ہمی بیند حال کہ ندانی تو ازاں رو اعتدال
جی کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں کہ تو اس طریقے سے پید کی کو نہیں سمجھ سکتا
ہم زبض و ہم زریگ و ہم زدم ہو بزند از تو بہر گوئے سقم
نہض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی تیری ہر قسم کی پید کا پتہ لگا لیتے ہیں
پس طیبیان الہی در جہاں چوں ندانند از تو بے گفت وہاں
تو دنیا میں خفای طیب منکے گفتگو کے بغیر تیری پید کی کو کیسے جان جائے گا
ہم سہم زبض ہم زریگ ہم زشت ہم زریگ صد سقم بیند در تو بید رنگ
وہ تیری نہض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگ سے بھی بلا توقف سیکھوں پیدائیں دیکھ لیتے ہیں
ایں طیبیان نو آموزند خود کہ بدیں آیات شال حاجت بود
یہ طیب خود نو آموز ہیں کہ بدیں آیات شال حاجت ہوتی ہے

۱۔ تو اگر اُٹھ کر انسان فوجانہ کمالات سے محروم ہے تو اولیاء کو محرم نہ سمجھے
در یافتن جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو روحانی اطباء علامت کے ذریعہ روحانی امراض کو کیوں نہ جان سکیں گے بلکہ ان کو ظاہری علامت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ سقام۔ پید کی۔ قارورہ۔ اطباء پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے ہیں۔ اجڑاں۔ پتھر ہو جاتا۔ ہم زبض۔ اطباء نہض رنگت اور سانس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ پس طیبیان۔ لہذا روحانی طیب بھی بغیر ستائے امراض کو پہچان جاتے ہیں۔

۳۔ ہم زبض۔ یہ بدنی اطباء نو آموز ہیں اس لئے ان کو ان علامت کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی اطباء وہ سے ہی نام مگر تمام اندرونی حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

۱۔ بلکہ بیہوشی طیبہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندرونی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ نہ وقت حق۔ مژدہ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر لیتے تھے اور لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

۲۔ بایزیدؒ کا نام طیبہ ہے اس لئے ان کے سلسلہ کے لوگ طیبہ ہی کہلاتے ہیں حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزیدؒ کو ہم میں وہی نسبت ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو فرشتوں میں۔ بہتر سال کی عمر میں لہرام میں ۳۳۳ھ وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمد غزنویؒ کے دور کے بزرگ ہیں روحانیت اور ولایت کے طہر پران کو بایزیدؒ سے نسبت ہے آپ نے چالیس سال تک عشاء کے خوشے صبح کی نماز پڑھی ہے ۳۳۴ھ میں خرقان میں وفات پائی۔

۳۔ سواہ اطراف شہر۔ رے ایک علاقہ کا نام ہے علاقہ رازی اسی رے کی طرف منسوب ہیں۔ خرقان۔ خرقان رے کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے اشتقاق۔ سوگھنا۔ کوزہ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے شراب پی اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ ہوا سے پانی بن جاتا ہے لہذا ان کا ہوا سے شراب پینا حرام ہے۔ آں۔ برف کے پانی سے بھرے ہوئے پیالے پر جو بوندیں باہر جم جاتی ہیں وہ اندک کا پانی نہیں بلکہ سردی سے ہوا پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کلاہاں از دور نمانت بشنوند
کال لوگ وہ سے تیرا نام سننے ہیں
تیرے نام نے ہانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
بلکہ اپیش از زادان تو سالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے
تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
حالی تو دانندیک یک مؤ بمؤ
زائکہ پر بودند از اسرار ہو
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں
کیونکہ ذات حق کے ہر ذرے سے پر ہیں

مرثہ دادان بایزید قدس سرہ از زادان ابوالحسن خرقانیؒ
حضرت بایزید قدس سرہؒ کا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے پیش از سالہا و نشان دادان صورت و سیرت او یک بیگ
میں سالوں قبل خوشخبری دے دیا کہ ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دیدینا
دوشتین تاریخ نویساں آل رحمت صدق او
اور ان کی تصدیق کے لئے تاریخ نویسوں کا اس کا لکھ لینا

آں شنیدی داستان بایزیدؒ
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت
ایک دن وہ شاہ تقویٰ بنا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مشتاق کرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا
بُوی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سوگھتے تھے
کوزہ کو از تیغ آبہ پر بود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو
آں ز سردی باد آبے گشتہ است
تو ہوا خشک سے پانی بن گئی ہے
گوز حال ابوالحسن پیشیں چہ دید
کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے ہی کیا دیکھا تھا؟
باہر یدیاں جب صحرا و دشت
جنگل اور پہاڑ کی طرف مریدوں کے ساتھ
ذر سواہ رے زسوی خرقاں
رے کے اطراف میں خرقان کی جانب سے
بُوی را از باد اشتقاق کرد
ہوا سے خوشبو کو سوگھنا
جان او از باد بادہ می کشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود
جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں
از درون کوزہ نم بیروں نجست
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

باو بوی اور مر اور آب گشت
خوشبو لانے والی ہوا ان کے لئے پانی بن گئی

چول در و آثار مستی شہد پدید
جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے
پس ہر سیدش کہ اس احوال خوش

تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین حوال
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید
می کشی بوی و بظاہر نیست گل
آپ خوشبو سونگہ ہے میں اور بظاہر پھول نہیں ہے

اے تو کام جان ہر خود کامہ
اے وہ کہ آپ ہر حاجت مندی کی جان کا مقصود ہیں

ہر دے یعقوب وارا ز یوسف
حضرت یعقوب کی طرح ہر وقت ایک یوسف سے

قطرہ بر ریز بر مازاں سب
اس ٹھکان سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے

خونداریم اے جمال مہتری
اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے

اے فلک پہیلی چست چست خیز
اے آسمان کو تپنے والے چلاک اور سبک پرہیز

میرؒ مجلس نیست در دوراں دیگر
نہانہ میں کوئی دورا صد محفل نہیں ہے

کے تو اس نوشید ایں سے زیر دست
یہ شرب چمپا کر کب پی جاسکتی ہے؟

بوی را پوشیدہ و مکنون کند
اپنی بو کو پوشیدہ اور مخفی کر لیتا ہے

۱۔ یاد حضرت بایزیدؒ کے لئے وہ
ہوا خوشبو لانی کی پانی بن گئی اور پانی
میں وہ کیفیت پیدا ہوئی جو شرب میں
ہوتی ہے۔ پس اس مرید نے
حضرت بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ
آپ کیا سونگہ رہے ہیں بظاہر کوئی
پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب
و غریب کیفیات کیوں طاری ہو رہی
ہے۔ چنانچہ حوالہ شمسہ۔ شمسہ۔ چہ
جہیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ گل۔ ذات
حق۔ کام۔ مقصود۔ خود کامہ۔
ضرور تندر۔

۲۔ ہر دے حضرت یعقوب
نے دور سے ہی حضرت یوسفؑ کی
قبیل کی خوشبو سونگہ کی گئی۔ قطرہ جو
احوال آپ پر طاری ہیں ان کے
بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ غرض
آپ نے ہمیں اس کا عالم بھی بتایا
ہے کہ آپ تمنا مستفید ہوں اور ہم
معرور ہیں۔

۳۔ میرؒ مجلس۔ صد مجلس ہی
دوسروں کا شرب پلاتا ہے حریفان یعنی
مجلس کے شریک کے قتل۔ حضرت
بایزیدؒ سے ان کے مرید نے کہا
شرب چمپا کر نہیں پی جاسکتی اس کا
یقیناً ظہور جاتا ہے انسان اگر زندگی
یاد بھی چمپا لے آئے مصلحت کی سستی کیسے
چمپا لے گا۔

آب ہم اورا شرب ناب گشت
پانی ان کے لئے خالص شرب بن گیا

یک مرید اورا ازال دم برسید
ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا

کہ بروست از حساب پنج و شش
جو پانچ حوال اور چھ جہات کے حساب سے باہر ہیں

می شود رویت چہ حالت و نوید
آپ کا چہرہ ہوا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟

بیشک از غیب مست و از گلزار گل
بیشک وہ غیب سے اور ذات گل کے گلزار سے ہے

ہر دم از غیبت پیام و نامہ
آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے

می رسد اندر مشام توشع
آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے

شتمہ زان گلستاں باما بگو
اس گلستان کا تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجئے

کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری
کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پیتے ہیں

زان چہ خوردی جرعه برما بریز
جو آپ نے پیایا ہے اس کا ایک گونٹ ہمیں دیجئے

جز تو اے شہ در حریفان در نگر
اے شہ! آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے

مے یقین مرم درار سوا گرست
شرب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے

چشم مست خویشتن را چوں کند
اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

خود اند آں یوست ایں کندر جہاں
یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں
پُرشد از تیزی اوصحرا و دشت
اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں
ایں سرخم را بہ کہگل در مکیر
اس کے سر کو کہگل سے بند نہ کیجئے
لطف گن اے راز دار راز گو
اے راز کو جاننے والے راز کو بتانے والے میرانی کیجئے
گفت یوی یو العجب آمد یمن
انہوں نے فرمایا مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے
کہ محمد گفت بر صست صبا
کہ محمد نے فرمایا صبا کے ذریعہ
یوی را میں می رسد از جان و لیس
اویس کی جان سے رائیں کی خوشبو آ رہی ہے
از اویس واز قرن یوی عجب
اویس اور قرن کی عجیب خوشبو نے
چوں اویس از خویش فانی گشتہ بود
چونکہ اویس اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے
آں ہلیلہ پر و ریدہ در شکر
ہر شکر میں ربی بٹائی ہوئی
آں ہلیلہ رستہ از ما و منی
کیونکہ ہر خودی اور انانیت سے نجات پا گئی ہے
آں کسے کز خود بگلی در گذشت
وہ شخص جو خودی سے پوری طرح گزر گیا
ایں سخن پایاں ندارد باز گزد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہاں لوٹ

صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں
دشت چہ کز نہ عفلک ہم در گذشت
جنگل کیا، اور تو نو آسمانوں سے گزر گئی ہے
کایں برہنہ نیست خود پوش پذیر
یہ ننگا دکھنے جانے کے قابل نہیں ہے
آنچہ بازت صید کردش باز گو
جو آپ کے باز نے شکار کیا ہے بتا دیجئے
بچیاں کہ مر نبی را از یمن
چیسے کہ نبی کو یمن سے محسوس ہوئی تھی
از یمن می آیدم یوی خدا
مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے
بُوئے رحمن می رسد ہم از اویس
اویس سے میں بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے
آں نبی رامست کرد و پر طرب
نبی کو مست اور سرور کر دیا
آں زمین آسمانے گشتہ بود
وہ زمین تا آسمان بن گئی تھی
چاشنی تلخیش نبود دگر
اس میں پھر تلخی کا مزا نہیں ہوتا ہے
نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
صحت ہر کی، مزا ہر کا نہیں ہے
ایں منی و ملی خود در نوشت
اس نے خودی اور انانیت کو لپیٹ دیا ہے
تا چہ گفت از وجی غیب آں شیر مرد
بتا اس شیر مرد نے فیہی وحی کے بارے میں کیا کہا؟

۱۔ خود شراب معرفت کی خوشبو
لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ
سکتی۔ پردہ۔ اس شراب کی خوشبو
سے جنگل اور صحرا تو بھر ہوا ہے یعنی اس
کی خوشبو آ آسمانوں سے بھی گزر گئی
ہے۔ اس سرخم۔ شراب معرفت کے
مٹنے کے منہ کو مٹی سے بند نہیں کیا جا
سکتا۔ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے۔
لطف۔ آپ کی باطنی توجہ نے
معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ
ہمیں بھی بتا دیجئے۔

۲۔ گفت۔ حضرت بابائے
فریلا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف
ہے۔ یعنی لا جلتفس الوضخان
من قبل الیقین۔ میں خدا کے سانس کو
یقین کی جانب سے محسوس کر رہا
ہوں۔ رائیں۔ اچھنی مشہور عاشق اور
دیس اس کی معشوقہ تھی اس کے بعد
دوسرے عشق کا غلام اس قدر ہوا کہ وہ
رائیں کی عاشق بن گئی تھی یعنی عاشق
جب اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے تو اس
میں وہ معشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے
اسی طرح حضرت اویسؓ قرنی میں
سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن۔
حضرت اویسؓ کا وطن ہے۔

۳۔ فانی گشتہ بود فنا کے بعد
انسان اللہ کے اطلاق والا ہو جاتا ہے
اور زمین سے آسمان بن جاتا ہے۔
ہلیلہ۔ ہر کا جب ربی بن جاتا ہے
تو وہ اپنی خوشبو اور اللہ کے عطیہ ہو
جاتی ہے۔ یعنی خودی اور انانیت۔
آں کسے جو شخص فنا کا حصہ حاصل کر
لیتا ہے اس کی خودی اور انانیت ختم
ہو جاتی ہے۔ وحی غیب۔ یعنی باطنی
جو فیہی الہام ہوا تھا۔

جواب سلطانِ بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ
 شہ بایزید قدس سرہ کا جواب انھیں کے قول کے ہم معنی کہ میں
 علیہ وسلم کہ **اِنْ لَّا جَذَّ نَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْيَمِّنِ**
 یمن کی جانب سے خدائی سانس محض کر رہا ہوں

۱۔ اللہ یعنی خرقان گاؤں۔ بعد
 چندیں۔ یعنی اتنے سال کے بعد
 یہاں ایک بزرگ پیدا ہو گا جس کا
 مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ ازمن حضرت
 بایزیدؒ نے بطور انکساری کے فرمایا کہ
 اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا۔
 گفت۔ بایزیدؒ نے پیدا ہونے والے
 بزرگ کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا۔ خدا
 رخصت شخصوں میں لفظ اللہ ہے
 ۲۔ حلیہ نام۔ یعنی روح کی
 صفات اور اس کا مسلک سب بتا دیا۔
 حلیرتن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان
 تین چیزوں سے مرکب ہے جسم
 روح حیوانی روح انسانی۔ پہلی دونوں
 چیزیں فانی ہیں اور ان کا حلیہ بھی فانی
 ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے
 روح انسانی جس کا حلق ملا مٹی سے
 ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے
 ۳۔ جسم۔ اوز۔ بایزیدؒ نے فرمایا اس
 بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر
 ہو گا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہو گا۔
 آں شعاع اس بات کو کہ اس شہاد کا
 جسم زمین پر ہو گا اور نور آسمان تک ہو گا
 مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج
 آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں
 ہے۔ نقش گل۔ پھول ناک کے نیچے
 ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر
 ہوتی ہے۔

گفت ذیں سویی بوی یارے رسد
 فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے
 بعد چندیں سال می زیاد شے
 کچھ سال کے بعد ایک شہ پیدا ہو گا
 رُوش از گُورِ حق گُلگوں بُود
 اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہو گا
 چیست نامش گفت نامش بُو اکسن
 اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا اس کا نام ابلیس ہے
 حَده اُو و رنگ اُو و شکل اُو
 ان کا رخصت اور رنگ اور شکل
 حلیہ نامش روح اُو را ہم نمود
 انہوں نے روح کے حالات بھی بتا دیے
 حلیہ تن ہجو تن عاریت است
 جسم کا حلیہ جسم کی طرح عاری ہے
 حلیہ روح طبعی ہم فناست
 طبعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے
 جسم سچ اُو ہچوں چراغے بر زمیں
 اس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے
 آں شعاع آفتاب اندر و ثاق
 سورج کی شعاع نمر میں ہے
 نقش گل در زیر بنی بہر لاغ
 پھول کا جسم قترع کے لئے ناک کے نیچے ہے

کاندیں اوہ شہر یارے می رسد
 کیونکہ اس گاؤں میں ایک شہ آئے گا
 می زند بر آسمانہا خر گہ
 جو آسمانوں پر خیمہ زن ہو گا
 از من او اندر مقام افزوں بُود
 وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا
 حلیہ اش واگفت زابر و تاؤ قن
 ان کا حلیہ اور سے غمزدی تک صاف بتا دیا
 یک بیگ واگفت از گیسو درو
 ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتایا
 از صفات و از طریق و جاہ بُود
 صفات اور راست اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے
 حلیہ کم نہ کمال یک ساعت است
 اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا ہے
 حلیہ آں جاں طلب کالہ سہاست
 اس جان کا حلیہ طلب کہ بتو آسمان پر ہے
 نور اُو ہائے سقف ہفتستیں
 اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے
 قرع اُو اندر جہان چار طاق
 اس کی بجائے آسمان کے جہان میں ہے
 بوی گل بر سقف و ایوان دماغ
 پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

مرد اٹھتے در عدل دیدہ فرق
عکس آں بر جسم افتادہ عرق
گھر میں سبھا ہوا عدل میں خوف دیکھا ہے
اس خوف کے برتو سے جسم کو پینہ آتا ہے
چیز ہن در مصر رہن یک حریم
پڑھتہ کنعان زبوی آں قیص
اس مصر میں ایک لالہ کے قدم میں ہے
اس قیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے
بر عیشند آں زماں تلخ را
از کباب آرا ستمد آں سج را
اس وقت انہوں نے تلخ لکھ لی
اس سج کو کباب سے آمات کر لیا
چل سید آں وقت آں تلخ نخواست
زل میں آں شاہید اشت و خاست
جب ٹیک وہ بات نہ تلخ آئی
اس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے نہ لکھے

زادان شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفات شیخ
حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزید کی وفات کے بعد ہی تلخ کو
بایزید روح اللہ روحہ بہماں تاریخ
پیدہ ہوا اللہ تعالیٰ ان کی دعا کرامت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نور الملک باخت
از عدم پیدا شد و مرکب بناخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے نہ سلطنت کی بڑی کھلی
اس عدم سے پیدا ہوئے نہ سولی بھڑا دی
از پس آں سہبا آمد پدید
ابو الحسن بعد از وفات بایزید
اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے
ابو الحسن بایزید کی وفات کے بعد
تجلہ خوبیاں او زار مساک و خود
آپجہاں آمد کہ آں شہ گفتہ بود
ان کی تمام عائن نہ دینے نہ دینے میں
ابو الحسن محفوظ ست ابرا پیشوا
کس چیز سے محفوظ ہے غلطی سے محفوظ ہے
نے نجوم ستونے نزل ست نہ خطب
وہی حق واللہ اعلم بالصواب
نجوم سے نہ دل ہے نہ دل ہے نہ خوب ہے
از پئے رو پوش عالمہ در بیاں
وہی لکشر کہ منظر گاہ اوست
اس کھل کی ہی تسلیم کر لے لکھ اس خدائی نظر گاہ ہے

۱۔ مرد وختہ ایک شخص اپنے گھر
میں سویا ہوا ہوتا ہے اور اس کی روح
عدل میں کی خوشبو گھر کی ہوتی ہے
اس سے جسم پر پینہ آ جاتا ہے
پہلے حضرت یوسف کی قیص مصر
میں لکھی اور اس کی خوشبو کنعان میں تلخ
رہی تھی۔ بر عیشند لوگوں نے
حضرت بایزید کے کہنے کے مطابق
حضرت ابوالحسن کی پیدائش کی تلخ
لکھ لی۔ نہ کباب یعنی کاکڑی کھل کر
لیا۔ اس تلخ چنانچہ لکھی ہوئی تلخ
کے مطابق ان کی پیدائش ہوئی۔
۲۔ غر و ملک یعنی شاہی شہر
کر دی۔ مرکب سولی اور کباب
حضرت بایزید کی وفات کے تقریباً
۷۰ سال بعد حضرت ابوالحسن پیدا
ہوئے۔ تجلہ خوبیاں۔ حضرت
ابوالحسن میں وہ صفات و اوصاف تھے
جو حضرت بایزید نے بتائے تھے۔
۳۔ لوح محفوظ حضرت بایزید
کے بتائے ہوئے اوصاف صحیح ہیں
نہوتے انہوں نے لوح محفوظ سے
بڑھ کر بتائے تھے اور اس لوح کو لوح
محفوظ ہی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں
لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔
نجوم نجوم اور دل و دیر کو کی ہاں غلط
ہو جاتی ہیں۔ وہی حق حضرت بایزید
کو ان اصول کی جرحی الہی کے ذریعہ
ہوئی تھی صوفیاء ان کو حق دل کہتے
ہیں۔ وہی لکشر۔ ہم اس کو حق دل ہی
کہتے ہیں۔ ہم اس کو حق دل جیسا کہ

مُؤْمِنًا اِنْظُرْ بِنُورِ اللّٰهِ شَدَىٰ از خطا و سہو ایمن آمدی
لے مؤمن انورہ دیکھا ہے فقر کے نور سے بن گیا ہے تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع بحکایت کی اجرائے آل غلام و در بیان اجرے
اس غلام کی رزق کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صوفی
دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالیٰ
کے دل و جان کی رزق خدا کی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود عین فقرش دایہ و مطہر مود
کئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے اس کے لئے فقر و دایہ اور کھانا کھانا دلائے جان جاتا ہے
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است رحم قسم عاجز و اشکتہ است
کیونکہ بہشت تکلیف سے بنی ہے رحم عاجز اور شکستہ دل کا حصہ ہے
آنکہ سر ہا بشکند او از علو رحم حق و خلق ناید سویی او
تھ شخص جو تکبر سے سروں کو پکھلتا ہے اللہ اور مخلوق کا رحم اس کی جانب نہیں آتا ہے
اس سخن پایاں ندارد و آل جواں از کم اجرائی ناں شد ناتواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اور وہ جوان
شاد آں صوفی کہ ریش کم شود آل شبہ در گرد و اودیم شود
وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہو جائے وہ پتھر صوفی بن جائے اور وہ گرد و آلودہ ہو جائے
زاں جبری خاص ہر کہ آگاہ شد او سزای قرب و اجرے گاہ شد
جو شخص اس خاص رزق سے واقف ہو گیا
زاں جرای روح چوں نقصان شود جانش از نقصان او لرزاں شود
جب روح کی رزق میں کمی کی آئے اس کی کمی سے اس کی جان لرزنے لگے
پس سید اندک خطائے رفتہ است کہ سمن زایر رضا نشکفتہ است
وہ جانتا ہے کہ کئی گناہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے رضا کا ہنچ نہیں کھاتا ہے
پچائیں کاں شخص از نقصان کشت رقعہ سویی صاحب خرمن نوشت
پچیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے رقعہ سویی صاحب خرمن نوشت
پچائیں کاں شخص از نقصان کشت رقعہ آں بر دند پیش میر راو
پچیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے رقعہ آں بر دند پیش میر راو
پچائیں کاں شخص از نقصان کشت رقعہ آں بر دند پیش میر راو
پچیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے رقعہ آں بر دند پیش میر راو

۱۔ مولانا مؤمن کو جب وہ مرتبہ حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھنے لگے تو اس کی صاحبید غلطی سے محفوظ ہوتی ہے صوفی جب صوفی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا ہے تو خود رزق اس کو حاصل ہونے لگتا ہے زانکہ جنت انبیاء و اولیاء سے حاصل ہوتی ہے جو اس کا گناہ گزینی ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل پر نازل ہوتی ہے مکارہ کردہات یعنی نفس کی ناکاہ چیزیں۔ آنکہ حکیم پر مغرور پر خدا اور خلق خدا رحم نہیں کرتی ہے
۲۔ شہد جس صوفی پر رزق کی کمی ہو وہ قابل مبرا کہو ہے اس شبہ وہ صوفی اگر پتھر تھا تو اب وہ صوفی اور سمندر بن جائے گا جس میں سے صوفی نکلیں گے رزق جبرائی فقر کے بعد جو خدا کی رزق حاصل ہوتا ہے جب صوفی اس کی حقیقت سمجھ جاتا ہے اس کو قرب خدا کی حاصل ہو جاتا ہے تفصیل شود اب جسمانی رزق کی فراخی سے وہ خدا کی رزق کھاتا ہے تو وہ غرور ہو کر رزق لگتا ہے
۳۔ یہی بیان ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس رزق خدا کی کمی کی خطا اور قصور کی بناء پر ہوتی ہے سمن زار۔ گشت۔ پچائیں۔ وہ اس غلام کی طرح پریشان ہوتا ہے جس نے جسمانی رزق کھانے پر رقعہ لکھا رقعہ آں۔ اس غلام نے شہد کو رقعہ لکھا شہد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ اس پر پوف کو صرف رزق کھانے کا وہ ہے اور جس بنیاد پر رزق کھاتی اس کا کوئی خیال نہیں ہے اس کو میرے صلہ و رزق کا کوئی مدد نہیں ہے لہذا ایسے حق کا جواب خاموشی ہے

۱۔ بند فرغ یعنی رُوی کے بارے میں لکھا اور رُوی دینے والے سے کوئی طاقت نہیں ہے۔ یعنی یہ خوبی اور انانیت میں جلا ہے رُوی کی لکھ میں لگا ہے رُوی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہ سبب مضمون تھا کہ اس غلام کو فرغ کی لکھی اصل سے غافل تھا اس مناسبت سے لب فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سبب سمجھو اور انسان کو اس کے اندر کا کیزا اور کیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک کیزا تو وہ ہے جو فرغ اور سبب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سبب کے اندر ہے لیکن وہ درخت اور باغبان سے آگاہی طرح واقف ہے۔

۲۔ جنبش اس کیزے کی اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سب کو بھڑا کر باہر نکل جاتا ہے اور جہلات اس کی نظر میں بچھوتے ہیں یہ بظاہر کیزا ہے لیکن حقیقتاً اڑ رہا ہے۔ دوسری قسم باخدا لوگوں کی ہے جو دنیا سے گزر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔

۳۔ آتشے مولانا سمجھاتے ہیں کہ اس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشاہد کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ جنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے ابتداء گزرتی ہوئی ہے لیکن جب دینی اور گندھک کی عطاس کو حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد انسان بھی ابتداء دنیاوی مشاغل میں لگا ہے لیکن ہولیاہ کی مدد سے ملائکہ سے برتر ہو جاتا ہے۔ عالم اسد اس انسان میں اتنا نور اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شمشیر کو سونے سے اکھاڑ دیتا ہے۔

پس جواب احمق اولیٰ حر سکوت
تو خامشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے
بند افرغ ست او بنواید اصل ہیچ
وہ شاخ کا پائند ہے جس کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے
کز غم فرغش فراغ اصل نے
کس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جس کی فرست نہیں ہے
کز درخت قدرت حق شد عیال
جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے
وز درخت و باغبانے بے خبر
درخت اور باغبان سے لاعلم ہے
لیک جانش از بروں صاحب علم
لیکن اس کی جان باہر کی علم بردار ہے
لیکن اس کی جان باہر کی علم بردار ہے
برنتا بد سبب آل آسیب را
سبب اس صدمہ کو برباشت نہیں کر سکتا
صورش کرم ست و معنی اڑوہا
اس کی صحت کیزے کی ہے اور باہن اڑوہا ہے
اوقدم بس سست بیروں می نہد
وہ باہر کو بہت سست قدم رکھتی ہے
می رساند شعلہا راتا آشیر
اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے
آخز لامر از ملائک برتر ست
آخر میں وہ ملائکہ سے برتر ہے
شعلہ و نورش برآید تاسہا
اس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے
گندہ آہن بسوزن می گند
لوہے کے گار کو سونے سے اکھاڑ دیتا ہے

گفت ابرا نیست لا در و قوت
کہا اس کو محض رُوی کا رُخ ہے
میتش در و فراق و وصل ہیچ
اس کو فراق اور وصل کا مدد بالکل نہیں ہے
احمق ست و مردہ مآد منی
بیوقوف ہے اور خوبی اور عنایت کا مردہ ہے
آسمانہا و زمین یک سبب داں
آسمانوں اور زمین کو ایک سبب سمجھ
تو چو کرے در میان سبب در
تو کیزے کی طرح سبب کے اندر ہے
آں یکے کرے دگر در سبب ہم
بھرا کیزا بھی سبب ہی میں ہے
جنبش ۲ او وا شکافد سبب را
اس کی حرکت سبب کو بھڑا دیتی ہے
بر دریدہ جنبش او پردہا
اس کی حرکت نے پردوں کو بھڑا دیا
آتشے ۳ کا دل ز آہن می جہد
وہ چمکی جو شروع میں لوہے سے نکلتی ہے
ولیعاش پیہ است اول لیک اخیر
اس کی دلیہ شروع میں دھکی ہے لیکن آخر میں
مرد اول بستہ خواب و خورست
انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پائند ہے
در پناہ پیہ و کبر چنا
دینی اور گندھک کی پناہ میں
عالم تاریک روشن می گند
تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے

گر چہ آتش نیز ہم جسمانی ست

اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے

جسم را نبود ازاں عزو بہرہ

جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود

جسم، جان سے روزانہ بڑھوتری پاتا ہے

حد جسمت یک دوگز خویش نیست

تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے

تابہ بغداد و سمرقند اے ہمام

اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگ ست پیہ چشم تال

تمہاری آنکھ کی چربی سات ماشے وزن کی ہے

نور بے ایں چشم می بیند خواب

نور اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے

جاں ز ریش و سبکت تن فارس ست

جان جسم کی داڑھی اور مونچھ سے بے نیاز ہے

باس ز نامہ رُوح حیوانی ست ایں

یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے

بگذر از انساں و ہم از قال و قیل

انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ

بعد از انت جان احمد لب گرد

اس کے بعد احمد کی روح تجھ پر تعجب کرے گی

گوید ار آیم بقدر یک کماں

جراثیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

نے ز رُوح ست و ناز روحانی ست

و نہ روح ہے نہ نہ روحانی ہے

جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ

جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

چوں رَو دجاں جسم میں چوں می شود

جب جان نکل جاتی ہے دیکھ جسم کیسا ہو جاتا ہے

جان تو تا آسمان جولان گنیت

تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

روح را اندر تصور نیم گام

روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور رُوح تا عنان آسمان

اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

چشم بے ایں نور چہ بود جز خراب

آنکھ اس نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

لیک تن بے جاں بلوہ دار و پست

لیکن جسم جان کے بغیر مراد اور ذلیل ہوتا ہے

پیشتر رو رُوح انسانی نہیں

آگے بڑھ، روح انسانی کو دیکھ

تائب دریائے جان جبرئیل

جبرئیل کی جان کے دریا کے کنارے تک

جبرئیل از نیم تو واپس خود

جبرئیل تیری ہیبت سے پیچھے ہٹیں گے

من بسوی تو بسوزم در زماں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

۱۔ اگرچہ پیالہ جس کے شعلے آسمان تک پہنچے نہ روح ہے نہ روحانی پھر بھی اس کی پہنچ آسمان تک ہوگی تو پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ لگاؤ۔ جسم۔ جسم بروح کی شرافت کو اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر ذلیل شی ہے کس کوئی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ حد و خفہ۔ جسم کی وسعت دو گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے اسی کی وجہ سے روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ جانے کے لئے نصف قدم کی ضرورت ہے۔ وہ دم آنکھ کی چربی کو دیکھو کہ خود وہ سات ماشے سے زیادہ نہیں لیکن اس کا نور آسمان تک جاتا ہے۔ نور بے ایں چشم نور چشم کھنچا جاتا ہے۔ جان۔ روح کو جسمانی خواص کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج نہیں ہے۔

۳۔ باز نامہ۔ شان و شوکت تو ہم نے روح حیوانی کی دکھائی، روح انسانی جو اس سے زیادہ قوی ہے اس کو اس پر قیاس کر لو۔ بلکہ اس روح حیوانی اور بحث و مباحثہ سے گزر کر روح کے طالب خواہ اس روح تک پہنچو جو جبرئیل کی جان ہے جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو آنحضرت اپنے اسی کی تری پر خوشی سے تعجب کریں گے اور جبرئیل تمہارے مقام سے فخر ہوں گے گوید حضرت جبرئیل یہ ہیں گے۔

اگر ایک سر سونے پر پر فرسج جلی بسوزم پر



ایں بیاباں خود اند دیا و سر بے جواب نامہ سختہ است آں پسر
اس جنگل کا سر اور پائیں نہیں ہے وہ لڑکا بغیر جواب کے رشید ہے

اشفقین آں غلام ازنا رسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
باشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اس غلام کا پریشان ہونا

چوں جواب نامہ نامہ خیرہ گشت چمکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
وز غم او آب صافی تیرہ گشت غم سے اس کا صاف پانی گلا ہو گیا
روز و شب بد در تفکر سرنگوں روز و شب بد در تفکر سرنگوں
دن رات فکر میں لودھا تھا دن رات فکر میں لودھا تھا
یا خیانت کرد رقعہ برز تاب یا خیانت کرد رقعہ برز تاب
یاغی کی وجہ سے رقعہ لہجہ نہ لے خیانت کی ہے یاغی کی وجہ سے رقعہ لہجہ نہ لے خیانت کی ہے
گو منافق بود و آپے زیر کاہ گو منافق بود و آپے زیر کاہ
کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی
دیگرے جویم رسول ذوقنوں دیگرے جویم رسول ذوقنوں
دورا ہر مند قاصد تلاش کرتا ہوں دورا ہر مند قاصد تلاش کرتا ہوں
عمیب بہادہ ز جہل آں بے خبر عمیب بہادہ ز جہل آں بے خبر
اس جہل نے نااہلی سے عمیب دھڑے اس جہل نے نااہلی سے عمیب دھڑے
کثر روی کرد چو اند دیں شمن کثر روی کرد چو اند دیں شمن
یہی حال چلی ہے جیسے کہت پرست نے دین میں یہی حال چلی ہے جیسے کہت پرست نے دین میں

۱۔ ایں بیاباں۔ معرفت اور اسرار
معرفت کو بیان غیر محدود ہے۔ قبل۔
جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ جزو۔ سیاہ
گلا۔ رقعہ۔ نامہ۔ تاب۔ غصہ
۲۔ رقعہ۔ یعنی اس نامہ برنے وہ
رقعہ۔ باشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔
آب۔ پیکار۔ جس پانی پر گھاس ہوا اس
سے ہو کہ لگا ہے ذوقنوں۔ ماہر۔ کچ
گردو۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے
دور۔ پر اہرام دھرا ہے۔ شمن۔
بت کا پجاری دین میں مروج ہے۔

۳۔ کثر۔ زیادہ۔ حضرت سلیمان
کے اس قصہ سے سمجھانا قصہ وہ ہے
کہ اگر وہ غلام اپنی عقلی محسوس کر کے
اس کی حکمتی کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک
ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمان نے
کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی
نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی
تخت جس کو ہواؤں پر لئے پھرتی
تھی۔ غریزہ۔ سرین کے بل
چلنا۔ ایں ترادو۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ترادو ہماری کے
لئے پیدا فرمایا ہے۔

کثر و زیدان باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او
حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا میڑھا چلنا

باز بر تخت سلیمان رفت کثر باز بر تخت سلیمان رفت کثر
حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا میڑھی چلی حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا میڑھی چلی
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو
ہاتے بھی کہا اے سلیمان آپ میڑھا نہ چلیں ہاتے بھی کہا اے سلیمان آپ میڑھا نہ چلیں
ایں ترادو بہر ایں بہاد حق ایں ترادو بہر ایں بہاد حق
تاکہ ہوا اصف جلی رہے تاکہ ہوا اصف جلی رہے

از ترازو کی گئی من کم گنم

تو ترازو سے کم کسے گا میں بھی کم کہں گا
بچھیں تاج سلیمان میل کرد

اسی طرح حضرت سلیمان کا تاج لیڑھا ہو گیا

گفت تاجا کثر مشور بر فرق من

انہوں نے کہا اے تاج میرے سر پر لیڑھا نہ ہو

راست می کرد او بدست آل تاج را

ہا ہا سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے

ہشت بارش راست کرد و گشت کثر

انہوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ لیڑھا ہو گیا

گفت اگر قصد کنی تو راست من

اس نے کہا کہ آپ مجھے سو بار سیدھا کریں گے

پس سلیمان اندرونہ راست کرد

تو حضرت سلیمان نے باطن کو ٹھیک کر لیا

بعد از اٹھ ہشت ہماں در راست شد

اس کے بعد ان کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا

بعد از اٹھ ہشت کثر ہی کرد او بقصد

اس کے بعد انہوں نے اس کو قصداً لیڑھا کیا

ہشت گزرت کثر نہاد اں مہترش

ان سرور نے اس کو آٹھ مرتبہ لیڑھا کیا

شہ گفت تاج جو فست ایں زماں

شہ نے فرمایا اے تاج اس وقت کیا بات ہے

تاج نہ طوق گشت اے شہ ناز گن

تاج نے کہا اے شہ ناز کیجئے

نیست دستوری کزین من بگذرم

اجازت نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں

تا تو باہن روشنی من روشنم

جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں

روز روشن را برو چوں لیل کرد

اس نے روشن دن کو ان پر رات بنا دیا

آفتابا گم مشواز شرق من

اے آفتاب! میرے مشرق سے گم نہ ہو

باز کج می شد برو تاج اے فقی

اے نوجوان! تاج ان پر پھر لیڑھا ہو جاتا تھا

گفت تاجا چست آخر کثر مغو

انہوں نے کہا اے تاج آخر کیا ہوا ہے کجروی نہ کر

کثر شوم چوں کثر روی اے مؤمن

میں لیڑھا ہوں جہاں تک غم تھا جب آپ کے کجروی کیجئے

دل برآں شہوت کہ پوش گشت سرد

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

مرد ہاں نہ تو دست خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجے 'بند کر دیجے'
پس ترا ہر غم کہ پیش آید درد
لہنا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن میرے بزرگ سارے دوست کام
اے دوستوں کے ہموارے پر بگلی نہ کر
گاہ جنگش بارسل و مطنجی
کبھی اس کی قاصد لہ لہ طنج سے لڑائی ہوتی
ہچو فرعون نے کہ موسیٰ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آں عذو در خانہ آں کور دل
دشمن اس دل کے اندھے کے گھر میں ہے
تو ہم از پیروں بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دھروں کے ساتھ بننا ہوا ہے
خود عذو ت اوست قدش می دنی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شکر کھلا رہا ہے
ہچو فرعون نے تو کو رو و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا لہ اندھے دل والا ہے
چند سے فرعون کشی گئے جرم را
اے فرعون! بے قصوں کو تک قتل کرے گا؟
عقل او بر عقل شاہان می فروود
اس کی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر لہ کان پر لہ عقل پر

مرد ہاں راز گفت نلسند
میرے منہ کو ہانپند یہ بات سے
بر کسے تہمت منہ بر خویش گرد
کسی تہمت نہ رکھ اپنی پیتل کر
آں ملکن کہ می سگا لید آں غلام
وہ بگلی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ شمش با شہنشاہ سخی
کبھی سخی بادشاہ پر اس کا غصہ ہوتا
طیغ کا گان خلق را سر می ر بود
لہ لوگوں کے بچوں کے سر کاٹنا تھا
او شدہ اطفال را گردن گسیل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا
واندروں خوش گشتہ با نفس گراں
لہ اندر مکہ نفس سے خوش ہے
وز بڑوں تہمت بہر گس می نہی
لہ باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
بلعد و خوش بیگنا ہاں را مندل
دشمن سے خوش ہے قصوں کو ذلیل کرنے والا ہے
می نوازی مرتن پر غرم را
تاوانوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا
حکم حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل لہ اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش کند
خوہ افلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے



۱۔ مرد ہاں۔ مولانا دعا کرتے ہیں
کہ اسے خدا کریم سے منہ سے تیری
مرضی کے خلاف سب باتیں نکلیں اور غیب
کے لہ ظاہر کرنے لگوں تو میرا منہ بند
کر دے پس غل انسان کو جو
تکلیف پہنچتی ہے حاصل وہ اس کے
کسی عمل کی سزا دہوتی ہے لہذا وہ
دھروں پر اصرار نہ رکھنا چاہیے لہ اس
غلام کی طرح نہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے
آپ کو ہی قصور وار سمجھنا چاہیے گاہ
جنگش اس غلام کی عقل کی خواہش
کی خطا پر بڑی کمزوری لہذا دھروں
سے لڑ

۲۔ ہچو فرعون نے فرعون نے بھی
یہی عقل کی اس کی سلطنت کی برہائی
کا اسباب حضرت موسیٰ تھے جو اس
کے گھر میں رہتے رہے تھے لہذا
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا نفس
گراں۔ خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے
تو اس سے خوش رہتا ہے دھروں پر
ناخوشی کا لہذا کرتا ہے جو بھی فرعون کی
طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا لہ
دھروں کو ذلیل خود کر دیا تھا

۳۔ چند فرعون۔ انسان کی یہ
فرعنیت ہے کہ اسل دشمن یعنی اپنے
آپ کو بے قصور سمجھتا ہے لہ وہ
دھروں سے دشمنی کرتا ہے غرم۔
تاوان قرآن پاک میں ہے مَن
اَعَدَّ لَكُمْ مِنْ مَقْصِدَةٍ فَمَا كَسَبَتْ
لَكُمْ لَكُمْ مَنَّى جَوْ مَعِيت تھیں پہنچتی
سے وہ تھامے ہاتھوں کی کالی ہے
عقل۔ تو مولانا فرماتے ہیں فرعون
عقل میں دھروں سے شہنشاہوں سے
بڑھا ہوا تھا لیکن قضاء خداوندی نے
اس کو بے عقل لہذا اندھا بنا دیا تھا اللہ کی
مہر بڑے سے بڑے عقل مند کو بے عقل
جانور بنا دیتی ہے

ہیں بیا ایں سویر آوازِ شباب
عالمِ ابرہست روی از من متاب
ہاں میری آنکھ پر جلدِ بحر آ جا
دنیا اگرچہ برف ہے مجھ سے نہ نہ
حالی اُنہاں روزِ شدِ خوب دید
آں عجب را کہ قول می شنید
اسد سبکی ماتِ خوب نگاہاں نہ دیکھے
عجب جو پہلے نے تھے
باز باید گشت سوی آں غلام
کرد باید آں حکایت را تمام
اس غلام کی طرف لٹا چلے
اس حکایت کو پھا کرنا چلے

رُقعہ دیگر نوشتنِ آں غلام پیشِ شاہِ چول
جبکہ پہلے رقعہ کا جواب نہ آیا اس غلام کا ہوش کو چش کرنے

جوابِ رُقعہ اول نیامد

کے لئے ہر رقعہ لکھا

نامہ دیگر نوشتِ آں بد گزراں ۲
۱۔ بلکن نے ہوا رقعہ لکھا
۲۔ ایک رقعہ نوشتم پیشِ شاہ
۳۔ کہ میں نے ہوش کے حوض میں ایک رقعہ لکھا
۴۔ آں دیگر را خواند ہم آں خوابِ خد
۵۔ اس حسین چہرے نے ہوا بھی چڑھا
۶۔ خشک می آمد اُہا شہریار
۷۔ اس کے ساتھ شد نے خشک بنی
۸۔ گفت حاجب آخر اوندہ شامت
۹۔ حاجب نے کہا کہ آخر وہ آپ کا غلام ہے
۱۰۔ از شہی توجہ کم گرو اگر
۱۱۔ آپ کی باتیں میں کیا کی آجائے گی اگر
۱۲۔ گفت ایں سہل ست لہا احمق ست
۱۳۔ اس نے کہا یہ آسان ہے لیکن وہ احمق ہے
۱۴۔ گرچہ آمرزم گناہ و لٹش
۱۵۔ اگر میں اس کی خطا کو بخش دے گا
۱۶۔ پندِ تشنوع و نفیر و پندِ فُعال
۱۷۔ طاعت اور فریاد اور شہ سے مجرا ہوا
۱۸۔ اے عجب آسجدار سیدِ دیانت راہ
۱۹۔ رجب ہے کہ وہ دہلی پہنچا اور ہایب ہوا
۲۰۔ ہم ندلا اُہا جواب و تن یزد
۲۱۔ اس کا بھی جواب نہ دیا اور چپ ہوا
۲۲۔ او مکرر کرد رُقعہ پنج بار
۲۳۔ اس نے پانچ مرتبہ کہہ کر کے
۲۴۔ گر جوابش بر نویسی ہم رواست
۲۵۔ اگر اس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے
۲۶۔ بر غلام و بندہ اندازی نظر
۲۷۔ غلام اور بندہ پر آپ نظر کرم کریں
۲۸۔ مردِ احمق زشت و مردِ ودوق ست
۲۹۔ احمق انسان یا خدا کا مرہ ہے
۳۰۔ ہم گند و من سرایتِ علقش
۳۱۔ مجھ میں بھی اس کی پلائی سرایت کر جائے گی

۱۔ حاجب اب حضرت اہلسن
۲۔ غلام کی تکمیل ہو چکی تھی اور ان
۳۔ پر مشابہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔
۴۔ باتِ یاد۔ اب مولانا پھر غلام کا قصہ
۵۔ شروع کرتے ہیں۔

۶۔ پند گہل۔ یعنی دین غلام تشنوع
۷۔ یا اہلا کہتا ہے عجب۔ یعنی اس پر
۸۔ تعجب ہے کہ وہ رقعہ ہوشہ تک پہنچ
۹۔ کیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔
۱۰۔ خوب خد۔ حسین رخ یعنی شاد تن
۱۱۔ ہوشِ خاوش۔ دلِ خشک۔ یعنی شاد نے
۱۲۔ اس سے خشک ہو گیا۔

۱۳۔ گفت حاجب پیشہ نے
۱۴۔ کہا کہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر
۱۵۔ اس کو جواب لکھیں تو مناسب ہوگا۔
۱۶۔ حاجب۔ وہاں۔ پیشہ۔ اندازی
۱۷۔ نظر۔ یعنی نظر کرم کر کے جواب لکھا
۱۸۔ دیکھ۔ ایں۔ جواب لکھنا احمق
۱۹۔ بیوقوف انسان مرہ۔ ہانگہ خدا کی
۲۰۔ ہے۔ آمرزم۔ یعنی معاف کر کے پھر
۲۱۔ قرب کر لے گا۔ علقش۔ یعنی اس کی
۲۲۔ حریت کی پلائی۔

صد کس از گریں! ہمہ گریں شوند
خدا سے سو محض سب خدای ہو جاتے ہیں
گزر کم عقلی مباد اکبر رہا
گزر کم عقلی مباد اکبر رہا
بے عقل کی خدای خدا کرے کفر کو بھی نہ ہو
نعم مبارک ابر از شوخی او
اس کی بخشی سے لہ بادل نہیں برساتا ہے
از گراں احتمال طوفان نوح
اس کی بخشی سے لہ بادل نہیں برساتا ہے
ہن عقول کی خدای کیجے حضرت نوح کے طوفان نے

سُتودن پیغمبر علیہ اسلام عاقل را و نکو ہیدن احمق را
پیغمبر علیہ السلام کا عقلمند کی تعریف کرتا ہے احمق کی مذمت کرتا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے
ہر کہ او عاقل بود او جان ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے
عقل ۲ دشنام دہد من را ضمیم
عقل مجھے گالی دے میں خوش ہوں
عقل ۲ دشنام دے او بے فائدہ
اس کی وہ گالی بے فائدہ نہ ہو گی
احق ار حلوا نھد اند لکم
احق اگر میرے ہونٹوں پر حلوا رکھے
اس یقین والی اگر لطیف و روشنی
اگر تو پاکیزہ لہ روشن ہے تو یقین کر
سبکت گندہ گند بے فائدہ
بے فائدہ تیری سونچوں کو گندہ کرے گا
مائدہ عقلست نے نان و کباب
دسترخوان عقل ہے نہ روٹی نہ کباب

اگر گریں گریں فاضل کی علامت ہے
اگر تاف فاضل کے کچھ ساتھ
خدا کی پیکار کرے۔ بے عقلی کی
خدای خدا کرے کفر کو بھی نہ لگے۔
شوخی۔ بد عقل کی بد بخشی سے لہ بھی
بے ہواں ہو جاتا ہے۔ ہوائی اور مشہور
ہے کہ جہاں لو بیٹھے گئے وہ مقام
دیران ہو جاتا ہے کہ تو نوح کی
جہالت سے طوفان آیا اور دنیا پر بار ہو
گئی تھی۔ گفت پیغمبر بعض
احادیث کا مفہیم یہ ہے کہ حضور نے
فرمایا کہ بیوقوف ہمارا کون ہے اور عقلمند

ہمارا دوست ہے
۲ عقل دشنام دے سکتا ہے کہ یہ
مولانا کا عقلمند مولانا تالیف ہے
میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو
ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برا بھی
کہتا ہے اس میں کوئی مصلحت ہوتی
ہے اس بیوقوف کی بھلائی میں
بھی برائی ہے
۳ نیست بیوقوف سے محبت
کہنا یہی ہے جیسا کہ کوئی گندھے
کی مقدار کو بوسے سے بہت اس
بوسے سے نہیں نقصان پہنچے گا اور پیکار
کپڑے کا لے ہوں گے مائدہ
عقلست اصل دسترخوان عقل ہے
جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے
نان و کباب اگر احمق پیش ہی کرے تو
دسترخوان نہیں ہے بلکہ حضرت درسان
ہے اس کا نان تک بے عقل ہوتا ہے
گ۔

او عدو ملو غول رہزن ست
وہ ہمارا دشمن لہ بھٹکانے والا چھلکا ہے
روح او درخ او ریحان ماست
اس کی روح لہ اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے
زانکہ فیضے دار دار فیا ضمیم
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے
نوداں مہمانیش بے مائدہ
اس کی وہ مہمانی بغیر دسترخوان کے نہ ہو گی
من ازاں حلوی او اند بتم
میں اس کے طوع سے بخد میں ہوں
نیست مع یوس گون خرا چاشنی
گندے کی مقدار کو بوسے میں کوئی لطف نہیں ہے
جامہ از دلکش سیہ بے مائدہ
بغیر درخون کا کسی رنگ سے تیرے کپڑے بے مائدہ گے
نور عقل ستاے پیر جاں و شراب
لے بیٹا! جان کی شراب عقل کا نور ہے

نیست! غیر نور آدم را خورش
انسان کی خفاک نور کے ساتھ نہیں ہے
زیں خورشہا اندک اندک باز بر
ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تاغذی اصل را قلیل شوی
تاکہ تو اصلی غذا کے قلیل ہو جائے
عکس آں نورست کاین مثل فلک مست
اسی نور کا پرتو ہے کہ یہ مدنی مدنی بنی ہے
چوں خوری یکبار از ماگول نور
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھا لے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی خرابات
تو کے کا عقل مائل ہو گئی ہے تو کیا کھانے کرتا ہے
عقل دو عقل است اول ملکسی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی
از کتاب و اوستاد فکر و ذکر
کتاب اور استاد اور خود اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور دور گشت میں تو حفاظت کرنے والی ممتی ہو گا
عقل دیگر بخشش یزدان بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں زمینہ آب دانش جوش کرد
جب زمین پر عقل کا پانی جوش ملتا ہے
در رہ بخشش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے لئے کائنات بند ہو جائے تو کیا فکر ہے؟

از جواں جاں نیلبد پرورش
اس کے ساتھ سے جاں پرورش نہیں پانی ہے
کاین غذای خربود نے آن خر
کیونکہ یہ گدھے کی خفاک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت
تہمیل نور را آکل شوی
نور کے لئے کھانے والا بن جائے
فیض آں جانست کاین جل جل شد مست
اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان بنی ہے
خاک ریزی بر سر نمان تنور
تنور کی مدنی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات
راستہ پیدا ہو گیا، تو کمرہ پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در مکتب صبی
جو کہ کتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی وز علوم خوب و پیکر
معانی سے اور عمدہ اور تازہ علم سے
لیک تو باشی ز حفظ آں گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں درگزشت
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گزر گیا
چشمہ آں درمیان جاں بود
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد
گو ہی جوشد ز خانہ دمدم
کیونکہ وہ گھر دل میں سے ہر وقت جوش رہتا ہے

۱۔ نیست اگر حق کے سرخوان
پرنے کی چیزیں ہیں تو وہ انسان کی
شراب نہیں ہے شراب تو نور صاف ہے
روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہے
خورشید، مکی غذا میں۔ خر۔ یعنی
شریف انسان تاغذای اصل شعر۔
اندرں از طعام خالی رہ
تا وہاں نور معرفت بنی
عکس۔ جسمانی غذاؤں میں اسی
نورانی غذا کا پرتو جو ان میں ملتے جلتے
ہے۔ یہ حیوانی جان اسی نورانی جان
سے جان بنی ہے۔

۲۔ چوں خوری نور کی روحانی غذا کا
ایک لقمہ کھا لو گے تو یہ غذائے جسمانی
بچہ ہو جائے گی۔ عقل خدایہ۔ جب
تو وہ غذا کھا لو گے تو جسمانی غذا کو کھو
گے کہ کچھ پر عاشق ہو گئی ہے۔ لب تو
چٹنی چیز کی باتیں کہیں کرتی ہے
مجھاساں مل گیا ہے مجھے تجھے جیسے کمرہ
پاؤں کی ضرورت نہیں ہے عقل۔
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی عقل
ہے جو درمیان جاں سے حاصل ہوتی
ہے عقل اگر حاصل ہو جائے تو
دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہے یہ
کتاب اور استاد اور علم سے حاصل
ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے
پر انسان حفاظت کرنے والی ممتی بن
جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جس کی حق
تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا
ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

۳۔ عقل دیگر عقل کی دوسری قسم
ہے جو خدا کی عطا ہے اور اس کا
سر چشمہ درمیان جاں میں ہے بلکہ
خود لوح کے اندر اس کا چشمہ ہے اس
چشمہ سے جو پانی آتا ہے وہ گندہ ہوتا
ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے نہ اگر
کسی عقل کی باتیں بند ہو جائیں تو
اس عقل سے لکھن نہیں ہوتا کیونکہ
وہ خداوند سے جوڑن ہوتی ہے۔

عقل! کھیلی مثال ہو یہاں کال رَوَد در خانہ از گوہِ ہا
 حسیل عقل نہوں کی طرح ہے جو گھر مل میں تالا یں میں سے پہنچی ہے
 راہِ آبش بستہ شد شد بینوا از درون چشمہ کے بند دُورا
 اگر اس کے پانی کا راستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بن جاتا ہے چشمہ کے اندر سے اس کو کن بند کر سکتا ہے؟
 از درون خوشن جو چشمہ را تار ہی از منت ہر نا سزا
 اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر تاکہ تو ہر تالائق کے احسان سے نجات پالے

قصہ شخصیکہ باشخصی مشورت می کرد او گفت مشورت
 اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ کسی دوسرے سے
 بادگیرے کن کہ من عَدُوّ تو ام
 مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکسے کز ۲ ترؤد وا رہد وز محسبے
 تاکہ تیرا اور بندش سے چھوٹ جائے
 ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا
 گفت اے خوش نام غیر من بجو
 اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر
 من عَدُوّ مر خُرابا من پیچ
 میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ الگ
 میں تیرا دوست دوست دوست دوست دوست
 جاکسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو
 من عَدُوّ چارہ نہؤد کز مہنی
 میں دشمن ہوں لالچہ میں خوری کی وجہ سے
 حارسی از گرگ جستن شرط نیست
 بھیڑنے سے رکھ لی چاہتا مناسب نہیں ہے
 من خُرابے پیچ شے دشمنم
 میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں
 ہر کہ باشد ہمنشین دوستاں
 جو دوستوں کا ہم - دشمن ہو
 دوست ہر دوست ملا شک خیر دوست
 بے شبہ دوست دوست کا خیر خواہ ہے
 کثر روم باتو نہایم دشمنی
 بڑھا چلوں گا تجھ سے دشمنی کروں گا
 جستن از غیر محل نا جستن ست
 بے موقع تلاش کرنا تلاش نہ کرنا ہے
 من ترا کے رہ نہایم رہز نم
 میں کب تیری راہنمائی کروں گا میں رہزن ہوں؟
 ہست در کلخن میان بوستال
 جہن میں بھی باغ میں ہے

۱ عقل حسیلی یعنی کبھی عقل جو
 دوسروں سے حاصل کی جاتی ہے
 گوہہ کڑھے راہ آبش اگر کسی
 عقل کے حصول کے ذریعہ مفقود ہو
 جاتے ہیں تو انسان بے سروسامان رہ
 جاتا ہے لیکن اندرونی چشمہ اس آفت
 سے محفوظ ہے از درون عقل کے
 روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیے تاکہ
 دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے
 قصہ اس قصہ سے عقل کی فضیلت
 بیان کیا مخصوص ہے
 ۲ کز ترؤد انسانی ترؤد میں کسی
 طرف پیش قدمی نہیں کرتا ہے
 گفت اس شخص نے کہا کہ میرے
 مشورہ کر لے من عدم میں تیرا
 دشمن ہوں دشمنی کے مشورہ سے کوئی
 کامیابی نہیں ہوتی ہے
 ۳ رو کے چنے کوئی دوست
 تلاش کر کے اس سے مشورہ کرنا
 چاہیے دوست دوست کا خیر خواہ ہوتا
 ہے دشمنی خوری حارسی بھیڑنا
 بھیڑوں کا رکھنا نہیں بن سکتا
 جستن بے محل تلاش اور جستجو سے
 کبے حاصل نہیں ہوتا ہر کہ دوستوں
 کی صحبت میں بھی باغ بن جاتی
 ہے اور دشمنوں کی صحبت باغ کو بھی
 بھٹی رہتی ہے

ہست او در یوستال در گوشتن

» باغ میں بھی بھی بھٹی میں ہے

تا نگردد دوست خصم دشمنیت

تاکہ دوست تیرا مخالف نہ دشمن نہ بنے

یابرای راحت جان خودت

یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے

در ولت ناید زکیں ناخوش صور

تاکہ تیرے دل میں کینہ سے بے خیالات نہ آئیں

مشورت یابار مہر انگیز گن

مشورہ محبت بھرے دوست سے کر

کہ توئی دیرینہ دشمن دار من

کہ تو میرا پتا دشمن ہے

عقل تو کلمات کہ مجروی

تیری عقل تجھے اجابت نہ دے گی کہ تو نیز حاطے

عقل بر نفس ست بند آہنیں

لیکن عقل نفس پر لوہے کی زنجیر ہے

عقل چول شخنہ است دینک و بدش

عقل اس کے لئے اچھوڑ دے عقل کی طرح ہے

پاسبان و حاکم شہر دل ست

دل کے شہر کی محافظ اور حامی ہے

دزد در سوراخ ماند ہچو موش

جوڑ سوراخ میں چوہے کی طرح گھسا رہتا ہے

نہیست گربہ ور بود او مرده است

دہلی بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مرہ ہے

عقل ایمانی کہ اندر خن بود

» ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

ہر کہ با دشمن نشیند در دشمن

جو زندہ میں دشمن کا ہم نشین ہو

دوست را مازار از ماو منت

دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا

خیر گن با خلق از بہر ایزد

اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر

تلاش را دوست بنی در فکر

تاکہ تو فکر سے سب کو دوست دیکھے

چونکہ کردی دشمنی پرہیز گن

جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط بہت

گفت من دامن تراے یوا حسن

اس نے کہا اے ہلاک میں تجھے جاتا ہوں

لیک مرد عاقلی و معوی

لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور بامعنی ہے

طبع ۲ خواہد تا کشد از خصم کیں

طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے بدلہ لے

آید و منعش کند وادوش

وہ عقل آتی ہے اور اس کو منع کرتی ہے اس کو دوستی ہے

عقل ۳ ایمانی چو شخنہ عادل ست

ایمانی عقل منصف کقول کی طرح ہے

ہچو گربہ باشد رو بیدار ہوش

» بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے

در ہر آنجا کہ برآرد موش دست

جس جگہ چھو بیچھٹے نکالے

گربہ چہ شیر و شیر فلکں بود

بلی کسی شیر اور شیر کو پھاڑے دلی ہوتی ہے

۱ دوست۔ خود غرضی کر کے

دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے خیر گن

لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر

بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو اپنی

راحت کی خاطر اور دل کیساتھ

بھلائی کرو۔ تاہم۔ جب لوگوں کے

ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ تمہارے

دوست بن جائیں گے اور تمہارے

دل میں تکلیف وہ خیالات نہ آسکیں

گے چونکہ اگر تو سب کو دوست

نہیں بنا سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی

خاص دوست سے کر گشت مشورہ

لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو

میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور

عقلمند ہے اور عقل نہیں ہے مجھے

یقین ہے کہ تیری عقل تجھے خیر سے

ساتھ مجروی نہ کرنے دے گی۔

۲ طبع خواہد۔ عقلمند کا طبیعت تقاضا

اگر چو شخنہ سے بدلہ لینے کا ہوتا ہے

لیکن اس کی عقل اس کی طبیعت اور

نفس پر غالب آجالی ہے عقل۔

عقل۔ عقلمند کی ہر اچھے برے موافق پر

حفاظت کرتی ہے۔

۳ عقل۔ عقل منصف کقول

ہے اور دل کے خیالات برحاکم ہچو

عرب عقل کی مثال بلی کی سی ہے

اور نفس ایک چوہا ہے ہر اچھا اور

نفس کا غلبہ ہے تو مجھو کہ وہی عقل

نہیں ہے اور اگر ہے تو مرہ ہے

گربہ ہم نے عقل کو بلی قرار دیا ہے

غلطی عقل کو شیر اور شیر فلک ہے

عزّہ او حاکم درندگان ۱
 اس کی غراہت صدوں کی حاکم ہے
 نعرہ او مانع چزندگان
 اس کا نعرہ چمنوں کے لئے مانع ہے
 عقل درتن حاکم ایماں بود
 شہر پر دزد است و پر جامہ گئے
 عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والی ہے
 عقل و جان جل جل توئی
 شہر چمنوں اور کپڑے اتارنے والوں سے بچا ہے
 عقل کل سرگشتہ و حیران تست
 اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے
 عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے

۱۔ دندگان۔ یعنی انسان کی قوت غصہ۔ چزندگان۔ یعنی انسان کی قوت شہوب۔ شہر پر دزد است۔ انسان میں لاعلمہ نفسانی قوتیں ہوتی ہیں عقل کے مجبور پر ان سے غفلت نہ ہوتی چاہے جس اس قدرے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ قوتیں مضیل ہو جاتی ہیں لیکن بالکل فنا نہیں ہوتی ہیں۔
 ۲۔ عقل عقل۔ کامل انسان کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر تیری سلطنت ہے عقل کل۔ جبریل۔ معراج میں آنحضرت کے عروج پر حیران تھے امیر گربانیان۔ اس قصہ عقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ زندگی نہ عقلست نہ ہیاں یہ پر یہ جہاد کا وہ لفظ جس میں آنحضرت خود شریک نہ ہوں۔

امیر گرد انیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیل را بر سریتہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اس لشکر کا سربراہ بنانا
 کہ در اں پیر او جنگ آموز دگان بودند
 جن میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

یک سریتہ می فرستادے رسول
 ایک لشکر کا ایک ہذیل نوجوان کو سربراہ بنا دیتا ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ خیل۔ گندھ۔ اصل۔ فوج کا سربراہ بجز سر کے ہے بغیر سرہ کی فوج بغیر سر کا جڑ ہے۔ اس ہمہ مولانا نے لشکر کے سرہ سے گریز فرما کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع فرمایا ہے۔ یعنی انسان کی اعمال غیر میں شرم کی ہی لئے ہوتی ہے کہ ان سے کسی شیخ کو اپنا سربراہ نہیں بنایا۔ اس مسئلہ کی کوئی اور چیز بنانے میں انسان کی عقل سے سستی اور خدمت میں کل اور خودی مانع بنتی ہے۔ چھو شیخ سے گریز کرنے والے کی مثال اس گدھے کی ہے جو بوجھ سے گھبرا کر پہاڑی کی طرف بھاگ پڑے۔

بہر جنگ کافر و دفع فضول
 کافر لوگوں سے جنگ اور فضول لوگوں کو دفع کرنے کیلئے
 میر لشکر کرش و سالار خیل
 اس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنایا
 قوم بے سرور تن بے سر بود
 بغیر سرہ کی قوم بے سر کا جسم ہوتی ہے
 زان بود کہ ترک سرور کردہ
 اس لئے ہے کہ تو نے سرہ کو چھوڑ دیا ہے
 می کشی سر خویش را سر میگینی
 تو سر کشی کرتا ہے اپنے آپ کو سرہ بناتا ہے
 او سر خود گیرد اندر کوہ سار
 اور پہاڑ کا ماتہ لے لے لے

صاحبش ادر پے دواں کاے خیرہ سر
اس کا مالک بیچے ہٹے کہ لے سرکش
گر ز چشم ایں زماں غائب شوی
اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا
استخوانت را بخالید چوں شکر
شکر کی طرح تیری بٹیاں چبالے گا
آں ملکن آخر بمائی از علف
وہ نہ کر پالا تو کھاس سے عوم نہ جائے گا
ہیں بمکریز از تصرف کرد نم
خبر دلا میرے کام میں لگنے سے نہ بھاگ
تو ستوی ہم کہ نفست غالب است
تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے
خرخواندت بس خواندت ذوالجلال
اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے گدھا نہیں کہا
میر ۲ آخر بود حق را مصطفیٰ
آنحضرت اللہ تعالیٰ کے میر اہل ہیں
قُلْ تَعَالَوْاْ گفت از جذب کرم
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے کہ آؤ
نفسہا راتا مَرَوْض کوردہ ام
میں نے جب سے نفسوں کو مرض بٹایا ہے
ہر گجا باشد ریاضت بارہ
جہاں کہیں ریاضت کرنے والا ہو ہے
لا جرم اغلب بکلا بر انبیاست
لا عمد کزی آزمائش نبیوں کی ہے
سکسکانید از دُم یرغا روید
تم ست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو
تم ست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو

ہر طرف گر گے ست اندر قصد خر
ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھڑے ہیں
پشت آید ہر طرف گرگ قوی
ہر جانب قوی بھیڑا تیرے سامنے آئے گا
کہ نہ بینی زندگانی را دگر
حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
آتش از بے ہیزی گردو تلف
بغیر اندھن کے آگ جلا ہو جاتی ہے
وز گراں باری کہ جان تو منم
اور بوجہ دانے سے کیونکہ میں تیری جان ہوں
حکم غالب را بود اے خود پرست
اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے
اسب تازی را عرب گوید تعالٰی
عربی گھوڑے کو عرب "تعل" کہتے ہیں
بہر استوران نفس پر جفا
ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
تا ریاضت تال دہم من را فخم
تاکہ میں تم سے ریاضت کھوں میں ریاضت کرنے والا ہوں
زیں ستوراں بس لگدہا خوردہ ام
ان گھوڑوں کی بہت سی دھتیاں کھائی ہیں
از لگدہا پاش نبیکد چارہ
اس کے لئے دھتیاں سے مفر نہیں ہے
کہ ریاضت دلاؤں خالماں بکلا است
کیونکہ تازیوں کو ریاضت کرنا ہی مصیبت ہے
تلوآش مرکب سلطان شوید
تاکہ نرم رفتار اللہ شاہ کی سادی بن جاؤ

۱ صاحبش اس گدھے کا مالک
کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سونگھوں
بھڑے ہیں جو تجھے ہلاک کر دیں
گے کہ تیری بٹیاں شکر کی طرح چبا
ڈالے گے کہ آں ممکن۔ شیخ بھی
بھاگنے والوں کو بھجاتا ہے کہ بھاگنے
والے کی طاقت سے بھرا کر ہلاکت بھی نہ
ہو تو کم از کم انتہوں سے محروم ہے
تصرف کر۔ شیخ کی تعلیمات سے
نہ گھبراتا چاہیے بلکہ کلیت فی یہ
افصال نہلانے والے کے ہاتھ
میں مردہ بن جانا چاہیے۔

۲ تو ستوی انسان کا نفس گدھا
ہے جب وہ انسان پر غالب ہو تو
چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہذا انسان کو
گدھا کہا جائے گا۔ خر خواندت جن
لوگوں پر نفس کا غالب جان کا شکر تعالیٰ
نے قرآن کریم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ
گھوڑا قرار دیا ہے عرب جب عربی
نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو
لفظ "تعل" آجاتا ہے جسے ہی طرح
قرآن نے آنحضرت کو کہا ہے کہ ان
لوگوں کو "تعالوا" کہو۔

۳ میر آخر ماردعا مصطل۔ پُر
بخدا۔ ظالم۔ را معنی گھوڑے کو
سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا
گھوڑا لگدہا دھتیاں۔ ریاضت
بہت ریاضت کرانے والا۔ آخر نبی
چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہذا اس کو
زیادہ صائب ریاضت کرنے پڑتے
ہیں۔ سکسکانید سکسک۔ ست
رفتار گھوڑوں کا نام۔ یرغا تیز رفتار گھوڑا
تلوآش تری لفظ ہے نرم رفتار گھوڑا

قُلْ تَعَالَوْا أَقْلُ تَعَالَوْا گفتم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے آجاؤ

قُلْ تَعَالَوْا أَقْلُ تَعَالَوْا گفتم رب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے آجاؤ

قُلْ تَعَالَوْا أَقْلُ تَعَالَوْا گفتم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے آجاؤ

گر نیامند اے نبی عجمیں مشو

اے نبی اگر وہ نہ آئیں تو غم نہ نہ ہو

گوش بعضے زیں تعالوا ہا اگرست

بعض لوگ ان آجاؤ کی آواز سے بہرے ہیں

منہزم ۲ گردن بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے پٹ گئے

مقیض گردن بعضے زیں قصص

بعض لوگ ان قصص سے غفلت ہوئے

خود ملائک نیز نا ہمتا بدند

ملائک بھی رجب میں یکدل نہیں تھے

کو دکان گرچہ بیک مکتب وہ اند

بچے اگرچہ ایک ہی کتب میں ہیں

مشرقی ۲ و مغربی راجہاست

شرق و مغرب دونوں کی عفت میں ہیں

صد ہزاراں گوشہا گر صف زمند

اگر لاکھوں کان صف ہا میں

باز صف گو شہارا منصہ

پھر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے

صد ہزاراں چشم را آل راہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راہ مائل نہیں ہے

اے ستوران ملول اندر سنیں

اے گمراہ میں عاجز گھٹا

اے ستوران رمیدہ از ادب

اے ادب سے بھاگے ہوئے گھٹا

اے ستوران فرودہ رگ و پے

اے ست رگ و پے میں ملے گھٹا

زاں دو بے تمکین تو ہر از کیں مشو

ان دو چاہے وقت کی جہ سے خسر میں نہ ہر

ہر ستورے را صطلے دیگرست

ہر گھوٹ کا دھرا اسطل ہے

ہست ہر آپے طویلہ او جدا

ہر گھوٹ کا اسطل جلا ہے

زانکہ ہر مرغے جدا دلد قصص

کیونکہ ہر پند کا خبر علیہ ہے

زیں سبب برآسل صف صف خدند

ای جہ سے آسمان پر صف صف ہو گئے

در سنن ہر یک زیک بالا خرائند

مقابلہ میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں

منصب دیدار حس چشم راست

دیکھنے کی حس کا مقام آنکھ کا ہے

جملہ محتاجان چشم روشن آند

سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

در سماع جال و اخبار بے

قرآن کی روح ہر قصص کے سننے کے لئے

ہج چشمے از سماع آگاہ نیست

کئی آنکھ سننے سے واقف نہیں ہے

۱۔ سن گمراہ قن تعالوا

یعنی اے نبی لوگوں سے کہہ دے کہ آ

جاؤ جسے اللہ تعالیٰ کرنا ہے قرآن

پاک میں ہے و من کفر فلا

یسخونک کفر وہ جو جس کفر

کرتوں کا کفر کرتا ہے مجھ میں نہ

کرتے گشت ہر گھٹا ہے اسطل

کی طرف جاتا ہے جو جہل و غفلت

ہی ان کا اسطل ہے جس کی

طرف نبی رحمت داتا ہے

۲۔ منہزم ۲

اسطل قصص قصص خود ملائک

جس طرح انسانوں میں استدعا کا

اختلاف ہے اسی طرح ملائک میں بھی

ای لئے ان کو مختلف مغوف میں رکھا

گیا کہ ملائک ہر انسانوں کی

ملاحت کے اختلاف کو اس مثل

سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی کتب

میں پڑھتے ہیں لیکن ملاحت ہر

استدعا کے اعتبار سے بعض کا بعض پر

فوقیت ہوتی ہے

۳۔ مشرق و مغربی

اختلاف حواس میں بھی ہے کان میں

سننے کی ملاحت ہے جو آنکھ میں نہیں

ہے آنکھ میں دیکھنے کی ملاحت ہے

جو کان میں نہیں ہے صد ہزاراں

اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل جائیں تو

ایک کان کی ہر آنکھیں سن سکتیں۔

نچیں ہر حسن یک یک می شمر
ہر طرح یک ایک حس کو گن لے
چرخ حسن ظاہر و بیخ اندرون
پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی
ہر کے کو از صف دیں سرکش مست
جو شخص دین کی صف سے سرکش کرتا ہے
تو زہ گفتار تعالوا کم ملکن
آپ آ جاؤ کہنے میں کی نہ کریں
گر مے گرد ز گفتارت فقیر
اگر کوئی تابا آپ کے قول سے ہنر ہو
ایں زماں گریست نفس سلاش
اس وقت اس کا چلو گر گس بہا ہے
قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا اے غلام
آپ آ جاؤ آ جاؤ کہیے اے لڑکا
خوبیہ باز آ از منی و از سری
اے صاحب خوبیہ اور سربہ سے باز آ جا

ہر یکے معرول ازاں کارِ دگر
ہر ایک ہرے کے کام سے جلا ہے
در صف اند اند مقام الصالحون
صفہ بہ صفہ فرشتوں کے قیام میں مندرج ہیں
میر و سہوی صفے کاں ناخوش مست
۱۰ ہری صف کی جانب چلا جاتا ہے
کیمیای بس شگرف مست ایں خن
یہ فکر بہت عجیب کیا ہے
کیمیا را چچ ازوے وا مکیر
کیمیا کو اس سے نہ ہٹائیے
گفت تو سوش گند در آئرش
اس کے آخر میں آپ کی گفتگوں کو نامہ دے کی
ہیں کہ اِنَّ اللہَ یَدْعُوْا بِالسَّلَامِ
آگاہ کہ چنگ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے
سروے جو کم طلب گن سروی
کوئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

اعتراض کردن معترضے بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر
ایک معترض کا اعتراض صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہڈی کو فکر کا سروہ
گردانیدن آل ہڈی را بر سر نیہ
ہانے پر اعتراض کرنا

چوں پیغمبر سروے کرد از ہڈیل
جب پیغمبر نے ہڈیل میں کا سروہ بٹایا
یو المفضولے از حسد طاقت نداشت
ایک بیہودہ حد کی وجہ سے ہماشت نہ کر سکا
خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند
لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں
از برائے لشکر منصور خیل
فتحہ گد کے لشکر کے لے
اعتراض ولا نسلم بر فراشت
اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا
در متاع فاپے چوں فانی اند
فانی اسباب پر کس قدر مریختے والے ہیں

۱۔ عجیب تمام حواس کا یہی حال
ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے
۱۰ ہرے میں کس سے بیخ حس
حواس ظاہری اور حواس باطنی سب اپنی
اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے
لئے کام میں لگے ہیں جیسا کہ
ملائکہ کی مختلف صف میں اپنے لئے کام
میں لگی ہیں۔ لہذا ان کی صفہ بہ
صفہ ملائکہ ہر کسی اگر کسی میں دین
کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں
ہے تو وہ بدعتوں کی صف میں شامل ہو
گا

۲۔ تو ز گفتار نبی کا کام دھت
دینا ہے نہ سگریں سے تنگ دل ہو کر
دھت نہیں چھوڑتا ہے کہ سے اگر
کوئی سگر ایک وقت میں اٹھ کر سٹے
ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے
اعتبار سے آخر میں دھت کو قبول کر
لے اِنَّ اللہَ یَدْعُوْا بِالسَّلَامِ
وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دِلْوِ السَّلَامِ
وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دِلْوِ السَّلَامِ
مُسْتَجِیْبٌ لِّلّٰہِ تَعَالٰی سلامتی کی فکر کی
دھت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے
سید صدامتی رضائی کہتا ہے
۳۔ خوب مولانا پھر فصیح
کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے کان سے
راہت ہو جاتا ہے۔ سروہ سروہ
خیل جماعت گرد لا سلم معترض
اعتراض میں کیا کرتا ہے کہ مجھے
آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں ہے بلکہ اپنی
تاریک باطنی چنگ و باہری کا غلبہ تھا
اس لئے اعتراض کی کوشش کرتا۔

از ۱۔ تکریم جملہ اندر تفرقہ
کبر کی وجہ سے ب تفرقہ میں ہیں
ایں عجب کہ جاں بزنڈاں اندرست
یہ عجب ہے کہ جاں قید خانہ میں ہے
پلی تاسر غرق سرگیں آنجواں
ہو جان سر سے پاؤں تک گور میں غرق ہے
دائمًا پہلو بہ پہلو بے قرار
ہمیشہ ہر کوٹ پر بقرار ہے
نور ۲۔ نہاں ست و بخت و جو گواہ
نور پوشیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے
گر نبودے حبس دنیا را مناص
اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا
دشت ہمیں موکل می گشد
دشت تجھے سپاہی کی طرح پہنچتی ہے
ہست منہاں و نہاں در ممکن ست
راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے
تفرقہ ۳۔ جو یلی جمع اندر کمیں
پھوٹ مخفی طہ پر اتحاد کی جویاں ہے
مردگان باغ برختہ زین
باغ کے مردہ ج جڑ سے اگ پڑتے ہیں
چشم ایں زندانیاں ہر دم بدر
ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت ہمارے پر

مردہ از جاں زندہ اندر حرقہ
مرد کے مقابلہ میں وہیں جان بھڑکنے کے بدلے میں زندہ ہیں
و آنگہ مفتاح زنداں بدست
جبکہ قید خانہ کی کئی اس کے ہاتھ میں ہے
می زند بردا منش جوی رواں
حالانکہ جلدی نہر اس کے دامن سے گھرا رہی ہے
پہلوی آرام گاہ و پشت دار
حالانکہ آرام کی جگہ اور سہارے کے پہلو میں ہے
کز گزافہ دل نمی جوید پناہ
کیونکہ وہی خواہ مخواہ پناہ کا جویاں نہیں ہے
نبد دشت ندل حسے خلاص
نہ دنیا سے دشت ہوتی نہ دل نجات پاہتا
کہ بجو اے ضال منہاں رشد
کہ لے کر لے ہدایت کا راستہ تلاش کر لے
یا نقش رہن گزافہ جستن ست
اس کا حصول اٹکل پچو تلاش پر مقوف ہے
تو دریں طالب ریح مطلوب ہیں
تو اس طالب میں مطلوب کا چہرہ دیکھ لے
کاں دہندہ زندگی را فہم کن
کہ اس زندگی بخشنے والے کو سمجھ لے
کے بدے گر نیستے کس مودہ ور
کیوں ہوتی، اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟



والہی آمدی امید ہوتی تو رہائی کے لئے ہمارے ہنگامہ کیوں لگی رہتی تو ہدایت کی توقع اس کے جوئی دلیل ہے

۱۔ التکریم۔ باہمی اختلاف کا سبب
کبر و غرور ہوتا ہے غرق۔ جلانے والی
یعنی دنیا بلی۔ ایں عجب دنیا سے
نجات کی کئی فہم کے ہاتھ میں ہے
جلدہ کر کے نکل سکتا ہے لیکن عجب
ہے کہ اس کو قید خانہ میں پارہا منظور
ہے۔ پای تاسر۔ انسان مصیبتوں
میں آگاہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر
اس کے دامن سے گھرا رہی ہے اس
سے آگاہی کو کھڑ کر سکتا ہے۔ دار۔
روحانیت کی آرام گاہ اس کے پہلو میں
ہے اس کے ہوتے ہوئے بیکراری
سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اس آرام گاہ
میں داخل نہیں ہوتا ہے۔
۲۔ نور۔ خدا کا روشنی ہے اور عالموں
کی جستجو اس کے جوئی گاہ ہے (شعر)
دل گاہست کہ پہل قلمے ہست
ہستی قلم پہل ست کہیلے ہست
مناس۔ پہاڑ کی جگہ نے بدے دنیا
سے دل کی دشت اور عالم آخرت کی
جستجو نہ نجات کا پتہ دیتی ہے
دشت۔ دنیا۔ دشت انسان کو رو
ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے
موکل۔ سپاہی۔ منہاں راستہ ہست
منہاں شعر
گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
خبرہ یوسف ہادی باید دید
۳۔ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت
کا مشاہدہ کرو۔ و هو معکم ایما
نحتتم وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ساتھ ہے تم
جہاں بھی ہو۔ مردگان۔ فائز ای
آثار رحمۃ اللہ کیف یمنی
الارض بعد موتہا۔ زمین کی
مردوں کے بعد اس کی تروتازگی وجود
پاری کی دلیل ہے چشم ایں۔ رہائی
کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت
کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی
نہ ہوتا اور رہائی کی خوش خبری دینے

صدۃ ہزار آلودگانِ آبِ جو
لاکھوں آلودہ پانی تلاش کرنے والے
بر زمیں پہلوت را آرام نیست
زمین پر تیرے پہلو کو آرام نہیں ہے
نیمقر گاہے نباشد بے قرار
سکن کی جگہ کے بغیر کئی بے قرار نہیں ہوتا ہے
گفت نے نے یا رسول اللہ ممکن
اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنائیے
یا رسول اللہ جواں آر شیر زاد
اے رسول اللہ جواں خولہ شیر کا بچہ ہو
ہم ۲ تو گفتستی و گفت تو گر
آپ بتے یہ کہا کہ آپ کا فرمانا گلا ہے
یا رسول اللہ دیں لشکرِ نگر
اے رسول اللہ! اس لشکر کو دیکھئے
زیں دخت آں برگِ درخش را نہیں
اس دخت کو اس کے زندہ چوں سے نہ دیکھئے
برگہائی ۳ زرد او خود کے تہی ست
اس کے زندہ پتے بھی کب بیکار ہیں
برگ زر دریش و آں موی سپید
ڈالھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال
برگہائے نور سیدہ سبز فام
نئے اگے ہوئے سبز پتے
برگ بے برگ نشانِ عاری ست
بے سرو سامانی کا سامانِ شامانی کی نشانی ہے

کے بندے گر بُدے آبِ جو
کب ہوتے ' اگر نہر کا پانی نہ ہوتا
زانکہ درخانہ لحاف و بستر نیست
کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے
بے خمار اشکن نباشد ایں خمار
یہ خمار بغیر خدا ماننے والی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے
سرورِ لشکر مگر شیخِ کہن
لشکر کا سرور سوائے پرانے بڑھے کے
غیر مردِ پیر سرِ لشکر مباد
بڑھے شخص کے سوا لشکر کا سرور نہ ہوتا چاہیے
پیر باید پیر باید پیشوا
کہ پیشوا ' بڑھا چاہیے ' بڑھا
ہست چندیں پیر و ازوے پشتر
بہت سے بڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہیں
سیہائے مخنہ اُورا نکیں
اس کے پختہ سب چمن لہجے
ایں نشانِ پختگی و کاملی ست
یہ پختگی اور مکمل کی علامت ہیں
بہر عقلِ مخنہ می آرد نوید
عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں
ہد نشانِ آنکہ آں میوہ است خام
ان کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے
زرہی زرِ سرخ رویِ صیر فی ست
سونے کی زرہی صرف کی سرخ روی ہے

۱ ضد ہزار لاکھوں گنہگار آب
رحمت کی جستجو میں ہیں جوابِ رحمت
کے وجود کی دلیل ہے ہر مذہب
راحت کی توقع ہے ساری مائیں بے
چینی ہوتی ہے اگر توقع نہ ہو تو قرآن
جانے روح کی بے چینی آخرت کے
آرام کی توقع کی وجہ سے ہے ہر مفسر
گاہے بے قراری جب ہی ہوتی
ہے جب کوئی متوجع آرام گاہِ موعدا
جب ہی ہوتا ہے جب خدا ممکن چیز
کی توقع ہو شرب کا وجود ہی نہ ہو تو
اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو
سکتی۔ گفت۔ اس ارشادی مضمون
کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع
کیا ہے ۲
۲ ہو تو گفتستی۔ معترض نے کہا
آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا
بڑھا ہوتا چاہیے۔ آئینہ فی اصلہ
کا لہجہ لہجہ بڑھا ہوتا ہے بل میں
ایسا ہے جیسا کہ نما اپنی امت میں یہ
آغوشِ دعا فرمان ہے یا رسول اللہ۔
اس اعتراض کرنے والے نے
آغوشِ دعا کہا دیکھئے لشکر میں بہت
سے بڑھے ہیں جواں و جوان سے
بڑھے ہوئے ہیں۔ زریں دخت
ان بڑھوں کے بڑھانے کو نہ دیکھئے
ان کی عقل کی پختگی کو نہ دیکھئے
۳ برگہائی۔ بڑھانے کے آثار
عقل کی پختگی کی دلیل ہیں۔ برگہائی
جواں کے آثار عقل کی خامی کی دلیل
ہیں۔ برگہائی جواں کے آثار و سامان
سے بے سامانی ان کی جاگہاری کی
دلیل ہے۔ زرہی۔ سونے کی زرہی
اعتراض کی سرخ روی کا سبب بنتی ہے۔



۱۔ آنگہ جلوجان ہے اس کے
رخسار کا ایک طرح ہیں بد بڑو خطا
دست ہے اس بات کی نیک ہے کہ
خطا میں تو آئندہ ہے اس کے
حرف کا قصہ کے مطابق نہ ہوں
کے ہیں جو جان بدن کا کہ دست
ہوتا ہے لیکن عقل کا پانچ ہوتا ہے پانی
بیر۔ بڑے کے ہاتھ پانی اگرچہ
ست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل
کو پر ہوا حال ہو جاتے ہیں۔
۲۔ اگر عقل اگر ہاتھ پانی بیکار
ہو جاتے ہیں پر حاصل ہو جانے کی کوئی
مثیل چاہیے تو وہ حضرت جعفر طیار
ہیں قرآن مست میں جس دن کے ہاتھ
کے گئے تھے تو اللہ نے اس کو وحی
میں پر عملت فرمادی ہے۔ بد۔ ز
جعفری جعفری برکی کے ہاتھ کا سنا
خاص ہونے میں مشہور ہے۔ بد۔
دینیائی سونے کی بات سے اسرار
پیشہ ہونے لگے جس کی وجہ سے
میرا دل پائے کی طرح بے قرار ہو
گیا۔ دست ہونوں پر ہاتھ رکھا
خاص و شہد کا اشارہ ہوتا ہے۔
۳۔ خاموشی انسان خاموشی میں
خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو
شروع کرتا ہے تو خاموشی سمند ہے
جس سے گفتگو کی ہر جالی ہوتی ہے
جب سمند خود انسان کا طالب ہو تو
اس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیے بلکہ
اشارتہ خاموشی اشارتہ کر رہی ہے
کہ اب اس امر کی گفتگو ختم کر۔
بچیں بحر مولانا نے مترس کا ذکر
شروع کیا ہے۔ دست۔ جب کسی
چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ
کرنے والوں اس چیز کی خبر کر دیتا
بیکار بات ہے اس خبر ہا کی چیز
کے بارے میں خبر کر دینے کا نام
مقام ہیں خبروں کا نقل اس شخص
سے ہے جس سے اس خبر کا عتاب ہو۔

آنکھ اگل عارض ست خطا
بہ شخص جو چھل کے سے رخسار ملا بد بڑو آفتا ہے
خبر ہلی خطا او کثر مثر دود
اس کی خبر کے حرف بڑے ہیں کے
پلی پیر از سرعت اگرچہ بازماند
بڑے کے پانی اگرچہ تیر رہا سے عاجز ہیں
گر ۲۔ مثل خواہی بجھو در نگر
اگر تو مثل چاہتا ہے جھڑ کو دیکھ لے
گر ز اسرار سخن بونے بری
اگر تو کلام کے بد را سمجھ سکے
بگذر از زر کاں سخن شد محبت
سونے کی بات چھوڑ کیلکہ یہ بات چھپ سکی
زائد رخ صد خاموشی خوش نفس
ہم سے اللہ سے ۳۔ خاموشی ۲۔ خاموشی
خاموشی ۳۔ بحرست و گفتن ہجو جو
خاموشی سمند ہے کہ گفتگو نہر کی طرح ہے
از اشارتہای دیا سر متاب
دیا کے اشاروں سے نہ نہ مو
پیش پیوستہ کرد آں بے ادب
اسی طرح مسلسل ۱۰ بے ادب کرتا ہا
دست می دلاش سخن او بے ضمیر
باتیں اس کے ہاتھ آتی رہیں ۱۰ بے خبر قاف
اس خبر ہا از نظر ہائاب ست
۱۰ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بملک گاہ خیر نوح خط ست
۱۰۔ ہاتھ میں تو آئندہ ہونے کی خبر دینے والا ہے
مؤمن عقل ست اگر سخن می دود
عقل کا پانچ اگرچہ جسم ہوتا ہا ہے
یافت عقل او دود پر براوج راند
اس کو عقل کے ہاتھ حاصل ہو گئے ہیں بلکہ پڑتا ہے
دلا حق برجلی دست و پاش پر
لطف تعالیٰ نے اس کو ہاتھ پانی کی بجائے پدیدے ہیں
من سخن گویم چو زور جعفری
تو میں جعفری سونے کی سی بات کہیں
ہجو سیماب اس لم شد مضطرب
میرا یہ دل پائے کی طرح بے قرار ہو گیا
دست بر لب می زند یعنی کہ بس
ہونٹ پر ہاتھ رکھی ہیں یعنی کہ بس
بحری جویہ ترا جو را جو
تجھے سمند تلاش کر رہا ہے تو نہر کی تلاش نہ کر
ختم گن واللہ اعلم بالصواب
ختم کر دے کہ خدا بہتر جانتا ہے
پیش پیغمبر مخزن زلال سر دل لب
بات پیغمبر کے سامنے ٹھٹھے ہونوں سے
کہ خبر ہر ۱۰ دود پیش نظر
کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے
بہر حاضر نیست بہر عائب ست
یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں عائب کے لئے ہیں



برمدہاں! اُتست ایں دَم جام اُو
گوش می گوید کہ قسم گوش کو
اں وقت آپ کے منہ سے اں کا جام لگا ہے
کان کہتا ہے کہ کان کا حصہ کہاں ہے؟
قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست
گفت حرص من ازیں افزوں ترست
تیرا حصہ گرمی ہے یہ تھ میں گرمی ہے
اں نے کہا میری حرص اں سے بڑھی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اں اعتراف کنندہ را
اں اعتراف کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

دَر حضورِ مُصطفیٰ قند خُو
چوں زحد بُرداں عَرَب اَل گفتگو
شیریں مزاج، مصطفیٰ کے مہار میں
جب اں عرب نے وہ گفتگو سے بڑھا دی
آل شہ و النجم و سلطانِ عبس
لب گزید اَل سرو دم را گفت بس
والنجم کے شاہ اور عبس کے سلطان نے
ہوٹ دلیلا، اں سرو لب سے کہا کہ بس
دست می زد بہرِ منعمش برمدہاں
چند گوئی پیشِ دانای نہاں
اں کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا
ہوٹ امرہ کے سامنے کتا بولے گا؟
پیشِ پینا بُردہ سرگینِ خشک
کہ بخرا ایں را بجلی نافِ مُشک
تو خشک کو صاحبِ صیرت کے سامنے لہاتے ہیں
اے گندہ مغز گندہ خ
اے بد دماغ گندہ مغز، میٹکی کو
اَن اَنے برداشتی اے بیج و کاج
اے حق بیٹھا تو آغاغا کرتا ہے
اَن اَنے برداشتی اے خشک مغز
اے خشک دماغ تو آغاغا کرتا ہے
تا س فریبی اَل مشامِ پاک را
تو پاک دماغ کو ب تک دھکا دے گا؟
حلم اُو خود را اگرچہ گول ساخت
اں کی بربادی نے اگرچہ اپنے آپ کو بھولا بنا لیا ہے
دیگ را گرباز ماندا مشب دسن
دیگ اگر باز ماندا مشب دسن
اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا دے گیا ہے

۱۔ برمدہاں! منہ سے اگر جام لگا ہے
تو کان اپنا حصہ نکالے کہ منہ کان
کو چلب لگا ہے کہ تیرا حصہ وہ
حالتِ محنت ہے جو تھ میں دیکھنے
سے سرایت کر رہی ہے کہتا ہے خشک
میں اں سے زیادہ لذت چاہتا ہوں
لہذا مجھ کو کلام سننے سے حاصل ہو
گندہ مغز ایں معترض نے بڑی
نوجوان کے سر پر ہاتھ جانے پر
جب بہت زیادہ اعتراف کیا تو
آنحضرت نے اں کو خاموش رہنے کا
امراہ کیا۔ والنجم اں حصہ میں آپ
کے برحق ہونے کا ذکر ہے۔ سرور
جنس میں آپ کی نگاہی کا ذکر
ہے۔ یہ دونوں باتیں صحتِ حال
کے مناسب محسوس اں لئے اں کا ذکر
کیا گیا ہے۔ دانای نہاں۔ آنحضرت
ذلت کرائی۔

۲۔ پیشِ پینا معترض نے بات
اتھنا انداز سے کہی تھی لیکن اں کا انشا
حدودِ بدبختی ہی اں لئے مولانا
نے اں کی تشبیہات ذکر کی ہیں۔
بہرِ دشتی کو دھکا کر آیا کرتا ہے تاکہ
دوسرے خوشبودار مشک بچھ لیں۔
حق۔ کاج۔ بیٹھا کالا۔ سامان۔
پشک۔ میٹکی۔

۳۔ تا فریبی تو خوشبوؤں کے باہر
دھوکا دینا چاہتا ہے علمِ بڑوں کی
برہمچی اں کو سادہ ہاتھ رہتی ہے
لیکن دھکا دینے والے کو اپنی طرف
دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دھکا دے رہا
ہے۔ دیگ اگر ہتھیارہ جائے تو بلی
کٹو کچھ شرم کرنی چاہیے اور اں میں
منہ ڈالنا چاہیے۔

خویشمن اگر خفته کرد آں خوب فر
گمراں مالیشان نے اپنے آپ کو سیا ہوا بنایا ہے
چند گوئی اے گنج بے صفا
اے بہاں جگلو تو کب تک پڑے گا؟
صد ہزاراں حلیم دارند ایں گروہ
یہ لوگ لاکھوں بدبایاں رکھتے ہیں
حلیم شاں بیدار را ابلہ گند
ان کی بدبائی بیدار مغز کو بیوقوف بنا دیتی ہے
حلیم شاں ہنچوں شرابِ خوب و نغز
ان کی بدبائی عمدہ ہر بھر شراب کی طرح ہے
مست ادا میں زل شرابِ بہر شکفت
اس عجیب شراب سے مست کو دیکھ
مرد برنازاں شرابِ زود گیر
اس ذوق اثر شراب ہے جو ان انسان
خلفہ ایں بادہ کہ از خم بنی مست
خصوصاً یہ شراب جو کہ نبی کے منکے کی ہے
آنکہ اصحاب کہف از نقل و نقل
وہ شراب کہ اصحاب کہف نقل لے کر سفر سے
زاں ۳ زانِ مصر جاے خودہ اند
اسی شراب سے مصری عقول نے ایک جام پیا ہے
ساحراں ہم سکر موسیٰ داشتند
جادوگر بھی حضرت موسیٰ کا نشہ رکھتے تھے
جعفر طیار زان مے بود مست
حضرت جعفر طیار اسی شراب سے مست تھے

سخت بیدارست دستارِ مبر
وہ خوب بیدار ہے اس کی کپڑی نہ اند
ایں فسون دیو پیش مصطفیٰ
یہ شیطانی مگر مصطفیٰ کے ہوتے
ہر یکے حلیمے از انہا صد چوکہ
ان میں سے ہر بدبائی سو پہاڑوں جیسی ہے
زیرک صد چشم را اکمہ گند
سو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے
نغر نغرک بر رَوَد بالائی مغز
جو عموگی عموگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے
ہنچوں فرزیز مست و کثر رفتن گرفت
فرزین کی طرح مست لہو یڑھا چلنا شروع کر دیا
درمیانِ راہ می افتد چو پیر
بڑھے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے
نے می کہ مستی او یک شمی مست
نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے
سہ صد و نہ سال گم کر دند عقل
تین سو نو سال تک اپنی عقل کو بیٹھے
دستہارا شہرِ شہرِ شہرِ شہرِ شہر
انہوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے
دار را دلدار می پنداشتند
انہوں نے سولی کو پیدا سمجھا
زاں گرومی کرد بخود پاو دست
اسی لئے بخود ہی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے

۱۔ خوشمن۔ بڑے لوگ عزم سے
اپنے آپ کو فاضل بناتے ہیں لیکن وہ
سب کچھ سمجھتے ہیں۔ گنج و شکر و
بے صفا۔ بدبایاں۔ فون۔ دیو۔ مشہور
ہے کہ مگر پڑھ کر جن کو کوسل میں بند
کر لیا جاتا ہے صد ہزاراں انہی
بدبائی کا معمولی حصہ سو پہاڑوں
سے زیادہ محمل ہوتا ہے۔ حلیم۔
ان میں اس قدر بدبائی ہوتی ہے کہ
بڑے سے بڑا ہوشیار لہو یڑھا کھا
اتا ہے۔ حلیم۔ ان کی بدبائی
میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو
مردوش کر دیتی ہے۔
۲۔ مست۔ شرابی۔ مستان۔ کچھ رفتاد
جاتا ہے۔ فرزین۔ یہ خطرناک کامبرہ
ہے جس کی پال ٹیڑھی ہوتی ہے
مرد بننا۔ جو ان آدمی شراب کے نشہ
سے بڑھوں کی طرح راستہ میں گر
پڑتا ہے۔ خاص۔ جب اس معمولی
شراب کے یہ اثرات ہیں تو عشق الہی
کی شراب کے کیا کچھ اثرات نہیں
گے۔ اصحاب۔ اصحاب کہف عشق
الہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے
کہ ان کو چوبیس سالہ ہائے سفر گناہ ایک
غار میں تین سو سال سوتے رہے۔
۳۔ زان۔ حضرت یوسف کو بیکار
مصری عورتیں عشق الہی کی شراب
سے لسی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ
کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن
جادوگروں کو فرعون حضرت موسیٰ کے
مقابلہ پر لایا تھا وہ ہیں شراب سے
ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا
ان کو پامال لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفرؓ
غزوہ موتہ میں اسی شراب سے ایسے
مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان
کو کوئی پروا نہ ہوئی۔



قصہ اسجانی ما اعظم شانی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض
حضرت بایزید قدس سرہ کے سجانی اعظم شانی کہنے کا قصہ ہر مرید کا اعتراض
مُریدان و جواب اُمر ایشاں رانہ بطریق گفت زباں بلکہ از راہ عیال
اور ان کو ان کا حجاب ذہانی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے ماتے سے

با مریڈاں آں فقیر خستہ
معرز دوش مریدوں کے سامنے
گفت مستانہ عیال آں ذوفنون
ہی صاحب کمالاتے مستی کی حالت میں کھلم کھلا کہا
چول اگزشت سحیل گفتند صبا
جب وہ حالت گزر گئی صبح کو نہیں نے ان سے کہا
گفت ایں بار اُرگم ایں مشغلہ
فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں
حق مژہ از تن و من با شتم
اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں
چول وصیت کرواں آزاو مرد
جب اس آزاد مرد نے یہ وصیت کی
مست گشت اوباز از استغراق زفت
پھر ہمہ استغراق سے مست ہو گئے
عشق آمد عقل او آوارہ خد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی
عقل چل شہ است چل سلطان سید
عقل کھول ہے جب شہ آیا
عقل سے سایہ حق بود حق آفتاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ صبح ہے

بایزید آمد کہ نک یزداں منم
بایزید آئے کہ یہ میں خدا ہوں
لا الہ الا ہا فاعبلون
کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار ہیں میری عبادت کرو
تو چنیں گفتی وایں نمود صلاح
آپ نے کیا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے
کارہا در من زنداں دم ہلہ
خبردار فوجا میرے جہریاں گھنپ دینا
چول چنیں گویم بیاید گشتہم
جب میں کیا کہیں مجھے گل کر دینا چاہیے
ہر مریدے کارہے آمانہ کرد
ہر مرید نے ایک جہری جلد کر لی
آں وصیتہاں از خاطر یرفت
وہ دہشتیں دل سے نک گئیں
صبح آمد شمع او بیچارہ خد
صبح ہو گئی تو ان کی شمع بے کار ہو گئی
شعہ بے چارہ در گئے خزید
بے چارہ کھول کرنے میں جا گھا
سایہ را بافتاب اوجہ تاب
سایہ کی اس کے صبح کے سامنے کیا جیل ہے



۱۔ قصہ حضرت بایزید کے اس
قصہ سے بھی شرب معرفت کے نشہ
اور سکر کی کیفیت کا ظاہر کرنا ہے
سجانی اعظم شانی میں ذلت پاک
ہوں میری شان کس قدر بڑی ہے
ہمہ مریدان استغراق وحدت اور کامل
مستی میں بایزید نے اپنے آپ کو خدا
کہہ دیا۔ ذوفنون۔ بایزید گفتند
جب سحر خیز ہوا ان کی کھلی حالت
ہوئی تو مریدوں نے ان سے کہا آپ
کے وہ کمالات بہت غیر مناسب
تھے۔ گفت۔ بایزید نے مریدوں سے
کہا کہ اگر اس طرح کی کیفیت میری
زبان سے پھر نکلیں تو مجھے گل کر دینا
میں خدا کہیے ہو سکتا ہوں میں مجسم
ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔

۲۔ چول۔ مریدوں نے ان کی
وصیت پر جہریاں تیار کر لیں۔ مست
گشت۔ پھر ایک بار ان پر سکر کی
کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی
ساری گفتگو بھول گئے۔ عشق بایزید
کے کمالات عشق کی مستی کی وجہ سے
مولانا عشق کی تاثیر بیان کرتے ہیں
عقل مولانا کے بعد عشق صبح
ہے صبح نکلنے پر شمع بیکار ہو جاتی ہے
ای طرح عقل عشق کے سامنے لاچار
ہے۔ سلطان۔ عشق بادشاہ ہے اور
عقل کھول۔

۳۔ عقل سایہ عقل کا سایہ اللہ کے
جواب نور کی وجہ سے ہے اگر وہ نور کا
پردہ ہوتا جلتے تو مخلوق اور عقل سب
نلائے اور نہ ہوجائے ای طرح سایہ
کا وجود صبح کے پردہ پوش ہونے کی
وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو
سایہ باقی نہ ہے۔

چول پری غالب شود بر آدمی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ یُود
”جو کچھ کہتا ہے“ جن کی گفتگو ہوتی ہے
چول پری را ایں دم و قانونوں یُود
جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے
اوی ۱۲ او رفتہ پری خود او شدہ
اس کی اہمیت چلی گئی ”خود جن بن گیا
چول بخود آید عنان یک لغت
جب ”ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جاتا
پس خفاہ پری و آدمی
تو جن و انس کا خدا
شیر گیر از شیر کے ترسند بگو
تا غم مست شیر سے کب ڈنٹا ہے؟
شیر ۱۲ گیر از خون تر شیر خورد
چشم مست اگر ز شیر کا خون لپی جائے
و در سخن پرواز از راز کہن
اگر ”ہلنے مارنے کی بات کہے
بادہ را می یُود گر ایں شر و شور
اگر شراب میں یہ شور و شر ہوتا ہے
کہ ثرا از تو بگل خالی گند
کہ ”تجھے“ تجھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد وصفِ مردی
آئی سے آدمیت کی مفت گم ہو جاتی ہے
زیں سری و زلال سری گفتہ یُود
اس جانب کی ”اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
رکدگاریاں پری خود چول یُود
تو اس جن کا خدا خود کیا ہو؟
ثرک بے الہام تازی گو شدہ
ثرک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا
چول پری ماہست ایں ذات و صفت
جبکہ یہ ذات اور مفت جن کی تھی
از پری کے باشندش آخر کی
آخر ”جن سے کب کم ہو گا؟
شرح راہ از کور کے پرسد بگو
تاریات کی تفصیل اندھے سے کن پوچھتا ہے؟
تو بگوئی او نکرد آں باوہ کرد
تو کہے گا یہ کام اس نے نہیں کیا شرب نے کیا ہے
تو بگوئی باوہ گفتہ است ایں سخن
تو کہے گا یہ بات شرب نے کہی ہے
نور حق را نیست آں فرہنگ و زور
تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ لیاقت اور طاقت نہ ہوگی
تو شوی پست او سخن عالی گند
تو مغلوب ہو جائے اور وہ بلند بات کرے



۱ چول پری پہلے تو مولانا نے
بازید کے اس کلام پر زور پیش کئے
اب کہتے ہیں کہ وہ لہذا حاصل ان کا
کہانی نہ قابلِ مذکورہ خود ذات حق کا کہنا
تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح انسان پر
اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اس سے
انسانیت کے وصف ختم ہو جاتے
ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا
بلکہ جن بولتا ہے چول۔ جب جن
کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ
کی تجلیات کی کثرت ایک انسان اپنی
حالت پر کب دیکھ سکتا ہے؟
گفتہ ۱۰ گفتہ اللہ ہو
گرچہ از مطلق عبانہ ہو
۱۱ اوی یعنی اس کی کسی ترک جن
کے غالب آجائے پر اوی یعنی
اس کی جانی جانی ترک عربی بولنے لگتا
ہے حالانکہ اس ترک نے ہی عربی نہ
سیکھی تھی چول۔ جب اس ترک پر
ہے جن رہتا ہے اور عربی کا ایک لفظ
بھی نہیں بول سکتا چل پری یہ
مصرع شرط ہے اس کی جڑا کا شعر
ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں
تو خدا کی تجلیات میں کیا کچھ اثرات نہ
ہوں گے؟ شیر گیر شرب سے غم
مست شیر سے نہیں ڈنٹا تو یہ اس کی
فطرت نہیں ہے بلکہ شرب کا اثر ہے
شرح زلہ اندھے سے کوئی رات
معلوم نہیں کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ
ادکام کا مطلق ذات سے نہیں ہے بلکہ
صفات سے ہے تو جب مفت
انسانیت ختم ہو جائے تو کاغذ ذات
کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔
۱۲ شیر گیر غم مست جب شیر کو
بے حرکت ملا دلائے بغیر عمل اس کی
ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ
اس اثر کی طرف منسوب ہے جو

شراب نے پیدا کیا ہے۔ حسن اگر غم مست پرانے اور ظاہر کرنے لگا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شرب بول
رہی ہے جب شرب کے یہ کرشمے ہیں تو نور حق ہو گیا شرب جب انسان پر نازل ہوتا ہے اس کی بات اس کی ہی طرف کیل
نہ منسوب کی جاتی ہے۔

۱۔ اگرچہ قرآن کے الفاظ اگرچہ
آخضہ کے دن مہلک سے لگا
ہوتے تھے لیکن اس کو آخضہ کا کام
کہنے والا کافر ہے اس کا خدا کا کام
قرار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ الفاظ
اگرچہ بایزید کے منہ سے ادا ہوئے
لیکن وہ خدا کا کام تھا چلے ہاں۔
حضرت بایزید پر جب تجلیات سے
پھر بتحدی طاری ہوئی تو اس بار انہوں
نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا
اور کہنے لگے کہ میرے جب میں خدا
کے ساکن نہیں ہے اس کو میرے جب
میں تلاش کروا سناں اور زمین پر کیوں
تلاش کرتے پھرتے ہو

۲۔ آں مریدوں میں جملہ پر تمام
مرید دیوانہ وار ان پر چھریاں لے کر
ٹوٹ پڑے اور ان کے پاک جسم پر
چھریاں چلا دیں۔ ہر ایک کو گدگد
سے کے علاوہ کاشہ پھاڑے تمام
مذہبی کے زمانہ میں دیوں کافروں کی
ایک جماعت بھی جو مسلمانوں کو بے
صفت قتل کرتی تھی۔ ستورہ بھسمین۔
تندک ہونا۔ ہر کہ جو مرید شیخ کے
چھری مانتا تھا اس کا زخم خود اس کے لگا
تھا۔ ایک اڑنے بایزید کے بدن پر
کسی کی چھری کا زخم خود اس کے لگا
تھا۔ ایک اڑنے نہ لگا اور مرید خون
میں نہا گئے۔

۳۔ ہر کہ جس مرید نے ان کا گلا
کاٹنے کے لئے حملہ کیا اس کا خود گلا
کٹ گیا اور مر گیا۔ داکٹ جس شخص
نے بایزید کے سینہ کو چاک کرنا چاہا
اس کا سینہ جاک چاک ہو گیا اور وہی نیند
سو گیا۔ داکٹ جس شخص نے حضرت
بایزیدی شخصیت کو سمجھا اور اس نے
تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو معمولی
نہ لگا پھر جس نے زخم خود اس کے لگا۔

گر چہ قرآن از لب پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لہجے سے ہے
چوں ہمیں بے خودی پرواز کرد
جب بخودی کے ہانے پڑے کی
عقل را سبیل تحیر و دو رُود
عقل کو تحیر کا سیلاب بہا لے گیا
نیست اند بجزہ ام لا خدا
کہا میرے جب میں خدا کے ساکنی نہیں ہے

آں ۲ مریدوں جملہ دیوانہ خدند
سب مرید پاگل بن گئے
ہر یکے چوں ملحدان گرد کوہ
گو کہ کے بے دینوں کی طرح ہر ایک
ہر کہ اند شیخ تیغی می خلید
جو شخص شیخ کے اند تلوہ گھساتا تھا
یک اثر نے برتن آں ذوفنون
اس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
ہر س کہ او سوی گلویش زخم بُرد
جس نے ان کے گلے پر زخم لگایا

وانکہ اُورا زخم اند سینہ زد
اور جس نے ان کے سینہ پر زخم لگایا
وانکہ آگہ بُود زان صاحبقران
اور جو شخص اس اقبال مند سے واقف تھا
نیم دیش دست اُورا بستہ کرد
تھوڑی سی عقل نے اس کے ہاتھ باندھے

ہر کہ گوید حق نگفت اُو کافرست
لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے
آں سخن را بایزید آغاز کرد
بات بایزید نے شروع کر دی
زاں قوی تر گفت کاوُل گفتہ بُود
اس سے زیادہ سخت بات کہی جو پہلے کہی تھی
چند جوبی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کرے گا؟
کار دہا بر جسم پاکش می زدند
ان کے پاک جسم میں چھریاں گونپ رہے تھے
کار دی زد پیر خود را بے ستوہ
اپنے پیر کے بے مزک چھری ٹھونپتا تھا
باز گوئے از تن خود می درید
و اتنا اپنے جسم کو پھاڑتا تھا
واں مریدان خستہ و غرقاب خوں
اور وہ مرید زنی اور خون میں غرق تھے
خلق خود بریدہ دید و زار مُرد
اس نے اپنا گلا کٹا ہوا پلایا اور بری طرح مرا
سینہ اش بشگافت و شد مُردہ ابد
اس کا سینہ چھا اور ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا
دل نداش کہ زند زخم گراں
اس کے دل نے اس کا جہت نہی کی کڑی زخم لگائے
جاں بر دالا کہ خود را خستہ کرد
اس نے جان بچالی مگر اپنے آپ کو زنی کر لیا



روزِ گشت واکِ مریدان کاستہ
 دن نکل آیا لہ نہ نیم مرہ مرہ
 پیش او آمد ہزاراں مردوزن
 ہزاروں مردوزن ان شیخ کے پاس آئے
 ایں تن تو گرتن مردم بدے
 اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
 باخود کے بابے خودے دو چار زد
 خودی والے نے جب قانی کا مقابلہ کیا
 اے زندہ برے خوداں تو ذوالفقار
 اے وہ کہ تو نے قاتل پر تلوار چلائی
 زانکہ بے خود قانی ست و ایمن ست
 کیونکہ بے خود قانی ہے لہ محفوظ ہے
 نقش او قانی و او شد آئینہ
 اس کی صورت فنا ہو گئی ہے لہ آئینہ بن گیا ہے
 گر گئی تفت سوی رہی خود گئی
 اگر تو تھو کے گا تو اپنے منہ پر تھو کے گا
 و رہی بینی روی زشت آنہم توئی
 اگر تو نے بھلا چہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے
 او نہ انیسست و نہ آل او سادہ است
 وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ صاف ہے
 چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست
 جب بات یہاں پہنچی ہونٹوں نے دوا نہ بند کر دیا
 لب بہ بد آرچہ فصاحت دست دوا
 ہونٹ بند کر لے اگرچہ فصاحت حاصل ہو

نوجہا از جانِ شال برخاستہ
 ان کی جان سے نوسے بلند ہوئے
 کالے دو عالم درج در یک پیر ہن
 کہ لے دو شیخ کہ دونوں جہاں ایک لباس میں ہیں
 چوں تن مردم زنجیر گم شدے
 انسانوں کے جسم کی طرح زنجیر سے فنا ہو جاتا
 باخود اندر دیدہ خود خار زد
 تو اس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چھپوایا
 برتن خود می زنی آل ہوشدار
 سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
 تا ابد در ایمنی او ساکن ست
 وہ ہمیشہ کے لئے ان میں مقیم ہے
 غیر نقش رہی غیر آئینی نہ
 سوائے غیر کی صورت کے اس میں کچھ نہیں ہے
 و رہی بر آئینہ بر خود زنی
 اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے نو پر کرے گا
 و رہی بینی عینی مریم توئی
 اگر تو عینی ابن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
 نقش تو در پیش تو بہادہ است
 اس نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
 چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست
 جب قلم یہاں پہنچا ٹوٹ گیا
 دم مزون واللہ اعلم بالرشاد
 دم نہ مار لہ اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

لہ گشت سات میں یہ سب کچھ
 ہوا شیخ کو جب نیم مرہ مریدان پر
 حقیقت کھل گئی تو وہ لہ سیکڑوں لوگ
 شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے لہ
 کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی
 ایک شخص کا جسم نہیں ہے دونوں جہاں
 میں اس لباس میں انسانی جسم ہوتا
 تو وہ جنہوں سے بنی ہو جاتا۔

۲ باخود جب کوئی دنیا دار
 کسی ہزرگ سے بھرتا ہے تو وہ خود اپنا
 نقصان کرتا ہے ذوالفقار اخضر
 کی تلوار کا نام ہے جو اخضر کے بعد
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی
 جسی اس کے بعد ہر اچھی تلوار کو
 ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے زانکہ مقام فنا
 پر پہنچنے کے بعد اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا
 لہذا اس کے لئے نقصان کا کوئی
 امکان نہیں ہے نقش او قانی کی خود
 اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے لہ وہ
 دھروں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا
 ہے اب اس میں خود اس کی اپنی
 صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالقابل
 ہوتا ہے اس کی صورت نظر آتی ہے
 گر کی۔ آئینہ پر تھوکانا اپنے منہ پر
 تھوکانا ہے۔

۳ و رہی بینی۔ اس میں جو کچھ
 اچھائی یا برائی تھی نظر آ رہی ہے وہ خود
 تیری اچھائی برائی ہے چل دیکھ۔
 مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس
 مقام تک پہنچیں تو ہونٹوں سے قلم عاجز
 کاراستہ بند کر دیا اور لکھنے سے قلم عاجز
 آ گیا۔ لب یہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو
 خطاب کرتے ہیں کہ خلوہ کتنی ہی
 فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سر
 بستہ رکھنا چاہیے۔



پست بنشیں یا فرود آ واسلام
 بچے ہو کہ بیٹھ یا بچے از آ واسلام
 آں دم خوش را کنارِ بامِ دال
 اس سے اچھے وقت کو بالاختہ کا کلمہ سمجھ
 ہمجو بخش خفیہ گن نے فاش تو
 اس کو خزانہ کی طرح چھپا، ظاہر نہ کر
 ترس ترساں رو دہاں ممکن ہلا
 خبردار! اس مخفی مقام پر ڈنٹا ڈنٹا چل
 زان کنارِ بامِ غیبِ ست ارتحال
 اس غیب کے بالاختہ کے کلمے سے ہٹ جاتا ہے
 رُوح می بیند کہ ہستش ابتزاز
 روح دیکھتی ہے، کیونکہ اسی کو خوشی ہے
 بر کنارِ گنجرہ شادی بدست
 وہ خوشی کے کنگرے کے کلمے سے آیا ہے
 اعتبار از قوم نوح و قوم لوط
 اعتبار از قوم نوح و قوم لوط
 قوم نوح اور قوم لوط سے عبرت حاصل کر لے
 از دونِ لہیاؤ الیا
 انبیاء اور ولیاء کے ہاں سے

بر کنارِ ابامی اے مستِ مدام
 اے شراب سے مست ابوالاختہ کے کلمے پر ہے
 ہر زلیکہ خُدی تو کامراں
 جس وقت تو کامیاب ہو
 بر زمانِ خوش ہر اسماں باش تو
 تو اچھے وقت پر خورہ نہ
 تلیاید برولا ناگہ بکلا
 تاکہ دوست پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے
 ترس جال در وقتِ شادی از زوال
 خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف
 گر نمی بینی کنارِ بامِ راز
 اگر تو اسرار کے بالاختہ کا کلمہ نہیں دیکھ رہا ہے
 ہر نکالے ناگہاں کالِ آمدہ ست
 جو عذاب اچانک آیا ہے
 جو کنارِ بامِ خود بخود سقوط
 گناہ بالاختہ کے کلمے سے ہی ہوتا ہے
 اعتبار گیر تابی صفا
 تاکہ تجھے ہاں کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے

۱۔ بر کنارِ ابامی اس قدر دہرائے
 دے تاں کہ عشق الہی کا مست بالاختہ
 کی منڈ پر بٹھا ہوا ہے جہاں سے
 ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ
 منڈ پر سے نیچا کر بیٹھے یا بالاختہ
 سے ہی اتر آئے منہ ہر وقت خطرے
 میں ہے۔ بر زمانِ خوش۔ قرب الہی
 سے جو خوش وقتی حاصل ہو جس کے
 بارے میں ہر وقت خورہ رہتا
 چاہیے کہ کہیں وہ چھ سے نہ جاتی
 اسے اس ترس غیب کے کلام کو گنوں
 سے مخفی رکھنا ضروری ہے۔ ملا۔ یعنی
 خدا کی دوستی۔ ممکن۔ پوشیدہ مقام
 ۲۔ ترس۔ مقام قرب حاصل
 ہونے پر جو خوشی جہاں کے بارے
 میں خوف ہے کہ یہ مقام زلزلہ سے
 چلے گئی ہوگی۔ بسا اوقات سالک
 کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن
 اس کی مدد اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر
 نکالے اقوام سابقہ قوم نوح اور قوم
 لوط پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطہ
 عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔
 نزول و سقوط عروج کے بعد ہی محسوس
 ہوتا ہے۔ اعتبار۔ انبیاء کے نقش
 قدم پر چلو گویا ان کی طرح آئینہ بن
 جاؤ گے۔

۳۔ بچہ۔ آنحضرت کو جو قرب الہی کا
 نشاط اور مستی حاصل تھی اس منظر پر
 اس کا بڑا دباؤ تھا جس کی وجہ سے وہ خوشی
 میں باطل ہو گیا اور غلط اثرات
 شروع کر دیے نہ ہمہ جہاں نفس
 میں مستی نے جو برا اثر کیا نہ سمجھا
 چاہیے کہ مستی ہر جگہ برا اثر رکھتی
 ہے۔

سبب فصاحت و بسیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہوشی کے بہت بولنے اور زبان ہلانی کا سبب

پر سہ تو مستی بیحد نبی
 نبی کی لاف و مستی کا عکس
 لا جرم بسیار گوشت از نشاط
 لاف و ہر وہ کی وجہ سے بہت بولنے والا بن گیا
 نے ہمہ جا بے خودی شرمی گند
 مستی ہر جگہ شرم پیدا نہیں کرتی ہے
 چوں بر مقامِ مست خوش گشت آں غمی
 جب پڑا وہ غمی بھی مست اور خوش گشت بن گیا
 مست ادب بگذاشت و آمد در خطاب
 مست نے ادب کا حسن چھوڑ دیا گی میں جلا ہو گیا
 بے ادب را بے ادبِ حرمی گند
 بے ادب کو نیاہ بے ادب بنا دیتی ہے

گر بُودِ اعقلِ نکو فرمی شود
اگر وہ سمجھد ہو تو اچھی شان و شوکت ملا بن جاتا ہے
وَر بُودِ بدِ خوی بدِ خرمی شود
اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو وہ نیاہ ما بن جاتا ہے
وَز غبی کم گرددِ استیناسِ او
اگر غبی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے
با خود از مے بے ادب گرددِ مدام
خودی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بنتا ہے
خوی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بنتا ہے
بہرہ مے را محترم کردہ اند
اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
تبع را از دست رہزن بستند
تبغ را از دست رہزن بستند
انہوں نے تلوار ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے
انہوں نے تلوار ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

اگر بُود جس طرح کے جذبات
انسان کے دل میں ہوتے ہیں مستی
ان کو بھادرتی ہے برلیب شراب
کے اثر سے ہیں کی لذات بڑھ جاتی
ہے جلہ ہے عقل مرید کے عقل کرنے
گنا ہے استیناس۔ ہاں ہوتا
بے خود اگر انسان خود غرض نہیں ہے
وہ اس میں عالی جذبات ہیں۔
مذہم۔ تو وہ جذبات ادا ہر جاتے ہے
ہمیشہ۔

۲۔ ایک چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سبھی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تنقہ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

۳۔ ایک چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سبھی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تنقہ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

بیان کردنِ رسولِ علیہ السلام سببِ تفصیل و اختیار کردنِ او آں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بذلی کو امیری اور سرمدی کے لئے ماہر اور تجربہ کار بڑھوں
ہدلی ربا میری و سر لشکری بر پیرانِ کار دیدہ و کار آرز مودہ
پر فضیلت دینے اور جن لینے کے سبب کا بیان کرنا

گفت ۳ پیغمبر کہ اے ظاہر فکر
پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر بین
اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر
بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بڑھے ہیں
عقلِ اُورا آموزم بارہا
میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے
پیرِ پیر عقل باشد اے پسر
اے بیٹا! بڑھا عقل کا بڑھا ہوتا ہے
از بلیس او پیر تر خود کے بُود
وہ تو جو ان شیطان سے زیادہ بڑھا کب ہو سکتا تھا؟
طُفل گیرش چوں بُود صاحبِ کمال
ان کو بچہ سمجھ، جب وہ صاحبِ کمال ہو
تو میں اُورا جوان و بے و ہنر
تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ
وے بسا ریش سفید و دل چو قیر
بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں
کرد پیری آں جوان و کارہا
کاموں میں اس جوان نے بڑھا پن دکھایا ہے
نے سفیدی موی اندر ریش و سر
نہ کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی
چونکہ عقلش نیست او لاشی بُود
چونکہ اس میں عقل نہیں ہے وہ لاشی ہے
پیر باشد در ہنر آں خوشحصال
پیر ہو، خوش خصلت ہنر میں بڑھا ہو گا

بچہ اگر صاحبِ کمال ہے وہ
ہے

طُفل گیرش چوں بُود عیسیٰ نفس

اں کو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آں اسفیدی مُودیل پختگی ست

بالوں کی سفیدی پختگی کی دلیل ہے

آں مُقلد چوں نہ اند جو دلیل

وہ مقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہر او کفتم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیک پیر عقل نے پیر مَسْن

لیکن عقل کا بڑھانا کہ عمر کا بڑھا

آنکھ ۲ او از پردہ تقلید جست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نور پاکش بے دلیل و بے بیان

اس کا پاک نور بغیر دلیل اور بغیر بیان کے

پیش ظاہر میں چہ قلب و چہ سرہ

ظاہر میں کے سامنے کیا کھتا اور کیا کھرا

اے بسا زَرِ سیہ کردہ بدو

بعض لوگات سما دیوں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے

اے بسا مسہائے سعادہ وہ بزر

بہت سے سونے کا مائع کئے ہوئے تانبے ہیں

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تنند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادت گفت و ایمانش نہود

جب کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اس میں ایمان نہ تھا

۱۔ آں سفیدی بالوں کی۔
سفیدی بھی عقل کی پختگی کی دلیل ہے لیکن یہ ظاہر بین لوگوں کے لئے ہے آں مقلد جس کو نور بصیرت حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دلیل کا طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ تلاش کرتا ہے۔ بہر وہ مقلد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی بڑے سے مشہدہ کرے۔ لیکن اس بڑے سے عمر کا بڑھانا نہیں ہے بلکہ صاحب بصیرت مراد ہے۔

۲۔ آنکھ وہ شخص مراد ہے جو تقلید سے نجات پا گیا ہو اللہ کے نور سے چیریں کو دیکھتا ہو اس کی نگاہ کھل سے نکل کر باطن کو دیکھ سکتی ہے۔ پیش ظاہر میں کھوئے فکر سے مشغول نہیں کر سکتا۔ قوسرہ تو کروی۔ اے بسا بہت سے صحیح نکلے لکے دیئے جاتے ہیں تاکہ چھوڑت دلائی نہ کرے۔

۳۔ مسہائے سعادہ بہت سے کئے تانبے کے ہوتے ہیں جن پر سونے کی مٹی لگی ہوتی ہے تاکہ حضورؐ نے فرمایا ہم باطن کو دیکھتے ہیں ظاہر بد نظر نہیں رکھتے ہیں۔ قاضیانے قاضی ظاہر پر حکم لگاتا ہے جب کئی شخص اس کے سامنے کلمہ شہادت پڑھے تو وہ اس کے باطن میں تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار نہ لگے۔

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہو گا

پیش چشم بستہ کش کوتہ تنگی ست

بند آنکھ کے لئے جو کلمہ رنڈ ہے

در علامت جوید او دائم سبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگزیں پیر را

جب تو اختیار کرے بڑے کو منتخب کر

می نداند ممخّن از ممخّن

جو تھانہ دیکھے اور تھانہ لینے میں تمیز نہ کرے

او بنور حق بہ بیند ہر چہ ہست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوست بشکافند در آید در میاں

کھل پھڑکتا ہے اندر گھس جاتا ہے

اوجہ داند چیست اندر قوسرہ

وہ گھبرا جائے تو کروی میں کیا ہے

تا رہد از دست ہر دزد خود

تاکہ ہر حاسد چھ کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فرو خد آں بعقل مختصر

تاکہ ان کو کلمہ عقل کے ہاتھ فروخت نہ کرے

دل بہ بینیم و بظاہر ننگریم

ہم باطن کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

حکیم بر اشکال ظاہر می کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکم او مومن کنند ایں قوم زود

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں

بُس اِمِ نالِق کاندیں ظاہر گر مِخت
بہت سے منافق ہیں جنہوں نے اس ظاہر میں بند بکری
چہد گن تلپیر عقل و دیں شوی
کوش کر تاکہ عقل اور ذہن کا بڑھا جائے
از عدم چوں عقل زیبا رو کشاد
جب حسین عقل، عدم سے بڑھا ہوئی
کتریں زان نامہائے خوش نفس
ان بہترین ناموں میں سے کترین نام
گر بصورت ۲ و انماید عقل رو
اگر عقل جسم ہو کر بڑھا ہو جائے
وَر مثالِ احمق پیدا شود
اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے
گوز شب مظلم خرو تازی ترست
کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالا ہے
اندک ۳ اندک خوی گن بانور روز
دن کی نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال
عاشق ہر جا شکل و مشکے ست
وہ ہر کی جگہ کی عاشق ہے جہاں شکل اور شکل ہے
ظلمتِ اشکال ازاں جویدلش
اس کا دل اندھیرے کا شکل کی جستجو میں لے لے ہے
تاہرا مشغول آں مشکل گند
تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خون صد مومن بہ پہنائی بر مِخت
وہ پتہ اس نے سینکڑوں مسلمانوں کی خور پڑی کی
تاچو عقل کل تو باطن میں شوی
تاکہ تو عقل کل کی طرح باطن میں بن جائے
خلعتش داو و ہزاراں نام داو
قدرت نے اس کو خلعت بخش اور ہزاروں نام دیے
اینکہ نبود ہچ او محتاج کس
یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو گی
تیرہ باشد روز پیش نور او
دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے
ظلمت شب پیش او روشن بود
رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہو گی
لیک خفاش شقی ظلمت خورست
نکین بد بخت چکاڑو تاریکی خود ہے
ورنہ خفاشے بمائی بے فروز
وہ تو نور سے محروم چکاڑو بنا رہے گا
دشمن ہر جا چراغ مقبلے ست
اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بجلی کا چراغ ہے
تاکہ افزوں تر نماید حاصلش
تاکہ اس کی آمدنی زیادہ بڑھا ہو
وہ نہاد زشت خود غافل گند
اور اپنی بری فطرت سے غافل کر دے

بُس منافق بہت سے منافقوں
نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کر کے
سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خون
ریزی کی ہے عقل کل۔ عقل
کامل جبرئیل۔ از عدم۔ جب عقل
پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت
عزت افزائی فرمائی۔ کترین۔ اس کو
ایک یہ خوبی عطا کی کہ وہ کسی کی
محتاج نہیں ہے

۲ گر بصورت ۲ عقل جسم ہو
کر دنیا میں بڑھا ہو تو صبح کی روشنی
اس کے سامنے مانہ پڑ جائے۔ وہ
اگر حماقت جسم ہو کر بڑھا ہو تو رات کی
تاریکی اس سے شرا جائے۔ ایک
احق کی مثال تاریکی خود چکاڑو کی
ہے لہذا اس کو حماقت ہی پسند آتی
ہے

۳ اندک انسان کو نور ہدایت
سے غفلت پیدا کرنا چاہیے وہ نہ بری
حالات میں موت آ جائے گی۔
عاشق۔ کہ باطن تاریکی کو پسند کرتا
ہے بظہر ہدایت سے بھاگتا ہے چکاڑو
صفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب
ہے اور چراغ ہدایت سے گریزاں
لے ہے کہ دنیا کی دولتیں کمائے
بازار اسے دھتند انسان کو دیکھ کر
دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔
علامت یہ اس بیان سے مولانا کا یہ
مقصد ہے کہ کمال تکوند ہے جو نور
باطن حاصل کر لے لاشی۔ حقیر
مخلص۔

علامتِ عاقل تمام و نیم عاقل و مرد تمام و نیم مرد و علامت
کمل عاقل اور آدھے ہند اور کمل انسان اور آدھے انسان کی علامت
شفیق مغرور و لاشی

اور بے وجود مغرور بد بخت کی علامت

عاقِل آں باشد کہ باؤ مشعل است
 عقلد ۱۱ ہے جس کے پاس مشعل ہے
 پیر و نورِ خودست آں پیش رو
 ۱۱ پیشا ۱۱ اپنے نور کا بیرو ہے
 ۱۱ مومن خویش ست و ایمان آورید
 ۱۱ اپنے نور ایمان رکھتا ہے اور ایمان لایا ہے
 ۱۱ دیگرے ۲ کہ نیم عاقل آمد او
 ۱۱ دھرا ۱۱ جو آدھا عقلد ہے
 ۱۱ وست دہوے زد چو کور اندر دلیل
 ۱۱ اس نے اس میں طرح اٹھایا ہے جیسا کہ علامہ لکھتا ہے
 ۱۱ وال خرقے کر عقل جو سنگے نداشت
 ۱۱ وہ گدھا جو ایک جو برابر عقل نہیں رکھتا
 ۱۱ رہ نماندے قلیل و نہ کثیر
 ۱۱ راستہ نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت
 ۱۱ غرقہ اندر غفلت و درقال و قیل
 ۱۱ غفلت اور بحث و مباحثہ میں فرق ہے
 ۱۱ می ۳ رود اندر بیابان دراز
 ۱۱ بے جگہ میں چلا جا رہا ہے
 ۱۱ شمع نے تا پیشوی خود گند
 ۱۱ شمع نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیشوا بنالے
 ۱۱ نیست عقلش تا دم زندہ زند
 ۱۱ اس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہونے کا دم بھرے
 ۱۱ مردہ آں عاقل آید او تمام
 ۱۱ بالکل اس عقلد کا مردہ بن جائے
 ۱۱ عقل کامل نیست خود را مردہ گن
 ۱۱ پوری عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنائے

او دلیل و پیشوی قافلہ است
 ۱۱ قافلہ کا رہنما اور پیشوا ہے
 ۱۱ تابع خویش ست آں بیخویش رو
 ۱۱ بے شد چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے
 ۱۱ ہم ہماں نورے کہ جانش زان چرید
 ۱۱ اس نور پر جس سے اس کی روح نے غذا حاصل کی ہے
 ۱۱ عاقلے را دیدہ خود داند او
 ۱۱ اور کسی عقلد کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے
 ۱۱ تابد و بینا شد و جست و جلیل
 ۱۱ حتی کہ اس کے ذریعہ دنیا پرست اور بدلائن گیا ہے
 ۱۱ خود نبودش عقل و عاقل را گزارشت
 ۱۱ اس میں خود عقل نہ تھی اور عقلد کو بھی چھوڑ دیا
 ۱۱ می نجوید ہم نذیر ہم بشیر
 ۱۱ نذیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے
 ۱۱ تنگش آید آمدن خلف دلیل
 ۱۱ اس کو رہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے
 ۱۱ گاہ لنگاں آرس و گاہے بتاز
 ۱۱ کبھی ایسے لنگڑاتا ہوا اور کبھی دھڑاتا ہوا
 ۱۱ نیم شمعے نے کہ نورے گد گند
 ۱۱ آگنی شمع بھی نہیں ہے کہ نور مانگ لے
 ۱۱ نیم عقلے نے کہ خود مردہ گند
 ۱۱ آگنی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مردہ بنالے
 ۱۱ تاہر آید از نشیب خود بہام
 ۱۱ تاکہ اپنی پستی سے بالا خانہ پر پہنچ جائے
 ۱۱ در پناہ عاقل زندہ سخن
 ۱۱ زندہ م عقلد کی پناہ میں

۱۔ مشعل یعنی نور کی مشعل اور
 ۲۔ مردہ اس کا بھی رہنما ہے بیرو۔ وہ
 خود اپنے نور کا تابع اور بیرو ہوتا ہے
 مومن خویش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے
 انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے نور
 ایمان لائیں اور اپنی نبوت کی تصدیق
 کریں۔
 ۳۔ دیگرے نیم عقل وہ ہے جو
 کسی صاحب نور کی اپنی آنکھ بنالے
 اور ہر چیز کو اس کی آنکھ سے دیکھے
 دست۔ ہر معاملہ میں اس پر ایسا اعتماد
 کر لے جس طرح اندھا اپنے رہنما
 پر کرتا ہے۔ ہاں خرقے تیسرا جو را
 گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور
 حاصل ہو نہ کسی کو رہنما بنائے نہ نذیر
 بشیر۔ یعنی رہنما غرقہ۔ خود غفلت
 میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما
 بنانے سے لذت محسوس کرتا ہے۔
 ۴۔ می۔ یہ تیسرا افسوس وہاں اور
 خیالات کی ریلوئیں میں سرگھل رہتا
 ہے۔ شمع اس کو خود نور مان حاصل
 نہیں ہے۔ ہوائی قتل بھی نہیں ہے کہ
 کسی دوسرے سے نور حاصل کر
 لے۔ نیست عقلش۔ اس کو خود نور
 حاصل نہیں ہے اور اتنی بھی عقل نہیں
 ہے کہ اپنے آپ کو کلیتہً فیضانِ خیال
 کر دے۔ مردہ اگر مردہ بن کر اپنے
 آپ کو کسی عقلد کے پیر کر دے تو
 ہاں مردہ پہنچ جائے عقل کامل۔
 اگر اپنے اندر کامل عقل نہیں ہے تو
 اپنے آپ کو کسی عقلد کے پیر کر دے۔

میرے زاد و بودِ شال بر جاں زند کاہلی و جہلِ شال بر من زند
 جلتے پیدائش اور قیام کی محبت ان کی جان پر اثر کرے گی
 مشورت بازندہ باید رکو کہ تیرا زندہ گند آں زندہ گو
 مشورے کے لئے نیک اور زندہ دل چاہیے
 اے مسافر با مسافر رائے زن اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر
 از دمِ حُب الوطن بگور مالیست وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جائز نہیں
 وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جائز نہیں
 گروطن خواہی گذر آں سوی خط ایں حدیثِ راست را کم خواں غلط
 اگر تو وطن چاہتا ہے نہر کے اس کنارے پر چلا جا

۱۔ نمبر۔ ان دونوں پچھلیں پروٹوں کی محبت غالب آجائے گی اور وہ میرے لہو لے میں مجھے ست کر دیں گی۔ اے مسافر۔ مسافر کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ خواہ نشین عہد سفر سے دوکے سنگ۔

۲۔ آرزو میں حدیث میں وطن سے آخرت مراد ہے دنیا کا وطن مراد نہیں ہے اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر ہولناک نہ کہنا۔ سر۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا ایک محل ہے اس کو غلط مقام پر استعمال نہ کرنا چاہیے اسی طرح حب الوطن کو غلط مقام پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

۳۔ وضو۔ بزرگان دین وضو میں ہر عضو کو دوتے وقت ایک خاص دعا پڑھتے ہیں۔ چونکہ جب ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں خدا مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے۔ تاخیر پھول کی خوشبو جن کے لئے رہنا ہے اسی طرح سے جنت کی خوشبو جنت کی رہنا ہے۔ چونکہ استغاثہ دعا استغاثہ کے بعد پانچاں سے نکل کر پڑھنی چاہیے۔

سِرِّ حدیث حُبِّ الْوَطَنِ مِنْ لَایْمَانٍ وَکَرِّ خَوَانِدَنِ شُخْصِ
 اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں
 دُعَایِ اسْتِشَاقِ رَا کہ اَللّٰهُمَّ اَوْحِنْنِیْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ بِجَاۓ
 پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے
 وَرِدِ اسْتِجَاۃِ کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ
 استغاثہ کی دعا جبکہ جو کہ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاکی حاصل کرنے
 مِنْ اَلْمُتَطَهِّرِیْنَ وَشَنِیْدِیْنَ عَزِیْزِیْ وَطَاقَتِ نِیَا وَرِدَنِ وَبَارِ نَمُوْدَنِ
 والوں میں سے کر دے اور ایک دولت کا سننا اور صبر نہ کر سکتا اور بتاتا

دَرِ ۳ وضو ہر عضو را وردے جدا آمدہ است اندر خبر بہر دُعا
 وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا وظیفہ
 چونکہ اسْتِشَاقِ بِنِیْ مِیْ گُنِیْ حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے
 جب تو ناک میں پانی دے بے نیاز رب سے جنت کی خوشبو چاہ
 تاخرا آں بُوکشد سُوِیْ جَنَّاں بُوِیْ کُلْ باشد دلیلِ گلستاں
 تاکہ وہ خوشبو تجھے جنوں کی طرف سے پہنچے پھول کی خوشبو جن کی رہنا ہوتی ہے
 چونکہ اسْتِجَاۃِ گُنِیْ وَرِدِ وَخُنِ ایں بود یا رب تو زینم پاک گن
 جب تو استغاثہ کرے وظیفہ اور کلام یہ ہوگا کہ اے خدا تو مجھے اس سے پاک کر

وَسْتِ اِنْ اِنْجَارِ سِدَا اِس رِشْتِ
میرا ہاتھ پہل پہنچا ' اس کو دھیا
اے ز تو گس گشتہ جان ناگساں
اے خدا تجھ سے ملافتوں کی جان لائق بن گئی ہے
حَدِّ مَنْ اِس یُوَدِ کَرِمْ مَنْ لَیْمِ
مجھ کہنے کی یہی حد تھی جو کر لی
اَزْ حَدِّ شِسْتَمِ خُدا یَا یُوَسْتِ رَا
اے خدا میں نے ناپاکی سے کمال کو دھیا
اَلْیَکِ رِوَقْتِ اِسْتِجَابِ کُفْتِ
ایک شخص نے اتنے کے وقت کہا
گُفْتُ شَخْصَ خُوبِ وِرْدِ آوَرْدَ
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا
اِس دُعا چوں وِرْدِ بِنِی یُوَدِ چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا ' کہیں
رَاکِ حَتِّ زِ بِنِی یَا فِت خُر
آواز آئی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے
اے س تو اَمَحِ بَرْدَ پِش اِبِلْہَاں
اے بیوقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے
اَلْ تَکْبِیرِ بَر خُشْلِ خُوبِ سِتِ حُصْتِ
تکبر کہینوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
اَزِ پَے سُوْرَاخِ بِنِی رَسْتِ گُلِ
پھول ' ناک کے سوراخ کے لئے آگاہ ہے
یُوِ کُلِ بَہرِ مِشَامِ سِتِ اے دَلِیرِ
اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے
کے اَزِ یَچَا یُوِ خُلْدِ آید خُرَا
تجھے جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟

دَسْتَمِ اَنْدِ شِسْتِ جَانِ سِتِ
دست کے دھونے میں میرا ہاتھ کلاہ ہے
وَسْتِ فَعْلِ سِتِ دَرِ جَانِہَا رِسَالِ
تیرے کرم کا ہاتھ مجھ تک پہنچے والا ہے
زَاں سُوِی حُدْرِ اَنْقِ گُنِ اے کَرِیمِ
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
اَزْ حَوَاثِ تُو بَشُوْ اِس دُوسْتِ رَا
تو اس دوست کو حواث زمانہ سے دور دے
کَہْ مَرَا بَا یُوِ جَنَّتِ دَارِ جُفْتِ
مجھے جنت کی خوشبو کا جھڑی وار دے
لِیکِ سُوْرَاخِ دُعا گَمِ کَرْدَ
لیکن تو نے دعا کی سوراخ کو گم کر دیا ہے
وِرْدِ بِنِی رَا تُو آوَرْدِ بَکُوں
تو ناک کے وظیفہ کو مقدمہ میں لے آیا؟
رَاکِ حَتِّ کے آید اَزِ دُورِ
مقدمہ سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تَکْمِ کَرْدَ تُو پِش شَہَاں
اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے
ہِیں مَرِ وِمْکُوسِ عَکْشِ بِنْدِ سِتِ
خبردار! انا نہ چل ' اس کا انا تیری ہیڑی ہے
یُوِ وَفِیْقَہِ بِنِی آید اے عَتَلِ
اے بدخوا سوگنا ناک کا کام ہے
جَلِی اَلْ یُوْنِیسْتِ اِس سُوْرَاخِ زِیرِ
یہ بچلا سوراخ اس کی خوشبو کی جگہ نہیں ہے
یُوْزِ مَوْضِعِ یُوِ اَکْرِ بَا یَدِ خُرَا
اگر تجھے خوشبو چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

۱۔ دست میں اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا کہتا ہے کہ نجاست ظاہری کا اثر لے کر مجھے جس نعمت سے محروم کرنے کے لئے خدا ہی پاک کر سکتا ہے اے زوت۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ صبح کو پاک کرے۔ حد میں انسان کا مقدمہ بھی ہے کہ وہ نجاست ظاہری سے پاک حاصل کرے۔ نجاست ظاہری کی حد سے آگے کی پائی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حد۔ وہ چیز جن سے خود پائے ٹوٹ جاتا ہے۔ حد۔ یعنی دینی معاملات۔

۲۔ آں یکے ایک آئی نے اتنے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی دینے کے وقت کی ہے۔ سوراخ۔ یعنی ناک کا سوراخ اور پانڈہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پانڈہ کا سوراخ۔ پانڈہ کا سوراخ۔ ۳۔ اے تواضع جس طرح ہے عمل دعا ہے اسی طرح یہ بھی ہے۔ بات ہے کہ انسان امتوں کے سامنے تواضع کرتے اور شاہوں سے اکثرے لکھتا۔ دنیا دار۔ شاہ۔ یعنی بزرگان دین۔ بند۔ انسان کی اپنی چالیں اس کی رفعت اور پائندی کے لئے مائع ہیں۔ رست۔ گل۔ پھول سوگنے کے لئے ہے اور سوگنا ناک کا کام ہے۔ عتل۔ بد مزاج۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخ زیر۔ پانڈہ کا سوراخ۔ اے بچلا۔ یعنی پانڈہ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو نہیں ہو سکتی۔

نچیں حب الوطن باشد درست! تو وطن شناس اے خوبہ نخست
اس طرح سے وطن کی محبت درست ہے اے خوبہ! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدن آں مہی عاقل و سفر پیش گرفتن بے
عقلد مجمل کا واقف ہو جانا اور ہٹائی سے دوروں کے مشورے
مشورۂ بادگیراں از حکمت

بغیر روانہ ہو جانا

گفت آں مہی زیرک رہ کنم
اس عقلمند مجمل نے کہا میں سز کر جاؤں
دل زبای و مشورۂ شاں بر کنم
ان کے مشورے اور دلائل پر دل نہ بٹاؤں
چوں علی تو آہ اند چاہ گن
حضرت علیؑ کی طرح تو کنویں میں آہ کر

شب بھئی پہنل مہی گن چل عس
رات کو چلنا اور پشیدہ چلنا کقول کی طرح اختیار کر
بحر جو و ترک ایں گرداب گیر
سمندر کی تلاش کر اور اس بجھ کو چھوڑ دے

از مقام باخطر تا بحر نور
بر خطر مقام سے نور کے سمندر کی جانب
می دوتا درتش یک رگ بود
میں دوڑتا ہے جب تک اس کے بدن میں ایک رگ ہو

خواب خود در چشم ترسندہ گجاست
خواب دہانے کی آنکھ میں ترسندہ گجاست ہوتی ہے
راہ دور و پہنہ پہنا گرفت
مادہ دور چھوڑے سے چھڑا رستہ اختیار کیا

رفت آخری سوی اسن و عافیت
اسن اور عافیت کی جانب چلی گئی
کہ نیابد حد آں را چچ طرف
جس کے کہلے کو کئی آنکھ نہیں پاتی ہے

رفت و علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔
رہنما ساری کالیف ریاضت کیں
اور اس کی جگہ بھی گئی۔ خوشنہاں

نے اپنے آپ کو ہائے تابعدا کند
میں نے بھلا لا۔
رفت و علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔

رہنما ساری کالیف ریاضت کیں
اور اس کی جگہ بھی گئی۔ خوشنہاں
نے اپنے آپ کو ہائے تابعدا کند
میں نے بھلا لا۔

رفت و علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔
رہنما ساری کالیف ریاضت کیں
اور اس کی جگہ بھی گئی۔ خوشنہاں

نے اپنے آپ کو ہائے تابعدا کند
میں نے بھلا لا۔
رفت و علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔

۱۔ درست۔ یعنی وطن کی محبت کا
جزا ہونا ہونا تو درست ہے لیکن اس
کو سمجھ لے کہ کس وطن سے ظاہر
ہے مومن کا اصلی وطن عقیقی ہے
وطن۔ یعنی میں ہماری چھیلیں سے
مشغول نہ کریں کہ چلے علی۔ ایک
غلامہ صلیت مشہور ہے کہ حضرت علیؑ
نے جذبات سے مجھ ہو کر آہ کرنا
چاہی تو کئی اس آہ کا عزم نہ لیا اور
کنویں میں نہ لٹکا کر آہ کی گئی۔
۲۔ محرم۔ مجمل نے یہ بھی کہا اس
رستہ کے محرم تالاب ہیں اٹھنا غاصق
سے رستہ کو گھل جانا چاہیے سالک کو
بھی یہی سوچنا پڑتا ہے اور سلوک کی
مشکلات کو خود ہی ریاضت کرنا پڑتا
ہے۔ سوئی دریا۔ تالاب کو چھوڑ کر دیا
کارخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو
چھوڑ کر لا محدود حق تعالیٰ اختیار کرنی
چاہیے۔ سینہ سینہ کے ملنے محفوظ
مقام پر پہنچنے کی ہجرت۔ اس طرح ہر
کر پر خطر مقام سے بھاگی جس طرح
ہر ہرن بھاگتا ہے جس کا بچھاؤ شکاری
کنا کر رہا ہو۔ خواب۔ کتا مے ہو
اور پھر غفلت کی نیند سنا بڑی غلطی
ہے۔

۳۔ رفت۔ علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔
رہنما ساری کالیف ریاضت کیں
اور اس کی جگہ بھی گئی۔ خوشنہاں
نے اپنے آپ کو ہائے تابعدا کند
میں نے بھلا لا۔

رفت و علقہ مجمل مدانت ہوئی
اور اس نے لہجہ امداد اختیار کر لیا۔
رہنما ساری کالیف ریاضت کیں
اور اس کی جگہ بھی گئی۔ خوشنہاں
نے اپنے آپ کو ہائے تابعدا کند
میں نے بھلا لا۔

پس! چو صیاداں بیا وردند دام
نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام
بہر جب شکلی جل لے آئے
اس سے نیم عاقل کو ناگہی ہوئی
گفت آہ من فوت کردم وقت را
چوں نکشتم ہمرہ آں رہنما
ہوئی، ہلے میں نے وقت نکٹا دیا
میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
ناگہاں رفت او لیکن چوں برفت
می بستم شدن در پے بہ تفت
وہ اچانک چلی گئی، لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے
مجھے بھی جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
ایں زماں سودے ندارد خسترم
چوں کنم چوں فوت شد آں فرستم
اب میری حسرت مفید نہیں ہے
کیا کروں، جب کہ وہ موقع جاتا رہا؟
پر گذشتہ حسرت آوردن خطاست
باز ناید رفتہ یاداں ہباست
گزشتہ پر حسرت کرنا غلطی ہے
کیا وقت نہیں لگتا ہے اس کی یاد بیکار ہے

قصہ! آں مرغ گرفتہ کہ ہیت کرد کہ برگزشتہ پشیمانی خور
اس پھنسے ہوئے پرند کا قصہ جس نے ہیت کی کہ گزشتہ پریشیمان نہ ہو
و سخن محال باور ملکن و در تدارک وقت اندیش و
لہ ہائمن بات کا یقین نہ کر لہ موجود وقت کی اصلاح کر لہ پشیمانی میں
روزگار مبرور پشیمانی
وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکرو دام
مرغ اوا گفت کاے خولجہ ہماں
ایک شخص نے ایک پرند کو کہہ کر جال سے پکڑ لیا
اس سے پرند نے کہا کہ اے خلیجہ بزرگ!
تو یکے مرغے ضعیف ہچمو من
صید کردہ خودہ گیر اے نیک ظن
تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو
شکار کر لیا، فرض کر لیا، اے نیک گمان
تو جسے اشتہر بقرباں کردہ
تو نے بہت سے لوٹ قربان کئے ہیں
تو نکشتی سیر زانہا در زمن
ہم نگر دی سیر از اجزئی من
تو زندہ مہمان سے پیٹ بھرا نہ بنا
میرے نگر دی سیر سے بھی تیرا پیٹ د بھرے گا
مر مرا آزاد گرداں از کرم
اے جوان مرد کریم مستشم
کریم کر کے مجھے آزاد کر دے
اے شریف! معزز جوان شخص

۱۔ پس۔ شکلی جب جل لے
آئے تو نیم عاقل چوں کو ٹکر ہوئی۔
گفت۔ اس نیم عاقل چلی نے کہا
انہوں میں نے وقت ضائع کیا میں
اس ٹھنڈے چلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ
چلی ہو۔ ناگہاں۔ وہ اچانک چل دی
تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اس کے
پیچھے چل دینا چاہیے۔ اس زندہ۔
گزشتہ بات پر انہوں نے کہنے سے
کئی فائدہ نہیں گزرا وقت وہاں
واپس نہیں آ سکا۔ اس پر انہوں نے کہنے
کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا
چاہیے تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو
سکے۔

۲۔ قصہ اس قصہ سے یہ بتاتا
منصوب ہے کہ گزشتہ بات پر انہوں
میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔
آں یکے ایک شکری نے ایک پرند
عاس لیا تو اس پرند نے کہا کہ اگر تو
مجھے صبح کر کے کھا بھی لگا تو بھی
کیا فائدہ ہوگا۔

۳۔ تو بے پرند نے شکری سے
کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے
جانور کھا چکا ہے مگر اس سے تیرا پیٹ
نہ بھرا تو مجھے کھا کر تیرا کیا بھلا ہوگا۔
مرد۔ مجھے مہربانی کر کے زندہ کر دے
تو میں تجھے تین تین کھیں کروں۔

۱۔ کول میں پہلی فصاحت تو اس وقت کہیں کا جب تو مجھے ہاتھ میں پڑے ہوئے ہو گا دھری جب کہیں کا کہ تو مجھے چھوڑ دے گا اور میں دلیر پر جانیں کول گا کہ تیری جب کہیں کا کہ میں درخت پر جا چھوٹیں گا سچی بدست تیرے ہاتھ میں رہے ہوئے جو فصاحت کہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ سے نامن کا اور محال بات کہے اس پر یقین نہ کرنا۔ کرشمہ۔ جب پرند نے یہ فصاحت کر دی تو شکاری نے اس کو چھوڑ دیا اور پرند دلیر پر جانیں ہٹا۔

۲۔ غلغلاہ : دہلی پر پہنچ کر کہہ پڑے
 نے دوسری صبح میں کہی کہ گزشتہ واقعہ
 کی حسرت ابراہیموں نے کہا کہ انہوں
 کے بعد پرنے کہا کہ میرے پوتے
 میں ایک بھروسہ ہے جس کا ابراہیم
 کی وہ بھروسہ تھا۔ یعنی تو نے ہے
 کہ تم۔ چھاپا ہوا ہے۔ ہم۔ مہنگا۔
 دولت اگر تو مجھے فخر کرتا تو وہ سونے
 تیری دولت کا۔ جتن۔ یعنی تیری
 جان کی قسم فوت کر دی۔ چھوٹا
 مقدمہ تھا اس لئے وہ سونے تیرے
 آجی نہ آیا۔

۳۱ آجکل اپنی بات کو سن کر وہ شکاری اس طرح نالہ و فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ جننے وقت کرتی ہے۔ گفتہ :
شکاری اپنی بات کو گفتگو پر ممکن ہو کر آہ آہ کرنے لگا اور اس سے بولا کہ تو نے جلد بازی کر کے مجھے تباہ و برباد کر دیا۔
زندہ میں مونی کھڑی رہ بہت دیر نہ رہے۔
بن جاتا۔

پہل مرا تا کہ سہ پندت برد ہم
 مجھے چھو دے تاکہ تجھے تین نصیحتیں کر دیاں
 اوّل ۱۔ اآں پندے دہم بروست تو
 ان میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے
 بر سر دیوار بدہم ثانیث
 ان میں سے دہری دیوار پر بیٹھ کر کہیں گا
 وال سوم پندت دہم من بردخت
 میں تیری نصیحت تجھے دخت پر پہنچ کر کہیں گا
 انچہ بردست سست اینست آل سخن
 جو ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کہی ہے یہ بات ہے
 بر کفش چوں گفت اوّل پندرفت
 اس کے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے جب پہلی نصیحت کہی گئی
 گفت ۲ دیگر بر گذشتہ غم خور
 دہری نصیحت کہ گزری ہوئی بات پر غم نہ کر
 بعد ازاں گفتش کہ در جسمم کتیم
 اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ میرے جسم میں پھنسا ہوا
 دولت تو بخت فرزند ان تو
 تیری دولت تیری اولاد کا نصیبہ
 فوت کر دی دُر کہ روزیت نبود
 تو نے وہ موتی کو دیا چونکہ تیرے مقصد میں نہ تھا
 آنچنال ۳ کہ وقت زاون حاملہ
 جس طرح حاملہ عورت جننے کے وقت
 گشت غمناک وہمیکفت آہ آہ
 غمگین ہو گیا ہے وہ کہتا تھا 'ہائے ہائے'
 مَن چرا آزاد کردم مر خرا
 میں نے تجھے کیوں آزاد کیا

تاہم دانی زیرِ کم یا اہلکم
 حتی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں جھٹکنوں یا یہ قیوف ہوں
 بد ہمت اے جانِ و دلِ سرِ مست تو
 تجھے کہیں گا وہ کہل و جانِ تیرے شیدائی ہیں
 تاشوئی ز اں پند شاد و خوب و گش
 تاکہ تو اس صیحت سے خوش اور بھلا اور ناز ہو
 کہ ازیں سہ پند گردی نیک بخت
 تاکہ توں تینوں نصیحتوں سے نیک بخت بن جائے
 کہ محالے راز کس باورِ ممکن
 کہ نامکن بات پر کسی کا یقین نہ کر
 گشتِ آزلو و برآں دیوارِ رفت
 آزلو ہو گیا اور دیوار پر جا بیٹھا
 چوں ز تو بگذشت ز اں حسرتِ مبر
 جب تجھ سے گزر گئی اس پر حسرت نہ کر
 وہ دمِ سنگِ ست یک دُرِ یتیم
 اس دم کے ذن کا ایک نامہ موتی ہے
 بود آں گوہرِ محقق جانِ تو
 تھا وہ موتی تیری جان کی حسما
 کہ نباشد مثلِ آں دُرِ در وجود
 کہ جس موتی کی مثل وجود میں نہ ہو گی
 نالہ دار و خواجہ شُحدِ در غلغلہ
 فریاد کرتی ہے (وہ شکاری) خواجہ شہد کرنے لگا
 ایں چرا کر دم کہ شُحدِ کارم تباہ
 یہ میں نے کہیں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا
 زیں خیلِ از راہِ بُردی مر مرا
 تو نے ان خیلوں سے مجھے گمرا کر دیا

مُرغِ افکش نے نصیحت کر دمت
پندے اس سے کہا میں نے تجھے نصیحت نہیں کئی
چول گزشت درفت غم چولِ سُخوری
جبکہ رفت و گزشت ہو گیا تو کیوں غم کرتا ہے؟
والِ دُوم پندت بلفتم کوز ضلال
میں نے دھری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے
من نیم خود سہ دم سنگ اے اُسُد
میں خود تین دم بھر نہیں ہوں اے شیر!
خولجہ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں
خولجہ ہوش میں آیا ہلا کہ ہیں
گفت آ رہے خوش عمل کردی بدایاں
اس نے کہا ہیں تو نے نہ وہ پر اچھا عمل کیا
اس بگفت و بر پرید و شلار رفت
اس نے یہ کہا کہ اگر کھاد خوش ہو کر چل دیا
پند ۳ گفتن با جُہولِ خویناک
تاہن جہل کو نصیحت کرنا
چاکِ حق و جہل نہ پذیرد و رفو
حکمت نہ دانی کا چاکِ رفو کے قابل نہیں ہے
زانکہ جہل جہل را بندہ بُود
کیونکہ جہل جہل کا غلام ہوتا ہے

کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت
کہ کل کی گزشتہ بات پر تو یقین نہ ہو
یا کروی فہم پندم یا کزی
یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے یا تو بہرا ہے
پچ تو باورِ ممکن قولِ محال
تو کبھی ناممکن بات کا یقین نہ کرنا
وہ دم سنگ اندوغم چولِ بُود
وہ دم کا وزن میرے اند کے ہو گا؟
باز گو پندِ سوم اے نازنین
اے نازنین! تیری نصیحت کر
تا بگویم پندِ ثالث را نگاہ
تاکہ میں فضول تیری نصیحت کہوں
سوی صحرا سر خوش و آزاد رفت
ستارہ آزاد جنگل کی جانب چلا گیا
تخم افگندن بُود در شوره خاک
شیشی زمین میں جج بنا ہوتا ہے
تخم حکمت کم دیش اے پند گو
اے نصیحت کرنے والے اس میں دانائی کا جج نہ ہو
چونکہ تو پندش دہی او نشود
جب تو اسے نصیحت کرے گا وہ نہ سنے گا

چارہ اندیشیدن آں مہی نیم
ان ہنس عقل والی پچھلی کا تدبیر سوچنا کہ خود کو مرہ بنا لینا

نیم عاقل گفت در وقتِ بلا
مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا
گو سوی دریا خُند و از غم عتیق
کہ وہ دیا کی جانب چلی گئی کہ غم سے آزاد ہو گئی

ایں مرغ پندے نہ کہا کہ میں نے
تجھے نصیحت کی تھی کہ گزشتہ ہوئی بات
پراسوں نہ کرنا اسے اس گزشتہ ہوئی
بات پر یقین نہ کرنا کہ رہا ہے یا تو
میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے
وہ دم میں نے تجھے دھری
نصیحت کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات
پر یقین نہ کرنا کہ تو نے میری ناممکن
بات پر یقین کر لیا کہ یہ نہ سوجا کہ وہ
پند جس کا کل وزن ساڑھے دس
پائے گی نہ وہ اس کے پونے میں
تین تو لگا سکتی کیسے ہو سکتا ہے
۲ خولجہ جب شکری کو دوا
سکون ہوا تو اس نے کہا تیری
نصیحت بھی سنا دے گفت
پندے نے طوا کہا تو نے وہ
نصیحتوں پر غم کیا ہے جو تجھے
تیری نصیحت سنا کر غم کیا کہوں اس
طرح میں تیری نصیحت بھی مضمر ہے
کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اس کو
نصیحت نہ کر اس بگفت۔ اس
پندے نے طوا وہ عمل کر دیا جس
میں تیری نصیحت بھی تھی کہ اگر
جنگل کی طرف چلا گیا۔

۳ پند گفتن۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ جہل کو نصیحت کرنا یہاں ہے جیسے
شہزاد میں میں چمیری کرنا چاک۔
حکمت نہ دانی کا قابل اصلاح ہے۔
نشد قبول کرنے کے لئے نہ سنے
نے گا۔ چارہ اندیشیدن۔ مکمل
عقلی تو یہی ہے کہ کل مصیبت
و ذہنی تدبیر کرے نیم عقلی یہ ہے
کہ مصیبت کے وقت ہی حکمت کی
صحیح تدبیر کرے سدا عاقل۔ یعنی وہ
پچھلی جو چلی گئی تھی۔ متفق آزاد

خوشن را ایں زماں مُردہ گنم

اس وقت اپنے آپ کو مردہ بتاتی ہیں

پشت زیرِ دمی رومِ بر آبِ بر

پشت نیچے کو کہ پانی کے لوہے آ جاتی ہیں

نے بستی جی چنانکہ کس رَوَد

نہ کہ تیرا کی ہے جیسے کہ انسان چلا ہے

مرگ پیش از مرگ اسن ست از عذاب

مرنے سے پہلے مر جانا، عذاب سے ان سے

آپچیں فرمودہ مارا مصطفیٰ

مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَوْتُ تَمُوتُوا بِالْإِيمَانِ

موت آئے اور قوتوں سے مرد

آپ کہ بُدوش نشیب و گہ بلند

پانی بھی اس کی نیچے لے جاتا، کبھی لوہے

کہ دریا ماہی مہتر بر مُرد

کہ انہوں بڑی مچھلی مر گئی

پیش رفت ایں بازیم رستم ز تیغ

میری یہ چال چلی گئی، میں تیر سے بچ گئی

پس بروقت کرو بر خاش فگند

پھر اس پر تھکا اور زمین پر پھینک دیا

مانداں احمق ہی کرد اضطراب

” احمق نہ گئی جو زہنی غمی

تاکہ بچید خویش برہاند گلیم

تاکہ دیا میں کو پڑے اپنی گدڑی چڑالے

احق اُورا دریاں آتش نشاند

بیوقوفی نے اس کو اس آگ میں بٹھا دیا

لیک ا زماں تندیشم و بر خود زخم

لیکن میں سوچتا ہوں کہ خود زخم کیسے

پس بر آرم اشکم خود بر نذر

پس میں اپنا پیٹ لوہے کو کٹی ہیں

می روم بروے چنانکہ خس رَوَد

اس پہاں طرح چلوں جیسے کہ تھکا چلا ہے

مردہ گرم خویش بسپارم بآب

میں اپنے آپ کو دھاتی ہیں اور پانی کے پیر کو کٹی ہیں

مرگ پیش از مرگ اسن ست لفتے

اے نوجوان! مرنے سے پہلے مر جانا ان سے

گفت مَوْتُوا كُلُّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ

فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ

ہچنچاں مُرد و شکم بالا فگند

اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ لوہے کر لیا

ہر یکے زماں قاصداں بس غصہ خورد

ان زمانہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت دغ کرتا تھا

شامی شد اُوریاں گفت دروغ

اس انہوں کی گفتگو سے ”خوش ہوتی تھی

پس گرفتش یک صیاد ارجمند

پھر اس کو ایک بھلے شکاری نے پکڑ لیا

غلط سغلط رفت پنہاں اندر آب

” لائق پتی چپے سے پانی میں چلی گئی

از چپ از راست می حست آل سلیم

” پیچھے دائیں اور بائیں سے کوئی سمجھ

دام افگندند و اندر دام ماند

انہوں نے جال پھینکا اور ”جال میں نہ گئی

۱۔ ایک۔ لب گزشتہ پر غصہ کرنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ اپنے آپ کو مردہ بتاؤں گی۔ ہمارے مچھلی مر گئی ہو کر اس آب پر آ جاتی ہے۔ دمی۔ پانی کے ساتھ اس طرح چلوں کہ جس طرح تھکا خود خود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ سبائی۔ تیرا۔ مرگ۔ حدیث شریف ہے مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا یعنی نجات اسی میں ہے کہ مرنے سے قبل ہی ناکارہ چہ اختیار کرو۔

۲۔ مَوْتُوا بِالْإِيمَانِ۔ عقائد پر اعتبار کرو کہ قوتوں میں چلا ہو کر مردے۔ بچیں۔ جیسا اس مچھلی نے سوچا تھا دیا ہی کیا۔ قاصداں۔ یعنی مچھلی کے شکاری۔ تیغ۔ یعنی ہلاکت۔ غلط غلط۔ یعنی جب شکاری نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو ”کی طرح لائق پتی صیاد میں کس گئی۔ نام۔ تیری بے عقل مچھلی اچھل کر تیری ناکارہ پتی۔ بوقت کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کر لے۔ سلیم۔ سادہ مزاج۔ بیوقوف۔ عام افگند۔ شکاری نے اس کو جال سے پکڑ لیا اور اس کے کباب بنا کر تو بے پرینکے

برسر آتش بہ پشتِ تابہ
اگہ کی پست کی پست
اوہمی جو شید از ثقتِ سعیر
اگہ کی گئی سے اہل ری حقی
اوہمی گفت از شکنجہ وز بلا
ہم شکنجہ ہر بلا میں سے کہتی تھی
بازی گفت او کہ گراں بار من
پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں
من سازم جو بدِ ریلِ وطن
میں مہیا کے سا وطن نہ بیٹوں کی
آبِ بجمد جویم و ایمن شوم
لاحد پانی تلاش کروں گی ان سے ہو جاؤں گی
بچھیں نہ می کرد با خود عہد ہا
ہ اپنے آپ سے ایسے عہد کئی تھی
دامنِ عاقل بگیرم روز و شب
دن رات عہد کا دامن پکڑے رہوں گی

بیان ۳۰ آنکہ عہد کردن احمق وقت گرفتار وندم چچ سود
اس کا بیان کی احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا ہر نام ہوتا کچھ مفید
ندارد کہ وَلَوْ رُوُوا الْعَاثُوَ الْمَانُوهَا عَنْهُ وَانْهَم لَكَافِيُون
نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہاں بھیج دیئے جائیں تو وہ منوعات کو دہرائیں گے اور وہ جنگ جھوٹے ہیں
چچ کا ذب و فائدہ
کوئی جھوٹا فائدہ نہیں کرتا ہے

عقل می گفت حماقت با تو است
عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے
عقل را باشد وفا عہد ہا
عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے
باجماعت عہد را آید شکست
جماعت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
تونداری عقل رواے خربہا
تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھرا تو جا

عقل - عقل اس پر مقرر کر دی
تھی کہ کیا تیرے پاس مجھے عذاب
سے ڈرانے والے نہ آئے
تھے لہذا۔ وہ مجھ کی گدھے کی تھی کہ
بجنگ ڈرانے والے آئے تھے لیکن
میں نے ان کا کہنا نہ پانا تھا۔ بازی
گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس
بار بھی جاؤں تو پھر میں تالاب سے
عبث نہ کروں گی اور مہیا کا رخ کروں
گی یہی حال ان لوگوں کا ہو گا جو دنیا
میں بے عقلی کریں گے اور نصیحت
کرنے والوں کی نصیحت نہ سنیں
گے

۲۔ بچھیں۔ اب وہ دل میں اس
طرح عہد کر رہی تھی کہ اگر زندگی
حاصل ہو جائے تو میں کسی عہد کا
دامن پکڑوں گی۔

۳۔ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں
کہ ایسے عقلمندوں کے ان عہدوں کو
دلوں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن
پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا
ہے کہ اگر ان کو دوبار زندگی دے بھی
دی جائے تو یہ بد عہدی کریں گے یہ
جھوٹے ہیں عقل می گفتش۔
دوبارہ زندگی کی تمنا کرنے والے سے
عقل کہتی ہے خربہ۔ گدھے کی
قیمت والا۔

چونکہ عقل نیست نیل میر توست
چونکہ عقل نیست نیل میر توست
از کسی عقل پر واندہ خسیس
کینہ پر واندہ عقل کی کمی کی وجہ سے
چونکہ پریش سوخت توبہ می گند
جب اس کے پرے توبہ کرتا ہے
ضبط و درک و حافظی و یادداشت
ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت
چونکہ گوہر نیست تالش چوں بود
جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہوگا
ایں تمنا ہم زبے عقلی اوست
یہ تمنا بھی اس کی بے عقلی سے ہے
آں ندامت از نتیجہ رنج بود
و ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی
چونکہ شد رنج آں ندامت شد عدم
جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہو گئی
آں قدم از ظلمت غم بست بار
اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے
چوں برفت آں ظلمت غم گشت خوش
جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا
می گند او توبہ و پیر خرد
و توبہ کرتا ہے اور پیر بڑھی عقل

دشمن و باطل کن تدبیر توست
دشمن و باطل کن تدبیر کرنے والا دشمن ہے
یاد ناز و آتش و سوز و خسیس
آگ و سوز و آتش و سوز و خسیس
آز و نیایش بر آتش می زند
حرص اور اس کی بھول آگ میں جمنا دیتی ہے
عقل را باشد کہ عقل آفر افراشت
عقل میں ہوئی ہے کیونکہ عقل نے ان کو بلند کیا ہے
چوں مذکر نے لیا بش چوں بود
جبکہ یاد دلانے والا نہیں ہے اس کی دانائی کیسے ہوگا
کہ نہ بیند کال حماقت را چہ دوست
کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہے
نے ز عقل روشن چوں گنج بود
نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوئی ہے
می نیرزد خاک آن توبہ و قدم
و توبہ اور ندامت خاک کے برابر بھی نہیں ہے
س کلام اللیل یمحوہ النهار
تو رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے
ہم رودار دل نتیجہ و زادہ اش
دل سے اس کا نتیجہ اور پیداوار بھی چل جاتی ہے
بانگ لورڈو لعاؤا می زند
پکارتی ہے اگر وہ لٹائے گئے تو پھر وہیں کریں گے

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ او ست
اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھٹا سکہ اور اس کا مخالف ہے

و با او ماند و اونیست

وہاں کے شائبہ جملہ نہیں ہے

۱۔ نیل۔ یعنی عہد کے بارے میں بھول دے گی۔ پر واندہ عقل کی کمی ہے جس کی وجہ سے شیخ کی آگ کی سوزش اس کو کھٹیں آتی۔ خسیس۔ ہلکا اور آگ پر واندہ کی حرص اور بھول اس کا اشارہ دیتی ہے۔

۲۔ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور اس کو سمجھنا اور نگہداشت عقل کے کام ہیں عقل ہی نے یہ عہد میں پیدا کی ہیں۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تالش۔ یعنی عقل کے ٹھکانہ ذکر انسان کی عقل اس کا اس کا عہد یاد دلانی ہے۔ لیا بش۔ رجوع یعنی عہد کی طرف رجوع اس تمنا یعنی وہ بار بار زندہ ہو کر نیک کرنے کی تمنا کہ نہ بیند کال حماقت یعنی ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ آں ندامت۔ عذاب کے وقت ندامت عذاب کا نتیجہ ہے۔

۳۔ چونکہ۔ جبکہ وہ ندامت عذاب کا نتیجہ ہے۔ چونکہ عذاب ختم ہو جائے گا ندامت بھی ختم ہو جائے گی اسی لئے اس توبہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آں قدم۔ وہ ندامت غم کی تاریکی میں پیدا ہوئی ہے رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے۔ چونکہ تاریکی ختم ہو جائے گی ندامت بھی باقی نہ رہے گی نتیجہ یعنی ندامت۔ پیر خرد۔ تجربہ کار عقل۔ وہ بیان۔ وہم اور عقل میں بہت فرق ہے۔

عقل اپنے شہوتِ ست سے پہلوں
لے بہلا عقل شہوت کی ضد ہے
وہم خواہش آنکہ شہوت را گداست
اس کو وہم کہہ جو شہوت کا بھلائی ہے
بے محک پیدا مگر وہم و عقل
وہم عقل میں بغیر کئی کے تیار نہیں ہوتا ہے
اس محک قرآن و حالِ انبیاء
یہ کئی قرآن اور انبیاء کی سیرت ہے
تاہم بنی خویش را از آسیبِ من
تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے
عقل را گراۓ سازِ دو وہم
اگر آہ عقل کے دو ٹکڑے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں
جو شہوت کا چکر کاٹے، اس کو عقل نہ کہہ
وہم قلب و نقد زر عقلہا ست
وہم کھٹا ہے اور عقلیں خالص سونا ہیں
ہر دو را سویی محکِ گن زود نقل
دونوں کو بہت جلد کسٹی کی طرف منتقل کر
چوں محکِ مَرِ قلب را گوید یا
کیونکہ کسٹی کھونٹے کو کہتی ہے، آ جا
کہ نہ اہل فراز و شیبِ من
کہ تو میرے شیب و فراز کا اہل نہیں ہے
ہمچوں زر باشد در آتشِ او بسیم
وہ سونے کی طرح آگ میں مسکنے والی ہوگی

۱۔ عقل۔ شہوت نفسانی عقل کی
ضد ہے عقل اس کی طرف مائل نہیں
ہو سکتی۔ وہم۔ جو نفسانی خواہش کی
طرف مائل ہو وہ وہم ہے وہم بھی سکے
ہے لیکن کھٹا اور عقل بھی سکے ہے لیکن
کھرا ہے بے محک عقل اور وہم
کے مقتضیات کو قرآن اور سیرت کی
کسٹی پر رکھنے سے دونوں میں امتیاز
ہو جائے گا۔

۲۔ تاہم بنی۔ قرآن اور سیرت
واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
مقتضیات ان کے مطابق نہیں ہیں۔
عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا
جائے گا اس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔
بسیم۔ مسکنے والا۔ فرعون۔ فرعون
وہی تھا اور حضرت موسیٰ صاحب عقل
تھے۔

۳۔ رفت۔ حضرت موسیٰ فرعون
کے پاس پہنچے اور اس وقت وہ مقام تھا
میں تھے رفت۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا میں عقل مجسم ہوں۔ خدا رسول
اور اللہ کی دلیل، لوگوں کو گمراہی سے
بچانے والا ہوں۔ گفت۔ حضرت فرعون
نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو
اپنا قدیم نام اور نسبت بتا۔
حضرت موسیٰ نے کہا میرا نسبت تو یہ
ہے کہ میں خاکِ زادہ ہوں اور میرا نام
اللہ کا کترین غلام پیار میں اللہ کے
غلاموں اور لوطیوں کی پشت و پلن
سے پیدا ہوا ہوں۔

مجاہباتِ موسیٰ کہ صاحب عقل بُود با فرعون کہ صاحب وہم بُود
حضرت موسیٰ کے جو عقلمند تھے، فرعون کے ساتھ سول و جواب جو وہی تھا

وہم مَرِ فرعونِ عالمِ سوز را
عالمِ سوز، فرعون کے لئے وہم ہے
رفتِ موسیٰ بر طریقِ نیستی
حضرت موسیٰ فنا کے مقام کے طریقہ پہنچے ہوئے
گفت من عقلم رسولِ ذوالجلال
انہوں نے کہا میں عقل ہوں ذوالجلال کا رسول ہوں
گفت نے خاش را گن ہاں ہوئی
اس نے کہا چپ، ہائے و ہو ختم کر
گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش
فرمایا میری نسبت اس کے خاکدان سے ہے
بندہ زادہ آلِ خداوندِ وحید
اس خدائے واحد کا غلام زادہ ہوں

عقل مَرِ موسیٰ جاں افروز را
جان کو منور کرنے والے موسیٰ کے لئے عقل ہے
گفت فرعونش بگو تو کیستی
فرعون نے ان سے کہا بتا تو کون ہے؟
جنتہ اللہ اُم امانم از ضلال
میں اللہ کی حجت ہوں گمراہی سے ان کو دلانے والا ہوں
نسبت و نام قدیمت را بگوئی
اپنا پہلا نام اور نسبت بتا
نامِ اہم کترین بندگانش
میرا اصلی نام اس کا کترین بندہ ہے
زادہ از پشتِ جواری و عبید
لوٹریوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

نسبت اصل ز خاک و آب و گل

میری اصل کی نسبت خاک و آب و گل ہے

مرجِ این جسم خاک ہم بخاک

میرے اس خاکی جسم کا مرجع خاک ہے

اصل ما و اصل جملہ سرکشان

ہماری اصل اور سب شکیروں کی اصل

نے مدد از خاک می گیر و سخت

کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟

چوں رود جہاں می شود آواز خاک

جب مدح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا

ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو

تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی

گفت غیر این سب نامیت ہست

اس نے کہا اس نسبت کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے

بندۂ فرعون و بندۂ بندگاش

فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام

بندۂ سب باغی و طاغی و ظلم

تو ظالم اور سرکش باغی ظالم ہے

خونی و غداری و حق ناشناس

تو خونی اور غداری ہے اور حق کو نہ پہچاننے والا ہے

در غربی خوار و درویش و خلق

تو پردیس میں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال رہا

گفت حاشا کہ بود با آں ملک

انہوں نے فرمایا خدا! بچائے کہ اس مالک کے ساتھ ہو

واحد اندر ملک و او را یار نے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

وہ سلطنت میں آکر لیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

نسبت۔ میں آدم کی اولاد ہوں۔

آدم کو خدا نے آب و گل سے پیدا کیا۔

پھر اس کو جان و دل عطا فرمایا۔

مرج۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن جائے گا اور تجھ ظالم کے جسم کو بھی

خاک میں ملنا ہوگا۔ اصل۔ تمام

انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس کی سوا عطا نہیں ہیں۔

نشانہ۔ یہ ہے کہ انسان زمین کی پیداوار ہے

سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔

چوں۔ جہاں۔ مدح۔ مدح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا

ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو۔ تجھے بھی خاک میں جانا ہے اور یہ تیرا

اقبل خالی ہے۔ گفت۔ فرعون نے

غصہ سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور

وہ نیا۔ مناسب ہے اور نیا۔ مناسب ہے اور نیا۔

مناسب ہے اور نیا۔ مناسب ہے اور نیا۔ مناسب ہے اور نیا۔

فرعون کے غلاموں کا غلام کہلاؤ۔ یعنی

اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے

یہ پرورش کیا ہے۔

سب۔ بندہ۔ تو غلام تو ہے تو باقی اور

سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک

جرم کر کے مصر سے بھاگا تھا۔ فعل

فہم۔ یعنی ایک قبیلے کا کل۔ ہم

بریں۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اور

اصناف سمجھ لے۔ دروغی۔ فرعون

نے حضرت موسیٰ سے کہا چونکہ تو نے

میرے حقوق اٹھنے کے اس لئے

پردیس میں ملا ملا پھر لے لے

حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی

شریک نہیں ہے واحد۔ وہ خدا ہے

واحد تم جس کو کسی مددگار کی بھی

ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا

تہا خدا ہے۔

آب و گل را داویزداں جان و دل

پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرمایا ہے

مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک

اے ظالم! تیرا مرجع بھی خاک ہے

ہست از خاک و آترا صد نشان

خاک سے ہے اور اس کی سوتیلیاں ہیں

از غدای خاک فرہہ گرفت

خاکی غذا سے تیری گھن مٹی ہے

اندراں گورِ مخوف سہمناک

خوفناک ڈھنکی قبر میں

خاک گردند و نماوند جاہ تو

خاک ہو جائیں گے اور تیرا رتبہ نہ رہے گا

مرثرا آں نام خود اولیٰ ترست

وہ نام تیرے لئے نیا۔ بہتر ہے

کہ از و پرورد اول جسم و جان

جس سے شروع میں اس کے جسم جان نے پرورش پائی

زیں وطن بگرہ بختہ از فعل شوم

برے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے

ہمہریر اوصاف خودی گن قیاس

اس پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے

کہ نداشتی سپاس ماو حق

کیونکہ تو حق اور ہماری شکر گزری کو نہ سمجھا

در خداوندی کس دیگر شریک

کوئی اور شریک خدا کی

بندگاش را جو او سالار نے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

نیست خلقتش را در گرس مالکے
اس کی خلق کا کوئی دھڑا نہیں ہے
نقش او کردہ ست و نقاش من اوست
اس نے صحت بتائی ہے اور میرا صحت گروہی ہے
تو نتانی ابروئے من ساختن
تو میری ابرو بھی نہیں بنا سکتا
بلکہ آں غدار و آن طاعی توئی
بلکہ تو وہ غدار اور سرکش ہے
گر بکشم من عوانے را بہو
اگر میں نے ایک غلام کو ببولے سے مار ڈالا
من زدم مشتے دناگہ او فتاد
میں نے ایک عکا مارا لپاک کر پڑا
من سگے کستم تو مرسل زانگاں
میں نے ایک کتے کو مارا تو نے رسول کی لولاد کے
کشتہ ۳ و خون شال در گرزت
قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گھٹن پر ہے
کشتہ ۴ و بیت یعقوب را
تو نے حضرت یعقوب کی لولاد کو قتل کیا ہے
کھڑی تو حق مرا خود برگزید
تیرے اہمے ہیں کے لئے خدا نے مجھے جن لیا
گفت انہا را بہل بے بیج شک
اس فرعون نے کہا ان باتوں کو چھوڑ بلا شک
کہ مرا پیش خشر خواری گئی
کہ تو مجھ کے سامنے میری توہین کرے
گفت خواری قیام صعب تر
مثنوی نے فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے

شرکتش! دعویٰ کند جو ہالکے
اس کی حرکت کا دعویٰ کہ جسے ہالکے
غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست
غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے
چوں توانی جان من بشناختن
تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے
کہ گئی باحق تو دعویٰ دوتی
جو خدا کے ساتھ دلی کا دعویٰ کرتا ہے
جو خدا کے ساتھ دلی کا دعویٰ کرتا ہے
نے برہی نفس کستم نے باہو
تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کھیل سے
آنکہ جانش خود نہ بد جانے بداد
جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی
صد ہزاراں طفل بے جرم و زیال
لاکھوں بے خطا اور بے قصور بچے
تاچہ آید بر تو زیں خوں خور و زت
دیکھ تیری خون آشامی کا کیا دباں تھ پر آئے گا
بر آمد قتل من مطلوب را
میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا
سرنگوں شد انچہ نفست می پزید
تیرا نفس جو خیال پہلا تھا وہ اندھا ہو گیا
ایں بود حق من و نان و نمک
میرا اور نام و نمک کا بھی حق تھا
روز روشن بر دم تازی گئی
اور روشن دن کو میرے دل پر تازیک کر دے
گر نداری پاس من دخیل و شر
اگر تو چھٹی اور برائی میں میرا لحاظ نہ کرے گا

۱۔ شرکتش۔ جو اس کی حرکت کا
دعویٰ کرے گا وہ جہاد ہوگا۔ نقش۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہی میرا
صحت کرے اگر کوئی دھڑا دعویٰ
کرے تو وہ ظالم ہے تو نتانی تو میرا
خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو
بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پہا
وجود۔ بلکہ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔
غدار میں نہیں ہوں تو خدا کا غدار
۲۔ عر بکشم۔ مجھ سے قتل یا قتل ہوا
اور وہاں خدا نے نہ بلکہ کافر تھا اس
کی جان جان ہی نہ تھی۔ مرسل۔
یعنی حضرت یعقوب کشتہ۔ یعنی تو
نے ہزاروں بے قصور لولاد یعقوب کو
قتل کیا اس کی سزا میں تو طرح طرح
کے عذاب سنبھلتے گا۔
۳۔ کشتہ۔ فرعون بنی اسرائیل
کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اور اس کا مقصد
حضرت موسیٰ کو قتل کرنا تھا کہ وہی تو
خدا نے تیری مرضی کے برخلاف
مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر
لیا۔ مرسل۔ یعنی تو میرے دل پر قابو
نہ ہو سکتا۔ فرعون نے کہا کہ ان
باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا بھی
تقاضہ ہے کہ مجھے بر سر جمع ذلیل کرنا
ہے۔ کشتہ۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اگر تو خیر و شر میں میرا جتن نہ کرے گا تو
قیامت میں ذلیل ہوگا اور وہ ذلت
اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت ہے

زخم اے کیسے رانی تانی کشید زہر مارے را تو چوں خواہی پخشید
جب تو ایک پھر کا دم بھٹ نہیں کر سکتا ساپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟
ظاہراً کارِ تو ویراں می گنم لیک خادے را گستاں می گنم
میں بظاہر تیرا کام چل رہا ہوں لیکن میں کانٹے کو گستاں بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی
اس کا بیان کہ قیرِ خرب میں ہر مل بھی پریشانی میں ہر مٹی شکستگی میں ہر
در شکستگی و مَراد در بے مَرادی و وجود در عدم و علی ہذا
مراد بے مَرادی میں ہر وجود عدم میں ہے اس پر بقیہ مضمون
بقیۃ الاضداد والاک زواج
اور جوڑوں کو قیاس کر

آں یکے آمد میں رامی شگافت آں یکے آمد میں رامی شگافت
ایک شخص آیا ، زمین کھولنے لگا ایک شخص نے شہ کیا ہر بھٹ نہ کر سکا
کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویراں کرتا ہے؟ کہ تو اس زمین کو کیوں ویراں کرتا ہے؟
گفت اے ابلہ برو بر من مراں گفت اے ابلہ برو بر من مراں
اس نے کہا اے حق! جا مجھ پر علم نہ چلا اس نے کہا اے حق! جا مجھ پر علم نہ چلا
کے سہ شود گلزار و گندم زار اس کے سہ شود گلزار و گندم زار اس
یہ چن ہر گیہوں کا کھیت بن سکتی ہے یہ چن ہر گیہوں کا کھیت بن سکتی ہے؟
کے شودستان و رکشت و برگ و در کے شودستان و رکشت و برگ و در
باغ ہر کھیتی ہر پتے ہر پھل لیکر ہوں باغ ہر کھیتی ہر پتے ہر پھل لیکر ہوں
تانہ بشگانی بہ نشتر ریش چخو تانہ بشگانی بہ نشتر ریش چخو
جب تک تو نشتر سے بندھم کو نہ چیرے جب تک تو نشتر سے بندھم کو نہ چیرے
تانسوزد خلطہایت از دوا تانسوزد خلطہایت از دوا
جب تک دوائے تیری رطوبتیں نہ ملیں جب تک دوائے تیری رطوبتیں نہ ملیں
پارہ کردہ درزی جلمہ را پارہ کردہ درزی جلمہ را
ہڈی نے کپڑے کو کھولے کھولے کر دیا پارہ کردہ درزی جلمہ را
پارہ کردہ درزی جلمہ را پارہ کردہ درزی جلمہ را
اس ماہر ہڈی کو کھن مانتا ہے اس ماہر ہڈی کو کھن مانتا ہے؟

اے زخم کیسے۔ یہاں تو ایک پھر
کے کانٹے کو بھٹ نہیں کر سکتا تو
قیامت میں سناہوں کا زہر کیسے پیئے
گاہ ظاہراً جس کو تو بربادی سمجھتا ہے
اس میں ہی میری آباہی ہے
بیان۔ اب مولانا چند لکسی مثالیں
دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے
لیکن حائل یعنی قیر ہے
آں یکے ایک شخص نے
زمین کو کھولنا شروع کیا۔ کایں۔ اس
بوقوف نے زمین میں مل چلانے
والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویراں کر
رہا ہے؟ اس کی مٹی کو متفرق کر رہا
ہے تو عمارت تو قیر ہر خرب
میں فرق نہیں کر سکتا ہے کہ شود
چن ہر کھیت جب ہی تیار ہوتا ہے
جب پہلے زمین کو برباد کر دیا جائے
سہ کے شود۔ زمین کو جب تک لانا
پلانا نہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی
ہے نہ اس میں پھل پھول پیدا ہوتے
ہیں۔ چخو۔ وہ پھوڑا جس کا منہ نہ بنا
ہو۔ پارہ۔ ہڈی کو کپڑے کو تراش
کر کھولے کھولے کر تانہ کھن ہڈی
کو مانتا ہے۔

کہ چرا میں طلسم برگزیدہ را
کہ اس منتخب طلسم کو کیں
ہرے بنائے کہنہ کا باداں کند
نے کہ اول کہنہ را ویاں کند
جس پانی بناد کو آباد کرتے ہیں
کیا پہلے پانے کو دیان نہیں کرتے ہیں؟
بچھیں نثار و حداد و قصاب
ہست شال پیش از عمارتہا خراب
قیرات سے پہلے ان کی تخریب ہے
اسی طرح بری ہو لوہہ اور قصاب
زائ تلف کردند معموری تن
زائ تلف کردند معموری تن
آں ہلیلہ وال ہلیلہ کو فتن
آں ہلیلہ وال ہلیلہ کو فتن
بیز ہو بیزے کا کینا
بیز ہو بیزے کا کینا
تا نکوبی گندم اندر آسینا
تا نکوبی گندم اندر آسینا
جب تک تو گہیں کو چکی میں نہ پیسے گا
جب تک تو گہیں کو چکی میں نہ پیسے گا

جواب دلاؤں موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اس کی دھمکی کے بارے میں

ایں ۲ تقاضا کرواں نان و نمک
اس نان و نمک نے یہ چاہا
گر پذیری پند موسیٰ وارہی
گر پذیرگی کی نصیحت قبول کرے تو نجات پا جائے گا
اگر موسیٰ کی نصیحت قبول کرے تو نجات پا جائے گا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنا لیا ہے
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنا لیا ہے
اژدہا ۳ را اژدہا، آوردہ ام
اژدہا ۳ را اژدہا، آوردہ ام
میں اژدہے کے لئے اژدہا لایا ہوں
میں اژدہے کے لئے اژدہا لایا ہوں
تا دم آں از دم ایں بشکند
تا دم آں از دم ایں بشکند
تاکہ اس کی پھنکھ کو اس کی پھنکھ دبا دے
تاکہ اس کی پھنکھ کو اس کی پھنکھ دبا دے
گر رضا دادی رہیدی از دو مار
گر رضا دادی رہیدی از دو مار
اگر تو راضی ہو گیا تو دونوں سانپوں سے بچ گیا
اگر تو راضی ہو گیا تو دونوں سانپوں سے بچ گیا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او

فرعون کا حضرت موسیٰ کو جواب دینا اور اس کی دھمکی

لو ہر بنائے۔ جب پانی بنیادوں
یعنی تعمیر کی جاتی ہے تو ان بنیادوں کو
اکٹار دیا جاتا ہے۔ بچھیں۔ جتنے
کارگر ہیں ان کا بھی عمل ہے کہ تعمیر
سے قبل وہ تخریب کرتے ہیں۔
الہیہ ہڑ۔ الہیہ ہڑ۔ تلف۔ یعنی
ان کو ٹکڑ کر دیتا ہے۔ جس سے
جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ تاکوبی۔
گیہوں کو چکی میں نہیں کر لے لے
غذا میں پٹائی جاتی ہیں۔

۲ ایں تقاضا حضرت موسیٰ نے
فرمایا تیرے حقوق کا یہی تقاضا ہے کہ
میں تجھے ہلاکت سے نجات
دلاؤں۔ گریزیری۔ اگر تو میری
نصیحت قبول کرے گا تو تیری ہلاکت
سے نجات پا جائے گا۔ کر کے یعنی
تیرا نفس جو ایک معمولی کیز تھا تو نے
اس کو اژدہا بنا کر اپنے اوپر مسلط کر لیا
ہے۔

۳ اژدہا تیرا نفس اژدہا ہے اس
کے مقابلہ کے لئے میں عصا کا اژدہا
لایا ہوں۔ تا دم۔ اس کی پھنکھوں
کے پھنکھوں کی پھنکھیں دبا دیں
گی۔ دو مار۔ یعنی نفس کا سانپ اور
عصا کا سانپ۔ ہلاکت۔

گر تو باشی تنگدل از ملکہ
اگر تو جنگ سے محمل ہے
وَر تو خوش باشی بکام دوستاں
اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے
اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق
بہت سے انسان شام اور عراق گئے
وے بسا کس رفتہ تا ہندو ہرے
بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرت تک گئے
وے بسا کس رفتہ ترکستان و چین
بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے
طالب ۲ ہر چیز اے یار رشید
اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبہ نے
چوں ندارد مدر کے جو رنگ و بو
جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے
گاؤ در بغداد آمدنا گہاں
تیل اچانک بغداد میں آ گیا
از ہمہ عیش و خوشیا و مزہ
تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں
کہ بود س افتادہ در راہ یا حشیش
جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس
خُشک برقع طبیعت چوں قدید
وہ طبیعت کی بچ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے
وال فضل خرق اسباب و علل
اسباب اور عللوں کی شکست کی نفا
ہر زمان مُبدل شود چوں نقش جاں
جبکہ لوح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بینی جملہ دنیا را ہمہ
تو پوری دنیا کی نفا کو تنگ سمجھے گا
استیماں بنمایدت چوں گلستاں
یہ دنیا تجھے جن جیسی نظر آئے گی
اُو ندیدہ پیچ جو کفر و نفاق
انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ جو مکر پیچ و شرے
انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ پیچ جو مکر و کمیں
انہوں نے مکر اور کمات کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
جو ہماں چیزے کہ میجوید ندید
اسی چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا
جملہ اقلیمہا را گو بجو
کہہ دے کہ سارے ممالک محفوظ لے
بگذرد اوزیں سراں تا آل سراں
اس جانب سے اس جانب گزر گیا
اُو نہ بیند جو کہ قشر خرموہ
وہ سوائے خرموہ کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے
لائق سیران گاوی یا خریش
جو گائے کی رفتہ اور اس کی حماقت کے لائق ہے
بستہ اسباب و جانش لا یزید
وہ اسباب و جانش اس کی جان میں اضافہ نہیں دیتا ہے
ہست ارض اللہ اے صدر اجل
اے صد اعظم! اللہ کی زمین ہے
تو بنو بیند جہانے در عیاں
تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتادہ جہان دیکھتا ہے

۱۔ گرتو۔ اگر انسان محکم ہوتا
ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔
جنگ۔ در تو خوش۔ اگر انسان خوش
ہے تو اس کو تمام دنیا پرست معلوم ہو
گی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے سرگز
ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی
نظر آئے گا۔ ہری ملک ہرت۔
۲۔ طالب۔ انسان جس چیز کی
جو تیرتا ہے وہی اس کو نظرت آتی
ہے۔ مدر۔ معلوم۔ جو چیز محسوس
ہو۔ بھ۔ یعنی جو محسوس باطن بصیرت
سے خالی اور ظاہر بین سے اس کو تمام
عالم میں صرف ظاہر نظر آئے گا۔ گاؤ
تیل۔ اگر بغداد میں بچے تو اس کو
خرموزے کے چھلکوں کے علاوہ کچھ
نظر نہ آئے گا۔
۳۔ جو۔ تیل کو وہ چھلکا یا
گھاس نظر آئے گی جو راستہ میں پڑی
ہوگی۔ لائق۔ ظاہر بین انسان کی سیر
بھی اسی گائے کی سیر ہے جو صرف
ظاہر کو دیکھتا ہے۔ خشک۔ اسباب
ظاہری کا پابند انسان صرف اپنی
طبیعت پر اکتفا کرتا ہے اور اس کے
مزان کی مثال اس گوشت کے پارچے
کی سی ہے جس کو کوئی پر لٹکا دیا ہو
جس میں اب اضافہ ممکن نہیں بلکہ
موزہ گھٹ رہا ہے۔ ہاں نفا۔
اسباب و علل سے گزر کر جب انسان
اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں سبب
الاسباب کی قدرت کا عمل جاری ہے تو
اس کو ایک وسیع میدان ملتا ہے۔ ہر
زمین۔ اس مقام پر پہنچ کر تیرتا و مشاہد
کے طریقہ پر اس کو نئے عالم نظر آتے
ہیں۔

گر اُبو دُفروش و اہل بہشت
خود فروش اور جنت کی نہیں ہوں
اے زغفلت از مُسبب بے خبر
لے غفلت کی وجہ سے پیدا کرنے والے بے خبر ہو
لا جرم اُمّی دل و سر گشتہ
لا محلہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے
چشم بکشا و مُسبب را نگہ
آنکھ کھل اور سب پیدا کرنے والے کو دیکھ
چل مُرہ یک صفت شد گشت زشت
جب ضمیر کر یک صفت بن جائیں تو بری ہیں
بندہ اسباب گشتی ہنچو خر
تو گدے کی طرح اسباب کا بندہ بن گیا ہے
مُضطرِب احوال و مُضطر گشتہ
پریشان حال اور مجبور ہو گیا ہے
تاشوی فارغ ز اسباب ہر
تاکہ تو نقصان کے اسباب سے نجات پا جائے

بیان ۲ آنکہ ہر حسِ مُدِرِک را از آدمی نیز مُدِرِکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر اہاک کرنے والی حس کے معلومات دہرے ہیں جن
کہ از مُدِرِکاتِ آں حسِ دیگر بنجرست چنانکہ ہر پیشہ ور اُستاد
کی دہری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر نجی پیشہ ور استاد دہرے استاد کے کام
انجی از کار اُستادِ دیگرے بے خبرست و بے خبری او از انکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
وَلِیْفَہُ اَوْ نِیْسْت دِلِیْلُ بُودِ کُلِّ آں مُدِرِکاتِ نِیْسْت
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہر مدریکات نہیں ہیں

چشمہ دید جہاں ادراکِ ثست
دنیا کو دیکھنے کا دائرہ تیرا اہاک ہے
مَدّتے سَحس را بشوز آبِ عیاں
مشاہدہ کے پانی سے حس کو ایک مدت تک دھوا رہا
چوں شدی تو پاک پردہ برگند
جب تو پاک ہو جائے گا پردہ اٹھ جائے گا
جُملہ عالم گر بُود نُوْر و صُوْر
تمام عالم اگر نور اور صورت ہو گا
چشم بستی گوش می آری بہ پیش
اگر تو آنکھ بند کر لے، کان کو سامنے لائے
پردہ پاکاں حسِ ناپاکِ ثست
تیری ناپاک حس پاک لوگوں کا پردہ ہے
اِچنیں داں جامہ شوی صوفیاں
صوفیوں کی جامہ شوی اسی طرح کی سمجھ
جان پاکاں خویش را بَر تو زند
پاک لوگوں کی جان اپنے آپ کو تھ پر نیاں کر دے گی
چشم را باشد ازاں خوبی خبر
آنکھ کو اس خوبی کی خبر ہو جائے گی
تائملی زلف و رُخسارہ بنیش
تاکہ تو اس کو کسی بت کی زلف اور رخسارہ دکھائے

۱۔ گر بُود مشہور ہے افسردہ دل
افسردہ کند اچھے۔ راز اے غفلت۔
انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی
طرف نظر رکھتا ہے مُسبب والا اسباب
سے غافل ہے
۲۔ بیان۔ انسان کے ہر حس کے
مدریکات جدا گانہ ہیں یک حس
دہرے حس کے مدریکات سے بے
خبر ہے۔ چہرہ انسان اپنی عینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک
پردہ اور قیاب ہے
۳۔ مدّتے صوفیا کی طرح
حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و
صاف کرنا چاہیے۔ چوں شدی۔
جب تیرے حواس پاک ہو جائیں
گے بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔
چشم بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان
کا کام نہیں ہے

گوش گوید من بصورت نگر م
 کان کے گامیں صحت پر بال نہیں ہوتا ہیں
 گوش گوید من بصورت نگر م
 کان کے گامیں صحت کو نہیں دیکھا ہیں
 عالم من لیک اندر فن خویش
 میں عالم ہیں لیکن اپنے فن میں
 ہیں بیانی بنی نہیں ایں خوب را
 خبردار! ناک تو آہیں حسین کو دیکھ
 گر بود مشک و گلے بو برم
 اگر مشک اور گلے ہو میں سگھ لہاں کی
 کے بہ پنم من رخ آں سیم ساق
 میں اس چاندنی کی پندلی لگا چو کب دیکھ سکتے ہیں؟
 باز حس کثر نہ بیند غیر کثر
 پھر میری حس سوائے میرے کے نہ دیکھے گی
 چشم ۲ احوال از یکے دیدن یقین
 جیسے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے
 تو کہ فرعونى ہمہ مکر مہ و زرق
 تو جو فرعون ہے مجسم مکر اور فریب ہے
 منکر ۳ از خود در من اے کثر باز تو
 اے میرے کام والے مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ
 منکر اندر من زمن یک ساعته
 تھوڑی دیر کے لئے مجھ میری ذات سے دیکھ
 وار ہی از تنگی و از ننگ و نام
 تو تنگی اور ننگ و نام سے نجات پا جائے گا
 پس بدنی چونکہ رستی از بدن
 جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لے گا

صورت ار بانگے از زند من بشنوم
 صورت اگر پلکے میں سنوں گا
 حس چشم ست آں ز دیدن قاصر م
 وہ آنکھ کی حس ہے میں دیکھنے سے قاصر ہیں
 فن من بحر حرف حوتے نیست بیش
 میرا فن، حرف اور آواز سے نیاہ نہیں ہے
 نیست بنی در غور ایں مطلوب را
 ناک بھی اس مقصد کے لائق نہیں ہے
 فن من نیست و علم و مخبر م
 میرا فن اور علم اور تجربہ یہ ہے
 ہیں ممکن تکلیف مالیس یطاق
 خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ دے
 خواہ کثر غو پیش اویار است غو
 خواہ تو اس کے سامنے نیز جا ہے چلے یا سیدھا چلے
 ناظر شرک است نہ توحید میں
 شرک کو دیکھنے والی ہے، نہ کہ توحید کو
 مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
 تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے
 تالیکے تو را نہ بنی تو دو تو
 تاکہ تو ایک کو دو نہ دیکھے
 تاواری کون بنی ساعته
 تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے
 عشق اندر عشق بنی والسلام
 عشق میں عشق دیکھے گا والسلام
 گوش و بنی چشم می تاند شدن
 کہ کان اور ناک آنکھ بن سکتے ہیں

ار بانگے سننا کان کا کام ہے
 عام۔ کان سننے کا ماہر ہے بنی۔
 ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا
 ہے کے بہ پنم۔ ناک محبوب کا نہ
 نہیں دیکھ سکتی ہے باز حس۔ اگر حس
 میری ہے تو وہ حس کا نہیں کر سکی۔
 ۲ چشم احوال۔ جیسے کی آنکھ ایک
 چیز کو دو کر کے دکھائی ہے تو کہ
 حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا
 چوند تو مجسم مکر اور فریب ہے لہذا تو مجھ
 میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کر
 سکتا۔
 ۳ منکر۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا ہے مجھے
 اپنے آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالم غیب
 کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق
 میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔
 پس۔ جب تو جسم کی اہمیت سے
 پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو
 جائے گا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا
 کام کرتے ہیں۔

راست گفتست آں شیریں از بابل

اں شیریں زبانِ شہ نے سچ فرمایا ہے
جسم را چشمے نبود اول یقین

یقیناً شروع میں جسم میں آنکھ نہ تھی

عَلَّت دیدن مدالِ پیہ اے پسر

اے بیٹا! آنکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ

آں پری و دیو می بیند شبیہ

پری اور دیو صحت دیکھتے ہیں

نور را با پیہ خود نسبت نبود

روشنی کو چربی سے کوئی نسبت نہ تھی

آدم است از خاک کے مانند خاک

آدم خاک سے بنے ہیں خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟

نیست خود مانند آتش آں پری

پری آگ کے مشابہ نہیں ہے

مُرغ از بادست کے مانند بباد

پرند ہوا سے پیدا ہوا ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟

نسبت ایں فرعہا با اصلہا

ان فردغ کی اصل کی نسبت

آدمی چوں زادۂ خاک و ہباست

آدمی خاک اور ذرّوں سے پیدا ہوا ہے

نسبتِ گرہست مخفی از خرد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے

باد را بے چشم اگر بینش عداو

اگر اس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے دیکھا تو عداوت میں کی ہے

چوں ہمی دانست مومن از عذو

اں نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

چشم گرد و موبہوی عارفاں

عارفوں کا بال بال 'آنکھ بن جاتا ہے

در رحم بُود او جنینِ گوشتیں

وہ رحم مادہ میں گوشت کا لکڑا تھا

ورنہ خواب اندر ندیدے کس صُور

وہ نہ خواب میں کوئی شخص صحت نہ دیکھتا

نیست اندر دیدگانِ ہر دو پیہ

دونوں کی آنکھ میں چربی نہیں ہے

نسبتش بخشد خلاق و دُوو

خلاق و دُوو نے اس کو نسبت عطا کی ہے

دُجی است از نار بے بیج اشتراک

بغیر مناسبت کے جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں

گرچہ اصلش اوست چوں می بنگری

اگرچہ اس کی اصل وہ ہے جب تو غور کرے گا

نامناسب را خدا نسبت بداد

غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

ہست بیچوں ارچہ داوڑ و صلہا

بے نظیر ہے، اگرچہ خدا نے جوڑ ملا دیئے ہیں

ایں پسر را با پدر نسبت گجاست

اس بیٹے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

ہست بیچوں و خرد کے پے پرد

وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پاگنتی ہے؟

فرق چوں میکرد اندر قوم عاد

تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہمی دانست مے را از کدو

اں نے شراب اور کدو میں فرق کیسے کر لیا؟

۱ شیریں زبان۔ یعنی حضرت

بازید بطائی۔ جسم جب بچہ

کے پیٹ میں ہوتا ہے پورے حواس

آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض

آنکھ کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا

چاہیے۔ ورنہ خواب میں انسان

دیکھتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی

ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں

ان کی آنکھوں میں بے چربی نہیں ہے۔

نور۔ آنکھ کی روشنی اور چربی میں کوئی

مناسبت نہیں ہے۔ خدا نے اس میں یہ

طاقت رکھی ہے تو اس کی قدرت میں

یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے

کی طاقت رکھوے۔

۲ آدم۔ انسان خاک اور جن

ناری ہے لیکن اب ان میں اور ان کی

اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔

مرغ۔ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ

پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا ہے ہوتی

ہے۔ ہست۔ ان اصول اور فردغ

میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت

نا قابل بیان ہے۔

۳ باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت

نے آنکھ کی چربی میں دیکھنے کی قوت

عنایت فرمائی اور پریوں کو بھی یہ

قوت عنایت کرتا ہے تو ہم عاد پر جو

ہوا مسلط ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر

دشمنوں کو ہلاک کر رہی تھی۔

آتش نمرود را گر چشم نیست
نمرود کی آگ میں اگر آنکھ نہیں ہے
گر نبودے نیل را آل نور دید
اگر مہیائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی
اگر نہ کوہ و سنگ بادیار شد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے
اس زمیں اور اگر نبودے چشم جاں
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی
گر نبودے چشم دل حکانہ را
اگر (اسطوانہ) حنظل کے دل کی آنکھ نہ ہوتی
سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور
اگر پتھر کے ٹکڑے پتھر نہ ہوتے
اے خرد برکش تو پڑو بالہا
اے عقل تو ہال و پر کھال لے
در قیامت اس زمیں بر نیک و بد
نیک و بد پر یہ زمین قیامت میں
کہ تَحَدَّثَ حَالَهَا وَ اَخْبَرَهَا
کیونکہ وہ اپنی حالت اور خبریں بتائے گی
اس ۳ فرستادن مرا پیش تو میر
تجھ حاکم کے سامنے مجھے بھیجا
کہ چشیں وارو چنجاں تا سور را
کیونکہ ایسے دشمن کے لئے ایسی ہی وہ
واقعات دیدہ بودی پیش ازین
تو نے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے
من عصا و نور بگرفتہ بدست
میں لاٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

با طلیش چوں بچشم کردنی ست
اس کے ظلیل کے ساتھ اس کو کیوں تکلف ہوا؟
از چہ قبلی را سبطی می گوید
تو قبیلے کو سبطی سے کیسے منتخب کرتی؟
پس چرا داؤد را او یار شد
تو وہ حضرت داؤد کے دوست کیوں بنے؟
از چہ قاروں را فرو خورد آخنال
تو قاروں کو اس طرح کس وجہ سے نکل گئی؟
چوں بدیدے جبر آں فرزانه را
تو ان عقائد کے جبر کو کیسے دیکھ لیتی؟
چوں گواہی دادے اندر مُشت در
تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟
سورہ برخوال زُلزَلَتْ زُلزَلَهَا
سورہ زُلزَلَتْ زُلزَلَهَا پڑھ
کے ز نادیدہ گواہیہا دید
بغیر دیکھے گواہی کب دے گی؟
تُظْهِرُ الْأَرْضَ لَنَا اسْرَ اَوْهَا
زمین ہمہ لئے اپنے راز ظاہر کرے گی
ہست بر ہانے کہ بد مرسل خبیر
اس کی دلیل ہے کہ بھیجے والا باخبر ہے
ہست و خور از پے تیسور را
سہولت کے لئے مناسب ہے
کہ خدا خواہد مرا کردن گزین
کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا
شاخ گستاخ ترا خواہم شکست
تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

۱۔ آتش نمرود کی آگ کو بصالت حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیم کو نہیں جلا رہی تھی۔ جسم تکلیف اٹھاتا یعنی حضرت ابراہیم کی حفاظت کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔ مہیائے نیل کو بھی بصالت حاصل تھی اسی لئے اس نے قبیلوں کو ڈوبایا اور پہاڑ میں بصالت تھی جب ہی تو پتھر حضرت داؤد کو پہچان گئے تھے اور ان سے خواہش کی تھی کہ طاعت کو ہلاک کرنے کے لئے ہمیں ساتھ لے چلو۔
۲۔ زمین۔ زمین کو بصالت حاصل تھی اسی لئے اس نے قاروں کو نکلایا۔ حنظل۔ اسطوانہ حنظل۔ حضور کے رفیق پر دیا اس کی وجہ اس کی بیعت تھی۔ سنگریزہ۔ اس پتھر کی طرف اشارہ ہے جس میں سنگریزوں نے حضور کی مٹھی میں حضور کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ زُلزَلَتْ۔ سورہ زلزال میں اس کا بیان ہے کہ قیامت میں زمین سب راز ظاہر کر دے گی۔
۳۔ اس فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم حاکم کے مقابلے کے لئے خدا کا بھیجے بھیجتا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

واقعات! سہمکیں از بہر ایں
ای لئے خوفناک واقعات

در خورِ سرِ بد و طغیان تو
تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب
تبدیلی کو حکیم ست و خمیر
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے
تو بتا ویلات می گشتی ازال
تو توہوں کے ذریعہ ان سے بننا تھا
والہ طیب و آل نجم در کعب
اور اس طیب اور نجی نے روشنی میں

گفت دور از دولت و از شاہیت
اس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے وہ
از غذای مختلف یا از طعام
مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے
زانکہ دید او کہ نصیحت بخونہ
کیونکہ اس نے دیکھا کہ نصیحت کا جویا نہیں ہے
پادشاہاں خوں کنند از مصلحت
پادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں

شاہ را باید کہ باشد خوی رب
پادشاہ کو چاہیے کہ خدائی مزاج کا ہو
نے غضب غالب بود مانند دیو
نہ دیو کی طرح اس پر غصہ غالب ہو
نے حلیم کی محنت وار نیز
ہجڑے کی سی بے بہائی بھی نہ ہو

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را
تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنا لیا تھا

۱۔ واقعات تو نے کئی بار خواب
میں دیکھ لیا تھا کہ خدائے تیرے
مقابلہ کے لئے مجھے منتخب کر لیا ہے
و خواب وہ خواب تیرے مناسب حال
تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے
کہ اللہ تعالیٰ ناقابلِ علاج مرض کا
علاج بھی فرما دیتا ہے تو بیماریات۔
لیکن تو ان خوابوں کی غلط تالیس کر
کے اندھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ
غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا
کرتے ہیں۔

۲۔ والہ طیب۔ بلکہ اور نجی ان
خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے
لیکن وہ جانتے تھے کہ تو ان کی بات نہ
مانے گا اور ان پر عیب نازل کرے گا
اس لئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف
غذا میں اور قسم کے خرابی ایں خوابوں
کا سبب ہیں۔ پادشاہاں۔ پادشاہ کسی
مصلحت کی بنیاد پر عمل بھی کراتے
ہیں لیکن رعایا پر ان کی شفقت ان
کے غصہ پر غالب ہوتی ہے۔

۳۔ شاہ۔ پادشاہ کو اخلاق الہی
اعتبار کرنے چاہئیں۔ رحمت خدا کا
خلق یہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے
غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان
کا غصہ اس کی شفقت پر غالب
ہے۔ عظیمی۔ پادشاہ میں سے مومن
حکم بھی نہ ہونا چاہیے۔ جس کی وجہ
سے یہی اور متعلقین بڑا جائیداد
ہی نظر کی لذت۔

گونہ گونہ نمودت رب دیں
دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے
تبدیلی کوست در خوردان تو
تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں
مصلح امراض درماں ناپذیر
ناقابلِ علاج مرضوں کا مصلح ہے
کو رو کر کایں ہست از خواب گراں
اندھا اور بہرا کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں
دید تعبیرش پو شید از طمع
اس کی تعبیر دیکھ لی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی
کہ در آید غصہ در آگاہیت
کہ کوئی ناگہانی تیرے علم میں آئے
طبع شوریدہ ہی بیند منام
پریشان طبیعت خوب دکھتی ہے
متند و خونخواری و مسکین خونہ
تو بد مزاج اور خنخولہ ہے مسکین طبیعت نہیں ہے
لیک رحمت شال فرزندت از عننت
لیکن ان کی رحمت غصہ سے بڑی ہوئی ہوتی ہے
رحمت او سبق گیرد بر غضب
اس کی رحمت غصہ پر سبقت کرے
بے ضرورت خوں کند از بہر ریو
اور نکر کے لئے بے ضرورت خون بہائے
کہ شوزدن روپی زان و کینر
کہ اس سے یہی اور باندی بکارت ہو جاتی ہے
قبلہ سازیدہ بودی کینہ را
تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

شالخی تیزت بس جگر ہارا کہ خست نک عصایم شلخ شوخت ما شکست
تیرے تیرے رنگ نے بہت سے جگر کو خست کیا ہے اب میری لاشی نے تیرے شوخ سینگ کو توڑا ہے

حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بردن براں جہانیاں
ای دنیا والوں کا حملہ کرنا اور عادت گری کرنا اس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک
تا سئو در وڑ کہ سرحد غیب ست و غفلت ایشان از کمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کمین گاہ سے غافل ہونا کیونکہ غازی جب
غازی بغیر از و دو کا فر تاخت آرد
جہا نہیں کرتا کا فر حملہ کرتا ہے

۱۔ شالخی لیکن تو ایسا عالم بادشاہ
ہے کہ بے قصہ لوگوں کا خون کرتا
ہے اب اللہ تعالیٰ نے میری لاشی
کے ذریعہ تیرے سینگ کو توڑا ہے
حملہ آوردن قدر خداوندی کے خلاف
فرعون کی تدبیر کا مل دنیا کا عالم غیب پر
حملہ کرنا ہے سندھو تقسم اول و ثانی
ترکی دوی لغت سے وہ سرحد جو دو
سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان
فاصل ہو۔ اسے سپاہ وڑ۔ قلعہ
اور بندل۔ دھڑے پاک جیب
پاک بھل۔

۲۔ غازیوں۔ قدرت کی طرف
سے ذلیل ہوتی ہے تو کاغذوں کو
جرات ہو جاتی ہے کیش مذہب
چنگ فرعون نے نسل کشی شروع کی
تاکہ موسیٰ کا ظہور نہ ہو سکے شاعر
راست۔ شہر۔ شاہرہ۔ انتقال۔ نسل
بڑھاتا۔

۳۔ سڈ۔ بند۔ لہجہ۔ جھگڑاؤ۔
سرہنگ۔ یعنی حضرت موسیٰ۔
ہنگ۔ قصد تو۔

حملہ برزند اسپہ جسمانیان
جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
تا فرو گیرند در بندان غیب
تاکہ غیب کے مہذبوں پر قبضہ کر لیں
غازیاں ۲ حملہ غزا چوں کم برزند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
غازیاں غیب چوں از حلیم خویش
غیب کے غازیوں نے جب اپنی ہمدانی کی وجہ سے
حملہ بردی سوي در بندان غیب
تو نے غیب کے مہذبوں پر حملہ کیا
چنگ در صلت و رحما درز دی
چوں بگیری شہر ہے کہ دوا لجلال
تو اس شاہرہ کو کیسے بند کر سکتا ہے جس کو خدا نے
سد شدی ۳ در بند ہارا اے لہجہ
اے جھگڑاؤ۔ تو مہذبوں کی بندش بنا
نک منم سرہنگ و ہنگت بشکنم
اب میں سپاہی ہوں اور تیری امداد کو شکست دوں گا

۴۔ شاعر نے کہا کہ غازیوں نے حملہ کرنا شروع کیا ہے اور ان کا مقصد ہے کہ غیب کے مہذبوں پر قبضہ کر لیں۔

چند گاہے بر سبال خود بخند
تھوڑی دیر اپنی مونچھوں پر ہنس لے
تاہلانی کالقلز یغمی البصر
تاکہ توجان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے
کہ ہی لرزید از دم شال بلاد
جن کے دم سے شہر لرزاں تھے
کہ نیلہ مثل ایشاں در وجود
کہ ان جیسا پیدا نہ ہوا
بشوی و ناشنودہ آوری
تو سنی ہوئی بات کو ان سنی کر بیے گا
بے سخن من دارویت آیتیم
بغیر کہے ہوئے میں تیری دھاکھٹا ہوں
با بسوز و دلش دریشت تا ابد
تاکہ ہمیشہ کے لئے دم ہو تیری دھڑکی جل جائے
می دہد ہر چیز را در خود او
ہر چیز کو اس کے مناسب حال عطا کرتا ہے
کہ ندیدی لافش در بے اثر
کس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
نیکے کز پے نیلہ مثل آں
نگلی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
ہر دمے بنی جوی کار تو
ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے
حلاقت ناید قیامت آمدن
تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ رہے گی
حاجتش ناید کہ گویندش صریح
اس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

تو ہلا در بندہا را سخت بند
خبردار تو مددوں کو سخت بند کر دے
سبکت را برگند یک یک قدر
تقدیر تیری مونچھ کو ایک ایک کر کے اکھاڑے گی
سبکت تو تیز خر یا آن عاد
تیری مونچھ زیادہ نوکیلی ہے یا قوم عاد کی
تو ستیزہ رو خری یا آل شمود
تو زیادہ لڑاکو ہے یا شمود
صد از مہیا گر بگویم تو گری
اگر اس قسم کی سیکڑوں باتیں کہیں گا تو بھیچا ہے
توبہ کردم از سخن کاہنیم
جو باتیں میں نے اٹائیں ان سے توبہ کرتا ہوں
کہ نہم برریش خامت تا پزد
تیرے بچے دم پر رکھوں تاکہ وہ پک جائے
تاہلانی ۲ کو خیرست اے عذو
اے دشمن! تاکہ توجان لے کہ وہ جان کاہ ہے
کے کڑی کردی و کے کردی تو شر
تو نے کب کئی برتی ہے اور تو نے کب شر پہلایا ہے
کے فرستادی دمے بر آسمان
تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر بے بھیجی ہے
گر مراقب ۳ باشی و بیدار تو
اگر تو غفلان اور بیدار ہو جائے
چوں مراقب باشی و گیری رن
جب تو غفلان ہو گا اور رن کو پکڑ لے گا
آنکہ رمزے را بداند او صحیح
جو اشلے کو صحیح سمجھ لے

۱۔ سبال۔ سہلت کی جمع ہے
مونچھ۔ غاد قوم عاد کی طاقت سے
سب قومیں ڈرتی تھیں۔ شمود بہت
طاقتور قوم تھی۔ توبہ لب میں صیحت
کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید
نہیں ہے۔ دلش دم ہلاڑی۔
۲۔ تاہلانی۔ حضرت موسیٰ نے
فرعون سے کہا کہ لب میں تیرا علاج
شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو
جائے کہ قدرت ہر فرعون کے لئے
موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے۔ کڑی۔
انسان کو سبکی اور بڑی کا بدلہ ضرورت ملتا
ہے۔

۳۔ مراقب اگر انسان اپنا محاسبہ
کرتا ہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ
ہر کام کا بدلہ ضرورت ملتا ہے۔ چوں۔
مراقب اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو
پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس
کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔
جو شخص دنیا میں اشدات خداوندی کو
سمجھ لے گا اس کے لئے قیامت کے
صریح اقوال کی ضرورت نہ رہے گی۔

ایں بلا از گودنی آید ثرا کہ نگر دی فہم نکتہ و رمز را
یہ مصیبت بھقنی سے تھ پر آتی ہے کیونکہ تو اٹھ بے لہ نکتہ کو نہ سمجھا
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد فہم گن اینجا نشدید خیرہ شد
جب گناہ کی جہ سے دل سیاہ ہو گیا سمجھ لے اس جگہ بے باکی مناسب نہیں ہے
ورنہ خود تیرے شو داں تیرگی در رسد در تو جزوی خیرگی
وہ نہ وہ سیاہی خود تیر بن جلی گی تجھے بے باکی کی سزا ملے گی
ورنہ نیاید تیرت از بخشائیش ست نے پئے نادیدن آلائش ست
اگر تجھے تیر نہ لگے تو یہ بخشش ہے نہ کہ گناہ کو نہ دیکھنے کی جہ سے ہے
پس مراقب باش گر دل بایست کر پئے ہر فعل چیزے زایدت
اگر تجھے دل کی سلاستی چاہیے تو گمراہ بن اس لئے کہ ہر کام کے بعد تجھ میں کچھ پیدا ہوتا ہے
ور ازیں افزوں تبرا ہمت بود از مراقب کار بالا تر رود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو گمراہی کرنے والے سے کام بالا تر ہو جائے گا

بیان آنکہ تن خاکی آدمی زاد ہجو آہن نیکو جوہر قابل آئینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اس لوہے کی طرح ہے جو عمدہ جوہر والا آئینہ بنے
شدن ست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کر لے
معائنہ بنماید بطریق خیال بل بعیان
محض خیالی طریقہ نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پس جو آہن گرچہ تیری ہیکلی صیقلی گن صیقلی گن صیقلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کلا شکل والا ہے صیقلی کر ، صیقلی کر ، صیقلی کر
تا دولت آئینہ گردد پر صور اندر و ہر سو ملیجے سیم بر
تاکہ تیرا دل صوفوں بجا آئینہ بن جائے جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود صیقلی آں تیرگی ازوے زود
لوہا اگرچہ کالا اور بے نور تھا صیقلی کرنے نے اس کی کالک صاف کر دی
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو تاکہ صورتہا تو اس دید اند رو
لوہے نے صیقلی حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا یہاں تک کہ اس میں صوفوں دیکھی جاسکتی ہیں

ایں بلا۔ چونکہ انسان مثلث کو نہیں سمجھتا لہذا مصائب میں مبتلا ہوتا ہے لہذا بدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا سبب ہے

ع۔ ہا اگر انسان کی ہر ایک پر اس کی گرفت نہیں ہوتی ہے تو یہ اللہ کا کرم ہے یہ نہیں ہے کہ خدا کو اس کی ہر ایک کا علم نہیں ہے کہ بچے انسان کے ہر فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ لوچھا مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب بیان کی ہے ناص انسان دل کو معنی کر لے تو اس پر آخرت منکشف ہو جاتی ہے

ع۔ جس طرح کالا لوہا صیقل کے ذریعہ صوفوں کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا دل مجاہدات کے ذریعہ بھی صوفوں کو قبول کرنے لگتا ہے۔ ہیکل۔ جسم۔ سیم۔ بر۔ سیمیں بدن۔ صیقل۔ لوہے کے صیقل سے حسن اختیار کر لیا۔

گرتن خاک کی غلیظ و تیرہ است
اگر خاکی جسم غلیظ ہو کلا ہے
تا دُر و اشکال غیبی رُو دہد
تا کہ اس میں غیبی صفت نظر آئیں
صیقِل عَقْلَت بَدَاں دَاوَسْتِ حَق
تجہ اللہ تعالیٰ عقل کا صیقِل اس لئے دیا ہے
صیقِلی را بستہ اے بے نیاز
اے لاپرواہ تو نے صیقِل کو بند کر دیا ہے
گر ہوا را بند نہادہ شود
اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے
آہنے کا تینہ غیبی بدے
جو لوہا غیب کا آئینہ بن جائے
تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد
تو نے کالم کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا
تاگوں کردی چھیں اکوئل ملکن
تو نے اب تک ایسا کیا، اب نہ کر
بر مشورال تا شود ایں آب صاف
اس کو نہ ہلا تا کہ پانی صاف ہو جائے
زانکہ مردم ہست بچوں آہنجو
کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے
قعر جو پُر گوہرست و پُر زور
نہر کی تہ موتوں اور گوہر بھری ہے
جان مردم ہست مانند ہوا
انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے
مانع آید او زید آفتاب
وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

۱۔ عکس۔ یعنی عالم غیب کی
صفتیں ہوں انسان بجائے پھلیدوں
کے خواہشات نفسانی کے صیغے
ہے کہ ہوں اگر انسان خواہشات کو
رُک کر دے تو اس کے دل کی صیقِل
ہو جائے تیرہ کردی۔ قرآن پاک
میں ہے یَسْعَوْنَ فِی الْأَرْضِ
الْفَسَادُ لِلَّهِ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِینَ
وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے
پھرتے ہیں اور خدا فساد پھیلاتے
والوں کو پسند نہیں کرتا مولانا نے اس
آیت میں فساد کے معنی قلب کی
تیرگی لکھی ہیں۔

۲۔ تاگوں۔ حضرت موسیٰ کا
فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے
فساد پھیلایا اب ایسا نہ کر
پر مشورال۔ مزاج میں جو گندگی پیدا ہو
گئی ہے اس کو زائل کر اور اس میں
آخرت کا مشاہدہ کر چلی شوہ پانی
جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی نظر
نہیں آتی ہے۔

۳۔ قعر جو۔ انسان کی طبیعت
میں زرد جوہر چھپے ہوئے ہیں انسان
طبیعت کو قعر کے لئے تو وہ غلط آئیں
گے مانند ہوں ہوا میں جب کر
شال ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی
ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کثیف ہو
جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن
جاتی ہے۔

صیقِلش گن زانکہ صیقِلی گیرہ است
اس کو صیقِل کہہ صیقِل کو قبول کر لینے والا ہے
عکس۔ پُورے مملکت دے جہد
حد اور فرشتے کا عکس اس میں جھلکے
کہ بدو روشن شود دل را ورق
تا کہ اس کے ذریعہ دل کا حق روشن ہو
وال ہوا را کردہ دو دست باز
اور خواہش کے دھڑوں ہاتھ کھل دیئے ہیں
صیقِلے را دست بکشادہ شود
صیقِل کے ہاتھ کھل جائیں گے
جملہ صورتہا در مُرسل شدے
تمام صفتیں اس میں بھیج دی جاتی ہیں
ایں بود یسعون فی الارض فساد
وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کہ یہی معنی ہیں
تیرہ کردی آب را افزوں ملکن
تو نے پانی کو گدلا کر دیا، زیادہ نہ کر
واند رو میں ماہ و اختر در طواف
اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھے
چوں شود تیرہ نہ بنی قعر او
جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو تہ نہیں دیکھتا ہے
ہیں ملکن تیرہ کہ ہست آل صاف خور
خبردار! اس کو گدلا نہ کر کہہ صاف اور پاک ہے
چوں بگرد آسخت شد پردہ سما
جب وہ گرد آلود ہو گئی، آسمان کا پردہ بن گئی
چونکہ گردش رفت شد صفائی و ناب
جب اس کی گرد جاتی رہی صاف اور خالص بن گئی

حاصل آنکہ کم مکن اے بے سرور صیقلی واللہ اعلم بالصلور

اے باخشا! خلاصہ یہ ہے کہ کم نہ کر صیقل کو لہر خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

باز گفتن موی اسرارِ فرعون را واقعاتِ او بظہر الغیب تا حضرت موی کا فرعون کے راز اور واقعات کو عجب بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر
بحیرتی ی حق ایماں آورد و قصہ آں زنگی کہ بر آئینہ رید ہوتے پر ایمان لے آئے اور اس عجبی کا قصہ جس نے آئینہ پر پانخانہ بھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات می نمودت تا روی راہ نجات باوجود مکمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات

ز آہن تیرہ بقدرت می نمود قدرت کے ذریعہ کالے لوسے سے رہا کئے

تا ۲ گنی کم خر تو آں ظلم ویدی تاکہ تو ظلم اور بھائی نہ کرے

نقشبائے زشت خوابت می نمود خواب تجھے ہی صحت دکھاتے تھے

ہچو آں زنگی کہ در آئینہ دید اس عجبی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا

کہ چہ زشتی لائق اینی و بس کہ تو کیا بدشا ہے تو بس اسی کے لائق ہے

ایں ۳ ہخا بر روی زشتت می کئی یہ ظلم تو اپنے بدشا چہرے پر کر رہا ہے

گاہ می دیدی لباس سوختہ کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا

گاہ حیواں قصد خونت شدہ کبھی جانور تیرے خون کے در پے ہوا

کہ گلوں اندر میان آب ریز کبھی بیت الخلا میں لوندھا

کبھی بیت الخلا میں لوندھا

۱۔ باز گفتن۔ حضرت موی نے فرعون کے ڈھکے جیسے واقعات بیان فرمائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے علم ذخیر ہونے پر ایمان لے آئے۔ باکمال۔ فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تاریک ہے لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت سے واقعات تجھ پر رہا کئے جو ظہر پر ہونے والے تھے۔

۲۔ تا کئی۔ حضرت موی نے فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تجھے اس لئے دکھائے جا رہے تھے کہ تو ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ نقشبائی۔ یہ ہی صحت خود تیری تھی لیکن تو ان کو اپنی نہ سمجھتا تھا۔ ہچو۔ تیری مثال اس عجبی کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو اپنی صورت سمجھتا وہ آئینہ کی خرابی سمجھا اور اس پر پانخانہ پھر دیا کہ چہ۔ اور آئینہ کو کہنے لگا کہ تو اس قدر بد صحت ہے کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔ ۳۔ ایں ہخا۔ اس عجبی کا یہ ظلم خود اپنی صحت پر تھا۔ آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے کبھی خواب میں اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا کبھی تو نے دیکھا تھا کہ کوئی جانور تیرے خون کے در پے ہے کہ گلوں۔ کبھی تو یہ دیکھا تھا کہ پانخانہ میں لوندھا گلاب کبھی یہ دیکھا تھا کہ خون کے ہوئے پانی میں تو غرق ہے۔

گم از بایں اوفتادہ گشتہ پست

کبھی بالاخانہ سے گرا ہوا دبا ہوا

گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل

کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا

گہ نجات آمد ازیں چرخ تھی

کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی

گم ۲ نجات آمد صریحا از جبال

کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی

گہ ندائی آمدت از ہر جماد

کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی

گہ خطاب آمد خرا از ہر نبات

کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی

زیں بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم

اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں

اند ۳ کے گفتم بچو اے ناپذیر

لے نہ قبول کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں

خویشترن را کہو کردتی و مات

تو نے اپنے آپ کو اندھا اور مردہ بنا لیا

چند بگریزی نک آمد پیش تو

تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگئی

گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست

کبھی قنجے میں دلوں ہاتھ بندھے ہوئے

گاہ مغزت راز دندے چوں دہل

کبھی تیرے سر کو دھول کی طرح پیٹتے تھے

کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی

کہ تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے

کہ برو ہستی ز اصحاب شہمال

کہ جاو بائیں جانب دلوں میں سے ہے

تا ابد فرعون در دوزخ فساد

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا

گشت مطر دو ابد فرعون دوات

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا اور مر گیا

تا نگر دو طبع معکوس تو گرم

تاکہ تیری لوندی طبیعت غضبناک نہ ہو

زانکہ کے دانی کہ ہستم من خبیر

تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں

تا نیندیشی ز خواب و واقعات

تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے

کوہی ادراک مکر اندیش تو

تیرے فکر کے منصوبہ بند منہ لڑنے کی پالیسی تھی

در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست از کرم حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا مظہر کھلا ہوا ہے

پہن ملکن زیں پس فراگیر احترام

خبردار! اس کے بعد نہ کر بچاؤ اختیار کر

توبہ را از جانب مغرب درے

مغرب کی جانب سے توبہ کا مظہر

۱۔ اگر زبا سے کبھی تو خوب میں
دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے۔ کبھی
یہ دیکھتا تھا کہ شکنجے میں کسا ہوا ہے اور
تیرے دلوں ہاتھ بندھے ہوئے
ہیں۔ کبھی دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور طوق
میں بندھا ہوا ہے۔ کبھی تو دیکھتا تھا کہ
تیرے سر کو دھول کی طرح پیٹتے ہیں۔
کبھی غیب سے آواز آتی تھی
کہ تو بدبخت ہے۔
۲۔ گہ نجات۔ کبھی پہاڑوں سے
آواز آتی تھی کہ تو جہنمی ہے۔ جماد
کبھی تو پتھروں سے اپنے دھڑکی
ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات کبھی
زمین کے پودے تیرے سر دھونے
کی خبر دیتے تھے۔ زیں بتر ہا اس
سے بھی زیادہ غراب باتیں تو نے کی
ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا
ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو
جائے۔

۳۔ اند کے یہ میں نے تھوڑے
سے تیرے واقعات تجھے بتائے ہیں
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے
سداۃ باتیں معلوم ہیں۔ چند
بگریزی ان واقعات سے تو کہیں
تک نہیں بند کر دے گا۔ بیان
ابھی تو یہ کا مظہر کھلا ہوا ہے تو ابھی
بدکردگی سے توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ
جب تک صبح مغرب کی جانب
سے طلوع نہ کرے گا تو یہ کا مظہر کھلا
رہے گا۔ حقائق۔

کہ زنجشایش در توبہ است باز

کیونکہ بخشش سے توبہ کا مظہر کھلا ہوا ہے

باز باشد تا قیامت برورے

کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک

باز باشند آں دروازے رُو متاب

وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے رو گزرائی نہ کر

یکد و تو بے استدل ہشت لے پسر

ان آنکھ میں سے اے بیٹا! ایک توبہ کا دروازہ ہے

واں در توبہ نباشد جو کہ باز

وہ توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

رخت آنجا کش بکوری خسود

سلمان وہاں لے جا حاسد کی آنکھ میں دھول جھونک کر

بعد ازاں زاری تو گس نشود

اس کے بعد تیری (آہ) زاری کوئی نہ سنے گا

تاگردی از شقاوت رُو باب

تاکہ تو بدبختی سے مردود ہانگاہ نہ بنے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بتان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام است

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا حیفانہ کہنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

پس زمن بستان عوض آں را چہار

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

شرح گن با من ازاں یک اند کے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے

کہ خدای نیست جو از کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

مملکت او بے حد و او بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثل ہے

تا مغرب بر زند سر آفتاب

جب تک کہ صبح مغرب سے طلوع کرے

ہست اِحت راز رحمت ہشت در

(خدا کی) رحمت سے جنت کے آنکھ دروازے ہیں

آں ہمہ گہ باز باشند گہ فراز

وہ سب کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں

ہیں غنیمت دار در بازست رُو

خبردار! غنیمت سمجھ دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد

پیش ازاں کر قہر در بستہ شود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے دروازہ بند ہو جائے

باز گرد از کفر و ایں در بازیاب

کفر سے پلٹ جا اور اس دروازہ کو حاصل کر لے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بتان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام است

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا حیفانہ کہنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

پس زمن بستان عوض آں را چہار

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

شرح گن با من ازاں یک اند کے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے

کہ خدای نیست جو از کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

مملکت او بے حد و او بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثل ہے

لے ہست۔ جنت کے آنکھ

دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا

دروازہ ہے اس دروازے کے علاوہ

دوسرے دروازے کسی وقت کھلے

رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن

توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

ہیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

بہت جلد اس کی طرف رجوع کر لینا

چاہیے اس کے بند ہو جانے کے بعد

آزادی کا مہلتا کی گئی۔

ع باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا

اے فرعون اس دروازے کی طرف

جلد رجوع کر لے گفتن۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے

اور اس کے عوض میں چار فضیلتیں

حاصل کر لے

ع گفت۔ فرعون نے کہا اے

موسیٰ اس ایک بات کی تشریح کر

دیجئے۔ کہ گوئی۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو توحید کا

قابل ہو جا۔ خالق۔ انہی کو انسانوں

ستاروں انسانوں اور تمام کائنات کا

خالق مان لے۔ تیرے میدان جنگل۔

مملکت۔ مملکت۔ بے شبیہ۔ بے

مثال۔

رازِ حق ہر جانور اُنند جہاں
 دنیا میں ہر جانور کو بوق دینے والا ہے
 ہم پدید آئندہ گل از گیاہ
 گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے
 حاکم و بجبار برگردن کشاں
 وہ منگیروں پر حاکم اور زبردست ہے
 حکم اورا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ
 اس کا حکم ہے 'اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے'
 کہ عوض بد ہی مرا برگو بیار
 کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا 'لا'
 سُست گرد و چارِ میخ کفرِ من
 میرے کفر کی سزا ست پڑ جائے
 بر کشاید قفلِ کفر صد منم
 میرے کفر کا سینکڑوں من کا کٹل کھل جائے
 شہد گردو در تنم ایں زہر گیس
 یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
 پرورش یا بد دے عقل اسیر
 تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پریش پالے
 مست گردم بو برم از ذوقِ امر
 میں مست ہو جاؤں حکمِ خداوندی کا ذوقِ حاصل کر لوں
 تازگی یابد تن شورو خراب
 برباد بخر جسم تازگی حاصل کر لے
 خار زارم جَنۃُ الْمَوٰی شود
 میرا کانٹوں کا کھیت جنتِ الموی بن جائے
 جاں شود از یاریِ حق یار جو
 جان 'اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے'

حافظ ہر چیز و ہر کس ہر مکاں
 وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
 ہم نگہدارندہ ارض و سما
 زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے
 مُطَّلِع اُو بر ضمیرِ بندگان
 وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
 اُوست بر ہر بادشاہ ہے بادشاہ
 وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
 گفت اے موسیٰ کدام ست آنچہار
 اس نے کہا اے موسیٰ وہ چار کیا ہیں؟
 تا بُود کز لطفِ آں وعدہ حسن
 ہو سکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے
 ہو کہ زان خوش وعدہ بے منتظم
 ہو سکتا ہے کہ اچھے منتظم وعدوں کی وجہ سے
 ہو کہ از تاثیرِ بویِ ۱ انگبین
 ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے
 یاز عکسِ بویِ آں پاکیزہ شیر
 یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
 یا بُود کز عکسِ آں جُو ہائے خمر
 یا شاید شراب کی ان نہروں کی پر تو سے
 یا بُود کز لطفِ آں جُو ہائے آبِ ۲
 یا شاید ان پانی کی نہروں کی لطافت سے
 شورو ام را سبزہ پیدا شود
 میری شور زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے
 ہو کہ از عکسِ بہشت و چار جو
 ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پر تو سے

۱ گیا گھاس۔ مطلع اللہ تعالیٰ
 ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے۔
 گردن کشاں۔ منگیروں کو کہتے ہیں۔
 فرعون نے کہا برگہ بتا۔ یہاں۔ لا۔
 چار۔ سزا کا ایک طریقہ تھا جس
 میں مجرم کے چاروں ہاتھ
 پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے
 تھے۔ کفر صد من۔ بھاری کفر
 ۲ بوی انگبین۔ جنت کی شہر کی
 نہر۔ شیر۔ جنت کی دودھ کی نہر۔ یا
 بود۔ جنت کی تیسری نہر جو شراب کی
 ہے۔ ام۔ یعنی امر خداوندی
 ۳ آب۔ آب۔ جنت کی چوتھی نہر جو
 پانی کی ہے۔ شورو۔ یعنی شور پانی زمین
 جَنۃُ الْمَوٰی ایک جنت کا نام
 ہے۔ بود کہ انسان کے اخلاقِ حمیدہ
 جنت کا عکس اور اخلاقِ ذمیرہ و فحش
 کا عکس ہیں۔ چار جو۔ جنت کی چار
 نہروں۔

آنچنان کز عکسِ دوزخ گشتہ ام
جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں
کچھ از عکسِ نازدِ دوزخ بچو مار
کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سانپ کی طرح
کہ عکسِ جوششِ آبِ حمیم
کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے
من ز عکسِ زمہریم زمہریر
میں زمہریر کے عکس سے زمہریر
دوزخِ درویشِ مظلوم گنوں
میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں
موسیٰ ۲ باشد کہ بکشائیم در
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر ہمارے کھل دے
موسیٰ باشد کہ یابم مانے
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں ان کی جگہ پاؤں
ہیں گو با من کد امست آں چہار
ہاں بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آتش و درِ قہر حق گشتہ ام
آگ، اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں ڈوبا ہوا ہوں
گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں
آبِ ظلمِ کردِ خُلقِ را رَمیم
میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا ہے
یا ز عکسِ آں سعیرم چوں سعیر
یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں
وہی آنکہ یا بکش ناگہ ز نوں
اس پر افسوس ہے جس کو میں کزہر پاؤں
وز فضیلتِ ہاتِ گرمِ باخبر
اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں
وارہم از کثرتِ ما و منے
میں تکبر اور خوی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں
کہ عوضِ خواہیم دادن بر شمار
جو مجھے تو بدلے میں دے گا، شمار کر

شرح کردنِ موسیٰ آں چار فضیلتِ را جہتِ یامودی ایمانِ فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کرنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰ کا ولین آں چہار
حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چاروں میں سے پہلی یہ ہے
ایں علیہا کہ در طبِ گفتہ اند
وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں
ثانیاً باشد ثرا عمرِ دراز
دوسرے تیری عمرِ دراز ہو گی
وین نباشد بعد عمرِ مستوی
ایک ہولہ عمر کے بعد یہ نہ ہو گا

صحیحے ۳ باشد ثمت را پائیدار
کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہو گی
دور باشد از تنّت اے ارجمند
اے با اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی
کہ اجلِ دارد ز عمرتِ احتراز
کیونکہ موت تیری عمر سے احتراز کرے گی
کہ بنا کام از جہاں بیرون روی
کہ تو دنیا سے ناکام ہو جائے

۱۔ کہ ز عکسِ انسان کا ظلم و جور
دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آبِ حمیم
گرم پانی جو دوزخ میں کو پلایا
جائے گا۔ رَمیم۔ بوسیدہ۔ من
عکس۔ زمہریر دوزخ کا ایک طبقہ ہے
جو انتہائی سرد ہے۔ ہاں۔ میں ہرگز نہ
ظلم کرتا ہوں۔

۲۔ موسیٰ فرعون نے کہا اے موسیٰ
شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے
آؤں۔ ہاں۔ ان کی جگہ پاؤں
منے۔ یعنی تکبر اور خوی۔ ہیں۔ وہ چار
چیزیں بتا دے جو حید کا قائل ہونے
پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کردن۔
حضرت موسیٰ نے ان چار باتوں کی
تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں
فرعون کو حاصل ہوں گی۔

۳۔ صحیحے۔ یعنی اگرچہ تو اس وقت
بھی مجتہد ہے لیکن ایمان لانے پر
آئندہ مجتہد رہنے کا قصد ہے۔ ثانیاً۔
دوسری بات جو مجھے حاصل ہو گی وہ عمر
کی مازگی ہے۔ دس نباشد۔ بالآخر
موت آنی کی لیکن ایسی حالت میں
آئی گی کہ تو دنیا سے با مقصد جائے
گا۔

۱۔ بلکہ تجھے پھر مرنے کی ہستی تھما ہوگی جیسی کہ بچہ کو لٹھکی ہوئی ہے مرگد دینا ہے تنگ آکر مرنے کی ترسانہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ تو یہ سمجھے گا کہ جب تک جسم و جان نہ ہوگا اس کے امداد و خون خزانہ ہاتھ نہ آئے گا۔ خانہ یعنی جسم کہ حجاب جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کے لئے تو پرہیز سمجھے گا تاہم تو سمجھے گا کہ معرفت کا پائیدار جسم کے ہمراہ نہیں پوشیدہ ہے۔

۲۔ اے ایک جولوگ جسم پروری میں لگے ہیں ان کی مثال اس کیڑے کی سی ہے جو ایک پتے کو چنٹا ہوا ہے اور اس کی جڑ سے وہ لکھڑکی لذتوں سے محروم ہے چوں کہ جسم جب خدا کے کرم سے یہ کیڑا پیدا ہوا ہے کہ تو جہل اور نااہلی کے اثر ہے کو نکل جائے گا۔

۳۔ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت ہوتی ہے عقیق۔ ایں یمن۔ یمن سے مراد قلب اور روح ہے اور عقیق سے مراد حکمت ہے مایست۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے سے نہ رک کہ ہزاروں خزانہ ہاتھ آجائے تو اس دیاں شدہ گھر جیسے بیٹھکوں اس کے ذریعہ تعمیر کر لئے جائیں گے۔

بلکہ خواہاں اجل چوں طفل شیر

بلکہ موت کا خواہاں ہو کر جس طرح دودھ پیتا ہے مرگ جو ہاشی ولے ز عجز و رنج

تو موت کا جویاں ہوگا لیکن مجرا اور تکلیف کیجہ سے نہیں

پس بدست خویش گیری تیشہ

تو اپنے ہاتھ میں کھال لے گا

کہ حجاب گنج بنی خانہ را

کیونکہ تو گھر کو خزانہ کا پتہ سمجھے گا

پس در آتش افکندی ایں دانہ را

تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا

برگنی ایں خانہ تن بے دریغ

بے تامل اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا

اے ۲۔ بیگ بر گے زباغے ماندہ

لے جا چلیک پتے کی جیسا ایک بلبل سے محروم ہوا ہے

چوں گرم ایں کرم را بیدار کرد

جب اللہ کے کرم نے اس کیڑے کو بیدار کر دیا

کرم کرمے شد پُر از میوہ درخت

کیڑا لکڑ کی تیل، میوہ بھرا درخت بن گیا

نے زرنجے کہ ترا دارد اسیر

نہ کہ کسی پیلای کی جی جس نے تجھے قیدی بنا لیا ہو

بلکہ بنی در خراب خانہ گنج

بلکہ تو گھر کی دیواریں میں خزانہ دیکھے گا

می زنی بر خانہ بے اندیشہ

بے تامل گھر پر مدے گا

منع صد خرمن ایں یک دانہ را

اس ایک دانہ کو سو کھلیاؤں کا مانع سمجھے گا

پیش گیری تیشہ مردانہ را

مردانہ کھال کو سامنے رکھے گا

تا برون آید مہمت از زیر میخ

تا کہ تیرا چاند لہر کے نیچے سے نکل آئے

ہنچو کرمے برگش از رز راندہ

اس کیڑے کی طرح جس کی ایک پتے نہ فکھ سکا دیا ہے

اژدہاں جہل را ایں کرم خورد

اس کیڑے نے جہل کے اژدہ کے کو نکل لیا

ایں چنین تبدیل کرد او نیجنت

اس نیک بخت نے اس طرح تبدیلی کر لی

صد ہزاراں خانہ شاید ساختن

لاکھوں گھر بنائے جا سکتے ہیں

از خرابی ہیں میندیش و مایست

دیواریں کی فکر نہ اور نہ غم

خانہ برگسن کز عقیق ایں یمن

گھر کھو ڈال یمن کے اس عقیق سے

گنج زیر خانہ است و چارہ نیست

خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے

کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

عاقبت! ایں خانہ خود وریاں شود
انجام کار یہ گھر خود دیاں ہو گا
لیک آں تو نباشد زانکہ رُوح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہوگا کیونکہ روح کے لئے
چوں نکرد آنکار مُردش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا اس کی مرہوی معدم ہے
دست خالی بعد ازاں تو کاغذ دروغ
اس کے بعد تو ہاتھ کاٹے گا کہ ہائے غصہ
من ۲ نکر دم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انہوں نے کہی میں نے نہ کی
مانع صد خرمن ایں یک دانہ بود
سیکڑوں کھلیاؤں کے لئے ایک دانہ مانع تھا
خانہ را اُجرت گرفتگی و کرے
تو نے گھر اجرت لہ کرلیہ پر لیا ہے
ایں کرے را مُدّتے اوتا اجل
اس کرلیہ کی مدت موت تک ہے
پارہ ۳ دوزی میکنی اندر دُکّاں
تو دکان میں چھترے سے رہا ہے
ہست ایں دُکّاں کرائی زودباش
یہ دکان کرلیہ کی ہے جلدی کر
تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی
تا کہ تو کدال اچانک کان پر رکھ دے
پارہ دوزی چیست خورد آب و ناں
چھترے پینا کیا ہے دہنی پانی کی خوراک
ہر زماں می دَرَد ایں لُتی مُنت
یہ تیرے جسم کی گدڑی ہر وقت پھنپھنی رہتی ہے

گنج از زیرش یقین عریاں شود
خزانہ یقیناً اس کے نیچے سے ظاہر ہو گا
مُرد وریاں کرد نستش آں فتوح
وہ نذرانہ اس جسم کو دیاں کرنے کی مرہوی ہے
لَیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَسْعٰی
انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی
ایں پختیں ماہے بد اندر زیر مرغ
اس کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا
گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا لہ گھر بھی لہ میرا ہاتھ خالی ہے
حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود
خزانہ میں حائل لہ پردہ یہ گھر تھا
نیست مِلْکِ توبہ بیچے یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعے تیری ملکیت نہیں ہے
تا دریں مُدّت گنی دووے عمل
تا کہ تو اس مدت میں اس میں کام کر لے
زیر ایں دُکّاں تو مدفون دُکّاں
اس دکان کے نیچے دکانیں مدفون ہیں
تیشہ بستان و تلش را می تراش
کدال لے لہ اس کی تہ کو کھو
از دُکّاں و پارہ دوزی واری
دکان لہ چھترے بیٹے سے نجات پا جائے
میزنی ایں پارہ بر لُتی گراں
بدلی گدڑی پر توبہ پیند لگا رہا ہے
پارہ بروے می زنی زیں خوردت
تو اس خوراک سے اس پر پیند لگتا ہے

۱. عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہونا ہے
لیکن مرہوی محنت سے ملتی ہے اگر
اس کے فنا کرنے میں تیری محنت
شامل نہیں ہے تو یہی خزانہ تیری
مرہوی میں تجھے نہ ملیں گے۔ چوں
نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مرہوی
معدم ہے اس لئے کہ انسان کو اس کی
محنت اور سعی کا کوئی ثمرہ ملتا ہے دست
خالی۔ جب خزانہ خالی ہوگا اور وہ تیرا نہ
ہوگا تو غصہ کرے گا

۲. من نکر دم۔ اس وقت نصیحت
پر عمل نہ کرنے سے تو غصہ کرے گا
اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اس کھلیاؤں
کے حاصل کرنے سے مانع ہوا خانہ۔
جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے ایک
کرلیہ کا اور عارضی گھر ہے اس کرلیہ
پر کرلیہ داری موت کے وقت تک کی
جس عداوت کے لئے ہے کس میں عمل کر
لے

۳. پارہ دوزی۔ کھانے پینے کے
ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ
نہیں سمجھتا کہ اس میں دکانیں مدفون
ہیں۔ تلش۔ یعنی اس کی گہرائی۔ دُلیق
گراں۔ یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔
انسان کی بھوک پیاس جسم کی شکست
و سخت ہے کہ کھانا پینا اس کی تفریحی
ہے

اے زَنَسِلِ بادشاہِ کام یار
اے با مقصد بادشاہ کی نسل سے
پارہ برگن ازیں قعرو و کاں
اس دکان کی تہ سے کھڑا بنا
پیش ازاں کاسِ مہلت خانہ کرے
اس سے قبل کہ گھر کی کریدہ داری کا وقت
پس ازِ تیرابریوں گند صاحب دُکاں
پس تجھے دکان کا مالک نکال دے
تو زِ حسرت گاہ بر سرِ می زنی
تو کبھی حسرت سے سر پہنے گا
کے درِ یغا آن من بوداں دُکاں
کہ ہلے افسوس یہ دکان میرے قبضہ میں تھی
اے درِ یغا گنج را بگذاشتم
ہلے افسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا
اے درِ یغا بُود ما را بُرد باد
ہلے افسوس! ہمارا دُجو برباد ہو گیا

غزہ ۳۱ شَدْنِ آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور
ناکردنِ عِلْمِ غیب کہ عِلْمِ انبیاست علیہم السلام
عِلْمِ غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار
میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے
ماندہ ام در خانہ حیران و نزار
میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کمزور بن گیا
عشق خانہ در دلِ من کار کرد
گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی
بُودم اندر عشق خانہ بے قرار
میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا
لا بُد از معنی شُدم من عور و زار
لا محالہ میں حقیقت سے خالی اور بدحال رہ گیا
لا جرم از گنج ماندَم دور و فرد
میں لا محالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

۱۔ بادشاہ یعنی حضرت آدم جو پہلے
خلیفۃ اللہ ہیں۔ بادشاہ کن اس عارضی
دکان یعنی جسم کو زوال اس میں سے
زرد جو ماہر کی دکان میں برآمد ہوں گی۔
پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم ہے اس
سے فائدہ اٹھا لے اور اس کی مصورت
یعنی ہے کہ چلبلات کے ذریعہ اس کو فنا
کر دے

۲۔ پس ایک وقت آجائے گا کہ
یہ عارضی جسم تجھے سے لے لیا جائے
گا اور تو اس کان سے محروم ہو جائے گا
جو اس میں مدفون ہے اور تو افسوس
کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ سے
محروم ہو گیا اور میں نے آپ حیات کو
مٹی سے چھپا دیا۔ تاہم پھر تو اس
آیت کا صدمہ اٹھانے کا۔

۳۔ غزہ شَدْن۔ انسان اپنی
ذہانت اور عقلندی کے مجرورہ پر علم
نبوت سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیدم
بالآخر اس کو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ
مکان کے نقش و نگار میں مصروف ہو کر
اس کے خزانہ سے محروم ہو گیا۔ عشق۔
پھر افسوس کے ساتھ اس کو کہنا پڑے گا
میں گھر کے نقش و نگار میں کھو گیا اور
خزانہ سے محروم ہو گیا۔

یوم از گنج نہانی بے خیر
میں پیشہ خزانے سے بے خبر تھا
آہ اگر دادِ تیرا دادے
اے اگر میں تیر کی قدر کر لیتا
چشم را بر نقش می انداختم
چشم کی طرح محبت کرنے لگا
بس ۲۔ بگو گفت آں حکیم کامیار
اے ماہر اور دانائے بہت اچھا کہا ہے
در الہی نامہ بس قدر ز کرد
الہی نامہ میں اس کی فصاحت کی ہے

تمہی شرح کردن موسیٰ علیہ اسلام با فرعون فضیلت چہار گانہ
حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرتا

بس گن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم
اے موسیٰ بس کر تیرا وعدہ بتا
گفت موسیٰ آں سوم ملک دو تو
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیری وہی حکومت ہے
بشتر زان ملک کا کنوں داشتی
اس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
آنکہ در ۳ جنگ چنل ملکہ دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
آں گرم کاندہ جفا آنہات داد
جس گرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
گفت اے موسیٰ چہارم چیست زود
اس نے کہا اے موسیٰ! جیجی کیا ہے جلد
گفت چارم آنکہ مانی تو جواں
فرمایا جیجی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

۱۔ دستنبی ایک مصنوعی خوشبوؤں
کا گلاب ہوتا تھا جس کو کھانہ میں رکھا
جاتا تھا۔ تیر۔ یعنی میں تیر کے ذریعہ
اس خزانہ کو کھول دیتا ہوں۔ چشم را
بر مات کا اظہار کرتا۔ چشم را میں نے
مکان کے ظاہری نقش و نگار پر نظر
رکھی۔

۲۔ بس کہ حکیم بنی رحمت اللہ علیہ
نے اپنی کتاب حدیث میں فرمایا ہے
الہی نامہ حکیم بنی رحمت اللہ علیہ نے
اپنی کتاب الہی نامہ میں فرمایا ہے
ہمہ انداز من بتولیت
کہ تو طفلی و خانہ رگینت
دو دہاں۔ خاندان یعنی اعضاء جسمانی
بہت گن۔ یہاں تک مولانا کی تقریر
حضرت موسیٰ کی زبان میں اب فرعون
نے کہا کہ تقریر ختم کرو اور تیری بات
بتاؤ۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ ایمان لے آئے گا تو تجھے
دو دہاں جہانوں کی دھری بادشاہت
حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے
کسی دشمن کا بھی ڈرنہ ہوگا۔

۳۔ در حکمت کفر کی حالت میں
تجھے اتنا برا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو
صلح کر لے گا اور ایمان لے آئے گا تو
دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی
ہے۔ بخدا۔ یعنی کفر۔ فقہ۔ یعنی
ایمان۔ افتقاد۔ دلجوئی۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
چوکی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہے کہ
بقیہ عمر میں بھی تو جوان رہے گا۔ ثیر۔
ایک کالا روغن ہے۔ ارنواں۔ گل
باوند۔

موسیٰ بچوں قیر و رخ چوں ارنواں
بال تامل کی طرح اور چہرہ گل باوند کی طرح رہے گا

رنگ و دود و پوشِ بایں کلبہ ستا
لیک تو پستی سخن کردیم پست
رنگ و بو ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں
لیکن تو گھٹیا ہے اس لئے ہم نے گھٹیا بات کہی
اختار از رنگ و بو از مکان
ہست شادی و فریب کو دکال
رنگ و بو اور مکان پر فخر کرنا
بچوں کی خوش اور ہونکا ہے

بیانِ این خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَلْبِ عَقُولِهِمْ
اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو نہ کہ
اَعْلَى قَلْبِ عَقُولِكُمْ حَتَّى لَا يَكْتَبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جلا نہ دیا جائے

چونکہ باکودک سرو کارم فتاد
ہم زبانِ کود کال باید گشاد
چونکہ میرا واسطہ بچ سے پڑ گیا
مجھے بھی بچوں کی زبان کھولنی چاہیے
کہ بروۂ کتاب تا مرغت خرم
یا مویز و جوز و فسق آدم
کہ مدرسہ جا، تیرے لئے پند فریوں گا
یا متقی یا فحوت یا پست لا ہوں گا
جو شباب تنِ نمیدانی بگیر
اس جوانی را بگیر اے خرِ شعر
جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے لے
اس جوانی کو اے گدھڑا جو لے لے
چچ آژنگے نیلند بر رخت
تازہ ملند اس شبابِ فرخت
تیرے چہرے پر کوئی تھری نہ پڑے گی
یہ تیری مہرک جوانی تازہ رہے گی
نے زند پیریت آید برو
نے قد چوں سرو تو گردو دو تو
نہ تیرا سر جیسا قد میزا ہو گا
نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی
نے شود زورِ جوانی از تو کم
نہ بدندانہا خللہا یا الم
تجھ میں سے جوانی کا زہ نہ کھئے گا
نہ ہاتھوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی
نہ کی در شہوت و طمٹ و پعال
کہ زناں را آید از ضعف ملال
نہ شہوت اور جماع اور ملاعبت میں کمی آئے گی
نے شود مویت سفید و پشت خم
کہ عمقوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو
نہ تیرے بال سفید ہوں گے اور نہ کر جھکے گی
آنچنان بکشاید فر شباب
لیک خوشتر لحظ لحظ دم بدم
تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشا ہوں گی
بلکہ لحظہ بہ لحظہ اور دم بدم بہتر ہو گا
کہ کشوں آں مودہ بر عکاشہ باب
جس طرح حضرت عکاشہ پر خوشخبری نے مددگار مہلا تھا

۱۔ کلبہ۔ کھانا۔ کولہا۔ یہ
چیزیں بچوں کی خوشخبری کی ہیں۔
کَلِمُوا اخذہ کا لفظ ہے کہ لوگوں
سے دین کی ایسی باتیں کہو جو ان کی
سمجھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ ان کی
تکذیب کر دیں گے۔

۲۔ کہ برو۔ بچوں سے ایسی بچکانہ
باتیں کی جانی ہیں۔ فسق۔ پست۔
خرس۔ بچھاؤنگ۔ تھری۔ تھند۔
ذلت۔ خواری۔ الم۔ تکلیف۔
۳۔ طمٹ۔ جیس و جماع۔ پعال۔
ہوئی سے کھیل کو کہنا۔ خوشتر۔ یعنی دم
بدم جوانی میں اضافہ ہوگا۔ عکاشہ۔
حضرت عکاشہؓ مشہور صحابی سے
ایک دفعہ حضورؐ نے فرمایا میرا امت میں
کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر
حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں
گے حضرت عکاشہؓ نے عرض کیا حضورؐ
دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان لوگوں
میں سے ہوں تو حضورؐ نے ان کو
بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی
لوگوں میں سے ہو۔

مَعْنٰی حَدِیثِ مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ صَفَرٍ بَشَّرَنِي بِدُخُولِ لَحْجَةٍ وَلَسَقَ عُكَّاشَةُ

اس حدیث کا مطلب کہ مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی خوشخبری دے گا اور حضرت عکاشہ کی پہلی

احمدؒ آخر زماں را انتقال

نی آخر اہل اہم کا انتقال

چوں خبر یابد از زین وقت نقل

جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا

چوں صفر آمد شو شاد از صفر

جب ماہ صفر آیا آپ صفر سے خوش ہوئے

ہر شبے تاروز از شوق ہدے

دلہ پائی کے شوق سے ہر شب کو دل نکلے تک

گفت ہر کس کہ مرا مژدہ دہد

فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع

کہ صفر گزر یا لہ ربیع کا مہینہ ہو گیا

چوں صفر برست زخت و ماہ نو

جب صفر نے سلمان باندہ لیا لہ نیا چاند

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت

حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا

دیگرے ۳ آمد کہ بگذشت آل صفر

دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا

بس رجال از نقل عالم شاد ماں

بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں

چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کور

چونکہ اس اندھے پند نے ہمہ پانی نہیں دیکھا ہے

پچنچیں مویٰ کرامت می شمرد

حضرت مویٰ اس طرح سے انعام ٹھکر رہے تھے

در ربیع الاول آمد بے جدال

بلا اختلاف ربیع الاول میں ہوا ہے

عاشق آل وقت گردد او بعقل

آپ دل و جان سے اس وقت کے مشتاق ہو گئے

کز پس ایں ماہ می سازم سفر

کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

او رفیق راہ اعلیٰ می زدے

آپ دلہ پائی کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

چوں صفر پای از جہاں بیرون نہند

جب صفر کا مہینہ دنیا سے باہر پاؤں نکلے گا

مودہ در باشم مر اورا و شفیع

میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنے والا ہوں گا

گشت پیدا بر فلک با تائب و صو

رفیق لہ نور کے ساتھ آسمان پر نمود ہو گیا

گفت جنت مر مراے شیر زفت

(انحضرت نے فرمایا کہ بہشتی شیر میرے لئے جنت ہے)

گت عکاشہ میرد از مژدہ بر

فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے

وز بقائش شاد ماں ایں کو دکاں

اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

پیش او کوثر نماید آب شور

اس کو کوثر کھاری پانی نظر آتا ہے

ہم بد نیساں بے قدم رہ می سپرد

اسی طرح بغیر قدم کے راستے طے کر رہے تھے

۱۔ احمدؒ اہل سنت کے نزدیک

بالافتاح حضور کی وفات ربیع الاول

کے مہینہ میں ہوئی ہے وقت نکل۔

انتقال کا وقت۔ ربیع۔ وفات کے

قریب حضورؐ یہ جملہ فرما رہے تھے

اللہم بالرفیق الاعلیٰ یعنی باب میں

رفیق اعلیٰ کے پاس جانا جاتا ہوں۔

۲۔ گفت حضورؐ نے فرمایا جو صفر

کے ختم ہونے اور ربیع الاول کی آمد کی

خوشخبری دے گا میں قیامت میں اس

کا سفارشی ہوں گا۔ لہ نو۔ یعنی ربیع

الاول کا چاند نظر آئے۔

۳۔ دیگرے کسی دوسرے صحابی

نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوش

خبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ

بازی لے گئے۔ بس رجال۔ جن

لوگوں کا آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو

جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر

خوشی محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا

میں رہنے پر خوش ہوتے ہیں وہ طفل

طبع ہیں۔ پچنچیں۔ ایمان لانے پر جو

اس کو انعام ملے گا حضرت مویٰ وہ

شکر کرتے رہے۔

کہا نہ گردو صافِ اقبال تو درو ہم گردو اطللس بخت تو برو
 کہ تیرا صافِ اقبال تھمت نہ بنے گا تیرے نصیب کا اکلے ہو نہ بنے گا
 ہرچہ خواہی یابی از بختِ جواں شادماں مانی گوردی ناتواں
 قوی نصیب سے تو جو چاہے گا ' پائے گا تو خوش رہے گا ' کزہ نہ بنے گا
 گفت احسنست کلو گفتی ولیک تا کنم من مشورت با یار نیک
 فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمدہ بات کی لیکن میں اچھے دوست سے مشورہ کر لوں

مشورت کروں فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
 حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں حضرت سلیمان خاتون سے فرعون کا مشورہ
 بموسیٰ علیہ السلام و فرمودن آسیہ اورا با ایمان آوردن
 کرنا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایں سخن با آسیہ
 پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں
 بس عند جہاست متن ایں مقال
 اس گفتگو کا متن بہت سی عبارتیں ہیں
 وقت کشت آمد رہے ہر سود کشت
 کھیتی کا وقت آ گیا وہ کس قدر نفع بھری کھیتی
 بر جمید از جا و گفتارِ لک
 جگہ سے کوئیں اور کہا تجھے مہرک
 عیب سے کل را خود پو شاند گواہ
 عیب خود سمجھے کو ٹوٹی پہناتا ہے
 ہمدماں مجلس کہ بشیدی تو ایں
 اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا
 ایں سخن در گوشِ خورشید ارشدے
 یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی
 بچ میدانی چہ وعدہ است او چہ داد
 تو کچھ جانتا ہے کہ کیا وعدہ اور کس قدر سخاوت ہے
 گفت اجل اشغال بریں اسل سیہ
 انہوں نے فرمایا یہاں طہان پر جان چڑھ کر دے
 زود دریاب اے شہ نیکو خصال
 اے نیک خلعت شہا جلد حاصل کر لے
 ایں بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
 یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں
 آفتابے تاج کشتت اے کلک
 اے کچھ سوج تیرا تاج بن گیا ہے
 خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ
 خصوصاً جب سورج اور چاند ٹوٹی ہو
 چوں گفتی آرے و صد آفریں
 تو نے ہی ہاں اور صد آفریں کہیں نہ کہا؟
 سرنگوں بر بھی آں زیر آمدے
 اس کی تمنا میں لوندھا نیچے آ جاتا
 می کند ابلیس را حق انتقاد
 اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

۱۔ کہ نہ گرد حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے فرمایا تو ایمان لائے گا
 تو تیرا اقبال بہتر ہے گا۔ برو۔ وصالی
 ہر معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔
 گفت۔ فرعون نے نصیحتیں سن کر کہا
 میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ
 کر لوں اس وقت تک کوئی جواب
 نہیں دے سکے۔

۲۔ گفت حضرت آسیہ فرعون
 کی بیوی تھیں انہوں نے فرمایا کہ
 حضرت موسیٰ کی نصیحتوں پر عمل کر
 لے متن وہ عبارت جس کی تشریح
 کی جائے گرم گشت۔ یعنی مشق
 خداوندی میں گرم ہو گئی۔ رخ لک۔
 خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔
 کلک۔ گل تمنا اس میں کافی تفسیر کا

۳۔ عیب۔ کل گھنچے کا گنج اگر اس
 کو ٹوٹی اڑھا کر اس کا عیب چھپائے تو
 عیب کی بات ہے مزید عیب جب
 ہے کہ ٹوٹی بھی چاند اور سورج کی ہو۔
 ہمدماں۔ حضرت آسیہ نے فرعون
 سے کہا تجھے فوراً اسی مجلس میں ایمان
 لے آتا تھا۔ بیچ ایمان پر فرعون کی
 بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ
 تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

چہل ہدیہ لطف آل کریمت باز خواند
جب اس کریم نے اس مہربانی سے تجھے بلایا ہے
زہرہ ات قدرید تازاں زہرہ ات
تیرا پتہ نہ پتا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ کز بہر حق او بر درو
وہ پتہ جو خدا کے لئے پھٹ جائے
غافل ہی ہم حکمت ست و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا پن بھی حکمت ہے
غافل ہی ہم حکمت ست و نعمت ست
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسورے شود
لیکن نہ اس قدر کہ تاہر بن جائے
خود کہ یابد اس چنین بازار را
ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟
دانہ را صد در خنات عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدلہ ہوں
کان للہ داون آل جبہ است
اس دینی کا دینا، اللہ کا ہو جانا ہے
زانکہ اس ہوئی ضعیف بیقرار
کیونکہ یہ کمزور ہے فردا شخصیت
ہوئی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہچو قطرہ خائف از بادوز خاک
اس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باصل خود کہ دریا بود حست
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ مہیا تھی کو گیا

لے کجب چہل زہرہ ات بر جائے ماند
تعب ہے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟
بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوا
چوں شہیدان از دو عالم بر خورد
وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا ہے
تا بماند لیک تا اس حد چرا
تاکہ اس کا وجود ہے، لیکن اس حد تک کیوں ہے؟
تا نپرد زود سرمایہ ز دست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زیر جان و عقل رنجوے شود
ایک ہید کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خری گلزار را
کہ تو ایک پھول کے بدلے میں جن کو خرید لے
جبہ را آیدت صد کاں عوض
ایک دینی کا تیرے لئے سو کانیں بدلہ ہوں
تاکہ کان اللہ لہ، آید بدست
تاکہ، اللہ اس کا ہو گیا، ہاتھ آ جائے
ہست شد زال ہوئی رب بآندار
اللہ کی پائیدل شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم و ہرگز نمرود
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مرے گی
کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دونوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از نف خود شید و باد و خاک رست
تو اس نے صحر کی گری اور ہوا اور خاک سے نجات پالی

۱۔ بچوں نے اپنے جیسے مصیبت کا
پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتہ کیوں نہ
پیدا کر بھٹ جاتا تو دونوں جہان کی
کامیابی تھی۔ زہرہ جو پتہ اللہ کے
لئے پھٹ جائے اس کو شہیدوں کی
طرح خدا کی جانب سے عطا ملتی
ہے غافل ہی نظام عالم کی ہمتا کے لئے
خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی
ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد
سے بڑھی ہوئی ہے
۲۔ غافل۔ اگر انسان ہمہ وقت
استغراقِ مہم ہے اس کے حواس
معتدل رہیں تو اس کے علم کا سرمایہ
کٹ جائے۔ ایک۔ لیکن لکھی
غفلت جو تاہر کے بھج کی ہو بری
چیز ہے خود کہ یابد حضرت مولیٰ کی
رحمت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ
ایک پھول کے عوض جن خرید لیا
جائے وہ حواسِ باغ
۳۔ کان اللہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ وَفَضَّلَ اللَّهُ
كَانَ اللَّهُ لَهُ وَكَانَ اللَّهُ لَهُ وَكَانَ اللَّهُ
كَانَ اللَّهُ لَهُ وَكَانَ اللَّهُ لَهُ وَكَانَ اللَّهُ
شخصیت گشت باقی۔ حدیث قدسی
بِعَيْنِ أَنْفِي فَفَتَنَهُ وَمَنْ فَتَنَهُ فَقَدْ
دُفِنَ جَوْفَهُ عَنْ حُبِّهِ كَمَا تَدْرِي كَوْنُ
کر دیتا ہوں اور میں جس کو فتن کرنا
ہوں اس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہچو
بانی کی ہون کو صحر کی گری اور ہوا خاک
نظم کو جی ہے

ذاتِ اَوْ معصوم و پا برجا نیک

اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے

تالیابی در پہلی قطرہ یم

تاکہ تو قطرے کے عوض سند حاصل کرے

در کف دریا شوا یمن از تلف

دیا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا

قطرہ را بحرے تقاضا گر شد ست

کہ قطرے کے لئے سند تقاضا کرنے والا ہو ہے

پس چه استادی و در ماندی ہلا

تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟

قطرہ وہ بحر پر گوہر میر

قطرہ دیدہ جواہر بھرا سند لے جا

کہ ز بحر لطف آمد اس خن

کیونکہ میرانی کے سند سے یہ پیغام آیا ہے

چونکہ بحر رحمت ست اس نیست خو

کیونکہ یہ رحمت کا سند ہے نہ نہیں ہے

تا شود چوگان موسیٰ پا ثرا

تاکہ موسیٰ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے

بر چہیں انعام عام اے بیخبر

اے بے خبر! ایسے عام انعام پر

تاگردی در غلط بینی فنا

تاکہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے

چونکہ خواند ست بروئے معتمد

جب اس نے بلایا ہے اے معتمد! چلا جا

بر فروز از اس اشارت بے سخن

اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

ظاہر شل گم گشت در دریا و لیک

اس کا ظاہر میا میں گم ہو گیا لیکن

ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے قدم

اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دیدے

ہیں بدہ اے قطرہ خود را اس شرف

ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش

خود کرا آید چنین دولت بدست

یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟

چوں ۲ تقاضای گند دریا ثرا

جب دیا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے

اللہ اللہ زود بفروش و بحر

خدا کے لئے جلد بیچ اور خرید

اللہ اللہ بیچ تاخیرے ممکن

خدا کے لئے بالکل تاخیر نہ کر

اللہ اللہ زود بشتاب و بخو

خدا کے لئے جلد دوڑ اور تلاش کر

اللہ اللہ گئی ۳ شو بیدست و پا

خاکے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا

اللہ اللہ تو گمان بد مبر

خدا کے لئے تو بگمانی نہ کر

اللہ اللہ زود دریاب اے فنا

خدا کے لئے اے نوجوان جلد حاصل کر لے

اللہ اللہ ترک گن ہستی خود

خدا کے لئے اپنی ہستی کو چھوڑ دے

اللہ اللہ زود تر تعجیل گن

خدا کے لئے بہت جلد غلت کر

۱۔ ظاہر شل۔ جو قطرہ دریا میں مل گیا
اظہار وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ
ہو گیا ہے جس بدھ اپنی ذات کو فنا کر
کے ذات ہادی حاصل کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ قطرے کے عوض میں سند
حاصل کرنا۔ اس شرف قطرے کا
میا میں مل جانا قطرے کی عزت
ہے خود کہ یہ صحت اپنی طاقت
سے حاصل نہیں ہوتی ہے

۲۔ چل۔ جب دیا نے وحدت
خود کو دست سے ہاتھ لیا تو وقف کیا
ہے اللہ جلد قطرہ دے کر پر جواہر
دیا خرید لے

۳۔ گوی شو۔ جس طرح موسیٰ
کہیں وہ کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو
موسیٰ کے بلکی گیند بنانا چاہیے
ترک گن۔ اپنی ہستی کو ترک کر کے
قرب حاصل کرنا چاہیے اشارت
موسیٰ کی رحمت قدرتی اشارہ ہے اس
سے منور ہو جانا چاہیے

اللہ! اللہ تاکنون گو باختی خدا سے ڈر! اب تک تو نے میری بازی چلی

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید سبحان اللہ جب اللہ کی مہربانی ہو گئی
اللہ اللہ چونکہ عصیاناً تو خدا کے لئے جب تک تیرے گناہ

اللہ اللہ چوں زفعلت راہ داد خدا کے لئے جب اس نے فضل کر کے تجھ راستہ دیا ہے
اللہ اللہ باحتسین کفر حق دو تو تعجب ہے ایسے دوسرے کفر کے ہوتے ہوئے

لطف اندر لطف او گم می شود مہربانی اس کی مہربانی میں گم ہو رہی ہے
ہیں کہ یک بازے فتادت و العجب آگاہ! ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آ گیا ہے

در پذیر این چار خلعت زود زود ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کر لے
گفت باہا ماں بگویم اے ستیر اس نے کہا ہے پردہ نشین! میں ہاں سے گفتگو کروں گا

گفت باہا ماں مگو ایں راز را اس نے کہا ہاں سے یہ راز نہ کہتا

قصہ باز بادشاہ و کم پیرزن کہ درخانہ او بود بادشاہ کے باز اور اس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

باز اسپیدے کم پیرے دی او بیژد نا بخش بہر بھی
ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے وہ بھلائی کے لئے اس کے ہاتھ ترش دے گی
ناخن کہ اصل کارست و شکار کوڑ کم پیرے بیژد کور وار
وہ ناخن جو اصل کام اور ذریعہ شکار ہیں کبڑی بڑھیا! اندھے پن سے کات دے

۱۔ اللہ اللہ حضرت آسیہ نے فرمایا
تو اب تک میری چال چلتا رہا ہے اور
گناہوں میں سر بلندی حاصل کرتا رہا
۲۔ عنایت۔ خدائی توجہ عید۔
سرکش۔ شکر گو۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کر
کرتا ہے۔ گناہ تیری رسائی کا
باعث نہیں ہوئے ہیں۔

۳۔ کفر وہ تو۔ خود فرعون کا کفر اور
اس کی قوم کا کفر۔ اسطے پیچھے
کے انسان کو بلندی حاصل ہو رہی
ہے۔ بازے یعنی فتنہ خدائی۔
نیاید۔ یہ سعادت قوت بازو سے
حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ چار
خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے
پر تجھے حاصل ہو جائے گی۔

۴۔ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں
سن کر فرعون نے کہا میں اس معاملہ
میں ہاں دیر سے مشہد کہہ رہا تھا۔ کور
کم پیرے۔ کبڑی بڑھیا اور باز کا
قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔
اسپیدے سفید باز بہت قیمتی ہوتا
ہے۔ ناخن۔ باز کے تمام ہتھوں کا
مدد اس کے بچوں پر ہے۔ کور وار۔
اندھا ہیں۔

کمر کجا دوست مادر تا خرا
کہ تیری میں کہیں تھی کہ تیرے
ناخن و منقار و پریش را برید
ناخن ہواں کی چوٹ ہواں کے پر کاٹ ڈالے
چونکہ شتمناش دہد او کم خورد
جب وہ اس کو دنیا دیتی ہے وہ نہ کھاتا
کہ چشیں شتمناج خشم بہر تو
کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلایا پکا
تو سزائی مر ہماں اداہار را
تو اسی بدعتی کے لائق ہے
آب شتمناش دہد کایں را بگیر
اس کو دلیے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے لے
آب شتمناش نگیر و طبع باز
باز کی طبیعت اس دلیے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے
از غضب آں آتش سوزاں بر سرش
غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیہ اس کے سر پر
اشک از اں چشمش فرو ریزد سوز
سوز سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں
زاں دو چشم نازنین با ذلال
ان نازنین پر غمزہ آنکھوں سے
چشم ماز آغش شدہ پر زخم زانغ
اس کی زخمی ہوئی دلی آنکھ کو بے درخشمی پر ہو گئی
چشم دریا بسطتے کز بسط او
سندھ کی وسعت دلی آنکھ جس کی کشادگی سے
گر ہزاراں چرخ در چشمش رود
اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

۱۔ کہ کجا۔ بڑی محنت نے یہ بھی
کہا کہ باز میں کہیں چلی گئی تھی کہ
میں نے کس حال قدر بڑھ گئے ہیں۔
چنانچہ اس بڑھی نے اس باز کے پر ہوا
چرخ کو بے رخ کاٹ ڈالے شتمناج۔
۲۔ تری کھان ہے جو دلیے پر
ہے کی طرح کا ہوتا ہے خشم
گیر۔ باز شتمناج کو نہیں پیتا ہے تو
بڑی ہوشیاری سے ہوتا ہے ہوا اس کی
محبت کے روئے چاک ہو جاتے
ہیں۔ ستور۔ سر کی دوبار محبت۔
۳۔ آب شتمناش۔ اس کو شتمناج
دیتی ہے ہوا تھی ہے کہا کرے بغیر کی
دلی پند نہیں ہے تو یہ کھالے فطیر۔
۴۔ دلی جس میں خیر نہ ہو گل۔ مجاہد
مغفر۔ سر پر لڑھکنے کی لو ہے کہ خود
پہل ہوا سر ہے یا اسباب باز کو
باشک کی محبت پاتا ہے
۵۔ زان دو چشم۔ یعنی باز کی وہ
آنکھیں جو نازنین ہیں جن سے وہ
شاہ کا دیدار کرتا تھا۔ نازنین وہ بڑھی
نہیں ہے معراج کے واقعہ میں قرآن
نے کہا ہے کہ آنحضرت کی نگاہیں سج
پڑیں ہوا ان کو دیدار پر حاصل ہوا۔
۶۔ کشادگی۔ قلوب۔ سندھ

ناخاں زینساں دازست اے کیا
ناخن اتے لے ہیں، اے بھلے ہمارا
وقت مہر ایں می گند زال پلید
ہناک ہوسیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے
خشم گیر و مہر ہارا بر درد
غصہ میں بھر جاتی ہے محبت کو چاک کر دیتی ہے
تو تکمر می نمائی و غشو
تو تکمر ہوا سر کشی کرتا ہے
نعمت و اقبال کے ساز و خرا
نعت ہوا خشی نہیں تھے کہ ب ساقی آسکتی ہے
گر نمی خواہی کہ نوشی زان فطیر
اگر بے خیر کی دلی کھاتا نہیں چاہتا ہے
زان بر رنجہ شود شمش دراز
اس سے دھونیا دہر خیمہ ہوتی ہے ہواں کا غصہ بڑھ جاتا ہے
زن فرو ریز و شود گل مغفرش
محبت ڈال دیتی ہے اس کی کھوپڑی گئی ہو جاتی ہے
یاد آرد لطیف شاہ دل فروز
دل کا خنور کرنے والے باشک کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے
کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
جوئلہ کے چرسک جیسے سینکڑوں نکلات کتنی تھیں
چشم نیک از چشم بد بادرد و داغ
اچھی آنکھ بغیر سے مدد ہوا داغ دلی ہو گئی
ہر دو عالم می نماید تار مو
دون جہاں ایک بال نظر آتے تھے
ہمچو چشمہ پیش قلمز گم شود
چشمہ کی طرح سندھ میں گم ہو جائیں

چشم ۱۔ گزشتہ ازیں محسوسہا
 وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے
 خود نمی یابم یکے گوشے کہ من
 میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
 می چکید آں آب محمود جلیل
 اس سے وہ قاتل تعریف عظیم آنسو نکلتے
 تا بمالد در برو منقار خویش
 تاکہ اپنی چونچ لہ پھول پر ملیں
 باز ۲۔ گوید چشم کم پیرا فروخت
 باز کہتا اگرچہ بڑھی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے
 باز جانم باز صد صورت تند
 میری جان کا باز ہر سینکڑوں صورتیں حاصل کر لے گا
 صلح ار یکدم کہ آد با شکوہ
 حضرت صلح اگر ایک پر شوکت پھونک مادیں
 دل ہی گوید خموش و ہوشدار
 دل کہتا ہے کہ چپ لہ ہوش میں آ
 غیرتش ۳۔ راہست صد حلم نہاں
 اس کی غیرت میں سینکڑوں علم پوشیدہ ہیں
 نخوت شایہ گر نقش جلی پند
 شایہ بکبر نے اس کی فصاحت کے مقام پر قبضہ کر لیا
 کہ کنم با رائے ہلماں مشورت
 کہ میں ہلان کی رائے سے مشورہ کروں گا
 مصطفیٰ را زلی زن صدیق رب
 حضرت مصطفیٰ کے مشیر اللہ کے صدیق ہیں
 عرق جنسیت چنانش جذب کرد
 ہم جنس ہونے کی رگ نے اس کو ایسا کھینچا

یافتہ از غیب بنی یوسہا
 غیب بنی سے لاشعور محسوس کئے ہوئے ہیں
 نکتہ گویم ازاں چشم حسن
 کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہ سکوں
 می زبوں قطرہ اش را جبرئیل
 کہ جبرئیل اس کے قطرے کو لے اڑتے
 گردہ دستوریش آل خوب کیش
 اگر وہ پاک خلعت ان کو اجازت دے
 فرو نور و صبر و حلم را نسوخت
 میری شان و شوکت تو اور میر و علم کو نہیں جلا سکا
 زخم بر ناقہ نہ بر صلح زند
 وہ لونی پر نہ حضرت صلح پر زخم لگائی ہے
 صد چٹاں ناقہ بزاید متن کوہ
 پہاڑ کی چٹان لکی سینکڑوں اونچیاں جن دے
 ورنہ درانید غیرت پود و تار
 ورنہ غیرت خداوندی تاتا بانا اونچتر دے گی
 ورنہ سوزیدے بیگ دم صد جہاں
 ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہاں پھونک دے
 تادل خود را زبند او کرد بند
 حتیٰ کہ اس نے فصاحت کی جانب سے دل کو روک دیا
 گوشت پشت ملک قطب مقدرت
 کہیں کے وہ سلطان کی پشت لہ اقتدار کا مادہ ہے
 زلی زن ابو جہل را شد یولہب
 ابو جہل کا مشیر ابولہب ہوا
 کان نصیحتا بہ پیشش گشت سرد
 کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے غصہ ہی پڑ گئیں

۱۔ چشم باز سے مراد اللہ کا وہ دل
 ہے جو مخالف جانوں میں پھنس جاتا
 ہے اسے دلی کی آنکھیں محسوسات
 سے گزر کر غیبات سے لطف اندوز
 ہوتی ہیں۔ می چکید۔ وہ آنسو اس قدر
 قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل
 اٹھالیے ہیں اور تیر کا اپنے جسم پر لٹے
 ہیں۔

۲۔ باز گوید۔ وہ دلی جو دشمن کے
 باطن تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ
 مخالفوں کے غصہ سے میرے
 استقلال میں کوئی فرق نہیں آ سکا
 ہے باز جانم اگر ملای جسم ہلاک
 بھی ہو جائے تو کیا بڑا ہے اس کی
 مثل تو حضرت صلح کی لونی کی ہی
 ہے خصوصیت حضرت صلح میں بھی
 نہ کہ لونی میں۔

۳۔ غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی
 بڑا ہے ورنہ اس طرح کے بھی راز
 افشا کرنے سے وہ اس قدر غضبناک
 ہو جاتی کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ نخوت۔
 یعنی فرعون کا شایہ بکبر فصاحت قبول
 کرنے سے مانع بنا کہ کہم بکبر کی
 وجہ سے اس نے کہا میں اپنے ذریعہ
 ہلان سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰ۔ ہم
 جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے
 آنحضرت کے مشیر حضرت ابوبکرؓ تھے
 ابو جہل کا مشیر ابولہب تھا۔ نصیحتا۔ یعنی
 حضرت آسیہ کی نصیحتیں۔

جنس اسہی جنس صد پڑہ پڑو بر خیاش پڑہ ہارا بر درد
جنس جنس کی جانب سے نکلوں میں سے اڑتی ہے اس کے خیال پر سے پڑے ہوا دیتی ہے

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناوداں غویدہ و دو خطر افتادن داشت
اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پٹالے سے چڑھ گیا تھا اور گرنے کا خطرہ رکھتا تھا
واہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سوال کردن و چارہ جستن مادر او
اور اس کی ماں کا حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زن آمد بہ پیش مرتضیٰ
ایک عورت حضرت مرتضیٰ کے پاس آئی
گرش میخوانم نمی آید بدست
اگر میں اس کو بلاتی ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے
نیست عاقل تاکہ دریا بدچوما
وہ سمجھ رہی نہیں ہے کہ ہادی طرح کچھ جائے
ہم اشارت را نمی داند بدست
وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے
بس نمودم شیر و پستان را بدو
میں نے اس کو دودھ اور چھاتی بہت دکھائی
از برائے حق شناید اے مہاں
اے بزرگ! خدا کے لئے آپ ہیں
زود درماں گن کہ می کرزد لم
جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لرز رہا ہے
گت ۳ طفلے را برآورد ہم زبام
فرمایا ایک بچہ کو کوٹھے پر لے جا
سوی جنس آید سبک زان ناوداں
وہ فوراً پٹالے سے اپنے ہم جنس کی طرف آ جائے گا
زن چٹاں کرد و چوید آں طفل او
عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اس کو دیکھا

گفت شد برنا و داں طفلے مرا
بولی میرا بچہ پٹالے پر چڑھ گیا ہے
ورہلم ترسم کہ افتد او بہ پست
اگر چھوٹی ہوں ذرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے
گر گویم کز خطر سوی من آ
اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آ جا
وز بداند نشود انہم بدست
اگر جانتا بھی ہے، نہیں سنتا ہے یہ بھی ہما ہے
او ہی گرداند از من چشم و رو
وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے
دستگیر این جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان کے دستگیر
کہ بدر و از میوہ دل بسگم
کہ تکلیف کے ساتھ میل کے سوسے سے جلد جھلیں
تابہ بیند جنس خود را آں غلام
تاکہ وہ بچہ اپنے ہم جنس کو دیکھے
جنس بر جنس ست عاشق جاوداں
ہم جنس ہمیشہ ہم جنس پر عاشق ہوتا ہے
جنس خود خوش خود خوش بدو آورد رو
اس نے خوشی خوشی اپنے ہم جنس کی طرف رخ کر دیا

۱۔ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی
طرف تیزی سے جاتی ہے۔ قصہ۔
حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ
چھت پر چھوڑ دیا جائے وہ بچہ پٹالہ
سے اس کے پاس آ جائے گا۔
مرتضیٰ۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے
ناوداں۔ پٹالہ۔ پست۔ یعنی پٹالہ
سندھین پر۔
۲۔ نیست۔ اس میں اتنی عقل
نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے
بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں
یعنی دوست ہے دوسرے مصرع
کے آخر میں معنی ہوتا ہے کہ
بدست۔ یعنی میری ہلاک ہو جائے۔
۳۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا
کہ ایک بچہ چھت پر بٹھا دے وہ بچہ
پٹالے سے اس کے پاس آ جائے گا۔
زن۔ اس عورت نے حضرت علیؑ کے
مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس کے پاس
آ گیا۔

سُوی اِ بام آمد ز متنِ ناو داں
پنلہ پر سے کوٹے پر آگیا
عو عوان آمد بسوی طفل طفل
کھٹکا کھٹکا بچہ بچہ کی طرف آگیا
زاں بُود جنس بشر پیغمبراں
اسی لئے پیغمبر انسان کی جس کے ہوتے ہیں
پس بشر فرمود خود را ملکم
ہیں انہوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کہا
زانکہ جنسیت عجائبِ جاذبے ست
کیونکہ جنیت عجیب جاذب ہے
عیسیٰؑ اور اہلس آسمان پر پلے گئے
حضرت عیسیٰؑ اور اہلس آسمان پر پلے گئے
بازاں ہاروت و ماروت از بلند
پھر وہ ہاروت اور ماروت بلندی سے
کافراں ہم جنسِ شیطان آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں
صد ہزاراں خوی بدستے آموختہ
انہوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں
کتریں سہوشال بدستے ایں حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے
زاں سگال آموختہ جھد و حسد
انہوں نے ان کتوں سے کینہ اور حسد سیکھا
ہر کرادید اوکمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحبِ کمال دیکھتا ہے
زانکہ ہر بد بختِ خرمن سوختہ
کیونکہ جس بد بخت کا کلیں جل گیا ہو

جاذب ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا سمجھنے والا سمجھ
وارہید از اوقاتِ سَوی سفیل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا
تا جنسیتِ رہمند از ناو داں
تاکہ جنیت کی وجہ سے پنلہ سے نجات پا جائیں
تا جنسِ آیند و کم گردند گم
تاکہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں
جاذبِ جنس ست ہر جاذبِ لبے ست
جس جگہ کوئی طلبہ ہے جس اس کی جاذب ہے
با ملائک چونکہ ہم جنسِ آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے
جنس تن بودند از اں زیر آمدند
چونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے
جانِ شال شاگردِ شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی
دیدہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں
آل حسد کہ گردنِ ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی
کہ نحوہد خلق را مُلکِ بد
جو مخلوق کے لئے بدی سلطنت نہیں چاہتے
از حسد قوہ جنش آمد دردِ خاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو قوتِ کمال کا درد ہوتا ہے
می نحوہد شمع کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

۱۔ سُوی نام۔ وہ بچہ پنلہ سے
حجت بر آگیا۔ جاذب سمجھنے والا
سفیل۔ یعنی زمینوں۔ چونکہ ہر چیز
اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی
لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔
بشکم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں
بھی تمہاری طرف انسان ہوں۔
طالب۔ جو طلب گار ہوتا ہے اس کو
اس کی جنس کی طرف جیتا ہے۔
۲۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰؑ اور
حضرت اہلس آسمان پر بلالے
گئے۔ چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس
تھے۔ ہاروت۔ ماروت۔ ہاروت اور ماروت
فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس
تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیج دیئے
گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم
جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی
عادتیں سیکھ لیتے ہیں۔
۳۔ کتری۔ حسد شیطان کی
خصلت ہے جو کافروں نے اس سے
سیکھ لی ہے۔ مُلکِ ابد۔ یعنی آخرت
کی زندگی۔ ہر کر۔ شیطان چونکہ اپنا
سب کچھ تیار کر چکا ہے اس لئے وہ
کسی کی نیکی کو براہِ راست نہیں کرتا ہے
اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ
سکتا۔

ہیں اِکمالے دست آور تا تو ہم
 خبردا کمال مائل کر تاکہ تو بھی
 از خدا می خواہ دفعِ این حسد
 اس حسد کا ذخیعہ خدا سے چاہ
 مر تُرا مشغولِیئے بخشید دروں
 تجھے اپنے باطن کی مصروفیت عطا کر دے
 جُرعہ مے را خدا آں می دہد
 خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے
 خاصیت ۲۔ بنہادہ در کفِ حشیش
 ایک مٹھی بھگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے
 خواب را یزدان بد انسان میکند
 نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے
 کرد مجنوں رازِ عشق پُوستے
 مجنوں کو کمال کے عشق سے ایسا کر دیا
 صد ہزاراں اس چمن میں دارد او
 وہ اس طرح کی لاکھوں بیجودیاں رکھتا ہے
 ہست میہلی شقاوت نفس را
 بدستی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں
 ہست ۳۔ میہلی سعادت عقل را
 نیک بدستی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں
 خیمہ گردوں ز سر مستی خویش
 وہ اپنی سرمستی سے آسمان کے خیمہ کو
 ہیں بہر مستی دلا غرہ مشو
 خبردا اے دل ہر مستی سے دھکا نہ کھا
 این چنیں مے را بخور زیں خُلبہا
 ان مکھوں سیانسی شراب پی
 از کمال دیگران نفی بغم
 دھروں کے کمال سے غم میں جلا نہ ہو
 تا خدایت وا رہا نڈزیں حسد
 تاکہ خدا تجھے اس حسد سے نجات دیدے
 کہ نہ پر دازی زان سُوی بُروں
 تاکہ تو اس جانب سے باہر مشغول نہ ہو
 کہ بدو مست از دو عالم می رہد
 کہ اس کا مست دھروں عالم سے نجات پا جاتا ہے
 گو زمانے می رہاند از خودیش
 کہ وہ اس کھوڑی دیو کے لئے خودی سے چھٹا دیتی ہے
 کز دو عالم فکر را برمی کند
 کہ دھروں جہان کے فکر سے برطرف کر دیتا ہے
 گونه شناسد عدو از دوستے
 کہ وہ دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا
 کہ بر اہاکات تو یگما رد او
 جو وہ تیرے محسوسات پر مسلط کر دیتا ہے
 کہ زہ بیروں برداں نفس را
 جو اس منہوں کو گرہ کر دیتی ہیں
 کہ بیابد منزل بے نقل را
 کہ وہ منتقل نہ ہونے والی منزل کو حاصل کر لیتی ہیں
 برگند زان سُو بگید راہ پیش
 اٹھاؤ دیتی ہے اہل اسباب گے راستہ اختیار کر لیتی ہے
 ہست عیسیٰ مست حق خرمست جو
 حضرت عیسیٰ اللہ کے مست اور گدھا جو کماست ہے
 مستیش نبود زکوۃ دہیا
 اس کی مستی کو تادم دھروں کے لئے نہیں ہے

۱۔ ہیں اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو دھروں پر حسد کرتا ہے اور دھروں کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا ہوتا ہے نفی۔ نہائی کا مخفف ہے از خدا حسد کا ذخیعہ خدا کر سکتا ہے مشغولِیئے اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دھروں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے جُرعہ۔ خیاں ہے بہت کی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دھروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے
 ۲۔ خاصیت۔ بھگ بھی دھروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے کہ مجنوں کیل کے ظاہر پر عاشق ہو کہ دھروں سے غافل ہو گیا تھا۔ حسد ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سی چیزیں لپی پیدا فرمائی ہیں جو دھروں کے احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔ ہست۔ نفس ایسی مستیوں میں مبتلا ہے جو اس کو راہ مستقیم سے غافل بنا دیتی ہیں۔

۳۔ ہست۔ عقل ایسی مستیوں میں رہتی ہے جس سے وہ ایسی مقام حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی پروا آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔ ہیں۔ انسان کو مستیوں میں فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے حضرت عیسیٰ کی مستی اور عیسیٰ کی مستی جدا گانہ ہے خوب غم، شراب کا منک کونہ و نوب چھوٹی دھماکا گدھا

انکہ ہر معشوق چوں خب سستہ
 کہنے ہر معشوق کے کی طرح پر ہے
 نے شناسا ہیں بخش با احتیاط
 اے شرب کے پچانے والے احتیاط سے کچھ
 نے شناسا ہیں بخش از روی ترش
 اے شرب کو پچانے والے از شرابی سے کچھ
 ہر دوستی می دہندت لیک ایں
 تجھے دلوں مست کرتی ہیں لیکن یہ
 تار ہی از و مکرو و سواں و حیل
 تاکہ تو مکرو و سواں کو ہیلوں سے نجات پا جائے
 انبیاء چوں جنس روح آند و ملک
 انبیاء چونکہ روح ہر فرشتہ کے ہم جنس ہیں
 باد جنس آتش ست و یار او
 ہوا، آگ کی جنس اور اس کی یاد ہے
 چوں بہ بندی تو سر کوزہ تہی
 اگر تو خالی پیالہ کے سر کو باندھ دے
 تاقیامت او فرو ناید بہ پست
 وہ قیامت تک نیچے کی جانب رخ نہ کرے گا
 میل بادش چوں سوی بالا بود
 چونکہ اس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
 باز آں جانہا کہ جنس انبیاست
 پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
 زانکہ عقلش غالب ست و بے شک
 کیونکہ اس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے
 واں ہوئی نفس غالب بر عدو
 خواہش، نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے درو دیگر صافی چو در
 ایک تپھٹ دھرا موتی کی طرح صاف ہے
 تائے یابی منزہ ز اختلاط
 تاکہ تو میل سے پاک شرب حاصل کر لے
 آں مے صافی کز و گروی خمش
 اس صاف شرب کو جس سے تو خاموش ہو جائے
 مستیت آرد کشاں تا رب دیں
 مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
 بے عقل عقل در قص اجمل
 وہ عقل کی ری کے بغیر اجمل کو میں ہے
 مر ملک را جذب کردند از فلک
 فرشتہ کو آسمان سے کھینچ لیا
 کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
 کیونکہ دلوں کا قصد اوپر کی جانب ہے
 در میان وض یا جوئے نہی
 حوض یا نہر میں اس کو رکھے
 کہش خالی ست دروے باد ہست
 کیونکہ اس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہوا ہے
 ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
 وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
 سؤیشد کش کشل چل سہاست
 وہ سایل کی طرح ان کی جانب کش میں ہیں
 عقل جنس آمد خلقت با ملک
 عقل، خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
 نفس جنس اسفل آمد شہ بدو
 نفس، اسفل کا ہم جنس ہے اس پر تف ہے

۱۔ زانکہ ہر شے کی محبت نہیں
 کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح
 ہونا ضروری نہیں ہے۔ بے شناسا
 ساک کو اختیار کرتا چاہے وہ کشش
 اختیار کرنی چاہے جو خالص ہو۔
 گری۔ جس اس کشش کو اختیار کرتا
 چاہے جو ان کا خیر شدہ شے یا زائد کا
 مصداق ہو۔ تا رب دیں۔ جو کشش
 خدا کی طرف لے جائے وہ کشش
 اختیار کرنی چاہے۔ نفس اجمل۔
 لوٹ کا رقص یعنی بے قاعدہ اجمل
 کہ۔

۲۔ انبیاء انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ
 سے ہوتا ہے ان لئے فرشتے ان تک
 پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا
 عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔
 خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی
 میں ڈالو چونکہ اس میں ہوا بھری ہوئی
 ہے وہ نیچے نہ جائے گا۔ میل بادش۔
 وہ ہوا اس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے
 دے گی۔

۳۔ باز۔ جو وہ جنس انبیاء کی ہم جنس
 ہیں وہ انبیاء کے ساتھ ساری کی طرح
 تکی رکتی ہیں۔ زانکہ ان لوگوں میں
 عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتے کی
 ہم جنس ہے۔ ہوا کی نفس خواہشات
 نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے
 شہ بدو۔ وہاں پر تف ہے۔

یُوْدُ قَبِیْلِ اِٰی چنِسِ فرعونِ ذَمِیمِ یُوْدُ سَبِطِی چنِسِ موسیٰ کلِیمِ
 قَبِیْلِ بَرِّ فرعون کا ہم جنس تھا سَبِطِی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا
 یُوْدُ ہاہاں چنِسِ مَرِ فرعونِ را بَرِّ گزیدش بَرِّ دُعا صدرِ سَرا
 ہاں فرعون کا ہم جنس تھا اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلائیں تک لے گیا
 لا جرم از صدرِ درِ قعرش کشید کہ ز جنسِ دوزخِ اَندااں دو پلید
 لاعمال اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا کیونکہ وہ دلوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دو سو زندہ چولِ دوزخِ ضدِ نور ہر دو چولِ دوزخِ زَورِ نور
 دلوں چلے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں دلوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متفر ہیں
 زانکہ دوزخِ گوید اے مومن تو زود بر گذر کہ نورت آتش را رُود
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

در بیان ۱۲ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْئاً مُؤْمِنٌ فَإِنَّ نَوْزَکَ اَطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نورت می کشد آتشم را چولِ کہ دامن می کشد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھاتا ہے میری آگ کو جب وہ نار سے چلتا ہے
 می رَمَدِ آں دوزخی از نورِ ہم زانکہ طبعِ دوزِ حستش اے صنم
 وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے کہ گریزد مومن از دوزخِ بجاں
 دوزخِ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح مومن دوزخ سے پناہ چاہتا ہے
 زانکہ چنِسِ نارِ نَبودِ نُوْرِ او ضِدِّ نارِ آمدِ حقیقتِ نورِ جو
 اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 در حدیث ۳۱ آمد کہ مومن در دُعا چولِ اَمالِ خواہد ز دوزخِ از خُدا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں خدا سے پناہ چاہتا ہے
 دوزخِ ازوے ہم اَمالِ خواہد بجاں کہ خدا یا دُورِ دارم از فَلَائِ
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا مجھے فَلَائِ سے دور رکھ
 جازبہ جنسیتِ ستِ اکنولِ بہِیں کہ تو چنِسِ کیستی از کُفرِ وِیسِ
 جنیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

۱۔ قَبِیْلِ فرعون کی قوم والا۔ سَبِطِی۔ بنی اسرائیل۔ ہاں۔ فرعون کا وزیر بادشاہ اسرائیل ہونے کے فرعون کا ہم جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔ ہاں کے مشورہ سے وہ چاہی کے گھر میں کر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان سے متفر اور نور دوزخ سے متفر ہے۔ ۲۔ دہ بیان۔ اس حدیث سے نور اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے۔ بگذر۔ جس وقت مومن بلی صراں سے گزرے گا جنہم یہ کہے گی۔ نُوْرِ جو۔ یعنی حق

۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث میں مذکور ہے جلاذب ہر انسان میں جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا چاہئے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا دین کی کشش ہے۔

بُود قبطی! جنسِ فرعونِ ذمیم
 قبطی بڑے فرعون کا ہم جنس تھا
 بُود ہلماں جنسِ مَر فرعونِ را
 ہلماں فرعون کا ہم جنس تھا
 لا جرم از صدرِ درِ قعرش کشید
 لاعلاہ اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا
 ہر دوسو زندہ چولِ دوزخِ ضدِ نور
 دھون چلے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں
 زانکہ دوزخ گوید اے مومن تو زود
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد
 بُود سبطی جنسِ موسیٰ کلیم
 سبطی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا
 بر گزیدش بر دتا صدرِ سرا
 اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلائین تک لے گیا
 کہ زجنسِ دوزخ انداں دو پلید
 کیونکہ وہ دھون پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دو چولِ دوزخِ زورِ دلِ نفور
 دھون دوزخ کی طرح دل کے نور سے متغیر ہیں
 بر گذر کہ نورت آتش را رُود
 گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

۱۔ قبطی فرعون کی قوم والا۔ سبطی۔
 بنی اسرائیل۔ ہلماں۔ فرعون کا وزیر
 باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم
 جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو
 مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔
 ہلماں کے مشورے سے وہ جہان کی
 گڑھے میں گر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور
 نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان
 سے متغیر اور نور دوزخ سے متغیر ہے۔
 ۲۔ در بیان۔ اس حدیث سے نور
 اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے۔
 بگذر۔ جس وقت مومن پل صراط
 سے گزرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نور
 جو۔ یعنی جنتی
 ۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث
 میں مذکور ہے۔ ہر انسان میں
 جنیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا
 چاہیے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا
 دین کی کشش ہے۔

در بیان احمدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزئاً مومن فان نوزک اطفاء نارہ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نورت می کشد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھاتا ہے
 می رمد آں دوزخی از نور ہم
 وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے
 دوزخ از مومن گریزد آنچناں
 دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح
 زانکہ جنسِ نار نبود نور او
 اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے
 در حدیث سلم آمد کہ مومن در دُعا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں
 دوزخ از وے ہم لماں خواہد بجاں
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے
 دوزخ از وے ہم لماں خواہد بجاں
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے
 آتشم را چوں کہ دامن می کشد
 میری آگ کو جب وہ نار سے چلتا ہے
 زانکہ طبعِ دوزحستش اے صنم
 اے پیارے! کیونکہ اس کا مزاج دوزخی ہے
 کہ گریزد مومن از دوزخ بجاں
 مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے
 ضدِ نار آمد حقیقتِ نور جو
 نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 چوں اماں خواہد ز دوزخ از خدا
 خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے
 کہ خدا یا دور دارم از فلاں
 کہ اے خدا مجھے فلاں سے دور رکھ
 کہ تو جنسِ کیستی از کفر و دیں
 کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

گر ہماں اے مالکی با مانی
اگر تو ہماں کی طرف ہاں ہے ہلائی ہے
وَر بہر دو مالکی اچھنچتہ
اگر تو ہماں کی طرف ہاں ہے اسیلا ہوا ہے
ہر دو در جنگند ہاں وہاں بکوش
ہماں بر سر پیکہ ہیں ہاں ہاں کوش کر
ساغر صدق از کف موسیٰ بنوش
حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے چٹائی کا پیالہ پی
در جہاں جنگ شادی اس سست
لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے
جہد گن تا نصمت اشکتہ شود
کوش کر تا کہ تیرا دشمن شکست کھا جائے
اس حدیث آمد دراز اے ناگزیر
ہے بات لمبی ہو گئی مجھدی تھی

مشورت کردن فرعون با وزیرش ہماں در ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام
فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہماں سے مشورہ کرنا

آں سہ ستیزہ رُو سختی عاقبت
لاخر اس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے
وعدہای آں کلیم اللہ را
کلیم اللہ کے وعدوں کو
گفت باہماں چو تمہائش بدید
جب ہماں کو تمہا دیکھا اس سے کہا
بانگہا زد گریہ ہا کر داں لعین
اس لعین نے نرے لگائے اور دے لگا
کہ چکو نہ گفت اندر زہی شاہ
کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟

گفت با ہماں برلی مشورت
مشورے کی غرض سے ہماں سے کہا
گفت و محرم ساخت آں گمراہ را
اس گمراہ سے کہا کہ اس کو دہرا دہ بنا لیا
بست ہماں و گریباں را درید
ہماں اچھل پڑا اور گریباں پھاڑ لیا
کوفت دستار و گلہ را بر زمین
ٹوٹی اور علمہ کو زمین پر پٹخ دیا
آچہنیں کستاخ آں حرف تباہ
وہ ہی بات ایسے گستاخ نے

اے گر ہماں اگر انسان ہماں کی
طرف ہاں ہے تو وہ ہماں کی محض سے
جسٹھ اگر موسیٰ کی طرف ہماں ہے
وہ انسان اللہ والا ہے وہ ہر دو۔ اگر
انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف ہاں
ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں کس اور
عقل کی کھنکھاس چاہی ہے ساغر۔
ایسے انسان کو کوش کرنا چاہیے کہ
اس پر عقل کا غلبہ ہے۔
اے ہر جہاں اس کھنکھاس میں
کاہلیاں یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس
کو مغلوب رکھے۔ گرچہ جس کی
طبیعت فرعون کی ہوگی وہ اس صیحت کو
قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہماں
نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔
س۔ آں ستیزہ دو۔ یعنی فرعون۔
کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ نے ایمان
لانے پر جو وعدے کئے تھے وہ سب
ہماں سے کہہ دیے۔ بست۔ ہماں
اچھلا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر
ڈالا۔ کہ چکو نہ کہنے کا کہ موسیٰ کو
کیسے جرات ہوئی کہ کچھ جیسے شاہ سے
لیکے باتیں کرے۔

۱۔ جملہ عالم ہمان نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کا تاج فرمان بنالیا ہے اور سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چھوڑ کر دیا ہے بلکہ جھگڑا خراج وہ محصول جو بادشاہ کو لانا کیا جائے۔ بادشاہوں دنیا کے بادشاہ تیرے ہی خاک چاہتا ہے سمجھتے ہیں۔ اُسے باقی مخالف لشکر ہمارے لشکر کو کچھ کر بھاگ پڑتا ہے۔ ۲۔ تاکوں تو اب تک مجبور ہوا ہوں۔ لوگ تجھے سمجھتے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا لیکن زندگی سے ہزارا کی بہتر ہیں۔ نے نش۔ میری پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ رسوائی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔ ۳۔ خود یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشاہ بنے اور نہ ہو گا۔ بندگانم۔ یہ اسرائیل کا جواب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت نہیں۔ چشم روشن و شمنگیا۔ اس حالت سے دوست رنجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائے گا۔ تنبیہ۔ کھانا بن۔ دوست ہیں ہمان کو دوست اور دشمن میں تیرے نہ جی ہندو اسی بازی کھیل رہا تھا۔

جملہ ۱۔ عالم را مسخر کرده تو نے تمام دنیا کو تابع فرما لیا ہے
از مشارق و مغارب بے لجاج از مشرق و مغربوں سے بلا جھجکے کے
بادشاہان لب ہی مانند شاد بادشاہان خوشی سے ہونٹ ملے ہیں
سب باغی چوں بہ بیند اسب باغی گھوڑا جب ہمارے گھوڑے کو دیکھتا ہے
تا گھوڑوں ۲۔ معبود و معبود جہاں اب تک تو عالم کا معبود اور معبود
در ہزار آتش شدن زین خوشترست در ہزار آگوں میں ہوتا اس سے بہتر ہے
نے بلش اول مرا اے شاہ ہیں نہیں اے بادشاہ خربہ پہلے مجھے قتل کر دے
خسرا اول مرا گردن بزن اے شاہ پہلے مجھے قتل کر دے
خود ۳۔ دوست و مبادا اس چینی ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو
بندگانماں خولجہ تاش ما شوند ہمارے غلام ہمارے ہمسر بنیں
چشم روشن و دشمنان دوست کور چشم روشن ہو اور دوست اندھا ہو
دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا ہو

کار رہا بخت چوں زر کردہ تو تو نے اقبال مندی سے کام کو سونے کی طرح کر لیا ہے
سوی تو آرد سلطاناں خراج بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
برستانہ خاک تو اے کیقباد اے عالی مقام تیرے آستانہ کی خاک پر
رو بگرداند گریزد بے عصا رو بگرداند گریزد بے عصا
بغیر ڈنکے کے سرخ پھیر لیتا ہے بھاگ جاتا ہے
بودہ گردی کمینہ بندگان رہا ہے (ب) حقیر ترین بندہ بنے گا
کہ خداوندے شود بندہ پدست کہ ایک آقا غلام پرست بنے
تانہ بیند چشم من بر شاہ اس تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے
تانہ بیند اس مذلت چشم من تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے
کہ زمیں گردوں شود گردوں زمیں کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین
بید لامان لخرش ما شوند ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے نہیں
گشت مارا پس گلستان قعر گور گشت مارا پس گلستان قعر گور
تو ہمارے لئے چمن قبر کا گڑھا بن جائے

ترتیب سخن ہامان با فرعون علیہ اللعنة
فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہامان کی باتوں کی نزدیکی

دوست از دشمن ہی شناخت او فرد را کو رانہ کشری باخت او
دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا اس نے اندھے پن سے بازی اٹی چلی

دُشمن! تو جو تُو مُرد اے لعلیں
اے ملعون تیرا دشمن تیرے علائقہ کئی نہیں ہے
پیش تو ایں حالتِ بدولتِ ست
تیرے لئے یہ بری حالتِ دولت ہے
گرازیں دولتِ منتازی خنز خزاں
اگر تو اس دولت سے آہستہ آہستہ نہ بھاگے گا
مشرق و مغرب چوتو بس دیدہ اند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں
مشرق و مغرب کہ نبود برقرار
مشرق و مغرب جو پائید نہیں ہیں
تو بدال! فخرِ آدمی کز خرس و بند
تو اس پر فخر کرتا ہے کہ خوفِ ہر بندش سے
ہر کرا مردم سجودے می کنند
جس شخص کو لوگ بھجے کرتے ہیں
چونکہ برگرد از دواں ساجدش
جب وہ بھجہ کرنے والا اس سے رو گھٹتی کرتا ہے
اے سچے تنگ آں را کہ ذلتِ نفسہ
مہک سادہاں کے لئے جس کا نفس خاکسار بنا
ایں تکبرِ زہرِ قاتلِ دال کہ ہست
اس تکبر کو زہرِ قاتل سمجھ کہ جو ہے
چوں مئے پُر زہرِ نوشد مند برے
جب کوئی بے نصیب زہری ہوئی شراب پیتا ہے
بعد یک دم زہرِ درِ جانِش خند
تھوڑی دیر کے بعد زہر اس کی جان اڑھتا ہے
گرداری زہریش را اعتقاد
اگر تو اس کے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں راگو دشمن بکیں
کیونکہ سے 'بے قصوں کو دشمن نہ کہہ
کہ دوا دواؤں و آخر کلتِ ست
کہ جس کی ابتداء بھاگ دڑا ہر آخر کلت ہے
ایں بہارت را ہی آید خزاں
تیری اس بہار پر غریب آجائے گی
کہ سرِ ایشاں زتنِ ببریدہ اند
جن کے سر ہڑ سے جا کر دیئے ہیں
چوں گندِ آخر کسے را پائیدار
وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟
چاپلوست گشت مردم روز چند
چند روز کے لئے انسان تیرے خوشامی بن گئے ہیں
زہر اند جانِ اُو می آگند
اس کی جان میں زہر بھرتے ہیں
داند اُو کاں زہر بود و موبدش
وہ جان جاتا ہے کہ وہ اس کا سر اور زہر تھا
ولی آں کز سر کشی شد چوں کہ اُو
اس پر انہوں جو سر کشی سے پہاڑ کی طرح بن گیا
از مئے پُر زہر گشت آں گنج و مست
زہر پوری شرب کی تم سے جس سے حلقِ مست نہا ہے
از طرب یک دم بختیاند سرے
تھوڑی دیرِ مستی سے بھجوتا ہے
زہرِ درِ جانِش گندِ داودِ رتند
زہر اس کی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے
گرچہ زہر آمدن گر وہ قوم عاد
اگرچہ وہ زہر ہے 'قوم عاد کو دیکھ لے

۱۔ دشمن تُو۔ مولانا کی طرف سے
ہلان کا جواب ہے کہ تو خدا پنا دشمن
ہے بے قصور لوگوں کو دشمن نہ سمجھ۔
دولت۔ تو اس دنیا کو دولت سمجھتا ہے
جس کی ابتداء بھاگ دڑا ہے اور آخر
میں وہ لات مار کر چل دیتی ہے۔ گر۔
اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو
دنیا خود اسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔
دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا
ہے۔ برگرد۔ دنیا پائیدار ہے وہ کسی کو
پائیدار کیا دے سکتی ہے۔
چند۔ تو بدال۔ مجھ سے چند
انسان تکلیف کرنے لگتے ہیں تو انسان
دھوکے میں پڑ جاتا ہے ہر کر۔
لوگوں کی تکلیف ایک زہر ہے جو انسان
کی روح کو ہلاک کرتا ہے۔ چنگ۔
خود بھجہ کرنے والے بھی اس زہر سے
متاثر ہوتے ہیں لیکن اس زہر کا پتہ
جب چلتا ہے جب ان کو ہوش آتا
ہے۔ موبد۔ آتش پرستوں کا سرور۔
سچے۔ تنگ۔ جو لوگ دنیا میں
فردنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش
نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہریلی
ہوئی شراب ہے۔ چوں۔ تکبر کی
شراب کی کچھ دیر انسان مستی کا
اظہار کرتا ہے بعد یک دم تھوڑی
دیر کے بعد وہ زہر اڑھتا ہے۔ قوم
عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک
ہوئی ہے۔

چونکہ اسلئے دست یابد بر شے
جب کئی بادشاہ کی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے
وہ بیابان خستہ افتادہ راہ
اگر کسی دشمن کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے
گر نہ زہرست آں تکمر پس چرا
اگر وہ تکمر زہر نہیں ہے تو کیوں؟
وہ دگر بل بے خدمت چوں نواخت
اس دھڑے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں نواخت؟
را۲ ہزن ہرگز گدائے را نود
کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں مارا
خضر کشتی را برائے آں شکست
حضرت خضرؑ نے کشتی اسی لئے توڑی
چوں شکستہ می رہد اشکستہ شو
جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے، شکستہ ہو جا
آں کہے گو داشت از کال نقد چند
”پہلا جو فقری کی چند کانٹیں رکھتا تھا؟“
”تغ بہر اوست گور اگر دنیست
تو اس کے لئے ہے جس کی (لوچی) گرہن ہے
مہتری نفط ست و آتش لے اغوی
اے گرہا! سردی مٹی کا تیل لہ آگ ہے
ہر چہ او ہموار باشد باز میں
جو چیز زمین سے ہموار ہو
سر برآرد از زمین آنگاہ او
”زمین سے سر اٹھاتی ہے جب“
نرد بان خلق ایں ما و منی ست
یہ خوبی لہ تکبر خلق کے لئے میڑھی ہے
بلکدش یا باز دارد در چہ
اس کو لٹل کرتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کرتا ہے
مر ہمیش ساز دشمن و بد ہد عطا
بادشاہ اس کی مرہم (پٹی) کرتا ہے لہ عطا کرتا ہے
گشت شہ را بیگناہ و لے خطا
اس نے بادشاہ کو بے گناہ لہ بے قصور مارا
زین دو جنس زہر را بیلید شناخت
زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے
گرگ، گرگ، مرہد را ہرگز گود
بھڑیئے نے کسی مرہد بھڑیئے کو کبھی نہیں پھڑا
تا تو اند کشتی از تبار رست
تاکہ کشتی غامضوں سے بچ جائے
اسن در فقرست اند فقر رو
ان فقر میں ہے فقر اختیار کر
گشت پارہ پارہ از زخم کلند
”کدال کی مد سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا“
”سلیہ کا کلند ست بروئے زخم نیست
”سلیہ جو پڑا ہوا ہے اس پر نہیں ہے
اے براہ چوں بر آوری روی
اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟“
تیر ہما کے ہدف گردو ببین
”تیروں کا نشانہ کب بنی ہے دیکھ لے
چوں ہدف ہما زخم یابد بے رفو
نشانوں کی طرح نہ ملنے والے زخم پاتی ہے
عاقبت زین نزد باں افتادنی ست
انجام لہ اس میڑھی سے گر پڑتا ہے

۱۔ چونکہ تکبر کے زور ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ اپنے تکبر کی وجہ سے ماما جاتا ہے لہ زکی سپاہی فتح جاتا ہے گر نہ زہرست اس بادشاہ کے مددے جانے کا سبب اس کا زہر تکبر ہے دیکھ کر اس کی خستہ حالی اس پر کچھ سبب نہ۔

۲۔ زہن ڈاکو کی تکبر مالدار کو لوٹتا ہے۔ گرگ بھڑیا بھی تکبر زندہ بھڑیئے کو پھڑاتا ہے۔ خضر کشتی کی شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے۔ چوں شکستہ شکستہ حال نجات کا سبب ہے تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔ کہ جس پہلا میں کانٹیں ہوتی ہیں اس کی کھالی ہوتی ہے۔ تنقہ گردن حکمر بر بلند کی کٹی ہے۔

۳۔ سلیہ سلیہ ست چیز ہے اس پر تو کھڑکیں چلائی جاتی نفط ایک مادہ ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے۔ ہموار ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد جو چیز زمین سے سر اٹھاتی ہوئی نشانہ بنتی ہے۔ زہر ہما۔ تکبر اور خودی انسانوں کے لئے ایک ایسی میڑھی ہے جس سے چل کر زمین پر گرتا ہے۔

ایں افروغ ست و اوش آں بُود
یہ فردی ہائیں ہیں اور اس کی اسل یہ ہے
چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندہ زو
جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا

چوں بد و زندہ شدی آں خود ویست
جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود ہے
شرح ۲۔ ایں در آئینہ اعمال جو
اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر
گر بگویم انچہ دارم در دروں
اگر میں وہ کہہ دوں جو دل میں رکھا ہوں
بس کُرم خودزیر کاں را ایں بس ست
بس کرتا ہوں، عقلمندوں کے لئے یہ کافی ہے
حاصل ۳۔ آں ہماں بدال گفتار بد
خلاصہ یہ ہے کہ اس ہلان نے بری گفتگو کے ذریعہ

تقمہ دولت رسیدہ تا دہاں
دولت کا لقمہ نہ تک پہنچ چکا تھا
خرمن فرعون را داد او بباد
اس نے فرعون کا کلیان برباد کر دیا
از چمنیں ہمراہ بد دوری گویں
ایسے برے ساتھی سے بدھی اختیار کر

نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون و جلا یافتن
حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے بھڑکنا اور ملعون ہلان
سخن ہامان لعین در دل فرعون
کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف محمودیم و خود خداوندیت را روزی نبود
حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور خلاصگی

۱۔ ایں کبر کی یہ معنیں تو فردی
میں بنیادی بات یہ ہے کہ کبر حاصل
خدا کی میں شرکت کا دعویٰ ہے
چوں وحدت الوجود کے نظریہ کے
مطابق اگر تو نے خود کو کافی نہیں بنایا اور
بقابل اللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا باگ ہے
چوں بدو۔ جب تجھے بقابل اللہ کا مقام
حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا
کا وجود ہے اور یہ خالص و حید ہے
۲۔ تشریح۔ وحدت الوجود کے
مسئلہ ایک تفریق گفتگو کے ذریعہ ممکن
نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے
اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے کہ
جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق اگر میں
اپنے پورے خیالات ظاہر کروں تو
لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے
لہذا انہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں
جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔

۳۔ حاصل۔ غرضیکہ فرعون نے
ہلان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی
راہنمائی سے مدد کر دی۔ تقمہ قری تھا
کہ وہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہلان
اس کی برہم کاری کا سبب بن گیا خدا اس
وزیر کی بادشاہ کو نہ دے جو برہم کاری کا
سبب بنے گفت موسیٰ۔ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ ہم تو نبی سلطنت
دینا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر
میں نہ تھی۔

آں خُداوندی کہ نبود راستیں مَرُو رانے دَستِ دالِ نِے آستیں
 " آہاں جو جی نہ ہو تجھ لے اس کے نہ ہوا ہے نہ آستیں
 آں خُداوندی کی دُز دیدہ یُود بے دل و بے جان و بے دیدہ یُود
 " آہاں جو چہل ہئی ہو " بے دل و بے جان و بے آنکھ کی ہئی ہے
 آں خُداوندی کہ داوندتِ عوام باز بستانند از تو بچو وام
 " آہاں جو تجھے عوام نے دی ہے فرض کی طرح " تجھ سے واپس لے لیجے
 آں خُداوندی تو از بندگی کترست از باز دانی اندکی
 تیری " آہاں غلامی سے کتر ہے اگر تھوڑا سا سمجھ لے
 وہ خُداوندی عاریتِ بقی تا خُداوندیت بخشد مُحقق
 غلامی آہاں خدا کے سپرد کر دے تاکہ " تجھے متقن آہاں عاریت کر دے

۱۔ آں خُداوندی غلامی آہاں
 بے دست دیا ہوتی ہے آں
 خُداوندی جو آہاں انسانوں کی عطا
 کردہ ہے وہ انسان واپس لے لیتے
 ہیں۔ آں خُداوندی انسانوں کی عطا
 کردہ آہاں غلامی سے بتر ہے ہل
 جو آہاں خدا کی جانب سے ملے وہ
 پائیدار و متقن علیہ ہوتی ہے۔

منازعت ۲۔ کردن امیرانِ عربِ بارِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 عرب کے سرداروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بائ
 کہ مُلک را مقاسمہ گن تا نزاع نباشد و جوابِ رسولِ ایشاں
 لیجے تاکہ جھگڑنا ہو نہ آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس
 را کہ من ماموم دیر امارت و بحثِ ایشاں از طرفین
 حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں نہ جاہلین سے ان کی بحث

۲۔ منازعت۔ اس حکایت سے
 یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت کی آہاں
 خُدا کی علیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان
 سرداروں نے آنحضرت سے کہا ملک
 تقسیم کر لیا جائے تم اپنے حصہ پر
 حکومت کرو ہم اپنے حصہ پر حکومت
 کریں۔

آں امیرانِ عربِ گرد آمدند نزدِ پیغمبرِ منازع می شدند
 عرب کے سردار جمع ہو گئے پیغمبر کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے
 کہ تو میری ہریک از ماہم امیر بخش گن ایں مُلک و بخشِ خود بگیر
 کہ آپ بھی سرداروں میں سے بھی ہر ایک امیر ہے اس ملک کو تقسیم کر لیجے اور اپنا حصہ لے لیجے
 ہریکے ۳۔ در بخشِ خود انصاف جو تو ز بخشِ مالد و دستِ خود بشو
 ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے تو ز بخشِ مالد و دستِ خود بشو
 گفت میری مَرِ مراحق وادہ است آپ ہمارے حصہ سے اپنے دلوں ہاتھ دھو لیجے
 آپ نے فرمایا مجھے سرداری خدا نے عطا کی ہے سَردری و اَمَرِ مطلق وادہ است
 کایں قرآنِ احمدست و دورِ او اس نے عالمِ ہر دلی اور حکم عطا فرمایا ہے
 کیونکہ (فرمایا ہے) یہ احمد کا زمانہ اور وہ ہے ہیں بگیری د اَمَرِ اَوْرَا اِنقو
 خبردار اس کا حکم مانو اور تقویٰ اختیار کرو

۳۔ ہر ایک۔ ہر شخص اپنے حصہ پر
 حکومت کرے آپ ہمارے حصہ
 سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔
 آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پورے ملک کی سرداری عنایت کی
 ہے کایں اللہ نے فرمادیا ہے کہ یہ
 احمد کا دور ہے اس کا حکم مانو اور ہر پڑھیز
 گارو۔

قوم! گفتندش کہ ہم زان قضا
 قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے
 گفت لیکن مرا حق ملک داد
 آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہے
 میری من تا قیلت باقی ست
 میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے
 قوم گفتند اے امیر افروں گو
 لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ
 آپ کی بولائی پر دلیل کیا ہے؟

۱۔ قوم گفتندش کہ ہم زان قضا
 آنحضرتؐ کی عرض کیا کہ ہم بھی سرور
 ہیں اور ہماری سرور کی بھی خدا کا عطیہ
 ہے۔ گفت آنحضرتؐ نے فرمایا میری
 سرور ایسی ہے تمہاری سرور کی ایسی
 ہے تمہاری سرور کی دنیاوی عارضی
 ہے قوم گفتند سروروں نے کہا اپنی
 ایسی سرور کی پرکھنی دلیل پیش کیجئے۔
 ۲۔ سئل آمدن اس قصہ کا
 حدث ہے تاریخ میں نہیں ذکر نہیں
 ہے اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے
 کہ آنحضرتؐ کی ایک معمولی شان سے
 پانی کا سیلاب رک گیا اور یہ معجزہ
 آنحضرتؐ کی ایسی سرور کی دلیل بنا۔
 محبوب۔ بیت ناکہ رعب
 مرعوب خوفزدہ نہیں۔ یعنی اب تک
 میری ایسی سرور کی جو تم پر پوشیدہ ہے
 واضح ہو جائے۔

۳۔ ہر امیر سے اس سیلاب کو
 روکنے کے لئے ہر سرور نے اپنے
 ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود
 سرکش۔ قبیح۔ شان۔ رقیب۔
 گمراہ

سئل آمدن و قضیب انداختن امراء جہت دفع شدن سیل
 سیلاب کا آنا۔ اور سیلاب روکنے کے لئے سروروں کا لکڑی ڈالنا
 وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام برامیراں
 اور مصطفیٰ علیہ السلام کا سروروں پر غالب آنا

در زماں ابرے بر آمدن امیر مر
 فورا سخت حکم سے ایک اور آیا
 رو بشہر آورد سیلے بس مہیب
 ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا
 گفت پیغمبر کہ وقت امتحان
 پیغمبرؐ نے فرمایا کہ امتحان کا وقت
 ہر سرور نے اپنا نیزہ خود در فلکند
 ہر سرور نے اپنا نیزہ ڈال دیا
 نیز ہما انجو خاشا کے رُود
 نیزوں کو ٹکھن کی طرح بہا لے گیا
 پس قضیب انداخت دروے مصطفیٰ
 پھر مصطفیٰؐ نے ایک شان میں ڈال دی
 نیز ہاگم گشت جملہ وآں قضیب
 سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شان

سئل آمد گشت آں اطراف پر
 سیلاب آیا اور اطراف پانی سے پر ہو گئے
 اہل شہر افعال گناہ جملہ رعب
 شہر والے خوفزدہ ہو کر فرار کرنے لگے
 آمد انکوں تانہاں گردو غیاں
 اب آگیا تاکہ پوشیدہ دار ظاہر ہو جائے
 تاشود در امتحان آں سیل بند
 تاکہ آزمائش کے وقت میں سیلاب رک جائے
 آب تیز سیل پر جوش و عنود
 جو ٹپلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی
 آں قضیب معجز فرماں روا
 وہ شان جو سیلاب کو عاجز کرنی والی اور حاکم تھی
 بر سر آب ایستادہ چوں رقیب
 گمراہ کی طرح پانی پر کھڑی رہی

زاہتمام آں قضیب آں سِل رفت

اس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا

چوں بدیدند از دے امرِ اعظیم

جب انہوں نے ان سے وہ بڑا کاغذ دیکھا

جو نہ کس کہ جھد ایشاں چیرہ بُود

سوائے تین قصوں کے جن کا کینہ غالب تھا

بُود بوجہل لعین و بولہب

لعون ابوجہل تھا اور ابولہب

مُلکِ برستہ چنال باشد ضعیف

مارے باندھے کی سلطنت لکی کمزوری ہوتی ہے

نیز ہا ۲ را گر ندیدی یا قضیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے

نام شاں را سِل تیز مرگ برُو

ان کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا

پنجِ نبوت می زندش بر دوام

بیشہ پانچ وقت ان کے نام پر نبوت جیتی ہے

۱۔ امرِ عظیم یعنی آنحضرت کی شاخ
سے سیلاب کا رگ جانا۔ جزئہ سر۔
یعنی دوسرے سرور تو ایمان لائے
ابوجہل ابولہب اور ابوسفیان ایمان نہ
لائے اور حضور کو جلا کر اور کاہن کہنے
لگے

۲۔ نیز ہا ۲ مخاطب اگر تو نے وہ
نیزہ اور شاخ کا معاملہ غور نہیں دیکھا
ہے تو اب ناموں سے اس معاملہ کو
سمجھ لے نام شاں ان کے ناموں کو
موت کا سیلاب بہا لے گیا اور
آنحضرت کے نام نامی کا پانچ وقت
قیامت تک ان میں ڈنکا بجتا ہے

۳۔ گر تر حضرت موسیٰ نے
فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے تو
میں نے دین کی راہ دکھا کر تجھ پر
مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو
تیرے لئے یہ میری لاٹھی ہے آخر
امٹیل۔ اندر۔ اس دنیا میں
انسان اور حیوان تجھ سے مصیبت میں
ہیں۔ ہلک عَصا۔ یہ میری لاٹھی ہے
لوہوں کو لوب سکھانے کے لئے
ہے

رُو بہ گردانید و سُوی بحر رفت

اس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

پس مقرر گشتند آں میراں ز نیم

وہ سرور ڈر سے قرار کرنے والے بن گئے

ساحر ش گفتند و کاہن از محو

انہوں نے انکار سے ان کو جلا کر اور کاہن کہا

والِ سُوم ہم بُود یوسفیانِ حَرَب

اور وہ تیسرا ابوسفیان بن حرب تھا

مُلکِ برستہ چنال باشد شریف

آزاد سلطنت لکی شریف ہوتی ہے

نام شاں میں نامِ اویں اسے عجیب

اے شریف! ان کا نام اور ان کا نام دیکھ لے

نامِ اُو و دولت تیزش نمرُد

ان کا نام اور ان کی تیز حکومت نہیں مری ہے

ہم چنین ہر روز تا روزِ قیام

اسی طرح قیامت تک ہر روز

در تمامی حدیثِ موسیٰ علیہ السلام و تفریع و تو شیخِ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تحمیل اور فرعون کو ڈرانا اور حکمت

گر سِخِرا عقل ست کرمِ لطفہا

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں

آپچناں زینِ آخرت بیرونِ گنم

تجھے امٹیل سے اس طرح نکالوں گا

اندیسِ آخرِ خُراں و مُرد ماں

اس امٹیل میں گدھے اور انسان

یک عَصا آورده ام بہرِ ادب

سزا دینے کے لئے میں ایک لاٹھی لایا ہوں

وَر خُری آورده ام خُر را عَصا

اور اگر تو گدھا ہے تو میں لاٹھی لایا ہوں

کز عَصا گوشِ و سرتِ پُر خوں گنم

کہ لاٹھی سے تیرے کان اور سر زنی کر دوں گا

می نیابند از جفائی تو لماں

تیرے قلم سے لماں نہیں پاتے ہیں

ہر خُرے را کو نباشد مستجب

ہر اس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

اژدہائے امی شود در قہر تو
تجہ مغلوب کرنے میں ایسا اژدہا بن گیا ہے
اژدہائے کوہی تو بے اماں
تو بے لایں پہلائی سانپ ہے
ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی
یہ لاٹھی دوزخ کا حزامی ہے
مر ترا گوید کہ اے گبر دنی
تجھ سے کہتی ہے کہ اے کینے کافر
ورنہ درمانی تو در زندان من
ورنہ تو میری قید میں رہے گا
باز گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
اے کینہ بد بخت دُور
ایں عصائے بُود ایندم اژدہاست
یہ لاٹھی تھی اب اژدہا ہے

در بیان آنکہ شنائے ساقدرت حق تعالیٰ پیرِ سد کہ بہشت گجاست و دوزخ چہ جاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہرست ۳۱ ایں دوزخ لتا بر دولت
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر گجا خواہد خدا دوزخ کند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ پیدا کر دے
ہم ز داندت بر آرد در دہا
تیرے دھنوں میں مد پیدا کر دے
یا کند آب دہانت را عسکل
یا تیرے لعاب دھن کو شہد بنا دے

۱۔ اژدہا سیلائی تیرے لئے اژدہا
بنے گی چونکہ تو خود اژدہا بنا ہوا ہے کو
۲۔ ایسی تو پہلائی سانپ ہے اور سیلائی
آسمانی اژدہا ہے ایسے عصا منکر کے
لئے یہ لاٹھی دوزخ کا اثر رکھتی ہے اور
مومن کے لئے نور ہدایت ہے
۳۔ ورنہ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ
کے لئے میری قید میں رہے گا۔
۴۔ باز گرد حضرت مومنؐ نے
فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق
اختیار کر لے ورنہ دوزخ میں میری
حالات میں رہے گا۔ ایں عصا یہ
لاٹھی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے
تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔
۵۔ یہاں جو شخص قدرت الہی کا قائل
ہوتا ہے وہ دوزخ اور بہشت کے
بارے میں متکوک نہیں ہوتا ہے۔
۶۔ ظاہرست۔ عالم غیب کی
خبروں کے آثار اس عالم
شہدیں موجود ہیں لیکن انسانوں کا
عالم ناموس میں انہماک ان کے
اہواک سے مانے ہے تو جہل باندی۔
۷۔ خیال۔ ہم زندگات۔ انسان
دھنوں کے دھو میں ایسا جلتا ہوتا ہے
کس کو دوزخ اور آڑوں کی تکلیف
محسوس کرتا ہے یا کند لعاب دھن
کو یا لاندہ بگردتا ہے کہ بہشت کا
حرہ آجاتا ہے۔

ہست پوشیدہ یقیں ز آب و گلست
یقیناً تیرے آب و گل کی جہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دام و رخ کند
بلندی کو پرند کے لئے جال اور پھندا بنا دے
تا بگوئی دوزخ است و اژدہا
حتیٰ کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ اور اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و خلل
حتیٰ کہ تو کہیں لگے کہ بہشت اور جوڑے ہیں

تا بدانی قوت حکم و قدر
تا کہ تو قدر ہو حکم کی طاقت کو سمجھے
فکر کن از ضربت نا محرز
نا قابل بپاؤ ضرب کی فکر کر
سبطیاں را از بلا محضوں گند
سبطیوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے
بر کلیسے قندنا ممنون شود
کلم (اللہ) پر بغیر منت شکر بن جاتا ہے
در میان ہوشیار راہ و مست
راستہ کے ہوشیار ہو مست کے درمیان
کہ کشاد آں راویں راست بخت
کہ اس نے اس کو مکمل دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا
قہر او ابلہ گند قاتیل را
اس کا غصہ قاتیل کو اجنبی بنا دیتا ہے
عقل از عاقل قہر خود برید
قہر سے عقلند سے عقل منتقل کر دی
وز نکال از عاقلان دانش رمید
عقل سے عقلندوں سے عقل بھاگ گئی
عقل اس سو شہم حق دید و گر بخت
عقل نے اس جانب شکی نہا آگئی دیکھی اور بھاگ گئی
جملہ بر ترتیب آیند و روند
سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں
کہ نہ پس ماندز ہنگام و نہ پیش
کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے
دانش آوردند در سنگ و عصا
انہوں نے پتھر اور لاشی میں عقل پیدا کر دی

از بن دغاں برویاند شکر
ہاتھوں کی جڑ سے شکر پیدا فرما دے
پس! بدغاں بیگناہاں را مگو
پس بے گناہوں کو ہاتھوں سے نہ کاٹ
نیل را بر قبطیاں حق خوں گند
(ہیلا) نیل کو اللہ تعالیٰ قبلیوں کے لئے خون کردیتا ہے
آب بر فرعون در دم خوں شود
پانی فوراً فرعون پر خون ہو جاتا ہے
تا بدانی پیش حق تمیز ہست
تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمیز ہے
نیل ۲ تمیز از خدا آموختہ است
(ہیلا) نیل نے تیز خدا سے سیکھی ہے
لطف او عاقل گند مر نیل را
اس کی مہربانی نیل کو سمجھ دیتا ہے
در جمادات از کرم عقل آفرید
کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرما دی
در جماد از لطف عقلے شد پدید
جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی
عقل چوں باران با مر آبخا بر بخت
عقل حکم سے اس جگہ بارش کی طرح ہری
ابر و خورشید و مہ و انجم بلند
ابر اور سورج اور چاند اور تارے بلندی پر
ہر یکے ناید مگر در وقت خویش
کوئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں
چوں نکردی فہم اس را ز انبیا
جب تو انبیاء کے ذریعہ اس کو نہ سمجھا

۱۔ پس بدغاں۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کزموں کی ایذا رسائی کے لئے نہ استعمال کرنا چاہیے۔ نیل۔ ہیلا۔ نیل فرعونوں کے لئے خون ثابت ہوا اور اسرائیلیوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ حکیم۔ حضرت موسیٰ تابعدا۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جو ذات ان جمادات کو ہاشمہ دیتی ہے کہ قدر علیہم وغیرہ

۲۔ نیل۔ ہیلا۔ نیل میں یہ قوت تمیز مخائب اللہ کی تھی۔ آں۔ یعنی حضرت موسیٰ و اہل۔ یعنی فرعون و جمادات۔ اللہ تعالیٰ بھی جمادات کو عقلند بنا دیتا ہے اور بھی عقلندوں کو بے عقل بنا دیتا ہے

۳۔ اہم۔ تمام کللی اجرام ترتیب سے مصروف ہیں۔ ہر ایک ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقدر وقت سے نہ وہ تقدیر کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نمرد۔ اس بات کو جب انسان انبیاء کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ جمادات میں یہ سمجھ پیدا کر دیتا ہے۔

تجربات ۱۔ دگر را بے لباس
تاکہ دوسرے تجربات کو بلاشبہ
طاعت سنگ و عصا ظاہر شود
پھر لاشی سے فراتر مدی ظاہر ہو
کہ زیرِ دال آگہیم و طاعتیم
کہ ہم خدا سے واقف ہو فراتر مدی ہیں
ہچوں آب نیل دانی وقت غرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے فرق کرتے وقت
چوں زمیں کش دالش آمد وقت خسف
زمین کی طرح جس کو خسانے کے وقت غسل آگئی
چوں ۲۔ قمر کہ آمر بشید و شتافت
چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا ہو
چوں ستوں نالید از ہجر نبی
جس طرح ستوں نبی کے فرق میں دیا
چوں درخت و سنگ کا اندر ہر مقام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
قیاس سے لاشی اور پتھر کی طرح سمجھ لے
وز تجربات دگر مخبر شود
تو وہ دوسرے تجربات کے بارے میں خبر ہوتا ہے
ملامہ بے اتفاقی ضائعیم
مہافت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں
کیمیای ہر دو لمت کرد فرق
کہ اس نے دلوں کو ہوں میں فرق کیا
در حق قادوں کہ قہرش کرد نسف
قلوب کے بارے میں کاس کفر نے اس کو ہلاک کیا
پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شکافت
بحر آسمان پر دو گلوے ہو گیا اور شق ہو گیا
باخبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے
مصطفیٰ را گفت ظاہر والسلام
مصطفیٰ کو واضح طور پر سلام کیا

۱۔ تجربات۔ لاشی اور پتھر پر
قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے تجربات
کو بھی اللہ تعالیٰ عقل عنایت فرمادیتا
ہے۔ لباس۔ التباس۔ طاعت لاشی
نے حضرت موسیٰ کی اور پتھروں نے
آنحضرت کی اطاعت کی۔ ہر دو
امت یعنی حضرت موسیٰ اور فرعون کی
قوم۔ چوں زمیں۔ قادوں کے
بارے میں زمین میں شہید ہوا۔
۲۔ چوں قمر۔ آنحضرت سے حق القمر
کا مجروحہ ظاہر ہوئے۔ ستوں۔ ستوانہ ستا
نہ آنحضرت کے فرق میں دیا۔
دالسام۔ پتھروں اور درختوں سے
آنحضرت کو سلام کرنے کا مجروحہ ظاہر
ہوا۔
سج دی۔ سنی نے کہا کہ تمام عالم
اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی
فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیداوار
ہے۔ پیداوار کاس کے بارے میں کیا
علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی
ہے۔ بارش اور سے پیدا ہوئی ہے تو
بارش اور کے بارے میں کیا جان سکتی
ہے۔ ذرہ ذرہ کا آفتاب کے حادث
ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری کہ منکر الوہیت است
سنی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے
و عالم راقدم داند
اور عالم کو قدم جانتا ہے

دی کیے کی گفت عام حادث است
کل ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے
فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث
فلسفی نے کہا تو نے اس کے نو پیدا ہونے کو کیسے جانا
ذرہ خود نیستی از انقلاب
تو اس انقلاب کا ایک ذہ بھی نہیں ہے

فلی ستاں چوں خفقتش دشت است
یہ آسمان فانی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے
حادثی ابر چوں داند غیوث
بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم
توچہ میدانی حدوث آفتاب
تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

۱۔ کرینگے۔ گوہر میں جو کچھ ہے
اس کو زندگی بوند اور انتہا کی کج خبر ہو
کتی ہے اس۔ انسان کے ہاں
سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن
لی ہے اس طرح بلا تحقیق اس کو انتہا چلا
آتا ہے جست فلسفی نے کہا اگر اس
مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر
خود کو اور زیادہ باتیں نہ کر۔ گفت۔ سنی
نے کہا میں نے ایک دفعہ دفریق کو
اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا وہ
جدل۔ دونوں میں زور اور بحث ہو
رہی تھی اور ایک صحیح ہو گیا تھا۔ سنی
میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے لگا گیا
تھا۔

۲۔ من بسوی۔ میں بھی اس مجمع
میں پہنچا تا کہ ان کی باتیں سنوں۔
آں کیلئے ایک یہ کہتا تھا کہ اس عالم کا
کوئی بنانے والا ہے لہذا نو پیدا چیز
ہے۔ حال دگر دوسرا یہ کہتا تھا کہ عالم
قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں
ہے اگرچہ وہ خود اپنے آپ کو بنانے
والا ہے۔ بے کیسٹ۔ یعنی عالم کے
بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ
کب سے ہے۔ گفت۔ دوسرے
نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے لفظ کا
منکر ہو گیا۔

۳۔ گفت بے بہان فلسفی نے
کہا میں فنی بہان کے کوئی بات نہ
سنوں گا تو شخص تقلیدی باتیں کر رہا
ہے۔ گفت۔ جنت۔ سنی نے کہا جنت
ذاتی ہے اور یہ کہ خود انسان اپنے
حالات پر گور کرے تو اس سے وجود
بادی پر استدلال کر سکتا ہے۔ من
عرف نفسه فقد عرف ربه جس
نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا
کو پہچان لیا۔

کر کئی کا اندر حدت باشد و فی

وہ کیزا جو غلاقت میں رُٹن ہے

اس بتقلید از پیدہ بشیدہ

تو نے یہ باپ سے تقلید سنا ہے

چسٹ بڑ ہاں بڑ حدوتہ اس بکو

یہ بتا؟ اس کے نوپیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟

گفت دیدم اندریں نحر عمیق

اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں

در جدال و در خصام و در شکوہ

لڑائی اور جھگڑے اور شور میں

سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں

اس ہنگامہ کی طرف میں بھی روانہ ہو گیا

من بسوی جمع ہنگامہ خدوم

میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا

آں یکے می گفت گردوں فانی ست

ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے

واں دگر گفت اس قدیم و بے کیست

دوسرے نے کہا یہ قدیم کب سے ہے کے بغیر ہے

گفت منکر گشتہ خلاق را

اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا

گفت بے بہاں نخواہم من شنید

اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

ہیں ببا در جُت و بڑ ہاں کہ من

خبر در جنت اور دلیل لا کیونکہ میں

گفت جُت در دیوان جاہم ست

اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بداند آخر و بدوز میں

وہ زمین کے انجام اور آقا کو کیا جان سکتا ہے؟

از حماقت اندریں پیچیدہ

بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے

ورنہ خامش گن فزوں گوئی جھو

وہ نہ چپ ہو جا، زیادہ باتیں نہ بنا

بحث می کروند روزے و فریق

ایک دفعہ و فریق بحث کر رہے تھے

گشتہ ہنگامہ براں دو کس گروہ

اور اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا

تا یابم اطلاع از حال شاں

تا کہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں

اطلاع از حال ایشاں بستدم

اور ان کے حال کی معلومات حاصل کیں

بے گمانے اس پنا راہانی ست

بلاشبہ اس پنا کا کوئی بنانے والا ہے

میشش بانی و یابی و دست

اس کو کوئی بنانے والا نہیں اور یا وہ خود بنانے والا ہے

روز و شب آیندہ و رزاق را

دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا

انچہ گوئی بہ تقلیدے گزید

تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے

نقوم بے جُت اس را در زمیں

اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

در دیوان جاں نہاں بڑ ہاں ست

جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

تُونِیٰ ابْنِی ہلال از ضَعْفِ پُشم
 آنکہ کی کمزوری سے تو چاند کو نہیں دیکتا ہے
 گفتگو بسیار گشت و خلق گنج
 بات بسی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے
 گفت ۲: پیارا در دو دم مجھے ست
 اس نے کہا: دوست میرے دل میں یکدم بدل ہے
 مَن یقین دافم نشانِ آں بُود
 مجھے یقین ہے اس کی علامت یہ ہے
 در زباں می ناید ایں جُت بدال
 سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
 نیست پیدا سِرِّ گفت و گویِ من
 میری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے
 آنک ۳: چوں بر رُخ روانہ می رود
 جب آنسو رخ پر بہتے ہیں
 گفت مَن لہ نہا ندام مجھے
 اس نے کہا میں اس کو کبھی دلیل نہیں سمجھتا ہوں
 گر بیاری مَن گنم آترا قبول
 اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
 گفت چوں قلبے و نقدے دم زند
 اس نے کہا جب کہتا اور کھرا دعویٰ کریں
 ہست آتش امتحانِ آخریں
 تو آخری آزمائش آگ ہے
 عام و خاص از حالِ شاں عالم شوند
 عام اور خاص ان کے حال سے باہر ہو جائیں گے
 آب و آتش آمد اے جاں امتحان
 اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

مَن ہی پُشم مکن بر مَن تُو خشم
 میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر
 در سُر و پِلایانِ ایں چرخِ پیچ
 اس با امانہ آسمان کی لہتا اور اچھا میں
 بر حدوثِ آسمانم آیتے ست
 جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے
 مَر یقین داں را کہ در آتش رَوَد
 کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھے
 ہچوں حال و سِرِّ عشقِ عاشقان
 جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز
 جُو کہ زردی و زواری رُہی مَن
 سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے
 جُت حُسن و جمالش می شود
 اس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں
 کہ بُود در پیشِ علمہ آیتے
 جو علماء کے سامنے علامت بنے
 ورنہ کوتاہ کن حدیثِ عرض و طول
 ورنہ لمبی چھڑی بات کو مختصر کر
 کہ تو قلسی مَن نیکویم و از جہند
 کہ تو کہتا اور میں اچھا اور مبارک ہوں
 کا اند آتش در فہند آں دو قریں
 کہ دونوں ساتھی آگ میں گریں
 از گمان و شک سُو ی اِیقَال رَوَد
 گمان اور شک سے یقین کی جانب چلے جائیں گے
 نقد و قلبے را کہ آں باشد نہاں
 اس کھرے اور کھولنے کے لئے جو پیشہ ہو

۱: تونی بنی۔ اس دلیل کی مثال
 پہلی بات کے چاند کی ہے جو اس کو
 نہ دیکھ سکے وہ خولنے سے آپ کو لامت
 کرے گفتگو ان دونوں میں بات
 آتی ہوگی کہ لوگ عالم کے حادث
 ہونے نہ ہونے میں حیران ہو گئے۔
 ۲: گفت یا از رُخِ آں کی کیا ہے
 دوست وہ زبانی اور باطنی دلیل دنیا کے
 حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔
 اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
 میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے
 کہ میں اور تو آگ میں کھوں جو چکا
 لے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
 دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
 دلائل سے نہیں بلکہ اس کے آثار اور
 حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔
 عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
 دلیل ہوتے ہیں۔
 ۳: آنک۔ عاشق کے آنسو عشق
 اور معشوق کے حسن کی دلیل ہوتے
 ہیں۔ کہ بُود قلسی نے کہا میں ایسی
 دلیل چاہتا ہوں جو کام بھی سمجھ سکیں۔
 ہست۔ سنی نے کہا اگر کھرے
 کھولنے میں بحث ہو تو آزمائش کی
 یہ صہت ہے کہ ان کو آگ میں تیلیا
 جائے اس سے شک و شبہات رفع
 ہو جائیں گے لہذا تجھے اور مجھے آگ
 میں داخل ہونا چاہیے جو چاہے وہ بچے
 گا۔

تاجت باقی حیرانان شویم
 باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں
 کہیں درِ دعویٰ من و تو کو قہیم
 کیونکہ میں نے ہر تو نے دوسے کا ہوا نہ ٹھکھٹایا ہے
 ہر دو خود را بر تفت آتش زدند
 بیوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈال دیا
 متقی را ساخت تازہ تر بکرد
 متقی کو سنو دیا تازہ کر دیا
 رست و سوزید اندر آتش آں دعی
 قیام گیا اور وہ حرام زلہ آگ میں جل گیا
 کوئی افزوں روانِ خام را
 جو کبھی دھوپ کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے
 کش مسمیٰ صدر بودہ است و اجل
 کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا
 در رہ او سر بسر او فتادہ
 اس کے راستہ میں سر کے بل پیڑی ہیں
 سر گروہ و بے عصا را راویہ
 سر گروہ بے ہدایت کے لئے سراب کرنے والا بنا
 بر دیدہ پر دہای منکراں
 جنہوں نے منکروں کے ہوسے چاک کئے ہیں
 در دوام معجزات و در جواب
 معجزوں کے دوام اور جواب کے ہانسے میں
 در حدوث چرخ پیروز زست و حق
 آسمان کے نو پیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے
 یک نشان بر صدق ایں انکار کو
 اس کے انکار کی چٹائی پر ایک علامت بھی کہیں ہے

تاجت و تو ہر دو در آتش روم
 میں اور تو بیوں آگ میں گھس
 یامن و تو ہر دو در بحر او قہیم
 یا میں اور تو بیوں صیا میں کویں
 ہچنجاں کردند و در آتش شدند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں جل گئے
 فلسفی را سوخت خاکستر بکرد
 اس نے فلسفی کو جلا دیا تاکہ بنا دیا
 آں خدا گویندہ مرد مدعی
 وہ مدعی خدا کا ماننے والا
 آز مودہ بشنو ایں اعلام را
 اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن
 کہ سوزید رست ایں نام از اجل
 کہ موت سے یہ نام نہ جلا
 صد ہزاراں روح شد دلدادہ
 لاکھوں روحیں دل دلا دہ ہیں
 صد ہزاراں خلق را در باد یہ
 جنگل میں لاکھوں انسانوں کا
 صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآں
 قرآن میں اس طرح کی لاکھوں باتیاں مذکور ہیں
 چوں گرو بستند غالب شد صواب
 جب انہوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی
 فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
 میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا
 تجت منکر ہمارہ زرد زو
 منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

۱۔ تاجت و تو ہر دو در آتش
 ہوجائے گی تو ہر دو میں سمند میں کویں
 جو چاہے وہ قیام جائے گا۔ ٹھیک۔
 چنانچہ بیوں آگ میں کویں ہی قیام
 کیا فلسفی جل گیا۔ وہ شخص جو
 جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے
 ۲۔ کہ سوزید رست ایں نام از اجل
 بھی نہیں مٹا سکتی۔ کیونکہ نام والا صدر
 اور بزرگ ہوتا ہے۔ صدر ہزاراں۔
 ایسے بزرگوں کی لاکھوں روحیں دلدادہ
 ہوتی ہیں۔ صدر ہزاراں۔ غالباً
 آخوند کے اس فقرے کی طرف
 اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ
 پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان
 بچائی گئی۔ ہاں۔ باقی شرط لگانا۔
 ۳۔ چوں گرو۔ جب بھی مخالفین
 نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے
 ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان ظلال سے
 میں یہ سمجھا کہ عام کو پیدا کرنے والا چاہا
 ہے۔

ایک منارہ ۱۔ در شکی منکران
 منکران کی تعریف میں ایک منارہ بھی
 منبرے گو کہ وہ آنجا خیرے
 کئی منبر کہاں ہے کہ اس پر کئی خبر دینے والا
 زویٰ دینار ورم از نام شان
 دینار ورم کا نام ان کے نام سے
 سکتہ شہاں بھی گروہ دیگر
 بادشاہوں کا سکتہ بدل جاتا ہے
 بر زرخ نقرہ ویا زوی زری
 چاندی پر یا سونے پر
 بر زرخ سیم و زرے اند جہاں
 دنیا میں چاندی اور سونے پر
 خود گیر ایں معجزہ چوں آفتاب
 اس صبح جیسے معجزے کو لے
 زہرے کس را کہ یک حرفے از لیل
 کسی کی جہل نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف
 یار غالب شو کہ تا غالب شوی
 غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے
 حجت منکر ہی آمد کہ من
 منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں
 پیچ تندیشد کہ ہر جا ظاہر یست
 اس نے نہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے
 قائمہ ہر ظاہرے خود باطن ست
 ہر ظاہر کا قائمہ خود پوشیدہ ہے
 ایں تفاوت حق نہاد اندر زماں
 زمانہ میں یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تابا شد عیاں
 دنیا میں کہاں ہے تاکہ بات واضح ہو
 یاد آرد روزگار منکرے
 منکر کے زمانے کو یاد کرنے
 تا قیامت می دہد از حق نشان
 قیامت تک حق کا نشان دے گا
 سکتہ احمد بہ ہیں تا مستقر
 احمد کے سکتہ کو قیامت تک دیکھ
 وانما بر سکتہ نام منکرے
 سکتہ پر کسی منکر کا نام تھا
 سکتہ بنما بنام منکران
 منکران کے نام کا سکتہ دکھا
 صد زبان و نام او ام الکتاب
 جو سوزناں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
 یا بد زدو یا فزاید در میاں
 چلے یا درمیان میں بڑھائے
 یار مغلوباں مشو ہیں اے غوی
 خبردار! اے گروہ مغلوبوں کا یار نہ بن
 غیر ایں ظاہر نمی بینم و طن
 اس ظاہر کے سامنے اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں
 آل ز حکم جہلی پنہاں خمر یست
 وہ پوشیدہ عکسوں سے آگاہ کرنے والا ہے
 ہجو نفع اندر دولہا کلان ست
 جس طرح دولوں کا قائمہ پوشیدہ ہے
 تابد اندر اہل عرفاں در جہاں
 تاکہ اہل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱۔ منارہ وہ بلند جگہ جہاں علامت
 کے لئے آگ روشن کر دیتے تھے
 ۲۔ منبرے خبر دینے والا۔ زویٰ سکون
 پرانیہا کا نام ان کی چاندی کا نشان ہے
 مستقر قائم۔ ہمیشہ منکرے یعنی
 منکر خدا
 ۳۔ خود یعنی اگر سکون پر نام قائم
 رہنے حال میں شکوکہ شبہات ہیں
 آنحضرت کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
 لے زہرہ قرآن میں ایک حرف کی
 بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکتی
 غالب یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب
 یعنی مخلوق۔ حجت منکر منکر کی سب
 سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم
 بتاتا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے
 پیدا کرنے والا کہیں ظاہر نہیں ہے
 ۴۔ چھ دلیل کی گزرو یہ ہے کہ
 ظاہر کو سب کچھ دکھایا گیا حالانکہ ظاہر
 باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے
 قائمہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر
 سے مقصود بھی باطن ہے اور قائمہ و لا
 میں چھپا ہوا ہے اور مقصود ہے

عمر کر گس اسے ہزار و پانصد ست
گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے
مر کبوتر راجہ باشد ز اں بدست
کبوتر کو اں سے کیا ہاتھ آیا
مرگ کر گس می نہ بیند آشکار
گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں
جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
چونکہ ظاہر میں شد انداز جہل خویش
وہ چونکہ اپنی نالائی سے ظاہر میں بنے
می ۲ نمائد در جہاں یک تار مو
دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا
ہر چہ پیدا کرد بہر معنی ست
اں نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے
مر کبوتر راجہ باشد ز اں بدست
کبوتر کو اں سے کیا ہاتھ آیا
مرگ کر گس می نہ بیند آشکار
گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں
جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
چونکہ ظاہر میں شد انداز جہل خویش
وہ چونکہ اپنی نالائی سے ظاہر میں بنے
می ۲ نمائد در جہاں یک تار مو
دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا
ہر چہ پیدا کرد بہر معنی ست
اں نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے

۱۔ کر گس۔ مشہور ہے کہ گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی ہے یعنی اپنی عمر کی کتاب اور گدھ کی طویل عمر ہونے کی وجہ سے اس کو قدیم مان لیتا ہے۔ جملہ سب کبوتر گدھ کو ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے۔
۲۔ می نمائد۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ بس باقی ذات خداوندی ہے۔ ہر چہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی پوشیدہ حکمت وجہ سے کی ہے۔ کچھ کوئی مصور تصویر برائے تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اس کا اس میں کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔
۳۔ بلکہ۔ مصور کا مقصد دوستوں اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر خوش ہو یا عجب دوستوں کی تصویر کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ۔ کہہ سکو اس لئے بناتا ہے کہ اس میں بھر کر پانی پیا جائے۔

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
تفسیر آیت کریمہ ”آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا
يَسْتَهْمَا إِلَّا بِالْحَقِّ نِیَا فَرِید شَالِ از بہر ہمیں کہ شامی بیند
کیا مگر حق کے ساتھ ان کو صرف اسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو
بلکہ بر معنی و حکمت باقیہ کہ شامی بیند آں را
بلکہ ایک معنی اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جس کو تم نہیں دیکھتے ہو۔

چچ نقاشے نگار در زین نقش
توئی مصور عمدہ تصویر بناتا ہے
بلکہ ۳ بہر میہمانان و کیاں
بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے
شادی بچگان و یاد دوستاں
بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے
چچ کوزہ گر کند کوزہ شتاب
توئی کہہ جلد سکھا بناتا ہے
بے امید نفع بہر عین نقش
نفع کی امید کے بغیر محض تصویر کے لئے
کہ بفرجہ وارمند از لڈہاں
تاکہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں
دوستاں رفتہ مرا از نقش آں
گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
محض سکھ کے لئے نہ کہ پانی کے لئے؟

چچ کاسہ اگر گند کاسہ تمام
تکئی پیلہ بنانے والا پیلہ مکمل کرتا ہے
چچ خطاطے نویسند خط بفقن
تکئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے
نقش ظاہر بہر نقش غائب است
ظاہری نقش پیشہ نقش کے لئے ہے
تاہوم چارم دہم بر می شمر
تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کر لے
ہمچو ۲ بازی پہلی شطرنج اے پسر
اے بیٹا! شطرنج کی بازیوں کی طرح
ایں نہادہ بہر آں لعب نہاں
ایں نے اس کے لئے پیشہ چال چلی
چنچیں دیدہ جہات اند جہات
اسی طرح غرضوں میں غرضیں
اول ۳ از بہر دؤم باشد چنل
پہلی چال دوسری کے لئے لکھی ہے جیسا کہ
واں دؤم بہر سوم می واں تمام
دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے
شہوت خوردن ز بہر آں منی
کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے
گند بینش می نہ بیند غیر ایں
خاص نظر اس کے سوا نہیں دیکھتی ہے
بست راجہ خواندہ چہ نا خواندہ
گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

بہر عین کاسہ نے بہر طعام
محض قیلہ کی خاطر نہ کہ کھانے کے لئے؟
بہر عین خط نہ بہر خواندن
محض خط کی خاطر نہ کہ پڑھنے کے لئے؟
واں برلی غائب دیگر بہ بست
وہ کسی دوسرے غالب کے لئے بنا ہے
ایں فوائد را بمقدار نظر
ان فوائد کو نظر کے انداز کے مطابق
فائدہ ہر لعب در ثانی نگر
ہر چال کا فائدہ دوسری چال میں دیکھ
واں برلی آں واں بہر فلاں
وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے
درپے ہم تارسی در برد و مات
پے درپے یہاں تک کہ تو بازی جیت لے
کہ شدن بر پایہای فرد باں
بیزگی کے م جوہر چڑھنا
تارسی تو پایہ پایہ تا بیام
تاکہ تو بیزگی بہ بیزگی بالا خانہ تک پہنچ جائے
واں منی از بہر نسل و روشنی
اور منی نسل اور روشنی کے لئے ہے
عقل او بے سیر چوں عبت زمیں
اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح ساکن ہے
ہست پئی او بگل در ماندہ
اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

۱۔ کاسہ پیالہ اس لئے بٹایا جاتا
ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھلیا
جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا
کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو
لوگ شوق سے پڑھیں۔ نقش نقش
ظاہر معنی پر دلالت کرتا ہے وہ معنی کی
اور مقصود پر دلالت کرتے ہیں اسی
طرح در دنیا میں سلسلہ قائم ہے ہر عمل
کے مطابق لوگ اہل کار کرتے ہیں۔
۲۔ ہنچو شطرنج میں جو چال چلی
جانی ہے اس سے مقصود یہی چال
نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو
اگلی چال چلی جانی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔
۳۔ چنچیں آخر تک کی چالیں پیش نظر
رکھ کر چال چلی جاتی ہے اس سے
انسان بازی جیت لیتا ہے۔

۴۔ اول۔ پہلی چال دوسری چال
کے لئے اسی طرح سے دوسری ہے
جیسے بیزگی کے ڈنڈے کے پھلا ڈنڈا
دوسرے کا دوسری اور دوسرا تیسرے کا
تیسرا چوتھے ڈنڈے کے لئے واسطہ
ہے۔ شہوت خوردن۔ کھانے کی
خواہش ہوتی ہے وہ ذریعہ بنتی ہے منی
کی تولید اور منی کی تولید سب بنتی ہے
نسل کی پیدائش کا۔ کد بینش۔ جو شخص کدناہ
نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا
مقصد صرف کھانا ہے نہ چنچیں ہے
ایسا کہ نظر انسان گھاس کی طرح چنچلی
جگہ جگہ ہوا ہے اس کے نزدیک مقصود
اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔
عبت زمیں زمین کی گھاس کو بلانا اور
نہ بلانا یکساں ہے وہ کسی نہیں چل
سکتی ہے اور اس کے پاؤں مٹی میں
پھنسے ہیں۔



۱۔ گر سرکش جُنبَد بباو تیز رو
دھکا نہ کھتا چاہے وہ کھڑی کھڑی
سر ملاری ہے اس سرش باصبا کی
دھرت پر اس کا سر لیک کہتا ہے اس کا
پاؤں تاغریانی کرتا ہے چوں انداز
اس کا آفاق ہوا اس کی سر حاصل نہیں
ہے وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور بغیر
دیکھے اندھوں کی طرح قدم بڑھاتا
ہے اور توکل کا سہارا پکڑتا ہے

۲۔ بر توکل ۱۔ اسباب کو ترک کر
کے توکل اختیار کرنا غلط ہے میدان
جنگ اور شطرنج کی بازی میں جب
تک کبھی چالیں نہ چلے گا کامیابی
کا۔ نظر بائی۔ اولیاء کی نظریں جو
ضمضری ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور
اُفس کی سر کرتی ہیں اور ہر ہوں کو
چاک کر دیتی ہیں دین سال میں
ہونے والے واقعات کو عالم مثل
میں دیکھ لیتی ہیں ان کے آگے بچھے
کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی
نظریں لوح غیب سے ہونے والے
واقعات بڑھتی ہیں۔

۳۔ چوں نظر۔ ان پرزگوں کی
نظریں ابتداء انزیش کو بھی دیکھ لیتی
ہیں ازل میں حضرت آدم کو خلیفہ
بنانے کے بارے میں ملائکہ نے جو
گفتگو کی اس کو یہ سن لیتے ہیں۔ م
پیش۔ اب تک جو واقعات ہونے
والے ہیں ان کو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں
غرض کہ ازل اور ابدان کی نگاہوں کے
سامنے ہوتا ہے اور ان کا علم اگرچہ علم
خود غدی کی طرح محیط نہیں ہوتا لیکن
حضرت حق ان کو بہت ہی چیزوں کا
علم عطا فرماتا ہے۔ روزِ فصل۔ روز
محشر۔ ہر کے جس قدر دل
کو صاف کرے اس پر عقل کر لیتا
ہے اس قدر اس کو مغیبات کا مشاہدہ
ہوتا ہے

گر سرکش جُنبَد بباو تیز رو
اگر تیز چلے والی ہو اسے اس کا سر بے
آل اسرش گوید سَمْعًا یَا صَبَا
اس کا سر کہتا ہے ہم نے باد صبا کی اطاعت کی
چوں نداد سیر میراند چو عام
چنگ چلنا نہیں جانتا ہے عوام کی طرح چلتا ہے
بر توکل ۲۔ تاجہ آید در نبرد
جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

وال نظر ہی کہ آل افسردہ نیست
وہ نگاہیں جو ضمضری ہوئی نہیں ہیں
انچہ درہ سال خواہد آمدن
جو کچھ دس سال میں آئے گا
پہنچیں ہر کس باندازِ نظر
اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق
چونکہ سَد پیش و سَد پس نماوند
چنگ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی
چوں ۳۔ نظر پس کرو تا بدو وجود
جب اس نے پیچھے نظر کی وجود کی ابتدا تک

بحث اُملاک و زمیں با کبریا
خدا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بحث
چوں نظر در پیش اُفگند او بدید
اس نے جب نگاہ آگ ڈالی تو دیکھ لیا
پس ز پس می بیند اوتا اصل اصل
پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے
ہر کس اندازہ روشندی
ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے

تو بسر جُبا نیش غرہ مشو
تو اس کے سر ہلانے سے دھکا نہ کھا
پلی او گوید عَصینَا خَلْنَا
اس کا پس کہتا ہے ہم نے تاغریانی کی ہے میں چھوڑ
بر توکل می نہد چوں کو گام
اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے
چوں توکل کردن اصحاب فرد
جیسا کہ چہر باز کا توکل کرنا
جو رونندہ جو درندہ پردہ نیست
وہی چلے والی پند چاک کرنے والی ہیں
ایں زماں بیند پنچشم خویشتم
وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے
غیب و مستقبل بہ بیند خیر و شر
غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے
شد گزارہ چشم و لوح غیب خواند
وہ گزر جانے والی آنکھ میں گیا اور اسے غیب کی شئی پڑھ لیا
آخر و آغاز ہستی رو نمود
وجود کا آخر اور آغاز روضا ہو گیا
در خلیفہ کردن بابلی ما
ہمارے بابا جان کو خلیفہ بنانے میں
انچہ خواہد بود تا محشر پدید
ہر اس چیز کو جو محشر تک روضا ہو گی
پیش می بیند عیاں تا روزِ فصل
سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے
غیب را بیند بقدرِ صیقلی
ضعف کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید
جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
گرتو آگونی کاں صفا فطعل خداست
اگر تو کہے کہ وہ دل کی صفائی خدا کی دین ہے
قدر ہمت باشد آں جہد و دُعا
وہ کوشش اور دعا ہمت کے اٹھانے سے ہے
وہوب ۲ ہمت خداوندست و بس
ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے
نیست تخصیص خدا کس را بکار
اللہ تعالیٰ کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا
لیک چوں رنجے دہد بد بخت را
لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی بد مصیب کو تکلیف دیتا ہے
نیک بختے را چو حق رنجے دہد
جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
بد دلاں از بیم جاں دکار زار
بزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے
پُر دلاں در جنگ ہم از بیم جاں
بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
رستم آں را ترس و غم واپیش برود
بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
چوں محک آمد بلا و بیم جاں
جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کوئی بنا
حاصل آں کز وسوسہ ہر سو گسیخت
خلاصیہ ہے کہ جو شیطان وسوسہ سے ہر جانب جدا ہو گیا

بیشتر آمد بر و صحت پدید
اس پر صحت زیادہ ظاہر ہوئی
نیز ایں توفیق صیقل زاعطاست
نیز اس صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
نہیں انسان کے لئے مگر جس کی وہ کوشش کرے
ہمت شامی ندارد هیچ خس
کوئی ناچیز انسان شامی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
منع طوع و مراد و اختیار
اطاعت اور مقصد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
او بگو راند بکفران رخت را
تو وہ ہاشمی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
رخت را نزدیک خروائے نہد
وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے
کردہ اسباب ہزیمت اختیار
پہپائی کے اسباب اختیار کر لئے
حملہ کردہ سوی صف دشمنان
دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
ہم ز ترس آں بد دل اندر خویش مرد
بزدل خوف سے خود بہ خود مر گیا
ز آل پدید آمد شجاع از ہر حیاں
اس کی وجہ سے بہادر ہر بزدل سے عیاں ہو گیا
از قضا ہم در قضا باید گریخت
اس کو قضا (خداوندی) سے قضا کی جانب بھاگنا چاہیے



۱ گرتو آگونی خیال کسے کدل
کی صفائی محض علیہ خداوندی ہے
انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل
نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش
کرتا ہے تو میرے رحمت جوش میں آ
کر علیہ گردتا ہے
۲ و ہب انسان کی کوشش اور
دعا بقدر ہمت جہد ہمت دینے والا
بھی خدا ہے ہذا ناچیز انسان عرفان
کا کائنات کا ارادہ نہیں کر سکتا نیست
تقدیر اختیار کے معانی نہیں ہے تقدیر
کے ساتھ اختیار پاتی ہے بد بخت اس
اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور
مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا
ہے نیک بخت اس مصیبت پر آہ
زدی کز رویہ اور قرب حاصل کر لیتا
ہے بد دلاں جنگ کے آثار بہادر
اور بزدل پر مختلف مرتب ہوتے ہیں
اور اس کے اختیاری کی بنیاد پر ہیں۔
۳ رستم آں را ترس بہادروں کے لئے
خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور
بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے
چوں جاں کا خوف بہادر اور بزدل
کی کوئی ہے حاصل۔ خلاصہ یہ
ہے کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد
میں شیطانی دوسوں سے بچ کر قضاء
الہی سے قضاء الہی کی طرف بھاگنا
چاہیے ایک موقع پر جب حضرت
عمرؓ نے طاعون کے خطرے سے سفر
چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو
بعض صحابہؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ
نہی عن قتلہ اللہ آپ قضا الہی سے
بھاگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نَسْمُ
نَفَرٍ مِنْ قَتْلِہِ اللہ الہی قتلہ اللہ ہیں
ہر قضا الہی سے قضا الہی کی طرف
بھاگتے ہیں یعنی مصلح کی بنیاد پر جو
رہائی جانی کی وہ بھی قضا الہی ہے

وہی! کہ در حق تعالیٰ بمویٰ علیہ السلام کہ اے مویٰ من
اللہ تعالیٰ کا حضرت مویٰ علیہ السلام کو وہی کہنا کہ اے مویٰ میں جو کہ پیدا کرنے

کہ خالق ام خرد دوست دارم

دلا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

گفت مویٰ را بوجی دل خدا

اللہ تعالیٰ نے دل کی وہی کے ذریعہ مویٰ سے کہا

گفت چہ خصلت بوداے ذوالکرم

حضرت مویٰ نے عرض کیا میری کونسی خصلت ہے

گفت چوں طفلی بہ پیش والدہ

فرمایا تو ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے

خود نہ داند کہ جو او ویتار ہست

وہ بچہ نہیں جانتا کہ گھر میں اس ماں کے سوا کئی اور ہے

مادرش گر سیلے بروے زند

اگر اس کی ماں اس کے ٹھانچے ملے

از کسے یاری نخواہد غیر او

اسکے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے

خاطر ۲ تو ہم زماہ خیر و شر

بھلائی اور برائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے

غیر من پشت چوسنگ ست و کلون

میرے ساتھ تیرے لئے ہجر اور ذلیلگی کی طرح ہے

ہچمال کہ ایاک ۳ نَعْبُدُ در حین

جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں مدد نے میں ہے

ہست ایں ایاک ۳ نَعْبُدُ ہصر را

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ ہصر کے لئے ہے

ہست ایاک ۳ نَسْتَعِین ہم بہر ہصر

تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں بھی ہصر کے لئے ہے

۱۔ وہی اس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ
مومن کو خدا کے معاملہ میں ایسا ہی ہونا
چاہیے جیسا کہ حضرت مویٰ تھے۔
گزیدہ۔ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت
مویٰ نے عرض کیا میری کونسی خصلت
وہی کا سبب ہے خدا تجھے تاکہ میں
اس میں اور اضافہ کر لوں۔ طفلی۔
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا
میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا
ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں اس کو
پلٹتی ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چہنچتا ہے
کسی اور سے کی طرف مدد کے لئے
نہیں جاتا ہے دیار گھر میں رہنے
والا۔

۲۔ خاطر تو۔ حضرت حق نے
حضرت مویٰ سے فرمایا تیرا جزاں بھی
ایک ہے کہ ہماری جانب سے تیرے ہوا
بظاہر شر تو میری ہی طرف توجہ ہوتا
ہے کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا
ہے غیبت۔ میرے سوا تیرے
لئے ناقابل التفات ہے خواہ کچھ ہوا
جوان یا بوڑھا کسی۔ بچہ شیوں۔ شیخ
کی جمع ہے بوڑھا۔

۳۔ ایاک نَعْبُدُ۔ ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مختص
کرنے کے لئے ہے یعنی دوسرے
کی عبادت کرنا تو وہ کاند ہم عبادت
میں ریا کاری کو بھی گوارا نہیں کرتے
ہیں۔ ایاک نَسْتَعِین۔ ہم تجھ سے
مدد چاہتے ہیں۔ بھی ہصر کے لئے
ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مخصوص کرنے کے لئے ہے۔

کے گزیدہ دوست می دارم خرا

کہ اے برگزیدہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں

موجب آں تامن آں افزوں کنم

اس کا سبب تاکہ میں اس کو بڑھاؤں

وقت قہرش دست ہم بروے زودہ

جو اس کے غصہ کے وقت بھی اس سے چپٹا ہوا ہے

ہم از و چمور و ہم از اوست مست

اسی سے وہ بخور ہے اور اسی سے وہ مست ہے

ہم بمادہ آید و بروے شند

ماں کے پاس آتا ہے اس کا بچہ کانٹا ہے

اوست جملہ شر او و خیر او

اس کا اچھا برا سب کچھ وہی ہے

التفایش نیست جاہائے دگر

اس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے

گر صبی و گر جوان و گر شیوخ

خوہ بچہ ہو اور خواہ جوان اور خواہ بوڑھے

در بلا از غیر تو لا نَسْتَعِین

مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں

در لغت دال از پے فہی ریا

عربی میں سمجھ لے ریا کی نفی کے لئے ہے

ہصر کردہ استعانت را و قصر

جس سے مدد مانگنے کی ناک کے ساتھ قصور مخصوص کیا ہے

کہا عبادت مرثا آریم و بس طمع یاری ہم ز تو داریم و بس
کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود و شفاعت کردن شفیع مغضوب
بادشاہ کا اپنے مصاحب پر غصہ کرتا اور مجرم کی بادشاہ سے ایک سفارشی کا سفارش کرنا
علیہ را و از پادشاہ در خواستین و قبول کردن پادشاہ در خواست و
اور بادشاہ کا سفارش اور درخواست کو قبول کر لینا اور مصاحب کا سفارشی سے
شفاعت کردن شفیع را ورنجیدن ندیم از شفیع کہ چرا شفاعت کردی
رنجیدہ ہو جانا کہ تو نے سفارش کیوں کی؟

پادشاہ ہے بر ندیمے خشم کرد
اب بادشاہ نے ایک مصاحب پر عتاب کیا
کردشہ شمشیر بیروں از غلاف
بادشاہ نے نیام سے کلمہ نکال لی
پچکس ۲ را زہرہ نے تادم زند
کسی کی جنت نہ تھی کہ دم ملے
جو عماد الملک نامی از خواص
سولے عماد الملک نام والے کے جو خواص میں تھا
بر جہید و زود در سجدہ فتاد
وہ اٹھا اور فوراً سجدہ میں گر گیا
گفت اگر دیوست من بخشد مش
اس بادشاہ نے کہا کہ شیطان ہی ہے میں نے اس کو جفا کیا
چونکہ ۳ آمد پلی تو اندر میاں
چنک تیرا قدم چ میں آ گیا ہے
صد ہزاراں خشم را تاہم شکست
میں لاکھوں غصوں کو ہٹا سکتا ہوں
للبہ ات را ہیچ نتوانم شکست
تیری خوشدہ کو میں رو نہیں کر سکتا ہوں

۱۔ کہ دونوں جملوں کا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ خشم اس قصہ کا خلاصہ ہے کہ مصاحب کی عماد الملک نے شہ کے معاملہ میں جو مدد کی وہ اس مصاحب کو تا گھر گزری یہی حالت ایک مومن کی خدا کے معاملہ میں ہوتی چاہے ندیم کے مصاحب مذہب کتنی اس کتنی اس کو مل کر دے خلاف تہنی کام کی سزا جو مصاحب نے شہ کی مرضی کے خلاف کیا تھا۔
۲۔ پچکس۔ بادشاہ کے سامنے کسی کی سفارش کرے۔ جو۔ عماد الملک جو بادشاہ کے خواص میں سے تھا وہ سفارش کے ساتھ اسی طرح مختص تھا، جس طرح آنحضرتؐ میں عام شفاعت کے لئے مخصوص ہوں گے۔ ہذا۔ بادشاہ نے عماد الملک کی سفارش پر فوراً کلمہ ہاتھ سے رکھ دی۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا خواہ یہ مصاحب شیطان تھا اور اس نے شیطنت کی کتنی میں نے اس کو عاف کر دیا۔
۳۔ چونکہ۔ بادشاہ نے عماد الملک سے کہا مجرم کی خواہ سینکڑوں خطائیں ہوں جبکہ تو چ میں آ گیا ہے میں سینکڑوں غصوں کو ہٹا لیں گا۔ لای۔ چونکہ تجھ میں اور مجھ میں باطل افتاد ہے تیرا خوشدہ کہ رعیت میرا خوشدہ کرتا ہے۔

۱۔ گزشتہ سطر میں لکھا تھا کہ سطر نہ کرتا تو
خود زمین و آسمان نہ دہلا ہو جاتے
ہیں کبھی صاف نہ کرتا۔ پرتو بادشاہ
نے کہا کہ یہ میرا بیان تجھ پر احسان
رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ
اور عزت کی تشریح ہے۔ ایسا یہ
سفر شرف تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی
ہے کیونکہ اپنی صفات اور خواہشات
کو میری صفات اور خواہشات میں فنا
کر چکا ہے اس صحت میں تجھ پر
احسان جتنے کے لئے کوئی معنی نہیں
ہے۔ تو میرے جیکہ اصل سفر شرف
میری جانب سے ہے تو تو محض ایک
اکہ ہے کام کرنے والا تو میں ہو میں
نے تجھ پر سفر شرف لا دیا ہے تو نے خود
اس پر جو کچھ لکھا ہے۔

۲۔ مَدَامِیَّتْ - آنحضرت نے جبکہ
اپنی شخصیت کائنات ہادی میں فنا کر دیا
تو جنگِ بد میں آنحضرت کا معنی ہر
کنکر میں کو پھینکا آنحضرت کی طرف
منسوب نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف
منسوب ہوا اسی طرح جب تو اپنی
صفات کو میری صفات میں گم کر چکا
ہے تو سفر شرف کرنا تیری طرف
منسوب نہ ہوگا۔ لاشدٰی - حکمِ طیبہ
میں لا الہ میں غیر اللہ کی نفی ہے لہذا
اللہ میں ذاتِ ہادی کا ثابت ہے اسی
طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ تو غیر کا
انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا
ہے لہذا تو فانی بھی ہے لہذا میں بھی ہوں
تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست
ہے۔ وہ جو حقیقی صرف شاہ کا ہے تو
ہزاروں تیری طرف منسوب نہ ہوگا
شاہ کی طرف منسوب ہوگا۔

۳۔ وہاں ندیم۔ عباد الملک کی
سفر شرف سے نجات پا جانے کے بعد
وہ مصاحب عباد الملک سے ملا

گئے زمین و آسمان را بر ہم زدے
خود زمین و آسمان نہ دہلا ہو جاتے
وہ شدے دُورہ بَدُورہ للہ گر
اگر وہ وہ خوشامدی بننا
بر تو می تمہیم وقت اے کریم
اے شریف میں تجھ پر احسان نہیں جاتا ہوں
اس نگر دی تو کہ من کرم یقین
یہ (سفر شرف) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے
تو دریں مستعملی نے عملی
تو اس سفر شرف میں مستعمل ہا ہے کرنے والا نہیں ہے
مَدَامِیَّتْ ۲۔ اذِ رَمِیَّتْ گشتہ
تو نے نہیں پھینکا جب پھینکا بن گیا ہے
لا شدی، پہلوی لا خانہ گیر
تولا بن گیا، لا کے پہلو میں متم ہو گیا
انجہ دلاوی تو عداوی شاہ دلا
جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا، شاہ نے دیا ہے
وال ۳۔ ندیم رستہ از زخم و بکا
وہ مصاحب ہلاکت اور مصیبت سے چھوٹ کر
دوٹی بے زبیر زال مخلص تمام
اس مخلص سے بالکل دوستی تو زبیر
زیں شفیع خویشتن بیگانہ شد
لپے اس سفر شرف سے بیگانہ بن گیا

ز انتقام ایں مرد بیروں نامدے
یہ شخص سزا سے نہ بچ سکا
اُونبر دے ایں زماں از تیغ سر
وہ تلوار سے اس وقت سر نہ بچا سکا
لیک شرح عزت تست اے قدیم
ہاں اے مصاحب (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے
اے صفات در صفات ما و فیں
اسد کتری صفات ہماری صفات میں دم ہو گئی ہیں
زانکہ محمول منی نے حاملی
کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حامل
خویشتن در موج چوں کف و شمشیر
تو نے اپنے آپ کچھ اگک طرح موج کے پر کر دیا ہے
اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
عجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی
اوست بس واللہ اعلم بالرشاد
بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے
زیں شفیع آژرد رو بر گشت از ولا
اس سفر شرف سے ماض ہو گیا اور دوستی سے منحرف ہو گیا
رُو بحایط کردتا نازد سلام
دیواری کی طرف کو منہ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے
زیں تعجب خلق در افسانہ شد
اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیں میں لگ گئے



ہو گیا۔ زیں شفیع جب وہ مصاحب عباد الملک سے ملا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کیں شروع کر دیں کہ
اس کو پاگل کہا کوئی اس کی حسین کرنا ہو لوگ کہتے کہ ایسے سن کی تو خاک پاؤں تیرے پاؤں سے نہ ہوتا۔

گرنہ مجنون ست یاری چوں برید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے دقت کیل توڑی؟
وا خریدش آں دم از گردن زدن
اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بچالیا
باز گونہ رت و بیزاری گرفت
اس نے اپنی چال چلی اور بیزاری اختیار کر لی
بس! ملامت کرد اورا ناصح
اس کو ایک نصیحت کرنے والے نے بہت ملامت کی
جان تو بخرداں دلدار خاص
اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
گر بخفا کردے نپایست ز امید
اگر وہ ظلم بھی کرتا تجھے بھاننا نہیں چاہیے تھا
گفت بہر شاہ مبدول ست جاں
اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
لے معی اللہ وقت بود آندم مرا
اس وقت مجھے لی مع اللہ وقت کا مقام حاصل تھا
من نخواہم رحمت جو رحم شاہ
میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہش نہیں ہوں
غیر شمس را بہر آں لا کردم ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اسی لئے لٹی کی ہے
گر بیزد او بقیہ خود سرم
اگر وہ شاہ اپنے غصہ سے میرا سر قلم کرے گا
کار من سر بازی و بنویشی است
میرا کام سر دینا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
فخر آں سر کہ کف شاہش برود
وہ سر قابل فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کاٹے

از کسے کہ جان اورا وا خرید
اپنے غصے سے جس نے اس کی جان بادشاہ خریدی
خاک نعل پاش پایست شدن
اس نعل اس کے پاؤں کے جوئے کی خاک ہو جانا چاہیے
باختنیں دلدار کیوں داری گرفت
اپنے دوست سے کیونہ وہی شروع کر دی
کیوں بخفا چوں میکنی با مصالحت
کر ایسی نیکی کرنے والے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے؟
آں دم از گردن زدن کردت خلاص
اس وقت تجھے گرن گرن کٹنے سے بچلایا
خلصہ نیکی کرداں یار حمید
خصوصاً جبکہ اس قابل ترغیب نصیحت نے بھلائی کی ہے
او چرا آید شفیع اندم میاں
وہ بظاہر بن کر بچ میں کیوں آیا؟
لا یسع فیہ نبیٰ مجتبیٰ
جس میں کسی منتخب نبی کی بھی محبت نہیں ہے
من نخواہم غیر آں شہ را پناہ
میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہش نہیں ہوں
کہ بسوی شہ تول کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے دقت کر لی ہے
شاہ بخشد شصت جان دیگرم
شاہ مجھے دھری ساٹھ جانیں عطا کر دے گا
کار شاہشاہ ما سر بخش است
ہمارے شاہشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے
نگ آں سر کہ بغیرے سر برود
وہ سر باعث ذلت ہے جو اس کے غیر کے آگے جھکے

۱۔ بس ملامت کر۔ ایک ناصح
نے کہا اس کی بھلائی کرنے والے سے
تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو مجھے قتل
سے بچلایا ہے۔ اگر خدا یا حسن اگر ظلم
بھی کرے تو اس کو ہلاکت کرنا
چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی سے ناام
ہونا چاہیے۔ گفت۔ اس مصاحب
نے کہا کہ میری جان تو شاہ کے لئے
تھی یہ بچ میں آکر بچانے والا کون
تھا۔

۲۔ لے معی اللہ وقت
چلی مع اللہ وقت لا یسعی
فیہ ملک مغرب والا نبی
فرستل میرے لئے خدا کے ساتھ وہ
وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی
مغرب فرشتہ کی محبت ہوگی نہ کسی
فرستل نبی کی اس مصاحب نے کہا
کہ مجھے شاہ وقت سے ایسا قرب
حاصل تھا جیسا کہ آنحضرت کو جناب
باری سے حاصل ہوتا تھا۔ لہذا عمار
الملک کی اس میں محبت کہاں تھی۔
۳۔ غیر شمس
علاوہ سب کی لٹی کر دی ہے اور صرف
کی دقت پر بھروسہ کر لیا ہے اس کو
انتظار ہے میرے ساتھ جو چاہیے
معاملہ کرے میں اس کی رضا پر ایسی
ہوں۔ آخر جو سر شاہ کے ہاتھ سے
کٹ جائے وہ باعث فخر ہے اور جو
سر دھریے کے سامنے جھکے باعث
ذلت ہے۔

تنگ دارد از ہزاراں روز عید
عید کے ہزاروں دنوں سے ذلت محسوس کرتی ہے
فوقِ قہر و لطف و کفر و دیں بُود
غصہ نہ مہربانی نہ کفر نہ دین سے بالاتر رہتا ہے
کہ نہانست و نہانست و نہان
کیونکہ وہ پشیمہ ہے، پشیمہ ہے پشیمہ
از رگابہ ۲ آدمی آمد پدید
انسان کے جسم سے نکلے ہیں
لیک نے بد در لباس عین و لام
لیکن عین نہ لام کے لباس میں نہ تھا
گشت آں آسمای جانی رو سیاہ
وہ روحانی اسلام کالے پڑ گئے
تا شود بر آب و گل معنی پدید
تاکہ پانی نہ مٹی پر معنی واضح ہو جائیں
لیک ہم شہد مراحقاً مناص
لیکن واقعہ شد چھٹکے کی جگہ بنا
لیک از وہ وجہ دیگر مکلف ست
لیکن اس دوری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

شب کہ شہ از قہر در قیشر کشید
وہ رات جس کو شہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا
خدا طواف آنکہ اوشہ میں بُود
جو شخص شہ کا دیکھنے والا رہتا ہے اس کا چکر کھاتا
زاں نیا مدیک عبادت در جہاں
اس کو دنیا میں کوئی عبادت بیان نہیں کر سکتی ہے
زانکہ ایں آسا و الفاظ حمید
اس لئے کہ یہ اسلام اور اچھے الفاظ
عَلَّمَ الْأَسْعَاءَ بَدَّ آدَمَ رَا إِمَام
علم اسلام آدم کا نام تھا
چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاہ
جب اس نے پانی نہ مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی
کہ نقاب حروف و دم در خود کشید
کیونکہ ان حروف نے خود کو نقاب لڑھا
گر چہ ۳۲ از شہ شہم کرد او خلاص
اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصہ سے چھڑا
گر چہ از یک وجہ منطبق کا کف ست
غصہ کا اگرچہ ایک حیثیت سے حقیقت کا ظاہر نہ نکلا ہے

۱. شب۔ جس رات کو شہ کے غصہ
نے کالا کیا ہو وہ عید کے ہزاروں دنوں
سے افضل ہے۔ خود جس کو شہاہ
حق حاصل ہے اور وہ ذات حق کا
طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف
میں یکساں لذت ہوتی ہے اور نہ کفر
اور اس کی سزا سے بالاتر رہتا ہے۔
دین۔ یعنی کفر کی سربراہ ایم الدین یعنی
ہم حشر کا نام۔ زان۔ اس مقام شہاہ کو
کی عبادت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جا
سکتا کیونکہ وہ نہایت سچی ہے عبادت
اس کی آخیر سے قاصر ہیں۔
۲. رگابہ۔ گل و آب یعنی جسم
انسانی مادی الفاظ روح کے اعلیٰ مقام
کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ علم
الاسماء اگرچہ اسماء الفاظ کی تعلیم من
جانب اللہ اور حضرت آدم کو سکھائے
گئے تھے لیکن وہ اسماء مادی حروف
تجلی سے نہ بنے تھے۔ چلا۔ جب
ان غیر مادی اسماء نے باد کا لباس پہنا
تو ان کی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں
سیاہی پیدا ہو گئی کہ نقاب ان اسماء کو
مادی لباس اس لئے پہنایا گیا تاکہ
مادی انسان ان کے معانی سمجھ سکے۔
۳. گرچہ اس مصاحب نے کہا
اگرچہ خدا الملک نے نظام مجھے بادشاہ
کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری
اصل گریز گاہ خود شہ ہے لہذا میں اس کا
ممنون احسان نہیں ہوں۔ گرچہ
مصاحب نے کہا کہ میں اپنا اصل
حصہ و الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ
اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح
کرتے ہیں لیکن اس حیثیتوں سے
اس میں اور ایہام پیدا کر دیتے ہیں۔
من غلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اللہ
بادشاہ کا وہی محلہ تھا جو حضرت
ایمانیم غلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس

گفتن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا (حضرت ایمانیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ
هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَىٰ أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا
تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و تم و او جبرئیل من خواہم در بلا اورا دلیل
میں اپنے زبان کا خلیل اللہ ہوں وہ (منزل) جبرئیل ہے من خواہم میں اس کو راہنما بنانا نہیں چاہتا ہوں



طرح خلیل اللہ نے حضرت جبرئیل کی مدد سے کیا مجھے بھی اللہ الملک کی مدد سے نہائی۔

۱۔ اولاد۔ علامہ الملک کو جبرئیل نے اس قصہ سے نصیحت حاصل کر لی چاہیے تھی کہ مراد حضرت ابراہیم جب ساگ میں تھے حضرت جبرئیل نے آ کر مدد کرنی چاہی حضرت ابراہیم نے انکار کر دیا اور فرما دیا مشاہدہ کے بعد ماضی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بہر ایں ذیل عام مومنین جو مشاہدہ سے محجب ہیں ان کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں حضرت ابراہیم خود مشاہدہ میں مستغرق تھے ان کو جبرئیل کا واسطہ ناگوار گذر رہا تھا۔ ہر ملہ ہر انسان میں یہ استعداد نہیں کہ وہ کسی کو نصیحت کر لے کہ وہ کسی کو بذر رعب و خوف لہا کہ اسٹارٹ کیا ہے اگر ہر شخص والے میں وہی کو سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حرف اللہ آؤں گی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔

۲۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جبرئیل کو قنایت کا مقام حاصل ہے لیکن میرا واسطہ اس سے بھی بڑک ہے اس میں کسی واسطہ کی محتاج نہیں خواہ خدائی اللہ ہی کیل نہ ہو۔ کہہ جبرئیل کا کام تمام قنایت کی وجہ سے خدائی کا کام ہے لیکن وہ اس کام میں بلاؤں ہیں اللہ کی جانب سے مامور نہیں ہیں وہ نہ کہتے کہ میں خدا کے حکم سے مدد کے لئے آیا ہوں۔

۳۔ آج۔ اس طرح کی مدعوام کے لئے عین لطف خدائی ہے لیکن عاشقان خدا کے لئے مناسب نہیں ہے شہرہ عقول سے حسانت الابرار و سیات الفطوین جو کام نیک لوگوں کے حسانت ہیں وہ کام بسا اوقات مقرر بین ہارگاہ کے لئے گناہ

کہ پرسید از خلیل حق مراد کہ اس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی ورنہ بگریزم سبکداری گنم ہنہ میں جاؤں بوجہ نہ ہوں واسطہ زحمت بود بعد اعلیٰ لکھ مشاہدہ کے بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے مومنال را زانکہ ہست او واسطہ مومنوں کے لئے کیونکہ وہ واسطہ ہے حرف و صوت کے بد مانند جہاں تو دنیا میں حرف اللہ آؤں گے؟

لیک کار من ازاں نا ز کتر است لیکن پہلے کام اس سے زیادہ بڑک ہے پیش چشم بد نمایندہ است نیک لیکن میری نظروں میں بہت بڑک ہے قہر خد بر عشق کیشان کرام شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے علمہ راتا فرق راتا ننوید عام کو ، تاکہ فرق کو دیکھ سکیں پیش واصل خدا باشد خدا خار واصل (بجن) کے لئے کاٹا ہیں کاٹا ہی کاٹا تا دمآں روح صافی از حروف تاکہ وہ صاف روح حروف سے چک اٹھے باز بعضے صافی و بر خر خدند بعض صاف اللہ زیادہ بلند ہو گئے

اول ادب ناموخت از جبرئیل راو اس نے عقیدہ جبرائیل سے ادب نہ سیکھا کہ مراد ہست تالیاری گنم کہ تیری لکٹی مراد ہے تاکہ میں مدد کروں گفت ابراہیم نے رواز میاں ابراہیم نے کہا نہیں وہیں سے ہٹ جا بہر ایں دنیا ست مرسل رابطہ اس جان کے لئے رسول رابطہ ہے ہر دل اسامع بدے دتی نہاں اگر ہر دل عقلی دتی کا سننے والا ہوتا گرچہ او حق ست و بے سراسر است اگرچہ وہ جبرئیل اللہ تعالیٰ میں فنا ہو بخود ہے کردہ او کردہ شاہ است لیک اگرچہ اس کا کام شہ کا کام ہے لیکن انچس عین لطف باشد بر عوام جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے بس بلا و رنج می باید کشید بہت سی مصیبتیں لکھیں برخواست کرنی چاہئیں کایں حروف واسطہ اے یار غار اے یار غدار یہ واسطہ کے حروف بس بلا و رنج بایست و قوف بہت ہی بلائیں ہر رنج اللہ (ان میں) نکلا چاہیے لیک بعضے زیں بلا کثر خر خدند لیکن بعض اس بلا سے اللہ زیادہ بڑھے ہو گئے

شہرہ ہوتے ہیں۔ بس اس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت لہجہ کی ضرورت ہے جب عوام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد وہ اپنی حروف واسطہ مناسب نہیں ہے بس بلا بہت سے مصائب پھیلنے کے بعد حروف کے بعد ریاضت حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے ایک مصائب کو سمجھنا ہی ہے بلکہ اگر مرشد اللہ وہ حالت بلند ہوتے ہیں۔

سعد را آہست و خون بر اشقیاء
جو یک کے لئے پانی پہلے دیکھتوں کے لئے خون ہے
جد تر او کارد کہ افزوں دید بر
زیادت سے دیکھنے کا جس نے پہلے دیکھا ہے
ہست بہر محشر و برد آشتن
محشر کے لئے (پیدا ہوا) حاصل کرنے کے لئے ہے
بلکہ از بہر مقام ینح و سود
بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
منکریش بہر عین منکری
کہ اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو
با فرونی جستن و اظہار خود
یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کے لئے ہوتا ہے
بے معانی چاشنی ند بد صور
محض صحت بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں
کہ صور زیت است و معنی روشنی
کیونکہ صحت تل ہیں اور معنی روشنی ہیں
چونکہ صورت بہر عین صورتیست
جبکہ صحت محض صحت کے لئے ہے
جو برلی اس چرا گفتن بدست
اس کے سوا کے لئے "کیوں" کہتا رہا ہے
چوں بود فائیدہ این خود ہمیں
جبکہ یہ فعل خود فائدہ ہو
نیست حکمت کال بود بہر ہمیں
(اس میں) کال حکمتیں ہے کہ صحت محض صحتوں کے لئے ہیں

ہمچو آب ل نیل آمد ایں بلا
یہ بلا (ہمیانے) نیل کے پانی کی طرح ہے
ہر کہ پایاں میں خر او مسعود تر
جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ نیک بخت ہے
زانکہ داند کایں جہان کاشتن
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا
چچ عقدے بہر عین خود نمود
کوئی معاملہ بعینہ معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے
چچ نمود منکرے گر بنگری
اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے
بل برلی قبر حصم اند حسد
بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہوتا ہے
والس فرونی ہم نے طمع دگر
وہ برتری بھی کسی دوسرے لاف میں ہوتی ہے
زاں ہمیں پرسی چرا ایں میکنی
اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟
ورنہ ایں گفتن چرا از بہر چیست
ورنہ یہ "کیوں" کہنا کا ہے کے لئے ہے
ایں چرا گفتن سوال از فائدہ ست
یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہے
ازچہ رو فائدہ جوئی لے آئیں
اے اثن! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟
پس نقوش آسماں و اہل زمین
تو آسمان اور زمین والوں کی صحتیں

۱۔ آب نیل ہمیانے نیل کا پانی
قبلیوں کی تباہی اور غلبوں کی نجات
کاسب بیل ہر کہ جو ان مصائب
کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت
حاصل کرے گا جو حق کی عمدہ پاداش ہو
دیکھے گا وہ کھیتی میں محنت کرے گا
زانکہ احام میں سمجھتا ہے کہ دنیا
آخرت کا نعمت ہے جو یہاں ہوئے
گاہیں کاٹے گا

۲۔ چچ عقدے جس طرح دنیا
خود تصور نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے
اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف
معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس
کا مقصد نفع اور فائدہ اٹھانا ہوتا ہے
منکرے کوئی شخص کی حقیقت کا انکار
محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس
کے پیش نظر اقبال کی مغلوبیت اور
اپنی فوقیت ہوتی ہے

۳۔ والس فرونی برتری بھی انسان
کا خود مقصد نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج
مقصود ہوتے ہیں۔ صحت یعنی کامیابی
محض صحت اس وقت لذت بخش
ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر
ہو۔ چرا ایں میکنی۔ کام کرنے والے
سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا
ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصد
کو دریافت کرتا ہوتا ہے کہ صور
معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال
تیل کی کسی ہے اصل مقصد کو کی مثال
تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے
ورنہ اگر معاملہ کی ظاہری صورت
مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا
جاتا۔ پس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ
معاملہ محض صورت تصور نہیں ہے تو
اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا
کرنے سے ان کی صورت تصور نہیں
ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حالتیں
پیشہ ہیں۔



گرا حکیم نیست این ترتیب چیست
و حکیمے ہست چوں فعلش تہیست
افضل صواب عکت نہیں وہی نہایت ترتیب کی ہے
لہذا عکت صواب و ناصواب
کس نساؤ نقش گرما بہ خضاب
جو پئے قصد صواب و ناصواب
کئی شخص تمام کی تصویر کو رنگین نہیں بناتا ہے
ہر چہ بنی در جہاں از آیتے
ہست بہر معنی و حکمت
دنیا میں تو جو بھی کئی نشانی دیکھے گا
وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطابت ۲ کردن موی از حضرت عزت کہ لِمَ خَلَقْتَ خَلْقًا
حضرت موی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے
فَلَمْ تَحْكَمْهُ وَاحْتَرَفَهُ و جواب آمدن از حضرت عزت
پھر تو اس کو اور جلد کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آتا

گفت موی اے خداوند حساب
حضرت موی نے عرض کیا اے عالمہ کے مالک
ترو مادہ نقش کر دی جانفزا
تو نے حسین ز اور مادہ بنائے
گفت بحق و نام کہ این پرشش ترا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال
ورنہ تادیب و عتابت کر دے
وہ تجھے سزا دیتا اور طعہ کرتا
لیک می خانی کہ در افعالی ما
لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں
نازراں واقف گئی مر عام را
تاکہ تو اس سے علم کو باہر کرے
قاصداً سائل شدی در کاشفی
وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے
زانکہ نیم علم آمد این سوال
یہ سائل نصف علم ہے

۱۔ مگر حکیمے عکت دان کا کئی
فعل عکت سے خالی نہیں ہوتا اس میں
اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے
کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتانی
ہے کس۔ تمام میں جو تصویریں
بتانی جلتی ہیں ان کا بھی کئی مقصد
ہے خواہ مخواہ ہو یا غلط۔ ہر چہ دنیا میں
ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت
مضمون ہے

۲۔ مطابت۔ اس قصہ کا مقصد
خلوقات میں حکمت الہی کا بیان کرنا
ہے۔ گفت۔ حضرت موی نے عرض
کیا اللہ خدا تو انسان کو پیدا کرتا ہے
پھر مارتا ہے اس میں کیا حکمت
ہے خداوند حسیب یعنی پیم حساب
کے مالک۔

۳۔ گفت۔ حق۔ حضرت حق تعالیٰ
نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور
غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں
در گزر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا ہوں
معلوم کر رہا ہے تاکہ علم کو ہماری
حکمتوں سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے
خلوق کے پیدا کرنے میں ہماری
حکمتیں معلوم ہیں زانکہ سائل علم
کے متالی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے
لشوائ نصف العلم یعنی کسی چیز
کے بارے میں حیثیات کے اس چیز کا
آدھا علم ہے حضرت موی حکمتوں
سے واقف تھے

بہر عامہ ارچہ تو زراں واقعی
معم کے لئے، اگرچہ تو اس سے واقف ہے
ہر بروئے را نباشد این مجال
ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

۱۔ ہم سولہ کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ہی اس کے بارے میں سولہ وجہ ہو سکتا ہے یہ دونوں متضاد باتیں ایسی ہی ہیں جیسا کہ کئی سے پہلے بھی آگیا ہے اور کاغذاً بھی ہم متضاد علم ہی گروہوں اور جماعت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ کئی اور تریخی پھل میں بھی پیدا کرتی ہے اور شریعت میں بھی اخلاقیات اور تصدیق سے دشمنی اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور خدا سے بدکاری اور محبت پیدا ہوتی ہے

۲۔ مُشْفِد حضرت حق نے فرمایا کہ میری ہاتھوں سے کتنوں سے عافیت کرنا چاہتا ہے اس لئے تجھ کو عافیت برت رہا ہے ہم بھی اس کے علم سے آسمان بن کر اس کو حجاب دیتے ہیں۔ غور فرما! دنیا میں یہ طریقہ بقاء ہے کہ تجھ کو برت کر مصلحت کو مل کر لینے ہیں گھر کا پیچھے والے آپس میں فرضی طور پر کسی بات میں شروع کر دیتے ہیں کہ کاکہ گھر کا خرید لیتا ہے۔

۳۔ سید حضرت موسیٰ کو جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وہ عمل کرایا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب اچھی طرح ان کی سمجھ میں آ جائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کھٹی دیوار جب کھیتی تیار ہو گئی تو انہوں نے اس کھیتی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چلے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے یہ ایات کیا کہ تم نے خود کھیتی ہوئی اور پھر اب اس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کھیتی کے کتنے پر اس میں دانہ اور محسوس تھا اور دیووں کو لا جاؤ یا نامناسب تھا حرکت کا قافضہ یہی تھا کہ دیووں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے

ہم سوال از علم خیز و ہم جواب
سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے
ہم ضلال از علم خیز و ہم ہدے
گرہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہلاکت بھی
ز آشنائی خیزد ایں بغض و ولا
بغض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے
مستفید ۲۔ انجمنی خداں کلیم

وعلیم اللہ ثنائف کو قانع حاصل کرنے والے بنے
 مہم ازوے اجمعی سازیم خویش
 ہم ہی اپنے آپ کا بس سے ثنائف بنا تے ہیں
 غر فر و شال خصم یکدیگر شدند
 گدھا بچے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے
 پس بفر موش خداے دُولباب
 بحر ان سے خدا نے فرمایا ، اے عقلمند
 مویستہ ۳۰ بخنے لکار اندر زمیں

ہچمانکہ خدو گل از خاک و آب
 جس طرح مٹی اور پانی سے کانا اور پھل
 ہچمانکہ تلخ و شیرین از ندے
 جیسا تری سے کھج اور شیریں
 وز غذائے خوش بود قسم و شفا
 پہلی اور شفا اچھی غذا سے پہنا ہوتی ہے
 تا عجمیاں را کند زیں سرِ علیم
 تاکہ ہاتھوں کو اس راز سے باخبر کریں
 بخش آرم چوں برگانہ پیش
 بیگانوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں
 تا کلید قفل آں عقد آمدند
 یہاں تک کہ اس معاملہ کے قفل کے لئے گنجی بن گئے
 چوں پُر سیدی بیا بشنو جواب
 جبکہ تو نے سوال کیا ہے، آجب سن
 تاکہ تو خود واد ہی انصافِ اس
 تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے
 خوشہائش یافت خوبی و نظام
 اس کے خوش نے اچھا اور عمدگی حاصل کر لی
 پس ندا از غیب در گوش رسید
 تو ان کے کان میں غیب سے آواز آئی
 چوں کمال یافت آں را می بڑی
 جب وہ مکمل ہو جاتی ہے تو اس کو کانا ہے
 کہ درینجا دانہ ہست و کاه ہست
 کہ اس میں دانہ بھی ہے اور بوہنہ بھی ہے



۱! گفت۔ حضرت حق نے فرمایا
کہ یہ عقل تم نے کہاں سے حاصل کی
حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ بات
اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات
میرے مجھ سے کہیں نہ ہو گی۔ مگر خلافت
اب اللہ تعالیٰ نے اصل حجاب دیا کہ
انسانوں کی دھوسوں دھوسوں میں ایک
پاک ایک بنا کہ۔

۲۔ اس صفت کا سبب انسانی جسم ایک رتبہ کے کہیں ہیں کسی جسم میں مادی جتنی روح ہے کسی جسم میں روح کے نوع کی طرح ہے اور جب انسان روح کو بھی اسی طرح ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس طرح گینہوں کو بھوسے سے تاکہ نیک روحیں جنت میں چلی جائیں اور بری روحیں دوزخ میں بھیجیں اور انہیں پہلی حکمت تو ماننے کی تھی، پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہماری صفات کا اظہار ہو جائے۔

۳۔ کہہ، حدیث قدسی ہے
 كُنْتُ كَبْرًا مَخْبِيًا لِقَابِثِ اَنِي
 اَعْرِفُ فَاَعْلَفُ الْخَلْقِ میں پوشیدہ
 خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچان
 جاؤں اللہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا،
 مخلوقات مظہر صفات خداوندی ہے
 جو ہر خود انسان کے جسم میں جو مومن
 ہے اس کو خالق نہ کرنا چاہیے بیان۔
 مولانا راشدی مضمون میں اب یہ بتانا
 چاہتے ہیں کہ روح جسم میں اس
 طرح پوشیدہ ہے جس طرح مسکا
 چھاپا میں پوشیدہ ہے حدیث
 مجھوت یعنی جسم قابل روح
 چھاپا۔

کاکہ در انبارِ گندم ہم تباہ
 بھوسا بھی گہیں کے ڈیر میں بھابھا ہے
 فرق واجب می گند درِ بختن
 وہ (ہٹائی) چھانے میں جدا کر دینا ضروری ہوتی ہے
 کہ بدائش بیدرے بر ساختی
 کہ عقل کی وجہ سے تو نے کلیان ہٹایا
 گفت پس تمیز چوں نبو و مرا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھ میں سمجھا کیوں نہ ہوگی؟

رُجھائی تیرہ و گُلناک ہست
 کالی لہ مٹی میں سی ہوئے روضہ ہیں
 دریکے دُرست و در دیگر شبہ
 ایک میں موتی ہے دوسری میں پتھر ہے
 چھینیاں کاظہارِ گندمہاز کاہ
 جس طرح گیہوں کا بھوسے سے الگ کرنا
 تانماند گنجِ حکیمچہا نہیں
 تاکہ عکسوں کا خزانہ پیشہ نہ رہے
 جوہرِ خود گم مَلکنِ اظہار شو
 تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

وہم و خیال بر مثال دوغند
وہم و خیال چھپے ہیں
دوغ بچھوں روغن پنہاں
چھپے میں پوشیدہ گئی کی طرح ہے
بچھو طعم روغن اند طعم دوغ
جس طرح گئی کا حرا بچھو کے حرا میں

دانہ لائق نیست در انبارِ کاه
 دانہ کا بھوسے کے انبار میں رہنا مناسب نہیں ہے
 نیست حکمتِ ایں دورا آمِ مختن
 ان دنوں کو بلائے رکھنا ہلائی نہیں ہے
 گفت ایں دانش تو از کہ یافتی
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کچھ تو نے کس سے حاصل کیا؟
 گفت میزیم تو دادی اے خدا
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے کچھ عطا کیا
 در خلایق رُوحہای پاک ہست
 مخلوق میں پاک رُوحیں ہیں
 ایں صد فہانیست در یک مرتبہ
 یہ سہیوں ایک طرح کی نہیں ہیں
 واجب است اظہارِ ایں نیک و تباہ
 نیک اور برباد کا واضح کرنا ضروری ہے
 بہر اظہارِ ست ایں خلقِ جہاں
 دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے
 کُھٹ ۲ کُھڑا گفت مخفیاً شنو
 سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جیسا ہوا ترخانہ تھا



راستست! آں جانِ ربّانی بُود
تیری سچائی، خدائی بدھ ہے
روغنِ جاں اندر و فانی ولاش
بدھ کا روغن اس میں نہ اور معدوم ہوتا ہے
دُورِ را درِ خُمرہ جنبِا نندہ
چھاپہ کو منگی میں بولنے والے کو
تا بدنامِ من کہ پنہاں بُود من
تاکہ میں جان لوں کہ شہدِ پوشیدہ تھا
درِ رود درِ گوش آنگو و جی جوست
اس کان میں پہنچے جو دلی کا طالب ہے
آنچنان گوشے قرینِ داعی است
ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے
پُر شود ناطق شود او در کلام
بھرتا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے
گفت مادر نشود گنگے شود
وہ ماں کی بات نہیں سنتا گنگا ہو جاتا ہے
ناطقِ آں کس شد کہ از مادر نشود
بولے والا نہ شخص ہوتا ہے جو ماں سے بات نہ سنا ہے
زانکہ درِ گوشِ رسیدہ علتے ست
کیونکہ اس کے کان میں کئی پہلی پیدا ہو گئی ہے
لا جرم مر نطق را تسلیم نیست
تو لاعلم نہ بولے کے قائل نہیں ہے
کہ صفاتِ اوز علیہا جد است
کیونکہ اس کی صفات علتوں سے پاک ہیں
بے حجابِ مادر و دایہ و را
اس کی ماں اور دایہ کے واسطہ کے بغیر

آں دروغِ ایں تنِ فانی بُود
تیرا جھوٹ یہ فنا ہونے والا جسم ہے
سہا ہا ایں دویغِ تن پیدا و فاش
برسوں یہ جسم کی چھاپہ ظاہر اور منگی رہتی ہے
تا فرستد حق رسولِ بندہ
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی رسولِ بندہ کو بھیجتا ہے
تا بچباندِ بیخیا رو بفسن
یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بولے
یا کلامِ بندہ کالِ جُودِ اوست
یا اس بندہ کا کلام جو اس نبی کا جزو ہے
اُذنِ مومنِ دہیِ مادرِ داعی است
مومن کا کان ہماری دلی کی حفاظت کرنے والا ہے
آنچنان کہ گوشِ طفل از گفتِ مام
جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے
وَر نہاشد طفل را گوشِ رَشَد
اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو
دائمًا ہر گرا صلے گنگِ بُود
اصلی بھرا ہمیشہ گنگا ہوتا ہے
وانکہ گوشِ کر و گنگ از آفتے ست
وہ شخص جو بھرا گنگا ہے کسی آفت کی وجہ سے
کہ پذیرائیِ دم و تعلیم نیست
جو آواز اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے
آنکہ بے تعلیم بد ناطقِ خداست
جو بغیر تعلیم کے بولے والا ہے وہ خدا ہے
یا چو آدم کردہ تلقینش خدا
یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھایا

۱۔ راست۔ سچ یعنی بدھ۔
سہا ہا کافی وقت ایسا گزرتا ہے جس
میں بدھ جسم میں گم رہتی ہے
اثر۔ لاشیٰ معدوم۔ تا فرستد اللہ
تعالیٰ رسول کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی
چھاپہ کو بلور بدھ کا مسکا اس سے
نکالیں۔ خمرہ۔ چھوٹی منگی۔ من۔ اس
کا ترجمہ مختلف..... نے مختلف
کیا ہے ہم نے شہید سے کیا ہے اس
سے مراد بدھ ہے یا کلامِ بدھ کی
ترتیب رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ
کرتے ہیں جو رسول کے لئے
بجولہ زدہ کرتے ہیں۔

۲۔ اذن۔ قرآن پاک میں ہے
وَنُفِثْنَا فِيْهِ رُوحَنَا وَهِيَ اِلٰهٌ اَوْىٰ كَوْفُوظٌ
رکھے والے کان محفوظ کر لیتے
ہیں۔ داعی۔ یعنی رسول یا وہ شخص جو
ان کا جزو ہے۔ ماں۔ ماں یعنی بچہ
ماں کی بات کو سنتا ہے اور بچہ خود بولے
لگتا ہے نہ باشد۔ جس بچہ کے کان
میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ
گنگا ہو جاتا ہے۔ دایہ۔ عموماً بھرا
گنگا کی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ ماں کی
بات نہیں سن پاتا۔

۳۔ وانکہ۔ جو بچہ بھرا اور گنگا ہوتا
ہے وہ ایسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے
کان میں کوئی پہلی ہوتی ہے جس کی
وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے
تعلیم۔ قابل۔ آنکہ۔ مخلوقات بن کر
بولے ہیں کی تعلیم سے قادر ہوتی
ہے بغیر تعلیم کے بولے والی صرف
ذاتِ خداوندی ہے۔ آدم حضرت آدم
نے ماں باپ نہ تھے ان کو تعلیم خانے
دے۔

یا مسکے! گو بہ تعلیم و دود
یا سح کہ وہ خدا کی تعلیم ہے
از ہری دفع جہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
جہتے باہست اندر اجتہاد
کوشش میں حرکت چاہے
روغن اندر دوغ باشد چوں عدم
سکا چھاپہ میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ مستی نمی نماید دست پوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چمکا ہے
دوغ روغن نا گرفت ست و کہن
سکا نہ نکال ہوئی نہ پلنی چھاپہ
ہیں بگرداش بدانش دست دست
خبردار سمجھادی سے اس کو چھ سے خوب چلا
زانکہ اس فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی باقی کی دلیل ہے
روغن اندر دوغ پنہاں میشود
سکا چھاپہ میں چھپ جاتا ہے

در ولادت نطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زانست از زنا و از فساد
کہ وہ نہ تھا نہ غریبی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں
تا کہ دوغ آں روغن از دل باز داد
تا کہ چھاپہ سکے کو اندر سے دھلیں دیدے
دوغ در ہستی بر آوردہ علم
چھاپہ وجود میں جنمدا بلند کئے ہوئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل اوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے
تا نہ بگونی بنہ خربش ممکن
جب تک تو نکال نہ لے اس کو کہ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید انچہ پنہاں کردہ است
تا کہ وہ اس کو نکالیں کر دے جو اس نے چھپایا ہے
لابہ مستان دلیل ساقی ست
مستوں کی خوشنڈہ ساقی کی دلیل ہے
ہر چہ می سازی تو آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمد ریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست باز پھی آں شیر علم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کو
گر نبودے جنبش آں بادبا
شیر مردہ کے بجگستے در ہوا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوئی
بے جان شیر ہوا میں کب کھتا؟



تعلیم کے لئے اور سے تہمت دفع
کرنے کے لئے تعلیم خداوندی سے
ہل پڑے جہتے جس طرح
چھاپہ سے سکا نکالنے کے لئے
چھاپہ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح
روح کے اظہار کے لئے جسم کو
جہالت کے ذریعہ ہونا ضروری ہے
روغن سکا چھپا ہوا ہے چھاپہ ظاہر
ہے آنکہ جو ظاہر ہے جسم
ہو کر چمکے کے ہے فانی روح جو
نظر نہیں آتی وہ ہنزلہ سکے ہے
دوغ جس چھاپہ میں سے سکا نہ
نکلا گیا ہواں کو حضور رکنا چاہتا ہے
سکا نکلا جائے اس کو خرچ نہ کرنا
چاہیے
۲ ہیں جسم کو خوب اچھی طرح
بولنا چاہیے تا کہ وہ روح کو ظاہر کر
دے زانکہ روح کے کئی ہونے کی
وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لیتا ہے جسم
فانی اس روح باقی کی دلیل ہے
روح جب تک جسم میں ہے جسم سے
وہ افضل صاف ہوتے ہیں جو روح
کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز نمی لابہ
مستان مست ساقی کی خوشنڈہ
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی
موجود ہے

۳ روغن روح جسم میں چھپی
ہوئی ہے تو اس کو یہ بیانے گا وہ کسی
بن جانی گی۔ مثال دیگر اس مثال
سے بھی یہی سمجھتا ہے کہ ظاہر اور موجود
حق چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے
ہست جھنڈے کے پھرے پر
شیر کی تصویر بناتے ہیں پھرے کا
بنا ہوا شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں
پر متحرک ہوتا ہوا کے وجود کی دلیل
ہے

۱۔ زائل شیری کی حرکتوں سے انسان
کے لیتا ہے کہ پہلا ہوا جبل ربی ہے یا
پچھلا ایں بدن۔ انسانی جسم کو
جھنڈے کا شیر جھولہ فکر و ارادہ جو
روح سے پیدا ہوتا ہے اس کی ہوا جیسا
سمجھو فکر انسان کے جو خیالات
مشرق سے آئیں ان کو صبا اور جو
مغرب سے آئیں ان کو دہر کہتا
چاہیے۔ مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا
مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب
نہیں ہے۔

۲۔ خوب ہوا کا بے روح چیز ہے
اس کا مشرق بھی بے روح ہے روح
جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق
قلب ہے مشرق خورشید ہے روح
جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دن کا
خورشید اس کا چمکا اور عکس ہے
زانک اگر دل کو روشن کرنے والا
خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات
نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج
بیکار ہو جاتا ہے۔ دہر سورج نہ ہو اور
روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ
لیتا ہے اس کا کام منظم ہوتا ہے۔

۳۔ انجانکہ روح خواب میں
بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی
ہے تو بے مشہور مقولہ ہے العلوم آخ
الغیوت نیند موت کی بہن ہے لہذا
جب نیند کی حالت میں انسان سب
کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی
سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ وہ کوہِ نیند۔
اگر کوئی یہ سمجھے کہ خواب میں وہی
چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے
سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی
تھیں لہذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے
میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط
ہے تو اس کی بات نہ ماناں۔ یہ نیند
انسان خواب میں وہ منظر اور صورتیں
دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند
سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔

زال اشنا کی باد را کہ آں صباست

اس سے تو ہوا کو پچھان لیتا ہے کہ وہ پہلا ہے
ایں بدن مانند آں شیر علم

یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے
فکر کاں از مشرق آمد آں صباست

جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پہلا ہے
مشرق ایں باو فکر دیگرست

تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دھری ہے
خورج جمادست و بود شورش جماد

شورج جماد ہے، اس کی مشرق جماد ہے
مشرق خورشید ہے کہ شد باطن فروز

اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنے والا ہے
زانکہ چوں مردہ بود تن بے لہب

اس لئے کہ جب بے نور جسم مردہ ہو جاتا ہے
ورنہ باشد آں چو باشد ایں تمام

اگر وہ نہ رہے اور یہ مکمل ہو
انجانکہ سچ چشم می بیند بخواب

جیسا کہ نیند میں آنکھ دیکھتی ہے
نوم ماچوں شدن الموت اے فلان

اے فلان! جبکہ ہلاکی نیند موت کی بہن ہے
ورگو نیندت کہ هست آں فرخ ایں

اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرخ ہے
می بہ بیند خواب جانت صف و حال

تیری روح نیند میں اس حالت کے صاف دیکھتی ہے

یاد بوردست ایں بیان آں خفاست

یا پچھا ہے، یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے
فکرمی جہانند اُورا دمیدم

فکر اس کو کہہ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے
وانکہ از مغرب دیکور باو باست

اور جو مغرب کی جانب سے وہ پیدای عمری پچھا ہے
مغرب ایں باو فکرت زال سرست

تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے
جان جان جان بود شورش فواد

جان کے جان کی جان کا مشرق دل ہے
قشر و عکس آں بود خورشید روز

دن کا سورج اس کا چمکا اور عکس ہے
پیش اُونے روز بنماید نہ شب

اس کے سامنے نہ دن رخصا ہوتا ہے نہ رات
پیش و بے روز دار و انتظام

تو بغیر شب و روز، وہ منظم رہے گا
بے مہ و خورشید و ماہ و آفتاب

چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو
زیں برادر آں برادر را بدال

اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے
مشقو آں را اے مقلد بے یقین

اے بے یقین مقلد، اس کو نہ سن
کہ بہ بیداری نہ بینی پیست سال

کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا



درِ اپنے تعبیر آں تو عمرِ ما
تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست
کہ بتائے اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟
خوابِ عامست اس و خود خوابِ خواں
یہ عام کا خواب ہے اور خود خواں کا خواب
پیل باید تا چو خُشید او رستاں
ہاشی ہوتا چاہیے تاکہ جب وہ چت سوئے
خُرنہٗ ۲ بیند بچ ہندوستانِ خواب
گدھا خواب میں بھی ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے
جان ہچو پیل باید نیک و زفت
روح ہاتھ جیسی اچھی اور بھاری چاہیے
ذکر ہندوستان گند پیل از طلب
ہاشی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
اَذْكُرُوا لِلّٰہِ کُلَّ ہر او باش نیست
”اللہ کی یاد کرو“ ہر آواز کا کام نہیں ہے
لیک ۳ تو آؤس مشوہم پیل باش
لیکن تو باؤس نہ ہو“ ہاشی بن
کیمیا سازان گردوں را بہ بین
آسمان کے کیمیا گردوں کو دیکھ
نقشبند انند در بچو فلک
آسمان کی فضا میں نقشبند موجود ہیں
گرنہ بنی خلق مشکلیں جیب را
اگر تو مشکلیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سَوی شہانِ بادِ ما
عقلمند شاہوں کے پاس دھڑتا پھرتا ہے
فرع گفتن آتخیں ستر را سگی ست
اس طرح کے راز کو فرع کہنا سکتا ہیں ہے
باشد اصل اجبا و اختصا
برگزینی اور خصوصیت کی اصل ہے
خواب بیند خطہ ہندوستان
ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
خرز ہندوستان نکر وہ است افتراب
گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے
تا خواب او ہند تا نہ رفت تفت
تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جا سکے
پس مَصوّر گردو آں ذکرش بشب
تو اس کی یاد شب میں مصوّر ہو جاتی ہے
لا جعّی بر پیل ہر قلاش نیست
”تو لوٹ جا“ ہر مفلس کے پاؤں کے لئے نہیں ہے
ورنہ پیلی درپے تبدیل باش
اگر تو ہاشی نہیں ہے تبدیل کے صہے ہو
بشنو از مینا گراں ہر دم طنین
ہر وقت مناہوں کی آواز سن
کار ساز انند بہر لہی و لک
وہ میرے اور تیرے لئے کلہنگی کر رہے ہیں
بگراے شب کو ایں آسیب را
تو اے رات کے اندھے اس اثر کو دیکھ لے

آسان نہیں ہے لیکن باؤس نہ ہونا چاہیے اند تبدیل کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیمیا لولیا اللہ کی محبت اختیار کرتیرے
اند تبدیل کی پیدائش ہو جائے گی۔ طنین۔ مضمینا بہت نقشبندان لولیا گرنہ بنی اگر تجھے لولیا نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے کار
وکیلے

۱۔ صہے اگر انسان نے وہ
واقعات دیکھے جو دیکھے ہیں جو خواب
میں اس نے دیکھے ہیں پھر پھر تفسیر
کے لئے دھڑان پھرے لہذا یہ کہنا کہ
خواب بیداری کی دیکھ کا اثر ہے غلط
ہے خواب عام ہے یہ تو ہم عام کے
خواب کی بات کر رہے تھے خواں کا
خواب تو ان لوگوں سے بھی زیادہ اسرار
غیب دکھا دیتا ہے۔ پیل باید۔ ہاشی
ہندوستان کا جانور ہے جب دوسرے
ملک میں وہ آرام کی نیند سوتا ہے تو وہ
خواب میں ہندوستان کے حسن
مناظر دیکھتا ہے اور مست ہو جاتا ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ہاشی بھی
اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے
جس کا حلق عالم غیب سے لیا ہوا ہو
جیسا کہ ہاشی کا ہندوستان سے

۲۔ خُرنہٗ بیند۔ گدھے میں یہ
بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب
میں دیکھ کر مست ہو جائے اس کو یہ
رتبہ بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کو
ہندوستان سے لے جایا جائے
جائے۔ جو روح ہاشی کی طرح ہوگی وہ
اپنے اصل وطن عالم غیب کو خواب
میں دیکھ کر نہ کہ ہاشی ہندوستان کو
یاد کرتا ہے تو اس کی یادہ مناظر خواب
میں اس کے لئے مصوّر ہو جاتے
ہیں۔ اَذْكُرُوا لِلّٰہِ کُلَّ ہر او باش
کو بھی مفت بتا دیتی ہے لیکن یہ کام
ہر کس کا نہیں ہے۔ لا جعّی قرآن
پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ
پاک روح کو نفس مطمئنہ کو فرماتے
ہیں لا جعّی لہی و لک را حنیئۃ
مُسْرِحِیۃ۔ اپنے خدا کی طرف لوٹ
جاتو بھی خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے
خوش ہے

۳۔ لیک۔ اگرچہ ہاشی کی طرح

ہر دم آسبِ ست بر اداک تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
زین بد ابراہیم اوم دید خواب
یہی ہوا (حضرت) ابراہیم اوم نے خواب دیکھا
لا جرم زنجیرا را بر درید
لا محالہ انہوں نے زنجیر توڑ دیں
آں نشان دید ہندوستان یود
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
می ۲ فشانہ خاک بر تدبیرا
میں ۲ فشانہ جو عالمِ لب کا خواب
میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر
خاک ڈال دیتا ہے آنچناں حضور
نے فرمایا میں اور پیدا ہو جانے کی
علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے شغور
اور آخرت کا شائق ہو جاتا ہے
دائرہ غور جو کہ کا گھر دیتا
دائرہ سرور خوشی کا گھر عالمِ آخرت
بہر اں اس مضمون کی تشریح کے
لئے حسب ذیل قصہ سن لو۔
۳ حکایت ایک بادشاہ تھا جس
نے بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا
منظر اس کے سامنے آ گیا تھا وہ
دنیوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے
ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے
کھیلنے میں مٹی کا ڈھیر لگاتے ہیں۔
جو بچہ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کوکر
اس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے
میں نے یہ عالم فتح کر لیا ہے اور دوسرے بچے اس پر
رشک کرنے لگتے ہیں۔

نبوت نو نورستہ ہیں از خاک تو
مٹی میں سے نئی ٹھاس کو اگا ہوا دیکھ لے
بسط ہندستان دل را بے حجاب
دل کے ہندوستان کی وسعت کا بغیر حجاب کے
مملکت بر ہم زد و شدنا پدید
سلطنت کو چھڑا اور ہم ہو گئے
کہ جہد از خواب و دیوانہ شود
کہ وہ نیند سے اٹھے اور دیوانہ بن جائے
می دراند حلقہ و زنجیرا
حلقہ اور زنجیر توڑ ڈال ہے
جملگی برہم زند ہے در سر
بغیر وہ سر کے سب کو مباد کر دیتا ہے
کہ نشان آں یود اندر صدور
کہ سینوں میں اس کی علامت یہ ہوتی ہے
ہم انابت آرد از دل اسرور
آخرت کی طرف رجوع بھی کرتا ہے
داستانے بشنو اے یار صفا
اے شخص یاد! ایک قصہ سن لے

حکایت ۳ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی ہوے رومود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی اور جس دن
یَفِرُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأَهْلِهِ نَقْدَ وَقْتِ أَوْ
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے ماں اور اپنے باپ سے اس کے سامنے آ گیا
عہدہ بادشاہی اس خاک تودہ کہ کوکر طبعاً قلعہ گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعہ فتح کرتا کہتے
کنند آں کو کہ کہ خیرہ آید بر سر خاک تودہ برآید ولاف زند کہ
ہیں وہ بچے جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شخی بگھلاتا ہے کہ

قلعہ مراست کوکان دیگر بروے رشک برند کہ اتراب رننج

قلعہ میرا ہے دوسرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار

الصَّيَّانِ اَلْ باشاہزادہ چوں از قید رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

مَنْ اِسْ خاکہلی رنگیں را ہماں تودہ خاکِ دِلِ میگویم وَرَ رو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی ہے قیمت مٹی کا ڈھیر کہتا ہوں اور سوتا اور

اطلس! و اَسْکوں نمیگویم مَنْ اَزِیں اَسْکوں رہزن رستم و بیک سُو

اطلس اور اَسْکوں نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اَسْکوں سے نجات پا گیا اور ایک دم

جستم و اَیْنِہُ الْحُکْمُ صَیًّا اِرشادِ حق را مَرُورِ سالہا حِلّتِ نیست

کو گیا اور ہم نے اس کو پہچن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سالوں

وَرَقْدِ رَتِ کُنْ فَيَکُونُ کَسْ خَنِ قابلیتِ نگورید

کی ضرورت نہیں ہے ہو جاؤں ہو گیا والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

۱۔ اطلس۔ زمینیں پکڑا جس پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔ اَسْکوں۔ کالا دیو بیک سوانسان کے مراتب بلند ہونے میں سالہا سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ بیک وقت عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ خواب۔ اس بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر گیا آتشِ بیخِ مٹی کی آگ۔ شُک۔ یعنی اس کی آنکھیں آدھ یعنی آہ کرنے کی گئی اس میں طاقت نہ رہی۔

۳۔ خواست۔ اس خواب سے بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر بانی تھی لہذا بیدار ہو گیا۔ شادی۔ بیدار ہو کر اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر بھی نہ ہوئی تھی۔ کد شادی۔ اب وہ خوشی سے مرا جاتا تھا انتہائی خوشی بھی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ پس۔ لیکن جسمِ مدح کے لئے طوطی بن گیا اور اس کو پر ہار نہ کرنے دیا۔ مُطَوَّق۔ وہ جس کے گلے میں طوق پہنا دیا جائے۔

ظاہر و باطن مُزین از ہنر

جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

صافیِ عالم برآں شہِ گشتِ دُرد

اس بادشاہ پر صاف دنیا مکد ہو گئی

کہ نمائد از تفتِ آتشِ اشکِ او

آگ کی سوز سے اس کے آنسو نہ رہے

کہ تہی یابیدِ دُردِ راہِ آہ

کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

عمرِ مانندہ بُود شہِ بیدار شد

کچھ عمر باقی نہ گئی تھی، شہ بیدار ہو گیا

گو ندیدہ بُود اندر عمرِ خویش

کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

پس مُطَوَّق آمد اینجاں بآبدان

لیکن یہ جان بدن سے لپی رہی

بادشاہے داشت یک زیبا پسر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا

خواب دید او کاں پسر ناگاہ بمرَد

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا چاک مر گیا ہے

خُشک شد از تابِ آتشِ مَشکِ او

آگ کی گرمی سے اس کی مَشک آگے خشک ہو گئی

آچنناں پُر شد ز دُردِ دردِ شاہ

بادشاہ درد کے دھڑن سے ایسا پر ہو گیا

خواست سَردنِ قالبش بیکار شد

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا

شادی آمد بیداریش پیش

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی

کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن

وہ خوش سے مرنے کو تھا

وَز دَم شادی بمیرد اینت لاغ
 لہر خشی کی بھونک سے بھی بھٹتا ہے یہ کھیل ہے
 اِس مُطَوَّق شَکْلِ جلی خندہ است
 یہ طوق بنی ہوئی شَکْلِ ہنسنے کا مقام ہے
 آنچناں غم بُود از تسمیپ رَب
 ایسا غم، اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
 واں زیک رُہی دگر احیا و برگ
 وہی دہری حیثیت سے زندہ کرنا لہر سہری ہے
 باز ہم از سُوئی دیگر اِقتساک
 پھر دہرے کی نسبت سے زندگی ہے
 سُوئی روزِ عاقبت نقص و زوال
 آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص لہر زوال ہے
 گریہ گوید با درلغ و لُذْ ہاں
 انہوں لہر غم کے ساتھ دنا کہتا ہے
 ہست در تعبیر اے صاحبِ مَرَح
 تعبیر ہے لے خشی دالہ
 لیک جاں از جنسِ اِس بدظن بکشت
 لیکن اس جیسی چیز سے جان بدظن ہو گئی ہے
 گر رَوْد گُل، یادگارے بایدم
 اگر پھل جاتا ہے میرے لئے کئی یادگار چاہیے
 یادگارے بایدم گر اُو رَوْد
 اگر وہ مر جائے تو میرے لئے کئی یادگار چاہیے
 پس کدائیں راہ راہندیم ما
 تو ہم کونے راستہ کو بند کریں گے

از دَم غم می بمیرد اِس چہارغ
 یہ چہارغ، غم کی بھونک سے بھج جاتا ہے
 در میانِ اِس دِوِمرگ اُو زندہ است
 وہ ان دو مرقوں کے درمیان زندہ ہے
 شاہ با خود گفت شادی را سبب
 بادشاہ نے سوچا خشی کا سبب
 اِس عَجَب یک جُو و زیک رُوی مرگ
 یہ عجب ہے، ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے
 آں لیکے نسبت بدلِ حالت ہلاک
 ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
 شادی تَن سُوئی دنیاوی کمال
 جسم کی خشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
 خندہ را در خواب ہم تعبیر داں
 خواب میں ہمیں کی تعبیر سمجھ لے
 گریہ را در خواب شادی و فرح
 خواب میں رونے کی خشی لہر مسرت
 شاہ ۳ اندھید کایں غم خود گزشت
 شاہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
 و رَسد خارے چنیں اندر قدم
 لہر اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبے
 چشم زخمی زیں مبادا کہ شود
 خدا کرے اس قسم کا کئی صدمہ نہ پہنچے
 چوں فتنہ راشد سبب بے مُنتہا
 جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

۱۔ اِس چہارغ کی عجب تماشا ہے کہ
 چہارغ زندگی غم سے بھی بھٹتا ہے لہر
 خشی سے بھی۔ درمیان موت کے
 ان دونوں سموں کے درمیان انسان
 زندہ رہتا ہے۔ اِس پر ہی لکھی ہے کہ
 انسان کا جسم صدمہ کے گلے کا لہر بنا ہوا
 ہے۔ شاہ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا
 غناک خواب اس قدر خشی کا سبب
 بنے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب
 سے ہو رہا ہے۔ اِس عجب وہی
 خواب موت کا سبب بھی تھا۔ وہی
 خواب زندگی لہر خشی کا سبب بھی ہوا۔
 ۲۔ آں لیکے بہت سی چیزیں
 لکھی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا
 سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا
 سبب بھی بنتی ہیں۔ شادی تَن۔
 جسمانی خشی دنیاوی اعتبار سے کمال
 ہے آخرت کے اعتبار سے زوال
 ہے۔ خندہ تعبیر دینے والے خواب
 میں ہمیں کی تعبیر رن لہر غم سے کرتے
 ہیں لہر خواب میں رونے کی تعبیر
 مسرت لہر خشی سے کرتے ہیں۔
 ۳۔ شاہ شاہ نے سوچا کہ اگرچہ
 خواب کی بات ختم ہو گئی ہے لیکن ایک
 بدلتی بات ہے۔ اب اگر خدا خواست لڑکا
 مرے تو اس کی کئی یادگار تو باقی رہتی
 چاہیے گل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار یعنی
 اس کی یاد دلانے والا اس کا لڑکا چشم
 زخمی۔ خدا کرے لڑکے کے مرنے کا
 صدمہ مجھے نہ پہنچے۔ بہر حال احتیاط کا
 تقاضا ہے کہ اس کی یادگار کا بندوبست
 کر لیتا چاہیے۔ چوں۔ موت کے
 سینکڑوں اسباب ہیں ان پر قابو پانا
 مشکل ہے۔



صدہ پہچانہ اور سُوئی مرگِ لدیف
ڈسنے والی موت کے لئے پتھروں کو رکھیں اور ہیں
ژلیخ ژلیخ بخ آں درہی مرگ
موت کے مہاروں کی کڑی چل چل
از سُوئی تن درد ہا بانگِ درست
جسم کی جانب سے مد مہارے کی آواز ہیں
ہیں برو بر خواں کتاب طب را
خبردار جا طب کی کتاب پڑھ
اے پسر بر خواں دے فہرست طب
اے بیٹا تھوڑی دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ لے
زائ ہمہ بر من دریں خانہ رہ است
اس گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے
باد تندست و چراغِ ایترے
ہوا تیز ہے اور میرا چراغِ تاق ہے
تلو دس کز ہر دو یک والی شود
تاکہ دونوں میں سے ایک باقی رہے
ہچو عارف کز تن ناقص چراغ
جیسا کہ عارف (بادشاہ) نے جسم کے ناقص چراغ سے
تاکہ روزے کا پس بمیرد ناگہاں
تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مری جائے
او نکرد ایں فہم پس داد از غر
وہ یہ نہ سمجھا اس نے دھوکے سے دیدیا
چارہ اندشید لیکن چارہ لے
اس نے تہیہ سوچی لیکن تہیہ نہیں ہے

می کند اندر کشادن ژلیخ ژلیخ
جو کھولنے میں چل چل کرتے ہیں
نشود گوش حریص از حرص برگ
سازد ملان کے لالچ کی وجہ سے لالچی کا کان نہیں سنتا ہے
وز سُوئی خصمال بخا بانگِ درست
خالصوں کی جانب سے ظلم مہارے کی آواز ہے
تاشمارِ ریگِ بنی رنجہا
تاکہ تو رست کی شد کے مرض دیکھے
نارِ علیتها نظر گنِ مَلْعَب
پیارے کی آگ کو شعلہ زن دیکھ
ہر دو گامے پُر ز کرد مہلچہ است
ہر دو قدم پر ہچکوں سے بھرا ہوا نکول ہے
زو بگرامِ چراغِ دیگرے
میں اس سے ایک اور چراغِ حاصل کر لوں
گر بباداں یک چراغ از جا رَوَد
اگر ہوا سے ایک چراغ بجھ جائے
شمعِ دل فروخت از بہر فراغ
فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کر لی ہے
پیشِ چشمِ خود نہند او شمعِ جاں
وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھ لے
شمعِ فانی را بفانی دگر
فنا ہونے والی شمع کو دوسری فنا ہونے والی کے بدلے میں
گفت با خود نیست بیرون رفتے
خوبی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

لے صدہ دہچہ۔ موت کے آنے
کے پتھروں کو سامنے اور مہارے ہیں
جب وہ مہارے کھلتے ہیں تو ان کے
کواڑ چل چل کرتے ہیں۔ ژلیخ۔
ان کی چل چل کی آواز دنیا کی حرص
کی وجہ سے کان نہیں سنتے ہیں۔
ح اور سُوئی تن۔ جسم کے مہاروں
ڈسنے والی موت کے مہاروں کے
کواڑوں کی چل چل۔ تاشمار
ریگ۔ بنی رنجہا۔ مَلْعَب۔ شعلہ
زن۔ زہن۔ ہر مرض کا بدن میں
راستہ ہے۔ چراغ۔ یعنی میرے
لڑکے کے کولانڈن ہے۔ دیگرے
یعنی لڑکے کے کولانڈن۔
تلو دس۔ خدا خواست بننا مرے تو
پورا رہ جائے۔ ہچو۔ بادشاہ کی تہیہ
لکھی ہوئی جیسے بادشاہ انسان کرتا ہے
کہ جسم کا چراغ بجھ جائے تو روح کا
چراغ روشن رہے۔ او نکرد۔
عارف کے کام میں فرق ہے کہ اس
نے فانی کا بدل فانی سوچا تھا لڑکے کا
بدل پوتا۔ چارہ۔ بادشاہ نے جو تہیہ کی
وہ دست نہ کی چونکہ وہ خوبی میں مبتلا
تھا اس لئے اس کی گفتگو مصیبت
سے باہر نکلنے کی بجائے عروس کا نہ

عروس خواستن بادشاہ از بہر
نسل کی منتظر ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کے لئے لہن کا چاہنا

پس عروسے خواست باید بہر او
 اس کے لئے ایک لہن تلاش کرنی چاہیے
 گر رود سوی فنا میں باز باز
 اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے، پھر
 صورت میں باز گر زینجا رود
 اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
 بہر میں فرموداں شاہ غیبہ
 اس لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
 بہر میں معنی ہمہ خلق از شغف
 اس لئے تمام لوگ شوق سے
 تابمانداں معانی در جہاں
 تاکہ دنیا میں وہ خمیاں باقی رہیں
 حق حکمت حرص شاں دادست وجد
 اللہ تعالیٰ نے فانیان کو حرص اور کوشش خطا کر دی ہے
 من ہم از بہر دوام نسل خویش
 میں بھی اپنی نسل کی پیکلی کے لئے
 دخترے خواہم ز نسل صالحے
 کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
 شاہ خوداں صالح دست آزادہ دوست
 بادشاہ وہ ہے جو نیک اور آزاد ہو
 مر اسیراں را لقب کردند شاہ
 لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
 شد مفازہ بلادیہ خونخوارہ نام
 خونخوار جنگل کا نام، مفازہ بنا

تابماند زین تھوونج ا نسل او
 تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
 فرخ او گرو ز بعد باز باز
 اس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے
 معنی او در ولد باقی بود
 اس کی معنیت بچہ میں باقی رہے
 مصطفیٰ کہ اولاد سر ایہ
 مصطفیٰ نے کہ بچہ باپ کا وار ہے
 می بیا موزند طفلان را حرف
 بچوں کو ہنر سکھاتے ہیں
 چوں شوداں قلب ایشان نہاں
 جب ان کا جسم چھپ جائے
 بہر رشد ہر صغیر مستعد
 ہر صاحب استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے
 بخت خواہم پور خود را خوب کیش
 اپنے لڑکے کے لئے خوبصورت یہی لاؤں گا
 نے نسل بادشاے طالعے
 نہ کسی بدعاش بادشاہ کی نسل کی
 نے اسیر حرص فرج دست و گلوست
 نہ وہ جو شرمگاہ اور طلق کی حرص کا قیدی ہو
 عکس چوں کافور نام آں سیاہ
 بالکس جیسا کہ حبشی کا نام کافور
 نیک بخت آں پس را گویند عام
 کوشی کو عام نیک بخت کہتے ہیں

۱۔ تھوونج نکاح کہنا۔ باز۔ یعنی
 لڑکا۔ فرخ۔ پند کا بچہ یعنی لڑکے کا
 لڑکا۔ معنی۔ لڑکے کی خمیاں۔
 بہر میں۔ چونکہ بچے میں باپ کی خوبی
 ہوتی ہے اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
 ہے اولاد میرا لایہ۔ بچہ باپ کا وار
 ہے۔ حرف۔ کارنگر کو لاد کو لہنا ہنر
 سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر اس کے مرنے
 کے بعد بھی باقی ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ
 نے والدین میں سے چند ہی لئے رکھا
 ہے۔ مکان کے مرنے کے بعد بھی باقی
 رہیں۔

۲۔ ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی
 اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے اپنے
 لڑکے کی شاہی کر دوں گا۔ صالحے
 لڑکے کی لہن کی نیک شخص کی لڑکی کو
 بہنوں گا۔ طالع۔ بدکار و بدعاش۔
 صلیح۔ باخدا انسان کو شاہ کہنا چاہیے
 دنیا دار تو۔ شرمگاہ اور طلق کا قیدی رہتا
 ہے۔

۳۔ اسیر۔ عام بادشاہوں کو
 بادشاہ کہتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حبشی کا
 نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالکس بات
 ہے عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی
 کے قیدی ہوتے ہیں۔ طلق کا لالہ ہوتا
 ہے کافور سفید ہوتا۔ شد۔ مفازہ۔ مفازہ
 کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل
 کو مفازہ کہا جاتا ہے حالانکہ ہلاکت
 کی جگہ ہے۔ پس۔ کوشی کو نیک
 بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس کے سفید یا
 بد نصیب کہنا ہوگا۔



ہر اسیر شہوت و حرص و اہل
ہر شہوت اور لالچ اور آلودہ کے قیدی کو
آں اسیرانِ اہل را عام داد
ان موت کے قیدیوں کو عام نے دیدیا ہے
صدر خواندش کہ در صفِ نعال
ان کو صد کہتے ہیں جس کے جھوٹ کی صف میں
جانِ اوستہ است یعنی جاہ و مال
جان بندی ہے، یعنی جلا و مال میں

۱۔ اہل۔ پہلے مصرعے میں موت
کے معنی میں ہے دوسرے مصرعے میں
بزرگ کے معنی میں ہے۔ فعل
جوتے یعنی رجبہ اور مال۔ اعتقاد
کرنے۔ بادشاہ نے لڑکے کی دکان بنانا
ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا یہی
نے ان پر اعتراضات شروع کر
دیئے۔ پھر لڑکا۔ کفویت۔ شریعت
اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ
ہونا چاہیے۔

۲۔ رخ سخت قسم کا بھل۔ قبلہ کر
یعنی تو خرچ سے ڈر کر فقیر گھرانے
میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے۔
گفت۔ نیک اور صالح انسان کو گدا اور
فقیر کہنا نہ سہی نہیں ہے۔
۳۔ قناعت۔ قناعت پر مبرا کر
انسان تقویٰ کی وجہ سے قناعت
اختیار کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا
جاسکتا۔ خیر۔ گدا اور صالح میں بہت
فرق ہے گدا ایک پسے کے لئے سر
جھکا دیتا ہے اور صالح خزانوں پر لات
مردیتا ہے۔

اختیار کردن بادشاہ دختر زہد را از جہتِ پسر و اعتراض کردن
بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا
اہل بیت و تنگ داشتن ایشاں از پیوند درویشاں
اعتراض کرنا اور درویشوں کے ساتھ رشتے سے ذات محسوس کرنا

۱۔ سخن را نیست بیلان خواست خفت
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے یہی مانگ لی
شاہ چوں باز ابدے خویشی گزید
بادشاہ نے جب ایک زہد کے یہاں رشتہ پسند کیا
مادرِ شہزادہ گفت از نقص عقل
عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا
توزیح ۲۔ و نخل خوانی و زہا
تو کبھی اور بھل اور بیکاری سے چاہتا ہے
گفت صلح را گدا گفتن خطاست
اس نے کہا ایک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے
در قناعت ۳۔ میگریزد از قناعت
پرہیزگاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے
قلعہ کاں از قناعت و ز تقاست
وہ کی جو قناعت اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے
خیر آں گریبا بد سر نہد
وہ اگر ایک جہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے

بہر پورِ خوشن شاہ از نہفت
بادشاہ نے چپے چپے اپنے لڑکے کے لئے
ایں خبر در گوشِ خاتواں رسید
یہ خبر عورتوں کے کان میں پہنچی
شرط کفویت بود در عقل و نقل
عقل اور نقل میں جو شرط ہے
تا بہ بندی پور ما را بر گدا
کہ میرے بچے کو فقیر کے ساتھ بانٹ دے
گو غنی القلب از داو خداست
کیونکہ وہ خدا کی دین سے دل کا مالدار ہے
تو لکھی و گسل ہچوں گدا
نہ کہ فقیر کی طرح کاہل اور کمینہ پن سے
آں ز فقر و قلت دوناں جداست
وہ کینوں کی کمی اور فقر سے جداگنہ ہے
دیں ز رخ زہد بہمت مے جہد
یہ سونے کے خزانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

۱۔ شہ جہاں شاہ کائنات میں حلال
وہرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس
کو گناہ کہتے ہیں۔ گفت ملک نے کہا
ان لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ
قلعہ جو وہ لڑکی کو جہیز میں دیں گے نہ
لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر رشک
کرنے کے لئے زور جہاں ہیں۔
گفت روضہ شاہ نے ملک سے کہا کہ
مجھے اب دین کی فکر ہیں اور جو شخص
دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے
غفل سے آزار ہو جاتا ہے لہذا مجھے
جہیز وغیرہ نہ مانوئے گا کیلی غم و فکر نہیں
ہے۔

۲۔ غالب آمد نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ
نے ملک کی باتیں نہ سیں اور ایک نیک
فقیہ کی لڑکی کو پہلایا جو انتہائی حسین
تھی جس کا حسن بیان سے باہر ہے۔
صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کو دین حاصل کرنا چاہیے دوسری
چیزیں اس کے تابع ہیں وہ اصلی
مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

۳۔ آخرت۔ آخرت کی مثال
انڈوں کی قطاریں ہے اور دنیا کی مثال
ان کی۔ چنگیل اور ہالوں کی سی ہے۔
پشم بگونی اگر جو شخص ان کے ہالوں کی
فکر میں لگا تو قطار اچھ نہ آئے گی۔
جاوڈی شادی کے بعد شہزادے پر
ایک بڑھیا جاوڈ گرنی کے جو کالی تھی
جاوڈ زیادہ بڑھیا اس پر عاشق ہو گئی
تھی اور اس کو اپنے چال میں پسنا
لیا۔ باہلی باہلی کے علاقہ کا جاوڈ
مشہور تھا۔

شہزادہ کہ او از حرص قصد بر حرام

۱۰ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا لہو

گفت گو شہر و قلاع او را جہیز

اس نے کہا شہر و قلعے کے پاس جہیز میں ہے کھلے؟

گفت رو ہر گو غم دیں بزرگزید

اس نے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا

غالب ۲ آمد شاہ و پسندید دخترے

بادشاہ غالب آ گیا اور اس نے ایک لڑکی پسند کر لی

در ملاحت خود نظیر خودداشت

حسن میں وہ اپنا چل نہ رکھی تھی

حسن دختر این نھالش آچنان

لڑکی کا حسن (اور) اس کی یہ خصلتیں ایسی تھیں

صید دیں گن تارسد اندر تیج

دین کا شکار کر تاکہ تابع بن کر آئے

آخرت ۳ قطار اشرواں عمو

۱۱ چچا آخرت کو لوٹ کی قطار سمجھ

پشم بگونی شتر نبود ترا

اگر تو لون پسند کرے گا لوٹ تیرے نہ ہوں گے

میکند او را گدا گوید ہمام

کہتا ہے اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے

یا نثار گوہر و دینار ریز

یا پتھر گرنے والا کھیرنے کے لئے سلتی ہو دینار پھیلے ہیں؟

باقی غمہا خدا از دے بزرید

باقی غم کو خدا نے اس سے جدا کر دیا ہے

از نثارو صالحے خوش جوہرے

عمہ مزاج والے ایک نیک شخص کی نسل سے

چہرہ آتش تباہ از آرزو رشید چاشت

چادر گری دن کے صبح سے زیادہ روشن چہرے والی

کز بکوئی می گنجید در بیاب

کہ خوبی کی وجہ سے بیاب نہیں ہو سکتی ہیں

حسن و مال و جاہ و بخت متفجع

حسن اور مال اور درجہ اور بخت کے قابل نصیب

در تیج دنیاں ہچوں پشک و مو

اس کے پیچھے دنیا کو بیٹھی اور بال (بجھ)

در بود اشترچہ قیمت پشم را

اور اگر لوٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟

جاوڈی کردن کمپیر کابلی شہزادہ را و فریفتہ شدن شہزادہ

ایک کابلی بڑھیا کا شہزادے پر جاوڈ کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

با نثارو صالحان و اولیا

نیکوں اور صالحان کی نسل سے

عاشق شہزادہ با حسن وجود

حسین شہزادے پر عاشق

کہ بر دواں رشک سحر باہلی

کہ (چاہ) باہل کا جاوڈ (بجی) اس پر رشک کرے

چوں برآمد اس نکاح آں شاہ را

جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا

از قضا کمپیرک جاوڈ کہ بود

قضا (خداوندی) سے جاوڈ گئی بڑھیا جو کہ تھی

جاوڈی کر دس عجوز کابلی

اس پر کابلی بڑھیا نے ایسا جاوڈ کر دیا

شہ پہ شہ عاشق کمپیر ازشت
شہزادہ بد صحت یوحیا پر عاشق ہو گیا
ایک سیہ دیوے و کاہولی زنی
ایک کالا بھوت لہ کالی صحت
زالی سیہ روئے خبیث بیکار
اس گھرنی خبیث تابکار کی جہ سے
آں نود سالہ عجوز گندہ پیر
اس نوے سالہ یوحیا کھوت نے
تلاسکالے ۲ یود شہزادہ اسیر
پہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
صحبت کمپیر او را می زود
یوحیا کی صحبت اس کو تباہ کر رہی تھی
دیگراں از ضعف وے بار دوسر
دوسرے اس کی کمزوری سے دوسر میں تھے
ایں جہاں بر شاہ چوں زنداں شدہ
بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی
شہ ۳ بس بیچارہ شد در بر دومات
اس بازی میں بادشاہ لاپار ہو گیا
زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پدر
باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
پس یقین کشش کہ مطلق آل سرہست
تو اس یقین ہو یا کہ (یہ مطلق اللہ کی جانب سے ہے
سجدہ می کرداؤ کہ ہم فرماں تراست
ہم سمجھتے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
لیکن اس مسکین بھی سوز و چو غود
لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے

تا عروں و آل عروسی را بہشت
یہاں تک کہ اس نے لہن لہ شادی سے کنہہ کر لیا
شت بر شہزادہ ناگہ رہنے
اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
گشت آل شہزادہ مدوش و فوار
شہزادہ مدوش لہ لاف ہو گیا
نے خرد بہشت آل ملک رائے ضمیر
اس شہزادے کی نہ عقل چھڑی نہ دل
بوسہ جالیش نعل کفش گندہ پیر
یوحیا کی جوتی کا طلا اس کی بوسہ گھہ تھی
تاز کاہش نیم جانے ماندہ یود
یہاں تک کہ گھٹاؤ کی جہ اس آوی جان نہ گئی تھی
اوز سکر سحر از خود بے خبر
وہ جلاو کے نشہ سے اپنے آپ سے غافل تھا
ویں پسر برگریہ شاں خنداں شدہ
یہ لڑکا ان کے رونے پر ہنستا تھا
روز و شب می کرد قربان و زکات
دن رات قربانی لہ خیرات کرتا تھا
عشق کمپیر کہ ہی شد بیشتر
یوحیا کا عشق بڑھتا تھا
چارہ او را بعد ازیں لالہ گرہست
اس کے بعد اس کی تدبیر اللہ کے سامنے خوشدلہ ہے
غیر حق بر ملک حق فرماں کراست
اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا حکم ہے
دست گیرش اے رحیم والے وودود
اے رحیم کرنے والے اے محبوب اس کی دیکھری کر

۱ کمپیر۔ یوحیا بوزلہ کاہولی۔
کالی۔ زالی۔ شہزادہ اس غیبت کے
عشق میں مدوش رہنے لگا لاف لاف ہو
گیا۔ گندہ پیر۔ بہت بوزلہ یا یوحیا۔
ملک۔ یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل
۲ تاسکالے۔ ایک سال تک
شہزادہ اس کی قید میں رہا لہ اس کی
جوتیاں چھتا تھا۔ صحبت۔ یعنی اس
یوحیا کی ہمسری سے مکمل کر آوا
ہ گیا تھا۔ دنگاں۔ دوسرے اس کی
الفری کو دیکھ کر دوسر میں جلا ہوئے
لہ وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ یں
پسر۔ بادشاہ شہزادے کے کم میں رہتا
تھا تو شہزادہ اس کے رونے پر ہنستا
تھا۔
۳ شہ۔ بادشاہ اس جلاو کے
مکملہ میں لاپار تھا لہ صدقہ خیرات
کرتا رہتا تھا کہ اس کے ذریعہ یہ
مصیبت حل جائے۔ زانکہ۔ اگر وہ
اس جلاو کا کہنی توڑ کر اتا تھا تو جلاو لہ
مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی
تدبیر کار گرنہ ہوئی تو اس کو یقین ہو گیا
کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے
ہے اسی کے سامنے رہتا اور دعا کرتا
چاہے لہذا اس نے اللہ کی عبادت لہ
دعا میں شروع کر دی۔ لیکن۔ چونکہ
تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح
جل رہا ہے میری دیکھری کر۔

مستجاب! شدنِ دعلی بادشاہ در خلاصِ پسر از جادوئی کاہلی
کاہلی کی جادوگری سے چٹکارے کے بارے میں بادشاہ کی دعا قبول ہوتا

ساحرے اُستادو پیش آمدنِ راہ
ایک استاد جادوگر سفر سے سامنے آ گیا
کہ اسیرِ پیرہ زن شد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و افسین از مثل و دوی
بے نظیر ہر مثل ہر دوی سے مطمئن تھی
در فن و در زور تا ذاتِ خدا
ہر ہر طاقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات تک
بحرِ بیشک مُنتہی جو یہاں ہست
یقیناً میاؤں کا آخرِ سند ہے
ہم بدو باشد نہایت سبیل را
اسی پر سبب کی انتہا ہوتی ہے
گفت ایک آدمِ دمان ز رفت
اس نے کہا اب میں زہد و صحت علاج آ گیا ہوں
جو منِ دانی رسیدہ زان کراں
سوئے کچھ ہوشیار کئے جو اس جانب سے آ گیا ہو
نک برآرم من ز سحر او دمار
اب میں اس کے جادو کی تباہی چاہوں گا
نے ز شاگردی سحرِ مستحف
ذیلِ جادو کی شاگردی سے نہیں ہے
تا ناماند شاہزادہ زرد رو
تاکہ شہزادہ پلے چہرے کا نہ رہے
پہلوی دیوارِ ہنسنتِ اسپید گور
ایک دیدہ کے پہلو میں سفید قبر ہے

تاز یارب یارب و آفغانِ شاہ
پہل تک کہ بادشاہ کی یارب یارب ہر فراد کی وجہ سے
اوشنیدہ بود از دوراں خبر
اس نے وہ سے یہ بات سنی تھی
کاں عجزہ بود اندر جادوئی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگری میں
دستِ ایزد بالائی و صحت اے فتی
اے لوح! اچھ سے بڑھ کر اچھ ہے
مُنتہی دستِ خداست
تمام اچھوں کا آخرِ خدا کا اچھ ہے
ہم از و گیرند مایہ ابرہا
ہر اسی سے سرلیہ حاصل کرتے ہیں
گفت شاہش کایں پسر و دستِ رفت
بادشاہ نے اس سے کہا یہ لڑکا اچھ سے گیا
نیست بہتازاں را ایں ساحراں
ان جادوگوں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے
چوں کفِ موسیٰ نہ ابرِ کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے اچھ کی طرح
کہ مرا ایں علم آمد زان طرف
کیونکہ میرا یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے
آدم تاہر کشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اس کا جادو کھل دوں
سوئے گورستان برو وقتِ سحر
صبح کے وقتِ قبرستان کی جانب جا

مستجاب! قبول شدہ تازیارب
بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جادو
گر سفر کر کے آ گیا۔ اوشنیدہ اس
جادوگر نے سن لیا تھا کہ شہزادہ جادوگری
کے چندے میں سے کالِ سحر زور
کیونکہ اس بڑھیا جادوگر کی بہت
شہرت تھی۔
دستِ مولانا فرماتے ہیں دنیا
میں ہر مند سے بڑھ کر ہر مند ہے
تمام ہر مندیاں خدا پر جا کر ختم ہوئی
ہیں۔ سحر تمام دنیا سند میں جا کر
کرتے ہیں ہم زہد و سند کا بڑھت
بادل بن کر رہتے ہیں۔ گفت
بادشاہ نے اس آنے والے جادوگر
سے کہا کہ شہزادہ ہمارے اچھ سے
جاتا رہا۔ آدم۔ اس جادوگر نے کہا
میں اس کا علاج کر آ گیا ہوں۔
سختی سے اس جادوگر نے کہا اس
بڑھیا کے تونز جوڑ کا سٹاپ میرے
کوئی جادوگر نہیں ہے کفِ موسیٰ
جس طرح حضرت موسیٰ کے پریشا
کے معجزے نے تمام جادوگوں کو
کھٹ دی تھی میں اس کا مقابلہ کر
کے اس کے جادو کو تباہ کر دوں گا۔ کہ
مر۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے
میں نے کسی جادوگر سے نہیں سیکھا
ہے مستحف۔ ذیل۔ سحر۔ جادوگر
نے کہا صبح کے وقت قبرستان جائیے
وہاں آپ کو دیو کے پہلو میں ایک
سفید قبر ملے گی۔

سوی اقبلہ باز کاواں جانی را
اس جگہ کو قبلہ کی جگہ کھو
پس درازست این حکایت تو مملول
یہ قصہ لبا ہے (اور) تو صاف ہے
سوی گورستان رفت آں شاہ زود
وہ بادشاہ فورا قبرستان کی جانب گیا
جاویدہا دید چہنہاں اندر
بڑا جاوہ اس میں دبا ہوا دیکھا
واں ۲ گرہ ہلی گراں را بر کشاد
اس (جاوہ) نے ان مضبوط گروں کو کھولا
آں پسر با خویش آمد شد دواں
وہ شہزادہ ہوش میں آ گیا (اور) دوا
سجدہ کرد و بر زمیں می زد ذقن
سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگڑی
شاہ آئیں بست و ہل شہر شاد
شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
عالم از سر زندہ گشت و با فروز
دنیا از سر نو زندہ اور پر رونق ہو گئی
یک عروسی کرد شاہ اورا پختاں
بادشاہ نے اس کی شادی کی دھوم دھکی کی
جاوید کیمیر از غصہ بمرود
جاوہ گرنی بڑھیا رنج سے مر گئی
شاہ آئیں بست و آمد در نیاز
شاہ نے جشن منایا اور نیاز مندی اختیار کی
شاہزادہ در تعجب ماندہ بود
شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تابہ بنی قدرت و صبح خدا
تاکہ تو خدا کی قدرت اور کھنکھائی دیکھتے
زبدہ را گویم رہا کردم فضول
غلام بتاتا ہوں ' زبیدہ کو چھوڑتا ہوں
گور را آں شاہ آں دم بر کشود
بادشاہ نے فورا قبر کو کھولا
صد گرہ بر بستہ بر یک تار مو
ایک بال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں
پس ز محنت پور شد را راہ داد
شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
سوی تخت شاہ بلعد احتیال
بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
لوہے کے بغل میں توڑ اور کفن لئے ہوئے
واں عروسی نا امید و بے مراء
اور وہ عروسی اور نہ ہو سکی
اے تعجب آں روز روز امروز
تعجب ہے وہی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن ہے
کہ جلاب وقتہ بد پیش سگاں
کہ گلاب اور شکر توتوں کے سامنے تھا
روی و خوی زشت با مالک سپرد
چہرہ اور بری عادت مالک کے سپرد کر دی
راز گفتم با خدای کار ساز
خدا کے کارساز سے دل کی بات کہتا تھا
کرمن او عقل و نظر چوں در رود
کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اچک لے گئی

۱۔ سوی قبلہ۔ اس آنے والے
جاوہ کرنے بادشاہ سے کہا کہ اس سفید
قبر کو قبلہ کی جانب سے کھنکا پھر تجھے
خدا کی قدرت نظر آجائے گی۔ زبدہ۔
غلام۔ فضول۔ زبیدہ چڑ۔ جاویدہا۔
اس بڑھیا نے ایک بال میں سینکڑوں
گرہیں لگا کر جاوہ کیا تھا وہ اس قبر میں
سے نکلا۔

۲۔ واں۔ بادشاہ اس بال کو اس
جاوہ کے پاس لے آیا تو اس نے
اس کی گرہیں کھولیں اور شہزادے کو
جاوہ سے نجات دیدی اس پر۔ جاوہ
ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً اپنی
خدمت میں حاضر ہو گیا۔ در بغل۔
لوہے کے بغل پر شہزادہ تھا اور اپنے آپ کو
بچر م فرودے کر اپنے ساتھ کھولا اور
کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن
منایا۔

۳۔ اے تعجب۔ مولانا فرماتے ہیں
جس دن جاوہ ہوا تھا وہی ایک دن
تھا اور آج جبکہ جاوہ ختم ہوا اور خوشیاں
منائی جا رہی ہیں یہی ایک دن
ہے۔ عروسی۔ یعنی ریسہ۔ جلاب۔
گلاب پیش سگاں۔ یعنی اس دھوم
کی نعمتوں سے کہ جسے بے محرم نہ
رہے مالک اس فرشتہ کا نام ہے جو
جنہم کا مدافع ہے۔ شاہ بادشاہ احتیال
خوش تھا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی
باتیں کرتا تھا۔ شاہزادہ۔ جب جاوہ ختم
ہو گیا تو اپنے معاملہ پر شہزادہ حیران
تھا۔

نول عروسے دید بچوں ماہ حسن
 اس نے حسن کا چاند بھی لہن دیکھی
 گشت بیہوش و بزد اندر فتاد
 وہ بیہوش ہو گیا ہر منہ کے بل گر پڑا
 سہ شبانہ روز او بیہوش گشت
 تین دن رات وہ بے ہوش رہا
 از گلکاب و از علاج آمد بخود
 وہ گلکاب اور علاج سے ہوش میں آیا
 بعد ۲ سالے شاہ گفتش در سخن
 ایک سال کے بعد گفتگو کھان میں ہاشم نے اس سے کہا
 یاد آورزاں ضجج وزاں فراش
 اس بہستر اور پہی کو یاد کر
 گفت رومن یا تم دارا سرور
 اس نے کہا جائے میں نے خوشی کا گمراہ پایا
 ہچماں ۳ باشد چو مومن راہ یافت
 ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
 مخلص این قصہ بر کفتم تمام
 میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا
 کہ ہی زد بر ملکجاں راہ حسن
 جو حسینوں پر حسن کی مدد مسدود کرتی تھی
 تاسہ روز از صدر او گم شد قواد
 تین دن تک اس کا دل سینے سے غائب رہا
 تاکہ خلق از غشی او ہر جوش گشت
 یہاں تک کہ خلق اس کی بیہوشی سے مضطرب ہو گئی
 اندک اندک فہم کشش نیک و بد
 رفت رفت وہ اچھے برے کو سمجھنے لگا
 کاسے پسر یاد آرازاں یار کہن
 کہ اے بیٹا! ہارنے دوست کو (بھی) یاد کر لیا کر
 تابدیں حد بیوفا و مر مباش
 اس حد تک بے وفا اور کڑوا نہ بن
 وار ہیدم از چہ دارا لغرور
 میں دھوکے کے گمراہ کنوں سے نجات پا گیا
 سوی نور حق ز ظلمت روی تافت
 اللہ تعالیٰ کے نور کی جانب اس نے تارکی سے منہ مڑا
 تابدانی مقصد خود واسلام
 تاکہ تو اپنا مقصد سمجھ لے واسلام

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صقی خلیفہ
 اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مرو) ہے اور اس (شہزادے) کا باپ حضرت
 حق مسجود ملائکہ وآل کمپیر کاہلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
 آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ ملائکہ کے مجبور اور کاہلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
 برید بحر و انبیا و اولیا آل طیب تدارک کنندہ اند
 آدم کی اولاد کو جلاو کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہو اور نبی اور ولی وہ علاج کرنے والے طیب ہیں

اے برادر ہاں کہ شہزادہ تو کی در جہان کہنہ زادہ از نوی
 اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے پرانی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

۱۔ تو عروسے لہائی لہن کے
 اس گیا تو اس کو اچھائی حسین پلا۔
 غشت اس کا حسن دیکھ کر بیہوش ہو
 گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس
 سے لوگ پریشان ہو گئے اور گلکاب
 بیہوش کا علاج ہوا تب اس کو رفت رفت
 ہوش آیا۔

۲۔ بعد سالے ایک سال کے
 بعد وہ ان گفتگو میں ہاشم نے
 شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا
 جلاو کرنی کو بھی یاد کر لیا کرو۔
 کڑط دارا سرور۔ جت یعنی لہن۔
 دارا سرور دنیا یعنی بڑھیا جلاو کرنی۔
 ۳۔ ہچماں۔ جو حالت شہزادے کی
 تھی کہ اس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند
 کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی
 ہوتی ہے جبکہ اس کو نور خداوندی
 حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ
 کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اے
 برادر ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا
 ہے اس سے مراد زادہ (انسان) مراد
 جلاو کاہلی جلاو کرنی سے مراد نیا ہے
 جس نے نئی آدم پر جلاو کر رکھا ہے۔

کالی جلاو ایں دنیا ست کو
کالی جلاو گئی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت دریں آلودہ روزا
جبکہ اس نے فدا تھے اس گندگی میں ڈال دیا ہے
تار ہی زیں جلاوئی وزیں قلق
تاکہ اس جلاو اور پریشانی سے نجات پالے
زائ نبی دنیات را سخارہ خواند
اسی لئے نبی نے تیری دنیا کو جلاو گئی کہا ہے
ہیں فسوں گرم دار دگندہ پیر
خبردار بیویا تیز جلاو رکھتی ہے
در درون سینہ نقاشات ۲ اوست
وہ سینہ میں مٹر پڑھ کر پھونکیں ماننے والی ہے
سلاحہ دنیا قوی داناز نے ست
جلاو گئی دنیا بہت عقند عورت ہے
ور کشادے عقدہ اورا عقلہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکتیں
ہیں طلب گن خوش دے عقدہ کشا
آگاہ! کہ کھولے والا اچھا دم کرنے والا تلاش کر لے
ہچو سال ہی راستہ است او بہ شصت
اس نے تجھے پچھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شصت سال از شصت او در محنتی
تو ساٹھ سال اس کے کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیات خوب
تو بد بخت فاسق ہے نہ تیری دنیا ہی اچھی ہے
رخ او ایں عقد ہمارا سخت کرد
اس کے بھونکنے نے ان گہروں کو مضبوط کر دیا ہے

کردہ مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے
دمدم میخوای و میدم قل انخوذ
ہر وقت قل انخوذ پڑھ کر دم کرتا رہ
استعانت خواہ از رب افلق
صبح کے سفید کے رب سے مدد چاہ
گوبا فسوں خلق را درجہ نشاند
کیونکہ اس نے جلاو کندی پر خلق کو تینوں میں ڈال دیا ہے
کردہ شہاں رلام گرمش اسیر
باشاہوں کو اس کے گرم دم نے قیدی بنالیا ہے
عقد ہلی سحر را اثبات اوست
وہ جلاو کی گہروں کو باندھنے والی ہے
حل سحر او پپائے عامہ نیست
اس کے جلاو کا توڑ عام کے بس کا نہیں ہے
آئیا را کے فرستارے خدا
اللہ تعالیٰ نبیوں کو کب بھیجتا؟
راز دان یفعل اللہ مایشا
جو یفعل اللہ مایشا کا راز داں ہو
شاہزادہ ماندہ سالے تو شصت
شہزادہ ایک سال پھنسا رہا تو ساٹھ سال
نے خوشی نے بر طریق سنتی
تو نہ خوش ہے نہ سنت کے راستہ پر ہے
نے رہیدہ از وبال وار ذوب
نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب گن نفعہ خلاقی فرد
خانیق احمد کی پھونک کا طلبگار بن

۱۔ زلف اگر چہل سے پہلے حرف
ملت ہوتا ہے بعض جگہ اس کو ذال سے
بدل لیتے ہیں مثل انخوذ یا انخوذ
پر یہ صحت جلاو کے توڑ کے لئے
نازل ہوئی۔ اسی صحت میں خدا کو
رب افلق یعنی حق کی سفیدی کا لب
فرمایا گیا ہے ذال یا انخوذ نے دنیا
کا جلاو گئی فرمایا ہے جو انسانوں کو
جلاو کے کوئی نہیں بند کر دیتی ہے
سخارہ جلاو گئی فسوں گرم۔ تیز
جلاو۔

۲۔ نقاشات۔ مٹر پڑھ کر پھونکنے
والیاں۔ حل سحر۔ دنیائے جلاو کا توڑ
ہر شخص کے بس کا نہیں ہے
ور کشادے۔ دنیائے جلاو کی گرہیں
اگر عقل کھول سکتی تو نبیوں اور رسولوں
کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔
یفعل اللہ مایشا۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے یعنی قدرت خداوندی۔
۳۔ ہچو ماہی۔ شہزادہ تو جلاو گئی
کے جال میں ایک سال ہی رہا تو
ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے
جال میں پھنسا رہا۔ شصت پچھلی
پانچوئے کا کاٹا فاسقی تیری دنیا اور
دین دونوں پر باد ہیں۔ سو دنیا نے
مٹر پڑھ کر جو رکھ لگائی ہے وہ بہت
سخت ہے وہ اللہ کے بھونکنے سے ہی
کھل سکتی۔

تَا نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي تُرَا

تاکہ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي تجھے

جُو بَنُخِ حَقِ نَسُوزِ بَنُخِ سِرِّ

جلو کی بھونک اللہ کی بھونک ہی سے جلتی ہے

رَحْمَتِ اَوْ سَلِيقِ سِتِ از قَهْرِ اَوْ

اس کی رحمت اس کے قہر سے پہلے ہے

تَا رَا اِنْدَرِ نَفُوسِ زُوْجَحْتِ

تاکہ تو زُوْجَحْتِ والے نفوس میں داخل ہو جائے

بَاوُجُوْدِ زَاں نَايِدِ اِنْحِلَالِ

ہو جائے کہ نہ ہوئے (جائے کہوں کا) کھٹا حاصل نہ ہوگا

نَے کَہ فرمودا اِس سِرَّاجِ لَمْتَاں

کیا استوں کے چراغ نے نہیں فرمایا

پس وصالِ اِس فِرَاقِ اَل بُود

تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سَخْتِ مِی آيِدِ فِرَاقِ اِس مَرِّ

اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے

چوں ۳ فِرَاقِ نَقَشِ سَخْتِ آيِدِ تُرَا

جب تجھے نقش کی جدائی سخت لگتی ہے

اے کہ صبرِ نیست از دُنِیَاں دُوں

اے وہ کہ تجھے اس کہنی دنیا سے صبر میر نہیں

چونکہ صبرِ نیست زِیں آبِ سِیَاہ

جبکہ اس کالے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے

چونکہ بے اِس شَرُبِ کَم داری سَکُون

جبکہ اس کو پے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

۱۔ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي میں

نے اس میں اپنی روح پھونک دی

یعنی تیرے اندر ہی وہ روح آجائے

تو۔ دنیا کے جلو کی بھونک اللہ کی

بھونک سے جلے گی۔ رحمت اور۔

حدیث قدسی ہے سُبْحَتِ رَحْمَتِي

علی غُضْبِي میرے رحمت میرے

غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے۔

زُوْجَحْتِ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا

النَّفُوسُ زُوْجَحْتِ جبکہ نفوس کے

چوڑ لگائے جائیں گے یعنی جنت

کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ۔

۲۔ باوجود۔ جب تک انسان

بودی دنیا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا

جلو اٹھے گا نہ شہزادے کی طرح کہیں

یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے

گی۔ خُرتاں۔ حدیث شریف ہے

لَقَدْ بَا وَاَلَاخِرَةُ لَفَرَسَانِ اِنَّ

زُجْحَتِ اِخْلَصَا سَجَلَتِ

الْاَخِرَى دنیاء آخرت دونوں

ہیں اگر ایک دوسری ہوتی ہے تو دوسری

باز ہو جاتی ہے۔ پس اگر دنیا کا

وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔

۳۔ مَر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مَرِّ فِرَاقِ یعنی

آخرت

۴۔ چوں فراق۔ دنیا کا نقاش خدا

ہے جب اس نقش دنیا کی جدائی اس

قدرِ شاق ہے تو خدا نقاش کی جدائی

کس قدر شاق ہوگی۔ آبِ سِیَاہ یعنی

دنیا۔ چشمہ اِہ۔ یعنی آخرت۔

زہرا۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا

اَلْاَخِرَةُ لَفَرَسَانِ مِنْ تَحْتِ سَکَنِ

مِزَانِہَا اَعْلُوْنَا۔ نیک لوگوں کے

پاؤں سے نیچیں کے جس کی ملوثی

کاٹوں گی۔

وَار ہاند زین و گوید بر خُرا

اس سے چھڑا دے اور کہہ دے آگے آ جا

بَنُخِ قہرست این واں دَم بَنُخِ مہر

یہ ظلم کی بھونک ہے اور وہ محبت کی بھونک ہے

سَلِیقِ خواہی بُرُو سَابِقِ بَنُجُو

تو آگے بڑھتا چاہتا ہے تو جا سابی کی تلاش کر

کالے شی مسعود اینک مَحْرَجَتِ

کیونکہ جلو میں تلاطمِ زلیخا تیرے نکلنے کی جگہ ہے

وہ شَبِیکَہ دَر بَرَاں پیر دَلالِ

(اور) وہ نازوں بھری، جاں اور بغل میں نہ آئے گی

اَسْجَمَانِ و اَسْجَمَالِ رَا خُرتاں

اس دنیا اور اس جہان کو وہ سونیں

صَحْتِ اِس تَن سِقَامِ جاں بُود

اس جسم کی تندرستی جان کی پیدی ہے

پس فِرَاقِ اَل مَقَرِّ داں سَخْتِ تُر

تو اس قیام جگہ کی جدائی زیادہ سخت ہے

تاچہ سَخْتِ آيِدِزِ نَقَاشِشِ جُدا

تو اس کے نقاش کی جدائی کس قدر سخت ہوگی؟

چونکہ صبرِ نیست از خدا ایدوست چوں

لحوتِ تجھے خدا کی جدائی پر کس طرح صبر آئیگا؟

چوں صبورِی داری از چشمہ اِہ

خدا کی چشمہ سے تجھ میں کیسے صبر ہے؟

چوں زَاہِرِی جُدا وَزِ یَشَوُّوُن

تو یشرین اور نیکوں سے کیسے جدا ہے



گر چہ اپنی یک نفس حُسن و دُور
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
حیفہ بنی بعد ازاں ایں شرب را
اس کے بعد تو اس پینے کو ملا سمجھ گا
ہچمو شہزادہ رسی دیدار خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دوست تک پہنچ جائے
جہد گن در یخودی خود را بیاب
اپنی فانییت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر از زمانے ہیں مشو با خویش بخت
ہر وقت خوبی میں جلا نہ ہو
از قُصور چشم باشند آں عُشور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
یوی پیراہان یوسف گن سَند
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو کا سہلا پکار
صورتِ پہنان و آں نورِ جبین
پیشہ صحت اور پیشانی کے نور نے
نورِ آں رخسار برہاند زنا
اس رخسار کا نور ناز سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نورِ حالی ہیں گند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست و در تحقیق ناز
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقت ناز ہے
وہمدم در رُفتد ہر جا رود
جس جگہ جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ ہونسی کرتی ہے
دور بیند دُور بین بے ہُمر
بے ہمر دھڑین ایسا ہی دھڑین ہے

اند آتش افکنی جان و دُور
جان اور جسم کو آگ میں ڈال دے
چوں بہ بنی کرو فرو قرب را
جسبہ (خدا کی) شمن و شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں آری زیبا تو خار خویش
تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکال دے
زود ترو اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے
ہر زمان چوں خرد آب و گل میفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ کر
کہ نہ بیند شیب و بالا راز دُور
کیونکہ وہ دور سے شیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہے
زانکہ یویش چشم روشن می کند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کردہ چشم انبیا را دُور بین
نبیوں کی آنکھ کو دھڑین بنا دیا ہے
ہیں مشوقانِ بنورِ مُستعار
خبردارا عارضی نور پر قائم نہ بن
چشم عقل و روح را گر گیس گند
روح اور عقل کے چشم کو خدائی بنا دیتا ہے
گر ضیا خوانی دُورست ازے و بدار
اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اس سے دُور رہنا ہو گا
دیدہ و جانے کہ حالی ہیں بُود
وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
ہچنہاں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

۱۔ گر بہ بنی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے
ذرا بھی نظر آجائے تو اپنے جسم و روح
کو قربان کر ڈالے۔ حیفہ۔ مردار۔
قرب۔ یعنی خداوندی قرب۔ ہچمو۔
جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی کہن سے
مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو
پالے اور دنیا کا کانٹا پاؤں سے نکال
چھینے کہ جس میں اس کی ترکیب یہی
ہے کہ ناز کا وجہ حاصل کر لے۔
۲۔ ہر زمانے فنا کا وجہ جب
حاصل ہو جائے گا کسی وقت بھی خوبی
نہ اختیار کرے گا اور دنیا سے کنارہ کش
ہو جائے گا۔ از قُصور۔ جب نگاہ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان شیب
و فراز کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور غور نہ کرتا
ہے۔ یوی۔ حضرت یوسف کی بیانی
حضرت یوسف کی بیس کی خوشبو سے
روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر
دیکھ کر منظر روشن ہو جائے گی اور مشاہدہ
تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیاء کو چشم
بصیرت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔
۳۔ نور۔ اس نور کا مشاہدہ عارف بہت
سے نجات دیتا ہے اس نور۔ یعنی
عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو
دکھاتا ہے اور بصیرت عقلی کو بیدار بناتا
ہے۔ گر گیس۔ خدائے کرش میں
جلا۔ صورتش۔ عارضی نور بظاہر نور ہے
لیکن حقیقتاً نور ربانی کا باعث ہے۔
وہمدم۔ عارضی نور والا ہمیشہ غموں میں
کھاتا ہے۔ دور بیند۔ اس نور والے کی
دور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے
ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

خُفتہ ہاشی بر لبِ جو خُشک لب

تو میا کے کندے خشک ہوئے سویا ہوا ہے

دور می بینی سَرابِ دی دوی

تو سرب کو دور دیکھتا ہے اور دھناتا ہے

میزنی در خوابِ یایاراں تو لاف

تو خواب میں دانتوں سے شنی بگھلاتا ہے

نیک بدالِ سَوَآبِ دیدم ہیں شتاب

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خبردار جلدی کرو

ہر قدم زیں آبِ تازی دُور تر

تو ہر قدم پر اس پانی سے نیاہ دور بھاگتا ہے

عینِ آں غرمتِ حجابِ آں شُدہ

تیرا پختہ امانہ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا عزمِ بجائے می گند

بہت سنگ ہیں جن کو لہو (دھری) جگہ لے جاتا ہے

دید و لاف خُفتہ می ناید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شنی بگھلانا کامد نہیں ہے

خوابنا کی سہ لیک ہم بر راہِ حُسپ

تو نیند کا متولا ہے پھر بھی راستہ پر سو

تلاؤد کہ سائلے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی راہ تو تجھ سے بھر جائے

خُفتہ را گر فکرِ گردو ہچو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہے

فکرِ خُفتہ گردو تا گو گرسہ تاست

سوئے ہوئے کا فکر خلوہ دہرا ہو یا تہرا

گرچہ شمش تیز بین و با ضیاست

اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین و روشن ہو

می دوی سَوی سَرابِ اندر طلب

جتنو میں سرب کی جانب دھناتا ہے

عاشقِ آں بیشِ خود می شوی

لپے اس دیکھنے کا تو عاشق بنتا ہے

کہ منم پینا دل و پردہ شگاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا ردیم آنجا وَاں باشند سَراب

تاکہ ہم وہاں چلیں اور سرب ہوتا ہے

دو دواں سَوی سَرابِ با غرر

دھوکے والے سرب کی جانب دھرتے ہوئے

کہ جُو پیوستہ است و آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کاں غرضِ دوے بُود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جُو خیالِ نیستِ دستِ ازوے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

اللہ اللہ برہ اللہ حُسپ

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالاتِ نعلستِ بر گند

نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں وقتِ نیا بدر راہِ گوی

وہ اس بارگاہی سے بھی کوچ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست

غلط م غلط م غلط ہی ہے

ہم ہما اندر ہما اندر ہماست

خاک م خاک م خاک رہی ہے

۱۔ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کی دھ بی
یہ ہے کہ میا کے کندے پیاسا سو رہا
ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا
ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور
بگھل رہا ہے کیش بہت دھین ہوں
دور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔
خواب میں دانتوں سے اپنی دھ بی
کی شنی بھی بگھلاتا ہے۔ کد۔
دانتوں سے کہتا ہے کہ میں نے دور
سے پانی دیکھ لیا ہوں۔ چلو۔

۲۔ ہر قدم۔ ہر کوچہ و کرِ خواب میں
جس قدر سرب کی طرف بھاگ رہا
ہے وہ پانی سے ہی قدر دور ہوتا ہے
عین۔ سرب تک پہنچنے کا عزم نہر کے
اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اس
کے قریب تھا۔ بس۔ بہت سارے
فرض ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو
مقصد کی اصل جگہ سے دور کر دیتا
ہے۔ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز
کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار
ہوتا ہے۔

۳۔ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے ستا ہی
ہے تو سرور اور اللہ کے راستہ پر سو
شاید کوئی اللہ کا نیک بندہ وہاں سے
گزرے تو تیرے خواب والے
خیالات دور کر دے۔ خُفتہ۔ جبکہ تو
سوا ہوا ہے اپنی تدبیر سے لایا بند
ہوگا کسی خدا کا ہاتھ پڑے۔

مومنؑ ابروئے می زند بے احتراز
خفتہ پویاں در بیابانِ دراز
بغیر بچاؤ کے مومن اس پر پڑ رہا ہے
سویا ہوا ملا بیابان میں ڈھ رہا ہے
خفتہ می بیند عطشہاں شدید
آبِ قُرْبِ مِنْہُ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ
پانی اس کی شرک سے زیادہ اس سے قریب ہے
سویا ہوا تخت پیاس میں عرصوں کرتا ہے

حکایت آں زاہد کہ در سالِ قحط خنداں و شاد بود با مفلسی و
اس زاہد کی حکایت جو قحط کے سال میں پانچ سو مفلسی اور بہت عیالوں کے
بسیاری عیال و خلق می مُردند از گرسنگی با و گفتند کہ ہنگام
سکرانے والا اور خوش تھا لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اس سے کہا کہ تعویذ
تقریرت ست نہ شادی گفت مر لیا کے نیست
کلاقت ہے نہ کہ خوشی کا اس نے کہا نہ کھائی پرانیں ہے

بچپان ۲۰ سال زاہد اُرد سالِ قحط
اس طرح وہ زاہد جو کہ قحط کے سال
پس بگفتندش چہ جای خندہ است
تو لوگوں نے اس سے کہا اسے کا کیا موقع ہے؟
رحمت از ہاشم خود بر دوختہ است
رحمت نے ہم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں
کشت و باغ و رزسیہ افتادہ است
کھیتی اور باغ اور گھر کالے پڑ گئے ہیں
خلق می میرند زیں قحط و عذاب
اس قحط اور عذاب سے لوگ مر رہے ہیں
بر مسلماناں نمی آری تو رحم
تجھے مسلمانوں پر رحم نہیں آتا
رنج یک بخورے شن ہمہ است
جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے
گفت در چشم شفاقت است
اس نے کہا تہدی نظر میں یہ قحط ہے

۱۔ مومنؑ سوئے ہوئے شخص پر
مومن کی پچیسویں بھی لکھ دی ہیں
جب بھی مر رہے کے لئے ڈھتا ہے
خفتہ نہر کے کنارے سویا ہوا بیابان
محسوس کرتا رہتا ہے اور پانی بالکل
اس کے قریب ہوتا ہے لیکن حلال
دینا کا ہے کفالت حق ان سے قریب ہے
یعنی وہاں تک نہیں پہنچتا ہے
۲۔ بچپان۔ جس طرح سوئے
ہوئے کی حالت ہوتی ہے لکھی ہیں
ان لوگوں کی حالت ہے جو اس
عدیش پر معترض ہوئے۔ نہط۔
قبیلہ مذکور کی قتل
۳۔ یہی کہیں ہیں وہاں مر رہے
ہیں کہیں سو سو۔ رحم۔ چلی۔ محکمہ۔
جنگ۔ گفت اس ایک شخص نے کہا
تہدی نظر میں یہ قحط ہے میری نظر
میں بہشت ہے

بود او خنداں و گریاں جملہ نہط
سکراتا تھا اور تمام قبیلہ رہا تھا
قحط شیخ مومنوں برگندہ است
قحط نے مسلمانوں کی تیغ کشی کر دی ہے
ز آفتاب تیز صحرا سوختہ است
تیز سورج سے جنگل جل گیا ہے
در زمیں نم نیست نے بالانہ است
زمین میں نمی نہیں ہے نہ اوپر نہ نیچے
وہ وہ و صد صد چو ماہی دور ز آب
وہ وہ سو سو جس طرح بجلی پانی سے
مومنوں خوشند یک شن رحم و رحم
ملائے مومن باہم چلی اور گوشت کا ایک جسم ہیں
گردم صحت یا خود ملکہ است
خود صحت کا وقت ہے یا جنگ ہے
پوش جسم چل بہشت ستاں زمیں
پہاڑی جگہ میں یہ زمین بہشت جیسی ہے

خوشہا! فہم رسیدہ تائیں
بکثرت (بکثرت کی) بایں کر تک

پہ پہلیاں سہر ترار گننا

جگہ بجا ہوا ہے، گننے سے زیادہ سہر ہے

دست و چشم خویش را چوں بر گنم

اپنے ہاتھ اور نگاہ کو کہے ہوا ہوں؟

زائ نماید مرثلا نیل خوں

اس لئے تمہیں (میانے) نیل خون نظر آتا ہے

تا ناماند خون و بید آب رود

تاکہ خون نہ رہے اور تم میا کا پانی دیکھ لو

آں پدہ در چشم تو سنگ می شود

وہ باپ تیری نگاہ میں کتا ہو جاتا ہے

کہ چٹاں رحمت نظر رنگ نماست

کہ لکی رحمت نگاہ میں کتا جیسی ہے

چوں کہ اخواں را حسودی بود و خشم

چونکہ بھائیوں میں حسد اور غصہ تھا

آں سنگی شد گشت بلایا ز رفت

وہ کتا پن بھی ختم ہوا باپ گہرا دست بن گیا

من ہی پیغم بہر دشت و مکاں

میں ہر جگہ اور جگہ میں دیکھ رہا ہوں

خوشہا در موج از باد صبا

بایں پہا ہوا سے لہلہی ہیں

ز آزمون من دست بروے می رنم

آزمائے کے لئے میں ان کو چھتا ہوں

یار فرعون تیند اے قوم دُور

اے کینہ قوم تم فرعون جہنم کے یاد ہو

یار موسیٰ خرد گردید زود

جلد حاصل موسیٰ کے یاد بن جاؤ

از پدہ بر تو بچائے چوں رود

جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو

آں پدہ سنگ نیست تاثیر جفاست

باپ کتا نہیں ہے، ظلم کی تاثیر ہے

گرگ می دیدند یوسف را بچشم

حضرت یوسف کو آنکھ سے بھڑا دیکھا

با پدہ چوں کہ دی خشم رفت

جب تو نے باپ سے صلہ کر لی غصہ ختم ہوا

۱۔ خوشہا میں ہر جگہ لکھی ہوئی کثرت
دیکھ رہا ہوں جو کر کے خوشہا کثرت
کی بایں ہوا سے لہلہا رہی ہیں۔
گننا یعنی ہن کی قسم کی ایک رکھڑی
ہے۔ زائ۔ آگے۔ آگے کے لئے
میں اس کثرت پر ہاتھ بھی پھیرتا ہوں تو
اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کہے جھٹلا
ہوں۔ یارب۔ اپنے فرعون جہنم کے
دست ہو لہذا فرعون کی طرح جھٹلیں
بھی مہیاں نیل کا پانی خون نظر آ رہا
ہے۔ خرد۔ جلد حاصل ہونے کے
لئے۔ یاد بن تو حقیقت حاصل
ہو جائے۔

۲۔ فرعون انسان کی اپنی اصلاحی
کیفیت تھا کہ تبدیل کر دیتی ہے
اگر انسان باپ سے ملتا ہو جائے
تو وہ اس کو کتا نظر آنے لگتا ہے
گرگ۔ اپنی اپنی کیفیت کی بنا پر
حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو
بھڑا نظر آتے تھے۔ باپ۔ اگر
باپ سے محبت ہو تو وہ ہر امر رحمت نظر
آتا ہے۔

۳۔ بخدا تمام عالم حضرت حق کا
مظہر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس عقیدہ
سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
تمہارے دل میں اس سے بیزاری
ہے تو تمام عالم غیر واقعی صحت میں
نہیں نظر آئے گا۔

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صورت عقل کل است چوں با عقل کل بگو

اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صحت ہے جب تو عقل کل کے ساتھ بیڑھا

روی جفا س کردی صورت عالم خرا غم فزاید قلب احوال چنانکہ با

پے کا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صحت مما جرا غم بڑھانے کی جیسے کہ باپ کے ساتھ تو نے

پدہ بد کردی صورت پدہ خرا غم فزاید و نتوانی اودا دیدن اگرچہ

بھائی کی باپ کی صحت جیوا غم بڑھانے کی لہذا اس کو دیکھ نہ سکے گا، اگرچہ

پیش از ان نور دیدہ و دہ باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

کل عام صورت عقل اکل ست
 پہا عالم عقل کل کی صحت ہے
 چوں کے با عقل کل کفر اں فرو
 جب کئی عقل کل کی تاہی کرے
 صلح گن با ایں پدر عاقی بہل
 اس باپ سے صلح کرے تاہی کو چھوڑے
 پس قیامت نقد حال تو بود
 بحر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
 منکھ محم دھما با ایں پدر
 میری ہمیشہ اس باپ سے صلح ہے
 ہر زمانہ نو صورتے و نو جمال
 ہر وقت نئی صحت ہے اور نیا حسن ہے
 من ہی بینم جہاں را پر نعیم
 میں دنیا کو نکتوں سے بھرا دیکتا ہوں
 بانگ آہش می رسد در گوش من
 پانی کی آواز دھیرے کان میں پہنچی ہے
 شاخہار قصاں خندہ چوں قاتباں
 شاہیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
 برق آئینہ است للبع از نمد
 آئینہ کی چمک نمدے میں سے پہنچی ہے
 از سر ہزاراں من نمی گویم یکے
 میں ہزار (ہاتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
 پیش وہم ایں گفت مودہ دانست
 وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کوست باہی ہر آں کابل قل ست
 ہر اس شخص کا پایا ہے جو قول ملا ہے
 صورت کل پیش او ہم سگ نمود
 کل کی صحت اس کو ستا نظر آتی ہے
 تاکہ فرش رز نماید آب و گل
 تاکہ تجھے زمین گھر کا فرش نظر آئے
 پیش تو چرخ و زمیں مبدل شود
 تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
 ایں جہاں چوں جعستم در نظر
 یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے
 تاز نو دیدن فرد میرد ملال
 حتی کہ نئے مشاہدے سے غم زائل ہو جاتا ہے
 آہہا از چشمہا جوشاں مقیم
 چشموں سے ہمیشہ پانی جوش رہتا ہے
 مست می گردد ضمیر و ہوش من
 میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں
 برگہا کف زن مثل مٹرباں
 پتے گویوں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں
 گر نماید آئینہ تا چوں بود
 اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہو گا؟
 زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
 کیونکہ ہر کان شک سے پر ہے
 عقل گوید مودہ چہ نقد من ست
 عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کہاوتی ہے میری صحت ہے

۱ عقل کل۔ مولانا صاحب کل کا
 بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے
 ہیں یہاں خدائے تعالیٰ مراد ہے۔
 ۲ قل۔ یعنی وہ جس جنہوں نے
 اول میں گفت پر ہنم کے جواب
 میں ملا کا قول کیا تھا۔ چوں کے
 جب انسان کے دل میں خدا کا کفر
 ہوتا ہے تو اس کو سدا جہاں بھیا تک
 نظر آتا ہے صورت کل۔ یعنی
 جہاں عاقی۔ ملا باپ کی تاہی۔
 تاکہ تمام زمین اچھوڑے میری
 ہوئی نظر آئے کہ قیامت قیامت
 میں زمین و آسمان بدل دئے جائے
 گے منکھ اس بزرگ نے کہا چونکہ
 میری خدائے رب ہے لہذا مجھے تمام
 عالم جنت نظر آتا ہے۔
 ۳ ہر زمانہ۔ گھر پر گھر پر
 تجلیات کا آشرف ہوتا رہتا ہے
 طبیعت ملول نہیں ہوتی ہے ہم۔
 ۴ ضمیر۔ دل۔ شاخہ شاخوں کا
 ہواؤں سے ہلنا مجھے صوفیوں کا رقص
 معلوم ہوتا ہے اور چوں کا بچا گویوں
 کی آواز معلوم ہوتی ہے برق آئینہ
 یہ تجلیات میرے اوپر ناسوت کے
 پہلوں سے بڑی رہی ہیں جبکہ وہ
 راست بڑیوں کی تو کیا محال ہوگا۔
 ۵ از ہزاراں۔ میں ہزاروں
 حقائق میں سے ایک بات بھی پر
 نہیں جانتا ہوں کیونکہ سننے والے
 دل نہیں ہیں۔ پیش وہم۔ جن کی
 عقل ہاں میں وہاں باتوں کو بخیر
 خوشخبری کے سننے ہیں۔ کابل عقل
 دالان کا شاہد کرتے ہیں۔



قصہ فرزند ان عویر علیہ السلام کہ از پدر احوال پدری پرسیدند
حضرت عزیر علیہ السلام کی ولاد کا قصہ کہ باپ سے ہی باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پدر گفت آری دیدم از عقب می آید بعضی کہ شنای خندش
باپ نے کہا میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آ رہا ہے جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش
بیہوش شدند و آنانکہ شنای خندش می گفتند این شخص خوش
ہو گئے ہر جنہوں نے نہ پہچانا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے ابھی خوشخبری
مژدہ دادہ اس بیہوشی از چست و اس حالت
دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

پہلو پوران ۲ عویر اندر گذر
حضرت عزیر کی ولاد کی طرح راستہ میں
گشتہ ایشال پرو بابا شال جوان
وہ بڑھے ہو گئے تھے وہ ان کے والد جان تھے
پس پرسیدند از و کایے رہگذر
تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!
کہ کسے مال گفت کامرو ز آل سند
کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہلا
گفت ۳ آری بعد من خواہد رسید
ان عزیر نے کہا میرے بعد وہ آئے گا
بانگ می زند کایے مبشر باش شلا
شہ چاہتا تھا کہ اس خوشخبری دینے والے خوش ہو
کہ چوبلی مژدہ است لے خیر ہر
کہ اسے اتنا خوشخبری کا کیا موقع ہے؟
وہم راموہ است پیش عقل نقد
وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ
آمدہ پرسال ز احوال پدر
آکر باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پس پدر شال پیش آمد ناگہاں
تو ان کے والد اچانک سامنے آ گئے
از عویر ما عجب داری خبر
ہمارے عجیب عزیر کا تجھے علم ہے
بعد نو میدی ز بیروں می رسد
باہری کے بعد باہر سے آ جائے گا
آں کیے خوش شد چوں اس مژدہ شنید
ان میں سے ایک نے جب یہ خوشخبری سنی خوش ہوا
والا وگر شناخت بیہوش او فتاد
دوسرے نے پہچان لیا بیہوش ہو کر گر گیا
کہ وہ افتادیم در کان شکر
ہم تو شکر کی کان میں پہنچ گئے ہیں
زانکہ چشم وہم شد محجب نقد
کیونکہ وہم کی آنکھ گشتگی سے دھکی ہوئی ہے

۱۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض بائیں مجتہدین کے لئے
خوشخبری کا وجہ یہ تھی کہ ہر کالین
کے لئے مشاہدہ کامر بندی ہیں۔
حضرت عزیر ایک مومنان کے بعد
جب زندہ ہوئے تو ان کی ولاد نے سنا
کہ ہمارے باپ زندہ ہو کر آ رہے
ہیں وہ ان کی خوشخبری کے لئے شہر سے
باہر نکلے حضرت عزیر مجتہد میں آ رہے
تھے ہر حالت میں ملے کھلا دلانہ کونہ
پہچانی اور اس نے انہی سے ان کی
خبریں معلوم کرنی چاہیں انہوں نے
فرمایا کہ کھانسی آئیں گے یہ خبر اس
ولاد کے لئے خوشخبری تھی بعض لوگوں
نے ان کو پہچان لیا تو ان کے لئے یہ
خبر مشاہدہ کی خوشی سے بیہوش ہو
گئے۔

۲۔ پہلا۔ ولاد۔ پدر یعنی
حضرت عزیر ایشال۔ ولاد یعنی ہو گئی
تھی حضرت عزیر تیرت زندہ سے
محفوظ تھے وہ جان تھے سند یعنی
حضرت عزیر
۳۔ گفت۔ چونکہ یہ ولاد نہ پہچانی تو
انہوں نے ان پر پڑھ کر کہا اور فرمایا کہ
ہاں وہ میرے بعد آئیں گے
بانگ۔ اس نے انہی کو اس خوشخبری
دینے کی دعا کی دوسری ولاد نے ان کو
پہچان لیا تو فرط مسرت سے بیہوش
ہو گئی کہ چوبلی۔ پہچاننے والوں
نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی ہے وہ
کان شکر تو ہمارے سامنے ہے
وہم ایک ہی بات ہائیں عقل کے
لئے خوشخبری کا وجہ یہ تھی کہ ہر
مشاہدہ میں کس کی ہے عقل کمال کے
لئے مشاہدہ ہے



کافراں! راہ و مومن را بشیر
کافروں کے لئے مومن کے لئے خوشخبری بخلا ہے
زانکہ عاشق در دم نقد ست مست
کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
کفر و ایمان ہر دو خود در بان اوست
کفر نہ ایمان دونوں اس کے میان ہیں
کفر قشر خشک رو بر تافتہ
کفر خشک چمکا نہ بھیرے ہوئے ہے
قشر ہلکا خشک راجا آتش ست
خشک چمکوں کی جگہ آگ ہے
مغر خود از مرتبہ خوش بر ترست
مغر اپنے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
ایں سخن پیاں نداد باز گرد
اس بات کا غائب نہیں ہے واپس لوٹ
در خور عقل عوام ایں گفتہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
زر عقل ریزہ است اے مجسم
اے تہمت زدہ تیری عقل کا ستارہ ریزہ ہے
عقل تو قسمت شدہ بر صد مجسم
تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں غنی ہوئی ہے
جمع باید کرد اجزا را بعشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
جو جوے چوں جمع کردی ز اشتباہ
وہم کو اگر جو کر کے تو جمع کر لے

لیک نقد حال در چشم بصیر
نہیں دیکھنا کی آنکھ میں نقد حال ہے
لا جرم از کفر و ایمان بر ترست
لا حول و کفر نہ ایمان سے بالا ہے
کو مست مغر و کفر و دیں اور او پوست
کیونکہ مغر ہے اور کفر اور دین اس کے چمکے ہیں
باز ایمان قشر لذت یافتہ
پھر ایمان لذت پایا ہوا چمکا ہے
قشر پیوستہ بمغر جاں خوش ست
چمکا جو جان کے مغر سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے
بر ترست از خوش ک لذت گسترست
(بلکہ) اپنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہے
تا کہ آرد موسم از بحر گرد
تا کہ میرا موسمِ مسند سے گرد اڑے
از سخن باقی آں بہفتہ شد
اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
بر قرآنہ مہر سکہ چوں نیم
ہلکے پر سکہ کی مہر کیسے لگائی؟
بر ہزاراں آزدوی و طعم ویم
ہزاروں آزدویوں اور بہت مال پر
مثنوی خوش چوں سرقد و دمشق
تا کہ سرقد اور دمشق کی طرح حسین بن جائے
پس توں زد سکہ بر تو بادشاہ
تو بادشاہ تجھ پر شہہ کا سکے کا
سعد سرقد دنیا کی مثنوی میں شہد ہوتے تھے جو جوے عقل کو تھوڑا سا جمع کر لے گا تو کچھ نہ معارف حاصل ہو
جائے گئے

۱۔ کافروں ایک ہی بات مومن
کے لئے مد ہے مومن کے لئے
خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ
عاشق۔ مشاہدہ اور دیدہ سے مست
رہتا ہے لہذا وہ کافر اور دین مومن سے
بالا تر ہے کفر و ایمان۔ کفر اور دین
ایمان اس عاشق کے ہر دو کے میان
ہیں کیونکہ مغر و کفر و دیں اس کے چمکے ہیں
ایمان دونوں اس کے چمکے ہیں۔ کفر
ان دونوں چمکوں میں یہ فرق ہے کہ
کفر تو مشاہدہ سے بالکل منہ موڑے
ہوئے ہے کفر ایمان کچھ نہ کھولت
چمکے ہوئے ہیں۔

۲۔ قشر ہلکا خشک۔ کفر کو کھٹکا چمکا
ہے جو آگ میں جلانے کے قابل
ہے عام مومنین کا ایمان وہ چمکا ہے
جو مغر سے بڑا ہوا ہے۔ مغر۔ خوش
الہی عام ایمان سے بالاتر ہے اس
سخن۔ یعنی اس تک شخص کی
باتیں۔ موسم میرا موسمِ مسند سے
مراوہاں لذت حق ہے۔ بحر۔ یعنی
بحر معارف معارف کا گہرا پانی۔ در
خور۔ عوام کی جیسی کچھ بقدر ہوا میں کہ
دی ہیں بقیہ باتیں چھپائی ہیں۔

۳۔ زر عقل ریزہ است۔ انسانوں نے اپنی
عقل کے سونے کو ہر گنہگار کر رکھا ہے
سونے کے بدلے پر شہہ نہیں لگایا جا
سکا معارف کا شہہ۔ جب تک سنگ
کہ عقل جمع ہو جائے گی۔ عقل
انسان اپنی عقل کو سینکڑوں حصوں
میں بانٹے ہوئے ہے۔ طعم۔ عربی
کا کھانا۔ جلد و طعم و قلم۔ مثنوی
کھنگی اور سعد کی چیزیں لے آئے
بہت مال لے آئے۔ معنی۔ عقل
خداوندی عقلِ ربانی کیونکہ عقل جمع
کر دیتا ہے سرقد۔ سرقد اور دمشق
کی مثنوی شہد گئی غوطہ و دمشق اور

۱۔ ہذا خط لے کر اس کا ایک
ختم کے ذریعہ سے لیا۔ حق
لے گا تو پھر جس کا نہیں جام بن
چلے گا جو خدا کی مجلس میں بیٹھیں
کوئی نہ کہ شہد حاصل ہو سکے۔
شہس جام پر شہ کا نام اور لقب ہو
تصور نہ کر دی جاتی تھی۔ تاکہ
اب حقے دنیا کی ہر جگہ میں حضرت
حق کا جلوہ نظر آئے گا۔ انجیست۔
یعنی خاک۔ زانک۔ ہات اس لئے
کھیا جاتی ہے کہ کہنے والوں کو اس کا
یقین آجائے جب تک جس طرح
کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی
ہے۔

۲۔ جان شرک کی جان و روح کا
ختم ایک خداوندی ہے جس میں
ہے وہ کائنات میں غی ہوئی ہو
بیوقوفوں معاملوں میں مستقیم ہے
پس خوشی۔ جانوں کے سامنے کسی
دعا کے ثبوت کے لئے خوشی بہتر
ثبوت ہے۔ مستی تہ۔ یعنی روحانی
مستی بعض مغلوں میں مستی بھی
ہے۔ انجیل۔ چمک ہو گزلی
میں ہے اختیار نہ مل جاتا ہے اس
طرح اس طرح کے بیان کرنے میں میرا
مبدا اختیار مل جاتا ہے۔

۳۔ فی لا یستغفر لہم اخص صلی
استغفار کی ایسا طرح کہ یہ اختیار
معاذ ظاہر ہو جائے۔ حقے۔ تاکہ
یعنی ہر معرفت کو پہنچا کر کہی۔
یعنی روحانی مستی۔ مستی۔ بھلا دینے
وہ حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا
کہ عام آخرت کے کارکنوں کو اس
معلوم ہواں لئے وہ بعض راہوں
پرستی ملادی کر دیتا ہے تاکہ بخوبی
میں ہر راہ کو پہنچا دے۔

۱۔ و از مشقائے شوی افزوں تو خام
۲۔ ہے پھر اگر ایک ختم سے بڑھ جائے گا
۳۔ پس بروہم نام و ہم القاب شہ
۴۔ تو اس پر باشد کا نام بھی ہو لقب بھی
۵۔ تاکہ معشوق و دہم ناں ہم آب
۶۔ تاکہ مٹی ہو پانی بھی تیرا معشوق ہو
۷۔ جمع کن خود را جماعت دہمت است
۸۔ اپنے آپ کو حق کر لے۔ جماعت دہمت ہے
۹۔ زانکہ گفتن از برلی باور است
۱۰۔ اس لئے کہ کہا یقین کے لئے ہے

۱۱۔ جان ۲۔ قسمت گشتہ در کو فلک
(شرک کی) جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
۱۲۔ پس خموش بہ دہد اورا ثبوت
۱۳۔ خاموشی اس کے لئے اچھا ثبوت ہے
۱۴۔ ایں ہی دہم و لے مستی تن
۱۵۔ یہ میں جانا ہوں لیکن جسم کی مستی
۱۶۔ آنچال کز عطشہ و از خامیاز
۱۷۔ جیسا کہ چمک ہو گزلی سے

از تو سازد حقے یکے زرینہ جام
تو باشد تیرا زریں جام بنا لے گا
باشد دہم صورتش لے وصل خواہ
ہوگا کہ اس کی تصویر بھی اسے وصل کے خواہند
ہم چراغ و شہاد و نقل و شراب
چراغ بھی ہو شہاد بھی نقل ہو شراب بھی
تا تو ہم باتو گفتن آنچہ ہست
تاکہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے وہ کہہ سکوں
جان شرک از باور حق برست
شرک کی جان حق کو پہچاننے سے خالی ہے
در میان شصت سوہا مشترک
بہت سے معاملوں میں مشترک ہے
پس جواب احتمال آمد سکوت
حقوں کے لئے جب خاموشی ہے
می کشاید بے مراد من دامن
بغیر ملائے کے میرا منہ کھل دیتی ہے
ایں دہل گرود بنا خولہ تو باز
تیرے ملائے کے بغیر منہ کھل جاتا ہے

در تفسیر حدیث ۳۔ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ لَہُمْ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنَ مَرَّۃً
حدیث کی تفسیر کہ میں اللہ اپنے رب سے ہر روز ستر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

بھجو پیغمبر ز گفت وار بنار
پیغمبر کی طرح گفتگو (ہمرا) مجاہد کرنے سے
لیک آں مستی و د توبہ ہلکن
لیکن وہ مستی توبہ صحت بھی ہے
حکمت اظہار تاریخ ہزار
ہزار تاریخ کے انہد کی حکمت
توبہ آرم روز من ہفتاد بار
میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں
منسی ست ایں مستی تن جامہ گن
پہ پہرے پاک کرنے کی مستی بھلا دینے والا ہے
مستی انداخت بر طانی راز
ایک راتیں پر مستی ملادی کر دیتی ہے

یعنی نظر اس نور کے قطع نظر
کر کہ عجلت میں مصروف نہ کر
انتظار کرنا کہ تجھے نور موسیٰ میرا
جائے منتظر۔ جو عجلت کی حالت
میں انتظار میں ہے اس کے لئے بڑا
منفی نہیں۔ منہ منید ہے منصب
تعلیم علوم نامہ کی خواہش کی بنیاد
پاؤں پر ہے جو خواہش اس ہے
خواہش اس کو پا کر بلا وقت میں
بت رہتی ہے کہ منتظر۔ اگر
انسان کی بڑی بنیاد پر اور معرفت
حاصل ہوا کرتے تو رسول کی پشت
پر بیٹھ کر

عقل جیسی انسان کی ناقص
عقل آسمان کی بجلی کی کوئی طرح
ہے جس کے ذریعہ مادی نہیں ہو
سکتا عقل ایک جگہ کا نام ہے۔
حیثیت بجلی کی کہ قدرت نے کرنے
کے لئے نہیں ہے تو وہ کہہ سکتے
کے لئے ہے کہ وہ آسمانی آواز پر
برقی عقل عقل نامی کی کوئی بھی ای
لئے ہے کہ انسان عقل الہی میں
مصطفیٰ ای سے فنا کا مقام حاصل
ہوتا ہے

عقل کو کہ عقل ناقص کی
عقل کی عقل کی عقل ہے عقل پر
کہ عقل ہے کہ کتب میں جا سکتا ہے
عقل اس کو نہیں دے گی عقل
زنجیر بنی عقل اس کو طیب کے
پاس جانے پر مجبور کرتی ہے لیکن اس
کے لئے وہ مجبور نہیں کر سکتی ای
طرح ہر عقل کو یہ ہادی ہو سکتی
ہے جس کی جہر و کاسکات ای عقل
دل کا کام ہے۔ تک۔ شیطانی ہوا
ماست اور معلوم کرنے کی کوشش
کرتے ہیں ان کو لاپرواہی مقبہ
کہتے ہیں ان کو کہہ سکتا ہے کہ
اس عقلی تعلیم ہی سے حاصل کر

ہمچو موسیٰ نور کے یابد زحیب
حضرت موسیٰ کی طرح کر بیکر کب حاصل کرے
زبان نظر وین عقل ناید جود وار
اس نور کے واسطے سے علم کے کمال نہیں ہوتا
از سخن گوئی مجوسید از تقاع
باتم بلانے سے بلندی نہ چاہو
منصب تعلیم نوعی شہوت
تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے
گر بقتلش بے پردے ہر فضول

اگر ہر بیحد اپنی بڑی کی وجہ سے پتہ پالینا
عقل ہو دی ہمچو برق ست و درخش
ہمس عقل بجلی ہو چمک کی طرح ہے
نیست نور برق بہر رہبری
بجلی کی چمک مانتے کرنے کے لئے نہیں ہے
برق عقل مابہر گریہ است
ہادی عقل کی چمک مانتے کے لئے ہے

عقل سے کوک گفت بر کتاب تن
بچ کی عقل نے کہا کتب میں جا
عقل رنجور آروش سوی طیب
بچ کی عقل اس کو طیب کے پاس لاتی ہے
تک شیطانی سوی گروں می ہند
شیطان آسمان کی جانب رہے
می رنجور اند کے زان راز ہا
ان رازوں میں سے کچھ اپک لے گئے

ان رازوں میں سے کچھ اپک لے گئے

سحرۂ استاد و شاگرد کتیب
استاد کا تاج اور کتب کا شاگرد
پس نظر بگذارد و بگوین انتظار
تو غور و فکر چھوڑ دو انتظار اختیار کر
منتظر رابہ ز گفتن اجتماع
منتظر کے لئے کہنے سے منہ بہر ہے
ہر خیالے شہوتی در رہ مت است
نفسانی ہر خیال مانتے کا بت ہے
کے فرستادے خدا چندیں رسول
تو خدا لیتے رسل کب بھیجتا
و در خش کے تو اس شد سوی و خش
چمک میں و خش تک کہل جلا جا سکتا ہے
بلکہ امرست ابر را کہ می گری
بلکہ وہ کو حکم ہے کہ تو وہ
تا بگریہ نیستی و شوق ہست
تاکہ مانتے فنا عشق میں ہے
لیک نتواند بخود آموختن
لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی
لیک نبود در دو عقلش مصیب
لیکن جو بگریہ نہ سکتی عقل کی پہنچ نہیں ہے
گوش بر اسرار بالائی زدند
(حاکم) بالا کے رازوں پر کان لگایا
تا شہب می راند شاں زود از سما
تو شہاب نے فورا آئیں آسمان سے بھاگ دیا



۱۔ دے نہ بہا یعنی ہر مرد و عورت
 اور ہر ماں و باپ کو حاصل کرنے کا راستہ یہی
 اور وہی کی ذات ہے کہ زن و مرد و عورت
 سے مل کر ہونے کا مطلب ہے کہ
 عورت پر جا کر کنڈی بجا اور کھڑا
 جب اجازت ہو تو اندر چلے نیست
 ان سے کہنا جاتا ہے کہ کہانوں کا
 طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے
 ہم نے ایک خاکی یعنی فی کس کو ملتا
 دے ہیں اس سے جا کر کھنڈ نزل
 وہاں کی بہت سے کہانیں جاتے
 ۲۔ سبز وہ نہی اور وہی تھوڑی
 خاک سے بنزہ اگا دے گا کیونکہ وہ
 مرتبہ میں حضرت جبرئیل کے
 کھٹے کے سم سے کم نہیں ہے
 حضرت جبرئیل جب برائیل کی
 مدد کے لئے آئے تو ان کے کھٹے کا
 قدیم جس جگہ پڑتا ہے وہ سبز ہو جاتی
 تھی سامری نے یہ دیکھ کر اس کا کدوم
 کی مٹی اٹھا کر گھونٹا لے میں ڈال
 جس سے اس میں زندگی کے ثروت
 پیدا ہو گئے غزوہ دس وقتہ مومن
 تھے لیکن سامری کے بھگنے کے
 بعد وہ شکر ہو گئے تھے
 ۳۔ گرائیں اگر تم ہلاکی و محبت
 دیا تمہاری سے اختیار کرو گے تو وہ
 ہٹ جائے گا جو قیمتی چیزیں دیکھنے
 سے ملنے سے ہر ملک باز جب تک
 مالک سے انوں نہیں ہوتا اس کے سر
 پر ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی ہے
 جس سے اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں
 سچے ہیں نہ توپی اس لئے
 اڑھائی جاتی ہے کہ اس کا میلان مالک
 کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے بازوں
 کی طرف سے ہے۔ چوں برید
 جب انسان کا دھڑکی پڑے تو اس کی طرف
 میلان تم ہو جاتا ہے اس کا ہر ہڈیا
 جاتا ہے سچے کہ باز ہم جس سے کٹ
 کر اٹھ کر طرف میلان ہو جاتا ہے
 اس کے سر کی ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے

ہر چہ می خواہید از و آید بدست
 تم جو چاہے ہو اس سے ہرچہ آئے گا
 اَدْخُلُوا الْيَسَانَ مِنْ اَبْوَابِهَا
 گھروں میں ان کے صفوں سے داخل ہو
 کز سُوِي بامِ فلکِ تالِ راہِ نیست
 اس لئے کہ ان کے بطن کی بہت جگہ سے لے کر نہیں ہے
 خاکِ کینے را ملاہ ایمِ اسرارِ راز
 ہم نے ایک خاکی کو ملا کے ہیدے دیئے ہیں
 نیشکر گزید از و گرچہ نے آید
 اس سے گناہ بن جوتے اگرچہ تم نزل ہو
 نیست کم از سمِ اسبِ جبرئیل
 وہ جبرئیل کے کھٹے کے سم سے کم نہیں ہے
 گر تو خاکِ اسبِ جبرئیلِ شوی
 اگر تو کسی جبرائیل کے کھٹے کی خاک بن جائے گا
 کرد و گو سالہ تلخِ گوہری
 چھڑنے میں رکھ دیا یہاں تک کہ جو ہر ملا ہو گیا
 آچنِاں بانگے کہ شد فتنہ غزو
 اس طرح بڑھا کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا
 وارِ ہید از سرِ گلہ ملید باز
 تو باز کی طرح سر کی ٹوپی سے بخت پا جوتے
 کہ ازو باز ست مسکین و خوفند
 جس کی وجہ سے باز مسکین و خوفند
 کہ ہمہ میلش سُوِي جنسِ خودست
 کہ اس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے
 بر کشاید چشمِ اُورِا باز وار
 تو باز کی طرح اس کی آنکھیں کھل دے گا

کہ روید آتجا رسولِ آمدہ است
 کہ جاتے ہیں ایک رحل آگیا ہے
 گر بھی جوئید دُرِالے بے بہا
 اگر تم کہیں قدر سنی تلاش کرتے ہو
 می زنِ آلِ حلقہ دروِزِ بابِ ایست
 عورتوں کی کنڈی بجا اور صفوں پر غم
 نیست حاجتِ تابدیں راہِ دراز
 اس ملا راستہ کی ضرورت نہیں ہے
 پیش او آئید اگر خائن نہ آید
 اگر تم خائن نہیں ہو تو اس کے سامنے آؤ
 سبز و ۲۔ رویاند ز خاکِ تالِ وسیل
 اور رضا تیری خاک سے بنزہ اگا دے گا
 سبزہ گردی تازہ گردی از نوئی
 تو از سر تو بنزہ بن جائے گا تازہ بن جائے گا
 سبزہ جاں بخشِ کالِ راسامری
 جان بچا کرنے والا بنزہ جس کو سامری نے
 جاں گرفت و بانگِ ز دِزِاں سبزہ او
 اس بنزہ سے وہ جانبدار ہو گیا اور بولنے لگا
 گرائیں ۳۔ آئید سُوِي لیلِ راز
 اگر تم راہ کی جانب لاتند بن جوتے
 سرِ کلاہ چشمِ بند و گوشِ بند
 وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہے
 زانِ گلہ بر چشمِ بازِ اوّلِ خودست
 وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر بندہ اس لئے آتی ہے
 چوں برید از جنسِ باقرِ گشت یار
 جب وہ اپنی ہم جنس سے کشادہ کا دست ہو گیا

راغب اور یوں رات کو از سر صا خوش
 اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی گت سے بھاگایا
 کہ سری گم کن نہ تو مستبد
 کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے
 زو بر دل رو کہ تو جو و دی
 جلد دل کے پاس جا بیکہ تو دل کا جڑ ہے
 بندگی ۲ او یہ از سلطانی است
 اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے
 فرق بین و برگزین تو اے حسین
 اے کینا تو فرق سمجھ لے کہ اختیار کر
 گفت آنکہ ہست خورشید رہ او
 جو رہ کا صوبہ ہے اس نے کہا ہے
 سایہ طوبیٰ بہین و خوش نخب
 طوبیٰ کا سایہ دیکھ لے کہ آرام سے سو
 ظلم ۳ فلت نفسہ خوش مضجع ست
 فلت نفسہ کا سایہ بہتر بن خوب گھر ہے
 گر ازیں سایہ روی سوی منی
 اگر تو اس سایہ سے خوبی کی طرف جائے گا

عقل تجوی را از استبداد خویش
 ہنس عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھاگایا)
 بلکہ شاگرد ولی و مستعد
 بلکہ تو ولی کا شاگرد کہ صاحب استعداد ہے
 ہیں کہ بندہ بادشاہ عادی
 خیر رہا تو منف بادشاہ کا غلام ہے
 کہ آقا خوی دم شیطانی است
 میں بہتر ہوں کا دھڑی شیطانی ہے
 بندگی آدم از کبر بلیس
 آدم کی بندگی شیطان کی کبر کے بجائے
 حرف طوبیٰ ہر کہ فلت نفسہ
 طوبیٰ کا لفظ ہر نفس کے لئے جس کا نفس ذلیل ہو
 سر بہ در سایہ سرکش نخب
 سر رکھ دے سرکش کے سایہ میں نہ سو
 مستعدان صفا را مجھے ست
 صفائی کی استعداد رکھنے والوں کے لئے خواہ گھر ہے
 زود طاعی گردی ورہ گم گنی
 فوراً سرکش بن جائے گا کہ راستہ گم کر دے گا

۱۔ راغب اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی گت سے بھاگ کر اس لئے بھاگایا ہے کہ نفس عقل کو اپنے مستقل نہ ہونا چاہیے کہ خود سری کر کسی ولی کی شاگردی کرنی چاہیے یا اپنی استعداد کو بروئے کار لانا چاہیے۔ زود نہ کا مخفف ہے۔ دل۔ یعنی صاحب دل۔ ہیں۔ ہنس عقل والے کو کچھ کال کا غلام بننا چاہیے۔

۲۔ بندگی اس کے لئے غلامی سلطانی سے بہتر ہے۔ کا خیر۔ شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان سے افضل قرار دیا تھا۔ فرق بین آدم نے بندگی اختیار کی اور شیطان نے کبریاہوں کا فرق سمجھ لے کر اپنا نیکو گناہ گفت حدیث شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک درخت جس کا سایہ عظیم الشان اور خوشبودار ہے۔ خوشخبری۔

۳۔ ظلم۔ سلب۔ محض۔ خواہ گھر۔ یعنی خواہ گھر میں۔ خودی۔ لاکھ۔ سمجھ۔ نیچے کے دونوں شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

بیان آیت کریمہ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلُدُوا بَيْنَ
 آیت کریمہ کا بیان اے مومنو! پس قدی نہ کرو

یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلُدُوا بَيْنَ

اللہ ورسولہ و اتقوا اللہ

اللہ اس کے رسول کے سامنے اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چوں فی بیستی ز امت باش
 جب تو فی نہیں ہے امتی بن
 چونکہ سلطان نہ رعیت باش
 جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن
 پس رو خدشا و خاش باش
 از خودی رای رجعتی مژش
 تو خاشوں کا جو کہ خاشوں بن
 کہ خودی سے رجعتی کی رائے نہ اختیار کر

پس از روی خاش باش از انقیاد
 تو جو ہے ' فراموشی سے چپ ہ
 پس از وصلت شود خاموش باش
 تو جو ہے ' چپ ہو جاو خاموش ہ
 ورنہ گرچہ مستعدی و قلبی
 منہ اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
 ہم ز استعداد و آملی اگر
 استعداد نہ تھنوں سے بھی اگر
 صبر و لگن و موزہ دوزی و بسوز
 منہ چنے نہ مشقت پر مہر کر
 کہ نہ دوزاں گریڈے شال صبر و حلم
 پلے جوئے کاٹنے میں اکابر و پادشاہی مائل ہیں
 پس بکوشی و باختر از کلال
 بحر تو کوش کرے گا کہ بالاخر تھک کر
 ہچموں مرد مفلس روز مرگ
 اس قلبی کی طرح جس نے موت کے دن
 بے غرضی کر دنا آدم اعتراف
 اس وقت اس نے اظہار سے اقرار کیا
 از غروی سر کشیدم از ریحاں
 میں نے تیر کی جہ سے (باضا) لوٹاں سے سر کشی کی
 آشنا پیچ ست اندر بحر رواج
 روح کے سمندر میں تیر کی بیڑ ہے
 کاشکے گو آشنا ناموختے
 کاش ہ تیر کی نہ سیکھتا
 آنجنیں فرموداں شاہ رسل
 رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیر ظن ہر شیخ و استاد
 استاد ہر شیخ کے علم کے سایہ سے
 از وجود خویش ولی کتراش
 اپنے وجود کو ولی (حاکم) نہ بنا
 مع گردی تو ز لاف کاہلی
 تو کمال کی غنی سمجھنے سے رخ ہو جائے گا
 سر کشی ز استاد زلو باخبر
 تو قلند ' باخبر استاد سے سر کشی کرے گا
 در شوی بے صبر مانی پارہ دوز
 اگر تو بے مہر بنے گا پتھر لگنے والا نہ جائے گا
 جملہ نودوزاں خدندے ہم معلوم
 ہر کسے زبرد سب یا (مفہم) سینے والے بن جاتے
 خود بخود گوئی کہ العقل عقلا
 خود کہے گا کہ عقل بندگان ہے
 عقل را می دید بس بے بال و برگ
 عقل کو بہت بے سار و سمان دیکھا
 کر ذکاوت را ندیم لب از گراف
 کہ ہم نے ذہانت کے گھوٹے پیکر دھڑائے
 آشنا کردیم در بحر خیال
 خیال کے سمندر میں تیر کی تیاری کی
 نیست آشنا چارہ جو کشتی نوخ
 وہاں نوخ کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے
 تا طبع در نوخ و کشتی دوختے
 تاکہ تمنا کو نوخ نہ کشتی سے وابستہ کر دتا
 کہ منم کشتی دریں دیدی کل
 کہ اس عظیم مہیا میں کشتی ' میں ہوں

پس میں دیکھ کر وہ کونسا شیخ ہے
 شیخ کی بوجہ دلی کشتی فرمادی ہے
 مرید کام چپ ہونا شیخ کی اہلیت
 پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے باتیں
 بتانا اور اپنی پہلی جگہا چلی ہے
 منہ اگر تو شیخ کے سامنے پہلی
 جگہ لگا تو اگرچہ صاحب استعداد
 ہو تیری استعداد پران ہو جائے گی۔
 لا صبر کن۔ پورا سمیٹیں اس وقت
 بننا ہے جب مہر و نعت سے سیکھتا
 بعد صرف مہر و نعت جو کچھ سمجھتا
 بن کر رہ جاتا ہے کہ نہ دوز جوئے
 کاٹنے والے اکابر سے کام لے کر
 استاد سے سیکھتے تو غرض میں ان کی موت
 بن جاتے اصل عقل عقل ہی
 ہے کتنی اہلی عقل اہل سے ہر کسے
 کے لئے مہر و نعت کی مطلب اس
 سے پہلی پہلی ہوا ہے
 اس بے غرضی شیخ پہلی پہلے
 موت کے وقت جب عالم آخرت
 منکشف ہونے لگا تو اقرار کیا کہ ان
 محلات میں عقلی گھوٹے بیکار
 تھا لا غروی علم کے غرور نے کل
 اللہ تک نہ پہنچے دیا وہ میں خیالی
 سمندر میں غوطے لگا تاہل آشت
 مولانا نے فرماتے ہیں روح کے
 سمندر میں خود تیرا بیڑ ہے وہی نوخ
 وہی کشتی فرمادی ہے کاشکے اگر شیخ
 پہلی پہلی عقلی گھوٹے بیکار نہ جاتا تو
 کسی بزرگ کا تھک پڑا ہوا نہیں۔
 آنحضرت نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
 کہ میں مہیا نے روح کی کشتی میں
 اس کیلئے سزا دیہ پار کو گے

اے پاکے یعنی سجدہ کرام جو
آغوش کی بستیوں سے فیضیاب
تھے۔ کشتی کو جسے آغوش سے فرمایا
میں اور میرے فیض پائے سجدہ اس
صباحے معرفت کے لئے ہولناک
کی کشتی کے ہیں۔ کھان۔ حضرت
نوح کے ہاتھ میں بیٹے نے بجائے
کشتی میں بیٹے کے کیا تھا کہ میں
پہاڑ پر چڑھ کر ہوا میں گر لوں گا
نئے فرمان پاک میں کو جواب
دیا گیا۔ لا عاصم فیوم آج کوئی
بچائے والا نہیں ہے۔

۲ ی تھیلہ۔ چنگ آگھوں
پرندہ اس لئے ولید کی محبت
حقیر نظر آتی ہے اور اپنی عقل بلند نظر
آگے ہے فضل غلہ جبکہ فضل
خداوندی اس کے شامل حال ہے تو
اس کو حقیر نہ سمجھ کھانی اگر تیرا حوز
بھی کھان کی طرح ہے تو میری
صحبت کو نہ سنے گا ایسے لوگوں کے
کانوں پر ہم خداوندی کی ہوتی ہے
خاتم ہر سگے گزرا۔ کسی کی صحبت
اللہ تعالیٰ کی ہر سے گزر کر کان تک
کیسے پہنچ سکتی ہے۔ حدیث۔ ابوہریرہ
بیٹا یعنی صحبت۔ ہم سب کی ہی علم
یعنی کانوں پر ہم رنگ جانے کا حکم
۳ ایک میں جو بچہ صحبت کر

رہا ہوں وہ اس بنا پر کہ تھا ہوں کہ تو
کھان مفت نہ ہوگا آخر مولانا پھر
پہلے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ
آخر میں عقل کے ناکام ہونے کا
قرار کرنا بڑے گاہد آخر کے معاملہ
کی ایک ہی جگہ ہے۔ ی تو لی۔ اگر تو
چشم سمیت سے کام لے گا تو انجام کو
دیکھ سکتا ہے۔ ہر کہ جو شخص انجام
میں رہا ہے وہ خود کو نہیں سمجھتا اگر تو
بھی یہ چاہتا ہے تو اللہ کے قدم کی
خاک کو سرمہ بنا لے ہر سر کے عمل
گرنے سے بچ جائے گا۔

یا کسے! گو در بصیر جہلی من
۱۱ ہے جو میری بستیوں میں
کشتی نوحیم در دریا کہ تا
میں صبا میں نوح دلی کشتی میں ہرگز
بچوں کھال سوی ہر کو ہے مرو
کھان کی طرح ہر پہاڑ کی جانب نہ جا
۲ نمائید پست ایں کشتی زند
ہوے کی جہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے

پست منگر ہاں وہاں ایں پست را
خبرہ خبرہاں اس نیچے کشتی کو بچا نہ سمجھ
در بلندی کوہ فکر کم نگر
اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ
گر تو کھانی نداری با ورم
اگر تو کھان مفت ہے ہر یقین نہ کرے گا
گوش کھال کے پذیر دایں کلام
اس بات کو کھان کب قبول کرتا ہے
کے گذارد موعظت بر مہر حق
صحبت اللہ تعالیٰ کی ہر سے آگے کب بڑھ سکتی ہے

۱ ایک سی گویم حدیث خوش پٹی
لیکن میں خوشگوار بات سنانا ہوں
آخر ایں اقرار خواہی کر دہیں
خبرہاں بالآخر تو یہ قرار کرے گا
۲ تو بی دید آثر را ملکن
تو انجام کو دیکھ سکتا ہے نہ بنا
ہر کہ آخر میں بود مسعود واد
جو یک بخت کی طرح انجام میں رہا ہے

۱ خذ خلیفہ راستیں بر جلی من
میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
رو گمرانی ز کشتی اے قتی
اے لوجان! تو کشتی سے رو گمرانی نہ کر
از بنے لا عاصم فیوم شنو
قرآن سے آج کوئی بچائے والا نہیں ہے
۲ نمائید کوہ فکر بس بلند
تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
بنگر آں فصل خدا پیوست را
خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
کہ یکے موحش گند زیر و زبر
کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کرے گی
گردو صد چندیں نصیحت آورم
خود میں اس جیسی ۱۰ سو نصیحتیں کوں
کہ بر و مہر خداست و ختام
کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
کے بگرداند حدیث حکم سبق
یعنی بات الہی حکم کب بدل سکتی ہے
۲ نمائید آنکہ تو کھال نہ
اس امید پر کہ تو کھان نہیں ہے
ہم ز اول روز آخر را ببین
پہلے ہی دن سے انجام میں ہیں جا
چشم آخر بینت را کوہ و کہن
اپنی انجام ہیں آنکہ کو انصاف نہ پاتا
نہوش ہر دم بڑہ رفتن عشار
اس کو راستہ چلنے میں ہر وقت ٹھکر نہیں لگتی ہے

گر نحو اہی ہر دے ایں ٹھت و خیز
اگر تو ہر رقت گنا لہ نہ بھلا نہیں چاہتا
کحل دیدہ ساز خاک پاش را
اس کے پاؤں کی خاک کو آگھ کا سرمہ بنالے
کہ ازیں شاگرہی وزیں اختیار
کیونکہ اس شاگرہی لہ اس احتیاج سے
سر مہ گن تو خاک ہر بگویدہ را
ہر برگزیدہ کی خاک کو سرمہ بنالے
چشم روشن گن ز خاک اولیا
لایلاہ کی خاک سے آگھ روشن کر لے
چشم اشتر زال بود بس نور بار
لوت کی آگھ اسی لئے زیادہ روشن ہوتی ہے
خار ۲ خود تاگل برویاند خرا
کانا چا تاکہ وہ تجھ میں پھل اگائے
خار ۱ از چشم دل گر بر گنی
اگر تو دل کی آگھ سے کانٹا نکال دے گا

قصہ ۳ شکستِ اشتر بہ اشتر کہ من بسیار در رویِ اشتر در راہ رفتن
خجری کی لوت سے شکست کا قصہ کہ میں راستہ چلنے میں منہ کے بل بہت گنا ہوں
و تو کم می افقی چون است و جواب گفتن شتر مر اشتر را
لہ تو نہیں گنا (یہ) کہیں ہے لہ لوت کا خجری کو جواب دینا

اشترے را دید روزے اشترے
ایک خجری نے ایک روز ایک لوت کو دیکھا
گفت من بسیار می افتم برو
اس نے کہا میں منہ کے بل بہت گنا ہوں
کز چہ در رویِ تم بسیار من
میں منہ کے بل اکثر کہیں گنا ہوں؟
چونکہ با او جمع شد وہ آخرے
جبکہ وہ ایک اسٹبل میں اس کے ساتھ جمع ہوا
در گریوہ و راہ و در بازار و گلو
ٹیلے لہ راستہ میں لہ بازار و کوچہ میں
در رو ہموار و ناہموار من
ہموار لہ ناہموار راستہ میں

۱۔ کہ دریں لیل اللہ کے بہن
سے ٹھوڑی سی استعداد ملا بھی کمال
بن جاتا ہے ذوق فقار حضرت علیؑ
تکون کا نام ہے ہم سب کو زندگی کا لکنا
تو ہے لیکن آگھ کو دست کرتا ہے یعنی
لیل اللہ کی اطاعت تاکہ تو ہو لیل ہے
لیکن انسان کو کمال بنا دیتی ہے کہ
خود لوت نے کانٹے چبائے تو
آگھ میں روشن ہو گیا۔
۲۔ خار خود شیخ کی تعلیم و محبت
میں تاکہ وہ لیل برہاشت کر کر سنا
معرفت کے گلے پھولے انیس کے
آگھوں میں روشنی مل میں صفائی پیدا
ہو جائے گی۔ خار لہ اگر نفس کے
دوئل کا کانٹا آگھ سے نکال دے گا تو
نور بصیرت حاصل ہو جائے گا۔
۳۔ قصہ اس قصہ سے مولانا نے
وہ بتی کے فوائد لہ وہ تین کی
اطاعت کے فائدے سمجھائے ہیں۔
اشتر۔ خجری۔ آخر۔ چبائے ہانڈے
کی جگہ گریوہ ٹیلے

خاصہ از بالائی کہ تا زیر کوہ
 خصما پہلے کے پور سے پہلے کے نیچے تک
 کم ہی آفتی تو در زو بہر چیست
 کیا سبب ہے تو منہ کے تل نہیں کرتا ہے
 د سر آیم ہر دم و زانو زخم
 میں ہر وقت سر کے تل کرتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا
 گو شود پالاں و رخم بر سرم
 میرا پالاں اور میرا بوج میرے سر پر لٹا ہو جاتا ہے
 ہچو کم عقلے کہ از عقل تباہ
 اس بیوقوف کی طرح جو بہاد شد عقل کی وجہ سے
 سحرۃ ۲ اہلس گروہ در زمن
 نہانے میں شیطان کے تابع بنی ہے
 در سر آید زماں چوں اسپ لنگ
 دنگڑے گھڑے کی طرح ہر وقت منہ کے تل کرتا ہے
 می خورد از غیب بر سر زخم او
 غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
 باز توبہ می کند باری سست
 پھر کمرہ الہی سے توبہ کرتا ہے
 ضعف اندر ضعف و کبرش آسچنال
 کمزوری و کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر
 اے سع شتر کہ تو مثال مومنی
 اے لاف تو مہینی کی طرح ہے
 توجہ داری کہ چنیں بے آفتی
 تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
 گفت گرچہ ہر سعادت از خداست
 اس نے کہا کہ ہر نیک شئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے

خاصہ عام طور پر بھی کرتا ہوں
 لیکن پہلائی راستہ میں تو ضرور کرتا
 ہوں۔ پھر مومنی۔ گو شہد منہ کے
 تل کرتا ہوں تو جو چاہے پالاں کھک کر
 سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے ملا میرے
 ڈھکے ملتا ہے پھر مولانا فرماتے
 ہیں کہ توبہ جن کے عمل کی مثال اسی
 گدھے کی ہے
 ۲۔ حرم یہ توبہ جن اپنی کمزور
 مانے کی وجہ سے شیطان کے تابع
 ہوتا ہے اور لگڑے گھڑے کی طرح
 ٹھوکر کھا کر منہ کے تل کرتا رہتا ہے
 جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی
 چھڑا ہو۔ باز توبہ جن پھر توبہ کرتا
 ہے اور شیطان ایک چوٹک سے پھر
 اس کی توبہ زور دیتا ہے ضعف و خوف
 اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
 دلیل سمجھتا ہے
 ۳۔ سع شتر۔ پھر شتر کی بات
 شروع کی ہے شتر نے لاف سے کہا
 کہ تیری مثال مومن کی سی ہے جو نہ
 منہ کے تل کرے نہ منہ بے کفہ
 اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
 ہے لیکن ظاہری وجہ بھی ہے کہ میرا
 سر بلند اور میری آنکھیں وہ ہیں
 ہیں۔

د سر آیم ہر زمانے از شکوہ
 ہر وقت خوف سے میں منہ کے تل کرتا ہوں
 یا مگر خود جان پاکت و تہیست
 شاید تیری پاک جان غیب سے ملا مل ہے
 پوز و زانو زان خطا پر خوں کنم
 اس غلطی سے توفیقی اور گھٹنے ڈھی کر لیتا ہوں
 و ز مکاری ہر زمان زخمی خودم
 اور گدھے والے سے میں ہر وقت پتا ہوں
 بشکند توبہ بہر دم از گناہ
 گناہ کر کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے
 از ضعیفی رہی آل توبہ شکن
 کمزوری کی وجہ سے اس توبہ جن کی مانے
 کہ بود بارش گران و راہ سنگ
 جس پر بھاری بوج ہو اور سنگار راستہ ہو
 از شکست توبہ آل ابدار جو
 وہ منہوں توبہ کے توڑنے سے
 دیو یک پٹ کرد توبہ را شکست
 شیطان نے ایک چوٹک مانی توبہ کو توڑ دیا
 کہ بخوری بنگرہ در واصلان
 کہ بلیا کو ذلت سے دیکھتا ہے
 کم فتی در زو و کم بینی زنی
 منہ کے تل نہیں کرتا ہے اور مد نہیں کھاتا ہے
 بے عشاری و کم اندر رفتی
 بغیر لغزش کے ہے اور منہ کے تل نہیں کرتا ہے
 در میان ما و تو بس فرقت ہاست
 ہم میں اور تم میں بہت فرق ہیں

سر بلند من دو چشم من بلند
میرا سر بلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سر کہ من بہ بنیم پلای کوه
میں پہلا کی چٹائی سے پہلا کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں
بچنیاں کہ دیداں صدر اجل
جس طرح اس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
جو بات میں میں سال بعد ہو گی
حالی خود تنہا ندیداں متقی
اس متقی نے صرف اپنا حال ہی نہیں دیکھا
نور ۲ در چشم و دلش ساز و سکن
نور ۲ اس کی آنکھ اور دل کو سکن بناتا ہے
ہیچو یوسف کو بدید اول بخواب
جس امر حضرت یوسف کی کہیں نے نور لایا تھا وہ دیکھا تھا
از پس ۱۰ سال بلکہ بیشتر
۱۰ سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ میں
نیست ۳ آں بنظر بنور اللہ گزاف
۱۰ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے تو نہیں ہے
نیست اند چشم تو آں نور رو
جا ' تیری آنکھ میں ۱۰ نور نہیں ہے
توز ضعف چشم بنی پیش پا
تو آنکھ کمزوری کی بجائے صرف پاؤں کا گدگد ہے
پیشا چشم ست دست و پلای را
آپہ اور پاؤں کا پیشا آنکھ ہے
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست
علامہ انیس میری آنکھ زیادہ روشن ہے

بنیش عالی آمان ست از گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے ان کا سبب ہے
ہر گویا ہوا راہ را من تود تود
ہر گویا ۱ ہوا راہ را من تود تود
پیش کار خویش تار و زر اجل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اند حال آں نیکو خصال
۱۰ نیک خصلت اس کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حالی مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا بھی دیکھا
بہر چہ سازد بے حب الوطن
کیوں بناتا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر
کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
کہ ان کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ ظاہر تھا
نور ربانی بود گروں شکاف
غالی نور آمان کو پھلانے والا تھا ہے
ہستی اند حسن حیوانی گرد
تو حیوانی حس میں پھنسا ہے
تو ضعیف و ہم ضعیف پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
گوبہ بیند جلی رانا جلی را
کیونکہ وہ گج اور غلا جگہ کو دیکھتی ہے
دیگر آنکہ خلقت من اطہر ست
علامہ انیس میری پیدائش پاک ہے

۱ کہ گزرتا تو تود تود ہے
۲ بچنیاں صدر اجل ۱۰ میرے صدر
۳ سے مراد پانچ بڑے اسلامی ہو سکتے ہیں
۴ جن کو شیخ ابی اسحاق رحمہ اللہ کے اصول
پیشاں سے عمل معلوم ہو گئے تھے یا
۵ مطلقہ اور مراد ہے انچہ خواہد بود کسی
۶ دلی کا کشف و انکشافی علامہ تمام
۷ اشارہ سے اس کا تعلق ہوتا ہے انچہ
۸ بعض مستقبل میں ہونے والے
۹ واقعات کا کشف ہو جاتے ہیں۔

۱۰ نور دلی کے کشف کی وجہ سے
۱۱ ہے کہ نور اس کی آنکھ میں لایا گیا مسکن
۱۲ بناتا ہے کیونکہ دلی عالم غیب کا روشن
۱۳ ہوتا ہے اور اس مشق سے نور پیدا ہوتا
۱۴ ہے ہیچو یوسف یوسف علیہ السلام
۱۵ نے خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اور
۱۶ سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں یہاں
۱۷ واقعہ کا ظہور دس سال بعد ہوا جبکہ ان
۱۸ کے بھائی ان کے سامنے سر ہنجو ہو
۱۹ گئے۔

۲۰ یوسف دلی آنے والی بات کو
۲۱ اس لئے دیکھتا ہے کہ نور خداوندی
۲۲ کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نور خداوندی
۲۳ کے لئے کئی آزمائشیں ہو سکتی۔
۲۴ تو ضعیف عام انسان کسی آنکھ سے
۲۵ دیکھتا ہے جو ایک کمزور اور اس کا چیز
۲۶ ہے انسان خود بھی کمزور ہے اور اس کا
۲۷ پیشوا یعنی حس کی آنکھ بھی کمزور ہے لہذا
۲۸ اس کو صرف سامنے کا نور بخوری اور کا
۲۹ نظر آتا ہے دیگر دوری بات ہے
۳۰ ہے کہ سہری آنکھ زیادہ روشن ہے تیری
۳۱ بات یہ کہ میں حال ہی میں ناک کا
۳۲ ہوں تو حوائی ہے غجر غجر سے پیدا
۳۳ نہیں ہوتا بلکہ گدے اور موزی کے
۳۴ میل سے پیدا ہوتا ہے۔

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال نے ز اولادِ زنا و اہلِ حلال
کیکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد
تو ز اولادِ زنائی بے گناہ تیر کٹر پڑد چو کٹر باشد کمال
تو یقیناً زنا کی اولاد ہے تیر بیچارہ تھا ہے جبکہ کمال نیچی ہو

تصدیق کردنِ اَستَرِ جلالی اَستَر را و اقرار آوردنِ بفضلِ او
خیر کا ثبوت کے جہاں کی تصدیق کرنا اور اپنے اوپر اس کی بڑائی کا اقرار کرنا
برخود و از و استعانتِ خواستن و بد و پناہ گرفتنِ بصدق و نوافتن
اور اس سے مدد مانگنا اور چاہی س اس کی پناہ پکارتا اور ثبوت کا
شتر اور اور اہ نمودن و یاری دادنِ پدرانہ و شاہانہ
اس کو نوازا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اس کی رہنمائی اور مدد کرنا

۱۔ نواز اولاد جب تیری ولادت
ہی غلط ہے تو سارے کام غلط ہیں اگر
کمال نیچی ہو تو تیر بیچارہ تھا ہے
۲۔ گفتِ اَستَر۔ خیر نے ثبوت کی
باتوں کی تصدیق کی اور دینے لگا پھر
ثبوت کے پائوں پر گر پڑا اور بولا کہ
میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب
نیک اطاعت نہ کرنے میں میرا عقد
قبول کر لیجئے۔

۳۔ گفتِ چل۔ ثبوت نے خیر
سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے پیچوں کا
اقرار کر لیا ہے اور مجھ سے دشمنی
چاہی ہے مصائب سے نجات پا گیا
ہے خوش ہو۔ تیرے اقرار کی وجہ یہ
ہوئی کہ یہ محبوب تیرے اندر عاری
تھے اگر اصل ہوتے تو کسی اقرار نہ کرتا
عاری بولا کر لیتا ہے۔

گفت ۱۔ اَستَرِ راست گفتے شتر
خیر نے کہا اے ثبوت! تو نے سچ کہا
ساعتے بگریست در پائش فتاو
توڑی دیو دنیا اس کے پاؤں پڑا
چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی
کیا نقصان ہوگا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے
فصل تو برمنِ فروزست از شہد
تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑی ہوئی ہے
گفت ۲۔ چوں اقرار کردی پیش من
اس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا ہے
داوی انصاف و رہمیدی از بکلا
تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا
خوی بددَر ذاتِ تو اصلی نبود
تیری ذات میں بد حالت اصلی نہ تھی
آں بد عاریتی باشد کہ او
" عاری بد " ہے کہ جو
ایں بگفت و کرد چشم از آشک پر
یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
گفت ۱۔ بگویدہ رَبِّ اعباد
کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ
در پذیری تو مرا در بندگی
تو مجھے غلامی میں قبول کر لے
ہم بفضلِ خود مرا معذور دار
اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا عقد قبول کر لے
رو کہ رستی تو ز آفاتِ زمین
جا تو نہانے کے مصائب سے نجات پا گیا
تو عذ و بُودی سُدی ز اہلِ ولا
تو دشمن تھا دشمنوں میں سے ہو گیا
کز بد اصلی نیاید جو جُود
کیکہ اصلی بد سے صرف انکار سرزد ہوتا ہے
آرد اقرار و شود او توبہ جو
(خطا کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

ہچو آدَم زَلَّتْش عَازِیہ بُود
 جیسے کہ حضرت آدم ان کی لغزش عازی تھی
 چونکہ اصلی بود جُرمِ آلِ بَلِیس
 چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی
 رو کہ رستی از خودی و از خودی بد
 چاکہ تو خودی اور بدعات سے نجات پا گیا
 رو کہ اکنوں دست و دولت زدی
 چاکہ اب دولت تیرے ہاتھ آ گئی ہے
 اُدْخُلِیْ چوں فِی عِبَادِیْ یَافِی
 جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پایا
 در عِبَادِش راہ کردی خویش را
 جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنالیا ہے
 اِهْلِنَا کَفَتِ صِرَاطُ الْمُسْتَقِیْمِ
 تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے کہا
 نار بُودی نور گشتی اے عزیز
 اے پیارے! تو آگ تھا نور بن گیا
 اخترے بودی شدی تو آفتاب
 تو بنا تھا صبح بن گیا
 اے ضیاء الحق حُسام لدیس بگیر
 اے ضیاء الحق حُسام الدین! تو لے
 تار ہداں شیر از تغیر طعم
 تاکہ وہ دھڑہ مزہ بدلے سے محفوظ ہو جائے
 متصل گردد بدال بحر اَلْسَت
 وہ است کے سندھ سے مل جائے گا

لا جُرم اندر زناں توبہ نمود
 لا عذر انہوں نے فوراً توبہ کر لی
 رہ نبوُش جابِ توبہ نفیس
 اس لئے عمدہ توبہ کی طرف اس کا راستہ نہ تھا
 وز زبانه نار وز دندانِ ود
 آگ کے شعلے اور دندانوں کے دانت سے
 در فگندی خود یہ بختِ سرمدی
 تو نے اپنے آپ کو دانی خوش نصیبی سے وابستہ کر دیا ہے
 اُدْخُلِیْ فِی جَنَّتِیْ دِیَافِی
 تو نے داخل ہو جا میری جنت میں جس کو حاصل کر لیا ہے
 رفتی اندر حُلد از راہِ خفا
 تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے
 دست تو گرفت بَرُودت تا نعیم
 اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
 غُورہ بُودی گشتی انگور و مویر
 تو کچا خوشہ تھا گھر اور مٹی بن گیا
 شاد باش وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ
 خوش رہو! اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
 شہد خویش اندر فگن در بوی شیر
 اپنا شہد دھڑہ کی نہر میں ملا دے
 یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
 اور مزے کے سندھ سے مزید ذائقہ حاصل کرے
 چونکہ حُد دریا زہر تغیر رست
 جب وہ دیا بن جائے گا ہر تیرے سے بچ جائے گا



یہ بھی۔ حضرت آدم کی لغزش
 عازی تھی انہوں نے فوراً کر لی شیطان
 کی خطا فطری تھی اس کو توبہ کی توفیق نہ
 ہوئی۔ وہ۔ لغزش نے کہا اب جبکہ
 نے توبہ کر لی تو خودی اور بدعات سے
 نجات پا گیا اور جہنم کے عذاب سے
 محفوظ رہا۔ بدعات اب جیسے خوش
 نصیبی کی بدولت مل گئی ہے اور تو نے
 جنت حاصل کر لی ہے۔ اُدْخُلِیْ۔
 قرآن پاک میں ہے۔ اُدْخُلِیْ فِیْ
 جَنَّتِیْ وَالْاُخْلَیْ جَنَّتِیْ یعنی اے
 مطمئن نفس تو میرے بندوں میں
 داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل
 ہو جا یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں
 داخل ہو جانا جنت میں داخلہ کا سبب
 ہے۔

۱۔ در عبادش انسان اللہ تعالیٰ کا
 عباد اس وقت بنتا ہے جبکہ اس کی
 عبادت کرے اور عبادت کے ذریعہ وہ
 جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِهْلِنَا۔
 جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے
 اور کہتا ہے۔ اِهْلِنَا صِرَاطَ
 الْمُسْتَقِیْمِ ہمیں سیدھے راستے کی
 رہنمائی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی
 دعائیں فرماتا ہے اور جنت میں داخل
 کر دیتا ہے۔ نار بودی۔ پہلے تو آگ تھا
 اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا
 اب کامل بن گیا۔ غورہ انگور کا کچا
 خوش۔

۲۔ اے ضیاء الحق! مولانا فرماتے
 ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف
 میں اپنا شہدادت کا کس میں تغیر نہ
 آئے اور وہ مزہ بدال بحر ہو جائے۔
 متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ
 ناقص رجوع کامل سے مل جائے گا جب
 درجوں میں داخل ہو جائے گا تو اس کو
 بقا اور دوام حاصل ہو جائے گا۔

منفکے یاد دلاں بحر عسک! آفتے را بُود اندوے عمل

اس شہد کے مایا میں رات پالے گا اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا

غرہ گن شیر دارے شیر حق تارو دلاں غرہ بر ہفتم طبق

اے اللہ کے شیرا شیر کی طرح غرا تاکہ وہ ڈھک ساتویں آسمان پر پہنچے

چہ خبر جان مملول سیر را کے شناسد موش غرہ شیر را

کمال ست کی جان کو کیا خبر؟ چہا شیر کی ڈھک کو کہیں پہنچاتا ہے؟

بر نویس احوال خود با آب زر بہر ہر دیادے نیکو گہر

اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے ہر مایا دل یک فطرت کے لئے

آب نیل ست اس حدیث جانفزا یار بش در چشم قبلی خود نما

یہ روح کو بڑھانے والی بات دیاے نل کا پانی ہے اے خدا اے قبلی کی نظر میں خون بنا دے

۱۔ عمل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اس کے اندر کی چیز تغیر پذیر نہیں ہوتی ہے۔ غرہ گن۔ اے غیاث الہی آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرائے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیالے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد۔ چہا شیر کی ڈھک کو کہیں سمجھتا ہے۔ بر نویس۔ اپنے احوال بکھل مشقوی لکھ لیتے اس حدیث۔ یعنی غیاث الہی کے احوال دیاے نل کی طرح ہیں جو بلیوں کے سیرابی کا ذریعہ تھا۔

لابرج کردن قبلی مریبطی را کہ یک طرف بہ نیت خویش از نیل پر

ایک قبلی کی سہلی کی خوشامد کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے مایاے نل سے بھر لے

گن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری سبکہ شہار

اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے من سے لگا دے تاکہ میں پی لیں وہ

سبطیاں بہر خود پری کید از نیل آب صاف ست و سبکو

ٹھلکا کہ تم سہلی مایاے نل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلکا

کہا قبطیاں پری نکیم خون صاف ست

کہ تم قبلی بھرتے ہیں بالکل خون ہے

۲۔ لابیج کردن۔ مولانا مایاے نل کے خون بن جانے کا قصد کر کرتے ہیں۔ قبلی یعنی فرعون کے ماننے والے سہلی۔ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو۔ عطش۔ پیاس۔ دھاق۔ گھر۔ خویشاوند۔ رشتہ دار۔

من شنیدم کہ در آمد قبطیے از عطش اندر وثاق سبطیے

میں نے سنا ہے کہ ایک قبلی آیا پیاس کی وجہ سے ایک سہلی کے گھر

گفت ہستم یار و خویشاوند تو گشتہ ام امروز حاتمید تو

کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں میں آج تیرا محتاج ہوں

تا کہ آب نیل ملا کرد خون زانکہ سہلے موتی جاووی کرد و فسون

یہاں تک کہ اس نے ہمارے لئے مایاے نل کا خون بنالیا ہے کیونکہ موتی نے جلاؤ لٹا کر دیا ہے

سبطیاں زال آب صافی می خورند پیش قبلی خون شد آب از چشم بند

سہلی اسی سے صاف پیچے ہیں نظر بندی کی وجہ سے قبلی کے لئے خون بن گیا ہے

۳۔ زانکہ ضرورت یہ ہے کہ کہ حضرت موسیٰ نے جلاؤ کے ذریعہ ہمارے لئے نل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اسی مایاے سہلی پانی پی رہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

قبطیاں تک می مُرد از کشتی
اب قبطی پیاں سے مر ہے ہیں
بہر خود یک طاس را پُر آب گن
ایک طعلا اپنے لئے پانی سے بھر لے
چوں بری خود گنی ایں طاس پُر
جب تو یہ طعلا اپنے لئے بھرے گا
من طفیل تو بشوم آب ہم
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
اس نے کہا اے جان جہاں میں خدمت کروں گا
بِر مَراد تو روم شادی کنم
تیری مراد پوری کروں گا خوش ہوں گا
طاس را از نیل او پر آب کرد
اس نے طعلا کو نیل میں سے پانی سے بھرا
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
طعلا کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکا
طعلا کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکا
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
پھر اس طرف جھکا بخون پانی بن گیا
ساعتی سپوشست تا شمش برفت
تھوڑی دیر بیٹھا یہاں تک کہ اس کا عصہ جاتا رہا
اے برادر ایں گرہ را چارہ چیست
اے بھائی اس عقد کا کیا حل ہے؟
مقی آنست کو بیزار شد
پہیزگر وہ ہے جو بیزار ہو
قوم موسیٰ شو بخور ایں آب را
موسیٰ کی قوم بن جا یہ پانی پی لے

از اپنے اِدبار خود یا بدر گی
اپنی نخوت یا بد فطرتی کی وجہ سے
تا خورد از آبت ایں یار کھن
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پناہ دست پی لے
خوں نباشد آب باشد پاک و خر
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
کہ طفیل در تبع بچند زخم
کیونکہ طفیل تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
پاس دارم اے دو چشم روشنم
اے میری دھواں آنکھوں کی روشنی میں لگا ہوا برتنوں کا
بندہ تو باشم و آزادی کنم
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
بزد ہاں بہنہاد و نیے را بخورد
منہ پر رکھا اور آدھا چبا
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ تو بھی پی لے وہ کالا خون بن گیا
قبطی اندر خشم و اندر تاب شد
قبطی غصہ اور بچ و تاب میں پڑ گیا
بعد ازاں گفتش کہے صمصام زلفت
اس کے بعد اس سے کہا اپنے بھائی کو!
گفت ایں را آں خورد کو مقی ست
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پہیزگر ہے
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
صلح گن بلکہ ہمیں مہتاب را
چاند سے صلح کر لے چاندنی دیکھ لے

۱۔ اور ہے یہ خون تھا ہمارے
نصیبی یا جھل حضرت موسیٰ بد فطرتی
ہے بہر خود تو یہ کر کے اپنے لئے پانی
بھر لے بس بھی اس میں سے پی لوں
گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
پاک و صاف ہے گا خون نہ بنے گا۔
من طفیل تو۔ میں تیرا طفیل بن کر
پانی پی لوں گا۔ طفیل۔ ہر قسم کی فکر سے
بے نیاز رہتا ہے۔
۲۔ گفت۔ اس پہلی نے کہا میں
تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
کروں گا۔ طاس۔ اس پہلی نے
طعلا نیل کے پانی سے بھر اور آدھا
خود پی لیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر پہلی
نے طعلا قبطی کی طرف جھکایا تو اس
طعلا میں پانی کی بجائے کالا خون تھا
پھر اس پہلی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے قبطی کو
بہت غصہ آیا۔
۳۔ ساعتی۔ وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ
میں بیٹھا رہا پھر اس نے پہلی سے کہا
کہ یہ گرہ کیسے کھلے۔ گفت۔ پہلی
نے کہا یہ پانی پی لیا مسکا ہے مقی۔
مقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
امت میں داخل ہو کر مقی بن
جائے پانی پی لگا۔

۱۔ اللہ وہ محض اس کو افسانہ سمجھا
اس کے مغز پر کوئی تکتہ نہ پہنچ سکے
گدھ سر میں شخص کے لیے مغز کی یہ
حالت ہوئی جیسے کئی مشوق سر ہوا
منہ پر چاہتا ہے لیکن وہ ظاہر میں اس
کے حسن کو نہ دیکھ سکے گا شاہنامہ
یعنی فردوسی کا شاہنامہ کلیلہ یعنی
قصہ کہتوں کی مشہور کتب کلیلہ
دستِ عتیقہ کے تکرار کی جہ سے سن
سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے
۲۔ فرق۔ حقیقت اور حیل کو انسان
جب سمجھتا ہے جب اس کو بصیرت
حاصل ہوا چشمہ وہ انسان جس کی
ناک میں سونگھنے کی حس نہ ہو۔ چشم
سنگھتا۔ خوشن۔ محض جی بھلانے
کے لیے قرآن کی طوالت کہ قرآنی
حقائق سے محروم رکھتا ہے کاش
انسان اگر محض دل کی پریشانی اور رنج
کو دور کرنے کے لیے قرآن پڑھتا
اس کے حقائق سے غافل رہتا ہے
۳۔ بہر ایں محض وقت کاٹنے
کے لیے تو قرآن اور افسانہ یکساں
کام کرتا ہے۔ آب پاک۔ یعنی
قرآن۔ بول۔ یعنی افسانہ۔ غم و
خواب۔ نیند اور شراب دونوں دوسوں
اور دل کے خیالات کو رفع کرتے ہیں
لیکن دونوں میں بہت فرق ہے
ایک اگر کوئی شخص قرآن پاک کلام
اللہ اور روحانی کام سمجھ کر پڑھتا تو دل
کے دوسے بالکل زائل ہو جائیں
اور دل کو باغِ جنت کا راستہ مل جائے۔
زانکہ جو شخص قرآن کے حقائق سے
آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات
اور نہروں کی سیر کرتا ہے۔ صفحہ
میں جمع ہے آسمانی کتب

اندھا آید لیک چوں افسانہا
اللہ آتا ہے لیکن انسان کی طرح
در سر و زو در کشیدہ چادرے
سر نہ منہ پر چادر تانے ہوئے
شاہنامہ یا کلیلہ پیش تو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے
فرق ۲۔ آنکہ باشد از حق و مجاز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے
ورنہ پوشک و مشک پیش آشمے
ورنہ بیکار ناک والے کے لئے میٹھی اور مشک
خوشبو مشغول کردن از ملال
سحق سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا
کاتش و سواس را و غصہ را
کہ دوسوں اور رنج کی آگ کو
بہر ۳۔ ایں مقدار آتش شانندن
آگ کی اس مقدار کو بجھانے کے لئے
آتش و سواس را ایں بول و آب
دوسوں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی
ایک اگر وقف شوی زیں آب پاک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے وقت ہو جائے
نیست گردد و موسہ کلی زجاں
موسہ بالکل جان سے محروم ہو جائے
زانکہ در باغ و در جوئے پرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگتا ہے



۱۔ یا تو جس طرح عوام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبیؐ کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ وہ تجسّسِ غصہ کو عجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ شرق کے صبح سے زیادہ صاف ہے کھیں نہیں دیکھتے ہیں۔ لہٰذا میری تعلیمات پر کھیں جہرں ہوتے ہیں اس پر آنحضرتؐ کو بتایا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاند ان سے پوشیدہ ہے۔

۲۔ سنی و ثوری آپ کے چہرہ انور کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے۔ آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھاتا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ گفت قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ مظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ یہی غیابِ بت پرستوں کی آنکھوں میں روشنی سمجھتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔

۳۔ نقشِ جسم۔ بت پرست اس کی آنکھ کے سامنے اس کی تعلیم بجا لاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعلیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔ اگرچہ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا۔ میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک یعنی علیکم سلام نہیں کرتا ہے۔ یہی عجیبانہ میرے جدول کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے جدول کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے۔ لیکن دل میں تاثیر پیدا کرتا ہے یہ فرق ہے۔

یا تو ۱۔ پنداری کہ رُہی اولیا
یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ لایا کا چہرہ
در تعجب ماندہ پیغمبر ازال
پیغمبر اس سے تعجب میں تھے
چوں نمی بینند نورِ رومِ خلق
لوگ میرے چہرے کا نور کھیں نہیں دیکھتے ہیں؟
وہ ہی بینند اس حیرت چراست
اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟
سوی ۲۔ تو ماہ است و سوی خلق ابر
آپ کی جانب چاند ہے مخلوق کی جانب ابر ہے
سوی تو دانہ است و سوی خلق دام
آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب جال
گفت یرغل کہ تو لھم یظرون
خلف فرمایا کہ ان کے کہلے میں خیل کتا ہے کہ دیکھتے ہیں
می نماید صورت اے صورت پرست
اے صحت پرست! صحت ظاہر کرتی ہے
پیش ۳۔ چشم نقش می آری ادب
تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجا لاتا ہے
از چہ بس بے پاخست اس نقش نیک
یہ سبلی تصویر کیوں خاموش ہے
می نجبانہ سر و سبکت ز بود
مہربانی سے وہ سر ہر موچہ کھیں نہیں ہلاتی ہے
حق اگرچہ سر نجبانہ برؤں
اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے

آنجنانکہ هست می بینیم ما
جیسا کہ (واقعی) ہے ہم دیکھتے ہیں
چوں نمی بینند رومِ مومنوں
کہ ایمان لانے والے میرا چہرہ کھیں نہیں دیکھتے ہیں
کہ سبق بر دست بر خود شید شرق
جبکہ وہ شرق کے صبح سے بازی لے گیا ہے
تا کہ وحی آمد کہ آلِ رُود و خفاست
یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے
تازہ بیند را نگاہ رُہی تو گیر
تا کہ آپ کے چہرے کو کاغذ بے فائدہ نہ دیکھے
تا نوشد زیں شراب خاص عام
تا کہ اس خاص شراب کو عام نہ بنیں
نقش حمام اندھم لایصرون
وہ تو حمام کی تصویر ہیں وہ نہیں دیکھتے ہیں
کال دو چشم مرده او ناظر مست
کہ اس کی وہ مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں
کہ چرپا سہ نمی دارد عجب
عجب ہے وہ میرا لحاظ کھیں نہیں کرتی ہے؟
کہ نمی گوید سلام را علیک
کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے
پاس آنکہ کروش من صد سجود
اس لحاظ سے کہ میں نے اس کو سجدے کے ہیں
پاس آل ذوق دیدہ در اندول
اس کے لحاظ سے باطن میں چلتی عطا فرماتا ہے



کہ وہ صد جہیدن سر آر زداں
کہ وہ سو سر ہلاتا اس کی قیمت ہے
عقل را خدمت گئی در اجتہاد
عقل کا لٹا یہ ہے کہ وہ ہدایت بخوادتی ہے
حق نجباند بظاہر سر خرا
لیکن سازد بر سراں سرور خرا
اللہ تعالیٰ بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے
مرے ترا چیزے دہد بیزداں نہاں
خدا تجھے غنی طہ پر لکی چیز عطا کرتا ہے
آنجناں کہ داد سنگے را ہنر
جیسا کہ اس نے پتھر کو وہ ہنر عطا کر دیا
قطرہ ۲ آئے بیابد لطف حق
پانی کا قطرہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پا جاتا ہے
جسم خاک ست و چون تائیش داد
وہ خاک جسم ہے اور جب خدا نے اس میں چمک دیدی
ہیں طلسم ست این نقش مردہ است
خبر ہوا یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے
می نماید او کہ چشمے می زند
وہ نظر آتا ہے کہ چمک چمکا رہا ہے

سر چہیں جہاند آخر عقل و جاں
عقل اور جان اس طرح سر ہلاتی ہے
پاس عقل آنست کا فزاید رشاد
عقل کا لٹا یہ ہے کہ وہ ہدایت بخوادتی ہے
لیکن سازد بر سراں سرور خرا
لیکن تجھے سرطوں کا سرور بنا دیتا ہے
کہ سجود تو کنند اہل جہاں
کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں
تا عزیز خلق شد یعنی کہ زر
کہ وہ لوگوں کا پیدا ہو گیا یعنی سونا
گوہرے گرد و برداز زر سبق
موتی بن جاتا ہے سونے سے بازی لے جاتا ہے
در جہانگیری چومہ شد اوستاد
دنیا کو فتح کرنے میں جان کی طرح استاد ہو گا
احتمال را چشمش از زہ بردہ است
اس کی آنکھوں نے بیوقوفوں کو راستہ سے ہٹا دیا ہے
اہلہاں سازیدہ انداں را سند
بیوقوفوں نے اس کو دلیل بنایا ہے

۱۔ سر خرا ہے پوجنے والے کو خدا
وہ مرتبہ عنایت فرمادیتا ہے کہ دنیا
والے اس کے سامنے سر سجدہ ہوتے
ہیں۔ آنچنان۔ عبادت گزار کو خدا ایسا
ہی لکھن بنا دیتا ہے جس طرح پتھر کو
سونا بنا دیتا ہے سونا پتھر کی رنگوں میں
پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ قطرہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے
اگر کسی ایک قطرہ کو مٹی بنا دیتا ہے جو
سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے جسم
خاکہ ہو سکتا ہے کہ یہ شعر بھی موتی
سے متعلق ہو نیز یہی احتمال ہے کہ
اس شعر میں موتی کی کیفیت بیان کی
ہو۔ ہنر۔ یہ ہنر بت اور بت
پرستوں کا بیان ہے۔ می نماید۔ بت
نشان کی یہ کلمات تھے کہ بت کی
چشم ماہرہ پر مختلف تاثرات نظر آتے
تھے جیسا کہ ایلوہ اور اجنا کے بتوں
میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ درخواست۔ قبلی نے سہلی
سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا
کرو۔ اس نے دعا کی اور وہ قبول ہو
گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ
ہے تو میرا اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنے سے قابل نہیں ہے۔ تگاہ۔
ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میری دل
کی گرہ کھل جائے۔

در ۳ خواستن قبلی دُعای خیر و ہدایت از سہلی و دعا کردن سہلی
قبلی کا سہلی سے دعائے خیر اور ہدایت کی درخواست کرنا اور سہلی کا قبلی کے لئے
قبلی را بخیر و مستجاب شدن آں دعا از اکرم لاکر مین حق تعالیٰ
دعائے خیر کرنا اور اکرام لاکر مین حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دُعای گن کہ من
قبلی نے کہا تو دعا کر دے کہ میں
تا بود کہ قفلِ ایں دل وا شود
تو ہو سکتا ہے کہ اس دل کا قفل کھل جائے
از سیاہی دل ندارم آں وہن
دل کی سیاہی کی وجہ سے وہ من نہیں رکھتا ہوں
زشت را در بزمِ خوباں جا شود
بدمت کی حسین کی محفل میں جگہ ہو جائے

یا بلیسے باز گزوبی شود

یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

یابد و تری و میوہ شاخ خشک

ہر تری ہر میوہ خشک شاخ مائل کر سکتی ہے

کالے خدلی عالم جہر و نہفت

کہ لے غیب ہر شہادت کے جانے والے خدا

عاجز ہر تو آندو و مستمند

تیرے حکم کے سامنے عاجز ہر محتاج ہیں

ہم دعا و ہم اجابت از تو است

صالحی تیری بہت سے مظلوم کی تیری بہت سے

تو وہی آخر دُعا ہمارا تجوا

بالآخر تو ہی دعائوں کا بدلہ عطا کرتا ہے

چچ ہچے کہ نیاید در بیاں

ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا

از سر بام و دش بہوش کشت

بالاخانہ پر سے ہر اس کا دل بے ہوش ہو گیا

لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى

نہیں انسان کے لئے سوائے جس کی اس نے کوشش کی

از دل قطبی بجست و غرہ

ہر شہ قطبی کے دل سے نکلا

تا بیرم زود زتار کہن

تا کہ پڑتا زہر جلد کاٹ دیا

مر بلیسے را بجاں بنو افتند

مجھ شیطان کو جان سے نوازا

حمد لله عاقبت و ستم گرفت

الحمد للہ انجام کار میری دیکھری کی

از تو منعی صاحب خوبی شود

تیری (دعا کی وجہ سے) سب سے خدہ خوبی دلا بن جائے

یا بفرست مریم یوی مشک

یا حضرت مریم کے جیسے ہاتھ سے مشک کی خوشبو

سبلی آل دم در سجود افتاد و گفت

سبلی اس وقت سجدے میں گر گیا ہر کہا

سبلی و قطبی ہمہ بندہ تو اند

سبلی ہر قطبی سب تیرے بندے ہیں

جو تو پیش کہ برآرند بندہ دست

تیرے سامنے کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے؟

ہم ز اول تو وہی میل دُعا

ابتداء تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے

اول و آخر توئی مادر میاں

اول و آخر تو ہی ہے ہم درمیان میں

آچہیں می گفت تا افتاد طشت

وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ صحن گر پڑا

باز آمد او بہوش اندر دُعا

پھر وہ ہوش میں آ کر دعا میں مصروف ہو گیا

در سجود بود او و ناگہ نعرہ

وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ ہلا بشتاب و ایماں عرصہ گن

کہ آگاہا جلدی کر ہر ایمان پیش کر

آتش در جان من اندر افتند

انہیں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

دوستی تو ز حُب نا شکفت

تیری دوستی نے محبت کے ناگفتہ غنچہ ہے

۱۔ ابرو قطبی نے اپنے آپ کو سچ
شدہ انسان ہر شیطان سے تعبیر کیا
ہے۔ پانچ۔ سبلی کے ہاتھ کو حضرت
مریم کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت
سے خشک مجھ جلد ہونے لگی ہر قطبی
نے اپنے آپ کو مجھ کا خشک دھت
قرار دیا سبلی قبلی کی درخواست پر
بجود ہو گیا ہر دعا میں کرنے لگا۔
مستند محتاج ضرور مند

۲۔ جو تُو۔ خدا کا بندہ خدا کے
سامنے دست دعا دراز کر سکتا ہے دعا
کی قبولیت ہر دعا کی قبولیت اللہ کی دتا
ہے

نہ کس کی دہاند نہ کس کی دہ
خدا کی دہاند خدا کی دہ
نہ کس کی دہاند نہ کس کی دہ
کے معنی میں ہے مولانا نے یہاں
صحن غروب ہوجانے کے معنی میں
استعمال فرمایا ہے۔ یعنی انسان
کی کوشش کامیاب ہوتی ہے سبلی کی
دعا قبول ہوگئی۔

۳۔ در دُعا۔ سبلی تو دعا میں
مصروف تھا اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا
کہ قبلی نے اسے سامنے لگا کر سبلی سے
بولتا کہ جلد ایمان پیش کر تا کہ میں
مومن بنوں ہر کفر کا زہر کاٹ
چھینوں۔ بلیسے۔ یعنی مجھ شیطان
صفت کفار ایمان خدا پروردگار نے ایمان
سے نوازا ہے۔ دوستی۔ تیری ابتدائی
دوستی نے میری دیکھری کی۔

کیمیٰ اے یود صبح بھلی تُو
تیری صحتیں کیا تھیں
تو کیے شاخے بدی از نخل خلد
تو جنت کی سمجھ کی ایک شاخ تھا
سُیل یود آنکہ تنم را در رُود
بہو تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا
من بہو آب رتم سُوِی سَیل
ہیں پانی کی تنہا میں بہاؤ کی جانب گیا
طاس ۲ آوردش کہ اکنواں آ بگیر
وہ سہلی اس کے پاس ٹھہرا لایا کہ ب پانی لے لے
شربۃ خوردم ز اللہ اشتوی
میں نے اللہ نے خرید لیا "کا شربت بہا لیا ہے
آنکہ جوئی و چشمہ را آب دلا
وہالت جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عیت کیا ہے
ایں جگر کہ یود گرم و آب خوار
یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا
کاف ۳ کافی آمدہ بہر عباد
بندوں کے لئے کافی کا کاف آیا ہے
کافیم بدہم ترا من جملہ خیر
میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں
کافیم بے ناں خرا سیری دہم
میں کافی ہوں روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں
کافیم بے دا رُویت درماں گنم
میں کافی ہوں بغیر دوا کے تیرا علاج کر دیتا ہوں

کم مباد از خلد دل پانی تُو
خاک کے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ لکے
چوں گر فتم او مرا تا خلد بُرد
جب میں نے اس کو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لگئی
بُرد سلیم تالپ دریلی جود
مجھے بہاؤ صحت کے مہا کے کندے لے گیا
بحر دیدم در گرتم گیل کیکل
میں نے سمندر دیکھ لیا "میں نے پائے بحر لے
گفت رَوُشد آبہا پیشم حقیر
اس نے کہا جائیے پانی میرے لئے حقیر ہو گئے ہیں
تا بہ محشر تشنگی ناید مرا
قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی
چشمہ اندر درون من گشاد
اس نے میرے دل کی اندر چشمہ جاری کر دیا ہے
گشت پیش ہمت او آب خوار
اس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہو گیا
صدق وعدہ کھیا عص
کا کھیا عص سچا وعدہ آیا ہے
بے سبب بے واسطہ یار تری غیر
بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطہ کے بغیر
بے سپاہ و لشکرت میری دہم
بغیر سپاہوں اور لشکر کے تجھے سرحدی دیتا ہوں
کوہ را و چار را میداں گنم
پہاڑ کو اور کنوئیں کو میدان بنا دیتا ہوں



۱۔ کیا ہی قبلی نے سہلی سے کہا
تیری صحتیں لیے لئے کیا بات
ہو میں خاک کے تو میرے دل میں
بہا سے تو کیے تو جنت کے
ورخت کی شاخ تھا جس کو میں نے
پکڑا اور جنت میں داخل ہو گیا۔
۲۔ دیکھی ہو وہ مہاے حقیقت اللہ
تعالیٰ کیل کیل یعنی بہت زیادہ
۳۔ طاس۔ سہلی اس قبلی کے پاس
پانی کا ٹھہرا لایا اور کہا ب پانی لے
اس نے کہا اب مجھے اس پانی کی
ضرورت نہیں ہے۔ قلۃ انشوی۔
قرآن پاک کی آیت ہے اِنَّ اللہ
انشویٰ مِنَ الْغُورِ مِّنْ فَتْنَمَہُمْ یَاۤئِی
لَہُمْ فُجۡعۃٌ یعنی خدا نے مومنین کی
جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید
لیا ہے۔ آنکہ اب خدا نے میرے
باطن میں چشمے جاری کر دیے ہیں۔
ایں جگر ہے پیر خلگہ پر پاسا تھا
اب یہ پانی اس کے لئے مانجور ہے۔
۳۔ کاف۔ مولانا فرماتے ہیں یہ
باتیں کچھ مستبعد نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھینچ
فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کاف ہُو
اَلْکُفۡمُ یَاۤعۡبَآدَ اللّٰہِ صِلٰفًا یعنی وہ اللہ
تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے اللہ
کے بندو! یقیناً تو جب اللہ کا وعدہ ہے
اور وہ سچا ہے تو وہ واسطہ بھی بہتر ہی
پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی
ضرورت نہیں ہے کافیم وہ اللہ بغیر
روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے
خود سے سکتا ہے بغیر دوا کے عطا کر سکتا
ہے کوہ یعنی تخت مصائب کا وصال
کر سکتا ہے بغیر موسم کے زکس و
نرسن عطا کر سکتا ہے بغیر استاد اور
کتب کے علوم عطا کر سکتا ہے۔

بے بہارت نرگس و نسریں دہم
 بغیر موم بہد کے تجھے نرگس لہ نرسن دتا ہوں
 موسیٰ ارادل دہم بایک عصا
 میں موسیٰ کو دل، مع ایک لاٹھی کے دتا ہوں
 دستِ موسیٰ را دہم یک نور و تاب
 میں موسیٰ کے ہاتھ کو ایک نور لہر چمک دتا ہوں
 چوب رملہ گئے گنم من ہفت سر
 میں گزری کو سات سروں کا سانپ بنا دتا ہوں
 خول ۱ نیا میزیم دہ آب نیل من
 میں مہیائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں
 شلاہیت را غم گنم چوں آب نیل
 نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہوں
 باز چوں تجدیدِ ایمان برتی
 پھر جب تو ایمان از سر نو لے آتا ہے
 موسیٰ رحمت بہ بنی آمدہ
 تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰ آ گیا ہے
 چوں سر رشتہ نگہداری دروں
 تو جب ہمارے قتل کا رشتہ بہن میں محفوظ کر لیتا ہے
 من ۳ گل بر دم کہ ایمان آورم
 میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں
 من چہ دانستم کہ تبدیلی گند
 مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا
 سوی چشم خود یکے نیلک رواں
 اب میں اپنی نظر میں ایک رواں نیل ہوں
 ہچانکہ اس جہاں پیش نبی
 جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

بے کتاب و اوستا تلقین دہم
 بغیر کتب لہ استاد کے تعلیم دتا ہوں
 تازند بر علکے شمیر ہا
 تاکہ وہ دنیا میں تلواریں چلا دیں
 کہ طیانچہ میزند بر آفتاب
 جو سورج کے طہانچہ لگا دیتا ہے
 کہ نہ زاید مادہ مار اُورا نہ فر
 جس کو نہ مادہ سانپ جن سکے نہ ز
 خود گنم خود عین آبلش را بفن
 میں حکمت سے عینہ اس کے پانی کو خون بنا دیتا ہوں
 کہ نیابی سوی شلاہیہاں سبیل
 کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے
 باز از فرعون بیزاری گنی
 پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے
 نیل خوں بنی از دآبے شدہ
 خون کا مہیائے نیل اس کی وجہ سے پانی بن گیا ہے
 نیل ذوق تو گمرو چچ خوں
 تیرے ذوق کا مہیائے نیل بھی خون نہیں بناتا ہے
 تازیں طوفانِ خوں آبے خورم
 تاکہ خون کے اس طوفان میں سے پانی ہی لوں
 د نہاؤ من مرا نیلے گند
 میرے اللہ، مجھے مہیا نیل بنا دے گا
 بر قرارم پیش چشم دیگران
 دوسرے کی نگاہ میں پہلی حالت پر برقرار ہوں
 غرقِ تسبیح ست و پیش ما آبی
 تسبیح میں فرق ہے لہ ہمارے سامنے سرکش ہے

۱ موسیٰ حضرت موسیٰ کو اللہ
 نے ایک دل اور ایک لاٹھی دی اور اس
 کے ذریعہ عالم کو فتح کر دیا۔ دست
 حضرت موسیٰ ان کو بدیضا عنایت کر
 دیا جس کا نور صحن پر بھی غالب تھا
 حضرت موسیٰ کے عصا کو سات سروں
 کا سانپ بنادیا جس کو کسی زواہ نہ
 نہیں جتا تھا۔
 ۲ خوں۔ مہیائے نیل میں خون
 نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔
 شلاہیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا غم
 دیتا ہے کہ اس میں خوشی کا نام بھی نہیں
 رہتا۔

۳ من کہاں۔ میرا خیال تو یہ تھا
 کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میں
 نیل کا پانی ہی سکوں گا یہ معلوم تھا کہ
 وہ میرے اندر انقلاب برپا کر دے گا
 لہ خود مجھے مہیائے نیل بنادے گا اب
 میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خواہ
 مجھے دوسرے دیکھیں جیسا کہ
 میں پہلے تھا۔ جیسا کہ ایک چیز کی دو
 نظروں میں دو حقیقتیں ہونا تعجب انگیز
 نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش
 لہ ہم سر نہ دیکھتے ہیں لیکن بعض حضرات
 کو تسبیح پڑھتے دلا دیکھتے تھے

۱ پیش چشم کی نظر میں تمام
کائنات مشق الہی سے رہی دوسرے

اس کبریا کے تھے بہت حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک
روز حضور کے ساتھ تھا جو ڈھلا پتھر
حضور کے سامنے آ رہا تھا آنحضرت کو
سلام کرتا تھا۔ زیں عجب۔ یہ عجب
برہ ہے عام کچھ نہ کہتے ہیں ہونہ
سن سکتے ہیں خواں پتھر کی کیج اور
ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ یعنی جنت کا
باغ جو نیل کی جگہ ہے پتھر۔
یعنی پتھر کا گڑھ علم آنحضرت کے
احوال دیکھ کر عام کہنے لگتے تھے کہ
حضور زرشور ہو گئے ہیں۔ زندقہ
یعنی پہلے خوش طبع تھا بندق خوش
طبعی سے بگاڑے ہیں۔

۲ خاصہ خواں کہتے تھے کہ وہ
تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری
نگاہ سے ان کو دیکھو تو ان میں
سکر نہیں۔ کیونکہ خل فی فی یعنی
ذوات جس پر خل فی۔ یعنی وہ
ذات جس پر خل فی ہیں جن
انفوس کا تذکرہ ہے ان پر آنحضرت کی
سکر نہیں۔ از سر امرود۔ امرود کے
درخت سے چیزیں اُٹی نظر آتی ہیں
جیسا کہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا
وہ امرود کا درخت تہی رہتی ہے جب
تک تو اس کو نانی نہیں کرے گا۔ تھے غنی
چیز پرانی نظر آئے گی۔

۳ تاہم آنحضرت جب تک تھے
میں خودی ہے تجھے حسین اور روش
کرنے والے کانوں کا جھل نظر
آئیں گے چل۔ جب تو خودی کو
چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے
امرور دیکھ سکے گا۔ خانداز سے مراد
دنیاوی اشیاء ہیں اور مگر خان اور دایگان
سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات
ہیں جو حسینوں اور عالم کے کمری ہیں۔

پیش چشم دیگران مردہ، جماد

دوسرے کی نگاہ کے سامنے مردہ اور جماد ہے
از گلوخ و سنگ او نکتہ شنو
وہ ڈھیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زیں عجب خرمن ندیم پر مدہ
میں نے اس سے زیادہ عجیب پہ نہ نہیں دیکھا
روضہ و خورہ بہ پیش اولیا
اولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چہ گشتہ است و شدت او ذوق ش
کیوں ہیں اور ذوق کو ختم کرنے والے سن گئے ہیں
می نماید او خرش اے امتثال

اے امت دلا اور رغبت نظر آتے ہیں

تحد ہا بنید اند ہل آبی

فل فی کے اند سکر نہیں دیکھو

منعکس صورت بزیر آلے جوال

اٹی صورت اے جوان! نیچے از آ

تاہر آنجلی نمود نو کہیں

جب تک تو وہاں نیا پاتا نظر آتا ہے

پرز کرد مہلی خشم و پر زمار

غصہ کے بھجوں اور ساپ سے بھرا ہوا

یک جہاں پر مگر خان و دایگان

ایک دنیا حسینوں اور پالے دلوں سے بھری ہوئی

در دلوں اسرار فیض کبریا

اللہ اللہ تعالیٰ کے فیض کے امرور

پیش چشم میں ایں جہاں عشق و دل

اس کی نظر میں یہ دنیا عشق و محبت سے بھری ہے

پست و بالا پیش چشم تیز رو

غیب و فرو اس کی نگاہ کے سامنے تیز رو ہے

با عوام ایں جملہ پست و مردہ

عام کے لئے یہ سب پست اور مردہ ہیں

گور ہا یکساں بہ پیش چشم ما

ہمارے نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں

عامہ گفتندے کہ پیغمبر خرش

عام نے کہا کہ پیغمبر زندقہ

خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تاں

خواں نے کہا کہ تمہاری نظر میں

یک زماں در چشم ما آید تا

تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آجائے گا

از سر امرود بن بنماید آل

امرود کے درخت سے وہ نظر آتا ہے

آل درخت ہستیت امرود بن

تیرے وجود کا درخت امرود کا درخت ہے

تاہر س آنجای بہ بنی خار زار

جب تک تو اس جگہ ہے کانوں کا جھل دیکھے گا

چوں فرو آئی بہ بنی رانگاں

جب تو نیچے از آئے گا تو دیکھے گا کہ مفت میں

چوں فرو آئی فرو آید خرا

جب تو نیچے از آئے گا از آئیں گے تیرے



حکایت آں زن پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سر
 اس بکار محنت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے محنت
 امرود بن می نماید چشم آدمی را، از سر امرود بن فرود آتا آں خیالات
 پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے محنت پر سے اگر آتا کہ وہ خیالات
 برود و اگر کسے گوید کہ آنچہ مردی دید خیال بُود جواب آنست کہ ایں
 وہ ہو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے
 مثال است نہ مثل در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر او بر سر امرود بن
 کہ یہ مثل ہے مثل نہیں ہے اور مثل میں بھی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے محنت
 نمی رفت آں را نمی دید خواه حقیقت بُود خواه خیال
 پر نہ چھتا تو اس کو نہ دیکھا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

۱۔ کے گوید اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اس میں اور خوبی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اس میں بہت فرق ہے حتیٰ کہ محنت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعہً اپنی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہً دیکھا وہ محض تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں اور مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خوبی کے محنت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو محنت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔
 ۲۔ مول۔ محنت کا یاد گار۔
 ۳۔ حق۔ میوہ چیدن۔ یعنی امرود نے کے لئے۔ ہاں وہ شخص جس کوئی کی پہلی ہوتی مفعول بناتا ہے۔
 ۴۔ لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ ہندو جڑوخت۔ مخت۔
 ۵۔ بھول۔ بھولائی یا ٹوٹی بلکہ۔ بھیکھا کہ ہے عرف۔ بے عقل لڑکھلا۔

آں نے میخواست تا با مولیٰ خود
 ایک محنت نے چاہا کہ اپنے یاد سے
 پس بشوہر گفت زن کاے نیکنیت
 تو یہی نے شوہر سے کہا کہ اے نیک بخت!
 چوں برآمد دخت آں زن گریست
 جب محنت پر چڑھ گئی وہ محنت دانے لگی
 گفت شوہر را کہ اے ملون رد
 شوہر سے بولی کہ اے مفلو امرود!
 تو بریز او چو زن بقوہ
 تو اس کے نیچے محنت کی طرح لگھ رہا ہے
 گفت شوہر نے سرت لگی بکشت
 شوہر نے کہا نہیں، گویا تیرا سر چکا رہا ہے
 زن مگر ز کرد کاے با برطلہ
 محنت نے مگر کہا اے اٹی ٹوٹی مالہ
 گفت زن میں فرودا از دخت
 اس نے کہا اے بیوی! محنت سے نیچے آ جا
 برزند در پیش شوی گولی خود
 لے، اپنے حق شوہر کے سامنے
 من برآیم میوہ چیدن بر درخت
 میں بھل توڑنے محنت پر چڑھتی ہوں
 چوں زبالا سوی شوہر بنگریست
 جب اس نے اوپر سے شوہر کی جانب دیکھا
 کیست آں لوطی کہ بر تو می فتد
 یہ لٹی کن ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے
 اے بغا تو خود مخت بقوہ
 اے بھرا تو بھرا ہے
 ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
 ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
 کیست بر پشتت فروختہ ہلہ
 خبردا تیری پشت پر کن سویا ہوا ہے
 کہ سرت گشت و عرف گشتی تو سخت
 کیونکہ تیرا سر چکا گیا ہے تو بہت بے عقل ہو گئی ہے

چوں فرود آمد بر آمد شوہر ش
جب وہ نیچے آگئی اس کا شوہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست ایں اے روہی!
شوہر نے کہا وہ روہی یہ کون ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے
او مکرر کرد بر زن آل سخن
اس نے عورت سے وہ بات کمرہ کی
از سر امرود بن من بچیاں
میں نے بھی امرود کے دخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بنی چچ نیست
نیچے اتر آتا کہ تو دیکھ لے کہ کتنی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آل راجد شنو
کھانے کے لئے غنا ہے تو اس کو حقیقت سمجھ
ہرلہ جیدے ہزلست پیش ہازلاں
مغزوں کے سامنے ہر واقعہ غنا ہے
کھلاں امرود بن جویند لیک
ست لوگ امرود کا دخت تلاش کرتے ہیں لیکن
نقل کن از امرود بن اکنوں برو
امرود کے دخت سے منتظر ہو جا جا چلا جا
ایں سہ منی و ہستی اوّل بود
یہ خودی اور ابتدائی وجود ہوتا ہے
چوں فرود آئی ازیں امرود بن
جب تو اس امرود کے دخت سے نیچے اتر آئے گا
یک درخت سخت بنی گشتہ ایں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت دخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اند برش
عورت نے اس یاد کو بغل میں دبا لیا
کہ ببالائے تو آمد چوں مکی
جو بند کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار! تیرا سر چکا رہا ہے، یہاں نہ کر
گفت زن این ست از امرود بن
عورت نے کہا یہ امرود کے دخت کے اثر سے ہے
کثر ہی دیدم کہ تو اے قلعباں
اٹا دکھل جیسا کہ تو نے، اے دیوث!
ایں ہمہ خلیل از امرود بنے ست
یہ سب خیال امرود کے دخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظہر ہزلش گرو
تو اس کے ظاہری غنا کا پابند نہ بن
ہزلہا جدست پیش عاقلان
عقل مندوں کے لئے ہر غنا حقیقت ہے
تبادل امرود بن راہست نیک
اس امرود کے دخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے
کہ از و دیدہ کثر و احوال بود
جس سے آنکھ نہیں اور جی بے بن جاتی ہے
کثر نمائد فکر و چشم و سخن
تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو میری نہ رہے گی
شاخ او بر آسمان ہفتیمیں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

۱۔ زبھی۔ زلیہ عورت، مٹری۔
مکی۔ بلند، ہرزہ متن۔ یہاں نہ کر۔
گفت۔ عورت نے کہا یہ امرود کے
دخت کا اثر ہے کہ اس پر سے غلا نظر
آتا ہے قلعباں۔ دیوث۔ بڑا۔
ہیں نے غش اور غنا کا قصہ تعلیم
کیلئے سنا دیا ہے تو اس کے ظاہر کو نہ
دیکھو اس سے جو نصیحت مقصود ہے
اس پر نظر کرو۔

۲۔ ہرلہ۔ جو لوگ ہزل کے
عادی ہیں ان کو تو جدید ہی ہزل نظر آتی
ہے اور جو عقلمند ہیں وہ غنا کی بات
سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔
کھلاں۔ کھال لوگ اس امرود کے
دخت کو تلاش کرتے ہیں جہاں کثر
دکھائے یعنی وہ ہستی جو غنا کے بعد
حاصل ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا
دخت وہ ہے عقل کن۔ پہلے اس
امرود کے دخت کو یعنی اپنی خودی اور
ہستی کو چھوڑ دے پھر چل تب تجھے
حاصل ہوگا اس ہستی کے ہونے
ہوئے تیری نظر خیرہ جہدہ نظر نہ آئے
گا۔

۳۔ ایں۔ یہ امرود کا دخت جس
سے غلا نظر آتا ہے یہ اس کی خودی اور
ابتدائی وجود ہے چل فرود۔ جب تو
خودی کے دخت سے اتر آئے گا تو
پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو میری ہو
جائے گی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
دخت تھا اور اس کا پھیلاؤ بہت تھا۔

۱۔ مبدل۔ خفی چھوڑ دے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس رحمت کو تبدیل کر دے گا۔ ۲۔ تواضع۔ جو عاجزی اور دعا قبول کرنے کی دست بنی حقائق کو کج دیکھنا اگر آسان ہوتا تو انھوں نے لفظہم فوٹا انھیں کھنکھی لے لیا ہمیں چیزیں دیکھی دکھا بھی دے ہیں دعائیں لگتے گفت آنحضرتؐ نے دعا کی کہ خدا ہمیں آسان بھڑ میں کاہر ہر جزای طرح دکھا جیسا کہ تیرے نزدیک ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ جب خفی اور سستی فنا ہو جائے تو پھر بھلائی کی سستی میرا جائے گی اس کا تئید کر لے چوں اب یہ رحمت وہ رحمت ہو گا جس پر حضرت موسیٰ کو نگاہ نظر آئی تھی۔ آتش لب آب بر آواز دکھائے گی پھر اس کی شان فی حق قالہ کانہو لکھا ہے حضرت موسیٰ کو رحمت سے یہ آواز آئی تھی کہ میں بے شک خدا ہوں۔ زیر ظلمت لب اس سستی کے سانس تیری سدی ضرورتیں پہنچیں ہوں گی۔ رضائی یہ کیا کی تیری خالی سستی کو بانی سستی بھلائی۔

۴۔ آں میں لب۔ خفی اور سستی ولت ہے اس میں خدائی صفات نظر آئے گی۔ باقی قصہ مولانا بھی ترک کرنے کا بیان کر رہے تھے اسی مطبوعت سے حضرت موسیٰ کو جو فاسق کیم کا حکم ہوا یعنی کج روی ترک کر دے گا ذکر شروع کیا ہے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا سہارا بولہ و فرعون کا مقابلہ شروع کر دو حضرت موسیٰ نے اچھ کا عصا زمین پر ڈال دیا اب اس کو بولے نظر آئے اسی طرح تیرے خالی جسم عصا موسیٰ ہے اس کو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل ہو گا اس کے طوعے کیلئے۔

چوں فروز آئی ازو گروی جدا جب تو بچے از آئے گا اس سے علیحدہ ہو جائے گا زیں تواضع گر فروز آئی خدا اس تواضع کے ذریعہ اگر تو بچے از آئے گا خدا راست بنی گر بندے آسان چنیں صبح دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا گفت ہنما جو و جو از فوق و پست

کہا ' لوہر ہو نیچے سے جو جو کو دکھا بعد ازاں ۲۔ برزو براں امروز بن اس کے بعد اس امرود کے رحمت پر چڑھ جا چوں در رحمت موسوی شد آں در رحمت جب وہ رحمت حضرت موسیٰ والا رحمت بن گیا آتش اورا سبز و خرم می گند آں ' اس کو سبز اور بھلا بنائے گی زیر ظلمت مجملہ حاجات روا تیری سدی حاجتیں اس کے لیے کیچے پہنچیں ہوں گی

آں ۳۔ منی و مستیت باشد خلخال تیری وہ خفی اور وجود جائز ہے شد در رحمت کج مقوم حق نما نیزہا رحمت ' سیدھا حق نما بن گیا

مبدلش! گرداند از رحمت خدا خدا رحمت سے اس کو بدل دے گا راست بنی بخشد آں چشم خرا تیری اس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دے گا مصطفیٰ کے خواستے از رب دیں تو دین کے رب سے آنحضرتؐ کب دعا (لگتے) آنچنانکہ پیش تو آں جو ہو ہست جیسا کہ وہ جز تیرے سامنے ہے کہ مبدل گشت و سبز از ہر گن کیلئے کن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے

چوں سوی موسیٰ کشانیدی تو رحمت جب تو نے موسیٰ کی جانب سزا اختیار کر لیا شاخ او یقینی تھا اللہ می زند اس کی شان یقینی تھا اللہ کانہو لگائے گی اس چنیں باشد الہی کیمیا خدائی کیمیا ایسی ہی ہوتی ہے کہ در و بنی صفات ذوالجلال جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے اصلہ ثابت و فرعہ فی السما اس کی جڑ زمین میں ثابت ہے اس کی شاخ آسمان میں ہے

چوں سوی موسیٰ کشانیدی تو رحمت جب تو نے موسیٰ کی جانب سزا اختیار کر لیا شاخ او یقینی تھا اللہ می زند اس کی شان یقینی تھا اللہ کانہو لگائے گی اس چنیں باشد الہی کیمیا خدائی کیمیا ایسی ہی ہوتی ہے کہ در و بنی صفات ذوالجلال جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے اصلہ ثابت و فرعہ فی السما اس کی جڑ زمین میں ثابت ہے اس کی شاخ آسمان میں ہے

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ

کلمہ پیغام از وحی مہم کہ کثری بگذار اکنوں فاسق ہم ان موسیٰ کو ہمہ ہالشان وحی کے ذریعہ پیغام آیا کہ اب بھی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا



ایں دخت تن عصلی موسیٰ است
یہ جسم کا دخت (حضرت) موسیٰ کی لائی ہے
ثائبہ بنی خیر او و شر او
تاکہ تو اس کی بھائی اور اس کی بھائی دیکھ لے
پیش زافگندن نبود او غیر چوب
ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سا کچھ نہ تھی
اول او بد برگ افشاں بردہ را
پہلے وہ برکی کے بجائے پتے جھانے والی تھی
گشت ۱ حاکم بر سر فرعونیاں
۲ فرعون پر حاکم بن گئی
از مزارع شاں برآمد قط و مرگ
ان کے کھیتوں سے قطعاً اور موت برآمد ہو گئی
تا برآمد بنجود از موسیٰ دعا
یہاں تک کہ بنجود میں (حضرت) موسیٰ سے دعا کی
ایں ہمہ اعجاز کوشیدن چہ است
یہ معجزہ اور کوششیں کیوں ہیں؟
امر ۳ آمد کاتباع نوح کن
حکم ہوا کہ حضرت نوح کی پیروی کر
منگر آخر کہ تو داعی ربی
تم جہاں کہیں کہیں لے کر تمہاری طرف جانے والے ہو
کمتریں حکمت کزیں الحاح تو
معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس امر سے
تاکہ وہ بنمودن و اضلال حق
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اللہ کا گروہ کرنا
چونکہ مقصود از وجود اظہار بود
چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کارش آمد کہ بیند ازش زد دست
اس کا شروع آگیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈال دے
بعد ازاں برگیر اورا از امر او ہو
پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے
چوں بامرش برگرفتی شد جذوب
جب تو نے اس کے حکم سے پکڑا تو لکڑی والی بن گئی
گشت معجزاں گروہ عترہ را
۲ غافل جماعت کے لئے معجزہ بن گئی
آب شاں خوں کرد کف بر سر زناں
سر پینچے والوں پر اس کا پانی خون بنا دیا
از منگھلی کہ آں خوردند برگ
ان ٹیڑیوں کی وجہ سے جنہوں نے پتے کھا لئے
چوں نظر افتادش اندر متعجا
جبکہ ان کی نظر انجام پر پڑی
چوں خوبندیاں جماعت گشت دست
جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے
ترک پایاں بنی و مشروح گن
انجام بنی اور تشریح کو چھوڑ
امر بلغ ہست نبوداں تہی
بلغ کا حکم ہے اور وہ خالی نہیں ہے
جلوہ گردواں لجاج و آں عتو
۲ جھگڑاؤ پن اور سرکشی ظاہر ہو جائے گی
فاش گردو بر ہمہ اہل فرق
تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا
بایدش از پند و انخوا آز مود
تو اس کو نصیحت اور بہکانے سے آزما چاہیے

۱ امر ہو۔ امر خداوندی۔ پیش۔
حضرت موسیٰ کا عصا جب تک ہاتھ
میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب
خداوند حکم سے اس کو پھر اٹھاتا تو لکڑی
والا اڑھوا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ
صرف برکیوں کے پتے جھانے کے
لئے تھی اب وہ کانروں کے لئے معجزہ
بن گئی۔
۲ گشت۔ سب جگہ پر خداوندی
سے اس عصا کو ہاتھ میں لیا تو
فرعون پر سرکشی کرتا تھا اس سرکشی
والوں کے لئے اس نے صیائے کل
کو خون بنادیا۔ از مزارع۔ فرعون پر
ٹیڑیوں کا مطلب بھی آیا۔ اندر۔ اندر۔
حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ ان
انجام لالچہ مارے لہذا ان کو چھوڑے
دکھانے اور وہ راست پر لانے کی
کوشش کیوں کی جائے۔
۳ امر آمد۔ حضرت موسیٰ کا حکم ہوا
کہ نوح کی طرح ان کے انجام سے
قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کے واسطے
فریاد ردا دی ہو کہ ہمارا کام تبلیغ کرنا
ہے تمہیں ہی کا حکم ہے اور تمہاری تبلیغ
میں فائدہ نظر ہے خواہ وہ ایمان نہ
لاؤ۔ کمتر۔ ان کے ایک فائدہ تو یہی
ہے کہ تمہارے امر سے ان کا
جھگڑاؤ پن اور سرکشی واضح ہو جائے
گی۔ چونکہ مخلوق کی پیدائش سے اللہ
کا مقصد چھپے ہوئے حالات کو واضح
کرتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ
انسان کو نصیحت سے اور بہکانے سے
جانچا جائے تاکہ اس کے کئی حالات
ظاہر ہو جائیں۔

ہیں پنجباں آل عصا تا خاکہا ہاں ۱۰ عصا ہلا دے ۱۰ تاکہ رہیں
واں ۱۰ ملنگھا در زماں گرو تباہ
۱۰ ٹہلیں فورا تباہ ہو جائیں گی
کہ سنبہا نیست حاجب مر مرا
کہ ہیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے
تا طیبے خویش بردار و زند
تاکہ طیب اپنے آپ کو دھام میں مصروف کر دے
تہناتق از حریفی بالمداد
تاکہ منافق چلا کی سے ۱۰ صبح
بندگی ۲ تاکرو و ناشستہ رو
عبادت کے بغیر اور منہ دھوئے بغیر
آکل و ماکول آمد جان عام
عام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے
می چرداں بڑہ و قصاب شاد
۱۰ بکری کا بچہ جتا ہے اور قصائی خوش ہے
کارِ دوزخ میکنی در خوردنی
تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے
کارِ خود گن روزی حکمت پھر
اپنا کام کر دہائی کی خوراک کھا
خوردن تن مانع ایں خوردنست
جسم کا کھانا اس کھانے سے مانع ہے
شیع تاجر آنگہ ہست افروختہ
تاجر کی شیع اس وقت روشن ہے

۱۰ وا دہد ہرچہ ملخ کرش فنا
۱۰ واپس کر دیں جس کو ٹہلیں نے فنا کیا ہے
تابہ بیند خلق تبدیل الہ
تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بدل دیئے کو دیکھ لیں
آں سبب بہر حجابست و عطا
یہ سبب تو حجب اور پردے کے لئے ہے
تا منجم روبا ستارہ کند
تاکہ نجی ستاروں کی جانب منہ کرے
سوی بازار آید از نیم کساد
بازار کی جانب آئے کساد بازار کے ڈر سے
لقمہ دوزخ بکشتہ لقمہ جو
لقمہ کا جویاں ۱۰ دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے
ہچوآں بڑہ چرندہ از خطام
اس بکری کے بچہ کی طرح جو چاہہ چرنے والا ہے
کہ برلی ما چرد برگ مراد
کہ مقصد کے پتے ہمارے لئے چر رہا ہے
بہر او خود را تو فریب میکنی
تو اپنے آپ کو اس کے لئے مٹا کر رہا ہے
تاشود فریبہ دل با کز فر
تاکہ شان و شوکت سے دل فریب ہو جائے
جاں چوباز رنگان و شن چولہ ہزنست
جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے
کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ
جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

۱۰ واں ملنگھا آپ کے عصا کے ٹکڑے
سے ٹہلیں بھی مر جائی گی اور سب
لوگ دیکھیں گے کہ خدا کو ہرچہ کے
بدلنے کی کس قدر قدرت ہے کہ
سمیعا اللہ تعالیٰ کا اسباب کی ضرورت
نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں
طیب دھوا کو لینا ہوا ہے اور نیم ستاروں
کو حالانکہ اصل سبب ذاتِ خداوندی
ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور
محنت سے فائدہ سمجھ رہا ہے

۲ بندگی یہ دنیا دار کون عبادت
میں آگے ہے نہ اس کو منہ دھوئے کی
فرمت ہے لقمے کے لئے بازار میں دھڑ
جاتا ہے لقمہ کی تلاش میں دوزخ
کا لقمہ بنا ہوا ہے آکل ۱۰ دنیا دار
کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی
خوراک بھی ہے اس کی مثال اس
بکری کے بچہ کی سی ہے جو جتا ہے
اور قصائی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے
لئے چر رہا ہے یہی جالی دنیا دار کا ہے
کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں
حالانکہ وہ اپنے وجود کو دوزخ کے لئے
پال رہا ہے

۳ کار خود انسان کی اپنے لئے
خوراک تو معارف الہی ہیں جس سے
دل قوی ہوتا ہے اور اس کی شان و
شوکت میں اضافہ ہوتا ہے خود کو
تن جسمانی غذا و حالی غذا کے لئے
مانع ہے دوزخ کو تاجر سمجھ کر جسم کو ڈاکو
تاجر کا مال ڈاکو والا لیتا ہے شیع تاجر
تاجر اس وقت برونق بنتا ہے جب
ڈاکو جلا ہو جائے



خوشن را گم مکن یا وہ مکوش
لے آپ کو گم نہ کر، یہ مکوش نہ کر
دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چونگ
سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھگ کی طرح ہے
خمر تنہا نیست سر مستی ہوش
شراب تنہا ہوش کی سر مستی نہیں ہے
ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش
اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے
آں بلیس از خمر خوردن دور بود
شیطان شراب پینے سے دور تھا
مست آں باشد کہ آں بیند کہ نیست
مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے
ایں سخن پایاں ندارد موسیا
اے موسیٰ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پوش
کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپا دینے والے ہیں
پردہ ہوش مست و عاقل ز مست دنگ
ہوش کے لئے پردہ اور عقلمند اس سے حیران ہے
ہر چہ شہوانی ست بند چشم و گوش
جو چیز بھی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے
دانکہ شہوت بندوت ہم چشم و گوش
سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر دے گی
مست بود او از تکلم روز بخود
وہ تکبر اور انکار سے مست تھا
زر نماید انچہ مست و آہینست
سونا نظر آئے جو کہ تابا اور لوہا ہے
لب بجباں تا بروں آید گیا
ہونٹ ہلا، تاکہ گھاس آگ آئے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت زارہا و باران آمدن
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

بچیاں سے کرو ہم اندر دم زمیں
انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً
اند افزاند و لوت آں نفر
لذیہ غداؤں میں لگ گئے، وہ لوگ
چند روزے سیر خوردند از عطا
عطا (غلامی) کو چند روز پیٹ بھر کر کھلایا
چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند
جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی
نفس فروغ نیست ہاں سیرش مکن
نفس فروغ ہے، خبردار اس کا پیٹ نہ بھر
سبز گشت از سنبیل و حب تمیں
سنبیل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی
قط دیدہ مردہ از جوع البقر
جو قحط زدہ بقرے مرے ہوئے
آں دمی و آدمی و چار پا
پندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے
وال ضرورت رفت پس طاعی شدند
وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر برکش ہو گئے
تا نیارد یا ذراں گفر کہن
تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

۱۔ خوشن انسان کی مدح میں اس کا ہوش اور جسمانی لذتیں اس کے ہوش گم کرنے والی ہیں۔ دانکہ یہ سمجھ لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور بھگ کی ہی خاصیتیں رکھتی ہیں۔ خمر دنیا میں صرف شراب اور بھگ کو پہنچتی کاسب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ پیتا تھا اور تکبر کے نشہ سے مدد ہوش تھا۔

۲۔ مست۔ مست تو اسی کو کہتے ہیں جو محم کو موجود سمجھ لے اور تانبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھے، شیطان نے غیر واقعی بات کو واقعہ خیال کیا تو یہی وہ بدست تھا۔ ایں سخن۔ مستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے۔ موسیٰ تم دعا کرو تاکہ گھاس وغیرہ آگ آئے اور قحط کی صورت ختم ہو جائے۔

۳۔ بچیاں۔ حضرت موسیٰ نے وہی کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی۔ حب تمیں۔ قیمتی غلہ۔ لوت۔ یعنی فروغی جو قحط میں جلا تھے لذیہ غذا میں کھانے لگ گئے۔ جوع البقر۔ ایک قسم کی بیماری جس میں انسان کھانا پاتا رہتا ہے اور اس کا دل نہیں بھر جاتا۔ دی۔ ہوئی یعنی پرند۔ چوں۔ ان فروغیوں کا پیٹ بھرنا تو پھر برکش بن گئے۔ طاعی۔ سرکش۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا نفس بھی فروغ بن جائے اس کا پیٹ بھر اور وہ سرکش بنتا۔

بے تھ آتش انگرود نفس خوب
 آگ کی گرمی کے بغیر نفس بھلا نہیں بنتا ہے
 بجاعت نیست تن جنبش گناہاں
 بغیر بھوک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے
 گر بگرید در بنالد زار زار
 اگر وہ لڑے لہ زار زار نہ کرے
 اوچو فرعون ست در قحط آچنہاں
 وہ قحط میں فرعون کی طرح ہے
 چونکہ مستغنی شد او طاعی شود
 جب وہ بے نیاز ہوا سرکش کرتا ہے
 پس فراموش شود چوں رفت پیش
 پھر وہ بھول جاتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہے
 سالہا مردے کہ در شہرے بود
 سالوں تک ایک انسان ایک شہر میں رہتا ہے
 شہر دیگر بیند او پر نیک و بد
 شہر دیگر بھلے لہرے سے بھرا دیکھے گا
 کہ من آنجا بودہ ام این شہر نو
 میں وہاں رہا ہوں یہ نیا شہر
 نکل چنناں داند کہ خود پیوستہ او
 بلکہ ایسا سمجھے گا کہ وہ اس سے وابستہ ہے
 چہ عجب گر زود موطن بھلی خویش
 کیا تعجب ہے اگر راح اپنے وطنوں کو
 می نیارد یاد کایں دنیا چو خواب
 یاد نہ کرے کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے
 چند نوبت آز مودی خواب را
 تو نے نیند کو کئی بار آزما لیا ہے

تا شد آہن چو آخگر ہیں مگلوب
 خبر ہا جب تک کہ لڑائی نہ ہو جائے اس کا شک
 آہن سُر دست میکوبی بدال
 شمشیر لہا ہے سمجھ لے تو کوٹ رہا ہے
 او خوابد شد مسلماں ہوشدار
 وہ مسلمان نہ ہو گا سمجھ لے
 پیش موی سر نہد لاہ گناہاں
 جو موی کے سامنے خوشدل میں سر جھکاتا ہے
 خرچو بار انداخت اسکیزہ زند
 گدھے نے جب بوجھ اٹھ دیا دھن بھنگتا ہے
 کار او از آہ و زار یہیلی خویش
 اس کا کام اپنی آہ و زاریوں کو
 یک زماں کش چشم در خوابے شود
 تھوڑی دیر جب اس کی آنکھ سو جاتی ہے
 ہیج در یادش نہ آید شہر خود
 اس کو اپنا شہر کبھی یاد نہ آئے گا
 نیست آن من درینجا ام گرد
 میرا نہیں ہے میں یہاں نہیں گیا ہوں
 ہمدیں شہرش بود ابداع و خو
 اسی شہر میں اس کی پیدائش ہو رہائش کی عادت تھی
 کہ بدستش مسکن و میلاد پیش
 جو پہلے اس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی
 می فرو پوشد چو اختر را سحاب
 اس کی ڈھپ لیتی ہے جس طرح کہ ستارے کو ابر
 خواب دنیا را ہماں میں ز ابتلا
 آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

۱۔ آتش یعنی جہالت کی گرمی۔
 معات۔ بھوک۔ آہن سُر۔
 شمشیر۔ بھوک کو کٹنا بیکار ہے۔
 گر گرید۔ نفس کی آہ و زاری سے
 دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے لاہ۔
 گناہاں۔ بھوک میں وہ فرعون کی طرح
 خوشدل کرنے لگتا ہے۔ خ۔ نفس کی
 مثال گدھے کی ہے۔ گناہاں پر بوجھ
 نہیں ہوتا ہے تو وہ دھنیاں ملاتا ہے۔
 پس۔ پیٹ بھرنے پر اپنی سب
 خوشدل بھول جاتا ہے۔

۲۔ سالہا۔ نفس کے بھولنے کی
 مثال لینی ہے جیسے کہ انسان سوتے
 ہی اپنی قیام گاہ کو بھلا دیتا ہے۔ شہر
 دیگر۔ خواب میں دوسرے شہر کو یاد
 کرتا ہے۔ لہرے۔ شہر کو بھول جاتا
 ہے۔ مل۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے
 کہ ہمیشہ اسی شہر میں تھا۔

۳۔ عجب۔ اگر روح اپنے اصلی
 وطن کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ
 کرو۔ این دنیا۔ دنیا کی زندگی ایک
 خواب ہے۔ لہرے۔ خواب میں دن کو بھلا
 دیتی ہے۔ چند نوبت۔ خواب میں یہ
 تجربہ بار بار ہوا ہے اسی پر دنیا کو قیاس کر
 لو۔

خلصہ چندیں شہرہا را گوفتہ
گودہا از در گہ او تا روفتہ
خصوصاً جبکہ اس نے بہت سے شہروں کو دغا ہے
اس کے مقام بل سے گود صاف نہیں ہوئی ہے
اجتہاد گرم ناگرہ کہ تا
دل شود صافی و بیند ماجرا
دل صاف ہو جائے اور گزشتہ واقعات دیکھ لے
سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ
اول و آخر بہ بیند چشم باز
سر بروں آردش از بحر راز
کلی آنکہ اول اور آخر کو دیکھ لے
راز کے سمندر سے اس کا دل سر ابلے

بیان اطوار و منازلِ خلقت آدمی از ابتداء خلقت
ابتداء پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول بالیم جماد
وز جمادی در نبائی او قیاد
پہلے وہ روح جماد کی قلم میں آئی
اور جمادی القیم سے نبی قلم میں آئی
سالہا اندر نبائی عمر کرد
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
سالوں نبی قلم میں عمر بسر کی
اور سرگشی کی وجہ سے اپنی جمادی زندگی کو بھلا دیا
وز ۲ نبائی چوں بحیوانی فساد
نلدش حال نبائی چچ یاد
اور نبی قلم جب حیوانی حالت میں آئی
اس کو نبی قلم کا حال کبھی یاد نہ آیا
جو ہماں میلے کہ دارد سویی آل
خلصہ در وقت بہار و ضمیراں
سوئے اس مسلمان کے جو اس کی جانب ہے
خصوصاً بہار اور ضمیران کے موسم میں
ہچو میل کو دکاں بالا دراں
سر میل خود نداند در لبان
جیسا کہ بچوں کا ملاں کی طرف میلان
ہچو میل مفرط ہر نو مرید
کھینچنے میں ہے میلان کا خفا نہیں جانتے ہیں
جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان
جو عقل ایں ازاں عقل کل ست
سوی آل پیر جواں بخت مجید
اس کا سایہ کی حرکت ہی پھول کی شاخ ہے
جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان
اس کی جڑی عقل ہی کلی عقل سے ہے
سایہ اش فانی شود آخر درو
پس بداند سر میل و جستجو
اس کا سایہ بالآخر اس میں فنا ہو جاتا ہے
تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے

۱۔ خاصہ روح نے بہت سے
مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ
اس کے شہر میں رہے ہیں۔ گودہا
پھر تم نے اپنے قلب کو صاف نہیں رکھا
اگر اس کو جلالت کے ذریعہ مصفی کر
لیتے تو وہ روح کے پہلے واقعات
تجربوں کو دھاوتہ سریز دل۔ اگر دل
صاف ہوتا ہے تو وہ پیشہ راز
سمندر میں غوطہ کھالتا ہے اور آغاز
انجام کو تکمیل سے دیکھ لیتا ہے
آمدہ صبح نے جو مختلف شہروں میں
سکونت کی ہے اب مولانا اس کی
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وز
جمادی۔ یہی روح پہلے جماد کے
خط میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات
کے خط میں آئی۔ سالہا عمر عرصہ
تک یہ روح نبی خط میں رہی لیکن
اس کا نبی جمادی حالت میں یاد نہ آئی۔
۲۔ در نبائی۔ پھر روح نباتات کے
خط سے حیوانی خط میں آئی تو اس کو
اپنی نبی زندگی یاد نہ آئی۔ جو ہماں۔
ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ در موسم
بہار میں اور تازہ کے پھولنے کے
وقت اس کی طرف میلان کرتی ہے
یہ اس کی نبی زندگی کی یاد ہے۔ ہچو۔
پچ اپنی ماں کے دودھ کی طرف ہل
ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں
اس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ ہچو
میل مفرط سے مراد کوئی کی طرف
میلان ہوتا ہے لیکن وہ اس میلان کا
سبب نہیں سمجھتا ہے
۳۔ تجو۔ اب مرید کے شیخ کی
طرف میلان کی وجہ بتاتے ہیں کہ اس
کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ
ہے اور شیخ شاخ گل ہو۔ سایہ
اش سایہ وقت وہ آئے گا کہ یہ مرید
فانی آئے گا مقام حاصل کرے گا تو
اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرح
اصل کی طرف ہل ہو کر رہی ہے۔



سایہ اشباح درخت ای نیک بخت
 اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ
 باز از حیواں سویی انسانیش
 پھر اس کو حین کیا اہم سے انسان کی جانب
 چنچیں اقلیم تا اقلیم رفت
 وہ اسی طرح ایک اہم سے دوسری اہم تک چلتی رہی
 عقابہی اویش یاد نیست
 اس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں
 تازہ ازین عقل پر حرص و طلب
 تاکہ میں حرص و طلب بھی عقل سے نجات پا جائے
 گرچہ خفتہ گشت و شد نای ز پیش
 اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے
 باز از ازل خوابش بہ بیداری کشند
 اس کو پھر اس کی نیند سے بیدار کریں گے
 گرچہ غم بود آنکہ می خوردم خواب
 اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا
 چوں ندانستم کہ آن غم و اعتلال
 میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیدار ہوتا؟
 چنچیں سہ دنیا کہ حلم تاغم ست
 اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے
 تا برآید ناگہاں صبح اجل
 یہاں تک کہ ہواک موت کی صبح آ جاتی ہے
 خندہ اش گیرد ازین غمبہی خویش
 اس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے
 ہرچہ اندر خواب بینی نیک و بد
 تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور برا دیکھتا ہے

کے بختبند گر بختبند ایں درخت
 کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ چلے
 می کشد آں خالقے کہ دانیش
 وہ اللہ تعالیٰ اس کو کھینچتا ہے جس سے تو واقف ہے
 تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت
 یہاں تک کہ وہ اب عقلمند اور دانا اور قوی ہو گئی
 ہم ازین عقلش تحوّل کرد نیست
 ہم اس عقل سے بھی اس کو منتقل ہوتا ہے
 صد ہزاراں عقل بیند یو الخجب
 وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے
 کے گذراندش دال نسیان خویش
 وہ اس کو اس کی بھول میں کب رہنے دیں گے
 تا کند بر حالت خود ریشخند
 تاکہ وہ اپنی حالت پر فراق اڑائے
 چوں فراموشم شد احوال صواب
 مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟
 فعل خوابست و فریب ست و خیال
 خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے
 خفتہ پندارو کہ ایں خود و اغم ست
 سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والا ہے
 وار ہد از ظلمت ظنن و و غل
 اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے
 چوں بہ بیند مستقر و جلی خویش
 جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے
 روز مشر یک یک بیگ پیدا شود
 قیامت کی دن ایک ایک ظاہر ہو جائے گا

۱۔ سایہ اگر درخت کی شاخ
 حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر
 سلک باز حیواں اللہ تعالیٰ دلوں کو
 پھر حیوانیت سے انسانیت کو مروجہ پر
 پہنچاتا رہے۔ چنچیں۔ غرضیکہ روح
 اہم تا اہم سفر کرتی ہوئی اس حالت
 میں پہنچی کہ وہ صاحب عقل ہو گئی
 ہے عقلمند۔ روح اپنی گزشتہ
 عقلوں سے غافل ہے پھر اس کی اس
 موجودہ عقل سے بھی غافل ہو گئی۔
 ۲۔ تازہ۔ روح کو اس دنیاوی
 حریص عقل کو بھی خبر یاد کہنا ہے تب
 اس کو لاکھوں عجیب عقلیں حاصل ہو
 جائیں گی۔ اگرچہ۔ اگرچہ انسان
 خواب کی حالت میں اپنے واقعات
 بھول جاتا ہے لیکن وہ حال بیدار ہوتا
 ہے اور پھر خواب کے واقعات کی بھی
 اڑاتا ہے۔ اگرچہ۔ بیدار ہو کر اس کو
 تعجب ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو
 کیسے بھول گیا تھا۔ چوں خواب کے
 واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ
 کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔
 ۳۔ چنچیں۔ دنیا وہ جو دنیا کی
 زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے
 کہ یہی اصل زندگی ہے تا برآید
 جب موت آتی ہے تو اس کی آنکھ کھلتی
 ہے خندہ اش۔ موت کے وقت
 جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں
 پر ہنستا ہے۔ ہرچہ دنیا کی زندگی میں
 جو برائی یا اچھائی کی ہے وہ قیامت
 میں سامنے جائے گی۔

۱۔ ہنگام بیداری۔ یعنی قیامت کے وقت تانہ پنداری انسان کو سنبھلنا چاہیے کہ اس دنیوی خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے اس کی تعبیر قیامت میں سامنے آ جائے گی۔ بلکہ دنیا میں ظالموں کے چہنے کی آخرت میں تعبیر دیا ہو چکا ہو گا۔ گریہ اگر دنیا میں گریہ و زاری ہو گی تو آخرت میں اس کی تعبیر خوشی ہو گی۔ غائب کی تعبیر عموماً اسی ہوئی ہے کہ وہ جیسے جیسے دنیا میں سامنے آئے گا وہ آخرت میں بھی بھیرا بن کر اٹھے گا۔

۲۔ گشتہ انسان کی بری عادتیں آخرت میں بھیڑیے ہیں گی اور خود اس کے اعضا کو پھاڑیں گی۔ خون اگر انسان نے کسی کا ناقص خون پہلایا ہے تو وہ خون نہ سوسے گا اور قیامت میں بدلے کا خون ملے گا۔ اس قصاص اگر دنیا میں بدلے لے بھی گیا ہو گا تو آخرت کے عذاب سے بچ بھی نہ سکا۔ نہ لے لے گا بلکہ دنیا بھلا اس کے مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔ غریبوں کو قرب کر آنے دنیا کی زندگی کو کھیل کو سمجھ کر کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں کا انتقام آخرت کے انتقام کے مقابلہ میں کھیل کو ہے۔

۳۔ اس جزک دنیا میں جو بدلہ لیا گیا وہ تو محض وقتی فتنہ فساد کرنے کے لئے لے لیا گیا ہے اس دنیا کے بدلے کی مثال غنیمت کرنا اور آخرت کے بدلے کی مثال غصہ کرنا سمجھو۔ آں قرآن۔ یعنی فرعون کا دنیا کے مزے سنا لینے سے تائب نہ ہونے کی جہنم کے بھیڑیوں کی خدا کا ہیں وہ بھیڑیے بھول سے غصہ میں ہیں تو ان کو خوب مٹا ہونے دو تاکہ ان کو اچھی خوراک ملے۔

آنچہ کردی اندرین خوابِ جہاں
تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے
تانہ پنداری کہ ایں بد کرد نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بد کردی
بلکہ ایں خندہ بود گریہ و نفیر
بلکہ یہ ہنسی دینا اور فریاد ہو گئی
گریہ و درد و غم و زاری خود
اپنے دل سے درد اور غم اور عاجزی کرنے کو

اے دریدہ پوشتین یوسف
اے یوسف کے پوشین کو پھانسنے والے
گشتہ گرگاں یک بیگ خوابے تو
تیری ایک ایک عادت بھیڑا بن کر
خون نشید بعد مرگت در قصاص
قصص کے حلال میں تیرے مارنے کے عدو بن چکا

ایں قصاص نقد حلیت ساز نیست
یہ فوری قصاص، ایک تدبیر ہے
زیں لعب خواندست دنیا را خدا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے

ایں جزا تسکین جنگ و فتنہ است
یہ بدلہ، لڑائی اور فتنہ کو دباتا ہے
ایں سخن پایاں ندارد موسیا
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
تلہ زال خوش علف فر بہ شوند
تاکہ سب اس عمدہ گھاس سے مٹے ہو جائیں

گردت ہنگام! بیداری عیاں
تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائے گا
اندرین خواب و ترا تعبیر نیست
خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے
روز تعبیر اے شمرگر بر اسیر
تیرے دن، اے قیدی پر ظلم کرنے والے
شادمانی داں بہ بیداری خود
اپنی بیداری کے وقت میں خوشی سمجھ
گرگ بر خیزی ازین خواب گراں
اس بھاری نیند سے تو بھیرا بن کر اٹلے گا
می درانند از غضب اعضائے تو
غصہ سے تیرے اعضا کو پھاڑے گی
تو مگو کہ میرم دیابم خلاص
تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور فح جاؤں گا
پیش زخم آں قصاص ایں باز نیست
اس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے
کایں جو اَلعب ست پیش آں جوا
کیونکہ یہ بدلہ اس بدلے کے مقابلہ میں کھیل ہے
آں چو اعضاء ست دیں چوں خندہ است
وہ غصہ کرنے کی طرح اور یہ فتنہ کی طرح ہے
ہیں رہا گن آں خراں را د گیا
ہاں اور گھوٹوں کو گھاس میں چھوڑ دے
ہیں کہ گرگانند مارا خشم مند
خبردار! اگلے بھیڑیے غصہ میں ہیں



بیان آنکہ خلقِ دوزخ گر سدا گاہ اند و نالای اندواز حق خواباں
اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوک اور نالای ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
کہ روزی پہلی مارا فریبہ گرداں و زود بما رساں کہ مارا صبر نمائند
کہ ہماری خدا کا کو مٹا بنا دے اور جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

۱۔ نالہ گر گاہ۔ میرے علم میں
ہے کہ بھوکے بھوکے سے فریاد کر
رہے ہیں بھجان کوان کی خدا کا مٹا
ہے اس خزانے آپ نے اپنی خوش
کامیابی کی کیا سے ان کو آدمی بنانا چاہا
لیکن ان کے حقد میں آدمی بنانا نہ
قد پس فروان پرست کالاف ازحا
دعا کہ غفلت کی نیند سوجائیں۔

۲۔ تاج۔ جب اس غفلت سے
بیدار ہوئے تو مجلس ختم ہو چکی ہوگی نہ
ختم ہوگی نہ ساقی کی تم سے سادہ تہداری
ہدایت سے قائم اٹھانے کا وقت نہ
رہے گا۔ داشت۔ ان کی سرکشی
تہداری لئے حیران کن مٹی اب
حسرت کا مزہ چکھیں گے تاکہ
ہمارے انصاف کا تقاضہ ہو گا کہ ہم
ان کو ان کے برے اعمال کی بری سزا
دیں۔ کان ہے۔ جس خدا کو وہ نہیں
دیکھتے ہے خود خدا ان کے ساتھ تھا۔
۳۔ چل خرو۔ مولانا مثیل سے
سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرح اور بھی
چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ سکتا
ہے اور وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں
انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن
وہ انسان کے ساتھ ہے نیست
قاصر تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر
ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے
قاصر نہیں ہے چہر جب ظنہ
آنے والی عقل تیرے ساتھ ہے تو اگر
اس طرح اس کا خالق خدا تیرے
ساتھ تھا کیا تعجب ہے

نالہ ۳۔ گر گاہِ خود را موقیم
ہمیں اپنے بھیزوں کے رونے کا یقین ہے
اس خراں را کیمیای خوش دمی
ان گدھوں کو خوش کلائی کی کیمیا نے
لوئے کردی بدعت لطف وجود
تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی اور خلقت کی
پس فرو پوشاں لکاف نعمتی
تو ان کو اپنے انعام کا لکاف اڑوھا دے
تا چو ۲۔ بچند از چشمن خواب ایں ردہ
تاکہ یہ گدھ جب لکی نیند سے بیدار ہوں
داشت طغیاں شاں خراہ حیرتے
ان کی سرکشی نے تجھے حیرانی میں جلا کر دیا ہے
تاکہ عدلِ ما قدم پیروں نہد
تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے
کاں شے کہ می ندیدندیش فاش
کیونکہ وہ شے جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے
چوں ۳۔ خرد بائست مشرف بر تننت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی گہاں ہو
نیست قاصر دیدن اُوے افلاں
اے فلاں! اس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے
چہ عجب گر خالق آل عقل نیز
تو تعجب کیا ہے اگر اس عقل کا پیدا کرنے والا بھی

اس خراں را طعمہ ایشاں
ہم ان گدھوں کو ان کی خدا کا بنائیں گے
از لب تو خواست کردن آدمی
تیرے ہونے سے، ان کو آدمی بنانا چاہا
آں خراں را طالع و روزی نمود
ان گدھوں کا نصیب اور مقدہ نہ تھا
تا برد شاں زود خواب غفلتی
تاکہ غفلت کی نیند ان کو جلد سلا دے
شمع مردہ باشد و ساقی شدہ
شمع گل ہو چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو
پس بنوشند از جوا ہم حسرتے
تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے
در جوا ہر زشت را در خورد ہد
ہر برے کو مناسب بلہ دے
بود بالایشاں نہاں اند معاش
وہ زندگی میں ان کے ساتھ پیشہ تھا
گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت
اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے
از سکون و جہشت در امتحان
تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں
باؤ باشد در سکون و نقل نیز
تیرے ساتھ ہو، سکون اور نقل ہونے میں بھی

بعد از ازل عقلش ملامت میکند
 اس کے بعد اس کو عقل ملامت کرتی ہے
 کہ حضور ستمش ملامت کرنے
 کیلئے اس کا ملامت کرنا اس کی موجودگی کی دلیل ہے
 وہ ملامت کے تراشیلی زدے
 ملامت میں کب تیرے لمباچہ ملتی؟
 کے چٹاں کر دے جنوں و نفس تو
 تو تیرا پاگل پن اور گری کب ایسا کرتی؟
 زان بدلی قرب خورشید وجود
 تو اس سے دھوکے صبح کی نوبت جان لے
 نیست از پیش و پس و سف و علو
 جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے
 کہ نیلبد بحث عقل آں راہ را
 کیلئے عقل کی بحث اس کا راستہ نہیں پاتی ہے
 پیش اصح یا پیش یا چپ و راست
 اگلی کے آگے یا اس کے پیچھے یا ہمیں اور ہائیں سے
 وقت بیداری قرینش می شود
 بیداری کے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے
 کاصبحت بے اوندارد منفعت
 کیلئے تیری اگلی میں اس کے بغیر نفع نہیں رکھتی ہے
 ازچہ رہ آمد بغیر شش جہت
 بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟
 بے جہت دال عالم امر و صفات
 عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ



سے منزہ ہے آخر یعنی حضرت حق تعالیٰ جسے کہہ کر فرمایا ہے بے جا بول جہت اور جانب ہے پاک ہوگا۔

از ازل خرد غافل شود بر بدستند
 عقل سے غافل ہوتا ہے اور بدیہی کرتا ہے
 تو شدی غافل ز عقلت عقل نے
 تو اپنی عقل سے غافل بنا، عقل نہ بنی
 گر نبودے حاضر و غافل بدے
 اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور غافل ہوتی
 ورا زو غافل نبودے نفس تو
 اگر تیرا نفس اس سے غافل نہ ہوتا
 پس از عقلت چو صطرلاب بود
 تو تیری عقل اصطراب کی طرح ہے
 قرب یتیموں ست عقلت را بتو
 تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے
 قرب یتیموں چوں نباشد شاہ را
 تو شاہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہوگا؟
 نیست آں جنبش کہ اصح تر است
 وہ حرکت نہیں ہے جو تیری اگلی میں ہے
 وقت خواب و مرگ ازوے میرود
 موت اور نیند کے وقت وہ اس کی چلی جاتی ہے
 ازچہ رہ می آید اندر اصبت
 وہ تیری اگلی میں کس راہ سے آتی ہے؟
 نور چشم مرؤمک در دیدہ ات
 آنکھ کی پسلی کا نور تیری آنکھ میں
 عالم خلق ست باسوی و جہات
 عالم خلق جانب اور جہتوں والا ہے

۱۔ از خود انسان غلطی کرتے ہیں
 عقل سے غافل ہو جاتا ہے ہر عقل
 اس کو ملامت کرتی ہے کہ حضور
 عقل کا ملامت کرنا اس کی دلیل ہے
 کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے
 غافل نہ بنی۔ پس لمباچہ وہاں
 غلط کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس
 وقت عقل سے بیکارتا۔
 ۲۔ پس تیرا تیری عقل حضرت
 حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ
 ہے اس کی مثال سے تو سمجھ لے
 اصطراب وہ اگر جس سے بخوبی
 جان و سمجھتا ہوں کے قاصد معلوم
 کرتے ہیں۔ خورشید وجود حق
 تعالیٰ سمجھتے ہیں یعنی بے کیف عقل
 کا انسان سے قرب جہتوں سے
 متصف نہیں ہے قرب نہیں ہے اللہ
 تعالیٰ جس کی ذات خود کم اور کیف
 سے بالاتر ہے اس کا قرب بھی ان
 کیفیوں سے بالاتر ہے نیست
 آں۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب
 کی دوسری مثال پیش کر رہے ہیں
 اگلی حرکت کون کی سے جو قرب ہے
 وہ بے کیف ہے۔
 ۳۔ وقت خواب انسان کے
 سونے میں اس کی اگلی کو حرکت نہیں
 ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آ
 جاتی ہے ازچہ کہ کوئی نہیں بتا سکتا
 کہ یہ حرکت اگلی میں کس طرف سے
 آتی ہے نور چشم آنکھوں میں روشنی
 کی آمد بھی جہات سے منزہ عالم
 خلق۔ وہ عالم ہے جو مادی اور ذہنی
 ہے وہ جانب اور جہت سے متصف
 ہے عالم امر وہ عالم ہے جس کی
 پیدائش لفظ کن سے ہوتی ہے اور وہ
 مادی اور ذہنی نہیں ہے وہ مجردات کا
 عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت

۱۔ عقل عقل بھی ہے جہت
چیز ہے خدا تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل
اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت
سے پاک نہ ہوگا۔ بے تعلق مخلوق کا
خالق سے جو تعلق ہے وہ بھی کیفیت
سے بالاتر ہے زائد کہ عقل سے
پاک ہے لہذا اس میں نہ وصل کی
مفت ہے نہ وصل کی کین انسان کا
خیال و مکن وصل اور وصل کے علاوہ
کوئی تعلق نہیں سمجھتا ہے غیر فصل۔
ہمدی بیان کر دیکھیں کہ وہ لگائے
کہ اتصال اور اتصال کے علاوہ بھی
کوئی تعلق ہے لیکن وہ نفس جو نفسانی
ہواریں میں جلا ہے وہ پتہ نہیں لگا
سکا بعض نفسوں میں نہ پشاند
علیل ہے اس کے متقی یہ ہوں گے
محض پتہ لگا پیاں نہیں سمجھتا ہے
پیاں جب تجھے کی جبکہ مشاہدہ
ماصل ہو جائے گا۔

۲۔ بے پیاں اگر انسان مسلسل
یہ سوچے گا کہ مجھے ذات خداوندی
سے وہی ہے تو مراد کی گاہ اس کو
وصل کی طرف لے جائے گی۔ اس
تعلق جو عقل محض اتصال اور
اتصال کے تعلق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ
اللہ سے مخلوق کے تعلق کا پتہ نہیں بتا
سکتی۔ ذریعہ چونکہ عقل اس کو نہیں
سمجھ سکتی اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
يَنْفَعُكُمْ زَوَاجِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا
تَفْشَرُوا فِي اللَّهِ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ فِي غُورِ
كَرَاهِيَتِهِ ذَاتِ اللَّهِ فِي غُورِ كَرَاهِيَتِهِ
آئینہ کیونکہ ذات کا تصور ناممکن ہے
لہذا اس میں فکر بھی ناممکن ہے۔

۳۔ ہست ذات میں غور کرنا
ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض
اسے ایک مفرضہ میں غور کرنا ہے
کیونکہ ذات اور مخلوق میں کر و دل
پہلے ہیں۔ ہر یکے ذات میں غور

بے جہت ہم باشد آمر لا جرم
لا علمہ امر کرنے والا بھی بے جہت ہو گا
عقل تر از عقل و جان تر ہم ز جان
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
آل تعلق ہست بیچوں اے غمو
اے چچا! تعلق بلا کیف ہے
غیر فصل و وصل نندیشد گمان
گمان فطری اور وصل کے علاوہ نہیں سمجھتا ہے
لیک پے بردن نہ بشناسد علیل
لیکن پتہ لگاتا یہد نہیں جانتا
تارکِ مریدیت آرد سوی وصل
تا کہ مراد کی گاہ تھے وصل کی جانب لے پتے
بستہ فصل ست وصل است این خرد
یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
بحث کم جوئید در ذاتِ خدا
کہ ذات خدا میں بحث نہ کرو
در حقیقت آل نظر در ذات نیست
حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
صد ہزار سال پردہ آمد از الہ
خدا کی جانب سے لاکھوں پہلے ہیں
وہم آواں ست کال عین خود اوست
اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے
تا نباشد در غلط سودا پتر او
تا کہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانے والا نہ بنے



کرنے والا کسی پردے سے وابستہ ہو گیا ہے اور اس کی ذات کا عین سمجھ رہا ہے۔

وانکہ اندر ہم او ترک ادب
کیونکہ اس کے دم میں پڑنا لب کو چھوڑنا ہے
سرنگونی آل بود کو سوی زیر
اندھا بن یہ ہے کہ بچے کو
زانکہ حد مست باشد این چنین
کیونکہ مدوش کی یہ تعریف ہے
در عجبہایش بفکر اندر روید
اس کے عجب میں غور کرو
چوں ز صفتش ریش و سبکت گم کنید
چوں تم اس کی صفت میں حیرن ہو جاؤ گے
جز کہ لا اھسی گلوید او زجاں
جل سے ملے اس کے کونچے کہ کجاں میں نہیں کر سکتا
چوں بیانش بجدست اے بوالہوس
اے بولہوس! چونکہ اس کا بیان لا محدود ہے

رخن س ذوالقرنین بکوہ قاف و در خواست کردن کہ اے
حضرت ذوالقرنین کا کہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف
قاف از عظمت صفات حق تعالیٰ شتمہ باما بگو و جواب او
ہیں کچھ تھوڑی سی اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت بتا دے اور اس کا جواب
کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر درنیاید ولا بہ کردن ذوالقرنین
دینا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آ سکتی اور ذوالقرنین کی
کہ از انچی تو اں گفت و بخاطر داری شتمہ بگو
خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جا سکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوی کوہ قاف دید کہ را کز زمرد بود صاف
ذوالقرنین کہ قاف کی جانب گئے انہوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ زمرد سے زیادہ صاف تھا

۱۔ وانکہ ذات خدا میں مشغولیت نہ ہو اور وہ ہم میں جلا ہو یہ خدا کے ساتھ پہنچنے کی مراد سرنگونی ہے سرنگونی۔ اندھے بن کا بھی مطلب ہے کہ انسان بچے کو رہا ہو اور یہ بچے میں اور چڑھ رہا دل۔ حد مست کی تعریف بھی یہ ہے کہ وہ زمین اور آسمان کی نیچلے اور میں فرق نہیں کر سکتا۔ عجبہایش خدا کی عجیب صفات میں غور کرنا چاہیے اور اس کی عظمت و اہمیت میں گم ہو جانا چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ کی کامیابی میں غور کرو گے تو تم پرانی حقیقت مل جائے گی اور خاموشی اختیار کر لو گے

۲۔ بخوک اب تم یہ کہو گے لا اخصی فناء علیک فت کفا ففیت علی ففسک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو دنیا ہی سے جسکی تو نے خدا ہی تعریف کی ہے چل بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چنگیز کی تعریف کا بیان تم نہ ہونے والا ہے لہذا اس میں بحث ختم کر دینی چاہیے اور خاموشی اختیار کرنی چاہیے

۳۔ رخن۔ حضرت ذوالقرنین اور کوہ قاف کے مکالمہ سے بھی سمجھایا ہے کہ اوصاف باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے ذوالقرنین۔ ایک نیک دل باشندہ قاض کا نام سکندر قاضی سکندروی ہے بہت پہلے کزرا ہے کو قاف ایک پہاڑ ہے لیکن قاضی لٹریچر میں اس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔



گردِ عالم حلقہ گشتِ آں محیط !
 دگر نے دلا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے ہیں
 گفت تو کوہی دگر ہا چستند
 انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟
 گفت رگہای من انداں کوہا
 اس نے کہا ' وہ پہاڑ میری رگیں ہیں
 من بہ شہرے رگے دارم نہاں
 ہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی ہے
 حق ۲ چو خواہد زلزله شہرے مرا
 جب اللہ تعالیٰ کی شہر میں زلزلہ (لانا) چاہتا ہے تو مجھے
 پس بجبایم من آں رگ را بقرہ
 میں غصہ سے اس رگ کو ہلا دیتا ہوں
 چوں بگوید بس شود ساکن رگم
 جب وہ کہتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
 ہچو مرہم ساکن و بس کارکن
 جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے
 نزواں ۳ کس کہ نداند عقلش ایں
 جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اس کے نزدیک
 ایں بخلاآت زمیں نبود بدال
 اس کے بخلاآت زمین نہیں ہوتے بدال
 سمجھ لے یہ زمین کے بخلاآت نہیں ہیں

ماند حیراں اندلاں خلقِ بسیط
 اس وسیع خلق میں حیران رہ گئے
 کہ بہ پیش عظم تو باز ایستند
 کہ تیری بڑائی کے سامنے جیس میں
 مثل من نبوند در حسن و بہا
 وہ خوبصورتی اور قیمت میں میری طرح نہیں ہیں
 بر غر دم بستہ اطراف جہاں
 دنیا کے اطراف میری رگوں سے بندھے ہوئے ہیں
 امر فرماید کہ جذباں عرق را
 علم دے دیتا ہے کہ رگ کو ہلا دے
 کہ بدال رگ متصل گشت مست شہر
 جس رگ سے وہ شہر ملا ہوا ہے
 ساکنم و زروی فعل اندر تکم
 میں اظہار ساکن ہوں لیکن عمل کے مقابلہ میں صرف ہوں
 چوں خرد ساکن و زو جذباں سخن
 جیسے عقل ساکن ہے جذبات کی وجہ سے حرکت میں ہے
 زلزله ہست از بخلاآت زمیں
 زلزلہ زمین کے بخلاآت کی وجہ سے ہے
 ز امر حق ست وازاں کوہ گراں
 اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس بھاری پہاڑ کی وجہ سے ہیں

۱ محیط۔ گھیرنے والا یعنی وہ پہاڑ
 تمام دنیا کو اپنے حلقہ میں لے ہوئے
 تھا۔ گفت ذوالقرنین نے کہا تیری
 بڑائی کے مقابلہ میں ان پہاڑوں کی
 کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہای کوہ
 قاف نے کہا وہ پہاڑ میری جڑیں ہیں
 جڑوں اصل یکساں نہیں ہوتی اس لئے
 تم ان کو دگر پہاڑ سمجھ رہے ہو۔ من
 بہر شہرے دنیا کے ہر شہر کے نیچے
 میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا
 میری رگوں پر آباد ہے۔
 ۲ حق۔ جب اللہ تعالیٰ کی شہر
 پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے
 دے دیتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا
 ہوں اور اس شہر میں زلزلہ آ جاتا ہے
 چوں بگوید جب مجھے کہنے کا حکم دیتا
 ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
 اظہار میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
 کے احکام پس پی میری تک و جارہی
 ہے ہچو۔ ساکن وہ کر کام کرنے
 کی مثال مرہم اور عقل ہے۔
 ۳ نزواں کسی۔ جس کی عقل
 میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی
 سبب زمین کے بخلاآت کو سمجھتا ہے
 لیکن اصل زلزلہ کا سبب خدا کی حکم
 اور وہ قاف ہے بیان اس سے یہ
 ثابت کیا ہے کہ جو عقائد ہیں وہ
 سبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں کہ
 عقل کو ہی جانتے ہیں۔

بیان آنکہ مور کے برکغذ می رفت نوشتنِ قلم دید قلم را ستودن
 اس کا بیان کہ ایک چھوٹی سی چوٹی کاغذ پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھا قلم کی تعریف
 گرفت مورے دیگر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائیش انگشتاں
 کرنی شروع کر دی دھری چوٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اس نے کہا اٹھیں کی
 را گن کہ ایں ہنر از ایشان می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو چشم او
 تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر ان کا سمجھتی ہوں تیری چوٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

تیز تر بود گفت من سداش باز و کنم کہ انگشتاں فرغ وے اند
تیز تر بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اس کی فرغ ہیں

مورال کے برکاغذے دید او قلم
ایک چھوٹی سی چوٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقشاں آں کلک کرد
کہ قلم نے عجب نقش کھینچے ہیں
گفت آں موراح مست آں پیشہ
اس چوٹی نے کہا، اگلی کار گذار ہے
گفت آں موراح سوم کز بازو است
تیسری چوٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے ہے
پنچمیں می رفت بالا تالیکے
بات اسی طرح لوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گت کز صورت مبدیہ ایں ہنر
اس نے کہا، اُس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا
جسم بخولہ لباس اور اگلی کے ہے
بیخبر بود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یک زماں ازوے عنایت برگند
تھوڑی دیر کے لئے وہ اس پر مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے

۱۔ مورال کے مورچہ جی کاغذ کاغذ
کا اور یا وحدت کی ہے۔ راز۔ یعنی
قلک کردی اور کھینکے کلک۔ قلم۔ ریحان۔
راز بوز ہر خوشبود ہوا۔ سون۔ ایک
ننگوں پھول سے نصف گلاب۔ آج۔
ای چوٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں
بلکہ اصل کارگیری کاغذ کی انگلیوں
کی ہے۔

۲۔ موراح۔ تیسری چوٹی نے کہا
کہ حاصل یہ کام بازو کا ہے۔ فطن۔
سمجھدار۔ کز صورت۔ اس کارگیری کا
اصل سبب جسم نہیں، روح ہے۔
صورت۔ جسم۔ روح کا ایک لباس
اور کہ ہے نقش عقل اور جان پہلی
جہ ہے خبر۔ وہ چوٹی بھی اس سے
بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی
تخلیق پر عمل کرتی ہے۔
۳۔ یک زماں۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل
سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی مہربانی ہٹا
لیتا ہے عقل بے عقلی کے کام کرنے
لگتی ہے چونکہ جب ذوالقرنین
نے کہہ قاف کو پھانسا دیکھا تو اس سے
درخواست کی۔ کہ اسے اسے کہ قاف
ذوالقرنین کی صفات سے واقف ہے میں
اس کی صفات سے آگاہ کروں۔

باز استماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب از ثنائی حق
ذوالقرنین کا دوبارہ کہ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہ قاف در تطلق سفت
جب کہ قاف نے گویائی کا موتی پیدا
کالے سخنگوی خیمہ راز داں
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کر دے

گفتار و کمال وصف ذہن ہر ترست
اس نے کہا جا، کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے
یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے
گفت کمتر دستاں باز گو
انہوں نے کہا تھوڑی سی داستان سنا دے
گفت اینک دشت سیہ صد سالہ راہ
اس نے کہا یہ تین سو سالہ مسافت کا جنگل
کوہ بر گہ بے شمار و بے عدد
پہاڑ بلائے پہاڑ بے شمار اور ان گنت
کوہ برفی می زند بر دیگرے
برف کا پہاڑ دھڑے (پہاڑ) پر پڑتا ہے
کوہ برفی می زند بر کوہ برف
برف کا پہاڑ برف کے دھڑے پہاڑ پر گرتا ہے
گر نبودے آتشیں وادی شہا
اے بادشاہ اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا
غافلاں را کوہی برف داں
غافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ
گر نبودے عکس جہل برف باف
اگر برف کی سی ساخت کے جہل کا عکس نہ ہوتا
آتش از قہر خدا خود ذرہ ایست
جہنم کی آگ اللہ کے قہر کا ایک ذرہ ہے
باہتیں قہر کے کدفت و فائق ست
ایسے قوی اور بڑے ہوئے قہر کے بل جود
سبق نیچوں و چوگنہ معوی
یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنی ہے

کہ بیال بروے تواند برد دست
کہ بیان اس پر قابو پا سکے
بر نویسند بر صحائف زال خمر
وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
از عجہلی حق اے حیر نکو
اللہ کی عجائب کی اے اچھے عالم!
کوہی برف پر کردہ است شاہ
شاہ نے اس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے
میر سد در ہر زماں برش مدد
ہر وقت ان کو برف کی مدد پہنچتی ہے
می رساند برف سردی تاثرے
برف خشک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے
و مبدم ز انبار بیحد و شگرف
ہر وقت بے حد اور عجیب بوجھ سے
تفت دوزخ محو کر دے مَر مرا
دوزخ کی سوزش، مجھے مٹا دیتی
تانسو زد پردہلی عاقلان
تاکہ عقلمندوں کے پردے نہ پھٹک جائیں
سوختے از نار شوق آں کوہ قاف
تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا
بہر تہدید لیمیاں درہ پیست
وہ کینوں کو ڈرانے کے لئے ذرہ ہے
برو لطفش میں کہ بروے سابق ست
اس کے کرم کی خشک کو دیکھ جو اس سے آگے ہے
سابق و مسبوق دیدی بے دوئی
تو نے بغیر مٹی کے آگے ہونا بلا پیچھے جانے والا دیکھا

۱۔ گفت۔ کہ قاف نے کہا اللہ
تعالیٰ کے اوصاف بیان سے بالاتر
ہیں۔ یا قلم۔ نہ قلم میں یہ طاقت ہے
کہ ان کو تحریر کر سکے۔ جمر۔ بڑا عالم۔
گفت۔ کہ قاف نے قدرت کے
عجاب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ
جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی
مسافت کا ہے اس کو خدا نے برف
سے پر کیا ہے اور اس پر برف کی
تہیں چھٹی رہتی ہیں۔

۲۔ کہہ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ
نے برف کے پہاڑ جمع کر دیئے
ہیں۔ گر نبودے۔ اس میں یہ حکمت
ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے
پہاڑوں کی خشک تہ ہوئی تو دوزخ
کی آگ کی گری مجھے چھوٹک ڈالتی۔
غافلاں۔ اگر غفلوں کی غفلت کا اثر
غفلوں کے دل پر نہ پڑتا تو غفلوں کا
شوق ان کو جلا دیتا۔

۳۔ عکس۔ غفلوں کی غفلت کا
اثر غفلوں کے دل پر دینی اثر کرتا ہے
جو برف کے پہاڑ کو قاف کے لئے
کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی
آتش جس کی تاثیر کا اس قدر بیان ہوا
ہے کہ اللہ کے قہر و غضب کا ایک ذرہ ہے
باہتیں۔ لیکن قہر و غضب کی اس
حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی
خشک اس سے بڑی ہوئی ہے
سبق۔ رحمت کی غضب پر مستی
سبق نہیں ہے بلکہ معنی ہے
رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت
اللہ کی صفتیں ہیں اور اللہ عین
ذات باری تعالیٰ ہے لہذا یہاں سابق
اور مسبوق ہونا ایک چیز کی صفت

گرندی آں بُود از فہم پست
اگر تو نہیں دیکھا تو یہ بات عقل کی وجہ سے ہے

عیب برخود نہ نہ بر آیات دیں
اپنا عیب سمجھ ' نہ دین کی آیتوں کا

مرغ راجولائ گہ عالی ہواست
تیرے پرند کی بلند پرہیز گاہ فضا ہے

پس تو حیراں باش بے لا و پلے
بس تو حیران رہ ' بغیر نہیں اور ہاں کے

چوں ز فہم ایں عجائب کوئی
جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں ناتواں ہے

ور ۲ کوئی نے زنت نے گزشت
اگر تو "نہیں" کہے گا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی

پس ہمیں حیران والہ باش و پس
تو اسی طرح سے حیران اور سرگشتہ رہ اور بس

چونکہ حیراں گشتی و گنج و فنا
جبکہ تو حیران ہو گا اور ناہیز اور فنا

زفت زفت ست و چورزاں میشوی
برا برا ہی ہے اور جب تو لرز گیا

زانکہ شکل زفت بہر منکرست
کیونکہ بری شکل منکر کے لئے ہے

کہ عقول خلق زل کان یک دوست
کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان میں ایک جہتی ہیں

کے رسد بر چرخ دیں مرغ گلین
دین کے آسمان پر مٹی میں سنا پرند کب پہنچ سکتا ہے

زانکہ نشو اوز شہوت وز ہواست
کیونکہ اس کا نشو و نما شہوت اور نفسانی خواہش ہے

تاز رحمت پشت آبد حملے
تازہ رحمت کا کھانا تیرے سامنے آ جائے

گر بلے کوئی تکلف می گنی
اگر تو "ہاں" کہے ' تکلف برتے گا

قہر بر بند دبدال نے روزنت
اس "نہیں" سے قہر ' تیرا روزن بند کر دے گا

تا د آید نصر حق از پیش و پس
تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آگے اور پیچھے سے آ جائے

با زبان حال گفتی اھلنا
زبان حال سے تو ہمیں ہدایت دے کہے گا

می شوداں زفت نرم و مستوی
وہ بڑا نام اور ہموار ہو جائے گا

چونکہ عاجز آمدی لطف و برست
جبکہ تو عاجز ہو گیا تو مہربانی اور بھلائی سے

۱۔ گرندی ایک ہی چیز سابق
مجی ہو اور مسبوق بھی اگر یہ تیری سمجھ
میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان
ہے اور انسانوں کی عقل کا قصور اس حد
ملا ہے جو دنیا کی آکاشوں میں ہے
اس کی پرہیز گاہی علوم کی طرف نہیں
ہوتی۔ مرغ۔ پرند کی پرہیز صرف
آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح
بات عقل کی پرہیز کا حال ہے۔
پس رحمت اور غیب کے سابق اور
مسبوق ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا
تو اس کا اثر اور انکار نہ کر بلکہ اپنے
بطن کا اظہار رحمت خداوندی و گہری
کرگی۔ کرگی۔ اگر بے سمجھ سمجھنے کا
اقرار کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز
نہیں۔

۲۔ وہ کوئی اگر انکار کریں گا تو تجھ
پر قہر خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ حیرانی
اور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آجائے گی۔
چونکہ حیرانی اور عاجزی کی حالت
میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے
ہدایت فرما دے۔ زفت۔ حقائق کا
سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب
عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت فرما
دیتا ہے اور حقائق سمجھ میں آ جاتے
ہیں۔

۳۔ زانکہ کسی حقیقت کی بری
صورت منکر کے لئے ہوتی ہے چونکہ
جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی
بر صورت بجلی بن جاتی ہے
تو ذرا اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ
عاجزی سے ہیبت رحمت بن جاتی
ہے۔

نمودن جبریل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت خویش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبریل کا اپنے آپ کو اپنی اصلی صورت پر
وازا ہنقصہ پر او چوں یک پر ظاہر شد اُنق را بگرت و
ظاہر کرتا اور ان کے ساتھ سو پہلوں میں سے جب ایک پر ظاہر ہو اس نے

آفتاب محبوب شد

آسمان کے اطراف گھیر لیا اور صحن چھپ گیا

مصطفیٰ می گفت پیش جبرئیل
مصطفیٰ نے جبرئیل سے کہا
مر مرا ایلی محسوس آشکار
مجھے واضح اور محسوس کر کے دکھائیے
گفت نتوانی و طاقت نبوت
انہوں نے کہا آپ نہ دیکھ سکتے گے اور آپ کتاب نہ دیکھ سکتے
گفت بنما تابہ بیند این جسد
آپ نے فرمایا کہ دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے
آدمی راہست حسن تن سقیم
آدمی کی جسمانی تہی ناقص ہے
بر۲ مثال سنگ و آہن این تنہ
یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے
سنگ و آہن مولد ایجاد نار
پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیشانی گاہ ہے
باز آتش متکثر وصف تن
پھر آگ جسم کے اوصاف کی دستکاری ہے
باز در تن شعلہ ابراہیم وار
پھر بدن میں حضرت ابراہیم کی طرح شعلہ ہے
گر بر آری از درفت آتش
اگر تو اپنے اندھ سے آگ ظاہر کرے
لا۳ جرم گفت آں رسول ذوفنون
لا محالہ اس صاحب کمالات رسولؐ نے فرمایا
ظاہراً این دو بسندانی زبول
ظاہر یہ دونوں جھوٹے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورت تست اے خلیل
اے دوست! جیسی تیری اصل صورت ہے
تابہ بینم مر ترا نظارہ وار
تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنے والے کی طرح دیکھ لوں
حسن ضعیف ست تنگ سخت آیدت
حسن جسمانی ضعیف اور کمزور ہے آپ کو پریشانی ہوگی
تاچہ حد حسن نازک ست و بے محدود
کہ جس کس قدر نازک اور بے طاقت ہے
لیک در باطن یکے خلق عظیم
لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے
لیک ہست او در صفت آتش زنہ
لیکن وہ صفت میں چھتاق ہے
زاد آتش زیں دو والد قہر بار
قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوئی
ہست قاہر برتن او شعلہ زن
وہ شعلہ زنی س اس کے جسم پر غالب ہے
کہ از و مقہور گردد برج نار
کہ اس سے آگ کا کہ مغلوب ہو جاتا ہے
آتش گردد مطیع و لحو شے
آگ تیری فرمانبردور اور راضی ہو جائے
رمز نحن الآخرون السابقون
اشادہ ہم پیچھے ہیں، پہلے ہیں، کا
در صفت از کان آہنہا فزوں
صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ مر مر! آنحضرتؐ نے حضرت
جبرئیلؑ کی کہا کہ اپنی اصل صورت دکھا
دیجئے تاکہ میں اس کا نظارہ کروں۔
گفت۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی
حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی
تاب نہ لائیں گے اور آپ کو تکلیف
ہوگی۔ اس جسد آنحضرتؐ نے فرمایا
کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو
اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو
جائے۔ آدمی مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور
ہیں لیکن بدن انسانی نہایت طاقتور اور
بڑی مخلوق ہے۔

۲۔ بر مثال انسان کی جسم کی مثال
لوہے اور پتھر کی سی ہے لیکن اس کی
صفت چھتاق کی سی ہے جس میں
آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوئی
ہے۔ سنگ پتھر اور لوہے سے آگ
پیدا ہوتی ہے جو قہر ڈھاتی ہے باز
آتش قوی کا ضعف سے پیدا ہوتا
مستعد نہیں ہے انسان کا بدن
چھتاق کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے
اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی
ہے باز در تن۔ جسم انسانی میں ایک وہ
ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ
کے کرے پر غالب آجاتی ہے۔

۳۔ لا جرم۔ آنحضرتؐ نے اپنی
امت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیداوار
بتایا لیکن چونکہ یہ پیداوار اصل سے
بڑی ہوئی ہے اس لئے اس کو ان سے
سابق بتایا۔ ظاہر یہ پتھر اور لوہا
جھوٹے سے عاجز ہیں لیکن ان سے
جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی
کانوں کو بھی گھلا دیتی ہے۔



پس بصورت آدمی فرخ جہاں

پس آدمی صحت دنیا کی فرخ ہے

ظاہرش را پتہ آمد پرخ

اس کے ظاہر کو ایک مجھ بچا دتا ہے

چونکہ کرد إلحاح بنمود آند کے

جب انہوں نے اصرار کیا انہوں نے دکھائی تھوڑی سی

شہسپہرے بگرفتہ شرق و غرب را

ایک شہر جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا

چوں زینم و خرس بیہوش بدید

جب انہوں نے ان کو خوف لہر ڈرے بیہوش دیکھا

آں مہابت قسمت بیگانگان

وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے

ہست شہاں را زمانے برنشت

جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے

دور باش و نیزہ و شمیر ہا

و شمشیر نیزہ لہر تلواریں

بانگ چاو و شال و آں چوگان ہا

تقیوں کی آواز لہر بے

ایں برائے خاص و عام رگنڈ

یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے

از برائے عام باشد ایں شکوہ

یہ دبدبہ عوام کے لئے ہوتا ہے

تا من سہ و ماہی ایشاں بشکند

تاکہ ان کی خوی لہر تائیت کو توڑ دے

شہر زراں ایمن شود کال شہر یار

شہر اسی سے پران ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

در صفت اصل جہاں ایں را بدال

مفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ

باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اس کا باطن ساتوں آسمان نو کو محیط ہوتا ہے

ہیئتے کہ گہ شود زان مند کے

وہ ہیئت کہ پہاڑ اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے

از مہابت گشتہ تیشہ مصطفیٰ

مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے

جبرئیل آمد در آغوش کشید

جبرائیل آئے ان کو بغل میں لیا

واں تجمش دوستاں را را نگاں

لہر وہ محبت دوستوں کے لئے ہے

ہولی سر ہنگاں و صار مہاب دست

پاہوں کی ہیئت لہر تلواریں ہاتھ میں

کہ بلر زائد از مہابت شیر ہا

کہ خوف سے شیر لرزے ہیں

کہ شود سست از ہمیش جانہاں

کہ ان کے ڈر سے جانیں سستی ہیں

کہ گند شال از شہنشاہی خبر

تاکہ ان کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے

تا گلاہ کبر بنہند آں گروہ

تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں

نفس خود میں فتنہ و شر کم گند

تکبر نفس فتنہ لہر شر نہ پھیلائے

دارد آند قہر زخم و گیرو دار

غصہ میں لہر قہر زخم و گیرو رکھتا ہے

۱۔ پس۔ انسان اگرچہ دنیا لہ

جہاں کی پیداوار ہے لیکن اصل سے

بڑھا ہوا ہے ظاہر۔ انسان کو

ظاہری جسم مجسم سے عاجز آجاتا ہے

لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو

گھیر لیتی ہے چنگ آخضہ کے

اصر پر حضرت جبرئیل اپنی اصلی

صحت پر نہیں ہو گئے لگاتار

اصر منکبہ پادشاہ شد۔

شہسپہرے حضرت جبرئیل کے ہاتھ

کا ایک پرے مشرق و غرب گھیر لیا۔

۲۔ آں مہابت۔ حضرت جبرئیل

نے عرض کیا کہ خوف لہر بیت

مکروں کے لئے ہوتی ہے۔ تجمش۔

اعلمد عبت۔ را نگاں۔ بادشاہ عمام پر

ہیئت طاری کرتے ہیں۔ خواں پر

مہربانی کرتے ہیں۔ برنشت۔

یعنی جلوس۔ صادم۔ تیز گوار۔ لہر

باش۔ وہ تیز و جوق تب کے ہاتھ میں

ہوتا ہے لہر تقیب اعلان کرتا جاتا ہے

کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے عوام

راستہ سے دور ہو جائیں۔ نمیب خوف

ایں۔ یہ بادشاہ کا سارا عجب و دبدبہ

راستہ کے عوام و خواں کے لئے ہوتا

ہے تاکہ وہ اپنی بدلی کا خیال دل سے

نکال دیں۔

۳۔ تا من۔ یعنی تائیت لہر

تکبر۔ خود میں۔ شکبر۔ دار۔ یعنی

بادشاہ غصہ کے وقت پکڑ پکڑ پر مچی

قادر ہے۔

پس بگرداں ہوسہا در نفوس
تو نفوس میں ہوئیں مر جاتی ہیں
باز چوں آید بسوی بزم خاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
حلم بر حلم ست و رحمتا بجوش
برہمی پر برہمی ہے اور شفقتیں جوش میں ہیں
طبل و کوس و دل باشد وقت جنگ
طبل اور کوس اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہے
ہست دیوان محاسب عام را
پوچھ گچھ کی پچھری عام کے لئے ہوتی ہے
آل زہرہ واں خود در جنگ و وعا
ذہرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
جوشن آواں خود مر چالیش راست
زہرہ اور خود خاص جنگ کے لئے ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے جو او
اے غیا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
اندراحمداں جسے کال غارب ست
احمد کے اندر کی وہ جس جو چپ جانے والی ہے
واں عظیم الخلق آل کو صفہ ست
وہ بڑی مخلوق جو صفہ شکن ہے
قابل تغیر اوصاف تن ست
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
بے ز تغیرے کہ لاشرقیہ
روح بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے
آفتاب از دژہ کے بیہوش شد
صبح دژہ سے کب بے ہوش ہوا ہے

ہست شہ مانع آید زان نحوس!
اس نوحات سے بادشاہ کا خوف مانع آتا ہے
کے بود آتجا مہارت یا قصاص
وہاں خوف اور سزا کہاں ہوتی ہے؟
منشوی از غیر جنگ و نعرہ
تو سادگی اور بانسری کی آواز کے سوا نہ سنیں گے
وقت عشرت با خواص آواز چنگ
خواص کے ساتھ عیش و وقت سادگی کی آواز ہوتی ہے
واں پیرویاں گرفتہ جام را
اور حسین جام تھامے ہوئے ہیں
وین شراب و نقل در بزم صفا
شراب اور چینیہ غلوں کی محفل میں ہوتا ہے
وین حریر و ورد مر تعریش راست
اور دشمنین کیڑ اور گلاب خاص تخت نشینی کے لئے ہے
ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
ختم کر! اور اللہ تعالیٰ راست روی کو نیاہد جانتا ہے
تھقتہ ایں دم زیر خاک یرثب ست
اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سولی ہوتی ہے
بے تغیر مقعد صدق اندر ست
بغیر تغیر کے چٹائی کی جگہ کے اللہ ہے
روح باقی آفتاب روشن ست
باقی رہنے والی روح روشن صبح کی طرح ہے
بے ز تبدیلی کہ لاخریہ
وہ بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
شمع از پروانہ کے بیہوش شد
شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

نحوس۔ یعنی تکبر کی نوحہ۔
نہ۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں
ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف ہوتا ہے نہ
بدلت میں قتل کا ڈر ہوتا ہے۔ علم یعنی
خاص مجلس میں بروہاری ہی بروہاری
ہوتی ہے۔ طبل۔ یعنی یہ صرف جنگ
کے وقت کے لئے ہے عیش و عشرت
کی مجلس میں چنگ و دیاب ہوتا
ہے۔ ہست۔ محاسب کی پچھری عام
کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں
حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے
آں۔ سالانہ جنگ جنگ کے لئے
ہوتا ہے عیش و عشرت کی مجلس میں نقل
در شراب ہوتی ہے۔

۲۔ جوشن۔ زہرہ۔ خود۔ جنگ میں
لڑنے کی لوبہ کی ٹوٹی۔ چالیش۔
جنگ میں سخن۔ یعنی ٹھہر و رست کی
شان کا ذکر اور گلاب پھر آنحضرت کی
بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے۔ غارب۔
غروب کرنے والا۔ یرثب۔ مدینہ
طیبہ عظیمہ کلین۔ یعنی آنحضرت کی
روح مبارکہ صف شکن۔ مقعد
صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص
مجلس۔

۳۔ قابل تغیر۔ جسم کے اوصاف اور
اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔
روشن۔ یعنی ناموس اوصاف سے
باک ہے۔ لاشرقیہ مشرق و مغرب
عالم خلق میں ہے اور روح کا خلق عالم
اخر سے ہے۔ آفتاب۔ شمع کے ہیں حضرت
جبرئیل علیہ السلام اور پروانہ کے ہیں۔

۱۔ جسم آنحضرت کی یہ جسمانی
بیہوشی تھی۔ ہنچو ہماری اور مدرس کا
تعلق بھی جسم سے ہے۔ خود روح
کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر
بیان کے جائیں تو کوئی سننے کی تاب
نہیں لاسکتا۔ پوش۔ یعنی آنحضرت کا
جسم مبارک شیر جاں۔ یعنی آنحضرت
کی روح مبارک خفتہ پوش آنحضرت کا
ارشاد ہے: فَنَعْمُ غَنَیٌّ وَلَا نَعْمُ قَلْبٌ
یَمْرِی دُلُوبُ اَعْمَیْسُ سَوَی ہیں دل
نہیں جتا ہے تو روح مبارک سولی نہ
تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے
ایک غیر اختیاری تفاعل طاری ہوا
تقدیرم ساز۔ یعنی سخت چیز کو نرم بنا
دیئے۔ خفتہ ساز۔ آنحضرت کی
روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ
میں تھی ہے کہ وہ مجرموں سے تفاعل
برتتے ہیں ہونہ کوئی ظالم ظلم نہ کر
سکے تیرہ ایک لکڑی ہے جو وہاں
کا مٹی ہے۔ ہنچو چیز مراد ہے
۲۔ نقش۔ غرضیکہ بیہوش کا تعلق
آنحضرت کے جسم سے تھا اور روح کا
تفاعل اس وجہ سے تھا کہ وہ اللہ کی
عبت میں پر جوش تھی۔ مسالک کا تھ
ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند جسم کا تھ
ہے کیونکہ جو کام کا تھ کرتا ہے وہ کام
اس کی ذات کرتی ہے۔ احمد حضرت
جبریل کے پر سے بیہوش ہونے کی
وجہ سے کوئی نہ سمجھے کہ جبریل
آنحضرت سے افضل ہیں اس لئے کہ
آنحضرت کو تعویذ دیر کے لئے بیہوش
ہوئے لیکن اگر وہ اپنے روحانی پرہوں کو
پھیلا دیں تو جبریل ہمیشہ کے لئے
بیہوش ہو جائیں۔

۳۔ چل گذشت۔ اب آنحضرت
کی حضرت جبریل سے افضلیت کا

جسم احمدؑ را تعلق بد بدال
اس بے ہوشی سے احمدؑ کے تعلق تھا
ہنچو رنجوری و ہنچوں خواب و درد
جیسے بیماری اور جیسے سونا اور درد
خود تمام و ر بگویم وصف جاں
میں فزید نہیں کر سکتا ہوں اور کھف بیان کہوں
روہاںش گریک دمے آشفته بود
ان کی اندری اگر تعویذ دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی
خفتہ بود اس شیر کز خواست پاک
وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے
خفتہ ساز د شیر خود را آنچنان
شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے
ورنہ در عالم کرا زہرہ بدے
ورنہ دنیا میں کس کی مجال ہوتی
نقش ۲۔ احمد زان نظر بیہوش گشت
احمدؑ کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا
مہ ہمہ کفست معطی نور پاش
چاند عطا کرنے والا نور چھڑکنے والا جسم کا تھ ہے
احمدؑ اور بکشاید آں پر جلیل
احمدؑ اگر وہ عظیم پر کھول دیں
چول ۳۔ گذشت احمد ز سدرہ و مر صدش
جب احمدؑ سدرۃ المنتہی اور اس کی جگہ سے گزرے
گفت اورا کز پیئم آو مالیست
ان (احمدؑ) نے ان (جبریل) کو کہا میرے پیچھے جاؤ ورنہ پھر

اس تغیر آن تن باشد بدال
سمجھ لے تغیر جسم میں ہوتا ہے
جاں ازیں اوصاف باشند پاک فزد
روح ان باتوں سے پاک اور جدا ہے
زلزلہ افتد دریں کون و مکان
تو کون و مکان میں زلزلہ آ جائے
شیر جاں مانا کہ آں دم خفتہ بود
یقیناً روح کا شیر اس وقت سویا ہوا تھا
اینت شیر نرم ساز و سہمناک
عجب نرم کر دیئے والا اور خوفناک شیر ہے
کہ تماش مرده دانند ایں سگاں
کہ سب کتے اس کو مرده سمجھ لیتے ہیں
گور بودے از ضعیف تر بدے
کہ وہ کمرہ سے تیرہ بھی چھین سکا
نحر او از مہر کف پر جوش گشت
ان کا سند روح باللہ کی عبت میں پر جوش ہو گیا
ماہ را اگر کف نباشد گو مباح
اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کہہ دے نہ ہوا کرے
تا ابد بیہوش ماند جبریل
تو جبریل ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں
از مقام جبریل و از حدش
جبریل کے مقام اور ان کی حد سے گزرے
گفت دروین پس مر استور نیست
انہوں نے کہا جائے اس کے بعد مجھ جلات نہیں ہے

بیان فرماتے ہیں کہ میرا میں وہ آنحضرت کا ساتھ نہ لے سکا۔ سدرۃ المنتہی تک پہنچ کر کہنے لگا کہ اگر آگے بڑھوں گا تو
میرے پر جوش سے جل جائیں گے اور آنحضرت کی ہیراں سے آگے نہ لے سکے۔ ہوئی۔

گفت اُورا ہیں پیر اندر ہم
انہوں نے ان سے کہا ہاں میرے پیچھے اڑ آئیے
باز گفت اُورا بیا اے پردہ سوز
انہوں نے ان سے پھر کہا 'اے پردہ سوز! آ جا
گفت پیر ہڈیں خدایہ خوش فرم
انہوں نے کہا اے میرے اقبال منداں حد سے باہر
حیرت اندر حیرت آمد زیں قصص
ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
میں شہیا جملہ اینجا بازی است
یہ ساری بیخیاں یہاں کھیل ہیں
جبریل اگر شریفی گر عزیز
اے جبریل! خولہ تم شریف ہو خولہ عزت والے
شمع چوں دھوت گند وقت فروز
شمع جب روشن ہونے کے وقت بلائے
اس حدیث مقلب را گور گن
اس اٹی بات کو دُن کر دیجئے
بند گن مشکِ سخن پاشیت را
اپنی گفتگو کی مشکِ پاشی کو بند کر دیجئے
آنکہ سر کندشت از بَاش از زمیں
جس شخص کے اجزاء زمین سے نہیں گزرے ہیں
لَا تَخَالِفُهُمْ حَبِیْبِي دَارَهُمْ
اے میرے پیارے! مخالفت نہ کر ان کی عمارت کر
اَعْطِ مَا شَأُوْا وَ ارْأُوْا وَ ارْضَهُمْ
دے جو وہ چاہیں اور لہاں کریں ان کو راضی رکھ
تاری اندر شتہ در نازِ خوش
جب تک کہ تو شاہ اور عہدہ ناز پر پہنچے

گفت رَوَ رومن حریف تو نیم
انہوں نے کہا جانیے میں آسکا سہمی نہیں ہوں
من باوِج خود نر قسم ہنوز
میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں
گر زخمِ پَر دے بسوزد پَر من
اگر میں پر ہلاؤں یہ پر جل جائیں گے
میشی خلد گاہ اندر انھیں
خوش کی غفلت انھیں کے معاملہ میں
چند چانداری کہ جاں پروازی است
آپ کتنی جان رکھتے ہیں؟ کہ جان کی مشغول؟
تو نہ پروانہ و نہ شمع نیز
تم نہ پروانہ ہو اور نہ شمع
جان پروانہ نہ پرہیز در سوز
پروانہ کی جان جلن سے پرہیز نہیں کرتی ہے
شیر را برعکس صید گور گن
شیر کو بالکس گور کا شکار بنا دیجئے
وَ امکن انبان قلمائیت را
"توجہ چاہیے کہو" کے تیلے کو نہ کھولیں
پیش او معکوس قلمائیت اس
"تو جو چاہیے کہو" اس کے لئے الٹا ہے
یَا غَرِیْبَانَا لَا فِی دَارِهِمْ
اے مسافر! جو ان کے گھر مہمان ہے
یَا ظَعِیْنَا سَاکِنَا فِی اَرْضِهِمْ
اے مسافر! ان کے وطن میں ٹھہرے ہوئے
راز یابا مرغزی می ساز خوش
لے لے کے خند لے مرغز کے خند لے لے لے لے

۱ حیرت۔ یعنی حضرت جبریل
نے آنحضرتؐ کی فرمائش پر غفلت کیوں
برنی اس پر حیرت ہے خلد گاہ۔
یعنی حضرت جبریلؑ کو غیرہ انھیں۔
یعنی آنحضرتؐ جبریلؑ حضرت
جبریلؑ کو خطاب ہے کہ تم شمع محمدی
کے پروانہ نہ تھے ورنہ ان کے بلانے
پر پر جل جانے کا غور نہ کرتے مولانا
کی رائے میں سداۃ الستی حضرت
جبریلؑ کی حد پرواز خود ان کی متعین
کردہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
متعین نہیں ہے لہذا آنحضرتؐ کے
بلانے پر ان کو آگے جانا چاہئے تاخولہ
ان کے پر جل جاتے اور جان چلی
جاتی یہ ناسولی موت تو ایک کھیل
ہے

۲ اس حدیث اب مولانا حسام
الدین کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی
عقلیں اپنی ہیں لہذا ہماری یہ باتیں
ان کو اپنی معلوم ہوں گی اب یہ قسم کر
دیجئے اور اپنے آپ کو کہ آپ سوز
شیر ہیں گور جو عوام ہیں ان کا شکار بنا
دیجئے اور بات کرنے میں ان کے
تابع بن جائیے۔ پاشیت۔ یعنی مشک
سخن پاشی تو قلمائیت۔ کہہ تو جو
چاہیے

۳ آنکہ آپ کے فشا کی باتیں
عوام کو اپنی نظر آتی ہیں وہ لوگ ناسولی
ہیں۔ لَا تَخَالِفُہُمْ۔ آپ ان میں
عارضی طور پر ہیں ان کی عقل کے
مطابق باتیں کرتے رہیے تارکی۔
آپ کا وطن عالم آخرت ہے ورنہ یہاں
علاقہ دے کا رہنے والا یعنی مولانا ضیا
الحق مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا یعنی
عوام ان دونوں ملکوں کے رہنے والوں
میں بہت تعدد تھا۔

فرم باید گفت قولاً کینا
 نرم بات نرمی ہے کنی چاہیے
 دیدگان و دیگ را ویراں کنی
 چہلے لہ دیگ کو چہ کر دے گا
 وسوسہ مفروش دلیں الخطاب
 خطاب کی نرمی میں دوسے نہ پھیلایے
 آنکہ عصرت عصر را آگاہ کن
 اے وہ کہ تیرا کاہ زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے
 نرمی باسد ملکن طیش مدہ
 غلط نرمی نہ برتنے اس کو مٹی نہ دیجئے
 کز حروف و صوت مسغینتی
 کیونکہ آپ حرف اور آواز سے بے نیاز ہیں
 اے بساکس را کہ نہادست خاد
 بہت سے لوگوں کے لئے کاغذ رکھ دیئے ہیں
 چوں مغلوب و امی رفت بس
 مغلوب مینڈے کی طرح وہ لوٹ گئے
 در رز معنی و فروں بریں
 معانی کے گہرستان اور جنت میں
 ایں سر خرا ازیں بطخ زار
 اس قلیز سے گدھے کے سر کو
 نشو دیگر بخشش آں مبطخ
 وہ قلیز اس کو دھرا نشوفا بخندے گا
 نے غلط ہم ایں ز تو ہم آں ز تو
 نہیں غلط ہے یہ کسی ایک باب سے کسی ایک باب سے ہے

مسیا! در پیش فروں زمن
 اے مسیحا! زمانے کے فروں کے سامنے
 آب اگر در روغن جوشاں کنی
 اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
 نرم گولیکن مگو غیر صواب
 نرم بات کے لئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کہیئے
 وقت عصر آمد خن کاتاہ کن
 عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
 گو تو مر گل خوارہ را کہ قندیہ
 آپ مٹی کھانے والے سے کیسے کہ شکر بہتر ہے
 نطق ۲ جاں را روضہ جانیستی
 آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی بانچہ ہیں
 ایں سر خر در میان قند زار
 اس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں
 ظن بیرواز دور گایں آست و بس
 وہ سے انہوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا
 صورت حرف آں سر خرداں یقیں
 حرف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے
 اے ضیاء الحق حسام لدیں برآر
 اے ضیاء الحق حسام الدین نکال دیجئے
 تا سر خر چوں بمرد از مسلح
 تاکہ جب گدھے کا سر مدغ کی جہ سے مرجائے گا
 ہیں زما صور نگری و جاں ز تو
 خبردار! زاری باب سے صورت بنانا ہے اور نہ زاری کی جانب سے ہے

۱۔ مسیحا! حضرت موسیٰ کو کھانا دے
 وہ فرعون کے سامنے نہ ہاتھیں کر رہا تھا
 بھی اپنا ہی کر رہا تھا گرم تیل
 میں پانی ڈال دیا وہ قتل کرنے کا دیکھو
 چاہا بھی خراب ہو گا۔ مخالفوں سے
 سخت بات کرنے میں بات بگڑتی
 ہے نرم بات نرمی سے سمجھ لیکن
 صحیح سمجھنے ان کی خاطر غلط بیانی نہ
 ہوئی چاہیے وقت عصر کے بعد
 کا وقت عموماً تفریح کے لئے ہوتا
 ہے کہ نرم اور صحیح بات کرنے کا
 طریقہ یہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو قند
 کے ٹکڑے بتائے جائیں نرمی میں
 غلط بات ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی
 ترغیب دی جائے۔

۲۔ نطق جاں آب روحانی طور پر
 فصیح کریں جس میں لفظوں کی
 ضرورت نہیں ہے سرف۔ قلیز اور
 گہرستان میں جانوروں کو ڈرانے کے
 لئے مردہ گدھے یا اور کسی حیوان کا
 چم کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو جانور ڈر کر
 بھاگ جاتے ہیں اور خرویدوں اور
 انگوں سے محروم ہو جاتے ہیں عوام
 کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی ان
 کے لئے سرف بہانہ بنائی جاتی ہے وہ مخالفین
 پر غور کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔
 ۳۔ مینڈھا

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مشق کے علوم
 جو مجھ کو گہرستان اور قلیز کے ہیں
 اس میں وہ باتیں نہ کرو جو عوام کے
 لئے سرف بہانہ بنیں۔ تا سرف یہاں سرف
 سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ دنیا کی
 آکاش سے صاف ہو جائیں گے
 تب یہ قلیز یعنی مشق ان کو مفید ہو
 گی۔ مبطخ۔ یعنی قلیز۔ ہیں۔ مولانا

فرماتے ہیں کہ حسام الدین میں
 تمہیں اس لئے لکھیں کہ وہاں

کہ مشق میں اگر جملہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کر دیے۔ نہ یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی
 دونوں تمہارے عطا کر دیے ہیں غرضیکہ مشق کا کلام آپ پر ہے۔

مشقوی صورت بُود جانش تویی

مشقوی صحبت ہے اس کی جان آپ ہیں

برای فلک محمودی اے خورشید فاش

اے روشن صحنہ آپ آسمان پر محمود ہیں

تاز مینی باسما کی بلند

تا کہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ

تفرقہ بر خیزد و شرک و دوئی

تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے

چول ۲ شناسد جان من جان ترا

جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے

موسی و ہاروں شوند اندر زمیں

(جب) وہ زمین میں موسیٰ اور ہاروں بن جاتی ہیں

چول شناسد اندک و منکر شود

جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے

پس شناسائے بگردايند رو

تو پہچاننے والے منہ پھیر لیتا ہے

زیں ۳ سبب جان نبی را جان بُد

ای وجہ سے بری روح نبی کی روح کو

اِس ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن

یہ تو نے سب پر حجاب لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور وار کانش تویی

اس کی جہت بھی آپ اس کا نور اس کے لکان بھی آپ ہیں

بر زمیں ہم تا ابد محمود باش

(خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

یک دل و یک قبلہ و یک خوشوند

ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

وحدت است اندر وجود معنوی

روحانی وجود میں یکائی ہے

یاد دارند اتحاد و ماجرا

تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

مخلط خوش بھجو شیر و انبیل

عمدہ طریقہ پر مکمل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد

منگري اش پردہ سائر شود

اس کا منکر ہونا چھپا ہوا پردہ بن جاتا ہے

خشم کراں مہ ز ناشکری او

وہ چاند اس کی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

ناشناسا گشت و پشت پلي زِد

نہ پہچاننے والی نی اور ٹھکریا

تا بدانی نچ آں گبر کہن

تا کہ پرانے گنہگار کا جھگڑنا سمجھ جائے

۱۔ بر فلک۔ آپ عند اللہ محمود ہیں
خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود
رہیں اور لوگ آپ کی تعریفوں کے
قابل ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔
تاریخی۔ تاریخی لوگ آپ جیسے فلکی
سے مکمل مل جائیں۔ تفرقہ۔ جب
تک ان میں باسویت ہے۔ دوئی
ہے جب روحانی بن جائیں گے
ختم ہو جائی گی۔

۲۔ چول۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا
سبب رحوں کا اتحاد اور تفرقہ ہے۔
موسیٰ۔ جب رحوں میں اتحاد ہوتا
ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون کی طرح شیر و شکر بن جاتے
ہیں۔ چول شناسد۔ اگر تھوڑی سی
پہچان کے بعد اس میں اجنبیت آ
جاتی ہے تو وہ اس کی اجنبیت بالکل
پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس
شناسا۔ یعنی سرابی کی روح اس کی
ناشکری کی وجہ سے اس سے منہ موڑ
لیتی ہے۔

۳۔ زیں سبب۔ اسی وجہ سے
منکروں کی روح نے آنحضرت کو نہ
پہچانا۔ لکن سو غلط نہ تھی۔ رہو
ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی
کہ وہ بولا پہچانتے تھے پھر منکر ہو
گئے۔ مخلوط۔

۴۔ پیش۔ آنحضرت کی پیشانی
سے قل آنحضرت کی تعریف ہر نبی و
نصرانی کا تعویذ بنی ہوئی تھی اور یہ کہتے
تھے کہ ایک نبی آخر الزماں ضرور آئے
گا اور آنحضرت کے تصور سے ان کے
دل تڑپتے تھے۔

ور بیان اعتقاد یہود و نصاری پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر
بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان
علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اُورا حرزِ جاں کردن و ظہورِ شان را خواہاں بُودن
اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور ان کے ظہور کا خواہاں ہونا

پیش ۴ ازانکہ نقش احمد فرمود
ان سے پہلے کہ احمد کی صحت شان دکھائے
نعت او ہر گبر را تعویذ بُود
ان کی تعریف ہر گنہگار کا تعویذ تھی

از خیالِ روشِ دلِ شاں می طپید
ان کے چہرے کے خیال سے ان کا دل تڑپتا تھا
وَر عیاں آرایشِ ہر چہ زُودِ خَر
جس قدر جلد ہو سکے ان کو ظاہر کر دے
باغیاں شاں می شُدندے سَرنگوں
ان سے باقی سرنگیں ہو جاتے تھے
عُون شاں کز اریِ احمد بُدے
آخضر کی حملہ آوری ان کی منگھڑ ہوتی
یادِ او شاں داریِ شانی بُدے
ان کا ان کو یاد کرنا شفا رہنے والی دعا ہوتی
وَر دل و در گوش و در افواہِ شاں
دل اور کان پر اور ان کے منہوں میں
بلکہ فرغِ نقشِ او یعنی خیال
بلکہ ان کی صحت کی فرع یعنی خیال تھا
از دلِ دیوارِ خونِ دل چکد
تو دیوار کے دل سے دل کا خون نکلنے لگے
کہ رہد در حالِ دیوار از دو رُو
کہ دیوار فوراً دو رُئی سے نجات پالے گی
آں دو رُوئیِ عیبِ مرِ دیوار را
وہ رُئیِ دیوار کے لئے بھی عیب ہے
چوں درآمدِ سیدِ آخرِ زمان
جب سیدِ آخرِ اہلِ تشریف لے آئے
چوں بدیدندش بصورتِ بُردِ باد
جب انہوں نے ان کی صحت دیکھی بہاد ہو گئی
قَلبِ را در قَلبِ کے بُودستِ راہ
کوہنے کے لئے، دل میں کب رست ہے؟

کایں چنین کس ہست تا آید پدید
کہ ایسا ایک شخص ہے حتیٰ کہ وہ دنیا میں آئے گا
سجدہ امی کردند کاے رب بَشَر
وہ سجدہ کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!
تَبانامِ احمد از یَسْتَفْتَحُونَ
خضر کے نام کے ذریعہ طلب کرنے کی وجہ سے
ہر کجا خرب مہولے آمدے
جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی
ہر کجا بیماریِ مُزمن بُدے
جہاں کہیں پہلی بیماری ہوتی
نقشِ اومی گشت اندر راہِ شاں
اپن کی تصویر ان کے راستوں میں گشت کرتی تھی
نقشِ اورا کے بیابان ہر شغال
ہر گید ان کی صحت کہیں پاسکتا ہے؟
نقشِ او بر رُوئیِ دیوار اَر قند
ان کا نقش اگر دیوار پر پڑے
آنچنان فَرخِ بُودِ نقشش برُو
اس پر ان کا نقش ایسا مبارک ہو گا
گشتِ بایک رُوئیِ اہلِ صفا
اہلِ باطن کی ایک رُئی والی بن جائے گی
ایں ہمہ انکار و کفر اں زادشاں
ان کا یہ سب انکار کفر پیدا ہو گا
ایں ہمہ تعظیم و تحمید و وادار
سب تعظیم اور اعزاز اور محبت
قَلبِ آتش دید در دم شُد سیاہ
کوہنے نے آگ دیکھی فوراً کالا ہو گیا

محمد اللہ تعالیٰ سے آخضر کی
جلد بشت کی دعائیں مانگتے تھے۔
بِخُضْرٍ قُرْآنِ پاک میں ہے
وَكُلُّ مَنْ قُلٍّ يَنْقَضُ عَنْ
الْفَنِّ غُرُورًا یعنی یہودی بشت سے
پہلے آپ کی بشت کی توقع پر کافروں
کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں
مانگا کرتے تھے نہول۔ ہولناک۔
عوں۔ مدد کرادی احمد۔ احمد کا حملہ
یعنی آپ کے نام کی برکت
۲۔ مُزمن۔ دیرینہ کہنہ۔ نقش۔
آخضر کا تصور ہر وقت ان کے ساتھ
رہتا تھا۔ خیالِ آخضر کا نقش اور
تصویر ان جیسے گید مفت لوگوں کے
دل و دماغ میں نہیں آسکتی تھی وہ ان
کی۔ آخضر کی ایک خیالی تصویر تھی۔
دیوارِ دیوار کی دوسری اس کا عیب ہے
اگر آخضر کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ
جائے تو وہ گمانی اور فحش ہو جائے۔
۳۔ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں
حَقْلًا جَلَّةَ هُمْ مَاعُرُفُوا كُفْرًا
بہ جب وہ چیز ان کے پاس آئی جس
کو وہ جان چکے تھے تو اس کا کفر کرنے
لگے بصورت۔ یعنی آخضر کی
بشت ہوئی اور اہلِ صحت کے ساتھ
ان کے سامنے آئے۔
۴۔ قَلب۔ وہ کھانا سکھتے تھے جب
اس پر ایمان کی گری پڑی وہ لوہا کالا ہو
گیلہ قَلب۔ کھٹوں اور مانتوں کی
اللہ کے دل میں محبت نہیں ہوتی
ہے۔

قلبِ امی ز دلافِ اشتیاقِ محک
 کھٹ سکے کسٹی کے شوق کی شنی ملتا تھا
 افتد اندر دامِ فکرشِ ناکسے
 تلافی اس کے کر کے چل میں پھنستا ہے
 کایں اگر نہ نقدِ پاکیزہ بدے
 تاکہ اگر یہ کمرے لہر پاکیزہ نہ ہوتے
 چچ از لافِ محک دیدن زدے
 تمبی کسٹی کے دیکھنے کی شنی بگھاتا
 اوس محک می خولہد تما آچنجان
 وہ کسٹی چاہتا ہے لیکن لکی
 گر بگویم تا قیامت زیں کلام
 اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کہیں گا
 آں محک کہ اونیہاں دارد صفت
 وہ کسٹی جو چھپانے کی صفت رکھے
 آئینہ ۳ گو عیبِ رُو دارد نہاں
 وہ آئینہ جو چہرے کا عیب چھپائے
 آئینہ ۴ یود منفق باشد او
 وہ آئینہ نہ ہو گا ' منافق ہو گا
 آئینہ ۵ جو راست گوئے بے نفاق
 چ کہنے والا ' بے نفاق آئینہ تلاش کر
 تاکہ عینِ آئینہ ات سازد خدا
 تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ بعینہ آئینہ بنا دے
 عرشِ چہ و چرخِ چہ اے دُولباب
 اے عقلمند! عرش کیا اور آسمان کیا؟

تا مریداں را در انداز و بشک
 تاکہ مریدوں کو شک میں ڈال دے
 ایں گماں سرِ بزمند از ہر نخسے
 یہ خیال ہر کہینہ سے ابھرتا ہے
 کے بسنگِ امتحانِ راعب شدے
 تو کسٹی کی جانب کب راعب کرتے
 یا بسنگِ امتحانِ شوقِ بدے
 یا اس کو کسٹی کا شوق ہوتا
 کہ نگرود قلہی اوزاں عیاں
 کہ اس کا کھٹ اس سے ظاہر نہ ہو
 صد قیامت بگذرد ایں نا تمام
 سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ پامل رہے گی
 نے محک باشد نہ یور معرفت
 نہ وہ کسٹی ہو گی ' نہ پہچانے کی روشنی
 از بری خاطر ہر قلتباں
 ہر دیوت کی خاطر سے
 ایں چنیں آئینہ را ہرگز جو
 ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر
 ختم گن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاقِ
 ختم کر دے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہے
 کہ نماید عرش را ہنچوں سما
 کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھا دے
 فہم گن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 سمجھ لے ' اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ قلبی درد کھٹا کسٹی کا شوق
 اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو
 شک میں مبتلا کر دے اور وہ سمجھیں کہ
 اگر یہ کمرے لہر پاکیزہ تو کسٹی کا شوق کیوں
 ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں مبتلا
 مبتلا ہوتے ہیں۔

۲۔ لو محک! ایں ناہاں کو یہ سمجھنا
 چاہیے کہ وہ کھٹا کسٹی چاہتا ہے لیکن
 سمجھتی کسٹی چاہتا ہے جس سے اس
 کا عیب نہ ظاہر ہو سکے کہ بگویم یہ
 کلام تو اس قدر ہلکا ہے کہ قیامت
 تک بھی ختم نہ ہوگا لہذا اس کو ختم کر دینا
 چاہیے اس محک۔ ہر حال اتنی بات
 اور سن لو کہ جو کسٹی عیب کو چھپائے وہ
 نہ کسٹی ہے اور نہ اس میں پہچانے کا
 نور ہے۔

۳۔ آئینہ جو آئینہ چہرے کا
 عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ
 منافق ہے ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ
 کر۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو
 چہرہ تجھ دکھادے تاکہ ایسے آئینہ
 یعنی تجھ کے ذریعہ تجھے خدا خود ایسا
 آئینہ بنا دے گا کہ اس میں عرش
 آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔
 عرش۔ عرش اور آسمان تو کیا اس آئینہ
 میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آئے نہیں
 گی سمجھ لے!



